بعونہ تعالیٰ

قصۂ عجیب و غریب سراپا تنبیہ و تہذیب و اقعی انسان کے لیے عبرت خیز اور مشام جان کے لیے عجیب عطر بیز ہی اسکے مصنف نازک خیال نے مجاز کو حقیقت کر دکھایا ہر ہر فقرہ میں فصاحت و بلاغت کا دریا بہایا

الموسوم بہ

تفریح الاحرار

ترجمہ

معز الدین نامہ

جلد نہم

بوستان خیال

ہے

ترجمہ کا عزم مصمم نواب مرزا محسن علیخان معروف بہ آغا جو صاحب متخلص بہ ہندی مرحوم و مغفور نے فرمایا تھا لیکن قضا نے مہلت نہ دی اب بحسن مساعی کارپردازان مطبع و عرق ریزی منشی پیارے مرزا صاحب و مرزا علی خان صاحب یہ جلد مکمل ہوئی

باہتمام پنڈت منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپا

اطلاع

بفضل خدا اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جس کے ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	

بوستان خیال — مصنفہ محمد تقی خان انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین۔ باشندۂ گجرات یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ دہلی مین وارد ہوے انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا ان کے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے آخر اُنھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف کرکے اس محفل مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصۂ دلآویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور یہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصہ عجیبہ کے واسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اس کی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اُردوے معلی کے اسکا رواج جاتا رہا۔ اس زمانہ مین کہ فارسی کا رواج کالعدم ہوگیا تھا لہٰذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع مین کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑکر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے اُن کا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۸ اجلادین ہین اور ترجمہ ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین۔

نام کتاب	قیمت
۱۔ جلد مہدی نامہ۔	للعہ ر
۲۔ جلد دوحۃ الابصار موسوم بہ معزالدین نامہ۔	للعہ ر
۳۔ جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ۔	سے ر
۴۔ جلد شمس النہار ترجمۂ خورشید نامہ۔	لعہ ر
۵۔ جلد مطلع الانوار۔	سے ر
۶۔ جلد خزینۃ الاسرار۔	عہ ر
۷۔ جلد نور الانوار ترجمۂ خورشید نامہ۔	عہ ر
۸۔ جلد مشرق الآثار ترجمۂ خورشید نامہ۔	صہ ر
۹۔ جلد تفریح الاحرار ترجمۂ معزالدین نامہ۔	سے ر

داستان امیر حمزہ صاحبقران — جسکی ترتیب وترکین آٹھ دفترون مین ہے اور ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے دربارون مین داستان گوؤن کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی۔ چونکہ کتاب نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جاے لہٰذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہوکر طبع ہوا جس کی قیمت درج ذیل ہے

نام کتاب	قیمت
۱۔ نوشیروان نامہ جلد اول۔ دفتر اول	عما ر
۲۔ 〃 〃 جلد دوم۔ 〃	عما ر

بعونہ تعالیٰ

یہ قصہ کہ عجیب و غریب سراپا تنبیہ و تہذیب واقعی انسان کے لیے عبرت خیز اور مشام جان کے لیے
عجیب عطر بیز ہو اسکے مصنف نازک خیال نے مجاز کو حقیقت کر دکھایا ہر ہر فقرہ زیب فصاحت و بلاغت کا پایا

الموسوم بہ

تفریح الاحرار

ترجمہ

معز الدین نامہ

جلد نہم

بوستان خیال

جسکے

ترجمہ کا عزم مصمم نواب میر احسن علیخان معروف بہ آغا مجھو صاحب متخلص بہ ہندی مرحوم و مغفور نے فرمایا تھا لیکن قضائے
مہلت نہ دی اسکے بعد مساعی کارپردازان مطبع و بہ عرق ریزی منشی پیارے مرزا صاحب و مرزا علی خان صاحب جلد مکمل ہوئی

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خیالی باغون کی نسیم فیض کے مشتاق دلون کو تازہ مژدہ ہو کہ بوستان خیال نوین بہار کی نظر افروز حسن کے زیور سے از سر نو ہر ہفت ہوتا ہے یعنی جلد نہم ترجمہ بوستان خیال مسمی بہ تفریح الاحرار شروع کیجاتی ہو جسکے ترجمہ کا عزم دراصل جناب نواب مرزا محسن علیخان المعروف بہ آغا مجو صاحب متخلص بہ ہندی مرحوم نے فرمایا تھا لیکن بوجہ وفات نواب صاحب مرحوم وہ ارادہ ناتمام رہا۔ اب آنحضرت کے شاگرد رشید منشی پیارے مرزا صاحب اور نواب مرزا علیخان صاحب نے از جانب مطبع اودھ اخبار اس جلد کی تکمیل فرمائی جن دیدہ ور ناظرین نے اس باغ کے سب بہارون کی گلگشت فرمائی ہوگی انشاء اللہ اس نوین بہار کی سیر مین وہ لطف اٹھاینگے کہ وارفتہ ہو جاینگے کیونکہ جس باغ کا نخلبند آغا مجو صاحب سا فصیح بیان اور منشی پیارے مرزا صاحب و مرزا علیخان صاحب سا وباندان باغبان ہو اسکی نسیم بہار کیونکر نہ مشام افروز جان ہو۔ ذیل مین مختصر فہرست داستانون کی گذارش کیجاتی ہے جسکو گویا کوزہ مین دریا سمجھنا چاہیے

فہرست داستانہائے ترجمہ بوستان خیال جلد نہم مسمی بہ تفریح الاحرار بقید صفحہ

۲

آغاز داستان مسرت عنوان کہ اول سے آخر تک مشتمل ہی او پر حال فرخ مآل بادشاہ جم جاہ و عالم پناہ خورشید لوا فاتح طلسم بیضا مبطل بنیاد کفار سرکوب اہل عناد و اشرار عالی خاندان دودمان زوج ملکہ شمشہ تاجدار عذب البیان شہریار واجب التعظیم شاہزادہ معز الدین ابو تمیم نیز عجائبات و وقعات طلسم اور افسانہاے نو آئین و داستانہاے رنگین رزم و بزم -

راوی وقائع نگار نکتہ سنجان عالی وقار کی خدمت مین عرض پرداز ہی کہ جلد ثانی مین داستانہاے معز الدین کو بیان کر صاحب قران اعظم گردون حشم و صاحب قران اصغر فلک قدر یعنے شاہزادہ خورشید تاج بخش و شاہزادہ بدر حقیقی مع حالات رفقاے عالی درجات و محبوبان والنواز انجام کو پہونچایا اور جلد ہشتم مین ابتدا سے انتہا تک حالات صاحب قران اعظم گردون حشم ملقب بہ خورشید تاج بخش کے لکھے چنانچہ ملاقی ہونا برادر عزیز القدر شاہزادہ بدر منیر سے اور رفیقان رفیع الشان کا مطلوبان و معشوقان زہرہ جبین سے اور فتح کرنا طلسم سحر تجمل سلیمانی کا اور محفل جشن عروسی کا برپا ہونا اور تارک دنیا ہوکر گوشۂ خلوت مین عبادت پروردگار کرنا اور بعد وفات حکیم بزرگ کے دفن و کفن سے مع رسوم ہونا اور شاہزادون کا صدمۂ مفارقت مین حکماے عالی منزلت کے ملول و غمگین ہونا وغیرہ مفصل و مشرح معرض تحریر میں معز الدین نامہ جلد ہفتم کے اول مین یہانتک بیان ہوا ہی کہ صاحب قران اکبر یعنے شاہزادہ معز الدین نامور کو سنا اور مترجم قصص ہذا نے شاہنامۂ خورشیدی کو آخر جلد ہشتم مین لباس اختتام پہنایا اور اب اسی مقام داستان ہذا کو مسلسل و مربوط کرتا ہی -

آغاز داستان جلد نہم

بیت

نگارندۂ نقش معنی فریب
عروس سخن را چنین داد زیب

کہ جب سلطان والا شان خرد پرور صاحب قران اکبر شاہزادہ معز الدین ابو تمیم واجب التعظیم نے کتاب تاریخ الاعظم بزرگ کو ابتدا سے انتہا تک بالتصریح سنا نہایت درجہ سرور حاصل ہوا بعد اسکے ثواب فاتحہ و درود ارواح مطہرہ صاحب قران گردون حشم اور صاحب قران اصغر فلک قدر و جناب حکیم اسقلینوس الہی و حکماے بانیان طلسم کو بخشا و دیگر مستحقان فلک اشتباہ کو لطیفات منصب و خلعت و زر و جواہر مالا مال فرمایا اسوقت پادری ایدروس اپنی کرسی زرنگار سے اٹھا او

مجبور ہو کر بالاتفاق سب نے شمشاد نوجوان کو کہ ملکہ شمسہ تاجدار کا عیار و نیز برادر رضاعی ہے اپنا پیغامبر مقرر کر کے بھیجا ہوگا کہ سوا
اسکے اور کوئی ایسا معتمد نہیں ہے الغرض صاحب قران اکبر فلک قدر نے شمشاد کا نام سنتے ہی سر زانوے فکر سے اٹھایا اور لیبد شوق
درگہ سالار کو حکم دیا کہ شمشاد کو جلد لاؤ صاحب قران اکبر نے لوح بیضا گلے سے اتار کے ملاحظہ فرمائی لوح سے اجازت ہوئی کہ بوقت
تم شاہنشاہ بزرگ کی سماعت اور جشن عالی سے فرصت پاؤ اسوقت طلسم بیضا کا قصد کرو اور بقیہ طبقات کو بھی مفتوح کرنا بعد ازان
مظفر و منصور مراجعت فرماکے کفار و اشرار امتحبل علے کا استیصال فرمانا بعد فراغ ان امورات کے آراستگی جشن عروسی ملکہ ماہ سیماو
شناخت نازنینان راجبین میں بخاطر جمعی تمام سرگرم و مصروف ہو کے اپنے حصول مقاصد و طے مراحل و مہمات کا سجدۂ شکر کریم کارساز
کی درگاہ میں بجالاؤ اور اے شہریار نامدار آگاہ ہو کہ فتح بقیہ طلسم بیضا کی بھی کلید کار و ہادی و مددگار یہی لوح ہوگی اور راہ طلسم بیضا
قصر اخضر سے مقرر کی گئی ہے یعنی تم قصر اخضر کے اندر ہو کے طلسم میں تشریف لیجانا جب اندر پہونچو گے وہاں پہونچکر لوح بیضا کا احضار
کرنا دوبارہ ضروری ہے والسلام صاحب قران اکبر نے لوح کو بوسہ دیا اور گلے میں پہن لی تکرار دیگر صاحب قران اکبر کو اس بات
سے حیرت رہی کہ ابکی مجھے لوح نے طلسم میں جانے کا راہ غیر متعارف سے حکم دیا ہے اسمیں کچھ بھید ہے اسی سوچ میں صاحب قران
اکبر تھے کہ شمشاد نوجوان بھی بارگاہ فلک اشتباہ میں آیا اور مودب آداب و تسلیمات بجالایا اور آئین ملوکانہ دعا و ثنا ادا کی صاحب قران
اکبر شمشاد کو دیکھ کر نہایت مسرور ہوے اور شمشاد کو قریب بلا کر فرمایا اے قاصد فرخندہ فال تو عین انتظار میں آیا تیرے آنے
سے مجھے اسقدر خوشی ہوئی کہ میں اس فرحت قلب کو بیان نہیں کرسکتا اے شمشاد اسوقت میں عجیب افکار و اضطراب میں تھا
تمہارا آنا مجھے غنیمت ہوگیا اب کہو تمہاری ملکہ عالی منزلت و خواتین محلات خیر و عافیت سے ہیں شمشاد نوجوان نے عرض کی
بفضل ایزد متعال سب خرم و مسرور حضور پر نور کی ترقی جاہ و مال و ثنا کے واسطے دست بدعا ہیں ابوالحسن جوہر نے عرض کی
اے شہریار گردون وقار مصرعہ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار + اسوقت خاص میں شمشاد کا آنا فضل پروردگار کہنا چاہیے
بلکہ تائید غیبی تصور کرنا چاہیے اور اس کریم کارساز نے اس خادم پر بھی رحم و کرم فرمایا کہ غلام بادیہ پیمائی کی تکلیف سے محفوظ
رہا شمشاد نوجوان خود ہی آپہونچا اب خدا کے فضل سے نہایت سہولت سے مقصد حاصل ہو جائیگا پس حضور جو پیغام معرفت
شمشاد نوجوان کی دایہ سمن بانو کو بھیجا ہو بھیجدیں صاحب قران اکبر نے فرمایا اے برادر عزیز القدر مصرعہ صلاح باہمہ است
کان صلاح شماست + الغرض شمشاد نوجوان نے خواتین عالی وقار کا سلام شوق بعد اشتیاق ملاقات عرض کیا اور ایک کاغذ
سربمہر محبت نامہ صاحب قران اکبر فلک قدر کی خدمت میں پیش کیا صاحب قران اکبر نے بہزار تمنا و شوق پہلے عنوان محبت نامہ کو
ملاحظہ فرمایا اور مہر محبوبہ گل رخسار پر بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگائی اور فرط خوشی سے رنگ سرخ ہوگیا۔ الغرض اس اشتیاق نامہ
کو خوب بغور ملاحظہ فرمایا اسمیں بعد مضامین شوقیہ کے یہ لکھا تھا کہ اے شہریار عالی وقار مدت مدید و عرصہ بعید ہوا کہ حضور نے
ہم کنیزوں کو بھولے سے کبھی یاد نہ فرمایا نہایت تعجب ہے کہ ہم گرفتاران دام الفت و مبتلاے بلاے فرقت کو جلوۂ جمال جہان آرا
سے محروم رکھا یہ امر شرط مروت و آئین محبت سے سراسر خلاف معلوم ہوتا ہے ہمارا حال اب حضور کے فراق و ہجر میں ایسا

ہوگیا ہے کہ قابل تحریر نہیں۔ شعر

پھول کر او چاند کے ٹکڑے ادھر آجا کبھی ۔۔۔ میرے ویرانے میں کبھی ہوجائے دم بھر چاندنی

مگر یہ عرض یہ ہی کہ حضور جب تشریف لاوین تو اسی راہ قدیم سے کہ جو خاص حضور کی تشریف آوری کے لیے مقرر کی گئی ہی بشرطیکہ شہر یار دیو مدار اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس خانہ پُرخار کو رشک گلزار فرمائیں والسلام صاحب قران اکبر مضمون رقعہ کو ملاحظہ فرماکر اپنی تغافل شعاری سے نادم و منفعل ہوے اور دل میں کہتے تھے اے معز الدین واقعی تو نے بہت بڑی و عدہ خلافی اُن خواتین وفاشعار سے کی بلاشک و شبہ عشق میں غلبہ کرتا ہے۔ فرمائی میں ایسا خود غلط ہوگیا کہ تجھے دین و دنیا کا کچھ ہوش نہ رہا اور اپنے وعدہ کا مطلق خیال نہ رہا۔ الغرض صاحب قران اکبر باوجود اپنی ندامت و فلاوت و عاشقی کے اس قدر شاد ہوے کہ جسکا بیان نہیں اور اُن محبوبان وفاکیش کے اشتیاق نے دل کو بے چین کردیا اور ایک ولولہ اشتیاق و غلبہ محبت ایسا دل میں پیدا ہوا کہ اُسی وقت سامان روانگی قصر اختر کیا ابو الحسن جوہر کو بلایا اور تخت فرماندہی پر قائم مقام اپنے بٹھایا اور تمام مدارج و امورات ملکی سمجھا دیے اور کہا کہ دیانتداری و ہوشیاری سے کام کرنا اور ہر ایک کی پاسداری و خاطرداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہو اور ہر لحظہ و ہر روز کے حال سے ہمیں مطلع کرتے رہنا جوہر نے فرمان واجب الاذعان صاحب قران اکبر عالی شان کو بصدق دل قبول و منظور کیا اور عرض کی حضور بہمہ وجوہ خاطر اقدس کو مطمئن فرمائیں خدا کے فضل و کرم اور اُسی کے مرحمت و عنایت سے تا مقدور کسی طرح کا ہرج نہونے دونگا مگر ایک تکلیف یہ غلام بھی حضور کو دیگا کہ میری طرف سے نادرہ راز دار و محبوبہ شیرین کار کو سلام شوق فرما دیجیے گا فدوی حضور کا نہایت شکر گزار ہوگا صاحب قران اکبر نے فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ تمہارا پیغام ضرور کہہ دونگا بلکہ اور کچھ زیادہ اپنی طرف سے کہہ دونگا یعنی یہ کہ ابوالحسن کو میں نے ہر چند چاہا نہایت اصرار کیا کہ میرے ساتھ چلیں مگر اس بندۂ خدا نے مجھ کو یہ جواب دیا کہ مجھے اب کسی کی خواہش کچھ نہیں میں اب ولولہ محبت و جوش عشق میں ایسا خود رفتہ نہیں ہوں کہ ناحق ان بے وفاؤن کے فقط مذاق پاکبازانہ کے واسطے اس قدر رنج و ایذا سے سفر اُٹھا کے جاؤن مفت کی رسوائی اپنے ذمہ لون مجھے کیا فائدہ جسکو ہزار مرتبہ غرض ہو اور شوق صحبت بے تکلفی رکھتی ہو وہ ایک شب کو ہمارے پاس آوے اپنی غرض نکالے چلی جاوے ورنہ مجھے معاف فرمائیے فقط صحبت و اختلاط کے لیے یہاں بہت معشوقان زہرہ جبین ایک سے ایک حسین و خوبصورت بصد شوق و تمنا سے دل موجود ہیں مجھے کسی کی کیا پروا ہے اس طرف کا خیال خواب میں بھی نہیں آتا ہے کیا حاصل ہے کہ جو میں لشکر میں رہون۔ شعر

ما ہمانیم و سیہ مستی ہر روزہ ہمان	لے شب جمعہ شناسیم نہ ماہ رمضان

ابوالحسن جوہر نے عرض کی ضرور میرے حق میں مناسب یہی ہی القصہ صاحب قران اکبر جملہ ارکین سلطنت و اعیان مملکت اور حکماے عالی منزلت سے رخصت ہوے بعض امرا نے عرض کی ای خسرو عالی جاہ و بادشاہ گردون پناہ ارشاد فرمائیں کہ حضور بدولت و اقبال کا کب تک قصد معاودت ہی صاحب قران اکبر نے فرمایا انشاءاللہ المستعان بعد انصرام جملہ امورات مروجہ و فتح بقیہ طلسم داخل اردوے معلی ہونگا۔ پھر کوئی قضیہ باقی نہ رہیگا اور اس مرحلہ سخت کا طی کرنا بھی ضرور ہی بعدہ باطمینان تمام اپنے مقاصد دلی کا

انتظام بھی واجب ہے القصہ صاحبقران اکبر نے کل امرا و سرداران نامدار کو تسلی و تشفی دی اور ابو الحسن جوہر کو بھی رخصت کیا آپ باچشم پر آب خنگ جہان پیما پر سوار ہو کر لشکر فیروزی اثر سے باہر نکلے شمشاد نوجوان ہمراہ رکاب چلا جاتا تھا اور صاحبقران اکبر براہ کوہستان روانہ ہوے شمشاد نوجوان اسپ شہر یار گردون وقار کو راہ کوہسار طے کرواتا لیے جاتا تھا بعد قطع منازل و طے مراحل دامنہ جبل اعلے میں پہونچے شمشاد نوجوان صاحب قران اکبر کو بالاے کوہ لیگیا اور جس راہ سے کہ اول صاحبقران اکبر قصر اخضر میں تشریف لیگئے تھے اسی راہ سے قصر اخضر میں پہونچے جس وقت صاحبقران اکبر دروازہ قصر پر تشریف لیگئے اور سایۂ قامت زیباے صاحب قران اکبر دروازہ پر پڑا فوراً در قصر خود بخود وا ہو گیا اس عرصہ میں خبر آمد صاحب قران اکبر تمام محلات میں منتشر ہوئی ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح دلکشا یعنی خواتین زہرہ جبین بے مجرد مشہور ہونے اس خبر کے لباس مکلف زیب جسم کیا اور زیور جواہر نگار سے آراستہ و پیراستہ ہوئین اور نادرہ راز دار و خلاصہ ماہر و غمزہ شیرین کار و گوہر بزم افروز و ملاحت پری وغیرہ پریزادون نے بزم طرب و شادمانی کے سامان بہم کیے اور صاحب قران اکبر کے انتظار میں چشم براہ تھین ناگاہ کنیزان متعینہ دروازہ نے اطلاع دی کہ صاحبقران اکبر داخل قصر ہوے بمجرد سننے خبر فرحت اثر تشریف آوری صاحب قران اکبر یہ چارون شہزادیان بہزار اشتیاق زیارت جمال صاحبقران اکبر بے اختیار قصر کے دروازہ پر استقبال کے لیے مع کنیزان ہمراہی وغیرہ جمع ہوئین صاحب قران اکبر نے جب دروازۂ قصر سے قدم آگے بڑھایا ہر ایک شاہزادی آگے بڑھی اور رسم استقبال بجا لائی اور خوانہاے زر و جواہر نثار سر مبارک کیے مبارکباد کا شور ہوا صاحب قران اکبر عالی درجات بھی ہر ایک سے بخندہ پیشانی پیش آئے بعد اسکے یہ چارون شاہزادیان یعنی ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح دلکشا نہایت باعزاز و احترام اس گوہر بحر اخلاق و مروت و احسان کو قصر اخضر مین لائین اور تخت جواہر نگار پر بٹھایا صاحب قران اکبر نے جو ہر ایک محبوبۂ آرام دل و جان کو اسوقت نہایت آراستہ و پیراستہ دیکھا آتش رغبت مشتعل ہوئی آخر بیتاب ہو کے پہلے ملکہ شمسہ تاجدار عذب البیان اور ملکہ نوبہار گلشن افروز پری کو سینہ سے لگا لیا اور لب و رخسار کے دو چار بوسے لیے اسی طرح ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح دلکشا کو بھی آغوش شوق میں لے کے سینہ سے لگایا اور پیار کیا پہلو میں بٹھایا دل آرزو مند وصال کو اس بیتابی و بیقراری سے گونہ تسکین ہوئی الغرض ہر ایک زہرہ جبین و نازنین پر نظر الطاف شاہانہ فرمائی ہر چند کہ اسوقت شرم و حیا سے صاحب قران اکبر مانع بیباکی ہوئی کہ مجمع عام مین گلے لگانے اور بوسہ لینے کا موقع و محل نہ تھا لیکن جاذبۂ شوق نے از خود رفتہ و مدہوش کر دیا مطلق پاس و لحاظ باقی نہ رہا ملکہ شمسہ تاجدار نے بھی غرق بحر شرم ہو کر پہلو تہی کرنا چاہا لیکن صاحب قران اکبر اس محبت و ذوق و شوق مین اس زور سے سینہ سے لگائے ہوے تھے کہ جدا نہ ہو سکی جب صاحب قران اکبر فلک قدر سریر آراے عیش و نشاط ہوے اور چارون شاہزادیان بھی بہزار ناز و انداز اپنے اپنے منصب پر حسب مراتب صاحب قران اکبر کے گرد و پیش اس تخت کے جو کہ خاص واسطے رونق افروزی صاحبقران کے مقرر تھا بیٹھین یعنی ملکۂ عالم شمسہ تاجدار داہنی طرف اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کہ سر دفتر خوبان جہان تھی شاہزادی

کے دست حبیب کی طرف اور ملکہ ناطقہ روشن بیان سرخیل نسوان عالم روبرو سے شاہزادہ عالی جاہ او ملکۂ صبیح دلکشا [illegible]
شاہزادہ عالیشان زینت بخش محفل ہوئیں اسی طرح ملاحت پری دگوہر بزم افروز بھی اپنے قرینہ و مرتبہ سے بیٹھیں بعد اسکے
ملکہ شمسہ تاجدار عالی وقار نے حکم دیا کہ جلد محفل عیش و نشاط آراستہ ہو اور سامان مے نوشی مع کشتی و جام و صراحی و ساقیان
سیمین عذار و ماہرویان شمع رخسار لاؤ بمجرد اس حکم عالی کے کارپردازان چابک دست و ہوشیار نے از سرنو محفل طرب و نشاط
کی تیاری کا داروغۂ ارباب نشاط کو حکم دیا داروغۂ ارباب نشاط نے فوراً بزم طرب و انبساط بصد زیب و زینت آراستہ کی ناچ ہونے لگا
نواب ناظر دست بستہ حاضر ہوا ادھر شیشہ ہائے مے ناب و جامہائے زمرد نگار و مینا کار کی کشتی حاضر ہوئی صاحب قران اکبر
فلک قدر نے نادرۂ راز دار و غمزۂ شیریں کار سے فرمایا آج تم دونوں زہرہ جبینان ماہ لقا خدمت ساقی گری کو انجام دو اور
بخوشی دل قبول کرو کہ ہم تمہارے دست نگارین سے مے نوشی کرینگے۔ القصہ نادرۂ راز دار و غمزۂ شیریں کار نے خدمت ساقی گری کو
برضا و رغبت دل قبول کیا بلکہ اول صاحب قران اکبر کو جام شراب گلفام دیا ناز و انداز و عشوہ و کرشمہ سے اور صاحب قران
اکبر نے وہ جام نوش کیا پھر تو جام مے گلفام گردش میں آیا ایک ایک دو دو جام بادۂ گلگون ہر ایک لالہ عذار نے صاحب قران
اکبر کو پلائے لیکن ہر ایک نے دفتر شکایت کا کھولا سب سے اول ملکہ نوبہار نے کہ نازک مزاجی میں شہرۂ آفاق و حاضر جوابی
میں مشاق تھی صاحب قران اکبر سے کہا اے شہریار عالی وقار حضور کے آئینہ دل پر ہماری طرف سے کیا غبار ہے کہ آپنے ایکبارگی
ہمارا خیال صفحۂ دل سے محو کر دیا آپ کو اپنا قول کچھ یاد ہے کہ خود بدولت نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا تھا اور کیا اقرار واثق
کیا تھا کہ گاہے ماہے ما بدولت تم کنیزان آشفتہ و پریشان حال و مشتاق جمال خورشید مثال کو اپنے دیدار سے ضرور مشرف و مسرور کیے
رہینگے واہ کیا خوب ایفائے وعدہ فرمایا ہے واقعی صاحبان عدل و انصاف ایسا ہی وعدہ کرتے ہیں یا شاید کوئی ایسا قصور ہمسے سرزد ہوا
کہ جسکے عوض میں حضور نے اس اقرار کو فراموش کر دیا اے شہریار گردون وقار ارشاد ہو کہ ہم گنہگاروں سے واقعی کیا قصور سرزد ہوا کہ
جس سے حضور نے اس مدت میں ایکبار بھی سرفراز نہ فرمایا صاحب قران اکبر نے ملکہ نوبہار کی تقریر سنکے شرم سے نیچی آنکھیں کرلیں
اور مسکرا کے فرمایا اے ملکہ آفاق جو تم کہتی ہو درست ہے مگر اسواسطے کہ تم نہیں جانتیں کہ ہمکو کیا امر دشوار درپیش تھا اور کس افکار میں گرفتار تھے
ورنہ ہمسے کبھی ایسی شکایت نکرتیں لیکن ہم کہتا ہوں کہ میں نے دیدہ و دانستہ تغافل شعاری نہیں کی ہاں بسبب سماعت کتابت
شاہنامہ بزرگ کے اور بعض امورات ضروری کے ایک لمحہ کی فرصت نہوئی کہ میں قصد ادھر کا کرتا اور اے ملکہ آفاق تسکین وہ دل مشتاق
بخدائے لایزال باوجود اس کثرت کاروبار کے میں تمہاری یاد سے غافل نہیں ہوا ہر وقت و ہر ساعت تمہاری یاد میں رہتا تھا ملکہ
نوبہار نے کہا بس معاف فرمائیے آپکا ارشاد ہمارے سر آنکھوں پر وہ صدمات جو آپکی عدم توجہی میں ہوئے تھے وہ سب جاتے رہے
طبیعت صاف ہوگئی یہ فرمائیے کہ آپ ہماری ملاقات سے سیر ہوگئے کچھ غرض باقی نہ رہی پھر ملاقات بیکار ہے کیا فائدہ ہرچند کہ
ہم لوگ آپکے نزدیک بیوقوف ہیں لیکن اب کیا اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کہ یہ عذر بیکار بدتر از انکار ہے ملاحظہ فرمائیے الفت و محبت [illegible]
کہتے ہیں وفاداری اسی کا نام ہے ہم آرزومندان دیدار فرحت آثار و تشنہ شربت وصال و مشتاق زیارت جمال خورشید مثال کی [illegible]

تمنائے دلی و آرزوئے قلبی ہے کہ ایک لمحہ آپکو اپنے پہلو سے جدا نہ کریں صاحب قران اکبر نے فرمایا اے ملکۂ عالم اب جو کچھ تم کہو وہ بجا ہے ہم تو پہلے ہی کہہ چکے ہیں خیر اب جو کچھ ہوا اگر انشاء اللہ تعالیٰ ایسی جیسا تم بیان کرتی ہو ویسا ہی ہوگا خاطر جمع رکھو کہ ایام ہجر و فراق گذر گئے یعنی اب شاہنامۂ بزرگ ختم ہو گیا ہاں اب فقط چند طبقات طلسم بیضا باقی ہیں وہ بھی بفضل ایزدی چند ہی روز میں فتح ہو جائینگے پھر کسی طرح کا خدشہ نہ رہیگا نادرۂ رازدار نے کہا اے شہریار گردون وقار حضور کا فرمانا بہت صحیح ہے واقعی کثرت کار ہائے ضروری سے فرصت نہ پائی کہ کسی روز توجہ فرماتے اس عذر کو بھی حضور کے تسلیم کیا یہ فرمائیے کہ حضور کے برادر عزیز القدر پر کیا بلا نازل ہوئی اور وہ کس قلعہ گیری اور کشورکشائی میں مشغول ہوئے کہ ایک دن بھی صورت شکل اپنی اس شہزادی کو نہ دکھائی اگر حضور کو فرصت نہ تھی تو وہ بھائی تھے تو بیکار محض ہوگا حضور نے اسی بے مروت کو ادھر بھیجا ہوتا کہ ان دردمندان ہجور کا باعث تسکین ہوتا صاحب قران اکبر نے ہنسکے فرمایا کہ ہاں یہ جو کہا البتہ واقعی ہے لیکن بقسم کہتا ہوں کہ میں نے برادر سلطان ابوالحسن سے کئی بار کہا تم قصر اخضر میں جاؤ اور وہاں کی خبر لاؤ مجھکو دیکھتے ہو کہ فرصت دم لینے کی نہیں ہے مگر وہ عیار طرار کب سماعت کرتا ہے جواب دیا کہ ایسی کسکو غرض ہے جو ایسی تحیت شاق اپنے اوپر گوارا کرے جو انکے سودائے عشق میں از خود رفتہ ہو وہ مصیبت دشت نوردی و بادیہ پیمائی گوارا کرے مجھے اب تجربہ کسی کی نہیں نادرۂ رازدار نے کہا شہریارا یہ بات پہلے ہی سے معلوم ہے کہ وہ حضور کے تعلیم یافتہ ہیں جو کچھ کہیں کم از کم ہے ملکہ لوہا بولی او زن بے مغز تو دیوانی ہوئی ہے کسنے بھیجا اور کون آتا ایسا دردسر کسکو ہے جو خواہ مخواہ زحمت گوارا کرے یہ بھی ایک بات ہے دنیا سازی کی عذر بے محل کر دیا ملکہ ناطقہ روشن بیان نے کہا یہ نیا طرز شکایت کا ہے یہ جھگڑا ضدا ہی ہے جو طے ہوا اب اس قصہ کو بالائے طاق رکھو ہم لوگ تو دعا گو اور ترقی خواہ ہیں تکلیف وہ نہیں جس میں حضور کو آرام ہو وہی خوب ہے سے مصرعہ

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہے

اب بقیہ حال طلسم بیضا سننے کے مشتاق ہیں حضور کی زبان فیض ترجمان سے سن لیں کہ ابکی حضور نے اس طلسم میں کیا کیفیت ملاحظہ فرمائی اور کیا کیا واقعات پیش آئے صاحب قران اکبر نے فرمایا مجھے اسقدر فرصت کہاں جو میں تمہارے سامنے اس داستان کو بیان کروں مگر تم خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تعالیٰ بعد انفراغ مہمات کل طلسم حال اسکا بتفصیل بیان کرونگا ملکہ لوہا بولی اے خواہر زیادہ اصرار نہ کرو ایسا نہو کہ شہریار نامدار کی خاطر نازک پر گران گذرے دیکھتی ہو کہ خاطر ہمایون یہاں سے ایسی متنفر ہے کہ ایک ساعت کا قیام دشوار ہے بار بار ذکر عدیم الفرصتی ورد زبان ہے یہ بھی حضور نے پرورش فرمائی جو اتنی مدت کے بعد بھی ہم مشتاقون کو زیارت جمال خورشید مثال سے ممتاز فرمایا ملکہ ناطقہ نے کہا اے خواہر سچ ہے اب صحبت داستان کو کسی دوسرے وقت خاص پر موقوف رکھو الحاصل صاحب قران اکبر فلک قدر تمام شب ان گل اندام و گلعذارون کی صحبت عیش و نشاط سے خوش و مسرور رہے صبح کو بعد ادائے نماز و فرائض لوح بیضا کو ملاحظہ فرمایا لوح ہادی طریقت نے ہدایت کی اے شہریار گردون وقار و طلسم کشائے بیضا و زوجۂ ملکہ ماہ سیما جس وقت تم جشن اعظم و شاہنامۂ بزرگ و عیش و عشرت محبوبان آرام دل و جان سے فارغ ہونا جو دروازہ قصر اخضر کہ جو خاص تمہاری آمد و رفت کے لیے قرار دیا گیا ہے اسی دروازے سے طلسم میں جانا اور وہ اسم بزرگ جو واسطے فتح طلسم و حفاظت جسم و جان کے

تعلیم کیا ہے اُسکو اسی اعداد معینہ سے جسطرح سے اول تمنے پڑھا تھا پڑھنا کہ برکت سے اس اسم جلیل کے وہی شخص ہادی طلسم یعنی ادہم حبشی مع اُس گھوڑے کے کہ جسکا نام نامی توسن مشک فام ہے حاضر ہوگا تم اُس گھوڑے پر سوار ہوکر طلسم مین تشریف لیجانا اور باگ گھوڑے کی براے نام ہاتھ مین لیے رہنا وہ اسپ طلسمی تمھین فوراً طلسم مین پہونچا دیگا اور جب تم مقام طلسم مین پہونچو گے تو بقیہ طلسم کو فتح کرنا اور پھر لوح سے مشورہ لینا والسلام ۔ صاحب قران اکبر نے لوح کو بوسہ دیا اور گلے مین پہنا اور جلسہ نازنینان مین تشریف لائے اول ملکہ شمسہ تاجدار سے بعدہ دیگر زہرہ جبینان آدم زاد سے رخصت ہوکر باہر تشریف لائے بمجرد برآمد ہونے صاحبقران اکبر کے دروازہ طلسمی قصر خود بخود بند ہوگیا صاحب قران اکبر ایک گوشہ مین اسم مذکور کے پڑھنے مین مصروف ہوے بعد تھوڑی دیر کے ادہم حبشی مع اسپ طلسمی حاضر ہوا صاحب قران اکبر اُس اسپ مشکفام پر سوار ہوے اور باگ چھوڑدی بس اسپ صبا رفتار مثل باد تند کے روانہ ہوا اور ادہم حبشی ہمراہ رکاب فیض انتساب تھا۔ اثناے راہ مین ادہم حبشی نے پوچھا ای شہریار عالی وقار فاتح طلسم و قاتل کفار جس مقام پر حکم ہو غلام پہونچا دے صاحب قران اکبر فلک قدر نے فرمایا ای ادہم حبشی ہم اپنے اردوے معلی مین جائینگے ادہم نے اُس گھوڑے کی پیٹھ پر چمکار کے ہاتھ رکھا اور اشارہ کیا بمجرد اشارہ کے وہ اسپ تیزگام ایکبارگی مثل جانوران پرندہ ہوا پر اُڑ گیا آن واحد مین صاحب قران اکبر والاشان اپنے اُردوے معلی مین پہونچ گئے۔

صاحب قران اکبر عالی شان کا طلسم بیضا مین داخل ہونا اور فتح کرنا بقیہ طبقات طلسم کا اور حاصل ہونا متاع و مال طلسم کا مع اور واقعات کے جو وہان صاحب قران اکبر کو پیش آئے۔

شعر

سخن دانے کہ معنی ساز کردہ　　سخن را اینچنین آغاز کردہ

کہ جسوقت وہ شہریار گرامی قدر یعنی صاحب قران اکبر شاہنشاہ ذوحسب التعظیم شاہ معز الدین الوتیم نے ملک اذفرشاہ بادشاہ مرحلہ اول طلسم کو جو کہ واقعی حاکم و فرمان رواے طلسم بیضا ہے اور بلا قوت بدرشن ناہنجار ام منگ خاندان نے اُسے قید کیا اور آپ سلطنت و حکومت عسکریہ کا خود مالک بنگیا تھا طلسم خندق جو کہ مرحلہ چہارم طلسم کا ہے مفتوح کرکے قید سے آزاد کیا جسطرح کہ دفتر ہفتم کے اول مین مراحل ثلثہ طلسم و قلعہ یاقوت نگار کا مفصل و مشرح ذکر ہوچکا ہے اب اسکا بیان دوبارہ کرنا باعث طوالت کتاب ہوگا اسی خیال سے راوی مختصر نگار نے واگذار کیا اور اصل مطلب کو اختیار کیا

شعر

ز راویان سخن پرور این سخن مردیست　　کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ رویست

القصہ صاحب قران اکبر نے بعد نجات وہی ملک اذفرشاہ بادشاہ عسکریہ کے شیرویہ دلاور حبشی کو ملک نصیرون شاہ کی دختر پری پیکر کے وصل سے شادکام کیا اور ملک نصیرون کو اپنے فرمان برداران خاص و مطیعان باختصاص کے زمرے مین داخل کیا اسی طرح ادہم نوجوان کو اسکی معشوقہ شیرویہ رشک قمر کی خواہر کے ساتھ منسوب کیا اور وہ دونون طالب و مطلوب وصل حقیقی سے

کامیاب ہوئے بعد ازان ادہم نوجوان کو وطن مالوف کو جانے کی اجازت دی اُسی وقت ادہم نوجوان کو خلعت گرانبہا ممتاز فرمایا
اور رخصت کیا جسوقت صاحب قران اکبر فلک قدر ان امورات سے فارغ ہوچکے اُسوقت ملک اذفرشاہ و ملک نفیرون شاہ
و شیرویہ الور کو حکم دیا کہ ہر چند ہمنے روانہ ہونے کو کہا ہے لیکن بعد ہمارے جانے کے سب سلاطین و بادشاہان دلاور مع فوج و لشکر
فیروزی اثر روانہ ہوں اور مقام جیترین پہونچکر قیام کریں ہم بھی حسب ہدایت لوح قہقہار دیو کے قصر کی سمت سے یعنی باطن طلسم کی
راہ سے پہونچینگے القصہ ملک اذفرشاہ و ملک نفیرون و شیرویہ دلاور وغیرہ سلاطین پر تمکین طلسم مع فوج ظفر موج با جاہ و حشم
حسب الحکم شہریار گردون سریر روانہ ہوگئے اور صاحب قران اکبر موافق ہدایت لوح قصر قہقہار دیو کی طرف مقام جیترین تشریف
لائے اور تخت فرمان دہی پر جلوس فرمایا اودھر افسر جنی خدمت عالی مین حاضر ہوا۔ صاحب قران اکبر نے عہدۂ خدمت چتر برداری افسر جنی
کے نام تفویض فرمائی کہ افسر جنی مستحق اس خدمت کا تھا بعد اسکے داروغہ ارباب نشاط کو حکم ہوا کہ جلد محفل طرب آراستہ ہو بمجرد صدور
حکم عالی پریزادان ماہ لقا و نازنینان ماہ سیما نے نغمہ سرائی شروع کی اور رقص و نوا کی صحبت گرم رہی صاحبقران اکبر نہایت محظوظ
ہوئے اور دورۂ شراب ارغوانی سے مسرور ہوئے جب تھوڑی رات باقی رہی صاحب قران اکبر عالی قدر نے اُسی تخت جواہر نگار
پر آرام فرمایا صبح کو دوسرے روز ملک اذفرشاہ بن عسکر شاہ جنی و ملک نفیرون و شیرویہ عالی گہر وغیرہ سلاطین کی خبر پہنچی کہ
بارگاہ شہنشاہ مین تشریف لائے اور اُسی بارگاہ عالی مین تخت فرمان روائی پر جلوس فرمایا بعد اسکے اذفرشاہ بادشاہ طلسم بارگاہ
مین پہونچا۔ صاحب قران اکبر عالی شان نے اذفرشاہ کی سر وقد تعظیم دی اور وجہ تعظیم ملک اذفرشاہ کی دربار مین یہ تھی کہ ملک
اذفرشاہ ملکہ صبح دلکشا کے والد بزرگوار اور کل طلسم بیضا کا بادشاہ ہے علاوہ اسکے بادشاہ اکبر ملک اذفرشاہ سے نسبت
دامادی رکھتے ہین ایسے ایسے وجوہات چند در چند سے صاحبقران اکبر فلک قدر نے اُنکے اعزاز و احترام مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہین فرمایا حاصل کلام صاحب قران اکبر فلک قدر نے ملک اذفرشاہ سے فرمایا اے بادشاہ طلسم ہم چاہتے ہین
کہ آپ بدولت و جاہ و اقبال تخت شاہی پر جلوس فرمائیے تو نہایت انسب ہے اور یہ خیر خواہ بقوت بازوے صاحبقرانی و بزور
طاقت طلسم کشائی ان کفار و اشرار طلسم کا ایسا استیصال کر دیگا کہ کہین سرزمین طلسم مین نشان تک باقی نہ رہیگا آپکو کچھ تدارک
نہ کرنا پڑیگا ملک اذفرشاہ نے جواب دیا کہ اے شہریار یہ حضور براہ الطاف و کرم خسروانہ اس فقیر حقیر کی نسبت ارشاد فرماتے ہین کہ
مین تخت حکمرانی پر بیٹھکر تماشا دیکھون اور تم ایسے شاہزادۂ گردون وقار کو رزمگاہ مین واسطے جنگ و جدل کے بھیجون گویا دیدہ و دانستہ
باعث ہلاکت ہوتا ہے یہ مجھ بدترین خلائق کو با این سن و سال سزاوار ہے یا یہ چاہیے کہ رات دن خدمت فیض درجت مین مثل خادمان
ہوا خواہ کے حلقہ بگوش دست بستہ حاضر رہون اور آپ پر اپنی جان کو فدا کرون کہ جس سے میرا سر اعزاز و افتخار فلک ہفتم پر پہونچے
بدین وجہ کہ جناب عالی کو جناب باری نے ایسا عالی خاندان اور شہنشاہ کونین کی آل و اولاد سے ممتاز کیا ہے حاشا کبھی یہ امر گوارا نہوگا
الغرض صاحب قران اکبر عالی جاہ نے برابر اپنے تخت کے پہلو مین جگہ دی ملک اذفرشاہ یہ بھی باعث ترک ادب سمجھکے
نیم تخت پر مودب بیٹھا بعد اسکے سامان مے نوشی مع ساقیان سیمین عذار و جام و صراحی جواہر نگار وغیرہ حاضر ہوا صاحب قران اکبر عالیشان

نے چند جام بے گلفام نوش فرمائے دور جام ارغوانی کا دورہ ہوا جسوقت نشۂ شراب فرحت افزا سے سرور ہوا صاحب قران اکبر
عالیشان نے ملک اذفرشاہ و دیگر سلاطین ذیشان سے فرمایا کہ اب تم صاحب یہ بیان کرو کہ طبقات و مراحل طلسم کس قدر باقی ہین
ملک اذفرشاہ نے عرض کی ای شہریار گردون وقار ہم اس کیفیت طلسم سے آجکل واقف نہین ہین مگر ہان ملک نصیرون
فی الحال اس طلسم سے البتہ واقفیت رکھتے ہین بلکہ امورات طلسم مین انکو کچھ مداخلت بھی ہی یہی وجہ ہی کہ جو یہ ملک نصیرون کی شہرت
سے مشہور ہی ملک نصیرون سے بیشک جواب باصواب اسکا حاصل ہوگا صاحب قران اکبر نے ملک نصیرون سے فرمایا کہ
ملک تم اس راز طلسم سے جسقدر آگاہ ہو بیان کرو اب کہ طبقات و مقامات طلسم باقی ہین اور ہمکو اب کیا کرنا چاہیے ملک
نصیرون اپنی صندلی سے اٹھا اور دعا و ثناے شہریار اس طرح بجا لایا۔ شعر

کہ اے شہریار فلک اقتدار	جہانت بکام و خدا یار باد

بعد اسکے دست بستہ عرض کی کہ غلام کا یہ التماس ہی کہ حضور اول سرگذشت طلسمی یعنی جو جو واقعات کہ حضور کو پیش آئے ہین بیان فرمائیں
تاکہ معلوم ہو حضور کس کس مقام پر تشریف لیگئے ہین اور کیا کیا عجائبات ملاحظہ فرمائے اور کیسے کیسے سوانح پر آشوب گذرے جب
یہ تمام مدارج طلسمی دریافت ہو جائینگے اسوقت جو اس خادم کی راے مین آئیگا عرض کریگا۔ صاحب قران اکبر فلک قدر نے
تمام سوانح طلسمی ابتدا سے انتہا تک جو جو کہ عالم طلسم مین پیش آئے تھے یعنی چشمۂ سیہگون و کوہ راتمان و گنبد ہیکل طلحوس
و حمام زنان و شہر یاقوت نگار اور جزیرہ یاقوت کے حالات مشرح و مفصل ملک نصیرون کے سامنے بیان کیے ملک نصیرون
نے عرض کی ای شہریار عالی اب مقدمات طلسم کچھ باقی نہین ہین کل طبقات طلسم باطل ہوگئے ہم طلسم ختم ہوگئی حضور کو مبارکباد
فتح طلسم دیتا ہون بیشک فقط ایک جنگ لاقوت نابکار سے البتہ باقی ہی کسواسطے کہ مراحل طلسم چارگانہ تو مفتوح ہوے اور جو کچھ باقی ہین
وہ دشوارگذار ایسے نہین کسواسطے کہ کوہ راتمان و حمام زنان و قلعہ یاقوت نگار مرحلۂ چہارم طلسم مین داخل ہین اور مرحلۂ اول مین
چشمۂ سیہگون دیوار عالی ترین مرحلات و طبقات طلسم سے تھا چنانچہ طلسم خندق بھی اسی کے ماتحت و متعلق ہی وہ بھی بفضل ایزدی
مفتوح ہوگیا اور حضور نے ان مراحل کی سیر بھی خوب فرمائی اب کوئی مقام سخت ایسا نہین جسمین فکر و تردد حضور کو ہو ای شہریار
گردون وقار اس طلسم عالی کا حال مفصل یہ ہی کہ اس طلسم چہار مرحلہ مین ایک ایک قلعہ مختصر نہایت مستحکم ہی اور ہر قلعہ کا ایک ایک
حاکم جداگانہ خودمختار ہی ان مرحلون مین مرحلۂ اول بہت بڑا طلسم ہی جسے شہر عسکریہ کہتے ہین اور وہی خاص پایۂ تخت طلسم سے
اشمار کیا جاتا ہی یہی کل مراحل سے زیادہ تر سخت و دشوار ہی جس حال مین کہ چشمۂ طلسم جو مرحلۂ اول کا پھاٹک ہی بعد قتل آبیل و نابیل
دیو نگہبان و مالک چشمۂ جسکو بائیل چہار شاخ بھی کہتے ہین باطل ہوا اسکے ساتھ ہی طلسم مرحلۂ اول بھی برطرف ہوگیا اور طلسم خندق
بھی فتح ہوگیا اب ایک فقط لاقوت دیو کا قتل کرنا باقی ہی یقین ہی کہ وہ حرام زادہ معرکۂ جنگ سے مغلوب ہوکر بھاگ جائیگا اور
شہر عسکریہ تخت و نصرت مین آجائیگا اور جو حاکم طلسم ہین وہ بے جنگ و حرب شہریار عالی وقار کے حلقۂ بگوش ہونگے اور بصدق دل
دائرۂ فرمانبرداری مین آئینگے اور غلام کے نزدیک بالفعل کوئی مرحلہ باقی نہین ہی صاحب قران اکبر نے فرمایا اب بتاؤ کہ ان چار و

قلعون مین کیا شی ہی اور عمارت و آبادی کسقدر ہی ملک نصیرون نے عرض کیا ای شہریار کامگار قلعہ عسکریہ جو ظاہر طلسم کا دار الملک ہی البتہ
اسمین ہر قسم کی عمارت و مکانات خوش قطع اور آبادی معقول ہی بلکہ اُسی کے خزانہ کا مال ہی جو آج تک لاقوت پدر کشن نمک حرام کے
قبضہ مین ہی لیکن تصرف ہر چند چاہا نہین ہوسکا اسواسطے کہ وہ سب اشیا بستہ طلسم ہین سوائے فاتح طلسم کے کسی کی مجال نہین کہ اُس
امانت کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکے نہ یہ کہ تصرف مین لانا جب فاتح طلسم مراحل اربع باطل کریگا اُس اشیائے طلسمی پر قابض ہوگا وہ مال
کل ملک فاتح طلسم ہی اسیطرح مرحلۂ دوم جو قلعہ مینا حصار مشہور ہی اُسمین بھی جواہر خانہ طلسمی ہی اور اُسپر بھی طلسم بندی ایسی ہی کہ
وہ کسی صورت سے معلوم نہین ہوسکتے اور ملک افلاک مینا پر حاکم قلعہ کا قبضہ نہین ہی تیسرا قلعہ مشانت نگار ہی جو مرحلہ سوم مین واقع ہی
اور جو تھا قلعہ چھوٹا ہی اسمین سلاح خانہ طلسم ہی یعنے اسمین ہر قسم کے آلات حرب عجیبہ و غریبہ امانت رکھے ہین وہ بھی طلسم کشا کا مال ہی
اور ملک مثین آہن پوش اُس قلعہ کا حاکم ہے لیکن کیا قدرت رکھتا ہی جو آنکھ اُٹھا کے اُس مال کو دیکھ سکے اور ایک قلعہ مسکوکیہ
مرحلۂ چہارم مین واقع ہی اُس قلعہ مین گو عمارت کسی طرح کی نہین ہی پہ تمام قلعہ زر نقد سے بھرا ہوا ہی اور اُس قلعہ کا مالک زرد ہسنگ جنی ہی
پس اب حضور لوح طلسم سے مشورہ لین حسب ہدایت لوح مرحلات طلسم فتح کر کے اجناس و اشیائے مال و اسباب جو کچھ کہ حضور
کا ہی اپنے تصرف مین لائیے بانیان طلسم خاص ذات ملکی صفات کے واسطے امانت رکھا ہی یعنے زوج ملکہ شہنشہ تاجدار فاتح طلسم
بیضا مالک فاتح طلسم ہی۔ صاحبقران اکبر نے فرمایا اے ملک نصیرون تمنے اس طلسم کی کیفیت و ماہیت نہایت شرح سے بیان
کی مگر اے ملک یہ تمھارا قول ہی کہ اب طلسم مین کوئی امر دشوار و سخت باقی نہین ہی اور ہمکو ابھی مرحلہ طلسمی طی کرنے ہین اُن ہر چہار
مرحلے کی دشت نوردی و صحرا پیمائی اور قلعہ ہائے اربع کا فتح کرنا اور لاقوت سے جنگ و پیکار ہونا باقی ہی ان امورات کو انجام
دینے کے بعد البتہ مال و متاع طلسمی ہمارے قبضہ و تصرف مین آئیگا یہ طرفہ کیفیت اور عجیب حیرت کی بات ہی ای ملک نصیرون
دیکھو ابھی کسقدر محنت و مشقت شاقہ ہمکو کرنا باقی ہی جسکے سننے سے انسان کے ہوش اُڑ جائین اور حواس باختہ ہو جائین ملک
نصیرون نے کہا ای شہریار عالی وقار ان طلسمات اربع کا فتح کرنا چندان مشکل نہین ہی۔ صاحب لوح اگر چاہے تو ایک ہی روز مین ان
سب کو انجام دیسکتا ہی جو امر دشوار و سخت تھے وہ سب بفضل الٰہی طی ہو چکے یعنے حمام زنان کہ نہایت سخت تھا اُسکی سیر حضور فرما چکے
اُدھر ہیکل ملحقوس کا معاملہ طی ہوگیا جو نہایت ہی دشوار تھا قلعہ یاقوت نگار بھی ملاحظہ مین آگیا طلسم چشمہ و کوہ زاغان کہ جسمین
بڑے بڑے دیوذات و پہلوان زمان کا بس نہ چلتا تھا اور خیال اور قیاس بشری سے باہر تھا وہ بھی بعنایات ایزدی فتح ہوگیا
اور وہان سے تیر و کمان اور نیزۂ دو سر بھی حاصل ہوا۔ طلسم خندق سے ملک افرشاہ کو رہا کیا جتنے سخت و صعب مقامات مشکلات
تھے وہ تو سب طی ہوگئے اب باقی کیا ہی چتر یاقوت کہ یہ بہترین اشیائے طلسم سے ہی کسی کو دیکھنا ممکن نہ تھا وہ بھی بفضل ایزدی
حضور کے سر مبارک پہ پرتو افگن ہی واقعی کوئی ایسا مقدمہ اہم و دشوار نہین ہی کہ جو طی نہوا ہو اے شہریار گردون وقار اصل امر یہ ہی
کہ ابھی حضور کی طلسم کشائی کا حال کہ کل مراحل سخت و دشوار حضور نے فتح کر لیے شائع نہین ہوا جسوقت یہ حال طلسم کے طی
ہو جانے کا مشہور ہوگا پھر ملاحظہ فرمائیگا کہ کسقدر خدا پرستون کا حضور مین مجمع ہوگا بمجرد سننے اس خبر فرحت اثر کے ہر چہار طرف سے

ہزارہا مردان خدا پرست طلسم کے دست بستہ خدمت حضور مین حاضر ہونگے بلکہ وہ کفار جوکہ شریر النفس نہین ہین اور نیک باطن ہین وہ بھی دائرہ اسلام مین داخل ہونگے اور خود درخواست کرکے مسلمان ہونگے اور اہالیان طلسم کا در دولت پر اسقدر اژدہام ہوگا کہ حضور کو بات کرنے کی فرصت نہ ملیگی صاحب قران اکبر عالی شان نے فرمایا کہ ای ملک یہ معلوم ہی تمکو کہ ان حاکمان طلسم مین کون مسلمان ہی اور کون ابلیس پرست ہی ملک نصیرون نے کہا ای شہریار فلک اقتدار اسکی یہ کیفیت ہی کہ وقت تمامی طلسم کے کل حکام طلسم یزدان پرست تھے اور عرصہ تک مسلمان ہی رہے پھر نہین معلوم کیا شامت اعمال دامنگیر ہوئی کہ لاقوت کی طرح بہت آدمی مرتد وکافر ہوگئے اور بعض ہنوز مسلمان ہین انھون نے اپنا دین قدیم نہین چھوڑا ہر چند کہ حاکمان کفار نے اتفاق کرکے اُنپر تشدد بھی کیے لیکن وہ ایسے ثابت قدم تھے کہ اُنھون نے کچھ خیال نہ کیا بلکہ غلام نے اپنے والد ملک النصر سے سُنا ہی کہ ہنگام فتح طلسم فقط دو بادشاہ ابلیس پرست اور دو ہی بادشاہ یزدان پرست باقی رہینگے اُسمین ایک لاقوت متغلب بدرکش اور دوسرا شاید ملک زرد ہنگ حاکم مرحلہ چہارم مرتد کفار ہین بلکہ یہی نابکار حضور سے بجنگ ومجادلہ پیش آئینگے اور یقین کامل ہی کہ لاقوت زرد ہنگ کیحرام کی مدد وکمک کریگا جسوقت لاقوت مرتد ضرب شمشیر آبدار کے خوف سے فرار ہوجائیگا حکام ثلثہ سے طالب امداد وپناہ ہوگا لیکن وہ دونون حاکم یزدان پرست لاقوت بدرکش کو جواب صاف دینگے اور کبھی اُس مردود کی کمک نہ کرینگے اور زرد ہنگ کا وزیر زرقلی نطفہ شیطان آدم کی نسل سے ہی یعنے مان جنیہ اور باپ آدم زاد ہی وہ فریب سے اپنے بادشاہ کو عقیدہ نیک سے منحرف کردیگا اسے شہریار زرقلی وزیر کو بسبب شرارت ذاتی وطمع نفسانی کے یہ خیال پیدا ہوگا کہ شاید طلسم کشا ہلاک ہوجائے اور تاج طلسم کسی طرح سے میرے ہاتھ آجائے اس نیت فاسد اور طمع بد سے ملک زرد ہنگ کو طرح طرح کے فریب وحیلہ ومکر سے کافر مطلق کردیگا ملک زرد ہنگ کا باپ ارقام جنی ابلیس پرست تھا مگر ملک زرد ہنگ ابتدائے عمر مین خدا پرست ہوگیا تھا جسوقت ملک زرد ہنگ تخت سلطنت وحکومت پر بیٹھا اور زرقلی مرتد کو اپنا مدار المہام ووزیر سلطنت کیا پس اُسی وقت سے اُسکے عقیدہ مین فرق آگیا کسواسطے کہ زرقلی نابکار نے اپنی فطرت ذاتی سے مزاج مین ایسی مداخلت حاصل کرلی کہ زرد ہنگ بے مشورۂ زرقلی کے کوئی کام نہین کرتا تھا اور یہ زرقلی فرمساق اسدرجہ طامع ومرید زر تھا کہ جسکی انتہا نہین یہی وجہ تھی جو اُس ملعون کا خطاب زرقلی ہوا قصہ مختصر وہ نابکار زر ہی کی پرستش کرتا تھا اور زر ہی کو اپنا معبود برحق جانتا تھا تا آنکہ یہ راندۂ درگاہ احدی زرقلی اُسوقت لاقوت ہزیمت خوردہ کا مددگار ہوجائیگا۔ صاحب قران اکبر نے فرمایا اے ملک نصیرون یہ بتاؤ کہ حکام ثلثہ کسقدر فوج رکھتے ہین ملک نصیرون نے کہا یقین یہ ہی کہ ہر ایک حاکم قلعہ اسی اسی ہزار سوار وپیادے کی جمعیت رکھتا ہوگا اس جمعیت مین ہر مذہب وملت کے لوگ ہین اور پہلوان بھی ہین صاحب قران اکبر نے کہا ای ملک نصیرون تم بیحد انتہا ہوشیار وراز دار طلسم ہو اور خوب واقف ہو لیکن ہمکو تم سے ایک امر کی شکایت ہی بلکہ ایک طرح کا ملال بھی ہی کہ تمنے باین خدا پرستی ملک انوشاہ کی رہائی ونجات مین دانستہ چشم پوشی کی اور کوئی کام تمسے نہوسکا اور طرفہ یہ کہ تمنے اسکے عکس کیا یعنے لاقوت جنی بدرکش کی متابعت اختیار کی ملک نصیرون نے کہا ای شہریار نامدار اِذَا جَاءَ الْقَضَاءُ عَمِيَ الْبَصَرُ حضور خود منصفت مین غور فرمائین کہ معاملات قضا وقدر مین کسی کا دخل نہین ہی

پھر منع کیا۔ ملک اذفرشاہ کا مقدمہ نہایت پیچدار تھا اُن سب مین ایک بہت بڑا امر تھا کہ اُنکی رہائی طلسم کشا کی جرأت خاص پر مقدر و منحصر تھی اور جبتک کہ طلسم فتح نہوتا ممکن نہ تھا بلکہ سوائے ملک اذفرشاہ کے اور ہزارہا بندگان خدا کی رہائی نجات بحض فاتح طلسم کی ذات پر موقوف تھی اس صورت مین غلام کسطرح کار طلسم کشائی کرسکتا تھا ہر نوع مجبور و عاجز تھا صاحب قران اکبر نے فرمایا ای ملک نصیرون تمھارے کلام سے ثابت ہوگیا کہ لاقوت نابکار ضرور بہ تجرب و بیکار پیش آئیگا ملک نصیرون نے کہا غلام کو جسقدر علم تھا حضور سے عرض کردیا آئندہ عالم الغیب جانتا ہی مگر بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی

راوی نازک خیال صاحب قران اکبر کا حال موقوف رکھتا ہی اور دو کلمہ حال بدمآل شملع بلبی بیارہ کا گذارش کرتا ہی یعنے جانا اُسکا بحال خراب بارگاہ مین لاقوت کی اور آگاہ کرنا اُس راندہ درگاہ ایزدی کو طلسم کشا کے حال فیروزی مآل سے مع خرابی و ابتری طلسم خندق وجتر وغیرہ اور نجات پانا ملک اذفرشاہ کا۔

راوی شیرین بیان اس داستان غرائب عنوان کو اسطرح معرض ظہور مین لاتا ہی کہ جسوقت جنگم جادوگر راندہ درگاہ داور واصل جہنم ہوچکا اور چار ماہ کامل تک کسی طرح کی خبر اُس دیار کی لاقوت شاہ کے کان تک نہ پہونچی لاقوت شاہ کو نہایت فکر دامنگیر ہوئی اُسوقت دل مین یہ خیال آیا کہ اے لاقوت اسقدر عرصہ گذرا نہین معلوم جنگم ساحر کا باہر طلسم کے کیا حال ہی کس بلائے آسمانی و آفت ناگہانی مین مبتلا ہوگیا یقین کامل ہی کہ وہ کسی ایسی ہی آفت و مصیبت سخت مین پھنس گیا ہی کہ اپنے حال سے مطلع نہ کرسکا آخر ایک روز لاقوت بدر کفش اور فرتوت اور انجاح جبتی وغیرہ مشیران پرتذویر پیسب گرم صحبت تھے کہ اُثناے صحبت مکالمہ مین جنگم جادو کا بھی ذکر آیا لاقوت شاہ نے کہا نہایت حیرت ہی کہ جنگم جادو یہان سے بس قصد وارادے سے باہر طلسم کے گیا تھا کہ لوح بیضا کہین ایسی جگہ پوشیدہ رکھون کہ کسی کو اُسکا سراغ ونشان نہ ملے بعد اسکے چلا آؤن بلکہ اُسکا یہ بھی بیان تھا کہ مجھے حکم ہوکہ یہی ابلیس کا ہی کہ مین بیرون طلسم جاؤن اور لوح کو ایسے کسی گوشہ مین چھپا آؤن کہ تاقیامت طلسم کشا کے ہاتھ نہ آسکے ای فرتوت اُسکو ایک مدت دراز گذر گئی کہ جنگم کے حال و مال سے مطلق اطلاع نہین ہی اس امر کو تسے بھی اکثر پوچھا تمنے بھی اُسکا جواب ندیا بظاہر کچھ معلوم ہوتا ہی کہ جنگم ساحر لوح بیضا کے پوشیدہ کرنے کی فکر و تدبیر مین کسقدر مصروف ہی یقین ہی کہ لوح کو کسی جاے محفوظ مین پوشیدہ کریگا اور اُسپر طلسم بندی بھی کردیگا اسی وجہ سے اُسکے آنے مین دیر ہوئی لیکن اس امر کو بھی عرصہ قریب چار مہینے کے ہوا ہوگا کہ جنگم بیرون طلسم سے نہ آیا اور نہ اُسکے نامہ و پیک کی خبر آئی اب تجھ سے پوچھتا ہون کہ جنگم جادو بیرون طلسم سے اب تک کیون نہ آیا فرتوت نے کہا ای لاقوت شاہ آگاہ ہو کہ میری عمر تجھ سے بہت زیادہ ہی یعنی قریب پانسو برس کی ہوگی اور ہنوز تیرا سن ابھی اسقدر نہین ہوا بلکہ تیرے منھ سے دودھ کی بو تک ابھی نہین گئی لاقوت شاہ نے ترش ہوکر کہا او گیدی بیہودہ گو کیا کہ رہا ہی او نالائق سوال دیگر جواب دیگر یعنے یہ کونسا قاعدہ ہے

گفتگو مین سن و سال کا کیا دخل تھا فرتوت نے کہا او احمق خرب دم مین نے کیا نامعقول بات کہی ہان یہ ایک تیری فہم کا بیشک قصور
ہی ابھی نہین مگر آیندہ میرے اس کہنے کا سارا حال ظاہر ہو جائیگا او گیہدی یاد رکھ اہل خرد اور سخن فہم ایسی بات کہتے ہین کہ جس سے
ہزار معانی پیدا ہون بس تو اول میری بات کا جواب معقول دے پھر تو مجھسے سوال کر مین جواب دونگا لاقوت نے کہا او قرمساق تو نہین
جانتا کہ میری عمر دو سو چوتیس برس کی ہی بلکہ اس سے بھی تجاوز کر گئی ہی فرتوت نے ایک آہ جگر سوز سینہ پر کینہ سے کھینچی اور مصلحۃً
رونا شروع کیا لاقوت شاہ اس حال کو دیکھکر زیادہ تر بد دماغ ہوا دل مین کہا واہ این گل دیگر شگفت راوی کہتا ہی - لاقوت شاہ
بوجہ سحر و ساحری کے طبعی فرتوت کا اعزاز بہت کرتا تھا اور آپس مین خوش طبعی و مذاق بھی ایسا ہوتا تھا کہ جیسا جمشید و ضیا رنگوس
کے باہم صحبت اختلاط گرم ہوتی تھی الغرض لاقوت نے فرتوت کی اس مسخرگی کو دیکھکر کہا او قرمساق شاید تو دیوانہ ہو گیا ہی کہ جو
ایسی باتین مجنونانہ کرتا ہی فرتوت نے کہا ہان دیوانہ تو ہون لیکن تیرے جان و مال پر حسرت سے روتا ہون اور افسوس کرتا ہون
کسلیے کہ مجھے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ تو بہت جلد طعمہ شمشیر طلسم کشا ہوا چاہتا ہی اور دشمنان ابلیس تجھے بدترین عذاب سے ہلاک کرینگے
اسوقت جو بے محل رو پا اسکا یہی باعث ہی مجھے تیرے حال بد پر نہایت افسوس ہی کہ ابھی تو سن تمیز کو نہین پہونچا اور مارا جائیگا اور
میرا کیا ہی مین اپنی عمر طبعی کو پہونچ چکا ہون جو مین اس سن و سال مین خداوند ابلیس کیخدمت مین جلد تر جاؤن گا تو کچھ افسوس نہین ہی
مگر مجھے تیرے جوان مرنے کا افسوس ہی اے ملک لاقوت اب بھی میرا سخن تیرے فہم ناقص مین نہین آیا اگر اس تفصیل سے کہنے پر
بھی نہ سمجھو اور ذہن مین نہ آوے تو حیف کی بات ہی لے سن اب مین صاف صاف کہتا ہون جنگم جادو نے بخوف شمشیر عدو کش
دشمن شکار اپنا طلسم مین رہنا مصلحت نہ دیکھا بے سر و پا بھاگ گیا اور یہ بھی سونچا کہ کسی حیلے طلسم کشا سے لوح بیبہا لیکے
وہی ہو لیئے لوح طلسم آستے لی اب جنگم جادو یہان کسواسطے رہیگا کیا اپنی جان کو مفت ہلاکت مین ڈالیگا بس اسواسطے وہ
اپنی زیر پیشقدون کو لیکر طلسم سے نکلگیا لاقوت شاہ نے کہا معلوم ہوا تو میرا جاہ و جلال شاہی نہین چاہتا اور نہ خوف تجھے کچھ ہی کہ
کہ ہمارے سامنے ایسے کلمات گستاخانہ کہتا ہی اگر تو قدیم نہوتا تو ابھی مارے جوتیون کے تجھکو ہلاک کروا ڈالتا او قرمساق پردہ
دنیا پر ایسا کوئی ہی کہ جو تیز نظر سے لاقوت شاہ کو دیکھے اور قتل کرنا تو شی دیگر ہی کوئی کیا جان رکھتا ہی جو میرے لشکر کے افسر سے ہمسری
کر سکے فرتوت نے کہا طلسم کشا تمہارا ہمسر تیغ مارنے والا ہی کہ جو ابلیس و بندگان ابلیس کی بخوبی خبرگیری کرتا ہی لاقوت شاہ نے
کہا تو مجھے یہ تو بتا کہ طلسم کشا کہان ہی فرتوت نے کہا آج کل معلوم نہین طلسم کشا کہان ہی مگر اتنا معلوم ہی کہ تیری دختر
رنگ افروز سے بوس و کنار مین مشغول ہی یا شاید کسی اور طرف چلا گیا ہو آجکل تحقیق خبر معلوم نہین ہوئی مگر اسکے رفیق و یار تو
موجود ہین مین نے جنیان تیز پر وغیرہ کو اُنکے ملک مین روانہ کیا تھا وہ ابھی تک صاحب قران اکبر کی خبر لیکے نہین پھرے
اور نہین معلوم اُنھون نے طلسم کشا کا سراغ پایا یا نہین اور عجب نہین کہ کسی اشرار طلسم نے موقع پاکر ہلاک کر ڈالا ہو کیونکہ
لوح کا جو مددگار اور محافظ و ہادی ہے وہ بھی نہین ہی تو پھر کیونکر طلسم کشائی اور صاحبقرانی کرینگے بلکہ زندہ رہنے کی امید نہین
اور بالفرض اگر زندہ بھی رہا ہوگا تو دست و پا شل مرغ بے بال و پر کے تصور کرنا چاہیے بے مفتاح طلسم طلسمکشائی نہین ہوتی

یہ امر تو ظاہر ہی کہ لوح کلید طلسم ہی اگر لوح نہین تو طلسم مین رہ نہین سکتا ابتدا مین اُس سے جو جو کار اہم و سخت نمایان ہوے
ہین وہ سب بدولت لوح بصفا کے ہوے کہ جنبیان طلسم قوی ہیکل اور دیوان قدآور کو جیسے روح انسان فنا ہوتی تھی قتل
لیتہ کے قتل کیا وہ فقط نیزہ طلسم کی قوت تھی اور طرفہ امر یہ ہی کہ وہی نیزہ خطی محافظ جان ہی اور ہمیشہ اُسی نیزہ دوسرے کے اثرہ
محفوظ مین رہا ہی طلسم کشائی و جرأت صاحبقرانی وغیرہ اسی وقت تک تھی کہ جبتک طلسم کشا کے پاس لوح طلسم اور اشیاے
محافظ جان موجود تھین اب مجھے یقین کامل ہی کہ طلسم کشا اسی وجہ سے کہ لوح گم ہوگئی حیران و پریشان ہوکے نکل گیا یا کسی گوشہ
مین تنہا بیٹھ کے اپنے بزرگون سے مدد چاہتا ہوگا عجب نہین ہو اس غیرت مین مرگیا ہو لاقوت جنی نے کہا او گیدی تو سب
جانتا ہی پھر کسو اسطے طلسم کشا کے خوف و دہشت سے فنا ہوا جاتا ہی اور مجھے بھی اپنے ساتھ بزدل کیے دیتا ہی فرقوت نے کہا
اے لاقوت اصل حال یہ ہی اگر گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل ہرچند کہ مین دل کو سمجھاتا ہون اور طاقت والا تا ہون لیکن کسی وقت اور
کوئی لمحہ طلسم کشا کا خیال دل سے نہین جاتا اور یہ خیال دل کو دفعتاً فوقتاً مضمحل کیے دیتا ہی یقین ہی کہ سامنا ہوا اور صورت
دیکھون تو طایر روح قفس تن سے پرواز کر جائے مگر اے لاقوت شاہ یاد ہی رکھ کہ جنگم جادو بھی طلسم کشا کے خوف سے جان
اپنی لیکے بھاگ گیا ہی اور شمشیر کشور گیر کا پایان گیا اور اگر نہ بھاگتا ضرور اُسکی نجات کبھی نہ ہوتی لاقوت بولا او نالائق کیا واہی
بکتا ہی مجھے تیرے قول کا اعتماد مطلق نہین جنگم سا مرد قوی ہیکل ساحر زبردست ایسا کامل اپنے فن جادو مین ہی کہ شاہ
جادوگران کی خطاب سے مشہور ہی طلسم کشا اُسکے سامنے ایک مشت استخوان اُسکا کیا خوف کرتا اور بھاگ جاتا مجھے ہرگز باور نہوگا
بلکہ ہان کسی کار ضروری کو گیا ہی اسمین کوئی مصلحت ہوگی اور طرفہ یہ کہ جنگم جادو نظر کردہ خداوند بھی تو ہی خداوند ابلیس نے وعدہ کیا ہی
کہ تو صاحبقران زمانہ ہی کسی سے زیر نہوگا جب تو جنگم کی ضرب تیغ کا کوئی سامنا نہین کرسکتا جہان جاتا ہی فتح لڑتا ہی اُسکی تلوار بے پناہ
ہی پھر کسطرح مجھکو یقین ہو بھلا خداوند ابلیس سے وعدہ خلافی ممکن ہے بلکہ حسب وعدہ اپنے ہر طرح جنگم جادو کا مددگار ہوگا اور عجب نہین
کہ جو ہلاکت و قتل کے باب مین کوئی فکر کر رہا ہو جسوقت وہ عمل اُسکا حسب دلخواہ درست و تیار ہوا اُسی وقت تو طلسم مین پہونچا اور
آتش فتنہ و فساد کو مشتعل کر دیا اُسوقت طلسم کشا کو بھی حال طلسم کشائی معلوم ہو جائیگا فرقوت نے بس لاقوت کے ہاتھ چوم لیے
اور کہا اے لاقوت شاہ بادشاہ طلسم آفرین تیری ثابت قدمی و خوش اعتقادی پر ہمیشہ بندہ کو ایسی ہی ثابت قدمی چاہیئے و فی
جو امر حق تھا وہ تمنے کہا مگر اے لاقوت مین اسکا کیا علاج کرون کہ مجھے اسقدر اضطراب گھیرے ہی اور عنان اختیار بالکل ہاتھ سے
چھوٹ گئی لاقوت نے کہا اے فرقوت اسکا کچھ علاج نہین اور جب کوئی امر لا علاج ہوا تو اسکا ذکر کیا بس اب جانے دو اور کوئی ذکر
کروا اے وزارت پناہ اب تم یہ بتاؤ کہ ہمکو کیا تدبیر کرنی فرقوت نے کہا اے بادشاہ طلسم میرے خیال مین یہ آتا ہی اور شاید یہ نہین
مناسب بھی ہو اور سوا اسکے اور کوئی امر مصلحت اس سے بہتر نہین ہی کہ تم کسی عیار چالاک کو بیرون طلسم جبال علے کے دامنہ مین بھیجو اور
جنگم جادو کی خبر منگواؤ اور دیکھو وہ کس کام مین بالفعل مشغول ہی اگر جنگم وہان نہو وہ دونون جنگم کی مد خواہ ہو بیرون طلسم ہمراہ مین
یقین واثق ہی کہ وہ دونون ضرور لشکر مین ہونگی تم عیار کو بخوبی سمجھا دو کہ جنگم کی تلاش مین اصلا کمی و کوتاہی نہ کرے اور بیرون طلسم

لشکرون کے جلد تیر سے آسکئے دوسرے باطن طلسم مین ایک طلسم خندق وحیز یاقوت جو خاص تمھارے ماتحت ہین کیونکہ تم مرحلۂ اول
کے حاکم ہو اُس طرف کی بھی خبر لانا ضرور ہی کہ وہان نگہبانان طلسم عقرب جادو و شمعون و نفیرون و شیرویہ کہان ہین اور کس کام مین
مصروف ہین اور جلنون کے مستعد زیادہ ہین اگر کوئی امر تازہ ہوتا و بات تو یہ دونون ابلیس پرست تم کو خبر دیتے بہر حال بغیر موجود ہونے
لوح طلسم کے طلسم کشا سے کوئی مرحلہ طلسم فقط قوت بازو سے اپنے باطل ہونا ممکن نہین ہی اور علاوہ اسکے باطن طلسم کا دوسرا
طبقہ گنبد طلسم مخصوص ہی اور وہ ملکہ افلاک پیما کی حاکم مرحلۂ دوم کے متعلق ہی اور تیسرا طبقہ طلسم حمام زنان ملکہ متین آہن پوش
حاکم مرحلہ سوم کے تحت مین ہی چوتھا قلعہ یاقوت نگار ملکہ راد ہنگ حاکم مرحلۂ چہارم طلسم کی حکومت مین ہی جہان ملکہ فرشادہ
قیدی کی دختر ملکہ روشن گہر طلسم کشا کی عاشق و طالب نے پناہ لی ہے وہ عیار طرار وہان کی بھی خبر ضرور مفصل لے آوے ہرچند کہ
حکام یہ مجال و طاقت نہین رکھتے کہ جو اُن مکانات و قصور طلسمی کے پاس جا سکین اور منازل و مراحل ثلثہ کی سرحدین ایک دوسرے
کی سرحد سے ملی ہین اس صورت مین یقین ہی کہ تحریر واسطے خبر رسانی کے حکام مراحل کی طرف سے ضرور مقرر ہونگے اور وقتاً فوقتاً
ہر ایک خبر مرحلے کی طبقات طلسم کو پہونچاتے ہونگے تاکہ حکام ثلثہ ایک دوسرے کی معاونت و مددگاری کرتے رہین اور آپس مین
شریک حال رہین اور اگر طلسم کشا ظاہر طلسم سے باطن طلسم مین جاتا تو ضرور تھا کہ سرزمین طلسم مین ایک غلغلہ عظیم و ہنگامۂ بزرگ
برپا ہوتا اور عجیب نہین کہ ہمکو ضرور خبر بھی ہو جاتی۔ لاقوت نے کہا یہ خیال نہایت عمدہ بیان کیے الیقین ہی کہ ایسا ہی ہوا ہی ہم آپکی تدبیر
کننے کے بموجب عمل کرتے ہین پس لاقوت شاہ نے حسب رائے فرتوت وزیر اُسی وقت ہمازجنی اپنے عیار کو کہ وہ مصاحبان خاص
سے اور معتمد بھی تھا واسطے خبر رسانی جنگم جادو کے بیرون طلسم مین جبل اعلی کی سمت روانہ کیا اور کچھ باتین زبانی سمجھا دیے
اور تاکید کی کہ جلد تر جنگم کے حال سے ہمکو اطلاع ہو ہمازجنی پہلے بھی جنگم جادو کے ساتھ بیرون طلسم گیا تھا اور وہان کے حالات
سے بخوبی واقف تھا بلکہ شمرانہ و غاشیہ دونون دختران جنگم جادو کو مع وارثان حقیقی بکران شاہ خارجی وغیرہ کے بھی پہچانتا
تھا تو غرضکہ ہمازجنی عیار حسب الحکم لاقوت شاہ بیرون طلسم بعد قطع منازل و طے مراحل افواج سلاطین افواج مین پہونچا اور پھرتا ہوا
بکران شاہ کی حرم سرا کے اندر گیا وہان شمرانہ اور غاشیہ کو تلاش کیا جب ان دونون کا نشان نہ پایا ناچار و مجبور ہوا اُس عیار طرار
نے بعیاری تمام اپنی صورت ایک خواجہ سرا کے حسین و جمیل کی بنائی اور بکران شاہ کا ایک خواجہ سرا کہ نام اُسکا خواجہ زیاد تھا اُسکے پاس
گیا اور سلسلہ محبت و اتحاد بڑھایا خواجہ زیاد نے اُس عیار مکار کی جو شکل و شمائل حسین و وضع دار دیکھی نہایت پسند کیا اور کہا کہ
شخص تم مسافر نووارد معلوم ہوتے ہو ہمکو بھی آگاہ کرو کہ تم کون ہو اور کہان سے آنا ہوا اور کیا پیشہ کرتے ہو اور کس غرض سے یہان آنا
ہوا اور تم اُترے کہان ہو اُس عیار نے کہا خواجہ صاحب مین بالفعل تو بیکار ہون بلکہ بوجہ تعطیلی حیران ہو کر واسطے تلاش معاش کے
یہان آیا ہون خواجہ زیاد کو اُسپر رحم آیا اور کہا اچھا ہمارے پاس آؤ ہم تمھین بکران شاہ کی سرکار مین ملازم کرا دینگے کہ تم مجھے ایک مرد
خوش وضع اور خوش تقریر معلوم ہوتے ہو اور بکران شاہ کو بھی ایسے شخص ظریف طبع و خوش بیان کی خواہش تھی ہمازعیار نے کہا
خواجہ مین ایک شرط سے آپکا فرمانا قبول کرتا ہون کہ پہلے تم مجھ سے شمرانہ و غاشیہ کا احوال بتفصیل بیان کرو خواجہ زیاد نے جب یہ سنا

نہایت متعجب ہوا اور کہا ای شخص یہ معلوم ہوتا ہی کہ تجھ اُن عورتون سے کم تعلق رکھتے ہو جو اسقدر اُنکے حال کی تفتیش کرتے ہو سچ کہو
ان عورتون کو کہان دیکھا ہی اُسنے کہا ای خواجہ اصل حقیقت یہ ہی کہ مین ان عورتون کے خویش و اقارب کا فرستادہ ہون خواجہ یہ سُنکے
اور زیادہ تر متحیر ہوا اور مسکرا کر کہا ای شخص مجھے اب معلوم ہوا کہ تو بڑا جھوٹا اور زیادہ گو ہی اچھا یہ بتا کہ اُن عورتون مین باہم قرابت کیا ہے
ہماز عیار حیران ہوا کہ اب اسکا جواب کیا دون آخر دل سے ایک مضمون ایجاد کیا اور کہا کہ مین ایسا سمجھ جانتا ہون کہ وہ دونون عورتین خالہ بھانجی
ہین خواجہ نے کہا واہ کیا خوب بات بنائی لیکن بن نہ پڑی بس اب زیادہ عبارت آرائی نہ کیجیے معلوم ہوا کہ یہ تمھارا جھوٹ مصلحتاً ہی مین
اس بات کو تمھارے طرز کلام سے پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ تمھارا بیان سراپا غلط ہی بلکہ ظاہر ہوتا ہی کہ تو کسی کا عیار فرستادہ ہی یہان آیا ہی
اب سچ سچ اپنا جو مطلب ہو بیان کر کہ در اصل تو کون ہی اور کسواسطے یہان آیا ہی اور اُن دونون عورتون سے کیا تعلق رکھتا ہی اگر تو نے
اب کوئی بات بنائی یا سچ نہ بتایا تیرے حق مین اچھا نہوگا اب ہماز جنی گھبرایا اور نہایت ہی متفکر ہوا کہ اب خواجہ کو کیا جواب دون اگر
سچ بیان کرتا ہون تو قباحت لازم آتی ہی اصل کام ہی سے محروم رہونگا اور اگر جھوٹ کہتا ہون تو خوف جان ہی اور سچ تو یہ ہی کہ اُن
دونون عورتون کی باہم قرابت سے کبھی واقف و آگاہ نہین ہون اور اگر اب ظاہر ہوگیا اور جھوٹ بولا تو یہ خارجی نہایت آزار
دیگا ناچار ہو کر اُس عیار مکار آفت روزگار نے دوسری عبارت درست کی کہا ای خواجہ صاحب واقعی امر یہ ہی اُن عورتون سے
میری غرض متعلق ہی ابتک جو کچھ مین نے بیان کیا واقعی جھوٹ تھا مگر دروغ مصلحت آمیز فقط اسوجہ سے کہ مجھے اُنکے پردہ کا خیال
ازحد ہی ورنہ مجھے اپنی غرض سے کام تھا لیکن اب بتایئے وہ دونون عورتین یعنی شمرانہ وغاشیہ کہان ہین کبھی کسی جا گئی بھی تھین یا نہین اگر
تو پھر مین اپنا کام بیان کرون خواجہ زیاد نے کہا ہان ایک مرتبہ پوشیدہ کہین گئی تھین ہماز نے کہا بس اتنا ہی چاہتا تھا کہ
سُن لون اب آپ میرا حال بغور سنیے کہ مین اصل مین بادشاہ بوستان کوہی کا خواجہ سرا ہون ایک دن اپنے آقا سے رنجیدہ ہو کر
چلا گیا اس رنج و فکر مین کہ مجھکو ملال کمال تھا ایک کوہ سر بلند پر بیٹھا تھا ناگاہ یہ دونون عورتین ایک تخت مرصع کار پر سوار ہوا پر وہان
پہونچین اور اُنکے پہلو مین ایک شخص مسن باریش سفید کریہ صورت جنگم نام اُسی تخت پر بیٹھا تھا جسوقت یہ تخت مع اُن تینون زن و مرد
کے وہان آیا اور اُنھون نے مجھے اجنبی دیکھ کر مجھ سے میرا حال پوچھا مین نے حال مجمل اپنا اُنسے بیان کیا اُن عورتون کو میری
پریشان حالی اور بیکاری پر رحم آیا اور مجھ سے کہا اگر تو ہمارے لشکر مین کہ زیر جبل لعلی خیمہ زن ہی آجاوے تو البتہ تیرا سامان
روزگار ہو جاوے اور وعدہ واثق کیا اور مجھ سے بھی عہد کیا کہ ضرور آنا تجھے ہم صوبہ داری شہر کی دلادینگے پس ای خواجہ اسی امید
و توقع پر کہ موہوم ہی یہان آیا کہ اُن عورتون کو اپنی حاجت کی تکلیف دون پس اصل حال کہ جو مین نے بیان کیا یہ ہی اب تم چاہو
یقین جانو یا نہ جانو خواجہ زیاد نے یہ سُنکے ایک آہ کی اور بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے بعد اسکے جب ہوش و حواس
درست ہوے پوچھا ای شخص تمھارا نام کیا ہی ہماز نے کہا مجھے ہماز کہتے ہین خواجہ زیاد نے کہا ای برادر تم شمرانہ وغاشیہ کا حال
کیا پوچھتے ہو اُنکی ایسی سرگذشت پر درد و افسوس ہی کہ مجھ سے بیان ہونا اسکا نہایت دشوار ہی کس زبان سے مین بیان کرون اور نہ
اُسکی کیفیت لائق بیان ہی بس مختصر یہ ہی کہ وہ دونون بعذاب سخت قتل ہوئین ہماز نے کہا ای خواجہ اُنکے قتل کی کیا وجہ ہوئی اور کسنے

قتل کیا براہ عنایت و مہربانی مجھ سے مفصل اس قصہ حیرت فزا کو بیان فرمایئے خواجہ زیاد نے کہا اے شخص آگاہ ہو کہ غاشیہ کو اسکے فرزند نازنین صورت یعنی رہیجی نے اور شہرانہ کو اسکے شوہر بکران شاہ خارجی نے جہنم واصل کیا ہماز بولا کوئی وجہ قتل بھی ان دونوں کی ہے خواجہ نے کہا خاص وجہ تو یہ ہے کہ دونوں وہ عورتیں فاجرہ و فاحشہ تھیں اور جنگم جادو سے رات دن عیش و نشاط میں مصروف رہتی تھیں اور شراب خواری کسی وقت موقوف نہوتی تھی جب انکے وارثوں نے سنا انکو یہ افعال قبیح ناگوار گذرے جنگم جادو کا انسے صحبت ہونا برا معلوم ہوا جب جنگم جادو مارا گیا وہ اسکی مفارقت میں نالان و گریان ہوئیں اور جنگم جادو کے غم میں سیہ پوش ہوئیں یہ امر چونکہ انکے وارثوں کو ناگوار ہوا بس دونوں کو تہ تیغ بیدریغ کیا ہماز نے پوچھا اے خواجہ سلامت جنگم جادو کس قصور پر واجب القتل ہوا اور ایسے ساحر زبردست کو کہ جو بادشاہ جادوگران تھا کسنے قتل کیا خواجہ نے کہا وہ بھی اسیطرح جہنم رسید ہوا ہماز نے کہا آپ اسکا حال مفصل بیان فرمائیں کہ میرے قلب کو تسکین ہو اور واقعی یہ قصہ عجیب حیرت انگیز و ہوش ربا ہے چونکہ میں آپکا دوست اور مہمان ہوں اسی واسطے زیادہ تر تکلیف دہ ہوتا ہوں میری گستاخی معاف فرمایئے گا اور حق استحقاق دوستی کو ادا فرمایئے مہمان نواز تو آپ کی ذات با برکات ہے اور آپ اول تو میرے ہم پیشہ برادر ہیں دوسرے میں آپکا مہمان غریب الوطن ہوں لہذا بہر طور آپکو میری تواضع و خاطر داری واجب ہے بس عوض دعوت و مہمانی کے جنگم جادو کا حال مفصل بیان فرما دیجیے بڑی عنایت میرے حال پر ہوگی خواجہ زیاد نے کہا خیر تیری خاطر ہے ورنہ میں کبھی زبان پر یہ ذکر نہ لاتا اب بعد ایک لمحہ کے بیان کرونگا کیونکہ اس داستان کو جبتک اول سے نہ بیان کرونگا کچھ لطف نہوگا اور سمجھ میں بھی نہ آئیگا لہذا اول طعام بعدہ کلام کہا پہلے کھانا کھالو بعد اسکے مجھ سے تمام و کمال حقیقت حال سنو ہماز نے کہا اے کرم گستر میں اب کیا کھانا کھاؤں دل سے شعلے اٹھ رہے ہیں کھانے کو ہاتھ نہ لگاؤنگا بدون اس قصہ کے سنے آخر خواجہ زیاد نے مجبوری تمام احوال مشرح و مفصل اس جادوگر کا بیان کیا یعنی جنگم کا آنا طلسم سے اور اپنا لشکر سلاطین میں جانا اور معرکہ آرائی لشکر اسلام سے مع اس فضیحتی و رسوائی کے جو کہ اثنائے معرکہ رزم میں واقع ہوئی تھی اور قتل ہونا جنگم جادو کا صاحب قران اکبر عالی شان رستم توان کے ہاتھ سے نہایت ذلت و خواری سے اور کہا اے ہماز اس معرکہ کو تین مہینہ کا عرصہ گذرا کہ جنگم جادو اپنے مقر اصلی کو پہونچے اس سرگذشت جانگداز کو سنکے ہماز جنی نے ایک آہ سرد پر درد کھینچی اور کہا

شعر

ما درچہ خیالیم فلک درچہ خیال	کاری کہ خدا کند فلک را چہ مجال

بعد اسکے ہماز جنی نے کہا اے خواجہ زیاد یہ فرمایئے کہ صاحب قران اکبر گردون حشم یعنی جنگم جادو کا قاتل کہاں ہے خواجہ زیاد نے کہا بعد قتل کرنے جنگم جادو کے اس عالی قدر نے لوح طلسم ملاحظہ فرمائی اور تمام اشیائے طلسمی یعنی عجیب نشان وہی لوح قبضہ کر لیا پھر مدت تک وہ شہزادہ عالیوقار تاریخ الاعظم سناکیا بعد اسکے بقیہ طلسم فتح کرنے کو طلسم بیضا میں تشریف لیگیا پھر مجھے نہیں معلوم کہ وہاں کیا معاملہ گذرا لیکن یقین کامل ہے کہ اس شیر بیشہ میدان بہادری نے کفار و اشرار کو زندہ و سلامت نہ رکھا ہوگا سب کو جہنم واصل کیا ہوگا ہماز جنی نے کہا میں پیشاب کر آؤں پھر حاضر ہوتا ہوں یہ بہانہ کر کے غائب ہوگیا دلمیں کہتا تھا لعنت خدا اس لاقوت فرشتہ کے

دین و مذہب ایسا ہی کہ یہ سب باطل اور لغو مذہب رکھتے ہین لیکن طلسم کشا کا دین برحق ہی مین تو ان سب مذہبون پر لعنت کرتا ہون اور
اسی وقت سے دین ابلیسی کو ترک کرکے دین و آئین طلسم کشا کو پسند کیا اور کہا اگر وہ عالی جناب میری دعوت اسلام فرمائیگا تو مین بصدق
دل منظور کرونگا بس خداے عز و جل کو گواہ کرتا ہون کہ اسی وقت سے حلقہ بگوش صاحب قران اکبر کا ہوگیا ہون اور دائرہ اسلام مین
بخوشی دل داخل ہونا قبول کرتا ہون الغرض ہمارجنی یہ باتین دل سے کرتا ہوا لشکر کی خبر مفصل لیکر طلسم مین داخل ہوا اور لاقوت
کے پاس آیا اسوقت لاقوت و فرقوت دونون ملاعین نہایت اندوہگین و پر ملال بیٹھے تھے اور ہماد عیار کا انتظار کر رہے تھے کہ اسی
عرصے مین ہمارجنی وہان پہونچا اور آداب و مجرا مثل اہل اسلام کے بجالایا لاقوت شاہ ہماز کی اس حرکت کو مذاق عیاری سمجھ کے
نہایت خوش ہوا اور کہا اے ہماز تو شاید کوئی خبر تازہ لایا ہی کہ جسکے سننے سے دل کو نہایت خوشی ہوگی یہ تمھاری تسلیمات و کورنش و
خوشطبعی خالی از علت نہین معلوم ہوتی آج یہ طور تمھارا نیا ہمنے دیکھا ہی ہماز نے کہا ہان اے بادشاہ آج ایک ایسا مژدہ فرحت اثر
لایا ہون جسکو تم دونون شاہ و وزیر سنکے شادی مرگ ہوجاؤ گے وہ خبر خوش یہ ہی کہ مین تمکو مبارکباد دیتا ہون تم دونون سجدہ شکر
ابلیس لعین کی درگاہ مین ادا کرو اے لاقوت و اے فرقوت پہونچا دوست کے پاس دوست کا اور عاشق کا معشوق کی خدمت مین
اور غلام کا اپنے آقا کی ملازمت مین تمکو مبارک ہو لاقوت اس مضمون کو سنکے مسکرایا اور سمجھا کہ از راہ مسخر کہتا ہی لاقوت نے کہا
ہان اے ہماز مین تجھے از حد محبت و الفت رکھتا ہون کہ تو کبھی اپنا پہونچنا میری خدمت مین مبارک جانتا ہی اب سچ بتا کہ حال
لشکر اسلامیان سے جنگ جادو کی کیا خبر تازہ لایا ہی مین اس خبر مسرت افزا کا نہایت مشتاق ہون جلد بیان کر کہ جنگم
جادو کس کاروبار مین معروف ہی اور طلسم کشا کس آفت و مصیبت مین مبتلا ہی ہماز نے کہا اے لاقوت شاہ آج تجھے خداوند
ابلیس نے ایسا جاہ و جلال عطا فرمایا ہی کہ تمامی جہان کی مصیبت و راحت جو کچھ ہو تجھے سزاوار ہی اسواسطے کہ تو شاہان متغلب
دہر کش سے مشہور ہی آگاہ ہو اور بگوش ہوش سن کہ مین نے اس غرض سے مبارکبادی تھی کہ تم آقا اور ملازم خداوند
ابلیس کے دربار مین باعث افتخار ہو کہ تم دونون بندۂ خاص اور عاشق جانباز ابلیس لعین کے ہو مین بیچارہ کیا اور مجھکو
یہ رتبہ تمھاری خدمت شمس مین کب نصیب ہوا کہ جو اس کی صفت و ثنا بیان کرون مین ایک ذلیل عیار پیشہ کار گذار ہون
مجھے خدمت سے فقط غرض ہی ان امورات جلیلہ سے کیا سروکار لاقوت مع فرقوت ہماز کے ایسے کلمات سنکے متعجب
متحیر و مبہوت ہوگیا اور بہ تحیر ہماز کی صورت دیکھا کیا آخر لاقوت شاہ نے پوچھا اے ہماز تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ ہم خداوند
ابلیس کی خدمت مین پہونچینگے ہماز بولا آپ خاصان خدا اور خدا پرست ہین اور خدا پرست کی یہی تمنا ہی کہ خدمت مین
خداوندگی پہونچین اور یہی مقولہ انکا بھی ہی کہ فردوس برین مین جائینگے پس اے ابلیس لاقوت شاہ اسی وجہ سے یقین
جانو کہ اسوقت خاصان ابلیس مرے فوراً نار جحیم مین داخل ہوے اور شامل حال ابلیس ہوے لاقوت شاہ اس عبارت
کو سنکے بدحواس ہوگیا ہوش جاتے رہے کہا اے ہماز تو دیوانہ ہوا ہی یا آج کوئی شی نشے کی کھا گیا ہی یا دانستہ ہمکو برا کہہ رہا ہی او
عیار زبان آور سچ بتا تجھے کس کام کے واسطے بھیجا تھا اور تو کیا خبر وحشت اثر ہمارے روبرو بیان کر رہا ہی اور طرہ اس پر یہ کہ ہمارے

سنکر یہ ہماری بدی چاہتا ہی ہماز بولا ای بادشاہ عاشق و شیدائے ابلیس مین نے جو کچھ کہا سچ کہا اور نہایت صحیح کہتا ہون یہ خبر وحشت
خاص ذہین کی ہی جہان تو نے مجھے بھیجا تھا لاقوت نے کہا تو کیسی بات بیہودہ کہتا ہی کہ مطلق فہم مین نہین آتی صاف صاف
بیان کرتا کہ ہماری سمجھ مین آوے ہماز نے کہا اچھا آپ صاف صاف معلوم کرنا چاہتے ہین صاف صاف سنیے اور بخوبی سمجھیے اے
لاقوت شاہ و ای فرتوت مریدان جنگم جادو و بندگان خاص ابلیس آگاہ ہو کہ وہ جادوگر کافر اکفر حرامزادہ تمھارا استاد و دستگیر
و سرپرست راندۂ درگاہ ایزدی طلسم سے بھاگا لشکر ان بنی آدم مین زیر جبل اسطلے پہونچا اور وہان اپنی شرارت نفسی و فطرت ذاتی
سے پیش آیا ایک ہنگامۂ فتنہ و فساد برپا کیا آخر اس فتنہ و فساد کا یہ انجام ہوا کہ آتش جہنم مین داخل ہوا بعد اسکے تمام سرگذشت
ابتدا سے بیان کی اور یہان تک کہ اُس آدم زاد والانہاد طلسم کشائے عالی شان صاحب قران زبان کشندۂ ساحران عالم
شاہزادہ معظم و مکرم کا حال بیان کیا کہ ایک گوشۂ میدان سے عیان ہوے اور ان شہریار تہور شعار نے بقوت بازو اُس جنگم جادو
کو ایک ہی ضرب شمشیر آبدار سے جہنم واصل کیا اور لوح بیضا جس جگہ اُس جنگم جادو نے چھپائی تھی اُس شہریار ظفریافتہ نے مکان
دفین سے نکال لی وہان کے لشکریان بنی آدم بیان کرتے ہین کہ جنگم جادو لعین و بدکردار کو اس ذلت و خواری کے ساتھ ہلاک کیا
کہ مرغان ہوائی اُس بدنفس کے حال زار پر افسوس کرتے تھے اور گوشت اُس حرامزادے کا سگان صحرائی و زاغ و زغن نے کھایا
ای لاقوت شاہ بس یہی خوشخبری تھی جو مین نے سنائی۔ الغرض اس خبر وحشت اثر و قصۂ دردناک کو سنکے لاقوت و فرتوت کا جسم
بید وار کانپنے لگا اور تا دیر اسی حزن و ملال مین متحیر و متفکر استادہ رہے آخر فرتوت نے لاقوت سے کہا ہان بخوبی سنا اور نہایت
خوش ہوا ای لاقوت مجھے کسی طرح اس امر کا باور نہین ہی کہ اس طرح کا معاملہ پیش آیا ہو لاقوت نے کہا ابکے پھر دل لگاکے سن
اور ہماز سے کہا پھر بیان کر ہماز حبشی نے پھر وہی داستان وحشت بیان کی فرتوت نے کہا ای عیار اگر جنگم مارا گیا تو دونون عورتین
کہان گئین اور پھر طلسم کشا بعد قتل اُس بانی جفا کے کسطرف چلا گیا ای وزارت پناہ تف برین عقل کہ تمام قصہ سنا اور سمجھ مین آیا
گھڑی گھڑی پوچھتا ہی کیا ہوا ارے بیوقوف ہوا کیا جہنم واصل ہوا اور کیا ہوا ہان یہ البتہ ایک جملہ رہگیا تھا وہ بھی بگوش ہوش
سُن لے کہ شمرانہ و تماشیہ مدخولۂ جنگم جادو بھی اُسی افسونگر کے ہمراہ جہنم مین گئین یعنے اُنکے وارثون نے بعذاب سخت قتل کیا اور
صاحب قران اکبر طلسم کشا کتاب تاریخ الاعظم سُنکے بدولت و اقبال بقصد فتح مراحل طلسم تشریف فرماے طلسم بیضا ہوے
یقین ہی کہ آج ہی کل مین خبر فتح مراحل طلسم کی تمھارے کان تک پہونچی جاتی ہی اور ای فرتوت مین جانتا ہون کہ تم جملہ اشرار دیکھنا
مثل جنگم ساحر کے عنقریب ابلیس کی خدمت مین پہونچنے والے ہو کیونکہ مین تمکو بہر صورت مقرب خاص درگاہ ابلیس مردود جانتا ہون
مین نے تمکو مبارکباد دی اسمین گناہ کیا ہی لاقوت شاہ نے کہا او کمبخت بدنصیب کوئی بھی ایسے امر کی مبارکباد دیتا ہی جیسے کہ تو نے
بے تکلفی سے ہمکو مبارکباد دی یہ تو صریح ہماری ہجو کرتا ہی ہماز نے کہا ای ملک تم تو مستحق لعنت خود ہی ہو تمھارے سردار لعینے ہی
ہین او تیرہ بخت شخص تجھے خبر صحیح سناتا ہون اور تو مجھے اُسکے عوض مین گالیان دیتا ہی لعنت خدا تیرے اوپر اور تیرے دین و آئین
اور تابعین پر لاقوت شاہ دل مین مشغول ہوا اور کہا ہماز نہایت درست کہتا ہی آخر ہماز سے عذر خواہ ہوا اور ایک خلعت

حسب لیاقت ہماز کو دیا ہماز جنی لاقوت سے رخصت ہو کے اپنے مکان پر آیا اور درگاہ باری تعالےٰ مین بالتجا یہ دعا کی کہ اے
پروردگار عالم اگر دین طلسم کشا حق ہو تو مجھے بھی اسی دین مین گردان اور یہ دعا میری قبول فرما کہ جبتک طلسم کشا اس سرزمین پر
وارد ہو اس کافر پر ایسا غالب ہون کہ میرے حرکات لاقوت کو ناگوار نہون اور جو میرا جی چاہے اس بدذات کو سخت کلمات کہون
اور جسقدر چاہون فضیحت کرون اور وہ میری شوخی طبع پر ناخوش نہو بلکہ بہتر و خوشگوار معلوم ہو۔ الغرض لاقوت مردود ازلی نے
پھر فرقوت سے کہا او گیدی تو نے اس مقدمہ مین کیا فکر کی جو یہ خدشے اور مخمصہ دل سے دفع ہون اور مجھے اندیشہ و فکر سے
نجات ہو اے فرسائق مجھے سوجھتا نہین کہ جان و آبرو و ملک و مال پر اپنی سبکی بربادی و تباہی کا خوف ہے ہر وقت اسی کاہش
مین جان رہتی ہے ایک لمحہ آسایش کی نوبت نہین آتی فرقوت نے کہا او منکر اموا کے بادکش مجھ سے کیا تدبیر ہو سکتی ہے مجھے ہنوز
ہماز کے قول کی صحت مین کلام ہے بلکہ ایکبار ہماز کو بلا کے پھر اسکا بیان سنون اور اچھی طرح سمجھون تو البتہ کچھ کہون لاقوت شاہ
نے پھر ہماز کو بلایا اور کہا اے ہماز ایک بار تم پھر اسی خبر کو بیان کرو وزارت پناہ کی سمجھ مین نہین آیا ہماز نے کہا بہت خوب عرض
کرتا ہون پھر وہی حال مکرر بیان کیا فرقوت نے کہا اے لاقوت شاہ یہ روایت محض بے اصل و بے بنیاد ہے اور اسکا راوی ایک
خواجہ سرا فرقہ خوارج سے ہے لہذا بایں وجہ ہمکو اسکے راستگوئی مین شک ہے اگر واقعی جنگل ملعون جہنم واصل بھی ہوا ہو لیکن جو لوح
طلسم طلسم کشا کے ہاتھ آگئی تو پھر وہان اب تک کیا کام کر رہے ہین کہ جو طلسم مین اب تک نہین آئے ہماز نے کہا اے فرتوت مساق
کندۂ ناتراش اگر تجھ سے ممکن ہو تو کوئی ایسی تدبیر معقول کر کہ جسمین لاقوت اور تیری جان بچ جاوے ورنہ تو مجھ سے اپنے ہوش
بجا کر کے سُنلے کہ طلسم کشا اپنے مجوبہ کے آباؤ اجداد کا حال معلوم کر چکا یعنے شاہنشاہ خورشید ہی کو تمام و کمال سُنا اور بقیہ طلسم
کی جانب متوجہ ہوئے ہین اور اسی معاملہ کو تین مہینہ کا عرصہ ہوا فرقوت۔ ہماز کی سخت کلامی سے نہایت غضبناک ہوا نزدیک
تھا کہ اپنی جگہ سے حرکت کرے ساتھ ہی اُسکے یہ خیال آیا کہ اے فرقوت ایک دلی عیار سے ہمکلام ہو کے اپنے کو ذلیل کرتا ہے اور
واقعی ہماز جنی جو کچھ کہتا ہے بدلسوزی و خیرخواہی کہتا ہے آخر فرقوت نے کہا اے ہماز مین سمجھا کہ تو خرابی حال و احوال اپنے آقا کی سُنکر
اندوہناک ایسا ہوا ہے کہ بیخودی مین ایسے کلمات ناسزا زبان سے نکالے جاتے ہین لیکن مین نہایت متعجب ہون کہ اگر طلسم کشا داخل
طلسم ہوتا تو اب تک تو نہین معلوم کیسے کیسے کارنمایان ہو گئے ہوتے اور تمام عالم کائنات مین اور سرزمین طلسم مین شہرہ ہو جاتا
ہمکو بھی خبر ضرور پہونچ جاتی ابھی فرقوت کی یہ گفتگو تمام نہوئی تھی کہ ناگاہ شملع جنی بینی بریدہ پہونچا راوی کہتا ہے کہ صاحبقران اکبر
نے بعد قتل کرنے جنفر زرد پوش کے تمام اشرار و کفار طلسم کو ایساتہ تیغ بیدریغ کیا کہ عدم وجود سب کا برابر کر دیا ایک شخص کو سلامت
نہ چھوڑا بیخ و بنیاد کفر کی ہٹا دی فقط شماخ جنی کو اُسکی ناک کاٹکر فتح پیک سے نکلوا دیا اُس لعین نے باحال خستہ و خراب
لاقوت جنی کے پاس جا کر اس واقعہ ہوش ربا کی خبر دی کیونکہ لوح ہادی طلسم کے حکم کے بموجب شماخ جنی کو شہزادے نے
اس صورت سے آزاد کر دیا تھا غرضکہ شملع جنی بینی بریدہ نہایت خراب حال سے لاقوت شاہ کی بارگاہ مین پہونچا اور
جاتے کے ساتھ ہی دونون ہاتھ فرقوت وزیر کے سر پر اس زور سے مارے کہ عمامۂ وزارت دور جا کر گر پڑا اسکے کہا اے گیدی

کے

ایسا غافل مسند وزارت پر بیٹھا ہی کہ کچھ ہوش نہیں او حرامزادے بیحیا تجھے دنیا و مافیہا کی خبر نہیں کبتک غافل رہیگا او
بادبخت اب کچھ فکر و تدبیر کر کہ وہ آدم زاد والا نہاد قاتل کفار و اشرار یعنی صاحب قران اکبر دارا و آل سفیا سر پر آپہونچا ذرا اپنے
سر نحس کو اٹھا اور حال میرا چشم کور سے دیکھ کہ میری کیا صورت ہوئی اب تم دونوں مالک ملوک کو اُس ملک الموت جان ابلیس
پرستان کی تشریف آوری کی مبارکباد دیتا ہوں کہ کل جو کچھ آج میرا حال ہی اُس سے بدتر ہونے والا ہی وہ دلاور میدان قریب
آپہونچا اور چند مراحل و طبقات کو درہم برہم کر چکا چنانچہ طلسم خندق او چتر کو کل فتح کر لیا عقرب جادو و شمعون وزیر و
دیو فتنقہار کو بذلت تمام و خواری بسیار جان سے مارڈالا اور ملک اذفرشاہ کو طلسم سے رہا کر دیا تقیرون و شیرویہ وغیرہ نگہبانان
و محافظین اشیاے طلسم نے جو خدا پرست تھے فرمانبرداری اُس شاہزادہ گردون پناہ کی قبول و منظور کی اصفر زرد چشم جنّی بھی
جہنم واصل ہوا افسر جنّی محافظ چتر یاقوت کہ سو برس سے طلسم میں امانت دار تھا وہ بھی طلسم کشا کی خدمت میں پہونچ گیا اور
تو جانتا ہی کہ چتر یاقوت بہترین اشیاے طلسم سے تھا وہ بھی قبضہ و تصرف طلسم کشا میں آگیا غرض شمامہ نے جو کچھ کہ دیکھا اور
سُنا تھا وہ بتفصیل و بشرح بیان کیا لاقوت شاہ نے اس واقعہ جانکاہ و جگر خراش کو جو سُنا ہوش جاتے رہے اور از خود رفتہ
ہو گیا دیر تک سر بزانوے اندوہ بیٹھا رہا اور ہاتھ کو جان سے دھو کر آمادۂ مرگ ہوا اور نا امیدی و ناکامی سے مردنی چہرے
پر چھا گئی اُسطرف فرتوت اس خبر موحش سے ایسا مدہوش ہوا کہ اپنے جامہ کی خبر نہ رہی بہت دیر کے بعد لاقوت شاہ نے سر
اُٹھایا اور کہا او فرتوت مرگ نصیب کس فکر و تردد میں گرفتار ہی او کمبخت تو نے سُنا کہ کائنات طلسم کی ترکی تمام ہوگئی اب
بتا مجھے کیا تدبیر کرنا چاہیے فرتوت خواب غفلت سے چونکا جلدی سے عمامہ کی تمام گرد جھاڑی سر پر رکھا لاقوت سے کہا یہ وقت
سکوت و خاموشی کا نہیں ہی جلد تر میری بات کا جواب دے کہ اب صلاح وقت کیا ہی میری رائے میں تو بجز جنگ و پیکار کے
اور کوئی علاج و چارہ کار نہیں ہی اسواسطے کہ اب عمر طلسم تمام ہوگئی فرتوت نے بعد تامل بسیار کہا اے لاقوت اگرچہ غلام کے
واقعی ہوش و حواس بجا نہیں ہیں لیکن میں تمکو صلاح نیک ہی دونگا مجھے بظاہر اسباب یہ معلوم ہوتا ہی کہ خداوند ابلیس کو
خود ہی منظور ہی کہ طلسم کا استیصال ہو جاے دیکھا چاہیے مآل کار کیا ہوتا ہی یقین ہی کہ بعد انفصال اس ہنگامہ و قضیہ فساد
کے اس طلسم خراب شدہ کو خداوند ابلیس دشمنان دین کے حوالے کر دیگا یا شاید خود ہی اپنے تحت تصرف میں رکھے لہذا
اے ملک لاقوت شاہ میری صلاح تو یہ ہی کہ ملک افلاک مینائی حاکم مرحلۂ دوم اور ملک متین آہن پوش حاکم مرحلۂ سوم
و ملک زرد ہنگ جنی حاکم مرحلۂ چہارم کے پاس ایک ایک خط جلد تر روانہ کیا جاوے کہ وہ بھی خرابی و بربادی طلسم و تشریف آوری
دشمن اہالیان طلسم سے واقف ہو جاویں بلکہ حکام ثلاثہ کو بھی اس قصد و ارادہ سے جنگ و پیکار کی اطلاع دیجاوے
اور جلد حکم مؤکد ہو کہ بروقت شروع ہونے جنگ و پیکار کے جلد کمک اور مدد کو پہونچ جاویں تاکہ سب باتفاق ایکدوسرے کی مدد
و کمک کرتے رہیں اس ترکیب سے یہ کام البتہ بعنوان مستحسن تمامی کو پہونچیگا اور ہزار درجہ تو فتح ہمارے حصہ میں ہی اور بالفرض اگر
طلسم کشا فولاد مجسم ہی ہو جائیگا تو کیا کر سکتا ہی اور کہانتک جنگ و پیکار کریگا کہ یہاں افواج قاہرہ مثل مور و ملخ کے ہیں وہ تن تنہا

کیونکر سر بر ہو سکیگا دیکھ لینا بمدد و اقبال خداوند ابلیس صاحب قران اکبر اس کثرت افواج سے سراسیمہ و حیران ہو کر مغلوب ہوگا
بلکہ قدم نہ ٹھہرا سکیگا گریز کر جائیگا یا دلیا طعمۂ شمشیر دلاوران تہمتن ہوگا کہ پوست و استخوان کا بھی پتہ نہ معلوم ہوگا قصہ مختصر لاقوت شاہ
کو فرقوت وزیر پُر تدبیر کی یہ رائے نہایت پسند آئی پس اسی وقت لاقوت شاہ نے منشی کو طلب کیا اور حکم دیا کہ حکام مراسل
ثلاثہ کو نامے اس مضمون سے لکھے جائیں کہ حاکمان عالی شان ملک افلاک و ملک متین آہن پوش و ملک زرد ہناک کو معلوم
ہو کہ فی الحال خیریت و سلامتی جان و مال حاکمان مراحل چہارگانہ اور رفاہ و فلاح اہالیان کائنات طلسم برقراری و سلامتی کائنات
طلسم پر منحصر و موقوف ہے اور قائم رہنا اس بنیاد طلسم کا حکام طلسم کی ہمدردی و اتفاق پر مقرر ہے اور خاک ایسے وقت نازک میں
کہ از سرتا پا سرزمین طلسم میں فتنہ و فساد برپا ہے کہ کائنات طلسم متزلزل ہو رہا ہے کل ساکنان و حاکمان طلسم کو لازم و واجب ہے کہ
جسوقت ایک بھی متنفس بقصد بربادی طلسم و بہ نیت ایذا رسانی و قتل و قتال ابلیس پرستان طلسم میں قدم رکھے جملہ اہل طلسم
ادنی و اعلی دفع کرنا اسکا واجب جانیں اور جہانتک ممکن ہو بالاتفاق کوشش کرکے اسکو دفع کریں تاکہ پھر اور کسی دوسرے کو
حوصلہ و جرأت نہو چنانچہ آجکل سرزمین طلسم میں ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہے یقین ہے تمنے بھی سنا ہوگا کہ اہالیان و نگہبانان طلسم
پر کیا بلاے بے درمان نازل ہے کہ تمام اشرار و کفار تہ تیغ بے دریغ ہوتے جاتے ہیں اور شاید اتفاق سے تمہاری سماعت تک
یہ واقعۂ جانگداز و سانحۂ ہوش ربا نہ گذرا ہو تو ہمسے سنو ہم مفصل لکھتے ہیں کہ بالفعل ایک انسان ضعیف البنیان کوتاہ قد نحیف و
زار عشق میں گرفتار دست از جان دادہ یکہ و تنہا سرزمین طلسم میں داخل ہوا ہے اسی آدم زاد بے بنیاد نے لقب اپنا اپنے حوصلے
سے زیادہ یعنی صاحب قران اکبر و طلسم کشا مشہور کیا ہے اور خود ہی اُسکا یہ بیان ہے کہ میں صاحب لوح طلسم یقیناً ہوں اور زوج
ملکہ شمسہ تاجدار بنت ابو عامر فردوسی ہوں چنانچہ اس ستم زمان نے چند طبقات طلسمی بھی مثل چشمہ مائیل و کوہ زاغان و
درخت نیزہ و طلسم خندق کے فتح کیے ہیں اور مائیل جادو شاخ وزرقم و عقرب اور حقصر زرد چشم جادوگران پیلتن کو قتل کر کے
خاک میں ملایا ہے اور ملک اذفرشاہ قیدی طلسم کو نجات دی اور یہ قاعدہ اُس آفت جان شرار فتنۂ روزگار کا ہے کہ بدون
ہدایت و احکام لوح کوئی کام نہیں کرتا اور اسی کے ذریعہ سے بڑے بڑے کار اہم انجام دیتے ہیں اور بسبب اُسی لوح
کے کچھ طبقات طلسم بھی خراب و برباد ہوئے لیکن اب جسقدر مرحلات باقی ہیں اُنکی فکر کرنا ضرور ہے اور اس بلاے بےدرمان
دشمن جان و ایمان کا فوراً قتل و گرفتار کرنا واجب ہے ورنہ جان و مال کا بچنا غیر ممکن ہے ہر چند کہ بسبب قید کرنے اذفرشاہ
کے میں تمام مشہور ہو گیا ہوں طرفہ یہ ہے کہ مجھے لوگ برسرش بھی خطاب دیتے ہیں ورنہ میں ستر برس سے برابر بادشاہی
کر رہا ہوں بہرصورت چونکہ حاکمان طلسم کا فرمان روا ہوں لہذا میں ترتیب فوج ظفر موج میں بقصد جنگ ہمہ تن مصروف ہوں تم
صاحبوں کو واجب و لازم ہے کہ جسطرح سے ہو کمک دینے میں کوشش کرو اور باہم اتفاق آپس میں رکھنا ضرور ہے ورنہ تمہارے
ملک و مال اور اہالیان طلسم کے تمام ننگ و ناموس میں خلل آویگا اور آپ لوگ اس کمک کو خاص میری ہی کمک تصور نہ کریں بلکہ
جملہ متعلقان و متوسلان طلسم کی مدد و اعانت تصور کرنی چاہیے اور تمنے سنا ہوگا کہ میں ایک مرتبہ اول میں دست آدم زاد

خانہ خراب سے جنگ و جدل کر چکا ہوں اور اب بھی مستعد و آمادہ بیٹھا ہوں کہ ایک بار پھر مقابلہ و مقاتلہ کروں اس مرتبہ اگر ہمیں فتحیاب ہوا تو جو لوگ شریک میرے ہونگے اُنکو مثل اپنے برادر حقیقی کے تصور کرونگا اور ممالک مفتوحہ سے جسکا لوگ علاوہ مال غنیمت کے دونگا اور جو شخص کہ خلاف عمل میں لاویگا اور میرا شریک نہوگا بعد انفصال اس مہم کے اُس خلاف ورزی کا ضرور انتقام لونگا اور گوشمالی قرار واقعی دونگا لہذا چاہیے کہ بمجرد دیکھنے اس تحریر کے نہایت جلد با فواج و سپاہ مع رسد وغیرہ ہمارے پاس چلے آؤ ورنہ تم جانو اور تمھارا کام جانے بقولیکہ مصرعہ

منت آنچہ حق بود گفتم تمام

راوی اس حال کو جلد ہفتم میں بیان کر چکا ہے مگر اس نظر سے کہ ناظرین افسانہ کے خیال سے سہو ہو گیا ہو گا لہذا مکرر گذارش کرتا ہے تاکہ مطالب و مقاصد کے تسلسل میں کوئی نقص کسی طرح کا نہ عائد ہو

واضح ہو کہ چہار گانہ مراحل طلسم میں حاکم اعلے جس سے مرحلہ اول متعلق ہے بادشاہ طلسم تصور کیا جاتا ہے اسواسطے کہ انکا مرحلہ تمام مراحل طلسم سے نہایت وسیع ہے اور اُسکا اعزاز و دبدبہ شاہی حکام مراحل ثلاثہ سے کہیں بڑھا ہوا ہے چنانچہ مراحل اربعہ میں ایک طلسم چتر نہایت بزرگ طبقات طلسم سے ہے وہ بھی اُسی کی سرحد میں داخل ہے دوسرے جو کہ مال سب سے بہتر و اعلی طلسم کے دختر بادشاہ مرحلہ اول یعنی ملکہ روشن گہر جسکا مستحق طلسم کشا کے سوا دوسرا نہیں ہے وہ بھی اُسی مرحلہ میں ہے اب چند روز سے بوجہ بغاوت لاقوت وزیر کے کہ اُس نمکحرام نے اپنے بادشاہ افرشاہ یعنی مالک صبح روشن گہر کے والد کو قید کر لیا اور آپ بادشاہ بنگیا روشن گہر قلعہ یاقوتیہ میں پناہ گیر ہوئی علاوہ اسکے اور چند اشیا نادر روزگار از قسم جواہرات مع چتر یاقوت وغیرہ اسی مرحلہ میں امانت رکھی ہوئی ہیں اس سبب سے لاقوت حاکم مرحلہ اول کو بادشاہ کہتے ہیں اور جو بالفعل شہر عسکریہ کہ دار الملک طلسم ہے اسکا حاکم ہے یہ لاقوت در اصل بادشاہ نہیں ہے آگے افرشاہ بادشاہ قدیم اس طلسم کا وزیر تھا جب سے لاقوت نے طریقہ بغاوت اختیار کیا اور مملکت طلسم اُسکے قبض و تصرف میں آئی تمام سلاطین متفق اللفظ کہنے لگے بسبب کہ جو ہوا لاقوت بادشاہ ہو گیا لیکن خلقت طلسم لاقوت کو متغلب و نمکحرام کہتی ہے نام بغاوت و بد سرکشی نہ گیا اور طرہ یہ کہ ہر چند اس زمانہ میں لاقوت کل ممالک کا بادشاہ ہوا مگر حسب آئین و قاعدہ دیرینہ طلسم لاقوت کی دختر بلند اختر ملکہ رنگ افروز بھی کنیزان خاص طلسم کشا میں داخل ہے بلکہ یہ داستان حسرت نشان یہانتک جلد ہشتم مسمی بہ نور الانوار میں بیان ہوئی ہے کہ ملکہ رنگ افروز صبح روشن گہر کے ساتھ بوجہ کفر و نفاق اپنے پدر لاقوت کے قلعہ یاقوت نگار میں چلی گئی الغرض اس طلسم میں چار مرحلے ہیں کہ شمار کیے جاتے ہیں لیکن سب سے زیادہ وسیع و عمدہ تر مرحلہ اولی ہی ہے اور اسی کا پایہ تخت شہر عسکریہ قرار دیا گیا ہے اور قلعہ

یاقوت نگار و حمام زنان یہ دونون طبقہ اسی مرحلے مین داخل ہین اور ان دونون طبقات کا بھی حاکم مرحلۂ اول ہی الحاصل آدم بسر
تسلسل داستان کہ لاقوت شاہ نے فنا چاہے مذکورہ مضامین بالا متحد اللفظ و المعانی لکھوا کے اپنی اپنی مہر کی اور ہر ایک حاکم
مرحلۂ طلسم کے پاس روانہ کیے اور نامہ برون سے تاکید کی کہ جلد اس تحریر کا جواب لاؤ اور خود فوج طلسم کے بندوبست اور انتظام
مین اور انتظار جواب خطوط مین رہا اور یہ مرحلہ چارگانہ قلعہ یاقوتیہ کے گرد اسطرح سے واقع ہوئے ہین یعنے مرحلۂ اول کے قلعے
کے آگے اور چوتھا مرحلہ عقب قلعۂ یاقوتیہ کے اور مرحلہ دوسرا اور تیسرا داہنے بائیں قلعہ کے واقع ہی چنانچہ فوج طلسمی بھی چارون
طرف قلعۂ یاقوت نگار کے سرحدہاے مراحل پر ہمیشہ بطور نگہبانون کے مقیم رہتی ہی اب لاقوت کا حکم بابت فراہم ہونے فوج
طلسمی کے ہر طرف پہونچ گیا کہ بمجرد دیکھنے اس فرمان واجب الاذعان کے مع سامان جنگ شہر عسکریہ مین حاضر ہو بمجرد پہونچنے اس
حکم کے فوج و سپاہ مع سامان جنگ ہر چہار حد طلسم سے روانہ ہوئے لیکن جسوقت نامہ لاقوت شاہ ملک الافلاک ملیانی
حاکم مرحلہ دوم کی نظر سے گذرا ملک افلاک مرد خداپرست دانشمند بنی نوع انسان سے تھا نامہ کو دیکھ کے پہلے متحیر ہوا آخر جواب
لکھا کہ اے لاقوت شاہ مجھے بانیان طلسم نے دو شخص کے تابع کیا ہی ایک ان مین ایک مقام صاحب اوج بیضا کو طلسم کشا ہی اور
دوسرا وہ شخص جو شہر عسکریہ بلکہ کل کائنات طلسم کا حاکم و اصل بادشاہ ہی پس وہ اب قید ہوا اور تو غاصب و نمکحرام ہی اسوجہ سے
ہم تیری اطاعت کسی طرح قبول نہین کرسکتے کہ تو در اصل بادشاہ نہین ہی فقط عارضی ہی لہذا مجھکو چاہیے اور حق نمک مقتضی اسی کا ہی
کہ جہانتک ہوسکے مین اسکی نجات و خلاصی مین کوشش کرون نہ یہ کہ خلاف اسکے تیری اطاعت کا قصد کرون لہذا مین ہر طرح
مجبور ہون آیندہ جو مصلحت و مشیت ایزدی اگر مجھ مین قدرت ہوتی تجھ سے ضرور انتقام لیتا لیکن اگر مجھ سے حق نمک بادشاہ ادا ہو سکا
تو تو کبھی کسی طرح کی مجھسے امید و توقع نہ رکھنا کہ مین تیرا مطیع حکم اور شریک حال ہونگا اور تو یہ چاہتا ہی کہ صاحب اوج بیضا سے مقابلہ
کرکے تیری طرح نمک حرام و مستوجب ہو جاؤن یہ امر بھی مجھ سے ممکن نہین اور نہ اپنی سرحد سے باہر قدم رکھونگا انشاء اللہ تعالے
جسوقت طلسم کشا با جاہ و حشم یہان تشریف لائیگا اور وہ بقوت صاحبقرانی اس مرحلہ کو فتح کریگا اسوقت مین جو کچھ مال و اسباب
طلسمی میری سپردگی مین ہی اسی طلسم کشا کی خدمت عالی مین پیش کرونگا اور مین انکی بصدق دل فرمانبرداری اختیار کرونگا
اور دولت اسلام بھی قبول کرونگا اور بدون تشریف آوری اس صاحب اقبال کے یہان سے ایک قدم بھی نقل و حرکت
نہین کرسکتا الغرض قصہ کوتاہ ایسا ہی جواب ملک متین آہن پوش حاکم مرحلۂ سوم نے بھی لاقوت شاہ کے پاس بھیجا
اور سواے حاکم مرحلہ بہار کے اور دو حاکم مراحل کے یزدان پرست ہین یعنے حاکم مرحلۂ چہارم و بادشاہ مرحلۂ اول یہ دونون
بنی الجان ہین اور عسکریہ کی شاہ بیدار فرشاہ بادشاہ مرحلۂ اول بھی بنی الجان سے ہی اور زرد مہتاب جنی باپ ملکہ فرخ رہنگ
حاکم حال مرحلۂ چہارم کا قوم اجنہ سے ہی اسی طرح دو بادشاہ بنی آدم اور دو بادشاہ بنی الجان پشتہا پشت سے طلسم مین چلے آتے
ہین اسوجہ سے کہ حکیم سقراط و بقراط الٰہی نے مرحلۂ اول و مرحلۂ آخر کو بخوبی بزور علم دریافت کرلیا تھا مرحلۂ اول اس مملکت مین
نہایت وسیع اور سلطنت و حکومت بہت بڑی تھی فی الجملہ اپنے صنف یعنے بنی آدم کو تفویض نہین کی اسواسطے کہ ان مرحلون کے

حال سے کماحقہ واقف تھے لہذا بنی الجان کو حوالہ کردی اور چونکہ دونوں مرحلے اوسط کے آفات ارضی و سماوی سے محفوظ تھے دو بنی آدم کو
تفویض کیے قصہ کوتاہ ہر حکام مراحل خدا پرست یعنی ملک افلاک و ملک متین آہن پوش نے بھی لاقوت شاہ کو جواب صاف
دیدیا جب حاکم مرحلہ چہارم ملک زردہنگ بھی نے لاقوت شاہ کا نامہ دیکھا بڑا افسوس کیا اور زاروان وزیر سے کہ جسکا نام زرقلی
بھی تھا اس امر میں صلاح کی اور چونکہ یہ وزیر بد شریر النفس ملک زردہنگ اپنے بادشاہ کو ہمیشہ مکر و فریب سے بہکایا کرتا تھا
کہ کسی طرح ملک زردہنگ اپنے دین خدا پرستی کو چھوڑدے اور ابلیس پرستی اختیار کرے مگر ملک زردہنگ بسبب اپنے فہم
و عقل کے سکوت کرتا تھا اور مکر و فریب میں اس مکار کے نہ آتا تھا لیکن وہ نطفۂ ابلیس اپنی شرارت ذاتی سے باز نہ آتا تھا
اور ملک زردہنگ سے کہتا تھا کہ اے ملک افسوس آپ میرے کہنے پر عمل نہیں فرماتے یہ وجہ ہے کہ جو کرم و فضل خداوند سے
محروم رہتے ہیں اے ملک ملاحظہ فرمائیے کہ خداوند ابلیس نے کس مرتبہ پر لاقوت شاہ کو پہونچایا یعنی لاقوت شاہ کو پہلے وزیر
کیا اور پھر بادشاہ کیا یہ اسکے نیک اعتقادی کا نتیجہ ہے اور لاقوت نے بھی وہ خداوند ابلیس کی فرمانبرداری کی کہ ہر ایک سے
ممکن نہیں دیکھیے محض خوشنودی خداوند ابلیس کے واسطے اپنے پدر بے گناہ کو قتل کر ڈالا اسی وجہ سے خداوند ابلیس نے
بھی لاقوت کے حال پر شفقت خداوندی فرمائی اور اس ایک ادنی کو اورنگ سلطنت پر متمکن فرمایا لہذا بہتر یہ ہے جو اہی چاہتا
ہوں کہ تم خداوند ابلیس کی خدمت میں سر نیاز جھکاؤ اور اپنی مراد دلی اسکی درگاہ سے پاؤ کیا عجیب ہے اگر خداوند ابلیس تمہارے
مقاصد دلی برلاوے ورنہ تم ہمیشہ اس ظلمت کدۂ جہالت میں پڑے رہوگے دیگر یہ کہ قوم بنی الجان کو سوائے طاعت خداوند
ابلیس کے اور کسی کی اطاعت جائز نہیں ہے اور یہ بھی ایک قاعدہ ہے کلیہ کہ چاروں عنصر اپنی ذات کی طرف رجوع کرتے ہیں یعنی
آتش آتش کی طرف اور خاک خاک کیطرف آب آب کیطرف باد باد کیطرف اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر چہار عناصر باہم ضد ہیں پس کل
شے رجوع باصل خود اسلئے ہر نوع اپنے معبود حقیقی کو پہچاننا چاہیے آیندہ آپکو اختیار ہے الغرض اس وزیر بد شریر نے ایسا فریب دیا کہ ملک
زردہنگ خواہ مخواہ ناچار مرتد ہوگیا جس وقت جنگم جادو صاحب قران اکبر سے بمکر و دغا لوح بیضا لیگیا اسوقت اس راندۂ
درگاہ حق نے ملک زردہنگ کو آگاہ کر دیا کہ اے ملک تمنے دیکھا کہ خداوند ابلیس نے لاقوت بادشاہ طلسم کو کہ وہ بندۂ خاص
خداوند کا ہے کیسی مدد دی کہ لوح بیضا کہ ہادی طریق اس آدم زاد کی تھی اور طلسم کشائی کی باعث یہی لوح تھی جنگم جادو نے طلسم کشا
سے چھین لی اور لاقوت کو دیدی اور جنگم جادو کیسا زبردست شاہ جادوگران ہے چنانچہ لاقوت شاہ کی یوما فیوما ترقی جادہ و مرتبت
ہوتی جاتی ہے اے ملک تم بھی ابلیس کو معبود اپنا سمجھو روز بصدق دل خداوند کی پرستش کرو یقین ہے کہ خداوند ابلیس تمہارا بھی
اسی طرح مددگار و حامی ہو جائیگا غرضکہ اس بدذات نے ملک زردہنگ کو اسلام کی طرف سے برخلاف کر دیا اور خداوند ابلیس کا
معتقد کر دیا اسطرف ملک زردہنگ نے لوح کے گم ہونے کی خبر مفصل سنی سبب اس احمق نااندیش کو اس فرتوت مردود کا افسون
کارگر ہوگیا صاف زردہنگ کے دل کو یقین ہوگیا کہ خداوند ابلیس برحق ہے پس اسی روز ابلیس کو سجدہ کیا اور مرتد ہوگیا اب جو
لاقوت شاہ کا نامہ ملک زردہنگ کے نام پہونچا اور زردہنگ نے نامہ پڑھا وزیر پرتدبیر سے مشورہ کیا کہ اے زرادان معلوم

ہوتا ہی کہ طلسم کشا کے ہاتھہ یہ لوح کسی طرح سے پھر آگئی ہی جو اُسنے طبقات طلسم کی خرابی پر کمر باندھی ہی اور اکثر مراحل کو باطل بھی کر دیا ہی
اور ملک افرشاہ کو قید طلسم سے رہائی دی لاقوت شاہ کے لشکر کو درہم برہم کر دیا نوبت باینجا رسید کہ لاقوت شاہ نے
مجبور ہوکر مجھکو نامہ لکھا اور مدد کا خواہان ہوا اب تو بتا کہ اس امر مین تیری کیا صلاح ہی اور مین کیا کرون زادان وزیر نے کہا ای ملک
یہ امر تو قیاس مین نہین آتا کہ لوح گم شدہ طلسم کشا کو ملجاوے یہ امر محالات سے ہی اور اگر شاید ایسا ہوا ہو اور یہ خبر واقعی صحیح ہو
تو یہ سمجھنا چاہیے کہ خداوند ابلیس اپنے بندۂ خاص کا امتحان کرتا ہی اور دیکھتا ہی کہ ثابت قدم کون رہتا ہی اور سست اعتقاد
کون ہی یہ خداوند کی خاص حکمت عملی اور اپنے مقدر کا امتحان ہی تصور کرنا چاہیے ای ملک مجھکو یہ خیال ہی کہ مبادا تمھارا عقیدہ
نہ پھرے کہین تم کسی عذاب سخت و بلاے آسمانی مین نہ گرفتار ہو جاؤ اگر طلسم کشا کے ہاتھہ لوح بھی آگئی باشد اور کچھہ اُسکی
فکر کرنا چاہیے یہ کوئی مقام تشویش نہین ہی خاطر جمع رکھو خداوند ابلیس پھر لوح طلسم کشا سے چھین لیگا کیا عجب ہے کہ اب
لاقوت شاہ کو مدد دے اسکی تمھاری یاری ہوا اور تمکو دیدے مگر ای ملک لاقوت شاہ کی کمک واجب ہی جلد پہونچنا چاہیے اسلیے
کہ وہ بندۂ خاص مقبول درگاہ ابلیس ہی اس امر سے خداوند تمسے نہایت ہی راضی ہوگا ملک زردہنگ نے کہا ای زادان یہ امر خلاف
ہی شاید مجھہ سے نہو سکیگا کہ ایک قدم بھی اپنی سرحد سے باہر رکھہ سکون اور قاعدہ و آئین طلسم جو سو برس سے چلا آتا ہی اُسکو
ایک سخت ضایع کر دون ہان یہ بات البتہ ہو سکتی ہی کہ جو لاقوت میرے پاس آجاوے تو البتہ مین بھی اُسکا شریک حال ہو جا سکتا ہون
جسطرح وہ مدد اور کمک چاہے کر سکتا ہون زادان وزیر نے کہا پھر مین اس بات مین کیا دخل دے سکتا ہون یہ کہکے خاموش
ہو گیا اور کہا اچھا لاقوت شاہ کو جواب نامہ لکھو کہ راے تمھاری بھی درست و صایب ہی ملک زردہنگ نے جواب نامہ
اس مضمون سے لکھا کہ ای لاقوت میرے وزیر زادان نے مجھے بھی ابلیس پرست و مرتد کر دیا اور مجھ سے ایسی تعریف ابلیس
پرستی کی کہ مین اپنے قدیمی عقیدے سے منحرف ہو گیا اور یہ طریق جدید اختیار کیا ای لاقوت شاہ تم سب طرح سے خاطر جمع
رکھو مین بدل و جان تمھارا شریک حال ہون لیکن فی الحال البتہ مین اپنی سرحد سے ایک قدم باہر نہین رکھہ سکتا مصلحت
وقت یہی ہی کہ اسوجہ سے مین تمھارے پاس آنے مین معذور ہون علاوہ اسکے میرے باپ ملک زردہنگ نے بھی مجھے یہی
تفہیم کیا ہوا اور عالم طفلی سے شباب تک یہی نصیحت اُنکی رہی کہ ای فرزند خبردار و زنہار کسی حال اور کسی وقت مین اپنی سرحد سے
تجاوز نہ کرنا ورنہ تیرے حق مین اچھا نہوگا ای لاقوت شاہ علاوہ برین چند وجہین ایسی ہین کہ میرا اس سرزمین سے باہر قدم رکھنا
مناسب نہین ہی اگر تم یہان میرے پاس تک کسی طرح پہونچ جاتے تو البتہ نہایت خوبی سے یہ کام سرانجام پاتا کہ ہم اور تم باتفاق
اس آدم زاد بلاے آسمان کو دفع کرتے اور سوال کا جواب دندان شکن دیتے القصہ جب ملک زردہنگ نے لاقوت شاہ
کا جواب نامہ لکھ کے زادان وزیر کو دیا اور کہا اس نامہ کو جلد لاقوت شاہ کے پاس روانہ کر زادان نے ایک تحریر اور جداگانہ
اپنی طرف سے فرقوت وزیر لاقوت شاہ کو لکھی کہ ای فرقوت آگاہ ہو کہ مین نے تمھارے مقدمہ مین بدل و جان کوشش کی
بلکہ اور آگے سے بھی مین اسی بارے مین فکر کر رہا تھا بعد ایک مدت کے میری سعی و کوشش کا نتیجہ حاصل ہوا یعنی ملک زردہنگ

خدا پرستی سے منحرف ہوکر بندگان خداوند ابلیس مین داخل ہوا ہی اب اسکو خداوند ابلیس کا اعتقاد کامل ہی اگرچہ مین ایسا قیاس کرتا تھا
لیکن تمہارے نامہ کا جواب نہ پہونچا اور ملک تو شی دیگر ہی یہ تمام میری اسی محنت و ریاضت کا نتیجہ ہی اے فرقوت اب میری صلاح
یہ ہی کہ تم اس امر مین زیادہ اصرار نہ کرنا کہ مصلحت وقت یہی ہی اور ملک زردہنگ سے کسی امر کی امید و توقع نہ رکھنا بلکہ موافق تحریر
ملک زردہنگ کے پاس جب پہونچ جاؤ گے اسوقت طلسم کشا کا جواب دینا نہایت سہل ہوجائیگا اے فرقوت طلسم کشا ایک
انسان ضعیف البنیان کیا وجود رکھتا ہی کہ اتنی فوج قاہرہ سے بچکر نکلجاے ممکن نہین اور کیا طاقت کہ تاب مقابلہ لاسکے
سواے ہلاک ہونے یا کسی طرف بھاگ جانے کے اور کچھ بھی نہو سکیگا غرض کہ جسطرح سے ہوسکے تمہارا آنا مناسب وقت اور ضروری ہی

دربار لاقوت شاہ مین ملک زردہنگ کا نامہ پہونچنا اور لاقوت شاہ کا اپنے وزیر فرقوت شاہ سے مشورہ لینا۔
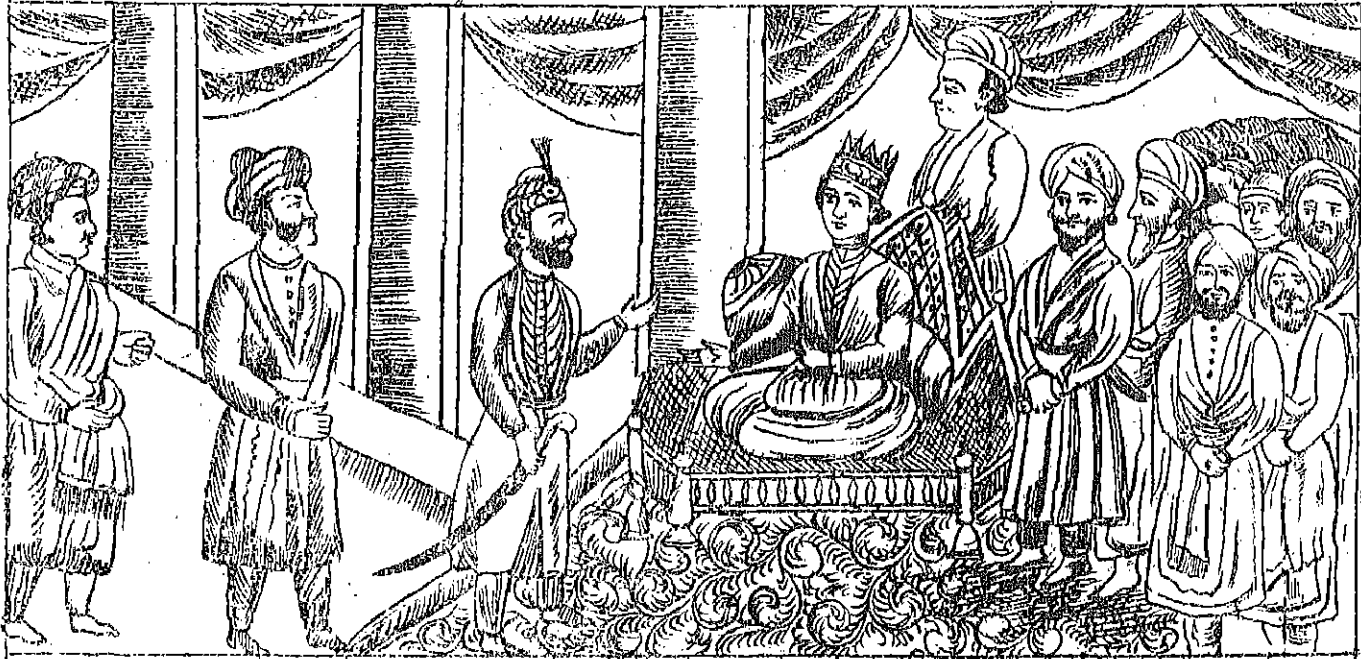
قصہ کوتاہ جب یہ دونون نامے لاقوت کے پاس پہونچے لاقوت شاہ نے ان دونون نامون کو بخوبی پڑھا فرقوت سے کہا اے
وزارت پناہ ابھی تو کوئی معرکہ ایسا وقوع مین نہین آیا کہ جسکی وجہ سے مین دست پاچہ ہوگیا ہون اور نہ طلسم کشا ہی سے کوئی
سپاہ اندازی کا خیال و اندیشہ ہی کہ مین پیش از مرگ واویلا کرون بے وجہ اور بے سبب یہان سے فرار ہوجاؤن اور بزدلی کو کام مین
لاؤن اور ملک زردہنگ سے امید وار کمک وغیرہ کا رہون اگر شاید کوئی ایسا محل و موقع جب پیش آئیگا تو پھر دیکھا جائیگا اب تو
میری راے یہ ہی کہ پہلے طلسم کشا سے مردانہ و دلیرانہ جنگ و پیکار کرون دیکھون کہ خداوند ابلیس مجھے طلسم کشا پر فتح دیتا ہی یا نہین
مجھکو امید ہی کہ ابکی خداوند ابلیس ضرور شریک حال میرا ہوگا اسواسطے کہ مین اسکا بندہ خاص ہون مدت تک مین اسکے آستانہ

درگاہ پر جبہ سائی کی ہی پھر کسطرح اُسکو میرے حال زار پر رحم نہ آئیگا اور اگر اسوقت مین خداوند نے مجھ سے چشم پوشی کی تو جہنم کلیر
جیسا ہوگا دیکھ لیا جائیگا بعد اسکے پھر لاقوت شاہ نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا جائزہ لیا دو لاکھہ بلیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت
شمار مین آئی سب کو ہمراہ لیے بقصد حرب و ضرب کوہ سبز کی طرف روانہ ہوگیا۔ راوی کہتا ہی کہ اسوقت لاقوت شاہ کے لشکر مین
چالیس نفر پہلوانان تہمتن و بہادر ایسے تھے کہ رستم و اسفندیار کا عدم و وجود اپنے سامنے برابر جانتے تھے اُنھون نے
لاقوت شاہ سے رو برو لاف زنی شروع کی اور لاقوت شاہ سے کہا اے امیر اول بھی تمنے ایسی غلطی فاش کی کہ سحر و ساحری
پر بھروسہ کیا اور ہماری جان فشانی پر کچھ خیال نفرمایا آخر اسی وجہ سے معاملہ جنگ دگرگون ہوگیا اور تمکو ہزیمت و پشیمانی
نصیب ہوئی اور خداوند ابلیس کو بھی ناگوار گذرا کہ حریف کا مددگار ہوگیا تا آنکہ چہار شاخ دیو و نسول وغیرہ سے ہزار دیوان
و جادوگر کس خرافات و خواری سے مثل سگ و خوک کے قتل و ہلاک ہوگئے اے لاقوت شاہ اگر کچھ حوصلہ مردی و مردانگی سمجھتے ہوتے
تو سر افگندگی کی نوبت نہ آتی کہ غیرون سے اسوقت مین نصرت و مدد چاہتے ہو جب کوئی صورت بد ایسی ظہور مین آتی تو مضائقہ
نہ تھا لاقوت شاہ نے کہا اے دلاوران نامدار و بہادران شور شعار تم سچ کہتے ہو اُسوقت میدان رزم مین باوجود کثرت افواج و
آدم زاد خود تن تنہا مقابلہ کو آیا اور آمادۂ حرب و ضرب بلا خوف و خطر ہوا لیس یہ وجہ ہوئی جو خداوند نے رحم فرمایا اور اسمین تنہا
کا مددگار ہوا اور اُسکا کام حسب دلخواہ انجام کو پہونچا دیا یہ تو لے اسوقت نہایت عمدہ بات بیان کی بیشک یہی ہوا اگر خداوند
ناخوش ہوگیا تو عجب نہین ہی اور اب تو وہ آدم زاد بھی فوج و لشکر بیشمار رکھتا ہی اکثر سلاطین طلسم بھی مثل اذر شاہ و اسفنجر دا
اور شیرون و شیرویہ وغیرہ کے ہر ایک انمین سے مانند اسفندیار و رستم ہی ہمراہ رکاب ہین اب البتہ جنگ دو سردار کا معاملہ ہی
اور فتح خداوند کے دست قدرت مین ہی نہین معلوم مآل کار اسکا کیا ہو مگر ظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ جو شخص بندۂ خاص و مقبول
درگاہ ہوگا خداوند ابلیس اُسی کا مددگار ہوگا اور جس شخص کا خداوند مددگار ہوگا وہی فتح نصیب ہوگا فرلوست وزیر نے
کہا اے لاقوت شاہ میری تو راے یہ ہی کہ اگر تم حکم دو مین پہلے ملک زرد ہنگ کو آمادہ تمہاری اعانت کیواسطے کرون اور
جہانتک ہوسکے یہان آنے ہی پر اُسکی کوشش کرون مجھے امید کامل ہی کہ ملک زرد ہنگ بھی آج کل ابلیس پرست
ہوگیا ہوگا یقین ہی کہ ہمارا مذہب شریک و ہمدرد تمہارا ہوا اور ہم دو شخص ایسے ہین اور سزاوار افہام و تفہیم کرینگے تو
ایک زرد ہنگ کی مجال نہین ہی کہ برخلاف ہمارے دم مارسکے ناچار ضرور ہی قبول کرنا پڑیگا دوم یہ کہ اگر ممکن ہوا تو ملک افلاک
اور تیشعون آہن پوش کو اسطرح ہوسکیگا مکر و فریب سے راضی کرلینگے اور ایک امر بھی میرے خیال مین ہی یقین ہی کہ اگر کبھی
وہ امر تحریک ہوجاوے اور وہ کام یہ ہی کہ ہر چند ملک افلاک اور تیشعون ہی آدم یزدان پرست ہین انکا شریک نا غیر ممکن
ہی لیکن یہ مین نے تحقیق سنا ہی کہ لشکر مرحلۂ دوم و سوم مین اکثر اچھے ہین جنگ جو و فتنہ جو نہایت زبردست جنکا ہمیشہ سے فتنہ
و فساد برپا کرنا شعار ہی اور انسان کا کہنا انکے نزدیک کچھ منظور نہین شرارت و بدذاتی مین شیطان سے بھی بڑھے ہوئے ہین
اور طریق بھی انکا ابلیس پرست ہی اس گروہ شقاوت پژوہ کو موافق اپنے کرنا کوئی مشکل امر نہین ہی لاقوت شاہ نے کہا

اے فرقوت جسطرح تیری راے مین آئے اور تو مناسب سمجھے کام کر اگر تو جنگ و پیکار ہونے سے بھاگتا ہے تو جا اسی کام کو انجام
دے یہ بھی خالی از فائدہ نہین ہے تو اسطرف جا مین اسطرف واسطے محاربہ کے طلسم کشا سے جاتا ہون اے فرقوت اگر مین اس
مہم سے زندہ و سلامت واپس آیا تو پھر تجھ سے ملونگا ورنہ درگاہ خداوندی مین ملاقات ہوگی لیکن جہانتک تجھ سے ممکن ہو کوشش
کرنا اور ایک لمحہ میرے حال سے غافل نہ رہنا فرقوت نے کہا اے لاقوت شاہ مین فقط واسطے تمہارے کام کے جاتا ہون
اگر شاید میرے آنے مین دیر ہو جاے اور مین نہ آؤن تو آپ نہ سمجھیے گا کہ فرقوت طلسم کشا کی طرف مل گیا یا تحت قدرت مین
طلسم کشا کے آگیا یا بخوف جان جنگ و پیکار سے جان بچا کر بھاگ گیا اور بر تقدیر اگر آپ ہی کا کام درست ہوا تو کچھ تعجب نہین
کسواسطے کہ مین ایک مرد اہل قلم ہون مدبر تیرا کام صلاح و مشورہ ہے نہ جنگ و جدل مجھ سے معاملات جنگ کی توقع رکھنی کمال
نادانی ہے اے لاقوت شاہ مین خوب جانتا ہون اور یقین کامل ہے کہ ابکی بامداد و عنایات خداوند ابلیس اس جنگ طلسم کشا
مین ہم ضرور فتحمند و کامیاب ہونگے اور تمکو کسی طرح کی تکلیف نہوگی ہر نوع محفوظ رہوگے اور اے لاقوت شاہ یاد رکھو یہ امر
دو حال سے خالی نہین ہے یا تو طلسم کشا تیر غالب ہوگا یا خود ہی ہزیمت اٹھا کر بھاگ جاویگا مگر دونون حال مین خوف جان
نہین ہے اگر شاید تمنے ہزیمت اٹھائی تو مصلحت یہی ہے کہ فوراً میدان جنگ سے بھاگ جانا ایک لمحہ توقف نہ کرنا اور اسوقت کچھ
غیرت و بہادری مطلق نہ کرنا اور یہ خیال کرنا کہ زمین خداوندی کی ہے امیر کسی کا اجارہ نہین ہے احکامات نجوم سے بقدر معلوم ہوا ہے
کہ ابھی تیری عمر کا پیمانہ لبریز نہین ہوا ہے خاطر جمع رکھ اگر ایکبار شکست ہوگی تو ہا پھر لڑینگے دو لڑنے والون مین ایک ضرور ہزیمت
اٹھائیگا لاقوت شاہ نے کہا خیر ہر چہ بادا باد تو اپنے کام مین مستعد ہو غرض لاقوت شاہ بڑے جاہ و تجمل سے مع لشکر جرار
بقصد جنگ بیدرنگ روانہ ہوا فرقوت بھی تھوڑی دیر بطور مشایعت لاقوت شاہ کے ساتھ گیا بعد اسکے رخصت ہوکے مع اپنے
چند ملازمون کے بقصد روانگی مرحلہ چہارم واپس آیا ادھر لاقوت شاہ با فوج ظفر موج قطع منازل و مراحل کرتا ہوا کوہ سبز کیطرف
چلا جاتا تھا اور اکثر مقامات سے مردان بہادر کی جمعیت بہم پہونچاتا ہوا روان تھا تاکہ پہلوانان جنگ گذار کی لشکر مین کو واقع کسی طرح کمی نہو

لاقوت شاہ ابلیس پرست کا مع ساز و سامان جنگ واسطے مقابلہ صاحبقران اکبر کے جانب کوہ سبز روانہ ہونا

واضح ہو کہ شہر عسکریہ دار السلطنت طلسم مرحلۂ اول سے بارہ منزل پر واقع ہے اور چند روز سے لاقوت نے بوجہ حکومت
شہر عسکریہ کا نام لاقوت نگار مشہور کر دیا ہے اور منادی شہر میں کرا دی ہے کہ خبردار کوئی ساکنان شہر سے عسکریہ نہ کہے سب یاقوت نگار
کہیں ورنہ سزا دیجائیگی لیکن اس تاکید پر بھی بعض بعض کی زبان سے بے اختیار عسکریہ بوجہ عادت کے نکل جاتا تھا اور وہ بیچارہ
بیگناہ اس جرم میں ماخوذ ہو کر سزا پاتا تھا قصہ مختصر شہر عسکریہ سے کوہ سبز بارہ منزل ہے اور وہ خاص مقام چھتہار دیو کا تھا لیکن
بالفعل غازیان اسلام کے قبضہ و تصرف میں آگیا ہے اور شاہزادہ معز الدین عالی وقار اسی کوہ عالی کے دامن میں مع دلاوران
تہور شعار خیمہ زن ہیں اور جبر یاقوت بھی اسی سرزمین میں ایک بلندی پر نصب ہے اور وہ قافلہ مختصر جسمیں کہ ملک
سلطنت و حکومت کرتا ہے اسی حوالی میں واقع ہے اور در اصل یہ مکانات و باغ خواہر شیرویہ دلاور کے قرب و جوار میں واقع ہیں لیکن
بسبب تاثیر طلسمی ہر ایک مقام ایک دوسرے سے نہایت فاصلے سے معلوم ہوتا ہے اب بالفعل کہ سب آثار و علامات طلسم
برطرف ہو گئے ہیں لہذا وہ مقامات اصلی متصل نظر آتے ہیں اور جبر یاقوت اسی جگہ پر یعنی اپنے مقام پر باہر قلعہ کے خندق
میں ایک مقام بلند پر بدستور قائم ہے اور فوج طلسم متعلق مرحلۂ خندق و جبر جسمیں کہ اکثر جنیان ابلیس پرست تھے اور اکثر خدا پرست
سوائے فوج ملک نصیر دن کے وہ دونوں گروہ فوج طلسمی زیر حکم افسر جنی و صفدر جنی کے رہتے تھے جب طلسم خندق باطل ہوا
وہ جملہ ابلیس پرست قتل ہوئے اور افسر جنی مع مردان خدا پرست حلقۂ غلامی صاحبقران اکبر میں داخل ہو گیا اور اپنے
عہدہ پر بحال و مستقل رہا اور مزید براں یہ کہ دولت اسلام سے بہرہ مند و الطاف خسروانی کا مستحق ہوا الغرض لاقوت شاہ
شہر عسکریہ سے روانہ ہو کے بدلجمعی تمام طے مراحل و قطع منازل کرتا ہوا کوہ سبز کی طرف چلا جاتا تھا اور جاسوسان تیز رفتار اخبار
صاحبقران اکبر کی خدمت میں پہونچاتے تھے کہ لشکر جرار مع چالیس پہلوانان بلتن و بہادران صف شکن کے بقصد
جنگ جلد ریز اس طرف چلا آتا ہے صاحب قران اکبر گردون سریر بھی یہ خبر سنکے واسطے دفع غنیم کے سامان جدال و قتال
آراستہ کرنے میں مصروف ہوئے اور لوح ہادی طریق سے مشورہ لیا کہ اب اس بارے میں کیا کرنا چاہیے لوح نے یہ بات لکھی
کہ شہریار عالی وقار بالفعل کچھ روز تم اسی مقام خاص میں مقیم رہو کہیں جانے کا قصد نہ کرنا لاقوت جب تمہارے مقابلہ کو
آئے تو تم اسکو قرار واقعی گوشمالی دینا بعد اسکے جیسا مناسب سمجھنا اور بجائے خود مفید دیکھنا عمل میں لانا صاحبقران
اکبر لوح سے اجازت لیکے باطمینان تمام ساز و سامان جنگ کے مہیا کرنے میں مصروف ہوئے تھے کہ شیر دلاور ایک
پہلوان زبردست اور فنون سپاہگری و عیاری میں کامل صاحبقران اکبر کے پاس آیا اور عرض کیا اے شہریار گردون وقار
قلعۂ عسکریہ کے حال و کیفیت سے حضور واقف ہیں کہ وہ قلعہ کس شان و شوکت کا ہے اور کیا بسبب طلسم بندی کے
عالی وقار سے خواہش رکھتا ہے صاحبقران اکبر نے فرمایا اے دلاور ہمنے اس قلعہ کو تماشہ نہیں دیکھا مگر ہاں سنا ہے
کہ وہ قلعہ طلسم بندی رکھتے ہیں علاوہ اسکے جو امر جدید تمکو معلوم ہو اس سے ہمکو مطلع کرو شیر دلاور نے کہا اے شہریار نامدار
اور حال حضور پر خود ہی روشن ہو جائیگا لیکن بالفعل تازہ حال یہ ہے کہ قلعہ عسکریہ اور قلعوں کی طرح نہیں ہے بلکہ یہ قلعہ عجیب

طلسم بندی حکماے عالی منزلت کے یہ خاصیت رکھتا ہے کہ جب کوئی محصور ہو پھر اگر ہزار پہلوانان پیلتن و دلاوران تہمتن اُس قلعہ پر یورش کرین ممکن نہین کہ اُس قلعہ کو مفتوح کرسکین بلکہ فتح کرنا کیسا اتنی قدرت ممکن نہین کہ جو قریب بھی جاسکین جبتک کہ اُن چارون مرحلون کا طلسم برطرف نہوگا اِس قلعہ کو پا ہی نہین سکتا وہ حصار ہرگز نہین شکست ہوگا اے شہریار عالی وقار یہ راز و خود اُس سے سواے میرے اور فرقوت وزیر کے اور دوسرا آگاہ نہین ہے اب مین نے یہ خبر سنی ہے کہ فرقوت گیدی لاقوت شاہ سے جدا ہوکر مرحلہ چہارم کو واسطے بہکانے حاکم مرحلہ کے گیا ہے اور لاقوت شاہ بقصد جنگ یہان آتا ہے پس اب یہ خیال آتا ہے کہ مبادا وہ نطفۂ شیطان موقع پاکر قلعہ عسکریہ پر قبضہ کرلے اور اِس سر زمین مین فتنہ برپا کرے اُسوقت اُسکے فساد کو برطرف کرنا غیر ممکن ہے لہذا اصلاح وقت یہ ہے کہ حضور والا ملک افرشاہ کو مع کچھ قلیل لشکر کے بہت جلد بسرعت تمام کوہستان عسکریہ کیطرف روانہ فرمائین اس سے ایک فائدہ اور یہ بھی ہے کہ ملک افرشاہ کی خبر مشہور ہونے سے مردان یزدان پرست گرد و نواح عسکریہ مین جوق جوق جمع ہو جائینگے اور بہ آسانی تسخیر ہوگا جو کوئی لاقوت شاہ کی طرف سے خود قلعہ مین مقرر ہوگا وہ بلاشبہ قلعہ ملک افرشاہ کو دیدیگا اور اگر فرقوت نے قلعہ کا بند و بست کرلیا تو پھر نہایت مشکل ہوگی بلکہ قلعہ کا ہاتھ آنا غیر ممکن ہوگا اور شاید لاقوت شاہ ہی ہزیمت خوردہ حصاری ہوگیا اور تمام برج و فصیل قلعہ کو آراستہ کرلیا تو اُس مہم کو البتہ طول ہوگا بلکہ یہ امید نہین کہ تسخیر قلعہ پر کوئی لشکر کامیاب ہو اور سب سے زیادہ تر اندیشہ کی بات یہ ہے کہ مبادا لاقوت شاہ فرقوت کی زبانی کیفیت قلعہ سے آگاہ ہوگیا ہو اور یقیناً اُسکا آگاہ ہونا ضرور ہے تو لاقوت شاہ ضرور بہ ہزیمت خوردہ قلعہ عسکریہ مین حصاری ہوجائیگا اور جنگ قلعہ درپیش کرے تو پھر آپ کیا علاج کیجیے گا صاحبقران اکبر فلک قدر نے شیرویہ کی اس راے دوراندیش کو نہایت پسند کیا اور اسی وقت شیرویہ بہادر کو مع ملک افرشاہ دس ہزار سوار جرار کے ساتھ قلعہ عسکریہ کی جانب روانہ کیا ۔

اب راوی صاحبقران اکبر کو قلعہ عسکریہ کے بند و بست مین رکھتا ہے اور کچھ حال وزیر لاقوت شاہ یعنی فرقوت شوم و بدبخت کا عرض بیان مین آتا ہے ❊

راویان خوش بیان و ناقلان سخندان اس حکایت کو یون نقل کرتے ہین کہ فرقوت مردود و نطفہ ابلیس اس حکمت عملی سے حیلہ بہانہ کرکے لاقوت شاہ سے جدا ہوا اور طلسم کشا کی شمشیر بلد کش کے خوف و دہشت سے جان کو اپنی بچاکر بھاگا ابھی یا منزل راہ طے نہ کی تھی کہ اثناے راہ مین اُس بانی فساد کے دل مین یہ خیال گذرا اور فکر پیدا ہوئی کہ عقلمند وہی شخص ہے جو اپنا نیک و بد اور انجام کار خیال کرے اور مآل کار دیکھے بلکہ انجام کار ہی ہر وقت پیش نگاہ رکھے اور دیدہ و دانستہ اپنے جان کو ہلاکت مین نہ ڈالے اے فرقوت احکامات نجوم بھی ہر طرح طلسم کشا کی بلندی اقبال اور ابلیس پرستون کے زوال کی خبر دیتے ہین بلکہ اس مہم جنگ مین لاقوت شاہ کی تباہی و بربادی ضرور ہوگی ممکن ہی نہین کہ لاقوت شاہ اس جنگ و مہم مین کسی طرح کامیاب ہو اور ہاتھ

طلسم کشا کے زندہ و سلامت رہنا بھی ممکن نہیں لہذا اس صورت میں مقتضائے عقل اور مصلحت وقت یہ ہے کہ کوئی کار نمایان
ایسا کرنا چاہیے کہ مدت العمر اس پردہ دنیا پر نام رہے اب مناسب یہ ہے کہ پہلے ملک زرد ہنگ کے پاس پہونچکر برادران وزیر
سے مشورہ اس بارے میں کریں کہ اب کیا فکر و تدبیر ہو کہ جس سے جان بچے جو لاقوت شاہ زندہ پھر آیا تو اسکی کمک کرنا
واجب ہوگی ورنہ جیسا مناسب ہوگا عمل میں لایا جائیگا مگر اے فرقوت تونے قصد سفر دور و دراز کا کیا ہے لہذا چاہیے کہ پہلے
عسکریہ چلے وہان سے اپنا مال و اسباب لیکر اس سمت کا قصد کر اسواسطے کہ مبادا عقب میں کوئی آفت ارضی و سماوی نازل
ہوجاوے اور یہ تمام مال غازیان اسلام کے ہاتھ آجائے علاوہ اسکے لاقوت شاہ کی زوجہ یعنی ملکہ رنگ افروز کی والدہ کو بھی اس
حال اور مآل سے خبردار و ہوشیار کردینا چاہیے بعد اسکے جسطرف چاہینگے بلا خوف بخوشی دل حاصل الغرض فرقوت بدذات لہ
سے پھرا اور شہر عسکریہ میں آیا اور حرم سرائے شاہی میں داخل ہوا اور ملکہ جمال افروز والدہ ملکہ رنگ افروز کو بلایا اور یہ
وہ نہایت خوش ہوئی کہ فرقوت وزیر کوئی خوشخبری سنائیگا دروازے پر آئی اور خود اس سے کہا پوچھ تو فرقوت وزیر کیا کہتا ہے اتفاقاً
اسوقت پردہ ہوا سے اٹھا اور ملکہ جمال افروز اور فرقوت کا سامنا ہوگیا فرقوت نے جو جمال و حسن ملکہ کا دیکھا حرامزادہ
اس پانسو برس کی عمر میں عاشق و فریفتہ ہوگیا لیکن اسوقت چپ ہورہا چپکا چلا گیا مگر دل اسکا تیر عشق ملکہ جمال افروز سے
ایسا مجروح و فگار ہوا کہ کسی طرح قرار و آرام نہ تھا بجائے خود کہا افسوس اے فرقوت یہ تو نئی کیفیت پیدا ہوئی اب اسکی کیا تدبیر
کرنی چاہیے کہ ملکہ کا وصل حقیقی نصیب ہو ورنہ یہ خلش دل ہلاک کردیگی آخر اس شریر بدذات کے دل میں یہ خیال آیا کہ اے
فرقوت خداوند ابلیس کا اب فضل و کرم میرے شامل حال ہوا یہ خداوندی کا کرشمہ ہے یہ سامان و اسباب ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ
جس سے صاف ظاہر ہے کہ پردۂ غیب سے کوئی امر جدید ظہور میں آویگا اے فرقوت عجب نہیں کہ خداوند بجائے لاقوت شاہ تجھے
شہر عسکریہ کا تخت نشین کردے شان خداوندی سے کچھ بعید نہیں ہے اے فرقوت صلاح وقت یہ ہے کہ اب سفر کو ملتوی کر اور چندے
عسکریہ میں قیام کر اور دیکھ خداوند کیا اپنی قدرت کا تماشہ دکھاتا ہے اور پردۂ غیب سے کیا ظہور پاتا ہے بلکہ اب مناسب وقت
یہ ہے کہ آج کل خالی میدان ہے کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہے بے تکلف جاکر قلعہ عسکریہ پر قبضہ کرلینا چاہیے لاقوت شاہ کی
مجال نہیں ہے کہ جو وہ قلعہ کے پاس بھی آسکے اور نہ طلسم کشا کی یہ قدرت ہے کہ قلعہ کو بنظر غور دیکھ سکے کسواسطے کہ وہ قلعہ طلسمی ایسا ہے
کہ کسی طرح کوئی اس قلعہ پر قبضہ نہیں کرسکتا اور اس قلعہ کو آراستہ کرلینگے کہ سامان و اسباب سب موجود ہے اور کئی سال کے واسطے
رسد وغیرہ بھی موجود ہے کسی چیز کی ضرورت نہوگی اور اگر لاقوت شاہ بھی طلسم کشا کی جنگ سے مظفر و منصور پھرا تو اسوقت اسکو
حیلہ و بہانہ کرکے راضی کرلینگے اور جو ہزیمت اٹھائی یہاں قلعہ بند ہونے کو آئیگا اسوقت ہم بھی توپ گولہ سے مارینگے اور قلعہ میں ہرگز
نہ آنے دینگے اور طلسم کشا کا بھی حوصلہ نہوگا جو اس قلعہ کو آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے بس اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہے الغرض اس
بانی فساد نے اس خیال خام سے سفر کو موقوف کیا اور قلعہ کی فکر میں مصروف ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ میں فصائل اور برج سے
شہر کے قلعہ کو آراستہ و مستحکم کرلیا اور زہیر حبشی کو کہ لاقوت شاہ کی جانب سے عہدہ قلعہ داری مقرر تھا اسکو بہت سا زر و جواہر دیکر

راضی کیا جب وہ مطیع ہوگیا اُسوقت بیدالاو تخت حکومت عسکریہ پر بیٹھ گیا ایک روز ملکہ جمال افروز نے لاقوت شاہ کی زوجہ کے
پاس پیام بھیجا کہ تم آگاہ ہو اب میں نہیں جانتا کہ وہ کیا سانگ خارشتی ہے اور نہ طلسم کشا کو کچھ مال سمجھتا ہوں اب میں تمام شہر و قلعہ پر
قابض و متصرف ہوں اور وہ قلعہ ایسا ہے کہ فرشتہ کی مجال و قدرت نہیں کہ جو بسبب فنا و قلعہ کو دیکھ سکے سوائے اُسکے خداوند ابلیس
عیار کی پشت پناہ ہے اُسنے مجھے کس آسانی سے اس تخت سلطنت کو مرحمت فرمایا ہے اور لاقوت شاہ کو بوجہ نافرمانی کے پنجۂ اجل
میں پھنسایا اے ملکہ آفاق یاد رکھنا لاقوت اب طلسم کشا کے ہاتھ سے کسی طرح زندہ نہیں رہ سکتا بس جس حال میں یہاں کا
بادشاہ ہوا اور کل اسباب شاہی مجھے ملگیا اور منجملہ تو بھی شاہ عسکریہ کی خاتون ہے تو بھی میری ملک خاص میں داخل ہوئی اس
صورت میں تجھکو بھی چاہیے کہ تو میرے تحت و تصرف میں رہے اور بطوع تو میرے حبالۂ عقد میں آ اور میں تجھکو خاص اپنی زوجہ
کر ڈالونگا اب تو مجھے چاہیے آج قبول خوشی سے کرلے چاہے کل میں ہرگز تجھ سے دست بردار نہونگا اور یقین ہے تو نے سنا ہوگا
کہ جنگم چار دہ سات سو برس کی عمر میں بان ریش سفید زن جوان سے کسطرح عیش و عشرت کرتا تھا اور ایک مدت کی مفارقت
اُسکو شاق تھی اور میں ابھی اپنی عمر طبعی کو بھی نہیں پہونچا شاید ابھی پانسو برس کا ہوں اے ملکہ تجھے لازم ہے کہ مجھ غلام کمترین ار
قدیم کو اپنے لذت وصال سے محروم نہ رکھے اور میں تیری خدمت گذاری کو کافی ہوں ورنہ یہ یاد رہے کہ انجام کار نافرمانی کا تجھے
بجز پشیمانی اور کچھ حاصل نہوگا پھر کسی سے کچھ نہ کہونگا اور نہ مجھے اب کسی کا لحاظ و پاس باقی ہے میں اب جانتا بھی نہیں کہ
غیرت کیا چیز ہے اور حمیت کسکو کہتے ہیں اور نجاست کیا چیز ہے اور نمک حرام کیسا ہوتا ہے بقول لیکہ۔ آبلے کہ از سر گذشت چہ یک نیزہ
چہ یک دست۔ مجھے یہ بھی پروا نہیں کہ کوئی مجھے ملامت کرے اول تو میں حاکم ہوں کسی کی مجال نہیں کہ کوئی کلمہ بد میری نسبت
زبان سے نکال سکے دوسرے میرے مذہب اور طریق میں کسی طرح کا ننگ و عار و لحاظ و پاس جانتے ہی نہیں اور میں شان و شکوہ
میں کچھ لاقوت شاہ سے کم نہیں ہوں تو خود جانتی ہے کہ ملکہ اذفر شاہ اور میں ہم رتبہ ہوں مذہب میں البتہ اتنا فرق ہے کہ میں
ابلیس پرست ہوں اور وہ یزدان پرست بلکہ اسی تعصبی مذہب سے میں نے اُسے قید کرادیا تھا اور میں تیرے شوہر لاقوت شاہ
کا رفیق ہوگیا تھا اور یہ نمک حرامی تیرے شوہر ہی سے شروع ہوئی ہے کہ اُسنے اپنے بادشاہ اذفر شاہ کو قید طلسم میں پھنسا دیا
تھا اور خود تخت شاہی پر بیٹھ گیا اب اگر میں ایسا کروں تو کیا مضائقہ ہوگا اُسی کی تقلید تو ہوئی پھر میں نے کیا گناہ کیا اور دراصل
یہ بات ہے کہ اُسنے جو کچھ کیا وہ سب میرا ہی تو ساختہ و پرداختہ تھا کہ میں نے اول اذفر شاہ کو بمکر و فریب قید کرایا بعد اسکے تیرے
شوہر لاقوت کو بادشاہ بنادیا ورنہ وہ تو مساق کیا کر سکتا تھا اُسمیں یہ لیاقت کہاں تھی کہ وہ اتنا بڑا کام کرتا اور ایسے مرتبہ کو پہونچتا
اے ملکہ اب تو خوب آگاہ ہو کہ سوائے میرے اور کوئی دوسرا تیری ہمبستری کے لائق نہیں ہے بہرحال میں ہی تیری زوجیت کے لائق
ہوں اسواسطے کہ اب میں اس سلطنت عظیم کا مالک و مختار ہوں ورنہ مجھکو ایسے عورات ملکی سے کیا سروکار تھا الغرض پیام
ملکہ جمال افروز مادر رنگ افروز کو پہونچا اُس مظلومہ کے ہوش بجا نہ رہے اور یاد میں اپنی دختر بلند اختر رنگ افروز کے
ایسا روئی کہ نوبت غشی کی پہونچی جب ہوش بجا ہوئے باچشم گریاں و دل بریاں کہا دیکھیے یہ فلک پھر کیا کیا بلا سے تازہ نازل

کرتا ہو اور کس کس آفت ناگہانی اور مصیبت آسمانی میں گرفتار کرائیگا کبھی یہ داغ مفارقت رنگ افروز کا میرے دل سے مٹا نہیں ہو کہ یہ دوسرا صدمہ پیش ہوا چاہتا ہے خدا ہی خیر کرے —

قطعہ

اے فلک با من عجب لطفے عجیبے باختی
با مراد خویش بودم داشتم عیش تمام

با مراد خویش بودم نامرادم ساختی
در میان نا گاہ سنگ تفرقہ انداختی

اب مجھے کچھ نہیں بن پڑتا کہ کیا کروں کیونکہ اس کمبخت بد نصیب کے ہاتھ سے جان وآبرو بچے افسوس ہزار افسوس اس سن و سال میں یہ ہوس پیدا ہوئی کہ یہ سیہ باطن مجھ سے اس امر قبیح کا خواستگار ہو لعنت خدا کی اسکے دین مذہب پر خدا مجھے وہ روز بد نہ دکھائے کہ میں اس مردک سے ہمبستر ہوں مجھے خدا سے امید ہو اس بد ذات کی کیا مجال جو میری طرف نظر بد سے دیکھ سکے وہ مسبب الاسباب میری جان وآبرو کا حافظ ونگہبان ہو وہی حمایت کنندہ میرا ہے القصہ یہ خبر رفتہ رفتہ فرقوت لعین کو بھی پہونچی اور وہ حرامزادہ غصہ سے نہایت برہم ہوا اور مثل مار سر کوفتہ کے پیچ وتاب کھایا اسپر جمال افروز سے کہلا بھیجا کہ ہوا کیا تھا اور اسقدر فہمائش کیا اور سمجھانا میرا تمہارے خیال میں نہ آیا اور برعکس اسکے جواب دیا آگاہ ہو میں ایک جہاندیدہ گرم وسرد زمانہ چشیدہ ہوں ان باتوں سے میں تجھسے ہرگز دست بردار نہونگا ہاں اسقدر البتہ ہوگا کہ کچھ دن کی مہلت دونگا وہ بھی بپاس خاطر تمہارے مگر دیکھتا ہوں کہ اب کیسے تم راضی ہوگی آخر تم مجبور ہوکر راضی ہوگی پھر اس سے کیا فائدہ اور اگر تمہیں اپنے شوہر لا قوت شاہ کا خوف ہو تو یقین جانو کہ وہ طلسم کشا کے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا اگر شاید زندہ بھی رہا تو بھاگ جائیگا دونوں صورتوں میں تمہیں اس سے ناامید ہونا چاہیے کسواسطے کہ جہاں جائیگا مارا جائیگا اگر یہاں آگیا تو میں بھی اسکی خوب ہی خدمتگذاری کرونگا بعد میں جو کچھ ہوسکیگا طلسم کشا کی فکر کرونگا اسواسطے کہ وہ اس قلعہ کو ضرور لیگا اور قیامت برپا کریگا علاوہ اسکے میں ساحر بھی بہت ہوں بروز ضرورت بھی اپنا کام نکال سکتا ہوں دوسرے بندہ خاص حضرت ابلیس کا ہوں میری خاطر خداوند ابلیس کو از حد منظور ہے ہر وقت یاور ومددگار رہتا ہے لہٰذا تمہیں دوستانہ کہتا ہوں بگوش ہوش سنکے خوب غور وفکر سے جواب دو کسواسطے کہ مجھکو پہلے دیکھے تمہارے جمال جہاں آرا کے کسیطرح آرام نہیں آتا خواب وخور مطلق حرام ہو گیا ملکہ جمال افروز نے اسکی گفتگو سے بیہودہ کو سنکے کہلا بھیجا اے نمک حرام وبے ایمان مفتیہ

اگر خون بریزی از تن من
نہ رسد دست تو بدامن من

او فتنہ پرداز وحرامزادہ ہزار ہزار لعنت خدا کی اوپر تیرے دین ومذہب پر تیری اتنی کہاں طاقت ہے کہ تو میرے پردۂ عصمت تک ہاتھ دراز کریگا اور چشم بد سے دیکھ سکیگا کیا تو سمجھا کیا ہے او بانی فساد یاد رکھنا تیرا خداوند ملعون تجھے تیری اس نمک حرامی کی سزا معقول دیگا کہ تو انقلاب سخت ہلاک کیا جائیگا اور تیرے ادبار کا اب زمانہ بہت قریب ہے تیرا گوشت کتے کوے سے نہ قبول کرینگے قصہ کوتاہ فرقوت کو جب یہ جواب دندان شکن ملا تو سنکے خاموش ہو گیا کچھ جواب نہ دیا اور شہر کے بندوبست میں مشغول ہوا جیسا کہ وہ دار القلب نابکار بے لحاظ کمبخت تھی سے آہستہ آہستہ تمام خلائق شہر کو مع والیان قلعہ وغیرہ کے شیریں زبانی اور

تیرہ روز تک متفق ومطیع کر لیا اور ہر طرح سے اپنا اطمینان حاصل کر لیا ایک دن بے محابا حرم سرا میں پہونچا اُسوقت ملکہ جمال افروز
والدہ ملکہ رنگ افروز اس نابکار کو دیکھکے بدحواس ہوئی اور کوئی چارہ نظر نہ آیا وہ بیچاری بخوف عصمت وآبروریزی
ایک حجرے میں بھاگ کر چلی گئی اور اندر سے زنجیر حجرہ بند کر لی فرتوت لعین نے ایک افسون پڑھکر دروازہ حجرہ پر دم کیا
بمجرد اس افسون کے وہ دروازہ خود بخود کھل گیا لیکن اسکے اس ملعون نے کہا اے ملکہ نادان تو نے میرے عمل کی تاثیر
افسون کی قدرت کو بچشم خود دیکھا کہ میں کیسا ساحر زبردست ہوں اب بتا کہ تو مجھ سے کسطرح بچ سکتی ہے پھر میں تیرا پاس
کرتا ہوں کہ نہیں چاہتا کہ زبردستی سے تیری رضامندی کوئی بات کرون جو بات کرون بخوشی خاطر کرون اے ملکہ اب بہتر یہ ہے کہ
تو بھی بخوشی خاطر رضامند ہوجا ورنہ تو خوب سمجھ لے کہ پشیمان ہوگی الغرض اس مکار ولطفہ شیطان بدذات نے ایسی ایسی
اکثر زمانہ سازی کی باتیں کہیں اور حجرہ سرا سے باہر چلا گیا ملکہ جمال افروز یہ کیفیت دیکھکے اسقدر پریشان وخوفناک ہوئی کہ تمام
تن بدن میں رعشہ پڑ گیا اور مثل بید کے کانپنے لگی اور سمجھی کہ اب کوئی صورت جان وآبرو بچنے کی نظر نہیں آتی ناچار اس مظلومہ
نے مایوس ہو کے درگاہ ایزدی میں بادل مضطرب یہ دعا کی کہ بار خدایا اسوقت میں بیکس ہے اور کوئی میرا فریادرس نہیں ہے تو مجھ بیچاری
کا چارہ ساز ہے بصدقہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا میرے پردہ عصمت کو اپنی پناہ وحفظ میں رکھ اور اس بلائے بے درمان
کی فسون سازی سے امان دے اور اسکے پنجۂ ظلم سے رہائی عطا کر بس اُسوقت کی دعا ملکہ جمال افروز کی مقبول ہوئی کہ اس
کافر مکار کا دل بقدرت پروردگار خود پھر گیا اور رحم آگیا پھر اندر محل سرا کے نہ آیا ملکہ جمال افروز اس حجرہ سے باہر نکل آئی
اور اپنے اس حال زار پر زار زار ایسی روئی کہ اس شدت بکا میں بیہوش ہوگئی جب ہوش آیا ملکہ جمال افروز نے اپنے
خواص خاص سے جسکا نام سابقہ تھا کہا اے سابقہ اب معلوم ہوتا ہے کہ میری اجل بہت قریب ہے کہ جو ایسی صورت بد کا سامنا ہے
کسواسطے کہ اب مجھے سوا جان دینے کے اور کچھ بن نہیں پڑتا اور تمام زمانہ میری آنکھوں میں تیرہ وتار نظر آتا ہے کہیں
جائے مفر نہیں دیکھتی اے سابقہ بہتر یہ ہے کہ تو مجھے کوئی شئی قسم زہر سے لادے کہ میں پی کر سو رہوں اور اس ننگ وناموس
وآبروریزی سے محفوظ رہوں اور ہر روز کے خطروں سے نجات پاؤں کہ ایسا نہو وہ بدذات بزور سحر درپئے میری بے آبروئی کا ہو
ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ لطفہ شیطان ضرور میرے پردہ عصمت میں رخنہ اندازی کریگا اس سے بہتر ہے کہ میں آپ ہی اپنی جان ہلاک
کر ڈالوں آخر ایک دن مرنا ہے دو دن قبل مرجاؤں اس ذلت ورسوائی کے بعد مری تو کیا سابقہ نے کہا اے ملکہ جو کچھ آپ نے
ارشاد فرمایا بجا ہے میں بھی اس وقت اس حرامزادے کی شرارت وتعدی بیجا دیکھ رہی تھی اور خوف کے مارے بیتاب تھی اب مجھکو
ہر وقت یہی اندیشہ ہے کہ ایسا نہو وہ ساحر لعین پھر کسی وقت بیخبری میں چلا آوے لیکن اس وقت ایک تدبیر میرے ذہن میں
آئی ہے کچھ عجب نہیں کہ وہ نہایت مفید اور فائدہ مند ہو اور کارگر ہو جاوے اب آپ بگوش دل سنکے عمل میں لائیے ورنہ اختیار ہے
اور میں بھی جہانتک ممکن ہوگا حضور کے شریک رہونگی اور یقین کامل ہے کہ بقدرت ایزد پاک آپکا مدعاے قلبی بر آویگا اور اس
کے ہاتھ سے نجات ہوگی جمال افروز نے کہا وہ کیا تدبیر ہے میں بھی سنوں سابقہ نے کہا اے ملکہ عالم شاید آپکو یاد ہوگا جو دن

تمھاری دختر بخت بلند بلکہ رنگ افروز غائب ہو گئی تھی اور حالت اضطراب مین کوئی کلمہ تمھارے منھ سے ایسا نکل گیا تھا کہ جسکو
سُنکے لاقوت شاہ غضبناک ہوا تھا اور تمکو گالیان مغلظ دی تھین اور دو طمانچے بھی مارے تھے اے ملکہ عالم اُن کلمات کے ورد کا
اب وقت یہی ہے اگر اُن کلمات سے اسوقت تمھاری یہ مشکل سخت و دشوار کہ جسکا علاج بجز ہلاک ہونے کے اور خیال مین نہین آتا آسان
ہو جاوے تو پھر کیون اپنی جان شیرین مفت برباد کیجیے اور جو اُس عمل سے بھی حصول مقصود نہو اُسوقت مین تمکو اختیار ہے جیسا تمکو
بن آوے وہ کرنا جمال افروز نے کہا اے نیکبخت تجھکو قسم اپنے دین و مذہب کی مجھے بالکل یاد نہین ساقیہ نے کہا اے خاتون تم نے
اُسوقت کہا تھا کہ ہمنے اس مدت تک ابلیس پرستی کی اور رات دن اُسکی بندگی مین مصروف رہی مگر اُس خداے نادیدہ کو جسکی پرستش
حضرت سلیمان علیہ السلام اور بانیان طلسم کرتے تھے کبھی سجدہ نکیا کبھی تو ہم اُسکو سجدہ کرین شاید ہمارا کشود کام ہو جاوے
کہ وہ دختر ناشاد ہمسے آملے ان کلمات کو سنکے لاقوت شاہ نہایت غضبناک ہوا تھا ملکہ نے کہا ہان اب مجھے یاد آیا بیشک
مین نے کہا تھا بلکہ کل بھی یہی کلمہ عین انتشار و اضطراب مین آگیا جسوقت اُس جادوگر نے سر سے دو چہرہ کھول دیا تھا پس
اُسوقت سارا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا تھا اور سارا بدن غرق عرق ہو کر مثل بید کے کانپنے لگا اور یقین تھا کہ اب روح بدن سے مفارقت
کر جاے اُسوقت مین خداے طلسم کشا سے ملتجی ہوئی اور بصدق دل اُسکی جناب مین بطرح دعا کی کہ اے پروردگار عالم و اے
چارہ ساز بیچارگان و بر آرندہ حاجات حاجتمندان واسطہ اپنے پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام کا مجھے اس کافر کے پنجۂ ظلم
و شر و فساد سے محفوظ رکھ اور نجات دے شاید ببرکت اس دعا سے ہو کہ مجھے خداے پاک نے اُس بلا سے بچایا کہ آبرو
و جان دونون بچ گئین ساقیہ نے کہا اے ملکہ تو اب تمھین کس بات کا خیال ہے اور کیون تامل کرتی ہو بسم اللہ کرو اُٹھو پہلے
غسل کرو اور لباس نفیس و پاک زیب جسم کرو اور کچھ خوشبو لگاؤ اور ایک گوشہ مین علیحدہ معبود حقیقی کو جو پروردگار آفریدگار
و عالم ہے یاد کرو اور اُسکی درگاہ مین سجدہ کرو وہ بے نیاز حاجت روا ہے عالم تمھاری اس مشکل کو ابھی آسان کر دیگا کہ تمھارا دشمن
خود مقہور و ذلیل ہوگا مگر یہ یاد رہے کہ عقیدہ دل درست رہے تب ممکن ہے کہ تمھاری کیسی ہی مشکل سخت ہو آسان ہوگی مصرع

[illegible]

تم دیکھ لینا کہ وہ مسبب الاسباب کوئی سبب پردۂ غیب سے ایسا پیدا کر دیگا کہ وہ تمھارا [illegible] گرفتار ہوگا پھر یہ بلا سے بچے دربان
معلوم بھی نہوگی کہ کدھر گئی ملکہ جمال افروز نے ساقیہ کے کہنے کو نہایت پسند کیا اور کہا اے ساقیہ مین تجھے گواہ کرتی ہون اور تیرے
سامنے خاطر جمع چاہتی ہون کہ مین طلسم کشا مین داخل ہون اور اسوقت دو مطلب درگاہ مسبب الاسباب سے چاہتی ہون
اول یہ کہ میری لخت جگر و نور بصر رنگ افروز مجھسے آملے دوسرا مقصد یہ ہے کہ مجھے اس کافر کے پنجۂ ظلم سے نجات ہو اور
اُسکے شر سے محفوظ رہون اور قسم اُسی بے نیاز کی کھاتی ہون کہ مین اپنے شوہر لاقوت شاہ سے ملنا نہین چاہتی اور نہ اُسکے دین
سے کچھ سروکار رکھتی ہون بلکہ اُسکے آئین و اطوار و ناسپاسی سے ہمیشہ متنفر رہی اور خاص اسوقت سے اور زیادہ
بیزار ہوئی ہون کہ سبب اُس جہنمی نے ملکہ افروز شاہ بادشاہ طلسم کو بے گناہ تہ طلسم مین گرفتار کرا دیا اور بدنام کر دیا گو

صرف لطمع دنیا قتل کیا لیکن اُسی روز سے مین اُسکی صحبت و اختلاط سے پرہیز کرتی تھی لیکن مجبور تھی کیا کرتی کہ اُسکے نکاح مین تھی بدون اُسکی اطاعت کے چارہ نہ تھا اور علیحدہ ہونا اُس سے ممکن نہ تھا فرور لیکن برجان درویش چونکہ اُسکی اطاعت مجھے واجب تھی بہر نوع مطیع تھی لیکن نہایت بیزاری سے قصہ مختصر ملکہ جمال افروز نے موافق صلاح و مشورہ سابقہ کنیز کے اُسی وقت غسل کیا اور لباس پاکیزہ سے جسم کو آراستہ کیا اور معطر ہوکر دو رکعت نماز حاجت بقاعدہ بپائی بجا لائی بعد اسکے سجدہ شکر درگاہ قاضی الحاجات مین کیا اور روبقبلہ دل بسوے صاحب کعبہ بصفاے نیت ایک گوشۂ خلوت مین مع سابقہ مصاحبہ کے عبادت الٰہی مین مشغول ہوئی اور مناجات بدرگاہ خدا سے حقیقی نہایت بالحاح و زاری اسطرح کرنے لگی کہ اے خداوند دوجہان و اے فریادرس مظلومان و اے دستگیر دردمندان و اے دستگیر درماندگان میری فریاد کو جلد پہونچ اور میری اسے حال بیکسی و بے بسی مین مدد فرما

مناجات

بر در آمد بندۂ بگریختہ　　　آبروے خود بعصیان ریختہ

مدتے در کافری کردہ بسر　　　کردہ نافرمانی از حد بیشتر

لیک جاہل بودم از اسرار تو　　　سینہ ام خالی بد از انوار تو

این زمان از کردہ نادم گشتہ ام　　　در پرستاریت عازم گشتہ ام

توبہ من کن قبول ای پادشاہ　　　اینکہ جز تو نیست خلقت را پناہ

لطف کن بر من کہ من بیچارہ ام　　　رحم کن بر این دل صد پارہ ام

الغرض ملکہ جمال افروز بکمال دردِ دل درگاہ کریم کارساز مین مناجات کرتی تھی اور زار زار اشک ابر نوبہار روتی جاتی تھی کہ سابقہ بھی ملکہ کے شریک وہ دو گریہ و زاری تھی قضاے کار اُسی عالم گریہ و بکا مین ملکہ بیہوش ہوگئی اُسی بیہوشی مین دیکھا کہ اُسکی دختر ملکہ رنگ افروز سامنے کھڑی ہے ملکہ نے اُسی عالم مین فرط محبت سے بیٹی کو سینہ سے لگایا اور از سر تا پا بلائین لین و پیشانی کو بوسہ دیا اور پوچھا اے لخت جگر و اے جان مادر تو اپنا حال بیان کر کہان گم ہوگئی مین شب و روز تیرے غم مفارقت اور درد جدائی مین مثل ماہی بے آب کے بیتاب ہون اور تجھے میرے اس حال پر ملال کی کچھ خبر نہین افسوس دنیا کا لہو سفید ہوگیا ہے چنانچہ آجکل مین کس آفت مین مبتلا ہون اور کیا مصیبت ناگہانی مجھ پر نازل ہوئی کہ خدا دشمن کو بھی یہ دقت نصیب نہ کرے بقول شخصے کہ

بیت

درد لیست در دلم کہ بدرمان نمی رسد　　　کاریست در سرم کہ بپایان نمی رسد

ملکہ رنگ افروز نے کہا کہ اے مادر مہربان تم خاطر جمع رکھو مین تمھارے حال سے غافل نہین ہون اپنے پروردگار سے تم کر

امیدوار رہو وہ ایسا کریم کارساز ہی کہ ہر کسی کی حاجت کو بر لاتا ہی اب تم جسطرح ہوسکے بسر کرو تشویش و اندیشہ کو دل میں راہ نہ دو
میرا دل تمھاری اس بات سے نہایت خوش ہوا کہ تم راہ ضلالت سے نکلیں اور اپنے معبود برحق کو پہچانا اور سجدہ کیا ای مادر مہربان
اب میرا حال بگوش ہوش سن لو اور جو کچھ میں تمسے کہوں اسکو عمل میں لاؤ بفضل تعالے بہت جلد صورت مراد کی مشاہدے میں
آئیگی آگاہ ہو ملک افرشاہ بادشاہ طلسم نے قید طلسم سے رہائی پائی بفضل خداوند ذو الجلال دو ہی چار روز میں طلسم کشا بقصد
تسخیر شہر عسکریہ مع فوج ظفر موج و لشکر جرار و آتشبار داخل ہوا چاہتا ہی لیکن چونکہ قلعہ طلسم بند ہی لہذا افرشاہ سے فتح ہونا
غیر ممکن ہی تاوقتیکہ طلسم کشا تشریف نہ لائینگے یہ مہم قلعہ کی فتح نہوگی لیکن تم یہ کام کرنا کہ بمصلحت وقت فرقوت سے بشیرین زبانی
و آشتی پیش آکر اسکو حیلہ و حوالے میں رکھنا بلکہ اگر ممکن ہو تو اسکو اپنے پاس بلا کر ربط ہر اختلاط سے پیش آنا اور شراب اپنے
ہاتھ سے اسکو پلانا وہ کیدی تمھارے اس اختلاط کو غنیمت سمجھکے فریفتہ ہو جائیگا بس موقع پاکر اس نمکحرام کو داروے بیہوشی
شراب میں دیکر بیہوش کرنا جب وہ غافل ہو جاے اُسکے ہاتھ پاؤں باندھکر حجرے میں ڈالدینا اور تھوڑی داروے بیہوشی نہایت
تیز اسکے دماغ کے پاس رکھدینا کہ سانس کبھی اُس پانی مشرک کی حلق میں پڑ جاے بعدہ اُس ملعون کے دونوں ہونٹھ خوب
مضبوط ڈورے سے لاکر ایسے سینا کہ وصل ہو جاویں اور افسون خوانی کی قدرت نرہے ایسی حالت میں تم بھی اُسکی ضرر رسانی
سے محفوظ رہوگی جب اس کام سے فرصت پانا نقاب چہرہ پر ڈالکے ایوان شاہی میں آنا اور تخت سلطنت عسکریہ پر اجلاس
فرمانا تمام ارکین سلطنت و اعیان مملکت کو بلا کر اس واقعہ گذشتہ سے آگاہ کرنا اور کہنا کہ میں نے دشمن لاقوت شاہ نمکحرام
کو مکر و فریب سے قید کرا دیا تھا تم شہر میں منادی کرا دو کہ فرقوت نمکحرام باغی کو بجرم دغا و نمکحرامی قید کر لیا اور لاقوت شاہ
کی خاتون خانہ نے تخت پر جلوس فرمایا ہی جب یہ خبر مشتہر ہوگی تمام خلائق شہر ادنے و اعلے تمھاری طرف رجوع کرینگے ای مادر گرامی
قدر جب اس کام سے فارغ ہونا شہر میں یزدان پرستوں کو تلاش کرانا جو لوگ خدا پرست لاقوت کے ظلم و جور سے اپنی خدا پرستی
کو پوشیدہ کیے ہیں اُن لوگوں کو اپنے ساتھ متفق کرنا وہ یزدان خداشناس جو جو کہ اور پوشیدہ و مخفی ہونگے اُن سبکو بلا دینگے
اسواسطے کہ وہ ہر ایک اپنے ہم مذہب سے واقف ہیں ای مادر گرامی جب تمھارے پاس دو ایک ہزار جوان اہل اسلام سے
جمع ہو جائیں اُسوقت تم بلا خوف و خطر شہر کا دروازہ کھلوا دینا ملک افرشاہ اپنے بادشاہ کا شرف ملازمت حاصل کرنا وہ عالیجاہ قادر
اپنے دشمنوں سے انتقام لینگا و کفار اشرار کو قتل کرینگے اور جو دائرہ اسلام میں بخوشی آوینگے اُنکو دولت اسلام سے مالامال
کرینگے اور جو جیسی لیاقت کا ہی اسکو اُسقدر منصب و جاگیر و خلعت مرحمت فرمائینگے پھر تم اپنی ساری سرگذشت از اول تا آخر
مفصل بیان کرنا اور فرقوت لعین کو افرشاہ کی خدمت میں لیجاو نذر گذرانے کے واسطے کر دینا ابد اسکے پھر تم لباس تمام عسکریہ میں اوقات
بسر کرنا اور میری طرف سے ہر طرح سے خاطر جمع رکھنا میں بھی انشاء اللہ تعالے بروقت پہونچ جاؤنگی میں بالفعل بخیر و عافیت قلعہ
یاقوت نگار میں ملکہ صبح روشن گوہر بنت ملک افرشاہ کی خدمت میں نہایت خوش و خرم ہوں اور بفضل خدا بہت جلد
ملینگے الغرض بعد اس قیل و قال کے ملکہ زنگ افروز نظر سے غائب ہوگئی اور ادھر ملکہ جمال افروز نے ایک آہ سرد

اس زور سے کی کہ آنکھ کھل گئی اور وہ خواب کی باتین سب یاد تھین بالب خندہ اٹھ بیٹھی تمام شب کے خواب کی باتین سابقہ کے ساتھ
بیان کین سابقہ نے کہا اے ملکہ مبارک تیری دعا تمھارا ہدف اجابت پر پہونچا الحمد للہ اب تمھارا مقصود دلی بہت جلد بر آویگا یہ خواب
نہین ہی بلکہ اسے بشارت کہیے تو بجا ہی تمھاری دعا خداوند عالم نے قبول فرمائی کہ تمکو اس بلا سے کہ جسکا کوئی علاج قیاس مین نہ آتا تھا
نجات دی اور دیدار فرحت آثار بھی نصیب ہوا الغرض ملکہ جمال افروز انتظار مین تھی کہ دیکھیے کب اس خواب کا ظہور ہوتا ہی ناگاہ
خبر آئی کہ لو اذفرشاہ و شیرویہ دلاور مع فوج و لشکر جرار سرزمین عسکریہ مین داخل ہوے اور قلعہ عسکریہ کا محاصرہ کر لیا جب شیرویہ
نے دیکھا کہ دروازہ شہر پناہ کا بند ہی اور قلعہ توپ و بندوق وغیرہ آلات جنگی سے آراستہ ہی دلمین کہا یہ شرارت فرلوت بدذات
مادر بخطا کی معلوم ہوتی ہی کہ شہر اور قلعہ کو آلات جنگی سے آراستہ کیا ہی اس امر سے شیرویہ اور ملک اذفرشاہ نہایت مشوش
ہوے اور کہا اب کیا تدبیر کیجاے کس واسطے کہ قلعہ عسکریہ کا فتح ہونا محالات سے ہی کیونکہ وہ قلعہ طلسم بند ہی آخر ناچار ہوکر شیرویہ
اور ملک اذفرشاہ نے ایک پیامبر کے ہاتھ کچھ کلام نصیحت کہلا بھیجے جب فرلوت سے کچھ جواب پیام نہ ملا ناچار ہوکر مورچہ بندی
چہار طرف کر لی جنگ و حرب شروع کر دی مگر دل مین سوچتا تھا کہ بجز نقصان جان اور تضییع اوقات کے کوئی مال کار بر آمد ہونا
غیر ممکن ہی شیرویہ اسی فکر مین تھا کہ اب مین صاحب قران اکبر فلک قدر کو کیا منھ دکھاؤنگا اور اُن بندگان خدا کے خون ناحق کا
مالک حقیقی اور آقاے مجازی کو کیا جواب دونگا اور اذفرشاہ بادشاہ کو کس بھروسے اور اطمینان پر یہان لایا تھا یہان کا معاملہ
برعکس ہوگیا یعنی جس بات کا خیال و اندیشہ تھا وہی ظہور مین آیا اب قلعہ عسکریہ کا فتح ہونا غیر ممکن ہی کسی طرح امید نہین ہی شیرویہ
دلاور اسی تشویش و فکر مین نہایت پریشان و بدحواس ہو رہا تھا اور کہتا تھا کہ خداوندا تو ہی چارہ ساز عالم ہی میری آبرو تیرے
ہاتھ ہی تو ہی مددگار ہی اور مدد کریگا تو یہ کام ہوگا اس فکر و تردد مین اسقدر رنج و صدمہ اسکو ہوا کہ یقین ہوگیا کہ اب طایر روح قفس
تن سے پھڑک کر نکل جائیگا جب ملک اذفرشاہ نے شیرویہ کا حال ایسا ابتر دیکھا کہا اے بہادر تم کیون اسقدر اندوہگین و غمگین
ہو خداوند کارساز اپنی قدرت کاملہ سے کوئی صورت نکالیگا وہ مسبب الاسباب ہی تم خاطر جمع رکھو اور اپنی جان کو مفت ہلاک
نکرو صبر کرو اسمین تمھارا کوئی قصور نہین ہی امورات تقدیری سے چارہ نہین طلسم مین کسی کو چارا نہین انسان ہر طرح سے
مجبور ہی سواے طلسم کشا کے اور کیا کسی کا مقدور ہی کہ جو طلسمی کارخانے مین دست اندازی کرسکے بہر نہج خدا کی درگاہ سے
مایوس نہونا چاہیے اسکے فضل و کرم کا امیدوار رہنا مناسب ہی۔

شعر

تا در نرسد وعدۂ ہر کار کہ ہست	سودے ندہد یاری ہر یار کہ ہست

ہر ایک مقدمہ کے واسطے ایک وقت معین ہی جبتک اسکی ساعت نہ آئیگی وہ معاملہ کسی طرح طی نہوگا۔ الغرض ادھر ملک اذفرشاہ
اور شیرویہ دلاور اسی تشویش و فکر مین مبتلا تھے اور ادھر فرلوت نابکار نہایت خوش و خرم عشق ملکہ جمال افروز مین مبتلا تھا
اور تمام دین و دنیا سے بیخبر آخر نہ صبر آیا دوبارہ پھر ملکہ جمال افروز کے پاس پیام بھیجا کہ اے ملکہ نا عاقبت اندیش تو نے نہین
دیکھا کہ ملک اذفرشاہ سا بادشاہ باین کثرت فوج و سپاہ اس قلعہ کے پاس نہ آسکا فتح کرنا تو شے دیگر ہی اے ملکہ عالم یہ یاد رہے

کراو فرشاہ بیچارہ تو کس شمار و قطار مین ہی اگر طلسم کشا خود از سرتا پا غرق آہن ہو کر یہان آئین تو بھی اس قلعہ کو نہ پاینگے بجز پشیمانی او خجالت کے اور نہ کچھ ہاتھ آئیگا طلسم کشائی کا نام ڈوب جائیگا مین براہ خیر خواہی کہتا ہون کہ اسوقت تک کسی طرح کا میرے دل مین تمھاری طرف سے خیال بد پیدا نہین ہوا ابھی تک خیریت ہی اب بھی سمجھو اور اپنے نفع و نقصان کو خیال کرو کچھ ایسی بالکل نادان نہین ہو تمھارے حق مین یہی بہتر ہی مجھے اپنی دولت وصل سے سرفراز کرو اور نہین سمجھاؤ گی تو پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا پشیمان ہوگی یاد کرو کی اور پھر مین ہرگز نہ مانونگا الٹی تمکو میری خوشامد کرنی پڑیگی اس مرتبہ بھی انکار کیا اور میرا کہنا نہ مانا مین بھی جسطرح ہوگا بزور دستی اپنا کام نکالونگا اسوقت ساری تمھاری عزت و حرمت خاک مین ملجائیگی اور معشوقی رکھی رہیگی جمال افروز نے اس پیغام کا یہ جواب دیا کہ اے فرتوت مین تیرے کہنے کو اس شرط سے قبول و منظور کرتی ہون کہ تو میری دختر لخت جگر جسکے فراق مین میرا خواب و خور حرام ہی اسکو لاکے مجھ سے ملا دے پھر تو جو کہیگا مین اس سے ہرگز انکار نہ کرونگی۔ فرتوت بدذات بانی فساد نے اس بات کو غنیمت جانکر اقرار کیا کہ مین تلاش مین ملکہ رنگ افروز کی کوشش کرتا ہون اور امید وصل پر ایسا خوش ہوا کہ مثل خر فربہ کے پھول گیا۔ الغرض جمال افروز نے ایک روز محفل عیش و نشاط آراستہ کی اور محل کو اپنے تمام اسباب آرایش سے خوب مزین کیا اور ساقیون کو حکم دیا کہ تم سامان مے نوشی جلد تیار کرو اور فرتوت ملعون سے کہلا بھیجا کہ آج ہمنے جلسہ کیا ہی لہذا تجھے بھی شریک ہونا ضرور ہی یہ ملعون تو دل چاہتا تھا ملکہ کے پیغام کو سنکے خوش ہوگیا اور اسقدر خوشی سے پھولا کہ بند قبا ٹوٹ گئے فوراً حمام کیا اور پوشاک نہایت نفیس و پرتکلف زیب جسم کی عطر لگایا تیار ہوکے بیٹھا کہ کہین جلد شام ہو تو محفل جانان مین جاؤن آج حسرت دل نکالون۔ شعر

وعدهٔ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیزتر گردد

قصہ مختصر شام غم انجام اس ستمگر کو ہوئی سارا زمانہ اندھیرا ہو گیا جلدی سے آدمی کو حکم دیا روشنی لاؤ روشنی فوراً حاضر ہوئی فرتوت اٹھا آگے آگے بڑھا پیچھے چند مصاحب خدمتگار بھی چلے اپنے دل مین کہا اسوقت سدا ہون اور خدمتگار کا کام نہین صحبت معشوق مین جانیتک تنہا ہو بہتر ہی یہ سوچ کے پھر کے دیکھا مصاحبون سے کہا اب تم جاؤ آرام کرو مین ابھی آتا ہون فقط مشعلچی رہگیا غرض نہایت عجلت سے قدم بڑھا اشتیاق دیدار میں سر پر پہونچا ملکہ کو خبر ہوئی چند مصاحبون کو فرتوت کے استقبال کو بھیجا وہ سعادتمندین نہایت اعزاز سے فرتوت کو اندر محل کے لیگئین تا لب فرش ملکہ بھی اسکے استقبال کو آئی فرتوت ملکہ کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور فوراً بہ نخوت انگریزی سے ملکہ کے ہاتھ مین ہاتھ اپنے ہوے اس تخت شاہی پر آیا ملکہ نے بھی شاہانہ کر خوشی سے پاس اپنے برابر مسند پر بٹھالیا اس وقت کی خوشی اور فرحنا کی کا حال بیان نہین کیا جاتا۔ الغرض اس وقت پہلے مزاج پرسی کی اور نہایت خاطر و مدارات سے پیش آئی بعدہ ایک پچکاری گلاب دو آتشہ کی اسکے منہ پر خود اپنے دست نگارین سے ماری سب وہ عرق گلاب نہ تھا یہ ناپکار عرق خجالت مین ڈوب گیا اور اپنی اُن حاکمانہ زبردستیون کا عذر کیا کہ مین فقط تمھارا دل دیکھتا تھا مین تو دل و جان تم پر فدا تھا اب مین سمجھ گیا کہ ہان واقعی دل کو دل سے راہ ہوتی ہی یہ کہا اور سر پاؤن پر ملکہ کے رکھ دیا ملکہ نہایت

لطف سے پیش آئی اور ساقیہ سے فرمایا اے ساقیہ وہ شراب ارغوانی جو مین نے خاص اس صحبت عیش و نشاط کے لیے بنوائی تھی جلد لے آ کہ کچھ شغل مے نوشی ہو۔ ساقیہ ایک ہی فتنۂ زمانہ آفت روزگار تھی اُسنے پہلے ہی سے سب سامان درست کر رکھا تھا یعنے شراب مین داروے بیہوشی نہایت تیز و تند ملا کر تیار کر رکھی تھی بمجرد حکم ملکہ محفل مین سامان مے نوشی مع گزک حاضر کیا ملکہ جمال افروز نے ایک جام شراب لبریز خود اپنے دست نگارین سے بصد ذوق و شوق فرقوت کی طرف بڑھایا فرقوت نے بہزار آرزو و تمنا وہ جام لیا زہر مار کیا اور دل مین کہا اے فرقوت اب تیرا مطلب بر آیا میری دعا خداوند ابلیس کی درگاہ مین مقبول ہوئی کہ ملکہ اس التفات سے پیش آئی ورنہ وہ تو جواب صاف دیتی تھی نصیب نے میرے یاوری کی کہ جو ملکہ خوبان جہان نے خود اپنے دست نازک سے مجھے شراب پلائی۔ الغرض وہ مردک نشہ مین کبھی دور سے ملکہ کے تصدق ہوتا تھا اور کبھی ملکہ کے پاؤن پر سر رکھتا تھا اور ملکہ اُس پیر نابالغ کی ان حرکات مضحک پر ہنستی تھی اور پے در پے وہی شراب اُسے پلاتی تھی جب اس شراب قاتل کے سات جام وہ کافر زہر مار کر چکا اور اُس داروے بیہوشی نے اپنا غلبہ کیا وہ نابکار باتین مجنونانہ کرنے لگا آخر بکتے بکتے مطلق بیہوش ہو گیا ملکہ نے جلدی سے ایک رومال داروے بیہوشی مین تر کر کے اُسکے دونون نتھنون کے مقابل رکھ کے خوب مضبوط باندھ دیا تاکہ اثر بیہوشی پے در پے پہونچتا رہے بعد اسکے ایک حجرۂ تاریک مین ڈالدیا اور حجرہ بند کر کے قفل لگا دیا اور سجدۂ شکر خالق اکبر ادا کیا اور خود چہرۂ انور پر نقاب ڈال کے دیوان شاہی مین آئی اور تخت پر بیٹھ گئی اور تمام ارکان سلطنت اس خبر کو سنکے جمع ہوئے ملکہ جمال افروز نے پہلے فرقوت کے جو ہوا خواہ تھے اُنکو بلا کے حیلہ سے قتل کروایا اور شہر مین منادی کرا دی کہ فرقوت نمکحرام اپنی سزاے اعمال کو پہونچا اور بغاوت و شرارت کا قرار واقعی تدارک ہو گیا کہ مین نے اُس ملعون کو قید شدید مین گرفتار کیا بمجرد مشتہر ہونے اس خبر کے مردان شہر جوق جوق اور گروہ گروہ ہر طرف سے واسطے ملازمت ملکہ کے جمع ہو گئے ملکہ نے احرام جنی داروغہ شہر کو کہ وہ مرد مسلمان تھا طلب کیا جب احرام جنی حاضر ہوا ملکہ نے احرام جنی سے تخلیہ مین سرگذشت فرقوت کی بیان کی۔ احرام جنی نہایت خوش ہوا اور کہا آپ نے واقعی بڑی جرأت مردانہ و عیارانہ فرمائی واہ کیا کہنا آفرین ہزار آفرین۔

بیت

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد — خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

اے ملکہ تمنے واقعی ایسا کام کیا کہ اسوقت رستم و اسفندیار سے بھی نہوتا خداوند کریم اسکی جزاے خیر تمکو دیگا۔ مصرعہ

آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو

قصہ مختصر احرام جنی نے اُسی وقت قریب پانسو مردان یزدان پرست کے کہ بخوف جان و آبرو ہر طرف پوشیدہ تھے بلا لیے وہ سب نہایت خوش و خرم حسب الطلب احرام جنی اُسکے جمع ہو گئے اور تین روز کے عرصہ مین ہزار نفر مردان دلاور اور بھی آ گئے۔ ملکہ جمال افروز نے نہایت خوش و خرم ہو کر احرام جنی داروغہ کو حکم دیا کہ جنجنیان کو ملازم یزدان پرست برج و فصائل پر قلعہ کے اور خاص ان مقامون مین جو نہایت مستحکم قلعہ ہون واسطے حفاظت کے مقرر کر دو اور آگاہ ہو اے احرام جنی اب مین چاہتی

ہون کہ تمام ممالک طلسم مین حکومت یزدان پرستون کی ہوجاوے اور اشرار و کفار مثل حرف غلط کے اس دفتر سے طلسم کے اُڑ جاوین اور بالکل نیست و نابود ہوجاوین بعد اسکے جمال افروز نے ملک اذفرشاہ کو ایک عریضہ متضمن حال فرقوت بدذات خود روانہ کردیا جسوقت عریضہ جمال افروز لاقوت شاہ کی زوجہ کا اذفرشاہ کے پاس پہونچا شیرویہ نے بھی اُس عریضہ کو پڑھا دونون مضطرب الحال و پریشان کمال تھے خوش ہوگئے اور سجدۂ شکر درگاہ رب کارساز مین بجالائے اذفرشاہ نے شیرویہ دلاور سے کہا کیون تو نے اُسکی کارسازی و بندہ نوازی دیکھی اسطرح وہ اپنے بندہ کی دستگیری کرتا ہی اے دلاور انسان کو چاہیے کہ کسی حال مین اُسکی ذات مقدس سے نا امید نہو بلکہ اُسکے فضل و کرم ہی کا امیدوار رہے بعد اسکے ملک اذفرشاہ اور شیرویہ بجمعیت قلیل جمعیت سے سوار ہوکے دروازہ شہر پناہ پر آئے ادھر احرام حبشی نے اول ہی سے حسب الحکم ملکہ جمال افروز کام بند و بست کردیا تھا اور مردمان محافظ کو سمجھا دیا کہ جسوقت اذفرشاہ و شیرویہ دلاور مع فوج ظفر موج شہر مین داخل ہون فوراً بلا عذر دروازہ شہر پناہ کھول دینا بس دروازہ شہر پناہ کھل گیا اذفرشاہ و شیرویہ دلاور شہر مین در آئے اور متعلقان و ملازمان لاقوت شاہ و فرقوت کو تہ تیغ بیدریغ کرنا شروع کیا اُسوقت تمام شہر مین ہر طرف آواز بزن و بکش اسقدر بلند ہوئی کہ جسکی انتہا نہین غرض کئی ساعت تک یہ ہنگامہ کشت و خون گرم رہا خلاصہ یہ کہ تمام اشرار و کفار جہنم واصل ہوے اور بعضے کفار امان طلب ہوکر دائرہ اسلام مین داخل ہوے بعد فراغ قتل و غارت کفار اذفرشاہ دیوان عام شاہی مین تشریف لائے اور تخت فرمان روائی پر جلوس فرمایا ارکان دولت حاضر ہوے نذرین دین مبارک و سلامت کا غل ہوا اور رنگا افروز یعنی ملکہ جمال افروز بانوے خانۂ لاقوت شاہ نمک حرام و بد کیش بھی واسطے ملازمت ملک اذفرشاہ کے حاضر ہوئی پہلے نذر دی اور عفو تقصیرات چاہی بعد اسکے اپنی حالت یزدان پرستی اور سرگذشت فرقوت بیان کی ملک اذفرشاہ کمال خوش ہوا اور نہایت لطف و مہربانی سے پیش آیا اور اس کارگذاری کے عوض مین نہایت تحسین و آفرین کی اور عہدۂ وزارت کا فرمان بنام ملکہ جمال افروز عالی شان لکھکر جاری کیا اور خلعت فاخرہ مع عقد مروارید مرحمت فرمایا اور فرمایا اے خواہر دو جہانی ہمنے تمھین اپنی ذات کا اختیار دیا اب تم چاہو کاروبار سلطنت کو انجام دو اور اگر منظور نہو تو اپنی طرف سے کسی شخص کو نائب سلطنت کرکے طلسم کشاے عالمگیر کی نوازش و کرم کی امیدوار رہو ملکہ نے عرض کی یہ ہی کہ تمنے مجھکو ممنون و مشکور کیا مین اُس بار احسان سے تا قیامت سبکدوش نہین ہوسکتا بعد اسکے ملکہ جمال افروز نے فرقوت ملعون کو حجرہ سے باہر نکالا اور اذفرشاہ کی خدمت مین حاضر کیا ملک اذفرشاہ نے فرقوت کو دار پر کھچوا دیا اور تیر باران کا حکم دیا اُس وقت شیرویہ دلاور نے سر فرقوت ملعون کا کاٹ کر پھینک دیا اور اُسکی لاش کو کوچہ و بازار مین پھنکوا دیا تاکہ آیندہ کوئی فرد بشر ایسی نمکحرامی کا مرتکب ہو جس کسی نے اُس نمکحرام کی لاش کو دیکھا بیساختہ یہ کہا مصرعہ

فرقوت بہ کہ مردم آزاری

قصہ مختصر جو دیندار اطراف و جوانب مین بخوف لاقوت نمک حرام پوشیدہ تھے وہ سب نہایت خوش و فرحناک اپنے بادشاہ عالم پناہ

یعنے ملک اذفر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوے اور نذرین گذرانین اور کہا نظم

که ای شهریار سعادت قرین
بعالم فشون تو منصور باد
جهان را شهنشاه اعظم توئی
طلسم جهان را بدست گشاد

معین تو بادا جهان آفرین
بود دشمنت هر که مقهور باد
نظر کردهٔ نور حاتم توئی
نگهدار ذات تو رب العباد

ملک اذفر شاہ نے ہر ایک کو حسب لیاقت عہدے دیئے اور علی قدر مراتب انعام و خلعت مرحمت فرمائے اور اسقدر زر و جواہر عطا فرمایا کہ فقرا و مساکین مالامال و مستغنی ہوگئے اور شمشیر دیہیہ دلاور کو وزیر دوم اپنا مقرر فرمایا اور ایک عرضداشت مشتمل بر حالات فتح و ظفر و قتل فرتوت نابکار مع اسکے یار و مددگار کے اور تباہ ہونا تمام اشرار و کفار کا اور جسقدر لوگ کہ داخل اسلام ہوے تھے تفصیل وار لکھکے خدمت مین صاحب قران اکبر فلک قدر کے روانہ کی جسکے سرنامہ پر لکھا تھا

شعر

هزاران شکر بدرگاه کارساز و کریم
که آخر از کرمش روی مدعا دیدیم

اور مضمون نامہ یہ تھا کہ ای شہریار عالی وقار یہ مہم نہایت سخت و دشوار تھی اسکا سر ہونا غیر ممکن تھا مگر خداوند عالم نے اپنا ایسا فضل کیا کہ ایسی سخت مہم کو کس آسانی سے سر کیا اشرار و کفار زیر شمشیر غازیان تہور شعار ہوے اور بقیۃ السیف دائرہ اسلام مین داخل ہوے اور مال و اسباب کفار بیشمار ہمارے ہاتھ آیا یہ فتح محض بفضل یزدانی و بمدد اقبال نصیب ہوئی شہر عسکریہ دائرۂ دولت جہان پناہی مین داخل ہوا ورنہ ہم غلامان خیراندیش نہایت مایوس ہوگئے تھے ہرگز صورت فتح آئینۂ مراد مین نہ دکھلائی دیتی تھی اسکا فتح ہونا ایک امر محال نظر آتا تھا مگر اب سب طرح سے مطمئن ہوے سرزمین عسکریہ و مضافات عسکریہ مین سکہ و خطبہ بنام ہمایون جاری کیا اب قدوم میمنت لزوم شہریار کا منتظر و دیدہ براہ ہون —

اب راوی دو کلمہ حال لاقوت شاہ نمک حرام کی خرابی کے یعنی جنگ کرنا اس نابکار کا صاحب قران اکبر عالی وقار سے اور ہزیمت پانا اور بھاگنا عین جنگ سے اس بیحیا کا اور پہونچنا مرحلۂ چہارم مین مع واقعات دیگر کے

ہفت کشور کی میرے سامنے کوئی وقعت نہیں ہی اور سپاہ جرار و آتش بار بھی میرے پاس بیشمار ہی میری فوج ظفر موج مثل
قطرات باران اور ریگ بیابان کے ہی اگر ہم فقط گھوڑوں کی باگیں تمھاری طرف اٹھا دینگے تو تم خاک سم اسپان سے اٹ
جاؤ گے اور اپنی کل فوج کو حکم دیا کہ مقابل لشکر صاحب قران اکبر طلسم کشا خیمہ زن ہو اور یہ بھی لکھا کہ ہماری فوج تمھارے
مقابلے میں خیمہ زن ہے دیکھ لو حاجت بیان نہیں ہی۔ مصرعہ

آنرا کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان

ای بہادر تم خود اپنے دل میں انصاف کرو کہ فی الواقع اگر صاحب قران روزگار اور اپنے زمانے کے رستم اور اسفندیار بھی ہو
تو پھر کہاں تک تم اکیلے لڑوگے کیا جان رکھتے ہو دیوان خونخوار و جنیان خنجر گذار کہ ہر ایک مثل فیل مست و شیر نیستان ہو
کس طرح مقابلہ کر سکتے ہو کبھی عہدہ برا نہیں ہو گے تمھاری خیرخواہی و دوراندیشی سے کہا آیندہ اختیار ہی تو دانی و کار تو

شعر

منت آنچہ حق بود گفتم تمام | تو دانی دگر بعد ازین والسلام

قصہ کوتاہ جسوقت یہ تحریر نامہ پرلا قوت شاہ پر تدبیر صاحب قران اکبر گردون سریر کے حضور میں پہونچی شہزادہ کا چہرہ
آتش غضب سے سرخ ہوگیا اور قہر سلطانی نے جوش مارا قلمدان و کاغذ طلب فرمایا اور خود بدستخط خاص سے یہ جواب لکھا کہ
ای کوتاہ اندیش و بدکیش کیا یاوہ گوئی کرتا ہی کہ شاہنشاہ کی نسبت ایسے کلمات گستاخانہ بکتا ہی زیادتی مال و اسباب
و کثرت فوج سے ڈراتا ہی او کیدی تو یہ نہیں جانتا کہ اس طلسم میں جسقدر مال و اسباب امانت رکھا ہی وہ کسکا مال ہی علاوہ
اسکے ہم تجھ سے پوچھتے ہیں تیرے پاس کتنا مال جمع ہوگا جسے تو ہماری نذر کرنے کو کہتا ہی اور اگر تو نے مال میں سے اپنے
نصف حصہ دیا تو پھر مگر تیری دختر رشک قمر ہی کیا ہی جو ہمارے تصرف میں آئی ہی اسکا نصف حصہ کسطرح کریگا لعنت خدا تجھپر اور
تیرے پیر پر او کیدی بڑا تو بیحیا و سخت بیغیرت ہی اور جو تو نے فوج و لشکر کے بارے میں کہا تو ہمارے پاس آگے کس
لشکر تھا اور ہم اپنی فوج و لشکر کی کرتے ہی نہیں نہ ہمکو حاجت فوج کی ہی او نابکار فوج اطراف و جوانب سے فراہم کر
لایا اسی سبب سے ہمکو دھمکاتا ہی او مردود ازلی یہ بھی تجھے معلوم ہی کہ ہم فقط اپنے پروردگار کے فضل و کرم پر تکیہ
کیے ہیں ہمکو ہمارے خالق نے اقبال صاحبقرانی عطا فرمایا ہی ہم ان چند نفر کو اپنے قوت بازو سے ایک ساعت میں درہم
و برہم کر دینگے ہم اس فوج کو مردان تماشہ سے تصور کرتے ہیں انکو ہم کب خیال میں لاتے ہیں ہمارے واسطے ہمارے
پروردگار عالم کی مدد کافی ہی کیا تجھکو یاد نہیں کہ سیف دامنہ کوہ زاغان پر تن تنہا بزور قوت بازو سے صاحبقرانی تیرے
دیوان کوہ پیکر اور پہلوانان ہیلتن کو تباہ و برباد کرکے خاک و خون میں ملا دیا ہی ہم میں یا کوئی اور اس تیرے لشکر کی حقیقت
کیا ہی ایک آن واحد میں مثل مور و مگس کے نابود کر دونگا مگر ہاں اگر تو دین اسلام قبول کرے تو البتہ میں بھی تیری درخواست
منظور کرونگا اور شمشیر دشمن شکار سے بھی نجات ملیگی اور تجھ سے پھر کسی طرح کے تعرض کی ضرورت باقی نہ رہیگی اور اگر یہ

یہ کلمات سُنکر نہایت ہی شرمندہ ہوا اور حیرت زدہ ہماز کی طرف بنظر قہر دیکھا اور کہا او نابکار عیار یہ کیا کہ کہتا ہی اپنے خداوند کی
نسبت ایسے کلمات گستاخانہ کہتا ہی تو غضب و قہر خداوندی سے نہین ڈرتا ہماز نے کہا ای بادشاہ یاد کر پہلے کسنے اس طرح کا
طعام نوش فرمایا معاذ اللہ بھلا میری کیا مجال و قدرت ہی کہ مین بادشاہ کے خاصہ کی طرف آنکھ اُٹھا کے دیکھون سکون ای بادشاہ
عادل میرا کیا قصور ہی جب تمکو صدمہ عظیم اُس سے پہونچا تب ابلیس کی شان مین کلمہ بد زبان سے نکلا اگر خوش طبعی سے
کوئی لفظ میری زبان سے نکلی تو کیا گناہ کی بات ہی لاقوت نے کہا او مردک یہ صحیح ہی کہ اُسوقت حالت غم و رنج مین یہ کلمہ بیساختہ
نکل گیا مگر تو نے ایک عبارت کے ساتھ بیان کیا اسکے کیا معنی ہماز نے کہا حضور آزردہ نہون عیاران ظریف طبع ہمیشہ بادشاہون
کے سامنے مذاق کرتے ہین اور رؤسا کی خدمت مین گستاخ رہا کرتے ہین اور بادشاہ اُنکے ناز بردار رہتے ہین اور اسی پر انعام واکرام
پایا کرتے ہین الا لاقوت شاہ اس جواب معقول کو سنکر خاموش ہوگیا قصہ کوتاہ افسر جنی کے ہاتھ سے مغلوب قتل ہوا اسکے بعد بارہ
پہلوان رستم توان لشکر لاقوت سے افسر جنی دلاور کے مقابلہ کو گئے اور اُس دلاور دوران نے تا شام اُنکو بھی تہ تیغ کیا غرض
وہ بارہون پہلوان زخمی و ہلاک کیے گئے اس حال پر ملال کو دیکھکر وہ مغرور و متکبر لاقوت شاہ کو غصہ آتا جاتا رہا - ہماز جنی لاقوت شاہ
کے پہلو مین کھڑا تھا اُس ظریف طبع نے بے اختیار اپنا عمامہ عیاری سر سے اُتار کے اسطرح زور سے اُچھالا کہ لاقوت کا تاج اُسکے
قریب سے نیچے گر پڑا ہماز نے بہ آواز بلند پکار کے کہا سبحان اللہ ای یارو یہ کیا ظلم کن آنکھون سے دیکھا جائے کہ ایک مغلوک و
مجہول الاحوال نے دس بارہ پہلوانان زبردست کو تہ تیغ کیا اور کوئی بندۂ ابلیس یا خود ابلیس اُسکا [illegible] کندہ نہ کرسکا مگر
تو ہوش و حواس جاتے رہے کہ ایسی ذلت فاش اپنے بادشاہ کی کسطرح دیکھون اور لوگون کی زبان سے بدگوئی سنون کبھی نہوگا
لاقوت شاہ نے کہا ای بدبخت یہ کیا تیری حرکت نالائق ہی کہ ایسے وقت مین تجھکو خوش طبعی سوجھی ہی او بے ادب تجھے میرا کچھ بھی
پاس و لحاظ نہین کوئی ملازم بھی اپنے آقا کے ساتھ ایسی گستاخی کرتا ہی کہ جیسے تو نے میرے ساتھ کی کسی بندۂ ابلیس نے
خداوند ابلیس کو اس بے ادبی و گستاخی سے نہ یاد کیا ہوگا کہ جس طرح تو دشنام مغلظ صاف و صریح خداوند کو دیتا ہے
اور کوئی ہوتا تو ابھی قتل کرتا مگر کیا کرون مجبور ہون کہ تو نمک خوار قدیم ہے اب بھی خداوند کی جناب مین توبہ و استغفار
کرکہ خداوند ابلیس تجھپر مہربان ہو جاوے ہماز جنی نے کہا ای لاقوت شاہ سچ تو یہ ہی کہ تو نہایت بیوقوف ہی وہ ایسے
سخنان نامعقول زبان سے نکالتا ای لاقوت تو کیا کہتا ہی کون خداوند اور بندہ کسکا مین تو دونون کو راندۂ درگاہ باری جانتا
ہون اور تمہارے خداوند پر لعنت کرتا ہون مین اول ہی سے تم سے کہ چکا ہون کہ اس واقعہ ہولناک کے دیکھنے سے میرے ہوش
و حواس بجا نہین ہین کہ مجھکو نیک و بد مین تمیز ہو مین تو اس حرکت سے خود ایسا از خود رفتہ ہون کہ مثل دیوانون کے باتین
کرتا ہون سمجھنون کی بات پایۂ اعتبار مین نہین ہی اس میری حرکت کو معاف فرمایئے گا بادشاہون کو کبھی ایسے بھی معاملات
پیش آیا کرتے ہین کچھ تعجب کا امر نہین ہی القصہ لاقوت شاہ نے قریب شام کے طبل بازگشت بجوا دیا اور خود اپنے خیمہ
بارگاہ مین آیا اور لشکر طرفین اپنے اپنے مقام پر واپس آئے لاقوت شاہ نے اُس روز تمام شب آرام نہین کیا صبح

وافسوس ہی مین وہ رات تمام گذری اور تمام شب آہ کے نعرے مارا کیا کبھی برگشتگی بخت پر اور گاہے شومی طالع پر اپنے رویا کیا
آخر بمجبوری دوسرے روز طبل جنگ بجوا دیا ادھر لشکر اسلام سے بھی صدائے کوس حربی بلند ہوئی پہلوانان کوہ شکن بھی خواب کے
سے بیدار ہوئے بازار فتنہ وفساد گرم ہوا ہر ایک مین چلا عازم رزم ہوا اس اثنا مین خسرو خاور نے دریچہ مشرقی سے سر نکالا
ادھر لشکرون مین صف آرائی ہوئی بعد آراستگی صفوف جدال وقتال لاقوت شاہ کے لشکر نکبت اثر سے ایک پہلوان
افلاس جنی نام میدان مین آیا اور افسر جنی سے مقابلہ کیا بعد حملات وضربات کے افسر جنی نے افلاس جنی کو داخل
درک اسفل السافلین کیا بعد اسکے متلاس کافر بھی جہنم واصل ہوا اور چھوٹا بھائی اس متلاس کا کہ سرگروہ پہلوانان لاقوت شاہ
کا تھا رزمگاہ مین آیا اور تا دیر جنگ مردانہ کرتا رہا آخر پانچوین ضرب مین افسر جنی کو زخمی کیا بعد اسکے لشکر اسلام سے ملک
نصیرون دلاور فوراً جنگاہ مین پہونچا اور حریف سے مقابل ہوا - پہلے رد وبدل ہوئی آخر ملک نصیرون نے اُس کافر کے
بند کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا اور گرد سر کے چرخ دیا اور اس زور سے زمین پر دے مارا کہ قعر زوال ہوگیا لاقوت شاہ نے
حالت اضطراب و پریشانی مین کہا یارو عجیب حیرت کا معاملہ ہی کہ ہمارے لشکر کے پہلوان قتل ہوئے جاتے ہین اور لشکر اسلام
کے پہلوان کی یہ صورت ہی کہ اگر شاید کوئی مغلوب بھی ہوا تو وہ بھی مجروح ہوکر زندہ و سلامت لشکر مین چلا گیا یہ فقط اپنی
بد اقبالی اور بد افعالی ہے کہ دو روز کی میدان داری مین کسقدر پہلوانان نامی وگرامی قتل ہوئے جس جنگ کا آغاز ایسا ہو
اُسکا انجام کیا ہوگا ہماز جنی نے کہا ای بادشاہ لاقوت شاہ اس بیغیرتی سے یہ خادم تنگ آگیا آخر یہ کریگا کہ آجکل مین جو کوئی
صورت معقول ظہور مین آئی تو خیر ورنہ یہ امر ہوتا ہی کہ خداوند ابلیس مردود ازلی کی صورت نحس کو میدان معرکہ مین لاکر اسقدر
کفشکاری کریگا کہ صورت بگڑ جائیگی تب تو انفعال ہوگا اور ہماری مدد وکمک کریگا تب لاقوت شاہ نے کہا او کج فہم بیہودہ
دیکھ مین کس آفت مین مبتلا ہون او ظالم خوش طبعی کا بھی ایک وقت ہوا کرتا ہی اور یہ ممکن نہین کہ ابلیس ہمارے درد مین شریک
ہو اور ہماری مدد نہ کرے ہمکو ہر ایک طرح کی اُسکی ذات سے امید وتوقع ہی ہماز نے کہا وہ خانہ خراب کیا کر سکتا ہے
مین اُسکے قول وفعل کا اعتبار نہین جانتا - لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ ابلیس لعین کی کیا مجال وقدرت ہی کہ کسی کی مدد کرسکے یہ
منحصر بذات وحدہ لاشریک ہی کہ وہ اپنے بندون کی ہر حال مین اپنی قدرت کاملہ سے مدد کرتا ہی اور کوئی مشکل ایسی نہین ہی کہ
جو آسان نہ کرے - الغرض بعد قتل ہونے متلاس کے لاقوت شاہ نے طبل بازگشت بجوایا اور خود اپنے خیمہ مین چلا آیا اور
عالم غم والم مین دو روز تک پڑا رہا اور جنگ موقوف رہی تیسرے روز پھر بنا جاری تمام طبل جنگ بجوایا اور بعد صف آرائی لشکر گنجار
بن کیجور میدان جنگ مین آیا اور بعد رجز خوانی کے حریف طلب کیا ملک افسر جنی نے باوجودیکہ زخمی تھا اجازت میدان چاہی
صاحبقران اکبر فلک قدر نے اجازت نہین دی اور فرمایا ای ملک تم اس زخمداری مین کیون تکلیف کرو ابھی تو پہلوانان
صف شکن موجود ہین علاوہ اسکے ابھی میری بھی رزمگاہ مین جانے کی نوبت نہین آئی ہی اے بہادر اب تم چندے آرام کرو
کہ یہ زخم بدن تمھارے اچھے ہوجائین پھر اختیار ہی ملک نصیرون نے کہا ای دلاور دوران ابھی تو مین تمھارا قوت بازو

موجود ہون تم کیون زحمت اُٹھاؤ مین لفضل وکرم یزدانی تمام سگ وخوک کو خاک وخون مین ملا دونگا یہ کہا اور خود میدان
جنگ مین داخل ہوا اور اُس ناپاک کو واصل جہنم کیا اسیطرح شام تک دس نفر پہلوانان بیابان وجنیان آہن بدن
کو یکے بعد دیگرے قتل ومجروح کیا اور آپ بخیر وعافیت صحیح وسلامت اپنے لشکر مین داخل ہوا صاحب قران اکبر نے
چند خوان زر واسطے تصدق کے منگائے اور فقرا ومساکین کو تقسیم کیے دوسرے وقت صبح کو پھر صف آرائی ہوئی اور سہلاج
دیو کہ زبردست ترین دیوان طلسم سے تھا غضب آلود رزمگاہ مین آیا ملک نصیرون دلاور مقابلہ کو اُس دیو کوہ پیکر کے
آئے ہرچند صاحب قران اکبر نے واسطے مقابلہ اُس دیو کوہ پیکر کے منع فرمایا اور کہا آج ہم اس کافر کا مقابلہ کرینگے مگر نصیرون
دلاور نے نہ مانا اور مثل شیر غضبناک اُس دیو کے مقابلے کو آیا اور بکمال مردانگی وشجاعت رجز ادا کیا اور تیغزنی شروع کردی
سہلاج حرامزادے نے ایک وار دار شمشاد کا نہایت زور سے نصیرون دلاور کے شانے پر لگایا نصیرون اس ضرب کے
صدمہ سخت سے بیہوش ہوگیا اور گھوڑے سے طرف زمین معرکہ کے پنچ کیا سہلاج حرامزادہ قہقہا مار کے ہنسا اور چاہا کہ
اُس مرد مومن کا کام تمام کرے ناگاہ گوشہ صحرا سے ایک نقابدار نیزہ بدوش سرخ پوش پیدا ہوا انتیس ہزار سوار جرار و
آتش بار کی جمعیت ہمراہ رکاب تھی مثل غضب الٰہی اُس میدان کارزار مین پہونچا اور سہلاج دیو کے مقابل ہوا اس اثنا مین
عیاران لشکر اسلام ملک نصیرون دلاور کو میدان جنگ سے ہاتھون ہاتھ اُٹھا لیگئے ادھر نقابدار سرخ پوش نے اُسکے
مقابل آکر ایک نعرہ ایسا مارا کہ تمام میدان کین لرز گیا کہا باش او دغا شعار مین تیرا ملک الموت آپہونچا جبتک
وہ دیو ہوشیار ہو نقابدار نے کمال چستی وچالاکی دار شمشاد اُس دیو بہادر کے ہاتھ سے چھین لیا اور کہا روک ضرب غلام حیدر کرار
یہ کہکر ہوا ایک ضرب شمشیر آبدار کمر پر اُس نابکار کے لگائی بس فوراً برابر دو حصہ ہوگیا لاقوت شاہ اس واقعہ جانگداز
ہوش ربا کو دیکھ کے مثل بید کے لرز گیا اور زار زار رونے لگا ہما زرجی عیار وقت کا منتظر تھا اُس عیار نامدار نے ابلیس کے
پیکر طلائی کو بغل سے نکال کے میدان مین نصب کیا پہلے سجدہ لوگون کے دکھانے کو کیا بعدہ سہلاج دیو قتل شدہ کے پاؤن
پاپوش لے کے خوب پاپوشکاری پیکر ابلیس پر کی اور کہا او مردک لعنت خدا تجھپر اور تیری خداوندی باطل پر کہ اپنے بندگان
خاص کو قتل کرادے اور تو اپنے معتقدین کی بےکسی مین کام نہ آوے ایسے وقت مین تو غافل ہوگیا لہذا تو مستحق کفشکاری کے
ہوگیا ہما زرجی نے جو یہ کلمات کہکے کفشین لگائین لاقوت شاہ تھا نکی اس حرکت گستاخانہ سے کمال غضبناک ہوا اور کہا اے گرد
بے ادب تجھکو ہرچند ممانعت کی لیکن تو اپنی حرکتون سے باز نہین آتا مجھکو خود ہی ایسی ذلت فاش ہوئی ہے کہ مین گویا زندہ در گور
ہون طلسم کشا میرا عدو سے جان اس حرکت پر مضحکہ کرتا ہے اور تجھکو کچھ خیال نہین ہے تو اپنے فعل نالائق ونامعقول کو خیال نہین
کرتا اور خداوند کو رسوا کراتا ہے اوظالم خداوند ابلیس آج ہماری مدد اور کمک کو نہ آوین یہ ممکن نہین اور جو بالفعل وہ نہ بھی آوین تاہم
نگہبانا آپ سے اُنکی ذات سے ہونا چاہیے خاطر جمع رکھو کل وہ ضرور آوینگے اور جو خداوند ہمسے بے اعتنائی کرین تو اُن کی
خداوندی مین فرق نہین آسکتا بندگان خاص کو چاہیے کہ کسی صورت مین بد اعتقاد نہون دوسرے یہ کہ خداوند کی کیسی ہی غفلت

سے انجام بد ہو لیکن آخر نتیجہ نیک ہوتا ہی تو دیکھ لینا کہ بسبب دشمن ابلیس آن واحد میں برباد و تباہ ہو جاینگے اور ہم بندگان خداوند
نقارۂ شادمانی بجاینگے اور جو ہمارا وقت موت ہی آپہونچا ہی تو مجبوری ہی لیکن ہم اسپر بھی راضی ہیں اسواسطے کہ خداوند ابلیس کی خوشامدی
سے جو مرینگے تو وہ ہمکو اس موت کے بدلے کسی اچھی صورت میں پھر پیدا کریگا اور منصب اعلے دیگا خداوند ہر وقت ہمارے حال کو
دیکھتا ہی اور دانستہ چشم پوشی کرتا ہی خیر کچھ مضائقہ نہیں ہی ای ہماز ہمکو یہ تیری حرکت بیجا خداوند کی نسبت کبھی خوش نہیں معلوم ہوئی
بلکہ از حد ناگوار ہی اور عجب نہیں ہی کہ تجھپر قہر و غضب نازل ہو ہماز نے کہا ای بادشاہ اگر قہر خداوند باطل اپنے بندۂ خاص پر نازل
ہوگا تو میں بطور تبرک تھوڑا تھوڑا سب بندگان خداوند پر تقسیم کر دونگا اور میں اپنے حصہ کو بادشاہ کی خدمت میں حاضر کر دونگا
اسواسطے کہ تحفۂ خداوندی سے بادشاہ کی خدمت میں بھی حصہ ضرور بالضرور پہونچنا چاہیے ورنہ بے انصافی ہوگی ای لاقوت شاہ
بادشاہ تم مجھکو ہر گھڑی حق و ناحق تنبیہ و تاکید کرتے ہو یہ نہیں جانتے کہ ہر شخص اور ہر بندۂ خاص خداوند سے عقیدہ نیک
رکھتا ہی اور اپنے خداوند سے فریاد کرتا ہی خواہ طلب مراتب کرتا ہی و یا راز و نیاز کی باتیں کرتا ہی تجھے اس امر میں دخل کیا ہے کہ
تمھارا خداوند باطل ہی اور میرا خداوند قادر بر حق ہی اس صورت میں عبد و معبود سے جو جو حرکات راز و نیاز ادا ہوتے ہیں
اسمیں دوسرے کو کیا دخل اور کسی کی کیا قدرت و مجال ہی جو کوئی دخل دے سکے میں جو چاہتا ہوں خداوند کو کہتا ہوں خداوند
جو چاہے مجھے کہے کسی کو کیا میں بخوبی خداوند کی عادت سے آگاہ ہوں کہ خداوند ہمیشہ سے اس حرکات مضحکہ سے نہایت
خوش ہوتا ہی اسلیے کہ خداوند بھی خوب جانتا ہی کہ یہ بندہ میرا ظرافت مآب گستاخ و عیار طرار ہی لہذا مجھ سے بھی بے ادبی اور
گستاخی کرتا ہی میری اس زبان درازی سے کبھی بد مزاج کبھی نہیں ہوگا آزردگی کیسی بلکہ باعث خوشی خداوند ہوگا اور ای بادشاہ
اگر تو میری اس شوخی طبع سے ناراض ہی تو مجھکو جواب دیدے اسی وقت سے یزدان پرستوں کے لشکر میں چلا جاؤنگا اور
خداوند سے جا کر تمھاری شکایت ضرور کرونگا لاقوت شاہ نے کہا ای ہماز میرے نزدیک بہتر ہی اسلیے کہ وہ خداوند ہی اسکے ساتھ
زبان آوری کرنا اچھی نہیں شاید کوئی صورت بد پیدا ہو جاے اس خیال سے چند کلمات نصیحتا کہے اب تجھے اختیار ہی خداوند
خود تجھے اس گستاخی کی سزا دیگا مجھکو کیا اب میں کبھی تجھکو مانع نہونگا تجھے کسی کے افعال و اعمال سے کیا علاقہ جو جیسا کریگا ویسا پاویگا
ہماز نے کہا ہاں یہ درست کہا اگر تمکو میرے افعال سے کچھ سروکار نہیں ہی تو پھر تمھارے سرداران فوج کیوں مجھ سے مزاحمت
کرتے ہیں تم انکو بھی منع کر دو کہ کوئی میرے حال سے متعرض نہو میں جو چاہتا ہوں وہ کروں کیا سبب کہ ہر شخص کو اپنے خداوند سے بعنوان خوش
تقرب حاصل ہی پس جسکو جیسا تقرب حاصل ہی وہ اسی طرح کی باتیں کرتا ہی اور میں یہ خوب جانتا ہوں کہ خداوند ابلیس حرکات مضحکہ سے
خوش ہوتا ہی ناخوش ہماری حاجت روائی ضرور کریگا ای لاقوت شاہ تم ناحق میرے حال سے متعرض ہوتے ہو اور سرداروں کو تاکید
کرتے ہو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہی لاقوت شاہ نے کہا کہ جب میں تیرے حال و افعال سے متعرض نہونگا تو کیوں میرا لشکر کیوں
مزاحمت کرنے لگا تجھے اپنے قول و فعل کا اختیار ہی الغرض اُس رات کو لاقوت شاہ نے پھر طبل جنگی بجوایا ادھر لشکر اسلام
سے بھی صداے کوس حربی بلند ہوئی علی الصباح لشکر طرفین صف آرا ہوئے اور ادھر بھوت بیابانی نامی ایک دیو پیل تن مغرور

دستگیر لاقوت کے حضور واسطے اجازت حرب کے آیا اور لاقوت شاہ سے رخصت لیکر مثل فیل مست کے چنگھاڑتا ہوا رزمگاہ
میں آیا اور حریف سے نبرد کا طالب ہوا اُس روز بھی ایک نقابدار سیہ پوش دیوان کفار کے مقابلہ کو گوشۂ بیابان سے ظاہر
ہوا اور اُس دیو وحشی مزاج کے مقابل ہوا صاحب قران اکبر نے افرجنی سے فرمایا وہ دلاور اگرچہ اس نقابدار کی وضع و اطوار
سے از سر تا پا بوئے محبت و دوستی آتی ہے مگر اُنکے حالات سے مطلق اطلاع نہیں ہے کہ یہ کون بزرگوار ہیں کہ ہماری امداد کو میدان جنگ
میں تشریف لائے اور واسطے حرب و ضرب ہماری اپنے سر پر بلا لیتے ہیں بندگان خدا ہوتے ہیں افرجنی نے کہا اے شہریار
دولت مدار حضور اسقدر تشویش نہ فرمائیں مطمئن رہیں یہ بھی کوئی ساکنان طلسم سے حضور ہی کے تابعین سے ہونگے آخر میں حال انکا
معلوم ہو جائیگا پوشیدہ نہیں رہیگا کسواسطے کہ ساکنان طلسم دو فرقہ ہیں ایک ابلیس پرست دشمن طلسم کشا اور دوسرے یزدان پرست
گروہ سلیمان صاحب قران اکبر سے قبلہ و کعبہ سطح سے ابلیس پرست سدرے جانی طلسم کشا ہیں اسی طرح یزدان پرست
فدایان و جان نثاران طلسم کشا ہیں کچھ بعید نہیں ہے کہ یہ نقابدار بھی اسی گروہ سے ہو جو کہ نام طلسم کشا پر جان دیتے ہیں
الغرض نقابدار سیہ پوش مرکھوست دیو سے جنگ مردانہ کر رہا تھا اور داد مردانگی دے رہا تھا دوست و دشمن دونوں
تحسین و آفرین کر رہے تھے اتفاقاً تیغ آتشبار نقابدار پر پشت نہنگ کی ضرب لگی لیکن زخم خفیف آیا مگر باوجود زخمی ہونے کے
اُس نقابدار بہادر دوران نے مرکھوست دیو کے کمر بند میں ہاتھ ڈال کے اس زور سے ایک جھٹکا دیا کہ وہ دیو نابکار زمین
سے بلند ہو گیا پس فوراً نقابدار رستم شعار نے ہاتھ پر علم کر لیا اور گرد سر چکر دے کر زمین پر دے مارا اور وہ روسیاہ سانس
بھی نہ لے سکا سیدھا راہی سقر ہوا اُس زور دست داد دیا ایک غل واہ واہ کا لشکر اسلام سے بلند ہوا نقارہ شادیانہ
بجنے لگے پہلوانان لشکر اشرار کے ہوش باختہ ہوئے صاحب قران اکبر نے بھی طاقت و قوت نقابدار سیہ پوش کی حد
سے زیادہ تعریف فرمائی لاقوت شاہ اس واقعہ کو دیکھ کے حیرت زدہ مثل تصویر سکوت میں کھڑا تھا کہ مرکھوست دیو
سپہ سالار لشکر کا حال مرکھوست دیو دیکھ کر غضب میں آیا اور پہلوانان لشکر کو حکم جنگ مغلوبہ دے دیا اور سر زور دلیر بکار
خنجر دار و ہوشیار اور بہادران لشکر ظلم اس نقابدار نامدار کو چاروں طرف سے گھیر کے مار لو پکڑ لو راہ فرار بند کر دو اسے زندہ
و سلامت نہ چھوڑو وہ دلاوران شیر شکل مور و ملخ کے حربہائے مختلف لیے ہر چہار طرف سے نقابدار دلاور دوران پر حملہ آور ہوئے
اُس وقت کے ہنگامہ کا حال کیا بیان کیا جائے بجز بزن و بکش و بگیر کی آواز کے سوا اور کچھ نہ سنائی دیتا تھا گھوڑوں کی جست و
خیز سے ارض میں تا آسمان گرد تھی ایک کو دوسرے کی شکل نظر نہ آتی تھی اس طرف لشکر اسلام سے نقابدار سرخ پوش
نامدار و نقابدار سیہ پوش مثل شیر غضبناک کے حریف پر حملہ آور ہوئے اور نیزہ کو سینہ چاک کرکے اس کے اس پہلوانوں کو
اُٹھا لیا اور پیچ دے کر زمین پر دے مارا اور صاحب قران اکبر فلک قدر نے بھی لشکر اسلام کو واسطے کمک نقابدار دو
کے حکم دیا۔

شعر

	دو لشکر بیک دیگر آمیختند		قیامت ز گیتی برانگیختند	

بلکہ خود صاحب قران اکبر فلک قدر نے بھی اس ہنگامہ کو دیکھ کر نقابداروں کی امداد کا قصد فرمایا اور دلیرانہ و مردانہ با تیغ دیوکش و نیزۂ دشمن شکار کفار و اشرار کے انبوہ پہ حملہ آور ہوئے اور بازار قتال و جدال کو گرم کر دیا جس طرف وہ ہزبر بیشۂ شجاعت حملہ کرتا تھا خرمن حیات کو اُن اشرار کے آتش شمشیر آبدار سے جلا کر خاک سیاہ کر دیتا تھا۔ بیت

بہر جا کہ شمشیر او کار کرد	یکے را دو کرد و دو را چار کرد

القصہ اسقدر جنگ مغلوبہ واقع ہوئی اور ہنگامۂ قیامت کبریٰ برپا ہوا کہ بجز صدائے چقاچاق شمشیر کے دوسری آواز کان میں نہ آتی تھی اور وہ میدان کارزار مثل لالہ زار زخمیوں کی کثرت سے معلوم ہوتا تھا سروں کی بارش ہو رہی تھی لاشوں کا انبار تھا گھوڑے بے سوار دوڑ رہے تھے زخمیوں کو روند رہے تھے ایک سمت نقابدار سیہ پوش قیامت کر رہا تھا دوسری طرف نقابدار سرخ پوش حشر کا عالم دکھا رہا تھا ادھر صاحب قران اکبر فلک قدر پہلوانان تہمتن کو قتل کر رہے تھے

جنگ مغلوبہ لشکر لاقوت بداختر کی اور حملہ آوری صاحب قران اکبر کی مع نقابداران والا گوہر کے

غرض یہ حال تھا کہ باپ کو بیٹا بیٹے کو باپ بھائی کو بھائی نہ پہچانتا تھا چونکہ لشکر اسلام بہت قلیل تھا اور سپاہ غنیم بدرجہا زیادہ تھی کہاں تک داد مردانگی دیتے اور دلاوری و تہوری کو کام میں لاتے نوبت باینجا رسید کہ حال لشکر اسلام دگرگون ہو گیا اور دلاوران لشکر اسلام اسقدر زخمی ہوئے کہ نزدیک تھا کہ شکست فاش ہو ناگاہ قدرت خدائے قدیر و کارسازی نمایاں ہوئی یعنے گوشۂ بیابان سے ایک ستون گرد عظیم ایسا نمودار ہوا کہ از زمین تا چرخ بریں ایک جا در گرد تھی جسوقت دامن اُس گرد کا پھٹا

بیش علم درخشان ظاہر ہوئے یعنے بیس ہزار سوار جرار و آتشبار جنگ آزما معرکہ آرا اور ان ڈھالون مین سپرین دوش پر نیزے
ہاتھون مین تیر و کمان کاندھون پر تمام زیور جنگی سے آراستہ عربی گھوڑون پر سوار چلے آتے ہین ایک نقابدار سرخ پوش آگے
آگے فوج کے اسپ صبادم پر سوار گھوڑے کو چمکاتا نیزہ ہلاتا خیز انخیز چلا آتا تھا جب قریب کفار وہ فوج جرار پہونچی اور بیس ہزار
کمانین کڑکین تمام فوج کفار تہ و بالا ہوگئی ادھر وہ نقابدار مثل برق تڑپ کر اُس ہنگامہ دار و گیر مین در آیا اور اپنے لشکر
ظفر پیکر کو حکم دیا کہ ہان ان کفارون کو گھیر کر مار لو اب شمشیر آبدار و نیزہ خونخوار و گرز گرانبار سے کام لو بمجرد اس حکم کے وہ بیس ہزار
سواران آتشبار باحربہ ہائے مستعد و آلات کفار و اشرار پر حملہ آور ہوئے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ دوسرے گوشہ میدان یعنے
شمال کی طرف سے گرد اُٹھی دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ ایک نقابدار منقش پوش بائیس ہزار سوار جنگی کی ہمراہی سے چلا
آتا ہے اور جب قریب معرکہ پہونچا یکایک اُنھین نقابدار نے اپنی زبان مین ایک ایسی آواز دی کہ وہ فوج ظفر موج چار حصہ ہوگئی
پھر وہ نقابدار دوسری بولی بولا وہ چارون حصہ فوج کے چار طرف سے لشکر کفار پر آپڑے تا اینکہ لشکر کفار پر راہ فرار کو
تنگ کر دیا آخر اُن ملعونان بے دین پر اسقدر یورش لشکر جرار ہوئی کہ بالکل از خود رفتہ ہوگئے اور ہر چہار طرف سے
چارون نقابداران نامدار نے ہنگامہ جدال و قتال گرم کیا عجیب ہنگامہ کارزار و معرکہ پیکار تھا گویا نمونہ قہر کردگار تھا یہ
ہنگامہ واقعی کبھی نظر پیر فلک سے بھی نہ گذرا ہوگا اُسی معرکہ دار و گیر مین صاحب قران اکبر عالی شان جس طرف حملہ شیرانہ
و دلیرانہ کرتے تھے کشتون کے پشتے لگا دیتے تھے تا اینکہ اُس شیر بیشہ شجاعت و دلاوری نے تنہا بیس نفر دیوان زبردست
اور ساٹھ جنیان جنگ آزما طعمہ نہنگ تیغ اجل کیے اور اسی صورت سے نقابداران سرخ پوش و سیہ پوش و سفید پوش
و سبز پوش و منقش پوش نے میمن و یسار و قلب و جناح الیا زیر و زبر کیا اور اسقدر پہلوان تہ تیغ کیے کہ تمام لشکر کفار
منتشر ہوگیا آتشی و خاکی دونون فی النار ہوئے اور لشکر ظفر پیکر صاحبقرانی بھی مستعدی تمام لشکر کفار تہ تیغ بیدریغ کیا
اور متاع کفار و اشرار کو تاراج کر دیا اور آثار ہزیمت لشکر کفار کے بخوبی ظاہر ہوئے لاقوت شاہ نے جب دیکھا کہ حال لشکر
نکبت اثر کا دگرگون ہوگیا اگر اسی طرح ایک روز یہ ہنگامہ حشر و نشر برپا رہا اور بازار موت گرم رہا تو کوئی متنفس ہماری فوج
سے زندہ نہ بچیگا کیا عجب ہے کہ مین خود اسیر پنجہ اجل ہو جاؤن اس سے بہتر یہ ہے کہ یہان سے بھاگ کر جان بچانا ضرور ہے اس
ادھر کو لاقوت شاہ نے فرہنگ دانا سے بیان کیا کہ مجھے یہ خدشہ عظیم پیدا ہوا ہے فرہنگ کہ بجائے فرقوت دانا کے عہدہ
وزارت پر مامور تھا اُسنے یہ امر لاقوت شاہ سے سُنکے کہا کہ اے بیوقوف یہ وقت صلاح و مشورہ کا نہین ہے جو تو مجھ سے مشورہ
کرتا ہے اب کچھ حال بھی لشکر مین باقی ہے کہ جسکی مین تدبیر بتاؤن اور مشورہ دون جبکہ مردم مضطرب الحال و پریشان خاطر زخمی
و بیدل رہگئے ہین اب کوئی دم مین اُنکا حساب و کتاب بھی برابر ہوا جاتا ہے پھر نہ پائے گریز ہوگا اور نہ جائے فرار ہوگی
لہذا اب بہتر یہی ہے کہ پا بسر نہادہ جہان تک بھاگا جائے بھاگ جائین ۔ شعر

گریزی بہنگام و سر بر بجائے	بہ از پہلوانی و سر زیر پائے

قرین قیاس اور مصلحت وقت یہی ہے کہ جہانتک تجھ مین طاقت ہو اُسکو بھاگنے مین صرف کر اور شہر عسکریہ مین جس طرح سے ہوسکے
پہونچ جا اور پہونچنے کے بعد شہر عسکریہ مین پھر سامان جنگ از سر نو درست کرکے آمادہ نبرد ہو ورنہ خوب جان لے کہ اب لشکر تیرا
بہت زیادہ قتل و غارت ہو چکا اور جو باقی ہے وہ مرنے سے بدتر ہے غازیان لشکر اسلام عنقریب اُس بقیہ لشکر کو بھی تہ تیغ کیا
چاہتے ہین اور جسقدر کہ اسیر و دستگیر ہوگئے ہین نہین معلوم کہ اُن بیچارون پر کیا گذری جیتے بھی ہین یا مر گئے پھر بھلا کیونکر
فتحیابی کی امید ہے اور ڈر یہ ہے کہ یزدان پرستون کی ہر طرف سے کمک پر کمک اور دمبدم چلی آتی ہے اور یہان کوئی امداد کرنیوالا
معلوم نہین ہوتا اسکو امداد غیبی کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے اور شاید جو تو بھی اسیر پنجہ اجل ہو گیا تو پھر کہین ٹھکانا نہین رہیگا
بس پھر ہمیشہ کو یہ قصہ فیصل ہو جائیگا لاقوت شاہ کو اسے فرہنگ کی نہایت پسند آئی اُسنے جھٹ میدان معرکہ سے گریز کیا
جسوقت اہل لشکر نے دیکھا کہ لاقوت شاہ لشکر سے گم ہوگیا اور کوئی سالار لشکر نظر نہین آتا بس ایکبارگی تمام فوج پراگندہ
ہو اُسی و پریشان خاطر ہو کر منتشر ہو گئی اسی بے عدہ سی مین اکثر معرض ہلاکت مین آ گئے اور جو کہ باقی رہے امان طلب ہوئے
بہادران لشکر اسلام بنصرت انجام تیغ زنی و خونریزی سے باز آئے فتح و ظفر نے رکاب بوسی کی آفتاب صاحبقران اکبر
فلک قدر کو بوسہ دیا بہار جنی عیار نے اُسوقت صاحبقران اکبر ذیشان کی خدمت با سعادت مین حاضر ہو کر اول
اول مبارکباد فتح دی بعد اسکے ملازمت حاصل کرکے تمام سرگذشت اپنے یزدان پرستون مین جانے کی بیان کی اور جس تدبیر
سے کہ لاقوت شاہ کو عین میدان مصاف مین ذلت و خفت دی تھی وہ بھی بیان کی صاحبقران اکبر فلک قدر نے
یہ تمام حالات سنکے ارکان دین متین بہار کو تلقین فرمائے اور فرمایا اے بہار اس طریق سے ابدفاق قلب مسلمان ہوتا ہے
بعد اسکے بہار جنی کو نوازش ملوکانہ سے ممتاز فرمایا اور خلعت گرانبہا مرحمت ہوا اور فرمایا اے بہار جنی ہزار آفرین
تمہارے اس فہم و فراست اور دانائی پر کہ تمہاری دور اندیشی نے عجب کام مردانہ کیا کہ عین میدان کارزار مین ابلیس پرستون
و ابلیس پرستون کو ایسی ذلت فاش دی کہ تمام یزدان پرست لشکر فیروزی اثر کے سامنے بھاگتے بیہوش ہوگئے
ہوگئے اے بہار جنی ہم بھی تمہاری اس فطرت و عیاری پر آفرین کرتے ہین اور تمہاری عیاری کے قائل ہوگئے اور نہایت خوش
و محظوظ ہوئے خداوند کریم اس عیار جانباز کی عیاری کی جزائے خیر مرحمت فرمائے واقعی تمنے اُن اشرار کی ایسی فضیحت کی
کہ کوئی درجہ باقی نہین رکھا واہ واہ مردان دین و خوش آئین کو ایسا ہی چاہیے عیار چالاک ایسے ہی ہوتے ہین عیاری
اسکا نام ہے جو تمنے سر میدان کی کیا قدرت بشری ہے جو ایسے مقام پر منہ کھول سکے اور کلام سخت و درشت کہنا تو درکنار بلکہ یہ ہوتا
ہوا غرض ہو رہی تھین کہ یکایک ایک نامہ بر تیز رفتار دلکشا از قلعہ دیو دار دربار گاہ فلک اشتباہ مین حاضر ہوا اسلام
بارگاہ نے صاحبقران اکبر فلک قدر کی خدمت مین اطلاع کی صاحبقران اکبر نے یہ سنتے ہی نامہ بر کو حاضر کرنے کے اُس قاصد
کے واسطے حکم دیا کہ جلد حاضر ہو غرض نامہ آور نے نامہ فتح و تہنیت دست حق پرست صاحبقران اکبر مین دیا صاحبقران
ذیشان نے اُس نامہ کو ملاحظہ فرمایا اور مضمون نامہ سے نہایت خوش ہوئے شکر پروردگار عالم بجا لائے اور فرمایا اے دلاور

صف شکن و بہادران کوہ افگن کہانتک اُسکے افضال خاوندی کو بیان کرون اور کس کس نعمت کا اُسکی شکریہ ادا کرون یہ
اُسکا فضل تھا کہ شہر عسکریہ اس آسانی سے ہاتھ آگیا ورنہ بشر کی قدرت تھی کہ عسکریہ کی طرف نگاہ قہر سے دیکھ سکتا جب
دیوان جہان و جنبان زمان کا وہان تک جانا امر محال ہو وہ یون بآسانی تمام تحت و تصرف مین آجائے یہ بجز عنایات و افضال
ربانی کے اور کیا تصور کرنا چاہیے دوسرے والدۂ رنگ افروز ملکہ جمال قمر وزیری نے ظلمت کدۂ کفر و نفاق سے نکل کے
دین اسلام کو قبول کیا اور اُسی وقت برکت دین مبین ظاہر ہوئی کہ وہ بلاے ناگہانی و مصیبت سخت سے نجات پاکر رہا ہو گئی
اور ہم ہمیشہ بلکہ شب و روز مجیب الدعوات کی درگاہ مین مستدعی رہتے ہین کہ کوئی سبب ایسا پیدا ہو جائے کہ جمال افروز
پری لذت اسلام سے کامیاب ہو کسواسطے کہ مجھکو بھی اُس نیک سرشت و عفیفہ سے ایک نوع کی محبت دلی ہی علاوہ اسکے
رنگ افروز پری اپنی مادر گرامی سے از حد محبت قلبی رکھتی ہے اور اُسکی ہر وقت درگاہ کریم کارساز سے یہی دعا تھی کہ بارالہا
میری والدہ بیچاری کو ضلالت کفر سے نکال کر اپنے حفظ و حمایت مین رکھ سو الحمدللہ اُس پروردگار عالم نے اُس بندۂ ناچیز
کی دعا قبول فرمائی اور اس کار اہم و مشکل سخت کو کس خوبصورتی کے ساتھ انجام دیا کہ عقل بشر کام نہین کرتی اُس وقت
تمام دلاوران سعادت آثار حاضر دربار تھے سب نے صاحب قران اکبر نامدار کو اس فتح کی مبارکباد دی ہماز جنی نے
بھی بار دیگر دعاے ترقی اقبال دی اور کہا شعر

بر ہمہ خلق کامران باشی	تا جہان ہست در جہان باشی

صاحب قران اکبر فلک قدر نے فرمایا اے ہماز یہ بتاؤ کہ اب تمہارا آقا دلی لعنت کمبخت و بد نصیب لاقوت کس طرف
فرار ہو گیا یقیناً تجھے معلوم ہوگا ہماز نے کہا اے شہریار دولت مدار غلام کو معلوم ہوتا ہے کہ اُس شیطان مجسم کو مرحلہ چہارم
کائنات طلسم کے علاوہ اور کوئی جاے امن نہین ملیگی کسواسطے کہ ملک زرد ہنگ جنی حکم مرحلہ چہارم کبھی ابلیس پرست ہی
زادان بے ایمان و وزیر نے اُسکے اُسکو بمکر و فریب مرتد کر دیا اور یہ مردان مادر بخطا قرلوت جہنم نصیب سے قرابت قریبہ بھی
رکھتا ہے اور شرارت و بدذاتی مین ہزار حصہ قرلوت نابکار سے زیادہ ہے گویا شیطان کا بچہ ہے اُس نطفۂ شیطان نے لاقوت شاہ
کو لکھا تھا کہ جو تو یہان زرد ہنگ کے پاس چلا آئیگا تو ملک زرد ہنگ ضرور تیری خاطر و مدارات کریگا اور ہر حال مین تیرا
شریک ہوگا لہذا اے شہریار کیا عجب ہے کہ وہ مردود اس امید پر ملک زرد ہنگ کے پاس جائے کسواسطے کہ اب کل کائنات
طلسم مین کوئی مقام امن و امان ایسا نہین ہے کہ جو لاقوت شاہ وہان جا کر پناہ لے شہریار یہ غلام چاہتا ہے کہ چند روز بمصلحت
لاقوت کے پاس اوقات گذاری کرے اور موقع و محل پاکر نقصان رسانی کرے خدا نے چاہا تو حضور کی خدمت مین بھی گاہ بگاہ
حاضر ہوا کرونگا اور حال نیک و بد وہانکا حضور کو سنایا کرونگا صاحب قران اکبر فلک قدر نے فرمایا اے ہماز جنی ہمنے
حسب درخواست تمہارے تمکو اجازت دی تم شوق سے لاقوت کے پاس جاؤ اور بر وقت رخصت ہماز کو ایک خلعت بیدتا
نہایت گرانبہا عطا فرمایا ہماز جنی نے عرض کی غلام اس عطیہ خسروانی سے راضی ہوا خدا نے چاہا تو بعد حصول مقاصد دلی حضور

و فراغ مراحل طلسم خدمت فیضدرجت میں حاضر ہو کر وہ جنس ہو کہ مرغوب دل و جان آں خادم کی ہو درخواست کرے لیگا اسوقت
حضور کو میرے حال پُر ملال پر ضرور لطف فرمانا ہوگا قدرے اپنی آرزوے دلی اور تمناے اصلی بھی پہلے ہی عرض کیے دیتا ہوں کہ
سایۂ دامن دولت سے جدا نہونگا حضور ہی کے زیر قدم رہیگا صاحب قران اکبر فلک قدر نے فرمایا یہ عرض تمہاری ہمنے بدل و
قبول و منظور کی اور رخصت کیا الغرض بعد جانے ہمارجنی کے صاحب قران اکبر بفتح و فیروزی بارگاہ فلک اشتباہ میں تشریف
لائے اُسوقت ایک ہجوم غفیر اور انبوہ کثیر قیدیوں کا قریب اسی ہزار کفار کے دربارگاہ پر جمع ہوگا صاحب قران اکبر نے اُسی وقت
اُنکو اپنے سامنے بلا کے رہا کر دیا وہ سب صاحب قران اکبر فلک قدر کا لطف خسروانہ و رحم کریمانہ دیکھکر برغبت تمام دائرہ
اسلام میں داخل ہوے صاحب قران اکبر نے ہر ایک کو علی قدر مراتب خلعت و انعام عطا فرمایا اور حسب لیاقت مناصب
عطا فرما کر داخل لشکر فتح پیکر کیا انھیں سے آخرش نام ایک پہلوان دلاور بے مثل تھا اور اُس گروہ کی افسری و سرداری سے ممتاز
تھا صاحب قران اکبر نے بھی اُسکو اُسی عہدے پر ممتاز فرمایا اور خود بدولت و اقبال نے تخت فرمانروائی پر اجلاس فرمایا اور
سامان مے نوشی طلب کیا جس وقت کشتی مے ناب حاضر ہوئی چند جام نوش فرمائے جب بادۂ نشاط افزا سے سرور حاصل ہوا
حاضرین بارگاہ کی طرف مخاطب ہوے اور پوچھا کیوں اب تک ہمیں ان نقابداران عالی شان کی کیفیت معلوم نہوئی ایسا بار
عظیم اُنکے احسان کا میرے سر پر ایسا ہو کہ میں سر اٹھا نہیں سکتا بہر حال اُنکی کیفیت سے ضرور مطلع ہونا چاہیے کسواسطے کہ بدون
دریافت اِس حال کے خلش خاطر سے میرے رفع نہیں ہوگی اُن بہادران تہور شعار سے ایک طرح کی بوے محبت محسوس
ہوتی ہو کسی عیار ہوشیار کو بھیجکر جلد تر خبر منگواؤ اگر مناسب ہو ہمارا اسلام بصد شوق و اشتیاق ملاقات بھی کہلا بھیجنا چاہیے
صاحب قران اکبر گردون وقار ابھی یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ذرگہ سالار بارگاہ فلک اشتباہ نے عرض کی کہ چار نقاب پوش
دربارگاہ پر حاضر ہیں اور ملازمت چاہتے ہیں مجرد سننے اِس خبر کے صاحب قران اکبر فلک قدر کو نہایت خوشی حاصل ہوئی
اور فرمایا کہ جلد اُن وفا شعاروں کو ہمارے پاس لاؤ ہم تو خود ہی اُنکی ملاقات کے مشتاق تھے الغرض نقابدار بارگاہ میں
آئے اور آداب و تسلیمات بجا لائے ہر ایک نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور مراسم آداب شاہی بجا لائے صاحب قران اکبر گیتی پناہ
نے بھی بوجہ استحقاق کارگذاری کے نیم قد تعظیم دی اور معانقہ فرمایا بعد اسکے اُن نقابداروں کے چہرے سے نقاب اٹھادی اب
جو صاحب قران اکبر کشور گیر نے ملاحظہ فرمایا تو وہ چاروں نقابدار اسیگون و آبشار و سیفان و قحلان جنی ہیں صاحبقران
اکبر والا شان اُنکو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور فرحت تازہ و مسرت بے اندازہ حاصل ہوئی اور فرط خوشی سے اٹھکر اُن چاروں
نقاب پوشوں سے بغلگیر ہوے اور وہ چاروں نقاب دار بھی قدمبوس ہوے اور عرض کی اے شہریار عالی وقار ہم غلامان
بارگاہ عالیجاہ کو یہ قدر و منزلت کافی و وافی ہو ہم کہ حضور کے پایۂ تخت کو بوسہ دیں یہ خدمت ہماری باعث افتخار کونین ہو نہ یہ
حضور فیض گنجور تابع فرمان قدیم کے واسطے اسقدر تکلیف شاقہ فرمائیں کہ تخت سے اٹھ کے معانقہ فرمائیں یہ امر ہماری
شایان نہیں ہو ہر چند آپ بحر کرم و سخا ہیں لیکن جب ہم بھی لائق اِس عطا و مرحمت کے ہوں تو مضائقہ نہیں ہمکو فقط شرف

حضوری ہی بس ہی کہ ہمیشہ حضور کی نظر عنایت و مرحمت ہم غلاموں کے حال پر رہے صاحب قران اکبر فلک قدر نے فرمایا اے دلاوران وفا شعار و وابستگان دامن دولت اپنی حسن کارگزاری و کارنمائی سے استحقاق ترقی جاہ و حشمت چاہتے ہیں اور شاہان انصاف گستر بھی حسب لیاقت و منزلت اعزاز بڑھاتے جاتے ہیں لہذا بنظر وفاداری و بپاس خیر اندیشی ہم جسقدر تمھارے ساتھ رعایت و مراعات ملحوظ رکھیں بجا ہی اسواسطے کہ اور جوانان ہوشیار کو حوصلۂ کارنمائی و شوق جانثاری کا دل میں پیدا ہو کہ جسقدر کار سرکار میں جانفشانی اور حسن خواہی کرینگے مستحق عزت افزائی و ترقی جاہ و مرتبت کے ہونگے القصہ وہ خیار و جوان یعنی سیمگون والبشار وغیرہ اپنے اپنے مرتبے سے کرسی و دنگل پر بیٹھے صاحب قران اکبر والاشان نے اُنسے پوچھا کہ ای سیمگون تمکو ہمارے یہاں آنیکی کسطرح خبر ہوئی اور کیا سبب ہوا کہ جو تم عین وقت کارزار میں یہاں پہونچ گئے اُن دلاوران عالی وقار نے عرض کی کہ حضرت کی ذات والاصفات مثل پرتو آفتاب جہانتاب کے تمام عالم طلسم میں محیط ہو ظاہر ہی کہ جسوقت آفتاب طالع ہوتا ہی تمام عالم پہ پرتو افگن ہوتا ہی اسی طرح حضور کا جمال باکمال مثل آفتاب کے کل کائنات طلسم پر پرتو افگن رہتا ہی اسے شہریار گردون وقار اسوقت تک ہم غلامان حلقہ بگوش حسب الحکم قضا نظیر اُسی دائرہ محفوظ میں بحفاظت تمام موجود تھے ناگاہ حکیم غضنفر طوس جنی داروغۂ طلسم کے ملازم نے ایک رقعہ سربمہر اس مضمون کا ہمکو دیا کہ ای سیمگون و البشار تم کیا غفلت میں بے خبر بیٹھے ہو جلد ہوشیار ہو اور آگاہ ہو کہ تمھارے آقا سے نامدار صاحب قران اکبر گردون وقار بقیہ طبقات طلسم کی طرف تشریف لیگئے ہیں اور جتیر یاقوت کہ بہترین اشیاے طلسم ہو اُسکے قبض و تصرف میں آگیا ہی لہذا تمھارا یہاں بیکار و معطل رہنا بے فائدہ محض ہو اور فضول ہی بس تم بھی ہر ایک سردار اپنے اپنے فوج و لشکر کو فراہم کرکے جلد پہونچو بلکہ اسی راہ کوہ سے کہ نہایت قریب ہی جلد تر پہونچو گے اور اُس درہ کوہ زاغان سے برآمد ہو جاؤ گے کہ فلان روز و فلان وقت و ساعت میں کہ وہ وقت نہایت نازک ہو گا یعنی جملہ اشرار و کفار طلسم صاحب قران اکبر پر غلبہ کرینگے اور اپنے اور بیگانے میں مطلق تمیز نہو گی صاحب قران اکبر فلک قدر سے جا ملو گے وہی وقت رفاقت و حق خدمت کا ہی پس اے شہریار کامگار ہمنے اُسی وقت اپنی فوج کو ہر طرف سے فراہم کرکے حسب الحکم حکیم صاحب وہان سے روانہ ہوے جب درکوہ زاغان نکل کے چند قدم آگے بڑھے ناگاہ ہمکو اس ہنگامۂ جدال و قتال کا حال معلوم ہوا مجرد سماعت اس خبر کے ہمنے گھوڑون کو دوڑایا پھر تو اُن کفاران بدسرشت و اشرار زشت کی سفاکی خود دیکھی اور نقاب چہرون پر ڈال کے اُن شرارت شعارون کی سرکوبی کو حاضر ہو گئے اور اُسی زمرے میں جناب عالی کی سعادت قدمبوسی سے مشرف ہوے صاحب قران اکبر گردون فر نے فرمایا ای یاران وفادار و دوستداران غمگسار سچ یہ ہی کہ تم ایسے وقت پر آگئے اور بفضل خداے قادر تم سے وہ کارنمایان ہوا اور وہ امر ظہور میں آیا کہ ہم تمام عمر تمھارے اس بار احسان سے سبکدوش نہونگے اور تمھارے ممنون و شاکر رہینگے واقعی وہ وقت ہمارے واسطے ایسا ہی ناچاری و درماندگی کا آیا تھا ہم نہایت عاجز ہو گئے تھے تم دو تین دن اگر نہ آتے تو ہمارے جوانان لشکر کا عجب حال ہو جاتا قصہ کوتاہ جب صاحب قران اکبر گردون فر اس مہم سے فارغ ہوے اور علاج زخمیون کا ہو چکا پھر صاحب قران اکبر نے

لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ ای صاحب قران اکبر و ای طلسم کشا و زوج ملکہ ماہ سیما آگاہ ہو کہ لاقوت بدذات بدسرکش کی مرگ و فنا مرحلۂ چہارم مین تمھارے ہاتھ سے مقدر ہو چکی ہی بہرحال اب تم خاطر جمع فرماؤ اور یقین جانو کہ لاقوت مردود مرحلۂ چہارم سے بھی جنگ و مقابلہ کرکے فرار ہو جائیگا اور ایک بلاے ناگہانی مین گرفتار ہو جائیگا ای شہریار دولت مدار بعد فتح کرنے مرحلۂ چہارم کے تم پھر لوح سے مشورہ کرنا جیسی ہدایت لوح سے حاصل ہو عمل مین لانا اور بعد قلع و قمع لشکر شکست اثر لاقوت بداختر کے تعاقب مین جانا اور پہلے شہر عسکریہ کی جانب تشریف لیجانا کہ وہ شہر ابھی حال مین تحت و تصرف مین آیا ہی تم قلعہ عسکریہ سے جسقدر زر و مال و جواہر بیش قیمت جا ہو گے لے لوگے کیونکہ تمھارے واسطے امانتاً وہان رکھا ہی اور باقی وہان چھوڑنا اور اُسکو شمار کرکے بند کرنا اور اپنی مُہر خاص کر دینا اور بادشاہ شہر عسکریہ کو از سر نو تم اپنی طرف سے تخت سلطنت پر متمکن کر دینا بعد فراغ ان امورات کے تو بدولت و اقبال سمت جنوب کو روانہ ہونا کہ وہ مرحلۂ دوم ہی اور حاکم مرحلۂ دوم تمھاری فرمان برداری اور اطاعت اختیار کریگا اُسوقت تم مرحلۂ دوم کو باطل کرکے جسقدر مال و متاع طلسمی ہی اپنے تحت و تصرف مین لانا پھر وہان سے مرحلۂ سوم کی طرف نہضت فرما ہونا الغرض جو جو مطالب و مدارج ضروری تھے وہ تمام و کمال لوح نے صاحب قران اکبر کو سمجھا دیے صاحب قران اکبر ذیشان نے بعد دریافت حال مراحل کے لوح کو بوسہ دیا اور گلے مین حمائل کیا اور لواے فتح و نصرت کو جانب شہر عسکریہ بلند فرمایا۔

اب راوی صاحب قران اکبر فلک قدر کو جانب شہر عسکریہ روانگی کی حالت مین چھوڑکر حال پُر ملال لاقوت شاہ نمک حرام کا معرض بیان مین لاتا ہے

کہ جسوقت وہ بدبخت و تیرہ درون صاحب قران اکبر کے مقابلہ سے اپنے لشکر سے پوشیدہ بھاگا اور افتان و خیزان و حیران و پریشان و بدحواس و سرگردان چلا اول اُس کمبخت کا قصد ہوا کہ شہر عسکریہ مین کہ اپنی دارالحکومت ہی جاکر پناہ لون اور بارہ دیگر از سر نو سامان حرب و ضرب جمع و فراہم کرکے جنگ و مقابلہ کرون پھر جسطرح مصلحت وقت ہوگی عمل مین لاؤنگا غرض جب لاقوت سراسیمہ و مضطرب الحال و منتشر الحواس افتان و خیزان قریب شہر عسکریہ پہونچا کہ اب یہانسے تین منزل کا فاصلہ شہر کا باقی رہگیا تھا ناگاہ مرسال جنی کہ کفار ان شہر عسکریہ سے ہی اور یہ مردود عسکریہ مین شریک معرکۂ جدال و قتال تھا تمام واقعۂ کشت و خون بچشم خود دیکھے ہوے تھا کچھ سوار بقیۃ السیف کی جمعیت سے اس طرف چلا آتا تھا عین راہ مین لاقوت شاہ سے ملاقات ہوئی لاقوت شاہ نے پوچھا ای مرسال جنی تو کہان سے آتا ہی اور کہاں کا قصد کیے ہوے جاتا ہی حال شہر عسکریہ سے بھی واقف ہی مرسال نے کہا ای شاہ بدبخت تجھ سے شہر کی حقیقت کیا کہون پیارے شاید تجھے حال شہر سے اطلاع نہین ہی لاقوت شاہ نے کہا ای گیدی اگر مجھکو حال وہانکا معلوم ہوتا تو مین تجھ سے کیون دریافت کرتا مجھے ایک عرصۂ کثیر چھوڑے ہوے شہر کو ہوا کچھ حال نہین معلوم لاعلم محض ہون اب جلد بیان کر کہ وہانکا

کیا رنگ ہی ہرمز سال نے کہا ای بادشاہ اسقدر واقف ہون کہ عسکریہ تیرا جو کہ دارالملک تھا وہ اب دار المرگ ہوگیا لاقوت شاہ نے غضبناک ہوکر کہا ای ہرمز سال تو مجنون ہی کہ ایسی بہکی بہکی باتین کرتا ہی او کور چشم ولد الملقب صاف صاف بیان کر یہ معمّا ہماری سمجھ مین نہین آتا آخر ہرمز سال نے اپنا گریبان چاک کیا اور بہ آواز دردناک اسقدر رویا کہ جسکی حد نہین اور کہا ای لاقوت شاہ مجھ سے کیا پوچھتا ہی اور کیا بیان کردن شعر

برگشت ز ابلیس پرستان فلک پیر — شد رایت اسلام با قبال جہانگیر
منکوحۂ تو نیز در اسلام در آمد — از دست تو در رفت چو از چلہ کمان تیر

لاقوت شاہ نے کہا ای ہرمز سال یہ بھی میری سمجھ مین نہ آیا جلد بتصریح بیان کر کیا ہوا ہرمز سال نے از اول تا آخر سرگذشت بیان کی یعنے فرتوت نے جو بغاوت کی اور اذر شاہ بادشاہ کا بہونچنا اور قید ہونا فرتوت باغی کا جمال افروز کے طلسم مین اور قتل ہونا بعذاب سخت جب یہ خبر وحشت اثر سنی ایک آہ سینہ پر اندوہ سے کھینچی اور غش کھاکر گر پڑا ہماد جبنی نے جو یہ سنا ابلیس کی صورت کو بغل سے نکال کے کفشکاری کرنا شروع کی اور ابلیس پرستون کو گالیان مغلظہ دینے لگا جس وقت لاقوت شاہ کو ہوش آیا ہرمز سال سے کہا ای ہرمز سال مین شہر کی تاراجی و قتل وغارت سے اسقدر ملول نہین ہوا جسقدر کہ فرتوت نمکحرام کے قتل وہلاک ہونے سے خوش ہوا حق یہ ہی کہ جمال افروز نے مجھپر یہ بڑا احسان کیا کہ اس نمکحرام کو قتل کرایا سزاے کردار اس نابکار کی یہی تھی خیر گذشت آنچہ گذشت کچھ فکر و تشویش کا مقام نہین ہی اگر اب بھی مین طلسم کشا پر فتحیاب ہوا اور یہ مہم سر ہوئی تو پھر ایک ایک کو سزا دونگا اور جو جو چیزین کہ لوگون نے صرف کین اور قبضے مین اپنے کرلین ہین سب کو ایک دم مین منگوالونگا اور شاید یہ مہم سر نہوئی تو یقین کامل ہی کہ خداوند ابلیس نے میرے واسطے درجات رفیع اور مناصب عالی مقرر فرمائے ہین وہ لونگا مگر یہ نہین معلوم کہ زندگی مین مین اُن مراتب پر پہونچونگا یا بعد مرگ بہرحال ہر وقت و ہر ساعت خداوند کے الطاف و مہر کا امیدوار ہون بیت

برنگردیم ز ابلیس اگر جان برود — مال و ناموس چہ باشد کہ بپالان برود

ہماد جبنی دلاور نے جو یہ کلام حماقت آمیز لاقوت شاہ سے سنے ہزار ہزار لعنت و نفرین اس ملعون کو کی اور کہا بیت

با سیہ دل چہ شود گفتن وعظ — نرود میخ آہنی در سنگ

اسے ہرگز نیک و بد مین تمیز مطلق نہین ہے ابلیس مردود ازلی کی محبت اُسکے دل مین کیا بلکہ ہر رگ و پے مین بھری ہوئی ہی اس ناعاقبت اندیش پر کسی کی نصیحت و ہدایت کارگر نہوگی کبھی دل اسکا قبول و منظور نہ کریگا شعر

پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بد است — تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبد است

الحاصل جب لاقوت شاہ دار الملک عسکریہ سے مایوس مطلق ہوا اُسوقت فرسنگ دانا سے پوچھا ای فرسنگ دانا اب اس باب مین تیری کیا راے ہی میرے نزدیک فی الحال سواے مرحلۂ چہارم کے اور کوئی جاے امن معلوم نہین ہوتی فرسنگ دانا نے کہا

ای لاقوت شاہ جو ہونے والا تھا وہ ہوا یاد رکھ جو وقت گذر جاتا ہی پھر ہاتھ نہین آتا مجھے تو سواے جان دہی کے اور کوئی چارہ کار
نظر نہین آتا یہ مجھے یقین کامل ہی کہ طلسم کشا کے ہاتھ سے کسی طرح ممکن نہین کہ بچے کسی طرح کی تدبیر کریگا الا اُس عالی وقار آدم زاد کے
ہاتھ سے تیرا بچنا بجز ممکن ہے خبر مرحلۂ چہارم مین جانا مصلحت اور صلاح وقت ہی مگر اب دیر خطا ہی اب ہر وقت یہی اندیشہ ہی کہ کہین دستگیر
و اسیر یا کوئی آفت ناگہانی مین مبتلا نہو جاؤ لاقوت شاہ نے یہ راے فرسنگ دانا کی پسند کی اور اُسی وقت مرحلۂ چہارم کی طرف روانہ
ہوگیا اور بعد طی مراحل و قطع منازل سرحد مرحلۂ سوم مین خیمہ زن ہوا اور یہ مرحلہ جانب شرق و غرب و جنوب و شمال قلعہ یاقوت نگار
کے قریب واقع ہی اور سب سے عمدہ و بہتر مرحلۂ اول ہوا اور طلسم کشا یعنے صاحب قران اکبر فلک قدرت نے اُسکو حال مین فتح فرمایا
ہی اور باقی ہر سہ مراحل جنوبی و شمالی و غربی بدستور ہین اب لاقوت شاہ بغرض امن و پناہ مرحلۂ چہارم کی طرف جاتا ہی علی الراہ
مین سرحد مرحلۂ سوم مین پہونچکر حاکم مرحلۂ ملک متین آہن پوش حاکم مرحلۂ سوم کو پیام بھیجا کہ اے ملک ہر چند کہ تمھارا ابھی مذہب
یزدان پرست ہی لیکن بعض امور طلسم مقتضی اس امر کے ہین کہ ہر ایک حاکم مرحلۂ طلسم بسبب ہونے یکجائی کے اور اتصال
سرحد و اتحاد دیرینہ اور مراسم قدیمہ کے جو کار اہم و معاملات دشوار ہوں اُنمین سب شرکت کرکے اُس مہم کو سر کرین اور
ایک دوسرے کے شریک حال ہوتے رہین تم خوب جانتے ہو کہ اُسوقت کائنات طلسم مین کیسی خرابی پیدا ہو رہی ہی جسکی وجہ
سے اہالیان طلسم کی جان و مال و آبرو نہایت حالت خدشہ مین ہی کیونکہ دشمن قوی کہ جس سے کوئی چارۂ کار نظر نہین آتا
وہ درپی خرابی طلسم ہی اس صورت مین میرا شریک ہونا کہ مین بادشاہ طلسم ہون گویا اپنا کام کرنا ہی مین خاص اپنے ہی واسطے
نفع نہین چاہتا بلکہ اسمین تم سب صاحبون کے لیے فلاح و عافیت ہی اور میری خرابی و پریشان حالی و تباہی تمھاری گویا بربادی
کی دلیل قوی ہی اگر تمکو اُسوقت مین میرے شریک حال ہونا ہی اور باہم متفق ہوکر اس بلاے بے درمان کو دفع کرنا اور انصرام
و انتظام کرکے اس مملکت کے بچانے مین کد کرنا منظور ہو تو میرے پاس چلے آؤ اور ہم تم باہم اس بارے مین معاہدہ کرلین کہ
آپس مین کوئی کسی کے دین و آئین سے مزاحمت نہ کرے سب ایک دلی و یکجہتی سے اُس آدم زاد طلسم کشا کو مغلوب کرین اور
اس بلاے آسمانی و قضاے مبرم کو اپنے سر سے دفع کردین کہ جسکے سبب سے ہم اور تم اور تمام اہالیان طلسم پریشان و حیران
ہین اور وہ عنقریب اس کائنات طلسم کو تباہ و برباد کرتا ہی اور تمنے یقینا یہ بھی سنا ہوگا کہ وہ ملک زر دہنگ جنی حاکم مرحلۂ چہارم
مجھ سے متفق ہی اور میرا ہر طرح سے ممد و معاون بلکہ عزیز قریب بھی ہی اسے برادر جسوقت تم میرے شریک حال ہوے تو یقین
کامل ہی کہ ملک افلاک مینائی بھی بلا حجت و تکرار متفق ہو جائیگا اس امر مین تمکو جو منظور ہو خوب سمجھ کے اور ارکین سلطنت
و عقلاے ریاست سے مشورہ کرکے جلد جواب باصواب دو کہ اس امر مین اب دیر کرنا اپنے خون اور بربادی طلسم مین مدد کرنا ہی
کہ لحظہ بلحظہ و ساعت بساعت کائنات طلسم مین خرابی و ابتری بڑھتی جاتی ہی الغرض ملک متین نے اس پیام کا جواب لاقوت شاہ
کو یہ دیا کہ اے لاقوت شاہ مین موجود ہون مجھے کسی طرح کا انکار نہین لیکن مین ناچار ہون کہ کسی طرح سے مین تمھارا شریک حال
نہین ہو سکتا کیا معنے کہ مجھے بجز اطاعت و فرمان برداری طلسم کشا کے چارہ نہین اسواسطے کہ بانیان طلسم کی اس بارے

مین نہایت تاکید ہی علی الخصوص اُسوقت تک کہ طلسم کشا یہان تشریف نہ لائے اور اس مرحلے کو مفتوح نہ فرمائے مین ایک قدم
اس سرزمین سے باہر نہین رکھ سکتا تم خود ہی خیال کرو کہ مین کسطرح تمھارا شریک ہون علاوہ اسکے مجھے بھی یقین واثق ہی کہ طلسم کشا
قریب تر یہان تشریف لایا چاہتے ہین اور اس مرحلے کا فتح ہونا بھی ایک امر ضروری ولابدی ہی کسواسطے کہ لوح بیضا اُس
عالی منزلت کے پاس موجود ہی اور اے لاقوت شاہ مین فقط بنظر خیر اندیشی گذارش کرتا ہون کہ اگر تمکو اپنی سلامتی جان و عاقبت
وحفظ آبرو و ترقی مناصب درکار ہی تو دین اسلام بصدق دل وصفائی نیت اختیار کر اور طلسم کشا کا حلقۂ طاعت آویزہ گوش
جانکر ورنہ آخر کو پشیمان ہوگا آیندہ تجھے اختیار ہے ۔

شعر

نشست انچہ حق بود گفتم تمام	تو دانی دگر بعد ازین والسلام

لاقوت شاہ نے جسوقت ملک متین آہن کوش حاکم مرحلۂ سوم کا جواب برخلاف طبع سنا کمال غیظ مین آیا اور مانند مار دم بریدہ
پیچ و تاب کھاکر قصد کیا کہ پہلے ملک متین ہی کا کام تمام کردینا چاہیے ہر چند لاقوت شاہ بہت بڑی شکست کھائے ہوئے
تھا لیکن اسکی فوج بے حد و شمار رہی تھی کم از کم ایک ہزار سوار جرار و آتش باز ہین ہمراہ جبکہ لاقوت شاہ کے اس قصد
سے آگاہ ہوکے نہایت اندیشہ ناک و مضطرب الحال ہوا کہ ایسا نہو یہ مردود ملک متین سے بیداوستے پیش آئے اور ملک
متین اسکے حملات کا متحمل نہو اور تاب مقابلہ نہ لاسکے تو ناحق صدہا مومنین و ناکردہ گناہ معرض قتل مین آئین آخر اُس دلاور
عاقبت اندیش نے لاقوت سے کہا اے بادشاہ طلسم افسوس تم خداوند ابلیس کی ذات کو ہمیشہ الزام دیتے ہو اور کہتے ہو خداوند
ابلیس اپنے بندون کی طرف سے غافل ہے ہر چند کہ تم خود کندۂ ناتراش عقل سے خالی فہم سے دور حمق سے بھرے ہو انسانیت
سے بہرہ مطلق نہین خداوند کا کیا قصور اے لاقوت واقعی تم سخت نادان اور انتہا سے زیادہ بے وقوف ہو اے شہریار
نامدار ایسے وقت سخت مین ملک متین جیسے جار سے پرورش کرنا مفت اپنے جوانان کار آزمودہ کی جانین تلف کرنا ہے بھلا
کون عقل کی بات ہے اگر نوبت جدال و قتال کی آئی تو انجام کار اسکا کیا ہوگا ابھی اتنی بڑی مہم سر کرنا ہے چاہیے کہ جہانتک ممکن
ہو فوج کی ترقی کیجائے بھاگی ہوئی فوج سے کیا ہوگا یہ فوج بے دل جان فشانی کیا کریگی اگر مبادا اس جنگ کو طول کھینچ گیا
اور طلسم کشا کو خبر ہوگئی اور وہ بہادر زمان پہونچ گیا اُس وقت تمھارے بنائے کیا بنیگا لامحالہ یہ تمام شور و زور و غیظ و غضب
تمھارا اسفل سے نکل جائیگا پھر کوئی چارۂ کار نہ سوجھیگا نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کے مصداق ہو جاؤگے ادھر
ملک متین کفشکاری کو موجود ہو جائیگا ادھر طلسم کشا اپنی فوج کے سپاہیون کو حکم دیگا اُسوقت گستاخی معاف ایسی تو
کندہ کاری ہوگی کہ صورت نہ پہچانی جائیگی اور یہ ممکن نہین کہ اہل اسلام سے ہم ابلیس پرست سربر ہون ایک متنفس اس لشکر
بے دل کا بچ جائے کیا مجال ہے بے موت مروگے اُسوقت ہمکو یاد کروگے اے بادشاہ طلسم ہماری تو رائے نہین ہے کہ تم اسوقت
بے سر و پائی مین ہنگامۂ جنگ برپا کرو بلکہ یہ کرنا چاہیے کہ جہانتک جلد مرحلۂ چہارم مین پہونچا جائے پاؤن کو سر پر رکھکے بھاگو
اور پیچھے پھر کے نہ دیکھو تو شاید جان بچ جائے ورنہ تمھین اختیار ہے لاقوت شاہ نے ہماز دلاور کی اس رائے کو پسند کیا

اور اپنے قصد سے باز آیا اور اسی وقت روانہ مرحلۂ چہارم کی طرف ہوگیا۔

اب راوی اس ملعون یعنی لاقوت بدرگش نمک حرام کو مرحلۂ چہارم کی طرف روان رکھتا ہے اور حال فرخ فال صاحب قران اکبر فلک قدر کا معرض بیان مین لاتا ہے

حاکیان حکایات رنگین و راویان روایات نمکین اسطرح بیان کرتے ہین کہ شاہزادۂ گردون وقار شاہنشاہ نامدار یعنے صاحبقران اکبر روزگار معز الدین تہور شعار بعد از فتح و فیروزی مظفر و منصور دامنہ کوہ سے مع لشکر ظفر پیکر روانہ ہوے اور بعد طے منازل و قطع مراحل شہر عسکریہ مین داخل ہوے اور اس سرزمین کو بارگاہ فلک اشتباہ سے آراستہ و پیراستہ کیا اور اذفرشاہ بادشاہ و شیرویہ دلاور اور ارکان دولت و اعیان مملکت و مدبران سلطنت نے تمام شہر کو آئینہ بندی کا حکم دیا اور واسطے استقبال سلطان باجاہ و جلال شہریار گردون وقار کے آرائش تمام شہر کے باہر آئے اور جسقدر فوج جنگی مسلح شہر مین تھی سبکی وردیان زرین تھین بارگاہ سلطان سے تا شہر دورویہ پرے سپاہ کے تھے افسران فوج مسلح و کل اسپان ترکی و تازی پر سوار تھے شاہزادۂ معز الدین ہوادار پہ سوار دربارگاہ معلیٰ سے برآمد ہوا شجاعان عجزہ گاہ سے آداب بجالائے اور کل ملازمان عالی ملازمت سے فیضیاب ہوے ملک اذفرشاہ سے معانقہ ہوا صاحب قران اکبر شاہزادۂ معز الدین دلاور نے علی قدر مراتب ہر ایک سے معانقہ کیا اور باطاف خسروانہ پیش آئے کہ ایکبار گی ملک اذفرشاہ بادشاہ شہر عسکریہ کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا ای بادشاہ طلسم مبارک ہو کہ خدا سے عز و جل نے بار دگر تمکو تخت سلطنت اور ملک عطا فرمایا ملک اذفرشاہ نے پاے مبارک ہمایون کو بوسہ دیا اور عرض کی ای شہریار دولت مدار یہ سب ملک و مال اور جاہ و حشم حضور ہی کی بدولت ہے یہ خادم اس تخت و دولت کی لیاقت نہین رکھتا تاج و تخت حضور ہی کو مبارک غلام کو فقط حضور کی غلامی بس ہے صاحب قران اکبر نے اذفرشاہ کے حال پر از حد نوازش و مہربانی فرمائی اور دوسرے روز اذفرشاہ کے ہمراہ شہر عسکریہ مین تشریف لائے اور شہر کو کمال پر فضا و پربہار پایا وہانکی آب و ہوا کی نہایت تعریف کی ہر طرف بنظر اجمال سیر و تماشا کرتے ہوے براہ راست دیوان عام مین پہونچے اور تخت رفعت و حشمت پہ جلوس فرمایا اور ملک اذفرشاہ نیم تخت پر بیٹھا باقی سرداران نامدار حسب مراتب و مناصب اپنی اپنی کرسیون پہ متمکن ہوے بعد ازان صاحب قران اکبر نامور حرم سرا مین تشریف لے گئے جمال افروز اور رنگ افروز پری صاحبقران اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوئین اور بعد بلاگردانی خوانہاے زر سرخ و سفید نثار کیے صاحب قران اکبر گیتی ستان نے ملکہ جمال افروز کے حال پر لطف شاہانہ مبذول فرمایا اور کہا ای ملکۂ آفاق خدا تجھے اجر عظیم عطا کریگا واقعی تونے عجب کار مردانہ و رستمانہ کیا اور تمھارا احسان ہمپر ایک بار گران ہے تم خاطر جمع رکھو بفضلہ بہت قریب تم دختر نیک اختر کی ملاقات سے شادکام ہوگی ای ملکہ تمھاری دختر بلند اختر نور اسلام سے فیضیاب ہوئی نیز بعض خدمات بزرگ سے عالی مرتبہ ہوگی ای ملکہ تجھے معلوم نہین

تیری دختر رشک قمر نے شہرانہ و غاشیہ اور جنگ جادو کے معاملہ مین جو کہ خاص ہمارا عدوے جان اور درپئے ہلاکت تھا ایک کار عظیمہ
و نمایان کیا ہے اور اپنا حق ہم پر ثابت کیا ہو اُسکے بار احسان سے سر اُٹھا نہین سکتے اور اُسکا حق خدمت ہمارے لوح دل پر نقش
کالحجر ہو گیا مدت العمر گوشۂ خاطر سے سہو نہو گا ای جمال افروز تمھاری دختر رنگ افروز نے ہماری جان بچائی ورنہ ہم قتل
ہو جاتے شہرانہ ملعونہ نے ہمارا کام ہی تمام کیا تھا ہمارے قتل مین کوئی درجہ باقی نہ رکھا تھا اگر اس رنگ افروز نے اُس ملعونہ
کو ایسا فریب مین مبتلا کیا کہ وہ میرے خیال قتل سے دو ساعت غافل ہو گئی اُس عرصہ مین میرے دماغ سے وہ اثر بیہوشی
زائل ہو گیا اور مین ہوش مین آگیا ورنہ میری جان جانے مین کچھ باقی نہ رہا تھا - الغرض صاحبقران اکبر فلک قدر نے
کچھ کچھ حال مجمل بیان کیا اور ہر طرح سے جمال افروز کی تسلی و تشفی فرمائی جمال افروز نے عرض کی ای شاہزادۂ عالی جاہ
گو یہ ارشاد حضور باعث ازدیاد مرتبت ہمارے واسطے ہی لیکن حضور کو ہم کنیزان خاص کی نسبت ایسے کلمات فرمانا شایان
نہین کس واسطے کہ یہ کنیز اور وہ خانہ زاد دونون شہریار کی بجا آوری احکام کے واسطے ہین جو ہمسے خدمت ظہور مین آئے ہمارا باعث
افتخار ہی صاحبقران اکبر رفیع المکان نے فرمایا ای ملکۂ نیک خصال تم اپنے بادشاہ قدیم اذفرشاہ کے پاس بآرام تمام اسی
شہر عسکریہ مین بسر کرو بعد اسکے انشاء اللہ تعالے مین عنقریب تمکو بلا لونگا اور تمھاری دختر لخت جگر سے تمکو ملا دونگا مگر ای ملکہ تم
اب اپنے شوہر اذفرشاہ کی صحبت دیرینہ اور سلسلۂ قدیمہ کو بالکل موقوف کرو کہ وہ رانندۂ درگاہ احدیت و مردود و سیاہ قلب
ہی اور یقین ہی کہ وہ دشمن خدا بہت جلد اپنے کردار کی سزا کو پہونچیگا ملکہ جمال افروز نے عرض کی قبلۂ حاجات جب اس کنیز نے
دین یزدان پرستی اختیار کیا اور نور اسلام نے زنگ کفر کو میرے لوح دل سے دفع کر دیا پھر مجھے اُن کفار و اشرار و دشمن دین سے
کیا سروکار رہا علاوہ اسکے یہ کنیز اول ہی سے اُسکی حرکات ناشائستہ و شیوۂ شیطانی سے متنفر تھی مگر کیا کرتی کہ چارۂ کار نظر نہ آتا تھا
عالم مجبوری مین اُسکی اطاعت کرتی تھی صاحبقران اکبر فلک قدر یہ کلام ملکہ جمال افروز سے سنکے نہایت تعریف و تحسین فرمانے
لگے اور پھر تسلی فرما کر دیوان عام مین رونق افروز ہوے ملک اذفرشاہ نے بہمان سامان دعوت شاہزادہ معز الدین فلاد
نہایت تکلف سے کیا جس سے صاحبقران اکبر فلک قدر نہایت محظوظ ہوے آٹھوین روز صاحبقران اکبر عالیشان
نے ملک اذفرشاہ کو تخت فرمان دہی پر بٹھایا اور بدستور خود سر پر تاج شاہی رکھا اور فرمایا یہ بادشاہی تمکو مبارک ہو بعد اسکے
جملہ اراکین سلطنت و مدبران مملکت نے درجہ بدرجہ مبارکباد دی نذرین گذرانین اور شیردیۂ دلاور کو خلعت وزارت مرحمت
فرمایا اور کہا کہ ملکہ جمال افروز کی نیابت مین کاروبار سلطنت کو انجام دینا اُدھر ملکہ جمال افروز نے ملکہ مہر افروز خواہر شیردیہ کو
جسکا حال جلد ہفتم مین مفصل مرقوم ہوا ہی اپنی فرزندی مین لیا تھا اور صاحبقران اکبر سے عرض کیا تھا کہ ملکہ مہر افروز کا ادہم
نوجوان کے ساتھ عقد کر دیجیے کا اُسکا انجام دینا تمام و کمال میرے ذمہ ہی اور اس دختر بلند اختر کا نکاح مین کر دونگی مگر حضور شیردیہ
کو اس امر پر راضی فرمائین صاحبقران اکبر نے فرمایا ای جمال افروز ہمنے یہ تمھاری درخواست بدل قبول کی اور پھر وہ درخواست
ملکہ جمال افروز کی شیردیہ کے سامنے بیان کی شیردیہ نے عرض کی ای شہریار ہم سب کنیز و غلام کی پرورش و سرپرستی حضور پر موقوف ہی

بس آقا کو کچھ ضرور نہین ہے کہ استفسار غلام سے کرین جسطرح سے راے عالی مین آئے وہی خوب ہے۔ اچھہ راے مولا از ہمہ
اولے صاحب قران اکبر نے مہر افروز کو ملکہ جمال افروز کے سپرد کیا اس عرصہ مین ملک اذفرشاہ نے تمام مال و متاع طلسمی
مع جواہر خانہ بزرگ جو شہر عسکریہ مین موجود تھا وہ سب صاحب قران اکبر کی نظر انور سے گذرانا شہریار گردون وقار نے
ملاحظہ فرماکر وہ اشیا لائق عطا و رحمت تھین ملک اذفرشاہ اور ملکہ جمال افروز کو عطا فرمائین چونکہ یہ اسباب بانیان
طلسم نے خاص صاحب قران اکبر کے واسطے امانت رکھا تھا لہذا خود بدولت نے ملاحظہ فرماکے مہر اپنی کردی اور سیمگون
دلاور کے سپرد کردیا اور حکم دیا کہ اس امانت کو ہماری بحفاظت تمام رکھے اور پھر لوح کو ملاحظہ فرمایا اور مشورہ لیا کہ اب مجھکو کیا
کرنا چاہیے لوح سے ارشاد ہوا کہ بجانب جنوب مع لشکر ظفر پیکر روانہ ہوجاؤ کہ تمکو ابھی مرحلہ سہ گانہ فتح کرنا ہے اور بہنگام
ضرورت پھر لوح کو دیکھنا اس ہدایت کے بعد صاحب قران اکبر عسکریہ سے روانہ ہوے اسوقت ملک اذفرشاہ نے
استدعا کی کہ مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا صاحب قران اکبر نے اذفرشاہ کا ساتھ چلنا منظور نہ فرمایا۔ راوی کہتا ہے کہ
اسوقت صاحب قران اکبر فلک قدر کے ہمراہ رکاب جوانان جرار و پہلوانان تہور شعار قریب ایک لاکھ بیس ہزار کے
تھے صاحب قران اکبر عالی شان نے دیوان زبردست کی ہیئت تبدیل کردی تھی انکی قدرت نہ تھی کہ وہ صورت بدل
سکین اور انکو پہاڑون کی گھاٹیون مین رہنے کا حکم دیا اور چار دیو انہین سے منتخب کیے کہ وہ بھی نہایت زبردست تھے
مگر چھوٹے قد و قامت کے ایک صیقل۔ دوسرا صیقل۔ تیسرا انجار۔ اور چوتھا ہنجار۔ باقی کو ہمراہ لیا اور ان چارون
کو خدمت عصا برداری عطا ہوئی کہ بارگاہ معلے مین حاضر رہین اور دورباش دورباش کہتے جائین اور جو حاضر دربار ہو اسکو
نگاہ رو برو کھدین باقی جنیان لشکر کو حکم دیا کہ ہروقت بشکل انسان رہا کرین اور وجہ اسکی یہ تھی کہ جلوس سواری ہمایون
موافق قاعدہ و ضابطہ سلاطین بنی آدم آرایش و زینت کے واسطے چاہیے تھا اسلیے یہ قاعدہ جاری کیا تھا کہ فرقہ دیو اور جن
بھی بشکل انسان ہمراہ سواری رہا کرین بعد انتظام سواری کے شہریار کشورگیر گردون سریر با جاہ و تجمل شاہانہ مرحلہ دوم
کی طرف روانہ ہوے اور سیمگون جنی کو ہراولی لشکر کی عطا ہوئی اسواسطے کہ سیمگون جنی راہ و رسم سفر دراز سے واقف و
آگاہ تھا اور مرحلہ دوم سے بھی وہ خبردار تھا سیمگون جنی نے پیشتر پیشخیمہ طرف مرحلہ دوم کے روانہ کیا۔

اب راوی صاحب قران اکبر فلک قدر کا مرحلہ دوم مین پہونچنا اور باب افلاک مینائی کا با[illegible] پیش آنا اور باطل ہونا طلسم مرحلہ مذکور کا اور قبضہ و تصرف مین لانا جواہر خانہ خرد والاست مرصع نگار کا اس طلسم سے معرض بیان مین لاتا ہے

ناقلان افسانہ حیرت افزا و راویان روایت غرابت انتما اس داستان ندرت بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جسوقت صاحبقران

اکبر نامدار گردن شکن کفار و اشرار شاہزادہ معز الدین نصرت قرین صاحب جاہ و حشمت مرحلۂ دوم کے قریب پہونچے اُس سرزمین کو نزول اجلال سے رشک دہ فردوس بریں کیا وہ سرزمین دل کشا و فرحت افزا تھی کہ یہاں سے شہر مینا حصار دس فرسخ تھا ملک مینا نگار بارگاہ سلطانی کو استادہ کرا دیا اور خود بدولت باغ مینا نگار میں تشریف لائے اُس باغ رشک ارم کی عمارات خوش قطع نہایت مرغوب ہوئی بلکہ اکثر مکانات شیشہ صاف کے ترشے ہوئے تھے اور جابجا شیشہائے کلان بہت سے نصب تھے حقیقت میں بڑی صنعت صرف کی تھی عجب ساخت اُسکی تھی کسی طرح سمجھ میں نہ آتی تھی وہ عمارت شیشہ کی ایک ڈال ڈھلی ہوئی معلوم ہوتی تھی اُسکے دیکھنے سے دل نہایت خوش ہوتا تھا قدرت خدا کا تماشا دکھائی دیتا تھا اور اُن آئینوں کے عکس سے تمام وہ باغ منور تھا سپہگردن دلاور نے عرض کی اے شہریار گردون وقار بعینہ اسی طرح اور ایسی ہی آرائش و خوبی کا قلعہ مینا حصار بھی شیشہ زمردی کا بنا ہوا ہے جسکے دیکھنے سے بینائی زیادہ ہوتی ہے اور سبزی اُسکے شیشہ کی آنکھوں میں کھپی جاتی ہے قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر فلک قدر نے شب کو اس باغ میں بعیش تمام آرام فرمایا دوسرے روز قصہ یہ ہوا کہ یہاں سے کسی آدمی کو بھیج کے ملک افلاک مینائی حاکم مرحلۂ دوم کو اپنے وارد ہونے کی اطلاع کرانا چاہیے اسی اثنا میں ملک افلاک مینائی مع حشم و خدم بمحبت قلبی سے دربارگاہ فلک اشتباہ پر حاضر ہوا۔ درگہ سالار نے عرض کیا کہ حاکم مرحلۂ دوم حاضر ہو باریابی کی اجازت چاہتا ہے۔ صاحب قران اکبر نے ملک نصیر دل شاہ و ملک افسر شاہ کو واسطے استقبال ملک افلاک مینائی کے بھیجا اور نہایت اعزاز و اکرام و حرمت بالاکلام سے بارگاہ میں بلوایا ملک افلاک نے بعد مجرہ و آداب کے پایۂ تخت پادشاہی کو بوسہ دیا اور نذر فتح طلسم گذرانی اور مبارکباد دی اور دعا و ثنا سے شاہ عالم پناہ سے زبان کو اس طرح گویا کیا۔ نظم

یارا از توای شاہ جوان بخت فلک قدر
حکم تو سجان در ہمہ اوقات روان ست

از روز ازل داغ غلامی بجبین ست
مہر تو بدل در ہمہ احوال قرین ست

صاحب قران اکبر نے ملک افلاک کے حال پر نوازش خسروانہ فرمائی اور نہایت عزت و توقیر بخشی اور ملک نصیر دل شاہ سے بالادست بیٹھنے کا حکم دیا اسواسطے کہ ملک افلاک مینائی بھی نوع بنی الجان سے تھا قطع نظر اسکے منصب اور حکومت بھی زیادہ رکھتا ہے۔ غرض بعد حصول سعادت و شرف ملازمت ملک افلاک مینائی صاحب قران اکبر فلک قدر سے رخصت طلب ہوا کہ اب شہر میں جاکر تمام شہر مینا حصار کو آراستہ کراؤن اور حضور کی تشریف آوری کا شہر میں سامان کیا جائے۔ چنانچہ ملک افلاک مینائی نے شہریار دولت مدار کی دعوت کا سامان فراہم کیا اور صاحبقران اکبر گیتی ستان کو نہایت شوکت و جاہ سے شہر میں لایا اور اپنے حوصلے سے زیادہ دعوت و مہمانداری میں سامان بہم پہونچایا اور نہایت تکلف سے امورات مہمانداری کو انجام دیا اور صاحب قران اکبر۔ ملک افلاک کی اس دعوت و مہمانداری سے نہایت خوش ہوئے اور شہر کی آرائش دیکھ کے بہت ہی محظوظ ہوئے۔ الغرض اسی طرح تین دن

برابر ہر طرح کا سامان دعوت مہیا و موجود رہا۔

مع حشم و خدم صاحب قران اکبر کا شہر مینا حصار کی کیفیت دیکھ کے محظوظ و خوش ہونا

بعد اسکے پھر دوبارہ شہر مینا حصار کی آرایش ملاحظہ فرمائی ہر چند کہ شہر مذکور اسقدر وسیع نہ تھا لیکن چونکہ عمارات پر تکلف
اور خوش قطع تمام اسباب آرایش سے آراستہ تھے لہذا ہر ایک مقام اسکا سراسر لطیف و پر بہار تھا صاحب قران اکبر نے
اس شہر کے ہر کوچہ و بازار کی خوب سیر فرمائی اور نہایت حظ اٹھایا جب شہر کی سیر و تماشے سے فرصت ہوئی ملک افلاک مینائی
سے فرمایا اے ملک مہمان نواز واقعی تمنے ہماری دعوت و مہمانی خوب کی نہایت تکلفات سے مدارات ہوئی ہم لوگ
تمہاری خاطر و تواضع سے بہت مسرور ہوئے اب یہ بتاؤ کہ اس مرحلۂ طلسم کی راہ کس سمت ہے اور اس طلسم کے فتح کا
کیا طریق ہے یعنی اسکا نشان بتاؤ کہ ہم جلد تر اس کام سے فرصت حاصل کریں ہمکو ابھی اور بہت کام درپیش ہیں اور اب
زمانہ بہت قلیل ہے اور کام بہت ملک افلاک مینائی نے عرض کی اے شہریار عالی وقار غلام نے سنا ہے کہ اسی شہر کے
حوالی میں طلسم ہے جسمیں کہ جواہرات مع آلات حرب و متاع طلسم وغیرہ حضور کا امانت خاص رکھا ہے لیکن خانہ زاد نے اپنی
اس مدت عمر میں راہ طلسم کو کبھی نہیں سنا کہ طلسم اسطرف ہے حضور طلسم کشا اور صاحب لوح بیضا ہیں حضور خود ہی لوح
سے دریافت فرمالیجیے اور جو کچھ ہدایت لوح سے ہو اسپر عمل فرمائیں جملہ مطالب حل ہو جائینگے صاحب قران اکبر فلک قدر

نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ اے صاحبقران اکبر فلک قدر و زوج ملکہ شمسہ تاجدار جسوقت تم شہر مینا حصار
مین پہونچو اور ملک افلاک مینائی حاکم مرحلہ دوم تم سے باطاعت پیش آوے اول تم اسکی دعوت و مہمانداری سے مسرور ہو
جسوقت وہان کی سیر سے سیر ہو اور خوب دیکھ چکو جب صبح کو ایک ساعت رات باقی رہے شہر مینا حصار سے باہر نکل آؤ اور
طرف جنوب کے روانہ ہو قریب شام ایک مقام پر پہونچو گے وہان ایک مقام میدان وسیع مین سبزہ زار و چشمہاے
شیرین جاری دیکھو گے اس میدان کے چارون طرف چار میل بہت بڑے نصب مین ہر ایک میل چودہ گز کا لانبا ہوگا۔
جسوقت تم اس سبزہ زار مین پہونچو گے وہان تم پر تشنگی غلبہ کریگی تا اینکہ تم مین تاب ضبط باقی نہ رہیگی خبردار ہرگز اس
مرغزار بلاخیز اور میدان پر آفت مین قدم نہ رکھنا اور نہ کسی چشمہ خوشگوار کا پانی پینا ورنہ از سرتاپا مشتعل ہو جاؤ گے بہتر ہے
اگر ممکن ہو اسقدر پانی اپنے پاس رکھ لینا کہ چار روز تک تمکو کافی ہو اور اسی طرح قسم غذا سے بھی رکھنا بلکہ احتیاطاً میوہ
تر و خشک بھی اس سرزمین کا نہ کھانا جسوقت دیکھنا کہ تشنگی غلبہ کر رہی ہے تم اپنے پاس کے پانی سے تھوڑا سا پی لینا۔
الغرض لوح ہادی نے چند مراتب و مدارج ارشاد کیے تھے وہ عنقریب بر وقت موقع و محل کے بیان ہونگے صاحبقران
اکبر گردون قدر نے ہدایت لوح کو دل پر نقش کر لیا اور لوح کو بوسہ دیکے گلے مین پہن لیا اور مضمون ہدایت یاران یکدل کو
سنا دیا اور فرمایا اے ہمراہیو اب ہم رخصت ہوتے ہین ہمکو بدعا سے خیر یاد کرنا سبھون نے عرض کی اے شہریار دو جہان
تمامی کاروبار صاحبقرانی و امورات طلسم کشائی مین ہم خیر خواہون کو کسی طرح کا دخل نہین ہے شعر

همو حافظ تست پروردگار | کہ لطف نمایان کند وقت کار

القصہ صاحبقران اکبر کشورستان جو ستھے روز وقت مسین بر موافق ہدایت لوح روانہ ہوے اور تھوڑے عرصہ
مین ان میلہاے مذکورہ کے پاس پہونچ گئے دیکھا وہ میدان وسیع و مرغزار پر بہار ویسا ہی سرسبز و شاداب تھا
جسمین انواع و اقسام کے گل و ریاحین شگفتہ تھے اس سمن زار کی بوے خوش ایسی مفرح قلب و دماغ تھی کہ جس سے
دل و دماغ تازہ ہوا جاتا تھا اور روح کو قوت و تازگی حاصل ہوتی تھی صاحبقران اکبر فلک قدر جسوقت اس مقام
عشرت خیز مین پہونچے اسقدر تشنگی غالب ہوئی کہ حال متغیر ہو گیا آخر صراحی ہمراہی سے ایک چلو پانی لیا اور حلق کو تر کیا
بعد ایک لمحہ کے پھر تشنگی نے غلبہ کیا صاحبقران اکبر نے پھر اسی طرح تھوڑا پانی پیا کچھ تسکین ہوئی لیکن وہ اثر طلسم کم
ہوا۔ اس عرصہ مین اس مار عجیب الخلقت کو صاحبقران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ عجیب قطع کی مہیب شکل ہے اور وہ شخص عجیب
صورت ایک میل سے لپٹا ہوا ہے جسوقت اس مار عجیب نے صاحبقران اکبر کو دیکھا پرواز کی اور اس میل سے دوسرے
میل پر اسی طرح جا لپٹا لمحہ بھر کے بعد پھر وہ مار اڑا اور تیسرے میل پر جا پہونچا غرض وہ سانپ لمحہ بلحظہ پرواز کرتا تھا اور ایک
میل سے دوسرے میل پر جاتا تھا اور صاحبقران اکبر کو چشمہاے آتش رنگ سے بغور گھورتا تھا صاحبقران اکبر
بھی باوجود اس منصب طلسم کشائی کے اس افعی کو دیکھکر خائف تھے آخر حسب ہدایت لوح میل جنوبی کے نیچے بیٹھ گئے

اور اسم خوانی شروع کردی اور گرد و پیش اپنے دائرہ محفوظ کھینچ لیا ابھی زیادہ عرصۂ اسم خوانی کو نہ گذرا تھا کہ وہ افعی سیاہ طلسمی
زمین پر آیا اور لوٹنے لگا اُسی حالت غلطیدگی و پیچیدگی میں اسقدر بڑھا اور موٹا ہوا کہ ایک اژدہا معلوم ہونے لگا اور
صاحب قران اکبر کو اس نظر قہر سے دیکھتا تھا کہ اللہ کی پناہ اور منہ اُسکا مثل تنور کے آتش فشان تھا شعلے اُسکے دہان سے
نکلتے تھے آخر تا شام یہی کیفیت رہی شام کو وہ سانپ غائب ہوگیا صاحب قران اکبر نے شدت تشنگی میں تمام رات بسر
کی اور تمام شب اسم خوانی کی اور چند دانہاے بادام اور قدرے پانی جو ہمراہ تھا اُسی میں بسر کی اور کچھ غذا کی قسم
سے نوش نہ فرمایا جب اُس اسم کو تمام کر چکے دوسرے روز حسب المشورہ لوح میل شمالی کے سایہ میں دوسرا اسم شروع
کردیا جسوقت آفتاب عالم تاب دریچۂ مشرقی سے طالع ہوا اور تاریکی شب دفع ہوئی صاحب قران اکبر نے اُس بلا کی طرف
خیال بھی نہ فرمایا کہ یہ کیا ہے بے خوف و خطر بلا وسواس دائرہ محفوظ میں بیٹھے رہے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی تو تھے وہ صاحبقران
اکبر نامدار نے ایک تیر جان گیر چلۂ کمان میں جوڑ کر اس زور سے مارا کہ اُس اژدہاے شعلہ فشان کی ایک آنکھ پر پڑا اور
دوسری آنکھ سے نکل گیا بمجرد زخمی ہونے اُس اژدہے کے جسم بار سے شعلے عیان ہوے اور اُن شعلوں نے تمامی عرصہ
کو گھیر لیا ادھر حکم لوح تھا کہ جسوقت اُس اژدہے کے جسم سے آتش پیدا ہو تم اُس میدان پر بلا سے دور ہو جانا ایک لمحہ
بھی توقف نہ کرنا صاحب قران اکبر حسب ہدایت لوح وہان سے بے تحاشا بھاگے یہانتک کہ نفس تنگی کرنے لگا
آخر صاحب قران اکبر بیہوش ہوکے زمین پر گر پڑے۔ راوی کہتا ہے کہ صاحب قران اکبر کے اسقدر بے اختیار بھاگنے
کی وجہ یہ تھی کہ جسوقت وہ ثعبان آتش فشان جلنے لگا اُسکے جسم ناپاک سے ایسی بو بد پھیلی کہ اُس بو کے صاحبقران
اکبر عالیجاہ متحمل نہوسکا اور تمام دشت بدبو سے بھر گیا تھا وہ بدبو مضر جان تھی اور حکم لوح بھی اسی طرح تھا کہ اُس بو سے
جہانتک بچا جائے بچنا کیونکہ خوف ہلاکت جان ہے غرض کہ بعد ایک لمحہ کے صاحب قران اکبر کے ہوش و حواس بجا ہو
اور لاحول پڑھتے ہوئے پھر اُسی میدان میں آئے اور اپنی اس بدحواسی کے بھاگنے پر منفعل ہوے لیکن اب حال بھی
صاحب قران اکبر کا یہ ہم پہونچا کہ دو دو قدم چلنا دشوار تھا یہ تھوڑی سی مسافت دو پہر میں طے کی قریب شام اُس میدان
محنت انجام میں پہونچے اور لب چشمہ زیر درخت بیٹھ گئے اور تمام شب کنارے چشمہ کے بسر کی جسقدر میوہ اور پانی ساتھ تھا
تھوڑا سا کچھ اُسمیں سے کھایا اور دوسرے روز صبح کو دیکھا کہ درمیان اُس مرغزار کے ایک قلعۂ مختصر نمایان ہے اور اُن
چاروں میلوں کی جگہ چاروں طرف برج قلعہ کے دکھائی دیتے ہیں اور ہر برج پر ایک ایک مرغ مثل شتر کے بیٹھا جگالی کررہا ہے
اور دو مرغ اور سبز رنگ بھی ہیں اور دو سیاہ رنگ اور ہر ایک مرغ اپنی جگہ سے اُڑکے برج پر نزدیک دوسرے مرغ کے
جاتا ہے جسوقت وہ باہم ہوتے ہیں خوب پر چلتے ہیں وہ اسے اور یہ اُسے مارتا ہے لیکن مرغان سیاہ و سبز میں یہ فرق تھا کہ
مرغان سیاہ سے صداے واحسرتا آتی ہے اور مرغان سبز سے آواز واشوقا کی پیدا ہوتی ہے صاحب قران اکبر فلک قدر دیر تک
اُن مرغان عجیب الخلقت کا تماشا جنگ و جدل کا دیکھا کیے اور اُنکی حرکات سے نہایت متحیر تھے اسی حیرت میں لوح کو ملاحظہ فرمایا

لوح سے یہ ارشاد ہوا کہ ای شہریار عالی وقار طلسم کشا مالک لوح بیضا آگاہ ہو کہ جسوقت وہ اژدہا شر طلسمی سے جل کر خاک
ہو جائیگا پھر تم بار دیگر اُس مرغزار مین تشریف لانا اور لب چشمہ رات کو آرام فرمانا تاکہ خستگی راہ وکسل دفع ہو جاوے صبح کو
اُس میدان مین ایک قلعہ خرد معلوم ہو گا اور چار برج بجاے چارون مینارون کے چار طرف قلعہ کے ہونگے اور ہر برج پر
ایک جانور نہایت قد آور پرند بیٹھا ہو گا اور رنگ اُن چارون جانورون کے دو ہونگے یعنے دو جانور سبز رنگ باقی برنگ سیاہ
ہونگے مرغ سیاہ تو واسطے تمہارے فریاد کرینگے اور مرغ سبز واشوقا کہینگے تم زاغ چہرہ داہنے پانون مین باندھ کر اُن جانورون
سے پوشیدہ نظر بچاے ہوے کھڑے رہنا اور تیر دو پیکانی ترکش سے نکال کر چلہ کمان مین چڑھا کے منتظر رہنا جسوقت وہ
مرغ سیاہ آپس مین پرو باز و مارین اور سینہ سے سینہ لادین تم بتعجیل تمام نہایت چالاکی سے وہ تیر اسطرح مارنا کہ اُن دونون
مرغان سبز و سیاہ کے سینہ سے پار ہو جاوے اور اگر مبادا تیر خطا کر گیا ایک ہی مرغ کے سینہ پر لگا دوسرا مرغ زندہ رہا تو
ایک قیامت کبرے برپا ہو جائیگی یعنے دونون کی منقارون سے شعلہاے آتش عالم سوز ایسے نکلینگے کہ پناہ بخدا اور عوض اُس
مرغ مجروح کے تمہارے جسم مبارک پر گزند وایذا پہونچیگی اگر خدا نخواستہ ایسا معاملہ درپیش ہو گیا تو تدارک اُسکا بہت ہی دشوار
ہو گا کوئی علاج ممکن نہین اور اگر تمہارے اقبال صاحب قرانی سے وہ دونون جانور حملہ اول ہی مین ہدف تیر اجل ہو گئے
تو پھر دونون مرغ کے سینہ سے شعلہ آتش سوزان ایسے نکلینگے کہ وہ دونون جانور جلکر خاک ہو جاوینگے بعد اسکے ایک دود سیاہ
غلیظ اس کثرت سے پیدا ہو گا کہ تمام عالم تیرہ وتار ہو جائیگا جسوقت وہ دھوان برطرف ہو جاوے پھر دیکھنا دروازہ قلعے کا
سامنے سے نمودار ہو گا اور طلسم مرحلہ باطل ہو جائیگا بعد ازان ایک دیو سیاہ بلند قامت نہایت جسیم سخت گردن نام کہ زبردست
ترین دیوان طلسم سے ہو گا بجاے گرز ایک ٹکڑا پہاڑ کا ہاتھ مین لیے اُس قلعہ سے باہر آئیگا اور غوغا کرتا ہوا تمپر حملہ کریگا تم
اُسکے حملون کو رد کرنا اور بقوت صاحبقرانی اُس عفریت خونخوار کو قتل کرنا جسوقت وہ ہلاک ہو جاویگا پھر تخمیم جنی و ترصیع
جنی و زمرد جنی تینون بادشاہ اور وزیر اور داروغہ طلسم تمہاری خدمت مین حاضر ہونگے اور ملازمت تمہاری حاصل کرینگے
اور فتح مرحلہ دوم کی مبارکباد دینگے اور جو اسباب از قسم جواہر طلسمی قلعہ مین امانت رکھا ہوا ہی تمکو اُسکا نشان بتائینگے اُسوقت
اُس تمام اشیا کو اپنے تحت وتصرف مین لانا کیونکہ وہ مال واسباب حق طلسم کشا ایک مدت سے امانت ہی اُسکا تمکو اختیار
ہی اگر مرضی مبارک ہو ہمراہ رکاب رہے ورنہ بطبیعت خود ترصیع جنی کے سپرد ہووے جسوقت ضرورت ہوگی وہ حاضر کریگا اے
شہریار دولت مدار ترصیع جنی حاکم اُس قلعہ کا ہی اور زمرد جنی اُسکا وزیر ہی اور تخمیم جنی داروغہ تمام اشیاے طلسمی کا ہی اور اصل
نام ترصیع جنی کا زمرد ذرہ ہی اسی وجہ سے یہ قلعہ زمرد رنگ سنگ زمردی سے تعمیر کیا گیا ہی اور اسی سبب سے نام حاکم قلعہ زمرد سے
مسفر کیا گیا ہی الغرض جبکہ صاحبقران اکبر فلک قدر کو یہ جملہ مراتب ومدارج لوح نے تعلیم کر دیے تب لوح کو بوسہ دیا اور گلے
مین پہن لیا اور بانیان طلسم کی عقل وفہم وصنعت وحکمت کو تادیر سوچا کیے اور تحسین وآفرین کی بعدہ فاتحہ پڑھکے
ثواب اُسکا روح بانیان طلسم کو بخشا اور کمر ہمت کو چست کر کے حسب ہدایت لوح واسطے فتح مرحلہ دوم کے ہر دو برج قلعہ

کے درمیان اُن مرغان مذکورہ سے پوشیدہ تیر و کمان ہاتھ میں لیے منتظر وقت کھڑے رہے جب مرغان مذکور باہم بازو بر مارنے
لگے صاحب قران اکبر والاشان نے بسرعت تمام تیر دوسر کو چلہ کمان میں رکھ کے اسقدر انداز سے رہا کیا کہ بقدرت
ایزد باری وہ تیر دوسر حسب مراد نشانہ پر پہونچ گیا۔

قلعہ مختصر کے برج پر دو جانوروں کا جنگ پروبازو کرنا باہم اور صاحب قران اکبر کا بحکم لوح تیر دو پیکانی سے اُن دونوں جانوروں کو نشانہ کرنا

سینۂ اُن دونوں مرغان سیاہ رنگ کے سینہ سے صاف گذر گیا بمجرد زخمی ہونے اُن جانوروں کے ایک شعلۂ آتش مرغان مجروح
کے سینہ سے پیدا ہوا اور وہ مرغ واحسرتا کہتے ہوئے جل کر خاک سیاہ ہو گئے بعد اسکے طوفان تیرہ و تار محیط عالم ہو گیا تھوڑی
دیر کے بعد جب وہ تاریکی دفع ہوئی دروازہ قلعہ کا نمایاں ہوا اور قلعہ سے ایک دیو کوہ پیکر نہایت طویل القامت کریہ منظر آدم خوار
فیل کلاں گرز گران پھر لیے شور و غوغا کرتا ہوا دروازۂ قلعہ سے نکلا اور چلایا کہ اے بدبخت آدم زاد تیرہ روزگار بس قضا تیرے سر پر
کھیلتی ہے تجھے یہاں اجل کھینچ لائی ہے کہ جو تو نے دانستہ مجھے خواب راحت سے جگایا فتنہ کو بیدار کیا مگر تو آدمی ایک مشت
استخوان فولاد جگر ہے سچ بیان کیو تو نظر کردۂ ابلیس تو نہیں ہے کہ اسقدر آسانی سے مرحلہ طلسم کو کہ نہایت سخت ہے
باطل کر رہا ہے انسان کی کیا قدرت جو یہانتک آسکے عقل بشر کی یہانتک نہیں پہونچ سکتی بے خبر دار ہو ہوشیار ہو جا کیا
ممکن ہے کہ تو میرے ہاتھ سے کہ ملک الموت کا بچہ ہے زندہ و سلامت جاسکے اے ناداں کج فہم شاید تو اُن دو جانوروں کو شکار
کر کے مغرور ہو گیا اُن جانوروں کا شکار کر لینا کیا امر محال تھا ایسی زور و قوت پر دعواے صاحبقرانی کرتا تھا یہ معلوم نہیں تھا

کہ دشمن جان میرا ایک فیل مست نہایت زبردست اس قلعہ مین مالک قلعہ ہو اُسکے آگے تو جسطرح سے کہ ایک پشہ ہوتا ہو وہ بھی
کسیقدر نامقدور یعنی رکھتا ہو میرے نزدیک اُس سے بھی کم حقیقت ہو خیر اب خاطر جمع رکھو بہت جلد تیرا دود نخوت و تکبر و دعوے
طلسم کشائی ناک کی راہ نکالے دیتا ہون صاحبقران اکبر مثل شیر بیخوف و خطر کھڑے تھے اس دیو کے کلام غرور سُنکے فرمایا او نابکار ابھی
اس خواب غفلت سے ہوشیار ہونے کا رنج و غم نہ کھا مین تجھے خواب مرگ مین ایسا مبتلا کرونگا کہ تو پھر بجز روز حشر کے نہ چونکیگا خاموش
ہو کیون بیہودہ بکتا ہو دیو سیاہ نے جو کلام شاہزادہ کی زبان فیض ترجمان سے سُنے غیظ و غضب مین آکے آرہ پشت نہنگ اس زور و قوت
سے صاحبقران اکبر کے فرق مبارک پر لگایا کہ اگر صاحبقران اکبر اسم زبان خالی نہ دین تو یقین تھا کہ اُس ضرب سخت و بے پناہ سے محفوظ رہنا
محال تھا بمدد ایزد ذوالجلال صاحبقران اکبر ضرب سے اُس دیو سیاہ کی بچے اور جست عیارانہ لگا کے جگہ کو چھوڑ دیا وہ آرہ پشت نہنگ
اس زور سے زمین پر گرا کہ قریب تیس گز کے زمین مین دھنس آیا اور اسقدر گرد اُڑی کہ از زمین تا چرخ برین تیرہ و تار ہو گیا صاحبقران اکبر
نے بچابکدستی تمام ایک ہی ضرب تیغ خارا شگاف سے اُس دیو سیہ فام کا کام تمام کیا وہ دیو مثل پہاڑ کے زمین پر آرہا اور
فوراً روح نجس اُسکی جہنم کو روانہ ہو گئی بعد قتل ہونے اُس دیو کے پھر ویسا ہی طوفان تیرہ و تار بلکہ اُس سے بھی زیادہ محیط
عالم ہو گیا ایک ساعت کامل اندھیرا رہا پھر وہ سیاہی و تاریکی برطرف ہوئی اور مردان فوجی و لشکری جوق جوق و گروہ گروہ
با لباس سبز قریب بارہ ہزار جوان کے مع سامان شاہی قلعہ سے برآمد ہوئے اور آگے آگے اُس فوج کے تین جوان عالی شان
تھے کہ جنمین ایک بادشاہ صاحب امانت فراش خانہ تھا اور دوسرا جوان وزیر اعظم تحویلدار سلاح خانہ و جواہر خانہ تھا تیسرا
جوان داروغہ دیگر اجناس و اشیا کا تھا - قصہ کوتاہ یہ سردار مع سامان شاہی و جلوس وغیرہ صاحبقران اکبر فلک قدر
کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے اور شرف قدمبوسی حاصل کیا اور فتح مرحلہ دوم کی مبارکبادی بعد اسکے ترصیع
جنی بادشاہ قلعہ نے عرض کی اے شہریار عالی وقار و فلک اقتدار جسوقت حضور والا نے اس طلسم عالی مین قدم رکھا
اُسی وقت سے ہم سب غلامان حلقہ بگوش سعادت ملازمت کے امیدوار اور نہایت مشتاق تھے شکر ہو خداوند عالم کی
درگاہ عالی مین کہ آج ہم امیدوارون کی آرزوے دلی بر آئی اور ہم اس سعادت ملازمت اور دولت دارین سے بہرہ ور
ہوئے صاحبقران اکبر عالی شان نے ہر ایک سردار کو علے قدر مراتب نوازش و الطاف معطیانہ و خسروانہ سے سرفراز
و ممتاز فرمایا بعد اسکے ترصیع جنی - صاحبقران اکبر کو ہمراہ لیے بجلوس و احتشام مالا کلام شہر مین داخل ہوا صاحبقران اکبر
بنظر غور شہر کو ملاحظہ فرمانے لگے ہر چند کہ شہر نہایت مختصر تھا لیکن نہایت ہی قطعہ دار و خوش وضع تھا صاحبقران اکبر نے
بعد فراغ سیر و تماشے شہر و مقامات کے فرمایا اے ترصیع جنی ہمارا قصد ہو کہ ہم اول مینا حصار کو جائین اور وہان سے
مرحلہ چہارم کی سمت چلے جائین اسواسطے تم سے رخصت چاہتے ہین ترصیع جنی نے زمرد وزیر سے اشارہ کیا کہ تم امانت
طلسم کا نذر پیش کرو زمرد وزیر نے عرض کی اے شہریار عالی وقار حضور ایک دو ساعت کے واسطے میرے ہمراہ تشریف لیچلین
اسباب طلسم جو حضور کا امانت رکھا ہو اُسے ملاحظہ فرمالین اور جو مناسب و صلاح وقت ہو ہم لوگون کے حق مین ارشاد ہو

کہ ہم تابع فرمان آیندہ عمل مین لاوین اور تعمیل حکم شہریار بجان و دل کرین صاحبقران اکبر نے درخواست زمرد وزیر کی قبول
فرمائی اور اسی وقت اسکے ہمراہ برج اول مین قلعہ کے تشریف لائے اس برج مین جسقدر مال و اسباب رکھا تھا زمرد وزیر نے
نظر انور صاحبقران اکبر سے گذرانا جسوقت صاحب قران اکبر عالی شان نے اس برج مین تین ہزار سلاح و یراق مرصع نگار و جواہر نگار
مثل زرہ و جوشن و شمشیر و خنجر وغیرہ کے نہایت عمدہ و تحفہ صندوقون پر جابجا نہایت تکلف سے رکھے ہوئے دیکھے نہایت مسرور
ہوئے واضح ہو کہ وہ کل آلات حرب تین قسم کے تھے۔ درجہ اول و درجہ دوم و درجہ سوم کے اور ہر درجہ مین ہزار ہزار سلاح و یراق
علیحدہ علیحدہ قرینے اور قاعدے سے رکھے ہوئے تھے جب صاحب قران اکبر وہ اسلحہ ملاحظہ فرما چکے دوسرے برج مین تشریف
لیگئے اس برج مین اسباب آرائش بزم نشاط نہایت بیش قیمت و عمدہ بیحد و حساب تھا صاحب قران اکبر عالی شان اس
اسباب کو بھی ملاحظہ فرماکر نہایت خوش و محظوظ ہوئے اور سجدہ شکر درگاہ واہب العطایا مین اس دولت بے انتہا کے دستیاب
ہونے کا ادا کیا بعد اسکے برج سوم مین تشریف لیگئے یہان چار ہزار تحفہ زیور عروسانہ مرصع کار و جواہر نگار ہر قسم کا بیش قیمت تھا
الغرض شاہزادہ گردون پناہ کو سارا دن اسی اسباب کے ملاحظہ مین گذرا اور رات رقص و نوا سے پریزادان خورشید طلعت مین
بسر ہوئی دوسرے روز شاہزادہ کشور گیر گردون سریر نے بتحفظ خاص اس مال و اسباب کو قلعہ بند کرکے مہر کی اور بار دیگر ترصیع
جنی کی تحویل مین دیا اور خواجہ زمرد کو بھی ترصیع جنی کا شریک کیا اور حکم دیا کہ جسوقت ہم ان کو طلب فرمائین وہان پہونچے اسواسطے
کہ صبح تنہا ہم داخل طلسم ہوئے اسی طرح بیرون طلسم چلے جاوینگے کیونکہ اس شب کو عالم رویا مین عجیب و غریب کیفیت
حیرت افزا دیکھی ہے جسکو بشارت کہتے ہین ہمکو گویا کسی نے ہدایت کی کہ اے معز الدین اگر تم اس عالم کی نعمتون کا ذائقہ چکھنا
چاہتے ہو جس سے تمامی کائنات کا لطف ہو سکتا ہے جس طرح سے تم تنہا پیادہ سر زمین طلسم مین بسہولت گئے تھے اسی طرح
بخیر و عافیت تمام خوش و خرم بلا شرکت کسی کے مراجعت بھی فرماؤ سن اے ترصیع جنی و زمرد بتقسیم ایزد باری اس خواب صالح
و بشارت غیبی کا ایسا اثر میرے قلب مین پیدا ہوگیا کہ دنیا و کار ہائے دنیوی سب میری نظر مین دفعۃً ہیچ و پوچ معلوم ہونے
لگے اور یہ سب کارخانہ دنیا محض بے ثبات نظر آتا ہے اب مجھکو منظور ہے کہ کائنات طلسم سے اور اس مقام خاص سے تنہا چلا جاؤن
اور کسی شخص کو تکلیف نہ دون ترصیع جنی نے عرض کی اے شہریار گردون وقار قسم ہے مجھے اس پروردگار عالم کی اسوقت حضور
کے فرمانے سے مجھے بھی نہایت حیرت ہوئی مین حضور کے اس کلام کو صحیح و واقعی سمجھتا ہون غلام بھی اس روایت کو بزرگون سے
سنتا چلا آتا ہے جیسا حضور اس وقت فرما رہے ہین بلا میری راے یہ ہے کہ حضور کو اس ہدایت پر عمل کرنا واجب ہے صاحبقران اکبر
نے فرمایا اے ترصیع جنی ہم ایسے آلام و افکار مین مبتلا ہین کہ لائق بیان کے نہین ہے کہ اس سبب سے ہمکو مطلق خیال نہین ہے کہ
ہم یہان کسطرف سے آئے تھے اور اب جانے کی راہ کسطرف ہے اگر تمکو معلوم ہو تو مجھے بتلادو کہ پھر مین اسی راہ سے
چلا جاؤن ترصیع جنی نے عرض کی اے شہریار فلک اقتدار حضور قلعہ کے دروازے پر پہونچ کر داہنے کو تشریف لیجائین غلام
بھی رکاب فیض انتساب مین حاضر ہے حضور کی مشایعت سرحد قلعہ تک کریگا آگے حکم نہین ہے القصہ صاحب قران اکبر گیتی ستان موافق

راہ نمائی ترصیع جنی اُسی طرف قلعہ کے روانہ ہوئے اور تینون سردار یعنے ترصیع جنی اور زمرد جنی اور تیسرا داروغہ مع اور ملازمان
ہمراہی کے پیادہ پا شاہزادے کی جلو مین چلے جب قریب ایک فرسخ کے راہ طے کی ایک ایسے مقام پر پہونچے کہ جہان چند درخت
گنجان تھے ترصیع جنی نے عرض کی اے شہریار عالی وقار اس غلام کی سرحد یہان تک ہی اب آگے جانے سے معذور ہون امیدوار
ہون ارشاد ہو بجالاؤن صاحب قران اکبر نے فرمایا تم سب صاحب رخصت ہو ہم اب آگے جائینگے الغرض بعد رخصت ہونے
ان سب کے خود پیادہ پا روانہ ہوئے اور نصف روز قطع مسافت مین گذرا مگر نشان راہ کا نہ پایا اب صحرا نوردی پیادہ پائی
سے صاحب قران اکبر گردون وقار مضمحل ہو گئے پانو تک ورم پیرون پر آگیا اور تشنگی نے بھی بیتاب کر دیا اُس وقت
صاحب قران اکبر نے خیال فرمایا کہ یہان تو طلسم بھی نہین ہی پھر کسو سبب پیاس کا اسقدر غلبہ ہی اور لطف یہ ہی کہ پانی بھی
کہین معلوم نہین ہوتا بار الٰہا یہ غلبۂ تشنگی دمبدم بڑھتا جاتا ہی اور پانی کہین میسر نہین اور نہ کہین راہ کا پتہ معلوم
ہوتا ہی مین کس طرف جاؤن ایسی مشکل سخت مین پھنسگیا ہون کہ کچھ چارہ کار نظر نہین آتا اگر چند ساعت اور یہی صورت
رہی تو مین ہلاک ہو جاؤنگا قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر دل سے باتین کرتے ہوئے چلے جاتے تھے اس عرصہ مین
آفتاب بھی بلند ہو گیا اور حرارت آفتاب کی اور زیادہ ہوئی زمین ایسی گرم ہو گئی کہ اگر دانہ گندم زمین پر گرتا فوراً بریان ہو جاتا
اب صاحب قران گردون وقار نہایت ہی مضطر اور پریشان ہوئے اور تشنگی نہایت درجہ غالب ہوئی صاحبقران اکبر
با حالت مضطر تلاش آب مین پھر رہے تھے کہ شاید کوئی چشمہ یا کنوان یا جھیل یا تالاب ملجاوے کہ صورت زندگی نظر آوے
کیونکہ پیاس مجھے ہلاک کیے ڈالتی ہی اب یہ حال بہم پہونچا ہی کہ لحظہ بلحظہ پیاس بڑھتی جاتی ہی پہلے تو پیاس لگی تھی کہ اب بھوک
اور پیاس دونون نے صاحب قران اکبر والا گوہر کا حال متغیر کر دیا اب پریشان ہو کر شاہزادے نے کہا ای معز الدین
بانیان طلسم نے مجھے عجب صحرائے قیامت انگیز اور بالآخر مین پہونچایا یہ طلسم ہی کہ نمونۂ جہنم ہی تو یہان واسطے باطل
کرنے طلسم کے پہونچا ہی یا ملک الموت کے گھر پہونچا ہی کسی طلسم مین ہمنے یہ آفت نہین دیکھی اگر ایسی آفت ہوتی تو کاہیکو
جان بچتی کس مقام مصیبت انجام مین کوئی دم مین جان تلف ہوا چاہتی ہی ہر لحظہ تشنگی بڑھتی جاتی ہی اب ہلاک
ہونے مین کیا باقی ہی یہ امر دو حال سے خالی نہین یا تو بانیان طلسم کو میرا ہلاک کرنا منظور تھا لہذا مجھے اس بیابان پرخطر و
صحرائے ہولناک مین کہ جہان پانی تک میسر نہین آتا بھیجدیا ترصیع جنی وغیرہ نے دیدہ و دانستہ میرے ساتھ دغا کی اور
اس دشت وحشت انگیز مین پہونچایا بلاشبہ و شک ای معز الدین تو نے بڑا دھوکا کھایا افسوس اب یہان سے کیونکر
نجات ہوگی اہل طلسم کے دام مکر مین گرفتار ہو گیا اب اسی صحرائے پر آفت مین ہلاک ہو کے بے موت مرے دوسری
غلطی اور یہ بڑی ہوئی کہ عالم خواب مین اس آواز غیب کو سنکے اعتبار کر لیا یہ نہ خیال آیا کہ اس راہ نادانستہ مین بے کسی
واقف کار کے کسطرح منزل مقصود تک پہونچینگے کوئی راہبر بھی ضرور چاہیے اور طرفہ تماشا یہ ہی کہ جسطرف نگاہ جاتی تھی ایک
دریائے ریگ دور سے روان معلوم ہوتا تھا اور ذرہ مثل ستارے کے چمکتے تھے اور کوسون درخت کیسے دور تک گھانس تک

نظر نہ آتی تھی نہ سایہ کہ جسکے سایہ مین دم لے لین جب کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا کہا اے معز الدین تونے دیدہ و دانستہ اپنی
جان کو آفت مین ڈالا افسوس اب افسوس سے بھی کچھ حاصل نہین ہے خیر اب لوح کو دیکھین دیکھین وہ کیا مشورہ دیتی ہے
غرض اسی شدت گرما اور پیاس کے اضطراب مین صاحب قران اکبر ایک جا کھڑے ہوے اور لوح کو بغل سے نکال کے
ملاحظہ فرمایا یہ اور طرفہ معاملہ ہوا کہ لوح پاک و صاف معائنہ مین آئی ایک حرف بھی نہ تھا اُسوقت اس سانحۂ ہوش ربا سے
صاحب قران اکبر اور زیادہ تر مایوس ہوے ناچار اسی صحراے پر آفت مین اور دشت غربت و مصیبت مین حیران
و پریشان روانہ ہوے اور بار بار دل مین کہتے جاتے تھے خدایا یہ کسطرح مشکل حل ہوگی کیونکہ یہ مسافت دشت
طے ہوگی پانی کا قحط ایسا ہے کہ آنکھون مین بھی نمی تک نہین لوح بھی صاف و شفاف معلوم ہوتی ہے اس مصیبت کو
کیونکر جھیلون سخت پریشان ہون دن گذر گیا تو رات بدتر از شب اول گور ہوجائیگی اس شدت تشنگی اور گرسنگی مین کیونکر
بسر ہوگی۔ مصرعہ

عجیب واقعہ و طرفہ ماجراے مسرت

اسی تشویش و فکر مین صاحب قران اکبر فلک قدر قطع مسافت کرتے ہوے چلے جاتے تھے تا اینکہ وقت زوال
آفتاب ہوا یکایک دور سے چار دیواری نظر آئی گویا تن بےجان مین جان آئی شاہزادہ گردون وقار نے اب
جانب دیوار قدم بڑھایا جب قریب چار دیواری کے پہونچے ایک دروازہ نہایت عالی شان نمودار ہوا۔ جب
دروازے پر پہونچے معلوم ہوا باغ ہے نظم

بہشتش آمدہ باغے چہ باغے	کہ زو در دل ارم را بود داغے
ہواے روح بخش و جان فزا داشت	سوادش دیدہ در نور و ضیا داشت

شاہزادہ عالی قدر صاحب قران اکبر پیادہ روی سے از حد خستہ ہوگئے تھے اُس باغ مینو سواد کو دیکھ کے عجیب
فرحت قلب حاصل ہوئی دفعتہً وہ کسل راہ رفع دفع ہوگیا صاحب قران والا قدر نے شکر ایزد باری درگاہ رب العزت مین
ادا کیا اور فوراً داخل باغ ہوے اور وہان پہونچے کہ جس جا ایک حوض تھا نہایت خوش قطع اور پانی شیرین و صاف و
خوشگوار اور اسمین مچھلیان سرخ و سبز تیرتی تھین اور وہ حوض سنگ یشب کافوری کا بنا ہوا تھا اور اُسپر یاقوت سرخ و زمرد
کی پچی کاری تھی اور درمیان حوض کے ایک فوارۂ زمرد سبز کا نہایت پاکیزہ و خوبصورت اس ترکیب سے جاری تھا کہ
عقل بشر کام نہ کرتی تھی اُسکے معائنہ سے صاحب قران اکبر کا وہ سب کسل دور ہوگیا کنارے حوض کے بیٹھ گئے اور
دونون ہاتھ اور پاؤن پانی مین ڈالدیے صعوبت مسافت اور تشنگی شدید کی اذیت سے نوبت ہلاکت پہونچ گئی تھی دفعتہً
جو اسقدر راحت پائی ایک عالم سرور مین عنان صبر و اختیار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور دونون ہاتھون سے پانی حوض کا
پیکر نوش فرمایا اور رخ مبارک پر چھڑکا اُس پانی سے مثل گلاب اور کیوڑے کے ایسی خوشبو آئی کہ دل و دماغ دونون معطر

ہو گئے بمجرد نوش فرمانے آب حوض کے صاحب قران اکبر کو عجب طرح کی فرحت وطراوت حاصل ہوئی اور بستگی طبع مبارک بالکل دفع ہو گئی ابھی ایک لحظہ اس حوض پر دم لیا تھا کہ آنکھوں میں کچھ خمار سا پیدا ہوا اور از خود یہ خیال پیدا ہوا کہ نہیں معلوم یہ باغ جنت نظیر کسکا ہی کہ فضا آنکھوں میں کھبی جاتی ہی باغ تو ایسا ہی معلوم نہیں صاحب باغ کیسا ہوگا خداوند کریم اس باغ اور صاحب باغ کو سرسبز و شاد کام رکھے راوی کہتا ہی کہ جسوقت سے صاحب قران اکبر نے اس حوض کا پانی نوش فرمایا ہی لحظہ بلحظہ دل میں ایک ولولہ اور جوش پیدا ہوتا ہی کہ اس باغ رشک جنت میں اسوقت شراب ارغوانی اور کوئی محبوبہ سیمتن زہرہ جمال خورشید تمثال آجائے اور کوئی پری پیکر رشک قمر سامنے ناچ رہی ہو اور ہم مسند مغرق پر بیٹھے سرور میں گانا سنتے ہوں تو کیا خوب بات ہی۔ نظم

من باشم و وے باشد و مے باشد و نے	من مست ز نے باشم و وے مست ز مے
من گہ لب و وے بوسم و وے گہ لب نے	کے باشد و کے باشد و کے باشد و کے

مدت دراز سے عیش کی صحبت میسر نہیں ہوئی ایک پل بھی نظارہ جمال جہان آرائے محبوبان راحت جان سے خرم و مسرور نہیں ہوا قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر اسی فکر و خیال میں دل سے باتیں حسرت آمیز کرتے تھے اور بجائے خود کہتے تھے کہ یہ عمارت ہمنے کہیں دیکھی ہی لیکن یہ خیال نہیں کہ کہاں دیکھی ہی جب خوب غور کرکے دیکھا تو یاد آیا کہ شاید طلسم حکیم ارسطو میں جسکو اجرام و اجسام کہتے ہیں ملکہ ناطقۂ روشن بیان کے باغ میں کہ جسکے شاہ نشین میں صبح دلکشا بھی موجود تھی میں نے یہ عمارت دیکھی تھی بلاشبہ یہ مثل اسی باغ کے ہی بس صاحب قران اکبر کو اسوقت ملکہ ناطقۂ روشن بیان کا تصور بندھا اور اس غضب کا خیال طبیعت میں پیدا ہوا کہ بے اختیار زبان پر کلمۂ افسوس جاری ہوا اور بجائے خود کہا اے معز الدین تمنے طلسم ارسطو میں بلکہ نوبہار کے غلبۂ محبت میں آکر گل گلزار خوبی و نخل چمنستان محبوبی یعنے ملکہ ناطقۂ روشن بیان سرِ دفتر محبوبان جہان کی کچھ قدر نہ کی حالانکہ بانیان طلسم یعنے حکما سے متقدمین نے ملکہ ناطقۂ روشن بیان کو پہلے سے تمہاری مواصلت و زوجیت کے واسطے تجویز کیا ہی نوع انسان ہی اور حسن و جمال میں بھی کسی طرح سے کم نہیں ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز جو آج آفت روزگار و لاثانی ہی یہ بھی مثل و نظیر اپنا نہیں رکھتی بلکہ میں جانتا ہوں کہ ان پریزادوں میں وہ شوخی و ادا و ناز و انداز مثل انسانوں کے کہاں ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کا وہ عالم حسن و کرشمہ و ناز و ادا ہی کچھ جداگانہ ہی انسان واقعی حسن ملیح رکھتے ہیں پریزادوں کو کہاں میسر عشاق اکثر ایسے ہی حسن و جمال کو پسند کرتے ہیں واقعی یہ امر ہی کہ پروردگار عالم نے ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کو کیا حسن ملیح و جمال جہان آرا عطا فرمایا ہی قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر فلک قدر اسی خیال میں دل سے باتیں کرتے باغ کا سیر و تماشا دیکھتے خرامان خرامان چلے جاتے تھے کہ ایک ایوان عالی شان میں پہونچے دیکھا صحن قصر میں اکثر کنیزان ماہرو سنبل مو شعلہ رخسار خورشید تمثال بالباس پر تکلف و زیور و جواہرات سے آراستہ و پیراستہ سامنے سے آتی ہیں جب قریب پہونچیں سب نے حسب

صاحب قران اکبر فلک قدر کو سلام کیا صاحب قران اکبر نے جواب سلام انکو دیا اور فرمایا تم کون ہو اور یہ باغ کس عالیشان
والا دودمان کا ہی اور اُس عالیجاہ صاحب باغ کا نام کیا ہی ان نازنینون مین ایک پری تمثال نہایت طرار و حاضر جواب تھی اور
معتمد علیہ صاحب باغ بھی معلوم ہوتی تھی اُسنے مسکرا کر دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار فلک اقتدار مالک باغ حضور کی کنیزان
خاص سے ہی صاحب قران اکبر نے فرمایا یہ معما ہماری سمجھ مین نہین آتا صاف صاف بیان کرو کہ جسکو ہم بھی سمجھین کہ صاحب باغ
ہماری کنیز کس وجہ سے ہی اُس نازنین ماہ جبین نے کہا ای شہریار عالم مدار حضور کی وہ کنیز اس سبب سے ہی کہ صاحب باغ
و قصر بلکہ کل کائنات طلسم کی حاکم ملکہ شمشہ تاجدار عذب البیان ہی اور حضور اُس ملکۂ آفاق کے مالک و حاکم ہین لیس اس اعتبار
سے جو کنیز ملکۂ عالم کی ہے وہ شوہر ملکہ کی کنیز پہلے ہی صاحب قران اکبر نے فرمایا معلوم ہوتا ہی کہ اس طلسم مین بھی ملکہ شمشہ تاجدار
کی کنیزان خاص موجود ہین اب مین سمجھا کہ بقدرت قادر حقیقی ملکہ شمشہ تاجدار بڑی قدر و منزلت کی شاہزادی ہی کوئی مقام
طلسم مین ایسا نہین کہ جہان ذکر خیر اُنکا ہمنے نہ سُنا ہو الغرض شاہزادہ کشورستان اس نازنین سے باتین کرتے ہوے
اندر قصر کے گئے دیکھا کہ اُس قصر عالی مین محفل جشن آراستہ ہی اور تخت جواہر نگار پر ہر ایک ماہ وش بصد تمکین از سر تا پا
غرق جواہر بیٹھی ہی جب صاحب قران اکبر قریب اُس محفل کے پہونچے وہ نازنین تخت نشین بہزار ناز و انداز تخت سے اُٹھی اور
صاحب قران اکبر کا استقبال بصد تکریم بجالائی اور پایئن تخت نہایت ادب سے کھڑی ہوئی اور صاحب قران اکبر نے اُس
نازنین شمع رخسار کو از سر تا پا بغور دیکھا بعینہٖ ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کی شکل سے مشابہ پایا سر مو فرق نہ تھا نہایت تعجب ہوا اور
جوش محبت دل مین پیدا ہوا اُسی غلبۂ شوق وصل سے زیادہ بیتاب ہوگئے اور عنان صبر و اختیار دست استقلال سے چھوٹ گئی
اور ولولۂ شوق و ذوق مین قدم آگے بڑھایا اور اُس ماہ جبین کو گلے سے لگا لیا صاحب قران اکبر ایسے اثر طلسم سے لایعقل
ہو رہے تھے کہ دنیا و ما فیہا کی کچھ خبر نہ تھی اُس حوض کا پانی پیتے ہی بالکل از خود رفتہ ہوگئے آخر صاحب قران اکبر اُسی عالم
بیخودی مین اُس نازنین ماہ جبین سے لپٹ گئے اور چند بوسے اُس ماہ رخسار کے لیے اور کہا ای مایۂ حیات عاشقان و آرام دل
جان دردمندان مین اسوقت سخت تعجب مین ہون کہ تم اس مقام خوش انجام مین حسب خواہش میری کیونکر پہونچ گئین یا شاید
مین ہی اتفاق سے یہان آنکلا معلوم ہوتا ہی کہ طلسم بیضا مین کوئی راہ غیر متعارف ایسی آمد و رفت کی ہی کہ اُس راہ سے
انسان بآسانی اس طلسم سے اُس عجائبات مین جا سکتا ہی اور عجب نہین کہ مین بھی تمھارے باغ و قصر مین سیر کرتا ہوا پہونچ
جاؤن کیونکہ مین اس باغ کو بعینہ تمھارے باغ کا نمونہ دیکھتا ہون مطلق فرق نہین ای ملکۂ عالم اگر میرا گمان درست ہی
تو مین بلاشبہ طلسم اجرام و اجسام و عجائبات حکیم ارسطو مین آکر موجود ہو گیا تم اس طلسم بیضا مین نہین آئین ہزار ہزار آفرین
و تحسین اُن حکماے متقدمین کے عقل و علم و فہم پر کہ جنھون نے ایسے ایسے طلسم مین شعبدۂ طلسمی ایجاد کیے کہ عقل و فہم بشری
مین آنا قیاس سے باہر ہی حکیم ارسطو اعلے درجہ کی عقل رکھتا تھا اور نہایت صاحب فہم تھا جسکی تعریف بشر کی کیا مجال ہی جو
کر سکے ای ملکۂ آفاق جسوقت سے مین اس باغ رشک ارم مین آیا ہون تمھارے شوق اور اشتیاق مواصلت مین ایسا بیقرار تھا

کہ مجھ سے بیان نہیں ہو سکتا ایکدم قرار و آرام نہیں لہذا میں چاہتا ہوں کہ اُن صحبتہاے سابق میں جو کوئی امر مجھ سے خلاف
طبع نازک واقع ہوا ہو براے خدا اُسکو معاف فرماؤ میں اُن ایام میں ایک آفت میں گرفتار ہو رہا تھا یعنے ملکہ نوبہار کے سوداے
عشق میں بیخود و سرشار ہو گیا تھا مجھکو اپنے نیک و بد کی مطلق خبر نہ تھی اور اُس پر کالۂ آفت و فتنۂ محشر کے نازک مزاجی سے
اسقدر خوفناک و حواس باختہ تھا کہ جسکی حد نہیں اُدھر کیفیت تاثیر طلسم سے مبہوت و گرفتار تھا دوسرے کا خیال مطلق
نہ تھا میں مجبور تھا لیں اے ملکہ ملک خوبی تمکو بھی لازم ہے کہ تم از راہ بندہ نوازی اس مجبور و بے دست و پا کی مجبوری
کے لحاظ سے اپنی لوح دل سے کدورت و غبار کو دور کرو کہ میں بوجہ مجبوری کے محض بے قصور ہوں اور قصر ابیض میں اکثر
تمھاری صحبت میں شریک ہوا ہوں مگر ایسی صحبت تخلیہ بلا شرکت غیرے نہ تھی اور یہاں وہ اتفاق سے پیش آیا کہ کبھی
خواب میں بھی میسر نہ آیا تھا کوئی دوسرا مخل صحبت نہیں ہے اب اُن حرکات گذشتہ کو خاطر اقدس میں نہ لاؤ اور چند ساعت
مجھ سے سرگرم اختلاط ہو قصہ کوتاہ شاہزادۂ عالی گہر اس حرف و حکایات میں مشغول تھے اور اُس نازنین تخت نشین کو
مثل دل و جگر کے آغوش میں لیے متواتر بوسہ لب و رخسار کے لیے رہے تھے اور وہ زہرہ لقا بپاس خاطر شاہزادہ
شرمگین و حیرت زدہ سرنگون خاموش کھڑی شاہزادہ کی گفتگو سن رہی تھی آخر کو صاحب قران اکبر سی بیخودی و سرشاری
میں نازنین زہرہ جبین کا ہاتھ پکڑے ہوے تخت پر مع اُس ماہ وش کے بیٹھے بمجرد بیٹھنے کے اُس نازنین نے کنیزوں
کو حکم دیا کہ سامان مے نوشی حاضر کرو اور داروغہ ارباب نشاط کو پہونچا کہ جلد طائفۂ حسین و خوش رو و خوش گلو مع ساز و نغمہ
حاضر کرے بمجرد اس حکم ملکہ کے فوراً کشتی و جام و صراحی لیے ساقی سیم بدن حاضر ہوے اور ناچ شروع ہو گیا اور اُس
ماہ لقا نے جام جواہر نگار خود اپنے دست نگارین میں اُٹھا لیا اور صراحی سے لبریز کر کے شاہزادہ کو نہایت ناز و انداز سے
مسکرا کر دیا صاحب قران اکبر فلک قدر نے جام دست حق پرست میں لے لیا اور اُس وقت خیال میں آیا کہ شراب
ناجائز نامشروع کا پینا مناسب نہیں ہے یکایک اُس نازنین نے کہا اے شاہزادۂ عالی وقار حضور کو اس جام کے
نوش فرمانے میں کیوں مضائقہ ہوا یہ وہی شراب ربانی ہے جو حضور نے اکثر مقامات طلسم میں نوش فرمائی ہے اس باغ میں
ہر وقت موجود رہتی ہے وہ شراب نہیں ہے جسکا حضور خیال فرماتے ہیں صاحب قران اکبر نے فرمایا اے جان جہان بھلا تمھارے
انتظام میں کوئی چیز نامشروع رہ سکتی ہے یا کوئی سامان عیش سے ایسا ہے کہ بہتر آ سکے لیکن ایک امر سے البتہ متحیر ہوں کہ
میں نے اسقدر دماغ خراشی و بیہودہ گوئی تمھارے سامنے کی مگر تمنے کسی میری بات کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ مطلق التفات
تک نہیں کیا اُس نازنین نے کہا اے شہریار یہ جو بات میری فہم میں نہ آئے اُسکا کیا جواب دوں جسے مجال سخن نہو وہ کیا جواب دے
صاحب قران اکبر نے فرمایا میں نے تو کوئی بات مبہم نہیں کہی کہ جسکا سمجھنا دشوار ہو اُس نازنین نے کہا اے شہریار عالی وقار
حضور کا کلام خالی از رمز و کنایہ نہیں ہوتا میں اُسکے سمجھنے سے قاصر ہوں حضور کیا ارشاد فرماتے ہیں صاحب قران اکبر نے
فرمایا اے جان جان میں نے تم سے ایک امر کا عذر کیا تمنے اُسکا بھی کچھ جواب نہ دیا اُس نازنین نے پوچھا کہ اے شہریار نامدار

عذر بھی کوئی جانور ہوتا ہی مین نے عذر کی کبھی صورت بھی نہین دیکھی اور جسکی صورت سے واقف نہو اُسکا جواب کیا دیا جائے
صاحبقران اکبر نے کہا ای ملکۂ آفاق مین اپنے ہوش مین جو مقابلے اتفاقی کی ہو یا کوئی امر خلاف طبع نازک مجھ سے سرزد ہوا ہو
اُسکو معاف فرماؤ یہ عذر کیا تھا اُس نازنین نے فرمایا ای شہریار بخدا مجھکو یاد بھی نہین کہ مین کب خدمت عالی مین حاضر ہوئی تھی
اور حضور نے کیا بے اعتنائی مجھ سے فرمائی نہ مین ناطقۂ روشن بیان سے واقف ہون اور نہ یہ جانتی ہون کہ طلسم اجرام
اجسام کس دشت و بیابان کا نام ہی یا کوئی باغ ہی اور کس طرف ہی اپنی عمر مین یہ نام بھی نہین سُنے آپ انصاف فرمائین کہ جو امر سمجھ مین
نہ آئے اُسکا کیا جواب دون صاحبقران اکبر فلک قدر نے دل مین کہا سبحان اللہ یہ بھی طرفہ ماجرا ہی کہ یہ نازنین جیتی
صریح ناطقہ ہی اور صاف انکار کیے جاتی ہی کہ مین ناطقہ نہین ہون اس تجاہل کا بھلا کیا علاج ہی آخر صاحبقران اکبر نے
فرمایا ای ملکۂ عالم تم ناطقۂ روشن بیان نہین ہو یا تجاہل کرتی ہو تمھاری روش بیان و کلام سے یہی پایا جاتا ہی کہ تم ناطقۂ
روشن بیان ہی ہو اُس نازنین نے کہا ای شہریار ناطقہ کیسی اور طلسم ارسطو کیا چیز ہین ان باتون کو جانتی بھی نہین میرے
کان ایسے کلمات سے آج تک آشنا بھی نہین ہوے مین خود ہی متحیر ہون کہ حضور یہ کہانکا قصہ و فسانہ بیان کر رہے ہین
صاحبقران اکبر نے فرمایا اچھا ہمنے تمھارے کلام اور لاعلمی کو تسلیم کیا لیکن یہ بتاؤ کہ تم کس ملک کی شاہزادی ہو اور
تمھارا نام کیا ہی اور تمھارے والد بزرگوار کا کیا نام ہی اب وہ نازنین صاحبقران اکبر سے یہ سُنکے مسکرائی اور کہا ای شہریار
اصل حال یہ ہی کہ مین ملکۂ شمسۂ تاجدار کی کنیزون مین ہون اور نام میرا فصیحۂ روشن سخن ہی اور والد بزرگوار اس کنیز کا
ملک افلاک مینائی طلسم مرحلۂ دوم کا حاکم ہی ای شہریار والا تبار یہ کنیز پانچ برس کے سن سے اس باغ فرح فزا اور گلستان
دل کشا مین رات دن رہتی ہی جب نہایت ہی دل گھبراتا ہی تو کبھی کبھی اپنے والدین کے دیکھنے کو شہر مین جاتی ہی اور کبھی
ایسا بھی ہوتا ہی کہ والدین معظم خود اس باغ کو اپنے قدم کے نور سے روشن و منور فرماتے ہین اور اس کنیز نے بزرگون سے
سُنا ہی کہ انحضرت نے مجھے بکنیزی ملکۂ شمسۂ تاجدار موسوم فرمایا ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ تو ملکۂ شمسۂ تاجدار ایسی صاحب عظمت
کی لونڈی ہی جو آج کائنات طلسم کی مالک اور حاکم ہی تجھے فخر و مباہات کرنا چاہیے بس یہ تو مین جانتی ہون اور باقی کچھ نہین
جانتی ہون اور نہ کسی حال سے واقف ہون اس تقریر کو اُس نازنین سے سُنکے صاحبقران اکبر کو سخت تردد اور اندیشہ
پیدا ہوا کہ مبادا یہ نازنین اس عالم طلسم سے کوئی ساحرہ ہو شاید مجھ سے مکر و دغا پیش آوے جسطرح کہ پہلے شہزادہ و
فاحشۂ ملعونہ ملکہ صبح روشن گہر کی شکل سے مجھکو انواع و اقسام کی آزار پہونچائی تھی اور مجھ سے مکر و دغا اور فریب دیکھ
لوح لی تھی معلوم ہوتا ہی کہ اسی طرح یہ نازنین بھی ناطقۂ روشن بیان کی صورت سے متشکل ہو کر میرے آزار دہی اور
ایذا رسانی کی درپی ہوگی صاحبقران اکبر نے اسی وقت اعمال مبطل سحر پڑھنا شروع کیے اور اُس نازنین پر بھی دم کیے اور لوح
کو بھی بغل سے نکال کے ملاحظہ کیا لیکن سطح لوح طلسم کو بھی صاف دیکھا ایک حرف نظر نہ آیا اور کوئی باطل سحر کا
عمل بھی ظاہر ہوا اب زیادہ صاحبقران اکبر کو تردد و تحیر نے گھیرا اور پھر گھبرا کے بار دیگر اُس نازنین سے فرمایا ای ملکۂ عالم

واللہ مجھے بھی دھوکا ہوا تم ملکۂ ناطقہ نہین ہو مگر اُسکی شکل سے مشابہہ ہو مگر اب یقین کامل ہوا کہ تم بے شک وشبہ ناطقہ
روشن بیان ہو اسمین فرق نہین ہی وہ نازنین بولی حضور جو فرمائین وہ بجا و درست ہی کسواسطے کہ حضور کے ارشاد کو کون
رد کرسکتا ہی خصوصاً میری کیا مجال کہ جو مین زبان بھی ہلا سکون یا خلاف مزاج حضور والا کے کوئی بات کہ سکون بیت

خلاف راے سلطان راے جستن	بخون خویش باشد دست شستن

صاحبقران اکبر نے فرمایا اسوقت مین نشۂ طلسم مین اسقدر سرشار ولایعقل ہون کہ میرا فہم مطلق درست نہین ہی جو
مین تمھارے بیان راست کو بالکل بے اصل و دروغ محض سمجھا تھا پھر بھی فرمایا اے ملکہ مجھے اب واقعی ثابت ہوگیا کہ ملکہ
تمھین ہو آخر یہ کیا وجہ ہی کہ جو مجھے دھوکا دیتی ہو شاید ازراہ مذاق کہتی ہو اے جان جہان تمھین انصافاً کہو مین کسطرح
تمھارے قول کو باور کرلون اور کہدون کہ تم ملکۂ ناطقہ روشن بیان نہین ہو اس عالم مین دو شخص ایسے ہم شبیہ کہ
فرق مطلق نہو ممکن نہین اخفا کرنے سے کیا فائدہ خیر کیا مضائقہ ہی جو امر واقعی ہوگا معلوم ہوجائیگا یہ کہکے پھر دوبارہ
ہاتھ پکڑکے آغوش مین لیا اور اُسی عالم مدہوشی مین اُسکے لب و رخسار کے اسقدر بوسے لیے کہ عارض گلگون نیلگون
ہوگئے بعد اسکے پھر جام شراب ناب گردش مین آیا پھر اُس نازنین ماہ جبین نے اپنے تابعین کو حکم طعام دیا بمجرد
اس حکم کے کنیزین دوڑین اور جلدی جلدی باورچیون نے خاصہ نکالا دسترخوان نہایت تکلف سے آراستہ ہوا
طعامہاے لذیذ و عمدہ انواع و اقسام چنے گئے صاحبقران اکبر نے اور اُس نازنین نے خاصہ نوش فرمایا
بعد اسکے کچھ نقل بادام وغیرہ سے ذائقۂ زبان بدلا بعدہ پھر صحبت رقص و نوا کا سامان ہوا ساقیان سیمین ساق مع
شراب ارغوانی حاضر ہوے اور نازنین ماہ جبین نے خود شاہزادے کی ساقی گری کی یعنے جام بلورین شراب ناب
سے لبریز کیا اور شاہزادے کو دیا شاہزادے نے نوش فرمایا اسیطرح دو چار جام گردش مین آئے سرور شروع ہوا
اختلاط و بوس و کنار ہونے لگا تا اینکہ ساری رات صاحبقران اکبر فلک قدر کو اسی عیش و نشاط مین گذری صبح کو
شاہزادۂ عالی جاہ اُس صحبت نشاط سے اُٹھے وضو کیا اور دوگانۂ صبح ادا کیا بعد اسکے آرامگاہ مین جاکر آرام فرمایا ظہر
کے وقت بیدار ہوے دیکھا کہ وہ قصر و باغ بلبلان چمن حسن و خوبی سے بالکل خالی ہی یعنے اُن نازنینان زہرہ لقا
کا اُس قصر و ایوان مین کہین پتہ نہین ہی اور نہ اس شب کی صحبت کے کچھ آثار پائے جاتے ہین شاہزادہ عالی قدر
ایک عالم تحیر مین تھوڑی دیر تک گردن خم کیے بیٹھے رہے آخر اُٹھے اور دیر تک اُس قصر مین ادھر اُدھر پھرتے رہے
اور دل مین کہتے تھے اے معز الدین تعجب ہی یہ کیسا طلسم ہی کہ ہر ایک وقت ایک معاملہ تازہ پیش ہوجایا کرتا ہی بقول کسیکہ

ع - ہر زمین کہ رسیدیم آسمان پیداست

ہم آج تک یہ سمجھے ہوے تھے کہ ملکۂ نو بہار کا مزاج نہایت تند و نازک ہی بلکہ تغافل شعار بھی ہی اور ملکۂ ناطقہ روشن بیان
نہایت مدبغ و تند مزاج ہی اور سلیم الطبع بھی ہی لیکن یہان اس سے بھی زیادہ ظہور مین آیا ہر ایک نازنین طلسم کو التقی مزاج

دیکھتا ہوں اور مروت تو کہیں ان لوگوں میں چھو نہیں گئی معاذ اللہ عجیب تغافل شعار و سفاک عالم یہاں کی عورتیں ہیں
انکو کسی کا پاس و لحاظ مطلق نہیں ابھی آج ہی کا ذکر ہے کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان نے ایسی تند مزاجی و کج ادائی میرے ساتھ
کی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا اتنا یہ ہے کہ مجھے تنہا اس قصر میں چھوڑ کے ایسی غائب ہو گئی کہ اسکا پتہ نہیں یہ نازنین ملکہ تو بہار
کی بھی بے وفائی پہ سبقت لیگئی واقعی بڑی کج خلق و بے وفا عورت ہے مجھکو میرا کچھ خیال نہیں کیا بے تکلف یہاں سے
چلی گئی صاحب قران اکبر اسی فکر میں باہر نکلے ابھی قریب دو کوس کے گئے ہونگے یہ خیال آیا کہ سعد الدین واقعی بسط
گمان اور خیال بالکل غلط تھا کیا معنے کہ ناطقہ روشن بیان اس طلسم میں کہاں آئی ہو گی کوئی سبب ناطقہ روشن بیان کے
یہاں آنے کا معلوم نہیں ہوتا اور اگر شاید یہاں آئی ہو گی تو اسطرح آئی ہوگی [illegible] سے میرے پاس سے ہرگز نہ جاتی اسکی
[illegible] بعید ہے تو اس کو طلسم [illegible] سے پیشین کا ایک شعبدہ تصور کرنا چاہیے قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر
[illegible] قدر یہی [illegible] آہستہ آہستہ چلے جاتے تھے کہ یکایک صاحب قران اکبر کے دل میں عشق منزل میں
ایک موج کا غلبہ عشق و سودائے محبت ملکہ روشن گہر کا ایسا پیدا ہوا کہ بیچین ہو گئے [illegible] اسوقت [illegible]
پیادہ پائی کے ایسی ماندگی عارض ہوئی کہ صاحب قران اکبر لب چشمہ سایہ درخت میں بیٹھ گئے اور ایک ساعت آرام لیا
[illegible] گزشتہ بیابان سے ایک تیرگی گرد پیدا ہوا جب دامان گرد چاک ہوا علم لشکر ظفر پیکر چمکتے ہوئے نظر آئے اور علموں کے
پھریروں سے علامت اسلام ظاہر و نمودار تھی جب وہ نشان قریب ہوئے تب معلوم ہوا کہ [illegible] و سیفال و البشارہ و تجلا
مع ملک افلاک [illegible] وغیرہ سرداران نامی طلسم مع فوج ظفر موج اور لشکر فیروزی اثر واسطے استقبال کے نہایت جاہ و حشم
سے [illegible] پر [illegible] ہوا کے روان پرواز [illegible] چلے آتے ہیں جب ان سرداروں نے صاحب قران اکبر کو دور سے
دیکھا [illegible] اپنے گھوڑوں سے کود پڑے اور ہر ایک سردار نے صاحب قران اکبر کی پابوسی کی صاحب قران اکبر
نے بھی دست شفقت ہر ایک جوان عالی شان کی پشت پر رکھا اور سب کے حال پر نوازش و عنایت خسروانہ فرمائی [illegible]
صاحب قران اکبر تخت روان پر سوار ہوئے اور [illegible] تخت کے داہنی طرف اور بائیں طرف البشارہ [illegible] باقی افسر پایہ تخت کے
ساتھ [illegible] ہوئے اور آگے آگے تمام فوج [illegible] علموں کے [illegible] ہوئے باجے بجتے ہوئے قدم با قدم نہایت جاہ و حشم سے سوار
چلے اور [illegible] راہ میں صاحب قران اکبر نے احوال گزشتہ ان سرداروں سے بیان کیا [illegible] فرمایا [illegible]
اور [illegible] تمکو اپنا محرم راز [illegible] جانتے ہیں لہذا تم سے اس حال کو دریافت کیا چاہتے ہیں [illegible] کہ تم اس سیر طلسمی
[illegible] ہو گئے سچ بتاؤ کچھ سیر و تماشا [illegible] اس قصر و باغ کا دیکھا ہے کیا کہنا [illegible] جب [illegible]
[illegible] تماشا کسی طلسم میں نہیں دیکھا اور [illegible] یہ [illegible] ہماری سمجھ میں [illegible] رفع ہوتا [illegible]
[illegible] ملکہ ناطقہ روشن بیان بنت سلطان روح الملک کو اس باغ میں موجود پایا بلکہ ایک شب وہ ہماری [illegible]
[illegible] کوئی اختلاط معشوقانہ و ناز [illegible] نہیں رہا کہ [illegible] وہ نازنین [illegible] مقام [illegible]

یہ اس طرح آئی میں نے ہر چند اس نازنین سے دریافت کیا اور قسمیں بھی دیں لیکن اس فتنۂ روزگار نے سواے اسکے کہ
میں کیوان خاص ملکہ شمسہ تاجدار اور دختر ملکات افلاک مینائی ہوں اور کچھ نہ بیان کیا اور دوسرا طرفہ معاملہ یہ ہے اور سخت تعجب
کی بات ہے کہ اس نازنین نے اپنے تئیں ناطقہ روشن بیان ہونے سے انکار کیا حالانکہ وہ سرتاپا ملکہ ناطقہ روشن بیان کی
صورت سے مشابہ ہے کسی خط و خال میں میں نے فرق نہ پایا یہ کیا معاملہ ہے مجھکو قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر تین امر سے
خالی نہیں ہے یہ کہ شاید یہ نازنین واقعی ناطقہ روشن بیان ہے اور جو کچھ اسکا بیان ہے وہ محض فضول و بیجا ہے
بے وجہ جھوٹ بولنا اور بے اصل بات کو ثابت کرنا اس سے کیا فائدہ ہے دوسرا یہ امر ہے کہ یہ کوئی عورت ساحرہ میرے
دشمنوں سے ہے کہ جسنے یہ ترکیب میری ہلاکت کے واسطے کی کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان کی شکل بنکے یہ دکھ دیوے مجھکو
نقصان پہنچاوے اور بدنام ہوں تیسری وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ شاید کوئی پریزاد ان طلسم سے یہ تبدیل ہیئت کوئی
مصلحت خاص اپنے دل سے پیدا کرکے ناطقہ کی صورت سے ظاہر ہوئی اور وہ مطلب براری مجھسے اس پیرایہ میں چاہتی ہو
لیکن عجب نہیں کہ امر اول فرضیہ ہو کس واسطے کہ ناطقہ کا اس باغ میں آنا ثابت نہیں ہوتا اور بے وجہ اسقدر جھوٹ مجھسے
کیوں بیان کرتی میں اسکی عادت و خاصۂ طبیعت سے خوب واقف ہوں کہ وہ نازنین ایک بادشاہ جمجاہ کی دختر
بلند اختر نہایت صاحب وقار و فہمیدہ ہے بلکہ حسن اخلاق و تہذیب میں اپنا نظیر نہیں رکھتی مجھے یقین کامل ہے کہ اسکی
وضع سے نہایت بعید ہے تغافل شعاری و بے مروتی سے اسکی کنیزوں کو عار ہے لیکن اسکے طرز کلام اور ادائے سخن میں
ایک طرح کا تفاوت پایا جاتا تھا اور شیوۂ مسخرگی اسمیں کہاں اس صورت سے البتہ گمان قوی اور شک ہوتا ہے کہ وہ اصلی
ناطقہ روشن بیان ہو تو عجب نہیں ہے اور یہ سب امور و علامات و نشانات آج مجھپر روشن و ظاہر ہوئے ہیں لیکن مجھکو ایسا
اسقدر ہوش و حواس نہ تھے جو میں عقل سے اسوقت تمیز کرسکتا اسوقت جو کچھ خیال کرتا ہوں صحیح معلوم ہوتا ہے بلکہ اسی
شبہ میں میں نے اسوقت اسماے بزرگ باطل السحر بھی پڑھے لیکن کچھ اثر اسکا مترتب نہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
وہ سحر وغیرہ نہیں تھا ورنہ اس اسم جلیل سے جادو ہرگز قائم نہ رہتا اور صورت اصلی صاف ظاہر ہو جاتی اب ایک امر سوم
باقی رہا وہ البتہ لائق قبول قیاس ہے کہ شاید کوئی پریزاد کسی مصلحت سے ملکہ ناطقہ روشن بیان کی صورت ہو گئی ہو اور
یہ سمجھا ہو کہ یہ شخص ملکہ ناطقہ روشن بیان سے نہایت مانوس ہے لہذا اسی کی صورت بنکر اسکو اپنے دام میں لاکر رفیقہ
کرنا چاہیے تاکہ اپنی کاربرآری عمدہ طور سے ہو جاوے بس دیکھوں اس امر سے مجھکو یہ حیرت ہے کہ اس پریزاد نے ملکہ
روشن بیان کو کہاں دیکھا جو اسکی صورت سے مشابہ ہوئی مگر واہ ری اسکی کاریگری کہ کوئی خط و خال میں اختلاف
نہیں ہوا ایسا مشکل ہوتا شاید کسی نے دیکھا ہو اور اس حوصلے اور جرات کو دیکھنا چاہیے کہ خود ہی بیان کر دیا کہ میں
ناطقہ روشن بیان سے واقف بھی نہیں کون ہے میں تو ملکات افلاک مینائی کی دختر ہوں میں نے آج تک ناطقہ
کا نام تک نہیں سنا دیکھنا تو شے دیگر ہے اور اسپر بھی مجھے یقین نہوتا تھا میں یہی کہتا تھا کہ تو ناطقہ روشن بیان ہے

سیمگون نے عرض کی ای شہریار فلک اقتدار غلام اس معاملے سے ناواقف محض ہی مین نہین جانتا کیا اسرار تھا لیکن عجب
نہین کہ ملک افلاک اس رمز سے ضرور آگاہ ہو فدوی اُس سے دریافت کریگا مجھکو امید ہی کہ وہ ضرور مجھ سے کہدیگا
کبھی پوشیدہ نہین کرنے کا کسواسطے کہ وہ میرا دوست قدیم ہی مجھ سے نہایت محبت دلی رکھتا ہی مگر اس امر سے حضور بھی خوب
واقف ہین کہ معاملات طلسمی از سرتاپا نیرنگ و مثل شعبدہ کے ہوتے ہین عجب نہین کہ یہ بھی نیرنجات طلسمی سے کوئی شعبدہ
ہو اسواسطے کہ طلسم وہی شی ہی کہ جو عقل و فہم مین نہ آوے جسکے دیکھنے سے حیرت ہو مگر حضور خاطر شریف جمع فرمائین جو کچھ
ہوگا ظہور مین آجائیگا پوشیدہ کب تک رہیگا صاحب قران اکبر نے فرمایا ای سیمگون جس حال مین اُس نازنین نے یہ
ظاہر کیا کہ مین ملک افلاک مینائی کی دختر ہون پھر اس صورت مین مین ملک افلاک مینائی سے کسطرح دریافت کرسکتا ہون
یقین ہی کہ اس امر سے اُسکو حجاب و شرم ضرور عارض ہوا اور وہ شرم زدہ چپ ہو جائے پھر کچھ جواب نہ دیگا اسوجہ سے
ملک افلاک مینائی سے دریافت کرنا اس بات کو بیکار ہی بلکہ اُسکو شرمندہ کرنا ہی اُستے عرض کی بات اسوقت ایک امر اور غلام
کے خیال مین آیا ہی وہ یہ کہ اس سرحد مین ایک گنبد ہیکل حکیم طحفوس کے نام سے مشہور ہی اور جو اس گنبد عالی کا داروغہ
تھا بعد انتقال فرمانے حکیم صاحب کے وہ منصب داروغگی سے موقوف ہوگیا خلافت بھی جاتی رہی اور اس امر کی وجہ یہ تھی
کہ حکیم طحفوس کوئی چراغ خانہ امید نہ رکھتا تھا اور تمامی راز و اسرار طلسمی اُس حکیم عالی منزلت پر روشن و ہویدا تھے باین وجہ
یہ بھی حکیم صاحب جانتے تھے کہ اب فتح طلسم کا زمانہ قریب ہی اسوجہ سے حکیم صاحب نے اس منصب داروغگی کو کسی کو
نہ دیا کلیتہً ترک کر دیا اور ای شہریار اُس زمانہ مین یہ گنبد بھی نظر خلائق سے پوشیدہ تھا بلکہ باطن طلسم مین شمار کیا جاتا تھا
اور غلام نے یہ بھی سنا ہی کہ جسوقت مرحلۂ دوم طلسم فتح ہوگا تو یہ گنبد بھی ظاہر ہو جائیگا اور جب طلسم کشا صاحب لوح
بیضا کو کوئی امر کی تحقیق منظور ہو اور کمال درجہ حیرت و استعجاب لاحق حال ہو چاہیئے کہ اُس ہیکل حکیم سے سوال حسب خواہش
کرے وہ مشکل ضرور حل ہوگی جسوقت صاحب قران اکبر فلک قدر نے اس حال کو سنا نہایت خوش و مسرور ہوے اور اُسیوقت
اُسی سامان و جلوس خسروانی سے مینا حصار مین تشریف لائے ایک روز ملک افلاک نے ضیافت و مہمانداری کی اور
صاحب قران اکبر عیش و نشاط مین مشغول رہے دوسرے روز سیمگون دلاور سے فرمایا کہ ای سیمگون اب اُس گنبد ہیکل
کی طرف چلنا چاہیے ہم اس گنبد کا نہایت مشتاق ہون اور اُس عقدۂ جان خراش کو بھی حل کرنا ضرور ہی سیمگون دلاور
نے عرض کی کہ حضور مرکب بادپا پر سوار ہون اور اس مرغزار پر بہار مین کہ صید و شکار از حد ہی مشغول بشکار ہون وہ گنبد عالی اسی صحرا
مین واقع ہی کسی طرف نظر آجائیگا صاحب قران اکبر فلک قدر ایک اسپ برق رفتار پر سوار ہوکر مع یاران عالیشان و
سیمگون و سیفان و الیشار جنی و صلان بعزم شکار جانب صحراے مینا حصار روانہ ہوے داہنی طرف قلعہ کے ہزارہا ہرن چراگاہ
مین چر رہے تھے اُنکا شکار کھیلتے ہوے قریب دس فرسخ کے نکل گئے آفتاب وسط السما پر پہونچا یکایک اُس گنبد عالیشان کا قبہ
نظر آیا صاحب قران اکبر فلک قدر نہایت خوش ہوے اور فرحان و شادان اس گنبد کے قریب پہونچے اور شکر پروردگار عالم بجالائے

اس گنبد کے اندر داخل ہوے اور وہ چارون رفقا دلساز بھی سایہ وار ہمراہ تھے صاحب قران اکبر نے پہلے سورۂ فاتحہ پڑھا اور ثواب حکیم اسقلینوس الٰہی اور اُنکے شاگردون کی روح پر بخشا بعد اُسکے اسم اعظم بزرگ کو پڑھنا شروع کیا جو واسطے حصول مقاصد کے مقرر تھا بعد ختم اوراد اسم اُس ہیکل سے صدا آئی کہ السلام علیک اے عالی خاندان والا دودمان زبدۂ شاہان و سلاطین جن و بشر واے صاحب قران اکبر آپ کو فتح طلسم سفینہ وعقدہ ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ ماہ سیما مع حصول جملہ مقاصد و مطالب مبارک و مسعود ہو صاحب قران اکبر نے فرمایا اے بندۂ مقبول درگاہ باری واے حضرت سراپا حکمت مجھے حضور کے ارشاد سے نہایت تعجب ہو کہ ابھی کل دو مرحلے طلسم کے مفتوح ہوے ہین ابھی شکل امید کا نشان بھی نہین معلوم ہوا اور حضور مجھے پہلے ہی سے مبارکباد و خوشخبری دیتے ہین معلوم نہین کہ آپ کس وجہ سے ایسے کلمات ارشاد فرماتے ہین اس عرصہ مین دوبارہ پھر آواز آئی کہ اے صاحب قران اکبر طلسم کشا تم خاطر مبارک کو نہایت خوشی و خرمی سے جمع رکھو کہ جملہ تمھارے کارہاے متعلقہ طے ہو چکے ہین اسواسطے کہ جب تم مرتبۂ اول ہی مین اس کائنات مین داخل ہو گئے اور ظاہر و باطن طلسم کی تمام و کمال سیر بھی فرمائی اور جسقدر کہ دیو زبردست و ناحی و بانی فساد تھے اُنکو قتل کیا اور اشرار و کفار وغیرہ طلسم طبقہ ہاے زمان کو بھی غارت و برباد فرمایا اور مرحلۂ دوم کو بھی فتح کر لیا اب کچھ باقی نہین ہو اور طلسم مرحلۂ اول کو مع تمام تعلقات کے پامال مسمار فرمایا اور اب ان مرحلون مین ایک جنگ خفیف رہگئی ہو اور کچھ تھوڑے سے مقامات طلسم ہین وہ بھی بتفضل ایزد باری اور بزور دست و بازوے جہان کشائی فتح ہوے جاتے ہین اب آپ یہان سے مرحلۂ سوم کی طرف تشریف لیجائین حاکم مرحلۂ مذکور حضور سے بخاطرداری پیش آئیگا لیکن ابھی بمصلحت بالذات خدمت مین حاضر ہونے سے عذر کریگا بعد فتح مرحلہ حضور کی ملازمت حاصل کریگا یہ حاکم مرحلۂ مذکور مرد خوش وضع و دیندار یزدان پرست و نیک نیت ہو تم اُس سے تعرض کسی طرح کا نہ کرنا کہ اُسنے اپنی ملازمت خاص فتح طلسم پر موقوف رکھی ہو تمکو چاہیے کہ تم اُسکے عذر کو قبول فرماؤ بعد اسکے وہان سے مرحلۂ چہارم کی طرف تشریف لیجاؤ اور یہ لوح بیضا موجود ہو مشورہ کر لینا جو کچھ وہ ارشاد کرے عمل میں لانا لیکن اسوقت اس کام کے انجام دینے مین مطلق توقف جائز نہ رکھنا صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ یہ کام ضروری کیا ہو صاف صاف ارشاد فرمائیے تاکہ مین بتعمیل اُس کام کی کرون اندر سے آواز آئی وہ کام یہ ہو کہ تم بضرب سخت و قوت صاحبقرانی گرز ہفتاد منی سے اس تصویر سنگی کو پاش پاش کرنا اسواسطے کہ جب یہ تصویر سنگی ٹوٹ جاویگی لوگ بہت پریشان نہ کرینگے یہ تصویر سنگی بھی علامات طلسمی سے ہو فوراً باطل ہو جائیگی صاحب قران اکبر نے فرمایا اے تصویر حکیم مغفور اول ایک امر اہم میرا ہو بغیر اُسکے طے ہوے مجھے کسی طرح قرار و آرام نہین ہو لہذا اُسکا طے کرنا ضرور ہو یعنے مجھکو اس طلسم مین عجیب و غریب معاملہ حیرت فزا درپیش ہوا تھا مین اُسکی وجہ سے سخت تردد مین مبتلا ہون بلکہ مین اسوقت خاص اسی تشویش و حیرت کو دفع کرنے یہان آیا ورنہ میرا اور کوئی کام نہین بعد اسکے صاحب قران اکبر نے وہ تمام و کمال سرگذشت اپنی بیان کی یعنے ناطقہ روشن بیان کو کھیا اور اُس سے جواب و سوال کو اول سے خاتمہ تک مفصل بیان کیا اُس تصویر حکیم سے یہ آواز آئی کہ اے صاحب قران اکبر

کشور ستان وای عالی خاندان والا دودمان یہ کیا بات حیرت انگیز ہوا ابھی اکثر معاملات حیرت خیز و تعجب انگیز جو قیاس سے
باہر ہین تمکو پیش آئینگے اور اس سے تم سخت متعجب و متحیر ہوگے مگر حکیم غضنفر طراس جنی سے جو حاکم طبقہ اولی باطن طلسم کا ہی دریافت
کرو وہ تمہارے حیرت و استعجاب کو بالکل رفع دفع کردیگا تشریف لیجاؤ مگر اول اس تصویر سنگی کو منہدم کردو قصہ کوتاہ صاحبقران اکبر
نے سیمگون جنی سے فرمایا کہ ای دلاور اب مین کیا کرون مین ایسی سخت مشکل اور مصیبت مین ہون کہ بیان نہین کرسکتا یعنے اگر مین
تعمیل حکم حکیم نہین کرتا ہون تو بھی محل خوف و باعث عذاب ہے اور جو عمل مین لاتا ہون تو تصویر سے جو کرامت ظاہر ہوئی ہے
تمنے دیکھی ہے وہ فکر و تشویش تو تھی ہی اور یہ ایک نئی فکر پیدا ہوئی سیمگون نے عرض کی ای جناب یہ آپ کیا ارشاد فرماتے
ہین جو کام مشکل و سخت تر ہو اسکو لوح بغدادی مین ملاحظہ فرمائین اس امر مین لوح بغدادی سے صلاح لیجیے جو ارشاد ہو اسپر عمل
کیجیے صاحبقران اکبر نے اسیوقت وضو کیا اور دوگانہ حاجت کو ادا کیا اور لوح کو بغل سے نکال کے ملاحظہ فرمایا لوح سے یہ ہدایت
ہوئی کہ ای صاحبقران اکبر طلسم کشا جسوقت تم فتح طلسم مرحلہ دوم سے فراغت پاؤگے اور اپنی اشیا سے امانت یعنی جواہر و آلات
وغیرہ تقسیم کرچکوگے تم ایک باغ دل کشا و رشک ارم مین خود بخود پہونچ جاؤگے وہان اپنی محبوبہ عاشقہ و صادقہ کی صورت
کو دیکھوگے اور طلسم کی وجہ سے اسکی شکل و صورت کو دیکھکے تمکو حیرت دامنگیر ہوگی بلکہ واسطے رفع حیرت تصویر
سنگی کے حکیم طخفوس سے کہوگے وہ تصویر حکیم طخفوس تمسے کہیگی کہ تم غضنفر طراس جنی کے پاس جاؤ وہ اس حیرت و تعجب
کو رفع کردیگا ابکیا اسیلیے ہم بھی یہی کہتے ہین کہ جو کچھ اس تصویر حکیم طخفوس نے بیان کیا ہے وہ صحیح اور درست ہے تمکو
ضرور ہے کہ اسپر عمل کرو اور جو کام کہ وہ تصویر حکیم تمسے کہے اسکو بلا خوف و خطر عمل مین لاؤ اسمین کوئی صدمہ یا جبر یا کسی کے
قباحت کی ہرگز نہین ہے —

جانا صاحبقران اکبر کا تصویر سنگی کے پاس اور شکستہ کرنا اسکو گرز ہفتاد منی سے اور نکلنا اسمین سے بیعال جنی کا اور صاحبقران اکبر سے رخصت پانا

صاحب قران اکبر نے بعد ملاحظہ لوح کو گردان کے بغل مین رکھا اور اسوقت بضربات گرز کوہ شکن اُس تصویر سنگی حکیم طمطوس جنی کو پاش پاش کر دیا جسوقت وہ تصویر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ایک آواز عجیب ایسی پیدا ہوئی کہ گوش فلک بہرے ہو گئے اور از زمین تا آسمان تیرہ و تار ہو گیا بعد ایک ساعت کے وہ دھوان دفع ہوا اور طوفان برطرف ہو گیا سامنے سے دیکھا ایک بزرگ صاحب حسن و جمال فرشتہ خو چلے آتے ہین جب وہ بزرگ قریب صاحب قران اکبر ذیشان پہونچے صاحب قران اکبر نے مودب سلام کیا اور اُس بزرگ نے جواب سلام دے کے مصافحہ کیا اور رخصت کی صاحب قران اکبر سے درخواست کی صاحب قران اکبر نے فرمایا قبلۂ من سخت حیرت ہو کہ ابھی مین آپ سے بخوبی ملنے بھی نہین پایا اور کلمہ و کلام کی نوبت بھی نہین آئی اور رخصت طلب فرماتے ہین آپ خود ہی انصاف کرین کہ مین کسطرح آپکو رخصت کر دون اور کیونکر میری زبان سے نکلے کہ آپ تشریف لیجائین یہ امر خلاف آئین مروت و اخلاق ہو اُس بزرگ نے فرمایا اے شہریار عالی وقار اِس ناچیز کا نام بیعان جنی ہو اور عمر بھی لقین ہو کہ قریب آٹھ سو برس کے ہو گئی ہو یہ تابع فرمان اجنۂ طبقۂ اعلےٰ سے ہو بوقت بنائے طلسم بانیان طلسم نے اس غلام کو بزور علم تسخیر کیا ہو اور اسما طلسم عالی کو تیار کر کے کل راز و اسرار طلسمی سے اس خادم کو مطلع کر دیا بعد اسکے مجھکو اس تصویر سنگی پر مقرر کر دیا اور حکم دیا کہ ہر وقت یہین موجود رہ اُس وقت سے آج تک حسب الحکم بانیان طلسم مین یہین رہا اور تعمیل احکامات بجالایا اور بانیان طلسم نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جسوقت عمر طلسم تمام ہو اور طلسم کشا صاحب قران اکبر صاحب لوح بیضا طلسم والی مین واسطے فتح کرنے طلسم کے تشریف لائے اور بعد فتح مراحل طلسمی مرتبہ سومی مین اس گنبد مین پہونچے تم اُسوقت طلسم کشا سے درخواست اسکی کرنا کہ اِس تصویر سنگی کو بضربات گرز گران سر توڑ کر منہدم کر دو کہ عمر طلسم آخر ہو اب اس تصویر کا رہنا مصلحت نہین ہو اور جب گنبد درہم و برہم ہو جاوے اُسوقت تو طلسم کشا سے رخصت طلب ہونا کہ اب تیری غلامی کا بھی زمانہ آ پہونچا ہو پس اے شہریار مین موافق عہد و پیمان کے ایک مدت دراز و زمانۂ بعید تک اسی تصویر سنگی کے پاس رہا اب چونکہ وقت تخلصی میرا قریب ہو کہ عمر کائنات طلسم کی ختم ہو گئی اور مین نے حضور کی بدولت اس قید دوامی سے رہائی پائی اور نور جمال مہر مثال حضور سے چشم مشتاق منور ہوئی اور سعادت قدمبوسی بھی حاصل ہو گئی لہذا اب مین حضور سے رخصت کا طلبگار ہون اس واسطے کسی دامن کوہ مین تنہا بیٹھ کے یہ چند نفس حیات مستعار کے عبادت پروردگار مین بسر کرونگا یقین کر کہ راہ مین حکیم غضنفر طوس جنی کی بھی زیارت سے مشرف ہون اور اپنے محسن صاحب قران اکبر فلک قدر کا مین اداو کرد ہو اُسکی جان و مال و ازدیاد جاہ و ترقی اقبال کی دعا کرتا رہونگا حضور کا احسان اس خاکسار جان نثار پر از حد ہو مین شکریہ اُسکا کس زبان سے ادا کرون قصہ مختصر صاحب قران اکبر اُس بزرگ عالی صفات کی گفتگو سے خوشی سے نہایت مسرور ہو اور بانیان طلسم کی فہم و ادراک اور انتظام عقل و علم پر ہزار ہزار آفرین و تحسین فرمائی بعد اسکے اُس بزرگ عالی منزلت یعنی بیعان جنی کو مجبوری و ناچاری سے رخصت کیا اور فرمایا اے خدا شناس جسوقت تم حکیم غضنفر طوس جنی کی خدمت فیضدرجت مین

پہونچو تو اُس عالی منزلت سے بعد از سلام نیاز و بصد اشتیاق ملاقات کے ہماری طرف سے کہنا کہ شعر

تا بدان منزل عالی نتوانیم رسید	ہان مگر لطف شما پیش نہد گامے چند

بیمان جنی نے کہا بسر و چشم حضور کے ارشاد کو بجا لاؤنگا فی امان اللہ یہ کہکے صاحب قران اکبر کشورستان سے رخصت ہوکر روانہ ہوگیا صاحب قران اکبر فلاک قادر نے بعد اُس قیل و قال کے جو ملاحظہ فرمایا کہ وہ گنبد رفیع و عالی اور باغ رشک فردوس برین اُسی طرح برقرار و موجود ہے ایک فقط وہی تصویر سنگی نہین ہے باقی سب بدستور موجود ہے اور طرفہ یہ امر دیکھا کہ اُس تصویر کے ٹکڑے بھی نظر نہ آئے بس یہ ملاحظہ فرما کر صاحب قران اکبر کے دل مین ایک نوع کا خیال پیدا ہوا نہایت تحیر و تعجب سے فرمایا کہ اس دار ناپایدار کا کچھ اعتبار نہین یہ دنیا محض ناپایدار ہے مثل ایک طلسم کے یہ بھی ہے ثبات مطلق نہین صاحب قران اکبر ایسے ایسے خیالات بے ثباتی دنیا سے مکدر و افسردہ خاطر ہوے اور اُسی حالت تکدر و ملال مین سیر باغ کرنے اور تماشاے قصر دیکھتے دوبارہ شکارگاہ مین تشریف لائے اور شکار مین مشغول ہوے تھوڑی دیر مین ایک ہرن کمند سے باندھ کے اپنی قیامگاہ مین واپس آئے اور پھر اُس آہوے وحشی کے ہاتھ پاؤن مارنے پر رحم آیا بس اُسی وقت صاحب قران اکبر نے اُس آہوے تازہ گرفتار کو چھوڑ دیا اور اُسی حالت سراسیمگی اور پریشان حالی مین مبتلا وہان سے شہر مینا حصار مین داخل ہوے۔ ملک افلاک مینائی کے سامنے وہ تمام واقعہ بیان کیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا مرحلہ سوم یعنی ستانت نگار کی طرف روانہ کیا جائے اور خود بھی تیاری سفر مین سرگرم ہوے۔

تشریف لیجانا صاحب قران اکبر کشورستان کا طرف مرحلہ سوم کے اور اطاعت غائبانہ کرنا ملک متین آہن پوش کا اور کوچ کرنا وہان سے مرحلہ چہارم کی طرف اور دوسری بار جنگ و حرب لاقوت شاہ اور ملک زر دھنگ حاکم مرحلہ چہارم وغیرہ کفار و اشرار کی لشکر اسلام سے اور پھر فتح کرنا بمدد اقبال طلسم کشا کا دونون مرحلون کو جو باقی ماندہ تھے اور دستیاب ہونا مال و اسباب طلسمی بقدرت قادر حقیقی

قطعہ

قریب کو دل اہل صفا مین رہا نہین	یہ دشت وہ ہے جہان آب زیر کاہ نہین	بدن سا شہر نہین دل سا بادشاہ نہین
خدا اسیا ہمہ سے بہتر کوئی سپاہ نہین	بتون کے ناز سے دکھ دکھ کے تھک گئے ہین دل	وہ کون ہے کہ خدا سے جو داد خواہ نہین
کھڑے ہین کھولے ہوے اپنے سینہ کو عاشق	تمھاری تیغ کے زخمون کی بندرہ نہین	نہوئے گو غش زدیار تو عجب کیا ہے

قد بلند سے کوتاہ ہے آہ نہین
صدا یہ قبر سے بیدار دل کو آتی ہے
دکھاؤن کسکو وہ رخ چشم مہر و ماہ نہین

غریب کو نہ کرین قتل خط کرین پرسے
عمل جو نیک ہون تو ایسی خوابگاہ نہین
فقیر بنکے قدم مارا اسمین اے آتش

مرا گناہ ہے قاصد کا کچھ گناہ نہین
چھپک چھپک کے نکلنے کا حال کھلتا تا
طریق احمد مرسل سے شاہ راہ نہین

رہ نوردان عالم خیال و سیاحان اقلیم مقال صفحۂ قرطاس پر اسطرح نوک ریز خامۂ عنبرین شمامہ ہوتے ہین کہ جب خسرو عالی گہر شاہنشاہ دادگر صاحب قران اکبر فلک قدر شاہزادہ معز الدین دلاور مع لشکر ظفر پیکر گنبد ہیکل حکیم طخفوس جنی سے فارغ ہوکر بخاطر جمعی تمام حسب دلخواہ اُس ہیکر سنگی کو درہم برہم کرچکے پہلے شہر مینا حصار مین تشریف لائے اور پیش خیمہ و اُردوے معلی کو مرحلۂ سوم کی طرف روانگی کا حکم فرمایا دوسرے روز خود بدولت و اقبال بھی مع سرداران تہور شعار و افسران دشمن شکار شہر سے سوار ہوکے بعد طے مراحل و قطع منازل سرحد مرحلۂ سوم مین پہونچے اور بارگاہ فلک اشتباہ کو ایک مقام فرحت القیام مین جہان سے ملک متانت نگار بارہ فرسخ رہگیا تھا استادہ کرایا اور بوجہ لطافت آب و ہوا اور کثرت شکار کے دو روز اُس دشت پر فضا مین خیمہ زن رہے تیسرے روز عروج دلاور نام ایک معتمد خاص کو ملک متین آہن پوش حاکم مرحلۂ سوم نے کچھ مال اور قسم تحفہ وغیرہ ہر ایک شہر کا دے کر مع ایک قطعۂ عرضداشت صاحب قران اکبر کی خدمت مین بھیجا جب عروج دلاور دربارگاہ پر پہونچا صاحب قران اکبر کو درگہ سالار نے عروج قاصد ملک متین آہن پوش حاکم مرحلۂ سوم کے حاضر ہونے سے مطلع کیا صاحب قران اکبر فلک قدر نے حکم دیا کہ عروج قاصد کو جلد لاؤ عروج دلاور نے حاضر ہوکر مجرا گاہ سے مراتب آداب شاہی کو ادا کیا اور ملک متین آہن پوش کی طرف سے حال شوق قدمبوسی عرض کیا اور اُس عریضہ کو مع اُس تحفہ و ہدیہ کے پیش کش کیا صاحب قران اکبر نے اُس عرضداشت کو ملک افلاک کو دیا اور فرمایا اسکو ہمارے سامنے پڑھو ملک افلاک نے بآواز بلند نامہ کو پڑھا مضمون مندرجہ یہ تھا - اے شہریار فلک اقتدار بادشاہ جم جاہ سلطان عالی قدر صاحب قران اکبر طلسم کشا صاحب لوح بیضا زوج ملکۂ شمسہ تاجدار خورشید لقا یہ غلام حضور کا بدل و جان مطیع و فرمان بردار ہے لیکن بہ سماعت حلقۂ اطاعت سے پوشیدہ گوش جان کو زیب و زینت دی ہے اور حصول قدمبوسی سے بالفعل معذور اسوجہ سے ہون کہ فدوی نے بزرگون سے سُنا ہے اور اسی طرح سے ہدایت بھی ہے کہ جسوقت طلسم کشا اس سرزمین پر وارد ہو فوراً تو بھی باطاعت و فرمانبرداری پیش آنا مگر جسوقت تک طلسم مرحلہ باطل نہ ہولے تو سعادت ملازمت سے بہرہ اندوز ہونا اسواسطے حضور سے امیدوار ہون کہ قصور عدم ملازمت معرض عفو مین آئے اور یہ خطا معاف فرمائی جائے اور غلام کے حال پر ملال پر نظر الطاف خسروانہ فرمائی جائے انشاء اللہ تعالیٰ جسوقت اس مرحلہ کا طلسم باطل فرمائینگے یہ غلام فوراً حاضر خدمت ہوگا اور شرف قدمبوسی حاصل کریگا اور دوسرا یہ یہ شرط حضور کے خلاف مزاج مبارک ہو اور ناگوار ہو تو پھر حضور جسطرح سے ارشاد فرمائینگے غلام بسر و چشم بجا لائیگا اور بزرگون کی وصیت و تلقین کو خیال مین کبھی نہ لائیگا غلام فوراً ملازمت عالی مین حاضر ہو گا -

شعر

تابع حکم آن جہان دارم
ہرچہ فرمان شود بجا آرم

صاحب قران اکبر فلک قدر نے مضمون عرضداشت سنا اور پیشانی پر اس عرضداشت کی بدستخط خاص یہ ارقام فرمایا کہ ہمنے اس تمھاری تحریر کو بدل منظور و قبول کیا جسوقت تمھارے شرائط آبائی پورے ہولین تم اُسی وقت آنا و السلام اور عروج کو حوالہ کیا پانسو روپیہ اور ایک گوشوارہ عروج کو مرحمت فرماکر رخصت فرمایا اور عروج سے زبانی بھی یہی فرمایا کہ مابدولت و اقبال نے تمھاری درخواست کو قبول و منظور فرمایا بعد ازان صاحب قران اکبر نے دوگانہ شکریہ کو درگاہ یگانہ عالم مین ادا کیا اور کہا الحمد للہ کہ ہمارا منشاے دلی اور مقصود قلبی کہ عبارت ترقی اسلام و رواج دین سے ہے اس کارساز عالم و عالمیان نے کس سہولت سے حاصل کروایا کہ مطلق ہمکو تردد کرنا نہ پڑا اسپکون نے عرض کی کہ حضور کے جملہ مقاصد و مطالب اسی طرح بے منت خلق بوجہ احسن ایزد پاک برلاویگا اور تصدق مین حضور کے ہم مرادمند بھی اپنے مطالب دلی کو پہونچینگے صاحبقران اکبر نے فرمایا ای اسپکون اجتو اس مرحلے کی طرف سے بہرنوع ہماری خاطر جمع ہو چکی اس امر سے مطمئن ہوان اب تم ہمارا پیش خیمہ مرحلۂ چہارم کی طرف روانہ کرو بمجرد حکم صاحب قران اکبر کے اسپکون دلاور نے اُسی وقت پیش خیمہ روانہ کیا اس عرصہ مین عروج قاصد تاک متین آہن پوش واسطے سلام رخصتی کے حاضر ہوا صاحب قران اکبر نے ایک خلعت حسب لیاقت عروج کو عنایت فرمایا اور کہا تم تاک متین آہن پوش سے کہدینا کہ اب تم بندگان مقبول بارگاہ سے ہمارے ہوے اور مابدولت تمھاری خوش نیتی و حسن تدبیر سے نہایت خوش ہوے اب انشاء اللہ تعالے زمانہ طلسم کے فتح کا بہت قریب آپہونچا موافق ارشاد لوح بیضا ظہور اُسکا ہوا چاہتا ہے اور بالفعل ہم زیارت کو حسب الحکم لوح مرحلۂ چہارم کی طرف جانا چاہتے ہین بعد انفراغ معاملہ جنگ و جدل مرحلۂ چہارم پھر بفراغت تمام و خاطر جمعی سے ہم تمسے ملینگے عروج دلاور یہ پیغام نیک انجام صاحب قران اکبر عالی مقام کا لیکے خوش و خرم روانہ ہوا بعد جانے عروج دلاور کے صاحب قران اکبر بھی با حشمت و اقبال اسپ پری پیکر پر سوار ہو کے بسمت مرحلۂ چہارم تشریف فرما ہوے

اب راوی نازک خیال صاحب قران اکبر فلک قدر کو اثناے راہ مرحلۂ چہارم مین چھوڑکر دو کلمہ حال لاقوت مرتد بدکیش کے معرض بیان مین لاتا ہے-

بازارگان بندر سخن و صیرفیان دار العیار ہنر و فن اسطرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جسوقت لاقوت شاہ نمک حرام راندۂ درگاہ ایزدی دامنۂ کوہ سبز مین پہونچا اور معرکہ آرا ہوا اور حال جنگ دگرگون نظر آیا یہ مردود ازلی صاحب قران اکبر کے مقابلہ سے فرار ہوگیا اور افتان و خیزان و حواس باختہ و پریشان حال پہلے شہر عسکریہ کو قبضہ و تصرف مین [illegible] کے دیکھا اور کسی طرح اپنا امن و جاے قیام نہ دیکھا ناچار مرحلۂ سوم کی طرف خیز کرگیا اور عالم مرحلہ کو بکر و فریب دینا چاہا

لیکن حاکم مرحلہ یعنے ملک متین آہن پوش نے نہایت بردباری و تحمل کو کام فرمایا اور لاقوت شاہ کو جواب سخت و دندان شکن
دیا لاقوت شاہ نے دیکھا کہ یہان بھی میرا مکر کارگر نہوا اور فریب نے کچھ کام نہ کیا آخر یہ حرام زادہ بے مثل مرام وہان سے
بھی چلا اور یاسشنا کو بے قطع مراحل و طی منازل کرتا ہوا مراحل چہارم مین پہونچا وہان زادان بے ایمان ملک زردھنگ
حاکم مرحلہ چہارم کا وزیر و مدار المہام شرارت و بدذاتی مین شیطان کا بھی استاد بے مثل و بے نظیر تھا وہ شوم بخت
شیطان مجسم ملک زردھنگ کے پاس گیا اور کہا ای ملک زہے یاوری بخت و بلندی اقبال تمھارا کہ حاکم مرحلہ اول
بادشاہ جملہ سلاطین طلسم لاقوت شاہ بادشاہ مقرب درگاہ خداوند ابلیس خود تمھارے پاس آیا اور پناہ چاہتا ہو اب
کوکب بخت تمھارا چمکا یہ وقت چلے فکر دشمن سے بیٹھنے کا نہین ہو جلد تر اسکا استقبال کرکے نہایت اعزاز و اکرام سے
بادشاہ جم جاہ کو ہمراہ اپنے شہر مین لانا چاہیے اب مین آپ سے عرض کیے دیتا ہون کہ یہ شاہ عالیجاہ بہت بڑا بادشاہ
صاحب حشمت و جاہ ہو اسکی بزرگی اور شرافت جہانتک آپ سے ہو کم از کم ہو اور تواضع و دلجوئی مین اسکی کوئی درجہ فروگذاشت
نہو یہ ایسا ہی ذی حشم ہو اس سے بہت سے کار اہم نکلینگے بلکہ مرتبہ شاہنشاہی کو پہونچ جاؤ گے ملک زردھنگ اس گفتگو
کو زادان وزیر کی سنکے خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا۔ راوی کہتا ہو ملک زردھنگ یزدان پرست تھا مگر زادان فریبی
مکار نے اغوا ایسا کیا کہ ملک زردھنگ مرتد ہو گیا اور اب شب و روز نہایت تردد و تفکر مین مبتلا رہتا ہو اور ہر لمحہ اسی
خیال مین مبتلا رہتا ہو کہ یہ عجب آدم زاد عالی نژاد ہو کہ تنہا طلسم عالی منازل کے فتح کرنے کے قصد سے یہان آیا ہو اور
مرحلہ اول طلسم کہ جو نہایت سخت و دشوار تھے مثل کوہ زاغان اور چشمہ مائل و طلسم خندق و چنبر یاقوت کے ان سب کو
کس آسانی و سہولت سے باطل کر دیا اور جو جو دیوان زبردست طلسم کے تھے انکو اپنے قوت دست و بازو سے خاک و خون
مین ملا دیا ایک کی کچھ تدبیر و بہادری پیش رفت نہ گئی سب طعمہ شمشیر قضا ہو گئے ابھی دیکھتے ہی دیکھتے مرحلہ دوم کو مع تصویر کی
حکیم طمطوس کے باطل کر دیا اور اس تصویر کو ایسا پاش پاش کیا کہ ٹکڑے بھی اسکے کسی کو نہ ملے وہ وہ بادشایان عظیم الشان
جنکے پاس فوج و لشکر بے حد و حساب تھا انکو بھی ایسا پسپا کیا کہ انکو بجز گریز کے اور کچھ نہ سوجھا کسی جگہ جا سکے امن نہ پائی
یہانتک پہونچنے کی نوبت آئی یہ فقط دو مرحلے یعنے مرحلہ چہارم و سوم باقی رہ گئے ہین سو یہ اسکے نزدیک چندان سخت و دشوار
نہین ہین یقین ہو کہ عنقریب یہ بھی نہایت آسانی سے باطل ہو جائینگے ای زردھنگ ایسے شخص بہادر سے کہ جو اپنا نظیر نہ رکھتا ہو
اور موید من اللہ و نظر کردہ بزرگان دین ہو تو کسطرح عہدہ برا ہو سکتا ہو اول تو وہ خود ایسا جوان عالی شان ہو کہ ہولا کہ دون
پہلوانان تہمتن و دلیران کوہ شکن کو دم مین خبردار کرکے جہنم کو روانہ کر دیتا ہو اور اسپر یہ طرہ ہو کہ اب سپاہ و فوج ظفر موج
بھی اسقدر جمع ہو کہ جسکا ... نہین اس سے جنگ مین عہدہ برا ہونا خیال مین نہین آتا بلکہ میری دانست مین اسکی تمام فوج
و لشکر کا ایک ایک جوان ایسا بہادر ... ہو اور رستم زمان کہ دیو کی کچھ حقیقت نہین کیسی ہی حریف کی فوج کثیر ہو کچھ خیال
مین نہین لاتے اور واقعی جس مہم پر جاتے بغیر فتح کیے نہین پھرتے پھر انکے افسر اعلے کا کیا ذکر کیا جائے میرے خیال مین تو جنگ

و پیکار کیسی ایک حملہ مین اس سرزمین کو بالکل پائمال کردیگا قطع نظر اور سب امورون کے ایک لوح بیضا ہادی طریق طلسم اسکی
رہبری کو اور مددگاری کے واسطے کافی و وافی ہے اُسکے مقابلے مین کسی چیز کی حقیقت نہین ہے اور حق تو یہ ہے کہ وہ خود نہنگ بحر شجاعت
و شیر بیشۂ میدان تہوری و جلادت ایسا بہادر زمان و دلاور دوران ہے کہ ہر ایک سلاطین عالم سے اُسکے دبدبہ و رعب شاہنشاہی
سے بفخر یہ حلقہ بگوش ہے بلکہ اکثر گم ہوجانے لوح طلسم پر بھی وہ جوان مرد میدان کارزار یکہ و تنہا معرکہ رزم و پیکار مین داد
شجاعت و مردانگی دیا کیا ہے کبھی کسی طرح کا اُسکے چہرے پر یاس و ہراس کسی نے نہ دیکھا ہوگا اور بمدد اقبال و یاری بخت
سے لوح طلسم کو کس سہولت و آسانی سے لیا اور خصم کو بھی سر کیا اور طرفہ امر یہ ہے کہ کسی سحر و افسون نے بھی اُسپر اثر نہ کیا جنگم
سے افسون گر کو جو اپنے کو صاحب قران روزگار جانتا تھا اور بہادری و قوت مین رستم و اسفندیار کو ایک طفل ہفت سالہ
سے بھی کم تر سمجھتا تھا اُس پہلوان زمان نے بزور دست و قوت کشورستانی و قلعہ کشائی سر میدان کس ذلت و خواری سے
قتل کیا کہ مرغان صحرائی بھی اُسکے حال بد مآل پر افسوس کرتے تھے اور بلکہ افرشاہ بادشاہ طلسم کو کس بہادری سے
اُس قید سخت سے کہ جس قید سے کسی دیو یا پری کی کیا مجال و طاقت کہ جو چھٹ جاتا اُسکو یون آن واحد مین رہا کرکے نجات دی
اور اُس مرحلے کو بھی فتح کر لیا اور جسقدر دیو اور جن کہ اُس مرحلے کے پاسبان و نگہبانی کے واسطے مقرر تھے وہ سب
تہ تیغ بے دریغ ہوئے کوئی نہین سامنے اسکی تلوار کے آسکا دیکھا ای زرد ہنگ اب بھی سمجھ اور خوب غور کر لے کہ ایسے شخص
قوی بازو و بلند بخت و جوانمرد صاحب اقبال فیروزی مآل نظر یافتہ موکلان سماوی مقبول بارگاہ الٰہی سے جنگ و مقابلہ
معاذ اللہ بلکہ یہ ضرور واجب الاطاعت و لائق ستائش ہے اس سے مقابلہ کرنا خطا ہے اور اپنے نفس و مال و ملک و رعایا
پر جفا ہے قصہ کوتاہ ملک زرد ہنگ صاحب قران اکبر فلک قدر کے کارہائے نمایان و قوت رستمانہ کو دل مین خیال کرتا
تھا اور سچا سے خود معقول ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ جو مین زادان وزیر کے کہنے پر عمل کرتا ہون اور طلسم کشا سے برسر پرخاش
ہوتا ہون اور پیکار و مجادلہ پیش آتا ہون تو بجز رسوائی کے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا مگر یہ شوم بخت نہین معلوم بجائے خود
کیا سمجھا ہے جو مجھ سے باصرار تمام یہی کہتا ہے کہ بت پرستی قدیم ہے اور یہ مذہب یزدان پرستی ابھی تھوڑے دنون سے شائع
ہوا ہے لہذا دین قدیم کو ترک کرکے مذہب جدید اختیار کرنا لازم نہین ہے اور طرح طرح کی خرابیان متصور ہین جسکے سبب سے
مین بخواہش زادان وزیر یزدان پرستی سے منحرف ہوا اور ابلیس کو سجدہ کیا ہر روز اسکی پرستش کرتا ہون مگر اس
وقت تک ابلیس پرستی کا کبھی کام میرے نہ آئی کہ کچھ حسب مراد ظہور مین آتا اور نہ کسی طرح کی ابلیس نے میری مدد و اعانت
کی کہ جس سے اس دین کی خوبی مجھپر ظاہر ہوتی اور میری خاطر جمع ہوتی بلکہ برخلاف گذشتہ کے آثار و بار طلسم کی روز بروز
خرابی و بدتری ہوتی جاتی ہے جس امر کو دیکھتا ہون خراب نظر آتا ہے صدہا پہلوانان رستم نشان شمشیر زن مین تہ تیغ بیدریغ
ہوگئے اور کچھ بھی ابلیس نے مدد نہ کی اور اُس جوان عالی شان صاحب قران اکبر فلک قدر کا خدا کہ نادیدہ البتہ ہر امر
مین اپنے بندہ کا مددگار ہے اور کس طرح مہمات سخت کو کسطرح آسان کر دیا ہے کہتا ہے کہ ملک زرد ہنگ کا وزیر

آزاد بخت ایک رفیق دمساز نہایت خیر خواہ وکارگذار صاحب عقل وفہم تھا ملک زردھنگ اُسپر نہایت اعتماد رکھتا تھا اور
واقعی وہ معتمد تھا ایک روز ملک زردھنگ نے اُس اپنے رفیق سے جو جو دور اندیشیاں اور خیالات تھے اُنکو بیان کیا
آزاد بخت نے کہا ای شہریار تمھاری راے خاص اس بارے مین نہایت درست ہی ہرگز نقصان متصور نہین ہی آیندہ تمکو اختیار
ہی تمھین اپنے قول وفعل کا اختیار ہی جو تمھاری راے ہو اسپر عمل کرو اور اگر ابلیس پرستی بعقیدہ تمام منظور ہی تو براہ امتحان
چند روز ابلیس کی خوب پرستش کرو اور اپنی حاجت روائی اُس سے چاہو دیکھو اس سے کیا حاصل ہوتا ہی اگر کچھ بھی ابلیس
مین قدرت ہوگی ضرور تمھاری دستگیری کریگا اور اگر خداوندی کچھ بال نہین ہین تو پھر جو کچھ مناسب ہوگا وہ عمل مین لانا اور جو
کچھ مصلحت وقت دیکھنا اسپر کاربند ہونا ملک زردھنگ کو اُس شخص عاقل کی راے پسند آئی اور موافق اُسکے مشورہ
کے عمل مین لایا یعنی ابلیس کی پرستش زیادہ ترکرنا شروع کی رات دن مین پانچ پانچ چھ چھ مرتبہ سجدہ کرنا شروع کیا اور
اپنی مراد دل کو مانگنے لگا اب وہ زمانہ ہی کہ ملک افرشاہ کو صاحبقران اکبر نواب قدر نے قید طلسم سے نجات دی
اور حیدر یاقوت بھی حاصل ہوچکا اور فرقوت وزیر عسکریہ مین قتل ہوا اور وہ شہر عسکریہ از سر نو اسلام آباد ہوا یہ اخبار آتش
متوحشی سُنکے پھر دوبارہ ملک زردھنگ نے آزاد بخت سے کہا ای یار وفادار آگاہ ہو کہ مین نے اس عرصہ مین از حد
ابلیس پرستی کی لیکن آثار کار برآری مطلق ظاہر نہوے اور بلکہ نتیجہ بالعکس ظہور مین آیا یقین ہی کہ تمنے سُنا ہوگا کہ اس
طلسم مین کیا قیامت برپا ہو رہی ہی اب فقط یہ امر باقی ہے کہ فوج حریف آوے اور تمام بندگان ابلیس کو تہ تیغ بیدریغ
کردے اسوقت کوئی جاے عافیت بھی باقی نہ رہیگی آزاد بخت نے کہا ای شہریار اب بتایئے اسوقت صلاح وقت کیا ہی
میری راے یہ ہی کہ طلسم کشا کی تشریف آوری کا منتظر رہنا چاہیے کہ تشریف آوری طلسم کشا کی اسطرح سے ہی جسطرح بدن مین روح
کے واسطے موت کا آنا ہو اور فتح بھی کل طلسم کی اُسی ذات مجمع صفات پر مقرر ہی خواہ حکم خدا سے ہو خواہ ابلیس کے حکم
سے ہو اس راز سے زادان وزیر بھی واقف ہوگیا ملک زردھنگ اس گفتگو کے بعد خاموش ہوگیا مگر اسکو اس اندیشہ و
خیال سے توحش رہا اور انھین امورات ووجوہات کے سبب سے اول ہی لاقوت شاہ کو لکھ چکا ہی کہ مین اپنی سرحد سے
ایک قدم باہر نہین رکھ سکتا لہذا بجز اس سرزمین کے دوسری جگہ تمھاری کمک نہین کرسکتا ہان اگر تم خود یہان آجاؤ تو
البتہ مین شریک حال رہ سکتا ہون جو کچھ مجھ سے ہوسکیگا اُسمین دریغ نہین کرونگا اب ملک زردھنگ اپنے انھی
وجوہات کا حیلہ کرکے اپنے اُس نوشتہ تقدیر سے نہایت نادم وپشیمان بھی ہوا اور دل مین کہتا تھا کہ کوئی صورت
ایسی ہو جو اس مردکت سے خلاصی ہو نہایت حیران وپریشان ہی اور اپنی سخن پروری کا پاس ولحاظ ہی ادھر صاحبقران اکبر
فلک قدر کی شمشیر دیوکش کا خوف ہی اس ہلاک کیے ڈالتا ہی خبر خرابی وتباہی طلسم کی شایع ہوتی جاتی ہی کہ صاحبقران اکبر
نے آج مرحلہ دوم کو فتح کرلیا اور سیدان پرستان ظاہر وباطن طلسم نے اُنکی اطاعت قبول ومنظور کی اور کل طلسم کا
حکیم بھی باطل ہوگیا اب ملک زردھنگ کو زیادہ تردد اور نہایت تشویش وفکر رہتی ہی لیکن بوجہ سخن پروری کے

کوئی بات منھ سے نکالتا ہوں جب بہت مجبور و ناچار ہوتا ہی تو کبھی کبھی خیال دل اپنا آزاد بخت سے البتہ کہتا ہی آزاد بخت بھی
کبھی تو سن کے چپ ہو رہتا ہی اور کبھی کچھ کہہ دیتا ہی لیکن جو کچھ وہ کہتا ہی وہ خالی از انصاف نہیں ہوتا اسی عرصہ میں
لاقوت شاہ شکست سخت کھا کے افتان و خیزان حیران و پریشان ملک زردھنگ کے ملک میں پہونچا اور زادان گم کردہ
راہ لطفۂ شیطان نے واسطے استقبال لاقوت شاہ کے فہمائش کی بس ملک زردھنگ سنکے خاموش ہو گیا اور
کچھ جواب نہ دیا۔ الغرض زادان نے لاقوت شاہ کی آمد سے ملک زردھنگ کو اطلاع دی اور استقبال کے واسطے
کہا ملک زردھنگ نے ایک لحظہ تامل کر کے کہا ای زادان آگاہ ہو کہ میں نے تیرے ہی اغوا سے دین اسلام کو ترک کر کے
مذہب و آئین ابلیس پرستی اختیار کیا تو خوب آگاہ ہی کہ بارہ تیرہ برس سے اس دین جدید کو اختیار کیے ہوں اور موافق
تیری ہدایت و رہنمائی کے اب ابلیس کو سجدہ کرتا ہوں اور میں نے ایسی پرستش کی ہی کہ ایک لمحہ اور کوئی ساعت
ایسی نہیں گذری کہ جو میں نے بندگی نہ کی ہو جو حق پرستش تھا وہ ادا کیا اور ہنوز اسی پرستش میں مصروف ہوں واسطے اپنا
میں نے بتخانہ خاص قریب مکان کے بنوایا ہی اور میں شب و روز عبادت ہی میں رہتا ہوں ابلیس کی بندگی سے غافل
نہیں ہوں یہانتک کہ نصف شب کو بھی بتخانہ میں جاتا ہوں سر برہنہ نہایت عجز و زاری سے مراد مانگتا ہوں اور سجدہ
کرتا ہوں بلکہ اسے زادان میں نے آرام و عیش سب ترک کر دیا اسقدر تکلیف شاقہ اپنے اوپر گوارہ کی ہی اور یہی
ابلیس کی خدمت میں میری دعا ہی کہ اسے خداوند ابلیس اب یہی وقت دستگیری اور مددگاری کا ہی اپنے بندگان خاص
کی حالت درماندگی اور عاجزی میں کمک و مدد کرنا ضرور ہی بہر حال اس بلاے بے درمان کو ہمارے سر سے جلد
دفع کر ہماری جان و مال اور آبرو ان یزدان پرستوں کے ہاتھ سے محفوظ رہے اور طلسم کی بنیاد بھی قائم رہے لیکن
افسوس ہزار افسوس اسوقت تک کوئی صورت دعا کے اجابت کی ہمارے ظہور میں نہیں آئی اور نہ کوئی آثار قبولیت دعا
معلوم ہوتے ہیں بلکہ جہانتک ہم عجز و زاری کرتے ہیں اُسی قدر برعکس اُسکے نظر آتا ہی یعنے تمام خرابیاں اور بربادیاں
طلسم کی ظاہر ہو رہی ہیں یہانتک نوبت پہونچی ہی کہ اب جملہ طلسم باطل و خراب ہوتے جاتے ہیں اور بندگان خاص ابلیس
قتل ہوتے جاتے ہیں تا اینکہ اب یہ دو مرحلہ فقط باقی ہیں وہ بھی طلسم کشا کے سامنے کیا وقعت رکھتے ہیں محض بے بنیاد
ہیں نہایت آسانی سے باطل ہو جائینگے ای زادان اب بنظر غور و تدبر دیکھ اور انصاف کو کام میں لا کہ اب اسوقت میں
ابلیس ہمارے کام نہ آیا تو پھر کیا دستگیری کریگا ای زادان تو نے مجھے اس ابلیس مردود راندۂ درگاہ باری کی پرستش و
سجدہ کرنے کی ہدایت کی اور مذہب و ملت باطل تعلیم کیا کہ میں دونوں جہان کے کام سے جاتا رہا کسی طرف کا نہ رہا اور
کام سے بھی اپنے ناکام رہا دین و دنیا دونوں کو کھویا زادان بے ایمان نے جب ملک زردھنگ کے یہ کلام خلاف
طبع سنے نہایت پریشان ہوا اور یہ اندیشہ اور خوف دل میں پیدا ہوا کہ اب ایسا نہو کہ ملک زردھنگ پھر اپنے مذہب
ابلیس پرستی سے پھر جاوے اور داخل اسلام ہو کے صاحب قران اکبر فلک قدر کا مطیع ہو جائے مجرد اس خیال کے

ملک زردھنگ سے خوش آمدہ چاپلوسی کی باتین کرنے لگا اور کہا حضور سچ فرماتے ہین ایسا ہی ہی راوی کہتا ہی کہ اُس سرزمین مین تین شخص سرخیل شیاطین ہین واقعی ان تینون کی حرمزدگی و بدبختائی کے آگے ابلیس کو اصلا رتبہ نہین ہی ایک ایک مادر قحبہ بجاے خود وہ مرتبہ رکھتا ہی کہ ابلیس اُنسے پناہ مانگتا ہی یعنے اول فرقوت وزیر جو جہنم واصل ہو چکا وہ ان سہ گانہ مین اعلے درجہ رکھتا تھا - دوم زادان مادربخطا کہ فرقوت وزیر کا خواہرزادہ تھا یہ ہردو بھی ایک ہی بانی فساد تھا اور شیطان اسکا شاگرد تھا - تیسرا لاقوت شاہ نمک حرام جو ہمہ تن شر آب تھا کسی وقت شیطنت و بدذاتی سے باز نہ آتا تھا ہر ساعت و ہر لحظہ اسکی فتنہ انگیزی چلی جاتی تھی کیونکہ شعر

مقتضاے طبیعتش این ست	نیش عقرب نہ از پے کین ست

نقل شیطان مجسم یعنی زادان وزیر کی اور لاقوت شاہ بادشاہ ابلیس پرست کی

الغرض زادان بے ایمان نے جب کلام خلاف طبع ملک زردھنگ کی زبان سے سنے پہلے اُسکی خوشامد کی بعدہ کہا کہ ملک آگاہ ہو جسطرح خداوند ابلیس ہر وقت و ہر ساعت اپنے بندگان خاص و معتقدان با اختصاص کی امداد کرتا ہی وہ ظاہر ہی پوشیدہ نہین ہی کہین ایسا بھی ہوتا ہی کہ خداوند ابلیس اپنے بندون کو بظاہر اذیت دیتا ہی اور عدم توجہی سے پیش آتا ہی

یہ بھی مصلحت و مشیت ہی مصرعہ

امور مملکت خویش خسروان دانند

بندون کو خداوندکی عدم توجہی کا خیال نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ خداوند گو بظاہر اپنے بندون سے بدسلوکی سے پیش آتا ہی الا باطن مین خداوند بہر صورت اپنے بندون سے بسلوک و مراعات پیش آتا ہی اسے ملک یاد رہے کہ خداوند ابلیس اپنے

بندگان خاص پر نظر عنایت و شفقت جب فرماتا ہی تو بس بندہ کو بھی کسی حال مین خداوندی ذات تقدس صفات سے نا امید و مایوس ہونا اور کسی طرح کا گمان فاسد دل مین لانا باعث اپنی خرابی کا ہوتا ہی ملک زرد ھنگ نے پوچھا کہ خداوند بندے کی حیات مین لطف و عنایات فرماتے ہین یا عالم ممات مین کام آتے ہین زادان نے کہا دونون حال مین بندے فیضیاب خداوند سے ہوتے ہین یعنی بعض ایسے بندے ہین جو بظاہر ناکام و نامراد مر جاتے ہین انکو خداوند اپنے تفضلات خداوندی سے دوسرے عالم مین درجات عظیم عطا فرماتا ہی اور پھر ان بندون کو پیدا کر کے منصب جلیل سے سرفراز فرماتا ہی اور خاص مقرب درگاہ خداوند کر دیتا ہی ملک زرد ھنگ نے کہا بس اب چپ ہو ایسا کلام نالائق و بیہودہ و ہیچ و پوچ بیرون از قیاس زبان پر پھر نہ آوے بس مین اسی قدر جانتا ہون کہ اس معاملہ جنگ مین فتحیاب ہونا اگر مجھے نصیب ہوا تو ابلیس کا بدل و جان فرمانبردار ہون اور بندہ خاص اسی کا ہون ورنہ درصورت دیگر اس راندۂ درگاہ کبریائی کو بدتر از سگ و خوک سمجھونگا اور وہی دین قدیم برحق جو کہ آبائی چلا آتا ہی اختیار کرونگا اسواسطے کہ مین نہایت اسوقت مجبور ہون کسی طرح سے کوئی تدبیر بن نہین آتی اور لاقوت شاہ کو خود لکھ چکا ہون آگاہ ہو کہ تو یہان چلا آ مین تیرا شریک ہونگا اب لازم ہی کہ جسقدر مین نے کہا ہی اسے عمل مین لاؤن اور مجھے کچھ بن نہین آتا انسان کو چاہیئے کہ جو منھ سے کہے اسکا تا امکان انجام دے خلاف اسکے انسانیت سے خلاف ہی اور مروت و ہمت سے نہایت بعید ہی یا ابن لحاظ آدم زاد و نسب انبیا و سے جنگ مردانہ کرتا ہون اگر مین انپر غالب آیا فہو المراد ورنہ مین اسکے اختیار مین ہو جاؤنگا چاہے وہ زندہ رکھے یا قتل کرے فی الواقع اس زندگی سے وہ مرگ کہین بہتر ہی کیا معنے کہ اس آلام و افکار ہر روزہ سے مین اپنے جینے سے تنگ ہون اس کشاکش و اندوہ و غم و رنج سے نجات ہو جائیگی اے زادان اب تو یہ بتا کہ لاقوت شاہ کہان ہی تاکہ مین اسکی ملاقات کو جاؤن اور اپنے ساتھ لے آؤن کسواسطے کہ لاقوت شاہ بھی مرد معزز ہی اور علاوہ اسکے یہ میرے حسب طلب آیا ہی وہ میرا مہمان وعزیز ہی ہر طرح سے اسکی خاطر داری اور دلجوئی مجھکو لازم ہی بلکہ واجب ہی زادان نے کہا اے شہریار الاسے لاقوت شاہ شہر سے باہر ایک میدان وسیع مین خیمہ زن ہی ملک زرد ھنگ اسی وقت سوار ہوا اور زادان وزیر اور آزاد بخت و ضلال حبشی و نقلان بن ثقیل سپہ سالار و جوسطین حبشی و ارلاس دیو پیشانی و کمال سخت گردن و حسلام فیل پا و کاطول نشتر دندان و باطول شترلب و زاغول زاغ چشم و رنگال و اسلکال و کنگال دیو و جاسول و دھوال نرم دل و سندال وغیرہ سرداران نامدار و پہلوانان شیر شکار کو ہمراہ رکاب لیکے بجلوس و جاہ و حشم روانہ ہوا اور سات فرسخ باہر شہر سے لاقوت شاہ بادشاہ سے ملاقات ہوئی — ❊

ابیاوری پراگندہ حواس حال ساکنان طلسم کا بھی گذارش کیے دیتا ہی تاکہ کوئی امر مبہم نہ رہ سکے

واضح ہو کہ اس طلسم عالی منازل کو بسبب عہد و پیمان حکمائے عالی قدر یعنے بانیان طلسم نے دو فریق ایک آتشی

دوسرے خاکی سے آباد کیا ہے اور یہ دونون فرقے یعنے جن و انسان آپس مین مثل شیر و شکر کے وحوش و طیور مختلط رہتے
چلے آئے چنانچہ جلد ہائے اولی مین اسکا تذکرہ ہوچکا ہے لہذا اس طلسم عالی مین بھی حکمران مراحل دو قوم اجنہ سے
ہین اور دو قوم انسان ہین اور ان چارون کی فوج مین بھی ہر دو قوم کے پہلوانان نامی وگرامی بلا تعصب ملت و مذہب
کے شامل ہین اور آپس مین کوئی فرق ایک دوسرے مین معلوم نہین ہوتا اور نہ کسی کی یہ قدرت و مجال ہے کہ کوئی کسی
کسی طرح کی مضرت پہونچا سکے جسطرح سے جن انسانون کی وضع سے رہتے ہین اسیطرح انسان بھی جنون کے نوکر ہوگئے
ہین بلکہ جو انسان ذی مرتبہ ہین وہ بادشاہ اجنہ کی رفاقت مین رہتے ہین اور اسی طرح سے اکثر اجنہ خدمت مین بنی آدم
کے مصاحب و مشیر کار رہتے ہین اور بعض اجنہ شاہان بنی آدم کے مصاحب و مشیر کار رہتے اس سبب سے ملک
زردهنگ جنی کے لشکر مین بھی بیشتر بنی آدم ہین چنانچہ دو سردار بہروز دلاور اور فیروز یکہ تاز بہادر نوع انسان سے
ملک زردهنگ کے ملازم ہین جس وقت ملک زردهنگ ۔ زادان وزیر بے ایمان کے مکر و فریب سے دین اسلام
سے منحرف ہوگیا اور اسنے طریق ابلیس پرستی اختیار کرکے سجدہ ابلیس کو کیا بس مردان لشکر اس حرکت خلاف سے
مع بنی آدم و بنی الجان ملک زردهنگ سے منحرف ہوگئے اور بادشاہان خدا پرست کے پاس چلے گئے کچھ لوگ قدیم
تھے انھون نے بوجہ قدامت رفاقت ملک زردهنگ کی نہ چھوڑی ملک زردهنگ ان لوگون سے یہی کہتا تھا
کہ تمھے اپنے فعل کا اختیار ہے جس طریق و ملت کو چاہو اختیار کرو مگر مین تمھارے مذہب و ملت سے تو مزاحمت
نہین کرتا اسی سبب سے بہروز و فیروز دونون دلاور دوران نے بھی ترک رفاقت زردهنگ کی نہین کی تھی آمدم برسر مطلب
کہ لاقوت شاہ شہر کے باہر ایک باغ رشک فردوس مین مقیم تھا ملک زردهنگ بھی نہایت جاہ و حشمت شاہانہ سے
لاقوت کے پاس گیا اور ملاقات بھی بعد ذوق و شوق کی لاقوت پرسش باوجود مجبوری و ناچاری اسوقت ملک زردهنگ
کے پاس حاجت لیکے آیا ہے اور از حد پریشان و سراسیمہ ہے مگر بسبب شرارت ذاتی و فتنہ پردازی کے ملک زردهنگ
سے بہ نہایت نخوت و غرور پیش آیا اور نہ اٹھا اور معانقہ کا قصد کیا ملک زردهنگ لاقوت شاہ کی اس حرکت بیہودہ سے
نہایت درہم برہم ہوا نگاہ قہر زادان کی طرف دیکھا زادان نے اشارۃً کہا کہ لاقوت اس وقت ایسا بد حواس ہو رہا ہے کہ
مطلق ہوش بجا نہین ہین یہ فعل فقط بوجہ سراسیمگی و خستہ حالی کے عمل مین لایا ہے ایسے محل و موقع پر جو کوئی حرکت خلاف
واقع ہو وہ پایہ اعتبار مین نہین ہے قطع نظر اسکے آپ کو شایان نہین ہے کہ اسکی بیہودگی خیال مین لایئے اسواسطے کہ وہ اول
تو آپکا مہمان ہے دوسرے آپ کی پناہ مین آیا ہے تیسرے نہایت مجبور ہے اور آپکا بلایا ہوا بھی ہے بس اپنے گھر مین آنے کے سبب
سبکو خاطر منظور ہوئی ہے اس صورت مین ہر نوع اسکی دلجوئی کرنا ضرور ہے اور مین دیکھتا ہون اسکے ملال کو رفع کرکے خاطر جمعی کیجے دنیا جو
قصہ کوتاہ بعد معانقہ وغیرہ مزاج پرسی کی لاقوت نے جور فلک کج رفتار و شکایت زمانہ غدار و تاراجی مال و اسباب و بربادی تخت و
تاج و سلطنت کا حال بیان کیا یعنے جملہ احوال گذشتہ ابتدا اول سے آخر تک مفصل کہہ سنایا ملک زردهنگ نے کہا

لاقوت شاہ نے کہا مجھے خوب معلوم ہی کہ جنگلم جادوگر عجیب طرح کا حرامزادہ اور ایک ہی مادر قحبہ بدذات و مکار تھا اسکے سزاے اعمال پانے سے نہایت خوش ہوا اُسکا جہنم واصل ہونا ہی خوب تھا اگر وہ مادر بخطا زندہ ہوتا تو اس طلسم مین طرح طرح کے فتنے برپا کرتا اور ساکنان طلسم لوکاتیہ پائمال ہوجاتے اور بادشاہان سلاطین مملکت کا نشان تک باقی نہ رکھتا لاقوت شاہ نے کہا اسے ملک تم کو ایسے کلام گستاخانہ ایسے بادشاہ عالی جاہ کی شان مین جو کہ دعواے صاحبقرانی کرتا تھا نہ چاہیے کہ مجھے بھی اُسکی خدمت مین ایک طرح کا رسوخ ہی اور مین اُسکو نہایت اچھا جانتا ہون بلکہ جنگلم کو مردہ نہین سمجھتا کسواسطے کہ وہ منظور کردہ خداوند ابلیس خاص مقربان درگاہ سے تھا اور میرے عقیدے مین جنگلم جادو مثل مین خداوند ابلیس کے ہی اسوقت بھی میری باطنی مدد کرتا ہی جسوقت مجھے کوئی مشکل سخت در پیش ہوتی ہی تو میری کمک کو پہونچتا ہی ملک زردھنگ نے کہا واقعی تم اُسکی مدد باطنی سے یہانتک پہونچے آیندہ اس سے اور زیادہ امداد کے متوقع رہو مین نے بہت بڑی غلطی کی جو اُس ملعون و مرتد کے حق مین کلمہ بد کہا مجھکو یہ نہ معلوم تھا کہ تم اس گدھے سے امیدوار مدد ہو غرض کہ ملک زردھنگ دل مین سمجھ گیا کہ بلاشبہہ یہ نالایق عقل سے خالی اور حماقت سے بھرا ہی ورنہ ایسے کلمات بے فائدہ و واہیات نہ بکتا۔ بعد اسکے ملک زردھنگ نے زادان وزیر کی صورت دیکھی زادان منفعل ہوکے سرنگون ہوگیا پھر ملک زردھنگ نے لاقوت سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ اے بادشاہ تم سے یہ معلوم ہوا کہ جنگلم جادو مقرب بارگاہ ابلیس ہوگیا ہی لیکن کچھ حال فرقوت حرامزادے کا کہ جو تمھارا وزیر تھا نہ معلوم ہوا کہ وہ طبقات جہنم سے کس طبقہ مین تشریف فرما ہوا ہی اور حضوری جنگلم مقرب خاص کی بدولت ابلیس کی خدمت مین اُسنے کیسا رتبہ عالی پایا ہی اور کس منصب جلیل سے ممتاز ہوا ہی تم کچھ اس کیفیت سے بھی واقف ہو کسواسطے کہ تم بھی ابلیس کی ایک چیز ہو لاقوت شاہ۔ ملک زردھنگ کے اس کلام سے نہایت برہم ہوا لیکن سوچا کہ مصلحت وقت اب یہی ہی کہ چپ ہو رہو لہذا خاموش ہو رہا کہ ایسا نہو عشق و عاشقی اور دست درازی ملکہ جمال افروز کے ساتھ جو شہر عسکر یہ مین واقع ہوئی تھی فاش ہو جائے اور ملک زردھنگ بھی اس راز سے واقف ہو جائے ورنہ بے لطفی کے سوا کچھ حاصل نہوگا یہ وجہ سکوت کی تھی ہرچند کہ غیظ و غضب از حد تھا لیکن کیا کر سکتا تھا دم نہ مارا اور یہ بھی خیال مین آیا کہ مین خود شکستہ حال ہو رہا ہون ایسا نہو معاملہ میرا بالکل بگڑ جائے صاحب غرض بڑا ہوتا ہی مین خود غرض لے کے ملک زردھنگ کے پاس آیا ہون مین تو ہر طرح مجبور و ناچار ہون اگر اپنے مین کچھ بھی طاقت دیکھتا اس سخت کلامی ملک زردھنگ کا جواب دندان شکن دیتا پھر ملک زردھنگ کی ایسی مجال بھی تھی کہ مجھ سے ایسے کلام سخت و درشت کہتا اور اس امر کا بھی لحاظ ہی کہ ملک زردھنگ اسوقت تک ملکہ جمال افروز و فرقوت کے معاملے سے کسیقدر مطلع ہوگا آیندہ اور زیادہ تر واقف ہو جائیگا اور مجھکو رسوا کردیگا لیکن عجب نہین کہ ملک زردھنگ نے بوجہ عدم واقفیت کے رکھو تاہ اندیشی ایسے کلمات زبان سے نکالے ہون غرض کہ بہر طور سکوت کرنا خوب ہو اب وہ دو ورنہ سواے پردہ دری کے اور کوئی نتیجہ حاصل نہوگا ایسے ایسے خیال سے لاقوت شاہ خاموش ہوکر ایک ساعت تک بیٹھا رہا بعد اسکے کہا اے ملک مجھکو فرقوت کے حال

سے اطلاع نہین ہو کہ وہ نمک حرام درگاہ خداوندا ابلیس مین مردود ہوا یا مقبول اسوقت تک مجھے کسی قسم کی بشارت خداوند
ابلیس سے نہین ہوئی کسطرح سے اسکا حال بیان کرسکون لیکن اتنا جانتا ہون کہ وہ مجھ سے رخصت لیکر تمھارے پاس
گیا تھا راہ مین نہین معلوم کیا امر درپیش ہوا کہ جو اُسکی نیت برگشتہ ہوئی وہ ما درنجیبا مجھ سے پھر گیا اور باغی ہوکے شہر
عسکریہ مین پہونچا اور اُسنے وہان لواے ثابت بلند کیا اور خود تخت سلطنت پر بیٹھ گیا خداوندا ابلیس نے جیسی اُسنے
مجھ سے دغا کی تھی اُسپر اپنا غضب و قہر نازل کیا وہ اپنی سزاے اعمال کو پہونچا اور اُس بغاوت کا مزا بھی ملا کہ وہ دشمنان
دین کے ہاتھ سے بعذاب سخت قتل وہلاک کیا گیا۔ کیا آپ نے نہ سنا ہوگا ملک زردھنگ نے کہا البتہ مین نے بھی کچھ
حال کو سنا ہی جو تم بیان کررہے ہو مگر اصل حال جو ہی اُسکو بمصلحت بیان نہین کرتے قصہ کوتاہ ملک زردھنگ اُس
گفتگو کے بعد لاقوت شاہ کو اپنے ساتھ لیے شہر زرنگار مین داخل ہوا اور نہایت اعزاز و احترام سے ایک ایوان عالی شان
مین کہ جو تمام شیشہ آلات سے آراستہ و پیراستہ تھا مقیم کیا اور دعوت و مہمانداری مع رقص و رباب و شراب و کباب کے
نہایت اہتمام سے کی اُس صحبت مین زادان بے ایمان بھی موجود تھا اور ہر وقت فرتوت پر لعن کرتا اور کہتا تھا کہ آج لاقوت شاہ
مین فرتوت کی اس شرارت و نمک حرامی سے مطلق واقف نہین ہون اسوقت تمھارے بیان سے اُس نمک حرام کا حال سنکے
مجھے نہایت تعجب ہوا اُس مردک نے ایسی خطاے فاش فریب کے ساتھ کی جو خداوند نے اپنا قہر و غضب اُسپر نازل کیا وہ
اسی قابل تھا اب آیندہ کبھی اور لوگون کو جرأت بغاوت نہ ہوگی سب خائف ہوجائینگے لاقوت شاہ۔ زادان وزیر کی
اس گفتگو سے موافق طبع سے نہایت خوش ہوا اور کہا اے زادان آفرین اُس تیزی عقل اور اُس نمک حلالی پر خیر خواہ
ایسے ہوتے ہین ملازمون کو اپنے آقا کا ایسا ہی خیال رکھنا چاہیے بیشک تو لائق عہدۂ وزارت ہو اور مالک کو بھی خیال اپنے
ایسے ہی ملازم ذی مرتبہ کا سب سے زیادہ چاہیے۔ الغرض زادان۔ و لاقوت شاہ مین اسقدر ربط و ضبط بڑھا کہ اب
لاقوت شاہ بے صلاح زادان وزیر اور زادان وزیر بے مشورے لاقوت شاہ کے کوئی کام نہ کرتا تھا اور وہ اسکا محرم راز
اور وہ اسکا رازدان ہوگیا آخر نوبت باینجا رسید کہ ایک روز لاقوت شاہ نے ملک زردھنگ سے استدعا اس امر کی
کی کہ اے شاہ جم جاہ عالم پناہ مین تمھاری مہربانی کا شکریہ نہین ادا کرسکتا ایسا مشکور و ممنون تمنے مجھے کردیا ہو میری زبان
نہین کہ جو شمہ تمھارے لطف و احسان سے بیان کرسکون اور اب کہ میزبان پر مہمان عزیز کی خاطرداری و مدارا فرض
ہوتی ہو اسواسطے مین ایک امر حسب خواہش دل اپنے بیان کرتا ہون تم بپاس خاطر میرے کام کرنے کا اقرار
کرو تو مین بیان کرون ملک زردھنگ نے کہا کیا ایسی وہ خواہش ہو کہ جسکو تم اسقدر اصرار سے بیان کرتے ہو
اور مجھ سے اقرار کراتے ہو بیان کرو لاقوت نے کہا میری خوشی یہ ہو کہ زادان وزیر اپنا مجھے بخوشی بخشش دو مین
اس صاحب فہم پر فطرت کی صحبت سے نہایت خوش ہوتا ہون دل و دماغ کو ایک نوع کی تازگی حاصل ہوتی ہو
اور ایک لحظہ اُسکی جدائی گوارا نہین ہوتی ملک زردھنگ نے لاقوت شاہ کی استدعا کو منظور و قبول کیا بلکہ

دل مین اسی امر کو غنیمت جانا کیونکہ ہمیشہ اس زادان کی صحبت سے ناخوش رہتا تھا اور جو فعل کہ زادان کے فریب
سے ہوا آخر کو انجام مین اُس سے منفعل و پشیمان ہونے کے سوا اور کوئی نتیجہ حاصل نہوا بس بمجرد درخواست لاقوت
کے زادان کو حوالہ لاقوت شاہ کے کیا لاقوت شاہ نہایت خوش ہوا اور اُسی وقت عہدۂ وزارت اپنا اُسکو مرحمت فرمایا اور
ایک خلعت نہایت گرانبہا زیادہ کیا — اب راوی کہتا ہے کہ ابھی تک ملک زردھنگ کا یہ قصد ہے کہ اول طلسم کشا انسان
ضعیف البنیان ایک مشت استخوان سے جنگ نہایت استحکام سے کرنا چاہیے دیکھین اُسکا زور و قوت اصلی کسقدر ہے اور
وہ دولت صاحبقرانی کس خیال سے کرتا ہے اور زور آزمائی مین کسطرح پیش آتا ہے بعد اسکے جسطرح مناسب ہوگا عمل مین آویگا
الغرض لاقوت شاہ سے کہا ای بادشاہ مجکو یقین ہی ہے کہ وہ مخرب طلسم اور دشمن جان ابلیس و ابلیسیان پرستاران تمھارا
مقابلہ کو یہان پہونچا چاہتا ہے مگر نہین معلوم کس آفت و قیامت کا آدم زاد تہور شعار صاحب اقبال ہے کہ نہ آگ سے ڈرتا ہے
اور نہ پانی سے بلکہ کسی آفت ارضی و سماوی سے ڈرتا ہی نہین کیون لاقوت شاہ ایسے شخص سے جو کہ یکتا ہے روزگار و نادر
ہاری ہے جنگ و حرب کرنا اپنے خون مین گویا دانستہ ہاتھ بھرنا ہے اور شاید بچ بھی گیا تو بجز پشیمانی اور ندامت کے اور کیا
حاصل ہوتا ہے اول تو بچنا ہی دشوار ہے اُس جوان مرد کا سامنا گویا ملک الموت کا سامنا ہے لیکن مین عجب مخمصہ مین گرفتار ہون
اور عجیب وقت مین مبتلا ہون کیا کرون آخر ناچار و مجبور ہو کے مین نے یہ قرار دیا ہے کہ اُس دلاور و یکتاے دوران سے ایک بار
زور آزمانا چاہیے کچھ تو حوصلۂ دل کا نکلیگا آگے پھر تو فتح و شکست مقدر کے ہاتھ ہے اے لاقوت شاہ بعض لوگون کا یہ
بے قاعدہ دیکھا کیا وہ گوئی اور بیہودہ گوئی کرتے ہین اور مآل کار کا مطلق خیال نہین رہتا آخر کار اُنکو بجز پشیمانی و افسوس
کے کچھ نہین حاصل ہوتا ہر چند کہ مین بھی ایک مرد سپاہی پیشہ کم عقل و جاہل ہون مگر کسی حال مین مین اپنی حد اعتدال
سے قدم باہر نہین رکھتا اور حتی الامکان جو کام کرتا ہون خوب سمجھ کے کرتا ہون اور ہمیشہ انجام پر خیال رہتا ہے بقول کسیکہ

مصرعہ - مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

ہر چند کہ اُس آدم زاد صاحب قران کی شجاعت و قدر و منزلت کو خوب جانتا ہون لیکن مین بنا بر اپنے عہد کے ایک مرتبہ
جنگ مردانہ کرنا ہر نوع واجب جانتا ہون اب نہین معلوم مآل کار اُسکا کیا ظہور مین آوے لاقوت شاہ نے کہا ای ملک
صد آفرین تمھارے حوصلہ اور جرأت و بہادری پر مردان بہادر تہور شعار ایسے ہی ہوتے ہین مگر ایک بات میری بھی یاد
رہے کہ جو تمھاری یہ جرأت ہے تو خداوند ابلیس بھی تمھاری ضرور ہی مدد کرینگے بلکہ شریک حال بھی ہون تو عجب نہین ہے کہ تم بھی
تو اُنکے بندگان خاص سے ہو بجز کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تم مقاصد دلی سے کامیاب نہو خداوند ابلیس تمھارا ملک اور تاج و تخت
سب قائم و برقرار تا ابد الآباد رکھیگا اور عجب نہین جو اِس تمھاری خوش اعتقادی و خلوص نیتی کے صلہ مین مناسب علی عطا کر
ملک زردھنگ نے کہا ای لاقوت شاہ یہ بات بعید از قیاس ہے کسواسطے کہ مجھے ابلیس کی کچھ پروا نہین ہے بلکہ اس وقت زیادہ
مجھے اُسکی توجہ سے اپنی بات کا خیال ہے کہ جو مین اس امر پر آمادہ ہوا ہون مجھکو خیال اپنی بات کا ہے فقط جو کہا ہے وہ کرونگا اور

ہمکو حمایت کو بلایا ہو اب بغیر تمہارے شریک و رد ہوئے چارہ نہیں ہو اسواسطے کہ اب تمہاری ہمدردی سے کنارہ کش ہوتا ہوں تو یہ جوہر شجاعت و جوانمردی سے نہایت بعید ہو اور مروت بھی نہیں چاہتی ہو اور تمہاری شرکت کرنے مین سراسر تباہی اور بربادی ہو یہ کوئی امر پوشیدہ نہین ہو صاف ظاہر ہو اور میری ہی نقطہ بربادی و تباہی نہین ہو بلکہ کل سلطنت اور دولت و حشمت و رعایا برایا وغیرہ کا نقصان متصور ہو ہزارون کا خون میری گردن پر ہوگا لیکن جو ہو سو ہوا تو زبان سے جو نکل گیا ہو اسکو کرنا ضرور ہو مگر اے لاقوت شاہ دیکھو اور خوب غور سے سُن لو کہ اس سے زیادہ مجھ سے اور کسی طرح کی امید نہ رکھنا اسکو جو کچھ اپنے حق مین بہتر و مناسب معلوم ہو وہ کرنا مجھکو کسی امر کا الزام نہ دینا مین ایک مرتبہ ضرور جنگ مردانہ کرونگا اور جسقدر جوہر شجاعت و معقول دیکھو نگا عمل مین لاؤنگا لاقوت شاہ نے کہا مین یہ پوچھتا ہون کہ زاداں نے تمہارے سامنے ابلیس کی کسقدر تعریف کی تھی ملک زردھنگ نے کہا زاداں ہمیشہ مجھ سے یہ کہا کیا کہ دنیا مین دشمنان ابلیس بندگان ابلیس کے ہاتھ سے مارے گئے اور ابلیس نے ایسی باتون کا خیال بھی نہ کیا ہان بعد مرنے کے الٰہ اپنے بندون کو درجات عالی و مراتب بلند عطا کرتا ہے تو بخشیگا بلکہ مقرب درگاہ اپنا کرے تو تعجب نہین ہو جیسا تیرا بیان ہے یہ سراسر خلاف اور بہتان ہو اور سب جھوٹ ہو ایک لفظ بھی سچ نہین لاقوت نے کہا اے ملک واقعی زاداں نے نہایت درست کہا خداوند ابلیس کی جناب ایسی ہی عالی ہو کہ کسی فعل ردا اور ناروا کی پروا نہین ہو اے ملک بجز خداوند کے ایسا صاحب کرامت اور قدرت کون ہو کہ حیات و ممات مین دونون حال کی خبر لے اور دستگیری کرے ملک زردھنگ نے کہا ہان درست ہو تمکو یہ اپنی سست اعتقادی مبارک رہے مگر مین ہمیشہ ایسے بے عقل پر لعنت کرتا رہا ہون اور ابلیس کو مردود جہان و مورد نفرین و لعن سمجھتا ہون اسوقت کی صحبت قیل و قال مین ہمارا رجنی بھی حاضر تھا اور یہ باتین سُن رہا تھا دل مین نہایت خوش تھا جب زردھنگ کی طبع کو اس طرف سے منحرف دیکھا اس فکر مین ہوا کہ کسوقت مین ملک زردھنگ کو تنہا پاؤن کہ جو اپنے دل کا حال بیان کرون اور جو ممکن ہو تو صاحب قران اکبر فلک قدر کی ملازمت مین لیجاؤن راوی کہتا ہو کہ ملک زردھنگ آتشی مزاج بنی الجان سے سپاہی وضع ہو نہایت عقلمند ہو اور صاحب فہم علاوہ اسکے طاقت و شہزوری مین اور فنون جنگ و حرب مین یکتا ہے روزگار ایسا ہو کہ اپنا نظیر نہین رکھتا حکام مراحل کا کیا منھ جو اُس سے مقابلہ کر سکین گے سالہا سال کی ورزش و کثرت سے ایسا زور حاصل کیا ہو کہ پہلوانان رستم توان اُس سے آنکھ نہین ملا سکتے ہاتھ ملانا تو کیا چیز ہو حتی کہ بعض دیوان زبردست حیوان صفات گو کہ قوت و توانائی مین اُس سے بدرجہا زیادہ تھے لیکن ملک زردھنگ سے فن کشتی مین کیا قدرت کہ جو بازی لیجاتے جب لڑتے پست ہوتے باوجود اس فہم و فراست و ذہن و ذکا کے شباب کے عالم مین اور مستی شراب مین زاداں وزیر کے مکر و فریب سے طرح طرح کی باتین اور حکایتین سنا کے ملک زردھنگ کو ایسا خوا کیا کہ مرتد کر دیا باوجود اس فہم و فراست کے اُس مکار کے فریب مین آگیا لیکن اب بسبب بیدار مغزی کے خود کردہ سے پشیمان ہوا اور نادم ہو اور ایک وقت خاص کا منتظر ہے تاکہ اس دین باطل کو ترک کردے اور چونکہ بوجہ مردانگی و بہادری کے صاحب قران اکبر سے ایکبار جنگ مردانہ کرنے کا وعدہ

لہذا ہر روز ورزش کرتا ہی اور خوب ہی محنت مین مصروف ہی جب ان سب کامون سے فراغت پاتا ہی تو ملک لاقوت شاہ
کے پاس بھی ضرور جاتا ہی۔ قصہ کوتاہ لاقوت شاہ اور زادان وزیر اور غیلان نطفۂ شیطان مصاحب خاص قدیم ہر وقت
اسی معاملہ مین فکرین طرح طرح کی کرتے ہین اور خیالی پلاؤ پکاتے ہین اور ہر ایک اپنی اپنی عقل و فہم کے لائق نئی نئی صورت
پیدا کرتا ہی کہ کسی تدبیر سے طلسم کشاے غالب آئین اور دلاوران اسلام کا کہ دشمنان ابلیس ہین قلع و قمع کرنا ضرور ہے تاکہ
نام و نشان انکا جریدۂ روزگار سے مانند حرف غلط کے مٹجائے۔ الغرض یہ چارون کمبخت روسیاہ فتنہ پرداز شیطان ثانی
ہر اتب ہین اسطرح سے کہ اول لاقوت شاہ و دوم زادان نطفۂ شیطان وسوم غیلان بے ایمان و چہارم قہقہان حرامزادہ
ہی یہ تینون مردود سواے لاقوت شاہ کے شب کو راے قائم کرلیتے ہین صبح کو باہم بحث و تکرار آپس مین کرکے نقص نکالتے
ہین جو راے نقصانات سے پاک ہوتی ہی اُسکو پسند کرتے ہین چنانچہ ایک روز لاقوت شاہ رنگی صحبت تخلیہ مین تھا کہ
حضرات ثلاثہ بھی پہونچے اور اپنے اپنے آنے کی اطلاع دی لاقوت شاہ نے تینون کو بلا لیا جب یہ لعین مجلس مین گئے
لاقوت شاہ کو سلام کیا لاقوت شاہ نے دیکھا کہ ہر ایک کی آج شان جدا معلوم ہوتی ہی آکلین غیلان حرامی کی ہیئت
سب سے جداگانہ ہی لپیٹے سر پہ دو گوشوارے زردوزی مرصع کار اور دو سرپیچ زرنگار ہین اسی طرح دو جامہاے زرین کمربند
خنجر سے آراستہ ہین لاقوت شاہ یہ تماشا سے عجیب دیکھکر متعجب ہوا کہ یہ سامان شاہی اِس قرمساق مفلوک کے پاس
کہان سے آیا آخرکار جب بنظر غور ملاحظہ فرمایا پہچانا کہ یہ تمام سامان وہ ہے جو مین نے زادان کو خلعت و انعام مین دیا تھا
لیس یہ دیکھ کے نہایت آشفتہ خاطر ہوا مگر غیلان کی ہیئت سے چونکہ مسخرگی پیدا تھی کتنا اُسکی صورت دیکھ کے مسکرایا
اور پوچھا کہ ای زادان یہ لباس شاہانہ اِس غیلان مفلس و مفلوک الحال کو کیونکر پہونچا۔ زادان نے کہا ای لاقوت شاہ
عمر و اقبالت کوتاہ باد اسکا حال یہ ہی کہ غیلان کہ عقل مجسم ہے اُسنے بذات خاص ایسی ایک بات پیدا کی ہی کہ وہ ہر ایک صورت
سے لائق تعریف اور قابل تحسین و آفرین ہے مین اُس تدبیر کو سنکے نہایت خوش ہوا اور اُسکے صلے مین یہ تمام ملبوس
خاص عنایتی حضور کا اُسکو دے دیا مگر ای لاقوت شاہ اسوقت مجھکو اگر تمھاری طرح طاقت و قوت ہوتی تو مین اسی وقت
سلطنت بخش دیتا لیکن مجبور ہون کیا کرون اسوقت جو کچھ میرے پاس موجود تھا غیلان کو دے دیا ای بادشاہ طلسم آئین
کسی طرح کا شک نہین کہ غیلان کو وہ تدبیر عمدہ خاص خداوند ابلیس کی درگاہ سے بذریعۂ الہام معلوم ہوئی ہی ورنہ غیلان
کہا اور یہ تدبیر کہا انسان و جنہ کی کیا مجال و قدرت جو ایسی تدبیر کا ہمارا خیال و وہم مین آوے لاقوت شاہ بھی اس
روایت کے سننے سے نہایت خوش ہوا اور پوچھا کہ ہم بھی سنین وہ کیا بات ہی اور کیا منفعت کا رہی زادان وزیر نے کہا ای بادشاہ
اِس سامان کو جو تم غیلان کے پاس دیکھتے ہو یہ وہی خلعت ہو جو تمنے مجھے عنایت فرمایا تھا اور دوسرا قہقہان کا دیا ہوا ہی پہلے تم
اس بات کا وعدہ کرو کہ بعد سننے اس تدبیر کے غیلان کو اُسکے صلے مین خلعت و انعام شاہانہ مرحمت فرماؤ نگا بعد اس عہد کے
پھر مین وہ تدبیر ظاہر کرونگا لاقوت شاہ پہلے ہی اس خوشخبری سے مثل خرمردہ کے پھول گیا تھا زادان وزیر کی سفارش

فوراً ایک خلعت زرتار بیش بہا منگوایا اور کچھ زر نقد اور خنجر و کمر بند بھی مرصع کار و یاقوت نگار غیلان کو دیا اُس مسخرے نے وہ سامان سوم بھی پہن لیا اور چار زانو ہو کر نہایت غرور و تکبر سے ایک جگہ پر بیٹھ گیا بعد اسکے زادان وزیر نے لاقوت شاہ کے کان میں چپکے سے کچھ کہا۔ لاقوت شاہ بمجرد سننے اس خبر کے از فرط مسرت میں فوراً مسند سے اٹھا اور ناچنے لگا اور غیلان کو سینے سے دوڑ کر لگا لیا اور بے اختیار بوسے پیشانی کے لینے لگا اور یہ مصرعہ زبان سے پڑھا مصرعہ

نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول +

زادان نے پوچھا اے بادشاہ طلسم اس مصرعہ کے کیا معنے ہیں لاقوت شاہ نے کہا اس مصرعہ سے یہ مراد ہے کہ اس وقت تم میرے تین معاون ہو بحسب مراتب ایک زادان وزیر دوسرا قحفان تیسرا غیلان جس حال میں کہ غیلان نے یہ تدبیر معقول و مصلحت آمیز نکالی تو لامحالہ زادان وزیر کی راے سب سے کہین بہتر و عمدہ ہوگی اور موافق مطلب ہمارے وہ تدبیر مفید کار ہوگی تو نہایت عمدہ بات ہے اور نہیں تو ملک زردھنگ خود بھی پہلوان جہان ہے بقوت دست و بازو اس آدم زاد ضعیف البنیان کے دماغ میں جو دود نخوت طلسم کشائی و صاحبقرانی بھرا ہے ایک لمحہ میں نکال دیگا اے زادان تمنے جو تدبیر نکالی ہے اسکا سرانجام کرو دیکھو کہ خداوند ابلیس کیا پردۂ غیب سے ظاہر کرتا ہے۔ راوی کہتا ہے جب یہ گفتگو ختم ہوئی تو مہتر عیار طرار یعنے ہمازجنی نامدار بھی اُس صحبت میں پہونچا اور تمام سگان شیطان کو مسرور دیکھکر نہایت متعجب ہوا اور یہ فکر پیدا ہوئی کہ ان روسیاہوں کی اسقدر خوشی کا کیا باعث ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی امر تازہ ایسا ہوا ہے کہ جسکی وجہ سے یہ مکار نہایت مسرور ہیں غیلان کمبخت کو دیکھکے اور زیادہ متحیر ہوا کہ اس مردک نے عجیب وضع اور قطع نکالی ہے اور طمع سے اُس مال کے بمقتضاے عیاری خوش طبعی پر طبیعت مائل ہوئی اور چاہا کہ کسی طرح اس مال کو لینا چاہیے پس اسی وقت فطرت عیاری سے ایک مضمون نو تراشا اور دل میں کہا کہ یہ مال بوقت بیکاری کام آئیگا اور زیادہ تر صاحبقران اکبر فلک قدر کے جشن عروسی میں ضرور ضرورت ہوگی لہذا یہ مال خداداد ہے لیجیے اور علاوہ اسکے ان شیطان کا مال و متاع جسقدر ہاتھ آئے حلال و طیب ہے الغرض جب وہ صحبت برخاست ہوئی اور زادان و غیلان و قحفان لاقوت شاہ سے رخصت ہو کر اپنے اپنے مقام کی طرف روانہ ہونے لگے لاقوت شاہ نے رخصت کے وقت ایک خلعت زرین نہایت پر زر اور سرپیچ مرصع کار زادان کو عنایت کیا اور ایک خلعت حسب لیاقت قحفان کو عطا ہوا یہ تینون نہایت خوش و مسرور آپس میں باتین کرتے ہوے اول زادان کے مکان پر پہونچے اور رات بھر یہان بزم عیش و نشاط گرم رہی بعد اسکے خوب شراب و کباب سے شغل کیا ناچ اور گانا شروع ہو گیا جس وقت یہ تینون مشوم بخت بادۂ خوشگوار سے خوب مست و لایعقل ہوے ہمازجنی نے جاکے ایک گوشہ میں کسوت عیاری سے روغن ہفت رنگ نکالا اور صورت کو اپنی نہایت بدہیئت صورت سے مشکل کیا اور ایک جامہ عجیب و غریب پہن کے اور کچھ ساز و یراق عیاری لے اسی صورت بوالعجبی سے زادان وغیرہ کی مجلس کی طرف روانہ ہوا اور زیر دیوار پہونچکر پشت مکان پر کمند ڈالی اور داخل مکان ہوا اور ایک حجرۂ خالی میں پہونچا حسب اتفاق اس

حجرے میں ایک کھڑکی تھی اس سے مہتر ہما نے دیکھا کہ زادان وغیرہ امرا اور چند یاران اوباش بازاری بیٹھے ہیں
اور دور شراب چل رہا ہے اور نشہ شراب میں ہر ایک شیطان مخمور و بدمست ہو رہا ہے ایک کو دوسرے کی مطلق خبر نہیں ہے
دنیا و مافیہا سے بیخبر ہے پس وہ عیار طرار بھی موقع و محل پا کر اسی کھڑکی کی راہ سے مکان میں آیا اور داخل صحبت ہو گیا
اور سب کی نظر بچا کے زادان کے پلنگ کے نیچے جا چھپا ادھر زادان بھی نشہ شراب میں سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہوا تھا
کہ یکبارگی زادان نے اس زور سے ایک گوز مارا کہ وہ سارا مکان آواز گوز سے گونج گیا پس اسوقت یہ عیار طرار بھی زادان
کے نیچے سے نکل اسی قطع سے ظاہر ہو گیا اور ایک دھول زادان کے سر پہ اس زور سے لگائی کہ نشہ شراب ہرن ہو گیا اور
ہاتھ اس نابکار کا پکڑ کے مسند سے ہٹا دیا اور کہا او بے ادب ناحق ناشناس ایسا تو شراب کے نشہ میں مست ہو رہا ہے
تجھے خبر نہیں کہ خداوند ابلیس تشریف لائے ہیں اور تو عیش و عشرت میں مشغول ہے یہ کہکے وہ عیار نابکار مسند پر جا بیٹھا یہ
دیکھ کے حاضرین محفل کے ہوش جاتے رہے اور بعض ایسی صورت عجیب و ہیئت غریب کو دیکھ کے بیہوش ہو گئے اور
بعض عالم سکوت میں ہمہ تن تصویر ہو کے جس طرح سے بیٹھے تھے بس اسی طرح بیٹھے رہ گئے اور ان زبان رنگ صورت دیکھ کے
سے بیتاب خطا ہو گیا اس عرصہ میں مہتر نے بہ آواز بلند کہا اے بندگان خداوند ابلیس تم ہرگز خوف نکرو کہ خداوند سامری
بندہ ضعیف کو تکلیف اور آزار نہیں دیتا تمکو اسوقت خوش ہونا چاہیے کہ خوش نصیب تمہارے اور زہے قسمت کہ آج
خداوند ابلیس بذات خاص شریک بزم عیش ہوئے اور اپنے نور جمال بو العجبی سے تمہاری محفل کو منور کیا اور بالخصوص
زادان وزیر کے حسن عقیدت و عجز و نیاز کا باعث ہے کہ خداوند نے اپنی بندہ نوازی سے کرم فرمایا یہ تکلیف محض تم لوگوں
کے واسطے گوارا کی ورنہ خداوند کو اس امر سے کیا تعلق بعد اسکے زادان سے مخاطب ہو کر کہا اے زادان کیدی ہمارے پاس
آ اور اپنے خداوند حقیقی کی زیارت سے مشرف ہو کہ تیرے واسطے باعث فخر و مباہات کا ہوگا زادان کی پہلے ہی خداوند کا اس
اخلاق اور صورت عجیب و غریب کو دیکھ کے روح پرواز کر گئی تھی بمجرد اس کلام کے اسی وقت سجدہ میں جھک گیا پھر تو تمام
اہل جلسہ نے سلام کیا اور سجدے میں گرے مہتر نے پکار کے کہا اے بندگان حاضرین بزم نشاط اٹھو بیٹھو خداوند کو تمہارے سجدے
کی پروا نہیں ہے یہ سنتے ہی وہ سب اٹھ بیٹھے اور ہاتھ باندھ کے سامنے کھڑے ہو گئے زادان کانپتا ہوا مہتر کے قریب آیا مہتر
نے کہا اے زادان خوش ہو کہ ہم نے اپنی قدرت کاملہ سے براہ بندہ نوازی تیری اور تیرے آقا کی اور اپنے بندگان خاص
راسخ الاعتقاد کی دعا کو مع ملک زردھنگ و افراسیاب شاہ کے قبول کیا اور تمہارے واسطے مراتب و منصب علی قدر مراتب
مقرر کیا اے زادان تو ہماری طرف سے ہمارے بندگان خاص با اختصاص کو یہ مژدۂ جانبخش سنا دے کہ خداوند نے تمہارے
حال پر نہایت مہربانی فرمائی اور قسمت میں تمہاری فتح و ظفر مقدر کی اب تم سب طرح سے خاطر جمع رکھو پریشان نہو بیشک کہا
اس بندۂ گمراہ آدمزاد پر اپنا قہر نازل کرتے ہیں اور تمکو اس پر فتح و غلبہ دینگے اور ہم بھی تمہاری مددگاری کو موجود ہیں
ہر حال میں تمہاری دستگیری کرینگے اور اب دیکھنا کہ ہم اس آدمزاد کی شجاعت مع جبرائیل و منصب و قوت طلسم کشائی کا کیا

سلب کر لینگے پھر دیکھیں کسطرح غالب آتا ہی اور کار طلسم کشائی و صاحبقرانی کو کیونکر انجام دیتا ہی تمکو چاہیے کہ اس آدم زاد کو قتل نکرو کیونکہ ہماری خداوندی میں مجبور کو نہیں مارتے اسلیے کہ وہ تو خود ہی مردہ ہی بلکہ بدتر از مردہ ہی فقط واسطے دیکھنے بداسخت کے زندہ رکھنا چاہیے زادان اس مژدۂ جان فزا و فرحت بخش کو سُنکے نہایت خوش ہوا عجب نہ تھا کہ جوش شادی مرگ ہو جاتا فوراً پھر دوسرے سجدے کو جھک گیا اور ہاتھ باندھ کے عرض کیا خداوندا دو امر کی اس خادم کو نہایت حیرت ہی خداوندا اس اپنے بندۂ عاجز کی اس حیرت کو دفع فرماوین کہ عین بندہ نوازی ہوگی - اول یہ کہ اس مکان میں تنہا حضور کا نزول اجلال کسطرح ہوا قیاس بشری سے یہ امر باہر ہے یقین ہی کہ خداوند نے آسمان سے نزول فرمایا ہوگا یا زمین سے برآمد ہوے اور اس صحبت میں کس صورت سے ظہور خداوندی ہو گیا عمر نے کہا او حرامزادے معلوم ہوا کہ تو راز و اسرار خداوندی سے آگاہ ہونا چاہتا ہی یہ نہیں جانتا کہ خداوند کے لیے زمین و آسمان خشکی و تری ایک ہی جسطرح جہان چاہے وہان چلا جائے خداوند کا خود ہی ذاتی ایسا ہی کہ کوئی پردہ و حجاب روک نہیں ہوسکتا جس شخص کے جسم میں چاہے فوراً حلول کر جاسکے خداوند کے نزول ذات کا کوئی حاجب و مانع نہیں ہوسکتا او مادر قحبہ جسوقت کہ تو نشۂ شراب سے بدمست ہو کر سر بزانو ہوا اور تیرے جسم سے ایک آواز بڑے جوش و خروش سے پیدا ہوئی بس وہی کرشمہ نزول خداوند کا باعث ہو گیا اس ہوا سے اندرونی کو اپنا مرکب یا دریا لقہ بریت کا علم قرار دے کے کس شہسواری سے اپنے تنگ کو جسے خداوندی کا کام تھا جیسے گھوڑے کے نکل آئے اور تجھکو سوالق خبر نہوئی بلکہ آرام جان کو حاصل ہوا آج تجھکو وہی کرامات دکھائی دی زادان نے کہا اے خداوند تیری قدرت و کرشمہ کے ہزار جان سے قربان بس مین سمجھ گیا واقعی اسوقت میرے پیٹ مین گویا گھوڑے دوڑ رہے تھے تھم جو مین نے زور کیا تو یہ معلوم ہوا کہ گویا ایک کانٹا نکل گیا اب معلوم ہوا حضور ہی اس مرکب باد پا کو شکم مین بندۂ خاص کے پھیر رہے تھے واہ رے تیری قدرت ہان خداوند دوسرا خدشہ میرا یہ ہی کہ خداوند کو مین عجیب صورت اور مفلوک الحال دیکھتا ہون یعنے خداوندی کی وہ شان و دبدبہ جس سے بندگان عالم سجدہ کرتے ہین با سباب ظاہر کچھ معلوم نہین ہوتا ہی اور یہ پیراہن کہنہ جو حضور کے جسم پاک مین ہی اسکی کیا وجہ ہی یہ سُنکے عمر عیار نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور ایک قہقہہ مار کے کہا اے زادان اسکی حقیقت نہ پوچھ اسوقت خداوند تیرا نہایت مجبور ہی یعنے اب خداوندی کی بساط و کائنات مین کچھ باقی نہیں ہی فقط یہ داڑھی اور یہ لباس کہنہ ہی اور کچھ نہیں دیکھیں عیاران یزدان پرست سے یہ بھی بچتا ہی یا نہیں ہر وقت یہی چاہتے ہین کہ کسطرح اس تبرکات کو تاراج کردین ہمارا جی کو دیکھو اور خیال کرو کہ اب بھی اگر کسی وقت مجکو تیر رحم آگیا تو بیشک اُن بندگان غیور و متکبر کو بخشدونگا اے زادان تجھے یاد ہوگا ایک زمانہ ایسا تھا کہ خداوند نے اپنی قدرت کاملہ خداوندی و دریا دلی سے نمرود و شداد و فرعون و جمشید و ضحاک وغیرہ کو کیا کیا حشمت عطا فرمائی تھی کہ اپنا خزانہ خداوند نے کل خالی کر دیا اور جو کچھ سرمایہ بچ رہا تھا وہ اپنے بندۂ خاص پہلوانان جمشید خود پرست کو مرحمت کر دیا کہ وہ معشوق و مقرب خاص ہمارا ہی اسی وجہ سے ہمنے جمشید کو ایسا منصب جلیل بخشا ہی آج تک ایسا منصب کسی کو نصیب نہیں ہوا یہانتک کہ خداوند

نے اسکو ایسا مرتبۂ خداوندی دے کر خداوند بنا دیا اگر تجھکو باور نہو تو زیر جبل اعلےٰ یا ہر طلسم کے جا کر بچشم خود دیکھ لے اور ملاقات بھی کر لے دیکھ تو وہ کس شان و شوکت کا بندہ ہی اور کیسی قدرت اسمین موجود ہی شاہان عالم و سلاطین معظم اسکے تابع فرمان و مطیعان حکم ہین بلکہ اب اسقدر مرتبہ حاصل ہو گیا ہی کہ وہ ہمکو بھی یعنے اپنے خداوند کو بھی ہیچ جانتا ہی اور علاوہ اسکے جو کچھ سرمایۂ خاص خداوندی ہے وہ تمام و کمال اہل اسلام نے بزور دعوت و تسخیر خداوند سے بذریعۂ بادشاہ چھین لیا اب تو ہی انصاف کر کہ خداوندی کی جیب مین کیا باقی ہوگا اب یہی سامان رہگیا ہی جو تو دیکھتا ہی سو دیکھیے یہ بھی تو نظر اہل اسلام مین کھٹکتا ہی بس قصۂ گذشتہ سن چکا اب رقاصان خوش آواز کو حکم دے کہ ناچ شروع کرین تاکہ ایک لمحہ مین بھی محظوظ ہون اور تو بھی دل شاد ہو جاوے اور اہل محفل کو مے نوشی کا حکم دے اس بارے مین پاس و لحاظ خداوندی کی ضرورت نہین ہی۔

محفل رقص و نوا بحکم زادان و زیر کے بہ خوشنودی ابلیس

الغرض زادان نے رقص و نوا کا حکم دیا اور میخواری بھی شروع ہو گئی اور دورۂ شراب کا دور آیا اور جام گردش مین ہوا نشۂ شراب مرد افگن سے وہ شوم بخت و سیہ درون بدمست ہوے مہتر ہماز نے وہ شراب بہوش ربا نکالی اور زادان سے کہا اے بندۂ حق شناس دیکھ یہ شراب خداوند نے اپنی قدرت خاص سے اسی وقت تیار کی ہے اس شراب کو پی اور نعمت بغیر مہتر قبہ خداوند کا ذائقہ چکھ اور ان تمام حاضرین جلسہ کو بھی چکھا کہ یہ فیض عام خداوند ہی اس سے کوئی آدمی محروم نہ رہنے پاوے خاص و عام سب نوش کرین کس واسطے کہ یہ عطیہ خاص ہی کل بندگان خداوند کو تقسیم ہونا ضرور ہی زادان نے اس

شراب کو اٹھا لیا اور آنکھون سے لگا یا پہلے خود ہی دو جام زہر مار کیے بعد اسکے ایک ایک جام تمام حاضرین جلسہ کو پلایا اور مابقی تمام ملازمون کو ایک ایک جام پلایا۔ القصہ جب وہ شراب تیز و تند ان لعینون کے شکم مین پہونچی پھر کسی کو اپنی جان و مال کی مطلق خبر نہ رہی سب غافل و بیہوش ہوگیے جہتر عیار نے اُسی وقت جملہ حاضرین محفل کا کالا منھ کیا اور مال و اسباب مع لباس و زیور خاطر خواہ لیا اور زرادان و غیلان و قحفان کے جسم سے وہ خلعتہاے فاخرہ و لباسہاے مرصع اُتار لیے اور اُنکا نصف منھ کالا اور نصف زرد کیا اور چیت لٹا یا اور زرادان وغیرہ کو اس ترکیب سے تحت و بالا لٹایا کہ زن و مرد سب کو برہنہ کرکے اول اُنھین زنان رقاصہ کو چیت لٹا یا مرد کا منھ عورت کے جسم پر اور عورت کا منھ مرد کے جسم پر کر دیا اور وہ لباس وغیرہ بقچہ مین باندھ کے کاندھے پر رکھا اور وہان سے راہی ہوا اور ایک چشم زدن مین اپنی خوابگاہ پر بآرام تمام سو رہا جب صبح ہوئی اور اُن لوگون کا اثر بیہوشی زائل ہوا اور خواب سے چونکے ہر ایک نے اپنے منھ کو عجیب مقام پر دیکھا یعنے عورتون نے مردون کے جسم کو اپنے منھ پر دیکھا مردون نے اپنے منھ کو عورتون کے جسم پر دیکھا اس کیفیت سے آکا حال قبیح سب مبتلا تھے اب کسی کا ہاتھ داڑھی پر پڑا ایک بال نہ پایا صاف چہرہ سیاہ و زرد نظر آیا ادھر عورتون کے سر کے بال ایک جگہ دھرے پائے تمام زن و مرد اپنی اپنی ہیئت کو دیکھ کے غرق بحر ندامت تھے کچھ ہنسی کچھ رنج تھا علی الخصوص زرادان و غیلان وغیرہ کی وضع و ترکیب جب دیکھی سب ہنستے ہنستے بیہوش ہوگئے اپنی ذلت کو بھولے دوسرے کی صورت دیکھنے لگے غرضکہ عجب تماشہ و طرفہ ہنگامہ تھا۔ قصہ کوتاہ زرادان و غیلان و قحفان تینون کفار و اشرار لاقوت شاہ کے پاس آئے سب تبدیل لباس کیے ہوے اور اپنی رات کی کیفیت بیان کی ملک زرد ہنگ نے جو یہ حال سُنا نہایت متحیر ہوا لاقوت شاہ نے کہا یہ کام کسی عیار شاطر کا ہے اور عیار بھی پیشکر اسلام کا معلوم ہوتا ہے اور کسی کی ایسی مجال کہان یہ قدرت انھین لوگون کی ہے جو کہ ایسی ایسی کارسازیان کرکے مال و اسباب صاف لیجاتے ہین اور ذلتین فاش دیجاتے ہین خیر کیا مضائقہ ہے ہم اسکا عوض بوقت مجادلہ و پیکار بدلے لینگے۔

اب راوی ان اشرار و کفار کو باہم صلاح و مشورہ مین مصروف رکھتا ہے انشاء اللہ تعالی بر سر موقع و محل اس داستان کو حوالہ قلم عجائب رقم کریگا کہ کس امر پر یہ چارون متفق ہو کے کاربند ہو اور بالفعل حال فرخندہ مآل شاہزادہ با اقبال صاحب قران اکبر کشورستان کا گذارش کرتا ہے یعنے پہونچنا صاحب قران اکبر فلک قدر کا مرحلہ چہارم مین اور پیام بھیجنا ملک زرد ہنگ کو واسطے اطاعت و فرمانبرداری کے اور بجنگ پیش آنا ملک زرد ہنگ کا اور عین جنگ مین

فریب دینا اشرار و کفار کا صاحب قران اکبر کو آخر کار مغلوب ہونا ملک زرد ہنگ کا اور بعد شکست و ہزیمت کے فراری ہونا لاقوت و غیلان اور زادان و قحفان وغیرہ کا طرف بیابان طلسم کے مع دیگر حالات و کیفیات طلسم کے معرض بیان میں لاتا ہے —

شعر

سخن سنج دانائے شیرین کلام | چنین داد این داستان را نظام

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب شاہزادہ گردون نشان و سرشکن گردن کشان و زبردست زبردستان شاہنشہ بحر و بر خسرو نامور صاحب قران اکبر صاحب لوائے فتح و ظفر مرحلۂ سوم سے بعد قطع مسافت و طے مراحل مع سپاہ و لشکر ظفر پیکر بہ آرام تمام جا بجا مقام کرتے اور ہر ایک گلزار پر بہار کی سیر کرتے تماشا قدرت باری دیکھتے با جاہ و تجمل شاہانہ مرحلۂ چہارم کی سرحد مین پہونچے اور خیمہ ہائے عساکر شاہی برپا ہوئے اور بارگاہ گردون اساس قریب مرحلۂ چہارم نصب ہوئی صاحب قران اکبر والا شان کے نزول اجلال سے وہ نواح اور باز زینت و رونق ہوا حسب اتفاق اس روز لاقوت شاہ بھی مع اپنے وزیر زادان روسیاہ و غیلان گمراہ وغیرہ مصاحبان و ہواخواہ کے صحبت مے کشی مین مصروف تھا اور اسوقت صاحب قران اکبر والا شان کا ذکر کر رہا تھا بلکہ ملک زرد ہنگ حاکم مرحلۂ چہارم بھی اس صحبت مین موجود تھا اور نہایت نخوت و غرور سے اپنی شجاعت و پہلوانی کو بیان کرتا تھا اور بار بار یاران صحبت سے داد سخن چاہتا تھا مونچھون پر تاؤ دیتا تھا محاسن پر ہاتھ پھیرتا اور کہتا تھا کہ اے فلان اس تھوڑے عرصہ مین مین نے اسقدر ورزش کی ہے کہ جسکی انتہا نہین اب میرا زور بہ نسبت سابق کے بدرجہا بڑھ گیا ہے مجھے دیکھنا ہے کہ وہ آدم زاد طلسم کشا صاحب قران اکبر ملقب اشجع روزگار کسقدر طاقت و قوت رکھتا ہے اے لاقوت شاہ تم اسوقت میری بات کو یاد رکھنا اور دیکھ لینا کہ نوبت رد و بدل کی بھی آوے یا نہ آوے ہنگام جنگ دیکھو گے کہ کیا کام مین نے کیا ایک ہی حملہ مین اوس آدم زاد کی ترکی تمام کر دونگا اور یہ ساری شان و شوکت طلسم کشائی خاک مین نہ ملائی ہو تو کچھ کام نہ کیا بلکہ عجب نہین کہ نوبت تلوار کی بھی نہ آوے مین فقط کف دست مین استخوان نازک اوسکے چور کر دونگا لاقوت شاہ بولا جو آپ کہتے ہین سچ ہے اور اشرار خوشامدی بھی ملک زرد ہنگ کی تعریف کرنے لگے اور کہا اے ملک تم پہلوان جہان ہو واقعی تمہارے زور و قوت و ہیبت و جرأت کے سامنے وہ بیچارہ آدم زاد ضعیف البنیاد کیا جرأت رکھتا ہے اور کیا قدرت ہے جو مقابلہ کر سکے اول ہی روز مین بوقت مقابلہ طائر روح صاحب قران کی پرواز کی نوبت آ جاویگی اور تمام نشۂ طلسم کشائی ہرن ہو جائیگا قصہ کوتاہ وہ ملاعین بدکیش و بداندیش نشۂ شراب سے بدمست و مخمور ہو رہے تھے کہ لاقوت نے ایک آہ جگر سوز سینۂ پر کینہ سے کھینچی اور کہا افسوس صد افسوس کہ

اس آدم زاد فولاد جگر نے تینوں مرحلۂ طلسمی کو کیسی آسانی سے فتح کر لیا اور اب اس مرحلۂ باقیماندہ پر آیا ہی اسکے بھی فتح کرنے کا اسکا عزم بالجزم ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی سارے جہان سے خراب و خستہ ہو کے یہاں آئے اب نہیں معلوم یہاں کس طرح کی خرابی واقع ہو اور یہاں سے کہاں جائیں ملک زردھنگ نے کہا اے لاقوت شاہ تو نے سچ کہا لیکن شعر

مشکلے نیست کہ آسان نشود	مرد باید کہ ہراسان نشود

اصل امر یہ ہی کہ طلسم کشا کا اس سرزمین پر آنا واجبات سے تھا کہ یہ امر روز ازل سے مقدرات میں داخل ہو چکا ہی اسکی تین وجہیں نہایت زبردست ہیں۔ وجہ اول یہ ہی کہ وہ طلسم کشا ہی اور طلسم کشا کو طلسم میں آنا ضرور ہی دوسری وجہ یہ ہی کہ مجھ سے اور طلسم کشا سے ہم نبرد ہونا یہ بھی ایک امر تقدیری ہے تیسرے اس مرحلہ کا طلسم باطل کرنا انھی طلسم کشا کے دست حق پرست پر منحصر ہے کیونکہ یہی سرنوشتۂ تقدیر ہی پھر کسطرح نہ طلسم کشا اس سرزمین پر تشریف لاتے یہ امور ظہور میں بدون اسکی تشریف آوری کے کیونکر آتے لاقوت شاہ نے کہا اے ملک امورات قضا و قدر کا حال کسیکو معلوم نہیں لیکن میری راے میں اس سے بہتر کوئی امر نہیں ہی کہ تم پہلے قلعہ کو آلات حرب اور اسباب جنگ وغیرہ سے درست کر لو کہ پھر وقت پر کسی چیز کی ضرورت نہو مقتضاے عقل یہی ہی ملک زردھنگ کو لاقوت شاہ کی یہ راے نہایت ناگوار خاطر ہوئی اور چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا لاقوت شاہ سے غضب آلود ہو کے کہا کاش او حرام زادہ نامرد جہان یہ کیا کہہ رہا ہی شاید اب تجھکو یہ منظور ہی کہ مجھے بھی اپنی طرح نامرد کر کے رسوا اور بدنام کرے او بیحیا نابکار میں نے تجھ سے بارہا کہا ہی کہ میں جسطرح سے ہوگا ایکبار طلسم کشا سے ضرور جنگ کرونگا بعد اسکے ہرچہ بادا باد لیکن میرے دل کی حسرت نکل جائیگی زور کا امتحان ہو جائیگا مگر یہ محض نامردی ہی کہ قبل از مرگ واویلا کروں بلا سبب و بے وجہ قلعہ بند ہو جاؤں یہ ننگ و عار ہرگز مجھے گوارا نہیں لاقوت اس کلام کو زردھنگ سے سنکے خاموش ہو گیا اور تمام ملازم بھی چپ ہو کے کسی نے دم نہ مارا مگر ایک کو دوسرے نے دیکھا اور اشارے سے کہا کہ فلان پہلوان جہان کو اب کسی طرح کی تکلیف دینی مناسب نہیں ہی بس وہی مشورے جو باہم ہو رہے ہیں درست و بہتر ہیں جب جیسا محل و موقع ہوگا دیکھا جائیگا کس واسطے کہ تقدیر کے آگے کوئی تدبیر کام نہیں دیتی راوی کہتا ہی کہ یہ مردک یعنی لاقوت شاہ ملک زردھنگ کے زور و قوت پر بھی نہایت نازاں ہی اسواسطے کہ ملک زردھنگ کے زور و قوت کا امتحان کر چکا ہی واقعی ملک زردھنگ بھی ایک پہلوان نہایت زبردست و افضل ترین پہلوانان عالم سے ہی اسکا زور پہلوانی اسقدر بڑھا ہوا ہی کہ اکثر درختان کہنہ و بلند کو جڑ سے ایک ہی زور میں نکال لیا اور ہاتھی کی سونڈ پکڑ کے دماغ سے کھینچ لی الغرض شیران صحرائی کو مار ڈالنا تو کچھ بات ہی نہیں ہی چنانچہ لاقوت شاہ بھی بخوبی واقف ہی اسی وجہ سے ملک زردھنگ کو صاحب قران اکبر طلسم کشا اور پہلوان جہان خطاب دیا ہی بلکہ ملک زردھنگ اس خطاب سے بدمزاج بھی ہوا اور لاقوت شاہ سے کہا اے ملک ابھی مقدمہ جنگ اس آدم زاد طلسم کشا لقب سے درپیش ہی دیکھیے کسکو حاصل ہو اس صورت میں ایسا خطاب نہیں چاہتا ہو خلاف ہو تجھے اس خطاب سے معاف رکھو ہاں جسوقت میں حسب خواہش دل اپنے مقاصد سے کامیاب ہونگا اور یہ معاملہ

ہو جائیگا تو البتہ ایسے خطاب و القاب کا مشہور ہونا سزاوار ہو سکتا ہے زادان وزیر نے کہا اے ملک زردھنگ اسمین کچھ بھی شبہہ
نہیں ہے کہ صاحبقران اکبر طلسم بیضا کا زور ذاتی اُس آدم زاد طلسم کشا کے زور و طاقت اصلی سے کہین زیادہ ہے مگر ہان جس امر مین اُس
آدم زاد کو غلبہ ہے وہ یہ ہے کہ اشیاے طلسمی محافظ جان و مددگار زور و قوت اُسکے پاس بلاشک موجود ہین بس یہ امر باعث تردد و فکر کا البتہ
ہے دیکھیے کہ بروقت جنگ و مقابلہ کیا صورت پیدا ہو ملک زردھنگ نے پوچھا کہ وہ کیا شے ہے بیان کرو مین بھی سنون زادان نے
کہا ایک لوح بیضا ہے کہ وہ ہادی طریق و باعث حل مشکلات اہم ہے یہ وہی نسخہ ہے کہ جو ہر ایک اسرار کو ظاہر کر دیتی ہے اور کسی طرح کا اثر
کارگر نہیں ہوتا اور جملہ چیزین کہ جو زور و قوت کی محافظ ہین اور مبطل سحر بھی ہین وہ تمام طلسم بیضا اور سبع سیارے سے اُسکو دستیاب
ہوئی ہین یہی وجہ ہے کہ جو وہ آدم زاد پہلوانان زبردست و دیوان خونخوار پر غالب و فتحیاب ہوتا ہے ورنہ انسان خاکی مین یہ زور و قوت
نہیں ممکن ہے کہ جو دیو سے مقابلہ کرے کوئی ایسا ہوشیار و پر فطرت ہو کہ جو اُس آدم زاد سے کسی حیلہ سے وہ اشیاے مذکور لے لے
پھر دیکھیں کسطرح جنگ و حرب کا قصد کرتا ہے البتہ اسوقت تمام مرتبہ صاحبقرانی کا حال معلوم ہو جائیگا اے ملک بغیر اس تدبیر کے
اُس سے عہدہ برا ہونا غیر ممکن ہے جو کچھ قصد جنگ کیا ہے تو اسکی تدبیر ضرور کر لو اور بلکہ قبل از جنگ و پیکار اس طلسم کشا سے
کہلا بھیجو کہ اے دلاور دوران و رستم زمان اگر واقعی تم صاحبقران روزگار ہو اور زور و قوت ذاتی رکھتے ہو تو بغیر اشیاے طلسمی
زور و قوت کا کچھ امتحان کر لو اسواسطے کہ یہان بھی سحر و ساحری کا دخل نہیں ہے اسطرح سے البتہ ہمارے تمہارے باہم
زور آزمائی مردانہ کا لطف ہے پھر البتہ فتح و شکست دوسرے کے ہاتھ مین ہے شعر

بہ پیچیم از پا بلندی گراست | بلندی گرا از جہنمی گراست

ملک زردھنگ نے کہا ہان اے زادان یہ البتہ تو نے ایک تدبیر معقول نکالی ہے یہ صورت لا محالہ قرین قیاس ہے واقعی اگر طلسم کشا
سے یہ پیغام و سلام کہا جائے تو عجب نہین کہ مفید مطلب اور سودمند ہو کیا عجب ہے کہ وہ شجاعت پیشہ پابند وضع و جوانمردی
اُسی وقت پیر سے اس التماس کو قبول و منظور فرمائیگا۔ زادان نے کہا اے ملک زردھنگ ہرچند کہ فتح و شکست موافق تقدیر کے
ظہور مین آتی ہے لیکن تدبیر بھی کوئی شے ہے ترکیب کو بڑا دخل ہے اے ملک زردھنگ اگر تمکو ناگوار نہو اور مصلحت سمجھو تو مجھے اُس
خدمت پر تعین کرو اور اپنی طرف سے شاہزادہ عالی مقام کو وہ ایک کلمہ تحریر فرما کے میرے دستے دیجیے مین جاؤن اور میرا کام جسطرح
مناسب سمجھونگا مین اُس کام کو بہت اچھی طرح سے انجام دونگا بلکہ آپ خود ہی ملاحظہ فرمالینگے ملک زردھنگ نے زادان کی
راے نہایت پسند کی اور اُسی وقت ایک نامہ اسی مضمون کا لکھا اور اپنی مہر کر کے زادان کو حوالہ کیا زادان نے پایہ تخت ملک
زردھنگ کو بوسہ دیا اور کہا بس اب غلام اس نامہ کو محل و موقع دیکر کے بوجہ احسن نظر انور سے اُس جوان دلاور کے گذرانیگا اور
حقیقت میری زبان مین طاقت گویائی ہو گی بین اُس پیام کو زبانی بھی سمجھا کے ادا کرونگا یقین واثق ہے کہ وہ جوان دلاور رستم زمان
باعث اخلاق و مروت یہی بوجہ احسن قبول و منظور کریگا ملک زردھنگ نے کہا اے شخص اسمین سلیقہ اور امر خاص مین اختیار
ہے جسطرح تو مناسب جانتا اس کام کو انجام دینا قصہ کوتاہ صاحبقران اکبر عالی گوہر نامدار فرزند کے فاصلے شہر زرنگار سے ایک

صحراے پربہار وسبزہ زار فرحت آثار طراوت بخش دل ودماغ تھا وہان بارگاہ فلک اشتباہ مین کرسی زرنگار پر بیٹھے ہوے
سیر ملاحظہ فرما رہے تھے اور برابر برابر کرسیون پر افسران فوج ظفر موج ودلاوران دوران وپہلوانان رستم توان گرد و پیش حضرت صاحبقران
والا گوہر کے وہ یاران وعاشقان جان نثار وجان باز ومصاحبان دمساز وہم راز بیٹھے تھے یہ خبر لاقوت شاہ وملک زردھنگ
کو بھی پہونچ گئی کہ طلسم کشا باجاہ وحشم مع فوج ظفر موج ولشکر فتح پیکر اس سرزمین پر وارد ہین اور خیام فلک احتشام شہر سے
بہت دور فلان لالہ زار وصحراے پربہار مین برپا ہین بمجرد سننے اس خبر وحشت اثر کے لاقوت شاہ وملک زردھنگ نے بھی
مع رفقاے وسرداران وپہلوانان تہور شعار وبانبوہ کثیر لشکر جرار وآتش بار باہر شہر کے نکل کر لب دریا خیام اپنے لشکر نکبت اثر برپا
کرکے دیکھا کہ خیام فلک احتشام لشکر اسلام بھی اُسی دریا کے کنارے برپا ہین جہان تک نظر کام کرتی ہو سواے خیمون کے
کچھ نہین دکھائی دیتا۔ الغرض یہان صاحبقران کشورستان نے دیوان عام مین دربار عام فرمایا تمام سرداران نامدار ودلاوران
تہور شعار وبہادران خنجر گذار مثل سیمگون وسیفان وآبشار وفخلان وحیطان وملک افلاک وملک نصرون وملک افسر وغیرہ
سرداران شمشیر زن دربار مین حاضر ہوے اور مجراگاہ سے سب نے مراتب آداب ادا کیے صاحبقران اکبر فلک قدر نے رفقاے
جان باز وسرداران دمساز کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا اے یاران وفا شعار ونیک اندیش تم سب صاحبون کو معلوم ہو کہ یہ سرزمین
ممالک طلسم ہی یہان نامہ وپیام اور خط وکتابت وپند ونصیحت کی چندان ضرورت نہین ہی اور نہ کچھ فہمایش واظہار ہمت واتمام
حجت کی احتیاج ہی یہان بیخبرون کو خبردار اور نادانون کو ہوشیار کردینا کافی ہی لہذا ہماری راے یہ ہی کہ کوئی دلاور تم صاحبون سے
اس خدمت پر کمر ہمت چست باندھ کر ملک زردھنگ کے لشکر نکبت اثر مین جاکے لاقوت وغیرہ کو ہماری طرف سے پیغام دے
کہ اے لاقوت آگاہ ہو کہ تیری زن ودختر بصدق دل دائرہ اسلام مین داخل ہوگئین اور دولت کونین اُنکے حصے مین آئی لہذا ایماناً
ولحاظاً اُنھین تازہ مسلمانون کے ہمکو ہر طرح سے تیری رعایت ومراعات مدنظر ہے اس خیال سے تجھکو بطور اطلاع دہی وفہمایش
کے کہا جاتا ہی کہ تو بھی اپنے اس عقیدۂ باطل سے باز آ اور مشرف باسلام ہو تو ہم وعدہ اس امر کا کرتے ہین کہ تیری سلطنت
حکومت کو تجھے واپس دینگے بلکہ کچھ ریاست اور بھی بخشش دینگے اور ملک اذفر شاہ کو وہ ایک مرد بزرگ وپیر وقسیس ہین انکو
بجز عبادت پروردگار کے اور کسی شی کی ضرورت وحاجت نہین ہے اختیار نظم ونسق سلطنت تمام وکمال تیرے قبضۂ قدرت مین
ہوگا ملک اذفر شاہ کو امورات ملکی سے سروکار نہین جو ہم انکو حکم دینگے وہ اُسی حکم پر راضی وشاکر رہینگے اور شاید ملک اذفر شاہ
کو خواہش سلطنت بھی ہوئی اور وہ اس بات پر راضی ہوے تو ہم انکو اپنی سلطنت وحکومت سے کوئی ملک جداگانہ ممالک
قاف سے جسپر کہ وہ راضی ہونگے دینگے مگر تجھسے جو وعدہ کرتے ہین اسمین فرق نہوگا جس طرح سے ہوگا اسکو وفا کرینگے اور
تو جس طرح سے چاہیگا ہم تیرا اطمینان کردینگے او بے وقوف بچشم غور وانصاف دیکھ کہ تیرا باپ متوفی بھی تو خدا پرست تھا تجھکو
بھی اُسی کی متابعت چاہیے اے لاقوت اگر تو ہماری نصیحت وہدایت پر عمل نکریگا تو اس مرتبہ تیری عزت وجلال سب خاک
مین ملجائیگی آیندہ تجھکو اختیار ہے تو دانی وکار تو۔ بعد ادا کرنے اس پیام کے ملک زردھنگ سے کہنا کہ اے جوان مرد

دلاور تو بھی ایک مرد عاقل و ذی فہم و دانشمند ہی تعجب ہی کہ تو حالانکہ مدت دراز تک یزدان پرست رہا اس دین مبین سے
بخوبی واقف ہی مگر افسوس تو مکر و فریب مین مکارون کے آگیا اور انھین مفسدون کے اغوا سے تو نے ایسے دین متبرک کو
ایک سخت ترک کر دیا اور شیوۂ ابلیس پرستی اختیار کر لیا ہر چند کہ تو نے نہایت عمدہ طور سے اطاعت ابلیس کی آخر کوئی بھی نتیجہ
اسکا ابلیس لعین سے حاصل ہوا اسپر بھی متنبہ نہوا اور تجھکو خیال نہ آیا اس ابلیس مردود راندۂ درگاہ ایزدی کی کیا مجال ہی
جو بہتر بدلا دینے کے اور کچھ بھی کر سکے اب بگوش ہوش سن کہ ہم تیری سراسر بہتری کو کہتے ہین اس ہماری نصیحت کو یاد رکھ
ابھی تک کوئی فتور واقع نہین ہوا ہی اب بھی توبہ کر اور بار دگر پھر اسی دین و آئین قدیم کو بدل قبول کرلے ورنہ بجز پشیمانی کے
اور کچھ حاصل نہوگا۔ ای زردھنگ آگاہ ہو کہ شعر

درگاہ خدا درگہ نومیدی نیست	صد بار اگر توبہ شکستی کہ باز آئی

جب صاحب قران اکبر نے اس کلام کو ختم کیا سیفان سیف زبان دلاور زبان نے دست بستہ عرض کیا کہ اس خدمت
اس خادم دیرینہ کو سرفراز فرمایئے صاحب قران اکبر نے فرمایا مرحبا خداوند کریم تیرے ارادون مین برکت دے بعد اسکے ایک
خلعت زرتار اس شجاع روزگار و تہور شعار کو مع شمشیر و خنجر یاقوت نگار کے مرحمت فرمایا اور دعائے حفظ پڑھ کے رخصت
فرمایا۔ دوسرے روز سیفان دلاور ساز و یراق سے آراستہ و پیراستہ ہوا اور مسلح و مکمل ہو کے صاحب قران بلند مکان
کے خدمت مین حاضر ہوا اور سلام بہ آداب شاہی بجا لا کے اسپ تیز رفتار پر سوار ہو کر روانہ طرف لشکر نکہت اثر کفار و اشرار کے
ہوا اور دربارگاہ ملک زردھنگ پر پہونچا لاقوت وغیرہ کو اطلاع ہوئی کہ سیفان دلاور فرستادۂ شاہ جم جاہ صاحبقران اکبر
عالم پناہ کے لشکر فتح پیکر سے آیا ہی اور کچھ پیام زبانی بھی لایا ہی غیلان نے کہا ای لاقوت یہ موقع و وقت انتقام نہایت ہی خوب ہاتھ
پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آویگا اب چاہیے کہ سیفان اس بارگاہ سے زندہ و سلامت نہ جانے پائے لاقوت نے کہا ای غیلان
ہر چند مین بھی چاہتا ہون اور قصد میرا بھی یہی ہی کہ مین اس سیفان نمک حرام کو ایسی سزائے سخت دون کہ اور لوگ بھی اسے دیکھ کے
متنبہ ہون تا آیندہ کوئی ایسی حرکت نکرے اور بجاے خود سمجھ لے مصرع

کار بد کردہ را سزا نیست

مگر اول ملک زردھنگ سے اس امر مین صلاح لینا ضرور ہی اگر زردھنگ راضی ہو گیا تو پھر کچھ مضائقہ نہین ہی یہ مشورہ کر کے
لاقوت ملک زردھنگ کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارا یہ منشا ہی آپ کی اس بارے مین کیا صلاح ہی لیکن زردھنگ یہ سنکے آگ
ہو گیا اور بکمال غضب کہا ای لاقوت خبردار اگر بار دیگر ہمارے سامنے ایسا ذکر بھی زبان پر تو لایا اور کسی دلاور اسلام سے بے وجہ
و بلا سبب کسی طرح کی پرخاش کی بات کا قصد کیا تو مین بدترین سلوک سے پیش آؤنگا اور اس بارہ مین ہرگز تیرا لحاظ و پاس ملحوظ خاطر
نہ رکھونگا۔ اور مردک بیحیائی تجھ پر ختم ہی تجھے شرم نہین آتی کہ سیفان دلاور ایک بادشاہ عالیجاہ کا پیام لیکر ہمارے پاس آیا ہی
اور تو تنہا پاکر درپے ایذا ہوتا ہی اے ناانصاف و ناحق شناس یہ امر آئین مروت و طریق عدالت و ہمت سے نہایت بعید ہی

ہمارے نزدیک اس سے بدتر کوئی امر نہیں ہے ایلچی کو کوئی بھی آزار دیتا ہے کہ تو ہی یہ ایک امر کریگا - زادان وزیر نے بھی ملک زردهنگ کے کلام کی تائید کی اور کہا اے لاقوت شاہ اب محل دم زدن نہیں ہے اب جملہ امور صاحبقران طلسم ہیفا کی مرضی ورائے پر موقوف و منحصر رکھنا چاہیے کوئی امر خلاف مرضی پہلوان جہان نہ کرنا چاہیے -

لاقوت شاہ کا ملک زردهنگ کے پاس آکے اپنا خیال ظاہر کرنا اور ملک زردهنگ کا لاقوت شاہ سے بطور غضب پیش آنا

الغرض ملک زردهنگ نے حکم دیا کہ سیفان دلاور کو بارگاہ میں آنے دو سیفان دلاور بشکل شیر ژیان اس جرأت و دلیری بارگاہ میں پہونچا کہ اہل بارگاہ کے ہوش پران ہوگئے اور حواس پراگندہ ہوے اول سیفان بہادر نے بآواز بلند بنام خدائے جہان آفرین سلام ادا کیا - لاقوت کو یہ حرکت سیفان کی نہایت ناگوار معلوم ہوئی زادان وزیر نے کہا اے سیفان تو نے یہ طریقہ سلام کب سے اختیار کیا کہ خدمت میں شاہان اولوالعزم کے اس ترکیب سے سلام کرتا ہے انسان کو چاہیے کہ اپنے حد اعتدال سے قدم باہر نہ رکھے اپنی لیاقت و منصب کا خیال ضرور ہے آخر تو نے بھی تو ایک مدت تک اس سرکار عالی جاہ کا نمک کھایا ہے آخر کچھ پاس نمک بھی سمجھے ہو یا نہیں اگر اس قدامت کے لحاظ سے کسیقدر خم ہو کے سلام بادشاہ کو کرتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا نہ تیری لیاقت میں فرق آتا اور نہ بادشاہ کا کچھ فائدہ تھا تیری منزلت کو ترقی ہو جاتی سیفان دلاور نے کہا اے وزارت پناہ واہ مصرع ع بر این عقل و دانش بباید گریست ہے اے کوتہ عقل تو اس مشہور

ولیاقت پر لاقوت کی وزارت کرتا ہو اور اُسکا مشیر ہوا ہو تف اس تیری عقل پر اور لعنت خدا اس تیری فہم پر ای گیدی ابھی تک
با اینہمہ عہدۂ وزارت وغیرہ طریقہ اسلام سے آگاہ نہین آگاہ ہو اور مجھ سے سُن کہ سلام دو قسم کے ہوا کرتے ہین ایک یہ کہ ہاتھ
سر پر رکھنا یعنے ہمارا دست بلند دوسرے کے سر تک بے تکلف پہونچ سکتا ہو مگر یہ طریقہ فقط واسطے نظاہر کے ہو دوسری قسم
کا سلام موافق تیرے قول کے سرنگون ہونا فقط یہ اس شہنشاہ عالم پناہ کے واسطے سزاوار ہو جسکا لقب صاحبقران
طلسم کشا و سرکوب اعداے دین ہو اے وزارت پناہ انصاف کر کہ مین ایسے بادشاہ عالی جاہ و فلک بارگاہ کا غلام ہون
جسکے قبضۂ قدرت مین ہفت اقلیم ہو پھر تو ہی بتا کہ اسکے مقابل مین ہم پایہ کون ہو جسکی مین تسلیم باعزاز بجا لاؤن یہ سر تو اُسکے
آستان فلک نشان پر جھکتا ہو دوسرا کون اُس منزلت کا بادشاہ ہو کہ جو مین اُسی طرح سلام کرون اب شیوۂ کور نمکی کا حال اگر
دریافت کرنا چاہتا ہو تو مجھ سے دریافت کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہو اس امر کو لاقوت شاہ سے دریافت کر لے وہ خوب
اُس سے واقف ہو وہ تیرا اطمینان بخوبی کر دیگا لاقوت شاہ سیفان کی اس زبان آوری سے نہایت خشمناک ہوا اور ان
کلمات طعن و تشنیع سے دل مین پیچ و تاب کھایا مگر بخوف ملک زردھنگ خاموش بیٹھا رہا بعد اسکے سیفان دلاور اہل دربار
کی طرف مخاطب ہوا اور کہا ای حاضرین بارگاہ مین صاحبقران طلسم کشا کا فرستادہ آیا ہون اور ملک زردھنگ و لاقوت کے
واسطے پیغام اس عالیجاہ کا لایا ہون تم سب ہمہ تن گوش ہو اور سنو وہ مسند نشین اورنگ جہانبانی ایسا عالیجاہ ہو کہ شاہان
عالم اُسکے بارگاہ کے ایک ادنے غاشیہ بردار ہین اور سلاطین اولو العزم اُسکی آستان ہدایت نشان پر ناصیہ فرسائی کرتے
ہین زادان نے کہا اچھا پھر کیون ادا سے پیام نہین کرتا بیان کر کہ ہم سنین سیفان نے کہا ای وزارت پناہ پہلے تم ایک لمحہ
کو میرے پاس تشریف لاؤ کہ مین تمسے کچھ مشورہ کر لون بعد اُسکے ادا سے پیام کرونگا زادان گیدی کے دل مین یہ خیال گذرا کہ
شاید سیفان اپنی گستاخی کلام و بے ادبی سے نادم ہوا ہو اُسکی معافی چاہتا ہو اسلیے مجھے پاس بلاتا ہو بے تکلف کرسی
سے اُٹھ کے سیفان دلاور کے پاس گیا اور اصل امر یہ تھا کہ سیفان دلاور کو کسی ملعون نے کوئی جگہ بیٹھنے کو نہ دی تھی ناچار
سیفان دلاور اُس وقت شیوۂ عیاری کو کام مین لایا یعنے بحکمت عملی اُس حیلہ سے زادان وزیر سے کرسی خالی کرائی اور خود
بجالاکی تمام کرسی زادان پر جا بیٹھا اور کرسی کو سامنے تخت ملک زردھنگ کے لے آیا اور کرسی پر استادہ ہو کے بطور عدہ
پیام صاحبقران کو بیان کرنا شروع کیا اور کہا اے لاقوت و ای زردھنگ آگاہ ہو کہ ایسے بادشاہ عالم پناہ کا پیام عالی جاہ
کہ جاے بلند پر کھڑے ہو کر ادا کرے کہ وہ پیام سزاوار ایسی جاے بلند کا ہو ہر چند کہ یہ کرسی بھی لائق ادا سے پیام عالی نہین ہو
لیکن بمجبوری و ناچاری ادا کیا جاتا ہو بعد اُسکے سیفان نے بفصاحت و بلاغت اُس پیام کو بیان کیا اس پیغام صاحبقرانی
کو بے کم و کاست لاقوت شاہ و ملک زردھنگ نے بخوبی سنا سیفان دلاور نے اثناے بیان مین ایک جملہ مختصر ایسا
ملک زردھنگ کو سُنایا کہ اُسکی سبب سے حاضرین بارگاہ کے طائر ہوش پرواز کر گئے اور جو لوگ بہادر و شجاع تھے اُنھون
نے سیفان کی جرأت و دلاوری پر تحسین و آفرین کی اور جتنے نامرد و بزدل تھے وہ بسبب خوف کے مثل بید کے کانپنے لگے

لاقوت سے ضبط نہو سکا اور شدت قہر وغضب سے سیفان کے درپے ایذا ہوا اور قصد کیا کہ سیفان کو ہلاک کر ڈالے
مگر ملک زر دھنگ مانع ہوا اور کہا ای لاقوت اسوقت اسقدر کسیکی مجال و قدرت نہین ہو کہ سیفان ولاور کی طرف
نگاہ کج سے دیکھے یسکے دست درازی و ایذا رسانی تو شئی دیگر ہو حق امر یہ ہو کہ اپنے آقا کا خیر خواہ ایسا ہی ہونا چاہیے آفرین
ہزار آفرین سیفان کی ہمت مردانہ وجرأت دلیرانہ پر کیا خوب اسنے بآئین شائستہ پیام اپنے آقا کے نامدار کا ادا کیا بعد
اسکے سیفان سے کہا ای بہادر میری طرف سے صاحب قران طلسم کشا کی خدمت فیضدرجت مین سلام نیاز بصد تمنائے
لازمت دست بستہ عرض کرنا اور کہنا کہ ای جوان والاشان جو کچھ کہ آپ نے ارشاد فرمایا مین نے بگوش دل سنا آرزو یہی
کہ پہلے میدان جنگ کو بتر حییف صفوف مصاف آراستہ کرکے شہریار دولت مدار سے ایک بار جنگ مردانہ اور زور دلیرانہ
کرکے اپنی حسرت نکال لون اگر یہ ناچیز شہریار گردون وقار پر غالب آیا تو تمام مقدرات فتنہ و فساد طے ہو جاینگے اور جو حضور
نے مجھے مغلوب کر لیا تو اُس صورت مین جو حکم عالی ہوگا بجان ودل قبول ومنظور کرونگا ای شہریار ملک وقار اس امر کو
مین نے اپنے اوپر واجب گردانا ہو سیفان دلاور نے کہا ای ملک یہ تیرا جواب البتہ نہایت معقول ہو وہ شہریار کامگار
صاحب قران اکبر فلک قدر تیری التماس کو ضرور قبول فرمائیگا پھر لاقوت سے مخاطب ہو کر کہا ای لاقوت تو بیان کر کیا
جواب دیتا ہو لاقوت نے کہا ای نمک حرام تو اپنے آقا سے مغرور سے کہدینا کہ ای جوان آدم زاد اگر تو بزور وقوت بازو
آسمانون کو زمین پر گرا دے اور زمین کو آسمان پر پہونچا دے اور آفتاب کو بے نور اور مہتاب کا دن کو ظہور کردے اور تمام عالم
کی ثروت وجہانگیری وسلطنت وحکومت مجھے بخشدے تو بھی ممکن نہین کہ مین ابلیس پرستی کو ترک کرون اور خدائے نادیدہ
کو اپنا معبود وخالق برحق سمجھون اس امر کی توقع مجھسے ہرگز نہ رکھنا مین بجز خداوند ابلیس کے اور کسیکو خیال مین
نہ لاؤنگا فقط - اشعار

ترک ابلیس پرستی نہ کنم زانکہ ابلیس زراہ شفقت	تا بود جان بہ تن و ہوش بسر بہر لاقوت بود بہ ز پدر

سیفان نے کہا واقعی عجب سیہ قلب وتیرہ درون یہ حرام زادہ نطفہ شیطان ہو یہ کسی طرح راہ پر آنے والا نہین ہو سچ ہو

پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بد است	تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبد است

بعد اسکے سیفان دلاور اس بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے اسپ صبا رفتار پر سوار ہوکے روانہ ہوا اور صاحب قران
ذیشان کی خدمت مین حاضر ہوکے تمام سرگذشت از اول تا آخر مفصل ومشرح بیان کی صاحب قران اکبر نے بعد استماع
جواب صاف لاقوت اور ملک زردھنگ کے جنگ کا حکم دیا قصہ کوتاہ جب طرفین سے جنگ وحرب مقرر ہوگئی دوسرے
روز لشکر زردھنگ سے صدائے نقارہ رزمی بلند ہوئی اسطرف لشکر اسلام سے بھی صدائے کوس حربی بجانے کا حکم ہوا بیت

درآمد بغریدن آواز کوس	فلک پر دہان در دل داد بوس

تمام شب دلاوران جنگ جو و شجاعان کینہ خو آراستگی لشکر و سلاح و یراق مین مصروف و سرگرم رہے ـ نظم

چو روز دگر چشمۂ آفتاب	برانگیخت آتش ز دریای آب
سحرگہ کہ آمد بہ نیاب اخضری	گل سرخ بر طاق نیلوفری

غرض کہ ایک طرف لاقوت شاہ اور ملک زرد ھناک وزاوان وزیر و غیلان و فحفان وغیرہ اشرار و کفار گھوڑون پر بہ کمال نخوت و غرور سے مع فوج جنگ گذار میدان مصاف مین صف آرا ہوئے دوسری طرف شہریار نامور صاحبقران اکبر نے دلاوران گردن شکن و بہادران رویین تن کی صفون کو بآئین شائستہ آراستہ و پیراستہ فرمایا اور ہر ایک افسر کو جا بجا صفوف لشکر مین مقرر فرمایا اور خود بہ دولت و اقبال ایک اسپ برق وش و صبا رفتار پر سوار ہوکے لشکر فتح پیکر سے مقدم مقیم ہوئے نظم

رسیدند لشکر بجای مصاف	خبک برگذرگاہ کین ریختند
دو پرکالہ استادہ چون کوہ قاف	نقیبان خروشیدن انگیختند
ز بسیاری لشکر ہر دو جای	پرنگ بر پرنگ سو بسو در شتاب
فرو بستہ کوشندہ را دست و پای	نہ در دل سکون نہ در دیدہ خواب

قصہ کوتاہ بعد صف آرائی لشکر اول لشکر لاقوت سے بہلاق گرہ گردن سپہ سالار لشکر لاقوت کہ مرد مردانہ و بہادر زمانہ تھا معرکہ نبرد مین مثل فیل مست کے آہستہ آہستہ آیا اور بعد لاف وگزاف حریف سے نبرد کا طالب ہوا اسطرف لشکر اسلام سے ملک افلاک مینائی اُس دلیر کے مقابلہ کو گیا دونون بہادرون مین تمام روز جنگ رہی اور باہم ایک دوسرے کی تعریف کرتا جاتا تھا آخر ملک افلاک مینائی نے اُس دیو سیرت کے کمربند مین ہاتھ ڈال کر ایک ہی روز مین زین سے اُٹھا لیا اُسی طرح معلق ہاتھ پہ علم کیا اور لشکر مین اپنے لے آئے صاحبقران اکبر نے طبل بازگشت بجوا دیا اور بارگاہ فلک احتشان مین تشریف لائے پہلوانان لشکر سخت حیرت مین تھے کہ ملک افلاک ایسے پہلوان کو کہ جسکا سوائے طاقت و زور کے لنگر ایسا تھا کہ گھوڑا دبا جاتا تھا عجیب مردانگی سے پشت زین سے اُٹھا لیا واہ کیا بہادر دوران ہے بعد اُسکے بہلاق کو صاحبقران اکبر نے بارگاہ مین بلایا اور قید و بند سے اُس نوگرفتار کو رہا کیا اور چند فقرے وحدانیت ایزدی کے بیان کیے اور اس آب و تاب سے بیان فرمائے کہ زنگ کفر و ضلالت بہلاق کے لوح دل سے دور ہوگیا اور اُس دلاور دوران نے بصدق دل اسلام قبول کیا صاحبقران اکبر نے اُسے خلعت گران بہا مع شمشیر و خنجر و خیمہ و خرگاہ مرحمت فرمایا یہ خبر وحشت اثر لاقوت شاہ کو پہونچی کہ بہلاق گرہ گردن سپہ سالار لشکر مسلمان ہوگیا بس ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور زار زار رونے لگا ملک زرد ھناک نے کہا ای لاقوت شاہ اس بات سے نہایت متحیر ہون کہ تو نہین معلوم اپنے غم مرگ مین روتا ہے یا خرابی حال پر جان کھوتا ہے یا بوجہ حسد و رشک کے رو رہا ہے کہ بہلاق نے بخوشی دل دین اسلام قبول کیا او گیدی یہ کون محل گریہ ہے پہلے تو بھی اسی دین مین تھا کیا تجھے یاد نہین ہے بھول گیا اگر اُس سپہ سالار صاحب عقل و فہم نے اُس دین کو اختیار کر لیا تو کیا قباحت لازم آئی لاقوت شاہ نے کہا ای ملک حال یہ ہے کہ مین عہد طفولیت سے ابلیس کا غلام تھا لیکن مجبور رہی اپنے باپ کے خوف سے اظہار نہ کر سکتا تھا جب مین نے اپنے باپ کو قتل کیا پھر مجھے کسی کا خوف نہ رہا اور سب طرح سے مطمئن ہوکے اُس مطابق اپنی مین باعصیان

ابلیس پرست ہو الملک زردھنگ نے کہا او نمک حرام نطفۂ شیطان تو اپنے چشم کور سے دیکھ یہ اُسی کا ثمرہ تجھکو ملتا ہی کہ تو اس روز بد کو پہونچا ابھی کیا ہی عجب ناہیں ہی کہ جو تو ایسی بلا سے سخت میں گرفتار ہو جاے کہ جس سے تا قیامت نجات نہو لاقوت نے کہا ای ملک زردھنگ اس فعل کی بدولت میں اس مرتبہ کو پہونچا کہ بادشاہ ہوا اور برکت دین ابلیسی و رہنمائی عقل سے اب جلد مناصب اعلے پر فائز ہوا چاہتا ہوں شہر عسکریہ کی سلطنت میرے قبضۂ قدرت میں آگئی اور حاکمان مراحل طلسم پر اسوقت تک حکمرانی کرتا ہوں اور آیندہ سے خداوند ابلیس کے لطف و مرحمت کا امیدوار ہوں ملک زردھنگ نے کہا او کمبخت تجھے یہ کلمہ کہتے شرم نہیں آتی کہ بھاگ کے ہمارے پناہ میں اب آیا ہوا اور ہم پر حکمرانی کرتا ہی اور جس وقت بہلان گرہ گردن سپہ سالار کے ملازمین و رفقا نے اپنے آقا کو دیکھا کہ لشکر اسلام میں پہونچکر داخل اسلام ہوگیا پس وہ قریب تین ہزار کے سوار و پیادہ تھے سب شبا شب داخل لشکر اسلام ہو کر مشرف باسلام ہوے دوسرے روز پھر ہنگامہ رزم و پیکار گرم ہوا اور کوس رزمی و نقارہ جنگی کی صدا بلند ہوئی نظم

چو خورشید در سوے جا در زمین	برافروخت رخسارہ بر دست کین	درخشید شمشیر الماس گون	روان از غلاف سپہر شد برون

بعد صف آرائی عسکر طرفین قیقول زورمند ایک پہلوان بہادر مانند پیل مست جھومتا ہوا لشکر کفار سے نکل کے رزمگاہ میں آیا اور مردانہ و دلیرانہ چند اشعار بطور رجز بفصاحت ادا کیے اور طالب مرد مقابل ہوا ادھر لشکر اسلام سے بھی ملک نصیر دل بہادر اسپ باد رفتار پر سوار ہو کر قریب حریف کے پہونچا اور ایک تگا دری اس زور سے گھوڑے کو حریف کے دی کہ حریف کا گھوڑا چند قدم پسپا ہوگیا ادھر قیقول نے شمشیر آبدار نیام سے لی نصیر دل دلاور نے بھی تیغ بے دریغ علم کی اور ایسی ایک ضرب سخت دلیرانہ و رستمانہ قیقول کے سر پر لگائی کہ وہ تلوار خود آہنی کاٹتی ہوئی گردن تک اُتری اور وہان سے زرہ و چار آئینہ کو کاٹتی ہوئی اسفل سے نکلگئی اور وہ ملعون خاک ذلت میں مل کے سیدھا داخل نار ہوا۔ بعد قتل قیقول جلینول نام ایک پہلوان نہایت قوی ہیکل دیو سیرت طویل القامت میدان کارزار میں آیا وہ بھی شکار ملک نصیر دل دلاور کا ہوا اس غازی نے ضرب اول ہی میں اُسکا سر تن سے جدا کر دیا بعد اسکے میکاس۔ لاقوت کا پہلوان بقصد انتقام جلینول معرکہ آرا ہوا اُسکو سیمگون بہادر نے واصل جہنم کیا۔ نظم

ہمانا دران عرصہ فتنہ بپا	دم دشنہ پہلو دریدن گرفت
بسے سر ز تن تن ز سر شد جدا	چو سروے کہ از پا در آید بسر
سنان در جگرہا خلیدن گرفت	فتادند گردان بہ رخسم بتر

الغرض اسی طرح سیفان دلاور نے حلفاج غول پیکر کو روانہ سقر کیا لاقوت نے اس واقعہ جانکاہ کو دیکھکر دونوں ہاتھ سر پر مارے اور کہا واحسرتا و دریغا یہ فلک شعبدہ باز عجب عجب نیرنگیان دکھاتا ہی اپنی کجروی سے باز نہیں آتا نہیں معلوم اس فلک فتنہ ساز و شعبدہ باز سے مجھ سے کیا عداوت ہی کہ ناحق بندگان ابلیس کے درپے آزار ہی مفت میں خراب و خستہ و ذلیل و رسوا کر رہا ہی پہلوانان ابلیس کو یزدان پرستوں کے ہاتھ سے باین ذلت و خواری قتل کروائے ڈالتا ہی یہ فلک ناانصاف

خداوند ابلیس کی آبرو کا کبھی لحاظ و پاس نہیں کرتا اس عرصہ میں ہماز عیار نے کہا اے بادشاہ طلسم جب خداوند ابلیس کچھ نہیں
کر سکتا فلک بیچارے کی کیا خطا ہے ناحق بدنام کرتے ہو ایسی لعنت ہی خداوند باطل کے واسطے سزاوار ہے کہ باوجود خداوندی
کے تمہاری دستگیری نہیں کرتا اے امیر تم خاطر جمع رکھو میں کل میدان کارزار میں خداوند کی تصویر نصب کرونگا اور اتنی
پاپوشیں خداوند کے سر پر لگاؤنگا کہ خداوند بھی تمام عمر یاد کرینگے کہ اپنے بندوں کی خبر نہ لینا اور دستگیری نہ کرنا ایسا ہوتا ہے
غالباً اس صورت سے خداوند کو کچھ شرم آویگی اور تمہاری عقدہ کشائی کرینگے اور اب بھی نہ خیال آیا تو مجبوری ہے لاقوت شاہ
نے کہا اے ہماز اگر تو ایسی حرکت کریگا تو میں تجھے اسی وقت عذاب سخت سے قتل کرونگا ادھر زادان بھی ہماز کو کلمات سخت
کہنے لگا ملک زردہنگ نے کہا اے ہماز اسوقت تم میں اور تمہارے آقا میں یہ کیا گفتگو ہو رہی تھی کیا کوئی تازہ معاملہ
درپیش ہوا ہے تو کہو ہم بھی سنیں ہماز نے کہا اے ملک مجھکو ایک عمل ایسا یاد ہے کہ اسکے سبب سے چند ہی روز میں عقدۂ لاحل
بسہولت تمام حل ہو جاتا ہے اسوقت اپنے آقا کو سخت تشویش میں مبتلا دیکھ کے مجھے بھی صدمۂ عظیم ہوا آخر ناچار میں نے اسی عمل کا
قصد کیا تھا تاکہ مخدوم کا تردد دفع ہو اور عقدۂ لاحل حل ہو جاے لیکن لاقوت شاہ مجھے مانع ہوتے ہیں اسلئے میں بھی مجبور ہوں
ہاں جب از حد مجبور ہونگا تب بناچاری میں لشکر میں دشمنان خداوند یعنے خداپرستوں کے جا کر اس عمل کو کرونگا وہاں البتہ کوئی
مزاحم نہوگا ملک زردہنگ نے کہا تو ہمسے تو بیان کرو وہ کونسا عمل ہے جو ایسی عقدہ کشائی کرتا ہے اسوقت ہماز نے وہ کیفیت تصویر
ابلیس کی بیان کی ملک زردہنگ نے اس ترکیب کو شگفتگی سے تسلیم کیا اور کہا سبحان اللہ زہے شان و قدرت خداوندی کہ جو اس
تفضیح پر راضی و خوش ہو لعنت برین خداوند باطل واقعی ایسے خداوند کا جو علاج تو نے تجویز کیا ہے اور بجز تیرے اور کوئی اس
خداوند مہمل و باطل کا قدردان و مزاج دان بھی نہیں ہے الغرض لاقوت شاہ دیر تک اسی فکر و خیال میں چپکا بیٹھا رہا اور
بعد تھوڑی دیر کے سوچا کہ شاید یہ عیار بیشبہ بوقت جنگ میدان رزم میں اس ارادے کو اپنے کر گذرے تو خداپرستوں کے سامنے
بڑی ذلت ہوگی کیونکہ اس عیار طرار کی رگ رگ میں فساد بھرا معلوم ہوتا ہے لہذا پہلے ہماز کو لاقوت نے بخیال ذلت و رسوائی کے
منت و سماجت سے منع کیا اور وعدہ کیا کہ تجھے ہم خلعت و انعام دینگے اور کچھ زر نقد بھی دیا ہماز اسوقت چپ ہو رہا رات کو
ملک زردہنگ نے طبل جنگی بجوا دیا ادھر لشکر اسلام سے صداے بوق زرمی بلند ہوئی رات تو درستی سامان جنگ میں
گذری

نظم

چو روز دگر چشمۂ آفتاب	برانگیخت آتش ز دریاے آب
چو برگشت اقبال از کافران	ز دور فلک این چنین شد عیان

جسوقت خسرو خاور تخت فیروزہ رنگ پر جلوہ آرا ہوا عساکر رزم خواہ طرفین معرکۂ جنگ میں صف آرا ہوئے لاقوت شاہ
کے لشکر نکبت اثر سے ایک پہلوان نہایت تنومند ہلاک جنگی نام بڑے جوش و خروش سے لاف زنی کرتا ہوا میدان معرکہ
میں آیا اور طالب حریف ہوا اس جانب لشکر اسلام سے الشار دلاور نے تنگ مرکب دیکھا اور صاحبقران اکبر گردون نشان

سے اجازت حرب لیکے مثل شیر غضبناک اُسکے مقابلہ کو پہونچا اور پہلے نیزہ بازی و شمشیر زنی ہوئی جب ان آلات سے حصول مقصود نہوا تو دونون پہلوان رستم توان گھوڑون سے کود پڑے اور زور بازو مین مصروف ہوے ایک پہر کامل مثل سیلان کے گاؤ زوریان رہین آخرکار البشار دلاور نے اُس غول صحرائی کو پست کیا اور دست بستہ اپنے لشکر مین لیگیا ہملاک پہلوان بھی

البشار و ہملاک کے باہم زور دست و بازو ہونا

بصدق نیت و صفائی قلب دائرۂ اسلام مین داخل ہوا قصہ مختصر اس چند روز کے عرصہ مین جنگ متواتر ہوئی اور دلاوران اسلام نے چالیس پہلوان زبردست کہ جنمین ہر ایک لاف شجاعت و بہادری مارتا تھا اور رستم و سہراب کا عدم وجود کچھ نہ جانتا تھا ہاتھ سے غازیان تہور شعار کے معرض قتل مین آئے اور مجروحان لشکر کا حساب نہین ہے اب لشکر لاقوت شاہ مین مردان جنگ آزما کی اسقدر قلت ہوئی کہ بقیہ اہل لشکر کے جی چھوٹ گئے اور تاب و طاقت باقی نہ رہی اور کسی پہلوان کو میدان جنگ مین جانے کا حوصلہ نہ رہا دلیران رزم جو و نبرد آزما کی پست ہمتی کی یہ نوبت پہونچی کہ میدان داری مین کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہین کرتا تھا بس صف بستہ مثل تصویر چوبی کھڑے رہگئے کوئی قدم آگے نہین بڑھاتا اب لاقوت شاہ وزادان وزیر اور عیلان و قحفان کے سوا اور کوئی باقی نہ رہا۔ لاقوت شاہ اس حال خراب کو دیکھ کے ہر دم و ہر لحظہ روتا تھا اور ہر وقت وحشتناک و ہراسان رہتا تھا آخر دوسرے روز ملک زرد ہنگ نے اپنے نام طبل بجوایا

نظم

صبحدم کآفتاب نورانی
سر کشید از حجاب ظلمانی
کرا تاج اقبال بر سر نهند
کرا تخت تابوت بر ور نهند
در اندیشه گردن کشان را بپا
زمانه کرا کارسازی کند
که اکنون بکام که گردد فلک
ستاره بجاے که بازی کند

علی الصباح ملک زرد ہنگ نہایت جاہ و تجمل سے میدان جنگ مین آیا اور لشکر اسلام سے طالب حریف ہوا ادھر سے قحفلان جنی ملک زرد ہنگ کے مقابلہ کو گیا اور حرب و پیکار شروع ہوئی لیکن ملک زرد ہنگ کی ضرب کی قحفلان تاب نہ لا سکا

زخمی ہوا لشکر مین واپس آیا اس روز ملک زردہنگ نے بقوت مردانہ و دلیرانہ دس پہلوان لشکر اسلام کے اسیر و دستگیر کیے
اسی طرح دوسرے روز کی میدان داری مین اول سیفان مجروح ہوا بعد سیفان کے چند دلاور اسیر و دستگیر کرکے لشکر اسلام کے لیگیا
تیسرے روز البشار دلاور بھی سارے دن ملک زردہنگ سے سرگرم مصاف رہا آخرکار یہ دلاور بھی مجروح ہوا قصہ مختصر ملک
زردہنگ نے بارہ روز کی میدانداری مین سواے سیمگون بہادر کے جملہ دلاوران لشکر فتح پیکر صاحب قران اکبر کو مجروح
کیا اور بیس نفر پہلوانان تہور شعار و بہادران نامدار کہ بقوت دست و بازو اسیر و دستگیر کرکے لیگیا بعد ازان ایک روز ہنگامہ
جنگ موقوف رہا اور اسی روز ملک زردہنگ نے صاحب قران اکبر کو پیغام بھیجا کہ اے صاحب قران اکبر گردون مکان
تمھارے ملت و آئین مین مومنان خداپرست کا مرتبہ سب طرح سے ابلیس پرستون پر فوقیت رکھتا ہے اس صورت مین
مین بہتر و مناسب یہ جانتا ہون کہ چالیس نفر پہلوان اس لشکر کے جو تمھارے پاس قید ہین ان سب کو میرے حوالے کردو
اور اپنے بیس پہلوان خداپرست جو کہ بمنزلہ چالیس نفر ابلیس پرست کے ہین مجھ سے لے لو مین مبادلہ پر راضی ہون اور یقین ہے
کہ یہ معاوضہ حسب منشاے خاطر عالی بھی ہوگا آیندہ آپ کو اختیار ہے میرے نزدیک یہ معاوضہ کسی طرح اور کسی صورت سے
بیجا نہین ہے صاحب قران اکبر نے اس امر کو قبول فرمایا اُسی وقت تبادلہ کر لیا پہلے صاحب قران نے اسیران لشکر زردہنگ
کو رہا کیا بعد ازان زردہنگ نے پہلوانان لشکر اسلام کو چھوڑا جس وقت یہ پہلوان لشکر مین پہونچے صاحب قران عالیشان
نے سجدۂ شکر ادا کیا کسواسطے کہ اب لشکر اسلام مین سواے سیمگون دلاور کے اور کوئی پہلوان باقی نہ رہا تھا کہ ملک زردہنگ
کے مقابلہ کو جاتا اور حرب و ضرب کا اُسکے جواب دیتا تامی دلاوران جنگ آزما کو مجروح و خستہ کردیا تھا الغرض جس وقت
معاوضہ ہوگیا پھر بار دیگر صداے طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی پہلوانان لشکر اسلام صداے جنگ سن کے نہایت
مضطرب الحال ہوے کسی کے ہوش و حواس بجا نہ رہے کیونکہ کسی مین میدان داری کی تاب و توان باقی نہ رہی تھی اور
کوئی صاحب جرأت ایسا باقی نہ تھا جو ملک زردہنگ کا مرد مقابل ہوتا اور اُسکی ضرب زبردست کا جواب دیتا آخر اُس روز
ہو وقت ہنگامہ کارزار و دار و گیر کے یہ راے ہوئی اور یہ امر باہم قرار پایا کہ بندگان خدا کا بے گناہ خون کیون ہو قطع نظر اسکے
اب کارزار مین بھی طول حد سے زیادہ کھنچتا ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ دم صبح ملک زردہنگ اور صاحب قران اکبر میدان
جنگ و پیکار مین جاکر زور آزمائی کرلین تاکہ یہ معاملہ جلد تر فیصل ہو جاوے صاحب قران کشورستان نے بھی بخوشی خاطر
اس تجویز کو قبول فرمایا۔

اب راوی لشکر طرفین کو درستی سامان جنگ و آلات حرب مین مصروف رکھتا ہے اور مکر و فریب مفسدان ناپاک یعنی زادان و غیلان وغیرہ کا معرض بیان مین لاتا ہے۔

مومن کا مددگار ہے شاہ نجف ابدال
حامی ہے ترا شیر خدا [illegible] ابدال
بت توڑنے کو دوش نبی پہ وہ چڑھا ہے

کعبے کو تولد سے ہی اُسکے شرف ابدال
خاک نجف اکسیر ہی مومن کی نظر مین
گوہر ہی علی کون و مکان ہی صدف ابدال
معصوم ہی عیبون سے زمانے کے بری ہے

بے واسطہ ہی احمد مرسل کا خلیفہ
شفاف ہی الماس سے دُر نجف ابدال
لاریب اماموں مین سرآمد وہ ولی ہی
وہ لالہ بے داغ و مہ بے کلف ابدال
شیطان کے نطفے سے ہی وہ ناخلف ابدال

دنیا کے طلبگار کرین حق تلف ابدال
حاصل تو اُسے قلزم قدرت کا سمجھے
سمجھے نہ مقدم یہ جماعت کی صف ابدال
دشمن ہو جو ایسے کا سے رکھتا ہی آتش

راویان اخبار و ناقلان آثار صفحۂ قرطاس پر اسطرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جسوقت شہریار صاحب عقل و ہوش شکانندۂ طلسم حکیم آذر نوش زبدۃ الاسحاق والی ملک اخلاق صفدر روز لا و صاحب قران اکبر مسلح و مکمل مرکب برق رفتار پر سوار ہوکر عازم میدان رزم ہوے اُسوقت لاقوت وزادان اور حرام و غیلان و قحفان بے ایمان نے مشورہ باہم یہ کیا کہ جسوقت طلسم کشا اور زرد ھنگ دونون پہلوان سرگرم رزم و پیکار ہون اُسوقت تو طلسم کشا کے پاس جاکر ملک زرد ھنگ کی طرف سے نہایت ادب سے یہ پیام دینا کہ ای شہریار عالی وقار ملک زرد ھنگ اگرچہ حضور سے مردانہ و دلیرانہ زور آزمائی کرنا چاہتا ہی مگر اُسکی آرزوے دلی یہ ہی کہ حضور کی قوت و زور اصلی کا امتحان ہو جائے کہ حضور مین کسقدر طاقت ہی ورنہ یہ امر تو ادنیٰ ہی کہ دو پہلوانون مین ایک کو غلبہ ضرور ہی ہوتا ہی اور زور و قوت صاحبقرانی کا معلوم ہونا اسی صورت سے ہی کہ طلسم کشا تمام ساز و سامان طلسمی مع فوج طلسم وغیرہ جو طلسم سے دستیاب ہوئی ہے اپنے سے علیحدہ فرماکر کسی معتمد خاص کے سپرد کرین بعد اسکے صاحب قران مجھ سے فنون سپہ گری اور زور آزمائی مین مقابلہ کرین اُسوقت البتہ قوت و قدرت ذاتی جو کہ خداداد ہی قرار واقعی امتحان مین آویگی پھر مین بے حجت و تکرار حضور کا مطیع و فرمانبردار ہو جاؤنگا سوا اسکے یہ امر بھی بعید از آئین مروت و شجاعت و دلاوری ہی کہ حریف سلاح و یراق جنگ و مصاف سے آراستہ ہو اور حضور اشیاے طلسمی زیب تن فرماکر حریف کا مقابلہ فرماوین اس صورت مین حضور کا غالب آنا کچھ تعجب کی بات نہین ہی اسطرح تو ہر شخص غالب آسکتا ہی اور بمدد اشیاے طلسم مرتبۂ صاحب قرانی کو پہونچ سکتا ہی ہان اگر شہریار بھی مثل میرے زرہ و سلاح غیر طلسمی جسم پر آراستہ فرماکر مقابلہ فرماوین تو اسوقت البتہ مرتبۂ طلسم کشائی و صاحب قرانی کی کیفیت معلوم ہو بس ای زادان مین یقین کرتا ہون کہ وہ آدم نزاد صاحب عزت و حمیت ہی بسبب حمیت کے یہ امر سنکے فوراً منظور کریگا اور اُس وقت تمام سامان طلسمی جسم سے اُتار ڈالے گا یہ تدبیر ہو جاوے پھر دیکھ لیا جائے گا اے زادان اس مشورے کو بروقت معرکہ آرائی کے اُٹھا رکھنا اور جو ملک زرد ھنگ خود بیان کرے تو اور اچھا ہی یا یہ رائے پختہ ہو تو بھی بہتر ہے بہر نوع یہ صورت کار برآری کی ضرور ہی امید ہے کہ اس امر سے کوئی نتیجہ نیک ظہور مین آویگا اور عجب نہین کہ سیگون اُسکا پہلوان صحیح و سلامت اُسکے ساتھ ہو اور اسی کے سبب سامان طلسمی سپرد کیے جائین اور سیگون اس وقت سب اشیاے طلسمی کہین لیکے کھڑا ہوگا بس ای زادان جس وقت طلسم کشا ملک زرد ھنگ سے سرگرم رزم ہوا اُسوقت

ہم تم تینون باتفاق حیلہ و بہانہ سے تماشاے جنگ کے قریب ترسیمگون کے پہونچ کر ایکبارگی غفلت مین سیمگون کو قتل کر لینا
اور سب لیکر کافور ہو جائین یقین ہی کہ اسطور سے یہ اسباب طلسمی نہایت سہولت سے دستیاب ہو جاوے ای زرادان وہ اسباب جب ہاتھ
آجاوے ایک شخص ہم تینون سے اُس اسباب کو لیکر بتعجیل تمام فرار ہو جاے اور اس مقام پر جا پہونچے کہ جو یہان سے
چار فرسخ کنارہ دریاے شور کے واقع ہی اور اُس کنارے سے دوسرے کنارے تک ایک سرنگ کھودین کنارے پر
دمدمہ ہو اور سرنگ پر تین سو سپاہی مسلح ہر وقت کمر باندھے کھڑے رہین کہ پرندہ پر نمار سکے اور اُس سرنگ مین وہ اسباب
رکھا جاے اور اس طرح وہ اسباب رکھا جائے کہ میدان جنگ سے تا بہ سرنگ آدمیون کی قطار رہے تاکہ ان دو حدمین دست بدست
وہ اسباب تا انتہاے سرنگ پہونچ جاوے بلکہ دریا مین ڈبو دے تو اور بہتر ہی تاکہ پھر کسیکو خبر نہو کہ کہان ہی اسوقت طلسم کشا
کا قرار واقعی تدارک کر لیا جائیگا شاید اگر طلسم کشا ملک زردھنگ پر غالب بھی ہوا تو اس سے بے دست و پائی مین کیا
ہو سکتا ہی آخر خستہ حالی اور سراسیمگی سے پریشان ہو کر حصار طلسم سے باہر نکل جانا پڑے گا یا طعمۂ اجل ہوگا قصہ کوتاہ تینون
برداز اس فکر و تدبیر مین تھے کہ کسی طرح مکر و حیلہ سے اشیاے طلسمی صاحب قران اکبر سے لینا ضرور ہی کہ صاحب قران اکبر
اس کائنات طلسم مین بیکار و معطل ہو جائے اسوقت طلسم کشا کی طلسم کشائی کو دیکھین گے کہ کیسے حیران و پریشان
سرگردان پھرتے ہین یقین ہی کہ طلسم کشا غیرت دار شخص ہی بسبب شرم کے بیرون طلسم نجائیگا اور عجب نہین کہ رفقا و
خیر خواہ بھی طلسم کشا سے منحرف ہو جائین اور دشمن جان ہو جائین پھر طلسم کشا کا کام تمام کر دینا کتنی بڑی بات ہی
ای زرادان جب یہ کام درست ہو جائیگا تو اسکا انتظار بھی کرینگے کہ ملک زردھنگ و طلسم کشا سے معرکۂ جنگ مین کیا
انفصال ہوتا ہی بہمہ وجوہ زردھنگ طلسم کشا پر غالب آئے یا مغلوب ہو ہم دونون حال مین کامیاب ہی ہونگے امید ہمین
یہی ہی کہ پہلوان جہان زردھنگ بہادر ہر طرح طلسم کشا پر غالب آویگا کسواسطے کہ وہ آدم زاد ضعیف البنیا فقط بسبب
لوح اور سلاح طلسمی وغیرہ کے طلسم کشائی کرتا ہی ورنہ قوت طلسم کشائی و صاحب قرانی ایک مشت استخوان مین ہونی
معلوم ملک زردھنگ پر غالب بھی ہوا تو کیا مضائقہ کی بات ہی ہم بہر صورت اسکا تدارک و علاج کر سکتے ہین اور جہان تک
ممکن ہوگا اسکو قلع و قمع کر کے خاک ذلت مین ملا دینگے اور ایک ہی جنگ مغلوبہ سے اس طلسم کشائی کے سامان برباد
کر دینگے جب آلات طلسمی اُسکے پاس موجود نہونگے تو اہالیان طلسمی بھی یقین ہی کہ اسکی اطاعت نکرینگے فقط خطاب طلسم کشائی
رہجائیگا ایسی حالت مین تو ہی کیا تاکہ طلسم کشا کا مار ڈالنا کیا دشوار امر ہی الغرض ان ملاعین نے یہ مشورہ کیا اور زرادان ملعون
شیطان اُسوقت کا منتظر رہا اس طرف لشکر اشرار مین بجز لاقوت و زردھنگ کے اور اُن تینون سپہ درون کے کوئی پہلوان
جنگ آزما نہین تھا کہ جو میدان کین مین دلیرانہ و مردانہ جاتا اور داد مردانگی و بہادری دیتا جو قیدی چھوٹے ہوے ہین انکی
ہمت و جرأت کچھ ایسی پست ہو گئی ہی کہ نام جنگ سے مانند بید کے کانپتے ہین ناچار ملک زردھنگ نے خود ہی میدانداری
کا قصد کیا اور حملات جنگی سے چند دلاوران لشکر اسلام کو اسیر و دستگیر کر لیا اب لشکر اسلام مین یہ کیفیت ہوئی کہ جب

صاحب قران اکبر فلک قدر اور ان ہنگون دلاور کے کوئی متنفس تندرست باقی نہین رہا کہ جو میدان کارزار مین جائے آج بقدرت قادر حقیقی بہ صورت منجانب اللہ پیش آئی کہ ملک زردھنگ نے خود درخواست اس بات کی کی کہ باہم زور آزمائی ہو تاکہ یہ جلد جارطلو ہو جاوے طول بیجا سے کیا فائدہ ملک زردھنگ نے اس شب کو طبل جنگ اپنے نام بجوایا دوسرے روز عساکر طرفین سے صف آرائی ہو چکی صاحب قران عالیشان نے بہ نفس نفیس میدان رزم مین آنے کا عزم بالجزم فرمایا اور ملک لقیصرون دلاور را مجروح کو قلب لشکر مین تخت روان پر سوار کرکے قائم کیا اس طرف لاقوت و زادان اور غیلان نطفہ شیطان اپنی اپنی شرارت و مکاری مین سرگرم ہوے اور یہ کارروائی ان تینون نے سب سے پوشیدہ کی تھی حتی کہ ملک زردھنگ سے بھی اطلاع اس مشورے کے نہ کی مگر وہان چند عیاران تیز فہم اپنی چالاکی سے اس دنبہ نقب سے آگاہ ہوگئے انمین سے ایک عیار حفران جنی نام تھا اور دوسرا کفران جنی یہ دونو نادر سخطائی و شرارت ذاتی مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے زادان نے ان حرامزادون کو بخوبی فہمایش کردی تھی اور سب امور سمجھا دیے تھے کہ وقت پر کچھ حاجت پوچھنے کی نہ رہی حفران اول دنبہ سرنگ پر کھڑا تھا اور کفران شوم بخت دوسرے دہنہ پر جو کہ دریاے شور کے دوسرے کنارے پر واقع تھا وہان مستعد و ہوشیار منتظر وقت تھا اور باقی لوگ جو دست بدست پہونچانے والے تھے وہ دو دو چار چار قدم پر درمیان دہنہ نقب اور زادان وغیرہ کے کھڑے تھے کہ جس وقت وہ دشمیاے مطلوبہ ہاتھ آئین فوراً دست بدست دہنہ نقب تک پہونچ جائین ایک دم کی بھی دیر نہو چنانچہ وہ سب ملاعین و اشرار اپنی اپنی خدمت پر بکمال ہوشیاری و مستعدی حاضر تھے آمادہ برسر مطلب

نظم

کجا بودم اکنون فتادم کجا | عنان سخن شد ز چنگم رہا | دم صبح کین توسن خوش خرام
برآمد بجولان گہ نیلہ فام | دو لشکر بہم بر زدند از کمین | تو گفتی زدند آسمان بر زمین
مسلمان و کافر دوان سوے ہم | بصد کین روان بود بر روے ہم | دلیران دویدند در رزمگاہ
یکے رزم جو دیگرے کینہ خواہ | درین سو شہنشاہ صاحبقران | سپہ دار عالم گران با گران
کمر تنگ بستہ براے مصاف | روان شد بسان سلیمان قاف

بعد صف آرائی عساکر طرفین ملک زردھنگ جنی نہایت مغرور گھوڑے سے پر سوار میدان حرب مین آیا اور باواز بلند پکارا

منم پہلوان جہان زردھنگ | قضاے دلیران بمیدان جنگ
بدشمن چو شمشیر کین بر کشم | ز خونش بہر لحظہ ساغر کشم

اس طرف سے شہریار گیتی ستان صاحب قران گردون مکان نے بھی سلاح جنگ جسم پر آراستہ فرمائے اور تنگ وغیرہ بخوبی ملاحظہ فرماکے اسپ جہان پیما پر سوار ہوکر جنگاہ مین پہونچے ابھی دونون دلاورون مین نوبت حرب و ضرب کی

نہ آئی تھی کہ زادان نطفۂ شیطان گھوڑے کو اپنے بڑھا کے صاحب قران اکبر کے قریب آیا اور پشت زین سے علیحدہ ہو کے نہایت ادب سے سلام کیا اور رکاب پر بوسہ دیا اور کہا غلام کچھ عرض کیا چاہتا ہی اگر جان کی امان پاؤن تو زبان پر لاؤن۔ صاحب قران اکبر سپہر قدر نے اُس مکار کے طرز سخن کی تعریف نہایت فرمائی کیونکہ وہ بے ایمان نطفۂ شیطان نہایت خوش تقریر تھا اور پوچھا ای وزارت پناہ اسوقت اس گفتگو سے تمھارا کیا مطلب ہی صاف صاف بلا کم و کاست بیان کرو۔ زادان نے وہ داستان مصنوعی بالتفصیل نہایت خوش آمد سے بیان کی اور وہ رقعہ بھی پیش کیا کہ جسکا مضمون یہ تھا۔ کہ ای شہریار کرم شعار مخزن اخلاق و منبع اشفاق گستاخی معاف ہو اسوقت تک زعم ناقص مین اس ہیچمدان کے یہ تمام طلسم کشائی فتوحات مرحلات و طلسمات و دعوی صاحب قرانی بسبب لوح طلسم اور سلاح و اسباب وغیرہ سامان طلسمی کے ہی اور جو کہ طاقت اور قوت ہی وہ بھی اسی کی بدولت ہی ورنہ طاقت بشر کی بقدر اُسکے جثہ کے ہوا کرتی ہے انسان ضعیف البنیان کی یہ مجال نہین ہی کہ دیو سے مقابلہ کر سکے اور ہمکو بھی بذریعہ سحر و ساحری سب طرح کی قدرت حاصل ہے جو کچھ چاہین کر گذرین لیکن بجاے خود ہم یہ سمجھتے ہین کہ یہ امر آئین مروت و مردانگی سے نہایت بعید ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ جس طرح یہان معرکہ آرائی بے لوث ہی کہ سحر و ساحری کو مطلق دخل نہین ہی اسی طرح حضور بھی مبادا اشیاے طلسمی مجھ بندۂ ناچیز سے حرب و ضرب نفرمائین حالانکہ اشیاے باطل السحر اور لوح اسرار کا ہونا ضرور ہی لیکن دران حالیکہ حریف مردانہ دلیرانہ حضور کے مقابلہ کو حاضر و آمادہ ہی اور فقط زور و قوت اصلی طلسم کشا کا امتحان منظور ہی پھر کیا ضرور ہی کہ شہریار بزور اشیاے طلسمی مجھ سے جنگ و پیکار فرمائین اگر طلسم کشا جوانمردی و مردانگی کو بغیر واسطہ اشیاے طلسمی کام مین لائین یہی شجاعت ہی اشیاے طلسم جسم سے علیحدہ فرما کر کسی اپنے معتمد خاص کے سپرد فرمائین اور خود صاف و پاک بے رو رعایت الآت حرب سے جنگ فرمائین اور میری دلاوری و جرأت کا امتحان فرمائین فدوی چاہتا ہی کہ اپنا زور حضور پر ظاہر کرے اور قوت صاحبقرانی و جوہر شجاعت و پہلوانی کا حال مجھکو بخوبی معلوم ہو جاوے ابیات

بہ بینم کہ اقبالمندی کراست
بلندی کرا ارجمندی کراست
در آورد خون حمیت بجوش

بگرد از دہان شجاعت خروش
بد و گفت کاے پہلوان پرغرور
مبرا ز عقل بری از شعور

فلک طرفہ ظلمے کند آشکار
کہ گنجشک شاہین نشاید شکار
بدین سان چو بزمے بر آراستند

می و مطرب خوش نداخاستند

صاحب قران اکبر نے اس مضمون کو اول سے تا آخر خوب سُنا اور زادان کی مکاری خوب سمجھی ملک زردہنگ سے پوچھا ای ملک یہ رقعہ واقعی تو نے لکھا ہی یا کسی اور شخص نے ملک زردہنگ نے کہا ای شہریار بیشک مین امیدوار اسی کا ہون کہ حضور میری اس درخواست کو قبول فرماوین ورنہ مین بہر صورت حاضر ہون صاحب قران اکبر کو بجرد سننے

اس کلام کے اسقدر منفعل ہوئے کہ عرق پیشانی مبارک پر آگیا اسی وقت لوح و سلاح زرہ صد شقاقی و نیزہ و تیغ خارا شگاف و تیر و کمان وغیرہ کل اسباب طلسمی جسم مبارک سے علیحدہ کرکے ایک چادر مین باندھ لیا اور سیگون دلاور کے سپرد کیا اور سیگون سے فرمایا تم نیزہ دوسرکو ہاتھ مین لیلو اور اسی جگہ میدان مین کھڑے رہو جب تک مقدمہ جنگ یکسو نکرلین یہان سے حرکت نکرنا اور اس اسباب سے خوب ہوشیار و خبردار رہنا بعد اسکے خود بدولت و اقبال فقط ایک قبائے نیمی پہنے ہوئے خالی ہاتھ حریف کے مقابل ہوئے ملک زردھنگ سے کہا ای ملک ہمین کسی ہتھیار کی کچھہ چندان حاجت نہین ہے فقط افضال ذوالجلال اور تائید یزدان کے امیدوار رہتے ہین شعر

بخدا کار چو افتاد خدا ساز شود		اگر قطرہ بدریا چو رسد باز شود	

ای دلاور اب کسکا منتظر ہی شعر

بہ بنیم چہ داری زمردی نشان		کمان کیانی و گرز گران	

ملک زردھنگ جنی سے اور صاحب قران اکبر سے جنگ ہونا

الغرض صاحب قران اکبر کی اس شجاعت و بہادری پر آن ملاعین دامغز رکے ہوش جاتے رہے دلمین کہتے تھے اس قد و قامت حقیر پر یہ آدم زاد فولاد جگر کسقدر بہادر و شجاع ہی اسکو کہتے ہین پہلوانی کس دیو پیکر بہمن تن کے مقابلے مین بے آلات حرب موجود ہوگئے یہ نہ صاحب قران روزگار ہو تو کون ہو انتہا یہ ہی کہ پردہ عالم پر اور کوئی اسکا مقابلہ کا دوسرا جوان نہین ہی نظم

ہمہ جملہ گبران درین گفتگو
چہ جرأت کہ داد شہنشاہ دین
کہ اللہ اکبر چہ قدر و غلو
تو گفتی بود آسمان بر زمین
باین شاہ گیتی ستان دادہ اند
کہ ہرگز نمی ترسد از ہیچکس
باین شہریار جہان دادہ اند
خدا را نگہدار دانند و بس
نباشد چو او در جہان ہیچ مرد
کہ از یک سمن ہر چہ گفتیم کرد

پس ملک زردھنگ بھی صاحب قران اکبر فلک قدر کی ہمت و جرأت رستمانہ دیکھکے دنگ ہوگیا اور بجائے خود نہایت خوش ہوا اور کہا اے زردھنگ زہے نصیب کہ ایسا شکار ایسے وقت مین بسہولت دستیاب ہو جانے اور یہ بھی دل مین خیال آیا کہ شاید مین نے جو مدت سے زیادہ خداوند ابلیس کی عبادت کی ہے یہ اُسی کا ثمرہ ہوا اتنی مدت کے بعد خداوند نے میرے دل کی آرزو اب پوری کی اور مقاصد دلی پر فائز کیا نتیجہ اُسکا مل گیا کسواسطے کہ یہ سامان جو اسوقت مجھے نظر آتا ہے یہ بے تائید خداوند کے ممکن نہین الغرض ملک زردھنگ مانند پیل دمان کے صاحب قران کے مقابل ہوا اور اُسنے ایک نیزہ جان ستان کا وار کیا بدین خیال کہ اُسکے سینہ کے پار ہو جائے صاحب قران اکبر نے بھی السیی پھرتی سے ہاتھ بڑھا کر نیزہ کو اُس مغرور کے پکڑ کے ایسا ایک جھٹکا دیا کہ اگر وہ سنبھلے تو گھوڑے کے نیچے آ جائے لیکن گھوڑے کے اگلے پاؤن تا بزانو صدمہ سے اُس زور کے زمین مین در آئے اور نیزہ اُس گبر کے ہاتھ سے چھوٹ گیا صاحب قران نے نیزہ چھین کے جنگگاہ مین پھینک دیا ملک زردھنگ زرد ہوگیا اور آنکھوں مین تمام عالم تیرہ و تار ہوگیا اُسوقت زادان و غیلان و تحفان حرام زادہ بحیلہ و بہانہ تماشائے جنگ میدان معرکہ مین آئے اور صاحب قران اکبر کے پس پشت ایک طرف کھڑے ہوگئے جہان پر کہ سیمگون دلاور اسباب صاحب قران کی حفاظت کر رہا تھا پس یہ تینون نطفہ شیطان سیمگون سے مخاطب ہوکر صاحب قران اکبر کی بہادری و دلاوری کی تعریف کرتے رہے بلکہ دین اسلام کی بھی بہکمہ صفت و ثنا بیان کرنے لگے لیکن منشا سے دلی اُن حرام زادون کا وہی تھا کہ سیمگون دلاور کو قتل کرکے اسباب طلسمی چھینکے اور بھاگ جائیے غرض جسوقت صاحب قران نے ملک زردھنگ کے ہاتھ سے نیزہ چھین لیا زردھنگ اس زور و قوت کو دیکھکے بجائے باختہ ہوگیا اور اُسی شدت مین صاحب قران سے کہا ہوشیار ہو جا اے دلاور کہ اس نہنگ بحر بلا سے جان سلامت لیجانا نہایت دشوار ہے یہ وہ قوت نیستانی نہین ہے کہ جسے بآسانی ہاتھ سے لے لیا صاحب قران نے کہا اے گبر مغرور خداوند قدیر مین سب طرح کی قدرت ہے انشاءاللہ اس تیرے حربہ سخت کو دیکھ کہ کس آسانی سے رد کیے دیتا ہون پس ملک زردھنگ نے وہ تیغ بے دریغ بقوت تمام صاحب قران اکبر کے سر پر لگائی اُس شہریار کشورگیر نے جھپٹ کر تمام جگہ کو خالی کیا اور قبضہ کو گرفت مین لا کے اس قوت سے پیچ دیا کہ تلوار زردھنگ کے ہاتھ سے دور جا گری اور زردھنگ جسقدر اپنی پہلوانی اور سپہگری پر نازان و مغرور تھا اُسی قدر منفعل و شرمسار ہوا اور از خود رفتہ ہوکر گھوڑے سے کود اور صاحب قران اکبر سے لپٹ گیا صاحب قران اکبر بھی جنگ پر مستعد ہوگئے اور زور شروع ہوگئے لشکر طرفین اس طرح کی جنگ کو دیکھکے نہایت متعجب ہوئے کہ ایک پہلوان آلات جنگ سے آراستہ ہے اور دوسرا بہادر خالی ہاتھ ہے باہم صفت و ثنا تحسین و آفرین کر رہے تھے اُسطرف

سیمگون اُن مکار و فتنہ سازکی چرب زبانی اور طلاقت لسانی فافل کھڑا سُن رہا تھا اور تماشا سے جنگ بھی دیکھ رہا تھا کہ یکبارگی
غیلان و قحفان دونون فتنہ انگیزون نے تلوار کھینچ کے فوراً سیمگون پر حملہ کیا اور اُس دلاور کو اسقدر فرصت نہ ملی کہ وہ
بیچارہ اُس اسباب کو بچا سکے یا اپنے لشکر کی طرف بھاگ جاسکے آخر سیمگون کثرت جراحت سے زمین پر گرا اور وہ شریر
فرصت وقت غنیمت جان کر تمام اسباب کا بقچہ اُٹھا کے روانہ ہوے اور ایسے بھاگے کہ پیچھے پھر کے نہ دیکھا سیمگون
نے اُسی حالت زخمداری مین آواز دی اور پکارا کہ اے شہریار خبردار ہو ہوشیار ہو جاؤ کہ ان شیاطین دغا پیشہ نے فریب دیکر
اسباب مجھ سے چھین لیا اور مجھے زخمی بھی کر گئے جلد تر خبر لیجیے ورنہ پھر اس اسباب کا ہاتھ آنا نہایت دشوار ہوگا
صاحب قران اکبر چونکہ اُسوقت زورآزمائی مین ہمہ تن مصروف تھے باطمینان تمام حملات وضربات ملک زردھنگ
کو رد کر رہے تھے اور اسلحہ معرکہ آرائی وفنون سپہ گری دکھا رہے تھے ناگاہ کان مین آواز حزین و دردناک سیمگون
دلاور کی آئی بمجرد سُننے آواز سیمگون دلاور کے سراسیمہ ہو کر سیمگون کی طرف دیکھا تو واقعی سیمگون کو عجیب حالت
مین گرفتار پایا کہ اسقدر کثرت زخم سے خستہ و بے حال ہے کہ طاقت حس وحرکت کی نہین ہے اور زمین پر افتادہ ہے اور
خون مثل فوارہ کے زخمون سے جاری ہے اور وہ بقچہ اسباب کا ندارد ہے اس واقعہ عجیبہ کو دیکھکر کمال مضطر و پریشان
حال ہوے دیکھا وہ تینون نطفۂ شیطان سامنے بقچہ اسباب کا لیے بھاگے جاتے ہین صاحب قران عالی شان نے
بھی اُسی حالت سراسیمگی و اضطرار مین نہایت چستی وچالاکی سے ملک زردھنگ کے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور نعرہ
اللہ اکبر مار کے ایک ہی زور مین خانۂ زین سے بزور بازو کے صاحب قرانی و اقبال جہانبانی علم کر لیا اور گرد فرق
مبارک چکر دیتا ہوا اُن مکارون کے تعاقب مین روانہ ہوا اس عرصہ مین وہ حریفان مکار دور تر نکل کے آگئے اور بجوت
صاحب قران رستم توان نہایت ہی استعجال مین چلے جاتے تھے اور صاحب قران اکبر بھی اُسی طرح ملک زردھنگ
کو ہاتھ پر بلند کیے مرکب جہان پیما کو مہمیز کیے مثل باد تند کے چلے جاتے تھے اور وہ اسپ پری نژاد برق رفتار بھی گرم رفتاری مین
سینہ زمین سے ملائے تھا اور ملک زردھنگ بھی ایسا چنگل اجل مین گرفتار تھا کہ ہر چند ہاتھ پاؤن مارے لیکن ممکن نہوا کہ
کسی طرح جنبش کھائے صاحب قران نے ہر چند تعاقب کیا اور گھوڑے کو بھی تیز کیا مگر چونکہ عرصہ بہت ہو گیا تھا اسوجہ
سے وہ سب دور تر نکل گئے اور قریب تھا کہ دہنہ سرنگ پر جا پہونچین اور اسباب کو دریا برد کر دین اتفاقات قضا و قدر
سے ایک نقابدار نیزہ خطی در دست مرکب تیز رفتار پر سوار یا شتر کوب باگ لیے ہوے مثل تیر قضا کے ایک بیابان
پیدا ہوا اور ادھر سے تینون لعین اس ترکیب سے کہ زادان زیر بہ تدبیر بقچہ اسباب کاندھے پہ آگے آگے اور پیچھے
یہ دونون غیلان اور قحفان نطفۂ شیطان تلوارین برہنہ علم کیے چلے جاتے تھے کہ زود تر سامنے سے وہ سوار تہور شعار
مثل پیک اجل پہونچا اور سدراہ ہوا اور ایک نعرہ ایسا جگر شگاف مارا کہ تمام دشت و کوہ گونج گیا اور کہا باش اے مکار
لعنت ہے یہ کہکر زادان لعین کے پاس پہونچکر ایک نیزہ زادان بے حیا کے پاؤن پر اس زور سے مارا کہ یہ ملعون

منہ کے بھل زمین پر گر پڑا اور ایسا مضطر و سراسیمہ ہوا کہ ہر چند چاہا اُٹھکر پھر بھاگے لیکن ممکن نہوا اس عرصہ میں صاحبقران
اکبر مثل باد صرصر کے پہونچے زادان نے دیکھا کہ صاحب قران اکبر بھی پہونچ گئے وہ ملعون اسقدر بدحواس بخوف جان
ہوا کہ وہ بقچہ اسباب کا جو ہنوز اسکی بغل سے زمین پر گر پڑا نقابدار نے اُس بقچہ کو جلدی سے اُٹھا لیا تھوڑی دیر کے بعد
اور جوانان لشکر ظفر پیکر بھی افتان و خیزان صاحب قران اکبر کی خدمت میں پہونچ گئے نقابدار نے کہا اے
صاحب قران عالی شان قربانت شوم اب حضور حرامی کو غلام کے حوالہ فرما دیں اور اپنے سلاح و یراق کو جلد جسم مبارک پر
آراستہ فرمائیں کسواسطے کہ اب ہنگامۂ جنگ مغلوبہ ہوا چاہتا ہی صاحب قران اکبر نے ملک زردهنگ کے ہاتھ پاؤں
باندھنے کا قصد کیا تھا کہ ملک زردهنگ نے کہا ای شہریار سنجیدہ و زرا فرید گار اب غلام نے اس عقیدۂ باطل کو ترک کیا
اور اپنے گناہ و خطا سے نہایت منفعل و شرمسار ہو کر دین مبین اسلام کو بصدق دل قبول کرتا ہوں اور تمام عمر حلقۂ اطاعت
و فرمانبرداری شہریار گردون وقار آویزۂ گوش جان کرونگا۔ یہ کہکے بآواز بلند کہا لا الہ الا اللہ عیسےٰ روح اللہ وہ خالق
بے شک وحدہ لاشریک ہی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُسکے پیغمبر ہیں یہی میرا عقیدہ ہی بمجرد اس کلام کے صاحبقران اکبر
نے فوراً ملک زردهنگ کو چھوڑ دیا بعد اسکے اُس شہریار فلک اقتدار نے وہ سلاح و یراق زیب جسم کیے اور لوح کو بدستور
دیکر گلے میں پہنا اور شکر کریم کارساز کا درگاہ بے نیاز میں بجا لایا نقابدار نے کہا ای شہریار گردون وقار اسوقت حضور
سے ایسی غلطی فاش سرزد ہوئی کہ مدت العمر اسکا رنج و افسوس رہیگا اور مکر و فریب اُن شیاطین کا دل سے کبھی
نہ بھولیگا خداوند مسبب الاسباب نے بہت بڑا فضل و کرم کیا کہ جلد تر نہایت آسانی سے حضور کامیاب ہو گئے ورنہ سخت
مشکل پیش آتی اب بارِ دگر حضور کو خیال رہے ایسی غفلت و مروت و ہمت کو کام نفرمائیں اے شہریار کامگار اس مکر
و فریب سے اُن مکاروں کے ملک زردهنگ تک آگاہ نہیں ہی اور نہ اس غلام کو خبر ہی ورنہ اسقدر طول کی نوبت
نہ آتی پہلے اُسکا تدارک کر لیا جاتا خیر اب تو جو ہونے والا تھا وہ ہوا امر تقدیری تھا صاحب قران اکبر نے فرمایا ای
نقابدار نامدار تم اس وقت خاص میں ہمارے مددو معاون ہو خداے کریم تمکو جزاے خیر عطا فرماے واقعی تمنے
عجیب کام کیا تمھارا احسان تا بمرگ نہ بھولونگا کہ میرے محسن و مددگار ہو اگر تم ایک لمحہ اور نہ پہونچتے تو غضب ہو جاتا
یعنی قیامت ہی برپا کر دیتے ایسا اس اسباب کو نیست و نابود کر دیتے کہ نشان ملنا دشوار ہو جاتا ملنا اسباب کا
کیسا مگر تمھارا عین وقت پر پہونچ جانا یہ بھی ایک قدرت پروردگار تھی ورنہ تم کہاں اور یہ نابکار کہاں ایسے معاملات ہمیشہ
خارج از قیاس ہوتے ہیں بہر حال ع

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

اُن ملعونوں نے کوئی درجہ مکر و فریب کا اُٹھا نہیں رکھا مقدرات کو کیا کرے اب میں چاہتا ہوں کہ ایک نظر تمھارے
جمال جہان آرا کی دید سے بھی مسرور ہوں نقابدار نے اسی وقت چہرے سے پردۂ نقاب دور کر دیا صاحبقران اکبر نے

ملاحظہ فرمایا تو معلوم ہوا ہماز عیار نامدار ہی پھر دیکھتے ہماز کی صورت کے ہماز کو گلے لگا لیا اور اُسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا
ای ہماز اب تو لشکر کفار مین جانے کا قصد نکریا ہماز یہ سُن کے ہنسا اور کہا ای شہریار حضور خاطر جمع فرماوین اور سب طرح
مطمئن رہین اب معاملہ کفار کا بہت جلد یکسو ہوا چاہتا ہی پھر جب کفار ہی نرہے تو لشکر کفار کجا صاحب قران نے فرمایا
اب یہ بتا کہ تجھے اس حال سے کسطرح خبر ہوئی ہماز نے کہا یہان سے چار فرسخ کوہستان ہی اور اُس پہاڑ مین ایک
گھاٹی نہایت خوش آب و ہوا واقع ہی اور وہان ایک مرد زاہد قوم بنی جان سے منزل گزین ہی اور نام بھی اُس
عارف باللہ کا حق شناس ہی مگر نہین معلوم کس وجہ سے بظاہر دین ابلیس پرستی اختیار کیے ہوے ہی باطن مین
مسلمان ہی ای شہریار گردون وقار ایک روز حسب اتفاق مین بالا دوی کے لیے شہر سے نکلا اور سیر کرتا ہوا ایک مقام پر
پہونچا وہ مقام نیک انجام نہایت خوش آب و ہوا مجھے معلوم ہوا وہان ایک مکان نہایت خوش قطع و وسیع
و بلند تھا غلام اُس مکان مین ایک لحظہ ٹھہر گیا اور بڑی دیر تک اُس درویش خدا رسیدہ سے باتین کرتا رہا
اور اُسکے سخنان خوش و تقریر دل آویز سے نہایت خوش ہوا واقعی اُس عارف کی صحبت سے ایسا مین خوش
و محظوظ ہوا جسکو مین بیان نہین کر سکتا بس اُس روز سے مین گاہ بگاہ اُس درویش کی صحبت مین جاتا ہون اور
اُسکی صحبت سے بہرہ اندوز ہوا کرتا ہون اسی طرح حسب اتفاق ایک روز جو مین گیا مین نے اثناے بحث مین براہ
خوش طبعی اُس بزرگ باخدا سے پوچھا کہ ای مرشد تمھارا اسم مبارک کیا ہی طرز کلام سے تمھارے ظاہر ہوتا ہی کہ تم
صاحب کشف و کرامات اور روشن ضمیر ہو مگر تعجب کی بات یہ ہی کہ اس طریق ابلیس پرستی کو کیون اختیار کیا ہی اُس
طریق باطل مین کون سی ایسی خوبی ہی کہ جسے قبول کر لیا ہی سچ سچ ارشاد فرمایئے اور غلام کو اس راز و اسرار سے آگاہ فرمایئے
اُس درویش نے اول میری پیشانی کو بوسہ دیا بعد اسکے کہا ای شخص آگاہ ہو کہ طریق و ملت خدا پرستی ہی حق ہے اور
ابلیس راندہ درگاہ باری و مردود ازلی ہی لیکن طریقۂ باطل مین صرف اشرار و کفار کے خوف سے بظاہر اختیار کیے ہوے
ہون تا اب زمانہ فتنہ و شرکا ان کفار کے قریب اختتام ہی عنقریب ختم ہونے والا ہی اور بہت جلد دین اسلام اُس
سرزمین پر رائج ہوا چاہتا ہی اور ملک زردھنگ حاکم مرحلۂ چہارم جسکے مین زیر سایہ حکومت رہتا ہون بارادۂ صفائی
قلب دائرۂ اسلام مین داخل ہوگا بس ای شہریار اُس درویش باخدا سے یہ کلام سن کے مین دل مین نہایت خوش
ہوا اور اُس درویش روشن ضمیر کے دونون ہاتھون کو آنکھون سے لگایا اور قدم بوس ہوا اور اب بھی صحبت
مین اُس درویش کے جاتا ہون اور فیضان صحبت حاصل کرتا ہون بلکہ اسی وجہ سے غلام کو اتنی فرصت نہین ملتی
کہ حضور مین حاضر ہوا کرون چنانچہ آج بھی حسب دستور صبح کو مین اُسی واقف اسرار خفی و جلی کی خدمت مین حاضر
ہوا اور مین نے درویش صاحب سے عرض کی کہ ای مرشد برحق مین نے سنا ہی آج ملک زردھنگ اور طلسم کشا کے
باہم جنگ و پیکار قرار پائی ہی دیکھیے کیا صورت ظہور مین آتی ہی اور کیا ہوتا ہی اُس درویش نے کہا ای ہماز آگاہ ہو کہ

کل شب کو عالم واقعہ مین ایک نیا مقدمہ نہایت اندوہناک دیکھنے مین آیا ہی مجھے اُس وقت سے کمال اندیشہ تھا
خوب ہوا کہ اسوقت تو یہان آگیا اب میری خاطر جمع ہوئی آگاہ ہو اور خوب بگوش دل اس حقیقت عجیب کو سن مین نے خواب
مین دیکھا ہی کہ چند کفار و اشرار نے جمع ہوکر آپس مین مشورہ کیا ہی کہ مکر و فریب کرکے کسی طرح طلسم کشا سے ہنگامۂ جنگ
مین اسباب طلسمی لینا چاہیئے ہی وہ وقت دغا کا خاص معرکۂ جنگ ہی مین اُسیوقت سے از حد پریشان ہون کہ ایسا ہو اشرار
نابکار کام اپنا کر جائین اور طلسم کشا مجبور و درماندہ ہوجاوے ای ہمراز تو جلد جا اور براہ راست کنارہ دریاے شور پہونچ
وہان ایک شخص کو دریا پر کھڑا پاویگا تو اول بحیلہ عیاری اُس شخص سے حال دریافت کر لینا بعدہ جو تدبیر تجھ سے ہوسکے
اُسمین کوشش کرنا کسواسطے کہ دیر کرنے کا اب وقت نہین ہی بس ای شہریار عالی وقار مین بمجرد سننے اس خبر کے نہایت
پریشان ہوا اور اسی وقت قدم بڑھا کے بکمال تیزی و سرعت کنارے دریا پہونچا وہان دیکھا واقعی کفران جنگی مسلح و مکمل
بکمال ہوشیاری سے کھڑا ہی جسطرح سے کوئی کسیکا منتظر ہوتا ہی اور اُس ملعون کے سامنے ایک دہنہ سرنگ اسقدر
کشادہ ہی کہ جسمین سوار مع اسپ چلا جائے اُسوقت اس امر کو دیکھکے اور زیادہ اندیشہ ناک ہوا میرے خیال مین یہ
آیا کہ اسمین کوئی بھید ضرور ہی یقین ہی کہ کوئی معاملہ فریب و دغا کا پیش آوے بس فوراً ایک مضمون دل سے حسب مقدمہ
روبکار تراشا اور یہ تمہید بے اصل اسطرح بیان کی کہ ای بندۂ خاص خداوند ابلیس شاد باش و ہوشیار باش تجھے خوشخبری
دیتا ہون کہ خود خاص خداوند نے فرمایا ہی اے بندۂ خاص جلد اس وقت ہمین سجدہ کر کہ ہمنے تیرا سارا کام بنا دیا اور یہ
پیام دیا ہی کہ اے کفران بندۂ خاص خداوند جس کام پر تو مقرر ہی اُسکو نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے کرنا کہ بڑی
جوانمردی کا کام ہی سہل اسکو ہرگز نہ جاننا کہ بعد طی ہونے اس کار اہم کے خداوند تیرے اور تیرے رفقا کے مراتب اور نیز
جو شخص طلسم کشا کا عدوے قلبی ہی اسقدر رفیع کریگا کہ اُس سے زیادہ کوئی ہی رتبہ نہوگا کفران نے جو یہ مژدۂ مسرت افزا سنا
اسقدر خوش ہوا کہ مثل سگ مردہ کے پھول گیا اور مجھ سے پوچھا کہ ای شخص کیا تو فرستادۂ خداوند ابلیس ہی مین نے کہا ہان
اُسنے کہا افسوس کہ تو اب آیا جب کام ختم ہوگیا ورنہ تو ہماری چابکدستی و مکاری دیکھتا کہ ہمنے دس روز کے عرصہ مین کسقدر
محنت و مشقت کرکے اس سرنگ کو تیار کیا دوسرا اسکا دہانہ دریا کے پار نکالدیا ہی مین نے کہا ای کفران مین تو ایک عرصہ سے
فلان کوہ کے دامن مین خداوند ابلیس کی بندگی کرتا ہون اتنی مدت مین آج مجھے خود خداوند نے یہ بشارت دی کہ تو کنارے دریا
جلد جا وہان ایک کفران نامی ہمارا بندۂ خاص ہوگا کہ وہ ہمارے کام مین بجان و دل مصروف ہی اور اُس بندۂ مقبول نے
اپنے کام کو بوجہ احسن انجام دیا ہی پس تو پہلے ہماری طرف سے دعا کہنا اور مژدۂ خداوندی سے خوش و محظوظ کرنا اور کہنا کہ
اب ہم تجھے اس کام کے عوض مین اپنے پاس بلا لینگے بس ای برادر بمجرد سننے اس خبر کے مین بے تحاشا وہان سے بھاگ کے
یہان آیا اور پیغام خداوندی کو تمھین پہونچایا آگاہ ہو کہ خداوند ابلیس اس تمھاری کارسازی سے ایسا خوش ہی کہ جسکی انتہا نہین
جب تک مین وہان رہا بار بار تیرا ہی ذکر کیا بس ای برادر خوشا نصیب تمھارے کہ جو تمسے خداوند ایسا خوش ہوا اپنے بیان کیا

کہ وہ کیا کام ایسا کیا ہی کہ جس سے اس مرتبہ اعلےٰ کو تو پہونچ گیا اور وہ کام تمام ہوگیا یا ابھی کچھ باقی ہی ای برادر جسقدر باقی ہو
اُسکو جلد جسطرح سے ممکن ہو انجام دو کس واسطے کہ اب دیر کرنا نہ چاہیے پس ای شہریار پھر تو کفران نے تمام وہ کارستانی بیان
کردی یعنے زادان وغیلان وغیرہ کی مکاری جب غلام نے یہ مکاری ہوش ربا سُنی حواس جاتے رہے دلمین کہا ای
ہمازاد ان مکارون نے تو کام ہی تمام کردیا تھا پس وہان سے چلا اور کہتا تھا بارالٰہا اب مین کیا علاج اسکا کرون دفعتہً خیال
آیا کہ مین تبدیل ہیئت کرون پس چہرے پر نقاب ڈال کے اسپ پری پیکر پر سوار ہوا اور وہینہ نقب پر انتظار مین اُسی
نیکرم ولطف کے کھڑا رہا اور قصد کیا کہ جسوقت زادان وغیرہ نمایان ہون اور اُس طرف آتے دیکھون اُسی وقت جیسا
مناسب ہو عمل مین لاؤن اب اس کفران کے پاس قیام کرنا مناسب نہین ہی کیونکہ کفران کے پاس لوگ بہت ملین
مبادا نوبت کسی طرح کے فساد کی آئے تو اچھا نہو گا آخر وہان سے مین نے گھوڑے کو چراگاہ مین چھوڑدیا اُسی کی تلاش
مین کسیقدر دیر ہوئی لیکن شکر ہے اُس رب قدیر کا کہ مقصد بر آیا اور جو ہوا حضور نے خود ہی بچشم خود ملاحظہ فرمایا
مسبب الاسباب نے اپنے فضل وکرم سے اُس اشیاے متبرکہ کو دست برد سے اُن نطفۂ شیطان مکار و پر دغا کے
محفوظ رکھا ورنہ نہایت ہی سخت مشکل ہوتی صاحب قران اکبر نے فرمایا ای ہمازاد واقعی اگر ایک لمحہ اور تو نہ آجاتا تو
اُن کافرون نے قیامت برپا کردی تھی۔ زادان وہینہ نقب مین داخل ہوا چاہتا تھا واقعی تونے عجیب کام کیا
یہ احسان تا قیامت ہمیر رہا۔ بعد اسکے زادان کی مشکین خوب مضبوط باندھکر مردان لشکری کے حوالہ کردیا کہ اُس
مادر قحبہ سے کسی حال مین غافل نہونا اور قید سخت مین رکھنا زرد ھنگ جو اول ہی مشرف باسلام ہوچکا تھا وہ ہمراہ
رکاب رہا غرض کہ بعد گرفتار ہوجانے زرد ھنگ کے لشکر لاقوت کا حال بھی ابتر ہوگیا اور لاقوت شاہ بجبر دسلیۂ
اس حال کے غیلان وقحفان دونون اپنے رفیق وشفیق کے سامنے زار زار رویا اور اُسی حالت گریہ وزاری مین لشکر
نکبت اثر کو حکم جنگ مغلوبہ کا دیا بمجرد سُن نے حکم جنگ مغلوبہ کے وہ لشکر لشکر اسلام پر ٹوٹ پڑا ادھر ناچار فوج
اسلام بھی مرنے پر آمادہ ہوکے مستعد جنگ ہوئی اس عرصہ مین صاحب قران بھی اسپ خوش رفتار پر سوار مثل ہوا
تند کے آن ہی پہونچے اور اُس ہنگامہ کو ملاحظہ فرماکر شمشیر عدوکش دشمن شکار لے کے غضبناک اُن روباہ صفت پر
حملہ آور ہوے اور بہادران تہور شعار بھی تلوارین لے لے کر فوج کفار پر آگرے اُسوقت ایسی تلوار چل رہی تھی
کہ اللہ کی پناہ وہ جنگ مغلوبہ نہ تھی بلکہ ایک ہنگامۂ حشر برپا تھا سواے صداے بزن وبکش کے دوسری
آواز نہ آتی تھی ؎

یکے با دم تیغ گردن برید　　یکے با سنان جسم جوشن درید　　یکے گفت گیر و دگر گفت هان
بگردون برآمد فغان یلان　　دو لشکر بیک دیگر آمیختند　　قیامت ز گیتی برانگیختند
برون شد زاندازه بیدادها　　بشوق بچید فریادها　　غبار زمین بر هوا راه بست

عنان سلامت برون شد ز دست
ز بس گرز بر تارک و ترک و زین
نم خون بباجے و بر باد گرد
چقاچاق خنجر بگردون رسید
دگر با سنان جسم جوشن درید
بپایان در آمد چو این داستان

ز بس سم ستوران دران پهن دشت
زمین آسمان آسمان شد زمین
جگر تاب شد نعرہائے بلند
بیکجا جوئے خون تا بگیتون رسید
ندیدہ و شنیدہ دگر آسمان
گران شد کمیت قلم را عنان
سخن را گذر بر قلم بستہ گشت

زمین شق شد و آسمان گشت هشت
فرو رفت بر رفت را بسپرد
نگہ گشتہ شد طاقہائے کمند
یکے با دم تیغ گردن بہ باد
چنین جنگ شکلو ہوا اندر جہان
سرم آشفتہ و خاطرم خستہ گشت

ادھر ملازمان ملک زرد ھنگ نے دیکھا کہ آقا و ولی نعمت ہمارے صاحب قران گیتی ستان کی رفاقت میں جو ہیں اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے بمضمون النّاس علیٰ دین ملوکہم چہار ہزار ملازم ملک زرد ھنگ کی خدمت میں پہونچے اور سب جمع ہو گئے اور لشکر لاقوت کا قتل و غارت ہوا بہر ازو و قہر ور دونوں پہلوان خدا پرست تھے اور اسی وقت کے منتظر تھے اور ہر ساعت خدا وند کریم سے دست بدعا تھے کہ ملک زرد ھنگ کے عقیدہ و نیت صاف و پاک ہو جاوے کہ یہ مکر و فریب سے زادوان و زیر کہ شیطان کے بہاگ گیا ہو چنانچہ جیسے ہی یہ واقعہ پیش ہوا فوراً یہ دونوں جوان مع اپنے ہمراہیوں کے مثل بلاے بے درمان کے اُن کفاروں پر آگرے اور اُن اشرار و کفار کو اسقدر مارا کہ خون کے دریا بہا دیئے کشتوں کے پشتے لگا دیئے رزم گاہ کثرت زخم ہاے کاری سے لالہ زار ہو گیا ہر ایک طرف ایک جوئے خون جاری تھی اور سر اُن کفاروں کے بہتے پھرتے تھے قصہ مختصر ایک آن واحد میں دلاوران تہور شعار نے لشکر اعداے دین کو فی النار کر دیا ادھر ہماز عیار طرار نامدار بھی ایک جمعیت خدا پرستوں کی لیے ہوئے علیحدہ کفاروں کو جہنم واصل کر رہا تھا کہ وہ عیارہ عالی وقار حملہ کرتا ہوا قریب وہنہ کے ان حرام زادوں نے مکر و فریب بنوائی تھی پہونچا کفران نابکار دہنہ اول نقب پر مع اپنے یاران و مسازے کے انتظار میں گھوڑے سے اُتر کر کھڑا ہوا تھا کہ سامنے سے ہما کو جو دیکھا پہلے بہت خوش ہوا کہ شاید وہ کام درست ہو گیا ناگاہ ہماز کی صورت پر نظر پڑی کفران نے پوچھا ای ہماز کیا خبر ہی ہماز نے کہا خبر صحیح یہ ہی کہ منصوص ہیں اُس اسباب طلسمی کے جسکا تو انتظار کر رہا ہو ملک الموت تیری روح نجس قبض کرنے کو آ پہونچا کفران نے کہا ای شخص میں اس سخن کو نہیں سمجھا مفصل بیان کر کہ عزرائیل کسطرح سے یہاں پہونچا اور وہ کس قلعہ کا شخص ہی اور کسواسطے یہان آیا ہی ہماز نے کہا او گیدی وہی تقریب ہی کہ جو تو نے اُسوقت ہماز کے سامنے بیان کی تھی اور اگر شکل ملک الموت دیکھنا چاہتا ہو تو مجھکو دیکھ لے کہ میری ویسی خونخوار صورت ہی کچھ فرق نہیں ہی اور زیادہ اس سے بھی مخبر یہ ہی کہ زادان و غیلان و قحطان تینوں نطفہ شیطان کی اجل آگئی تو کس شمار میں ہی آخر تو بھی تو انھین حرام زادوں کا شفیق و رفیق و مساز دغاباز ہی تیری اجل اُس سے پہلے چاہیے ہی کہ آوے او کفران

موافق و بلاد کوئی خبر تیرے پاس بھی پہونچی ضرور ہی اُسکے عوض مین اجل ہی پہونچی خوش ہو کہ اب تو اپنے خداوند ابلیس کی
خدمت مین پہونچے گا بعد اسکے ہمارزنے اُس گبر راندۂ درگاہ لم یزلی کو فرصت جواب سخن نہ دی اور موافق وعدے اپنے کے
ایک ہی ضرب شمشیر آبدار مین دو ٹکڑے کیا اور دوسری ضرب شمشیر خون چکان مین صفران شیطان کو کہ کفران کا شریک تھا
دمبدم دمساز تھا اُسکو بھی داخل جہنم کیا بعد اسکے اندر سرنگ کے پہونچا اور کل مردان متعینہ نقب کو باندھکے لے آیا اور لشکر مین صاحبقران کے
کے بھجوا دیا اور جعفران جنی کہ وہ دوسرے دہنہ نقب پر مامور تھا وہ ملعون اس غلغلۂ بزن و بگیر کو سُنکے بدحواس پریشان حال
ہوا اور لوگون سے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہے لوگون نے جو حال تھا بیان کیا اس حال وحشت ناک کو سُنکے وہ لعین دریا مین گرا
اور لقمۂ ماہیان دریا ہوا بعد فراغ اس معرکے کے ہمارز نامدار معرکۂ جدال و قتال مین پہونچا اور شریک غازیان اسلام کا ہو
جنگ مردانہ و دلیرانہ کرتا رہا آخر لشکریان لاقوت شاہ تاب ضرب غازیان لشکر اسلام نلا سکے بعد کشتہ و مجروح ہونے کے
بقیہ السیف پراگندہ و اسیمہ ہو کر قلات جبال کی طرف فرار ہو گئے اور گھاٹیون مین پہاڑ کی پناہ لی ادھر غیلان و قحفان
دونون مکار لاقوت شاہ کے برابر موجود تھے ان دونون نے لاقوت شاہ سے کہا اے شاہ سیہ بخت و بدنصیب یہ رنگ کیا
تجھے سوجھتا نہین خواب غفلت سے چونک اور ملک الموت کو بچشم کور دیکھ اوگیدی اب تو کس بھروسے پر ہے اور کس بات کا
منتظر ہے اقبال اب مبدل بادبار ہو گیا او غافل و مدہوش تو کھڑا کیا تماشا دیکھ رہا ہے لاقوت شاہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور
کہا اے برادران چارہ ساز و یاران دمساز اب مین کیا کرون مجھے تو کچھ بن نہین پڑتا کوئی جا اس سرزمین طلسم مین ایسی باقی نہین
رہی کہ جہان جا کر دو چار ساعت بھی دم لون یارو اب مجھے تو بجز مرگ و ہلاکت کے اور کوئی صورت نجات نظر نہین آتی مگر یہان
اس کفشکاری سے اپنے ہاتھ سے جان دیدینا نہایت خوب بات ہے غیلان و قحفان نے کہا اے لاقوت شاہ خودکشی
حرام موت ہے اور محض نامردی ہے اس سے کوئی نتیجہ حاصل نہوگا ہماری یہ راے ہے کہ بیابان طلسم یہان سے قریب ہے
ہم تم سب اس بیابان مین چل کے پناہ لین ہرچند کہ وہ بیابان طلسم بھی پُر از خوف و خطر ہے اور آفت و مصیبت سے خالی
نہین ہے وہان بھی ضرور ہے کہ کوئی بلاے سخت و دشوار مین مبتلا ہو جائین مگر اس مرگ سے تو بہتر ہے کہ یہان تو دشمنان ابلیس کے
ہاتھون سے مارے پاپوشون کے سر کا بھیجا نکل جائیگا اس ذلت و خواری سے قتل ہونا اور دیدہ و دانستہ اپنے کو تہلکہ مین
ڈالدینا نہایت نادانی ہے اے لاقوت تو بادشاہ باطن طلسم ہے شاید وہان کی رعایا تیری پاسداری کرے اور حاکم ہو جاوے
تو کیا بعید ہے ہمارے نزدیک تو یہی امر قرین مصلحت ہے لاقوت شاہ کو اُن بے دینون کی راے پسند آئی آخرالامر وہ گیدی
رات کے وقت فرصت پا کر اُن دونون حرامزادون کو ساتھ لیے جنگاہ سے بے تحاشا بھاگتا ہوا بیابان طلسم مین پہونچا تمام شب
اُس بیابان پرہول و خوفناک مین حیران و سرگردان پھرا کیا دوسرے روز بھی وہ تینون کمبخت با حال پریشان صحرا نوردی و
بادیہ پیمائی مین بسر کیے رہے تھوڑا دن باقی تھا کہ قریب ایک چشمۂ آب کے پہونچے چونکہ وہان درختان سرسبز تھے لہذا ایک ساعت
آرام کیا اور اُس نہر سے پانی پیا اور بدستور روانہ ہو گئے شام کو تشنہ و گرسنہ حیران و پریشان اپنے نصیبون کو روتے مرکز

بیٹھتے ابلیس پر لعنت ملامت کرتے ایک مقام پر پہونچے سامنے ایک کوہ عالی شان نہایت بلند آسمان سے باتین کرتا نظر
آیا جسکے طول وعرض کا حساب سوائے عالم الغیب کے اور کوئی نہین جان سکتا اور چارون طرف اُس کوہ عالی شان کے
کان طلا و نقرہ خوب چمکتی نظر آئی اور ہزارون مزدور اُس کان کو سرگرمی سے کھود رہے تھے اور سونا چاندی اُس کان سے
نکال رہے تھے اور ایک شخص بزرگ کرسی زرنگار پر بیٹھا حکومتانہ کچھ کہتا جاتا ہے اور اُن مزدورون پر حکمرانی کرتا ہے اور ملازم
و خدمتی گرد و پیش اُسکی کرسی کے دست بستہ کھڑے ہین جسوقت تینون نابکار ذلیل وخوار پہونچے گھوڑے تو پہلے ہی مر چکے
تھے یہ تیرہ درون پیادہ با عجیب ہیئت سے تھے ناگاہ اُن ملازمون نے انکو دیکھا کہ تین شخص روسیاہ بحال خراب دور
کھڑے ہین وہ ملازم حسب قاعدہ انکے پاس آئے اور گفت و شنید کے بعد ان تینون کی گردن مین ہاتھ دے کر اُس کرسی نشین
کے پاس لیگئے اُس مرد کرسی نشین نے فرمایا اے قرمساقو تم کون ہو اور یہان کسطرح آئے اُن لعینون نے کہا اے شخص ہم برگشتہ
تقدیر اپنی شوربختی سے یہان آگئے خداوندا ابلیس نے ہمین یہانتک پہونچایا اس مرد کامل فرمانے کہا معلوم ہوتا ہے تم سب
ابلیس پرست ہو لاقوت شاہ نے کہا اے شخص ابلیس پرست کیا معنی ہماری جان تک نام ابلیس پر فدا ہے مگر ہم آفات زمانہ
غدار اور کجروی فلک کجرفتار سے اپنی دولت و حشمت اور تاج و تخت کو چھوڑ کر اس ذلت و خواری مین گرفتار ہین لعنی ایسا
دشمن ابلیس کے ہاتھ سے جو اپنے کو طلسم کشا کے لقب سے مشہور کیے ہوئے ہے ہزیمت خوردہ حیران و پریشان اس سرزمین
طلسم مین واسطے پناہ کے آئے ہین لیکن باانہمہ اب بھی ہم سب طرح ابلیس ہی کی عنایت و مہربانی کے امیدوار ہین کہ ہمکو
ہر طرح ابلیس کی ذات سے امید و توقع عطا و کرم ہے اور ہمکو بخوبی معلوم ہے کہ تا حیات مستعار دنیاے دون مین فضیحت ہمکو
بخوبی حاصل ہوگی لیکن بعد مرگ خداوندا ابلیس مرتبہ بلند ہمین عطا فرمائیگا یعنے جب دوبارہ خلق ہونگے تو ضرور عالم کائنات
مین یزدان پرستون پر حکمرانی کرینگے اور اپنا انتقام بھی ضرور لینگے اُس شخص کرسی نشین نے اس تقریر بے اصل کو سنکے کہا کہ
کور چشم و سیہ درون بس زبان کو روک زیادہ دماغ خراشی و بدگوئی نہ کر ہمکو معلوم ہوا کہ تم سب بچہ شیطان و بندہ ابلیس
راندۂ درگاہ رب قدیر ہو بہر صورت تم لوگ قابل قتل ہو بعد ازان اُس مرد نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ان کافرون کو لیجاؤ
اور مزدورون کے غول مین داخل کرو مگر یہ ایک مردک کہ بڈھا ہے بلحاظ مرتبہ معلوم ہوتا ہے اسکو کارفرما کر دینا لیعنے یہ جو دونون
اسکے رفیق طریق ہین انکو دو ٹوکریان دو کہ یہ مردک اپنے رفقا سے یہ طلا و نقرہ اٹھوا کر سرون پر لیجائین اور یہ کیدی اُن
دونون پر تاکید و تہدید کرے اور ہر روز حسب دستور یہان کی کارفرمائی کے طور سے کام لیتا رہے اور اگر یہ مردود ازراہ
کسی وقت تمہارے خلاف کوئی کام کرے تو تم خوب جوتی اور پاپوش و چابق سے ٹھیک کر دینا تا کہ اسکا سارا نخوت
و غرور سرداری ناک سے نکلجاے ۔ الغرض لاقوت شاہ نابکار اُن دونون اپنے رفیقون پر اپنی حکومت جاری کیے
ہوئے تھا اور جس وقت ان دونون مین کوئی کاہلی و سستی کرتا تھا اُسوقت پاپوش کاری و جوتے کاری ہوتی تھی
ہر روز صبح سے تا شام حسب ضابطہ وہان سے کام لیا جاتا تھا اور جب کام انجام پاجاتا تھا تو ایک ایک نان خمیری

جو کی اور ایک ایک کوزہ پانی اُن دونوں کو ملتا تھا اور ایک رکابی میں چلا وغیرہ اس گیدی کے واسطے ہر روز مقرر تھا
تاکہ یہ بندہ خاص ابلیس زہر مار کیا کرے لیکن ایک شرط مزدوری میں یہ بھی داخل تھی کہ وہ دونوں نابکار ہر روز چھ چھ
ٹوکرے رہے کی طلا و نقرہ سے لیکے ٹکسال میں ہر روز پہونچایا کرین قصہ کوتاہ جب اُن نابکارون نے مردکہی نشین کے
احکام بگوش ہوش سنے اور معلوم ہوا کہ اس کوہ کی کان سے ٹکسال تک جہان وہ سیم و زر پہونچانا ہوگا چند فرسخ
کا فاصلہ ہے پس رونکی مشقت و باربرداری سے گھبرائے لیکن بجز سکوت کے کیا کرسکتے تھے آخر جبرا و قہرا وہ بمشقت
و مسافت گوارا کی کس واسطے کہ وہان چارہ کار ہی کیا تھا نہ قبول کرتے تو کیا کرتے لاقوت شاہ نے کسی قدر عذر و انکار
بھی کیا اُسپر اُن ٹوکرون نے خوب کفشکاری کی آخر لاقوت پاپوشین کھا کے چپ ہوگیا پھر دوبارہ منھ سے کچھ نہ نکل سکا
اور اپنا اس برگشتگی طالع اور بدبختی پر خوب رویا اور اپنے اوپر ہزارہا نفرین کی اور بس اپنی عقل اور کوتہ اندیشی پر
نہایت افسوس کیا اور کہا دانستہ اپنے کو اس بلائے طلسمی میں گرفتار کرایا اور زندہ درگور ہوئے اور کہا کہ لاقوت
لعنت ہو تیری ابلیس پرستی پر اور ابلیس کے باپ پر کہ اس مردود نے اپنے ایسے بندہ خاص کو اس بلائے بے درمان
میں پھنسا دیا اور اب بجز صبر و شکر کے کوئی چارہ نہیں ہو قصہ کوتاہ وہ دونون ملعون غیلان و قحفان ہر روز چھ ٹوکرے
طلا و نقرہ کے اس کان سے کہ فی ٹوکرہ ایک ایک من پختہ کا ہوتا تھا لیکر ٹکسال میں پہونچاتے تھے اور وہان دینار
سرخ و سفید جنکے انبار ہوتے جاتے تھے اس عرصے میں دو ایک بار غیلان و قحفان نے کام میں سستی کی لاقوت نے
بخیال اپنے سرشتہ کے دونون کو دھمکایا اور کہا یار و کارو بار معینہ میں کاہلی نہ کرو ورنہ میں مجبور ہون اگر مجھپر اس
تمھاری کاہلی سے کفشکاری ہوئی تو میں پھر تم دونون کو جوتے کے تلے رکھ لونگا اور پھر مطلق لحاظ و مروت نہیں کرنے کا
وہ دونون لاقوت شاہ کی تنبیہ کو مطلق خیال میں نہ لائے آخر موکلان بالادست نے جو کہ نگران کار رہتے لاقوت شاہ
پر خوب کفشکاری کی اور گوشمالی بھی قرار واقعی کی۔ لاقوت شاہ بیچارے نے مجبور ہوکر اُن دونون شیطانون کو حسب دلخواہ
خوب کفشکاری کی اور سمجھا دیا اور کہا کہ تم برا نہ ماننا آخر ملعونون نے بھی اُس کفشکاری سے رونا شروع کیا اور ابلیس
علیہ اللعن کو دو دو ہزار گالیان سنا ڈالین جب وہ غم و غصہ لاقوت کم ہوا بکمال عجز و انکساری پیش آیا اور خوشامد
و چاپلوسی کرنے لگا اور تو یہ بھی درگاہ ابلیس مین کی اور سجدہ بھی کیے۔ الغرض ان لعینون کا حال یہ ہو کہ کبھی تو بے دین
و بد آئین ابلیس کو کہتے ہین کہ خداوند ہمسے غافل ہوگیا ہو ہماری نہین سنتا اُسکی قدرت خداوندی جاتی رہی اور بعض
وقت یہ خیال کرتے ہین کہ ابلیس اس ہماری غفلت کے عوض ہمین مرتبہ عظیم اور منصب بزرگ بار دیگر پیدا کرکے عطا
فرمائیگا چنانچہ لاقوت شاہ گیدی اسی امید موہوم پر توبہ کرتا ہو اور سجدہ کرتا ہو اور پہرون تصور میں ابلیس کے ہاتھ جوڑ کے
چپکا ایک پیر سے کھڑا رہتا ہو کہ یا طریقہ توبہ اسطرح اختیار کیا ہو

اب راوی بالفعل ان نابکارون کو آفات طلسم یعنی محنت و مشقت و مزدوری میں رکھتا ہو اور

دو کلمے احوال فتح مآل صاحبقران اکبر والا شان و عالی گوہر کے گذارش کرتا ہے

نظم

ہر نظر میں کہیں گل رعنا کا لب عناب سا — بہہ رہا ہو آج آنکھوں سے مری خوناب سا
روتے روتے کیا جگر میں نم نہیں باقی رہا — دل تڑپتا ہے پڑا ہو ماہی بے آب سا
عشق میں اس مہر وش کے یہ بھی ہو گیا بیقرار — ماہ آتا ہے نظر کچھ یار کا سیماب سا
عہد پیری میں جوانی کے کہاں وہ ولولے — رہ گیا ہے وہ زمانہ یاد ہمکو خواب سا
صبر کا جامہ ہو مثل کتان کیوں چاک چاک — جب عیاں ہو پیرہن سے وہ بدن مہتاب سا
خاک سی جھڑنے لگی قصر بدن کہنہ ہوا — تھا جو قد مثل ستون وہ ہو گیا محراب سا
باغ جنت میں ہر اک شی پانیکے لیے جستجو — عالم عقبیٰ نہیں ہے عالم اسباب سا
دونوں مہر و مہ کبھی پنہاں کبھی ہیں آشکار — چرخ میں ہے رات دن پیدا سماں دولاب سا
ہجر کب بندے سے ہو ایسے وحید عنصری — چشم گردون نے کبھی دیکھا نہیں احباب سا

تاجداران مملکت سخن و مدبران سلطنت ہنر و فن اس وادی میں اسطرح حکمرانی کرتے ہیں کہ جسوقت لاقوس شاہ نابکار مع اشرار و کفار اس ہنگامہ گیر و دار سے شبا شب بے سر و پا فرار ہو کر بیابان طلسم میں پہونچا اور تمام لشکر جنگاہ میں اسکے حال سے بیخبر پاکے ہر چہار طرف نگران ہوا اور قلب لشکر میں اسکا پتہ نہ پایا تمام دلیران لشکر کے دل مایوس ہو گئے اور ہر طرف منتشر و پراگندہ ہو گئے اور اکثر افسران فوج معرض ہلاکت میں آ گئے اور بقیۃ السیف نے صاحبقران سے فریاد الامان بلند کی صاحبقران اکبر نے حکم دیا کہ امان اس شرط پر منحصر ہے کہ جو شخص از کہ تا مہ بخوشدلی دولت اسلام قبول کرے اور فکر معیشت و غم و غصہ حشر سے فارغ البال ہو جائے ورنہ طعمہ شمشیر غازیان اسلام ہوگا سنتے ہی سرداران باقیماندہ مع جمیع دلاوران ذی رتبہ زیر سایۂ علم صاحبقرانی آکر جمع ہو گئے اور بصدق دل و صفائی قلب دین اسلام کو قبول کیا ملکہ زرنگار نے بعد فارغ ہونے جنگ و جدل اور جمع بیش شدہ کے شہر زرنگار اور قلعہ پیکر کو از سر نو خس و خاشاک سے پاک و صاف کرکے آئینہ بند کیا اور نہایت آراستہ و پیراستہ کیا بعد الفراغ آرائش و زینت تمام شہر اور عمارات شہر کے صاحبقران اکبر فلک قدر کو نہایت تجمل شاہانہ و حشم خسروانہ سے ہمراہ لیکر اندرون شہر روانہ ہوا صاحبقران اکبر وہاں کی تزئین شہر سے نہایت درجہ محظوظ ہوے جب محل خاص کے در دولت پر سواری پہونچی عمارات شاہی کے سامنے جو کہ میدان تھا اسمیں کئی لاکھ روپیہ کی نہایت خوبی و صنعت کی آتشبازی نصب تھی ایکبارگی آتشبازوں نے آگ دی اور چرخیاں اور چکر وغیرہ چھوٹنے لگے اور توپیں سلامی کی سر ہونے لگیں زیر آسمان اور ایک آسمان دھوئیں کا چھا گیا زمین صداے توپ سے لرز گئی مردمان شہر کو زلزلہ کا گمان ہوا چراغان و مہتاب کی روشنی سے پانچ کوس تک وہ رات مثل دن کے ہو گئی گلی کوچے میں ہر دکان کے

سامنے نگیرے کار چوبی نصب تھے جنکی چوبین گنگا جمنی تھیں بادلے کی جھالر تھی بعد اسکے محل خاص مین تشریف لیگئے خواتین محل نے زر و جواہر کے خوان نثار کیے اور سامان عیش و نشاط موجود ہوا اور نہایت تکلف سے صاحب قران اکبر کی دعوت کی بعد اسکے ملک زرد ھنگ نے از سر نو شہر کو اسلام آباد کیا تمام بتخانے منہدم کرا دیے اور اُنکے مقام پر بلند مسجدین تعمیر ہوئین جب صاحب قران اکبر نے دعوت و مہمانی سے فرصت پائی اور تخت جہانبانی پر جلوہ افروز ہوئے ہماز عیار نے زادان امیر کو مع بعضے اشرار اور نقب زن وغیرہ کے بارگاہ معلے مین حاضر کیا صاحب قران اکبر نے اُن اشرار کفار کو اسلام کی ہدایت و تلقین کی مگر کسی کے دل پر اثر نہوا اور سیاہی کفر نے تمام خانۂ دل کو اپنا گھر کر لیا

شعر

	گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ		بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد	

صاحب قران اکبر کی کوئی ہدایت اُن سیاہ قلبون پر موثر نہوئی بلکہ اُسکے جواب مین یہ کہا کہ اے طلسم کشا در اصل امور اتفاقیہ مین کچھ چارہ نہین ایسے ایسے سوانح اکثر ہوا کرتے ہین مگر جو معاملہ اسوقت ظہور مین آیا ہے یہ حسب رائے خداوند ابلیس کے ہوا ہے بہر حال ہم اسپر رضامند و شاکر ہین اور خداوندی کے لطف و کرم کے ہر وقت و ہر دم امیدوار رہتے ہین ہمکو یقین واثق ہے کہ خداوند بعد ہمارے مرنے کے ضرور مراتب بلند عطا فرمائیگا لہذا ہمکو اسوقت کی مرگ بخوشی دل قبول و منظور ہے صاحب قران اکبر نے جب زادان سپہ دروں کی یہ تقریر سنی نہایت برہم ہوا اور اُن نابکارون کو بعذاب سخت ہلاک کیا بعد اسکے سیگون وغیرہ سے پوچھا کہ اب کیا رائے ہے ہم کیا تدبیر کرین اور کس امر کو عمل مین لائین سیگون دلاور ہر چند کہ مجروح بشدت ہو گیا تھا اور اندمال زخم کی کبھی نوبت نہ آئی تھی مگر جرأت و ہمت صاحب قران اکبر سے اور فتحیابی سے اُن کفار بدکردار پر ایسا خوش و محظوظ ہوا کہ اپنے جراحت کی تکلیف بالکل بھول گیا اور عرض کی اے شہریار کامگار میری رائے تو یہ ہے کہ جو دو مختصر مراحل طلسم یعنے مرحلۂ سوم و چہارم باقی ہین اب حضور اُنھین دونون طلسم کے فتح کا قصد فرمائین یقیناً یہ دونون طلسم متصل واقع ہین بلکہ ایک طلسم دوسرے طلسم سے لبتہ ہے اور ایک ہی طلسم سے راہ دوسرے کی بھی ہے بس یہ دونون طلسم ساتھ ہی باطل ہو جائینگے آیندہ حضور خود صاحب لوح اور کاشف اسرار ہین آپکو معلوم ہو جائیگا آپ لوح سے اِس طریق سے دریافت فرمائین جسطرح لوح حکم دے اسطرح کاربند ہون۔ القصہ صاحب قران اکبر گردون قدر نے لوح کو بغل سے نکال کے ملاحظہ فرمایا۔ لوح نے اس عبارت کو معائنہ کرایا کہ اے شہریار کامگار جسوقت تم مرحلۂ چہارم مین پہونچوگے وہان ایک جنگ عظیم برپا ہوگی لاقوت شاہ نکوہ نام سے یہ واقعہ ہوگا اور اُسی ہنگامۂ جنگ مین اشرار دغا باز تمسے مکر و فریب پیش آئینگے لیکن بفضل رب قدیر انجام کار بہتر ہوگا اور آپ مظفر و منصور ہونگے بعد اسکے وہ بادشاہ مغلوب ہزیمت خوردہ تمھاری ضرب شمشیر جہانگیر کے خوف و ہراس سے مع اپنے لشکر کے بھاگ جائیگا اور پھر بیابان طلسم مین داخل ہوگا اور آفات طلسم مین ایک مدت تک مبتلا رہیگا اور حاکم مرحلۂ چہارم ملک زرد ھنگ بار دگر اسلام قبول کریگا اور

آپ کے مخلصان وخیرخواہان خاص سے ہوگا جب اس ہنگامۂ جنگ وفساد سے بالکل خاطر جمع اور اطمینان کلی ہوجاوے
پھر تم طلسم میں جانا اور دونوں مراحل طلسم کو باہمدیگر ایک ہی دفع باطل فرماکر اپنے خزانۂ امانتی وغیرہ کو لیکر اپنے قبضہ میں
لانا کہ ایک مدت سے خاص تمھارے واسطے یہاں امانت رکھا ہوا ہے اے شہریار گردون وقار مطلان طلسم کا یہ طریقہ ہے کہ تم
بوقت سحر شہر زرنگار سے براہ راست کنارے دریاے شور کے جانا وہاں سے کنارے کنارے دریا کے چلے جانا بعد
تھوڑی دیر کے ایک چھوٹی سی آبادی میں پہونچوگے اور باہر اس گانون کے ایک اندارہ ہے پانی اُسکا نہایت شیرین اور
سرد اور خوشگوار ہے اُس گانون کی عورتین گھڑے مٹی اور تانبے اور پیتل کے سر پر رکھے پانی کے واسطے آتی ہیں تم اُن عورتوں
کے غول میں چلے جانا اور دیکھنا کہ ایک عورت اُن عورتوں میں خورد سال نہایت شکیلہ وجمیلہ لاغر اندام سرو قد پوشاک
پر تکلف پہنے موجود ہوگی اور ایک گھڑا بھی سر پر اُسکے ہوگا اور وہ گھڑا پیتل کا نقشی ہوگا جب وہ نازنین [illegible]
تم اُس سے کہنا اے نازنین ماہ جبین تو اس گھڑے کو ہمارے ہاتھ بیچ ڈال وہ تمکو جواب دیگی کہ اے شخص ہر چند کہ یہ گھڑا فروختنی
ہوگا لیکن قیمت اسکی مجھے معلوم نہیں میری مادر ضعیفہ کو معلوم ہے تم جا کر قیمت اُسکی دریافت کرلو اے شہریار جب وہ نازنین
پانی لیکے کنوین سے اپنے گھر کو جاوے تم بھی اُسی کے ساتھ اُسکے گھر جانا اُسکے گھر میں ایک بڑھیا ہوگی وہ اُس نازنین
کی مادر ضعیفہ ہے تم اُس پیرزال سے اُس گھڑے کی قیمت دریافت کرلینا جس قیمت پر وہ راضی ہو تم بلا تکلف اُس گھڑے
کو خرید لینا بعد اسکے اپنی پوشاک وسلاح اُس گھڑے میں رکھ لینا اُس گھڑے میں بقدرت خدا ایسی گنجایش ہوجائیگی کہ
تمام اسباب تمھارا اُس گھڑے میں آجائیگا فقط ایک نیزہ باقی رہیگا اُس نیزہ کو تم ہاتھ میں لیلینا اور پھر اُسی دریا کے
کنارے چلے آنا اور اُس گھڑے کو مع اُس اسباب کے دریا میں ڈال دینا اور تم خود اُس گھڑے پر سوار ہوجانا اور کہنا اے
سبوے حکمت مجھے جزیرہ قصبیہ میں پہونچا دے وہ سبوے طلسم مثل کشتی سبک کے نہایت تیز وتند رواں ہوجائیگا
راہ میں ایک نہنگ بحر فنا بصورت مہیب نہایت شورش وہنگامہ کرتا ہوا تمھارے سد راہ ہوگا تم بضرب نیزہ دوسر
اُس موذی کا کام تمام کردینا اور کسی طرح خوف دل میں نہ لانا کہ وہ جانور نیرنجات طلسم سے ایک شعبدہ ہے جس وقت
تم جزیرہ قصبیہ میں پہونچو اور کوئی امر اہم ودشوار پیش آوے لوح ہادی طریق سے مشورہ لیکے اُسپر عمل کرنا ورنہ معرض خطر
میں آجاؤگے خبردار بہت سمجھ بوجھ کے کام کرنا اب غفلت کو دخل نہ دینا والسلام قصہ کوتاہ جب صاحبقران اکبر
کنارے دریاے مذکور کے پہونچے اُس نازنین کے ساتھ روانہ ہوے اور اُسکی مادر ضعیفہ سے وہ سبوے برنجی
لینا چاہا اور قیمت دریافت کی اُس بڑھیا نے کہا اے شہریار اس سبو کی قیمت کچھ بہت نہیں ہے شہزادہ نے پوچھا
آخر کیا ہے بیان کرو بڑھیا نے کہا شہر زرنگار کی عمدۂ محلداری اس سبو کی قیمت ہے لہذا صاحب لوح بیضا ہو اس عہدہ
کو میری دختر بلند اختر کے نام بنام قرار دو اور سبو کو لیجاؤ اسواسطے کہ تم صاحب لوح بیضا اور فاتح طلسم ہو تمھارا حکم تا حلق
کائنات طلسم میں ہر ایک جا جاری ہے دوسرا یہ شرط ہے کہ میری دختر ناکتخدا ہے کسی ایسے جوان صالح کے ساتھ عقد کردینا

کہ جو حسب و نسب مین عمدہ ہو صاحب قران اکبر نے اُن سب شرطون کو بڑھیا کی منظور فرمایا بلکہ ایک نوشتہ مہری بدستخط
خاص بڑھیا کو لکھ کے حوالے کر دیا اور زرالی بھی اطمینان اُسکا کر دیا اور فرمایا کہ خاطر جمع رکھو انشاءاللہ تعالے بعد اس
مراحل طلسم کے تمھاری دختر کا کام کہ کار خیر ہی حسب دلخواہ انجام دینگے اُس بڑھیا نے وہ سبوے برنجی حوالہ صاحبقران اکبر
کے کر دیا صاحب قران اکبر وہ گھڑا لیکے کنارہ دریا تشریف لائے دیکھا دریا مین ایک جوش و خروش عظیم برپا ہی ہر ایک
موج دریا سے آسمان پر جاتی ہی اور ہزارون نگر و گھڑیال اور سوس وغیرہ جانوران دریائی و آدم خوار پانی سے سر نکالے
ہوے صاحب قران اکبر کو بقہر و غضب دیکھ رہے ہین۔ الغرض صاحب قران اکبر نے حسب ہدایت لوح سلاح اور
پوشاک جسم مبارک کو مع دیگر اسباب کے گھڑے مین رکھا اور گھڑے کو دریا مین ڈالا اور خود بدولت و اقبال سوار ہو
اور کہا اے سبوے حکمت مجھے جزیرۂ نصیبیہ مین پہونچا دے بس بمجرد کہنے اس کلمہ کے وہ گھڑا پیتل کا فوراً مثل کشتی کے
ہو گیا اور نہایت تند و تیز روانہ ہوا شاہزادۂ والا جاہ اُن جانوران آبی کی صورت و اشکال خوفناک کو دیکھ کر ہر دم یہی
کہتا تھا سبحان اللہ بانیان طلسم نے عجب طرح کی راہ طلسم کی مقرر کی ہی ہر چند مین نے اور بھی مراحل فتح کیے ہین یہ
طریقہ عجیب و طرز نو درپیش نہین ہوا کہ ایسے دریاے قہار موج زن مین شناوری کرتا ہوا طلسم مین گیا ہوں اور نہ اسقدر
جانوران آبی دیکھنے مین آئے اور لطف یہ ہی کہ وہ سب جانور بھی سرگرم جنگ ہین۔ اللھم احفظنا من کل البلاء
لیکن ہدایت لوح اسی طرح ہے کیا کیا جائے مجبور و ناچار دل سے یہ باتین کرتے ہوے چلے جاتے تھے آخر کار صاحبقران اکبر
بحالت بیم و امید اُن جانوران دریائی کا تماشا دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے اور وہ جانور ہر چند چاہتے تھے کہ صاحبقران
اکبر کو ایذا پہونچائین لیکن ببرکت لوح وغیرہ اُن جانورون سے کسی طرح کا آسیب صاحب قران اکبر کو نہ پہونچتا تھا بلکہ اُس
سبوے طلسمی تک مجال نہ تھی کہ قریب آئے سر نکالے دور ہی سے تکا رہے تھے اور ڈر رہے تھے چار ساعت کے بعد ایک
دابۃ البحر یعنی نکر سُرخ رنگ کا نہایت ہی زبردست و مہیب چاہتا تھا کہ ایک بار مع اُس کشتی سبو کے نگل جائے صاحبقران اکبر
نے نہایت سبکی سے اور چابکدستی سے بسم اللہ کہکے ایک نیزۂ جان ستان اس زور و قوت صاحبقرانی سے اُس
حیوان آبی کو مارا کہ کام و دہن اُسکا چھد گیا اور نیزہ گردن سے پار نکل گیا اُس جانور خونخوار کو اُٹھا لیا اور دور پھینکدیا اور
نیزہ کو کھینچ لیا بس وہ جانور دریا مین غرق ہو گیا ایک طوفان اس زور سے شور شدید اُٹھا کہ سارا جہان تیرہ و تار ہو گیا
صاحب قران اکبر نے موافق ارشاد لوح طلسم اسم اعظم پڑھنا شروع کیا اُس وقت سیاہی و تاریکی مین ہر چہار طرف سے
آوازہاے ہولناک و عجیب و غریب آنے لگی صاحب قران اکبر وہ آوازین کہ جنکے سننے سے انسان کا زہرہ آب ہو جائے سنتے
تھے اور سکوت مین ہنستے چلے جاتے تھے اور کبھی معلوم ہوتا تھا کوئی اس طرح سے کہتا ہی کہ اے فلان آگاہ ہو اس آدم زاد کم نژاد
کے نزدیک کچھ مشکل نہین ہی کہ اسنے کس آسانی سے تمساح جادو کو ہلاک کر ڈالا اور اسکی نیت یہ ہی کہ یہان سے صاف
و پاک نکل جائے تم جلد پہونچو اور اس آدم زاد ضعیف البنیاد کو زندہ و سلامت نہ جانے دو یہا ہر چند یہ آوازہاے خوفناک و ہول

چارون طرف سے آتی تھین لیکن کوئی صاحب آواز معلوم نہوتا تھا بعد ایک ساعت کامل کے وہ طوفان رفع دفع ہوا اور تاریکی
جاتی رہی روشنی ظاہر ہوئی بسبب حکمت جزیرۂ قصبیہ مین پہونچ گیا اور ایک جا پر صاحب قران اکبر اُس مرکب بحری سے
اُترے اور اُس گھوڑے کو کنارے دریا کے بجائے مرکب قائم کردیا بعد اسکے خود بدولت تنہا اُس جزیرے مین داخل ہوئے اور سیر
کرتے ہوئے چلے جاتے تھے وہ جزیرہ بسبب خوبی آب و ہوا اور سرسبزی و شادابی کے کہ نمونۂ فردوس تھا جمیع درختان پرمیوہ ہائے
تحفہ و عمدہ روئیدہ تھے اور گل و غنچہ سمن و یاسمن اور گلاب وغیرہ انواع و اقسام کے کوسون تک تھے جسکی خوشبو سے دل و
دماغ معطر ہوا جاتا تھا صاحب قران اکبر فلک قدر بھوکے بہت تھے کچھ میوہ نوش فرمایا تھا اور پانی چشمہ کا نہایت شیرین و
تحفہ نوش کیا ایک ساعت دم لیا تسکین خاطر ہوئی بعد اسکے وضو کیا اور عبادت پروردگار مین مشغول ہوئے بعد فراغت
پھر لوح کا مطالعہ فرمایا لوح سے ہدایت ہوئی کہ اے شہریار گردون وقار یہان درختون کو خوب غور سے مع شاخ و برگ و گل
دیکھو جب ایسا درخت کہ جسکی شاخین مثل طلاے احمر کے چمکتی معلوم ہون اور ایک افعی سیاہ شاخ درخت مین لپٹا ہوا دیکھو
تم اُس اژدہے کو بضرب تیر جان ستان ہلاک کرنا اور اُس شاخ گندہ کو جو کہ اندر سے خالی مثل نے کے بقدر ایک گرہ کے
سوراخ رکھتی ہو اس درخت سے لینا اور پھر کنارہ دریا کے جہان کہ وہ مرکب سواری ہو چلے آنا بعدہ پھر اسم بزرگ کو پڑھنا اور اُس
گھوڑے کو دریا مین ڈال دینا وہ بجرد گرنے کے دریا مین نظر سے غائب ہوجائیگا بعد اسکے ایک ساعت کے بعد وہ گھوڑا بہ شکل
ایک کشتی مع ملاح بنکے نہایت خوبصورت و آراستہ و پیراستہ آئیگا اور تمام سامان ہوگا نہ اُس کشتی مین موجود ہوگا وہ ملاح
بنظر قہر و غضب تمکو دیکھیگا مگر اے صاحب قران اکبر تم اس امر کا کچھ خیال نہ کرنا چپکے بیٹھے رہنا بعد اسکے اس گھوڑے کو یعنی
اُس کشتی مین سوار ہونا اور ملاح اُس کشتی کو کھول دیگا بعد اسکے تم یہ کام کرنا کہ ہر دفعہ پانی اُس دریا کا گھڑے مین بھرنا اور
اُسی جا پر وہی پانی گرا دینا اور خوب خیال کرنا جس مقام پر وہ پانی دریا کا برنگ طلاے احمر ہو جاوے اُسوقت تم اُس شاخ کو
جسطرف کہ اُسکا سوراخ ہو دریا مین پھینکنا تمکو عجیب و غریب تماشائے حیرت افزا دکھائی دیگا لیکن خبردار اُس ملاح سے
کسی وقت غافل نہ رہنا کسواسطے کہ وہ ملاح ایک دیو خونخوار نہایت قوی ہیکل ہے اور مذہب بھی اُس نابکار کا ابلیس سیرت
ہے اسی سبب سے وہ ہر وقت اسی فکر مین ہوگا کہ کسی طرح تمکو ایذا پہونچاوے خدانخواستہ اگر موقع پاجائیگا تو ہلاک کر ڈالیگا
اور یقین واثق ہے کہ اپنی ہیئت کو بدل کر ضرور درپئے آزار تمھارے ہو تم اُس سے بہت ہوشیار رہنا کبھی اُس سے غافل نہونا
اور نہ اُسکے فریب مین آنا اور اگر وہ ملاح تمھاری طرف بقصد فساد دست درازی کرے اور تمسے اُلجھے اور بات بات مین
فساد پیدا کرے تو تم بھی بزور و قوت و پہلوانی پیش آنا اور کشتی کو موجود ہو جانا جب وہ دیو پلید تمسے کا وزوری کریگا تو وہ
کشتی جسپر تم سوار ہوگے اُسکے تختے جابجا سے ٹوٹ جائینگے تا اینکہ تم دونون مع کشتی غرق ہو جاؤگے جب تمھارے پاؤن
تہ کو پہونچین پس تم بقوت و زور صاحبقرانی اس دیو پلید کو ہلاک کر ڈالنا اور خنجر سے اُسکا سینہ چاک کر ڈالنا اور اسکے
جگر کو نکال کے خوب اچھی طرح سے اپنے پاس رکھنا بعد اسکے پھر لوح کو دیکھنا جو ہدایت ہو اسپر عمل کرنا۔ صاحبقران اکبر نے

کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ تو طرفہ صعوبات اور سخت مشکلات اس مرحلے مین روبکار ہونگی یہ خوب معلوم ہو کہ
مال و زر بے محنت و مشقت شاقہ ہاتھ نہین آتا چونکہ یہ سرزمین طلسم نہایت ہی زرخیز ہو لہذا اسی قدر اس دولت بےبہا
کے حصول مین سختیان اور دقتین بھی ہین اور تو کچھ نہین ایک بات کی حیرت ہو کہ اکثر مال و اسباب کائنات طلسم سے
ہمارے ہاتھ آیا مگر اسطرح کے صعوبات ہمنے کبھی نہین اٹھائے ہرچند کہ جواہرات گرانبہا مع نقد و جنس بیشمار ہاتھ آیا
لیکن ایسی دقت نہین واقع ہوئی خیر بہرصورت ہمکو تعمیل حکم بانیان طلسم کی ضرور ہی بلکہ واجبات سے ہو الغرض
صاحب قران اکبر گردون فر بموجب ارشاد لوح طلسم عمل مین لائے یعنے اس تجربے مین اس فنی کو مارا اور شاخ درخت
قطع کرکے اپنے ہمراہ لیے دریا کے کنارے آئے اور کشتی پر سوار ہوئے اور اس ملاح نے کشتی کو روان کیا اور صاحبقران اکبر
جابجا پانی دریا سے لیکر اس گھڑے مین بھرتے تھے اور دریا مین ڈالدیتے تھے جس مقام پر پانی دریا کا طلائی معلوم ہوا
صاحب قران اکبر نے وہی اسم جلیل جو کہ لوح نے تعلیم کیا تھا پڑھنا شروع کیا یکبارگی وہ کشتی چلتے چلتے رک گئی اور ملاح نے
بچشم قہر و غضب صاحب قران اکبر کو دیکھا اور کہا او آدم زاد ضعیف البنیاد فولاد جگر خیرہ سر سچ کہ اسوقت کشتی چلتے چلتے
کیون رک گئی اور ایسی رک گئی کہ مطلق حرکت نہین ہو اسکا سبب بتا صاحب قران اکبر نے ملاح کی بات کا کچھ جواب نہ دیا اور
آب اندرونی کو اس شاخ درخت سے جو کہ مثل فنی کے تھی بغور دیکھتے رہے اور اسمین سے تماشہاے عجیب و غریب دیکھتے گئے
اندرون آب صاحب قران اکبر کو ایک قلعہ نظر آیا اور اس قلعہ کی فصیل اور کنگرے آسمان سے باتین کرتے تھے اور وہ سب
نقرۂ خالص کے تھے اور اسقدر چمک تھی کہ جسکی حد نہین اور بروج طلاے احمر سے بنے ہوے تھے اور جو عمارات و مکانات اندر
قلعہ کے تھے وہ مینا کار و مرصع نگار تھے جواہرات کی پچی کاری کی ہوئی تھی اور بمثل آسیا گردش کرتے نظر آتے تھے اور انکی
گردش مین بھی ایک عجیب لطف کا تماشا دکھائی دیتا تھا صاحب قران اکبر تماشاے قلعہ اس فنی کے روزن سے ملاحظہ
فرما رہے تھے اور اس ملاح کو دیکھتے جاتے تھے جب ملاح نے دیکھا کہ صاحب قران اکبر میری بات کا جواب نہین دیتے بلکہ کچھ
خیال مین بھی نہین لاتے بس غضبناک ہو کر کہا او آدم زاد خیرہ سر و تیرہ بخت معلوم ہوتا ہو تو نے کچھ سحر کیا ہو یہ تیری افسون سازی
کا سبب ہی کہ جو دفعتہ کشتی چلتے چلتے ایسی رک گئی کہ مطلق حرکت نہین کرتی اب سحر خوانی کو موقوف کر دے تاکہ یہ کشتی روانہ ہو اور منزل
مقصود پر پہونچے صاحب قران اکبر نے پھر بھی کچھ جواب نہ دیا ملاح نے دیکھا کہ یہ آدم زاد کچھ خیال بھی نہین کرتا چپکا بیٹھا ہے
بس وہ ملاح اٹھا اور آمادۂ جنگ ہوا اور دیکھتے دیکھتے ایک طویل القامت اور ہیبتناک صورت بنگیا اور غرانے لگا اور کہا
او آدم زاد برگشتہ بخت و مرگ نصیب تو نے مجھے ناحق اسقدر ہلاک کیا مین تیرے ہاتھ سے نہایت پریشان ہون تو شاید فاتح طلسم
تو نہین ہے جو تیرا حکم آب دریا پر جاری ہے یہ کشتی کو تو ہی نے حکم قیام دیا ہے صاحب قران اکبر نے فرمایا باش او حرامزادے تیرہ بخت
تو مجھے کیا سمجھا ہے کہ بیہودہ بک رہا ہے وہ بولا کہ مین تجھے ایک آدم زاد ضعیف البنیاد بندگان خداوند ابلیس سے جانتا تھا اب معلوم
ہوا کہ تو طلسم کشا ہے اب مجھکو تیری گوشمالی واجب ہوئی اے آدم زاد یاد رکھ کہ اب تو میرے ہاتھ سے زندہ و سلامت نہین جا سکتا

اے آدم زاد تیرہ بخت تونے تسلاح جادو دیو کو دھوکے سے مار لیا ہین وہ نہین ہون کہ جو تو مار لیگا یا در کھ اب مین تیرے ہمانۂ طلسم کشائی
اور جسقدر کہ دود نخوت تیرے دماغ مین بھر گیا ہے آن واحد مین نکالے دیتا ہون اسی دریا سے قہار مین ایسا غرق کرونگا کہ تیرا گوشت
و استخوان جانوران آبی بھی نہ کھا سکین گے اور ماہیان دریا تیرے حال پر افسوس کرینگے یہ کہکے ہاتھ بڑھایا لیکن صاحبقران اکبر
نے کچھ خیال نہ کیا جسطرح سے بیٹھے تھے اُسی طرح بیٹھے رہے اپنی جگہ سے حرکت بھی نہ کی جب دیو کا ہاتھ قریب آیا صاحبقران اکبر
نے پنجہ اپنا اُسکے پنجہ سے ملایا اور زور کرنے لگے دیو خونخوار نے اور زور و شور زیادہ کیا صاحب قران اکبر ناچار ہو کر کھڑے
ہوگئے اور اُسی کشتی مین کشتی ہونے لگی آخر کار ایسا زور دونون پہلوانون نے کیا کہ کثرت ضربات سے تختہ ہاے کشتی پاش پاش
ہوگئے اور صاحب قران اکبر مع اُس دیو کے دریا مین غرق ہوگئے یہانتک کہ پاؤن صاحب قران اکبر کے تہ کو لگے اور
کسی قدر ہوش و حواس بھی درست ہوے آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک کف دست میدان ہے اور دیو سے کشتی خوب ہونے لگی
آخر کو صاحب قران اکبر نے اُسکا کمربند پکڑکے جو ایک زور طلسم کشائی کیا بس اُس دیو کو کہ اسقدر رفعت و قامت و جسامت
رکھتا تھا زمین سے اُٹھا کر ہاتھ پر علم کر لیا اور سر کے گرد چکر دے کے کمطرح زمین پر دے مارا زمین حرکت مین آگئی اور استخوان اُس
نطفۂ ابلیس کے چور چور ہوگئے روح نجس اُس دیو بدبخت کی تن سے نکل کے بطرف اسفل السافلین روانہ ہوئی فوراً صاحبقران اکبر
فلک قدر اُسکے سینہ پر سوار ہوے اور کلید خنجر سے قفل سینہ اُسکا کھولکر صندوق سینہ سے جگر اُس دیو بداختر کا نکال لیا مگر اول
حجت اسلام ختم کرلی اسطرح سے کہ جب سینۂ دیو پر صاحب قران اکبر عالیشان سوار ہوے اُس دیو بدبخت سے کہا او پیرو
ابلیس ہر چند مجھے حکم لوح ہے کہ تیرا سینہ خنجر سے چاک کرکے جگر کو نکال لون مگر مین ہدایت کرتا ہون کہ اب بھی تو طریقہ
ابلیس پرستی پر لعنت کر اور یزدان پرست بصدق دل و صفائی قلب ہو تو مین تیری جان بخشی کرون دیو نے یہ مضمون صاحبقران
کی زبان سے سُنکے بلند ایک قہقہا مارا اور کہا اے آدم زاد تو کچھ بیوقوف بھی ہے پہلے یہ تو خیال کر کہ جو یزدان پرستی اختیار کرنیوالا
ہوتا تو لوح میرے جگر کو نکالنے کا کیون حکم دیتی بس اس سے بہتر یہ ہے کہ اس خیال محال کو اپنے دل سے نکال ڈال او کہ مین بندۂ
خاص ابلیس ہون مین کبھی ابلیس سے منحرف نہونگا ابلیس کو اپنا معبود برحق جانتا ہون جب صاحب قران اکبر نے
یہ سُنا سمجھ گئے کہ یہ مردود واقعی سچ کہتا ہے کہ اگر لوح کو اسکی ہلاکت منظور نہوتی تو اسکے جگر کو نکالنے کا حکم نہ دیتی بس
صاحب قران اکبر نے فوراً خنجر کو کمر سے نکالا اور اُس دیو پر دغا کا سینہ چاک کیا اور جگر کو نکال لیا اور آب دریا
سے خوب پاک کیا اور دھوپ مین رکھدیا جب وہ خشک ہوگیا اُس جگر کو باندھ کے پاس رکھا اب صاحب قران اکبر شدت
گرسنگی و تشنگی سے بیتاب ہوگئے ہر چند چارون طرف تلاش کیا لیکن کوئی چیز لائق کھانے کے ہاتھ نہ آئی کہ وہ بیابان
بے آب و دانہ اور صحراے لق و دق ایسا تھا کہ جہان بجز تمازت آفتاب کے درخت تک نہ تھا اور زمین بسبب دھوپ کے
گرم ہو رہی تھی اور ہر ذرہ ریگ کا مثل شرارۂ آتش کے تھا اور زمین ایسی گرم تھی کہ پاؤن زمین پر نہ رکھا جاتا تھا یہ
حال تھا کہ اگر دانہ گندم زمین پر گرتا تو بریان ہو جاتا غرض اُس شدت گرما اور تشنگی و گرسنگی نے ایسے پریشان ہوے کہ جسکی

انتہا نہین ناچار ہوکر لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح سے ہدایت ہوئی کہ ای صاحبقران اکبر مضطرب نہو ملاحظہ فرماؤ کہ وہ سامنے تمہارے
پیش نظر کوہ معادن ہے وہان لاقوت شاہ بھی مع غیلان وقحفان اپنے رفقاے ہزیمت خوردہ کے راہ بیابان طلسم سے
ہوکر پہونچے ہین تم اُن نابکارون کو مزدورون کی حیثیت مین دیکھوگے لیکن تم اُنسے متعرض نہونا فقط اپنے کام سے غرض رکھنا
جسوقت تم کوہ معادن کے قریب پہونچوگے کارگذار وہان کے جو کہ وہان کے معادن ہین حسب دستور طلسم تمکو بھی لغزون مین
سمجھینگے اور رسی لیکر حسب دستور وآئین مقررہ تمھاری گرفتاری کی فکر مین ضرور آئینگے مگر تم اُنکو بقہر کشور ستانی خوب سخت سست
کہنا اور خود داروغہ معادن سے بحکومت کہنا کہ ہم طلسم کشا ہین داروغہ بمجرد شنیدنے اس کلام کے تمہارا مطیع و فرمانبردار
ہوجائیگا والسلام صاحبقران اکبر نے حسب الارشاد لوح عمل کیا یعنے اسی حالت تشنگی وگرسنگی مین روانہ طرف کوہ معادن کے ہوے
اور تا زوال آفتاب دامن کوہ معادن مین پہونچے صاحب قران اکبر نے نہایت بلند کوہ معادن کو دیکھا اُسکی بلندی ہرگز
خیال مین نہین آتی تھی صاحب قران اکبر چونکہ تشنہ وگرسنہ تھے اور تمازت آفتاب مین چلے ہوے آئے تھے
اسوجہ سے ایک ساعت کامل وہان سایہ درخت مین دم لیا ابھی پوری ایک ساعت نہوئی تھی کہ ملازمان کوہ گروہ گروہ جوق
جوق شور وغوغا کرتے ہوے صاحب قران اکبر کے گرد جمع ہوگئے اور سب نے صاحب قران اکبر کو گھیر لیا اور چاہا کہ
حسب دستور ہمیشہ صاحب قران اکبر کو بھی گرفتار کرکے لیجائین صاحب قران اکبر ہوشیار ہوگئے اور بجوش شجاعت وتہوری
مین بضرب سخت جواب دیا اکثر ہلاک ہوے اور بہت سے زخمی ہوے غرض گوشمالی بخوبی ہوگئی جب اُن ملازمون نے
یہ کیفیت دیکھی بے اختیار غل وشور مچانے لگے آواز غل شور سنکے داروغہ معادن پہونچا اور صاحب قران اکبر کو دیکھکے
کمال ادب سے سلام کیا اور ان ملازمون سے کہا اے بیوقوفو تمنے اس جوان عالی شان عالی مکان کو بھی مثل اور
واردان طلسم کے تصور کیا کہ اُنسے جسطرح سے پیش آتے تھے اسکے بھی ساتھ اُسی طرح پیش آنا چاہتے ہو ای نالائقو تم نہین
جانتے کہ طلسم کشا صاحب لوح بیضا ہے ورنہ اور کسی کی بھی یہ مجال وطاقت تھی کہ تم لوگون سے مقابلہ کرتا بعد اسکے وہ
داروغہ معادن صاحب قران اکبر کی خدمت مین حاضر ہوا اور نہایت عجز وانکساری سے عرض کیا اے شہریار عالی مقدار
حضور کس راہ سے اس مقام محنت انجام مین تشریف لائے صاحب قران اکبر نے فرمایا داروغہ صاحب تمکو نہین معلوم
ہم طلسم کشا اور فاتح طلسم بیضا اور مالک خزانہ معادن ہین علاوہ اسکے جس راہ سے چاہئے مناسب والنسب جانا اُس
راہ سے ہم آئے اور اگر تمکو مفصل میرے آنے کی راہ کو دریافت کرنا منظور ہو تو پھر مین بیان کرتا ہون تم سُن لو یعنے
پہلے مین نے تمساح دیو جادو کو قتل کیا بعد اُسکے قعقعان جادو کو قصب المنظر درخت پر جہنم واصل کیا اور اس درخت
سے ایک شاخ جو کہ قفل طلاے احمر کے تھی کاٹ لی پھر طلاح جادو کو اُسی سرزمین پر قتل کیا اور حسب ہدایت لوح
صندوق سینہ کلید خنجر سے وا کرکے جگر اُسکا نکال لیا وہ میرے پاس موجود ہے داروغہ معادن نے نہایت صاحبقران اکبر
سے عذر کیا اور پاؤن پر بوسہ دیا بعد اسکے بآواز بلند کہا کہ ای ملازمان کوہ معادن خوش ہوکہ خداوند کریم نے میرا گمان صحیح

فرمایا یہ جوان عالی شان صاحب قران اکبر طلسم کشا ہے عالی جاہ ہو اسی کی تشریف آوری کا مجھے انتظار تھا اب تم سب
ہوشیار ہو جاؤ کہ فاتح طلسم صاحب لوح بصفا زوج ملکہ شہنشہ تاجدار تشریف لایا ہو اُس شہریار گردون وقار کی خدمت
فیضدرجت مین حاضر ہو کر شرف قدمبوسی حاصل کرو بمجرد سننے اس آواز کے تمام مردمان عملہ و فعلہ معاون داروغہ کے حکم
سے جسکا نام عدلون تھا ہر چہار طرف سے آکر جمع ہوگئے اور صاحب قران اکبر کی ملازمت بسر وچشم بجا لائے انمین سے
کچھ ملازم دندان شکستہ بھی تھے انھون نے سب سے زیادہ عذر کیا اور اپنا عفو تقصیر صاحب قران اکبر
سے چاہا شہریار گردون وقار نے کہ ذات بابرکات انکی کریم و غربا پرور تھی انکے قصور و خطا کو معاف فرمایا عدلون جنی داروغہ
معاون صاحب قران اکبر کو اپنے ساتھ لیے ہوئے ایک قصر عالی شان مین جو کہ تمام سامان ناو کانہ سے آراستہ تھا لایا او
مقابل مین اُسی قصر رفیع کے ایک اور مقام پُرفضا تھا اور نہایت پاکیزہ تھا آسیب نمود رہتا تھا حسب اتفاق اُس چمن
مین ایک درخت انار کا بھی تھا اور اُس درخت مین انار کثرت سے پختہ موجود تھے عدلون داروغہ نے اُس انار کا عرق
نکال کر شراب تیار کر کے صاحبقران اکبر کے حضور مین پیش کش کی صاحب قران اکبر عالی وقار نے حکیم سقلینوس الہی
کو بعد دعاے خیر یاد کیا اور فرمایا کہ ہزار ہزار آفرین اُس حکیم والا قدر و عالم راز و اسرار کے فہم و عقل و ادراک پر کہ ہر ایک
جا مقامات طلسم مین سامان عیش و طرب مہیا کر رکھا ہو کوئی ایسا مقام نہین ہو کہ جہان اسباب عیش میسر نہو اُسکے
صاحب قران اکبر نے نہایت خوشی اور خواہش طبع سے اُس شراب صافی کے چند جام نوش فرمائے اس عرصہ مین
عدلون نے چند خوان خاصہ کے نہایت عمدہ و تحفہ لا کر حاضر کیے صاحب قران اکبر نے پوچھا اے عدلون مجھکو اسوقت
یہ حیرت ہو کہ یہ کھانا کہان سے اسقدر جلدی سے لے آیا معلوم ہوتا ہو کہ کہین یہ کھانا تیار تھا وہان سے بتعجیل تمام لے آیا
عدلون نے عرض کی اے شہریار گردون وقار اسکی اصل کیفیت یہ ہو کہ یہان سے دس فرسخ اس غلام کا گانون ہو وہان مسکن اصلی
خانہ زاد ہو بعض متعلقان غلام اُس مقام مین رہتے ہین لہذا یہ کھانا وہان تیار ہوا ہو حضور اسکو نوش فرمائین اور عرض شہریار
عالی وقار کی خدمت مین یہ ہو کہ غلام کو ایک مدت اسی امید و آرزو مین گذری کہ حضور ایک لمحہ کے واسطے اُس قریہ مین قدم افروز [؟]
ہون کہ اور بھی خادم اور کنیزین شرف پابوسی حاصل کرین اور غلام بھی حضور کے قدم سے شرف اندوز ہو جاوے صاحبقران اکبر
نے فرمایا اے عدلون ہمنے یہ التماس تمھاری بدل منظور و قبول کی بعد اسکے عدلون نے غیلان ولاقوت و قحطان اسیران
طلسم کو صاحب قران اکبر کی خدمت مین حاضر کیا اور عرض کی کہ ان محبوسون کو کیا حکم ہوتا ہو صاحب قران اکبر نے کہا او
لاقوت بتیا نمک حرام و بدکردار تو نے اپنے ابلیس کی قدرت دیکھی اور اپنی بداعمالی کا تماشا دیکھا اور یہ گوشمالی ابھی تجھکو بس [؟]
نہین ہوئی کہ جو سزاے اعمال کو پہونچا اے لاقوت ہمکو ملکہ رنگ افروز تیری دختر کی اسقدر خاطر منظور ہو کہ ہم تجھے بار بار
براہ دوستانہ سمجھاتے ہین اور نصیحت کرتے ہین کہ تو اب بھی اپنے اس دین باطل کو چھوڑ دے اور ابلیس پر لعنت کر تو بہر صورت
تیری مددگاری کرین اور جو کچھ تیری آرزو و تمنا سے دلی ہوگی اُسکو ہم بخوشی دل پوری کر دینگے صاحب قران اکبر نے نہایت

خلق و مروت و سخنان محبت آمیز سے فرمایا لیکن اس سیہ قلب و تیرہ درون کے دل پر موثر نہوا۔ راوی کہتا ہی کہ لاقوت تیرہ درون نہایت ہی احمق و بے وقوف ہی اور اُسیر طرہ یہ کہ ابلیس پلید نے ایسا اُس ملعون کو اپنے بس مین کیا ہی کہ ہر وقت اُسکے سر پر سوار رہتا ہی اور رات کو خواب مین بھی طرح طرح کے کرشمہ دکھاتا ہی یعنے اُسے ہر روز باغ کی سیر دکھاتا ہی اور تسلی دیتا ہی اور یہ بھی کہتا ہی کہ اے لاقوت بندۂ خاص خداوند یاد رکھ اگر تو محبت و اطاعت مین ابلیس کے قتل بھی ہو جائیگا تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہان جسقدر رنجکو تکلیف ہوگی خداوند سے تو ہرگز مایوس نہوگا بلکہ ہر ایک تکلیف کو عین راحت سمجھنا اے بندۂ خاص ہمارے خبردار کبھی کسی حال مین تو خداے نادیدہ پر ایمان نہ لانا تجھ سے وعدہ واثق کرتا ہون کہ تجھے اس عالم مین ایسا مختار کرونگا کہ مثل اپنے کردونگا بس لاقوت کیدی خوش تھا اور نازان تھا اور اعتقاد باطل سے منحرف نہین ہوتا تھا آخر لاقوت شاہ نے صاحب قران اکبر سے کہا اے معز الدین تمھاری طلسم کشائی مین اور صاحبقرانی مین کسی طرح کا شک نہین ہی بیشک تم طلسم کشا ہو اور تمنے تمام مراحل طلسم فتح کیے اور جسقدر باقی ہین وہ بھی تم فتح کروگے اور بہت جلد باطل ہونگے اور یہ بھی جانتا ہون کہ بعد انفصال مرحلات طلسمات کے تم مجھے بھی قتل کروگے زندہ نہین چھوڑوگے لیکن مین خوب جانتا ہون اور میرا عقیدہ ہی کہ خداوند ابلیس مجھے اپنی قدرت کاملہ سے مراتب و مناصب اعلی کو پہونچائیگا اور تمکو خداوند ابلیس میرے غلامون مین کردیگا اے معز الدین یاد رکھ مین اپنی اقبالمندی سے تجھکو بہ بدترین عذاب ہزار ذلت و خواری سے ہلاک کرونگا صاحب قران اکبر نے جو اسطرح کی لاقوت کا فری گفتگو سُنی سخت ناگوار گذری چاہتے تھے کہ اُس ناپاک و مردود کو سزاے سخت دین مگر بارشاد لوح ناچار خون جگر پی کے خاموش ہو رہے عادلون سے فرمایا کیون عادلون تم اس حرامزادے کے کلام لغو سنتے ہو یہ کیا بکتا ہی بس اب مناسب ہی کہ اس کیدی کو یہان سے لیجاؤ اور بدستور قید رکھو لیٹے اُسی حجرۂ دری مین یہ مردک رہے بعد اسکے شہریار عالی قدر دوسرے روز عادلون کے قصبہ مین تشریف لے گئے عادلون کے زن و فرزند صاحب قران اکبر کی خدمت سراپا برکت مین حاضر ہوے حسب اتفاق اُسوقت تک صاحب قران اکبر کے پاس وہ سبوے برنجی موجود تھا جسوقت عادن پسر عادلون کہ نہایت خوشرو و جوان نوخاستہ تھا اور صاحب قران اکبر کی خدمت مین حاضر تھا اُسکی نظر اُس گھڑے پر پڑی بمجرد دیکھنے اُس سبو کے بے اختیار ایک آہ کا نعرہ مارا اور اشک آنکھون سے جاری ہوے اور چہرے کا رنگ دگرگون ہوگیا ہرچند کہ رنگ رخ اُس جوان کا زعفرانی تھا لیکن اُس گھڑے کو دیکھ کے اور زیادہ تر متغیر ہوگیا صاحبقران اکبر یہ حال دیکھکر متحیر ہوے اور عادن نوجوان سے اس گریۂ بے محل کا سبب پوچھا عادن نے پاس و لحاظ صاحبقرانی سے کچھ جواب نہ دیا آخر جب صاحبقران اکبر نے عادن سے اصرار فرمایا تب عادن نے عاشقی و عشق کا دفتر کھولا اور احوال گذشتہ بیان کیا اور کہا اے شہریار گردون وقار اس امر کی اصل حقیقت یہ ہی کہ چند روز سے یہ خانہ زاد ایسی بلا سے تازہ مین گرفتار ہی جسکے صدمہ سے مضمحل ہو رہا ہون اور مفارقت مین اپنے محبوب کی اپنی زندگی سے عاری ہون تفصیل اس اجمال

کی یہ ہی کہ ایک شب اس خانہ زاد نے عالم واقعہ مین ایک نازنین آفت دل وجان و برباد کن دین و ایمان کو دیکھا کہ
ایک مقام پر لب چاہ بہزار ناز و انداز و کرشمہ دلربائی کھڑی ہوئی ہی اور یہی گھڑا اس سراپا آفت جان کے سر پر ہی بمجرد دیکھنے
اس شمع رخسار کے مین مثل پروانہ کے وارفتہ و شیدا ہوگیا جب وہ بلا سے بے درمان پانی بھر چکی اور وہان سے روانہ ہوئی
خانہ زاد بھی دیوانہ وار اسکے گھر تک ہمراہ گیا وہان جاکر مین نے اس نازنین مہ جبین کی مادر ضعیفہ سے اپنا حال پرملال
بیان کیا اور اس نازنین کا خواستگار ہوا اور اس ضعیفہ سے نہایت منت و سماجت کی لیکن وہ ضعیفہ کسی طرح راضی نہوئی
آخر جب مین نے حد سے زیادہ خوشامد کی اور رویا تب اس ضعیفہ کو میری گریہ وزاری اور بیقراری پر کچھ رحم آیا اور اس
مشفقہ نے ترحم فرمایا اور کہا ای فرزند اس دختر کا منسوب ہونا میرے اختیار مین نہین ہی یہ امر اس شخص باوقار عالیجاہ
کے قبضۂ قدرت مین ہی کہ جبکا مرکب سواری کسی وقت خاص مین یہ سبوے برنجی منقوش ہوگا بجز اسکے اور کسی کو اختیار
اس امر کا حاصل نہین ہی اے شہریار عالی وقار جسوقت اس خادم نے ہاتھ جوڑے اور تضرع وزاری کی تب وہ ضعیفہ مجھ
برہم ہوئی اور بسبب خوف کے میری آنکھ کھل گئی میرا بیدار ہونا تھا کہ آفت مین گھر گیا ای صاحب قران اکبر والا شان اسی روز
سے اس حال مین مبتلا ہون اور اس نازنین بے نام ونشان کو ڈھونڈھ رہا ہون اور اسکے عشق مین سیماب وار بیتاب
ہون کسی وقت اس آفت روزگار کا خیال اس خادم کے دل بیقرار سے نہین جاتا سخت حیران ہون کہ شعر

دل نے کیا دیکھا تھا کیون یکھے گرفتاری مین ہی	آنکھ نے دیکھا تھا اسکو اسلیے زاری مین ہی

صاحب قران اکبر نے عادن کے اس کلام کو سنکے اور تغیر حال کو دیکھکے دل مین فرمایا کہ بیشک اسی ضعیفہ کی دختر رشک قمر
پر جو کہ سبوے طلائی سر پر رکھے تھی عاشق ہوا ہی اور اسنے مجھ سے عہدۂ سحلداری لے لیا ہی لیکن اس ضعیفہ نے یہ بھی مجھ سے
کہا تھا کہ اس دختر کا اسی شخص سے عقد کر دیجیے گا کہ جو نجیب الطرفین ہو یہ سب مجھ سے کیکے نوشتہ لکھا لیا مگر ای سعد الدین
یہ بھی ایک اسکی قدرت کاملہ کا تماشا ہی اور کارسازی ہی کہ من جانب اللہ یہ عقدہ ازخود کس آسانی سے حل ہوگیا کہ تجھے ذرا بھی
زحمت نہوئی اور یہ تو ثابت ہوگیا کہ عادن اسی دختر بلند اختر پہ عاشق ہی اور ہماری دانست مین تو یہ نسبت نہایت ہی مناسب
ہی آخر صاحب قران اکبر نے فرمایا ای عادن تو خاطر جمع رکھ انشاء اللہ تعالے اگر حیات مستعار باقی ہی تو اپنی محبوبہ و مطلوبہ سے
ضرور ملیگا کہ یہ امر بفضلہ میرے اختیار مین ہی اور بہت جلد ظہور اسکا ہونے والا ہی بعد اسکے صاحب قران اکبر نے تمام کیفیت
اسکی بیان کی عادن و عدلون دونون باپ بیٹون نے سنکے اس سرگذشت کو صاحب قران اکبر عالی شان سے شکر پروردگار عالم
ادا کیا اور دونون نے نہایت خوش ہوکے بصدق دل پابوسی صاحب قران اکبر کی دوسرے روز عدلون صاحب قران اکبر
کے واسطے ایک اسپ عربی نہایت تیز رفتار و خوبصورت لایا اور عرض کی حضور سوار ہون جب صاحب قران اکبر اسپ برق وش
پر سوار ہوے عدلون صاحب قران اکبر کو شہر زرنگار کے قریب لیگیا اور عرض کی کہ ای شہریار گردون وقار یہ جو سامنے ایک قلعہ
معلوم ہوتا ہی یہ قلعہ بھی زرنگار ہی اور اندر اس قلعہ کے ایک اور قلعہ ہی کہ اسکو قلعہ مسکوکیہ کہتے ہین اور اس قلعہ کے

ہر چہار طرف فقط چار دیواری حصاری اور بارہ برج بنے ہوئے ہین لیکن اور کسی طرح کی عمارت وغیرہ نہین ہی ہان قلعہ مین ایک دیوار
سرحدی کھنچی ہی کہ جس سے قلعہ کے دو حصہ ہو گئے ہین اور یہ سارا قلعۂ مسکوکیہ در سرخ و سفید سے مملو ہی ای شہریار عالی وقار سن
ظاہر طلسم کا نام شہر زرنگار ہی جسکو حضور نے خود بچشم ملاحظہ فرمایا اور اُسکے قلعہ کو مسکوکیہ کہتے ہین وہ باطن طلسم مشہور ہی جو طرف
سے حضور یہان تشریف لائے ہین لیکن در اصل شہر زرنگار اور قلعہ مسکوکیہ ایک ہی ہی ہان بوجہ آثار طلسمی فقط فرق اسقدر
معلوم ہوتا ہی صاحب قران اکبر نے اُسوقت اُس قلعۂ مسکوکیہ کو خوب غور سے ملاحظہ فرمایا کہ سرتاپا اسی طرح کا دیکھا جیسا کہ پہلے
قعر دریا مین دیکھا تھا یعنے جسطرح اول مین قلعہ کو مثل چکی کے پھرتا ہوا دیکھا تھا اب بھی اسی طرح بکمال سرعت پھرتا دیکھ
صاحب قران اکبر نے فرمایا ای عدنون اس بات کا مجھے تعجب ہی کہ اس قلعہ کا دروازہ معلوم نہین ہوتا اور نہ قلعہ یہ کبھی لحظہ بھر ساکت
رہتا ہی پھر یہ تو بتاؤ کہ اگر کوئی شخص اس قلعہ کو دیکھنا چاہے تو کسطرح دیکھے وہان تک جانا محال ہی کیونکر جا سکتا ہی اور دور سے
اگر چاہے کہ اس قلعہ کی ماہیت و کیفیت معلوم کرے یہ بھی ممکن نہین عدنون نے کہا ای شہریار کامگار بظاہر معلوم ہوتا ہی
کہ مراحل طلسم تمام و کمال مفتوح نہین ہوئے ابھی کسی قدر آثار طلسمی باقی ضرور ہین حضور لوح طلسم بیضا کو ملاحظہ فرمائین جس طور
وہ ہادی طریق حکم دے اُسپر عمل فرمائیے اُسوقت اس اسرار قلعہ سے بھی بخوبی واقف ہو جائیگا صاحب قران اکبر نے دوبارہ
اُس قلعہ کو ملاحظہ فرمایا اب معلوم ہوا کہ ایک دائرہ سنہری نہایت وسیع ہی جسطرح قوس قزح آسمان پر ایام برسگال مین نمایا
ہوتی ہی اور اُسمین خطوط مختلف رنگ نہایت کیفیت کے معلوم ہوتے ہین اور ایک طرفہ معاملہ یہ تھا کہ دو خط طلائی و نقرئی ایسے
چمکتے نظر آتے تھے کہ نظر کام نہ کرتی تھی مثل برق کے چمک جاتے تھے اور دائروں کے بیچ مین وہ قلعہ بھی چکر مارتا ہی صاحب قران اکبر
اس تماشے کو دیکھ کے نہایت حیرت مین تھے اور دلمین کہتے تھے واہ معز الدین واقعی ایسا تماشا ہمنے کسی مقام طلسم مین نہین
دیکھا یہ عجب ہی کہ ہر لمحہ مین ایک حیرت تازہ پیدا ہوتی ہی آخر صاحبقران اکبر نے پھر عدنون سے پوچھا کہ ای عدنون یہ دائرہ
کس وجہ اور کس سبب سے قلعہ کا محیط ہی عدنون نے عرض کی ای صاحبقران اکبر مین حالات طلسمی سے کہ راز و اسرار ہین ہرگز
واقف نہین ہون حضور صاحب لوح بیضا ہین حضور کو معلوم ہوگا یا بعد ملاحظہ لوح کے یہ راز و اسرار حضور پر منکشف ہو جائینگے
صاحب قران اکبر نے فرمایا ہان البتہ یہ تو ہو سکتا ہی مگر تم بتاؤ کہ قلعۂ مسکوکیہ خالی ہی یا جن و انس کی قسم سے اسمین ہین
عدنون نے کہا ای شہریار ہان اسقدر تو معلوم ہی کہ بادشاہ و وزیر قلعہ مین ہین صاحب قران اکبر نے فرمایا اب ہمکو حیرت ہوئی
کہ ساکنان قلعہ کی بسر کیونکر ہوتی ہی کیونکہ یہ قلعہ مثل چاک کے گردش کر رہا ہی اور کوئی دروازہ قلعہ کا معلوم نہین ہوتا ایسی
صورت مین اہل قلعہ کی آمد و رفت اور اسباب معاش کا مہیا ہونا بھی تعجبات سے ہی عدنون نے کہا ای شہریار ساکنان قلعہ
کے اسباب معاش ممکن ہین کہ دوسری راہ سے قلعہ کی ہو کہ غیر متعارف ہی آتے ہونگے اصل کیفیت اسکی یہ ہی کہ حضور چونکہ
طلسم کشا ہین لہذا حضور کی نظر انور سے تمام معاملات و کیفیات طلسم حیرت خیز معلوم ہوتے ہین ورنہ ہمیشہ قلعہ
کہین اس ترکیب سے رہ سکتا ہی الغرض بعد اس قیل و قال کے صاحبقران اکبر فلک قدر نے زیر قلعہ چشمہ کے کنارے سایۂ درخت مین

وضو کیا اور دو رکعت نماز حاجت ادا کی اور لوح بیضا کو بغل سے نکال کر مطالعہ فرمایا لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ اے شہریار
گردون وقار صاحبقران اکبر روزگار فاتح طلسم سمجھا جسوقت تم دارونہ اسعادان بعد لوگون جنی کی معرفت قلعہ زرنگار کے قریب
پہونچو اور اسکو چرخ کھاتے ہوے دیکھو بس تم قلعہ کی طرف دست چپ چلے جانا اُسوقت ایک تیر کے چلے پر پہونچ گئے ایک
درخت نہایت بلند اور تن آور تمکو نظر آویگا تم مجمر پر از آتش ہمراہ رکھنا اور اُس مجمر کو لیکر اُس درخت پر چڑھ جانا اور ایک شاخ
پر اُس درخت کی بآرام تمام بیٹھ جانا اور اس اسم کو بہ شروع پڑھنا مگر جسوقت اس عمل جلیل کو شروع کرنا سوا بادام کے
اور کچھ نوش نہ کرنا دو روز و شب مین یہ اسم پڑھ لوگے تیسرے روز صبح کو ایک تخت روان آسمان سے تمہارے پاس آئیگا
تم بخوف و خطر اُس تخت پر سوار ہونا اور وہ مجمر بھی رکھ لینا جب وہ تخت بطرف آسمان روانہ ہوگا اور قلعہ کے اوپر پہونچیگا
اور وہان قائم ہو جائیگا تم اُسی وقت مجمر مع دیو کو آگ پر رکھ دینا جسوقت وہ جگر جلیگا دھوان خوب اٹھیگا اور اوپر قلعہ کے
خوب گھر جائیگا یعنے مثل دائرے کے ہو جائیگا پھر تم تخت سے خطاب کرنا کہ اے مددگار عجیب مجھے اُسی درخت کے اوپر پہونچا
جہان سے مجھے لائے تھے بس وہ تخت اسی درخت کی شاخ پر جہان تم بیٹھے تھے پہونچا دیگا اور خود نظر سے غائب ہو جائیگا
پھر تم اسی اسم بزرگ کو شروع کرنا ہرچند اسوقت تاریکی اس مرتبہ ہوگی کہ کچھ نہ معلوم ہوگا اور آوازین مختلف و خوفناک
چارون طرف سے کان مین آئینگی اور اشکال بھی پریشان و ہیبتناک دکھائی دینگی لیکن تم اسکا کچھ خوف اندیشہ نہ کرنا جیسے بیٹھے ہو
بعد اسکے جسوقت وہ طوفان رفع ہو جائے اور آسمان صاف ہو جائے درخت سے اُترکے دیکھنا وہ قلعہ خود بخود ٹھہر جائیگا اور
دروازہ قلعہ کا کھلا نظر آئیگا اور ایک مرغ برنگ زرد فیلبند دروازے پر بیٹھا معلوم ہوگا بس تم اُس مرغ کو بہ تیر جانستان
نہایت ہوشیاری و قدراندازی ہلاک کرنا بعد تھوڑی دیر کے اُس قلعہ سے ایک دیو قوی ہیکل طویل القامت نہایت جسیم
غصہ مین بھرا ہوا باہر آئیگا تم اُس دیو کو بفن کشتی زیر کرنا وہ دیو تمہارا فرمانبردار ہو جائیگا اور فتاح جنی اُسکا نام ہے مجرد اس
عمل کے در قلعہ کھل جائیگا اور دینار شاہ مع اپنے وزیر درہم کے تمہاری ملازمت کو حاضر ہوگا اور دونون بادل و جان تمہاری
تابعداری مین حاضر رہینگے بعد اسکے اور کوئی کار مشکل و سخت نہیں ہے اور یہ طلسم بتمام و کمال فتح ہو جائیگا والسلام صاحبقران نے
لوح کو بوسہ دیا اور بغل مین رکھا اور دلمین کہا اے معز الدین اس طلسم کے فتح مین ہرچند کہ نہایت ہی سہل ہے لیکن کیسے کیسے
صعوبات پیش آئے ہین جسکی شرح سمجھ مین نہیں ہو سکتی اور ابھی دیکھیے کیا کیا سوانح پیش آتے ہین اور کس کس طرح کے واقعات
سخت و دشوار روبکار ہونگے آخر عیارون سے فرمایا اب تم جاؤ اور جو کاروبار تمسے متعلق ہین انکو انجام دو اور اسکا بھی خیال رکھنا کہ
جسوقت دروازہ قلعہ کا کھلے تم حاضر ہو جانا عیارون آداب و تسلیمات بجا لایا اور رخصت ہوا اور اپنے اُسی مقام پر پہونچگیا صاحبقران اکبر
حسب ہدایت لوح طرف دست چپ روانہ ہوے جب قریب درخت پہونچے موافق ارشاد لوح مجمر جو عیارون سے منگا رکھی تھی
پاس موجود تھی اور آگ اُسمین بخوبی روشن تھی مع اُس مجمر کے درخت پر چڑھ گئے اور ایک ڈال درخت کا نہایت کشادہ اور چوڑا تھا
اُسپر بیٹھکر اُس اسم بزرگ کو شروع کیا اور تھوڑا پانی اور کچھ بادام بھی ساتھ تھے اُس سے رفع گرسنگی کی۔ اور دو راتین برابر اُسی

درخت کے ڈالے پر بسر کین غرض بہزار محنت و مشقت اُس اسم بزرگ کو تمام کیا تیسرے روز ایک تخت روان آسمان سے نازل ہوا اور معلق ہوا پر ٹھہرا ہی صاحب قران اکبر نے فوراً جگر یلج جادو کا آگ پر رکھا اُسی جگہ سے اسقدر دھوان پیدا ہوا اور بلند ہوا کہ زیر آسمان دوسرا آسمان ہو گیا اور اُس دھوین سے دائرے نقرئی و طلائی اور دیگر مختلف رنگ کے پیدا ہوتے اور قلعہ کو اُس دھوین نے گھیر لیا بعد اسکے ایک ہوا ایسی آئی کہ سارا آسمان تیرہ و تار ہو گیا صاحب قران اکبر نے اسی حالت تاریکی مین فرمایا ای موکلان تخت بحق معبود تجھے پھر اُسی درخت کے ڈالے پر پہونچا دو جہان سے مجھے لائے تھے بمجرد اس کلام کے وہ تخت وہان سے اُڑا اور اُسی درخت پر پہونچا صاحب قران اکبر اُس تخت سے اُتر کے درخت پر بیٹھے اور وہ تخت نظر سے غائب ہو گیا صاحب قران اکبر نے بدستور اول اسم بزرگ کو شروع فرمایا بعد اسکے وہ دھوان تمام عالم مین محیط ہو گیا اور اُس تاریکی مین ایسی ایسی آوازین مختلف و خوفناک آتی تھین کہ زہرہ آب ہوا جاتا تھا دوسرے روز صبح کو وہ طوفان جاتا رہا صاحب قران اکبر موافق ہدایت لوح اُس درخت سے اُترے دیکھا تو وہ قلعہ اب گردش مین نہین ہے اور دروازہ قلعہ کا بھی صاف نظر آتا ہی اور ایک جانور بہ نام گنجشک سے چھوٹا دونون پنجے زرد بکھراج کے قلعہ پر بیٹھا کر بال کر رہا ہی صاحب قران اکبر نے ایک تیر جان ستان چلہ کمان مین جوڑ کے اس قدر اندازی سے لگایا کہ وہ جانور تراز و ہوکے بلا توقف راہی ملک بقا ہو گیا مصرعہ

فلک گفت احسنت ملک گفت زہ

جب وہ جانور زخمی ہوکر خندق قلعہ مین گرا بعد ایک لمحہ کے ایک دیو قوی ہیکل غل و شور مچاتا خندق سے باہر آیا اور صاحبقران اکبر کے قریب پہونچتے ہی کچھ کلام بھی نہ کیا لپٹ گیا اور زور ہونے لگا صاحبقران اکبر نے اُس دیو زبردست کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک زور کیا پہلے ہی زور مین ہاتھ پر اُٹھا لیا اور گرد سر کے چکر دیا اور کہا او فتاح جنی دیکھ اب تو زمین پر آتا ہے۔ دیو بولا اے شہریار گردون وقار مین مسلمان و بندہ فرمانبردار ہون مین تو ہمیشہ طلسم کشا کا حلقہ بگوش غائبانہ رہا اور دل مین کہتا تھا۔ بار الٰہا وہ کون سا دن ہوگا کہ ملازمت طلسم کشا سے مشرف ہونگا آج خداوند کریم نے میری آرزوے دلی کو پورا کر دیا کہ حضور کا نزول اجلال ہوا اور اس وقت فقط بقصد امتحان زور و قوت صاحب قرانی آیا تھا الحمد للہ کہ امتحان کامل ہو گیا اب اے شہریار گردون وقار اسوقت کا قصور معاف فرمایا جائے صاحب قران اکبر گیتی ستان نے جو یہ کلام فتاح جنی سُنے اُس دیو کو رہا کر دیا بمجرد رہا کرنے دیو کے قلعہ کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور ملک دینار و خواجہ درہم بادشاہ و وزیر مع سامان خسروی و فوج و سپاہ سلاح و یراق سے آراستہ قلعہ سے باہر آئے اور ایک تخت شاہانہ جواہر نگار بھی اپنے ساتھ لائے بعد قدمبوسی و حصول شرف ملازمت صاحب قران اکبر کو فتح طلسم کی مبارکباد دی اور اُس تخت عالی پر شہریار گردون وقار کو سوار کیا اور خود مع فوج و سپاہ و جلوس ملوکانہ ہمراہ رکاب انتظام سواری کرتا ہوا چلا جاتا تھا ہر چند شہریار کامگار نے بنظر اخلاق و محبت فرمایا کہ تم بھی سوار ہوکے اسلئے پیادہ روی کی تکلیف اُٹھاتے ہو یہ زحمت ہمارے اوپر شاق و دشوار ہے اُسنے قبول نہ کیا اور

عرض کی اے شہریار گردون وقار ہمارا حضور کی سواری مین پیادہ پا چلنا باعث افتخار ہے اسلیے کہ غلامان بارگاہ سے ہین ہماری اسمین عزت ہے اس اثنا مین عدلون داروغۂ معاون بھی مع اپنے فرزندار جمند سعادتمند نوجوان کے صاحب قران اکبر کی خدمت مین حاضر ہوا اور بعد حصول سعادت قدمبوسی مبارکباد مرحلہ طلسم دی بعد اسکے ملک دینار صاحب قران اکبر والا مقام کو ایک قصر عالی شان مین کہ تمام اسباب و سامان شاہانہ سے آراستہ و پیراستہ تھا لایا اور صدر کے دالان مین ایک تخت مکلف پر بٹھایا اور گرد کرسیہا سے جواہرنگار پر تمام ارکین سلطنت اپنے اپنے قاعدے سے بیٹھے خواجہ دینار شاہ و وزیر دہم نے کوئی دقیقہ دعوت و مہمانی و خدمتگذاری کا اٹھا نہین رکھا اور طرح طرح کے تکلفات عجائبات دکھاتے اور تحائف و میوہ ہاے تر و خشک مہیا کیے اور داروغۂ ارباب نشاط کو حکم دیا کہ جسنے صاحب قران اکبر روزگار کی دعوت کی ہے کہ اس شاہ جم جاہ نے ہمکو سرفراز و ممتاز فرمایا لہذا جسقدر رقاصان خوش آہنگ خوش گلو و خوش رو ہون حاضر ہوکے اپنا فن و ہنر دکھائین بعد اسکے داروغۂ آبدار خانہ کو بلایا اور فرمایا کہ کشتیان مینو فشی کی مع صراحی و جام یاقوت نگار اور ساقی سیمتن جلد حاضر کرو جس وقت ضرورت ہو فورًا آپہونچے اور کباب واسطے گزک کے ہرن اور نیل گاو کے قابون مین جدا جدا موجود رہین علی ہذا تمام اسباب خورد و نوش و زینت و آرایش کے مہیا کرنے کا حکم دیا صاحب قران اکبر عالیجاہ نے اُن مکانان خوش قطع اور تکلفات کو ملاحظہ فرمایا ہر ایک عمارت کو مطلا و مذہب و مینا کار با شان و شوکت پایا اور بخوبی ملاحظہ فرمایا نہایت خوش و محظوظ ہوے اور فرمایا اے خواجہ آپ نے اسقدر تکلفات کو دخل دیا تکلیف شاقہ اٹھائی بیکار تھا حضر کافی و وافی تھا اسواسطے کہ ہم جفاکش آدمی ہین ہمارے واسطے یہ تکلف بیکار ہے اور برادران ایمان سے کسی امر مین تکلف نہ چاہیے۔ خواجہ دینار نے دست بستہ عرض کیا اے شہریار گردون وقار آپ کیا ارشاد فرماتے ہین بھلا یہ غلام حضور سے تکلف کرسکتا ہے میری یہ تاب و طاقت ہے کہ شہنشاہ سے کسی طرح کا تکلف کرونگا جس طرح سے دل چاہتا تھا خدمت آپکی اس خادم سے نہو سکی۔ بعد اسکے عدلون وغیرہ سے حرف و حکایات مین مصروف ہوے۔ اس اثنا مین کچھ نازنینان شمع رخسار و زہرہ خصال مع ساز حاضر ہوئین صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا ہر ایک ماہ رو از سرتاپا حسن و ناز و کرشمہ و ادا مین بے مثل تھی اور زیور جواہرنگار

دلباسہاے زرین و مرصع نگار در بر عجب دلبری سے دل عشاق پامال کرتی ہوئی

محفل مین آئین اور صاحب قران ذی وقار
کو باادب سلام کیا او صف بستہ
کھڑی ہوئین

محفل عیش و نشاط واسطے دعوت صاحب قران اکبر کے دروازۂ قلعۂ زرنگار پر

١٥٠

ہجوم ماہرویان کسقدر ہے	مجھے بھی دل کے لیں جانے کا ڈر ہے

صاحب قران اکبر کو ان ماہرویان شعلہ رخسار کا حسن ملیح و ناز و کرشمہ تمکین نہایت پسند خاطر اقدس ہوا لیکن چونکہ عالم طلسم
مین شہریار فلک وقار کے دل کو محبت اسقدر ملکہ صبح روشن گہر کی ہی کہ اسکے عشق مین دنیا و ما فیہا کی خبر نہین ہے باوجودیکہ
ہر ایک نازنین کا حسن سحر سامری کا نقشہ رکھتا ہی لیکن صاحب قران اکبر اصلا کسی کی طرف مخاطب نہین ہوتے اور التفات
نہ فرماتے آخر صاحب قران اکبر تین شب و روز خواجہ دینار کے مہمان رہے اور ان پریزادون کا ناچ دیکھا کیے بعد اسکے ملک دینار
سے خزانہ طلسم کا حال دریافت فرمایا ملک دینار نے عرض کی اے شہریار کامگار تمام مال و خزانہ و متاع طلسمی مع عجائب و تحفہ جات
طلسم حاضر ہی حضور بھی ملاحظہ فرمائین صاحب قران اکبر عالی وقار اسی وقت ملک دینار کے ساتھ قلعہ مسکوکہ کے دروازے پر
تشریف لیگئے دیکھا کہ دیوار نہایت عریض ہی اور بلندی مین قریب بیس گز کے ہوگی اور از سرتا پا نقرۂ خالص کی ہے اور طلا کار ہی
اور نہایت منقش ہی صاحب قران اکبر فلک قدر نے ملک دینار سے پوچھا ای ملک یہ برج و دیوار قلعہ نقرہ و طلا سے بنی ہوئی ہی
یا واقعی نقرہ و طلا ہی یا ملمع نقرہ و طلا کا کیا گیا ہی یا شاید اثر طلسم سے معلوم ہوتا ہی ملک دینار نے کہا ای شہریار والا تبار اسکی اصل حقیقت
یہ ہی کہ تمام قلعہ اندر سے سنگ سرخ کا ہی لیکن بیرون دیوار و برج سے طلا و نقرہ سے مغلف ہی صاحب قران اکبر نے دروازۂ قلعہ
کو ملاحظہ فرمایا کہ نہایت بلند و مرتفع ہی اور نہایت استحکام و استواری سے بنا ہوا ہی لیکن ابھی تک مقفل ہی اور وہ مقفل بھی نہایت
وزنی ہی صاحب قران اکبر نے خواجہ دینار سے پوچھا اسکی کنجی کہان ہی جس سے یہ قفل کھلتا ہی ملک دینار نے کہا ای شہریار

اس حال سے اطلاع نہین ہی یہ جانتا ہون کہ شاید اسکی کنجی طلسم کشا کے قبضۂ قدرت مین ہوگی صاحب قران اکبر نے فرمایا مجھے تمھارے
بیان سے تعجب ہوا تم نے کیونکر جانا کہ کنجی طلسم کشا کے پاس ہی۔ دروغ گویم برروے تو شاید تم مجھ سے خوشطبعی کرتے ہو یہ طرفہ ماجرا ہی
کہ تمنے بیان کیا اگر کنجی میرے پاس ہوتی تو مین تم سے کیون طلب کرتا اور علاوہ اسکے یہ اور تماشے کی بات ہی کہ تم خزانہ دار و حاکم ہوکے
کنجی سے خبردار نہین یہ کیا معاملہ ہی دینار شاہ نے کہا کیا مجال میری جو مین ایک بات خلاف عرض کرون یہ جا ہے کہ خوشطبعی
معاذ اللہ مگر حضور کے پاس کنجی نہین ہی تو پھر جہان مین کسی کے پاس نہین ہی صاحب قران اکبر نے آہنگر کو بلا کے حکم دیا
اس قفل کو کسی طرح کسی آلہ سے کھول دے آہنگر نے ہرچند کوشش کی لیکن کسی آلہ سے وہ قفل متحرک بھی نہوا کیونکہ وہ قفل
اسرار طلسمی سے تھا کس طرح کھلتا بعد اسکے تمام پہلوانان ہمراہی صاحب قران اکبر فلک قدر نے حسب لیاقت و طاقت
خوب زور کیا اور عقل آزمائی بھی کی لیکن کچھ موثر نہوا آخر صاحب قران اکبر نے خود زور و قوت کو کام فرمایا اور طاقت صاحبقرانی
و قوت طلسم کشائی صرف کی مگر کچھ فائدہ نہوا آخر بضربات تیغ و تبر اُس قفل کو توڑنا چاہا مگر اُس پر خط تک نہ آیا آخر سب حیران
ہوے صاحب قران اکبر نے فرمایا یہ کیسی امانت ہی جو اسقدر کوشش ہوئی لیکن صاحب امانت کو نہین پاتی اسوجہ سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہان کا مال سب فرضی طور سے امانت ہی اور جسقدر روایات مشہورہ ہین وہ محض بے اصل ہین بلکہ کیا عجب ہی
کہ اسواسطے مشہور کیا گیا ہو کہ ہم بطمع مال و زر ان مرحلات طلسم کو فتح کرین اور اپنی تکلیف و مشقت کو کچھ خیال مین نہ لاوین
ملک دینار نے عرض کی اے شہریار گردون وقار قسم ہے مجھے اُس پروردگار عالم کی کہ مجھے اس اسرار سے مطلق اطلاع نہین
ہی آپ اسقدر کوشش و سعی بیکار فرماتے ہین اور تکلیف و مشقت گوارا فرماتے ہین حضور تو خود ہی صاحب لوح و کاشف اسرار
ہین لوح کو کیون نہین ملاحظہ فرماتے کہ انکشاف امور ہو جائے اور کار برآری کی ترکیب بھی نہایت سہل دریافت ہو جاوے یقین
ہی کہ لوح اسرار طلسم اس راز کو فوراً ظاہر کردیگی صاحب قران اکبر کو بھی یاد آگیا فرمایا۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ
الْعَظِیْم۔ واقعی امر یہ ہی کہ مین اسوقت ایسا از خود فراموش ہوگیا کہ مطلق خیال نہ آیا امر سہل مین اسقدر کوشش بے وجہ کی اے
عادلون و ملک دینار تم سچ کہتے ہو واللہ مین ہی بھولا تھا یہ میری ہی غفلت کا باعث ہی پھر عادلون سے فرمایا اے عادلون
کیا اس کار خفیف کے واسطے بھی لوح سے مشورہ لون اور لوح ہدایت کرے ہان اگر کوئی کام بہت دشوار ہوتا تو البتہ
لوح سے دریافت کرتا عادلون نے کہا اے شہریار گردون وقار حضور سچ فرماتے ہین لیکن ایک بار لوح کے ملاحظہ فرمانے مین
کچھ مضائقہ نہین ہی حضور ملاحظہ فرماوین دیکھین لوح کیا ہدایت کرتی ہی صاحب قران اکبر نے حسب اصرار عادلون لوح بغل
سے نکال کے ملاحظہ فرمائی لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ اے شہریار طلسم کشا و اے صاحب قران تمکو فتح مراحل طلسم و خزانہ
طلسم مبارک ہو لیکن کھولنے مین قفل دروازۂ قلعہ کے جسقدر کوشش و فکر کروگے سب لاحاصل و بے سود ہوگی اور وہ
قفل کسی طرح کھل نہین سکتا کسواسطے کہ یہ قفل طلسمی ہے اسکا کھلنا سہل نہین ہی اور بے کنجی کسی طرح قفل کھل نہین سکتا
اور کنجی اس قفل طلسم کی طلسم آہن حصار مین ہی یعنے جو مرحلۂ سوم کا طلسم ہی اور وہ کنجی قفل خزانہ قلعہ [illegible]

تلوار کے ہے جسکا نام افعی اصفر ہے اے شہریار واضح ہو کہ شمشیر مذکور حکیم اسقلینوس اور حکیم بزرگ دانش نے ترکیب دے کر
چالیس روز کی محنت شاقہ مین کمال حکمت و صنعت سے تیار کی تھی اور نہایت حفاظت سے طلسم آہن حصار مین امانت رکھی ہے
جب تم قلعہ زرنگار کے طلسم کو فتح کرنا اور ملک دینار تمہارا جب مطیع ہو جائے تم اُس قلعہ کے مال و خزانہ کو اپنے قبضہ مین لے لو
ملکیت کے سمجھنا علاوہ اسکے قفل کے کھولنے مین ہرگز کد نہ کرنا کسواسطے کہ وہ قفل بغیر افعی اصفر کسی طرح کھل نہین سکتا کہ
اس قفل کی وہی کلید ہے اے شہریار اب تم یہ تدبیر عمل مین لاؤ کہ راہ بیابان طلسم آہن حصار مین جاؤ گا وہ کوہ معادن سے
شمال کی طرف راہ وہان کی ہے تم اُسی طرف جانا اور جو اثناے راہ مین ضرورت درپیش ہو اور تم مجبور ہو تو لوح سے مشورہ
لینا جسطرح لوح ہدایت کرے اُسی طرح تم عمل مین لانا اور خلاف اسکے کوئی کام ہرگز ہرگز کبھی بھولے سے بھی نکرنا اور یہ بھی یاد
رہے کہ بروقت روانگی کوئی سواری وغیرہ اس طلسم مفتوحہ سے اپنے ساتھ نہ لینا پیادہ پا تنہا توکل بخدا کر کے روانہ ہو جانا اور
کسی طرح کا اندیشہ دل مین نہ لانا باقی ماندہ طلسم مفتوح ہو جائیگا اُس طلسم مین خزانہ اور مال و متاع بے حد ہے اور سواے مال و متاع
کے دو چیزین نہایت عمدہ و نادر موجود ہین چنانچہ چند اسلحہ عجیب و غریب ہین کہ اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتے اور دوسرا گھوڑا
خادلس الفرس نام توسن ہزار کل مرصع تنگی نسل سے خاص تمہارے ہی واسطے امانت ہے اے شہریار یہ دونون چیزین
بہترین مال و اسباب و متاع طلسم سے ہین بعد فتح طلسم دونون اشیا نادر زمانہ پر قابض و متصرف ہونا صاحبقران اکبر
لوح بیضا کے مضمون مسرت خیز کو دیکھکر اسقدر خوش و محظوظ ہوے کہ وہ تمام خستگی راہ رفع و دفع ہو گئی بعد اسکے لوح کو
بوسہ دے کے گلے مین پہن لی اور اُس مرکب پری پیکر کا نام سُنکے ایسا خوش ہوے کہ قبا جسم مبارک مین تنگ ہو گئی الغرض
دروازہ قلعہ سے لیکے تنبل مقصود چلے آئے دوسرے روز ملک دینار وغیرہ سے رخصت ہو کے ٹکسال مین تشریف لائے
وہان طلا و نقرہ خالص پر سکہ بنام صاحبقران اکبر پڑ رہا تھا دینار سُرخ کا وزن بقدر ایک اشرفی کے تھا اور دینار سفید کا
وزن دس مثقال تھا جب صاحب قران نے اُس مجمع کفار مین لاقوت شاہ اور غیلان و تحوران اشرار و کفار کو بحال
خراب دیکھا کہ کاروبار حمالی و مزدوری مین گرفتار ہین چونکہ صاحبقران اکبر عالی شان جامع اخلاق و مروت تھے انکی مشقت
و محنت کو دیکھکے دل آب ہو گیا آخرکار لاقوت شاہ راندہ درگاہ باری کو بہت نصیحت کی مگر اُس سیہ قلب و تیرہ درون نے
کچھ خیال بھی نکیا بلکہ اور زیادہ تر افروختہ ہوا صاحب قران اکبر نے فرمایا بہتر اور عدلون سے کہا کہ یہ لوگ اس زر کو یہان سے
لیجا کر کہان رکھتے ہین عدلون نے دست بستہ عرض کی اے شہریار کامگار جب یہان چاندی اور سونے پر سکہ پڑ چکتا ہے وہ دینار
درہم سب اُٹھا کر قلعہ کے اسکو کیہ مین جمع کرتے ہین صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ کیونکر یہان سے لیجاتے ہین اور قلعہ مین
کسطرح پہونچاتے ہین عدلون نے کہا جو اجنہ اسکی حمالی پر مقرر ہین وہ اس زر کو لیکر پرواز کرتے ہین اور اسی طرح بذریعہ
پرواز قلعہ مین پہونچتے ہین اور وہ زر وہان رکھ آتے ہین صاحب قران اکبر نے پوچھا اے عدلون اجنہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ
کہ اندر قلعہ کے جاکر وہ زر اندوختہ لے آوین عدلون نے کہا اسکا لیجانا زر مسکوک کا قلعہ سے نکال لانا امر دوسرا ہے

معاذ اللہ اگر یہ نیت بد سے کبھی اس زر کو دیکھین تو فوراً سارے بدن مین اُنکے آتش غضب الٰہی پیدا ہو جائے اور آن واحد مین جلکر خاک سیاہ ہو جائین فقط ان اجنہ کو یہ کام سپرد ہی کہ وہ توکرا زر سے بھر کے بقوت پرواز قلعہ مین پہونچا دین اور اس قلعہ کا یہ حال ہے کہ نصف قلعہ کا میدان زر سرخ سے اور نصف میدان زر سفید سے بھرا ہوا اور بیچ مین سرتاسر دیوار کھنچی ہے اسوجہ سے اس قلعہ کے دو حصہ مساوی ہو گئے ہین اور کوئی مکان اسمین نہین ہی جب صاحب قران اکبر نے یہ کیفیت قلعہ کی سنی اور حال سے واقف ہوئے پھر دوسرے روز تخت روان پر سوار ہوکے بہ تجمل وجاہ ملوکانہ کوہ معادن کی طرف تشریف لیگئے اور بعد پہونچنے کے مردان ہمراہی کو رخصت فرمایا اور خود بدولت واقبال پیادہ روانہ ہوئے اور طرف شمال کی راہ اختیار کی۔

اب راوی روانہ ہونا صاحب قران اکبر فلک قدر کا طرف آہن حصار کے بقصد فتح طلسم جلد سوم اور حاصل کرنا متاع طلسمی یعنے مرکب طاؤسی اور اسلحہ طلسمی کا معرض بیان مین لاتا ہے

نظم

فصل گل ہے لوٹیے کیفیت میخانہ آج — دولت ساقی سے مالامال ہے پیمانہ آج
دولت دنیا سے مستغنی ہو بیٹھیں دیوانہ آج — گلشن دنیا ہی میرے واسطے ویرانہ آج
ہمنشین کہتے ہین ذکر عیش لغو عیش ہے — مین کہون تو حسن جمال یار کا افسانہ آج
مجھ سے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہی شراب — دیکھتا ہون مین بھی ہمت شیشہ و پیمانہ آج
گل ہمارا اور اُسکا امتحان ہو جائیگا — آشنائی کا تری دم تو بھرے بیگانہ آج
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل — عقل کل کہیے اسے جو کوئی ہی دیوانہ آج
وصل کی شب ہی کہان ساقی تکلف برطرف — مین نہین پیمانہ دون تم مجھکو دو پیمانہ آج
دیکھون تو کیونکر نہین ہوتی ہے شیشہ مین شراب — بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج
عرش پیہم اندنون مین اہل دنیا کا دماغ — کون سا گھر ہے نہین ہی جسمین بالاخانہ آج
شرع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہی آتش نہ ڈر — شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

بیت

نگارندۂ نقش مانی فریب — عروس سخن راچنین داد زیب

کہ شاہزادۂ گردون فریب یعنے صاحب قران اکبر بادشاہ زادہ جب الشتعظیم شاہزادہ معز الدین ابو تمیم کوہ معادن سے تنہا طرف شمال روانہ ہوئے اور پیادہ پا طے منازل و قطع مراحل کرتے ہوئے روان تھے حسب الحکم تمام روز صاحب قران اکبر کو بادیہ پیمائی

اور دشت نوردی میں گذرا شام کو ایک چشمہ پر پہونچے کہ جسکے کنارے ایک درخت سایہ دار تھا دیکھا ایک ٹہنی میں درخت کی دسترخوان پیچیدہ آویزاں ہے اور اُس دسترخوان میں کھانا ہے صاحب قران اکبر نے وہ دسترخوان درخت سے کھول کے جو کچھ کھانا وغیرہ تھا نوش جان فرمایا اور خوب سیر ہوئے اور اسی چشمہ کا آب شیرین کہ نہایت سرد تھا نوش فرماکر آرام کیا صبح کو عبادت دو ملائکہ سے فراغت پاکر پھر روانہ ہوئے اور بدستور مثل روز اول صحرا نوردی و دشت پیمائی میں وہ بھی تمام دن گذرا شب کو پھر لب چشمہ زیر درخت سایہ دار پہونچے اور بدستور شاخ درخت میں دسترخوان بندھا پایا اور پھر وہ دسترخوان درخت سے کھولا دیکھا تمیری روٹی اور قورمہ اور شیرینی تھی اُسکو بھی نوش فرمایا اور پانی اُسی چشمہ کا پیا اور شب عبادت پروردگار میں بسر کی صبح کو تیسرے روز بھی اُسی طرح بادیہ پیمائی میں بسر ہوئی چوتھے روز پھر تمام دن محنت و مشقت سفر و دشت نوردی کی مصیبت رہی شام کو پھر ایک چشمہ پر پہونچے منھ ہاتھ دھویا ایک ساعت دم لیا اور بدستور سابق درخت سے دسترخوان اُتارا کھولا کھانا نوش فرمایا پانی پیا بعد اسکے سپر فولادی سر کے نیچے رکھ کے استراحت فرمائی لیکن نیند نہیں آئی اُس عالم غربت و تنہائی میں خیالات صاحب قران اکبر کے دل غرش منزل میں طرح طرح کے گذرے آخرکار صاحب قران اکبر روزگار کو اسوقت سوائے مسافت و صعوبت سفر اور محنت و مشقت پیادہ پائی کے اپنے محبوبان دلنواز کا خیال آیا اُنکے خیال میں اسقدر روئے اور غرق بحر فکر ہوئے کہ دنیا و ما فیہا کی کچھ خبر نہ رہی کبھی تو ملکہ نو بہار گلشن افروز کی بے اعتنائی اور سنگدلی کو یاد فرمایا اور کبھی ملکہ ناطقہ روشن بیان کی صحبتہا ئے عیش کے تصور میں آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے تھے اور گاہے ملکہ صبح دلکشا کی صحبت ہم آغوشی کو یاد کرتے تھے اور کبھی ملکہ شمسہ تاجدار عذب البیان کے عشق میں زانو پر ہاتھ مارتے تھے اور کہتے تھے۔ شعر

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را	کہ سر بکوہ و بیابان تو دادۂ ما را +

فرط شوق ملاقات میں دل بیقرار کو اُس کشتۂ فراق کے کسی پہلو آرام و قرار نہ تھا اور کہتے تھے کہ یا الٰہا تو گواہ ہے جو میرے دل کا حال مفارقت میں محبوبان دلنواز کی ابتر و زار ہے میری دلی خواہش ہے کہ اُن بادشاہان حسن و خوبی کے خیال و صل میں میری یہ تمام شب بسر ہو اور ہمیشہ اسی مشغلہ مرغوب میں مشغول رہوں بقولیکہ۔ ابیات

زچشم و دل بہ تماشا تمتع اندوزیم	زجان و دل ہمہ را زبان بگیردانیم
گل افگنیم و گلابے بہ رہگذر پاشیم	مے آوریم و قدح درمیان بگردانیم
ندیم و مطرب و ساقی بانجمن راہیم	بکار و بار زنے کاروان بگردانیم
گہے بلا بہ سخن با ادا بیامیزیم	گہے بوسہ زبان در دہان بگردانیم
نہیم شرم بیکسو و باہم آویزیم +	بہ شوخیے کہ رخ اختران بگردانیم

قصہ مختصر صاحب قران اکبر اسی حالت خیال و فکر میں بیٹھے تھے ناگاہ ایک جانور پرندہ اُڑتا ہوا آیا اور بالائے درخت

سامنے صاحب قران اکبر کے بیٹھ گیا اور بزبان انسانی نہایت خوش آہنگی سے حمد الٰہی مین تر زبان ہوا چونکہ شب ماہ تھی
صاحب قران اکبر نے بغور دیکھا وہ جانور ایسا بدشکل و کریہ منظر تھا کہ اُسکے دیکھنے سے صاحبقران اکبر فلک قدر نہایت
مکدر ہوئے اور اُس تک جسے خیال و تصور جانان خاطر اقدس سے جاتا رہا اور ہوش مین آگئے بس بے اختیار کلمہ
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ زبان پر جاری ہوا اور فرمایا بارالہا ہا اسوقت کس تصور و خیال مین تھا دفعۃً
اس جانور کریہ منظر کے دیکھتے ہی کیا ہوگیا ایسی شکل بدسیری نظر کے سامنے موجود ہوگئی کہ خدا کی پناہ ہے کاش کوئی طائر
خوش رنگ زمزمہ پرواز ہوتا کہ طبیعت خوش ہوتی اور اُسکی خوش بیانی سے لذت حاصل ہوتی بقیہ شب بعیش بسر ہوتی
اور تکلیف تنہائی برطرف ہوتی اور ایسے امر کو مین اپنے حق مین فال نیک سمجھتا یہ طائر زشت رو نے اپنی نحوست
سے مجھے بیچین کر دیا بعدہ

طائر بدہیئت کا صاحب قران والا شان سے ہمکلام ہونا۔

صاحب قران اکبر نے اُس طائر کی طرف مخاطب ہو کر اُسی عالم تکدر مین فرمایا اے طائر مکروہ شکل مجھکو حیرت ہے کہ خداوند
عالم کو تیری پیدائش سے کیا غرض تھی اور اُس خالق عالم کو نہین معلوم کیا منظور تھا اور منشاے خاص تیری خلقت سے
کیا تھا کہ اُسکا فعل کوئی خالی از حکمت نہین پھر سے عوض اور کوئی جانور خوش قطع و خوشرنگ و خوش الحان پیدا کرتا کہ اُسکو
دیکھکے اور اُسکی آواز و ترانہ سُنکے خوش و محظوظ ہوتے شاید تیری وجہ سے ساکنان سماوات کو حظ کسی طرح کا حاصل ہوتا
اس باعث سے تجھے خلق کیا ہے صاحب قران اکبر کے اس کہنے سے اور عتاب و خطاب کو سُنکے بفصاحت و رنگین بیانی

کہا اے شہریار مغرور و از خود رفتہ اسوقت کس خیال خام مین مبتلا ہو تمنے کتاب اللہ کو جو تمھارے جد اعلی پر نازل ہوئی ہے
شاید نہین دیکھا خیر مجھ سے سُن لو خداوند عالم نے قرآن مجید و فرقان حمید مین فرمایا ہے کہ افحسبتم انما خلقناکم عبثا
اے شہریار مست بادۂ کبر و غرور آگاہ ہو کہ اُس حکیم مطلق نے کوئی شے اس عالم کائنات مین عبث خلق نہین کی بلکہ
ہر ایک فعل اُسکا حکمت سے مملو ہے اور قدرت کاملہ کا جلوہ ہر اک شے مین موجود ہے لیکن قصور اپنی عقل کا ہے
کہ جسقدر وسعت فہم و ادراک بشری ہے اُسی قدر تو سمجھ مین آئیگا مخلوق کی کیا مجال کہ جو اُسکی قدرت کاملہ کو سمجھ سکے

شعر

خاکساران جہان را بحقارت منگر	تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد

جب وہ طائر بفصاحت و خوش بیانی بیان کرچکا درخت پر سے پرواز کر گیا صاحب قران اکبر کے دل پر بہت [illegible]
طائر کا قول موثر ایسا ہوا کہ جو کلمات طعن صاحب قران اکبر نے کہے تھے اُس سے کمال درجہ نادم و پشیمان ہوے
اور اُسی رنج و ملال مین جسقدر رات باقی تھی کچھ نہ معلوم ہوئی کہ کہان گئی اور کب صبح ہوئی الغرض بعد فریضہ سحر
و عبادت پروردگار وہان سے روانہ ہوے مگر آج کی منزل مین بخلاف اور روزون کے صاحبقران اکبر پر ایسا
پیاس نے غلبہ کیا کہ جسکی حد نہین تا اینکہ شدت تشنگی سے صاحب قران اکبر عالی شان کا حال متغیر ہوگیا و جستجوئے
آب مین ادھر اُدھر پھرے لیکن نشان تک پانی کا نہ ملا کیونکہ اُس صحراے لق و دق مین درخت کیسا گھانس تک نہ تھی
پانی کجا اور لوح طلسم کی تاکید تھی کہ بغیر چشمہ اور کہین پانی نہ پینا اور نہ دوسری جگہ قیام کرنا ورنہ تمھارے حق مین وہ پانی سراسر
خلاف و ضرر رسان ہوگا اور عجب نہین کہ باعث ہلاکت کا ہو صاحب قران اکبر اور زیادہ مضطر و بیقرار ہوے اور دل مین
کہتے تھے کہ اسکا کیا علاج کرون ادھر تو شدت تشنگی سے جگر کباب ہوا جاتا ہے اُدھر قطرۂ آب کا پتہ نہیں نہ طاقت
رفتار نہ قیام کا اختیار بارخدایا اب یہ بندۂ عاجز کیا فکر و تدبیر کرے کہ یہان آب عنقا اور منزل مقصود دور نہ معلوم پیاس کی
شدت ہے اگر یہی حال رہے تو پھر تا کی۔ الغرض صاحب قران اکبر نہایت حیران و پریشان اُس بیابان آفت اور صحرا
قیامت مین غلبۂ تشنگی و شدت سے سرگردان تھے اُس پر بھی اسی بیہوشی مین لوح کا مطلق خیال نہ رہا اُسی پریشانی و
تشنگی کی شدت مین قریب زوال آفتاب کے ایک چشمہ کے کنارے پہونچے اُس شہریار کامگار نے جو بہت خرابی سے ایسا
کے وہ چشمہ پانی کا دیکھا کمال درجہ مسرت حاصل ہوئی مگر وہ پانی زمردی رنگ دکھائی دیا اگرچہ شدت تشنگی نے ایسا بیقرار
کر دیا تھا کہ کچھ خیال نہ کیا اور نشاء بیخودی مین لوح کا ملاحظہ کرنا یاد نہ رہا بے اختیار دونون ہاتھ پانی مین ڈالدیے اور
چاہا کہ ایک چلو پانی سے حلق کو پہلے تر کرون کہ کچھ تو شدت تشنگی مین خفت ہو ہاتھ پانی مین پڑنا تھا کہ دونون ہاتھون پر
ایک سوزش پیدا ہوئی اور اس شدت کی سوزش ہوئی کہ گویا شعلۂ آتش مین ہاتھ ڈالدیا اور فوراً ہتھیلی پر آبلے پڑ گئے
اور اُن آبلون مین جو پانی تھا وہ بھی پکنے لگا صاحب قران اکبر سے ضبط نہو سکا بے اختیار فریاد و فغان کرنے لگا ایک

اندر اسے پیادہ پائی دوسرے شدت تشنگی تیسرے سوزش ہاتھون کی یہ حال ہوگیا کہ شدت کرب و بیتابی مین صاحب قران اکبر
مثل ماہی بے آب اس صحرا کی زمین مین تڑپنے لگے اور لحظہ بلحظہ سوزش مین ترقی ہوتی جاتی تھی شاہزادے کے دل مین یہ اندیشہ
پیدا ہوا کہ اگر اسی طرح کی سوزش رہی تو زندگی دشوار ہوگی ناچار چند اسماے اعظم متبرک پڑھکے اُن آبلون پر دم کیے اُن
اسماے بزرگ کی برکت و تاثیر سے سوزش آبلون کی کسی قدر کم ہوئی لیکن بعد ایک لمحے کے پھر وہی حال ہوگیا بلکہ بنسبت سابق
کے ترقی ہوگئی آخر یہ نوبت پہونچی کہ الامان والحفیظ اُس شدت درد سے لحظہ بلحظہ حال صاحب قران اکبر کا ابتر ہوا جاتا تھا جب
اُس درد مین ترقی بہت ہوئی اور صاحب قران اکبر مین طاقت ضبط باقی نہ رہی بیتاب ہوکے بتضرع و زاری درگاہ
مسبب الاسباب و کارساز حقیقی مین اسطرح سے مناجات و دعا کی — شعر

بجز تو کیست کہ چشم کرم ازو دارم	کجا روم چہ کنم بر در کہ رو آرم

آخر دعاے صاحب قران ہدف اجابت پر پہونچا لبفضل معبود حقیقی حضرت خضر علیہ السلام رہنماے گم گشتگان وادی غربت
و مصیبت فوراً بحکم مالک و معبود حقیقی پہونچے اور براہ مہربانی صاحب قران اکبر سے فرمایا اے شاہزادہ عالی تبار معزالدین بیدار
آگاہ ہو کہ حق سبحانہ و تعالے نے تمکو تنبیہاً یہ تکلیف دی ہے کہ آیندہ پھر کبھی تم کارخانۂ قدرت و حکمت مین ایسی غفلت نکرنا اور
سخنان لغو و طائل سے باز رہو اسکی کیفیت و قدرت مین انسان ضعیف البنیان کی کیا مجال ہے کہ چون و چرا کرسکے اول اپنی اصل کو
بنظر غور دیکھے کہ کیا تھا اور اسکی قدرت کاملہ سے کس درجہ کو پہونچا اور کیا کیا مراتب رفیع عنایت فرمائے ہین کہ شاہزادہ
گردون وقار یاد کرو کہ تمنے ایک روز کسی طائر کو بنظر حقارت اسکی صورت دیکھکر کیسے کیسے کلمات طعن و تشنیع کہے اور بنظر
حقارت اُس طائر کو دیکھکے متبسم بھی ہوئے تھے اسی کے عوض مین گرفتار ہو علاوہ اسکے تمنے لوح کی ہدایت بھی بھلا دی اور
نخوت و تکبر کے کاربند ہوئے یہ نتیجہ اسی کا ہے جو تم اس حال پر ملال مین مبتلا ہوئے معزالدین خداوند جلیل نے اسی طائر مقبول
بارگاہ صمدیت کو تمھاری صحت و شفا کا اختیار دیا ہے اب تمکو اُسی طائر سے رجوع کرنا چاہیے تاکہ تم جلد اس بلاے بے درمان سے
نجات پاؤ ورنہ نجات پانا غیر ممکن ہے اے شاہزادہ عالیجاہ یہ چشمہ پانی کا زہر قاتل ہے اصل کیفیت اس چشمہ کی یہ ہے کہ ایک بچھو اور دوسرا
رتیلا ہمیشہ پانی پیا کرتے ہین اور اُن دونون جانوران موذیہ کا زہر قاتل آب چشمہ مین ملجاتا ہے اور اس زہر مین یہ اثر ہے کہ ایک قطرہ
بھی اُس پانی کا حلق سے اُتر جاے تو اسی وقت انسان تو کیا دیو تاب ایک آن مین پانی ہوکے بہجاے خیریت یہ ہوئی کہ تمنے
اُس چشمہ سے پانی پیا نہین ورنہ ابتک کب کی روح فنا ہوجاتی۔ الغرض حضرت خضر علیہ السلام نے صاحب قران اکبر کو ایک
درخت کا پتہ دیا اور چند کلمہ اور بھی تعلیم فرمائے۔ صاحب قران اکبر اسی حالت کرب و بیقراری مین حسب ہدایت و ارشاد حضرت
خضر علیہ السلام کے چشمہ پر آئے پہلے آب شیرین اُس چشمہ سے حسب خواہش دل نوش فرمایا جو وقت تشنگی مین خفت ہوئی اور
ہوش و حواس درست ہوئے دیکھا کہ ایک درخت نہایت سبز و شاداب جسکا حضرت خضر علیہ السلام نے نشان دیا تھا اُس چشمہ پر
سایہ کیے ہوئے ہے اور وہی طائر کریہ منظر شاخ درخت پر بیٹھا بزبان عربی نہایت بلاغت و فصاحت سے ذکر الٰہی مین مشغول ہے

صاحب قران اکبر اپنی حرکت سے نہایت پشیمان ہوئے اور اُس کلمہ لغو سے توبہ و استغفار کی بعد اُسکے اُس مرغ ستودہ خصلت نے
حضرت خضر علیہ السلام کا پیغام پہونچایا اور معذرت خواہ ہوا اُس طائر نے صاحب قران اکبر کے حال پر ملال پر افسوس کیا بعد اسکے
چند پر بازو سے نوچ کر زیر درخت ڈال دیے صاحب قران اکبر نے وہ پر موافق ارشاد حضرت خضر علیہ السلام اُٹھا لیے اور اُن
آبلہاے دست حق پرست پر ملے بمجرد ملنے اُن پروں کے آبلوں کی سوزش فوراً رفع ہو گئی شاہزادہ عالیجاہ نے اُس طائر مقبول الٰہی
اور برگزیدہ باری سے فرمایا اے طائر خوش نوا و پاک باطن اب یہ ارشاد فرماؤ کہ تم کس جنس سے ہو اور نام کیا ہے اُس طائر
فرشتہ خو نے بزبان انسانی کہا اے شہریار میرے جنس کا نام حمام ہوائی ہے ہمیشہ اسی صورت و شکل ہوائی میں ہم بقوت پر و بال
پرواز کرتے رہتے ہیں خداوند کریم نے میرے سایۂ بال و پر میں یہ تاثیر بخشی ہے کہ جس بشر کے سر پر سایہ پڑے وہ ضرور کسی بادشاہ
کا وزیر ہو جیسا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہما کے سایہ میں اثر بخشا ہے اے جوان عالی شان میں نے ہمیشہ سے اپنا قاعدہ
مقرر کیا ہے کہ میں سال بھر میں چند مرتبہ اُس درخت سے پرواز کرتا ہوں اور چند سنگریزہ زمین سے حسب خواہش کھا لیتا ہوں
بعد اسکے بدستور سابق میں اسی درخت پر بصورت طائر شب و روز یاد الٰہی میں رہتا ہوں بیشتر ابتداے عمر میں البتہ میں اپنی
جنس میں اسقدر کریہ منظر نہ تھا جیسے میری مادہ کو ایک صیاد ظالم و بے رحم بوجہ عمدگی بال و پر کے گرفتار کر لیگیا ہے اور
مجھکو تنہا کر گیا میں نے درگاہ خداوند کریم میں دعا کی کہ میں کریہ منظر ہو جاؤں تاکہ بار دگر کوئی صیاد مجھے گرفتار نہ کرے بلکہ
بسبب کراہت کے صورت کو بھی نہ دیکھے ورنہ اگر رنگین بال و پر دیکھے کوئی فریفتہ ہو جاوے اور مجھے بھی گرفتار کرے مثل
میری مادہ کے تو میں کیا کروں صاحب قران اکبر نے کہا اب یہ ارشاد ہو کہ تمہارا زبان انسانی میں کلام کرنا اور بفصاحت
گویا ہونا کس سبب سے ہے طائر نے کہا جس روز تم نے میری صورت کریہ دیکھ کے کلمات طعن کہے اور پروردگار عالم کی نسبت
بھی کلام خلاف تمہارے نکلے اُسوقت میں اپنے حال پر خوب رویا اور اُسی حالت گریہ و زاری میں دعا کی کہ بارالٰہا تو اپنی قدرت
کاملہ سے مجھے زبان انسانی اور طلاقت لسانی ایسی عطا فرما کہ جو میں بیان کروں ہر بشر سمجھ لے تاکہ میں اُس انسان غفلت شعار
کو جواب ان کلمات گستاخانہ کا دوں اور اُسکو خواب غفلت سے بیدار کر دوں کہ وہ جوان متنبہ ہو کر بار دیگر کسی مخلوق کو بنظر
حقارت نہ دیکھے اور جو اپنے معبود کی نسبت گستاخانہ پیش آتا ہے اُس سے توبہ و استغفار کرے بمجرد میری اُس دعا کے مجھے
اسقدر طلاقت عطا فرمائی کہ جو تم سن رہے ہو مگر شکر اُس پروردگار کا کہ میری نصیحت اثر پذیر ہوئی اور تمکو خیال آیا اور وہ غفلت
دور ہو گئی بس اسی طرح میری وہ دعا بھی مقبول درگاہ ایزدی ہوئی کہ میری صورت ایسی بدتر ہوئی کہ جیسے تم نے ملاحظہ فرمایا اور تمکو
میری صورت دیکھ کے نفرت ہوئی صاحب قران اکبر نے اُس طائر سے اپنی عفو تقصیر چاہی اور اُسکے لطف و احسان کا شکر
ادا کیا کہ میں نے بدولت توجہ تمہاری اس تکلیف روحی سے نجات پائی لیکن اب میں حسب الارشاد حضرت خضر علیہ السلام
تمہارے پاس آتا ہوں اور تھوڑا پانی اُس چشمہ کا لیا چاہتا ہوں تاکہ دو روز ایک اسم متبرک تعلیم کردہ اُس راہ نما کا پڑھکے
دم کروں اور خود پی لوں اور اُسی پانی سے غسل کروں تاکہ اُن جانوران موذیہ کا زہر اثر نہ کرے اور نجات ہو قصہ مختصر وہ پانی

نوش فرمایا اُسی پانی سے غسل کرکے اُسجگہ جہان کا حضرت خضرؑ نے پتہ دیا تھا کہ وہ مسکن اُن جانوران موذیہ کا تھا تشریف لائے دیکھا تو واقعی وہ سرزمین اُن جانوران موذیہ کے زہر سے ایسی ہوگئی ہو کہ وہانکی گھانس تک جلگئی اُس اثنا مین وہ دونون جانوران مہلک جان وبلاے بے درمان بوے انسان پاکے بیتابانہ وہان آپہنچے صاحب قران اکبر نے جو بنظر غور ملاحظہ فرمایا تو وہ جانور بھی قد و قامت مین مثل شیر کلان کے تھے اور آنکھین اُنکی مثل شعلہاے آتش روشن تھین علاوہ اسکے اُنکے زہر و سمیت کی یہ تاثیر تھی کہ جسوقت بچھو ڈنک مارتا تھا تو چٹانین پتھر کی پاش پاش ہو جاتی تھین صاحب قران اکبر اس کیفیت کو دیکھکے نہایت متحیر ہوے اور کہا ایسے جانور سے پرہیز کرنا چاہیے خدا اسکے زہر سے بچاے اور برکت سے اس اسم بزرگ اور تاثیر آب چشمہ سے شاہزادہ والا تبار ہرایک آفات و بلیات زمانہ سے محفوظ رہے ورنہ وہ ایسا زہر قاتل تھا کہ ایک تیر کے فاصلے جسم انسان کو پانی کردیتا تھا الغرض صاحب قران اکبر نے اُسوقت جرأت مردانہ کو کام فرمایا کہ نہایت ہی چستی و چالاکی سے چند تیر جانستان رہا کیے تا اینکہ ان جانوران موذیہ کے تمام جسم کو مثل چھلنی کے مشبک کردیا مگر اُنکے جسم کی تاثیر سے یہ خیال تھا کہ جو تیر اُنکے جسم مین غرق ہوتا تھا پیکان فولادی مع سری کے پانی ہو جاتا تھا جب وہ جانور ہلاک ہوگئے صاحب قران اکبر نے زمین کو کھودکے دونون لاشون کو دفن کردیا تاکہ اثر زہر سے اُنکی ہوا مین سمیت پیدا ہو اور وہ ہوا انسان کو ہلاک نہ کرے بعد اسکے وہان سے صاحب قران اکبر شکر پروردگار عالم کرتے ہوے آگے روانہ ہوے جب دو روز کامل مسافت راہ طی کر چکے تیسرے روز دور سے ایک قصر عالی شان نمایان ہوا جسکی رفعت و بلندی ہمسر فلک اور دل کھی منارہ و برج اُس قصر کے طلائی اور جواہر نگار ایسے چمکتے تھے کہ اُسپر نظر کام نہ کرتی تھی اور قبہ اُس قصر اخضر کا مانند آفتاب کے چمکتا تھا ایک فرسخ تک اسکی روشنی سے تمام صحرا روشن و منور ہو رہا تھا دور سے معلوم ہوتا تھا کہ تمام صحرا مین آگ لگی ہوئی ہے اور جانوران صحرائی اُس روشنی کے تحمل نہ ہوسکنے کے سبب فرار ہوگئے تھے شعر

ایوان بہشت برین دلکشا		تعالی اللہ آن قصر عالی بنا

عجب طرح کا قصر عالی دیکھا کہ جسکی شان و شوکت سے آنکھون کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوا صاحب قران اکبر جسقدر قریب اُس قصر عالی کے ہوتے تھے نہایت محظوظ ہوتے جاتے تھے اور اس سرزمین کی ہواے خوشگوار تازہ کن دل و دماغ اور فرحت بخش روح و جان تھی صاحب قران اکبر کو جو ایسا شہدا بد و مصائب دشت پیمائی و صحرانوردی ایسا قصر رشک ارم دیکھنے مین آیا ایسے خوش و محظوظ ہوے کہ جسکی انتہا نہین اور مشتاق خیال ہو رہا کہ پھر کیا گذری گویا قالب بیجان مین جان آگئی صاحب قران اکبر اُس باغ مین داخل ہوے دیکھا عجب باغ پربہار ہے ۔ ابیات

ہواے جان فزائش دل کشودی		فضاے دل کشائش جان فزودی
جو خط گرد لب خوبان دلجو		و سبزہ سبز گرد لب جو

ہر چند کہ یاقوت نگار منزل خاص ملک صبح روشن گہر تھی لطف و پاکیزگی مین اپنا نظیر نہین رکھتا تھا لیکن اس باغ کی زینت

و آرایش کے سامنے کوئی حقیقت نہ تھی اس طلسم عالی کے مراحل و منازل و مقام طبقہ میں کوئی باغ اس باغ بے مثال و بے نظیر
کے مقابل میں صاحب قران البرکی نظر انور سے ابتک نہیں گذرا صاحب قران اکبر اس باغ جنت نظیر میں داخل ہوئے
اور سیر و تفریح کرتے ہوئے بطور تفریح چلے جاتے تھے جس میوہ کی طرف صاحب قران اکبر کا میلان خاطر اقدس ہوتا تھا
بے تکلف وہ شاخ درخت فرط از خود بخود بشہریار دولت مدار کے قریب آجاتی تھی اور صاحب قران اکبر بھی ستان اُس پھل کو
شاخ درخت سے توڑ کے نوش فرماتے تھے اور متحیر چلے جاتے تھے تا اینکہ اس قصر عالی میں پہونچے زینت و آرایش اُسکی
دیکھ کے متعجب تھے اور کہتے تھے کہ آج تک ایسا قصر و باغ نہیں دیکھا اور نہ سنا سواے تکلفات و شوکت و شان کے
اس قصر میں عالیشان کمرے عالی شان اسقدر وسیع و بلند تھے کہ قیاس کام نہ کرتا تھا اور از سرتا پا مرصع و جواہر نگار بنے ہو
ئے تھے اور پردہ ہائے زربفتی ہر ایک حجرے کے دروازے پر پڑے ہوئے تھے اور مقام صدر اُسی قصر رفیع البنیاد کا اس درجہ
اسباب زینت و آرایش سے مملو اور آراستہ تھا کہ خدا کی خدائی پیش نظر تھی اور لب حوض ایک تخت جواہر نگار بچھا تھا
اُس تخت پر مسند زرنگار بچھی تھی اُس تخت کے صندلی پر ایک کشتی میں جام و صراحی وغیرہ سامان مینوشی آراستہ تھا غرض
کہانتک طول دیا جاوے ایسے ایسے اسباب ضرورت و زینت و آرایش کو مہیا پایا کہ جسکو کبھی چشم فلک نے بھی باین گردش
کبھی دیکھا نہ دیکھا تھا شاہزادہ عالیجاہ نے اس سامان سے نہایت خوش ہو کے حکیم اسقلینوس وغیرہ حکماے
عالی قدر و بانیان طلسم کی روح پر فتوح کو بسورہ فاتحہ یاد کیا بعد اسکے بہ رغبت تمام چند جام اُس بادہ گلفام کے نوش جان
فرماے اور رگ رگ میں نوش کی اور عالم کیفیت میں مسرور ہوے بعد اسکے اس کیفیت کو لمحہ بھی نہ گذرا تھا کہ خواب غالب ہوا اور
غفلت طاری ہوئی عالم واقعہ میں دیکھا اُن حجروں سے یکبارگی پردے اٹھے بعد اسکے ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نو بہار گلشن افروز
و ملکہ ناظمہ روشن بیان و ملکہ صبح روشن گہر از سرتا پا زیور جواہر نگار میں غرق بہزاران ہزار کرشمہ و ناز و ہزار ادا ے
معشوقانہ باہر نکلیں اور اُسی طرح وہ چاروں شاہزادیاں برابر تخت پر گرد شاہزادہ گردون شکوہ کے بیٹھ گئیں اسوقت صاحبقران اکبر
کی نظر انور میں وہ چاروں غیرت بدر و رشک قمر ایسی خوش معلوم ہوئیں کہ کبھی عالم ظہور میں بھی ایسی باحسن و جمال نہ معلوم ہوئی
تھیں صاحب قران اکبر نے بجاے خود کہا اے معز الدین عجب اتفاق کی بات ہو کہ ان مہجبینوں کے ہمراہ ملکہ صبح روشن گہر بھی
آئی ہی اور ملکہ صبح دلکشا نہیں آئی اور اگر صبح دلکشا یہان آتی تو البتہ ایک طرح کا فساد و فضیحت اصل ایسا پیدا ہوجاتا کہ زندگی دشوار
ہوجاتی کسواسطے کہ مین بسبب غلبہ محبت و سوزش عشق صبح روشن گہر کی طرفداری ضرور کرتا اور سب سے زیادہ اُسی کی صحبت و اختلاط
مین رہتا یہ امر صبح دلکشا کبھی نہ گوارا کرتی بلکہ سراسر خلاف طبع ہوتا چنانچہ اسوقت بھی اگر خیال کرتا ہون ملکہ روشن گہر مثل جان شیرین
عزیز ہی اس صورت مین رشک و حسد کی وجہ سے آپس مین رنج و ملال کو طول ہوجاتا اس سے بہت خوب اور بہتر ہوا کہ ملکہ صبح دلکشا
یہان نہ آئی۔ القصہ صاحب قران اکبر نامدار چاروں شاہزادیوں کی صحبت عیش مین مصروف ہوے اور بشوق دل ہر ایک
نازنین ماہ جبین کے ہاتھ سے ایک ایک جام شراب ناب نوش فرمایا اور حالت شوق و نہایت ذوق مین ہر ایک ماہ پارہ کے لب نازک

کے بوسے لیے ابھی یہ صحبت بوس و کنار گرم تھی یکایک ایک تخت آسمان کی طرف سے اسی ہنگامۂ عیش مین آیا صاحب قران اکبر نے بغور ملاحظہ فرمایا دیکھا اُس تخت پر ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ عذب البیان اور ملکہ نوبہار و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح دلکشا چارون نازنینین سوار ہین صاحب قران اکبر فلک قدر نے اُن نازنینون کو دیکھکر تعجب کیا اور اُن نازنینان اول کو بغور ملاحظہ فرمایا اور پھر ان مہ جبینان تخت نشین کی صورت دیکھی سر مو فرق کسی مین نہ پایا اور زیادہ حیرت ہوئی کہا بار آلہا چار سے اب آٹھ ہوگئین ایک سے ایک اشبہ ہی یہ طرفہ ماجرا ہی پہلے مین جانتا تھا وہ چارون نازنینین میری معشوقان پرتمکین ہین اب جو دیکھا تو چار کی آٹھ ہوگئین یہ چار زائد کہان سے آئین ان آٹھون سے کسکو اصلی سمجھون اور کسکو نقلی جانون کس واسطے کہ ہر ایک کی صورت و شکل ایک ہی کسی کی صورت مین فرق نہین ہے اسی حیرت و استعجاب مین تھے یکایک خواب حیرت سے بیدار ہوے اب دیکھا کوئی نہین خود ہی تنہا تخت پر ہین دل مین کہا ای سعد الدین یہ طرفہ صحبت اور عجیب کیفیت ہی اسوقت تک کبھی وہم و خیال مین بھی نہین آیا تھا جو اس وقت دیکھا یعنی ہر ایک خاتون دو دو کیونکر ہوگئی زیادہ تر استعجاب یہ ہی کہ ہر ایک نازنین صورت و وضع مین ایک دوسرے سے بالکل مشابہ ہی بالکل فرق کسی عضو مین نہین ہی بلکہ پوشاک بھی ایک رنگ ہی صاحب قران اکبر گیتی ستان دو ساعت کامل اسی تشویش مین رہے بعدہ اُس تخت سے اُٹھے اور اُن حجرون کی سمت باین قصد تشریف لیے گئے کہ چلین دیکھین اس پردہ مین کیا ماجرا ہی یقین ہے کہ کوئی طلسم کا نیرنگ ہوگا وہ نازنینین بھی آ گئین حجرون سے نکلین کہین شیر ہر چہ بادا باد چلو۔ مصرعہ

شاید زہمین بیضہ برآید پر و بال

بہر حال ایک نظر دیکھنا ضرور ہی عجب نہین کہ میرا گمان درست ہو یہ قصد کرکے قریب حجرون کے تشریف لائے اور سب کو خوب ملاحظہ فرمایا حجرے خالی تھے کچھ نظر نہ آیا اس سے اور زیادہ صاحب قران اکبر کو حیرت ہوئی لوح بغل سے نکال کر بوسہ دیا اور ملاحظہ کرنے لگے لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ ای شہریار نامدار تم بعد ہلاک کرنے اُن دونون جانوران موذی کے یعنی بچھو و ٹیلا کے قصر النیرین مین پہونچو گے وہان عالم واقعہ مین ایک ایسا تماشا حیرت افزا دیکھو گے کہ حیرت مین غرق ہوجاؤ گے اور وہ استعجاب تمھارا ہرگز دفع نہو گا لیکن تم اس قصر مین بلا تکلف چلے جانا اور پہلے قلعۂ آہن حصار کو فتح کرنا اور جب اُس طلسم سے فارغ ہوگے تو ایک اسپ مثل طاؤس کے اُس طلسم سے تمکو دستیاب ہوگا جب وہ مرکب عجیب تمھارے قبضہ مین آجائے تم اُس فرس پر سوار ہونا اور پھر دوبارا قصر النیرین مین جانا اور جو تمکو عالم خواب مین تماشا حیرت افزا دکھائی دیا ہی اُس تماشے کو تم بچشم ظاہر ملاحظہ کرو گے تم اسوقت البتہ یہ تمام تعجب تمھارا برطرف ہو جائیگا والسلام جب یہ ہدایت لوح سے ہو چکی صاحب قران اکبر رستم زمان نے ایک شب و روز اُسی قصر عالی شان مین بسر کی دوسرے روز حسب الارشاد لوح بقصد فتح آہن حصار روانہ ہوے ایک مدت تک رستے قطع مسافت وطی منازل کرکے چلے تھے روز اثنا سے راہ مین دیکھا ایک دیوار آہنی بلند و بالا سد راہ ہوئی کہ جسکی انتہا اور ابتدا معلوم نہوتی تھی اور سر تا سر اُسی دیوار مین جابجا برج بھی بنے ہوے تھے

١٦٢

اور ہر ایک برج دوسرے سے پانسو قدم کے فاصلے سے تھا اور قریب دیوار ایک خندق نہایت عمیق آگ سے بھری ہوئی تھی
اور شعلے اُسکے فلک اول تک پہونچتے تھے اور اُس آتش کی گرمی سے وہ دیوار ایسی گرم تھی کہ رنگ دیوار کا سُرخ مثل انگار
کے تھا اور اُس خندق سے دو تیر کے فاصلے تک اسطرح کی حدت تھی کہ انسان کی مجال نہ تھی جو اُسکے قریب سے یا کچھ فاصلے
سے گذر سکے جل کے وہین رہجائے اور پرند جانور کی یہ قدرت نہ تھی جو دیوار سے پار جاسکے وہ تمام صحرا گویا محشر تھا کسی
ذی روح کی مجال نہ تھی کہ اُس سرزمین پر قدم رکھ سکے صاحب قران اکبر نے جو اُس دیوار آتشین کو دیکھا - لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ - پڑھتے ہوئے نیچے اُس دیوار کے دو تین کوس چلے گئے بعد زوال آفتاب ایک دروازہ نمودار ہوا
لیکن وہ دروازہ اندر سے بند تھا اور دروازے کے دونوں بازوؤن پر دو فیلان مست کی تصویرین بنی ہوئی تھین اور
اُن ہاتھیوں کی سونڈین آپس مین اسقدر لپٹی ہوئی تھین کہ اگر دروازہ کھل بھی جائے تو وہ سونڈین وارد و صادر کو اندر جانے
کی مانع ہون صاحب قران اکبر سمجھے کہ شاید آہن حصار اسی قلعہ کو کہتے ہین صاحب قران اکبر ایک درخت چنار کے سایہ
مین کہ وہ درخت اُس دروازے کے مقابل تھا بیٹھ گئے لیکن صاحب قران اکبر بوجہ تشنگی یا دہ روی کے نہایت پریشان
ہورہے تھے دوسرے تشنگی اس شدت کی تھی کہ ہر اُس باختہ تھے ہرچند پانی تلاش کیا لیکن پانی نہ پایا مجبوراً لوح کو ملاحظہ کیا
لوح سے معلوم ہوا کہ اے صاحب قران اکبر جسوقت تم قریب دروازۂ آہن حصار کے پہونچوگے دروازہ بند نظر آئیگا اور دو
زنجیر فیلان ہیبت ناک کی تصویرین دیکھوگے اور ہر ایک فیل پر ایک ایک حبشی دیو صفت نہایت قوی ہیکل سوار ہوگا
پس اے صاحب قران اکبر تم خوب یاد رکھنا کہ اس مقام پر تمکو سات مرتبہ جنگ عظیم کرنی ہوگی اور ہر جنگ بعنوان نو واقع
ہوگی اسواسطے کہ تم ہر ایک اقلیم کے طریقہ و قاعدۂ جنگ سے بخوبی واقف ہو جاؤ لیکن تم خاطر جمع رکھنا کہ تمکو ساتون ستارون
سے بھی مدد ملے گی ضرور ملیگی بلکہ نظر کردۂ موکلان سبعہ سیارہ ہو جاؤگے تمکو مناسب ہے کہ ہر ایک اقلیم کے قاعدۂ جنگ
کو خوب خیال مین رکھو اور یاد رکھو کہ اب عنقریب معاملۂ جنگ روبکار ہونے والا ہے اے صاحب قران اکبر نامدار اس
طلسم مین سات قسم کی فوج ہے اور سات ہی افسر ہر ایک فوج کے ہین وہ سردار تجسے بجنگ و مقابلہ پیش آئینگے تم ہر ایک
سے جنگ مردانہ کرنا انہین سے بعض سردار مغلوب ہوکر تمھاری اطاعت قبول کرینگے اور دائرۂ اسلام مین داخل ہونگے اور
بعض براہ شرارت و شیطنت معرض قتل مین آئینگے اور ہلاک ہونگے یعنے جو اُنمین یزدان پرست ہین وہ مطیع تمھارے ہونگے
اور جو ابلیس پرست ہین وہ بیدین قتل ہونگے اور یقین ہے کہ جبتک ہنگامۂ جدال و قتال برپا رہیگا یہ درخت چنار جو کہ
سامنے دروازۂ حصار کے واقع ہے اور تم اُسکے سایہ مین بیٹھے ہو یہی تمھارا مسکن و مامن رہیگا تمکو لازم ہے کہ وہ اسم اعظم
جو سطح لوح پر مرقوم ہے ایک ہزار ایک سو اکہتر بار با درود اول و آخر پڑھو اور خنجر کی باڑھ پر بھی دم کرلو ایک شکل زمین پر خنجر
کی نوک سے تین گز کی مربع کھینچو بعد اسکے تین گز عمق مین اُسے کھودو اُس زمین سے ایک چشمہ پانی کا نہایت شیرین آب کا
ہوگا پہلے اُس چشمہ سے تم غسل کرنا اور خوب سیر ہوکر نوش فرمانا یہ شدت تشنگی دفع ہو جائیگی بعد اسکے وہ سب حکمت جو

تمھارے پاس موجود ہی اُس چشمہ کے پانی سے بھر لینا اور ہر ایک فیل دروازہ کی سونڈ مین تین تین گھڑے پانی کے ڈالنا
پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھنا کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی والسلام جب صاحب قران اکبر کو لوح ہدایت کر چکی اور
صاحب قران اکبر عالی شان بھی خوب سمجھ چکے اور جو کچھ احکامات سابقہ و حال لوح سے ظاہر ہوے تھے وہ شنید کیے جنکا
حال بوقت ضرورت بیان ہوگا۔ صاحب قران اکبر نے دل مین کہا سُبحان اللہ بحمدہٖ اس مرتبہ لوح نے مجکو ایسا مشکل
مزدوری بنایا ہی مشقت خالی از وقت نہین ہی اور کام بھی یہ طرفہ ارشاد ہوا ہی کہ جو مدت العمر مینے کبھی نہین کیا ہی وہ کرنا
پڑا یعنی ایک چاہ کھودون اور پانی سے اسکے تشنگی دفع کرون پھر گھڑے کو پانی سے بھرون اور ہاتھیون کی سونڈ مین ڈالون
نہین معلوم اس محنت و مشقت کا نتیجہ کیا ہونے والا ہی کہان صاحبقرانی و طلسم کشائی اور کہان چاہ کنی و آب کشی معلوم
یہ ہوتا ہی کہ اب یہ ہاتھ پاؤن میرے کار و بار طلسم کشائی اور کشورستانی سے بیکار ہو جائینگے مگر کیا کرون چارہ کیا ہے
اس عالم مجبوری مین کچھ بن نہین آتا اور کوئی چارہ کار نہین سمجھ اسکے کہ جو لوح ہدایت کرے اُسکو خواہ مخواہ قبول و
منظور کرون ناچار صاحب قران اکبر نے حسب ہدایت لوح اُس زمین کو کھودا اُس سے چشمۂ آب نمایان ہوا پہلے
چونکہ شدت تشنگی سے نہایت بیچین تھے پانی نوش فرمایا بعد اسکے غسل کیا اور سلاح جنگ جسم پاک پر آراستہ کیے
سبوے حکمت اُس چشمہ سے بھرا اور ان ہاتھیون کی سونڈون مین ڈالا اسی طرح سے تین تین گھڑے پانی کے ہر ایک
ہاتھی کی سونڈ مین ڈالے جب اس کام سے فارغ ہوے عجیب ایک تماشا نظر سے گذرا یعنی صاحب قران اکبر کے
ملاحظہ مین گذرا کہ ایک ہاتھی پر ایک شخص بد صورت زنگی سپر و سلاح سوار ہوا اور دوسرے ہاتھی پر ایک شخص نہایت
قوی ہیکل ہندی صورت سپاہی پیشہ آلات حرب سے آراستہ نہایت عظمت و شان سے بیٹھا ہوا ہی چشمہ طلسم کا
پانی ان ہاتھیون کے دماغ مین پہونچا تھا بعد ایک لمحہ کے وہ پانی مانند فوارے کے دونون فیل سوارون کے سر سے جوش و
خروش تمام نکلا اور اس آتش خندق مین گرنا شروع ہوا صاحب قران اکبر علیحدہ کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے اور دل مین
کہتے تھے کہ واقعی عجیب و غریب تماشا ہی آخر وہ پانی نہین معلوم کسقدر زیادہ ہوگیا تھا کہ نہایت زور سے خندق مین
گر رہا تھا اور خندق کی آگ بجھا رہا تھا اسوقت صاحب قران اکبر اُسی درخت چنار کے سایہ مین کھڑے تماشا دیکھ رہے
تھے اور وہ آتش سوزان خندق کی بجھتی جاتی تھی اور دھوان اُس خندق سے ہر رنگ کا نکلتا جاتا تھا اور آسمان کی طرف
روان تھا اور عجیب و غریب آوازین ہولناک کان مین آتی تھین اُس طرف وہ تماشا اور یہ فیل بھی مع سوار از خود چلتی جاتی
تھین تمام دن یہی ہنگامہ شور برپا رہا شام کو صاحب قران اکبر کو شدت سے بھوک معلوم ہوئی تھا ایک ڈالی و شاخ
درخت سے گری دیکھا موافق قاعدۂ طلسم ایک دسترخوان مین نان خمیری اور قورمہ شاخ درخت سے بندھا ہوا ہی پس
صاحب قران اکبر نے اُس دسترخوان کو درخت سے اُتارا اور کھانا نوش فرمایا اور رات کو اُسی درخت کے سایہ مین آرام
فرمایا جب ایک ساعت رات باقی رہی صاحب قران اکبر بیدار ہوے اور وضو کر کے نماز صبح ادا کی اس اثنا مین خسرو خاور نے

تخت زمردین پر جلوہ گر ہوا اور شب تند ودار راہ صومعہ مغرب میں گوشہ نشین ہوا صاحب قران اکبر نے فراغت ضروری سے فارغ ہو کے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ہاتھی مع سواروں کے نذر و ہوگئے اور دروازہ حصار کا بھی کھلا ہے اس امر کو ایک لحمہ نہ گذرا تھا کہ دروازے سے فوج حبش و زنگبار صف بستہ نکلنا شروع ہوئی اور حبشیان پس اس فوج زنگی کے ایک شخص ہاتھی پر سوار مسلح و مکمل اسی صورت سے جو کہ اس فیل پر سوار تھا باہر آیا بعد اسکے دوسری فوج باہر آئی اس فوج کے تمام لشکری خندق سے اس پار آئے اور دروازہ کی طرف صف باندہ کے کھڑے ہوئے اس عرصہ میں آتش سوزان خندق کی بالکل بجھ گئی اور تمام پانی خندق میں تھا وہ سب خشک ہوگیا اور خندق خس و خاشاک سے پٹ گئی صاحب قران اکبر بادشاہ اور جو پہلے ہی سلاح حرب سے آراستہ تھے اور زیر سایہ درخت سیر دیکھ رہے تھے یکایک صاحب قران اکبر نے دیکھا کہ صفوف سیاہ زنگبار تیار ہو کے آمادہ جنگ ہوئی اور زنگی فیل سوار نے اپنے ہاتھی کو میدان جنگ کی طرف بڑھایا اور بہ آواز بلند پکارا کہ اے نیم دلیران زنگی بہادر دوران میری ہیبت شمشیر سے اور خوف گرز گران سے رستم و اسفندیار گوشہ قبر میں پوشیدہ ہوگئے یہ کونسا جوان کہ پیکر فولاد و جگر زندگی سے سیر طلبگار ہو جسنے میری اس پیکر قدیم فیل سواری کو باطل کردیا اگر وہ جوان دعوے بہادری اور جرأت و تہوری رکھتا ہے اور مرد میدان ہے تو اس وقت آ کے میرے سامنے کہ میں بھی دیکھوں ۔ شعر

ہر حریف منم در صف کارزار	برآرم من از روزگارش دمار

جب صاحب قران اکبر گردون وقار نے اس غول صحرائی کی زبان نجس سے ایسے کلمات لاف و گزاف جو سنے تب تاب ضبط کہاں وہ شہریار گردون وقار مثل برق کے چمک کر سایہ درخت سے جدا ہوا اور دلیرانہ و شیرانہ اس دیو پیکر کے مقابل ہوگیا اور ایک نعرہ جگر شگاف اس زور سے مارا کہ وہ میدان صحرا لرز گیا بعد اسکے فرمایا او بدبخت سیہ قلب و سیہ رو تجھے تیری جہالت کو سے اس طرف سوجھتا نہیں کہ وہ جوان عالی شان رستم توان گردون شکن دیوان و کافران عہد و اتیل جان اطلس پرستان ملک اشقیا زنگیان ہم ہیں جنہنے تیری پیکر زشت و بدکردہ کو خراب و باطل کردیا اور اب تیرے قتل و ہلاک کرنے کو موجود ہیں ای کور چشم بیہودہ تجھکو نہیں معلوم کہ میں صاحب قران اکبر فاتح طلسم سیفیا تا جیہ یا فتہ مرد کاران عالم امکان ہوں دشمن شکار میری ذات عالی صفات ہی اسلیے میں تجھکو ہدایت کرتا ہوں پنبہ غفلت کو کان سے ہوش کے نکال اور بہ تن گوش ہوکر سن اور آگاہ ہوکر ہمارے مطیع و فرمانبردار کو سعادت دارین حاصل ہوتی ہے اور جو ہمارا دشمن ہے وہ مستوجب نار جحیم ہے اور نابکار و مغرور جلد ہشیار ہو اور اپنے ولی نعمت کو پہچان اور حلقہ غلامی اسکا آویزہ گوش جان کر ورنہ اب تو کوئی آن میں راہی ملک عدم ہوکر بار جحیم میں پہونچ جائیگا وہ زنگی تیرہ دست طول القامت اسقدر مغرور تھا کہ صاحب قران اکبر کے کلام کو مطلق خیال میں نہ لایا بلکہ اس کلام کو سنکے ایک بلند قہقہا مارا اور کہا کہ ای جوان تجکو افسوس ہے کہ جس وقت تجھکو خلق کیا ابلیس فرساق کو شرم نہ آئی کہ تجھے ایسا کوتاہ قد اور ضعیف پیدا کیا کہ میرا ایک لقمہ بھی نہوگا تجھ میں گوشت بجز استخوان کے نہیں ہے اور مجھ ایسے دیو قوی ہیکل کے مقابلہ کو آیا ہی مگر ہاں تیری اس ہمت اور جرأت اور دلیری کی تعریف کرتا ہوں کہ تجھے مطلق اپنی جان کا

خوف نہیں بلا خوف وخطر آمادۂ جنگ ہوگیا نہایت فولاد جگر ہے ورنہ اور جو ایسا ہوتا تو اُسکو مجال کلام نہوتی زبان ہلانا دشوار ہوتا اور میری صورت دیکھ کے دم نکلجاتا صاحب قران اکبر فلک قدر نے فرمایا بس او غول صحرائی حیوان صفت و بے وقوف ابھی تیرے کاسۂ سر میں دھواں غرور کا جو بھرا ہے نکلا جاتا ہے یہ فرماکر ہنسے اور پھر کوئی کلام نفرمایا اور ہاتھ کو بڑھایا اور اُس فیل کی سونڈ کو پنجہ میں لیکر ایسا پیچ دیا کہ وہ ہاتھی چیخ مار کر بیٹھ گیا اور سونڈ اُسکے دماغ سے کھینچ لی فیل مثل دیوار کہنہ کے زمین پر گرا اور فوراً ہلاک ہوگیا زنگی نے جو یہ آفت تازہ اُس فیل پر آتے دیکھی فوراً ہاتھی سے کود پڑا دیکھا ہاتھی ہلاک ہوگیا پیادہ پا ہوا بس بشدت غضب اُس سیہ رو کا چہرہ اور جلکر سیاہ ہوگیا اور تمام عالم آنکھوں میں تیرہ و تار ہوگیا اُسی حالت غیظ میں کہا او آدم زاد بلا سے بلے درمان تو بڑا فتنۂ زمانہ ہے ارے او ضعیف البنیان تو نے تو غضب ہی کیا کہ میرے فیل سواری کو ہلاک کر ڈالا صاحب قران اکبر نے فرمایا ای کور چشم سیہ قلب و سیہ رو میں نے تیرے ہاتھی کو اسواسطے ہلاک کیا کہ میں بھی پیادہ ہوں تو بھی پیادہ میرے مقابلہ میں آ دیکھ تجھے کیسی گوشمالی دیتا ہوں زنگی بولا ای جوان فولاد جگر شاید تو یہ جانتا ہے کہ زندہ وسلامت چلا جاؤنگا یہ تیرا گمان غلط ہے ہوشیار ہو جا اور دیکھ کہ میں کس سہولت سے تیرا ایک لقمہ کرتا ہوں یہ کہکر اُس بد سرشت نے ایک ہاتھ بڑھایا اور چاہتا تھا کہ صاحب قران اکبر کو اپنے منہ میں کھینچ کے رکھ لے اور چبا ڈالے صاحب قران اکبر نے ایک قمچی اُس زور سے اُس زنگی کے دست ناپاک پر ماری کہ وہ روسیاہ بیتاب ہوگیا اور فوراً وہ گرز گران سر کشکن کا تھا کاندھے سے اُتار کے تین چار وار کیے صاحب قران اکبر والاشان نے اُن ضربات گرز کو بھی بآسانی رد کردیا اُس زنگی نے جھنجھلا کر گرز کو زمین پر پھینکدیا اور شمشیر آبدار غلاف سے لی اور صاحب قران اکبر پر حملہ آور ہوا صاحب قران نے اُس غول بیابانی کے پنجہ کو پکڑکے جھٹکا جو دیا تلوار ہاتھ سے نکل گئی زنگی مثل مار دم بریدہ پیچ وتاب کھاکر بشدت قہر وغضب میں دوڑا اور صاحب قران اکبر کے لپٹ گیا صاحب قران اکبر بھی شام تک اُس حیوان سیرت کو ہلاک کرتے رہے جب شام قریب ہوئی پس اُس کوہ پیکر کو دست زبردست پر اُٹھا کر علم کرلیا اور گردش چرخ دے کر زور سے زمین پر پٹکا اور سر نحس اسکا موافق ارشاد لوح تن سے جدا کیا جب فوج زنگی نے اپنے سردار کو اس ذلت سے ہلاک ہوتے دیکھا چاہا کہ یکبارگی ہر چہار طرف سے جنگ مغلوبہ کردیں مگر سپہ سالار ہندی صورت نے اپنی فوج کو جنگ مغلوبہ کرنے سے منع کیا اور کہا اے مردان فوج تم کچھ اندیشہ نہ کرنا خاطر جمع رکھو اگرچہ تمہارا سردار دہلمان زنگی مارا گیا لیکن میں تو موجود ہوں دیکھ لینا کہ کل پرسوں میں اُس جوان فولاد جگر ستم توان سے دہلمان زنگی کا کیسا قصاص لیتا ہوں یہ انسان ضعیف البنیان ایک مشت استخوان ہے دیکھنا کس عذاب سخت سے ہلاک کرتا ہوں کہ مرغان ہوائی اُسکے حال پر افسوس کرینگے اور شاید وہ جوان مجھپر بھی غالب آیا تو پھر بعد میرے ہر شخص کو اپنے فعل کا اختیار حاصل ہے جیسا اپنے حق میں مناسب سمجھنا عمل میں لانا اُسی عرصہ میں بالکل شام ہوگئی وہ فوج زنگی داخل قلعۂ آہن حصار ہوگئی ادھر صاحب قران اکبر بھی معرکۂ جنگ سے مظفر ومنصور درخت چنار کے سایہ میں تشریف لائے اور بعد نماز مغرب بیٹھے

اور شاخ درخت سے دسترخوان پُر از طعام کو کہ روز حسب معمول کھول لیا کرتے تھے اور نان خمیری و یخنی و قورمہ خوب سیر ہو کے تناول فرمایا کرتے تھے نہ پایا آپ شدت اشتہا سے بیچین ہوے کہ تمام دن تو جنگ و جدل مین گذرا اور گاؤزوری کی آپ امید تھی کہ کھانا موجود ہوگا کھا لینگے لیکن یہان کھانا کجا بلکہ اور کوئی درخت ثمردار بھی نہ تھا کہ اس سے کچھ میوہ وغیرہ نوش فرماتے اور تسکین ہوتی فرمایا سبحان اللہ کیا خوب بات ہی یہ طرفہ ماجرا ہی اس مہم سخت کے فتح کرنے کا کیا عوض ملا کہ جو رزق معمولی تھا وہ بھی موقوف ہوگیا یہ امر کچھ سمجھ مین نہین آتا شاید اس طلسم کا یہی قاعدہ ہو کہ اس کارنمایان کے صلے مین یہ حاصل ہوا تمام رات شدت گرسنگی مین کروٹین بدلتا رہون اور تمام شب اختر شماری کرون اور صبح کو پھر وہی میداناری اور جنگ و معرکہ ہے اور اس حالت ضعف مین کسطرح اُن غولان صحرائی سے زور آزمائی کرسکونگا بانیان طلسم نے مجھ غریب سے بعد ایسی مشقت و محنت کے خوب عوض لیا اور اس مقام طلسم مین میرے ساتھ عجب سلوک و مدارات پیش آئے یہ اُسکا عوض ہے کہ جو ہم ہر چہار بانیان طلسم کے انتظام سے نہایت خوش تھے اور اُنکی روح پاک کو بفاتحہ و درود یاد کیا کرتے تھے شعر

نہ مونسی نہ انیسی نہ آشنائے ہست / عجیب واقعہ و طرفہ ماجرائے ہست

ای معزالدین مجھے نہایت استعجاب ہی بزرگان پیشین سے ایسی بے اعتنائی ظہور مین نہان آئی کہ جبکو ہمیشہ عیش و آرام مین رکھین اور کوئی سامان و اسباب راحت سے ایسا نہین کہ جو ہر طلسم مین موجود نہو بلکہ ہر مقام مین دنیا کا سامان عیش مہیا ہو یا ایسا برعکس ظہور مین آئے کہ نوبت فاقہ کشی کی پہونچے جو سب زندگی و سرمایۂ حیات ہو وہ نہ ملے یہ کسی طرح خیال مین نہین آتا اگر یہ کہون کہ ساکنان طلسم نے خوشطبعی کی ہے یہ بھی دل قبول نہین کرتا کہ ایسے اشخاص بزرگ و صاحب باطن ایسے حرکات عمل مین لاوین خیر اب کیا چارہ ہی قہر درویش بجان درویش۔ بجز صبر و شکر کے اور کیا کرنا چاہیے جب اسقدر عرصہ تک عیش مین رہے تو یہ رات بے آب و دانہ کرب و اضطراب مین بھی رہینگے بہر نوع گذر ہی جائیگی حق سبحانہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہی کوئی نہ کوئی سامان کردیگا۔ شعر

مشکلی نیست کہ آسان نہ شود / مرد باید کہ ہراسان نہ شود

الغرض صاحب قران اکبر دون فراہی فکر و تشویش بیٹھے دل سے ایسے کلام کررہے تھے کبھی دل کو تسلین دیتے تھے گاہے انتظام طلسم کی تعریف کرتے تھے گاہ عالم بشریت سے گھبراتے کبھی قدرت و کارسازی پروردگار کے مقر ہوتے تھے کبھی یاد دلدار مین مایوسی کے کلمات کہتے تھے ناگاہ ایک شخص کی رفتار کی آواز کان مین آئی فوراً ہوشیار ہو کے صاحب قران اکبر چارون طرف ملاحظہ فرمانے لگے اور گھبرا کے کھڑے ہوگئے اس اثنا مین دیکھا سامنے سے ایک شخص مسن باریش سفید گھیتلا جوتا پہنے چکن سلطانی بانات کی پہنے چلا آتا ہی او پیچھے اُس پیرمرد کے ایک جوان وجیہ عمامہ سرخ سر پر عصاے طلائی ہاتھ مین کمر باندھے ہی پیچھے اُسکے چند خوان کسنے اور خوانپوش سنہرے کسے تورہ پوش کمخواب اوپر پڑے

مع چند مشعلوں کے چلے آتے ہیں اور آگے اسکے ایک شخص سقہ چھڑکاؤ کرتا ہوا اور پیچھے اسکے دو مزدور ایک کے سر پر
فرش اور دوسرے کے سر پر پلنگڑی جسکے چاندی کے پائے نہایت آراستہ قالیچہ بچھا ہوا شامیانون سے خوب کھنچا ہوا
مع دیگر اسباب ضروری و مرودات ہمراہی قریب صاحب قران اکبر کے یہ سب سامان جب پہونچا اول اس پیر مرد نے مؤد[بانہ]
سلام کیا بعد اسکے اس چبوترہ پر چھڑکاؤ کیا اور دعا و ثنا بجا لایا اور سقہ نے چھڑکاؤ کیا جاروب کش نے خس و خاشاک کو برطرف
کیا فراش نے فرش بچھایا اس مرد بزرگ نے دست بستہ عرض کیا ہو شہریار دولت مدار ترقی عمر و دولت کے ہو اقبال یاور رہے
ہمارے آقا نامدار نے بعد آداب و کورنشات شاہانہ اور بعد اشتیاق ملازمت کے یہ عرض کیا ہو کہ شہریار گردون وقار
اس سرزمین پر حسب اتفاق تشریف لائے ہیں اور اس دشت پر خار کو برکت قدم سے رشک فردوس بریں فرمایا لہذا
میزبانی حضور کی واجب و لازم ہوگئی ہر چند کہ میری یہ مجال و قابلیت کہاں کہ حضور کا میزبان ہو سکوں لہذا گستاخی کو
اس خادم کی معاف فرما کر یہ نان خشک حضور نوش فرمائیں تاکہ اس خادم کی عزت افزائی ہو علاوہ اسکے معاملۂ جنگ و پیکار
علیحدہ ہو صاحب قران اکبر نے دل میں تصور فرمایا کہ شاید یہی وجہ ہو جو آج طعام درخت نظر نہ آیا یہ کسی شخص غیر نے مسافر نوازی
کو کام فرمایا ہو ہماری مہمانی عزیز سمجھ سکے کی جسے اب چونکہ یہ امر جدید پیش آیا ہے لہذا ضرور ہو کہ لوح سے مشورہ لیں ایسا نہو کہ اس میں
کچھ فریب ہو اور ہم کسی بلاے ناگہانی میں گرفتار ہو جائیں آخر کار صاحب قران اکبر نے لوح کو بغل سے نکال کے ملاحظہ فرمایا لوح
سے ہدایت ہوئی کہ اے شہریار دولت مدار بہمہ وجوہ خاطر جمع فرماؤ اور اس مہمانی کو قبول و منظور کرو اور بلا تکلف و بے خوف و بے فکر
طعام دعوت نوش کرو صاحب قران اکبر نے لوح کو بوسہ دے کر گلے میں پہنا اور حکم دیا کہ ہان خاصہ آوے فراش نے نمگیرہ
زردوزی مخمل سبز کا اور جھالر اسکی بیش کی جو بین نقرئی و طلائی کھونٹیون اسی درخت کے نیچے تان دیا تھا اور پلنگ کے آگے
مسند سفید پر ایک گاؤ تکیہ دیا وہی پیر مرد آفتابہ لیکے حاضر ہوا صاحب قران اکبر نے دست حق پرست دھوئے دسترخوان بچھایا
اور مہرین خوب صورت دیکھکے خوانون کو کھولا ان خوانون میں انواع و اقسام کے کھانے پر تکلف اور خوش رنگ و خوش ذائقہ دار تھے
اسکی خوشبو سے تمام صحرا معطر ہو گیا دسترخوان نہایت تکلف سے چنا گیا اور وہی پیر مرد عمدہ بکاولی پر حاضر ہوا صاحب قران اکبر
نے مارے بھوک کی شدت میں خوب سیر ہو کے خاصہ نوش فرمایا بعدہ اسباب میوہ خوری حاضر ہوا ایک نازنین سیمین بعدہ
ساقی گری حاضر ہوئی ادھر شراب گلفام گردش میں آیا ادھر ناچ شروع ہوا طبلہ پر تھاپ پڑی مبارک سلامت کا غل مچا
ساقی گلفام نے دست بستہ عرض کیا اے شہریار کامگار حضور نے اور مقامات میں شراب نوش فرمائی ہے لیکن یہ شراب
ربانی ہو اسکے ذائقہ کو ملاحظہ فرمائیے یہ کہکے وہ شیشہ ارغوانی سامنے رکھدیا شہریار گردون وقار نے موافق حکم لوح وہ شراب
ربانی نوش فرمائی جب صاحب قران اکبر کا دماغ اسکے نشے سے گرم ہوا وہ محفل طرح طرح ہوا رقص و نوا کی طرف متوجہ ہوسکے
دو ساعت کامل یہ صحبت گرم رہی بعد اسکے صاحب قران اکبر نے حکم دیا کہ اب ناچ برخاست ہو شب کی ساعت رفتہ کہان کہ
باطمینان اپنی اوقات کو بسر کرون لہذا مجھکو اس شغل بیکار سے اب معاف رکھو اور بتاؤ کہ تم سب اس جوان کے آقا نے اہلکار

اسم گرامی کیا ہے داروغۂ ارباب نشاط نے دست بستہ عرض کیا کہ ہمارے آقا کا نام سمراج دلاور ہے کل معرکۂ رزم میں شاید حضور نے
بچشم خود ملاحظہ فرمایا ہوگا اسکی وضع خود کہتی ہوگی صاحب قران اکبر نے فرمایا خیر بیان کرو کہ تمھارا آقا اسی قلعہ میں رہتا ہے کہ جسمین
قفل بیکیہ فیل لگا تھا اور اسکے معاش کی کیا صورت ہے اسنے عرض کی اے شہریار نامدار اسکی کیفیت یہ ہے کہ ہمارا آقا سمراج دلاور
بلکہ اور سب اہل قلعہ اسی قلعہ میں بود و باش اختیار کیے ہیں جو اشخاص اس قلعہ کے رہنے والے ہیں انکی آمد و رفت کی اور
دوسری راہ ہے صاحب قران اکبر نے پوچھا اے شخص اسکا کیا سبب کہ تمھارا آقا تجسے اسقدر محبت و ملتفت اظہار کرتا ہے
اور خاطر و تواضع سے پیش آیا اسنے عرض کی قرابت قوم اس دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ باوجود اس اعزاز و اکرام و رتبۂ
غلامی کے اپنے ولی نعمت سے محبت نہ رکھتا ہو آج دیکھا کہ میرا آقا و ولی نعمت اس سرزمین میں تشریف لایا ہے لہذا بہزار تمنا
و آرزو مراتب خدمت و مہمانی ادا کرنا واجب تھا یہ فرض ادا کیا اور باتفاق بعض اسباب حصول شرف ملازمت کے مانع ہے
ورنہ بسر و چشم حاضر خدمت ہوتا اور سعادت ملازمت حاصل کرتا صاحب قران اکبر نے فرمایا اسکا کیا سبب ہے جو وہ ہماری ملاز(مت)
کو حاضر نہو سکا کون اسکا مانع اور سد راہ تھا عصا بردار نے دست بستہ عرض کی اس امر کو کوئی نہیں جان سکتا ہے کس واسطے ع

امور مملکت خویش خسروان دانند

مگر اے شہریار کامگار غلام اسقدر جانتا ہے کہ جو آج ہمارا آقا حاضر نہو سکا تو کل ضرور ہی شرف قدمبوسی حاصل کریگا - القصہ
اسی گفت و شنید میں صاحب قران اکبر کشورستان پر غلبۂ نوم ہوا اور بے اختیار آرام فرمایا علی الصباح بآرام تمام
خواب راحت سے بیدار ہوے اور فریضۂ سحری ادا کیا حمام میں گئے پوشاک تبدیل فرمائی سلاح حرب سے آراستہ ہوے
اور کرسی پر رونق افروز ہوے - قطعہ

دگر روز کین آتشین آفتاب	برانگیخت آتش ز دریا سے آب
دلیران بمیدان نہادند روے	بہم لشکر از ہر یکے کینہ جوے

صبح کو بدستور روز اول دروازۂ قلعہ حصار وا ہوا اور فوج و سپاہ جوق جوق و گروہ گروہ حصار سے باہر آئی اور رزمگاہ میں طرفہ
پرے جمگئے جب صف آرائی ہو چکی سمراج دلاور میدان مصاف میں آیا اور بہ آواز بلند کہا اے داور سرزمین طلسم آہن حصار
واے برہم زن کفار و اشرار و پہلوانان روزگار کل معرکۂ جنگ میں تمنے دیلمان زنگی کو کہ ایک دیو پیکر و تہمتن و شیر دل
تھا مثل ایک سگ و شغال صحرائی کے خاک و خون میں ملا دیا اور آج پھر وہی معرکۂ کارزار و ہنگامۂ رزم و پیکار ہے اب
آپ خود بدولت و اقبال معرکہ میں آئیے کہ زور آزمائی ہو جائے تو بہتر ہے تاکہ زور صاحب قرانی کا امتحان ہو جائے
اور آپ کی جنگ رستمانہ کے دیکھنے کا دل نہایت مشتاق ہے اگر آپ مجھپر غالب آئے تو پھر جو کچھ فرمائیے گا میں بصد دل
بجا لاؤنگا صاحب قران اکبر نے دل میں کہا عجب حیرت کا مقام ہے کہ ہر دم ایک امر تازہ وقوع میں آتا ہے اب آج اس
ہندی سردار کی حرب و ضرب کا سامنا ہے کل شب کو خاطر و مدارا سے دعوت ہوئی آج اس بے اعتنائی سے پیش آیا ہے

نہین معلوم اُس تواضع وتکریم کا کیا باعث تھا اور آج بے اعتنائی کس مصلحت سے ہے یہ امر دو حال سے خالی نہین ہے یا تو اُس
جوان دلاور کو میری اطاعت و فرمانبرداری منظور ہے ویا اسکے نیت مین شرارت و فساد ہے آخر صاحب قران اکبر یہی خیال و تصور
فرماتے ہوے مردانہ وار میدان جنگ مین تشریف لائے اور سمراج دلاور بھی ساز و یراق سے مصلح و مکمل میدان جنگ مین
آکر کھڑا ہوا اور حرب و ضرب صاحب قران اکبر سے شروع ہوئی اور تمام زور و قوت اور فنون جنگ و پیکار کو اُسنے صرف
کیا اور چند حملے اُسنے بڑی کمال مردانگی سے کیے چار ساعت کامل فن و ہنر سپاہگری مین گذارے اور خوب داد مردانگی و شجاعت
دی مگر چونکہ صاحب قران اکبر گردون فر تو اول ہی سے فنون و قوانین جنگ ہفت اقلیم سے واقف و آگاہ تھے سمراج کے
حملات اور ضربات کو بہ آسانی رد کیا آخر اسقدر سمراج عاجز ہوا کہ تمام آلات حرب کھول کے زمین معرکہ پر پھینک دیے اور زور
دست و بازو مین مشغول ہوا صاحب قران اکبر گیتی ستان فن کشتی سے بھی بخوبی ماہر تھے اور زور بھی خداداد تھا قریب عصر
گاؤ زوریان رہین آخر ایکبارگی صاحب قران اکبر فلک قدر گردون وقار نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر جو زور کیا بس ایک ہی حملہ
مین ہاتھون پر علم کر لیا اور گرد سر کے چکر دیے کر چاہتے تھے کہ زمین پر بقوت صاحبقرانی دے مارین سمراج بہادر نے دیکھا
کہ اب کسی طرح مفر نہین ہے اگر اس جوان نے بقوت صاحبقرانی زمین پر دے مارا تو بے شک و شبہ ہڈیان سرمہ ہو جائینگی اب
سواے اطاعت و فرمانبرداری کے کوئی چارۂ کار نظر نہین آتا ناچار سمراج دلاور نے کہا اے دلاور دوران مین بجان و دل
حضور کا حلقۂ غلامی آویزۂ گوش جان کرتا ہون اب غلام کو اتار لیجے صاحب قران اکبر نے سمراج کو بمجرد اس کلام کے آہستہ
زمین پر رکھ دیا سمراج نے فوراً اٹھ کے سر پاؤن پر رکھ دیا اور دائرۂ اسلام مین داخل ہوا اس طرف زنگیان سیہ رو
و تیرہ درون غل و شور مچاتے ہر چہار طرف سے مانند غولان بیابان تلوارین کھینچکر دوڑے اور شہریار گردون وقار پر حملہ آور
ہوے اور سمراج دلاور سے کہا او نامرد جہان آگاہ ہو کہ تو نے اس جوان ضعیف البنیان کی اطاعت قبول کر لی خیر باشد
تجھکو اپنے قول و فعل کا اختیار ہے مگر ہمارے جبتک جان مین جان ہے ہم اس جوان بانئ فساد سے اپنے آقاے نامدار دلہان زنگی
کا بدلا نے لینگے جنگ و جدل سے ہاتھ نہ اٹھائینگے جبتک اس بانئ فساد و شرارت کو طاسم کا گوشت آپس مین تقسیم کر لینگے
کبھی قرار و آرام نہ آئیگا بعد اسکے پھر تیری اس نامردی کی سزا سے کامل دینگے اور ایسی گوشمالی دینگے کہ مدت العمر یاد رکھیگا
شہریار نامور صاحب قران اکبر نے بھی شمشیر عدو کش نیام سے کھینچ لی اور اُن کفاران تیرہ بخت کے انبوہ مین مثل شیر نیستان
در آئے آن واحد مین جسطرح ہواے تند سے بادل پھٹ جاتے ہین تمام لشکر منتشر ہو گیا ادھر سمراج دلاور دوران مع
مردان ہمراہی اُس گروہ اشرار پر حملہ آور ہوا اکثر لعینان بے دین معرض ہلاکت مین آئے اور بہت نامرد دامن جبال مین
گوشہ گیر ہوے اور دائرۂ اسلام مین داخل ہو گئے بعد تصفیہ مقدمہ جنگ سمراج دلاور نے صاحب قران اکبر سے
عرض کیا کہ حضور اس فیل مست پر سوار ہون اور قلعہ مین تشریف فرما ہون صاحب قران کشورستان اس فیل مست
پر سوار ہوے اور مع سمراج دلاور و فوج ظفر موج تازہ مسلمان داخل قلعہ ہوے توپخانون مین سلامی سر ہوئی

اور ہر طرف دھوم ہوئی کہ طلسم کشا داخل قلعہ ہوا سمراج دلاور صاحبقران اکبر کو اپنے مکان خاص میں کہ نہایت قطع دار تھا کیونکہ صناعان چین کے ہاتھ کا بنا ہوا تھا لیگیا اور ایک مسند مغرق پر بٹھایا اور خود مثل خادمان قدیم دست بستہ سامنے کھڑا ہوا المختصر صاحبقران اکبر گیتی ستان بنظر سرسری وہاں کی آبادی اور مکانات وغیرہ

قلعۂ آہن حصار میں صاحبقران اکبر کو سمراج دلاور کا لیجانا اور مسند مغرق پر صاحبقران اکبر کو بٹھا کے خود مثل خادمان خیرخواہ کا استادہ ہونا

ملاحظہ فرما کر نہایت محظوظ ہوے اور بہت تعریف فرمائی اور فرمایا واقعی جیسی اس قلعہ کی تعریف سنی تھی اس سے زیادہ وسیع وخوش قطع پایا اسی طرح سمراج دلاور کا مکان بھی عمدہ ترین عمارات سے تھا اور ایک اس مکان میں حوض بھی چھوٹا سا سنگ مرمر کا تھا اور ایک مختصر پائین باغ بھی نہایت خوش اسلوب تھا جسمیں گل ولالہ ونافرمان اور انواع واقسام کے پھول بکثرت تھے چونکہ دہلمان زنگی مقتول کا مکان بھی سمراج دلاور کے مکان سے ملا ہوا تھا اسکو بھی سمراج دلاور نے اپنے گھر میں ملا لیا اس سبب سے سمراج دلاور کے گھر کی اور زیادہ رونق ووسعت ہوگئی القصہ صاحبقران اکبر دو شب وروز مہمان رہے اور سمراج دلاور نے عرض کیا اے شہریار عالی وقار اصل حال یہانکا یہ ہے کہ اس شہر وقلعہ کے گرداگرد سات میدان وسیع الفضا ہیں انمیں سے ایک میدان ہے جو کہ بیرون قلعہ حضور نے ملاحظہ فرمایا اور فتح کیا باقی باغ میدان اندر قلعہ کے واقع ہیں اور ایک میدان باہر دروازہ قلعہ کے سامنے واقع ہے جب حضور ان میدانوں کو فتح کرلینگے اس وقت سب کام انجام ہوجائینگے اگر کسی وقت جنگ مغلوبہ واقع ہوگی یہ غلام بھی ہنگام جنگ مغلوبہ حاضر ہوجائیگا صاحبقران اکبر اس حقیقت کو سنکے خاموش ہورہے اور لوح طلسم سے مشورہ لیا لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ اے شہریار گردون وقار صبح کو تم شہر کی بازاروں میں جاؤ اور بازار سے قلعہ کے باہر جب پہونچوگے تو پھر وہی دیوار آہنی سد راہ ہوگی اور دیوار پر دو برج ہم پہلو دیکھوگے اور دونوں

برجون پر ایک کمان اسطح ہوگی کہ ایک سرا کمان کا اس برج پر اور دوسرا دوسرے برج پر ہوگا اور بیچ مین اسپر ایک مرغ بیٹھا ہوگا
تم اس مرغ کو ضرب تیر جانستان سے ہلاک کرنا جب وہ مرغ ہلاک ہو جائیگا وہ دیوار بھی منہدم ہو جائیگی بعد اسکے ایک پتلی کہ
جسکی صورت انسان کی اور چہرہ بارہ سنگے کا ہوگا یکبیک اس دیوار کی جڑ سے پیدا ہوگی اور وہ پتلی تمپر حملہ کریگی تم اسکے حملہ کو دفع
کرنا اور اس پتلی کو شمشیر عدو کش سے دو ٹکڑے کر دینا بعدہ ایک طوفان عظیم برپا ہوگا جب وہ طوفان برطرف ہو جائیگا اس دیوار
کا نشان بھی نہ ملیگا بلکہ وہان ایک میدان نہایت وسیع نظر آئیگا جس مین کہین درخت کا نام ہوگا اور جہانتک نظر کام کریگی سوا
میدان کے اور کچھ نظر نہ آئیگا اور ایک جا پر ایک درخت سیب کا ہوگا تم بلا خوف و خطر سایہ مین اس درخت سیب کے بیٹھ جانا
زیر درخت سیب ایک چشمہ شیرین ہوگا ایک ساعت کامل وہان ٹھہرنا بعد ایک ساعت کامل کے بدستور اول فوج کثیر رومی لباس
سے مسلح و مکمل ایک گوشہ بیابان سے نمایان ہوگی اور سردار اس فوج کا ہزبر سطبر گردن آگے اپنی فوج کے بڑھ کے جا کے
میدان مین پہونچ کے ایک طرف صف بستہ کھڑا ہو جائیگا اور تمکو اپنے مقابلے کو بلائیگا تم مردانہ وار نہایت تہوری و بہادری
سے مقابلہ کرنا بعد ردو بدل بسیار اس ہزبر سطبر گردن کو بقوت و زور صاحبقرانی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لینا جب وہ پہلوان
تم سے مغلوب ہو جائیگا تمھاری اطاعت بدل و جان قبول و منظور کریگا بلکہ تمھاری مہمانداری نہایت تکلف سے کریگا بعد اسکے
تم طرف میدان سوم کے تشریف فرما ہونا اور لوح طلسم سے پھر مشورہ لینا جیسی ہدایت کرے عمل مین لانا والسلام۔ الغرض
صاحبقران اکبر حسب الارشاد لوح عمل مین لائے یہانتک کہ ہزبر سطبر گردن کو مغلوب کیا ہزبر نے بسبب یزدان پرستی کے
اطاعت صاحبقران اکبر بدل و جان قبول و منظور کی اور دو روز و شب صاحبقران اکبر کی دعوت و مہمانی شاہانہ بجا لایا
تیسرے روز صاحبقران اکبر نے پھر لوح طلسم بیضا سے مشورہ لیا لوح نے ہدایت حسب مناسب وقت کی صاحبقران اکبر
فلک اقتدار حسب ہدایت لوح میدان سوم کو روانہ ہوئے اور بدستور قدیم اس روز بھی ایک دیوار آہنی مانع ہوئی تین برج دیکھے
ہر ایک برج کے کلس پر ایک ایک طائر خورد نہایت خوبصورت سرخ رنگ بیٹھا ہوا کریال کر رہا تھا کبھی وہ تینون طائر ایک برج
مین ہو کے یکجا جمع ہو جاتے تھے اور کبھی اپنے اپنے برج پر چلے جاتے تھے اور ارشاد لوح یہ تھا کہ جسوقت وہ جانور ایکجا جمع
ہون تم فوراً ایک تیر ایسا چابکدستی سے لگانا کہ وہ تینون جانور ترازو ہو جائین بعد ہلاک ہونے ان طائرون کے وہ دیوار آہنی
دفعتہً غائب ہو جائیگی اور اگر خدانخواستہ ان تینون طائرون سے ایک بھی بچ گیا تو یاد ہی رکھنا کہ اس صورت مین تمکو دو مہیب
صورتون سے جنگ کرنا ہوگی اور انکے ہلاک کرنے مین بڑی دقت ہوگی گویا از سر نو مقدمہ قائم ہو جائیگا اور حیرانی و پریشانی بیحد
ہوگی غرض ہر نوع خطا کرنا تیر کا سارا کارخانہ تیر و خراب کریگا۔ صاحبقران اکبر نامور نے بجائے خود کہا سبحان اللہ عجیب مشکل
در پیش ہوئی۔ اول تو لوح یہ ارشاد کرتی ہے کہ اس طلسم مین کوئی مشکل نہین ہی نہایت سہل سے فتح ہو جائیگا اور مال بہت ہاتھ
آئیگا جب یہان آیا تو اور ہی مقدمات اہم پیش آئے ہمارے نزدیک فتح طلسم کا دستیاب ہونا نہایت مشکل ہے جس طرح
توسن طاؤس القدس کے دستیاب ہونے مین مشکل پیش آئی تھی بہر طور ارشاد لوح گویا نوشتۂ تقدیر ہو گیا کہ بدل ہی نصیب نہ تھا

خواہ مخواہ اُسپر عمل کرنا واجب ہی۔ مصرعہ

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

الغرض صاحبقران اکبر نے موافق ہدایت لوح تیر چلہ کمان مین رکھکر اسقدر انداز سے مارا کہ ان مرغان برج نشین سے دو مرغ ہلاک ہوئے اور ایک مرغ غلطان زدہ زمین پر گرا اور فوراً غائب ہوگیا بعد ایک لمحہ کے اُس دیوار کی جڑ سے دو صورتین عجیب خوک صورت بدن انسان کا ایک گرز گران سر ہاتھ مین لیے نہایت غیظ و غضب سے صاحبقران اکبر پر حملہ آور ہوئین

میدان آہن حصار مین قلعہ کا ہونا اور اُس قلعہ کے تین برج پر تین طائرون کو تیر مارنا اور دو طائر کا نشانہ ہونا اور دو خوک صورت کا حملہ کرنا
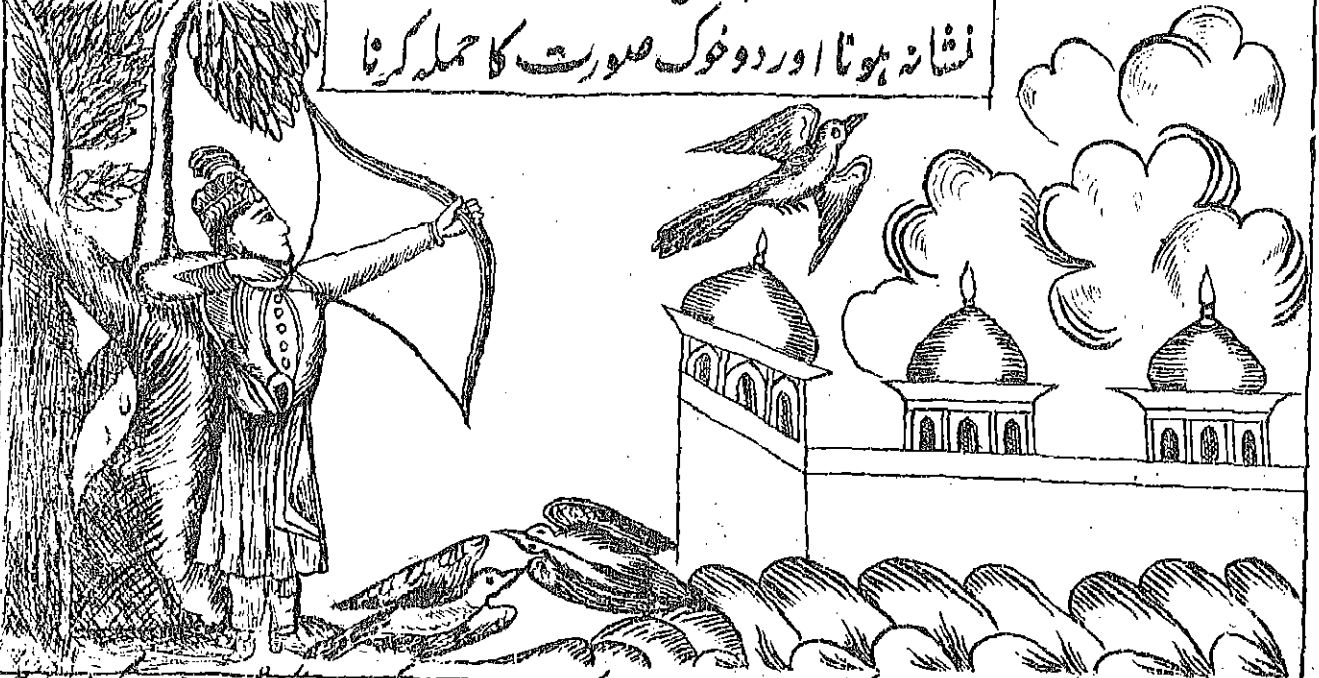
طلسم کشا نے اُس گرز کو دونون ہاتھ سے پکڑ کر اس زور سے پیچ دیا کہ وہ تاب نہ لاسکے فوراً وہ گرز ان دونون کے ہاتھ سے چھوٹ گیا صاحبقران اکبر نے نہایت چالاکی سے اُسی گرز سے اُن دونون پیکران طلسمی کو قتل و ہلاک کیا بعد ہلاک ہونے اُن دونون ملاعین بدکردار کے موافق قاعدۂ قدیم ایک طوفان عظیم آیا اور تمام زمانہ تیرہ و تار ہوگیا بعد دو ساعت کامل کے ایسی ہوائے تند و تیز چلی کہ وہ تاریکی برطرف ہوئی اور مطلع صاف ہوا صاحبقران اکبر حسب معمول درخت بادام کے سایہ مین کھڑے ہوگئے اس اثنا مین گوشۂ بیابان سے ایک لشکر جرار بوضع و لباس ترکان پیدا ہوا جب وہ فوج وسط میدان مین پہونچی صف آرا ہوئی اور سردار اُس فوج کا طوفان سرخ پوش از سرتا پا آلات حرب و ضرب مین آراستہ اُس فوج سے آگے بڑھا اور صاحبقران اکبر کے مقابل ہوا اور تیرون کی صاحبقران اکبر پر بوچھار کردی یہانتک کہ دم لینے کی فرصت نہ دی صاحبقران اکبر کے افضال ذوالجلال شامل حال تھا لہذا کسی طرح کا آسیب نہ پہونچا اُس عالی وقار نے اُن تیرون کو جنجر

کاٹ ڈالا بعد اسکے تلوار کھینچ کر آیا اور تا دیر صاحب قران اکبر پر حملے پر حملہ کرتا رہا صاحب قران اکبر نے اسکے ہاتھ سے تلوار
چھین لی اور کہا او شیطان دیکھ میں بخیر خواہی کہتا ہوں کہ اس دین باطل کو چھوڑ ابلیس پر لعنت کر اور دین اسلام میں داخل ہو
گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا جب دیکھا کہ طوفان ملعون انکار ہی کیے جاتا ہے اور کوئی نصیحت موثر نہیں ہوتی ناچار شمشیر
آبدار دشمن شکار کی ضرب سے طوفان کو قتل کیا بعد ہلاک ہونے طوفان کے فوج نے چاروں طرف سے صاحبقران اکبر
پر یورش کر دی اور سب ایکبار حملہ آور ہوے شہریار گردوں وقار با شمشیر خون چکان اُس افواج روسیاہ کے انبوہ میں گھس گئے
اُدھر سے اس ہنگامۂ دار و گیر میں سمراج دلاور اور مہر برزوی مع فوج ظفر موج پہونچے اور چاروں طرف سے گھیر لیا اور تمام
کفار و اشرار کا قرار واقعی استیصال کیا بقیۃ السیف نے صاحب قران اکبر سے امان مانگی اور دین اسلام میں داخل ہوے
جولان برادر خورد طوفان کا تھا وہ بھی مع اپنے ہمراہیوں کے بصدق دل مسلمان ہوا بعد فتح جنگ شہریار گردوں وقار کو
جولان نامدار اپنے مکان سکونت یعنے قصر احمر میں نہایت احتشام و انتظام سے لیگیا اور بتکلف تمام سے دعوت ملوکانہ
و مہمانی شاہانہ صاحب قران اکبر کی بجالایا صاحب قران اکبر دو روز و شب جولان کے گھر مہمان رہے تیسرے دن بحکم
لوح زبرجد وہان سے روانہ ہوے جیسے ہی اُس میدان سوم میں پہونچے پھر بدستور سابق وہ دیوار آہن حائل ہوئی
اب جو صاحب قران اکبر نے بنظر غور ملاحظہ فرمایا تو وہ دیوار رہا بلکہ جو کہ سابق میں آہنی تھی اب طلائی معلوم ہوئی اور اسقدر
طویل تھی کہ قیاس بشری کام نہ کرتا تھا یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کہاں سے شروع ہوئی اور کہاں جا کر ختم ہوئی اور اُس دیوار طلائی
میں چار برج طلاے احمر کے نہایت خوش قطع اور خوبصورت ایسے چمکتے تھے کہ نگاہ کام نہ کرتی تھی اور ہر ایک قبہ برج پر ایک
مرغ زرین نہایت خوبصورت بیٹھا ہوا تھا صاحب قران اکبر کو پہلے ہی ہدایت ہو چکی تھی کہ اُن مرغان زرین بال میں جو
نشیمن سے جسکے سر پر خال سیاہ ہو اُس مرغ کو تیر جان ستان سے ہلاک کرنا بعد ہلاک ہونے مرغ کے ایک شخص شیر سر
گرز گران سر ہاتھوں میں لیے مقابلہ کو صاحب قران اکبر کے آئیگا بقوت و زور صاحبقرانی اُسے بھی ہلاک کرنا چاہیے الغرض
صاحب قران اکبر نے اول اُس مرغ زرین بال و سیاہ خال کو ہلاک کیا بعد اسکے اُس شخص شیر سر کو ضرب گرز گران سے
مار ڈالا بعد ہلاک کرنے اُس مرغ و انسان شیر سر کے وہ دیوار طلائی خود بخود غائب ہو گئی اور حسب قاعدہ طلسم سر زمین طلسم
طوفان عظیم برپا ہوا جب وہ تاریکی دفع ہو گئی اور آسمان صاف ہوا ایک میدان نہایت وسیع نمودار ہوا کہ جہاں درخت
کا نام تک نہ تھا اور خس و خاشاک سے پاک و صاف تھا مگر ایک درخت تنہا اُس میدان میں واقع تھا اُس درخت کے
سایہ میں صاحب قران اکبر نے دم لیا اس اثنا میں گوشۂ بیابان سے ایک گرد تیرہ نمودار ہوئی جب دامن اُس گرد کا چاک ہوا
دیکھا ایک فوج کثیر با سامان شاہی ظاہر ہوئی اور سامنے سے پرا باندھے چلی آتی ہے اور قلب لشکر میں ایک مرد لباس شاہی
پر تکلف زیب جسم کیے اور سلاح بیش قیمت سے آراستہ زیر سایۂ چتر زرین نہایت شوکت و حشمت سے چلا آتا ہے اور پیچھے اس
بادشاہ کے ایک پہلوان عالی شان دیو پیکر رستم توان زرین علم جسکے پھریرے پر ایک مچھلی ہے اور اُس مچھلی کے اوپر نام کا تمغہ لگا ہوا

اور وہ پہلوان دریاے آہن مین غرق تھا یعنے سلاح حرب سے از سر تا پا آراستہ علم کو لیے ہوئے اُس بادشاہ کے سرپر سایہ علم کیے چلا آتا ہی اور نام اُس پہلوان کا گردان زرین علم تھا جب وہ پہلوان قریب آیا لشکر کی صفین آراستہ کین اور گھوڑے سے کود کے تنگ وغیرہ کو دیکھا اور پھر گھوڑے پر سوار ہو گیا بعد اسکے مردانہ و دلیرانہ نعرہ مارا کہ اے فاتح طلسم بسم اللہ میدان مین تشریف لایئے ہم بھی دیکھین حضور مین کسقدر زور و قوت صاحبقرانی ہے اور کون ایسا آپ مین جوہر شجاعت ہے گرچہ آپ نازان ہین آج مجھے بھی اپنا جوہر ذاتی کہ جو مین نے سالہاے دراز سے حاصل کیا ہے دکھاتا ہی صاحب قران اکبر اُس پہلوان مغرور کی نعرہ زنی سے کمال بد دماغ اور افروختہ ہوئے اور بمجرد طلب گردان زرین علم کے میدان مین پہونچے گردان زرین علم بھی پشت مرکب سے اُترکے آمادۂ جنگ ہوا اول نیزہ و شمشیر کے پے درپے وار کیے جب کوئی حملہ اُسکا کارگر نہوا ناچار کشتی کی نوبت پہونچی اور عرصہ تک گاؤ زوری ہوا کی۔ صاحب قران اکبر فلک قدر نے بتائید خداوند دوجہان و بمدد اقبال صاحبقرانی گردان زرین علم کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال دیا اور نعرۂ اللہ اکبر مارکے زور اول ہی مین دست حق پر علم کر لیا اُسوقت خسرو شاہ بادشاہ فوج بتعجیل تمام گھوڑے سے کود کر میدان مین پہونچا اور صاحب قران اکبر فلک قدر کی رکاب کو بوسہ دیا اور اپنے پہلوان ذیشان کی رہائی کا خواستگار ہوا صاحب قران روزگار دگردون وقار نے خسرو شاہ کا عذر قبول فرمایا اور حسب درخواست اُسکے پہلوان زرین علم کو رہا کر دیا اور وہ دونون ملازم و آقا بصدق دل مسلمان و فرمانبردار ہوئے بعد یکسو ہونے معاملۂ حرب و ضرب کے خسرو شاہ نے صاحب قران اکبر گیتی ستان کی تین دن مہمانی کی اور بڑی دھوم سے دعوت کی اور آداب ملازمت مثل خادمان قدیم کے بجا لایا۔ راوی کہتا ہی کہ سلاح خانہ طلسم اُس مرحلہ مین انتظار کھا ہوا تھا لیکن صاحب قران اکبر کو لوح بمضامین اسطرح ہدایت تھی کہ پہلے تم ان تینون طبقات با قیماندہ کو بالکل فتح کر لینا بعد انفصال جدال و قتال کے جب پھر اسطرف مراجعت فرماؤگے اس مال و اسباب طلسمی کو جو کہ مدت مدید سے اُس طلسم مین تمہارے واسطے امانت رکھا ہی اور وہ سب فقط تمہارا حق ہی اپنے قبضہ و تصرف مین لانا اور بہ دلجمعی تمام اور بہ اطمینان تمام خرچ کرنا قصہ کوتاہ چوتھے روز صاحب قران اکبر عالی قدر خسرو شاہ سے رخصت ہوئے اور خیمہ و خرگاہ وغیرہ روانہ کیے خود سوار ہوئے حسب معمول اُس روز بھی اثناے راہ مین وہی دیوار حائل ہوئی دیکھا کہ ایک رخ جہانتک نظر کام کرتی تھی دیوار معلوم ہوتی تھی اور تمام راہ مسدود تھی اور اسقدر بلند وہ دیوار تھی کہ طائر کی مجال نہ تھی کہ جو بقوت پرواز اُس دیوار کو طے کر جائے اور درمیان اُس دیوار کے حسب دستور سابق برج بنے ہوئے تھے لیکن بخلاف اور دیوارون کے یہان پانچ برج نہایت کلان و وسیع تھے اور ایک یہ بات طرفہ دیکھی کہ اُن برجون پر بابال و پر بلبلان بیٹھی تھین صاحب قران اکبر ان پر دار بلبلون کو دیکھکر متحیر زیادہ ہوئے اور دل مین کہا ایکی یہ نیا تماشا دیکھا اور اُدھر اُن بلبلون نے صاحب قران اکبر کو دیکھا آپس مین شور و غل مچانا شروع کیا اُسوقت صاحب قران اکبر کے کان مین عجیب و غریب آوازین آنے لگین اور اُن بلبلون مین سے ایک بلی سب سے زیادہ غل مچاتی تھی اور صاحب قران اکبر کی طرف بار بار دیکھتی تھی صاحب قران اکبر نے بحکم و ہدایت لوح ایک اسم پیکان تیر پر دم کیا اور

اُس گربۂ سفید کی پیشانی پر جو کہ سب سے زیادہ شور و غوغا کر رہی تھی مارا وہ تیر بقدرت قادر حقیقی پیشانی سے دماغ کو توڑتا ہوا دُم کے
پاس سے نکل گیا بمجرد تیر سے زخمی ہونے کے اُس بلی نے نہایت شور مچایا اور کہا کہ اے بھائیو آگاہ ہو کہ اس آدم زاد ضعیف البنیاد
نے میری محبوبہ آرام جان کو ناحق ہلاک کیا جلد تر تو میری فریاد کو پہونچ اور اس بلائے بے درمان سے میرا انتقام لے اے فلان ظالم دیکھ
یہ دشمن جان اہلیس پرستان ہے اور چاہتا ہے کہ مجھے خاک و خون میں ملا دے اور جلا کر خاک کر دے اور طلسم کو فتح کر کے صاف نکل جائے
اس کافر کش کو زندہ و سلامت ہرگز نہ جانے دینا ابھی ایک ساعت نہ گذری تھی کہ ایک شخص عجیب الخلقت اُس دیوار سے پیدا ہوا
جسکا چہرہ مثل گربۂ صحرائی کے تھا اور قد و قامت اُسکا مرتبہ اسی گربہ سے کم نہ تھا اور دست و پا بھی عجیب و غریب ہیئت کے تھے نہایت
غیظ و غضب میں آکر صاحب قران اکبر پر حملہ آور ہوا اور دونوں پنجے اپنے سر و مُنھ پر مارے صاحب قران اکبر موافق ارشاد
لوح پہلے ہی اُس موذی اجل رسیدہ کے حال سے مطلع و آگاہ تھے حالانکہ سب جانتے تھے تاہم اُس بلائے بد کے حملات سے
نہایت خوفناک و متردد ہوئے اور اسی حالت سراسیمگی میں اُس موذی کے حملہ کو رد کیا اور بفضل خدائے قادر و توانا اُسکے پنجے
سے جسکو پنجۂ قضا کہنا چاہیے محفوظ رہے اور جسم مبارک پر کسی طرح کا آسیب نہ پہونچا ورنہ زخم سخت سے اُسکے ناخن کے محفوظ رہنا
نہایت دشوار تھا اسواسطے کہ ناخن اُسکے دندان افعی سیاہ کا خواص رکھتے تھے غرض صاحب قران اکبر نے اُس موذی کے
دونوں پنجوں کو پکڑ کے ایسا جھٹکا دیا کہ وہ نابکار مُنھ کے بل زمین پر آرہا بس جیسے ہی وہ زمین کی طرف جھکا ادھر سے ایک ہاتھ
وار شمشیر آبدار کا لگایا کہ دو ٹکڑے کر دیا بمجرد قتل ہونے اُس موذی کے ایک طوفان عظیم برپا ہوا تمام زمین و آسمان تیرہ و تار ہوا
اور ایسی آوازیں ہولناک آتی تھیں کہ جسکو سُنکے انسان کا زہرہ آب ہوا جاتا تھا غرض تین ساعت کامل ایسی ہی قیامت برپا رہی
بعد اسکے ہوائے تند چلی اور تاریکی کل دفع ہوئی اور اثر طوفان مطلق باقی نہ رہا اور دیوار بھی غائب ہو گئی دیکھا ایک میدان ہے
بیچ میں اُسکے ایک درخت شفتالو نہایت ہی عظیم الشان و سبز تر ہے صاحب قران اکبر سایہ میں اُس درخت شفتالو کے کھڑے
ہو رہے بعد ایک ساعت کامل کے ازہر نام ایک سردار با فوج و لشکر جرار کہ ہر ایک پہلوان اُس لشکر کا بوضع و لباس اقلیم پنجم تھا
اور سلاح و یراق سے آراستہ ایک گوشۂ بیابان سے نمایاں ہوا اور اُس میدان میں پہونچکر ازہر سردار اپنی فوج کے پرے جما کے
مردانہ و دلیرانہ میدان رزم میں پہونچا ادھر سے صاحبقران اکبر بھی بقصد جنگ ازہر سردار کے قریب تشریف لائے اور آپس میں دونوں
جوانوں سے جنگ و پیکار ہونا شروع ہوئی اور ہنگامہ کارزار خوب گرم ہوا داد جوانمردی و مردانگی دونوں نے دی آخر ازہر سردار
مغلوب ہوا اور حلقۂ اطاعت صاحب قران اکبر آویزۂ گوش جان کیا بعد اسکے صاحب قران اکبر کو وہ جوان پہلوان اپنے مکان پر
لیگیا اور دو شب و روز نہایت دھوم سے دعوت و مہمانی کی اور رقص و نوا و شراب و کباب کی صحبت گرم رہی صاحب قران اکبر
نہایت محظوظ ہوئے تیسرے روز وہاں سے رخصت ہو کر دیوار ششم کی جانب قصد فرمایا جب اُس دیوار کے قریب پہونچے دیکھا
کہ چھ برج طلائی نہایت پُر ضیا وسیع اُس دیوار میں ہیں اور ایک افعی کبود رنگ ایسا پُر زہر ہے کہ اللہ کی پناہ اور اسقدر وہ افعی طویل
تھا کہ ہر ایک برج میں لپٹا ہوا تھا صاحب قران اکبر نے بحکم لوح اُس افعی کو تیر سے ہلاک کیا جب پیکان تیر اُس افعی کے جسم نجس میں
پہنچا

غرق ہوا معلوم ہوا کہ بارود مین آگ دیدی ایک آواز بڑے زور و شور سے پیدا ہوئی بعد اسکے شعلے آگ کے بلند ہوئے
اور ایک آن مین وہ افعی جلکر خاک سیاہ ہوگیا بعد ہلاک ہونے اُس افعی کے ایک شخص خوک صورت دیوار سے
پیدا ہوا اور صاحب قران اکبر سے جنگ و حرب پیش آیا اُس شہریار عالی تبار نے اُسکو بھی شمشیر خاراشگاف دیو کش
سے قتل کیا بمجرد ہلاک ہونے اُس شخص خوک صورت کے ایسی آواز خوفناک آئی کہ زمین کو تہلکہ ہوا اور آسمان ہل گیا
اور ایسا تیرہ و تار وہ دشت ہوگیا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم ہوتا تھا صاحب قران اکبر اُس طوفان کا تماشا دیکھ رہے
تھے تین ساعت کامل وہ طوفان رہا بعد اسکے ہوائے تند چلی اور تاریکی برطرف ہوئی دیکھا نہ طوفان ہے نہ دیوار نہ بلا
مین فقط ایک میدان ہے صاحب قران اکبر عالی گہر حسب معمول اُسی درخت کے سایہ مین بیٹھے بعد ایک ساعت
کے تیران تیرانداز مع فوج قاہرہ و لشکر جرار اُس میدان کارزار مین آیا اور تیران تیرانداز نے صفین اپنے لشکر کی ایک طرف
جمائین اور صاحب قران اکبر سے مبارز طلب ہوا صاحب قران اکبر فلک قدر نے تیران تیرانداز کو بعد جنگ و پیکار
کے مغلوب کیا اور وہ بھی مانند اور پہلوانون کے حلقہ بگوش اور دائرہ اسلام مین داخل ہوا اس جوان تازہ مسلمان
نے بھی دو دن دعوت و مہمانداری صاحب قران اکبر کی بڑے کر و فر سے کی تیسرے روز شہریار عالی وقار یعنی صاحبقران
اکبر نامدار وہان سے روانہ ہوئے اور دروازہ دویم آہنی حصار پر پہونچے دیکھا کہ یہ دروازہ بھی مثل دروازہ اول کے
بند ہے اور ایک شکل آدمی مانند سرطان بزرگ کے سامنے دروازہ کے ایک کرسی پر بیٹھا ہے اور چارون پائے کرسی کے زمین
مین دھنسے ہوئے اسقدر ہین کہ کرسی کو جنبش نہین ہوسکتی صاحب قران اکبر نے حسب ہدایت لوح طلسم اس پتلے کی
تصویر کو مع کرسی بقوت صاحبقرانی زمین سے جدا کرکے دور پھینک دیا اسی مقام پر ایک دفعہ سرداب نمایان ہوا اور
اُس تہخانہ سے ایک شخص نہایت ہی کریہ منظر اور مہیب صورت جسکا چہرہ کتے کا اور جسم سرطان کا تھا اُس نقب سے نکلا
اور صاحب قران اکبر پر حملہ آور ہوا صاحب قران اکبر نے اُس جانور عجیب الخلقت کو شمشیر صاعقہ کردار سے پارہ پارہ
کر ڈالا بعد اسکے ایک طوفان شدید زمین سے اُٹھا کہ زمین و آسمان دونون سیاہ ہوگئے کوئی شے نظر نہ آتی تھی دو ساعت
کامل یہی حال رہا بعد اسکے ہوائے تند چلی اور وہ سیاہی دفع ہوئی آسمان صاف ہوا بمجرد دفع ہونے طوفان کے
وہ دروازہ خود بخود کھل گیا صاحب قران اکبر نے دیکھا کہ ایک خندق نہایت عمیق ہے اور پانی اُس خندق مین بھرا ہے
شہریار یعنی صاحب قران عالیجاہ براہ تختہ پل گذر کر اُس پار تشریف لے گئے دیکھا کہ ابکی مرتبہ میدان تو نہین ہے
لیکن صحرا ہے پر بہار و سبزہ زار ہے اور اُس سبزہ زار مین جا بجا چشمہا سے شیرین و صاف جاری ہین صاحبقران اکبر
حسب معمول سابق اپنی جا یعنی زیر سایۂ درخت تشریف لائے کہ وہ درخت نہایت سرسبز و بار آور تھا کھڑے ہو رہے بعد ایک
ساعت کامل کے ایک طرف گوشہ صحرا سے ایک سردار مع فوج و لشکر جرار کہ نام اسکا ہمیار رہتا نہایت عظمت و حشمت
سے میدان کارزار مین پہونچکر صف آرا ہوا اور خیمہ و خرگاہ کو برپا کرایا اور انواع و اقسام کے کھانے تیار کروائے

اور سامان روشنی و فرش و دیگر اسباب ضروری طلائی و نقرئی صاحب قران اکبر گردون شکوہ کے واسطے نہایت انتظام
و اہتمام سے بھیجا داروغہ باورچیخانہ نے صاحب قران اکبر کو آداب و تسلیمات عرض کی اور دست بستہ عرض کیا کہ ہمارے
سردار ماہیار نے حضور کو آداب و تسلیمات بصد ہزار زوسے قدمبوسی عرض کی ہے اور یہ بھی عرض کیا ہے کہ ای شہریار
دولت مدار انشاء اللہ المستعان یہ خادم بھی کل صبح کو میدان رزم مین واسطے جنگ و مقابلہ کے حاضر ہوگا اور یہ خاصہ وغیرہ
ارسال خدمت کیا ہے کہ حضور براہ پرورش و بندہ نوازی اس نان و نمک و ماحضر کو قبول فرمادین کہ باعث افتخار اس ہیچمقدار
کا ہوگا صاحب قران اکبر نے حسب ہدایت لوح طلسم بصفائے اُس کھانے کو بخوشی دل منظور و قبول فرماکر نوش فرمایا۔ بعد اسکے
سامان مے نوشی آیا صاحب قران اکبر نے چند جام شراب ریحانی مفرح قلب و دماغ نوش کیے اور آرام فرمایا۔ راوی کہتا ہے کہ
ماہیار کا ایک شاطر چالاک و تیزدم سبک رفتار ماہان عیار نام اس قصد سے بالا دوی کو روانہ ہوا کہ صاحب قران اکبر کو
خواب راحت مین غافل پاکر بفن عیاری بیہوش کر کے اپنے لشکر مین لے آنا چاہیے تاکہ یہ مقدمہ جنگ بسہولت جلد فیصل
ہوجاوے اتفاقاً صاحب قران اکبر فلک قدر پر کچھ غنودگی طاری ہوئی اور دیدۂ ظاہر بند ہوئے عالم خواب مین دیکھا کہ
مین مطالعہ لوح کا کر رہا ہون لوح سے یہ ہدایت ہوئی ہے کہ اے معزالدین خبردار و ہوشیار ہوجاؤ کہ ایک عیار طرار ماہان
نام تمھاری فکر گرفتاری مین سر پر پاؤن رکھے آن پہونچا اور اُسکی نیت مین فساد نہایت بھرا ہوا ہے اور اب چاہتا ہے کہ تمکو
باندھ کر یہان سے لیجاوے اور سب سامان درست کرچکا ہے اب کچھ دیر نہین گو نہ غفلت مین وہ عیار قابو پاکر تمکو اُٹھا لیجائیگا
جلد تر تم ہوشیار ہوجاؤ اور اُس عیار کو کہ بلاے روزگار ہے جبتک قابو پائے تم ہی گرفتار کرلو صاحب قران اکبر
اُس خواب صادقہ کو دیکھکر فوراً بیدار ہوگئے اور وہ واقعہ بچشم خود ملاحظہ فرمایا کہ فی الحقیقت سرہانے کھڑا ہے چاہتا ہے
کہ کسی طرح دارو بیہوشی سے غافل کرے اور چادر عیاری مین باندھکر اُٹھا لیجاوے صاحب قران اکبر نے اُس حال کو
دیکھکے دانستہ غفلت اختیار کی بس اب جو اُس عیار نے صاحب قران اکبر کو غافل پایا ہاتھ کو آگے بڑھایا صاحب قران اکبر
نے قابو پاکر ماہیان عیار کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچ لیا اور دست و پابستہ درخت مین لٹکا دیا تھوڑی دیر مین صبح
ہوئی اور خبر ماہیار سردار کو پہونچی کہ ماہان عیار کو طلسم کشا نے اسیر و دستگیر کرلیا ماہیار نے کہلا بھیجا کہ اے شہریار
عالی وقار اُس خادم نے بصفائے نیت دل مین یہ امر قرار دیا تھا اور عہد کیا تھا کہ اول ان دونون امرون کا امتحان کرونگا
اگر مین اس اپنے امتحان مین کامیاب ہوا تو خیر ورنہ جو میرا مقصد دلی ہے وہ ہوگا یعنی اول یہ کہ رات کو مین اس عیار چست و
چالاک کو بفن عیاری بھیجونگا تاکہ وہ عیار اپنی فطرت و ہوشیاری سے شہریار کو لے آئے اگر شہریار واقعی طلسم کشا ہین تو
اُس عیار کا مکر و فریب فاتح طلسم پہ ہرگز مؤثر نہوگا تمام عیاری بے سود ہوگی ورنہ وہ عیار ضرور ہی کامیاب ہوگا۔
الحمدللہ امتحان مین نے کرلیا کہ عیاری اُس عیار کی کارگر نہوئی اب مجھکو یقین کامل ہوگیا کہ حضور طلسم کشا ہین آپ کی
طلسم کشائی مین کسی طرح کا فرق نہین ہے دوسرا امر یہ تھا کہ مین اُس صاحب قران روزگار سے بجنگ و حرب پیش آؤنگا

اور زور و قوت صاحبقرانی کا قرار واقعی امتحان لونگا یہ امر ابھی باقی ہو بسم اللہ حضور میدان جنگ مین تشریف فرما ہون
یہ خادم بھی واسطے مقابلہ کے حاضر ہوتا ہو جب صاحب قران اکبر نے اس پیغام کو ماہیار کے سُنا ماہیار عیار کو بھی قید و
چھوڑ دیا اور خود بدولت و اقبال حسب طلب ماہیار کے میدان مین تشریف لائے ماہیار نے بطور مردان اقلیم ہفتم
کے جنگ شروع کی صاحب قران اکبر نے ایک لمحہ مین ماہیار کو حسب دستور اسیر و دستگیر کر لیا ماہیار بھی فرمانبردار ہو گیا
اور تخت جواہر نگار لیکر خود حاضر ہوا اور تخلوس شاہانہ صاحب قران اکبر کو سوار کرکے اپنے مکان مین لیجا کر اُتارا
اور نہایت تکلف سے صاحب قران اکبر کی دعوت و مہمانداری کی اور خود بھی ہمہ تن خدمتگذاری مین حاضر رہا
صاحب قران اکبر فلک قدر دو روز ماہیار کے مہمان رہے تیسرے روز ماہیار سے رخصت ہو کر تیران تیرانداز کے مکان
پر تشریف لیگئے تیران سعادت نشان پہلے صاحب قران اکبر کے قدمبوس ہوا اور ہمراہ رکاب روانہ ہوا صاحبقران اکبر
بدولت و اقبال وہان سے مراجعت فرما کر ہر ایک دلاور کے مکان پر تشریف لیگئے اور ہر ایک جوان والاشان بعد حصول
سعادت قدمبوسی مع فوج و لشکر ہمراہ رکاب ہوا اور شہریار کشور گیر خسرو شاہ بادشاہ کے مکان خاص مین تشریف لائے
یہان سمراج دہر بر رومی اور جولان برادر طوفان مقتول کو بھی موجود پایا یہ تمام سرداران عالی وقار صاحب قران اکبر
روزگار کا استقبال بجالائے اور شرف ملازمت سے بھی مشرف ہوئے اُدھر پھر صاحب قران اکبر فلک قدر حسب ارشاد
لوح سیفیا سات روز اُس مکان عالی شان مین رونق افروز رہے اور ہر روز تخت فرمان روائی پر جلوس فرمایا اور رات
دن رقص و سرود وغیرہ کی محفل گرم رہی اور خوب محظوظ ہوئے بعد اسکے موافق ہدایت لوح سیفیا ایک حاطہ مین تشریف
لیگئے اُسمین چالیس حجرے نہایت وسیع تھے بعض حجرے مین سلاح و آلات حرب ہر اقلیم کے بھرے تھے اور ایک
حجرے مین زین گھوڑے کے متعدد بھرے تھے اور ہر ایک زین ایک پارچۂ الماس و یاقوت کا تراشا ہوا تھا ملک
خسرو شاہ نے دست بستہ عرض کیا ای شہریار دولت مدار یہ زین ایک ایسے سمند صبا رفتار کی پشت پر کسا جائیگا کہ جو
عالم مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ہو صاحب قران اکبر گردون فر نے فرمایا بخدا مجھکو نہین معلوم وہ کون اسپ ہو کہ جسکا
نشان دیتے ہو مفصل کہو خسرو شاہ نے کہا قبلۂ عالم یہ زین اُس اسپ لاجواب کا ہو جو سمند بزاد گل توسن صاحب قران جعفر
کی نسل سے ہو اور اُس اسپ پریزاد کا نام طاوس الفرس مشہور ہو صاحب قران اکبر نے پوچھا ای خسرو شاہ تمکو معلوم
ہو کہ وہ اسپ پری پیکر کس مقام مین ہو خسرو شاہ نے کہا مجھے اسقدر معلوم ہو کہ وہ اسپ خوش لجام اسی صحرا کے پہاڑ
مین کسی جا پر ہے لیکن مجھکو یہ نہین معلوم کہ اُس مرکب عجیب الخلقت کا مسکن اصلی کس مقام پر ہو صاحب قران اکبر نے
اُسوقت دل مین کہا کہ ایسا اس امر کو لوح کاشف اسرار سے دریافت کرنا چاہیے تو البتہ کچھ سراغ اسکا ملیگا اُسی وقت لوح
سیفیا کو گلے سے اُتارا اور ملاحظہ فرمایا لوح واقف اسرار نے یہ ہدایت کی کہ اے شہریار گردون وقار اس صحرا کے پہاڑ مین ایک
قطعہ سبزہ زار نہایت خوش گوار رشک چمن فردوس ہے جسکو کہ مرغزار صد برگ کہتے ہین اور لالہ زار کے نام سے بھی مشہور کرتے ہین

اسی مرغزار مین ایک تختہ گل صد برگ نہایت وسیع و پر بہار ہی جسکے دیکھنے سے دل کو فرحت اور روح کو تازگی ہوتی ہے
جب صاحبقران اکبر بدولت و اقبال اُس صحرا سے پر بہار مین تشریف لیجاینگے اور یہ زین یاقوت نگار بھی ہمراہ ہوگا تو وہ
اسپ پریزاد یعنے توسن طاؤس الفرس اُس زین متبرک کی خوشبو پاکر اس مرغزار سے خود چلا آئیگا تم لوح بعینہا اس توسن
کو دکھانا اور اپنا حال مع حسب و نسب مفصل اس گھوڑے کے سامنے بیان کر دینا بمجرد سننے تمھارے حال کے وہ اسپ
عجیب الخلقت رام ہو جائیگا اور تمھاری فرمانبرداری بدل قبول منظور کریگا جب تم اُس اسپ مطلق العنان کو اپنا مطیع
دیکھنا دست شفقت اُسکی یال پر پھیرنا اور اسپ مذکور کو گرفتار کر لینا والسلام جب صاحبقران اکبر نے لوح سے یہ
ہدایت پائی بے اختیار ہنسے اور دلمین کہا سبحان اللہ عجیب و غریب اوصاف کا گھوڑا ہی کہ جسکی تعریف محال ہی پہلے اول اپنے
سوار کا مزاج اور اُسکے حسب و نسب سے آگاہ ہو لیتا ہی اُسوقت مطیع ہوتا ہی ایسا کوئی گھوڑا نہوگا اور نیز ایسا سوار یا مالک
کون ہوگا جو اپنے پشت نامے سے جانور کو آگاہ کرے اُسوقت جانور بھی اطاعت اختیار کرے اور قابو مین آوے اسواسطے
مجھے ضرور ہوا کہ مین اُس اسپ کو اپنے خاندان سے بالتصریح آگاہ کرون الغرض صاحبقران اکبر نے حسب ہدایت لوح بعینہا
اُس صحرا سے لالہ زار مین تشریف لیجا کے ملاحظہ فرمایا واقعی وہ اسپ خوش خرام اُس مرغزار مین مصروف چرا ہی اور خوش فعلیان
کر رہا ہی صاحبقران اکبر اُس گھوڑے کو دیکھ کے نہایت خوش ہوئے اور اُس گھوڑے کے سراپا کی کمال تعریف کی و
کہا در حقیقت اِس شان کا گھوڑا بردۂ دنیا پر دوسرا نہوگا اب جو صاحبقران اکبر نے بچشم غور ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ اُسکے
جسم پر مثل طاؤس گلہاے زرین تھے اور گل اُس گھوڑے کے جسم پر چمکتے تھے اور عکس دیتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سر
پا تک ایک تصویر جواہر نگار ہی صاحبقران اکبر اُس اسپ زرین یال کو دیکھ کے نہایت خوش ہوئے اور از فراط خوشی سے
قبا جسم مبارک مین تنگ ہو گئی اُس اسپ طاؤس الفرس نے بھی صاحبقران اکبر کو دیکھ لیا اور اُس زین متبرک کی بو
خوش اُسکے دماغ مین پہونچی بس بیتاب ہو گیا اور اسی بیقراری مین اُڑتا ہوا اُس زین کے قریب آیا اور گرد اس زین
کے پھرنے لگا صاحبقران اکبر نے پہلے لوح بعینہا اُس گھوڑے کو دکھائی اور پکار کر اپنا نام و نسب بیان فرمایا پس
وہ اسپ طلسم بمجرد لوح دیکھنے کے اُسی جا سکوت مین کھڑا ہو گیا صاحبقران اکبر نے اُس گھوڑے کی پیشانی پر بوسہ
دیا اور دست حق پرست یال و گردن پر پھیرا اور اُس زین کو اُسکی پشت پر رکھا اور تنگ کو کھینچا اور سجدہ شکر
پروردگار بجا لائے اور بہزار شوق و تمنا سے دلی اُس اسپ برق رفتار پر سوار ہوئے پس صاحبقران اکبر کا
اُس گھوڑے پر سوار ہونا تھا کہ ایک شور و غل مبارکباد کا اُس مرغزار سے بلند ہوا صاحبقران اکبر فلک قدر بخوشی
تمام اُس مرکب فلک سیر و جہان پیما کو مہمیز کیے ہوئے اپنی فرودگاہ پر تشریف لائے حاضرین بارگاہ معلی جو اُس
مرکب سبک رفتار و برق وش کو دیکھا بے اختیار خوش ہو کر پاے صاحبقران اکبر کو بوسہ دیا اور مراتب دعا و ثنا
بجا لائے صاحبقران اکبر کشور گیر بھی پشت زین سے اُترے اور ماہان عیار اُسوقت حاضر تھا اُسنے عرض کی اے

صاحب قران اکبر گیتی ستان اب اس خانہ زاد کی آرزوے دلی اور تمناے قلبی بر آئی اب حضور سے یہ التماس بصد شوق
و تمناے دلی کرتا ہون کہ اس اسپ خوشخرام و فرخندہ قدم کی جلوداری و سائیسی کی خدمت اس غلام کے پاس [illegible] فرمائی
جاوے۔ صاحب قران اکبر نے ماہان کا یہ التماس بدل وجان قبول و منظور فرمایا اور طاؤس الفرس کو ماہان عیار کے
حوالہ کیا اور واقعی یہی تھا کہ سواے ماہان عیار کے اور اس خدمت کے کوئی شخص لیاقت نہ رکھتا تھا ماہان عیار جب اس
خدمت سے سرفراز و ممتاز ہوا نہایت خوش ہوا اور اسپ طاؤس الفرس کو نہایت شائستگی سے ایک جاے عمدہ اور
محفوظ مین کھڑا کیا اور خدمت چاکری مین اسکی مصروف ہوا جس وقت صاحب قران اکبر فلک قدر نے فراغت پائی
حسب الارشاد لوح سلاح خانۂ طلسم مین تشریف لائے اور صندوقون کو ملاحظہ فرماکر بند کروادیا اور حکم دیا کہ اس کام اسباب
کو حجرون سے باہر لاؤ اور شمشیر افعی کو زیب کمر کیا بعد اسکے قلعہ سے باہر تشریف لائے اسی وقت ملک متین آہن پوش
بھی موافق بشارت مع فوج و سپاہ واسطے ملازمت شہریار گردون وقار کے حاضر ہوا اور قدمبوسی سے مشرف ہوا
شہریار گردون وقار نے ملک متین پر نوازش شاہانہ فرمائی اور فرمایا کہ اے ملک طلسم یہان تمھارا آنا کسطرح ہوا اور
ہمارے حال سے کیونکر تمھین اطلاع ہوئی کہ ہم یہان موجود ہین ملک متین نے عرض کی اے شہریار گردون وقار غلام کو
عالم واقعہ مین جناب حکیم اقلیمونس الٰہی نے مطلع فرمایا کہ جلد تو صاحب قران اکبر کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہو جب
مین حیران ہوا کہ کس مقام پر صاحب قران اکبر کی ملازمت ہوگی بمجرد اس خیال کے جناب حکیم صاحب نے خود ہی فرمایا
کہ صاحب قران اکبر فلان مقام مین تشریف رکھتے ہین صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ تمھارا شہر یہان سے کسقدر فاصلہ پر
ہے ملک متین نے عرض کیا اے شہریار دولت مدار غلام کا وطن اس مقام سے دس فرسخ کامل ہے چنانچہ مین قریب
نصف شب کے اپنے یہان سے روانہ ہوا تھا اور نہایت سرعت سے طی مسافت کرکے یہان پہونچا ہون اور ملازمت
حاصل کی۔ الغرض صاحب قران اکبر نے لوح واقف الاسرار کو دیکھا لوح نے یہ ہدایت کی کہ اے شہریار گردون وقار اب تم یہان
سے شہرستان حصار کی سیر کو جاؤ لیکن اول تین چار روز ملک متین کی مہمانداری و دعوت کو قبول فرماؤ تخت فرمان روائی
پر اجلاس فرماکر سکہ و خطبہ اپنے نام جاری فرماؤ اور اسی ذیل مین شہرستان حصار کی سیر بھی بخوبی ہو جائیگی پھر اس مال و
متاع طلسمی کو مع سلاح و یراق وغیرہ ملک متین کے سپرد فرمایا اور ملک متین کو حکم دینا کہ جس وقت مین طلب کرون تمام
اشیا کو حاضر کردے لیکن بالفعل ملک متین کو شہر عسکریہ کی طرف روانہ فرماؤ اور جسقدر سردار و افسر و سپاہ قلعۂ آہن حصار
مین ہین اُن سب کو ملک متین کے ہمراہ روانہ کردینا اور یہ تاکید کرنا کہ یہ سب شہر عسکریہ مین پہونچکر ہماری تشریف آوری کے منتظر
رہین صاحب قران اکبر نے بعد ملاحظہ فرمانے احکامات لوح کے لوح کو بوسہ دیا اور گلے مین پہن لیا اور ملک متین سے
فرمایا اے ملک اب تمھارے کیا قصد ہین ملک متین نے عرض کی اے شہریار گردون وقار اب غلام کا یہ قصد ہے کہ
حضور کو شہر مین لیجاؤن اور جہان تک مجھ سے ہوسکے حضور کی خدمت مین بدل و جان بجا لاؤن کسواسطے کہ مدت العمر

غلام اسی روز کی امیدواری میں رہا کرتا تھا وہ کونسا دن ہوگا کہ حضور میرے خانۂ تاریک کو اپنے نور قدم سے منور فرمائینگے صاحبقران اکبر نے فرمایا بہت مناسب ہے ہمکو بھی تمھاری مہمانی و دعوت بدل قبول و منظور ہے قصہ کوتاہ صاحبقران اکبر کشورستان حسب الہدایت لوح بیضا شمشیر افعی زیب کمر فرماکر اسپ طاؤس الفرس پر سوار ہوئے اور منزل خانۂ خسرو شاہ سے جو آہن حصار مشہور مقام ہے روانہ ہوئے اور کل سردار اور افسران طلسم ہمراہ رکاب پیادہ تھے شہریار گردون وقار نے سرداروں کو باصرار تمام گھوڑوں پر سوار کرایا اور بجلوس شاہانہ و تجمل ملوکانہ شہر متانت حصار میں داخل ہوئے اثنائے راہ میں سیر عمارات و دکان و بازار شہر کو بھی بخوبی ملاحظہ فرمایا اور لطافت شہر و صفائی و آبادی کو نہایت پسند فرمایا اور ساکنان شہر بھی بنی نوع انسان کی صورت نہایت با وضع اور خوش پوشاک و خوبصورت دیکھے صاحبقران اکبر فلک قدر سیر شہر ملاحظہ فرماتے ہوئے اور ساکنان شہر کو دیکھتے ہوئے ایوان شاہی میں داخل ہوئے اور چار روز بخوشی دل تخت جہانبانی پر اجلاس فرمایا بعد اسکے پانچویں روز ملک متین آہن پوش سے ارشاد فرمایا اے ملک اب ہماری یہ رائے ہے کہ تم سلاح خانہ طلسم کو لیکر مع سرداران طلسم شہر عسکریہ کو جلد روانہ ہو جاؤ اور ہماری تشریف آوری کے منتظر رہو ملک متین نے عرض کیا فدوی تابع فرمان ہے جو حکم ہو بدل و جان بجالائے اور فوراً بجمعیت سرداران طلسم روانہ شہر عسکریہ کو ہوگیا صاحبقران اکبر بھی بعد جانے ملک متین کے پھر آہن حصار میں تشریف لائے حسب الارشاد لوح واقف الاسرار ایک روز خسرو شاہ کے گھر مہمان رہے اور دوسرے روز توسن طاؤس الفرس پر سوار ہوگئے تنہا دروازۂ دوم قلعہ آہن حصار سے نکلے اور اس وقت سوائے ماہان عیار کے اور کوئی شخص دوسرا جلو میں حاضر نہ تھا شہریار دولت مدار صاحبقران اکبر روزگار جس راہ سے کہ پہلے تشریف لائے تھے اسی راہ سے روانہ ہو اس مرتبہ قطع مسافت میں کوئی تکلیف پیش نہیں آئی بلکہ بخلاف سابق کے ہر منزل پر ایک عمارت مختصر ملتی جاتی تھی اور ہر ایک جگہ پر آب و طعام و دیگر سامان ضروری مہیا تھا صاحبقران اکبر گیتی ستان بحیرت و استعجاب طے منازل و قطع مراحل کرتے ہوئے چوتھے روز اسی قصر عالی میں پہونچے واضح ہو کہ سرزمین طلسم بیضا میں یہ قصر عالی شان بھی بجائے خود ایک طلسم سرور بخش و حیرت افزا حکمائے با فرہنگ کا ساختہ و پرداختہ تھا اور بانیان طلسم بادانش و فہم کی حکمت و صنعت کا ایک نمونہ تھا یعنی عالی شان طلسم ہند نے اس قصر بے عدیل و بے نظیر کو درمیان بیابان طلسم مرحلہ دوم و سوم کے بزور علم و حکمت تعمیر کیا تھا یہ وجہ ہے کہ جو اس قصر کا نام بھی قصر النہرین رکھا گیا ہے کہ درمیان دو بیابان طلسم کے واقع ہوا ہے اور اصل نشا حکمائے پیشین کا اس قصر کے بنانے سے یہ تھا کہ صاحبقران اکبر فاتح طلسم کا عقد اسی قصر رفیع الشان میں ہو چنانچہ اسی جلد میں یہ بیان بھی گذارش کیا جائیگا

تشریف آوری صاحبقران اکبر شہنشاہ بحر و بر کی قصر النہرین میں اور عیش و عشرت میں

حکایت

مصروف ہونا اور شراب ناب طلسم سے مدہوش ہونا اور پہونچنا خواتین عالی وقار کا اتفاقات نا
سے اُس قصر عالی میں اور ملاقی ہونا صاحب قران اکبر فلک قدر سے اور تمامی واقعات
گذشتہ کا بیان کرنا معروض ہوتا ہے

گلدستہ بندان گلستان خیال وگل آرایان چمنستان مقال اس داستان فرحت عنوان سراپا مسرت ونشاط کو اس طرح
نوک ریز خامۂ عنبرین شمامہ کرتے ہیں کہ جس وقت صاحب قران اکبر نامدار و شاہزادۂ عالی وقار بار دیگر باغ قصر الپیرجن میں
تشریف لائے اس مرتبہ اُس باغ کو ایک طرح کی رونق و آرائش میں ہزار درجہ اول سے بہتر پایا لیکن ایک امر تو فقط یہی تھا
کہ اول میں باغ سُن سان تھا نہ آدمی نہ حیوان نہ پری زاد نہ انسان اور اب جو دیکھا تو تمام باغ پریزادان شعلہ رخسار و
ماہ جبینان طرار سنبل مو و عنبر بو سے مملو ہو ابھی صاحب قران اکبر نے اندر دروازۂ باغ کے قدم نہ رکھا تھا کہ ایک
ہنگامۂ عظیم برپا ہوا یعنی دیکھا باغ میں ہر روش پر چمن کی کچھ کنیزان ترکیہ وحبشیہ وخواجہ سرا دونوں طرف صف بستہ کھڑے
ہیں اُنکے بشرے سے ظاہر تھا کہ یہ سب صاحب قران اکبر کی تشریف آوری کے انتظار میں ہیں اور دروازۂ باغ پر بھی سامان
جلوس سواری وغیرہ موجود تھا جب شاہزادۂ فلک قدر نے باغ جنت آئین میں قدم رکھا ہر طرف سے صدائے مبارکباد
بلند ہوئی اور فتح طلسم کا شور از زمین تا آسمان ہو رہا تھا جب صاحب قران اکبر قریب اُن حاضرین باغ کے پہونچے سب نے
دست بستہ نہایت ادب سے سلام کیا اور ہر ایک زن ومرد نے قدمبوسی حاصل کی اور فتح طلسم کی مبارکباد دی اور ہمراہ
رکاب ہوئے ہر چند کہ صاحب قران اکبر گردون حشم اُن نازنینان ماہر وسے صورت آشنا بھی نہ تھے لیکن ہر ایک زن ومرد
کے حال پر الطاف وعنایات خسروانہ فرمائی اور ہر ایک کی حال پرسی ومزاج پرسی نہایت خندہ پیشانی سے حسب لیاقت کی
اور آہستہ آہستہ اُس باغ جنت نظیر کا تماشا دیکھتے ہوئے اور اُن پریزادان شوخ وشنگ سے رمز وکنایہ باتیں کرتے ہو
اُس قصر میں پہونچے گھوڑے سے اُترے اسپ طاؤس الفرس کو ماہان عیار کو دیا ماہان جلو دار نے گھوڑے کو ٹہلانا شروع کیا
بعد پسینہ خشک ہونے کے ایک گوشۂ باغ میں ایک تنۂ درخت میں باندھ دیا صاحب قران اکبر نامدار نے باغ کے کنارے
کھڑے ہوکر لوح طلسم کو گلے سے اُتار کے ملاحظہ فرمایا کہ اب ایسی جائے مسرت انگیز میں کیا کرنا چاہیے اور کس طرح اسے
پیش آنا چاہیے کیونکہ بعد ایک مدت دراز کے یہ ہنگامۂ لطف افزا دیکھنے میں آیا لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ اے شہریار نامور
و صاحب قران اکبر تم اب خاطر جمع رکھو اور اس مقام دل آرام میں کہ نمونۂ جنت اور رشک فردوس بریں ہی ہرگز یہاں سحر و
افسون کا دخل نہیں ہے اور نہ کسی طرح کا مکر و فریب ہے شوق سے بلاخوف وخطر باطمینان تمام رہو اور سیر وتماشا خوب ملاحظہ
فرماؤ بلکہ چندروز عیش وسرور میں بسر کرو کہ کلفت سفر وکسل راہ جب بخوبی رفع و دفع ہو جاوے پھر اختیار ہے لیکن یہاں
صانع کی صناعی کو دیکھو کہ کیا تماشا سے حیرت افزا وقوع میں آتا ہے اے شہریار دولتمدار تمہاری محبوبہ سیمتن عذار و شمع رخسار

کبھی اسی باغ جنت نشان مین موجود ہین تم اُنکے جلوہ حُسن و جمال جہان آرا سے مسرور ہوگے اور اس رنج سفر کے ثمرے کبھی
پاؤنگے والسلام جب صاحب قران اکبر نے یہ مژدہ لوح طلسم سے پایا کہ چار دن خواتین یعنے ملکہ صبیح دلکشا و ملکہ تبسم
ناطقہ روشن بیان و ملکہ نو بہار و ملکہ شمسہ تاجدار وغیرہ دلربا سے صادق و محب موافق کی ملاقات میسر آئیگی صاحب قران اکبر
اسقدر خوش ہوے کہ قبا جسم مبارک مین تنگ ہوگئی اور چہرہ خوشی سے سُرخ ہوگیا لوح کو بوسہ دے کے گلے مین ڈال لیا
اور سجدہ شکر درگاہ چارہ ساز و مجیب الدعوات مین بجالائے اور بانیان طلسم کے حق مین دعاے خیر و مغفرت کی قصہ کوتاہ
جب صاحب قران اکبر نے اُس صحن مین قدم مبارک رکھا بس اُسی وقت اُس شہریار گردون وقار کے گرد وپیش نازنینان
ماہ لقا و زہرہ جبینان دلربا نازک اندام و سبک خرام جمع ہوگئین صاحب قران اکبر خرامان خرامان اُسی ایوان عالی شان مین
تشریف لائے جہان پہلے تشریف لائے تھے ہزارہا نازنینان سنبل مو ہر طرف ایوان مین انتظار کر رہی تھین فوراً واسطے
استقبال صاحب قران اکبر کے کھڑی ہوگئین جسوقت وہ شہریار گردون وقار قریب ان ماہ پیکر زہرہ مثال کے پہونچا
سب نے فتح طلسم کی مبارکباد دی اور کہا کہ مصرع

اے آمدنت باعث آبادی ما

صاحب قران اکبر ملاک قدر اُن پریزادان خورشید مثال کی اداے دلبری و شیرین بیانی سے نہایت ہی خوش ہوے
اور ایک نازنین سے کہ اُن سب مین شوخ و سنگ و تیز و چالاک تھی پوچھا کہ اے فلان ہمکو اس حال سے مطلع کرو کہ تم کون لوگ
ہو اور اس باغ و قصر مین کس تقریب سے آئے ہو اور اصل مالک اس مکان و باغ جنت نشان کا کون شخص ہی اور حاکم یہانکا
کون ہی اُس نازنین نے بناز و انداز یہ جواب شکر ادا کیا کہ اے شہریار گردون وقار یہ باغ رشک فردوس جناب حکمت مآب
حکیم اسقلینوس الٰہی اور حکیم بزرگ دانش کا بنایا ہوا ہی اور مالک اس باغ و مکان کی ہماری ملکۂ معظمہ و مکرمہ ملکہ طلسم اور اُنکا
مہمان گرامی قدر و عالی منزلت ہی اور ہم حاضرین قصر اپنی اپنی خاتونون کی خدمت گذار ہین اور اسوقت ہم سب حکم سے اپنی
اپنی خاتونون کے حضور کے استقبال کو آئے ہین کہ حضور کو باعزاز و احترام ایوان عالی مین لیجا وین الحمد للہ ہماری مراد دلی
بر آئی کہ حضور نے اس قصر کو اپنے قدم سے منور فرمایا صاحب قران اکبر نے فرمایا تمھاری خاتون کون ہی اور نام اُنکا کیا ہے
قوم آتشی سے ہی یا انسان سے اور تمھارے کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ باغ و ایوان کوئی نازنین ہی اور خاتون اصلی اور کوئی
مفصل بیان کرو کہ اس حال کو ہم سمجھین اُس نازنین شوخ دیدہ نے عرض کیا کہ صاحب قران اکبر اس امر کے استفسار مین حضور
عجلت نہ فرمائین انشاء اللہ تعالے جو کچھ ہوگا حال ظاہر ہو جائیگا صاحب قران اکبر اس جواب سے نہایت متعجب ہوے
اور خاموش ایوان عالی شان مین اسی مقام عشرت فزا مین تشریف لائے جہان پہلے تشریف لائے تھے اور عالم خواب مین
اپنی معشوقان نازک اندام و گلفام کو دیکھا تھا اور متحیر ہوے تھے پہلے یہ خیال قلب بند ہو چکا ہی یقین ہی کہ ناظرین والا کی
نظر سے گذرا ہوگا۔ الغرض شہریار گردون وقار صاحب قران اکبر نامدار اُس قصر کے ایوان مین تشریف لائے اور تخت عشرت

پر اجلاس فرمایا اور اُدھر وہ جملہ پریزادیں اپنے کاروبار میں مصروف و مستعد ہوگئیں کوئی آب گرم لیکر حاضر ہوئی کوئی
اُس آب گرم سے پاؤں دھلانے لگی کوئی کمسرائی کرنے لگی کوئی خاصدان و دستمال لیے ہوئے سامنے دست بستہ
کھڑی ہوئی کسی کے ہاتھ میں سلفچی آفتابہ تھا اور اکثر فقط عمدہ عمدہ پوشاکیں اور طرح طرح کے زیور پہنے استادہ تھیں جب
صاحبقران اکبر گرد و غبار سے ہاتھ پاؤں کو پاک و صاف فرما چکے اُن نازنینوں سے ایک پری نازک اندام نزاکت پری نام
مع اور دو نازنینان حسین و مہ جبین کے کہ ان سب میں ذی لیاقت تھیں صاحبقران اکبر فلک قدر کی خدمت میں حاضر
ہوئی اور دست بستہ عرض کیا کہ اے شہریار گردون وقار سامان مے نوشی یہاں موجود ہے اور ہر ایک طرح کی شراب ناب و مے گلفام حاضر ہے
حکم ہو تو مے کشی و جام و صراحی و ساقی حاضر ہو اور ناچ حضور ملاحظہ فرمائیں تو شروع کیا جائے صاحبقران اکبر نے فرمایا
اس قدر خلق و تکریم سے معلوم ہوتا ہے کہ تمھیں مالک قصر و باغ ہو اور کوئی نہیں جو ہماری تواضع کرے ہم مہمان ہیں شاید تمھارے آقا
ہیں تمھیں ہماری خاطر داری و مہمانداری کرو گی آخر تمھاری ہی صحبت گرم کریں ہم تمھارے مصاحب ہیں اور تمھیں سے ہنگامہ
بوس و کنار بھی گرم کریں سبحان اللہ اس طلسم میں عجیب و غریب رواج ہے پیش نظر ہیں نہیں معلوم بانیان طلسم نے
اس مقام حیرت افزا میں کس مصلحت سے یہ قرینہ مقرر کیا نزاکت پری نے عرض کیا اے شہریار فلک اقتدار ہم بیچاری کنیزیں
کس قطار و شمار میں ہیں کہ خدمت ساقی گری حضور کی ادا کریں اور اپنے ہاتھ سے حضور کو شراب پلا دیں معاذ اللہ اگر ہم
سے کوئی کنیز اس فعل کو اختیار کرنے کا قصد کرے فوراً عذاب سخت میں مبتلا ہو جاوے حضور ایسا خیال نہ فرمائیں مگر ہاں
حضور کچھ دیر صبر فرمائیں گے تو نتیجہ صبر کا اچھا ہوگا کیا عجب ہے کہ خداوند عالم صورت مراد ظہور میں لائے اے شہریار
صاحبقران اکبر آپ خاطر جمع فرمائیں بقدرت خداوند جہان بہت جلد ساقیان سیم ساق و نازنینان شہرۂ آفاق حضور میں حاضر
ہوا چاہتی ہیں وہی ملکۂ آفاق حضور کو جام شراب ناب دینگی ہم کنیزان خدمتگذار مستعد رہیں تا آنکہ ان خاتونان سیمبر ادا پیکر کے
حضور ارشاد فرمائیں تو یہ کنیزان خاص شراب ریحانی حاضر کریں حضور خود دست حق پرست سے نوش فرما دیں کہ کسل راہ و کلفت
سفر دور ہو ہم کنیز و پرستار کی یہ لیاقت کہاں کہ ہم مثل محبوبان جہان کے حضور کی صحبت کو گرم کریں صاحبقران اکبر نے
فرمایا خیر یہ امر دوسرا ہے لیکن اے نزاکت پری تیری شیرین زبانی اور رنگین بیانی سے ہم بہت خوش ہوئے اور تیرے عذر
معقول کو تسلیم کیا مگر ہم تجھ سے یہ پوچھتے ہیں کہ اگر ہم شغل مے کشی شروع بھی کریں اور تیری خاتونان تغافل شعار نہ آئیں تو کیا ہوگا
اور کس قدر ہمکو ملال ہوگا دیگر یہ کہ جب ہم نشۂ شراب سے سرشار و بیخود ہوگئے اور وہ آئیں تو ہمکو اُنکے آنے سے کیا لطف
ملیگا لقولہ مصرعہ

بس از آنکہ من نماندم بچہ کار خواہی آمد

نزاکت پری نے عرض کیا حضور خاطر جمع فرمائیں ہماری خاتون عالی قدر اب آیا ہی چاہتی ہیں حضور بادۂ عشرت افزا کا شغل
فرمائیں صاحبقران اکبر نے فرمایا اچھا ہمنے تمھاری خاطر سے تمھاری التجا کو قبول و منظور کیا جلد جاؤ اور سامان مے نوشی

لاؤ ہمیں بخوشی خدمت ساقی گری تفویض کی جب تک تمہاری خاقونان معظم نہ آوینگی ہم تمہارے ہی ہاتھ سے دو چار جام نوش کرینگے
نزاکت پری چین شیشہ شراب ارغوانی و ریحانی مع جام و صراحی کشتی میں لائی اور کباب واسطے گزک کے بھی لائی اور خود نزاکت پری
نے جام بلورین مے ارغوانی سے لبریز کیا اور دست حنائی میں لیکے بکمال نزاکت مسکرا کر صاحبقران اکبر کو دیا صاحبقران اکبر
نے وہ جام فرحت افزا نزاکت پری کے ہاتھ سے لیکر نوش فرمایا اور حرف و حکایات بامزہ نزاکت سے نقل کرتے جاتے تھے
اور جام مے خوشگوار نوش فرماتے جاتے تھے اور وہ جام پر جام دیتی جاتی تھی۔

اب راوی رنگین خیال صاحبقران اکبر فلک قدر کو یہاں شغل بادہ نوشی میں مشغول رکھتا ہے اور دو کلمہ اس قصر کی حقیقت میں گذارش کرتا ہے

نظم

بہار آئی ہے دیوانو چلو سیر بیابان کو — گریبان کو پھاڑ کے پر باندھو اپنے دامان کو
نہ اٹھ کر دربدر ہو کنج عزلت میں جو بیٹھا ہے — دہن سے چھوٹ کر یہ قدر دیکھا ہمنے دندان کو
دو روزہ نوجوانی ہے دو روزہ تاجداری ہے — مروت حسن کو اتنی درست انصاف سلطان کو
کبھی دل کھول کر شوق شہادت میں جو رویا ہوں — کیا ہے حلق بسمل خون دل سے چشم گریان کو
ہوس لذت کی بعد مرگ بھی انسان کو رہتی ہے — مجھے ہیں پاس گھر دیتے ہیں ورافتادہ دندان کو
نہیں تیرے کرم کو قید کچھ اعلیٰ و ادنیٰ کی — سکندر تشنہ رہ جاتے ہیں پیئے خضر آب حیوان کو
زہے اقبال سیم و زر نہیے عز و شرف آتش — تمام آرائشوں میں سے چنا اس رخ نے افشان کو

رہ نوردان شاہراہ صراط مستقیم صفا و پویان منزل رضا و تسلیم دیدہ وران حق بین و طریقت آشنایان حقیقت گزین کی
نظروں میں عشا سے عقل و نقال سے کشف عطا مشرقستان خورشید ازل جادہ پایہ ہے اور صفا سے باطن سے مشکل
جہات تجلی خیر بغیر احتیاج رنگ زدا ہر ایک روشن ضمیر پر ان ساطع اور ثبوت لامع سے اس تصدیق فطری کو لباس تقدیر بدیہا
یوں پہناتے ہیں پہلے اس جملہ کو بھی گذارش کرنا ضرور ہے تاکہ ناظرین والا تمکین بنا سے قصر کی اصل کیفیت سے بخوبی واقف
ہو جائیں اور کوئی دقیقہ مبہم نہ رہ جائے یعنی جس وقت حکیم افلاطون سری آلی حکیم بزرگ دانش بانیان طلسم بعد و علم
نجوم زائچہ کے حال کلی و جزوی سے واقف ہو گئے کہ فاتح طلسم یعنی شاہزادہ عالیجاہ معز الدین والا رکاب صاحبقران
اکبر بعد فتح طلسم اجرام و اجسام عجائبات حکیم ارسطو میں داخل ہونگے اور معرفت وارد عجائبات حکیم فیثاغورث کے
اس طلسم عالی کی سیر فرماینگے اور اس طلسم عالی میں شاہزادیاں کہ ہر ایک اپنے وقت کی مثیل حسینان جہان ہوگی عقد نکاح

میں شاہزادہ گردون وقار کے آنے کی آمین سے دو شاہزادیان نوع پریزاد آتشین بنیاد ہونگی اور ایک انسان کی نوع
سے ہوگی یعنے اگر خوبہار کاشفون آفرودہ اور ملکہ صبح دلکشا و ملکہ ناطقہ روشن بیان اور شاہزادہ عالی تبار بھی ان
خواتین ماہ جبین کی شورش عشق و سودائے محبت و سمایہ میں مبتلا ہوگا اور اگرچہ صحبت عیش و عشرت بھی وہ
شاہ والاجاہ ان خواتین سے گرم کریگا بعد اسکے ہمارے طلسم سے تا ور منزل خاص ملکہ شمسہ تاجدار مذہب البیان کی طرف
تشریف فرما ہوگا ہر چند کہ شاہزادہ آفاق کا تخت فرمانروائی کو ترک کرنا اور ملک و دیار کو چھوڑنا اور ماں باپ سے منہ
موڑنا بظاہر شوق و ولولۂ عشق ملکہ شمسہ تاجدار مذہب البیان سے تھا لیکن چونکہ نوشتۂ تقدیر تھا لہذا اسکا پیش آنا ضرور
تھا جب حکماے عالی منزلت کو اس حال سے اطلاع ہوئی مایوس ہوگئے۔ الغرض جب بانیان طلسم کو احکام نجوم سے
یہ حال معلوم ہوا اور کل امور آئندہ دریافت ہوئے دونون حکماے عالی منزلت کی خاطر نازک پر بوجہ بشریت کے
نہایت شاق گذرا اور بوجہ رشک و حسد کے یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمارا مہمان عزیز جسکو ہم بمنزلہ جان کے بلکہ بہتر از جان
سمجھتے ہین وہ پہلے طلسم ارسطو مین جائے اور وہان کی سیر و تماشے کے بعد منزل اصلی کی طرف توجہ فرمائے یہ امر انہ
منظور تھا بخلاف آئین محبت ہے پس یہ خیال گذرا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ شاہزادہ معز الدین کہ اصل مین وہ ہمارا مہمان عزیز
ہے سیر و تماشاے طلسم سے باز رہے اور اول اس طرف کے قصد و ارادہ سے احتراز کرے چونکہ دونون حکیم اپنے
وقت کے ارسطوے ثانی تھے اس کام مین ہمہ تن مصروف ہوئے اور بروقت بناے طلسم انتہاے علم و حکمت کو
کام مین لائے اور کوئی دقیقہ تسخیر وغیرہ سے فروگذاشت نہ کیا اور رات دن اسی کی فکر و جستجو مین رہے چنانچہ جلد ہاے سابق
مین بھی اس حال و واقعات طلسم بیضا کو مفصل و مشرح بیان کیا ہے غالباً ناظرین قصۂ ہذا کو یاد ہوگا الغرض دونون حکماے
عالی وقار نے بجد و جہد تمام یہ تدبیر کی کہ چار نازنینان پریزاد و بنی الجان کو بزور علم تسخیر و علم حکمت و اعمال طلسمی قبل از ولادت
صورت سے ان چارون خواتین طلسم اجرام و اجسام کے مشابہ کیا اور اس طلسم عالی یعنے طلسم بیضا مین پرورش و پرداخت
عمل مین لائے اور وہ نازنینان مصنوعی خاتونان اصلی یعنے نوبہار و ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح دلکشا و شمسہ تاجدار
سے ایسی مشابہ کین کہ سر مو فرق اصلی و نقلی مین باقی نہ رہا اور اس امر سے ان حکماے با فرہنگ یعنی حکیم سقلینوس و
حکیم بزرگ دانش کا یہ منشا تھا کہ جسوقت شاہزادہ معز الدین اس سرزمین مین وارد ہوگا اور سیر و تماشا دیکھیگا پس ان
نازنینان مصنوعی پر ایسا فریفتہ و مفتون ہو جائیگا اور انکے سودائے عشق مین ایسا از خود رفتہ ہوگا کہ محبوبان اصلی کی طرف
ہرگز توجہ نہ کریگا اور صورت ان پریزادان اصلی کی اسکی لوح دل سے بالکل سہو اور محو ہو جائیگی چنانچہ اسواسطے ان حکماے
عالی منزلت نے بزور علم چار دختران خورشید رخسار نہایت حسین و خوبصورت و نہایت شوخ و شنگ بنائین دو انمین پریزاد
اور دو آدم زاد تھین لیکن آدم زاد بھی ایسی کہ انکے آگے پریون کی کیا اصل تھی ان چارون کو طلسم بیضا سے انتخاب کیا
انمین ایک دختر ملک اذفر شاہ بادشاہ طلسم کی تھی جو کہ صورت اور قیافہ اور وضع و شکل مین ملکہ صبح دلکشا سے بالکل مشابہ

نام اُسکا ملکۂ صبح روشن گہر تجویز کیا اور دوسری ملک افلاک مینائی کی دختر بلند اختر ہمشکل ملکۂ ناطقہ روشن بیان کے تھی
اُسکو بھی پسند کیا اسی طرح دو دختریں بنی الجان ایک ملک زرد ھنگ کی دختر کو جو ملکۂ نوبہار گلشن افروز کی ہمشکل و وضع اور
اعضا سے مناسبت رکھتی تھی قرار دیا اب رہا معاملہ ملکۂ شمسئہ تاجدار کا کہ وہ بذات خاص کل کائنات طلسم مین بادشاہ و مالک
طلسم و ساکنان طلسم ہی بلکہ سب طرح سے زیادہ وہی عالی منزلت ہی اور فرزندان حکماے عالی منزلت مین شمار کیجاتی ہے
اس صورت مین بانیان طلسم کو ملکۂ شمسئہ تاجدار کی شکل سے مشابہ کرنے کی ضرورت نہوئی لیکن فقط واسطے رفع اعتراض کے
ایک نازنین اور بھی انتخاب کی کہ مبادا کوئی شخص حکماے کے علم و عمل پر معترض ہو اسوجہ سے حکماے عالی قدر نے دختر ملک
متین آہن پوشن کو ملکۂ شمسئہ تاجدار کی ہمشکل وہم وضع کیا اور اس عمل کی ابتداے بناے طلسم سے نیاد ڈالی تا یہ چارون دختران مصنوعی
اُن دختران اصلی کی ہمشکل وہمصورت ہون اور ابتداے پیدایش سے تا روز موعود ایک ہی ترکیب اور وضع پر پرورش و پرداخت
انکی کیگئی گرکہ حکماے با فرہنگ کے نزدیک ترتیب اس عمل کی نیرنگ و شعبدہ کے طور پر نہ تھی کہ جو حرکات دلبری اور دلربائی و ناز
و رعنائی و رفتار و گفتار اُن نازنینان دختران اصلی کے تھے اسباب و علامات شاہدی و انداز محبوبی ان بیچاری نازنینان
مصنوعی کو کہان اور کس طرح نصیب ہوتے مگر ملکۂ صبح دلکشا کا تجربہ نہایت ہی صحیح و درست تھا باین وجہ کہ حکیم مطلق صورت گر ازلی
نے صبح روشن گہر بنت ملک افراشاہ کو از سرتا پا شکل و صورت اور ناز و انداز و حرکات و سکنات محبوبیت و دلربائی مین صبح دلکشا
کے ایسا مشابہ کردیا کہ دونون مین مطلق فرق نہ تھا اس سبب سے عمل حکماے عالی منزلت کا نسبت صبح روشن گہر کے کامل ہوا
اور اُن تینون نازنینان و خاتونان اصلی کی صورت سے تفاوت تھا تاہم تاثیر عمل طلسم سے حسن و صورت و صفائی رنگ مین اسطرح
مشابہ اور ہمصورت ہوگئی تھین کہ اصلی کو چھپاؤ اور نقلی دکھاؤ تو مطلق تمیز نہو کہ وہ کون ہی اور یہ کون ہی علاوہ اسکے بانیان طلسم
نے ایک نسخہ شراب ربانی کا باعمال حکمت مخصوص اسی کام کے واسطے سرزمین طلسم مین ترتیب دیا تھا کہ وقت موعود وہ شراب بھی
فاتح طلسم کے کام آئے اور وہی نتیجہ ظاہر کردے کسواسطے کہ حکماے بانیان طلسم اس حال سے خوب واقف و ماہر ہوچکے تھے
کہ طلسم کشا طلسم ارسطو کی سیر سے فارغ ہوکے ضرور اس طرف تشریف لائینگے اور واسطے فتح طلسم ہفت سرزمین طلسم مین داخل
ہونگے اور فتح مراحل طلسم کرکے ضرور قصر عالی مین پہونچینگے اور تھوڑے روز اسی قصر مین بعیش و عشرت رہینگے چنانچہ اسی واسطے
نسخۂ شراب ربانی ایجاد کیا اور یہ خاصیت اس شراب مین حکماے نے رکھی ہی کہ جسوقت طلسم کشا ان چارون نازنینان طلسم سے
کسی نازنین کے ہاتھ سے تین جام شراب نوش فرمائینگے بادہ طلسم سے اسقدر مست و سرشار ہونگے کہ نازنینان با حسن و
جمال حسن نازنینان اصل سے زیادہ بہتر و خوبتر نظر افروز مین معلوم ہونگی اور محبت و دلبستگی معشوقان اصلی سے کہین زیادہ
ہوجائیگی اور اگر طلسم مین تین جام سے روز زیادہ نوش فرمائین یعنے چھ جام تو طلسم کشا نو روز کامل اسی محویت و بیخودی مین
رہینگے اور اُنتیس ۲۹ روز غلبۂ عشق عارضی طلسم کشا کے دل عشق منزل مین رہیگا اور اگر بارہ جام شراب طلسمی کسی محبوبۂ مصنوعی
کے دست حنائی سے طلسم کشا نوش فرمائین تو نو برس اور نو مہینے اثر طلسم دل سے طلسم کشا کے زائل نہوگا اور محبت اُن

نازنینان اصلی سے نازنینان مصنوعی کی حد سے زیادہ قائم ایسی ہو جائیگی کہ نازنینان اصلی کیطرف اصلا رغبت نہوگی بلکہ نوبت
سودا سے عشق اُن محبوبان مصنوعی کی اس درجہ پہونچیگی کہ کبھی دلمین طلسم کشا کے اُن ماہ وشان اصلی کا خیال تک نہ آئیگا
ہمہ تن انھین نازنینان طلسمی کے اشتیاق دیدار جمال عالم افروز مین مبتلا اور نشۂ الفت مین سرشار و مدہوش رہینگے قصہ کوتاہ
وہ دونون حکیم عالی منزلت وصاحب فطرت بوجہ رشک وحسد کے اس عمل کے فکر وتدبیر کی تیاری مین مصروف و سرگرم
ہوگئے جب حسب دلخواہ یہ عمل تیار ہو چکا اور انجام کو بھی بخوبی پہونچگیا اسوقت اُن چارون دختران مہجبینان مصنوعی کو
اہالیان طلسم سے انتخاب کرکے اُنکی ابتدا سے ولادت سے ایک ایک رشک قمر وماہ پارہ کے واسطے ایک ایک باغ
رشک فردوس اور قصر عالی منزل علیحدہ علیحدہ سرزمین طلسم مین تیار کرادیا کہ اسی باغ وقصر مین بود وباش اُنکی ہو اور وہ باغ
بجاے خود افر طلسمی سے تھا اور اُن ماہ وشون کے والدین کو یہ حکم دیا کہ تم اپنی دختران ماہ پیکر کو روز ولادت سے انھین
باغہاے دلکشا وقصرہاے فرحت افزا مین رکھو ہر ایک پری پیکر رات دن اپنے اپنے باغ وقصر مین پرورش پاے تاوقت
موعود حسب وصیت اسی باغ مین اُن دختران عالی قدر کی سکونت رہے جسطرح قصر مین ملکہ شمسہ تاجدار کا نشو ونما پانا مقرر
ہے اسی صورت سے ان دختران مصنوعی کی بھی پرورش ہوتی رہی اور کسی پر ظاہر نہوا پوشیدہ سبب سے یہ کام ہوا جیسا حکیم
موافق ارشاد ووصیت حکماے عالی قدر کے روز پیدایش سے اسوقت تک چارون دختران طلسم نے باغہاے مذکور
مین پرورش پائی اور ہر ایک جداگانہ اپنے اپنے باغ مین رہتی تھی اور پرورش پاتی تھی مگر تھوڑے دنون بعد اتفاقات زمانہ
سے ایک طرح کی خرابی پیش آئی یعنی ملکہ صبح روشن گہر کہ ایک عجائب مین سے ہے اور مرتبہ بھی انکا اول ہے ان تینون نازنینون
سے اور اُنکے احوال مین کچھ فتور واقع ہوے ہین چنانچہ جلد ہفتم کے عنوان مین نوک ریز قلم عجائب رقم ہو چکا ہے یعنی جسوقت
ملک اذرشاہ بادشاہ طلسم پدر ملکہ روشن گہر پر لاقوت شاہ کے وزیر نے دست ستم دراز کیا اور اذرشاہ کا
تخت وتاج تاراج ہوگیا اور وہ نمک حرام دغاباز خود مسند ریاست پر بیٹھا اور حاکم شہر عسکریہ ہوا اور بے خوف وخطر
فرمانروائی کرنے لگا اس سبب سے ملکہ صبح روشن گہر بخوف پردہ دری وبے عزتی بحکم بشارت بزرگان دین قلعہ یاقوتیہ کو
چلی گئی اور اسی قلعہ طلسم مین پناہ لی اور اپنے باغ سکونت کو چھوڑ دیا قصر مین نہین رہی علاوہ اسکے ملکہ صبح روشن گہر سر دفتر
محبوبان جہان تھی اور ان تینون پریزادون اور آدمزادون سے کہین خوشتر وبہتر تھی اور شاہزادہ والاقدر معز الدین والاگہر
کے زمرۂ خاتونان خاص سے تھی اور یہ تینون نازنینین کنیزان شہریار سے کتیزین اور ملکہ روشن گہر باسباب ظاہر مرتبہ
سرداری اور محبوبی مین افضل اور قائم مقام صبح دلکشا کے ہے کسواسطے کہ ایک بادشاہ عالیجاہ کی دختر بلند اختر کو ہر برج
شہریاری ہے ہر چند نازنینان ستمگار سے درۃ التاج دختر ملک ثقلین ہم قیافہ شمسہ تاجدار اور رشک قمر پری پیکر خجستہ
ملک زرد ... ہمشکل وہم صورت ملکہ روشن سخن دختر ملک افلاک وہم صورت ملکہ ناطقہ دختران حاکمان ... طلسم
مین مگر صبح روشن گہر سے رتبہ کو کسیطرح پہونچ نہین سکتین چند وجوہ سے ملکہ روشن گہر ان تینون نازنینون پر فوقیت رکھتی ہے

قصہ کوتاہ حکماے واقفان اسرار ودقائق وحقائق آگاہ بانیان طلسم نے بوقت بنانے طلسم چارون نازنینون کو ایک
ایک لوح بھی مرحمت فرمائی تھی اور بطور وصیت نامہ کے ایک کتاب لکھکے علیحدہ علیحدہ حسب لیاقت وموافق اوضاع مزاج
کے صندوقچہ مین اُنکے والدین کے حوالہ کی اور کہا ہر ایک نازنین سے تاکید کہدیا کہ خبردار اس وصیت نامہ کو تم اپنا نوشتہ
تقدیر سمجھنا اور کوئی کام خلاف اسکے ہرگز نہ کرنا ہمیشہ اسی کی کاربند رہنا چنانچہ نازنینان مذکور ہمیشہ حسب الاحکام لوح
کاروبار کیا کرتی تھین اور اپنے اپنے باغ سکونت مین شب وروز بفراغت واطمینان خاطر بسر اوقات کرتی تھین چنانچہ
صاحبان طلسم نے اس قصر جنت نشان کو بعد ترتیب عمل خاص اسی کام کے لیے تجویز کیا تھا کہ یہ چارون نازنین
صاحب قران اکبر کو اپنے صحبت واختلاط سے مست وسرشار کرینگی اور کرشمہ وادا سے دام بلا و بند و بست ایسا
گرفتار کرینگی کہ رہا ہونا دشوار ہو جائیگا اور اس شراب طلسم وبادہ ہوش ربا سے ایسا بیہوش کرینگی کہ وہ شخص بالکل
از خود رفتہ وبیہوش ہو جائیگا دوسرا امر یہ ہے کہ اس شہریار گردون وقار کے دل میں عشق منزلت مین ان خاتونان اصلی کی
محبت مطلق باقی نہ رہیگی بلکہ خیال بھی نہ آئیگا اور یہی نازنینان مہرتمثال غارتگر کشور دل وایمان کو بہانہ اختیار آتے
ویسے گئے ہین کہ جبتک چاہین اُس نونہال چمن حسن وجمال اور سرو بستان جاہ وجلال کو مست بادۂ عیش وعشرت کرین
اور ہر وقت صورت دیکھا کرین لیکن ایک نازنین ملکہ درۃ البیضا جو کہ بالکل شمشہ تاجدار کی شکل سے خوب مشابہ تھی اُسکی لوح
و وصیت نامہ مین یہ عبارت جداگانہ لکھی ہوئی تھی کہ درۃ البیضا شاہزادۂ عالی صفات و مبتلاے محبت محبوبان جہان کو تین
جام شراب طلسمی سے زیادہ اپنے دست حنائی سے نہ دے اگر احیاناً تین جام سے زیادہ پلادیگی تو اُسکے حق مین اچھا نہوگا اور
دوسرے یہ شرط وصیت نامہ مین مندرج تھی کہ یہ ہنگامہ صحبت عیش وعشرت خاص ایکہی دن اور ایکہی جلسہ مین اور ایکہی
وقت واقع ہو اور ہر ایک نازنین اپنے اپنے دستہاے رنگین سے صاحبقران اکبر فلک قدر کو متواتر جام ہاے شراب
دیتی رہین۔ الغرض آمدم بر سر مطلب جب وہ وقت موعود اور زمانہ مسعود قریب آیا اور ہر ایک نازنین کو از روے لوح
و وصیت نامہ معلوم ہوا کہ صاحبقران اکبر طلسم کشا عنقریب قصر النیرین مین تشریف لانے والا ہے ہر ایک نازنین جا بجا
اپنی اپنی آرایش مین مصروف ہوئی اور اُسی شراب ناب محبت افزا و ہوش ربا کو حسب الحکم لوح و وصیت نامہ
کے ترکیب دیکے شیشہاے بلورین مین بھرکے رکھا ہر چند کہ شراب ربانی وہی شراب ہے کہ جسکا ذکر صاحبقران اکبر
کے تذکرہ مین ہو چکا ہے لیکن اسکے بعض بعض اشیاے طلسمی بمصلحت خاص سے اس شراب مین اضافہ کی گئی ہین چنانچہ
بعد تیار کرنے شراب مذکورہ کے تینون پریزادان طلسم یعنی درۃ البیضا وبہار افروز ودرخشان سنجق باغ مین قصر النیرین کے
آئی ہوئی تھین اور منازل مقررہ مین اپنے اپنے مقیم رہین لیکن نازنین چہارم یعنی ملکہ صبح روشن گہر ایک سبب خاص سے
نہین آئی وہ وجہ بروقت موقع و محل بیان کیجائیگی

اب راوی اُن نازنینان طلسم کو اپنی اپنی آرایش وزیبایش مین مصروف ومشغول رکھتا ہے

اور کچھ حال ملکہ روشن گہر کا معرض بیان مین لاتا ہے

ساقی نامہ

پلا مجھکو ساقی شراب سخن کہ مفتوح ہو جس سے باب سخن سخن کی ہے مجھے فکر دن رات ہی
سخن ہی تو ہی اور کیا بات ہی سخن کا سدا گرم بازار ہی سخن سنج اسکا خریدار ہی

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح نوک ریز خامہ عنبرین شمامہ ہوتے ہین کہ ملکہ صبح روشن گہر کے نہ آنے کا سبب خاص اور قصر النیرین مین شریک صحبت نہونے کی وجہ خاص یہ ہی کہ ملکہ صبح روشن گہر بنت ملک افرشاہ بادشاہ طلسم سفید صاحب قران اکبر والا گوہر شاہزادہ معز الدین نامور کی جدائی اور مفارقت مین اسقدر بیقرار و بیتاب تھی کہ خواب و خور اسکو حرام ہوگیا تھا اور گریہ و زاری و سکوت مین اسکی اوقات بسر ہوتی تھی جب شرط غم و الم سے اس حال کو پہونچی کہ تاب صدمۂ جانکاہ کی نہ رہی ناچار ملکہ صبح روشن گہر نے ایک روز اس اضطراب دل کا حال اپنی انیس و محرم راز دردانہ رازدار بنت یاقوت جنی کے سامنے اظہار کیا اور کہا ای خواہر محترم اب میری یہ حالت پہونچی ہی کہ اس بیتابی دل سے بہت طائر روح کو قفس تن مین مثل طائر تازہ گرفتار کے پھڑکا رکھا ہی یقین ہے کہ اب اس تار قفس کو توڑ کر پرواز کر جاے اور حالت گریہ و بیقراری دل یہی چاہتی ہی کہ گریبان کو چاک کرکے سر بصحرا کسی طرف کو نکل جاؤن ای خواہر تمہارے سر عزیز کی قسم اور اسی خداے پاک کی قسم اب مجھ مین اس آدم زاد تغافل شعار کے آلام مفارقت و مہاجرت اٹھانے کی طاقت نہین ہی روز بروز بلکہ ساعت بساعت میری روح تحلیل ہوتی جاتی ہے براے خدا کوئی تدبیر ایسی کرو کہ اس دل بیتاب و ناصبور کو قرار و آرام آئے ورنہ ایک روز مین اسی غم و الم مین ہلاک ہو جاؤنگی ای خواہر عزیز اللہ اگر تمکو میری جان عزیز بچانا منظور ہو تو تم جسطرح ہوسکے قصر اخضر کی طرف جاؤ اور اس آدم زاد کی مفصل خبر لاؤ کہ وہ دشمن جان و ایمان آج کل کس شغل مین ہی اور ایسا کونسا کاروبار اہم ہی کہ جس سے اس جفا کار کو فرصت نہین ہی جب ملکہ صبح روشن گہر نے دردانہ رازدار سے اسطرح سے کہا اور قصر اخضر کے جانے مین اصرار کیا کہ وہان جاکر شاہزادہ کا رنگ صحبت دریافت کرو بلکہ بچشم خود دیکھ اور جلد کم و کاست مجھسے بیان کرو کیونکہ وہ ابتک طلسم سے نہین آیا دردانہ نے یہ حال دل ملکہ روشن گہر خود ملکہ کی زبان سے سنا اور صورت پر آثار مرض عشق کے ظاہر دیکھے کمال صدمہ ہوا دردانہ رازدار اٹھی اور ملکہ صبح روشن گہر کی بلائین لیکے کہا قربانت شوم تم خاطر جمع رکھو جہانتک مجھ سے ممکن ہوگا مین دریغ نہ کرونگی اگر جان بھی کام آویگی تو مین حاضر ہون اٹھو ہاتھ منہ دھو خاصہ نوش فرماؤ ابھی یہ کنیز جاتی ہے اور تمہارے حق رفاقت سے ادا ہوتی ہی یہ کہکے اٹھی اور مردانہ لباس پہن کے روانہ ہوئی لیکن پہلے اپنے والد یاقوت جنی کی خدمت مین حاضر ہوئی اور ملکہ صبح روشن گہر کا حال سوز و گداز بیان کیا یاقوت جنی نے بہت مناسب کہکے اپنی دختر کو گلے سے لگایا اور کہا جاؤ تمکو خدا کو سونپا لیکن جلد پھر آنا دیر نکرنا

کہ بیمار عشق کو صبر نہین ہوتا الغرض وہ دلسوز روانہ قصر اخضر ہوئی دردانہ رازدار اُسوقت خاص قصر اخضر مین پہونچی کہ شہزادۂ
عالی وقار مکان تخلیہ مین خواتین شمع رخسار و ماہرویان آفت روزگار سے بخوشی خاطر عیش و عشرت مین مشغول تھا ہر ایک نازنین
مہ جبین اپنے دست حنائی سے جام ہاے شراب ناب پلا رہی ہو اور شاہزادہ عالیجاہ نشہ شراب مین بیخود و مدہوش تھا
دنیا و مافیہا کی خبر نہین تھی اور ایک نازنین خورشید رخسار باصد ناز و انداز دہانی پشواز پہنے زیور جواہر نگار مین از سرتاپا
آراستہ مسند زرنگار پر سامنے شہزادہ عالی وقار کے بیٹھی زمزمہ سنجی و خوش آہنگی مین مصروف ہی۔

قصر الشیرین مین صاحبقران اکبر کا نازنینون کے ہاتھ سے بادہ نوش فرمانا اور ہر ایک ماہ جبین کا سامنے
مسند زرین پر باناز و ادا بیٹھے ہونا اور دردانہ جلیس وانیس ملکہ صبح روشن گہر کا ہنگام عیش و نشاط تلاش صاحبقران اکبر
مین پہونچنا

دردانہ رازدار اس صحبت اختلاط اور محفل عیش و عشرت کو دیکھ کے دنگ ہوگئی اور نہایت درہم و برہم ہوئی تا اینکہ
تمام عالم اُسکی آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا اور حال زار ملکہ صبح روشن گہر پہ خوب روئی کہا افسوس ملکہ یون اپنی جان شیرین
کھوے ہے سارا زمانہ اُسکی آنکھون مین تیرہ و تار ہے اور یہان شاہزادے عیش و عشرت مین مصروف ہین اُسکی عاشق زار کا
مطلق خیال نہین آخر مجبور و ناچار حکمت عملی اور فن عیاری کو کام مین لائی اور اُس صحبت عیش و عشرت بے تکلفات مین داخل
ہوئی اور خود خدمت ساقی گری بجا لائی تمام کی چند شیشہ شراب مرکب اپنے ساتھ لائی تھی اُسکے چند جام لبریز کیے اور شاہزادہ کو

بلائے اور قصر النیرین سے چلی آئی اور یہان آکر ملکہ صبح روشن گہر سے تمام وکمال کیفیت شہزادے کی صحبت عیش وعشرت کی بیان کی ملکہ روشن گہر شہزادہ کا یہ حال سنکے زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی رنگ چہرہ کا متغیر ہو گیا۔ وروانہ رازدار سے کہا اے خواہر عالی قدر مین سخت حیران ہون کہ اُس تغافل شعار کو میرا خیال مطلق نہین ہے اور میرا حال اُسکی مفارقت مین جیسا ہے ظاہر ہے پھر دل کی طرف اپنے مخاطب ہوئی اور کہا۔ اشعار

کیون دلا ہم ہوے پابند غم یار کہ تو	اب اذیت مین بھلا ہم ہین گرفتار کہ تو
ہاتھ کیون عشق بتان سے نہ اُٹھایا تونے	کف افسوس اب ہم ملتے ہین ہر بار کہ تو
بے جگہ اپنا پھنسانا تجھے کیا تھا درکار	طعن و تشنیع کے اب ہم ہین سزاوار کہ تو
وحشت عشق بڑی ہوتی ہے دیکھا تونے	ہم چلے دشت کو اب چھوڑ کے گھربار کہ تو

اور ایک آہ سرد دل پر درد سے اس زور سے کھینچی کہ بیہوش ہو گئے گر پڑی دروانہ رازدار نے دوڑ کے دونون ہاتھون سے ملکہ صبح روشن گہر کو سنبھالا اور کہا اے ملکہ دوران یہ کیا کرتی ہو۔ جی ہے تو جہان ہے۔ شعر

نہین پروا ہمارے قتل سے گر اُنکو نفرت ہے	بہت ملجائینگے قاتل جو سر اپنا سلامت ہے

وہ عیش وعشرت مین مصروف ہین اور تم اپنے کو ہلاک کیے ڈالتی ہو یہ بڑی نادانی ہے ملکہ صبح روشن گہر نے کہا اے خواہر مجبور ہون کوئی چارۂ کار نظر نہین آتا اس عرصہ مین سنا کہ صاحب قران اکبر فلک قدر بدولت و اقبال فلان روز داخل طلسم ہوے اور خندق وجزیرہ کو فتح کیا اور ملک افرشاہ کو قید طلسم سے رہا کیا اور تخت سلطنت شہر عسکریہ پر افرشاہ کو بٹھا دیا اور امورات حکومت کی بھی فہمایش کر دی اب اور مراحل باقی ماندہ فتح کر کے مظفر ومنصور یہان تشریف لائینگے جس مقام طلسم مین صحبت عیش ہوگی اور قیام ہوگا بتکلف ضرور بلا ئینگے اس مژدۂ جان بخش ودرج افزا سے ملکہ صبح روشن گہر کے قالب مین گویا جان تازہ آگئی اور خوشی سے رنگ چہرہ کا سرخ ہو گیا اور انتظار مین شہزادہ گردون حشم کے بسر کرنے لگی واضح ہو کہ ملک افرشاہ ملکہ صبح روشن گہر کے والد بزرگوار ہین اور افرشاہ بادشاہ طلسم کو بانیان طلسم نے ایک لوح دی تھی اور کہا تھا کہ یہ لوح وقت پیدایش سے ہر روز ملکہ صبح روشن گہر کے گلے مین پہنائی جائے اور تھوڑی دیر کے بعد اُتار کے بحفاظت تمام صندوقچہ مین رکھدی جائے لہذا ملک افرشاہ بادشاہ طلسم نے حسب الحکم بانیان طلسم اُس لوح کو سپرد دایہ اور کنیزان خاص ملکہ کے کیا اور تاکید شدید کی کہ خبردار یہ لوح ایک بار ضرور روز ایک ساعت کے واسطے گلے مین ملکہ روشن گہر کے پہنائی جائے بعدہ صندوقچہ مین نہایت حفاظت سے رکھی جائے چنانچہ اس قاعدہ کے موافق ہر روز وہ لوح گلے مین ملکہ کے پہنائی جاتی تھی اور ملکہ صبح روشن گہر لوح کو بغور دیکھ لیا کرتی تھی اور اگر اسی طرح کی کوئی عبارت تازہ اُس لوح مین نظر سے گذرتی تھی تو اُسکے موافق عمل کیا جاتا تھا سالہا سال یہی قاعدہ اور دستور جاری رہا نرگس خاتون دایہ لوح کو صندوقچہ سے نکالتی تھی اور اسم بزرگ اُس لوح مین کندہ تھے وہ پڑھ کے

لکہ پیاز ستا یاد م کرتی تھی اسسال فاتح طلسم شہر یار گردولت وقار صاحب قران اکبر عالی شان شہر عسکریہ مین پہونچے اور وہان سے
مرحلہ دوم کی طرف قصد فرمایا ہو زمانہ ملکہ صبح روشن گہر کے جشن سالگرہ کا تھا ملکہ کی گرہ سولھوین برس کی ختم ہو کر سترھوین
سال کی لگی اور سترھوان برس خیریت سے شروع ہوا اتفاقات سے اس مرتبہ نرگس خاتون دایہ ملکہ نے جو لوح کو دیکھا تو
یہ عبارت نظر آئی بسم اللہ مفتح الابواب یعنی جب سترھوان سال ملکہ کو شروع ہو ملکہ صبح روشن گہر کو چاہیے کہ فلان روز
اور تاریخ حسب الاحکام لوح و وصیت مع شیشہ ہاے شراب ربانی قصر النیرین مین جاوین کہ اسی باغ رشک ارم مین شاہزادہ
عالی وقار فاتح طلسم تشریف لاوینگے اور ملکہ صبح روشن گہر اس عالی قدر کی صحبت و وصل سے مسرور ہوگی الغرض اس
تحریر کو دیکھ کے دایہ اور خواتین محل متحیر ہوئین کہ آج تک لوح مین کبھی یہ عبارت نظر سے نہین گذری اس مرتبہ پر کیا سانحہ ہو
کہ اسطرح کی عبارت دیکھنے مین آئی چنانچہ ملکہ صبح روشن گہر نے بھی اس عبارت کو پڑھا پہلے تو محو حیرت ہوگئی لیکن مژدہ
وصل سنکے اسقدر خوش و شادان ہوئی کہ جسکی انتہا نہین وہ رنج و ملال مطلق نہ رہا اور رنگ چہرہ کا افراط مسرت سے سرخ
ہوگیا ایک ملازم کو حکم دیا جلد جاؤ یاقوت جنی واقف اسرار طلسم کو ہماری طرف سے سلام کہو اور کہنا کہ ایک کام نہایت
ضروری ہو ملکہ نے آپکو یاد کیا ہے اسی وقت چلے چلیے وہ ملازم ملکہ بتعجیل تمام یاقوت جنی کے پاس گیا اور پیغام ملکہ کا پہونچایا
یاقوت جنی یہ پیغام ملکہ سنکے اٹھ کھڑا ہوا اور فوراً تبدیل پوشاک کے بعد ہمراہ ملازم ملکہ ملکہ کے پاس حاضر ہوا ملکہ نے بعد
مزاج پرسی وغیرہ لوح یاقوت کو دکھائی یاقوت جنی نے بعد دیکھنے اس عبارت لوح کے ملکہ سے کہا اے ملکہ آفاق بانیان طلسم
حکماے متاخرین نے اسی واسطے یہ لوح تیار کی ہے کہ جو امر ہونے والا ہو اس لوح سے اول معلوم ہو جائے پس تم اس حکم
لوح کو مقدم جانو ضرور قصر النیرین مین شہزادہ عالیجاہ تشریف لائیگا اور ملکہ صبح روشن گہر بھی اس صحبت عیش و عشرت
مین شریک ہونگی بس جسقدر مجھکو معلوم تھا مین نے عرض کیا آئندہ خدا جانے کیا ہوگا لیکن بزور علم نجوم اسقدر ضرور معلوم
ہوا ہی کہ جب طلسم کشا ذلیہ یاقوت نگار سے مراجعت فرمائیگا اور پھر داخل طلسم ہوگا اس وقت قصر النیرین مین طلسم کشا سے
تمھاری ملاقات ہوگی اور چند روز صحبت عیش بھی گرم رہیگی اور کیا عجب ہے کہ نوبت وصال بھی آجاوے ملکہ روشن گہر نے
پوچھا اے عم بزرگوار یہ تو بتاؤ کہ اب طلسم کشا کے تشریف لانے مین کسقدر عرصہ باقی ہو یاقوت جنی نے کہا اے ملکہ عالم
میرے گمان سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ اس امر کے وقوع مین قریب ایک ماہ کے عرصہ ہی ملکہ نے فرمایا اے شیخ الابرار و گنجینہ اسرار
طلسم یہ آپکا ارشاد صحیح ہے لیکن مین اس صحبت عیش مین لائق شرکت نہین مگر حکم بانیان طلسم سے بھی انحراف غیر ممکن ہے کہ
یہ وصیت ہی ہان ایک امر مین میری عقل کام نہین کرتی سخت متحیر ہون کہ مین خواہ مخواہ طلسم کشا صاحب قران اکبر کی زوجیت
مین داخل ہونگی یا اسکی کنیزون مین شمار کیجاؤنگی اسی فکر و تردد مین شب و روز مبتلا ہون کس لیے کہ شعر

کہان مین اور کہان وہ اہل ادراک | چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اے ہادی طریق و دستگیر درماندگان اگر مثل ملکہ نوبہار اور ملکہ شمشہ تاجدار و زیب البیان وغیرہ کے میرا عقد و نکاح شرعی

طلسم کشا صاحب قران اکبر سے ہوا اور میں بلفظ خاقانی خطاب کی گئی تو شاید میری زندگی ساتھ خوشی اور شادمانی کے گذرے
ورنہ در صورت دیگر حیات مستعار کے جو چند نفس باقی ہیں وہ بھی بدتر از مرگ ہو جائینگے اب اس مقام پر انصاف شرط ہے کہ اگر
میں بھی اشل اور کنیزان مغلوب کے ذلت و خواری میں رہی تو پھر میرے لیے تو کوئی لطف زندگی نہیں بلکہ ایسے جینے سے تو مرنا
بہتر ہے اب بھی مرجیرا ور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں جان شیرین کو پہلے ہی ضایع کر دون تو خوب ہے تاکہ اس کاہش جان اور
آلام دنیا سے نجات پا جاؤن کیونکہ اگر خدا نخواستہ حلقہ میں کنیزون کے داخل ہوگئی تو پھر جان کے دینے سے بھی وہ دھبا
نہ جائیگا کہ آبرو پہلے ہی جاتی رہیگی پھر جان بھی دی تو کیا حاصل ہوا

ملکہ صبح روشن گہر کا یاقوت جنی واقف اسرار طلسم کو اپنی لوح وصیت نامہ یعنی بانیان طلسم کا نوشتہ دکھانا اور مشورہ لینا

یاقوت جنی ملکہ روشن گہر کی یہ تقریر سنکے متحیر ہو گیا اور خاموش با چشم پر آب وہان سے اٹھا اور چاہا رخصت ہو لیکن ملکہ
یاقوت کے جواب نہ دینے سے نہایت مضطرب ہوئی اور بے اختیار رونے لگی اور یاقوت جنی کا دامن پکڑ لیا اور اسی تحیر
و یاس میں کہا اے یاقوت جنی تمنے کچھ میری بات کا جواب نہ دیا نہ کوئی میرے درد کی دوا بتائی یاقوت جنی نے کہا اے ملکہ
تم خاطر جمع رکھو میں جاتا ہون اس تمھارے مرض خاص کے بارہ میں فکر کرتا ہون جیسا مناسب مجھے معلوم ہوگا تم سے
بیان کرونگا تم گھبراؤ نہیں تمنے اپنا حال پرملال بیان کرکے مجھکو پریشان کر دیا اسوقت میرے ہوش و حواس درست
نہیں رہے یہ کہکے یاقوت جنی اپنے مکان پر چلا آیا ادھر ملکہ روشن گہر کے دل نازک پر کوہ غم ٹوٹ پڑا اشکبار ہوئی
بیتاب ہو گئی اور صبر و قرار ایک لخت جاتا رہا ع

نہ تبسم نہ تکلم نہ حکایت نہ سخن

اگر کسی نے پوچھا مزاج کیسا ہے کہا شکر ہے جو دم ہے غنیمت ہے قطعہ

دررہ عشق دلم شد ہدف تیر کسے
خون من گشتہ حلال دم شمشیر کسے

زخم من بہ شدنی نیست ز تدبیر کسے
فکر درمان من اے عیسی مریم تا کے

چہ کنم آہ چہ سان کشتہ نگردم کہ جدا
طلبست در شربت تو لذت تقریر کسے

بادل غمزدہ ہر سو کہ روم مے آید
سایہ سان از پے من زلف گرہ گیر کسے

اور کبھی کہتی تھی ؎

چہ می پرسی ز من حال دل غمدیدہ ام چونش
دلم شد خون و خون شد آب و آب از دیدہ بیرون شد
طبیب مہربان را دست حکمت پیش میگردد
بسینہ آتشے دارم اگر نبض مرا بیند

غرض ملکہ روشن گہر کو تین روز اسی رنج و ملال اور کرب و اضطراب مین گذرے چوتھے روز حکیم عقفرطوس جنی یاقوت جنی کے گھر مین تشریف لائے یاقوت جنی نے حکیم عقفرطوس کی تعظیم و تکریم کی اور مراسم مہمانی ادا کیے اور بلا تکلف یہ بوسہ دیکر اور نہایت اعزاز و احترام سے ایک مکان مین فروکش کیا اور ملکہ روشن گہر کی تشریف آوری کی اطلاع دی اور کہا اے ملکہ تم بڑی خوش نصیب ہو عنقریب تمہارا مقصد حاصل ہوا چاہتا ہے آج حسب اتفاق حکیم الجن دارو غہ طلسم نے مجھکو سرفراز فرمایا اور میرے کلبہ تاریک کو اپنے نور قدم سے منور فرمایا ملکہ روشن گہر یہ مژدہ مفرح قلب و جگر سنکے کمال مسرور ہوئی اور یاقوت جنی سے کہا اے یاقوت میری طرف سے اس حکیم عالی منزلت کی خدمت مین بعد اشتیاق ملازمت تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ یہ کنیز حضور کی قدمبوسی کی نہایت مشتاق ہے یاقوت ملکہ سے رخصت ہوکے حکیم صاحب کی خدمت مین آیا اور ملکہ صبیح روشن گہر کی طرف سے عرض کیا کہ ملکہ نے بہت بہت آداب و تسلیمات عرض کیا ہے اور حضور کی قدمبوسی کا نہایت اشتیاق رکھتی ہے حکیم عقفرطوس نے ملکہ کا سلام و پیغام سنکے اول جواب سلام فرمایا بعدہ فرمایا تم جاؤ اور ملکہ سے کہدو کہ ہم فرزند مین خاص یہان تمہارے دیکھنے کو آیا ہون انشاء اللہ الرحمن کل بشرط زیست ضرور آؤنگا یاقوت جنی نے اسی طرح فرمودہ حکیم کو ملکہ سے بیان کیا ملکہ نے خوش ہوکے یاقوت جنی سے کہا تمہارا کمال احسان مجھپر ہوا ؎ شعر

برین مژدہ گر جان فشانم رواست
کہ این مژدہ آسایش جان ماست

قصہ کوتاہ یاقوت جنی یہ خوش خبری ملکہ روشن گہر کو دے کے اپنے گھر آیا ادھر ملکہ نے اسی دن آرائش مکان کا حکم دیا الغرض اس روز حکیم صاحب یاقوت جنی کے مہمان رہے دوسرے روز جناب حکیم الجن ایک ناقہ تیز رفتار پر سوار ہوکے روانہ ہوئے یاقوت جنی بھی ہمراہ رکاب تھا جناب ممدوح ملکہ روشن گہر کی حرم سرا مین تشریف لائے ملکہ روشن گہر مع دروانہ رازدار رفیقہ یاقوت جنی اور خواصان خاص یعنی ملکہ رنگ افروز دختر لاقوت شاہ نمک حرام وگرا بہ خاتون و شیرین ملک غمزہ ملک وغیرہ کہ یہ ہر وقت کارساز و دمساز و محرم راز تھین تا بہ دروازہ محلسرا واسطے استقبال حکیم صاحب

عالی منزلت کے گئین اور آداب و تسلیمات بجا لائین اور نہایت اعزاز و احتشام سے اُس نیک نہاد کو حرم سرا مین لائین
اور بتکلف تمام حکیم صاحب کو مسند پر بٹھایا اور خود بعد ادا سے مراسم عبودیت دست بستہ مثل کنیزون کے سامنے
کھڑی ہوئین جناب حکیم صاحب ہر ایک نازنین سے علی قدر مراتب نوازش بزرگانہ سے پیش آئے اور ہر ایک سے
مزاج پرسی فرمائی لیکن ملکہ صبح روشن گہر کی صورت و طرز کلام سے آثار تکدر خاطر و ملال حکیم صاحب کو پائے گئے اگرچہ حکیم صاحب
خود کلید گنجینہ اسرار رکھتے اور بذریعہ علم مکاشفہ تمام حال و مقال ملکہ سے بخوبی واقف تھے لیکن حسب رسم زمانہ ملکہ روشن گہر
سے باعث ملال خاطر پوچھا اور فرمایا اے فرزند ارجمند مجھکو اسوقت تمھارے بشرے سے آثار حزن و ملال پائے جاتے
ہین سچ بتاؤ تمھاری اسقدر برہمی مزاج و حزن و پژمردگی خاطر کا کیا سبب ہی ملکہ نے فرط شرم و حیا سے سر جھکا لیا اور چپ ہو رہی بعد
چند لمحے کے اسکا اکے یاقوت جبینی کی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ جناب عالی یاقوت جبینی اس خادمہ کے حال سے بخوبی واقف
ہی حضور کی خدمت مین عرض کردیگی لیکن مین حضور سے معلوم کیا چاہتی ہون کہ مردان دیندار کو چار عورتون کے علاوہ بھی
نکاح جائز ہی حکیم صاحب نے فرمایا تم اپنا مطلب پہلے بیان کرو تاکہ مین جواب اسکا دون ملکہ نے عرض کیا کہ ملت اسلام و طریقہ
دنیوی کے موافق کلاسم یعنے صاحب قران اکبر شاہزادہ معز الدین دلاور کے واسطے اول ہی خاتونان عالی منزلت والا
مقدار ہو چکی ہین حضرت بھی اس حال سے بخوبی واقف ہین یعنے ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار و ملکہ ناطقہ روشن بیان
و ملکہ صبح دلکشا بلکہ پری طلسم کشا کے عقد طلسمی مین بھی آچکے ہین اب یہ امر کسی طرح سے قیاس مین نہین آتا کہ سواے اُن
شاہزادیون کے اور کوئی عورت اگر شاہزادہ معز الدین سے کسی نوع کا سروکار رکھتی ہو وہ کسطرح عقد مین آسکے کی ہان کنیزون کے
زمرہ مین البتہ ہونا ممکن ہے جسطرح ملاحت پری اور عورتین مشکوی حیرت کی ملکہ نوبہار بادشاہ طلسم کی کنیزین اور پرستارین
ہین اور گوہر بزم افروز وغیرہ نازنین طلسم سبع سیاع و طلسم سفیدیا کی کنیزون مین ملکہ شمسہ تاجدار کی مشہور ہین اسواسطے کہ
جب ملکہ عالم یعنے شمسہ تاجدار اس طلسم کی مالک اور حاکم ہین پھر تمامی اہل طلسم زن و مرد جسقدر کہ وہان ہین وہ سب بمنزلہ کنیز
اور غلام کے ہوچکے اور جو غلام خاص ہی وہ کل رعایا سے مرتبہ افضلیت رکھتا ہی مین بدنصیب بھی کاش اس سرزمین پر پیدا
ہوتی کیونکہ مین بھی ساکنان طلسم سے ہون اسوجہ سے مین بھی بہرحال معز الدین کی کنیزی مین داخل ہونگی معز الدین ملکہ
شمسہ تاجدار کا شوہر ہی لہذا یہ امر مجھکو واقعی نہایت ناگوار ہی کہ مین اپنے کو کسی کی کنیزی مین شمار کراؤن مین بھی اپنی جگہ پر
کچھ تھوڑی سی قدر و منزلت رکھتی ہون اور برلسے نام شاہزادی دختر بادشاہ طلسم کی ہون اور خواتین طلسم سے قوتاً حسباً
و نسباً عقلاً و فہماً کسی طرح کم نہین ہون سواے اسکے شاہزادہ معز الدین سے ایک طرح کا مرتبہ عاشقی و محبوبی بھی مجھے حاصل ہی
مین اس ننگ کو کسطرح گوارا کرون قطع نظر ان سب امور کے مین اپنی طبیعت کو کیا کرون حضور بھی بخوبی واقف ہین ابتداے عمر
میری طبیعت مین کسقدر تند مزاجی واقع ہوئی ایک ذرا سی بات بہت ناگوار معلوم ہوتی ہی اور ہر وقت یہی فکر ہی یہی اندیشہ ہی اور
کہتی ہون کہ خدایا میرا مآل کار کیا ہی اگر میری سرنوشت مین کاتب تقدیر نے یہی لکھا ہی کہ معز الدین کی کنیز کہلاؤن تو مجبوری ہے

نوشتہ تقدیر سے کیا چارہ ہو جہان تک میرا اختیار چلے گا یہ نکاح ہرگز گوارا نکرونگی جان رہے یا جاوے آبرو تو باقی رہیگی آبرو کا صدمہ جان پر ہو اہمین بھی نام ہو آپکی شفقت کی امیدوار ہون جو حضور ارشاد فرماوین عمل مین لاؤن حضور کوئی تدبیر ایسی فرماوین کہ یہ خادمہ اپنے مقصود اصلی کو پہونچے اور اس کاہش روزانہ سے نجات پاوے حکیم سقراط بقراط پرس نے فرمایا اے ملکہ روشن گہر ہم کو بھی تمہارا رنجیدہ ہونا کمال شاق و دشوار ہے ہم اس بارہ مین فکر کرتے ہین خداوند کریم فضل کریگا گھبراؤ نہین خاطر جمع رکھو یہ کہکے حکیم صاحب تھوڑی دیر تک سر کو زانو پر رکھکے مراقبہ مین گئے بعدہ فرمایا اے ملکہ روشن گہر تم نے جو کچھ کہ اپنا حال زار و واقعہ پُر سوز بیان کیا مین نے وہ سب بگوش دل سنا مگر کیا کیا جاوے کہ عالم مجبوری و بیچارگی مین کچھ علاج و درمان ممکن نہین ہو ای ملکہ بروقت بنانے طلسم جناب حکیم اسقلینوس و دیگر حکما سے عالی منزلت نے طلسم بندی مین ایک مدت صرف کی اور ایسے مقدمات مین بخور و لحاظ فرمایا تا اینکہ علم و عمل مین کوئی درجہ باقی نہین رکھا لیکن نوشتہ تقدیر اور مقدرات ازلی و قدرت قادر حقیقی سے ہر طرح مجبور رہا اور جسقدر فکر کی سب بے سود ہوئی اعمال طلسم وغیرہ کو ایک شعبدہ خیال کیا اور بعض لغو و لاطائل سمجھے الغرض جناب حکیم الجن نے ملکہ روشن گہر سے تمام و کمال وقایع و صنائع طلسمی با بنیان طلسم کی فکر و تدابیر کے بیان کیے یعنے پرورش کرنا درۃ البیضا و بہار افروز و قطیعہ رگوش سخن وغیرہ چارون نازنینون کا جسطرح سے اول تحریر ہو چکا ہو مفصل و مشرح بیان کیا ملکہ روشن گہر اور یاقوت جبیں دونون نے بگوش ہوش تمام سرگذشت سنی اور غرق دریاے حیرت ہوے اور کچھ جواب نہ دیا راوی کہتا ہو کہ اُسوقت تک یہ چارون نازنینین ایک دوسرے کے حال سے واقف نہ تھین اور حقیقت سے اُنکی مطلق آگاہ نہ تھین کہ ہمکو خاص اسی کام کے لیے حکما نے پرورش کیا ہو مگر ہان اب حسب ہدایت لوح نازنینان مذکور جسوقت قصر النیرین مین ایکجا جمع ہوئین اور باہم ملاقات ہوئی تو ایک دوسرے کے حال سے مطلع ہوئین چنانچہ ملکہ روشن گہر کی لوح ہدایت وصیت نامہ مین بھی مثل اُن تینون نازنینون کے یہی عبارت مرقوم تھی یعنے جس وقت تک وہ چاہے صاحب قران اکبر کو بزور جام شراب بانی اپنے پاس اپنے عشق و محبت مین گرفتار رکھے یعنے دو دو جام شراب ربانی پلائے جاوے صاحب قران اکبر اثر شراب طلسمی سے کہین نہ جائینگے جب حکیم صاحب سے ملکہ روشن گہر نے جواب صاف سنا اور وہ تحریر وصیت کہ جو خیال مین آئی تھی اب بخوبی سمجھین اور اثر کو بھی اُس شراب کے خوب کامل و صحیح جانا اُسوقت وہ نشہ ہرن ہو گیا اور آنکھین کھل گئین ملکہ روشن گہر نے بھی حسب وصیت وہی شراب ربانی طلسمی تیار کی مگر قصر النیرین مین بوجوہات چند در چند نہ گئی چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جو اتبک ملکہ روشن گہر قصر النیرین مین نہین آئی اور شریک صحبت کبھی نہین ہوئی قصہ کوتاہ جب ملکہ صبیح روشن گہر اور یاقوت جبیں نے اُس بیان کو جناب حکیم الجن کی زبان مبارک سے سُنا اور اس معاملہ سے اطلاع پائی ملکہ روشن گہر کو خود بخود شوق ملاقات اُن نازنینان طلسمی کا پیدا ہوا اور چاہا کہ ہم بھی اُس صحبت مین جائین اور اُن نازنینون سے ملین لیکن اول یہ مشورہ کیا کہ اے روشن گہر قصر النیرین مین تماشاے غریب قابل دید ہین بھی چشم فلک کو بھی دیکھنا نصیب نہوگا لیکن افسوس تو بھی اُس کیفیت کے دیکھنے سے محروم رہی جاتی ہو اب جسطرح سے ممکن ہو چل کر اس صحبت کو دیکھنا

ضرور بلکہ واجب ہی کوئی بات اُس صحبت کی خالی از لطف نہوگی چونکہ صاحب قران اکبر فلک قدر بھی اُس صحبت مین ہونگے
لہذا وہان تیرا ہونا بھی ضرور ہی اور کوئی بات اسمین قباحت کی بظاہر معلوم نہین ہوتی بفضل ایزد پاک تو بھی اُن نازنینون سے مرتبہ
مین کم نہین ہی بلکہ اُن پر ترجیح ہی ہرچند کہ موافق آئین رسم طلسم مین ملکہ شمسہ تاجدار کی کنیزون مین شمار کیجاتی ہون وہ بھی
رئیس زادی عالی خاندان کل طلسم کی بادشاہ ہی اور بہ اسباب ظاہر مین بھی ہمنام و ہم مرتبہ صبح دلکشا کی ہون اس اعتبار سے
بھی اُس صحبت مین شریک ہونا کوئی مضائقہ کی بات نہین ہی غرضکہ ملکہ روشن گہر ایسے ایسے خیالات دلمین کرکے اپنے
دل کو تسلی دیتی تھی بعد اسکے پھر یاقوت جنی نے حال پر ملال ملکہ روشن گہر مفصل و مشرح حکیم عبقرطوس جنی کی خدمت مین
بیان کیا اور کہا ای رازدار طلسم اب ملکہ صبح روشن گہر حضور سے امیدوار ہی حضور اُسکے واسطے کوئی فکر کرین آپ کو
خداوند قدیر نے ایسا ہی رتبہ عنایت فرمایا ہی کہ جسکے حق مین جو کچھ چاہین وہ ہوسکتا ہی حکیم عبقرطوس نے پھر ایک لمحہ فکر کی
بعد اسکے فرمایا ای یاقوت رازدار طلسم ملکہ کو مناسب ہی کہ وہ زاہدہ خاتون کی قبر پر جاوے اور وہان جاکر دو چار روز
عبادت پروردگار کرے اور اُس خاتون کی روح کو درود کا ثواب بخشے اور اپنے مقصود کو طلب کرے غالب ہی کہ ملکہ روشن گہر
کی مراد دلی اور مطالب اصلی بر آئین اور جس کام کی طالب ہی وہ کام بوجہ احسن ہو جائے جسوقت حکیم صاحب نے یاقوت جنی
سے یہ روایت بیان کی اور ملکہ روشن گہر نے بھی حکیم کا بیان سُنا نہایت متحیر ہوئی اسواسطے کہ یاقوت و ملکہ روشن گہر
نے آجتک زاہدہ خاتون کا نام تک نہین سنا تھا قبر و مزار کا کیا ذکر ہے آخر حکیم صاحب سے زاہدہ خاتون کو پوچھا کہ اے
حضرت ہمنے تو کبھی اُن معظمہ کا نام بھی نہین سُنا اُنکے حال سے ہمکو بھی مطلع فرمائیے حکیم عبقرطوس نے نہایت صفت و ثنا
زاہدہ خاتون کی فرمائی بعد ازان جو کچھ حال مقبرہ کا تھا بیان کیا یاقوت جنی نے کہا زاہدہ مرحومہ کا مقبرہ کہان ہی اور ہم کس طرح
وہان پہونچین حکیم صاحب نے یاقوت جنی سے فرمایا کہ نشان قبر اُس صاف باطن کا نہین ہی حسب وصیت اُس مرحومہ کی قبر
کا نشان مٹا دیا تاکہ کسی شخص کو معلوم نہو الغرض بعد نشان دینے کے حکیم عبقرطوس ملکہ سے رخصت ہوکر تشریف لیگئے یاقوت جنی
بھی حکیم صاحب کے ساتھ ہولی ملکہ روشن گہر نے اُسی قبر پر ایک خیمہ برپا کرایا اور حسب الاحکام حکیم عبقرطوس تین روز عبادت ایزد باری
بجالائے اور نہایت تضرع و زاری کی اور اُسی حالت گریہ و زاری مین درود پڑھکے ثواب اُس خاتون مرحومہ کی روح کو بخشا اور
اپنے مدعاے دلی کی استدعا کی غرضکہ تیسرے روز شب کو عالم خواب مین دیکھا وہ قبر شق ہوئی اور اُس قبر سے ایک خاتون نقابپوش
نہایت صاحب جمال نکلی کہ کوئی شخص ایک کرسی لیے ہوے حاضر ہوا اُسنے کرسی بچھادی وہ مقدسہ کرسی پر جلوہ گر ہوئی ملکہ
روشن گہر سامنے اُس مقدسہ کے دست بستہ کھڑی ہوئی اُس خاتون مرحومہ نے براہ لطف و مہربانی نہایت شفقت سے
فرمایا ای دختر تو کون ہی اور کسواسطے یہان تکلیف کی بیان کر ملکہ روشن گہر نے اُس نیک نہاد کے قدم مبارک پر سر کو جھکا دیا اُس
خاتون معظمہ نے ملکہ کا سر اُٹھاکے اپنے سینہ سے لگا لیا اور دلاسا دیا اور کہا ای دختر بادشاہ طلسم تیرا مطلب اصلی کیا ہی بیان کر
ملکہ روشن گہر نے باچشم پر آب کمال شرم و حیا سے گردن نیچی کی اور تمام حال زار کو بیان کیا اُس خاتون بزرگ نے فرمایا ای

و شہر ملکہ روشن گہر مین تمھاری سرگذشت اور معاملہ اصلی سے کما حقہ واقف ہون کوئی ضرورت بیان کی نہین ہے مگر عالم مجبوری کا
ہی کہ کوئی چارہ کار بن نہین آتا کسواسطے کہ مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہی اور نوشتہ تقدیر ضرور پیش آتا ہی حکماے طلسم نے
پہلے ہی اس باب مین بہت بڑی کوشش اور سعی کی لیکن کوئی نتیجہ اُسکا پیدا ہنوا اور تمام کوشش و سعی بے سود ہوگئی ناچار
حکمت عملی کو کام مین لاے مگر یہان انھین ایک صورت بہتر معلوم ہوتی ہی لیکن شرط یہ ہی کہ تو ہماری نصیحت کو بگوش دل متوجہ ہو کر
سُن اور اُسپر عمل کر ملکہ نے عرض کیا اے حضرت میری مجال ہی کہ مین ارشاد حضور بجا نہ لاؤن اور خلاف راے حضور کے عمل کرون
حضور ارشاد فرمادین۔

عالم خواب مین ایک خاتون مقدسہ کا قبر سے باہر آنا اور ملکہ کو فہمائش کرنا
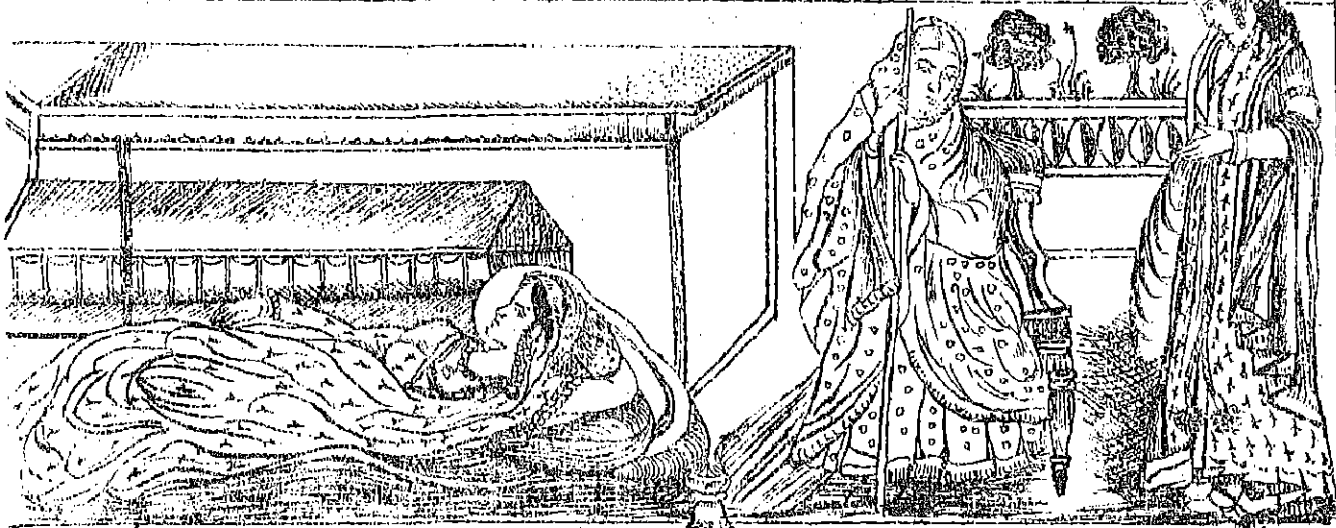
اُس عابدہ نے فرمایا اے فرزند آگاہ ہو کہ سواے نکاح دائمی کے ایک اور نکاح بھی ہی جسکو شریعت مین متعہ کہتے ہین اور
متعہ عہد حضرت خاتم الانبیا جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاری ہوا ہی بلکہ یہ سنت نبوی مین داخل ہی اور ثواب
بھی از حد ہی لہذا تم اس ذریعے سے ازواج معز الدین مین داخل ہوگی بہر حال خاطر جمع رکھنا چاہیے خدا نے چاہا تو انجام بخیر ہوگا
اور سواے اسکے اور کوئی تدبیر تمھارے عقد کی ممکن نہین اور یاد رہے کہ جس وقت تم عقد مین شاہزادہ عالی جاہ کے
داخل ہوگی اُس تاریخ سے تین برس کے بعد پھر دوبارہ عقد دائمی بھی ہو سکتا ہی کسواسطے کہ اس تین سال مین ملکہ صبح د لکشا
انتقال کر جائیگی اور اُسکی جا پر تم ہو جاؤگی جو روز تمھارے قصر النیرین مین جانے کا مقرر ہو اُس روز ہرگز قصر النیرین جانے کا
قصد نکرنا بلکہ تین روز اُس جگہ سے حرکت نکرنا دیکھنا پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی ہان جسوقت بزرگان خدا شناس و حق آگاہ
تمکو یاد فرمائین بے تکلف چلی جانا اور دل مین کسی طرح کا شبہ و شک نلانا دیگر یہ کہ جسوقت قصر النیرین مین پہونچو اور شاہزادہ
معز الدین سے نوبت ملاقات کی آوے میری طرف سے شاہزادہ عالیجاہ کو سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ اے شاہزادہ گردون

کبھی کبھی اس غریب و مسکین کے لوح مزار کو اپنے نور جمال سے روشن و منور فرمایا کیجیے اور ثواب فاتحہ سے یاد و شاد فرمایئے یہ امر یقین ہے کہ آئین سلاطین سے خلاف نہو بلکہ معلوم ہو کہ بھی ثواب ہوگا کہ ایک روز وہ تھا کہ میں عبادت اپنے پروردگار کی کرتی تھی یا اب ایک سورۂ فاتحہ کو محتاج ہوں یہ عاجزی ہے الغرض جو کلمات نصیحت زاہدہ خاتون نے فرمائے ملکہ روشن گہر سکوت میں بخوبی سنا کی لیکن رعب زاہدہ خاتون ایسا ملکہ پر غالب ہوا کہ ملکہ گردن خم کیے کھڑی رہی اور کسی بات کے جواب کی جرأت نہوئی زاہدہ خاتون نے پھر ملکہ روشن گہر کو سینہ سے لگایا اور کہا اے فرزند کسی طرح کا خیال دل میں نہ لانا اور نہ آشفتہ خاطر ہونا بخاطر جمعی اپنے گھر میں بیٹھی رہنا وہ چارہ ساز عالم سب کام عنقریب درست کردیگا اپنے مدعا سے دلی سے جلد کامیاب ہوگی اور کہا اے فرزند اب میں رخصت ہوتی ہوں اور کوئی بات اگر قابل دریافت ہو دریافت کرلو ملکہ روشن گہر نے جو اس خاتون کو اپنے حال پر نہایت مہربان دیکھا عرض کیا اے خاتون بزرگ اگر اجازت ہو اور کسی طرح مضائقہ نہو تو میں یہاں ایک گنبد سنگی بنوا دوں تاکہ یہ نشان مزار باقی رہے خاتون بزرگ نے بپاس خاطر ملکہ کے التماس کو قبول کیا اور فرمایا کہ اچھا اگر تمھاری یہی مرضی ہے تو خیر کیا مضائقہ ہے بنوا دو ملکہ روشن گہر اور کچھ پوچھا چاہتی تھی کہ وہ خاتون نظروں سے غائب ہوگئی اور آنکھ کھل گئی مگر وہ خواب تمام و کمال یاد رہا صبح کو ہنستی ہوئی پلنگ سے اٹھی اور یہ خواب دروازہ کے روبرو بیان کیا دروازہ نے اپنے پدر یاقوت جنی سے بیان کیا کہ ملکہ نے یہ کیفیت بہ برکت اسم فرمودہ حکیم عقبر طوس عالم رویا میں دیکھی اور خاتون بزرگ نے ملکہ کے حال پر نہایت شفقت و مہربانی فرمائی اور اس اس طرح سے ہدایت بھی کی یاقوت جنی بھی اس حال کو سنکے نہایت خوش و مسرور ہوا اور کیفیت ملکہ کی حکیم الجن سے بیان کی حکیم عقبر طوس نے فرمایا اے یاقوت اس خواب واقعی کو خواب و خیال ہرگز تصور نکرنا بلکہ رویائے صادق اور بشارت سمجھنا چاہیے جو کچھ کہ اس بندہ خدا نے ملکہ روشن گہر سے ارشاد فرمایا ہے اسمیں سر موفرق نہوگا اور اس پر عمل کرنا ضرور ہے اسکے خلاف نکرنا ورنہ بقول اس مقدسہ کے پشیمان ضرور ہوگی ہماری رائے یہی ہے کہ ملکہ روشن گہر روز مقررہ صحبت قصر النیرین سے تین روز کے بعد جائیں قبل اسکے ہرگز نہ جائیں کہ اس تدبیر سے ملکہ کی محبت طلسم کشا کے دل میں زیادہ ہوگی اور ملکہ کی قدر و منزلت بھی ان نازنینوں سے زیادہ ہوگی بعد اس گفتگو کے حکیم عقبر طوس یاقوت جنی سے رخصت ہوکے تشریف لے گئے اور فرما گئے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جس روز شاہزادہ معز الدین صاحب قران اکبر فلک قدر قلعہ یاقوتیہ میں بقصد جشن عروسی تشریف لائینگے اسوقت ہم بھی ضرور آئینگے اور تم سے بھی ملاقات کرینگے مگر اب بالفعل ملکہ روشن گہر کو چاہیے کہ تا روز موعود بخاطر جمعی تمام باستقلال مزاج اپنے مکان مسکونہ میں بیٹھی رہے دیکھیے غیب سے اسکے واسطے کیا سامان پیدا ہوتا ہے کسی طرح کی فکر و تردد کو اپنے دل میں دخل دینا نہ چاہیے۔

ابتدای عنان ادہم قلم مشکین رقم کو حال فرخ فال شہریار عالی مکان کشورستان صاحبقران اکبر

خسرو واجب التعظیم شاہزادہ معز الدین ابوتمیم کی طرف منعطف کرتا ہی اور ملکہ صبیح روشن گہر والا قدر کو اسی حال پر ملال مین رکھکے دو کلمہ قصر النیرین کی صحبت کے معرض بیان مین لاتا ہی

نظم

ہی نظر مین کسی گل رعنا کا لب عناب سا
بہ رہا ہے آج آنکھون سے مری خون آب سا

روتے روتے کیا جگر مین نم نہین باقی رہا
دل تڑپتا ہی پڑا جو ماہی بے آب سا

عشق مین اس مہروش کے یہ بھی ہو گیا اتفاق
ماہ آتا ہی نظر کچھ پارۂ سیماب سا

عہد پیری مین جوانی کے کہان وہ دلولے
رہگیا ہے وہ زمانہ یاد ہمکو خواب سا

صبر کا جامہ ہوا مثل کتان کیون چاک چاک
جب عیان ہو پیرہن سے وہ بدن مہتاب سا

باغ جنت مین ہر اک شی پا ئینگے بے جستجو
عالم عقبیٰ نہین ہے عالم اسباب سا

دلو مہرو مہ کبھی پنہان کبھی ہے آشکار
چرخ مین ہر رات دن ہے آسمان دولاب سا

خاک سی جھڑنے لگی جب چرخ کہن کہنہ ہوا
تھا جو قد مثل ستون وہ ہوگیا محراب سا

سخن سنجان نکتہ پرور و عالی خیالان ہنرور سطح قلم فرسا ہوتے ہین کہ جسوقت شہنشاہ گردون فر صاحب قران اکبر نے نزاکت پری کے ہاتھ سے چند جام لبریز بادۂ ارغوانی کے علے التواتر نوش فرمائے اور نشۂ شراب طلسمی سے دماغ تر ہوا عالم کیف و لطف مین صاحب قران اکبر تماشائے قصر و باغ و ایوان مین مصروف ہوئے نزاکت پری بھی ہزار ناز و انداز صاحب قران اکبر کے ہمراہ خرامان تھی اثنائے سیر باغ مین صاحب قران اکبر نے فرمایا اے نزاکت پری تجھے قسم ہی اپنی جان کی سچ بتا اس قصر رشک ارم مین کسی ماہ پارہ راحت بخش دل و جان سے ہم بھی صحبت عیش و عشرت گرم کرینگے یا نہین اگر کوئی نازنین ہمکو مہمان رکھیگی اور سامان دعوت مہیا کریگی تو وہ کونسی ساعت ہوگی جو ہمکو یہ سامان نصیب ہوگا اور وہ صاحب خانہ

معلوم نہین کب جلوہ افروز ہونگی مصرعہ
طاقت مہمان ندارشت خانہ مہمان گذشت

پاشاہ پاسبان طلسم نے بمذاق محبو سرگشتہ و آوارہ سے فرمایا کہ فقط شراب بے لطف سے دعوت ہماری ختم ہو رکی ہو کہ خود ہی شراب بھی پیئین اور خود دل سے باتین بھی کرین اور زیادہ یہ ہی چند کنیزان و مکان دار سے کہ جنکا نام بھی نہین معلوم صحبت گرم کرین اور باختلاط بیش آئین اپنے اوقات کو خواہ مخواہ ضائع کرین اگر زیادہ دل گھبراوے سیر چمن اور تماشائے باغ و گل و ریاحین دیکھین اور کوئی سامان مجھکو بظاہر نظر نہین آتا اے نزاکت پری اس قصر و باغ ہشت مین اسوجہ سے اور اس غیبت سے آیا تھا کہ صحبت و اختلاط سے نازنینان پری تمثال و مہر جبینان خورشید جمال کی لطف و حظ زندگی حاصل کرونگا

اور بزم عیش و عشرت گرم کرونگا اور اپنا دل بہلاؤنگا۔ اشعار

ز چشم دل بہ تماشا تمتع اندوزیم	ز جان و تن بہا را زبان بگردانیم
گل افگنیم و نگاہے بہ رنگ زر پاشیم	می آوریم و قدح در میان بگردانیم
گہے بلا بہ سخن با ادا بیامیزیم	گہے بہ بوسہ زبان در دہان بگردانیم
نہیم شرم بیک سو و باہم آویزیم	بشوخی کہ روی آختران بگردانیم

مین اسواسطے نہین آیا تھا کہ تم ناز محبوبانہ سے پیش آؤ اور مین دیوانہ وار تمھارے گرد رہون اے نازنین اگر مجھکو یہ معلوم ہوتا تو ہرگز ہرگز ادھر کا رخ بھی نہ کرتا بخدائے عزوجل میرے اس دل مشتاق و آرزومند وصال یار مین اسقدر طاقت ضبط و صبر کہان کہ اشتیاق مین مجبور و عاجز پڑا رہون نزاکت پری نے دست بستہ عرض کی اے شہریار گردون وقار ہر ایک کام کا ایک قرینہ ہوتا ہے علی الخصوص ایسے امورات مین عنان صبر کو دست اختیار مین رکھنا چاہیے اور استقلال طبع ضرور ہے لہذا حضور خاطر مبارک کو جمع فرمائین اور لاغرضی اور استغنا کو کام فرمائین انشاءاللہ تعالے عنقریب انھین حجرہاے ایوان سے ماہ طلعتان خوش جمال و زہرہ جبینان حور تمثال باہر نکلا چاہتی ہین حضور خود دیکھ لینگے کہ انمین سے ہر ایک آفت جان عاشقان ہے صاحبقران اکبر نے فرمایا کہ ایک خواب مین مین نے دیکھا ہے یقین ہے کہ اس خواب کی تعبیر بہت جلد ظاہر ہو بلکہ ایک مرتبہ اسی قصر مین تماشاے حیرت افزا عالم واقع مین مین نے دیکھا تھا یقین ہے کہ بموجب اسی خواب کے وہ نازنینان و زہرہ جبینان شمع رخسار اس سرشاری نشہ مین اور جوش مستی مین یہان تشریف لائین اور میری چشم مشتاق کو اپنے نور جمال خورشید مثال سے روشن و منور کرین۔ راوی کہتا ہے کہ اس قصر عالی مین ہرچند کہ حجرے بہت وسیع و بیشمار ہین لیکن چار حجرے اس قصر کے ان چارون نازنینون کے مکان سے اسقدر قریب واقع ہوے ہین کہ ہر ایک نازنین اپنے مکان سے بے تکلف اور بہ آسانی حجرہاے قصر مین چلی آئے بلکہ ان واحدین چارون نازنین یعنے ملکہ درۃ البیضا اور ملکہ فصیحہ روشن سخن اور ملکہ رشک بہار وغیرہ موافق نصیحت و وصیت اپنے اپنے حجرۂ معینہ مین داخل ہوئین اور ایک ساعت تا ملکہ صبح روشن گہر آئی تا چارون نازنینین شیشہ شراب ریحانی لیکر حجرون سے برآمد ہوئین اور پرتو حسن و جمال سے صحن و ایوان قصر و تمام باغ روشن ہو گیا۔ صاحبقران اکبر اسوقت حالت اندوہ و ملال معشوقان دل نوازین سرنگون بیٹھے تھے اور فکر و تشویش مین گرفتار اور نشہ شراب طلسم سے سرشار جھوم رہے تھے اور نزاکت پری سے ہمکلام تھے یکایک صاحبقران اکبر کے کان مین آواز پازیب کی آئی صاحبقران اکبر نے حیران ہوکر حجرہاے قصر کی طرف ملاحظہ فرمایا دیکھا پردہ ہاے زرنگاری حجرے کے بلند ہوے اور ہر ایک حجرے سے ایک ایک نازنین از سرتاپا زیور و جواہرات سے آراستہ پوشاک پرتکلف زیب جسم کیے عجب ناز و انداز سے باہر آئی اور صحن قصر مین اپنے اپنے مسند زرنگار پر بصد کرشمہ و ادا بیٹھ گئی جسوقت صاحبقران اکبر کی نگاہ

پڑی اور آنکھ سے آنکھ لڑی اسی وقت ہوش و حواس جاتے رہے شعر

نظرے یار می آید بآیینے کہ می دانی ۔۔۔ تراد ید ار از دزدانی کہ من از ہوش رفتم

جب ہوش و حواس بجا ہوئے اور نازنینان خورشید رخسار کو دیکھا پس یہ معلوم ہوا کہ ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نو بہار و ملکہ ناطقہ روشن گہر بیان اپنی اپنی مسندہائے زرنگار پر جلوہ افروز ہیں شاہزادہ گردون شکوہ نے جو یہ سامان دیکھا عنان صبر دست اختیار سے چھوٹ گئی اور دل بیقرار آرزو مند وصال یار مثل ماہی بے آب سینہ میں تڑپنے لگا اور حد سے زیادہ بیتاب ہو گیا اسواسطے کہ بعد مدت مدید کے محبوبان گلعذار کا نظارہ میسر آیا فوراً از فرط مسرت سے یکایک مضطربانہ تخت رفعت سے اٹھ کھڑے ہوئے نظم

اے دل بخود ببال کہ از اوج طالعت ۔۔۔ خورشید و ماہ و زہرہ بہم ہر سہ آمدند
این ہر سہ سیر و ہر سہ گل و ہر سہ ماہرو ۔۔۔ یکجا بہ بزم دیدۂ عاشق قدم زدند

قصہ کوتاہ یہ اشعار پڑھتا ہوا پروانہ وار ان شمع رخسار کے قریب پہونچا ملکہ درۃ البیضا کو کہ شکل و شمائل میں ملکہ شمسہ تاجدار کے مشابہ تھی اور وہی سب نازنینوں سے چند قدم آگے تھی صاحب قران اکبر نے حالت محویت و بیہوشی میں ملکہ شمسہ تاجدار کے تصور و خیال میں بے اختیار آغوش میں اٹھا لیا اور چند بوسے بھی اس لب لعل کے پیار کے لیے بعد اسکے ملکہ رشک بہار کو بخیال ملکہ نو بہار گلشن افروز آغوش میں لیا اور اسی طرح ملکہ فصیحہ کو باشتباہ ملکہ ناطقہ روشن بیان سینہ سے لگایا خلاصہ یہ کہ ہر ایک ان مہ جبینان خورشید رخسار کے لب جان بخش و رخسار دلکش کے بوسے لیے نزاکت پری سے مخاطب ہو کے فرمایا اے زن از خود رفتہ تجھے کچھ خوف خدا یا کسی کی مروت بھی ہے یا نہیں تو کس خواب غفلت میں ہے تیری ذات سے افسوس ایسی امید نہیں تھی کہ جب یہاں کچھ نہ تھا فضول باتیں کرتی تھی اور جب موقع و محل بات کا آیا خاموشی اختیار کی حیف اگر بے اعتنائی منظور رکھتی کسواسطے اصرار کر کے زبردستی خدمت ساقی گری اختیار کرلی اب وہ بادۂ ریحانی و مے ارغوانی کہاں ہے جلد لا اور اس مے خوشگوار سے ایک جام لبالب مجھے پلا دے شعر

ساقی خبرت نیست کہ ایام بہار است ۔۔۔ این بیخبری مژدۂ صد بوس و کنار است

نزاکت پری نے کہا اے شہریار گردون وقار میں اسوقت نہایت حیرت و استعجاب میں دیکھ رہی ہوں ماشاءاللہ حضور اسوقت عالم سرور میں ہیں صاحب قران اکبر نے فرمایا خیر جو کچھ تمنے کہا سب تمہاری عنایات و مہربانی ہے پس اب دیر نہ کرو اور اپنے دست حنائی سے سامان مے نوشی و عشرت لاؤ اور اس مبتلائے آلام کو دو ایک ساغر روح افزا پلاؤ کہ گونہ سرور و مسرت کے حاصل ہو نزاکت پری نے دست بستہ عرض کی جو حکم ہو یہ کنیز خاص بسر و چشم بجا لائیگی اور فوراً ایک ساغر الہ فام بھر کر صاحب قران اکبر کو دیا اور کہا شعر

بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ۔۔۔ چنین نماند و چنان نیز ہم نخواہد ماند

صاحبقران اکبر عالی شان وہ جام راحت بخش دل وجان شراکت پری سے لیکے بلاخوف وخطر پی گئے اس شراب طلسمی سے
دلولہ شوق ایسا پیدا ہوا کہ اس جوش مستی مین پہلے درۃ البیضا کو آغوش مین لیکر اختلاط مین مشغول ہوگئے اس عرصہ
مین شراکت پری نے دوسرا جام لبریز کیا اور صاحب قران اکبر کو دیا صاحب قران اکبر نے وہ جام ہوش ربا بھی بلا
نوشجان فرمایا اور ایسا غلبہ شوق ہوا کہ ملکہ فصیحہ روشن سخن وملکہ رشک بہار کو بھی گلے سے لگالیا اور لب ورخسار
کے بوسے اسقدر لیے کہ عارض گلفام کو رشک نیلم کردیا جب وہ عارض گلگون نیلگون ہوگئے پھر وہ دونون نازنینین پہلوے
صاحبقران اکبر سے ہٹ گئین تیار ہوکے صاحب قران اکبر نے ایک ایک جام لبریز ہر ایک نازنین کو اپنے ہاتھ سے پلایا
اور پھر سرگرم اختلاط ہوے پھر کبھی درۃ البیضا کو سینہ سے لگاکر لطف وصل حاصل کیا اور کبھی فصیحہ روشن سخن
اور رشک بہار سے ہم آغوش ہوکے کہا کہ نظم

سزد کہ فخر کند بر سپہر طالع من
کہ شادمان شدہ ام از وصال سیمبران
سہ ماہ سیمتن لالہ روے وغنچہ دہن
بباغ دہر قد ہر یک است سرو روان
نمود جا بکنارم چو سرو برلب جو
روان نگر بہ شادی ست آب تا دامان

قصہ کوتاہ بعد اس عیش وعشرت کے اس شہریار عالی وقار نے ان نازنینون سے زمرد کشا کی باتین شروع کین پہلے
یہی ذکر آیا کہ اے معشوقان دلنواز ومحبوبان سرمایۂ ناز اس صحبت عیش مین ملکہ صبح دلکشا نے تمھاری شرکت کیون نہ کی اسکا کیا
سبب ہے اور تمھارے ساتھ اسکے نہ آنے کا کیا باعث ہے آخر قصر اخضر مین بھی تو تم سب ایک جا جمع تھین اور وہان کیسی کیسی
صحبتین عیش ونشاط کی شب وروز رہا کرتی تھین اب نہین معلوم کیا وجہ ہوئی کہ اس نازنین نے تم سے کنارہ کیا اور جدا
ہوگئی اور یہان صحبت مین نہ آئی یہ تو بتاؤ کہ اسکے دشمن کچھ علیل تو نہین ہوگئے یا خدانخواستہ آپس مین سوء مزاجی ہوگئی
کہ اسنے تمھارا ساتھ چھوڑ دیا آخر کیا وجہ ہے کوئی سبب ایسا ہوا ہے کہ جو یہانتک نوبت پہونچی اسکا بھید ہمکو بھی معلوم ہونا چاہیے
اس ہرزہ نگار نے پہلے بیان کردیا ہے کہ یہ چارون نازنینین سح روشن گہر ایک دوسری کے حال سے بے خبر تھین اور نہ خلقت
سے کسی کی کوئی واقف ہے فقط اب بوجہ وصیت لوح کے البتہ قصر مین پہونچکر ایک دوسرے کے حال سے مطلع ہوئی ہین
اور یہ معلوم ہوا ہے کہ ہم چارون عورتین ایک طرح کی ہین اور ہم چارون ایک مرتبہ ضرور طلسم کشا سے ملاقات کرینگی اور حجرہ طلسمی سے
ساتھ ہی آوینگی چنانچہ اسی واسطے ان تینون نازنینون نے ملکہ صبح روشن گہر کا قصر مین انتظار کیا تھا قصہ مختصر ان تینون نازنینون
نے صاحب قران اکبر کا سوال سنا اور جواب دیا کہ اے شہریار نامدار ہمکو کسی کے دل کا کیا حال معلوم ہے ہان البتہ ہم جانتے ہین
کہ بظاہر اسباب ہم مین کسی نازنین سے کوئی ایسا امر سرزد نہین ہوا کہ جو اسکے تکدر وملال کا باعث ہوا ہو اور اُسکے نہ آنے کے حال
سے ہمکو خبر نہین اور یہ بھی معلوم ہے کہ وہ بفضل خدا صحت سے ہین ایک عرصہ ہوا ہے کہ ہم اُنکی صورت سے واقف نہین کہ بعد آنے
کوئی حال نیک وبد دریافت کرتے اور نہ اُنکے یہان ہم مین سے کسیکی آمدورفت ہے صاحب قران اکبر ان نازنینون کے جواب

سننے یہ سمجھے کہ شاید ملکہ صبح روشن گہر کو کوئی کام ضروری ایسا لاحق ہوا ہے کہ وہ نہیں آئی عجب نہیں کہ وہ اپنے مکان پر ہو کہیں
مہمان گئی ہو یا پردۂ قاف کو چلی گئی ہو بہر طور قصر اخضر میں نہیں ہے ورنہ ضرور یہاں آتی اور شریک صحبت ضرور ہوتی آخر بوجہ
بیخود ہونے کے تاثیر طلسمی سے صاحبقران اکبر نے کہا اچھا ہوا میں بھی ملکہ صبح روشن گہر کے نہ آنے سے نہایت خوش
ہوا کہ اسکے شریک صحبت ہونے سے میرا عیش تلخ ہو جاتا ملکہ صبح روشن گہر نے اسوقت مجھپر یہ بھی کمال احسان کیا کہ یہاں
تشریف نہ لائیں ورنہ مجھکو نہایت ہی ناگوار و شاق گذرتا اسے ملکہ اصل حال یہ ہے کہ اس سرزمین میں دوسری صبح مجھے ایسی ملی ہے
کہ مجھ سے اسکی تعریف نہیں ہو سکتی اور اگر ابھی جو میں ایک کرشمہ اسکی صورت دلفریب و حسن و جمال کا حال بیان کروں تو تمہارا
مزاج درہم برہم ہو جائے اور تمہارے مزاج کی برہمی و افسردہ خاطری میری پراگندگی ہوش و حواس کا اور تکلیف و زحمت کا
سبب ہو پھر میں ناحق اپنا لطف کیوں کھوؤں آخر تم بھی تو اپنے حسن و جمال اور شکل و شمائل میں لاثانی و بے مثل ہو
تمہارا دنیا میں مثل و نظیر نہیں ہے وہ نازنین تمہارے کف پا کی برابری نہیں کر سکتی البتہ ملکہ صبح دلکشا کی صورت و سیرت سے
ہم پایہ ہے بلکہ مشابہت و مناسبت بھی رکھتی ہے بلکہ صبح دلکشا کو صفائی میں اور ملاحت وغیرہ میں انیس درجہ اور اس دوسری
صبح کو بیس درجہ تصور کرنا چاہیئے بس اتنا فرق ضرور ہے یہ گفتگو سے ناامید سراسر بے لطف ہے کسواسطے کہ تمہارے خلاف ہے
ایک نوع کا از جہاں ملال تمہارے دل عشق منزل پر گذریگا قبون نازنین اس گفتگو سے دل خراش صاحبقران اکبر سے
دیوانہ وار خفا ہو گئیں اور آپس میں اشارہ بھی کرتی گئیں اور صاحبقران اکبر اسی عالم بیخودی میں اس ہنسی کو بھی ایک
غمزۂ معشوقانہ سمجھے بے اختیار حالت مستی میں بار دیگر ایک نازنین سے لپٹ گئے اور غلبۂ شوق سے اسکے لب شیرین و رخسار آتشین
کے بوسے اسطرح لیے کہ زنان حاضرین کی زبان پر ذائقہ آگیا اور دیکھنے والوں کے منہ میں پانی بھر آیا پھر اسی طرح اس مدہوشی و بیخودی
میں دوسری نازنین لیبشا کی طرف مخاطب ہوئے اور بوس و کنار کی صحبت گرم کی یہ نازنین ہمشکل ملکہ شمسہ تاجدار ہے اور پوچھا ہے ملکہ آفاق
دارا دل مشتاق برلاے صبح کہ تم اسوقت کس سبب سے خاموش بیٹھی ہو تمکو اسطرح مثل تصویر خاموش دیکھ کے میرا دل
گرفتہ ہوا جاتا ہے بلکہ کلیجہ منہ کو آتا ہے خدانخواستہ آئینۂ دل پر کسی طرح کا غبار ملال تو نہیں آگیا ہر چند کہ میں یہ بھی جانتا ہوں
کہ تم نہایت مہذب و باوقار ہو اور نہایت مستغنی المزاج بھی ہے لیکن شاید یاد ہو کہ اگلی صحبتوں میں زبان گہربار سے کلمۂ
کلام کرتی تھیں اور سرگرم عیش و عشرت رہا کرتی تھیں اسطرح سے کبھی تمکو اپنے سکوت میں نہیں دیکھا اور یہاں کوئی مخل صحبت
بھی نہیں ہے پھر ایسی شرم و حیا بیجا کسواسطے ہے خدا کے واسطے کچھ منہ سے بولو ہنسو کہو اور میری سنو پہلے یہ کہو کہ تمہارا مشیر
و مدبر ہادی طریق مربی و شفیق یاوری اید روس خیر و عافیت سے ہے اور مدت دراز اور عرصۂ کثیر سے کبھی اسکو روزنامچہ بزرگ
لیے بیچ دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا یا کوئی خبر تازہ بھی آپ کو معلوم ہوئی دوسرے تمہارے والد بزرگوار والا تبار ابو عاصر نامدار
شاہ فردوسیہ آج کل کس شغل میں مصروف ہیں تیسرے تمہارا چچا ابو حاکم نابکار کہ وہ سرگروہ اشرار و کفار ہے اور بانی فتنہ و
فساد بمحال کیا کیا فسادات برپا کر رہا ہے اور اب کسکا طرفدار و مددگار ہے تمکو تو ضرور بوجہ سکوت قصر اخضر اخبارات تازہ و حقیقت

وکیفیت لشکر کفار کی معلوم ہوا کرتی ہو گی اُن حالات کے سننے کا مین بھی مشتاق تھا بنی توجہ وعنایات سے مجھے بھی سنا دو ملکہ درۃ البیضا شاہزادہ عالیجاہ کی گفتگو و تقریر کو سنکے متحیر ہوئی اور غرق بحر فکر ہوئی کچھ جواب نہ دیا اسواسطے کہ ملکہ نے کبھی ایسا قصہ کا ہے کو سنا تھا وہ کیا جانے ایلہ روس کون ہے اور ابو عامر و ابو حاکم کون شخص ہیں متحیر ہوئی کہ یہ شاہزادہ کیا کہتا ہے خواب کی باتیں کرتا ہے بلکہ مجنون سا معلوم ہوتا ہے اب مین اس مجنون کی بات کا کیا جواب دون مین کیا جانون مین نے اس طلسم سے باہر قدم نہیں رکھا زمانے کے گرم و سرد کا مزا نہیں چکھا اور واقعی یہ ناواقف محض کیا جانے ہان اگر ملکہ شمسہ تاجدار ہوتی تو جواب دیتی آخر کار درۃ البیضا اسی سکوت مین بیٹھی رہی اور عوض جواب کے ایک جام پر از شراب ارغوانی دیا صاحب قران اکبر نے اُس جام ہوش ربا کو اپنے دست حق پرست مین لیا اور یہ شعر پڑھکے نوش فرمایا۔ شعر

با شیخ و وعظ کم شناسیم | یا جام بادہ یا قصہ کوتاہ

اسی عرصہ مین ملکہ درۃ البیضا نے دوسرا جام می ارغوانی لبریز کرکے پھر شاہزادہ عالیجاہ کو دیا اور کہا۔ شعر

بنوش جام می و چہرہ ارغوانی کن | بہار آمدہ سامان شادمانی کن

بعد اسکے ملکہ حیرت زدہ دل مین کہتی تھی۔ شعر

ببینیم کہ تا کردگار جہان | درین آشکارا چہ دارد نہان

صاحب قران اکبر کو اُس عالم سرور مین اُس محبوبۂ عالم یعنے درۃ البیضا کے اشعار خوب معلوم ہوے اور بہت ہی محظوظ ہوے فرمایا اے ملکۂ آفاق ہمکو اسوقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمھارا لقب اسی وجہ سے عذب البیان قرار دیا ہے کہ تم ماشاء اللہ سے نہایت ہی شیرین بیان ہو اور فصاحت بیانی مین یکتا بلکہ شہرۂ آفاق ہو اب مین سمجھا کہ تمکو مین نے نہایت ہی نقصان پہونچایا کہ ایسی گفتگو سے بے موقع و بے محل کی تمھاری محض بیجا خراشی ہوئی اب تم مجھے معاف فرماؤ الغرض صاحب قران اکبر اسی محویت و بیخودی مین ملکہ درۃ البیضا سے جدا ہو گیا اور ملکہ شاہسوار سے مخاطب ہوکے اُسے سینہ سے لگایا اور چند بوسے لیے اور کہا اے ملکہ تو بہار تمکو وہ بھی زمانہ یاد ہے کہ طلسم اجرام واجسام مین مجھ خستہ و پریشان آوارہ و سرگشتہ پر کیسا کیسا ظلم و ستم ناحق کیا اور اس غلبۂ عشق و سوداے محبت مین مجھ آشفتہ حال پر کس کس طرح کی آفتین نازل ہوئین اور تمنے اکثر مقامات طلسم مین کس کس تغافل شعاری کو کام فرمایا ہے اور کیسی کیسی بد سلوکی سے پیش آئی ہو یہ تمکو کا ہیکو یاد ہوگا کہ تمنے میری ایذا دہی اور دل آزاری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اور امتحان تو کامل ہوا اور ایسا ہوا کہ کا ہیکو کسی کا ہوا ہوگا مگر شکر ہے اُس پروردگار عالم کا کہ باوجود اس پریشان خاطری و مدہوشی کے ثابت قدم ہی رہا خیر وہ تو جو کچھ تھا گذر گیا اب آپ یہ فرمایئے کہ طلسم اجرام واجسام اسی طرح باقی ہے یا کوئی امر جدید اور ہوا ہے اور ہمارے استاد والا نشاد جناب فضیلت مآب حکیم قسطاس الحکمت مدظلہ العالی تو

حیرت سے ہین اور ہمکو کسقدر عرصہ ہوا جناب حکیم صاحب سے جدا ہوئے ایک مدت ہوئی کہ حکیم صاحب کی زیارت جمال
باکمال سے محروم ہون نہایت مشتاق سعادت قدمبوسی ہون خیر اب آنکے حال سے مطلع کرو ملکہ رشک بہار بھی مانند
ملکہ درۃ البیضا شہزادے کی یہ باتین سنکے غریق بحر حیرت ہوئی اور کمال متحیر ہوکے دل مین کہا بار الہا

قصر النیرین مین صاحبقران اکبر کا سیر و تماشا دیکھنا اور نازنینان چمن کے ساتھ بلانوشی کرنا اور مین نازنینان ہمشکل ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ صبح رونگھ و ملکہ ناطقہ وغیرہ کا ہمراہ شاہزادہ گردون وقار کے ہونا

یہ کیا ماجرا ہی سمجھ مین نہین آتا حکیم فسطاس الحکمت کہان ہین اور صحبت کیسی یہ شاید خواب کا ذکر کر رہا ہی اب مین اسکے
کیا جواب دون طلسم اجرام و اجسام کہان ملکہ تو بہار کون اور دل اور دل آزاری کیسی مین بیچاری اس گوشہ مین بیٹھی
ایسے امورات کی کیا خبر مین نے تو کبھی ایسے نام بھی نہین سنے دیکھنا کیسا پھر اسکا جواب مین کیا دون آخر کار اسنے ایک جام
شراب ربانی سے لبریز کرکے صاحبقران اکبر کو دیا اور شہزادہ نے بلا تکلف نوش فرمایا اور یہ شعر زبان حال سے پڑھا

شعر

بنوش بادہ و از حال کس سوال مکن	کہ وقت بادہ کشی یار ز خلق بے خبر است

صاحبقران اکبر اس جام شراب ربانی کے نوش فرماتے ہی ایسے بیخود اور بادہ نوش رہوے کہ عقل سے بالکل خارج ہوگئے
اور پھر وہی سوال کیا اور اسکے ہاتھ سے ایک اور جام شراب لیکر نوش فرمایا اب کسیقدر طبیع عالی اور خاطر اقدس پر آن
نازنینون کا جواب نہ دینا ناگوار گذرا کہ جتنے ان نازنینون سے جو سوال کیا کسی نے ہماری بات کا جواب نہ دیا اور ہمارے
کہنے کو خیال مین نہ لائین ہماری باتون کو انہون نے محض لغو تصور کیا اور عوض مین جواب کے ایک جام گلگون دے دیا اور

زیادہ یہ ہی ایک شعر پڑھ دیا مجھکو یہ نہیں معلوم کہ آخر یہ تجھیں کیا ہیں اور اس تجاہل عارفانہ سے فائدہ ہی کیا ہی اور ان نازنینوں
نے بخلاف اول اب یہ غمزہ بیجا و کرشمہ بیمحل و عشوہ بیہودہ کب سے اختیار کیا ہی کبھی ایسی نخوت و بیاعتنائی نہیں دیکھی نہیں معلوم
ان معشوقان عاشق کش پر کیسی بلاے ناگہانی نازل ہوئی ہی کہ دفعۃً سب کی قلب ماہیت ہوگئی اور یہ عورتین آدمیت سے خارج
ہوگئین یا یہ شرارت و نفسانیت کا باعث ہی کہ ہر ایک طرح سے دل آزاری و خاطر شکنی کرتی ہین آپس مین اتفاق کرکے شیوۂ
تغافل شعاری اختیار کیا ہی قصہ کوتاہ صاحبقران اکبر نے اس ملال و اندوہ مین ملکہ رشک بہار کیطرف سے منھ پھیرا اور ملکہ
فضیحہ روشن سخن کیطرف مخاطب ہوے یعنی اپنی دانست مین ملکہ ناطقہ روشن بیان کی طرف توجہ فرمائی اور ہاتھ بڑھا کر ملکہ کو
گود مین اپنی بٹھالیا اور بیتابانہ لب و رخسار کے بوسے لیے اور پھر چین بجبین ہوکے فرمایا اے ملکہ ناطقہ روشن بیان یہ نہایت تعجب کا
مقام ہی اور بڑے افسوس کی بات ہی کہ تم مجھی کو شراب پلاتے پھیلی جاتی ہو اور مانند تصویر خاموش سکوت مین بیٹھی رہتی ہو اور
لطف یہ ہی کہ نہ اپنی کہو اور نہ کسی کی سنو اور کیا قیامت ہی کہ تم میری بات کا بھی اصلا جواب نہین دیتین اس سبب سے مین
غریق بحر حیرت ہوں لتعجب ہی کہ اسطرح کی کم خلقی و بے اعتنائی کیون کرتی ہو مجھے صدمۂ عظیم ہوتا ہی کیا میری بات کا جواب دینا
منع ہی اے ملکہ عالم سچ کہو تمہارے جواب نہ دینے کی کیا وجہ ہی اور تم اسقدر چپ کیون ہو اس تمہاری خاموشی نے تم سے
مجھکو نا امید کر دیا ہی اگر تم جواب باصواب نہ دوگی رفع تردد نہوگا اول یہ بتاؤ کہ تمہاری بجلدار اتارہ خاتون کہان ہی اور کیسی
ہی اور غمزۂ شیرین بیان کا کیا حال ہی وہ تو بڑی شوخ و تندمزاج اور بڑی دمساز و محرم راز تھی ایکدم تجسے جدا نہ ہوتی تھی سایہ وار
ہر وقت تمہارے ہمراہ رہا کرتی تھی اب کیا ایسا غضب ہوگیا کہ ایسی رفیق و غمگسار تم سے جدا ہوگئی جسکا جدا ہونا وہم و گمان
مین نہین آتا نہین معلوم وہ کس کام مین مشغول ہی کہ ایسی صحبت عیش مین نہین آسکتی فضیحہ روشن سخن نے یہ جو سنا
وہ بھی حیران ہوئی اور مثل ورقۃ البیضا اور رشک بہار کے یہ بھی سکوت مین بیٹھکے چپ ہو رہی اور حیرت کے عالم
مین صاحبقران اکبر کی صورت تادیر دیکھا کی اور کچھ جواب نہ دے سکی پھر اسی طرح ایک جام شراب ہوش ربا شہزادے
کو دیا اور کہا۔ اشعار

ای بادشاہ بخت جوان بادہ نوش کن — پیر فلک مطیع تو اقبال شد غلام
لیکن زحال ہیچکس از ما مکن سوال — این بزم خاص بادہ بود نہ بذکر عام

صاحبقران اکبر نے بمجبوری تمام جام ہوش ربا کا اس ماہ جبین و گل اندام کے ہاتھ سے لیکر نوش فرمایا اور کہا بارے آگاہ یہ کیا
معاملہ ہی کہ ہر دم ایک نیا معاملہ پیش آتا ہی یہ خواتین جواب مطلق نہین دیتی ہین بات نہین کرتین عجب بات ہے۔ لاحول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مجھکو ان نازنینوں کی وضع اور قطع سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ نازنینین آپس مین اتفاق کرکے یہان
آئی ہین ایک حرف زبان سے نہ نکالینگی اور بصورت تصویر سکوت مین بیٹھی رہینگی اور مجھکو آئینہ دار حیران کرینگی یہ امر خالی از
علت نہین قصہ کوتاہ شاہزادہ عالی جاہ اسی فکر و تشویش مین بار دگر ورقۃ البیضا کی طرف متوجہ ہوا اور ورقۃ البیضا

فوراً جام شراب ہوش ربا لبریز کیا شاہزادہ والا جاہ وہ جام درۃ البیضا کے ہاتھ سے لیکر نوش فرما گئے اور بجائے گزک
چند بوسے لب و رخسار کے لیے اور اسی حالت میں ملکہ درۃ البیضا کے کان میں کہا اے ملکۂ عالم تمھارے اس اخلاق
و محبت سے نہایت بعید ہے کہ تم میری بات کا جواب نہ دو اور چپکی بیٹھی رہو اگر تمکو جواب دینا شاق ہے یہی کہدو کہ ہم نہیں چاہتے
یا ہمسے اس وقت نہ پوچھو ہمارا مزاج درست نہیں ہے آخر کچھ جواب تو دو — شعر

تو از تمکین من از حیرت نہ ائی کہ نہ تقریرے
بدان ماند کہ ہم بزم ست تصویرے بتصویرے

جب درۃ البیضا نے شہزادے کا حال دگرگون دیکھا دل میں کہا اب سخت مشکل درپیش ہے اگر میں حال اپنا واقعی بیان کردیتی
ہوں راز افشا ہوا جاتا ہے مبادا اور کسی طرح کی آفت برپا ہو جائے پھر اسکا علاج غیر ممکن ہوگا لوح بیضا کا بھی یہی حکم ہے کہ
طلسم کشا کی صحبت میں جانتک ہو صبر کرنا چاہیے بجز سکوت کے اور کوئی علاج نہیں اور جب مجبور زیادہ ہوں اور دیکھوں
کہ اب بدون جواب کے چارہ نہیں اور شاہزادہ مجبور کرے ناچار جواب دینا پڑیگا اور طرفہ یہ ہے کہ جو حال کہوں وہ بجز سچ کے
ایک شمہ جھوٹ نہ کہوں اور یہ بھی صحیح ہے کہ بعد تین جام شراب طلسمی کے ہر ایک نازنین کو اپنا حال بمجبوری صاحبقران اکبر
سے بیان کرنے کا اختیار ہے پھر کچھ مضائقہ نہیں ہے بلکہ اُسکے حق میں وہ بیان کرنا نہایت مفید و بہتر ہوگا ای درۃ البیضا
یہ بھی مقدمہ کسقدر سخت و دشوار پیش آیا ہے کہ ابھی صاحبقران اکبر گردون وقار نے کل دو ہی جام شراب ہوش ربا
نوش فرمائے ہیں ہنوز تیسرے جام کی نوبت نہیں آئی ہے اور اصرار شاہزادے کا بڑھتا جاتا ہے اور بار بار کہتا ہے کہ جواب
دو اب میں حیران ہوں۔ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل اگر جواب نہیں دیتی ہوں صاحبقران اکبر کی آزردگی کا خیال
ہے اگر حال واقعی بیان کروں لوح کے خلاف ہوتا ہے سخت حیران ہوں کیا کروں ناچار بحالت انتشار درۃ البیضا نے
کان میں صاحبقران اکبر کے کہا ای شہریار گردون وقار اصل حال اس کنیز کا یہ ہے کہ میں ملک تمثین آہن پوش کی
دختر بداختر ہوں اور درۃ البیضا میرا نام ہے حسن اتفاق سے میری ولادت اسی سرزمین طلسم میں بحکمت حکماے
عالی منزلت بانیان طلسم ہوئی ہے اور میں مشابہ صورت و شکل ملکہ شمسہ تاجدار کے ہوں اور بخداوند ذو الجلال والاکرام میں
ہرگز ملکہ شمسہ تاجدار نہیں ہوں بلکہ اسقدر قدرت و مجال بھی نہیں رکھتی کہ اُس ملکۂ آفاق کی کنیزوں سے بھی ہمسری
کر سکوں ہاں اگر اُس ملکۂ تاجدار دولت مدار کی کنیزوں میں داخل ہوں تو جائے فخر و مباہات ہے علاوہ اسکے بانیان طلسم
نے روز ولادت سے زائچہ کر کے طالع میرا دیکھا اور نام شمسہ تاجدار کی کنیزان خدمتی میں لکھ دیا میں کسی طرح خاتون اصلی
نہیں ہو سکتی۔ الغرض جب صاحبقران اکبر نے درۃ البیضا کی زبان سے یہ سُنا درۃ البیضا کو بنظر شہریاری ملاحظہ
فرمایا لیکن شہریار عالی وقار نے چونکہ شراب طلسمی کے دو جام نوش فرمائے تھے اُسکی تاثیر شہزادہ کے دماغ میں کام کر گئی
تھی اس وجہ سے مطلق نیک و بد میں تمیز نہ کر سکتے تھے اُس سرشاری شراب طلسمی میں درۃ البیضا کی شکل ہمیشہ شمسہ تاجدار کی
معلوم ہوئی آخر دست خواہش سے اپنی طرف کھینچا اور بے اختیار لب و رخسار کے بوسے لیے اور کہا ای جان جہان و سرمایۂ آرام جان

یہ تو بتا کہ ملکہ شمسہ تاجدار مین کیا ہی کہ تم مین نہین ہے تم بھی ملکہ شمسہ تاجدار سے کسی طرح کم نہین اتنا فرق ضرور ہے کہ وہ صاحبقران اعظم سلطان المعظم خورشید تاج بخش کی اولاد خاص سے ہی اور بانیان طلسم نے اس کائنات طلسم کی تمام دولت ومتاع اُسکے جہیز کے لیے امانت رکھی ہے اس امر مین البتہ ملکہ شمسہ تاجدار ممتاز ہی یہ حصہ فقط اُسی کا ہے اور سب سے زیادہ ہی اگر سچ پوچھو تو اس عز و وقار عارضی مین ایک بہت بڑی شق ہی یعنے موافق مقدرات ازلی اس دولت وحشمت کا فاتح طلسم حقدار ہی فاتح طلسم نے ہزار رنجا ٹھاہی ومحنت ومشقت شاقہ طلسم و مراحل طلسم کو فتح کرکے تمام مال اسباب نفیسہ طلسم پر قبضہ کیا اور تحت وتصرف مین لایا کل کائنات طلسم مع دولت ومال حق اسی کا ہی اور پریزاد و دیوزاد کا بھی مالک ومختار ہی یہ سب کنیز وغلام اُسکے ہین اگرچہ اُسکا جی چاہے متصرف ہو قطع نظر اسکے ملکہ شمسہ تاجدار باعتبار عالی نسبی البتہ بالاتر ہے تم بھی حسن وجمال وادا سے دلربائی مین ہر طرح سے شمسہ تاجدار پر ترجیح رکھتی ہو اور واقعی امر یہ ہی کہ میری نظر مین اسوقت سب سے ہزار درجہ بہتر وبرتر ہو ملکہ شمسہ تاجدار کیا چیز اور کس شمار مین ہین لیلی را بچشم مجنون باید دید۔ اب تم اصلی ہو یا نقلی اس بحث سے مجھے کیا حاصل ہی شعر

صفاے عارضت را او ندارد ۔ زمشکین سنبل تو بو ندارد

قصہ کوتاہ درۃ البیضا صاحبقران اکبر عالی قدر کے التفات وخودرفتگی سے نہایت خوفناک ہوئی اور ہر ایک عضو مین لرزہ پیدا ہو گیا زیادہ تر خوف کی یہ بات تھی کہ ملکہ شمسہ تاجدار کے مزاج سے بخوبی واقف تھی کہ وہ نہایت تنک مزاج ہی ادنی سی بات مین بہت جلد بگڑ جاتی ہے سمجھی کہ مبادا ملکہ شمسہ تاجدار کے گوش زد ہو جاے کہ شہزادہ یہان عیش کرتا ہی تو ناحق اُنکے ملال خاطر سے مجھے بھی ندامت اور انفعال حاصل ہو بالآخر صاحبقران اکبر سے کہا اے شہریار جم جاہ صاف صاف اس کنیز سے ارشاد فرماوین تاکہ یہ خادمہ خاص بدل وجان بجالاوے اور جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا سب درست اور بجا ہی لیکن یہ کنیز تو کسی طرح لائق تعریف نہین ہی محض یہ حضور کی پرورش اور حسن ظن ہی جو حضور ایسا کلمہ ارشاد فرماتے ہین حضور اپنی تعریف فرماتے ہین اور علاوہ اسکے مین اپنی خاتون عالی منزلت سے ہمسری کی لیاقت نہین رکھتی میری کیا مجال بلکہ اُنکی کنیزی بھی میرے واسطے باعث فخر ہی اور علاوہ اسکے جب کاتبان تقدیر نے میرے دفتر اعمال مین لفظ کنیزی کو رقم کردیا تو پھر کہین مٹ سکتا ہی بہر حال مین کنیز ہون اور وہ ملکہ خاتون میری ہے مصرعہ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

الغرض صاحبقران اکبر نے اسی حالت بیخودی ومحویت مین فرمایا۔ اے راحت جان مضطربان ومشتاقان اصل حال تو یہ ہے کہ شعر

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام ۔ بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

یہ قیل وقال عبث ہی اب مجھ مین تاب ضبط نہین ہے

نظم

بیا ساقی اے زندگی بخش جان — بیا اے سرور دل دوستان
بدہ زان مے لالہ گون در نشاط — بگردون بر آرم سر انبساط
کہ در پیش دارم یکے داستان — ز ہر سطر چون شمع روشن بیان
عجب داستانے نشرت فزائے — دل افروز جان بخش و خاطر کشائے
کہ سرگشتگان بیابان عشق — ز خود رفتہ جمع پریشان عشق
بفضل الٰہی پس از مدتے — کہ بودے پریشان ماندہ بے طاقتے
بوصل نگاران خود میرسند — کہ یاران بیاران خود میرسند

استغفر اللہ مضمون کل قبیح و اتوب الیہ ملکہ شمسہ تاجدار بیچاری کیا اور حکم کیا تمھارے حسن سے اسکو کیا نسبت ہان اے ملکہ عالم اب بتاؤ کہ تم دونون وصل کون ہو درۃ البیضا نے کہا سبحان اللہ آپ نہ شنیدہ دو شب پہلے تمنے نہایت اصرار کرکے تمام حال مجھ سے دریافت فرمایا اب اورون کی کیفیت مجھی سے پوچھا چاہتی ہو آپنے مجھے دلالہ بنایا ہی مین ہر ایک کی داستان مشرح بیان کرون جسکا جو معاملہ ہو اسی سے مفصل کیون نہ دریافت فرمائین کہ ناحق مین اپنا دماغ پریشان کرون اور ہر ایک کا افشاے راز کرون کیا اور کسی کے منھ مین زبان نہین ہے یا وہ خدانخواستہ بہرے گونگی ہین وہ خود اپنا قصہ اپنی زبان سے جسطرح سے مناسب ہوگا بیان کرینگی جب درۃ البیضا یہ جواب شہزادے کو دے چکی بہ بہانہ خواب عشرت وہ اس مقام سے اٹھ گئی - واضح ہو کہ یہ جملہ ملکہ درۃ البیضا نے جو بیان کیا اور ان دونون کے حال سے صاحبقران اکبر کو آگاہ نہ کیا یہ بھی کتاب وصیت نامہ مین داخل تھا بلکہ قطعی ممانعت تھی کہ جہانتک ہوسکے بجز سکوت کے کوئی حال بیان نکرنا اور سواے لوح وصیت نامہ کے اور چند کاغذ بھی ایسے تھے کہ جن مین کل حال بہ تصریح لکھا تھا کہ نازنینان طلسم ملکہ شمسہ تاجدار بنت ابو عامر فردوسی کی کنیزین ہین اور نکاح مین صاحبقران اکبر کے ممکن نہین کہ آسکین بلکہ ہمبستر بھی صاحبقران اکبر کے نہین ہو سکتین ہان خود ہی ملکہ شمسہ تاجدار اجازت دین تو ممکن ہو کہ صاحبقران اکبر کے تصرف مین آوین اسی واسطے یہ شراب عجیب و غریب ایجاد کی گئی ہے اور خاص ان نازنینون کے حوالہ کی گئی ہے کہ اسکی خاصیت سے شاہزادہ عالیجاہ زوج ملکہ شمسہ تاجدار قصر الشہرین مین ان نازنینون پر عاشق و مفتون ہو جاوے اب اگر انکا طالع زبردست ہو تو صاحبقران اکبر انکے حسن صورت دلفریب پر آشفتہ و فریفتہ ہو جائیگا اور خود بخواہش نفس ہر ایک نازنین کے ہاتھ سے وہ جام شراب عجیب الکیفیت نوش فرمائیگا اور جو امر شدنی ہے وہ ضرور پیش آئیگا لیکن یہ بھی ضرور ہے کہ بہر صورت انکی محبت کا غلبہ اور سودائے عشق ان خواتین اصلی کی محبت سے کہین زیادہ تر صاحبقران اکبر کے دل پر ہوگا رہا امر کنیزی یہ تو نوشتہ تقدیری ہے جو ہوگا ہو

شعر

چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو — سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

یہ امر کسی طرح بہل نہیں ہو سکتا چلہ ساکنان طلسم ادنی و اعلی اُس ملکۂ آفاق کی کنیزی اور غلامی کو باعث عزت جانتے ہیں قصہ مختصر ملکۂ
درۃ البیضا نے جسوقت اس کاغذ کو بچشم خود دیکھا اور عبارت کو بخوبی پڑھا ان سب امور کو خیال کر کے نہایت افسوس کنان اور
خائف ہوئی کہ ایسا نہ ہو ملکۂ شمسہ تاجدار کو کسی طرح کا خیال و ملال ہو لہذا صاحب قران اکبر کے پہلو سے اٹھ گئی اور بعد جانے
ملکۂ درۃ البیضا کے صاحب قران اکبر نے اسی حالت سرور میں دوبارہ رشک بہار کو جو بصورت ملکۂ نوبہار تھی سینہ سے لگا لیا
اور لب جان بخش کے بوسے لیے ادھر رشک بہار نے بھی بہ تیز دستی شہریار گردون وقار کو ایک جام دیا اور اُس شہریار
نے بھی بلا خوف و اصرار نوش فرمایا اور پھر دوسرا جام بھی فوراً دیا یہ عالی وقار وہ بھی نوش فرما گئے تاثیر طلسمی نے غلبہ کیا
صاحب قران اکبر کو بدستور رشک بہار کی محبت بے صبر کر گئی اور غلبہ محبت کے ساتھ ہی خواہش کے توسن نے سرکشی
شروع کی حالت بیخودی میں رشک بہار کو بغل میں دبا لیا وہ نازنین بھی بے اختیار ہو کر زانو پر لیٹ گئی پھر تو صاحبقران اکبر
کو دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی ہمہ تن بوس و کنار میں مشغول ہو گئے تا اینکہ دست گستاخ کمر تک پہونچے تھے کہ ملکۂ رشک بہار
احتیاطاً علحدہ ہو گئی اور کہا کیا حضور مجھے ملکۂ شمسہ تاجدار سے شرمندہ کرینگے مجھے ایسی ذلت اپنی گوارا نہیں ہو اس پر
صاحب قران اکبر نے اسے سینہ سے لگا لیا اور کہا اے نازنین دل آرام دل حزین یہ تمہاری جفا کاری و ستم شعاری تمہاری
ہر ایک بات کی انتہا ہے ہر چند کہ میں تمہاری تند خوئی سے بخوبی آگاہ ہوں لیکن یہ تنک مزاجی کبھی آج کے نہیں دیکھنے میں
آئی تھی جو آج دیکھتا ہوں اے ملکۂ عالم یہ کیسی انصافی کہ ہم تو کلام کرتے ہیں اور تم جواب نہیں دیتیں ہاں جام شراب
پُر کر دیتی ہو لو وہ اور کوئی شعر حسب حال پڑھ کے سناؤ اس بے لطفی و دل آزاری سے تمکو کیا حاصل ہوتا ہے مقصود محبت
و الفت کا تمہارے یہاں یہی ہے کہ ہم تو کس منت سے کہتے ہیں اور تم جواب نہیں دیتیں آخر رشک بہار کو جب کوئی عذر
مفر کی نہ دکھلائی دی اور کچھ بن نہ آیا ناچار اس کلام کو شہزادہ عالیجاہ کے سنکے کہا کہ شہریار گردون وقار مجھے قسم ہے اُس خالق اکبر
کی حضور کا ارشاد میں ہرگز نہ سمجھی اور نہ میرے فہم ناقص میں کچھ آیا اس بیان کا ماحصل کیا ہے میں ملکۂ نوبہار کو نہیں جانتی
اُسکی صورت سے بھی نہیں واقف ملکۂ نوبہار کہاں اور میں کہاں میں بیچاری خانہ نشین ناچیز بدترین زمانہ ہوں البتہ یہ شاہی
اور تحقیق جانتی ہوں کہ آپ فاتح طلسم ہیں اور زوج ملکۂ شمسہ تاجدار ہیں اور میں تو اس ملکۂ عالم کی کنیز خاص ہوں
کیونکہ وہ سلطان البیضا صاحب قران اعظم کی فرزند ارجمند طلسم ہفتاد سالہ کی حاکم والاکسب ہے علاوہ اسکے اور کسی امر سے
میں واقف و آگاہ نہیں ہوں کیونکہ میں آج تک اس طلسم سے باہر نہ کہیں گئی ہوں اور نہ کسی سے ملتی ہوں اور واللہ باللہ اس
خاکسار کا اکس نزد ہنگ جنگی ہر چند تازہ داخل حلقۂ غلامی میں ہوا ہے یہ ارشاد حضور لقصور فرما دیں کہ اس خادمۂ خاص کا
کو لوگ رشک بہار کہتے ہیں ملکۂ نوبہار کو حضور نے اور کسی چمنستان بہار میں ملاحظہ فرمایا ہوگا یا اس سرزمین حسن و
خوبی کو کسی لالہ زار میں دیکھا ہو میں تو اسی گلستان ہمیشہ بہار کی رہنے والی ہوں میں دل آزاری و دلداری سے آگاہ نہیں
ہوں مگر حضور یہ فرما دیں کہ خواب میں ہیں یا بیدار جو ایسی بہکی بہکی باتیں اور سخنان بے اصل ارشاد فرماتے ہیں اس کنیز کی

گستاخی معاف فرمائی جاوے مین نے اسوقت کلمات بے ادبانہ حضور کی خدمت مین عرض کیے صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ
ملکہ شکر ہی خداوند قادر حقیقی کا کہ پھر تمنے اپنی زبان سے یہ تو کہا ہمکو اسی قدر تمھارا بولنا غنیمت ہی کہ تم نے جواب تو دیا اب تم
بہرکیف کوئی ہو اس صحبت عشرت منزل مین تسا دوسرا نہین دیکھتا علاوہ اسکے جسوقت تمکو بنظر خریداری دیکھتا ہون تو ناز و
ادا وجمال وحسن مین ہزار درجہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بہتر و برتر معلوم ہوتی ہو اور مین جسقدر نوبہار گلشن افروز
کو چاہتا تھا اس سے زیادہ تر تمکو چاہتا ہون اگرچہ تم ملکہ نوبہار گلشن افروز درحقیقت نہین ہو لیکن مین تمکو نوبہار سے
زیادہ دوست رکھتا ہون اور واقعی امر یہی ہے کہ اگر اس محفل عشرت منزل و بزم عیش و نشاط مین ملکہ نوبہار اصلی بھی اسجگہ
موجود ہوتی تو تمھارے پر تو حسن وجمال عالم افروز و صورت دل سوز کے روبرو کنیز تصور کیجاتی مگر آفرین اس صنعت و حکمت
حکماے عالی منزلت پر کہ بزور علم ایسا طلسم بنایا اور تمکو اس شکل و شمائل سے تیار کیا نوبہار ثانی کیا بلکہ بالکل نوبہار ہی
کردیا ای ملکہ مین اب تمھارے بیان کرنے سے اس کیفیت و حقیقت حال سے مطلع ہوا اصل امر یہ ہی کہ اگر اور کوئی کہتا
تو ہرگز یقین نہ آتا اور جو تم بھی بقسم شدید نہ بیان کرتین تو مین جانتا کہ خوش طبعی ہے اور ملکہ نوبہار گلشن افروز ہی
ہین مجھے بہکاتی ہین القصہ رشک بہار بھی پہلوے صاحب قران اکبر سے جدا ہو کر اٹھ گئی اور شاہزادہ عالی مقام
کو نہایت رنج ہوا اور کہا ۔

شعر

اٹھتے ہی یار کے ہوئی کسقدر بیکلی	کیا گیا کہ ٹھہر نہ سکا ہمین صبر و قرار پہ

اور اسی مکدری و بیخودی مین فصیحہ روشن سخن کے پاس آئے اور آتے ہی لپٹ کے لب جان بخش اور رخسارۂ انور
کے بوسے لیے اور کہا ای ملکہ کشور حسن وجمال مجھے خوب یاد ہی کہ شاید تمکو مین نے مرحلۂ دوم مین کہین دیکھا ہے
فصیحہ روشن سخن نے کہا ای شہریار فلک وقار مین تو اول ہی عرض کرچکی ہون کہ مین ملکہ شمسہ تاجدار اور اسکے شوہر
عالی گوہر کی کنیز ہون اور مجھے فصیحہ روشن سخن بنت ملک افلاک پیما کی نام سے مشہور کرتے ہین اور شاید جسطرح سے
آپ ارشاد فرماتے ہین حسب اتفاق میری پیدایش اسی نہج پر واقع ہوئی ہو کہ مین کسی دوسری صورت سے مشابہ
پیدا ہوئی ہون کیونکہ اکثر معاملات عالم کائنات ممکنات مین واقع ہوجاتے ہین ورنہ مین اصل مین ناطقہ روشن بیان
نہین ہون اور آج تک سواے حضور کی زبان کے اور کسی سے کبھی یہ نام بھی نہین سنا دیکھنا کیسا مین کیا جانون کہ اس
نام کے لوگ کس شہر مین رہتے ہین مجھے بھی سنکے حیرت ہوئی کہ ایسے نام بھی دنیا مین ہوتے ہین صاحب قران اکبر
نے فصیحہ کی گفتگو کو خوب بنظر غور سنا ہرچند کہ شاہزادہ بھی اسوقت تک اسی حالت بیخودی مین تھا لیکن فصیحہ کا یہ بیان
سنکے سمجھ گئے کہ یہ تینون عورتین اصلی نہین ہین طلسم کا ایک یہ بھی شعبدہ ہی جو حکماے عالی منزلت نے بزور علم نیرنجات
ایجاد کیا ہی بانیان طلسم چونکہ کامل الفن تھے اپنی صنعت و قابلیت ظاہر فرمائی خاص الخصوص جناب فیضمآب حکیم
اسقلیبوس الٰہی کے علم و دانش پر ہزار ہزار آفرین ہی کہ اسقدر اپنے کمال کو زینت و رونق دی خالق کون و مکان کی قدرت

کاملہ ہی کہ اُسنے ایک ایک ایسے بڑے صاحب عقل و فہم پیدا کیے ہین کہ اُنکو وہ قدرت و طاقت مرحمت فرمائی ہی کہ مجاز کو حقیقت کر دکھائین اور بجاے خود کہا ہی معز الدین تمکو کیا کام ان قصون سے یہ نازنینین اصلی ہون یا نقلی ہین اس سے کیا غرض تمہارے دل کو جو مرغوب ہو اُسکو اپنا معشوق جانو اور اس عشرت کو غنیمت جانو اگر وہی خواتین اصلی ہوتین تو کیا ہین کیا یہی شاخ زعفران ہی جو انمین نہین ہے بہر طور و بہر صورت میرے نزدیک یہ نازنینان پری تمثال اُنسے ہزار درجہ اسوقت بہتر و خوشتر ہین بلکہ اب اس زمانہ اور وقت مین تو یہ اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتین اسوقت تو صورت مین مشابہ اُنکے ہین اگر ہماری قرابا اور معشوقہ و محبوبہ بھی آجائین اور یہ بالفرض ان نازنینون کی کنیزین بھی ہوئین تو وہ بھی متعجب ہو جائنگی کہ یہ تو گویا وہی ہین قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر مست ہو طلسم اسی خیالات مین ہر ایک نازنین و زہرہ جبین کی صحبت اور اختلاط و بوس و کنار مین سرگرم و مشغول ہوگئے اور پھر وہی شراب طلسمی کے جام چلنے لگے اور صحبت شراب جب کہ خوب گرم ہوئی اور پھر ہر ایک نازنین سے ملکہ صبح روشن گہر کا احوال پوچھا اسواسطے کہ ایک مدت دراز سے صاحب قران اکبر کا دل عشق منزل ملکہ روشن گہر کے دام محبت مین گرفتار رہتا تھا چنانچہ اسوقت بھی ملکہ روشن گہر کی الفت و محبت مین مبتلا تھے غرض اُن نازنینان پری چہرہ سے حال ملکہ روشن گہر کا دریافت کیا اُن سب نے باتفاق عرض کیا اے شہریار نامدار ہم اسیقدر جانتے ہین کہ ملکہ روشن گہر ضرور یہان آئینگی لیکن وجہ تاخیر ہمکو نہین معلوم واللہ اعلم کیا باعث ہوا کہ اسقدر دیر ہوئی اور وہ کس کام مین ہین کہ جو آئین ابھی تک اُس کار ضروری سے فرصت حاصل نہین ہوئی ورنہ اتنک ضرور آتین

اب راوی رنگین بیان اس داستان سحر نشان کو موقوف رکھتا ہی یعنے صاحب قران اکبر کو اس صحبت عشرت مین مشغول رکھکے کچھ حال حکیم عالی منزلت والامرتبت یعنی حکیم قسطاس حکمت آ ادام اللہ برکاتہ کا معرض بیان مین لاتا ہی

ساقی نامہ

پلا مجھکو ساقی شراب طہور
یہی تو زمانے کی سوغات ہی
سخن کے ہین طالب جو ہین عقلمند
اب اُنکا فسانہ ہی جون نقل خواب
سخن کا اگر گرم بازار ہے

کہ مفتوح ہو جس سے باب سرور
سوا اسکے دنیا مین ہی اک سخن
سخنور کا ہوتا ہے رتبہ بلند
سخن کا صلہ کوئی دیتا ہے کب
سخن سنج اسکا خریدار ہے
الٰہی رہین قدردان سخن

اسی کی مجھے فکر دن رات ہے
کہ ہون جس سے خوش سارے اہل زمن
کہان رستم و گرد و افراسیاب
جدا ہر کوئی مول لیتا ہے کب
رہے جبتلک داستان سخن

محرران افسانہ حیرت افزا و راویان روایت غرابت انتما اس داستان ندرت بیان کو اسطرح قلمبند کرتے ہین کہ حکیم عالی منزلت
ووالامرتبت یعنے حکیم قسطاس الحکمت پہلے اس سے کہ صاحب قران اکبر ان مراحل سہ گانہ طلسم ہیفا مین تشریف لائین
بعد فراغ اکل وشرب کے یاد الٰہی مین مشغول ہوے اور اسی حالت مین آرام فرمایا عالم واقعہ مین جناب حکیم ارسطو کی دیدار
جمال باکمال سے مشرف ہوے اُس جناب کو نہایت درجہ مضطرب الحال دیکھا فرمایا اے فرزند ارجمند واے لخت جگر
قسطاس تو ایسا بیخبر بہ بگوش بیٹھا ہی کہ تجھکو اپنے حال وآل کی مطلق خبر نہین دیکھتا ہی کہ زمانہ کا کیا رنگ ہی اب بھی خواب غفلت
سے بیدار اور ہوشیار ہو اور خرابی کاروبار کی جلد تر خبر لے — بیت

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند	تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

یعنے حکیم اسقلینوس اور حکیم بزرگ دانش دونون یگانہ آفاق اپنے مطالب و مقصود سے کامیاب ہوگئے اور بازی لیگئے
اور تو معطل رہگیا افسوس تجھکو ذرا خبر نہین ایسا بیخبر ہوگیا حکیم قسطاس اس کلام سے اس جناب کے دم بخود ہوگیا بعد تنبیہ
اُس مخزن اسرار ربانی نے حکیم قسطاس کی طرف مخاطب ہوکے تمام کیفیت وحقیقت طلسم ہیفا اور حکما سے با دانش و
فرہنگ کے تدابیر نجات کو مفصل ومشرح اسطرح بیان فرمایا کہ کما حقہ حالی ہوگیا اور نہایت تسکین دیکر یہ بھی فرمایا کہ اگرچہ
ان حکماے با فطرت کا عمل حکمت صبح روشن گہر کے معاملہ مین ابھی بخوبی تکمیل کو نہین پہونچا ہی مثل ایک شعلہ شتابندہ
کے ہی اگر اسکا تدارک تعجیل نہ کیا جائیگا اور تساہل ہوگا تو وہ بھی حد کمال کو پہونچ جائیگا پھر استحکام قرار واقعی ہو جائیگا اور
مشکل سخت پیش آئیگی اور یہ کام درست ہوگئے ہین سب خراب وابتر ہو جائینگے پھر خرابی اسکی نہ جائیگی اور یہ خواتین عالی
منزلت والا مرتبت یعنے ملکہ نوبہار اور ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح دلکشا اپنے حقوق وغیرہ سے
محروم رہجائینگی اور پھر کوئی تدبیر وغیرہ بن نہ آئیگی اور کوئی تجویز کارگر نہو گی اے قسطاس اب تمھارا اسطرح بے خبر بگوش بیخبر بیٹھنا اچھا نہین
ہو ایسے وقت مین یہ قرین مصلحت ہی کہ تم قریۂ فردوس اور جبل اعلے مین پہونچکر شاہزادہ خورشید روی کا انتظام کو پہونچا چاہتا ہی
تمام ہونے پائے اور شاہزادہ معز الدین نے طلسم ہیفا کو تمام و کمال پامال کر دیا ہی اور فتح کر لیا ہی اب فقط ایک ہنگامہ
جشن کتخدائی معز الدین اور آنکے رفقا کا نہین ہوا ہی ابھی وہ باقی ہی اُس جشن مین تمھارا شریک ہونا بھی ضرور بلکہ واجب
ہی علاوہ اسکے بعض امورات ضروری کہ جو مناسب اور قرین مصلحت تھے وہ بھی اپنے شاگرد رشید قسطاس الحکمت کو
سمجھا دیے چنانچہ حکیم عالی وقار بھی حسب ہدایت اپنے استاد والا نژاد کے اُن امورات ضروری کے انصرام و انتظام مین
ہمہ تن مصروف ہوے محنت و ریاضت پر کمر ہمت کو چست کیا اور کوشش وسعی پر مستعد و تیار ہوے اور بزور حکمت
ایک نسخہ شراب ربانی کا ایسا مرتب کیا اور ایسی ترکیب سے تیار کیا کہ شراب ربانی کا اثر طلسمی اور شادبر و ساختہ
حکیم اسقلینوس ایسا فوت ہوگا کہ جسکے استعمال سے صاحب استعمال کیسا ہی سست و مدہوش ہوا اور بیخود ہو جائے
تو آبیخودی اسکی اور بیہوشی رفع ودفع ہو جائے اور پھر کسی طرح سے وہ اثر طلسم پایا نہ جائیگا اور مزاج کا حال اصلیت پہ

آجائیگا حکیم قسطاس الحکمت نے جبکہ وہ نسخہ درست و تیار کر لیا ملکہ نو بہار گلشن افروز کو شہر فروشیہ سے بلایا اور ملکہ تاطلعہ روشن بیان سے بھی کہلا بھیجا کہ بمجرد پہونچنے ہمارے پیغام کے ہمارے پاس چلی آؤ ایک آن توقف نکرو جب یہ دونو نازنینان عالی شان خدمت میں جناب حکیم صاحب کی حاضر ہوئین حکیم صاحب اُن دونون خواتین کو تخت رواں پر بٹھا کر اپنے ساتھ لیگئے اور قصر اخضر مین داخل ہوئے اور ملکہ شمسہ تاجدار سے ملاقات کی اور اس تمام و کمال کیفیت و واقعات سے مطلع کیا اور ملکہ شمسہ تاجدار کو مع خلد آنہ و بہمن بانو و بعض کنیزان خاص کے جو کہ محرم راز ملکہ کی تھین ساتھ لیے ہوے جانب صاحب قران اکبر و طلسم بیضا روانہ ہوے

اب راوی ان خواتین کو طلسم بیضا کی طرف رواں رکھتا ہے اور بار دیگر اشہب کلک تیز گام کو میدان حال شاہزادہ عالی شان بلند مکان کی جانب منعطف کرتا ہے

راویان اخبار رنگین و ناقلان آثار نو آئین اس داستان ندرت بیان کو اسطرح قلمبند کرتے ہین کہ شاہزادہ نامور یعنی صاحبقران عالی قدر وقت چاشت سے ظہر تک انھین تینون نازنینون کی صحبت اختلاط و عیش و نشاط مین مشغول رہتے ہین اور جس وقت گرسنگی غلبہ کرتی ہے تو کچھ میوہ نوش فرماتے ہین اور بعد فراغ اکل و شرب بستر خواب پر استراحت فرماتے ہین جس وقت شاہزادہ عالیجاہ خوابگاہ مین رونق افروز ہوتے ہین یہ تینون نازنینین بھی اپنی اپنی خوابگاہ مین چلی جاتی ہین چنانچہ اس روز بھی اسی طرح بعد آرام فرمانے صاحب قران اکبر عالی جاہ کے ہر ایک نازنین اپنے بستر خواب پر جا کے سو گئی ہر ایک نازنین نے عالم خواب مین ایک آواز غیبی سُنی کہ گویا کوئی شخص نہایت تاکید و تہدید سے ہدایت کرتا ہو کہ اے فلان بنت فلان خبردار رہو آگاہ ہو جاؤ کہ تمھاری خاتون معظمہ و مکرمہ عالی منزلت سرو فتر نسوان باشوکت ملکہ شمسہ تاجدار والا رتبت مع خواتین کہ وہ بھی حسن و جمال و منزلت و جاہ مین کسیقدر پایہ کم ملکہ شمسہ تاجدار سے نہین رکھتی ہین اس طلسم عالی مین تشریف لاتی ہین تمکو چاہیے کہ جلد اس سرو چمن عز و وقار کے استقبال کو جاؤ اور ملازمت سے مشرف ہو چنانچہ درۃ البیضا اس بشارت غیبی سے سراسیمہ ہو کر فوراً اٹھ بیٹھی اور پریشان خاطر ہو گئی اسی وقت رشک بہار کی خوابگاہ مین آئی یہان دیکھا رشک بہار بھی اسی کیفیت مین مبتلا ہے یعنے اسی آواز غیبی کو سُنکے خواب سے چونکی ہوئی عالم فکر و تحیر مین سر زانوے اندوہ پر رکھے ہوے پریشان خاطر بیٹھی ہے ناگاہ ایک طرف سے درۃ البیضا اور دوسری سمت سے فصیحہ روشن سخن نہایت مضطر و واس باختہ موجود ہوئین رشک بہار ان دونون نازنینون کو دیکھکر کھڑی ہو گئی اور جگہ خالی کر دی بعدہ پوچھا ای خواہر یہ کیا حال ہے خیر تو ہے درۃ البیضا اور فصیحہ روشن سخن نے باتفاق رشک بہار سے آواز غیب کی کیفیت بیان کی رشک بہار نے کہا ای خواہر عالی قدر بخدا مین نے بھی اسی آواز غیب کو سُنا اور اسی تردد مین ابھی خواب سے چونکی تھی اور بجاے خود کہتی تھی کہ بار الہا یہ کیا اسرار ہے جلد اس رمز کو مجھپر ظاہر کر کہ مین نہایت ہی پریشان خاطر ہون کوئی امر قیاس مین نہین آتا اس خواب کی تعبیر کس سے پوچھون یکایک آپ دونون صاحب

تشریف لائین اب جیسا ارشاد ہو عمل مین لاؤن اور اس پریشانی خاطر کو رفع کرون درۃ البیضا ان نازنینون مین زیادہ تر عاقل اور صاحب فہم
واوراک تھی کہا اے خواہر عزیز تم اس خواب کو محض خیال نہ سمجھنا قسم ہے خدائے عزوجل کی یہ خواب بشارت ہے یقین کامل ہے کہ ہماری خاتون
معظم یعنے ملکۂ عالم اس طلسم مین ضرور تشریف لائینگی کسی طرح فرق نہوگا کسواسطے کہ صاحبقران اکبر کا مربی و سرپرست حکیم قسطاس الحکمت
سا عالی منزلت کہ جو آج اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتا زندہ و سلامت موجود ہے وہی تو شاہزادہ کا ہر ایک حال مین ناصر و مددگار و پشت پناہ ہے
وہ بزرگ ہر لحظہ و ہر وقت اسی فکر مین بسر کرتا ہے اور تمام و کمال کیفیت طلسمی اس عالی منزلت پر ظاہر ہے بلکہ کل واقعات گذشتہ طلسم
ملکہ کے سامنے بیان کر دیے اسطرح کہ گویا وہان پر موجود تھے اور یہ بھی یقین واثق ہے کہ ملکہ بھی اس کیفیت کو سنکے آتش رشک و حسد سے
جلکر کباب ہوگی بلکہ اس حال سے سراپا ملال کو سنکے ضبط کی تاب نہ رہیگی ضرور ہے کہ اس طرف کا قصد فرمائیگی اور صاحبقران اکبر نے
تو بارہا میرے سامنے حکیم قسطاس الحکمت کی نہایت تعریف فرمائی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ حکیم صاحب ممدوح کسی وقت اور
کسی حال مین غافل نہین ہین اور نہ ہونگے پس اے خواہر عزیز القدر کسیطرح کا شک و شبہ نہین یقین سمجھ کہ حکیم عالی جناب
ملکۂ آفاق کو ساتھ لیکر واسطے اصلاح مزاج شاہزادۂ عالیجاہ کے یہان ضرور تشریف لائینگے کبھی اسمین فرق نہوگا ہمنے یہ بھی سنا ہے
کہ حکیم صاحب ملکہ نوبہار کو بھی بہت عزیز رکھتے ہین بلکہ محبت دلی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اکثر اسکی طرفداری کی ہے اور حامی و مددگار
بھی ملکۂ نوبہار کے ہین اور ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی حکیم صاحب کو اپنا قبلہ گاہ جانتی ہے اور مثل کنیزون کے مطیع ہے لیکن یہ معلوم
نہین ہوکہ ملکۂ نوبہار باشندہ کس ملک کی ہے اور کس خاندان سے ہے الا اسکی شوکت سے معلوم ہوتا ہے کہ کہین کی شاہزادی ہے
اور نازک مزاج از حد ہے بگڑتی ہے تو حکیم صاحب کی بھی خدمت مین دو چار کلمات گستاخانہ کہہ اٹھتی ہے اور حکیم صاحب بھی الفت سے
طرح دے جاتے ہین اور اکثر مسکرا کے اٹھ جاتے ہین مگر اس امر مین البتہ عقل حیران ہے کہ صاحبقران اکبر سے ملکہ نوبہار گلشن افروز
کو کس طرح کا تعلق ہے خواہر درۃ البیضا تمکو تو بخوبی یاد ہوگا کہ اس صحبت اختلاط مین اسی وجہ سے مین شاہزادہ کے پہلو سے
اٹھ گئی تھی کہ ایسا نہو شاہزادہ کوئی حرکت خلاف کر بیٹھے پھر سوائے انفعال کے اور کچھ بن نہ آویگا اور انجام اسکا ندامت و
پشیمانی ہے اور انصاف بھی مقتضی اس امر کا ہے کہ مین لیاقت ہمبستری شاہزادہ کسی طرح نہین رکھتی یہ منصب انھین خواتین کا ہے
اور یہی وجہ ہے کہ جو ملکۂ روشن گہر بھی یہان تشریف نہین لائین ورنہ اور کوئی سبب انکے یہان نہ آنیکا نہین ہے پھر مین نہ معلوم حق
کیون کسی کی باعث ملال کا ہوں اور تم نہین جانتین کہ ملکۂ نوبہار گلشن افروز کا باپ یاقوت جنی رازدار طلسم ہے اسنے تمام و کمال
حال طلسم سے اور کیفیت صحبت و اختلاط اور راز شراب ربانی اور نشیب و فراز معاملات طلسم سے بخوبی آگاہ کر دیا ہوگا اور فہمائش
کی ہوگی بلکہ عجب نہین ہے کہ جو یاقوت جنی رازدار طلسم نے ملکہ روشن گہر کو اس قصر مین آنے اور شریک صحبت ہونے سے منع
کر دیا ہو اسواسطے کہ جب تک یاقوت جنی ملکہ روشن گہر کو اجازت نہ دیگا وہ کبھی یہان نہ آویگی اب موافق احکام آواز غیبی اور
بشارت صریحی کے استقبال کرنا اپنی خواتین معظمہ و مکرمہ اور مالک و مختار اپنی کا ضرور بلکہ واجب ہے لیکن ایک یہ البتہ مشکل ہے کہ
ملکۂ عالم یعنے ملکہ شمسہ تاجدار مذہب البیان کی تشریف آوری سے مجھکو یہ آگاہی نہین ہے کہ وہ معظمہ و مکرمہ کس جانب اور کس سمت سے

تشریف لاوینگی اور کس مقام پر اجلاس والا فرماوینگی یہ فکر البتہ اسوقت زیادہ ہی کہ اب ہم کس طرف کو جاوین اور کہان سے شہ الطاف استقبال بجالاوین میری راے ناقص مین یہ مناسب ہی کہ ہم سب در باغ پر جاکر اُس خاتون گردون حشم کی تشریف آوری کے منتظر رہین دیکھین پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی اور کس طرح سے زیارت جمال جہان افروز سے اپنی معظم کے مشرف ہوتے ہین۔ الغرض یہ تینون نازنین یعنے درۃ البیضا اور فصیح روشن سخن اور رشک بہار باتفاق مع اپنی اپنی کنیزون کے باغ کے دروازہ پر آکر ٹھہرین ہنوز ایک لمحہ کامل نگذرا تھا دیکھا ایک گوشۂ صحرا سے نشان وغیرہ ظاہر ہوے اور سواری نہایت تزک اور شان سے قریب پہونچی معلوم ہوا کہ چار محافہاے زرنگار نہایت زرق برق پریزادون کے دوش پر کچھ پری زاد پیادہ پا محافہ کے ہمراہ چلے آتے ہین اور اُن محافون کے آگے ایک تخت روان جواہر نگار ہی اُسپر ایک شخص بارش سفید نہایت مقدس و مشخص سوار ہین راوی کہتا ہی کہ جسوقت جناب حکیم قسطاس الحکمت داروغہ عجائبات حکیم جہان اُسکے قصر اخضر مین تشریف لے گئے اور چارون خواتین عالی منزلت یعنے ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبیح دلکشا کو مع کنیزان خاص محافہاے زرین و مرصع نگار مین سوار کرکے حمالان پریزاد کو حکم دیا کہ نہایت تیزی اور چالاکی سے قصر لنسرین مین پہونچا دو اور خود اپنے تخت سواری پر سوار ہوکے آگے آگے اُن خواتین کے طلسم بیضا کی طرف روانہ ہوے جسوقت یہ تخت اور محافے دہنہ طلسم پر پہونچے حکیم صاحب موصوف نے وہان قیام فرمایا اور ایک پریزاد سبک رو تیز رفتار کو اردوے معلے مین پہونچا کر جلد تر سلطان ابوالحسن جوہر اور حکیم اخشی جان کو ساتھ اپنے لے آئے چنانچہ ویسا ہی ہوا یعنے یہ تینون شخص حسب الطلب دہنہ طلسم پر آئے اور حکیم صاحب کے قدمبوس ہوے جب ابوالحسن جوہر اور یہ حکما ے عالی قدر وہان پہونچے حکیم صاحب اپنے تخت روان پر سوار ہوکے مع شاگردان رشید قبل زنانی سواری کے روانہ ہوے اور ابوالحسن جوہر بھی ایک تخت روان پر سوار ہوکے ہمراہ سواریون کے روانہ ہوے تھوڑی ہی دیر مین اہتمام سواری کرتے ہوے سرحد قصر النسرین مین پہونچے کہ جہان سے قصر النسرین ایک فرسخ باقی رہگیا تھا حکیم صاحب نے اُسی مقام پر قیام فرمایا اور سواری کو باجلوس و شوکت مع ابوالحسن جوہر روانہ کیا اور خود بدولت مع شاگردان رشید آگے آگے چلے چنانچہ اسی شوکت و شان سے وہ سواریان قصر النسرین کے دروازہ پر پہونچین لیکن حکیم صاحب پہلے سواری سے پہونچ گئے تھے جس وقت درۃ البیضا وغیرہ نازنینان قصر نے سواری کو اس زینت و رونق سے آتے دیکھا انکو یقین کامل ہوا کہ یہی سواری ملکہ عالم کی ہے اور قبل سواری آنے کے ان تینون نازنینون کا یہ حال تھا کہ سواری کے انتظار مین کبھی آسمان کی طرف دیکھتی تھین اور گاہ صحرا کو بار بار دیکھتی تھین اور کہتی تھین کہ شاید ہماری ملکہ آفاق اوج ہوا پر سے تشریف لائینگی یا منزل بمنزل مسافت راہ طی کرکے نزول اجلال ہوگا کس واسطے کہ اُن لوگون کو یہی خیال تھا کہ ملکہ عالم حاکم و بادشاہ کارخانہ طلسم ہین اور پریزادان تیز پر تابع حکم ملکہ ہین کیا عجب ہی کہ ملکہ عالم تخت روان پر بٹھالی پریزادان تیز سوار ہون اور اوج ہوا سے تشریف لائین اب جو اس جاہ و حشمت سے سواری کو آتے

دیکھا فوراً سمجھ گئین کہ ہماری ملکہ عالم کی یہی سواری ہے

چنانچہ رشک بہار نے بھی یہی کہا کہ اے خواہر عزیز القدر ہمکو بھی یقین ہے اور دل بھی گواہی دیتا ہے کہ ہماری خاتون کی سواری ہے سمر رشک بہار نے کہا یہ سب کچھ ہمنے قبول کیا مگر ایک اندیشہ میرے دل مین پیدا ہوا ہے اُسکا کیا علاج کیا جائے یہ تو آپ خوب جانتی ہین کہ ہم طلسم کشا کو بیہوشی کی حالت مین تنہا چھوڑکر یہان آئے ہین پھر خبر نہین کہ وہان کیا کیفیت گذری ہوگی مجھے اسوقت یہ خیال آیا کہ مبادا شاہزادہ عالیجاہ بیدار ہوا ور ہر طرف ہمکو تلاش کرے اور ہمکو وہان موجود نہ پائے تو کیسا ملال خاطر اقدس پر گذریگا اور کسقدر بد دماغ ہونگے یقین ہے کہ اُس عالم سرشاری مین ہماری طرف سے وہ شہزادہ بہت بدگمان ہوگا اس امر کو مین اچھا کسی طرح نہین جانتی درۃ البیضا نے کہا اے خواہر رشک بہار بات تو سچ کہتی ہے لیکن ہمکو شاہزادہ کی سوے مزاجی کا اسقدر خیال نہین ہے کس لیئے کہ صاحبقران اکبر تین جام شراب ربانی ہمارے ہاتھ سے نوش فرماچکے ہین لہذا کسی طرح کا اندیشہ نہین ہے ہان اندیشہ کی جا یہ ہے کہ ایسا نہو ہماری خاتون عالیجاہ کے کان اس خبر وحشت اثر سے آشنا ہون اور ہم لوگون کو سب سے زیادہ اپنی خاتون کا خیال ہے جہانتک ہوسکے اپنی خاتون کو رضامند ہی رکھنا ضرور ہے شاہزادہ کا رنج و ملال دفع ہونا کچھ امر دشوار نہین ہے ہم ہر طرح رفع کرسکتے ہین اور ملکہ آفاق کی آزردگی ہمارے حق مین زہر ہے الغرض جسطرح سے ہوسکے خوشنودی ملکہ سے غرض رکھنا چاہیے اسمین کچھ بہتری ہے واضح ہو کہ ان تینون نازنینان ماہ جبین کو ملکہ عالم کا ایسا اعزاز و احترام کا کرنا فقط اسوجہ سے ہے کہ بانیان طلسم نے لوح وصایا مین نہایت تاکید سے لکھا ہے کہ لوح کو دھو کے ہر ایک کو پلایا کرین چنانچہ اُسی اعمال طلسم کے تاثیر سے نازنینان مذکور بصدق دل اپنے کو ملکہ شمسہ تاجدار کی ہر حال مین کنیز و پرستار سمجھتی رہین اور روشن گہر کی طرح سے اپنی شاہزادگی کا غرور نہین اور نہایت خوشدلی سے

ان تینون نازنینون کو ملکہ شہنشہ تاجدار کی کنیزی کا فخر ہو کسواسطے کہ یہ ابتدا سے اس ملکہ عالم کے تابع فرمان رہین اور یہ تینون نازنین اپنے اعزاز و شاہزادگی کے وقار پر نازان نہین ہوتین اس رتبہ سے زیادہ اس کنیزی مین شرف ہی قصہ کوتاہ یہ تینون نازنین ملکہ عالم کے انتظار مین باہم بیٹھی ہوئی یہی گفتگو آپس مین کر رہی تھین ناگاہ ایک جانب صحرا سے تتق گرد اٹھا جسوقت وہ غبار کا پھٹا علم لشکر ظفر پیکر کے نظر آئے بعدہ سواران جرار و پیادگان آتشبار کے جلوس سواری بھی معلوم ہوا جب سے بغور دیکھا معلوم ہوا کہ بعد جلوس سواری کے ایک تخت روان پر کوئی شخص مقدس سوار چلا آتا ہو چنانچہ پھر درۃ البیضا و غیرہ نے خوب غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ اس تخت مرصع کار پر تین شخص نہایت صاحب حسن و جمال پیچھے تخت کے اہتمام جلوس سواری کرتے چلے آتے ہین جسوقت وہ سواری اور قریب دروازہ باغ کے پہونچی درۃ البیضا نے کہا ای خواہر عزیز از جان دیکھو وہ شخص بزرگ فرشتہ خو ملک صورت جو کہ اس جاہ و حشمت اور شان و شوکت سے تخت روان پر رونق افزا ہو وہ میرے گمان ناقص مین شخص بزرگ جمیع خوبی و کمالات صاحب قران اکبر کا استاد و مربی و رہنما ہی اور وہ جو مثل ستارہ صبح چمکا دیے رہے ہین وہ محملون کی کلسیان ہین ان محافون مین ہماری ملکہ عالم ضرور ہونگی ایسی سواری باحشمت و شوکت کسی کی ہوگی ہزار درجہ تو ہماری ہی خاتون کی سواری ہے اور دیکھو جسکی آب و تاب مثل آفتاب جہان تاب کے ہو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ بلا شک و شبہہ وہ محافہ ہماری خاتون کا ہو وہی تشریف اس شان و تزک سے لاتی ہین یہ وہی ہین جنکی خبر دو روز پیشتر سروش غیب نے ہمکو دی ہو آخر جناب حکیم قسطاس الحکمت اول باغ مین تشریف لائے اور صحن باغ مین ایک صفہ پر کہ نہایت پاک و پاکیزہ تھا قیام فرمایا اور اپنے شاگردان خاص کو مثل حکیم ابو المحاسن و حکیم اخشی جان کے ایک گوشہ باغ مین علٰحدہ قیام کا حکم دیا اور خود تنہا اسی صفہ پر بیٹھے رہے درۃ البیضا نے کہا اے خواہر رشک بہار اسوقت دل چاہتا ہی کہ مین پہلے اس بزرگ صفات فرشتہ خصال کی خدمت با سعادت مین حاضر ہونا اور سعادت قدمبوسی حاصل کرون میرا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ بزرگوار اسی وجہ سے تنہا اس صفہ پر بیٹھا ہی اور ہمارے حاضر ہونے کا انتظار کر رہا ہی کہ قبل تشریف آوری ملکہ کے ہمکو کچھ اسرار جو کہ ملکہ عالم اور ہمارے واسطے مناسب و بہتر ہون ہدایت فرما دے اسمین کسی طرح کا شک نہین ہو کہ خاصان خدا راز ہائے دلی سے ضرور آگہی رکھتے ہین جب تو یہ بزرگ ہمارا انتظار فرما رہا ہی اسکے اسطرح بیٹھنے پر صاف ظاہر ہوتا ہی کہ گویا وہ ہمارے ارادہ دلی سے ماہر و واقف ہی رشک بہار نے کہا کہ خواہر درۃ البیضا ہمارے نزدیک بھی یہی مناسب ہو بسم اللہ چلو ہم بھی موجود ہین جو رائے تمہاری ہی بخوشی دل ہمکو قبول و منظور ہے غرض درۃ البیضا نے پہلے اپنی ایک کنیز خاص کو حکم دیا کہ اس بزرگ کی خدمت مین جا اور بعد سلام کے ہمارے حاضر ہونے کی اطلاع کر چنانچہ وہ کنیز بمجرد حکم ملکہ درۃ البیضا فوراً حکیم صاحب کی خدمت مین گئی اور پیام اپنے خاتون کا پہونچایا حکیم صاحب نے مسکرا کر فرمایا تو جا کے اپنی خاتون سے کہہ کہ اب جلد تشریف لیچلیے ہم دیر سے انتظار مین ہین اور اسی سبب سے اور کہین نہین گئے یہان بیٹھے ہین بسم اللہ اب جلد آپ قدم رنجہ فرمایئے اس کنیز نے بھی ملکہ کو جلد جا کر پیام حکیم صاحب کا پہونچایا ملکہ درۃ البیضا اور رشک بہار و فقیہہ روشن سخن حکیم صاحب کی خدمت مین حاضر ہو کے ملازمت

مشرف ہوئین حکیم صاحب نے یکسان ہر ایک کے حال پر نوازش فرمائی اور کیفیت حال دریافت کی یعنے اُن صحبت کے منعقد ہونے کا
حال اور شاہزادہ کی بیہوشی کا تمام قصہ اول سے آخر تک جسقدر کہ انکو معلوم تھا دریافت فرمایا درۃ البیضا وغیرہ نے بسبیل اختصار
اپنی سرگذشت مع احکام لوح وصیت نامہ اور تدابیر حکماے طلسم بند جسطرح سے پہلے تحریر ہو چکا ہی حکیم صاحب کے روبرو بیان کی
حکیم صاحب نے فرمایا کہ نازنینان طلسم تم ہر نوع خاطر جمع رکھو کہ ہر ایک نازنین علےٰ قدر مراتب اپنے اپنے مراتب و مناصب کو
پہونچیگی یعنے تم جس جس نازنین کی شکل سے مشکل وہم صورت ہو بعد مراتب اُسی خاتون کے تمھارا مرتبہ خاتونی مقرر کیا جائیگا اور یہ امر
کہ جو تم بنام کنیزی موسوم ہوا اسکی وجہ خاص یہ ہے کہ یہ عہدہ کنیزی محض تمھارے واسطے بسبب اثر طلسمی کے بانیان طلسم نے
نہایت مجبوری اور ناچاری سے مقرر کیا ہی ورنہ تم ہر ایک اپنے اپنے ملک و دیار کی شاہزادی اور اپنے گھر کی خاتون ہو چونکہ کل کاینات
طلسم کی ملکہ شمسہ تاجدار بادشاہ ہی اس صورت مین تمام مال و متاع جسقدر اس طلسم مین موجود ہی ملکہ شمسہ تاجدار کی ملکیت مین
داخل ہے اور تمام ساکنان طلسم اُس ملکہ آفاق کی کنیز و غلام ہین اور کل مطیع و فرمان بردار ہین دوسرا امر یہ بھی ہی کہ جو عورتین
بندی مین آتی ہین ہرچند کہ وہ وزیرزادیان اور شاہزادیان ہوتی ہین لیکن کنیزین تصور کیجاتی ہین بس اسی طرح سے تم بھی ہو
الغرض حکیم صاحب نے ابھی اس گفتگو کو ختم نہ کیا تھا ناگاہ سواری ملکہ عالی وقار کی باغ مین داخل ہوئی اُن تینون نازنینون کے
جسوقت سامنے قریب پہونچی بآئین شائستہ کمال ادب سے اپنے خاتون عالی گہر کے سامنے کھڑی ہوئین اور آداب بجا لائین
جسوقت کہ ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار و ملکہ ناطقہ روشن بیان نے درۃ البیضا اور رشک بہار و فصیحہ روشن سخن کو اپنی
ہمصورت سے مشابہ دیکھا غرق بحر تحیر ہوئین اور نہایت استعجاب ہوا کہ بار آلہا یہ ہماری ہمصورت وہم شکل کہان سے پیدا ہوئین
کہ از سرتا پا کسی اعضا و قد و قامت مین فرق نہین ہی پھر دوبارہ ہر ایک کو ملکۂ عالی قدر و والا منزلت نے بچشم غور و امتیاز ملاحظہ فرمایا
اور تادیر سر سے پانون تک دیکھا کین اور آپس مین ایک دوسرے کو دیکھ کے خوب ہنسیان یہ تینون نازنین یعنے درۃ البیضا وغیرہ
پوشاک فاخرہ زیب جسم کیے ہوے تھین اور زیور جواہر پہنے ہوے تھین ان شاہزادیون نے بھی یہی خیال کیا کہ یہ بھی نازنین ضرور
کسی خاندان عالی سے ہین بلکہ عجب نہین کہ جو خاندان شاہی سے یہ بھی شاہزادیان ہون انکے بشرہ اور قیافہ سے صاف
نجابت و شرافت بلکہ شاہزادگی کے آثار پائے جاتے ہین ملکہ نوبہار نے کہا اے خواہر شمسہ تاجدار تمنے ملاحظہ فرمایا کہ ان حکماے
معظم بانیان طلسم نے کس خوبصورتی سے تضحیک ہماری کی خوب اختراع کیا کہ ہر وقت ہم انکی صورتون کو دیکھ کے آتش رشک و
حسد مین جلا کرین خوب ہمسے سلوک کر گیے معلوم ہوتا ہی کہ ہمارے جناب قبلہ و کعبہ انھین عورتون کا تماشا دکھانے کو یہان
لائے - الغرض ملکہ نوبہار تو اس صنعت حکماے عالی منزلت کو دیکھ کے حکما کی طرف عتاب و خطاب کرتی تھی اور اُن نازنینان ہمشکل
کو بار بار دیکھتی جاتی تھی اور ہنسی کے مارے غش ہوئی جاتی تھی لیکن ملکہ شمسہ تاجدار نے جسوقت یہ واقعہ دیکھا کہ وہ نازنینان
طلسم مثل کنیز و پرستار ہمارے جلو مین چلی آتی ہین اُس جامع خلق و معدن مروت و سخاوت کو یہ وضع اُنکی اچھی معلوم نہوئی
نہایت ناخوش ہوئی کہ باوجود شاہزادگی یہ مثل کنیزون کے ہمارے جلو مین چلی آتی ہین یہ امر خلاف شان خسروی ہے غرض کہ

ملکہ شمسہ تاجدار اس امر سے بجاے خود نہایت شرمسار و منفعل ہوئی آخر بمقتضاے ریاست و لیاقت ذاتی اُسنے دریافت فرمایا
کہ اے نیک بختون تم کس خاندان سے ہو اور ہمارے جلو مین کسواسطے تم ہو لیتین کیا فائدہ اس سے ہے براے خدا تم جاؤ اور
ہمین زیادہ شرمندہ نکرو بس تمھاری اسی قدر تکلیف کفایت کرتی ہے کہ تم یہان تک آئین آیندہ ایسے تو منع سے ہمین معاف
رکھو درۃ البیضا اور رشک بہار اور فصیحہ نے اپنی خاتون کے الطاف و نوازش کو دیکھکے کہا اے ملکہ عالم و اے سرتاج
نسوان بنی آدم جس حالت مین کہ آپ طلسم کی مالک و مختارہ ہین پس ایسی حالت مین جتنے ساکنان طلسم ہین سب اپنے بادشاہ
و ولی نعمت کے مطیع و فرمانبردار ہین چنانچہ کنیزی کے زمرہ مین ہم بھی داخل ہین اور جب ہم کنیزین ہین تو لامحالہ ہمکو حضور کی
خدمت مین رہنا ضرور بلکہ واجب ہوا لیکن ہم آپ کے جلو مین چلنا باعث افتخار سمجھتے ہین اسواسطے کہ ہم تو حضور کے بندۂ
بے زر ہین اور آپ ہماری خاتون و مالک ہین ملکہ شمسہ تاجدار نے کہا اے خواہر عزیز ہم تمکو بخداے عزوجل ہرگز کنیز نہین
جانتے تم سب ہماری بمنزلہ ہمشیر عزیز کے ہو اور یہ خطاب کنیزی بانیان طلسم نے تمکو دیا ہے اس مین ہمارا کیا قصور اسکا گلہ
اور شکوہ بانیان طلسم سے کرو مجھسے کچھ سروکار نہین ہے مین تمکو بجاے اپنی خواہری کے جانتی ہون آخر وہ تینون نازنین ملکہ
آفاق کی مروت و محبت دیکھکے کمال خوش ہوئین اور دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ عالم ہم کنیزون کو اس امر کی عین تمنا اور
آرزو ہے کہ ہم ہر وقت اپنی خاتون عالی منزلت کی خدمت مین مثل کنیزون اور پرستارون کے حاضر رہین کسی وقت جدا نہون
بعد اسکے یہ تینون شاہزادیان یعنے ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ناطقہ روشن بیان محافون سے اُترکے
قصر مین داخل ہوئین بعد ایک ساعت کامل کے جناب حکیم صاحب بھی تشریف لائے ملکہ نوبہار کہ ہمیشہ سے نازک مزاج
و تند خو تھی اور کسیقدر گستاخ و حاضر جواب بھی تھی حکیم صاحب کے سامنے آئی اور آداب و تسلیمات بجا لاکے کچھ کلام شکوہ کے
شروع کیے پہلے تو صاحبقران اکبر کو سخت و سست کہا بعد اسکے نہایت افروختہ ہو کے حکماے عالی منزلت یعنی بانیان طلسم کی
نسبت کچھ سخنان خلاف تہذیب کہے بعدہ حکیم صاحب کی طرف مخاطب ہوئی اور کہا حضور ہم لوگون کو یہان اسی غرض سے لائے
ہین کہ یہان پریزادان شوخ و شنگ ہماری نقل کرین اور مسخرگی کرکے ہماری تضحیک کرین واہ کیا خوب بانیان طلسم نے ہماری
پاسداری اور رعایت فرمائی ہے اور جناب قبلہ و کعبہ کی بھی ہمپر نظر رحمت و عنایت ہے اور اسقدر پرورش و نوازش کو کام فرمایا کہ
جسکی حد نہین جہان نوازی کے یہی معنی ہین ملکہ شمسہ تاجدار نے کہا اے خواہر عالیقدر ملکہ نوبہار تمکو ان کلمات زائدہ بیفائدہ سے
کیا حاصل ہے اس سے تو خاموش ہی رہنا بہتر ہے اور انسانیت بھی یہی چاہتی ہے کہ ایسے حکماے ذیشان اور عالی منزلت کی شان مین کلمات
ناروا زبان پر نہ لائے جائین اے خواہر والاقدر یہ بھی سمجھنا اور خیال کرنا چاہیے کہ اگر کارخانہ طلسم مین علم و حکمت کو دخل نہوتا اور وہ حکماے
با دانش و فرہنگ ورا سے مددگار اور پشت پناہ نہوتے تو ہم سب اس مرتبۂ اعلی کو کسطرح پہونچتے نوبہار گلشن افروز نے کہا اے خواہر
گرامی قدر یہ تو ہمنے مانا کہ یہ مرتبہ ہمکو نصیب نہوتا یعنے ہم ازواج شاہزادہ مین داخل نہوتے خیر نہوتے بجہنم یہ صدمہ جانکاہ تو نہوتا ایسا
کہان سے مین جگر لاؤن کہ متحمل اس کوہ الم کی ہون علاوہ بریں اس شاہزادہ ہر دل عزیز کو منصب صاحبقرانی اور رتبہ طلسم کشائی

کب ملتا اور نہ ہمکو اُسکی بیوفائی و بے اعتنائی سے یہ روز بد نصیب ہوتا اور نہ پریزادان طلسم ہماری نقل کرتین اور نہ ذلت اٹھانی ہوتین اور نہ ہم اپنی آنکھون سے دیکھتے بلکہ ہم خود اُنکی مہمانداری و خاطر داری بتواضع و تکریم کرتے طرہ یہ کہ وہ ہماری تابعداری کا دم بھی بھرتی ہین اور ہماری نقل بھی کرتی ہین ان باتون کی تحقین متحمل ہو خدانے تمھارا رتبہ ہم سب سے عالی کیا ہی اور عالی ظرف ہو ہمکو یہ بات کہان ہمسے تو یہ ذلت نہ اٹھ سکے گی ہر وقت صدمۂ جانکاہ و جگر خراش اٹھاوین ہم ایسی خاتونی اور عشق و محبت سے باز آئے۔ اشعار

کیمیا سیم تنون کو کبھی سمجھے نہ بشر کشتۂ عشق کو سونا نہین ملتا دم بھر	دلپہ آنچ آتی ہی پھنک جاتا ہی آتش سینہ نقد جان تن مین بچا رکھنے کی تدبیر یہ ہی	دھیان مین رنگ طلائی کے دہکتا ہی جگر خاک ڈالے رخ محبوب پہ اکسیر یہ ہی

جب ہمین ہونگے تو رتبہ کسکا اور زوجیت مین کون داخل ہوگا الغرض ملکہ نوبہار حکما کی طرف یہ عتاب و خطاب کرتی تھی اور ان زنان نقالہ کو دیکھ کے افراط خندہ سے لوٹ جاتی تھی لیکن سر دفتر خاتونان بنی آدم ملکہ شمسۂ تاجدار سراپا خلق و کرم مجسم نے جس وقت یہ کیفیت دیکھی کہ وہ نازنینان طلسم مثل کنیزون کے ہمارے جلو مین چلی آتی ہین نہایت ناگوار گذرا اور ملکہ نوبہار نے جب بار دگر اُن نازنینان طلسم کو دیکھا ہر چند ضبط کیا ہنسی نہ رکی اور بے اختیار قہقہہ مارا ملکہ نوبہار کی بے اختیار ہنسی سے ملکہ شمسۂ تاجدار اور ملکہ ناطقہ روشن بیان وغیرہ اسقدر ہنسین کہ بیتاب ہوگئین اور بعض ہنستے ہنستے بیہوش ہوگئین جب ہنسی سے ملکہ کو فرصت ہوئی پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے وہی کلمات شکایت کے کہنا شروع کیے ملکہ شمسۂ تاجدار نے فرمایا ای خواہر واسطے خدا کے اب خاموش ہو اسقدر زبان آوری اور تند خوئی اچھی نہین ای خواہر ملکہ نوبہار یہ تم خوب ملحوظ خاطر رکھو کہ ہمکو ہر حال مین شاہزادہ عالیجاہ کا حفظ مراتب واجب و لازم ہی اور بے تہذیبی کسی طرح مناسب نہین ہی کسواسطے کہ وہ عالی خاندان والا دودمان پیغمبر اولو العظم کی اولاد سے ہی ایسی صورت مین ہمکو اُس خدائے یگانہ کا شکر بجالانا چاہیے کہ اُس مسبب الاسباب نے ہمکو ایسے عالی خاندان کی زوجیت سے سرفراز فرمایا اسکی وجہ سے ہمکو سعادت دارین حاصل ہوئی اور ہم فخر کرتے ہین ای ملکہ نوبہار اس شرف و اعزاز کا شکر درگاہ جناب باری مین ادا کرنا چاہیے آج ایسا اعلیٰ اعزاز ہمین حاصل ہی کہ شاہزادہ معز الدین کی زوجیت مین تم داخل ہوئین یہ افتخار دارین حاصل ہوا ای نوبہار اس مرتبہ کو تم کیا کم جانتی ہو واللہ اس امر کی لوگ آرزو رکھتے ہین

قصہ مختصر حکیم قسطاس الحکمت نے ملکہ شمسہ تاجدار کی فہم و فراست پر ہزار ہزار آفرین و تحسین فرمائی اور ملکہ نوبہار کو
زبان درازی سے منع فرمایا۔ سلطان ابو الحسن جوہر نے کہا اے ملکہ باوجودیکہ تم سرو بستان حیرانی میں پریشان ہو چکی اور
ذلت اٹھا چکی ہو لیکن تم اپنی عادت تند خوئی اور زبان آوری سے باز نہیں آتیں یہ تمہاری شوخی اور خوش طبعی خلقی ہے
یہ کب جانی ہے حالانکہ تم خود بھی جان سے ہوا و شاہزادہ بنی نوع انسان سے ہے اور تم بھی خوب جانتی ہو کہ انسان
اشرف مخلوقات ہے اور پری قالبی تمکو معلوم ہے کہ انسان پریزادوں میں کچھ مناسبت نہیں ہے بلکہ منافرت کلی ہے اور ایسی صورت
میں تمکو شاہزادہ عالی منزلت کا شرف صحبت حاصل ہوا اسکو غنیمت نہیں سمجھتی ہو اور زیادہ برآن رشک و حسد سے اپنی
طبع نازک کو پریشان کرتی ہو ملکہ نوبہار یہ کلمات سنکے بے اختیار ہنسی اور کہا کہ اے ابو الحسن شاباش مردان وفا شعار
ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے تمنے اسوقت کلمات ہوا خواہی اور خیر اندیشی کے ارشاد فرمائے اور شاہزادہ کی جانب داری
اور سراسر رعایت کو کام فرمایا اور انصاف قطعاً چھوڑ دیا اس امر سے ہمیں تمہاری ذات بابرکات سے امید قوی ہوئی اور دل کو
طاقت ہوئی کہ شاید کسی وقت میں اسیطرح ہمارے ساتھ رعایت ضرور کروگے کیوں بھائی صاحب تم ہمارے اس کلام ندامت
و خوش طبعی سے ناخوش ہوئے تمکو نہایت ناگوار گذرا تمہیں قسم ہے تمہاری جان کی میں نے کوئی کلمہ تشنیع کا نہیں کہا بلکہ میری زبان
ہنسی میں نکل گیا میں خود ہی اپنی زبان آوری سے نہایت پشیمان و منفعل ہوئی اے برادر میں کیا کروں کہ جو زبان سے نکل جاتا ہے
واپس نہیں ہو سکتا میں خوب اپنے نوشتہ تقدیر سے آگاہ و ماہر ہوں اور ہر طرح اپنے مقدر اور اسکی رضا پر راضی اور شاکر ہوں
الحاصل یہ سب شاہزادیاں ہنستی ہوئی بعد ناز و ادا ایوان عالی میں تشریف لائیں اور سرگرم صحبت ہوکے آپس میں باتیں
کرنے لگیں اس عرصہ میں ان خواتین عالی کی نظر درۃ البیضا وغیرہ پر جا پڑی انکی سرگذشت سے مطلع ہوگئیں تحسین تینوں
شاہزادیاں نہایت مہربانی و شفقت سے پیش آئیں بعد اسکے جناب فضیلت مآب حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا کہ اے
نازنینان طلسم ہر چند تمنے تین تین جام شراب ربانی طلسم جو کہ حکیم سقلیبوس کی ساختہ ہے صاحب قران اکبر کو پلائے مگر تم اس
شراب ہوش ربا کی کیفیت سے آگاہ و واقف نہیں اسواسطے میں تمکو اس شراب کے خواص سے مطلع کرتا ہوں تم بھی بگوش ہوش سنو
اور جسطرح میں کہوں موافق اسکے عمل میں لاؤ اے درۃ البیضا وغیرہ اس شراب طلسمی ہوش ربا کی یہ کیفیت ہے کہ جسوقت وہ شراب
طلسمی ہوش ربا شاہزادہ نوش فرمائیگا بمجرد نوش کرنے کے شاہزادہ اسقدر نشہ میں مبتلا ہوگا کہ از خود رفتہ ہو جائیگا سر و پا کی
مطلق خبر نہ رہیگی اور تمہارا عشق اسکے دل پر ایسا غالب ہوگا کہ کسی کی خبر نہ رہیگی بس تمہیں کو وہ اپنا معشوق جانیگا اور صورت
اپنے معشوق اصلی کی سمجھیگا لیکن اس محبت و عشق کو ثبات نہوگا صرف اثر اسکا تھوڑے دنوں رہیگا جب تھوڑے روز میں وہ شراب ہضم ہو جائیگی
اسکی تاثیر بھی زائل ہو جائیگی شاہزادہ اپنے ہوش میں آئیگا ہر ایک نازنین و خاتون کو پہچانیگا اور سب مراتب و لیاقت سبکو
سمجھیگا اسوقت تمہارا رتبہ تمہارے مرتبے کے موافق ہوگا اور جو اصل خواتین ہیں انکا منصب بہت بلند تر ہوگا لہذا تمہارے واسطے
ہماری رائے میں یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم جسطرح میں کہوں عمل میں لاؤ تمہارے حق میں بہتر ہوگا تم میں سے ہر ایک نازنین

بدستور اول تین تین جام شراب ربانی شاہزادے کو اسی حالت مدہوشی مین پلادو کہ ہوش نہ آنے پاوے اور اس شراب کے اثر اور کیفیت کو دیکھو کہ یہ شراب میری ترکیب دی ہوئی ہے اس شراب کے پینے سے یہ ظاہر ہوگا کہ اُس شراب ربانی طلسمی کا اثر بالکل زائل ہو جائیگا اور اس شراب نادر الوجود کا اثر شاہزادہ کی طبع ہمایون پر غالب ہوگا اور شاہزادہ جو مست بادۂ بیخودی ہے وہ کیفیت حال و مال سے باخبر ہو جائیگا اور ہر ایک حقدار اپنے اپنے حقوق اصلی سے کامیاب ہو جائیگا اے نازنینان طلسم اس تمھاری خدمت اور فرمانبرداری سے تمھاری خاتون عالیجاہ ملکہ شمسہ تاجدار نہایت خوش ہونگی اور اُنکی خوشنودی مزاج تمھارے حق مین باعث ازدیاد جاہ و حشمت ہوگا اور تمھارا جو علاوہ اسکے مقصود ہے وہ بھی نہایت آسانی سے حاصل ہوگا ورنہ یہ خوب یاد رکھو کہ بعد اس ہنگامۂ صحبت جشن کے تمکو نہایت ہی پشیمانی ہوگی اور مآل کار نہ حاصل ہوگا اگر اسمین تمنے تامل کیا بس اور خرابی واقع ہوگی آیندہ تمھین اختیار ہے الغرض اُن نازنینان طلسمی نے جو اس بات کو حکیم صاحب سے بغور سُنا اور دل مین سمجھین تینون نازنینین متفق اللفظ عرض کرنے لگین کہ اے جناب ہم تابع فرمان حضور کے ہین کنیزون کو آپکے تعمیل احکام مین کیا عذر ہے بعد اسکے حکیم صاحب نے باطمینان تمام ایک ایک شیشہ اُس شراب کا جو کہ طلسم حکمت سے بنا کر اپنے ہمراہ لائے تھے ہر ایک نازنین کو دیا اور فرمایا ہان اب تم صاحب قران اکبر گردون شکوہ کی صحبت مین جاؤ ہم آتے ہین وہان جسطرح ہم حکم دین تم عمل مین لانا تینون نازنین وہ شیشے لیے ہوے شگفتہ دل صاحب قران اکبر کی حضوری مین حاضر ہوئین ادھر سے ابو الحسن جوہر بھی اُنکے عقب مین جانے کو تھا کہ حکیم صاحب نے منع فرمایا اور کہا اے فرزند ابو الحسن تم اسوقت ان نازنینان طلسم کے ساتھ نہ جاؤ اور نہ شریک صحبت صاحبقران اکبر ہونا مگر کسی گوشہ مین پوشیدہ کھڑے رہنا اور تماشا دیکھنا کہ کیا اُسکی قدرت کا تماشا دکھائی دیتا ہے تم دیکھتے رہنا جسوقت تک یہ نازنین تین تین جام شراب کے نہ پلالین ہرگز ظاہر نہونا بعد اسکے اختیار ہے اگر منظور ہو تو ظاہر ہو جانا کچھ مضائقہ نہین ہے ورنہ جسطرح تمھاری راے مین آوے ویسا کرنا مگر یہ بھی یاد رہے کہ جسوقت تم صاحب قران اکبر کی خدمت بابرکت مین پہونچنا ہمکو ضرور اطلاع دینا کہ ہم اُس صحبت کی کیفیت ضرور دیکھینگے جوہر نے کہا بہت خوب جو حضور نے ارشاد فرمایا ایسا ہی ہوگا اور پھر اُن نازنینون کے عقب مین روانہ ہوا آخر کار وہ نازنینان گل اندام بصد جلوہ و ناز صاحب قران اکبر کی خوابگاہ مین پہونچین اس عرصہ مین شہریار کامگار بھی بیدار ہوے اور وضو کرکے عبادت پروردگار مین مصروف ہوے بعد ادائے فریضہ جب تخت عشرت پر جلوہ آرا ہوے اُن تینون نازنینون مین سے ایک مہ جبین جسکا نام نزاکت پری تھا خدمت مین صاحبقران اکبر کے حاضر ہوئی اور آداب و مجرا بجالائی صاحب قران اکبر نے بعد دینے جواب سلام کے فرمایا اے عورت آج اس صحبت عیش کو مین نہایت پریشان دیکھتا ہون اسکا کیا سبب ہے وہ تینون ماہ رخسار تیری خاتونین کہان ہین اور کس خواب غفلت مین ہین شاید تمھارے یہان یہ بھی قاعدہ ہے کہ مہمان کو تنہا چھوڑکر چلے جاتے ہین واہ مصرعہ

طاقت مہمان نہ داشت خانہ بمہمان گذاشت

اس حرکت خلاف سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی امر ایسا ہی درپیش ہوا ہے کہ جس امر مین وہ مشغول ہین اے نزاکت پری تو ہی انصاف سے

کہ کیا اپنے عاشق و مہمان کو نیمجان بستر تنہائی پر پریشانی مین چھوڑکر چلی گئین اور ہمارا مطلق کچھ پاس و لحاظ نہین کیا یہ کونسی آدمیت ہو نزاکت پری
نے عرض کی اے شہریار گردون وقار اس کنیز کو تو ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ ہماری خاتون اپنے حجرے مین تبدیل پوشاک کرتی ہین اور لباس
و زیور سے آراستہ و پیراستہ ہو رہی ہین بعد اسکے جب فارغ ہونگی حاضر ہونگی صاحب قران اکبر نے فرمایا اے نزاکت پری
ہم تیرے نہایت ممنون ہونگے اگر تو اپنی خاتون کو کہ وہ تسکین بخش خاطر پریشان و دوا سے دل زار و ناتوان ہی جلد جاکر بلا لا بلکہ جسطرح
سے ہو اپنے ساتھ ہی لا کیونکہ مجھے ایک ساعت اب یہان برابر ایک سال کے اُنکی مفارقت مین ہی جبتک ایک ایک جام شراب
راحت فزا اپنے دست نگارین سے مجھے نہ دینگی یہ بیچینی و اعضا شکنی نہ جائیگی بلکہ روح تحلیل ہو جائیگی اور کیا عجب ہے اگر
مرغ روح گھبرا کر قفس تن سے پرواز کر جائے اے نزاکت پری بس اب تو زیادہ تساہل و تغافل نہ کر کہ حال زار میرا بغیر جلوہ دلدار ساعت
بساعت دگرگون ہوتا جاتا ہی کچھ خیال مین نہین آتا کہ کیا اسرار ہی ابھی صاحب قران اکبر اسی گفتگو سے بیخودی مین مصروف تھے
اور سلسلۂ کلام قطع نہوا تھا یکایک وہ تینون نازنینان خورشید لقا یعنے رشک بہار و فصیحہ روشن سخن و درۃ البیضا از سر تا پا
زیور و لباس سے پیراستہ باندازِ معشوقانہ اپنے اپنے حجرون سے مع سامان می نوشی باہر آئین جب اُن ماہرویان پری پیکر کا پرتو
عارض و رخسارہ آتشین شاہزادۂ عالیجاہ کی آنکھون مین اُسی عالم محویت و بیخودی مین جلوہ افروز ہوا اور افراط
مسرت سے از خود رفتہ ہوگئے اور بیتابانہ بجالا کی تمام ایک نازنین کو گود مین اُٹھا لیا اور اسی حالت بیخودی مین نہایت ذوق و
شوق سے لب جان بخش و رخسارۂ مہر تمثال کے بوسے لیے اور اسقدر متواتر بوسے لیے کہ ملکۂ نو بہار وغیرہ کہ یہ دونون
پس پردہ تھین آواز بوسون کی سُنکے آتش حسد سے افروختہ ہوگئین دیکھا کہ شاہزادہ رشک بہار کو گلے سے لپٹائے لب بلب
و سینہ بسینہ تخت پر بیٹھا ہی اسطرف ابوالحسن جوہر بھی ایک حجرے مین پردے کے پیچھے کھڑے تھے اور بچشم غور پردے
سے یہ تماشاے عجیب دیکھکے ہنستے ہنستے لوٹے جاتے تھے لیکن شاہزادہ والا جاہ کو کچھ پروا ابھی نہ تھی اُسی طرح ان مہوشان
گل اندام سے عیش و عشرت مین سرگرم اختلاط رہے صاحب قران اکبر کے اس بیباکانہ اختلاط و بوس و کنار سے وہ نازنینان
آئینہ رخسار شرم و حیا سے نیچی گردن کیے سکوت مین بیٹھی تھین اور شرم کی اُن نازنینون کی یہ وجہ تھی کہ وہ جانتی تھین کہ ابوالحسن جوہر
دیکھتا ہی پس صاحب قران اکبر کی اس گرم جوشی و حرکات بیباکانہ سے بحر شرم و حیا مین غرق ہوئی جاتی تھین اور انکار بھی
کرتی جاتی تھین مگر شاہزادہ شراب ربانی طلسمی سے ایسا از خود رفتہ تھا کہ اُسے دنیا و ما فیہا کی خبر نہ تھی شرم کیسی اور لحاظ کیسا
از خود فراموش تھا جسقدر نازنینین انکار کرتی تھین شاہزادہ اور زیادہ مختلط ہوتا تھا کبھی ملکۂ درۃ البیضا کو بحیال طلسم
شمسہ تاجدار گلے سے لگاتا تھا اور دل خوش کرتا تھا اور کبھی رشک بہار سے لپٹ جاتا تھا اور ہوس دل نکالتا تھا اور
گاہ فصیحہ روشن سخن کے لب و رخسار کے بوسے لیتا تھا اور منہ سے منہ ملتا تھا اور وہ شاہزادیان بیچاریان شرم زدہ
سکوت مین تھین اور شاہزادہ عالیجاہ اُسی طرح بوس و کنار و اختلاط مین مشغول و مصروف تھا اُدھر جوہر یہ حرکتین
صاحب قران اکبر کی دیکھتا تھا اور بے اختیار ہنستا تھا اور قہقہے لگاتا تھا اور بیتاب ہوا جاتا تھا اُدھر یہ نازنینین جوہر

کے سننے سے نظر پر شیب یاد وختہ ہو لی جاتی تھیں آخر پہر از سر نو صحبت گرمجوشی گرم ہوئی - درۃ البیضا نے ایک جام گلفام لبریز اپنے دست نگارین سے بعد ناز و کرشمہ شہزادہ عالی وقار کو دیا - شہزادہ نے فوراً وہ جام معشوقہ کے ہاتھ سے لیکر نوش کیا اور اس ماہ وش گل اندام کو سینہ سے لپٹا لیا اور اسقدر بوسے لیے کہ وہ نازنین گھبرا گئی آخر پریشان ہوکے اسنے کہا ای شہریار بس کہانتک پریشان کیجیے گا کہ بھلا یہ بھی کوئی موقع ہے ایسے حرکات خلاف وضع خوش نہیں آتی ہیں بس بے تکلفانہ دیا کانہ اختلاط و گرمجوشی سے باز آئیے اور یہ کرم و لطافت اور کسی پر فرمائیے بقول اسکے

نظم

پیارا اسطرح کا ہمنے نہیں دیکھا ہی نہیں	کسی صحبت میں پڑی ہاے غضب جان حزین
کب تلک صورت تصویر رہوں جیب میں حزین	میں بھی تو آدمی کی جان ہوں حیوان نہیں

بوسہ بازی کی بھی کچھ حد ہے نیا طور ہے یہ
دم مرا گھٹ گیا اس پیار سے کیا طور ہے یہ

ای شہریار عالی وقار آپ نے نہایت شرمندہ فرمایا پیار و اخلاص دیا کانہ سے ہمیشہ سے مجھے نفرت ہی ہے لیا اختلاط بےموقع مجھکو اچھا نہیں معلوم ای شہریار نامدار اگر آپکی مرضی مبارک یہی آوے کہ دو جام شراب اس ناچیز کے ہاتھ سے نوش فرمائیے ورنہ [illegible] ہی کہ ہم آغوشی و بوس و کنار کے لیے بہت وقت ہی جلدی کیا ہی کیا میں کہیں چلی جاتی ہوں جو آپ کو اسقدر اضطراب و بیتابی ہے کسواسطے کہ سامان عیش و عشرت سب موجود ہی ایسے وقت میں اضطراب و اضطرار کیا ضرور ہی ہاں اگر آپکو اور کسی کی خواہش ہو اور ایسی ہی بیتابی ہو تو مجبوری ہے حضور بے تکلف ارشاد فرمائیں کنیز اپنی کسی خواص نازنین کو حاضر کرے حضور بلا تامل اسی سے رفع القلق فرمائیں اور لطف شباب حاصل کریں اور جبتک حسب دلخواہ سیری نہ ہو مجھ غریب درماندہ کو نہ ستائیے اور میری جان ایک [illegible] انتہا ہے کہ فقط ایک دم و حجاب البتہ مانع ہوتا ہے اس سے آپکو کچھ کام نہیں ہے کیا ہی قصہ کوتاہ جب ملکہ درۃ البیضا نے ایسے کلام کیے کہ شاہزادہ والا تبار درۃ البیضا کے آزردہ ہونے سے نہایت منفعل و شرمسار ہوئے اس عرصہ میں ملکہ درۃ البیضا نے فرصت پاکے پیالہ بکف تمام دو چار جام شراب بقیہ بھی صاحبقران اکبر کو پلا دیے اور خود بھی پی ہوئے کہ لبوں آفت اٹھل اٹھ گئی بعد اسکے شہریار سرشار بادۂ الفت و محبت ملکہ رشک پریا و [illegible] سے بیتکلف مخاطب ہو گیا اور اسی طرح شوق و ذوق میں ان پریزادوں کو سینہ سے لگا لیا اور بوس و کنار میں مصروف و مشغول ہوگئے لیکن یہ دونوں نازنین نازو ادا سے معشوقانہ سے پیش آتی تھیں و انکار بھی بطور دفع الوقت کرتی جاتی تھیں کام سے غافل نہ تھیں یعنی دونوں پریزادوں نے تین تین جام شراب ارغوانی طلسمی شہزادہ کو اپنے دست نگین سے بلا توقف متصل پلا دیے اور طرفہ یہ کہ بیہوش صاحبقران اکبر سے ملاطفت کی جاتی تھی اس عرصہ میں سلطان ابوالحسن جوہر بھی پردہ اٹھا کر دالان سے باہر آیا اور شاہزادہ کو دونوں سے باادب سلام کیا اور کہا

نظم

السلام اے بادشاہ تخت شوکت السلام	السلام اے آفتاب اوج دولت السلام

السلام اے بادہ نوش محفل عیش و نشاط	السلام اے خسرو اقلیم عشرت السلام
السلام اے آنکہ ہر دم در بغل گیری سبو	زین نگاران از سر جوشش محبت السلام
السلام اے حق فراموش قدیم اے بیوفا	السلام اے تجربہ ہر دیگ و ملت السلام

اسوقت صاحب قران اکبر گیتی ستان و کشور گیر نے اپنے برادر یکجان میرابو الحسن جوہر کو ملاحظہ فرمایا مثل گل شگفتہ ہوگئے اور فرط الفت و جوش محبت سے بے اختیار جوہر کو گلے سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور جوہر بھی اسوقت بجھائے و باس شہریاری گردن خم کیے کھڑا رہا صاحب قران اکبر نے فرمایا ای برادر ابو الحسن اسوقت تمھارے یہان آنے سے مجھکو نہایت حیرت ہوئی سچ بتاؤ تم کسطرح یہان پہونچے اور خاص اس مقام مین کیونکر آگئے مجھے سخت تعجب ہی جوہر نے عرض کیا ای شہریار فلک اقتدار مین کیا عرض کرون مسبب الاسباب نے یہان پہونچا دیا عجب اتفاق ہی اور خوش قسمتی سے اپنی یہان آگیا اور خاص جس وجہ سے مین یہان آیا ہون وہ وجہ بھی حضور پر حالی ہوجاویگی حضور اس عالم بیخودی مین یہان مبتلا ہین اور اس وضع خلاف کا جو حضور نے اختیار فرمائی ہی کیا سبب ہی ہر چند کہ یہ نازنینین ساکنان طلسم سے ہین اور اپنی صورت و وضع مین بھی حسین و جمیل ہین مگر نہ اسقدر کہ جیسی ملکہ نوبہار و ملکہ شمسہ تاجدار رشک خورشید پر و غیرت ماہ ہین انکے مشابہ ہونا بھی عجب کا مقام ہی وہمرتبہ و ہمپلہ ہونا شئ دیگر ہے اور صورت انکی تو ایک شعبدۂ ظاہری معلوم ہوتا ہے مصرعہ

آخر کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

ای شہریار عالی وقار مجھکو خود ہی حیرت ہی کہ حضور کا ان خواتین کی طرف میلان طبع کیونکر ہوا استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ یہ بیچاریان ان خواتین عالی وقار کے مقابلہ مین کوئی حقیقت نہین رکھتین صاحب قران اکبر نے جب ابو الحسن جوہر کی زبان سے اس گفتگو سے خلاف طبع کو سنا حالانکہ بوجہ طغیانی نشہ کے شراب ربانی سے از خود رفتہ ہو رہے تھے اسی حالت بیخودی مین دل نے پیچ و تاب کھایا اور نہایت برہم ہو کر فرمایا ای شخص ہمارے سامنے یہ کلمات گستاخانہ کہتا ہی اور اسقدر زبان درازی کرتا ہی ان نازنینون کی نسبت کلمات ناسزا کہنا کمال نا انصافی ہے تیرے فحوائے کلام سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ تو ان خواتین اصلی کی جانبداری کرتا ہی جو ایسے کلمات نازیبا ان نازنینون کے حق مین کہتا ہی اور انکی سفارش در پردہ کرتا ہی ہم پوچھتے ہین کہ ملکہ شمسہ تاجدار وغیرہ خواتین اصلی کے کیا شاخ زعفران لگی ہوئی ہے کہ یہ نہ ہون انسے یہ نازنینین کم ہین ای بیوقوف یہ نہین جانتا کہ اس خالق مطلق نے اس عالم اسباب مین ہر فرد بشر کو موافق اسکی قدر و منزلت کے دولت حسن و جمال عنایت فرمائی ہے اور ایک کو دوسرے پر ترجیح دی ہے فَضَّلْنَا بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا۔ ایک سے ایک کو بزرگ و برتر پیدا کیا ہی اسی طرح حسب لیاقت ہر ایک کو مرتبہ بھی عنایت فرمایا ہی اسی طرح ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ گلشن نوبہار بھی اپنے اپنے مرتبہ کے موافق صاحب حسن و جمال ہین اور یہ نازنینین بھی بجائے خود صفات ذاتی رکھتی

ونظیر ہین اسے ابو الحسن بچشم غور و انصاف قدرت اُس قادر حقیقی اور صنعت اُس صانع کی دیکھنا چاہیے کہ تینون شاہزادیان
کیسا حُسن وجمال عالم افروز رکھتی ہین اور صورت مین بھی ہمشکل ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ گلشن نوبہار کے ہین کسی طرح کا فرق
نہین ہی بلکہ اصل مین ترجیح انھین کو ہی ہر حال مین - ابیات

رخے چو ماہ بخوبی گذشتہ از خورشید — نقاب رفتہ سر کلہ یا سحاب زدہ
ہزار برق ستم پائمال توسن او — ہزار سیل بلا بوسہ بر رکاب زدہ

تعجب ہی اسے ابو الحسن تم ایسی چاند سی صورتون کو بُرا کہتے ہو تحسین کیا ہوگیا ہی انصاف کو بالکل ہاتھ سے دیے دیتے ہو آخر
اسمین کوئی سبب ہی کہ جو تم ایسے عقلمند و اہل فہم ہوکے یہ کلمہ ایسے لوگون کی شان مین جو کہ اپنا نظیر نہین رکھتی ہین کہتے ہو گے
ابو الحسن نے کہا اے شہریار والا منزلت شرط انصاف یہی ہی صاحب وضع ایسے ہی ہوتے ہین بھلا حضور کے قول و فعل کا بھی کچھ
اعتبار ہی آپ ہر دل عزیز ہین جہان گئے وہین کے ہوے انصاف کوئی چیز نہین ہی آپ جو چاہین کرین وہ کچھ نہین دوسرے کو
نا انصاف ٹھہرائین واقعی یون ہی ہی انصاف کے یہی معنے ہین وفاداری و وضعداری بھی اسی کو کہتے ہین کہ کبھی ملکہ نوبہار
گلشن افروز و شمسہ تاجدار عندلیب البیان کے سوا عشق مین مجنون و سرشار ایسے ہین کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہین جب
اُنسے الگ ہوے تو پھر جانتے بھی نہین کہ شمسہ تاجدار کون پری ہی اور نوبہار گلشن افروز کس شی کا نام ہی پہلے حضور ملکہ
شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز وغیرہ خواتین عالی وقار و محبوب روزگار کو بچشم حق بین و نظر انصاف ملاحظہ فرمائین
اور ہر ایک نازنین عالی منزلت کا ان نازنینان طلسمی سے مقابلہ فرمائین کہ کون حسن وجمال و ادا و کرشمہ دلربائی مین بہتر و برتر ہے
قصہ کوتاہ اس گفتگو مین صاحب قران اکبر گردون فر کے معدہ مین وہ شراب ہضم ہوئی اور اثر طلسمی زائل ہوا اور شاہزادہ کی مدہوشی
و بیخودی رفع ہوئی ہوش مین آئے اُسوقت اُن نازنینان طلسمی کا وہ خیال جو عالم سرشاری مین اور بیخودی مین تھا کم ہوا اب جو
جوہر کی باتین سنین چپ ہوے اور دل مین بھی معقول ہوے اور کہا جوہر سچ کہتا ہی مین نے بڑی غلطی کی اب بنظر خریداری اُن
تینون نازنینون کو ملاحظہ کیا اور سمجھے کہ اصل اصلی ہے اور نقل نقلی ہے نقل اصل کو کب پہونچ سکتا ہی اُسوقت جو مین نے کہا وہ
سب بیجا اور لغو تھا اسمین کچھ شک نہین ہے اور مین اپنے اختیار سے باہر تھا کسی بات کی تمیز نہ تھی اور دل مین کہا اے معز الدین
حقیقت مین تو نے بڑی غلطی کی کہ اُن خواتین باتمکین کو دفعتًا بھول گیا کہ گویا دیکھا ہی نہ تھا اور اُنکو ایسے کلمات ناسزا منہ سے
کہے الغرض شاہزادے کو اپنے حرکات لغو اور لاطائل یاد آئے اور دل مین نہایت معقول ہوے اور جوہر سے فرمایا اے برادر
والا قدر تمکو قسم ہی میری جان عزیز کی تمنے جو حرکات و افعال مجنونانہ میرے دیکھے ہین واسطے خدا و رسول کے ملکہ شمسہ تاجدار اور
ملکہ نوبہار گلشن افروز وغیرہ کے سامنے کہین ذکر نہ کر بیٹھنا کہ وہ شہزادیان نہایت ہی نازک طبع و شوخ مزاج ہین مجھکو اُنسے
از حد ندامت ہوگی اسے برادر مجھکو خود اسوقت اپنی اُن حرکتون کا خیال آتا ہی اور متعجب ہوتا ہون کہ مجھے کیا ہوگیا تھا کس آفت و
بلاے ناگہانی مین پھنسگیا تھا شراب رمانی کا پینا گیا تھا کہ گویا گرفتار بلا ہوگیا دفعتًہ اُس شراب طلسمی سے قلب ماہیت ہوگئی

ایسا بے عقل و بیخود ہوگیا کہ بجز اُن نازنینون کے اور کوئی خوبصورت معشوقہ معلوم ہی نہوتی تھی بس جو کچھ تھین وہی تینون نازنینین تھین ابوالحسن جوہر شاہزادہ کی یہ گفتگو سُنکے خوب ہنسا اور کہا حضور اب کیا ہوتا ہی حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہی باعلان فرمایا ہی اور مین اسنے کیا ایک عالم نے سُنا اب حضور تو اس سے انکار کسی طرح سے ممکن نہین حضور کی طرح نا انصاف و ناقدر ہوجاؤن اور غفلت شعاری کو کام مین لاؤن حق کو چھوڑ دون ہمت و انسانیت سے باہر ہوجاؤن تو شاید آپکا رازدار ہون یہ امر مجھسے ہونا معلوم کسواسطے کہ مین کسی کا محرم راز تو ہون نہین اس سے اب معاف رکھا جاؤن حضور تو شراب ربانی طلسمی نوش فرماکر بری الذمہ ہوگئے جو جسکو چاہا ارشاد فرمایا کچھ پروا نہین فدوی کسطرح محفوظ رہ سکتا ہی مین تو مدہوش نہین ہون کہ ناحق جھوٹ سچ بولون اور آپ کی خوشامد کرون اور آپکا رازدار بنون مجھسے خداوند نعمت یہ نہوگا حضور اس خادم سے یہ توقع ہرگز نہ رکھین کسواسطے کہ حضور پر بخوبی روشن ہی فدوی ایک مرد عیاد پیشہ ظریف مزاج ہی اگر بزم عشرت مین کہ وہ مقام بے تکلفی ہے برسبیل تذکرہ مذاقاً کوئی کلمہ زبان سے نکل جائے تو تعجب بھی نہین اور علی الخصوص ایسے امورات بیان کرنے مین کوئی قباحت ظاہر اسباب معلوم نہین ہوتی بلکہ خالی از فائدہ نہین ہی لہذا غلام تمام واقعہ بالتصریح ضرور بیان کریگا بلکہ اُن خواتین عالی وقار سے تاکیداً عہد کرالونگا کہ ایسے مرد بے وفا اور ناآشنا کی صحبت سے اجتناب چاہیے اور کبھی اپنی صحبت مین شریک نہونے دے جسکو نہ اپنی بات کا لحاظ ہی نہ قول و قرار کا پاس ہو ایسے شخص کا کبھی ساتھ نہ دینا چاہیے صاحبقران اکبر نے یہ سُنکے جوہر کو سینہ سے لگالیا اور بہزار منت و ساجت فرمایا کہ بس اب مجھکو ذلیل نہ کرو یہ باتین تمھاری نہایت شاق معلوم ہوتی ہین اور مین نہایت خجل ہوتا ہون مگر جوہر ایک بات بھی شہزادے کی نہین سُنتا تھا اور سخنان پند و نصایح سے شرمندہ کیے جاتا تھا شاہزادہ ہردم نادم و منفعل ہوکر عرق عرق ہوا جاتا تھا اور باربار ابوالحسن کو بخوشامد یا دیکھے جاتا تھا اُس وقت صاحبقران اکبر اور جوہر مین عجیب رمز و کنایہ کی باتین ہورہی تھین آخر نوبت یہانتک پہونچی کہ صاحبقران اکبر نے انتہا سے ندامت و انفعال سے ٹوپی پاؤن پر ابوالحسن جوہر کے رکھدی اور کہا کہ ای برادر دس ہزار تومان دونگا اب تم اس ملامت کرنے سے باز آؤ کہین میرا پیچھا چھوڑو ابھی یہ بحث و تکرار ہو ہی رہی تھی ناگاہ حجرہ سے ملکہ شمشہ تاجدار اور ملکۂ نوبہار گلشن افروز و ناطقۂ روشن بیان تینون شاہزادیان بسم اللہ بسم اللہ کہتی ہوئی اسی عشرتگاہ مین بہزار ناز و انداز پہونچین شاہزادہ عالیجاہ سکوت کے عالم مین بیٹھے ہوے تھے یہ تینون شاہزادیان ہنستی ہوئی صاحبقران اکبر کے قریب پہونچین بس جیسے ہی اُن نازنینون کو صاحبقران اکبر نے سر اُٹھاکر دیکھا گویا ایک ہنگامہ قائم تھا

اُس وقت صاحبقران اکبر نے یہ بند حسب مناسب پڑھا

نظم

سحر وصل کو غل ہے کہ سواری آئی ۔ ہوگیا دل کو یقین موت ہماری آئی
ساعت مشغلۂ گریہ و زاری آئی ۔ قیس و فرہاد موے اب مری باری آئی

دل دھڑکنے لگا سینہ مین جگر پھٹنے لگا

وہ ہم پہ ہنسنے لگی پاس لہو گھونٹنے لگا

صاحب قران اکبر پر کچھ ایسا خوف و رعب غالب ہوا کہ از سرتا پا وہ عالی جاہ مثل بید لرزنے لگا ہر چند رفع ندامت کے لیے فکر
کی لیکن کوئی صورت کاربرآری نظر میں نہ آئی آخرکار ابو الحسن چوہر کی طرف نظر یاس و حسرت سے دیکھا ابو الحسن چوہر کو
بے اختیار شاہزادہ عالی وقار کے حال زار پر تبسم آگیا اور اشارہ سے کہا حضور خاطر شریف کو جمع فرمائیں کیا مجال غلام کی کہ
کوئی حرف ایسا زبان سے نکالوں کہ جو خلاف رائے حضور ہو حضور غلام کی طرف سے ہر نوع مطمئن رہیں اور کسی طرح کا
اندیشہ نہ فرمائیں الغرض صاحب قران اکبر ناچار نادم و شرمسار باچشم اشکبار یکسر و تہران شاہزادیوں کے استقبال کو اٹھے
اور چند قدم تعظیما بڑھے اور ہر ایک ملکہ کشور حسن و خوبی کا استقبال کرکے بخوشی تمام ہاتھ پکڑے ہوئے اپنی طرف لائے
اور ان شاہزادیوں نے بھی اول مراتب آداب و تسلیمات کے ادا کیے بعدہ صاحب قران اکبر کے ہمراہ ہولیں صاحب قران
اکبر نے نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ ہر ایک شاہزادی کا سلام لیا لیکن ساتھ ہی اسکے صاحب قران اکبر چونکہ ندامت کا اثر
اٹھائے ہوئے تھے اور ان خواتین عالی منزلت کے سلام و تبسم میں ایک نوع کی شوخی ظاہری بس صاحب قران اکبر
کے دل میں صاف خیال اس بات کا پیدا ہوا کہ یہ سلام انھوں نے نہیں کیا گویا مجھکو نادم و خفیف کیا یعنی شکایت اس
جہارت ہوتی ہو اسے معز الدین ابھی کیا کریں جو غضب ہوا میں کسطرح اس اپنی ندامت و شرمندگی کو دفع کروں آخر اسی فکر
کی وجہ سے آنکھ اٹھاکر ان خواتین جہان کی طرف نہ دیکھ سکا اور اب تک وہ تردد جیسا ہی کہ جوں جوں اثر خواب زائل ہوتا جاتا ہو انکی
انفعال و شرمندگی بڑھتی جاتی ہے آخر شاہزادہ عالیجاہ نے اسی شرمساری میں مسند زرنگار پر ان شاہزادیوں کو ہاتھ پکڑکے بٹھایا
اور بیچ میں آپ بیٹھے اور ورقہ ایضا اور رشک بہار اور مہتاب روشن سخن ہر ایک بجا بر قریب سے کھڑی ہوئیں لیکن ورقہ ایضا
چنور لیے ہوئے پیچھے ملکہ شمسہ تاجدار کے کھڑے ہوکر مگس رانی کرنے لگی اور رشک بہار و مہتاب روشن سخن دونوں چپ و
راست اپنی اپنی خاتون عالی منزلت کے دست پاک لے کے کھڑی ہوئیں اسوقت صاحب قران اکبر نے جو نگاہ اٹھاکر
ملاحظہ فرمایا اور بچشم غور دیکھا انصاف کو کام فرمایا دل میں نہایت متحیر ہوئے اور کہا واقعی یہ امر جو کہ ہر ایک سے معلوم
ہوا اور وہ حسن و ملیح و جہان افروز ادا ہا چیز دیگرست

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

واقعی ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان نے حسن و جمال خورشید مثال رکھتی ہیں جسکی
تعریف ممکن نہیں قصہ مختصر صاحب قران اکبر خاموش بیٹھے تھے اپنی نوبت ہی سے کلامی کی بھی نہیں آتی تھی کہ ملکہ نوبہار گلشن
نے اپنی شوخی مزاج سے خود ہی سبقت کی اور مزاج کی خیریت پوچھا کہ مزاج شریف بخیر ہو کیونکہ نصیب اعدا آج حضور کا مزاج کیسا
ہو کہ اسوقت کچھ طبع عالی مکدر ہے اسکا کیا باعث ہو ایسا سکوت تو کبھی نہیں دیکھا معلوم ہوتا ہو کہ حضور کو ہمارا یہاں آنا گوارا
نہ ہوا ہم لوگ مخل صحبت ہوئے اور ہم تو حضور کے تابع فرمان ہیں حکم ہو تو ہم یہاں سے چلے جاویں کچھ مشکل امر نہیں ہو اور

ہمکو تو حضور کی ہر طور خوشی منظور ہے حضور اسقدر ناحق شرمندہ کیون ہین اپنے خدمتی سے شرمندگی کیسی ثابت ہوتا ہی کہ حضور نے ان نازنینان نوخاستہ سے کسی امر کا وعدہ کیا ہوگا اُسکا ایفا نہونے پایا کہ ہم چلے آئے اُنکے دلون مین حسرت رہگئی اور آپکو اپنی وعدہ خلافی سے شرمندگی حاصل ہوئی یہ باعث اُسکے انفعال کا ہے ورنہ اور کوئی امر زیادہ اس سے بظاہر پریشانی کا خیال مین نہین آتا اگر یہی امر حضور کی پریشانی کا سبب ہی تو بیجا ہی کسواسطے کہ اگر بوجہ نشۂ شراب وزیادتی سرور حصول مطلب نہوا ہو تو پھر ہو سکتا ہی کہ صحبت عیش از سر نو گرم فرمائیے گا اور حسرت دل نکال لیجیے گا شب و روز سب حاضر ہین بلکہ ہر وقت سب دست بستہ موجود ہین حضور خود بھی خاطر جمع فرمائین اور جنسے وعدہ ہوا اُنکی بھی تسکین خاطر فرمادین کہ ہم دوسرے وقت آپ کی آرزو سے دل نکال دینگے یہ کوئی بات ایسی مشکل نہین ہے اور جو ہمارا لحاظ و پاس ہی یہ حضور کی قدردانی ہی ورنہ ہمارا لحاظ کیا ان باتون کا حضور خیال نہ فرمائین ملکہ نوبہار شاہزادے کو انواع و اقسام کے سخنان طعن سے خفیف کرتی تھی اور شاہزادہ بھی جو بحر ندامت مین غرق ہوا جاتا تھا اس اثنا مین ابو الحسن جوہر نے حسب غشا سے شاہزادہ نامور کہا اے ملکۂ عالم یہ آپ اس وقت کیسے سخنان جگر خراش فرما رہی ہین ہماری سمجھ مین نہین آتے صاف معاف فرمائیے آپ کو شاہزادہ عالی وقار کے دل کی کیا خبر ہے نہین معلوم کہ اسوقت کسکا خیال آیا ہوا اور کیا فکر کر رہے ہون بقول کسی شاعر کے مصرعہ

امور مملکت خویش خسروان دانند

آپکو اپنے ہی مطلب سے کام ہی کہ یہ محل مذاق کا نہین ہی ہر وقت کے واسطے ایک محل ہوا کرتا ہی ہر وقت انسان کا دل یکطرح نہین رہتا ہی آپ دیکھتی ہین کہ صاحب قران اکبر کے ابھی بخوبی ہوش و حواس درست نہین ہوے صبر کیجیے ہوش و حواس جمع ہونے دیجیے دیکھتی ہو کہ شاہزادے کے بشرے سے آثار رنج و ملال صاف ظاہر ہین اور انفعال سے غرق عرق ہوے جاتے ہین ابھی تغیر طبع عالی سے کیا نہین جب ہوش و حواس درست ہون اور مزاج عالی اصلاح پر آئے پھر شکوہ و شکایت کا مضائقہ نہین اس بات کی خبر رفتہ رفتہ جناب حکیم قسطاس الحکمت کے بھی گوش زد ہوئی۔ حکیم صاحب فوراً صاحب قران اکبر کے پاس تشریف لائے چونکہ صاحب قران اکبر بعد مدت مدید کے زیارت جمال باکمال حکیم صاحب سے مشرف ہوے لہذا اس مدہوشی اور خود رفتگی پر بھی ایسے خوش ہوے کہ گویا جان تازہ قالب بیجان مین آگئی اور وہ کیفیت بالکل رفع و دفع ہوئی نہایت شوق سے اپنے استاد والا نژاد کے دست و پا کو بوسہ دیا اور حکیم صاحب نے بھی کمال شفقت و مہربانی سے سر صاحب قران اکبر کا سینہ سے لگایا اور پیشانی انور پر بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا کہ ای فرزند ارجمند ایسی تعظیم و تکریم کی ضرورت نہین ہی کیون مجھے شرمسار اور گنہگار کرتے ہو صاحب قران اکبر نے کہا قبلہ و کعبہ مین تو آپکا شاگرد ہون اور شاگرد بجاے فرزند کے ہوتا ہی اور حضور میرے راہنما ہین اور شاگرد کو استاد کا پاس واجب ہی آپ کیونکر خدانخواستہ گنہگار ہونگے آپ کی قدمبوسی ہماری عزت کا سبب ہی اب ارشاد ہو کہ حضور پرنور سے جو اس خاکسار

کو اسوقت سرفراز فرمایا اسکا کیا سبب ہی اور یہ تینون نازنین یہان کسوجہ سے آئی ہین بالفعل عجب تحصون مین گرفتار ہون
بعض امور ناگفتہ بہ ہین دوسرا استعجاب اس امر مین ہی کہ کہان طلسم ارسطو اور کہان طلسم بیضا فاصلہ مشرقین ہی اسقدر دور و دراز سے
جناب کا تشریف لانا خالی از علت معلوم نہین ہوتا خدا جانے اسمین کیا راز و حکمت ہی ہر چند فدوی زیارت سے بھی مشرف ہوا اسکی
اس خوشی کے جسقدر تردد تھا فوراً رفع ہوا لیکن یہ تعجب دل سے دور نہین ہوا حضور میرے تردد کو دل سے دفع فرمائین تاکہ میرے دل مضطر کو
قرار و آرام ہو حکیم صاحب نے فرمایا ای شہریار عالیوقار آگاہ ہو کہ مین خاص تمہارے واسطے حکیم ارسطو کا بھیجا ہوا آیا ہون تخلیہ ہو تو مین بیان
کرون غرض صاحبقران اکبر حکیم صاحب کو تخلیہ مین لیگئے حکیم صاحب نے شراب ربانی کی تمام کیفیت از اول تا آخر مفصل بیان کی جسوقت صاحبقران
اکبر نے کیفیت شراب ربانی کو سنا جسقدر رنج و شرمندگی تھی رفع دفع ہوگئی اسوقت خیال آیا کہ یہ دیوانگی و محویت تاثیر طلسم و ترکیب شراب ربانی سے
تھی آپھی آپ خوب ہنسے آخر جناب حکیم صاحب بعد اظہار اس سرگذشت کے اپنے حجرے مین تشریف لیگئے اور صاحبقران اکبر بھی
یار دیگر ان محبوبان گل رخسار کی صحبت مین تشریف لیگئے اور نہایت شگفتگی سے فرمایا ای خواتین وفا شعار مین خوب جانتا ہون
کہ تمہارے آئینۂ دل پر ضرور میری طرف سے زنگ ملال آگیا ہی واسطے خدا کے اپنی خاطر نازک سے رنج و ملال کو دور کرو اور
گمان فاسد کو دل مین راہ نہ دو اسواسطے کہ مین شراب ربانی طلسم سے ایسا بیخود و مدہوش ہو رہا تھا کہ جسکی انتہا نہین بالکل
سرشار ہوگیا تھا دنیا و مافیہا کی اصلا خبر نہ تھی اس حالت بیخودی مین جو کچھ افعال و حرکات نالائق و ناز یبا مجھ سے ظہور مین آئے
وہ سب بجا و درست ہین یقین ہی کہ تمنے بھی یہ سارا حال سنا ہوگا اور ان حرکات ناز یبا پر اعتبار کیا ہوگا ان سب حرکات
نالائق پر ہرگز اعتقاد نہ کرنا چاہیے معاملات طلسمی سب ایسے ہوتے ہین اور قیاس بشری و فہم انسانی سے اکثر خارج ہوتے
ہین بھلا بشر کی کیا تاب و طاقت ہی جو اپنے حواس و ہوش کو بجا رکھ سکے اور یقین تو ہی کہ تمنے کوئی دقیقہ میری سرگذشت
دیوانگی کا ایسا نہو گا کہ جو سنا نہو پھر مین مفصل بیان کرتا ہون اے خواتین عالی شان سوائے ان افعال و حرکات
خلاف وضع کے بعض باتین ایسی نالائق و رکیک تمہاری شان مین میری زبان سے نکلین کہ جب مجھے خیال آتا ہی بحر ندامت
مین غرق ہو جاتا ہون جب ایسے کلمات تمہارے گوش زد ہوتے ہونگے تم اپنے دل مین کیا کہتے ہو گی مگر بخدا وہ ندامت بیزار ہین
محض بے اختیار تھا بوجہ تاثیر شراب ربانی طلسمی کے ایسا سرشار تھا کہ نیک و بد کی مطلق خبر نہ تھی جو کچھ ہوا وہ حرکت میری تھی
مین مجبور تھا غور کرو کہ معاملات طلسم سے انسان ضعیف البنیان کا کیا زور چل سکتا ہی سوائے مجبوری و ناچاری کے کوئی چارہ
نہین ہی کسی طرح سے کوئی بشر ایسا نہین کہ جو طلسم مین داخل ہوا اور جامے سے اپنے باہر نہوا ور اپنی حالت اصلی پر قائم رہے اسواسطے
کہ کائنات طلسم مین عجیب و غریب مقدمات روبکار رہتے ہین اور ہر ایک کام اختیار و قدرت سے باہر ہوتا ہی واسطے بحال
اسکے جسکو بانیان طلسم اور حکماے عالی منزلت دیدہ و دانستہ طلسم مین گرفتار کرین وہ کیونکر اختیار مین رہ سکتا ہی سوائے
اسکے میرا اس طلسم مین گرفتار ہو جانا ایک وجہ خاص سے ہی کسواسطے کہ بانیان طلسم نے اپنی فطانت سے زنان حور لقا کو تمہاری
صورت و شمائل سے ایسا مشابہ کیا کہ تم مین اور انمین بالکل فرق نہ تھا انکو جو بعد مدت مدید دیکھا تو ایسا جوش طبیعت مین پیدا ہوا

کہ وہ افسون وسحر کام کر گیا بس اُس بیخودی اور مدہوشی میں ہرگز اصل و نقل میں تمیز نہوئی اور مین تو گویا تمھارے ہی سودا ے عشق مین گرفتار ہون اور تمھارے ہی صورت و جمال کا عاشق و شیدا تھا ہرچند مین تاثیر شراب طلسمی سے ازخود فراموش تھا لیکن تاہم تمھارا خیال دل سے نہین گیا اور تمھارے خیال سے دام مکر مین گرفتار ہوا میرا اسمین کچھ قصور نہین ہی ہان اتنا قصور البتہ ہوا کہ اس سرشاری کی حالت مین اصلی و نقلی کو پہچان نہ سکا ورنہ مین ایسے فعل کا ہرگز مرتکب ہوتا ای ملکہ عالم مین تمھارے حسن عالم افروز کو دیکھکے اپنے جامہ سے باہر ہوگیا اور اس فریفتگی کی نوبت یہ پہونچی ملکہ نوبہار نے کہا ای شہریار نامدار جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا سب بجا اور درست ہی مگر مین تمکو قسم دیتی ہون کہ انھین محبوبان دلنواز و راحت بخش دل و جان کی جنسے چند روز سرگرم عیش رہے ہو اور جنکے واسطے دنیا و مافیہا سے بیخبر ہوگئے ایک نظر انکو بھی ملاحظہ فرمایے کہ وہ حضور کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہین پھر جو آپ فرمائینگے ہم بھی اُسے تسلیم کرینگے ای شہریار والا تبار یہ کس آئین مین ہی کہ جس سے رات دن گرم صحبت رہے اُسی سے اس بے اعتنائی سے پیش آیئے کہ گویا کبھی کے آشنا ہی نہ تھے ہمارے نزدیک یہ امر خلاف مروت و انسانیت ہی آخر وہ زمانہ کون تھا کہ جو اُنسے کس جوش و خروش سے ہم بغل ہوتے تھے اب کیا ہوگیا یہ وہی تو ہین کہ جنکے دست حنائی سے بصد شوق و ذوق جام شراب نوش فرماتے تھے اور بجاے گزک کے لب و رخسار و دہان کے بوسے لیتے تھے اب کچھ تو انکا پاس و لحاظ مرعی رکھنا چاہیے علاوہ اُنکے پاس و لحاظ کے اپنی بھی حفظ وضع کا خیال ہونا لازم ہے قول مردان جان دارد۔ یہ شرط آدمیت سے نہایت خلاف ہی کسی شخص کی آبرو مین رخنہ ڈالنا چاہیے آپکو کچھ خوف خدا بھی ہی اُن بیچاریون کو دفعتًا بلا قصور دل سے فراموش کردیا اور زیادہ بران ہمسے اپنی دیوانگی کا عذر بیجا کیا اب اسکا آپکو کیا جواب دیا جاے پس اب جو کچھ حضور ارشاد فرمادین وہ بجا ہی اور جو کچھ حضور نے کیا بہت خوب کیا اب ہمسے عذر کی کیا احتیاج ہی ہم بیچارے کس حساب اور کس شمار مین ہین جو ہم کسی کے حال سے معترض ہون علاوہ اسکے خسروان ذیجاہ و سلاطین باعز و جاہ اپنے فعل جائز و ناجائز ایک جانتے ہین کیونکہ کوئی انکا خوردہ گیر و مانع تو ہو ہی نہین سکتا پھر کیا بقول سعدی شیرازی کے مصرعہ

	ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر است	

حضور کو ہم بھی خوب جانتے ہین اور حکماے سابق بانیان طلسم نے بھی خود بدولت کو خوب جانکے اور مزاج کو دریافت کرکے ہر ایک عمل و تاثیرات و نیرنگ اور اسباب عیش و عشرت کو مہیا کیا ہی صاحبقران اکبر نے فرمایا ای ملکہ عالم اب گذشتہ باتونکو پھر ازسر نو زبان پر لانا کیا ضرور ہی بلکہ محض بے سود ہی میری خطا کو معاف کرو در انحالیکہ خاطی اپنی خطا کا مقر ہوا اور بلا عذر کیا پھر کیا باقی رہا تکرار کرنے سے کیا حاصل مین تو خود اپنے قصور پر نادم و پشیمان ہون ناطقہ روشن بیان نے کہا ای شہریار عالیوقار آپ نے پہلے بھی ہمکو اطلاع دی تھی کہ ہم فلان کام کرتے ہین جو آپ اس سے عذر کرتے ہین ہمکو کسی فعل سے کیا کام تم جانو تمھارا کام جانے جو عاشق پیشہ ہین اور عیش طلب ہین خداوند کریم نے انھین کو جوہر مردانگی عنایت فرمایا ہی کہ وہ جب کسی زن خوب رو کو دیکھینگے مفتون و شیدا ہو جائین اور اپنی وضع و شان کا بھی لحاظ نہ کرین ننگ و ناموس کو بالاے طاق

رکھیں اور جب خوب محظوظ ہو جائیں بعدہ عذر کریں ایسی صورت میں کسکو غرض ہو کہ انکے عذر کو سنے اور خطا و قصور کو معاف
کرے ملکۂ نوبہار گلشن افروز نے ملکۂ ناطقہ روشن بیان کی پشت پر دست محبت رکھا اور اسکے کہا اے خواہر گرامی قدر آفرین
صد آفرین اسوقت تمنے بڑا کام کیا خوب میری حامی و مددگار ہوئیں کیا معقول جواب دیا ملکۂ شمسۂ تاجدار نے کہا اے خواہر والا قدر
بس ختم کرو اس تقریر بے فائدہ سے کیا حاصل یہ بھی نوشتۂ تقدیر تھا پیش آیا اب بہرطور رضاے الٰہی پر راضی رہو کسی کے
اطوار و کردار سے کیا سروکار تم نہیں جانتی ہو کہ بجز اپنے مطلب کے اور کوئی کسی کا رفیق و غمخوار نہیں ہاں یہ ایک عذر واقعی قابل
تسلیم ہے کہ جو فعل صاحبقران اکبر سے ظہور میں آئے وہ سب عالم بیخودی میں اثر شراب طلسمی سے تھے لہذا انکا گناہ بھی
بانیان طلسم کی طرف عائد ہو سکتا ہے نہ صاحبقران اکبر کے ذمہ قطع نظر اسکے وہ شہریار کامگار صاحبقران روزگار ہے
اس عالی مناصب والا مناقب سے جو افعال حسب خواہش نفس سرزد ہوں وہ شایان ہیں۔ مصرعہ

ہر عیب کہ سلطان بپسندد ہنر است

اب دوسرا مقدمہ بندگی و بیچارگی کا ہے اس نظر سے ہم تم سب مجبور ہیں کیونکہ اس شہریار عالی وقار کے محکوم کیے گئے ہیں سوا
اطاعت و فرمانبرداری کے چارہ کیا ہے بہر نوع رضا جوئی ہر امر میں انکی ملحوظ خاطر رکھنا ضرور ہے۔ شعر

خلاف راے سلطان راے جستن ۔ بخون خویش باشد دست شستن

کچھ ضرورت نہیں ہے کہ ہم لفظ شکوہ زبان پر لاویں بلکہ جہانتک ہو سکے صبر کریں۔ قہر درویش بر جان درویش جو ہر سنے کہا ہے
ملکۂ آفاق میں جانتا ہوں کہ آپ دنیا اور اسباب دنیا کو نہیں جانتیں دنیا ایسی ہی واقعی بری چیز ہے اسکا برتاؤ نہایت مشکل ہے
مگر ہاں اس دنیا کو ہماری خواہر محترم ملکۂ نوبہار گلشن افروز نے خوب جانا ہے باوجود اس ناز و نعمت اور عز و نخوت کے جسقدر
حالات دنیا سے آگاہی حاصل کی کبھی کسی اہل دنیا نے حاصل نہ کی ہوگی یعنے ملکۂ عالیجاہ نے اپنے عاشق صادق کو کس کس طرح
کے آلام و صدمات میں مبتلا رکھا تا اینکہ اپنے کو سفاک عالم کے خطاب سے مشہور کر دیا اور اسقدر ظلم و ستم کیا کہ ان عاشقان
مظلوم و ستم رسیدہ کے مقابلہ میں گرفتار و اسیر ہوں تو عجب نہیں آخرکار اس روز اور تمام شب اسی طرح کی حیص بیص رہی اور
باہم شکایتیں رہیں صاحبقران اکبر کا یہ حال تھا کہ کبھی ان خواتین عالی منزلت کی صحبت میں اور گاہ حکماے عالی مرتبت
کی خدمت میں جاتے تھے دوسرے روز جناب حکیم عنقر طوس جنی کا آنا خاص اسی وجہ سے ہوا کہ حکیم قطاس الحکمت کو اسرار
طلسم اور اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کرے جو کچھ سرگذشت ہو وہ بھی سناوے تاکہ اور کار ضروری کو وہ بخوبی دریافت کرلیں
اور سمجھ جاویں ہرچند کہ حکیم قطاس الحکمت پہلے ہی سے بزور علم نجوم و مکاشفہ کل راز طلسمی و احوال گذشتہ سے بخوبی واقف و
آگاہ ہوگئے تھے لیکن اطلاع حال کی ضرورت نہ تھی اور یہ بھی خوب معلوم تھا کہ طلسم بیضا میں فلاں بزرگ عنقر طوس جنی نام
اجنہ طبقۂ اعلے سے مقیم ہوا اور ایک عرصہ بعیدہ سے وہ بزرگ بطور داروغہ کے رازدار طلسم ہے باینہمہ عنقر طوس جنی داروغہ
طلسم بیضا نے ایک رقعہ اشتیاقیہ دربارۂ ملاقات حکیم قطاس کی خدمت میں روانہ کر دیا تھا اور اپنے آنے سے بھی مطلع کیا تھا

چنانچہ حکیم صاحب ممدوح نے رقعہ کو ملاحظہ فرمایا اور خود مع حکیم ابو المحاسن اور حکیم اخشیجان عبقرطوس کے استقبال کو
آئے اور ملاقات ہوئی چند ساعت تک ان حکماے معظم کے باہم راز و اسرار کی باتیں رہیں لیکن صاحبقران اکبر کو
اس امر کی مطلق خبر نہ کی اور مجرد دیکھنے رقعہ کے بے اجازت پوشیدہ تشریف لیگئے چونکہ عبقرطوس جنی نے اپنے نشان
اور پتہ سے آگاہ کر دیا تھا کہ میں فلان کوہ کے دامنہ میں لب چشمہ مقیم ہون اور میں آپ ہی کی ملاقات کو یہان آیا تھا اور مجھے
چند مطالب ضروری بھی آپ سے گذارش کرنے ہیں انشاء اللہ بروقت ملاقات عرض کیے جاوینگے لہذا اس حقیر کو قدمبوسی
سے مشرف فرمایئے چنانچہ بمجرد سننے اس مضمون کے حکیم قسطاس الحکمت مع ہر دو شاگرد یعنے حکیم الحن اور عبقرطوس
کے دامنہ کوہ میں تشریف لے گئے اس طرف اس مقام مذکور میں حکیم الحن منتظر تشریف آوری حکیم عالی منزلت کے تھے
چند قدم حکیم صاحب کا استقبال کرکے نہایت اعزاز و احترام سے اپنے قیامگاہ میں لائے بعد مصافحہ و معانقہ یارون
حکیم عالی منزلت برلب چشمہ ایک قالین بچھا کر بیٹھے اول تو باہم مزاج پرسی ہوئی بعدہ نوبت حرف مطلب کی پہونچی کہ
حکیم قسطاس الحکمت نے حکیم اسقلیبنوس الٰہی کی نہایت تعریف کی اور فرمایا اے رہنماے قوم بنی جان اب ملکہ صبح روشن گہر
کے حالات سے بھی کچھ واقف ہیں اس بارے میں جسطرح ارشاد ہو عمل میں آوے انجام اسکا کیا ہو گا اور اب کیا فکر کرنی چاہیے
اس نیاز مند کو از روے بشارت معلوم ہوتا ہے نیز پیر مرشد حکیم ارسطو نے ارشاد فرمایا ہے کہ عمل طلسم حکیم اسقلیبنوس الٰہی
کا صبح روشن گہر پر کارگر ہو گیا لہذا جلدتر اس معاملہ میں کوئی تدبیر کرنی چاہیے اسواسطے کہ آپ کو بھی یہ حال بخوبی معلوم ہے
کہ صبح روشن گہر کو ان خواتین عالی وقار یعنے ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نو بہار گلشن افروز و نازنینہ روشن بیان کے عالی
درجات و مراتب سے کچھ مناسبت نہیں ہے اور یہ بھی آپ پر بخوبی روشن و ہویدا ہے کہ شاہزادہ معز الدین والا گہر
صاحبقران اکبر تاثیر طلسم و خاصیت شراب ربانی طلسم سے صبح روشن گہر کے عشق و محبت میں ایسا محو و از خود رفتہ
ہو رہا ہے کہ نوبت جنون کی پہونچی ہے تا اینکہ اب نیک و بد میں بھی تمیز مطلق نہیں ہے میں حیران ہون کہ اس بارے میں کیا فکر
و تدبیر کرون حکیم الحن نے جواب میں عرض کیا اے عالی منزلت و معدن علم و حکمت یہ سب آپکی ذات ستودہ صفات پر منحصر ہے
اور خاص تمہاری ذات خجستہ صفات سے یہ مقدمہ وابستہ کیا گیا ہے پس حضرت ہی کوئی ایسی تدبیر فرمائیں کہ آپس میں دونون
صبح کے کوئی صورت بحث و مناقشہ کی پیدا نہو کہ رنج و ملال کو طول کھینچے اور بسہولت و آسانی ہر ایک امر طے ہو حکیم صاحب
بزرگ نے فرمایا میں بھی یہی چاہتا ہون کہ دو خواتین میں کوئی صورت ملال کی پیدا نہو اب چونکہ دونون خواتین سے کوئی اس قصر
عالی میں موجود نہیں ہے لہذا جلدتر کوئی صورت نیک و بہبود اس بارہ خاص میں ہونا چاہیے اور انکی موجودگی میں کوئی کام
بن نہ پڑیگا حکیم الحن نے کہا قبلہ و کعبہ فدوی نے پہلے ہی سے روشن گہر کو منع کر دیا کہ جبتک میں طلب نکرون تم ہرگز قصر میں
آنے کا قصد نکرنا اور اب میں خدمت فیضدرجت میں حکیم بزرگ کے جاتا ہون یہ تمام قصہ تمھارے حال پر ملال کا بیان کرونگا
جو مصلحت ہو گی اور حکیم بزرگ کی بھی راے عالی ہو گی میں تم سے کہلا بھیجونگا اور جہانتک ممکن ہوگا میں خود تمھیں بلوا لونگا اور

اس بات سے بہر نہج حضور خاطر جمع رکھین کہ صبح روشن گہر کو طلب نہ کرونگا وہ یہان قصر مین نہ آئینگی اب آپ باطمینان
اس مقدمۂ خاص مین جیسا کہ مناسب ہو اور نیک ہو دونون صاحبون کے حق مین تجویز فرمائیے حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا اے مجرم
اسرار طلسم مین بھی اسی مصلحت سے ملکۂ صبح دلکشا کو اپنے ساتھ نہین لایا کہ پہلے یہ مرحلہ طے ہو لے جب تک صلاح و مشورہ آپس مین
باہم قرار پالے اور مقدمہ یکسو ہو لے تب تک اُن خواتین کا ایک جا ہونا اچھا نہین ہے بعدہ دیکھا جائیگا اُسوقت مضائقہ نہین
ہے الحاصل بعد اس قیل و قال کے حکماے عالی منزلت کی راے عالی اسپر قرار پائی کہ ایک شربت طلسمی تیار کیا جائے
اور ایک ایک پیالہ اس شربت طلسمی سے دونون شخصون کو پلا دیا جاے کہ اس شربت کی تاثیر سے آپس مین ایسی الفت و محبت
فی مابین پیدا ہو کہ دونون آپس مین حقیقی معلوم ہون اور غبار حسد آئینۂ دل سے دور ہو جاے اور تا زیست پھر کسی طرح کا
ملال نہ پیدا ہو آخر یہ سب امور تجویز فرما کر ان حکماے عالی منزلت نے اُس عمل کے اسباب اور سامان شربت مہیا کیے اور
بتعجیل تمام تین روز کے عرصہ مین وہ شربت طلسمی حسب مراد تیار کر لیا جناب حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا اے حکیم انجمن اب تو
سب طرح سے ہماری خاطر جمع ہو گئی اور بفضل معبود برحق مراد بھی بر آئی اب تم بلا دسواس و بخاطر جمعی تمام ملکہ صبح روشن گہر
کو بلا بھیجو اور مین بھی ملکہ صبح دلکشا کو بلائے بھیجتا ہون بفضل رب یزل کسی طرح کا تردد باقی نہین رہا حکیم عبقر طوس نے
حسب الارشاد حکیم بزرگ نہاد صبح روشن گہر کو بلا بھیجا اور حکیم قسطاس الحکمت عالی منزلت نے ملکہ صبح دلکشا کو
بلا لیا اور بعد فراغ اس کار اہم کے ایک جاے معقول پر فرش نہایت تکلف سے بچھوایا اور حکماے با فرہنگ
گفت و شنید مین مشغول ہوے

اب ان حضرات کو اس قیل و قال مین سرگرم رکھنا چاہیے اور دو کلمہ حال فرخ فال شاہزادۂ
عالیجاہ و عالم پناہ صاحب قران اکبر یعنے معز الدین نامور کے معرض سماعت مین لانا چاہیے

نکتہ سنجان افسانۂ حیرت افزا و راویان روایات غرابت انتما اس داستان ندرت بیان کو اسطرح قلمبند کرتے ہین کہ یہ
تین چار روز صاحب قران اکبر کو اس سرور و شادمانی مین گذرے یعنے کبھی صحبت خواتین عالی وقار مین شراب و کباب
کا مشغلہ ہے اور کبھی ملکہ شمسۂ تاجدار و ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان سے وقتاً فوقتاً بوس و کنار
و لطف ہم آغوشی کا شغل رہتا ہے اور وہ تینون زنان طلسمی یعنے درۃ البیضا اور فصیحہ روشن سخن اور درخشک پری بیچاریان
ناشاد و نامراد با دل محزون اپنی خاتون عالی وقار یعنے ملکہ شمسۂ تاجدار کی خدمت مین دست بستہ کھڑی رہتی ہین اور دم بدم
آہ جانکاہ کرتی ہین اور بنظر حسرت اُس صحبت بوس و کنار کا تماشا دیکھتی ہین گویا زندہ درگور ہین اور غم جانکاہ و غصہ
سے اپنا خون جگر پیتی ہین طاقت دم زدن نہین اور مجال سخن نہین آخر ایک روز ملکہ شمسۂ تاجدار نے بسبب اپنے

خلق و مروت جبلی کے تینون پریزادون کو سینہ سے لگایا اور ہر ایک کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا ای خواہران عزیز بقدر
بس اب تم لوگ تکلف کو موقوف رکھو بزرگان طلسم کا حکم بس اسیقدر تھا کہ جو کچھ گذر گیا اور تم بھی بجان و دل انکا
حکم بجالاؤ برای خدا مجھے زیادہ حد سے شرمندہ و منفعل نہ کرو اب میری خوشی یہی ہو کہ تم ذیل خواتین مین داخل ہوجاؤ
یہ کہا اور اُن خواتین کو خود اُس جامع اخلاق و کرم نے خلدانہ ماہرو اور نادرۂ رازدار کے پہلو مین بٹھا دیا ہر چند کہ اُس
محفل مین نادرۂ رازدار و خلدانہ سے رتبہ مین زیادہ تر کوئی عالیجاہ نہ تھا لیکن بپاس خاطر صاحبقران اکبر اور نیز بخیال
اس امر کے کہ ہر ایک نازنین و شاہزادی ہے لہذا اُنکا اعزاز بھی بلحوظ خاطر رکھنا ضرور ہی بعد اسکے یہ بھی فرمایا کہ ای خواہرون
تمھین قسم ہے ہماری جان کی تم بھی یکے بعد دیگرے صاحبقران اکبر کو اپنے دست حنائی سے شراب پلاؤ جسطرح پہلے
صحبت شراب و کباب کی تم گرم کیا کرتی تھین اُسی طرح اب بھی عمل مین لاؤ اور عیش و عشرت مین شاہزادۂ عالی وقار کے
ساتھ بسر کرو اور اُسی طرح سے جام شراب دو اور محظوظ ہو وہ نازنینین بوجہ شرم وحیا اور آداب شاہی کے کچھ نہ کہہ سکین
الا یہ کہا کہ ہم لوگون کی کیا مجال ہے کہ حضور کی موجودگی مین کسی طرح سے دعواے برابری کر سکین ملکہ آفاق نے فرمایا اب تم
ہماری خاطر سے اُسی طرح سے بے تکلفانہ شراب شاہزادے کو پلاؤ ہم مین سے کسی کے رنج و ملال کا خیال کبھی دل مین نہ لاؤ اور
بخدا سے لایزال مین ہرگز تم سے ناخوش نہین ہون اور نہ ہونگی بلاخوف و خطر صحبت عیش منعقد کرو ہر چند ملکہ شمشہ تاجدار
نے اس بات مین اصرار کیا مگر اُن تینون نازنینون نے شرم و حجاب سے کچھ جواب نہ دیا اور سرنگون بیٹھی رہین شاہزادۂ
عالیجاہ نے جب ایسا خلق ملکہ شمشہ تاجدار کا دیکھا آفرین و تحسین کی اور فرمایا کہ ای ملکہ سراپا مروت و اخلاق مین نہایت
تمھاری اس مہربانی سے نہایت خوش ہوا و اقعی امر یہ ہو کہ تم سے جسقدر مہر و وفا ظہور مین آئے کم از کم ہو اس وجہ سے
کہ تم کس شاہنشاہ ہفت اقلیم کی اولاد سے ہو اور اُس ملکہ خوبان کی اولاد سے ہو کہ جو سرتاج نسوان بنی آدم تھی اُس
ملکہ روزگار کے اوصاف حمیدہ و خصائل پسندیدہ ایسے سنے ہین کہ جو حد تحریر و تقریر سے باہر ہین قصہ کوتاہ وہ شہریار نامور
صاحبقران اکبر صحبت مین اُس گل گلزار محبوبی کے ہمہ تن محو عشرت تھے کبھی ملکہ شمشہ تاجدار کے شمیم گیسوے پرخم سے
مست و سرشار تھے اور گاہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کی ہم آغوشی کا لطف اُٹھاتے تھے اور کبھی ملکہ ناطقہ روشن بیان کے
لب جان بخش اور کسی وقت اُن ماہرویان پری پیکر یعنے درۃ البیضا و فصیحہ و رشک بہار و ملاحت پری وغیرہ کے دست
حنائی سے جامہاے ارغوانی نوش فرماکر عارض گلرنگ کے بوسہ لیتے تھے اسی طرح سلطان ابو الحسن جوہر بھی ایک طرف
نادرۂ رازدار و خلدانہ ماہرو شمع رخسار وغیرہ محبوبان آرام جان سے سرگرم صحبت عیش و عشرت تھا اور بوس و کنار مین ہمہ تن
مصروف تھا الغرض ہر ایک اہل انجمن عیش و نشاط مین محو بیخودی تھا کہ جسے دین و دنیا کا ہوش نہ تھا تین شبانہ روز اسیطرح
ہنگامہ عیش و طرب و جوش و خروش نہایت ذوق و شوق سے برپا رہا ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی چوتھے روز صاحبقران
اکبر والاقدر اس صحبت عیش و سرور سے فراغت پاکر باہر تشریف لائے اور حکیم صاحب عالی منزلت کی خدمت فیضدرجت

مین رونق افروز ہوے وہان آکر دیکھا مکان خالی ہے حکیم صاحب تشریف نہین رکھتے آخر بعد دریافت حال معلوم ہوا کہ جناب حکیم عالی وقار مع شاگردان نامدار جناب حکیم عبقر طوس جنی کی ملاقات کو تشریف لے گئے ہین اور ہنوز وہین رونق افروز ہین صاحب قران اکبر گیتی ستان اس حال کو سنکے نہایت ملول و غمگین ہوے اور نہایت افسوس سے فرمایا کہ بڑا تعجب ہے حکیم صاحب نے مجھے مطلق اطلاع نہ فرمائی اور بلا استفسار و اطلاع تشریف لے گئے اگر مجھے خبر ہوتی یا حکیم صاحب فرماتے تو مین بھی ضرور ہی ہمراہ اُنکے جاتا بعد اسکے سلطان ابو المحسن جوہر کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا اے ابو المحسن تم طاؤس الفرس کو تیار کراکے حاضر کرو کہ ہم اپنے حکیم صاحب کے پاس جائینگے ابو المحسن جوہر نے ہامان جنی کو حکم دیا کہ جلد جاؤ اور طاؤس الفرس کو تیار کرالاؤ ہامان جنی حسب الحکم فوراً گیا اور اُس توسن برق وش و تیز خرام کو تیار کرکے لایا اور عرض کی کہ گھوڑا حاضر ہے صاحب قران اکبر اُس مرکب پری پیکر پر سوار ہوے اور ابو المحسن جوہر کو ساتھ لیے اسی دامنہ کوہ کی سمت روانہ ہوے جسوقت قریب قیامگاہ حکیم صاحب عالی منزلت پہونچے اور حکماے عالی قدر و والا مرتبت کو آمد شاہزادہ گیتی ستان کی خبر ہوئی فوراً چارون حکماے عرش احتشام و فلک مقام شاہزادہ گردون مقام کے استقبال کو آئے اور نہایت تعظیم و تکریم سے اُس مظہر یار عالم کو لائے اور اُسی قالین پر جہان کہ آپ رونق افروز تھے شاہزادہ آسمان جاہ کو بٹھایا اور ایک طرف آپ بیٹھے دوسری جانب شاگردان بلند مکان کو اجازت بیٹھنے کی دی صاحب قران اکبر نے جناب حکیم صاحب سے شکایت بے اطلاع تشریف لیجانے کی کی اور فرمایا کہ جناب عالی اگر مجھے اپنی تشریف بری سے اول اطلاع فرماتے تو مین بھی ہمراہ رکاب فیض انتساب چلتا اور جناب حکیم الجن کے فیضان زیارت جمال باکمال سے بہرہ ور ہوتا مگر افسوس مجھ مشتاق زیارت جمال کو حضور نے اپنے تشریف لیجانے کی خبر نہ کی حکیم بزرگ نے فرمایا اے فرزند دلبند لخت جگر و نور بصر تمھاری یہ شکایت بجا و درست ہے لیکن مجھکو یہ خیال گذرا کہ تمکو اپنی محبوبان گل اندام کی صحبت عیش و عشرت سے کنارہ کرنا ہوگا اور تمھارے عیش مین تلخکامی واقع ہوگی اور یہ مجھے کسی طرح منظور نہین ہے اسواسطے مین بلا استفسار و بے اطلاع چلا آیا اور مجھے اگر معلوم ہوتا کہ تمھارا یہ قصد ہے اور تم میرے ساتھ آؤگے تو مین ضرور تمکو اطلاع دیتا بلکہ بغیر تمھارے آئے مین ہرگز روانہ نہوتا آخر وہ تمام روز شاہزادہ گیتی پناہ کو حکماے عالیجاہ کی خدمت و صحبت مین گذرا شام کے وقت وہان سے مع اُن حکماے عالی مقام کے روانہ ہوا اور قصر فردوس منزل مین رونق افروز ہوا اور حکماے عالی منزلت بھی اپنے اپنے منازل خاص مین فروکش ہوے جناب حکیم صاحب بزرگ اور حکیم الجن یعنے حکیم عبقر طوس جنی نے صاحب قران اکبر گیتی ستان سے فرمایا کہ اے فرزند ارجمند ہماری رائے اور صلاح یہ ہے کہ اب تم اس قصر عالی مین معطل و بیکار نہ بیٹھو بلکہ تمکو جو کارہاے ضروری درپیش ہون انکو بحسن و خوبی و بدلجمعی تمام اتمام کو پہونچاؤ کہ اُنکا سرانجام تمھاری ذات ستودہ صفات سے متعلق ہے لامحالہ تمکو اُنکا انجام دینا بھی واجب و لازم ہے چنانچہ بالفعل ایک نہایت ضروری یہ کام درپیش ہے کہ تم اس مرکب طاؤس الفرس پر سوار ہو اور شمشیر آبدار افعی اخضر زیب کمر کرو اور پھر دوبارہ طلسم مرحلہ چہارم مفتوحہ مین جاؤ اور اُس شمشیر آبدار یعنے شمشیر افعی اخضر سے قفل

خزانۂ طلسم کو کھولو کہ اس زمانہ مین تمنے ہرچند چاہا اور کوشش کی لیکن وہ قفل نہ کھلا اسوقت اُسکا کھلنا مصلحت نہ تھا اب
اُسکے کھلنے کی ساعت آگئی لہذا بعد وا ہونے قفل مذکور کے خزانۂ طلسم کو اپنے تحت و تصرف مین لاؤ بالفعل کائنات طلسم مین
ایک ہی مرحلہ باقی ہے جب قفل خزانہ کھلجائیگا اور مال و متاع طلسم ہاتھ آجائیگا بعد اسکے پھر بالکلیہ طلسم خود ہی باطل ہوجائیگا
اور ملک زرد ھنگ اور ملک افلاک وغیرہ سلاطین طلسم تمھاری خدمت و ملازمت مین خود ہی حاضر ہونگے بعد ازان
جس شخص پر تمھارا اعتماد کلی ہو اور جسے اپنا معتمد و خیرخواہ سمجھو اُس شخص کو خزانہ داری کا عہدہ مرحمت فرماؤ اور سب مال و اسباب
اُسکے حوالے کرو اور ملک زرد ھنگ وغیرہ سرداران مراحل کو حکم دو کہ وہ مع فوج ظفر موج و خزانہ شہر عسکریہ کی طرف کوچ
کر جائے اور جبتک تم وہان نہ جاؤ یہ خیمہ زن رہین اور تمھارا انتظار کرین اور لاقوت جنی وغیرہ اسیران طلسم کو بھی اگر انھین
ہمراہ کردو تو اور مناسب ہے کسواسطے کہ لاقوت کے مقدمات کا بھی انفصال ضرور ہے اور وہ مقدمہ اُنھی سرزمین عسکریہ پر طے
ہوا چاہتے ہے کیونکہ اُن مقدمات کا طے ہونا مقدر ہو چکا ہے بعد اس کام کے خود بدولت و اقبال اس باغ و قصر عشرت مین نہضت
فرمائین اور پھر جو کچھ ہمین کہنا ہوگا وہ بھی کہدیا جائیگا صاحب قران اکبر نے جناب حکیم صاحب کے ارشاد عالی کو بدل قبول
کیا اور اُسی وقت اسپ طاؤس الفرس پر سوار ہوئے اور ابوالحسن جوہر کو ہمراہ رکاب فیض انتساب لیا اور نیز دیگر مردمان
مقرب کو ہمراہیان ملکۂ نوبہار گلشن افروز سے اپنی جلو مین لیکر روانہ ہو گئے بعد طے مراحل و قطع منازل تیسرے روز زرین حصار
اور قلعۂ مسکوکیہ مین پہونچے ملک دینار و خواجہ درہم عیار وزیر اور عدلون و معاون جنی صاحب قران اکبر کی تشریف آوری
کی خبر سُنکے اُسی کوہ معادن کے دامنہ مین خدمت شاہزادۂ عالی مین حاضر ہوئے اور بعد حصول شرف ملازمت اپنے اپنے
قرینہ سے مقیم رہے صاحب قران اکبر نے جو ملاحظہ فرمایا تو واقعی اب طلا و نقرہ کوہ معادن سے نکلنا مطلق موقوف ہو گیا اور
تمام کانہاے طلا و نقرہ معدوم ہین بلکہ اُن مقامات پر انبار پتھرون کا ہو گیا ہے آخر شہریار گردون وقار مع ملک دینار وغیرہ اور
ابوالحسن جوہر شہر زرین حصار مین داخل ہوئے صاحب قران اکبر نے ملک دینار سے فرمایا اے ملک یہ شخص عیار وضع جو
ہمارے ساتھ ہے یہ ہمارا برادر عزیز القدر ہے اور نام اس عالی مقام کا سلطان جوہر مشہور ہے بمجرد سننے اس کلام صاحبقران اکبر
گردون مقام کے جوہر سے معانقہ کیا اور موافق معمول ابوالحسن جوہر کے ہاتھ چومے اور نذر گذرانی بعد اسکے اپنے نہ پہچاننے سے
عذرخواہ ہوئے کہ ہمنے بوجہ لاعلمی نذر وغیرہ نہین گذرانی بعد اسکے شہریار گردون وقار زرین حصار کی سیر کرتے ہوئے ایوان و
حرم سرا مین داخل ہوئے اور ایک شب وہان قیام فرمایا اور مطربان خوش آواز و نازنینان سراپا ناز کے نغمات دلکش سے تمام
شب خاطر ہمایون کو عجب طرح کا سرور رہا شب عیش و سرور مین بسر ہوئی دوسرے روز صاحبقران اکبر قلعۂ مسکوکیہ مین تشریف
لائے اور موافق ارشاد حکماے عالی منزلت بسم اللہ کہکر شمشیر افعی اخضر غلاف سے نکال کر اُس قفل طلسمی پر بزور و قوت تمام
ایک ضرب اس ترکیب سے لگائی کہ بفضل الٰہی ضرب اول ہی مین قفل طلسمی دو ٹکڑے ہوا اور مع حلقۂ در زمین پر گرا اُدھر
قفل طلسم کا مفتوح ہونا تھا کہ دونون دروازہ جو مدت مدید سے بند تھے خود بخود کھل گئے صاحب قران اکبر نے بنزول اجلال تمامی

قلعہ کو ملاحظہ فرمایا جب بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ اصل مین وہ قلعہ نہین ہی بلکہ ایک احاطہ بغیر سقف ہی اور اُس احاطہ مین انبار زر سرخ
اور زر سفید کا لگا ہوا ایک طرف اُس احاطے کے ایک حجرہ تھا اُس حجرہ مین بعض بعض اشیاے نفیس طلسم حیرت کدۂ آصفی جو کہ اُس
درخت طلا وغیرہ سے عبارت ہی موجود ہی صاحب قران اکبر نے اس درخت جواہر بار و نادر روزگار کو بچشم غور ملاحظہ فرمایا اور نہایت
خوش و مسرور ہوے ابو الحسن جوہری نے کہا ای شہریار گردون وقار مین حیران ہون کہ یہ خزانہ اور اسباب گرانبہا سر حلقہ سرہنگان عالم
مہتر توفیق ذات شریف کی دست برد سے کسطرح سلامت بچا جو اُس طلسم مین رکھنے کی نوبت آئی علانون وغیرہ نے کہا ای سلطان
ابو الحسن جوہری یہ اشیاے طلسمی اُن اشیا مین نہین ہین جو بے محنت و بلا مشقت و تکلیف سے کسی کے ہاتھ آجائین اور مہتر توفیق
کی کیا قدرت و مجال تھی کہ ادھر دیکھ سکتا علاوہ اسکے ان اشیاے طلسم کو بحفاظت تمام محصور کر دیا ہی تا دست برد سے ہر ایک کے
محفوظ رہے ورنہ مہتر توفیق اپنی زنبیل حکمت مین ضرور داخل کر لیتے شاہزادۂ نامور صاحب قران اکبر اس متاع لازوال اور دولت
بیقیاس کو دیکھکر اسقدر خوش ہوے کہ قبا جسم مین تنگ ہوگئی جوہری سے کہا ای برادر عزیز القدر دیکھو اُس قادر حقیقی کے لطف
کرم کو کہ اس اپنے بندۂ حقیر وضعیف کو اسقدر دولت بیقیاس عطا کی کہ آج تک کسی بادشاہ باشوکت کو تمام عمر مین نصیب نہوئی
ہوگی اس کمترین کو جو ایک جگہ سے دستیاب ہوئی ہی حق یہ ہی کہ اگر ہر موے بدن زبان ہوجاے تو بھی اس معبود مطلق کا ادا
شکر نہو سکے ۔ شعر

شکر کردن کی توانم در خور آلاے تو	شکر نعمتہاے تو چندانکہ نعمتہاے تو

ای برادر والا گوہر اسقدر یہ دولت ہی کہ اگر اپنی تمام عمر بخوبی صرف کرون تو ہرگز کم نہو مین حیران تھا کہ اس مال و متاع کو کیونکر صرف
کرون آخر میرے دلمین خود ہی یہ خیال آیا کہ اس دولت لازوال کے خرچ کرنے کا یہ طریقہ تجویز کیا ہی اور عہد واثق یہی کر لیا ہے کہ تا
زمان سلطنت اور عہد حکومت یہ قاعدہ مقرر کرون کہ ہر روز صبح سے تا زوال آفتاب دیوان عام مین اجلاس کرون اور اس دولت
لازوال کو اپنے راست و چپ رکھون اور تخت رفعت پر جلوس کرکے حکم عام دون کہ غربا و مساکین شہر حسب خواہش اپنی بلا قید
لیوین اور صرف کرین اور مادام حیات اپنی یہی دستور العمل اور فیض عام جاری رہے کہ جملہ غربا و مساکین اس خزانہ سے فیضیاب
ہوون اور علاوہ اسکے فقرا سے متوکل اور عارف حق آگاہ و قانع کامل کا بھی علوفہ کامل یہین سے جایا کرے اور باشندگان
بیت المقدس کے واسطے بھی ایک جائزہ معقول یہان سے ایسی مقرر کیا جائے کہ ہر ایک شیخ و شاب کو حسب لیاقت اُسکے
پہونچا کرے تاکہ وہ لوگ فکر معاش سے اپنی مستغنی ہون اور اس بدترین خلائق کے واسطے دعاے آمرزش پروردگار عالم سے
کیا کرین اور اپنے پروردگار کی عبادت بدل جمعی تمام ہر طرح کی بے فکری سے بجا لاوین الغرض صاحب قران اکبر نے بعد اس
انتظام و نظم و نسق کے اُس خزانۂ عامرہ کو جوہری کے سپرد کیا اور خود بدولت دیوان عام مین تشریف لاکر اورنگ خسروانی پر رونق افروز
ہوے اور تمام امرا و سلاطین و اراکین سلطنت سلام و مجرا گاہ سے مراتب تعظیم و تکریم بجا لاے اور تمام حاضرین دربار نے شہریار
گردون وقار کو فتح طلسم کی مبارکباد دی اور نذرین گذرانین لیکن ملک زرد و مشک و ملک افلاک مینائی و سیمگون و سیفان

و فحلان و البشار وغیرہ جو کہ غلامان خیرخواہ و خیراندیش بارگاہ فلک اشتباہ صاحب قران اکبر تھے اور تمام جن و انس اسوقت
سرزمین ظاہر مرحلہ چہارم مین صاحب قران اکبر کی تشریف آوری کے انتظار مین چشم براہ و نہایت مشتاق ملازمت تھے
انھون نے دیکھا ایکبارگی زمین صحرا سے اسقدر گرد و غبار عظیم اٹھا کہ از زمین تا چرخ برین تیرہ و تار ہوگیا اور زمین و آسمان
نظر نہ آتا تھا وہ ظلمت اور ہوائے تند و تیز ایک روز و شب کامل قائم رہی دوسرے روز جب خسرو خاور تخت زمردین پر با فرِ
شعاع جلوہ گر ہوا وہ طوفان ہوا ہوگیا اور ہوائے خوشگوار چلی ایک گوشۂ بیابان سے کوہ معادن اور برج قلعہ زرین خشیار
صاف نظر آنے لگے جملہ سلاطین طلسم پر یہ حال حالی ہوگیا کہ اب طلسم مفتوح ہوگیا اور کوئی مقام ایسا باقی نہین رہا کہ جو لائق
فتح ہو اُسی وقت ملک زرد ھنگ مع جملہ سلاطین و امرائے عالی شان جو اُسوقت وہان موجود تھے کمال فرحت کی و فرط شوق
سے صاحب قران اکبر کی ملازمت کو روانہ ہوئے دوسرے روز صاحب قران اکبر کو بھی اس حال سے اطلاع ہوئی کہ شاہ
ظاہر مرحلۂ چہارم طلسم ملک زرد ھنگ جنی وغیرہ چند سلاطین طلسم ملازمت عالی کو حاضر ہوئے ہین اور تمنائے زیارت
شہریار عالی وقار رکھتے ہین بمجرد سننے اس خبر کے اُس شہریار گیتی ستان نے حکم دیا کہ بارگاہ معلی مین آنے دو بمجرد اجازت
باریابی دربار دُربار ملک زرد ھنگ مع سلاطین نامدار بارگاہ فلک اشتباہ مین حاضر ہوا سب مجرا گاہ سے آداب و مجرا بجالا
اور شہریار گردون وقار کی دست بوسی کی اور پاؤن پر سر نیاز کو جھکایا اور سعادت قدمبوسی حاصل کی بعد اسکے صاحبقران
اکبر کو مبارکباد فتح طلسم دی صاحب قران اکبر شہنشاہ نامور نے ہر ایک سلاطین عالی شان کے شان پر موافق ہر ایک
کی قدر و منزلت کے عنایات و مرحمت ملوکانہ فرمائی اس عرصہ مین ابوالحسن جوہری نے اُس نقد و جنس کو پیش نظر کیمیا اثر کیا
صاحب قران اکبر نے اس خزانۂ خداداد کا عہدہ خزانہ داری سیمگون دلاور کو تفویض فرمایا اور ملک دینار کو مددگار سیمگون
خزانہ دار کا مقرر کیا بعد اسکے صاحب قران اکبر نے ملک زرد ھنگ اور جملہ سلاطین کو حکم دیا کہ تم سب سرداران ذوالاقتدار
اس خزانہ عنایت کردۂ پروردگار کے ساتھ واسطے محافظت کے نہایت ہوشیاری و سرگرمی سے رہو اور پیادگان ہمراہی
و ماتحت اپنے سے پاسبانی وغیرہ کا کام لو اور دارالملک شہر عسکریہ کی طرف کوچ کر جاؤ وہان پہونچکر اپنے بادشاہ کی ملازمت
بجالاؤ اور جب تک کہ با بدولت و اقبال وہان وارد ہون بیرون شہر خیمہ زن رہو چنانچہ اُسی وقت حسب الحکم شہریار گردون وقار
رخصت ہو کر تمام سرداران نامدار مع سلاطین ذوالاقتدار روانہ شہر عسکریہ ہوئے ادھر صاحب قران اکبر و شاہنشاہ نامور
پانچ چار روز شہر زرین حصار مین تخت حکومت و فرمانروائی پر جلوس فرما رہے متاع و دولت طلسمی کو سیمگون دلاور کے سپرد کیا
اور لاقوت شاہ وغیرہ ساکنان طلسم کو سیفان جنی کے حوالے کیا اور حکم محکم دیا کہ ان نابکاروں کو جبتک بابدولت و اقبال
یہان رونق افروز ہون اپنی حراست و حفاظت مین رکھو لیکن کھانے پانی وغیرہ کی انکو تکلیف نہو ہم شہر عسکریہ مین پہونچکر
ملک اذفرشاہ کے سامنے انکے اعمال کی سزا سے کامل دینگے غرضکہ جب صاحب قران اکبر اس انتظام وغیرہ سے فارغ ہوئے
طاؤس الفرس پر سوار ہوئے اور ملک افلاک شاہ کو حکم دیا کہ مع اپنے جواہر خانہ کے شہر عسکریہ کو جلد روانہ ہو اور ایک رقعہ

ٹھہری بدستخط خاص ملک افلاک شاہ کو مرحمت ہوا کہ یہ رقعہ ترصیع جبنی کو دینا اور بتاکید اً کہنا کہ تم بھی بمجرد دیکھنے اس تحریر کے مع جواہر خانہ متاع طلسمی و زمرد و زیر کے دار الملک عسکریہ کو روانہ ہو جاؤ ایک آن توقف نہ کرو اور تا ورود ما بدولت و اقبال ملک اذفرشاہ بادشاہ طلسم کی سعادت ملازمت سے بہرہ اندوز ہو ملک افلاک شاہ زمین خدمت کو بوسہ دے کر اول اپنے ملک کو روانہ ہوا اور وہان پہونچکر ترصیع جبنی کو وہ رقعہ دیا اور زبانی بھی حکم شاہی کو سنا دیا بعد اسکے تمام جواہر خانہ اور درختان جواہرات و اثمار طلسمی جسقدر کہ اس قلعہ مین اس قسم کا اسباب موجود تھا ہمراہ سب کے روانہ ہوئے اور اسی طرح ترصیع و زمرد و زیر بھی جواہرات متعلقہ جواہر خانہ و آلات حرب مرصع کار ساتھ لیکر ملک افلاک شاہ کے ہمراہ ہوئے بعض اخبار مین یون وارد ہوا ہے کہ جواہر خانہ بزرگ شہر عسکریہ ہے غرض بہمہ وجوہ ملک افلاک اور ترصیع و زمرد جملہ اشیاے ہمراہی لیکر عسکریہ کو راہی ہو گئے اور بعد رخصت کرنے اُن سرداران مذکور کے شاہزادۂ آسمان جاہ زرین حصار سے سوار ہوئے اور ملک آبشار و ملک لفیرون مع اپنے خدم و حشم کے ہمراہ رکاب دولت انتساب رہے صاحبقران اکبر گردون سریر جمعیت قلیل کے ساتھ قصر النیرین کو روانہ ہوئے۔

اب صاحبقران اکبر والاشان کو طرف قصر النیرین کے روان رکھا جاتا ہے اور حال صحبتہاے خواتین کا گذارش ہوتا ہے

بادہ نوشان عشرتکدۂ سخن و زمزمہ سرایان محفل ہنر و فن مفتون خنجر مژگان یار شہید نیم نگاہ دلدار ظرافت بنیان گلزار جہان راز شناسان بلبل ہزار داستان اس قصۂ حیرت افزا اور فسانۂ غمزدہ کو عشرتکدۂ بیان مین لاکر زیور عروس نامۂ سخن سے اسطرح آراستہ کرتے ہین کہ بعد تشریف لیجانے صاحبقران اکبر نامور کے ملکہ صبح روشن گہر اور ملکہ صبح دلکشا دونون

شاہزادیاں حسب المطلب حکماے عالی منزلت لباس پر تکلف زیب جسم کرکے اور زیور جواہرات گوناگون سے آراستہ ہوکر سجادہ و تجمل خسروانہ تخت مرصع کار پر مع چند خواصان و مسابہ کے روانہ ہوئین اور نہایت سرعت اور تیزروی سے قطع مراحل و طی منازل کرتی ہوئی خرم و خندان قصر النیرین مین پہونچین یعنے ملکۂ صبح روشن گہر قلعۂ یاقوت نگار سے روانہ ہوئی تھین اور ملکۂ صبح دلکشا طلسم اجرام و اجسام سے چلین اور دونون شاہزادیون کا حسب اتفاق ایک ہی وقت و ایک ہی ساعت خاص مین داخلہ ہوا پہلے خدمت با سعادت جناب فضیلت مآب مین حاضر ہوکر شرف ملازمت حاصل کیا اور سعادت قدمبوسی سے مشرف ہوئین بعد اسکے اسی جلسۂ خواتین مین رونق افروز ہوئین جسوقت دونون صبح مطلع انوار نے ایک ہی وقت مین طلوع کیا اور قران السعدین کی نوبت پہونچی ایک نے دوسری کو دیکھا وہ چشمہاے نرگسی دوچار ہوئین چونکہ بعض وقت اگر کسی موقع و محل مین ایک دوسری کے سامنے ذکر آگیا تو مزاج ہاتھ سے جاتا رہا اور تیور بدل گئے اور کلمات سخت و درشت زبان سے جاری ہوتے تھے اب کہ دونون شاہزادیان ایک ہی جا جمع ہوگئین اور مقابلہ ہوا اس سبب سے آتش رشک و حسد اور زیادہ تر بھڑکی دماغ پریشان ہوا تاب ضبط نہین رہی لبیں برہمی طبع اور اضطرار قلب سے بیتاب ہوگئین اور رشک و حسد نے ایسا اختیار کر دیا کہ ایک نے دوسری کو سخنان نا ملائم بطور شکایت کہنے شروع کیے اور آپس مین ایسا طول کلام ہوا کہ نوبت فساد کی پہونچی اور طرفین سے ہنگامہ برپا ہوگیا ہر چند کہ ملکۂ شمسہ تاجدار و ملکۂ نوبہار گلشن افروز و ملکۂ ناطقہ روشن بیان بھی اسی عارضہ مین تھین لیکن انھون نے ہر چند چاہا کہ کسی طرح یہ آتش فتنہ و فساد و رنج و ملال فرو ہوجاے اور حتی الامکان اس معاملہ مین نہایت کوشش کی اور سمجھایا لیکن کون سنتا ہے کسی کا کہنا اثر پذیر نہوا مگر ملکۂ نوبہار کی تاکید و تہدید سے اتنا ہوا کہ ملکۂ صبح دلکشا خاموش ہوگئی بعد اسکے ملکۂ شمسہ تاجدار ملکۂ صبح روشن گہر پر بہت خفا ہوئی وہ بھی بپاس خاطر ملکہ چپ ہوئی لیکن سامنا اسقدر ناگوار تھا کہ ملکۂ صبح دلکشا نے ملکۂ صبح روشن گہر کی طرف سے منھ پھیر لیا اس عرصہ مین ملکۂ شمسہ تاجدار اور ملکۂ نوبہار گلشن افروز اور ملکۂ روشن بیان نے ملکۂ روشن گہر کے حسن و لفریب کو نہایت غور سے ملاحظہ فرمایا واقعی نہایت حسینہ و جمیلہ پایا ملکۂ شمسہ تاجدار نے کہا اے خواہر عزیز القدر ہمارے نزدیک کلمۂ حق یہ ہے کہ ملکۂ روشن گہر بھی عجیب رخ باصفا اور جمال جہان آرا رکھتی ہے اسکی صورت زیبا دیکھکے دل کھنچتا ہے اے خواہر تمنے یہ بھی بغور دیکھا کہ اس نازنین کی شکل و شمائل اور صبح دل کشا کی صورت ایکسی ہے سرمو فرق نہین ہے ملکۂ نوبہار نے کہا اے خواہر عالی قدر ہر چند کہ ملکۂ صبح دل کشا میری خالہ زاد بہن ہے مگر انصاف کو ہاتھ سے نہ دونگی جو کلمۂ حق ہوگا وہی کہونگی تمھارے سر عزیز کی قسم ہے ملکۂ صبح روشن گہر بھی بعض بعض ادا سے دلربائی و حرکات معشوقانہ و محبوبانہ مین دل کشا سے نہایت درجہ بڑھی ہوئی ہے اور حسن و جمال ماہ مثال مین اپنا عالم جدا گانہ رکھتی ہے مگر افسوس ہزار افسوس رشک و حسد خانہ خراب نے باہم مخاصمت کو دخیل کر دیا ہے اسکا رفع ہونا معلوم اور کوئی صورت چاہیے کہ موانست و اتحاد کی آپس مین پیدا ہو ممکن نہین اور طرفہ تر یہ کہ دونون نازنینین لفظ کنیزی کو اپنی نسبت سنکے ایسی افروختہ ہوتی ہین کہ ہوش بجا نہین رہتے

گویا جامہ سے اپنے باہر ہو جاتی ہیں اور ہرگز اس رشک کو گوارا نہیں کرتیں اور بجائے خود یہ فہم میں نہیں آتا کہ بیت

من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم	بندۂ بارگاہ سلطانیم

ہر چند کہ دونوں کے کاغذ عقد میں لفظ کنیزی موجود ہے زوجیت و خاتونی کا کہیں ذکر بھی نہیں ہے مہر صبح دلکشا یہ کہتی ہے کہ صاحب قران اکبر نے پہلے مجھے دیکھا ہے اور اس زمانہ میں کہ جب شاہزادہ سودائے عشق نوبہار میں از خود رفتہ ہو رہا تھا میرے حسن صورت پر عاشق ہوا اور ایسا مبتلا و فریفتہ ہوا کہ جسکی وجہ سے ملکہ نوبہار شاہزادے سے آزردہ ہو کر چلی گئی تھیں اسی آزردگی سے شاہزادہ عالی قدر کو ایک مدت تک مفارقت و مہاجرت میں گرفتار کر رکھا تھا علاوہ اسکے پاسبان طلسم نے صاحب قران اکبر معز الدین نامور کی زوجہ چہارم مجھی کو قرار دیا اور بشوق تمام مجھے زمرۂ ازواج میں داخل کیا مجھکو حیرت ہے کہ اس صورت میں دوسری عورت کو حوصلہ کس بات پر ہے پہلے اپنی قدرت اور جمال کو ترقی دے اور اپنا مرتبہ بلند کرے تاہم میری طرف تو بھلا کیا طاقت ہے جو کوئی نظر کج سے دیکھ سکے آنکھیں اسکی نکلوا ڈالوں صورت بگاڑ دوں شعر

اچھا کیا ہے اسنے باندھا ہے مجھ سے بیر	جیتی رہی تو سمجھونگی اور مر گئی تو خیر

ملکہ شمسہ تاجدار نے کہا ہے خواہر نوبہار اس معاملہ میں ہرگز جائے دم زدن نہیں کاتب تقدیر نے ہر ایک کے ناصیہ میں جو لکھا ہے وہ ضرور ہوگا دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے کس واسطے کہ صبح روشن گہر کا یہ قول ہے کہ میں تو شاہزادہ معز الدین گردون وقار مالک طلسم بیضا کی زوجیت کا منصب رکھتی ہوں شاہزادہ والا گوہر ایسا مجھپر ایسا شیدا ہوا کہ دین و دنیا کی خبر نہ رہی آخر وہی میں ہوں یا اب بدل گئی ملکہ شمسہ تاجدار کے بھی عشق و محبت کو بھول گئے تھے اس صورت میں سوائے ملکہ شمسہ تاجدار کے بغیر منصب زوجیت و خاتونی میرے سوا اور کسکو پہونچ سکتا ہے صبح روشن گہر یہ سنکر بہت برافروختہ ہو گئی اور کہا صاحبو تم سب صحیح کہتے ہو میں جھوٹی ہوں جھوٹے کا بیان کیا جو کچھ آپ صاحبوں نے فرمایا وہ سب بجا اور درست لیکن میں اپنے مزاج سے مجبور ہوں مجھے کسی حال میں یہ ننگ گوارا نہیں کہ لفظ کنیزی سے منسوب ہوں اے ملکۂ عالم تم خوب جانتی ہو کہ طبائع مختلف ہوتے ہیں خداوند عالم نے مجھ کمبخت کی طبیعت اسی قسم کی خلق کی میں کیا کروں مجھے اپنا مرنا قبول لیکن کنیزی اور پرستاری سے نامزد ہونا منظور نہیں یہ امر میرے حق میں اچھا ہو یا نہ مجھکو اس لفظ کے سننے کی تاب نہیں میں کیا کروں آیندہ نوشتۂ تقدیر سے کیا چارہ ہے سب ہی مجبور ہیں نوبت باینجا رسید کہ ملکہ صبح روشن گہر نہایت ہی درہم اور برہم ہوئی اور اس صحبت سے اٹھ گئی اور بجائے خود یہ عزم بالجزم کر لیا کہ ایک نظر صاحب قران اکبر نامور کو دیکھ لوں کہ میری آرزو اور تمنا بر آئے بعد اسکے پھر اپنا ہلاک کر ڈالنا کتنی بڑی بات ہے ہر روز کی جانکنی سے اور ہمیشہ بے غم و اندوہ سے تو نجات پا جاؤنگی یہ کہکے سودۂ الماس اپنے پاس رکھ لیا اور دل میں کہا جسوقت میں تنگ زیادہ ہونگی اور کوئی چارۂ کار نظر نہ آئیگا اسوقت دیکھا جائیگا اور اس روز کے صدمۂ جانکاہ سے نجات ہو جائیگی آخر اسی غم و غصہ میں چپکی جا بیٹھی اور زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی اور یہ کہتی جاتی تھی

کہ ابھی زاہدہ خاتون نے عالم رویا میں مجھ سے کہا کہ تو رنجیدہ و محزون کیوں ہوتی ہے خدا سے امیدوار لطف و کرم کی رہ
انشاء اللہ تعالے کامیاب ہوگی خاطر جمع رکھ تیرے باب میں ضرور فکر کیجاویگی اسوقت یہ معاملہ عجیب دیکھتی ہوں کہیں معلوم
انجام کیا ہوتا ہے بظاہر تو کوئی صورت نیک معلوم نہیں ہوتی بلکہ ہزار درجہ مآل کار بد ہی نظر آتا ہے اسی بحث و تکرار میں جہانستان
اکبر عالی شان و شاہزادہ رفیع المکان بھی داخل قصر ہوئے اور پہلے حکماے عالی منزلت سے ملاقات کی اور بعد اسکے
کل واقعات گذشتہ و سوانح حکیم بزرگ کی خدمت سراپا برکت میں بیان کیے بعد اسکے وہاں سے فراغت حاصل کرکے
خواتین عالی قدر کی صحبت میں تشریف لے گئے دیکھا کہ ملکہ صبیح دلکشا بھی اُس جلسۂ خواتین میں ملکہ نوبہار کے عقب میں
بیٹھی ہے اُسکی طرف سے پشت کرلی ملکہ صبیح دلکشا نے صاحب قران اکبر کو ہنسکر سلام کیا شاہزادہ عالیجاہ نے
جمال جہان آرائے ملکہ کو مدت کے بعد دیکھا تھا بمجرد دیکھنے اُس صورت دلفریب کے بیتاب و بیقرار ہوگئے ایکبارگی
بیتابانہ دوڑکر صبیح دلکشا کو آغوش میں اُٹھالیا اور لب و رخسارۂ گلفام کے بوسے لیے اور پھر محبت ملکہ صبیح دلکشا کی
دل عرش منزل شاہزادہ ذی وقار میں ازسرنو پیدا ہوگئی ملکہ صبیح دلکشا نے صاحب قران اکبر سے ملکہ صبیح روشن گہر
کی شکایت کی اور کہا اے شہریار گردون وقار آپنے کچھ یہ بھی سُنا کہ ملکہ صبیح روشن گہر میرے منصب خاتونی کو
مجھ سے لے لینا چاہتی ہیں اور اپنا مرتبہ کنیزی مجھ ناچیز کو مرحمت و عنایت ہوتا ہے اور طرفہ یہ ہے کہ اسپر دلیل یہ لائی ہیں کہ
صاحب قران اکبر نے مجھ سے اقرار کیا ہے کہ تجھے میں مرتبہ خاتونی سے سرفراز و ممتاز کرونگا بلکہ ملکہ صبیح دلکشا کا مرتبہ
خاتونی تجھے دونگا ابھی تھوڑی دیر کا ذکر ہے کہ حضور کی غیبت میں یہی بحث اور گفتگو کر رہی تھیں آخر اُس بحث و تکرار میں
یہانتک نوبت پہونچی کہ قریب تھا کہ روشن گہر اپنے فرد مطلب پر مجھ سے دستخط کرالیتیں مگر بوجہ بعض امور کے یہ امر ملتوی
رہگیا اے شہریار عالی وقار بس یہ جان نثار حضور سے بمنت عرض کرتی ہے کہ اگر اُنکا قول صحیح ہے اور حضور نے واقعی وعدہ
واثق کیا ہو اور یہ امر شدنی ہو تو حضور اسی وقت مجھے آزاد فرمائیں کہ میں اس روز کے غم و ملال سے نجات پاؤں اب مجھے
ایک لمحہ کی زندگی بدتر از مرگ معلوم ہوتی ہے پہلے سے مجھے معلوم نہ تھا کہ جناب فضیلت مآب حکیم اسقلینوس مغفور نے
یہ میرے حال پر توجہ فرمائی ہے اور طرفہ شعبدہ بازی میرے ساتھ خرچ کی ہے شاید حضرت کا یہ منشا تھا کہ شاہزادہ معز الدین
کے چاروں منکوحہ اول کے سر پر اور چار عورتیں طلسم خارج القسمت کی بزور و ظلم مسلط کردیں مگر ملکہ شمسۂ تاجدار و
ناطقۂ روشن بیان اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کا اقبال تھا اور طالع زبردست تھا کہ اُنپر عمل طلسم نہ چلا باطل ہوگیا لیکن
بادۂ عمل حکمت پناہی سے میرا جام حیات لبریز ہوگیا اور ہماری شامت اعمال نے یہ رنگ دکھایا کہ ہماری تقدیر نے
نیرنگ طلسم کو قائم رکھا اور یہ بھی خوبی تقدیر و قدرت ربانی ہے جو وہ یکتاے زمان ملکہ دوران خاتون جہان رشک قمر
ماہ پارۂ صبیح روشن گہر میری حیات میں میرے سامنے دعواے خاتونی کریں اور طرفہ تماشہ تو یہ ہے کہ حکیم الجن جعفر طوس صاحب
بھی روشن گہر کے حامی و مددگار ہیں اور اسی معاملہ بے اصل میں روشن گہر کی سرپرستی کرتے ہیں اور قوت دیتے ہیں

قصہ مختصر صاحب قران اکبر عالی وقار صبح دلکشا کی گفتگو سے غضب آمیز بغور سنا کیے اور کمال تشویش و فکر مین باہر
چلے آئے اسوقت اپنے دل مین خیال کرتے تھے کہ کیا کیا صحبتین عالم طلسم مین بسر آئین اور کسیقدر ملکہ روشن گہر کے
سوداے عشق مین گرفتار ہو رہے تھے کہ بجز روشن گہر کے اور کسی دوسرے کا خیال تک دل مین نہ لاتے تھے نہ جانتے تھے
کہ کوئی دوسری معشوق دنیا مین ہی یا نہین مگر اب وہ خیال فریفتگی و مفتونی نازنینان سنبل مو جو بسبب آثار طلسم کے تھے
مطلقًا سہو و محو ہو گئے بلکہ اب اس مرتبہ ہوش و حواس درست و صحیح ہو گئے تھے کہ نیک و بد کو بخوبی سمجھتے تھے اور یہ بھی
سمجھے کہ سوزش عشق و سوداے محبت مین جو مبتلا ہو گیا تھا بوجہ آثار سراب طلسم کے تھا ہر چند کہ وہ آثار محبت و عشق کم
ہو گیا ہو لیکن تیر عشق ملکہ روشن گہر ایسا درست و کاری دل پر لگا ہو کہ ملکہ صبح دلکشا و روشن گہر رتبہ مین ایکسان نظر
آتی ہین دونون مین سر مو فرق نہین معلوم ہوتا شہزادے کو محبت یکسان ہو کسی کی نہ کم ہے نہ زیادہ چنانچہ اس وقت
شاہزادہ نہ ملکہ صبح دلکشا کے بارے مین کچھ بول سکتا ہو اور نہ صبح روشن گہر کے معاملہ مین دخل دے سکتا ہو کسواسطے
کہ دونون کو برابر دل سے چاہتا ہو اور حیران و پریشان ہو کہ اب کیا کرون کوئی چارہ کار ایسا معلوم نہین ہوتا کہ جس سے
یہ دونون ماہ جبینین اس قصہ کو طول نہ دین اور اتفاق سے رہین الغرض صاحب قران اکبر گردون وقار اسی گرد دین
غمگین و محزون وہان سے اٹھا اور انھین خواتین کی صحبت مین تشریف لیگیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو شاہزادہ
عالی وقار کی صورت زیبا دیکھی پھر وہی حسب عادت دفتر شکایت کھولا اور نوبت گفت و شنید کی بھی آگئی اور بسبب
تند مزاجی کے اول حکماے عالی منزلت بانیان طلسم کے حق مین کلمات طعن و تشنیع شروع کیے اور اسی ذیل مین
صاحب قران اکبر کو بھی کچھ کلمات سخت و سست کہے شاہزادہ گردون حشم از حد محزون ہوے اور اسی ملال مین
محل سے اٹھ کے ایک حجرے مین جہان ملکہ صبح روشن گہر تھی تشریف لائے ملکہ روشن گہر غصہ مین بھری بیٹھی
تھی صاحب قران اکبر کو دیکھ کے فورًا اٹھ کھڑی ہوئی سلام کیا صاحب قران اکبر نے صبح روشن گہر کا اول سلام
لیا بعدہ کہا اے صبح روشن گہر اسوقت کی تمہاری اس ناخوشی نے مجھے غمگین کر دیا اور علاوہ اسکے مجھے رنج و الم بھی
حد سے زیادہ ہوا کیونکہ مین نے کبھی ایسا تمکو ملول و محزون نہین دیکھا تھا ابھی ملکہ صبح روشن گہر ایک لفظ بھی زبان
سے نہ نکالنے پائی تھی کہ فقط صورت صاحب قران اکبر نامدار دیکھ کے بے اختیار صبح روشن گہر کی چشم نرگسین سے
قطرات اشک ٹپک پڑے صاحب قران اکبر نے فرمایا اے ملکہ یہ کیا بات ہی بس یہ کہنا صاحب قران اکبر کا گویا او
معین ہو گیا بے اختیار اس شدت سے روئی کہ تمام دامن و آستین تر ہو گئے اور اس درد کی آواز سے روئی کہ صاحب قران
اکبر کی بھی آنکھون سے اشک رواں ہو گئے آخرکار ملکہ رنگ افروز اور دردانہ اور گرمایہ خاتون وغیرہ نے بیتاب ہو کر
عرض کیا اے شہریار عالی وقار ہم آگے سنتے تھے کہ قول مردان جان دارد۔ مرد اپنے قول و قرار سے انحراف نہین کرتے حضور
کو کچھ یاد ہی کہ زبان مبارک سے کیا ارشاد فرمایا تھا یعنی آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہم صبح دلکشا کا مرتبہ خاتونی و زوجیت کا

منصب ملکہ روشن گہر کو بخشینگے اور بجاے صبح اول صبح دوم کو منصب خاتونی سے سرفراز و ممتاز کرینگے لہذا اے شہریار آپکو
اپنی بات کا پاس ضرور ہے اور ایفاے وعدہ کرنا چاہیے تاکہ یہ ناکام بھی اپنے مقصد قلبی سے کامیاب ہو جاے نظم

یاد کن آن عہد را اے شہریار		مردمی را زین نشان روشن ست	
مرد دانا حرف خود سے پرورد		از سخن گشتن بنامردان سزد	

قصہ مختصر نازنینان مذکور نے یک زبان ایسی ایسی باتین شیرین و رنگین چرب زبانی کے ساتھہ کین کہ صاحب قران اکبر کو خفقان
انکے کہنے سے ہوا اور دریاے ندامت مین غرق ہو گئے اور پریشانی مین پہلے ہی سے مبتلا و حیران ہو گئے تھے اس گفتگو سے
سراپا ندامت کو سُنکے اور زیادہ حیران ہوے بجاے خود فکر کرتے تھے کہ اس گفتگو سے واقعی کا کیا جواب دون کچھہ بن نہ آتا
آخر بمقتضاے وقت و مناسب حال سمجھہ کے ملکہ روشن گہر کو فہمایش کی اور کمال اندوہ و غم و رنج مین وہان سے روانہ ہو
اور اپنے استاد والا نژاد حکیم فیلطاس الحکمت کی خدمت باسعادت مین حاضر ہوکر تمام سرگذشت از اول تا آخر بیان کیا اور عرض
کیا اے والا نصف اسرار خفی و جلی بخدا ایسے کم پڑا اسی قصہ و فساد دو زوجہ نے میری زندگی تلخ کر دی ہے جبتک حضرت کوئی تدبیر
نفع بخش نہ فرمائینگے اس نیازمند کی زندگی نہوگی اور اگر مین زندہ بھی رہا تو ایک روز یہ ضرور ہوگا کہ مین اپنا گریبان پھاڑ کر سر صحرا
نکل جاؤنگا انمین کسی طرح کا فرق نہوگا میری ہر وقت و ہر لحظہ یہی دعا ہے کہ دو نون نازنینان سرکش و تند مزاج آپس مین
بموافقت بسر کرین کوئی حرف شکایت کا درمیان مین نہ آوے ان دونون کا رنج و ملال ہر نوع میرے لیے باعث کاہش جان ہے
ہر چند مین اسی فکر مین رات دن غلطان و پیچان رہتا ہون لیکن بظاہر کوئی صورت ایسی نظر نہین آتی کہ یہ قصہ و فساد آپس کا رفع
بلکہ اور ہر روز آتش رشک و حسد زیادہ بھڑکتی جاتی ہے سمجھہ مین نہین آتا کہ کیا علاج اسکا کرون یہ البتہ ہو سکتا ہے کہ جسکی طرف سے
زیادتی ہو اُسکی جانب داری کرون مگر یہ بھی محال ہے کسواسطے کہ میرے حق و ناحق مین لحاظ کرنے سے اور جانب داری کرنے
سے ایک کو دوسرے کی نسبت خیال ہوگا اور یہ امر زیادہ تر سبب مخاصمت کا ہوگا انجام کار یہ مخاصمت بغیر ایک کے ہلاک ہوے
ممکن نہین کہ دفع ہو اور مجھکو دونون سے دست بردار ہونا لازم ہوگا مگر عشق کے ہاتھہ سے بالکل از خود رفتہ ہو رہا ہون دست بردار
بھی غیر ممکن ہے کیونکہ یہ امر اختیاری نہین براے عالی جناب عجیب کشمکش مین ہون مجھے کچھہ بن نہین آتا کہ کیا کرون اور کیا نکرون
حکیم ابو المحاسن نے مذاقاً کہا اے شہریار گردون وقار ہان یہ آپنے درست فرمایا اس رشک و حسد نے اکثر نقصان بڑے بڑے
اور بڑے بڑے نقصان کیے ہین اس مسئلہ کو حل کرنا نہایت دشوار ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ ان دونون نازنینون مین سے
اچھا جانو اور تمھاری راے کے موافق ہو بشرطیکہ دل بھی مائل و راغب ہو ایک کو گوارا فرماؤ اور دوسری کو ترک فرماؤ
نہین تو واقعی امر یہ ہے کہ اس برہمی مزاج طرفین سے آپکی جان عذاب مین پڑ جائیگی اور آیندہ دونون کو ترک کرنا پڑیگا
اور آپکو بھی رنج و ملال حد سے زیادہ ہوگا ع

	چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی	

ان دونون نازنینون کا مزاج ایسا شوخ واقع ہوا ہی کہ اُنکی اصلاح نہایت ہی دشوار ہی علاوہ برین آپکو پروا کیا ہی کسواسطے کہ
آپکو فقط وہی تینون نازنینین کافی ہین یعنی ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ شمسہ تاجدار سب
ہین اسپر بھی اگر خواہش نفس باقی رہیگی تو اور کنیزان خوب رو و سنبل مو بھی تصرف کے لیے موجود ہین صاحب قران اکبر نے
کہا اے حکیم والامنزلت حضور بجا ارشاد فرماتے ہین واقعی مجھ ضعیف و ناتوان کو فقط ایک نازنین گل رخسار و گل اندام
ہی کفایت کرتی ہے اور ایک مشکل یہ ہے کہ ایک ہی کی خدمت گذاری سے عہدہ برا ہونا غیر ممکن ہے قطع نظر اسکے مین
پہلے ایک ہی نازنین کے سوداے عشق مین اپنے وطن مالوف سے نکل کے آوارہ و سرگردان پھرا کیا اور کوئی شکل
خاطر جمعی کی نظر نہ آئی اور یہ شکل و صورت وہم و گمان مین بھی نہین تھی کہ مین اسطرح مجبور رہکر دام تزویر مین پھنسونگا
لیکن اپنے بزرگون کے سبب سے مجھکو اسقدر عیش و عشرت نصیب ہوئی ہے اور کچھ اندیشہ امروز و فردا کا نہین ورنہ
مین اور ایسا عیش کہ جو بادشاہان ہفت کشور کو بھی شاید اس بے فکری اور اطمینان خاطر سے ممکن نہوا ہوگا انصاف
شرط ہی حضور ہی فرمائین کہ مین اب کسکو ان نازنینان عشق پیشہ سے جدا کر دون آخر کچھ تقاضاے غیرت و حمیت بھی ہے
یا محض خود غرضی ہی ہے کہ حق دار کو دیدہ و دانستہ حق سے محروم کر دون یہ امر خلاف وضع مجھ سے تو نہین ہو سکتا آیندہ جس امر
مین اختیار نہین ہے مجبوری ہی جہانتک میرا اختیار ہوگا مین تو ہر ذی حق کو ناخوش کبھی نہ کرونگا حکیم صاحب یہ سنکے مسکرائے
اور فرمایا اے فرزند ارجمند شاباش یہی چاہیے مردان خداشناس و حق آگاہ ایسا ہی کرتے ہین ہم اسوقت تمھارے اس
کلمۂ حق شناسی سے بہت خوش ہوے جب تو تمھاری سرنوشت مین کاتب تقدیر نے عیش و عشرت لکھدی ہی اسمین میرا
کیا اختیار ہی دولت و حشمت و جاہ و نعمت تمھارے پروردگار نے تمکو عنایت فرمائی تمکو اُس خالق ارض و سما کا شکریہ ادا کرنا
چاہیے اور غربا پروری و دادرسی کو شعار اپنا کرو اور اُسی شکریۂ الٰہی مین ہم ایسے عاجز ترین بندگان خدا کو کہ گناہگار رہین بدعا
خیر یاد کیا کرو صاحب قران اکبر نے فرمایا قبلہ و کعبہ یہ کیا ارشاد فرماتے ہین یہ جو کچھ ہی حضور ہی کی بدولت ہی مین کس زبان سے
حضور کا شکریہ احسان ادا کرون اگر ہر موے تن زبان ہو حضور کی شفقت بزرگانہ اور محبت و عنایت کا شکریہ ادا نہین کر سکتا
اب حضور یہ فرمائین کہ فدوی اس درد لاعلاج کا کیا علاج کرے کہ باعث سوہان روح ہی اور مجھکو اس رقابت و حسد کا
دفع ہونا بظاہر کسی صورت سے معلوم نہین ہوتا و نیز اسکے میری زندگی دشوار معلوم ہوتی ہی واسطے خدا کے جلد اسکی
فکر فرمائیے اور اس بندۂ مجبور کو اس کاہش جان سے نجات دلوائیے الغرض حکیم قسطاس الحکمت کا دل بیچین ہو گیا
فرمایا ای فرزند دلبند تم کیون اسقدر پریشان و متردد ہوے ہو خاطر جمع رکھو جیسا وعدہ کیا تھا ہی تو تمھارے حسب دلخواہ
جو امر ہوگا انجام پا جائیگا وہ کارساز ایسا ہی ہے کوئی اسکی درگاہ سے بے نیل مرام نہین پھرتا بندہ کو چاہیے کہ اسکی ذات
سے مایوس و ناامید نہو بعد اس کہنے کے حکیم صاحب نے وہ شربت خانہ ساز جو کہ اعمال طلسم سے باتفاق حکیم عقبر طوس
جفتی تیار کیا تھا صاحب قران اکبر کے حوالے کیا اور فرمایا ای شہریار گردون وقار تم اس شربت کو لیجاؤ اور نہایت حفاظت

سے رکھو اور بروقت موقع و محل اُن خواتین کو پلاؤ اور اپنے صحبت گرم کرو دیکھو کہ خداوند کریم پردۂ غیب سے کیا
ظاہر کرتا ہے انشاء اللہ تعالےٰ ایک ہی جام شربت نوش کرنے میں یہ قصہ یقین تو ہے کہ بفضل خدا رفع ہو جائے
دوسرے جام کی نوبت نہ آئے اور کام تمہارا درست ہو جائے اگر شاید اسکے اسی سے کوئی صورت ظہور میں آئی
تو اور ایک شراب عملی بھی جناب حکیم صاحب عالی منزلت نے تیار کی ہے وہ تم لیجا کر پلانا خدا چاہیگا تو اُس سے بہت
جلد تمہارا کام نکل جائیگا اور وہ شراب بھی منگوا کر صاحب قران اکبر کو مرحمت فرمائی اور دونوں کی ترکیب استعمال کی
بیان کی اور تاثیر سے بھی آگاہ کر دیا بس شراب و شربت عنایتی جناب حکیم فضیلت مآب سے صاحبقران اکبر شاد ہوگئے
اور دست حق پرست جناب حکیم آنکھوں سے لگائے اور بوسہ دیا اور حکیم صاحب کی صفت و ثنا فرمائی اور وہ دونوں
چیزیں نایاب زنانہ خدمتگاروں کے ہاتھ بھیجیں اور خود نہایت خرم و شاد کام اٹھتے ہوئے دیوان عام و قصر عالیشان
میں داخل ہوئے اور خلوتخانے میں تشریف لیگئے اور ایک کنیز کو بلا کر حکم دیا کہ جا اور ملکہ دلکشا کو ہمارے پاس جلد بلا لا اور
اپنی ملکہ عالم سے کہدینا کہ اب دیر نہ فرمائیے شہزادے نے فرمایا ہے کہ جلد جسطرح سے بیٹھی ہوں فوراً چلی آئیں دیکھو تو میں
تیری ملکہ تند مزاج کو کیسا معقول کرتا ہوں اور دوسری کنیز کو پکار کے فرمایا تو جلد جا اور ملکہ صبح روشن گہر سے کہہ جلد چلو تمکو
بلایا ہے خبردار دوڑتی ہوئی جانا اور جسطرح سے بیٹھی ہوں اُسی طرح یہاں لانا اور کہنا کہ جو کچھ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا
وہ میں تمہارے مدعی کے سامنے بالمشافہ بیان کر دونگا بلکہ اُسکی تعمیل بھی کر دونگا کہ ہر روز کا قصہ و فساد جاتے اور جو
تمہاری تمنا ہو اُسے میں پورا کر دونگا اور ملکہ صبح دلکشا کو بھی تمہارے حسب دلخواہ راضی کرا دونگا کہ تمہارے اور اُسکے
دلوں سے یہ فساد رفع و دفع ہو جاوے ۔ الغرض تھوڑے عرصہ میں ملکہ صبح دلکشا مغرب کی طرف سے اور ملکہ صبح روشن گہر
مشرق سے طلوع ہوئیں اور مکان خلوت میں داخل ہوئیں صاحبقران اکبر نے دونوں خواتین عالی قدر کو بکمال
خوش مزاجی و خاطر داری چپ و راست اپنے پہلوؤں میں جگہ دی اور دونوں ماہ رخساروں نے نہایت ادب سے
مسکرا کر بناز معشوقانہ سلام کیا صاحبقران اکبر نے بکشادہ پیشانی جواب سلام دیا حال پرسی فرمائی بعد اسکے وہ دونوں
زہرہ لقا چین بجبین راست و چپ بیٹھیں اور گوشہ چشم سے ایک دوسرے کو دیکھتی تھیں اور دل میں پیچ و تاب
کھاتی تھیں اور چہرہ کا یہ حال تھا کہ کبھی غصہ سے سرخ ہو جاتے تھے اور کبھی سفید ہو جاتا تھا [illegible] طرح طرح خاموش چپ بیٹھیں
صاحبقران اکبر نے فرمایا اے ملکہ دوران تمہارا یہ سکوت کبھی ہمکو خوش نہیں معلوم ہوتا کچھ تو بات کرو یہاں کیوں
اسوقت تم کس شغل میں تھیں ہمارا اس وقت بلوانا تو ناگوار خاطر تو نہیں ہوا بعد اسکے دوسری طرف مخاطب ہوکر
فرمایا کہو تم کب سے اپنے محل میں گئیں اور سب طرح خیریت تو ہے اب تمہارا مزاج تو اچھا رہتا ہے ملکہ روشن گہر نے
کہا اے شاہزادہ صاحب آپ کی دنیا سازی کی باتیں کرنے سے کچھ ہمارا دل نہیں خوب مزے اٹھا رہا ہے مگر کیا کریں

مجبور ہیں

ہم تمکو اپنے پیرون پہ گرواکے چھوڑ لیتے	پر کیا کرین کہ آہ مین اپنی اثر نہین

صاحب قران اکبر نے فرمایا جو کچھ تم کہتی ہو سب بجا اور درست ہے اے ملکۂ عالم اگر بنظر انصاف دیکھو تو کچھ بھی نہین یہ دنیا ایک سرا ہے شام کو آئے اور صبح کو چلے گئے اور تھوڑے سے وقت کے لیے بڑا ہی کا ایک بار عظیم سر پر لینا اور حق کسی کا دل دکھانا ہمارے نزدیک تو اچھا نہین ہے چند نفس حیات مستعار کو غنیمت سمجھے اور جہانتک ممکن ہو نیکی سے درگذر نہ کرے

شعر

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف ست	با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

یہ سنکے ملکۂ دلکشا نہایت منفعل ہوئی اور بولی اے شہریار آپ جیسے بیٹھے رہین ہمارا تو خیر جو حال ہے وہ ہے لیکن آپ کے دشمنون کو کہین ناحق رنج ہو بعضی بات ناگفتہ بہ ہوتی ہے صاحب قران اکبر نے دیکھا کہ دونون کا مزاج بگڑا ہوا ہے خدا خیر کرے فرمایا کوئی حاضر ہے جلد جاؤ اور سامان مےنوشی لاؤ غرض ملکۂ صبح روشن گہر نے کہا اے شہریار عالی وقار یہ کون موقع ہے مےنوشی کا

مصرع

پیتے ہین خون دل نہین حاجت شراب کی

صاحب قران اکبر نے فرمایا تم سچ کہتی ہو کسواسطے کہ جب کسی طرح کا صدمہ ہوتا ہے تو کسی چیز کو دل نہین چاہتا ہے شراب کیسی اور کباب کیسا لیکن اسوقت ہمارا ہی دل چاہتا ہے خوشی سے نہ سہی خیر ہماری خاطر ہی سہی ملکۂ صبح دلکشا نے کہا بہت بہتر ہے منگوا لیجیے ہمکو آپ کی خوشی سے غرض ہے الغرض اس عرصہ مین سامان مےنوشی آیا شہزادہ نے خود اپنے دست حق پرست سے ایک جام شراب لبریز ملکۂ صبح دلکشا کو دیا دوسرا جام ملکۂ صبح روشن گہر کو دیا بعد اسکے ایک جام اُس شربت خانہ ساز سے ملکہ کو دیا اور دوسرا جام شراب دوسری ملکہ کو مرحمت فرمایا اور کہا اے ملکۂ آفاق یہ شربت بہ تکلف جناب حکیم قسطاس الحکمت نے نہایت لذیذ و مرغوب تیار کیا ہے دیکھین اسکے نوش فرمانے سے کسی طرح کا رنج و ملال پیدا ہو تو بالکل دفع کر دیتا ہے اور طبیعت صاف ہو جاتی ہے اور دل کو ایک طرح کا سرور پیدا ہوتا ہے اب دیکھنا کہ کیا قدرت ایزد باری کا جلوہ دکھائی دیتا ہے ملکۂ صبح دلکشا نے بخوشی دل وہ جام شربت نوش کیا بعد ایک لحظہ کے واقعی ایک طرح کا سرور پیدا ہوا خود بخود مسکرانے لگی ادھر دونون خواتین کو پلانے کے بعد ایک جام شربت صاحب قران عالی وقار نے خود نوش فرمایا بعد اسکے پھر دوسرے دور مین ان دونون خواتینون کو اُس شربت عملی کا جام دیا اور انہون نے بخوشی دل وہ جام بھی نوش جان کیا بعد اسکے صاحب قران اکبر نے فرمایا اے جان جہان مین چاہتا ہون کہ اب تم دونون آپس مین ملجاؤ اور قصہ و فساد کو تم دونون اپنے اپنے دلون سے نکال ڈالو اور خوشی و خرمی و عشرت و عیش و آرام سے بسر کرو اس رنج و ملال بیفائدہ سے کچھ حاصل نہین اپنے کو ہلاک کرنا ہے ہر چند کہ یہ بھی خوب جانتا ہون کہ انجام کار تم دونون ملکہ چار دن مین باہم یکجان و دل شریک حال ہو گی لیکن اسوقت تم ہماری خاطر سے ملجاؤ اور اس رنج و ملال کو دفع کر دو ہمارا

خوشی اسوقت یہی ہی بس اٹھو اور رہو تم دونون آپس مین ملجاؤ شعر

ناخوشی کی ہو چکی بس انتہا	آؤ ملجاؤ لڑائی ہو چکی

آیندہ خبردار ہرگز لفظ شکوہ وشکایت زبان پر نہ آوے اور ہمیشہ خوشی سے اوقات بسر کرو قصہ کوتاہ وہ دونون خواتین عالی منزلت حسب الارشاد صاحب قران اکبر بدل وجان رضامند ہوکے اٹھین اور باہم خوب گرمجوشی سے بغلگیر ہوئین اور کہا اے شہریار عالی وقار ہمکو بجز اطاعت حضور کے اور چارہ کیا ہی جب دوتین جام شراب خانہ ساز اُن خواتین ماہ جبین نے نوش کیے اور خوب سرور وبر کیف ہوئین دونون نازنینون نے کہا ای شہریار باوقار اگر ارشاد ہو تو ہم خدمت ساقی گری حضور کی بجالاوین اور اپنے دست نگارین سے جام شراب حضور کو پلائین صاحب قران اکبر عالی وقار نے فرمایا ای خاتونان باوقار ابھی تمھاری ساقی گری کا وقت نہین آیا جو مین تمکو خدمت ساقی گری کی تکلیف دون اور تمھارے ہاتھ سے شراب نوش جان کرون مگر ہان ابھی صبر کرو اب وہ وقت بھی بہت جلد آیا جاتا ہی جسوقت انشاء اللہ تعالے ہم تمکو اپنا ساقی قرار دینگے پھر تم خوب شوق سے شراب پلانا مگر اسوقت خاص مین نے تمھاری ہی خوشی خاطر سے اس عہدہ کو قبول کیا اب اسوقت تم ہمارے ہی ہاتھ سے شراب نوش فرماؤ اور جناب حکیم صاحب کو بھی بدعا سے خیر یاد کرو کہ یہ سارا لطف ومزا انھین کی ذات بابرکات سے ہی۔

ہر دو صبح کا لفہاسش صاحب قران اکبر والاشان بغلگیر ہونا اور خود اپنے دست حق پرست سے اُس شہریار گردون وقار کا اُن خواتین پرتمکین کو جام شربت خانہ ساز کا پلانا۔ ✤ ✤

الغرض جسوقت وہ شربت خانہ ساز اور شراب مرکب طلسمی معدہ مین پہونچی اُسنے اپنا عمل کیا تا فیر طلسم نے بھی اپنی کیفیت دکھائی

دونون ماہ لقاؤن کے دل و دماغ مین ایسی فرحت پیدا ہوئی کہ وہ رشک و حسد تمام و کمال نیست و نابود ہوگیا اور آئینہ دل گرد غم و الم سے
بالکل صاف و پاک ہوگیا اور انس و محبت نے دل مین عود کیا پھر تو دونون ایک دل و ایک زبان ہوگئین اور پھر تو آپس مین
ایسی الفت پیدا ہوئی کہ ایک کے بغیر دوسرے کو قرار نہ تھا اسی وقت سے ایک دوسرے مین ہنسی و خوش مذاقی شروع ہوئی
اور ایک ایک کو دیکھکر نہایت شادمان ہوتی تھی یہ دیکھکر صاحب قران اکبر نہایت خوش ہوئے اور شکر پروردگار عالم بجالائے
اور دونون ماہرویان رشک قمر کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے خواتین عالی وقار مین اسی وقت کا منتظر تھا اب ہماری
ساقی گری اختیار کرو اور ہمین اپنے دست نازک سے جام شراب ناب پلاؤ اور اپنی صحبت سے ہمکو خوش و محظوظ کرو ملکہ
صبح دلکشا نے باخاطر فرحناک جام شراب ناب سے لبریز کیا اور باندازِ معشوقانہ دیا صاحب قران اکبر نے بھی بخوشی خرمی
وہ جام نوش فرمایا بعد اسکے دوسرا جام گلفام ملکہ صبح روشن گہر باندازِ محبوبی صاحب قران اکبر کے سامنے لیگئی
صاحب قران اکبر نے بخوشی و خندہ پیشانی بنگاہ محبت ملاحظہ فرماکے وہ جام بصد شوق و ارادہ نوش فرمایا بعد اسکے پھر ایک
جام شراب بھرا اور ملکہ صبح دلکشا کو دیا ملکہ صبح دلکشا نے بھی دوسرے دور مین پہلے صاحب قران اکبر کو ایک جام
دیا بعد اسکے ملکہ صبح روشن گہر کو دیا سب کے بعد ایک جام خود پیا اور صاحب قران اکبر سے عرض کی اے شہریار
والا تبار واقعی بزم عیش و صحبت عشرت و مے نوشی کا جبتک احباب و دمساز ایک جا نہون لطف نہین کیونکہ لوازمات
عیش و عشرت مین احباب و نازنینان ماہرو و نغمہ سرایان خوش گلو و رقاصان عنبر مو داخل ہین کیونکہ ہر کام مین اسکے لوازم
ضرور ہین صاحب قران اکبر اس تقریر دلپذیر کو سنکے نہایت خوش ہوئے اور شکر مسبب الاسباب کا بدل و جان بجالائے
ملکہ صبح دلکشا نے کہا اے شہریار گردون وقار ہر چند کہ ایک عرصے سے مین تمہاری خدمت مین تھی اور اختلاط و ہم آغوشی
سے بہرہ یاب ہوا اور بعنایت ایزد پاک منصب خاتونی بھی حاصل ہے باوجود ان مراتب و مدارج کے کبھی مغرور نہوئی اور کبھی
رشک و عناد کو اپنے مین دخل نہ دیا اور اب تک ایسا ہی ہے اگر آپ میرے سامنے صدہا محبوبان حورتمثال سے ہم آغوش
ہون تاہم مجھے ناگوار کبھی نہو بلکہ جہانتک ممکن ہوگا مین خود تواضع و مدارات محبوبان حضور کی بدل و جان کرونگی کیونکہ مجھے
حضور کی ہر طور رضامندی و خوشی سے کام ہے تابع فرمان کو رشک و حسد سے کیا کام بلکہ یہ عین نافرمانی ہے اور نافرمانی شوہر
کی گناہ عظیم ہے لہذا مین تو اتنا سمجھتی ہون بلکہ اپنا منصب خاتونی اس خواہر عزیز کو کہ حضور کے دام الفت مین گرفتار ہوئی ہے
اور حضور کی بھی مطبوع خاص ہے دیدون وہ بھی کیا یاد کریگی کہ صاحب قران اکبر ذی حشم کی ایسی ایسی عالی خیال خواتین عظیم
ہین جو کوئی دنیا مین نہین کرتا وہ کرتی ہین بیگمات میرے خوش آمدی نہین ہین کہ حضور کے روبرو دنیاسازی سے کہتا
قسم ہے اپنی خواہش کی اب مین نے سچا سے خود یہ عہد واثق کرلیا تو انشاء اللہ تعالے جبتک میرے دم مین دم ہے مین
اس اپنے قول و قرار سے کبھی نہ پھرونگی بلکہ روز بروز اسکا خیال کرونگی اور رشک و حسد کو کبھی پاس نہ آنے دونگی زبان
[illegible] ملکہ صبح دلکشا کے یہ کلام محبت بقابلہ صاحب قران اکبر

کے ملکہ صبح روشن گہر نے سنے پس ملکہ صبح روشن گہر کے دل مین ایک جوش محبت پیدا ہوا بیقرار ہو گئی اور دونون ہاتھ پھیلا کے
گلے سے ملکہ صبح دلکشا کے لپٹ گئی اور کہا اے خاتون معظم مین تمھاری کنیز ہون یہ کہکے فوراً شیشہ کو ملکہ صبح دلکشا کے
سامنے سے اٹھالیا اور ایک جام اُس گلفام سے بھر کے پہلے صاحب قران اکبر کو دیا اور دوسرا جام ملکہ صبح دلکشا کے
لب جان بخش کے پاس لے گئی اور مسکرا کر کہا حضور اس کنیز کی اگر خطا معاف ہوئی ہو تو اس ساغر کو نوش فرما دیجیے اور اے خاتون
معظم قسم ہے اُس پروردگار عالم کی کہ یہ کنیز حضور سے زیادہ مدعائے الفت و محبت مین پابند تسلیم و رضا ہے کیا مجال جو میرے
دل مین حضور کی طرف سے کبھی کسی طرح کا خیال رشک وحسد آئے بلکہ مجھے ہر وقت وہر لحظہ تمھارے مراتب و اعزاز خاتونی کا
پاس و لحاظ رہتا ہے کسواسطے کہ اول میرے معشوق کی معشوق دوسرے مہمان عزیز ہو تیسرے شاہزادی پھر کسطرح واجب التعظیم
نہو جو تمھارے مراتب کا لحاظ نہ رکھون اور خلاف تہذیب تم سے پیش آؤن جو ذلیل و کم اصل ہے وہ ایسا کرے مہمان
کی ہر مذہب مین خاطر و تواضع واجب ہے آپ نے مجھ غریب کو سرفراز فرمایا ہے تو مجھپر کسطرح آپ کی خاطر داری و تواضع
واجب ہے اے خواہر والاقدر مین نے بجائے خود یہی عہد کیا ہے کہ کبھی رشک وحسد کو اپنے قریب نہ آنے دون گی اور
شہریار گردون وقار کی خوشی کو اپنی خوشی اور رنج کو اپنا رنج سمجھونگی اگر تمکو یقین نہو تو مین اب پھر تمھارے سامنے دوبارہ
عہد کرتی ہون کہ فقط ایک نظر شہریار عالی وقار کے نور جمال ماہ تمثال کو دیکھکے دل کو روشن اور آنکھون کو منور کرلونگی
باقی جو کچھ نوشتۂ تقدیر ہوگا وہ ہر طور ہوگا مین قانع اور راضی برضا ہونگی — شعر

ما غریبان را تماشائے چمن درکار نیست	کار عاشق جز تماشائے جمال یار نیست

اے خواہر گرامی قدر و عالی گہر آپکا منصب خاتونی آپ کو مبارک رہے مجھکو ہرگز تمھاری خاطر شکنی گوارا نہین فقط تمھاری
خدمتگذاری مین رہونگی تمھارے کسی کام مین عذر نہ کرونگی اور جو کچھ خطا مجھ سے آپ کی حضور مین ہوئی ہو اُسکو بہر خدا
و رسول معاف فرماؤ کیونکہ عذاب آخرت سے یہ بہتر ہے مجھے یہان جو آپ چاہین سزا دین بدل قبول و منظور ہے القصہ
اس گفت و شنید کے دونون نازنینین آپس مین بغلگیر ہوئین اور صیغۂ اخوت پڑھ لیا اور مثل ہمشیرگان حقیقی
کے ہوگئین مگر ایسی کہ جو ایک شہزادہ عالم کے نکاح مین نہ آسکین کیونکہ شریعت مین عقد بین الاختین جائز
نہین ہے جب ان امورات سے فارغ ہوئین ملکہ صبح دلکشا نے ملکہ صبح روشن گہر سے کہا اے ملکہ روشن گہر تمکو
مبارک ہو صاحب قران اکبر کی صحبت و مواصلت مین بخوشی دل کہتی ہون ملکہ صبح روشن گہر نے کہا اے خواہر گرامی قدر
ملکہ صبح دلکشا مین بھی بخوشی دل کہتی ہون کہ آپ کو صاحب قران اکبر کشورستان کی زوجیت و خاتونی بصد عیش و عشرت
مبارک ہو اور ہم تم دونون صاحبون کی خدمتگذاری مین اپنی عمر کو بسر کرینگے کسواسطے کہ ہمکو اُس نہال چمن حسن کی اور تمھاری
خدمتگذاری سلطنت ہفت اقلیم سے بہتر ہے آخرکار ان دونون خواتین کی عذر کرتے کرتے یہ نوبت پہونچی کہ ایک
دوسری کی بخوشی کنیزی و پرستاری قبول و منظور کرتی تھی اور ہر ایک بالقسم شاہد کہتی تھی کہ ہم دونون فقط شاہزادہ عالیجاہ

نظارہ جمال خورشید تمثال کے خواستگار ہیں اور ہماو تمہیں کسی طرح کا سروکار نہیں ہے اور نہ اس شہریار گردون وقار کے کسی فعل سے سروکار ہے صبح دلکشا نے کہا ای خواہر ملکہ صبح روشنگہر صاحبقران اکبر کا اسکا میری صحبت اور صحبت پر راضی نہوں تو پھر کم شوق سے صاحبقران اکبر کی زوجیت اور خدمت میں جلسہ تن دل سے راضی ہوجاتا ہیں راضی اور میرا خدا راضی بلکہ میں تمھاری کنیزی و پرستاری میں حاضر رہونگی اور ہر طور میں تمکو اپنی خاتون و سرتاج سمجھونگی قصہ مختصر دونوں خواتین یعنی ملکہ صبح دلکشا اور ملکہ صبح روشن گہر آپس میں یہی باتیں کرتی تھیں اور باہمدگر ایسے ہی ایسے جواب و سوال میں مصروف رہیں اور صاحبقران اکبر یہ کلام آرام جان سنکے ملکہ عالی منزلت کی تعریف فرماتے تھے اور کبھی ان دونوں خواتین کی یہ گفتگو سے محبت خیز و سرور انگیز باہمدگر سنکے ہنستے تھے اور شکر درگاہ پروردگار عالم میں ادا کرتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اب خاطر جمع ہماری ہو گئی بعدہ ہر دو خواتین کو رخصت فرمایا اور خود بدولت بہزار خوشی تمام ملکہ نوبہار و ملکہ شمسہ تاجدار وغیرہ کی صحبت میں تشریف لیگئے اور تمام کیفیت اس صحبت اور اتحاد اور محبت کی ملکہ صبح دلکشا اور ملکہ صبح روشنگہر کے روبرو بیان کی ملکہ شمسہ تاجدار نے کہا شکر ہے اس پروردگار کا کہ یہ معاملہ خاطر خواہ ہوا ہر روز کا قصہ تھا اے ای شہریار گردون وقار تمھاری تمنا سے دلی بر آئی کہ حسب منشا سے دلی یہ امر طے ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ای خواہر گرامی قدر مجھے تو اس معاملہ میں نہایت حیرت و استعجاب ہے کہ اللہ اکبر ان دونوں کا ایسے عالی منزلت کو اسقدر شہزادہ عالی قدر کا پاس و لحاظ مد نظر ہے یہ کہکے چپ ہو رہیں ملکہ نوبہار گلشن افروز کہا چاہتی تھی کہ سامنے سے ملکہ صبح دلکشا آتی معلوم ہوئیں اور آکر داخل صحبت ہو گئیں ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا ای خواہر عزیز القدر ملکہ صبح دلکشا ہمنے خبر سنا ہے کہ تمھارے اور ملکہ صبح روشنگہر کی جو ایک طرح کی سوء مزاجی تھی وہ الحمد للہ رفع دفع ہو گئی بلکہ تمھارے اور انکے باہم صورت محبت و اتحاد کی پیدا ہو گئی آیا یہ سچ ہے یا نہیں کیونکہ تمھارے حسب الحکم یہ امر ہونا بظاہر نہایت ہی دشوار معلوم ہوتا تھا اگر واقعی یہ امر سچ ہے تو نہایت ہی خوب ہوا مگر عقل کام نہیں کرتی تم بیان کرو ہم بھی سنیں ملکہ صبح دلکشا نے کہا ای ملکہ آفاق میں مجبور ہوگئے اور کیا کہوں کہ دفعۃً بیٹھے بیٹھے دل میں میرے محبت ملکہ صبح روشن گہر کی پیدا ہو گئی اور ایسی محبت نے جوش مارا کہ میں بیچین ہو گئی بس اتنا صبر نہو سکا کہ میں بیٹھی رہتی جب مجھ سے ضبط نہو سکا آخر مجبور ہو کر میں گلے سے ملکہ صبح روشنگہر کے لپٹ گئی اور اس بے اختیاری میں وہ وہ کلمہ میری زبان سے نکل گئے کہ جنسے ہمیشہ مجھے انکار رہا کرتا تھا میری خود عقل کام نہیں کرتی کہ یہ کیا ہو گیا یہ ہی معاملہ پیش ہوا کہ شعر

بمجبوری گلے کو کاٹتے ہیں تیغ مرتے ہیں	تمھارے ہاتھ سے تنگ آئے ہیں خود نما کر تیغ

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا خیر وہ عالم تو بے اختیاری کا تھا اور بے اختیاری میں سب ہی مجبور ہوتے ہیں جو کچھ ہوا سو ہوا اب تو بے اختیاری نہیں ہے اب بتاؤ کہ وہ قول و اقرار جو تمنے کیا وہ بعض بپاس خاطر شہزادہ کے کیا یا اب بھی تم اس قول و اقرار پر ثابت قدم ہو ملکہ صبح دلکشا نے کہا اے ملکہ طلسم تخت پاک ہر چند کہ اسوقت عالم سرشاری اور بسبب سرور تھا اور نشہ

شراب طلسمی کی وجہ سے بے اختیاری مین میری زبان سے وہ کلمے نکل گئے اُسوقت مجھے اپنے حال و مال کا مطلق ہوش نتھا
مگر مین بقسم شرعی کہتی ہون کہ وہ جو مین نے قول و قرار کیا ہی وہ سب میرا صحیح و درست ہی اور مین اسوقت تک اپنے قول پر قایم
ہون اسواسطے کہ مجھے تو ہر صورت اطاعت و خوشی صاحب قران اکبر کشورستان کی منظور ہی مین فرمانبردار کو کسی طرح کا عذر باقی
نہین رہتا جو مالک کی خوشی ہو اور اب بجاے خود عہد کر لیا ہی کہ تا حیات مین عہد شکنی نہ کرونگی اور جب مین اپنے عہد پر قایم
ہی ہونگی تو صاحب قران اکبر کسطرح خلاف اپنے عہد کے کرینگے بس صاحب قران اکبر نے ملکہ صبح روشن گہر سے عہد کر لیا ہی
وہ ضرور ہوگا اُسکے ایفا نہ کرنے مین باعث ندامت و بدنامی کا ہی اور اگر شہریار عالی وقار کے دل مین میری جانب سے ملال
آ گیا تو قیامت برپا ہو جائیگی ایسی حالت مین میرا ٹھکانا کہان ہے اور ہمیشہ میرے واسطے بدنامی رہیگی اے ملکہ عالم ضیا مندکی
صاحب قران اکبر کی ملحوظ خاطر رکھتی ہون مجھے رشک و حسد سے کیا علاقہ اگر صاحب قران اکبر ہزار عورتین لپنے عقد مین
لائین میری عین خوشی ہے اور واقعی میرا نقصان ہی کیا ہی مجھے تو صاحب قران اکبر کی کنیزی و پرستاری ہی کافی ہے
بلکہ باعث فخر و مباہات ہی اور اگر صاحب قران اکبر مجھے اپنی کنیزی مین بھی رکھنا منظور نہ فرمائین کسی وجہ سے تو مین فقط
تمھاری ہی خدمت و اطاعت مین عمر کو گذار دونگی کہ مجھے تمھاری کنیزی مین بھی کسی طرح کا ننگ و عار نہین ہی ملکہ نوبہار
گلشن افروز بولی اے بہن یہ کیا کہتی ہو ہم خود تمھاری خدمت گذار رہین ہمکو کیون گنہگار کرتی ہو۔ یہ تو کہا لیکن ملکہ
صبح دلکشا کی زبان سے سنکر نہایت متعجب ہوئی اور حکماے عالی منزلت کامل الفن کے علم و حکمت کی تعریف کی اور
دل مین کہتی تھی سبحان اللہ کیا خوب پر تاثیر حکمت کا کرشمہ ہی کہ جسنے آن واحد مین ملکہ صبح دلکشا کے آئینۂ دل کو گرد ملال
و حسد سے پاک کر دیا اور اُسکے برعکس صورت محبت و الفت کی نمایان ہوئی دفعتاً قلب ماہیت ہو گئی طرفہ یہ کہ
اُسکے فحواے کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ رنج و ملال دلی بھی ایک لخت دفع ہو گیا رشک و حسد کا ذکر تک زبان پر نہین
آتا کیا خوب پر تاثیر ترکیب ہی اسکو سراسر اعجاز جانتا ہی جو صاحب فہم و تمیز ہی سحر اسکے سامنے کونسی چیز ہے

اب راوی ملکۂ صبح دلکشا اور ملکۂ صبح روشن گہر کو اس محبت و اخلاص کی باتون مین مشغول رکھتا ہی اور کچھ حال صاحب قران اکبر فلک قدر کا معرض بیان مین لاتا ہی

بادہ نوشان عشرتکدۂ سخن و زمزمہ سرایان محفل ہنر و فن مقتول خنجر مژگان یار شہید نیم نگاہ و لدار طرفگی نبیان گلزار خیال
راز شناسان ہزار در ہزار داستان رس افسانۂ عشرت خیز و حکایت نشاط انگیز کو اس عنوان سے معرض تحریر مین لاتے ہین
کہ جب اُس شہریار گردون وقار کو اس امر اہم و دشوار سے فراغ حاصل ہوا کہ جسکا اصلاح پر آنا قیاس مین بھی نہ آتا تھا اور
پھر ایسی خوبی سے واقعی امر یہ ہی کہ اس رنج و نفاق کا درمیان سے ملکۂ صبح دلکشا اور ملکۂ صبح روشن گہر کے دفع ہونا
اور باہم الفت و محبت کا ہونا سہل نہ تھا لیس وہ عالی منزلت اپنے اُستاد کی خدمت سراپا برکت مین تشریف لایا اور نہایت

خوشی و مسرت سے آداب و تسلیمات بجا لایا اور دست حق پرست پر استاد عالی نہاد کے بوسہ دے کر ادائے شکریہ کیا اور
تمام و کمال کیفیت گذشتہ کو بشرح بیان کیا جناب حکیم قسطاس الحکمت عالی منزلت نے مسکرا کر فرمایا اے صاحبقران اکبر
عالی شان شکر اُس پروردگار کارساز حقیقی کی درگاہ عالی میں ادا کرنا چاہیے کہ اس کریم و رحیم نے اپنا بہت بڑا فضل کیا
کہ ایسے معاملہ سخت و دشوار کو کسطرح آسانی سے سہل کر دیا کہ جسکی کسی طرح امید نہ تھی بھلا ان دونوں خواتین سرکش و
آفت روزگار کے مزاج کا اصلاح پر آنا اور اسطرح متفق ہونا کبھی خیال میں نہ آتا تھا فللہ الحمد کہ دونوں نازنینوں کے دل سے
وہ رشک و حسد جاتا رہا اور باہم محبت دلی پیدا ہو گئی اور اُسکی عنایت سے محبت بھی ایسی کہ دونوں خاتونیں اپنا اپنا حق
اور منصب خاتونی برضا و رغبت بلا فہمایش کسی دوسرے کے ایک دوسری کو تواضع کرتی ہیں بلکہ منصب کیا جان تک
عزیز نہیں کرتیں یہ بات فقط اُسی کے افضال سے ہے بشر کی مجال نہیں کہ اسطرح قلب کو کسی کے پھیر سکے ہاں اب تم اسکا
جواب صاف صاف بلا رو و رعایت مجھے دو کہ اب تمکو کیا منظور ہے اے شہریار کامگار میں اسواسطے یہ امر تم سے دریافت
کرتا ہوں کہ مجھے بھی تو آپکا منشائے طبیعت بخوبی ظاہر ہو جاوے کہ میلان خاطر اقدس دونوں صبح کی نسبت کیسا ہے اور
کسطرف التفات زیادہ رکھتے ہو اور صبح دلکشا اور صبح روشن گہر دونوں میں کسکو کنیزی میں رکھوگے اور کسکو مرتبہ
زوجیت مرحمت ہوگا اس راز دلی سے آپ کے میں آگاہ ہو جاؤں کہ پھر اُسکی تدبیر کیجاوے یہ کام کچھ ایسا سہل نہیں ہے
نہایت ہی مشکل ہے جب ایسی ہی تدبیر و فکر معقول کیجائیگی تب درست ہوگا تاکہ پھر کسی طرح کا خدشہ نہ رہے اور رشک و
حسد کا ذکر زبان پر نہ آوے بلکہ خدا نے چاہا تو ایک دوسرے پر اپنی جان کو تصدق کریگی منصب و مال کیا چیز ہے صاحبقران اکبر
اس کلمہ کو حکیم صاحب سے سنکے چپ ہو گئے اور دل میں فکر کرنے لگے کہ اب میں اسکا کیا جواب دوں اور اس عقدۂ
لاحل و دشوار کی شرح کیا بیان کروں گویم مشکل وگر نہ گویم مشکل اور سب سے زیادہ مشکل یہ ہے کہ جناب حکیم صاحب
نے بھی تو اس کار اہم کا فیصلہ مجھی پر موقوف رکھا ہے اب میں سخت حیران ہوں اور عجیب کشمکش میں مبتلا ہوں کہ کسکا حق
تلف کروں اور کسکا منصب و حق چھینکے کسے دے دوں جسوقت تصور کرتا ہوں تو دونوں خاتونیں مجھے عزیز ہیں کسی میں کچھ
فرق نہیں ہے الغرض شہزادۂ عالی وقار تا دیر اسی فکر میں بیٹھے رہے اور کچھ ہست و نیست کا جواب نہ دیا اور طبیعت کو بھی
انتشار رہا اس عرصہ میں حکیم سقراطوس حبشی نے حکیم بزرگ کے کان میں تمام سرگذشت اُس واقعہ کی جو زاہرہ خاتون نے
ملکہ روشن گہر سے بطریق ہدایت ارشاد فرمائی تھی بتفصیل و تشریح بیان کی اور یہ بھی کہا کہ اے یگانۂ آفاق اب تمکو چاہیے
کہ تم خود بخوشی دل شاہزادہ گردوں شکوہ و ملکہ صبح دلکشا کا عقد کر کے ازدواج صاحبقران اکبر میں داخل کر دو کہ
مناسب اور صلاح وقت یہی ہے اور ملکہ روشن گہر سے متعہ ہو جائے اس سے بہتر کوئی امر نہیں ہے کسواسطے کہ متعہ بھی
داخل شریعت نبوی ہے اور کتب امامیہ کی بنا پر اسمیں بہت بڑی فضیلت ہے اور یہ حسب کتاب اہل سنت و جماعت پہلے
خلیفہ صاحب کے وقت تک جاری رہا ہے لیکن دوسرے خلیفہ صاحب نے کسی مصلحت سے اس طریقہ کو موقوف کر دیا۔

بلکہ حرام فرمایا بارک اللہ اب قابل غور یہ مقام ہی کہ جو امر سنت نبوی ہی اور خلیفہ جانشین رسول مقبول ہی بس جس امر کو رسول مباح و سنت فرماتے اسکو اُسکا نائب کہ مطیع اسی کا ہو کب ترک کرسکتا ہی یہ امر خیال مین نہین آتا خیر مصرع

امور مملکت خویش خسروان دانند

اسمین بجاے خود کوئی وجہ ہوگی الغرض اس شاہزادہ والاگہر کے واسطے مباح و جائز کردیا جاے تو کچھ مضائقہ نہوگا اور نہ کوئی قباحت لازم آئیگی اسواسطے کہ شاہزادۂ عالی گہر اسوقت حالت یاس و ہراس مین حیران و پریشان ہی اور قطع نظر اسکے شاہزادہ فلک جاہ دودمان نبوی سے ہی اُسکے واسطے یہ طریقہ جو حضرت خلیفہ صاحب کا منسوخ کیا ہوا ہی جاری کیا جاے تو کچھ قباحت نہین ہی ہر چند کہ متعہ فی زمانہ جائز نہین ہی لیکن ایسی ضرورت سخت و اہم مین اگر ایسا امر کہ جو منسوخ کردہ کسی نائب نبی کا ہی کیا جاوے تو کچھ گناہ لازم نہین آئیگا اور شاہزادہ معز الدین کہ وہ خود ہی عالی نسب ہی اور ملکہ روشن گہر کی پیدایش بزرگان با فرہنگ بانیان طلسم کے سبب سے واقع ہوئی ہے اور انھین بانیان طلسم نے اُن نازنینان طلسم کا ہونار شاہزادہ عالی جاہ کو خاص باعمال طلسم مقرر کیا ہی پھر کیا اندیشہ کی بات ہی اگر متعہ بمصلحت وقت جائز کردیا جائے کوئی فتور و قصور عائد نہین ہوگا حکیم بزرگ نے ارشاد فرمایا ای حکیم با دانش و رازدار طلسم جو کچھ تم کہتے ہو یہ سب درست اور مسلم اور کسی طرح کا اسمین خلل نہین ہے اگر انصاف سے نظر کیجاوے تو وہی بنا بر حدیث نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہی ہم تو کسی طرح کی مخالفت نہین کرسکتے گو خلیفۂ دوم امام زادہ نہین تھے لیکن خلیفہ تو ہین تمام اہل اسلام علے الخصوص فرقہ اہل سنت و جماعت نفرین کرینگے ہمکو جان بچانی مشکل ہوجائیگی گو کہ عذاب اخروی نہین ہے اور اگر ہو بھی تو شعر

اب تو آرام سے گذرتی ہے | عاقبت کی خبر خدا جانے

لہذا ہرگز ہرگز مین ایسی صلاح نہ دونگا کہ خواہ مخواہ مین تو وہ ملامت ہو جاؤن یہ ہوگا ہان یہ ایک امر البتہ ہی اگر شاہزادہ گردون حشم خود خلیفۂ ثانی سے ملتجی ہون اور خلیفہ کی روح طاہرہ سے اپنی حاجت روائی چاہین تو یقین ہی کہ بپاس خاطر شاہزادہ معز الدین اپنے کرم و رحم و اخلاق سے شاہزادہ کی استدعا قبول فرماکر اجازت متعہ دے دین کسواسطے کہ خلیفہ ثانی کی ذات والا صفات سراپا الطاف ہی کیا عجب ہی اگر وہان سے اجازت ملجاے اس معاملہ خاص کے لیے جب اجازت ملگئی تو پھر کوئی خلل باقی نہ رہیگا حکیم دانشور نے کہا حضور کے کلام کو مین رد نہین کرسکتا لیکن میری گستاخی معاف ہو مین معترض نہین الا مصلحتاً عرض کرتا ہون کہ اگر روح خلیفہ عالم واقعہ مین متعہ کی اجازت دے تو بھی حضرات اہل سنت آپکو نفرین کرینگے اسواسطے کہ اول یہ آپ تصدیق خواب کہان سے لائیگا دوسرے احکام مردہ جائز کب ہین اگر آپ کو اعتقاد ہی ہوا کرے ہر شخص یہ نہین کہیگا کہ ہمکو روح خلیفہ صاحب نے متعہ کی اجازت دے دی پھر اسکا کیا علاج ہی مگر ہان بالفعل یہ کام اسطرح انصرام کو بخوبی پہونچ جائیگا حکیم عنقر طوس کو حکیم بزرگ کی راے

پسند آئی حکیم نے ایک اسم جلیل شاہزادہ والا جاہ صاحب قران اکبر عالم پناہ کو تعلیم فرمایا تاکہ اول صفائی قلب حاصل ہولے بعدہ شاہزادہ نامور خلیفہ ثانی کی جناب مین بدل متوجہ ہوکر اپنے کار ضروری کی استدعا فرماوین قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر حسب الارشاد حکیم بزرگ عمل مین لائے یعنی اس نقش جلیل کو حکیم بزرگ سے معلوم کرکے یاد فرماکر تمام شب عبادت الٰہی مین مشغول رہے اور دونون ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اور اپنے پروردگار سے بالتجا اپنے مطلب کی استدعا کی بقدرت کاملہ قادر حقیقی اُسی رات کو حالت سجود مین شاہزادہ پر نوم غالب ہوا عالم خواب مین جناب علی ابن ابیطالب تشریف لائے اور بکمال الطاف وکرم ارشاد فرمایا کہ ای شاہزادہ عالی مرتبت والا منزلت آگاہ ہوکر استدعا تمھاری قبول ہوئی اور ہمنے تیرے کار اہم وسخت وعقدہ لاحل کو حل کردیا اور تجھے اس کشمکش روحی سے نجات دی ای شہریار کامگار خداوند عالم نے صیغۂ متعہ کو جاری کردیا ہے منسوخ نہین کیا اور یہ نہین ہمیشہ جاری رہیگا جبتک اس کائنات مین دین محمدی جاری رہیگا یہ بھی جاری رہیگا بہرحال خاطر جمع رکھو کہ تمھارے تمام کار اہم حسن وخوبی سے انجام پاوینگے اور انجام سب کا بخیر ہوگا اور سوا اسکے حق سبحانہ وتعالیٰ ہر طرح سے مددگار ہے مگر ای شاہزادہ عالی جاہ اب تمکو چاہیے کہ تم ہر حال مین بیکسان و دادرس دادخواہان ہو اور غربا پروری و دادگستری اپنا شعار رکھو اور بزرگان دین وصاحب یقین کے حق مین دعا سے خیر کرتے رہو تا زیست ساتھ عیش وعشرت و اقبالمندی کے بسر کروگے جب صاحب قران اکبر کشورستان نے یہ خواب بشارت دیکھا فرط شادمانی سے فوراً آنکھ کھلگئی اور اُسی حالت خوشی مین صاحب قران اکبر نے دو رکعت نماز شکر ادا کی اور حکیم بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوے اور تمام کیفیت خواب بیان کی دونون حکماے عالی منزلت نے یہ واقعہ شب کو سنا اور نہایت خوش ہوے اور صاحبقران اکبر گیتی ستان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا ای شہریار کامگار تمھارا مقصود دلی حاصل ہوا تمکو مبارک ہوا ادھر یہ خبر فرحت اثر محلسرا مین پہونچی تمام خواتین محل نے ملکۂ صبح روشنگہر اور ملکۂ صبح دلکشا کو حصول مراد کی مبارکبادی دی دونون خواتین عالی منزلت بھی حاسد سے زیادہ خوش ہوئین اور سجدۂ شکر پروردگار کی درگاہ مین بجالائین جب شاہزادہ عالی شان اس قصہ وفساد سے فارغ ہوے اور سب طرح کا اطمینان حاصل ہوگیا حکیم عبقرطوس جنی نے زاہدہ خاتون کا جو ارشاد تھا اُس سے صاحبقران اکبر کو آگاہ کردیا اور کہا کہ ای شہریار نامدار اب آپ کو خاتون بزرگ کی قبر شریف پر مع دونون خاتونون کے جانا چاہیے کیونکہ واسطے کہ خاتون بزرگ کا ارشاد اسی طرح ہے صاحب قران اکبر حسب الارشاد جناب حکیم عبقرطوس جنی اُسی وقت مع دونون خواتین عالی وقار یعنی ملکۂ صبح دلکشا اور ملکۂ صبح روشن گہر کے زاہدہ خاتون کی قبر پر تشریف لیگئے اور تین چار دن اُس قبر شریف پر فاتحہ خوان وعبادت پروردگار کرتے رہے تیسرے روز شب کو عالم خواب مین صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ ہم اور دونون خاتون ایک باغ پر تکلف رشک فردوس مین گئے ہین اور وہان ایک محلسرا ہے عالی شان مین زاہدہ خاتون نہایت عزو وقار سے ایک کرسی زرنگار پر تشریف رکھتی ہے اور سامنے اُن خاتون معظم کے اکثر خواتین صاحب عصمت کا

ہجوم ہی وہ سب دست بستہ کھڑی ہین جب صاحب قران اکبر اس محلسراے شاہی مین پہونچے اور زیارت سے اُس خاتون
معظم کی مشرف ہوے زاہدہ خاتون کرسی سے اُٹھین اور بکمال محبت و لطف سے اُن دونون خاتون یعنے ملکہ صبح دل کشا
اور ملکہ صبح روشن گہر کو سینہ سے لگالیا اور شاہزادۂ کامگار کو گلے لگایا اور دست شفقت اپنا پشت پر شاہزادے اور
دونون خاتون کے رکھا اور نہایت مہربانی سے پیش آئین اور فرمایا ای صبح دل کشا و صبح روشن گہر ہم تم سے نہایت
خوش ہوے تم سے تمھارا خدا و رسول بھی راضی ہوا کہ جو امر پیغمبر آخر الزمان کے زمانہ سے جاری تھا اُسکو پھر از سر نو تمنے
زندہ کیا لہذا اسکو محض بپاس خاطر تمھارے بشارت دی گئی اس صورت مین تم دونون دختران بلند اختر کو چاہیے کہ احکام مکتوبا
شریعت پر راضی رہو اور تم دونون کے عقد دائمی مین کوئی لفظ محبت و تکرار درمیان مین نہ آوے بلکہ ہمیشہ باہم اگر کوئی صورت
رنج و ملال کی پیدا ہو تو آپس مین اتفاق و سلوک و مدارا سے بسر کرو کہ یہ امر نیک انجام تمھارے واسطے نہایت بہتر و سودمند
ہوگا اور اگر تمنے اسکے خلاف کیا تو تمام عمر پشیمانی اور افسوس مین رہوگی اور پھر کسی صورت نیک کا پیدا ہونا غیر ممکن ہوگا
بعد اسکے تینون صاحبون کو ایک ایک گل تازہ مرحمت فرمایا اور شاہزادۂ فلک جاہ کو تھوڑا سا حلواے خوشگوار بھی عنایت
ہوا اور فرمایا ای شہریار عالی وقار اس حلواے بامزہ سے تھوڑا آپ نوش فرمایئے اور باقی دونون خواتین کو کھلا دیجیے چنانچہ
شاہزادۂ نامدار نے اُسی عالم خواب مین وہ حلواے متبرک و مفرح القلب و جگر دونون خاتونون کو کھلایا اور خود بھی نوش فرمایا
غرض جب شہزادۂ عالم اُس خواب سے بیدار ہوے ہر ایک بجاے خود مسرور و دل شاد تھی اور طرفہ یہ معاملہ تھا کہ اس بیداری
مین تینون زن و مرد کی زبان پر ذائقہ حلواے خوشگوار کا موجود تھا اور دونون ہاتھون مین خوشبو پھولون کی ایسی راحت افزا
آتی تھی کہ جس سے روح تازی ہوئی جاتی تھی جب شاہزادۂ کامگار کو شب کا معرکہ یاد آتا ہی روح کو تازگی ہوتی ہی اور وہ سب
سمان آنکھون مین پھر جاتا ہی اور اس سے خود بخود دل باغ باغ ہوا جاتا ہی غرض صاحب قران اکبر نے اُس خواب فرحت سے
بیدار ہوکے اُن خواتینون سے یہ کیفیت خواب بیان کی دونون خواتینون نے بھی یہ کیفیت عالم خواب مین مشاہدہ کی تھی
من و عن شہزادۂ فلک قدر سے بیان کی اور زیادہ تر متعجب ہوکے دونون خواتینون نے اپنی پوشاک کو صاحب قران اکبر
گردون حشم کو سنگھایا اور کہا ملاحظہ فرمایئے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی پھول اس لباس سے جدا کیے ہین اور پھولون مین
اسقدر خوشبو قائم کب رہ سکتی ہے صاحب قران اکبر نے اُسی وقت بالین قبر شریف کھڑے ہوکر ثواب فاتحہ روح زاہدہ خاتون
کو بخشا اور اگر سوز مین عنبر و عود روشن کیا اور زیارت پڑھ کے تخت روان پر سوار ہوے اور مع خواتین عالی گہر قصر البیر
مین تشریف فرما ہوے اور یہ واقعات عالم واقع کے حکماے عالی منزلت کے روبرو بیان کیے بعد اسکے محلسرا مین
تشریف فرما ہوے اور خواتین والا تبار اور سلطان ابو الحسن جوہر کو اس حال سے واقف و آگاہ کیا ملکہ شمسہ تاج آرا
ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان نے بالاتفاق کہا ای شہریار بلند مرتبت والا منزلت للہ الحمد کہ
رشک و حسد درمیان سے اُٹھا اور رابطہ و اتحاد نے باہم دل مین جگہ کی بہت مسرت و شادمانی حاصل ہوئی کہ شہریار

فلک اقتدار کو سب طرح سے اطمینان ہوگیا اسکا ہمکو بھی سجدۂ شکر درگاہ کارساز حقیقی مین بجالانا چاہیے کہ اُس یزدان پاک نے ہماری روح و جان یعنے صاحب قران اکبر ذیشان کو تمام مقاصد دلی سے حسب دلخواہ کامیاب فرمایا بعد اسکے صاحب قران اکبر نے ایک جلسہ قرار دیا اور فرمایا کہ فلان تاریخ بزم طرب و نشاط آراستہ ہوا اور خواتین عالی قدر صحبت عیش و عشرت مین مشغول ہون اور سامان موتی مع جام یاقوت نگار و صراحی جواہر نگار و مرصع کار و ساقیان ماہوش و سیمین ساق و نغمہ سرایان خوش گلو و خوش آواز حاضر ہوا اور ماہرویان شعلہ رو و خورشید رخان عنبر بو بالباس پر تکلف و زیور جواہر نگار سے آراستہ و پیراستہ اس محفل جشن مین حاضر ہوکر اپنے اپنے مرتبے اور قرینے سے کرسیہا جواہر نگار پر جلوہ افروز ہون

اب راوی رنگین خیال و ہنرور دانا قل شیرین مقال و نکتہ پرور شہزادۂ عالی گہر کو محبوبان گلعذار و معشوقان طرحدار کی صحبت عیش و عشرت مین مشغول و مصروف رکھتا ہے اور چند کلمہ آرایش و سامان منعقد و متعدہ کے بیان کرتا ہے یعنے ملاحظہ فرمانا حکیم قسطاس الحکمت کا عالم واقع مین جناب حکیم اسقلیبوس الٰہی کو اور ارشاد فرمانا حکیم بزرگ کا حکیم قسطاس الحکمت سے واسطے انعقاد جلسۂ عروسی صاحب قران اکبر کشورستان کے اور آراستہ ہونا قصر الیزن کا مع ساز و سامان نشاط باہتمام جناب حکمت مآب حکیم قسطاس الحکمت و حکیم عقرطوس وغیرہ حکماے با فرہنگ اور منعقد ہونا جشن عروسی صغرا و کبرا کا اور مہیا ہونا اسکے لوازمات تمام لوازمات ضروری و مطلوبی کا۔

نظم

واہ کیا رتبہ ہے فکر طبع حق آگاہ کا
کھینچ لے قشقہ جبین پر بسم اللہ کا
گھٹ نہین سکتا گھٹانے سے کبھی کامل کا کمال
مین نہین جواہر نہین ہے بیاد کمال و جاہ کا
تیرے حاسد نے امتحان کر کچھ تو او پردہ نشین
خوب دیکھا ہارہی انجام اُلٹی راہ کا

سایہ ہے بالاے مطلع تیرے بسم اللہ کا
دیکھنا کیا مرتبہ ہے عاشقون کی آہ کا
بے الف معنی سے کب خالی ہے لفظ اللہ کا
سب مین اور سب سے الگ ہے یا کہ اما فی ہے
حوصلہ دیکھا اپنے مشتاق اجازت خواہ کا
دل کسی صورت تو بہلے کیون ہم آزردہ ہو

خوب ہے آزاد رہنا مرد حق آگاہ کا
اوّل و آخر مین جسکے حرف ہے اللہ کا
چاہتا ہون دید تیری عالم ایجاد مین
بعد ملنے کے جدا ہے لفظ جیسے راہ کا
کجروی کو چھوڑ ظالم راستی کر اختیار
شور بیتابی نہین ہے زمزمہ ہے آہ کا

مین تو اسکے رخ کے روشن کا ہون پروانہ نسیم
تنگ ہے جسکو لقا بے حسن جلوہ ماہ کا

سرود سرایان بزم سخن ونغمہ پردازان محفل ہنروفن یون زمزمہ سنج ہوے ہین کہ جب شہنشاہ ہفت اقلیم واجب التعظیم شاہزادہ معزالدین ابوتمیم کو بہمہ وجوہ خواتین شوخ مزاج وسرکش کے رشک وحسد سے اطمینان ہوگیا اور اس شہریار گردون وقار پر کماحقہ ظاہر ومنکشف ہوگیا کہ یہ تمام صناعی حکیم اسقلیبوس الٰہی وحکیم بزرگ دانش حکماے عالی منزلت وبانیان کائنات طلسم کی ہے کہ نازنینان سہ گانہ طلسم کو ہمشکل ملکہ شمسہ تاجدار وملکہ نوبہار گلشن افروز وملکہ ناطقہ روشن بیان کی فنون حکمت صرف کرکے بنایا اور مجھے اثر بادۂ طلسم سے نازنینان طلسم کی شورش عشق ومحبت مین چند روز مبتلاے آلام و سرگردان وحیران رکھا اور اسطرف ملکہ صبح دلکشا اور ملکہ صبح روشن گہر کے دل عشق منزل مین رشک وحسد پیدا ہوگیا تھا لہذا ان دونون خواتین کو اس ترتیب وحکمت سے قصر مین بلوا کے جسطرح سے ممکن ہوا بعنوان مستحسن رضامند کردیا اور طرفہ یہ امر ہوا کہ جسقدر انمین رنج وحسد اور نفاق ورشک تھا اس سے زیادہ آپس مین ایسی محبت ہوگئی کہ جس طرح حقیقی دو بہنین ہوتی ہین بلکہ عاشق ومعشوق کو بھی گرد کردیا یعنے ملکہ صبح روشن گہر کو بدون دیکھے ملکہ صبح دلکشا کے قرار وآرام نہین اور نہ ملکہ صبح دلکشا کو بے ملکہ صبح روشن گہر کے سکون وآرام ہے اگر فضل خداے کریم شامل حال نہوتا تو ہرگز ایک کام کا بھی انصرام نہوتا اور یہ امر واقعی ایسا سخت ودشوار تھا کہ تا قیامت طی نہوتا فقط بعنایت خداوند تعالیٰ ایسے مراتب سخت تمام وکمال مع مراحل طلسم طی ہوے ہین مگر ایک معاملہ جنگ وپیکار باقی ہے وہ بھی اسی قادر حقیقی کے کرم وفضل سے طی ہوا چاہتا ہے شعر

مشکلے نیست کہ آسان نشود	مرد باید کہ ہراسان نشود

الغرض شاہزادۂ گیتی ستان بخاطر جمعی تمام نازنینان ماہ رخسار وزہرہ جبینان گلعذار سے صحبت عیش وعشرت مین سرگرم ہین اور جناب حکیم حکمت مآب یعنی حکیم قسطاس الحکمت جو شاہزادۂ گردون حشم کے بڑے سرپرست ونیز استاد ہین ہمہ تن اس فکر وتدبیر مین غلطان وپیچان ہین کہ فی الحال بفضل رب ذو الجلال تمام کارہاے مرجوعہ کا انصرام ہوجاے اور کل مراحل طلسم ہاتھ سے شاہزادۂ عالی جاہ کے مفتوح وباطل ہوجاوین تاکہ پھر کوئی خدشہ باقی نرہے اور کتاب شاہنامۂ خورشیدی کو بھی ابتدا سے انتہا تک سن چکے ہین اب بجز ہنگامہ آرائی کفار ودفع شرارت اشرار اور کوئی قصہ وفساد باقی نہین ہے وہ بھی بعنایت ایزدی بہت جلد طی ہوجائیگا پس اس صورت مین شہریار عالی وقار صاحب قران اکبر گیتی ستان شہزادہ نصرت قرین معزالدین عالی گہر مع رفیقان نامور بشوق سے جشن عروسی اور بزم عیش ونشاط برپا کرین اور دن عید اور رات شب برات ہو اور تا انفصال اس ہنگامۂ جنگ وجدل کے سامان جشن جمع ہوا اور کوئی مقام ومحل واسطے انعقاد جلسہ کے جو میدان وسیع وہموار ہو تجویز کرنا چاہیے چنانچہ جناب حکیم صاحب ممدوح اسی فکر وتردد مین ہروقت مبتلا رہتے ہین کہ کیا تدبیر ہو اور کون مقام اس جشن عالی کے واسطے تجویز کیا جائے اور کبھی یہ راے ہوتی ہے کہ ایسی صحبت بزم عالی کیلیے کون باغ عشرتگاہ قرار دیا جائے کہ جو طلسم اجرام واجسام کا جلوہ خانہ ہوا اور گاہ یہ تجویز کرتے تھے کہ جبل اعلے اور قصر اخضر کے درمیان

یہ صحبت جشن قرار دیجائے ابھی کوئی تجویز قرار نہ پائی تھی اور حکیم صاحب اسی فکر مین مبتلا تھے کہ ایک شب کو عالم واقعہ مین
جناب حکیم اسقلبنوس نے ارشاد فرمایا کہ ای واقف حقائق کائنات طلسم میرے نزدیک آج کل آرایش جشن عروسی شاہزادہ
معزالدین نصرت قرین کے لیے تعین روز و مقام و مکان مین زیادہ تر فکر نہ کرو کہ تمھاری فکر کرنا بیکار محض ہوگی اور کوئی مقام تمھارے
خیال مین نہ آویگا لہذا اسقدر متفکر و پریشان نہو مین تم سے اطلاعاً کہتا ہون اور آگاہ کرتا ہون کہ اس جشن عالی کے واسطے ایک عرصہ بعید
ہوا کہ محل و مقام تجویز ہوچکا ہی لیکن ابھی اعلان اسکا عام طور پر نہین ہوا اور طرفہ یہ امر ہی کہ حسب رائے صاحبقران اعظم وہ مقام جشن اور
مکان جلسہ باغ قصر النیرین خاص قرار دیا گیا ہی اور ساز و سامان عشرت اس روز مبارک کیواسطے تیار کیا گیا ہی ای حکیم عالی منزلت آگاہ ہو کہ یہ
باغ فردوس منزل اسقدر وسیع و رفیع اور ہموار و صاف ہی کہ باید و شاید بلکہ قیاس سے باہر ہی تمنے چونکہ ہنوز اُس باغ و قصر کو اچھی طرح سے نہین
دیکھا کیونکہ منازل و ایوان و باغ بسبب آثار طلسم کے اسوقت تک نظرون سے پوشیدہ ہین لیکن اب تم مفصل اُس باغ کو بغور ملاحظہ فرماؤ کہ کسقدر
عمدہ وہ قصر و ایوان بکثرت خاص جشن عروسی کیواسطے بنائے گئے ہین علاوہ اسکے ایک طرف اس باغ کے شہر فردوسیہ و قصر اخضری
واقع ہوا ہے اور دوسری طرف طلسم سبع سباع کے منازل و مقام سرحد باغ سے ملے ہوے ہین اور ان مقامات و منازل
مین اموال و اجناس طلسم بقیاس امانت ہین اور طرف سوم قصر النیرین کے منازلات طلسم بیضا واقع ہوے ہین اور یہ
سمت چہارم طلسم اجرام و اجسام کا دروازہ ہی اور قصر بزرگ چار منزلہ درمیان مین واقع ہوا ہی ای حکیم عالی منزلت ملکہ صبح روشن گہر
اور ملکہ صبیح دل کشا کا متعہ نہایت خوبی اور حسن سے انشاءاللہ المستعان ہوگا اور جب یہ مقدمہ طی ہوجائیگا تو پھر کوئی مرحلہ
سخت و دشوار الیسا باقی نہ رہجائیگا کہ جسکے واسطے تمکو کسی طرح کا تردد یا فکر ہو بس اب کچھ فکر نہ کرو اٹھو اور اول انھین دونون
نازنینان مراد مند کے کار خیر مین مصروف بدل ہو کر سرانجام اُسکا کردو کہ وہ آرزومندان وصال ستم رسیدہ و جفاکشیدہ حصول
مقصود سے اپنے شادان و فرحان ہون اور جلد اُنکا نخل مراد سرسبز و شاداب ہو کر بارور ہو باقی معاملہ جشن عروسی و معقد عقد
ملکہ عشمتہ تاجدار عندلیب البیان و ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان چونکہ یہ بھی ایک امر عظیم ہی طی ہونے پر
ہنگامہ کارزار و محاربہ کفار کے موقوف و منحصر ہی اسسے یو نہین رہنے دو بعد یکسو ہونے ان مقدمات مرقومہ کے یعنی جنگ
وغیرہ کے قابل توجہ ہوگا اب تم اس جشن عالی کا سامان کرو اور مال و متاع یعنے جواہرات و اشجار جواہر و اثمار طلسم و جمیل چراغ سلیمانی
وغیرہ اشیاے نفیسہ امانتی طلسم حیرت کدۂ آصفی جو کہ اس طلسم عالی مین موجود ہی اُسکو جابجا سے لیکر جا بجا موقع و محل
جہان دیکھو وہان حکمت کے ساتھ قصر مین نصب کردو اور قصر کو اسباب و آرایش و زینت سے اسطرح آراستہ و پیراستہ کرو
کہ جیسا چاہیے بلکہ دیدۂ فلک نے کبھی ایسی آرایش و زینت نہ دیکھی ہو جب یہ معاملہ جنگ و پیکار یکسو ہو جائیگا تو شوکت
صاحبقران اکبر کشورستان شوکت و حشمت شاہنشاہی سے اس قصر دل کشا و فرحت افزا مین یعنی قصر اخضر مین تشریف
فرما ہون اور ملکہ عشمتہ تاجدار سے عقد کیا جائے اور ملکہ نوبہار کا عقد شہر عروسیہ و طلسمین مین مقرر و مقدر کیا گیا ہی اور ملکہ
ناطقہ روشن بیان کا نکاح شہر طاوستان مین واقع ہوگا آئندہ تم خود اپنے مقامات طلسم سے واقف و ماہر ہو ہر ایک

مقام طلسم کو بوجہ احسن آراستہ کرنا اور دروازۂ طلسم عجائبات کو جو قصر الیزین کی طرف واقع ہوا ہی کھول دینا چاہیے اور
اُس دریاے ناپیداکنار کو جو مابین جزائر واقع ہوا ہی اُسے چراغ و فانوس سے ایسا مزین و آراستہ کرنا کہ آج تک کبھی ایسی
روشنی دنیا مین نہوئی ہوا ور کنارہ دریا کا دورویہ فرش اور شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ ہو اور ہر طرف پری رویان
خوش آہنگ رقص کنان ہون اور ہر ایک زر و زیور سے آراستہ و پیراستہ ہو اور پوشاک بھی نہایت پر زر و پر تکلف و
عمدہ ہو علاوہ اسکے تمکو تعلیم کرنا اس بارۂ خاص مین گویا حکمت لقمان کو سکھانا ہی کسواسطے کہ تمکو آراستگی جشن کیا
صاحب قران اعظم اور صاحب قران اصغر کے قصہ مین از روے شاہنامۂ خورشیدی بتمام و کمال دریافت ہو گئی
ہو گی میری فہمایش کی کچھ حاجت نہین ہی تم خدا کی عنایت سے خود فہمیدہ و صاحب فراست ہو اب تم چند روز اس قصر میں
تشریف رکھو اور اسی کے انصرام مین مشغول رہو الغرض حکیم اسقلینوس الٰہی نے تمام حقائق و معارف جو کہ مناسب وقت
تھے حکیم قسطاس الحکمت کو اُسی عالم خواب مین بخوبی سمجھا دیے حکیم قسطاس الحکمت عالی منزلت جب اُس خواب
خوش خرم سے بیدار ہوے تمام و کمال حال حکیم سقراطوس حبشی کے سامنے ارشاد کیا حکیم الحزن نے کہا کہ حکمت مآب
آپ کو حکیم بزرگ نے عالم خواب مین تمام و کمال مدارج تعلیم فرما لیے اور مجھ سے پہلے ہی عالم ظہور مین خود ارشاد فرمایا
لیکن ساتھہ اسکے یہ بھی ارشاد کیا تھا کہ ایک وقت مین جب ہم عالم رویا مین ارشاد کرینگے جب تم بھی ہمارے اس
راز سے آگاہ کرنا لہذا تا ہنوز مین بھی خاموش تھا اور انتظار مین اُس خواب کے تھا کہ جسوقت آپکو بشارت و
ہدایت جناب فیضمآب سے ہو گی مین بھی اپنا اظہار حال فرخندہ مآل کرونگا۔ الحمد للہ کہ آج وہ معاملہ ظہور پذیر ہوا
اور عقدۂ سربستہ حل ہوا کہ جو آپ کو بشارت صادقہ ہوئی حکیم قسطاس الحکمت نے روزنامچۂ بناے طلسم اہرام
و اجسام کو نکالا اور اُسکو خوب غور سے دیکھا تو واقعی وہ تمام حالات حکیم بزرگ کے جو عالم خواب مین ارشاد فرمائے
تھے مع حالات دیگر کے مندرجہ کتب تھے اور بہنگام معائنہ کتاب روزنامچہ دروازۂ دوم طلسم کا حال بھی نظر آ گیا
فی الحقیقت جناب حکیم عالی منزلت کی خاطر عاطر سے سہو ہو گیا تھا وہ اب مطالعہ روزنامچہ سے تمام و کمال یاد آ گیا اور
معلوم ہو گیا اور وہ جو حکیم اسقلینوس نے عالم خواب مین فرمایا تھا فی الواقعی وہ سب تصدیق ہو گیا قصہ کوتاہ بعد مطالعہ
روزنامچۂ تاریخ طلسم حکیم موصوف صاحب قران اکبر کے پاس تشریف لائے اُس وقت صاحبقران اکبر فلک اقتدار کی صحبت
مین ملکہ صبح دل کشا اور ملکہ صبح روشن نگہ بھی حاضر تھین اور صاحب قران اکبر نہایت خوش و خرم ملکہ شمسہ تاجدار اور
ملکہ نوبہار اور ملکۂ ناطقۂ روشن بیان سے حرف و حکایات مین مصروف تھے یکایک حکیم قسطاس الحکمت والا منزلت
تشریف لائے صاحب قران اکبر فوراً استاد والا نژاد کی تعظیم و تکریم کو اُٹھ کھڑے ہوے اور نہایت ادب سے تسلیم بجا لائے
اور مسند کو چھوڑ دیا اور استاد کو بجاے اپنے مسند پر بٹھایا اور جناب حکیم قسطاس الحکمت نے تمام حالات اپنے و تمام
اور ہدایت حکیم بزرگ کے بیان فرمائے ابو الحسن جوہری نے کہا پیر و مرشد حیرت و استعجاب کا مقام ہی کہ حکیم اسقلینوس نے

آپ ایسے حکمت مآب کو ہدایت کی حالانکہ آپ بجائے خود واقف راز و اسرار ہیں کسی کے افہام و تفہیم کی کیا ضرورت ہی بات یہ ہے
و تعلیم اسکے واسطے مقدم ہی جو جاہل و نادان ہو حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا ای سلطان ابو الحسن جوہر فی الواقع یہ معاملہ ایسا ہی
ہی بعض اسرار طلسم ایسے بھی ہیں کہ میں اسکو نہیں جانتا اور میں لا علم محض ہوں اور بعض امور ایسے ہیں کہ جنھیں میں جانتا ہوں لیکن
اور وہ میری خاطر سے سہو ہوگئے اب حکیم عالی مرتبت نے وہ سب بالکل تازہ کر دیے اور جو جو راز و اسرار طلسم مخفی تھے انسے
مجھے آگاہ کر دیا اور بعض امور میں نے روزنامچہ خورشیدی سے معلوم کیے کہ جو بناے طلسم تھے انھیں دیکھکے میری خاطر جمع
ہوگئی اب میں ہمہ وجوہ مطمئن ہوگیا ورنہ دو روز سے اسی فکر و تشویش میں غلطان و پیچان تھا کہ اب کیا کرنا چاہیے یہی وجہ
ہوئی کہ جناب حکیم صاحب نے بمحبت دلی خواب میں تشریف لا کر مجھے آگاہ کر دیا بھر گیا تھا اور طرفہ یہ کہ روزنامچہ کا بھی مجھے
مطلق ہوش نہ رہا تھا نہیں تو میں روزنامچہ کو دیکھنے کے واقف ہو جاتا بلکہ اور جو سہو ہوگیا تھا وہ بھی یاد آ جاتا مگر کچھ خیال
آیا ظاہر ہے کہ زیادہ تردد آدمی کو پریشان کر دیتا ہے قصہ مختصر اب حسب الارشاد جناب حکیم بزرگ اور از روے روزنامچہ
طلسم یہ امر قرار پایا ہی کہ پہلے عقد فرخزاد کیرا یعنی نکاح و متعہ ملکہ صبح دل کشا اور ملکہ صبح روشن گہر کا مقامات طلسم صفا
میں ہو بعدہ ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان کا عقد وقوع میں آئے بعد اظہار مراتب
و مراسم سامان عروسی ان خواتین کے حکیم والا منزلت نے ملکہ صبح روشن گہر کو قلعہ یاقوت نگار میں روانہ کیا اور ملک
افرشاہ والد ماجد ملکہ روشن گہر کو واسطے تیار کرنے سامان عروسی کے پیغام بھیجا اور ملکہ صبح دل کشا سے فرمایا کہ اب
تم بھی اپنے شہر میں جاؤ اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور نہایت تاکید سے ارشاد ہوا کہ شہر عشرت میں
پہونچکر جلد سب سامان عروسی کو جمع اور مہیا کرو جب اسباب عروسی فراہم ہو جاوے تم یہاں چلی آؤ بعدہ ملکہ ناطقہ روشن بیان
نے واسطے چند روز کے رخصت وطن طلب کی اور بعد حصول رخصت شہر طلوع سے اسی اپنے وطن کو روانہ ہوگئی اور ملکہ
شمسہ تاجدار نے جب سب کو اپنے اپنے وطن جاتے دیکھا پس آپ بھی مصلحتاً رخصت لے کے قصر نہفتہ کو روانہ ہوگئی
اور اپنی کنیزان خاص یعنی قلماقیہ ماہ رخسارہ وغیرہ کو حکم دیا کہ تم لوگ صاحب قران اکبر کی حضوری میں حاضر رہو لیکن خبردار
کوئی امر خلاف طبع شہریار گردون وقار کے ہونے پائے نہایت ہوشیاری اور جانبازی سے خوب سمجھکے کام کرنا
اور انشاء اللہ المستعان عروسی ملکہ صبح دلکشا و ملکہ صبح روشن تک اپنا سامان عروسی تیار کرکے لیتی آؤنگی خلاصہ یہ کہ
تمام خواتین اجازت و رخصت جناب حکیم عالی منزلت سے لیکر واسطے تیاری سامان عروسی کے اپنے اپنے شہر و وطن کو
ہوگئیں بعد اسکے حکیم قسطاس الحکمت صاحب قران اکبر کو ہمراہ لیکر اُس قصر عالی میں تشریف لائے اور تمام کیفیت
اندرونی و بیرونی ملاحظہ فرمائی واقعی اسقدر وسیع و رفیع الشان ہی کہ جسکا نظر آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا ہی جتنے
کہ طلسم اجرام و اجسام میں بڑے بڑے عالی شان اکثر قصر ہیں کہ مشکوے فلک سے جنکو نسبت دیجاے تو بجا ہے
اسواسطے کہ اس قصر عالی شان کے متعلق ہزار قصر و منازل ہیں کہ جنمیں ہر ایک بجاے خود قصر عالی شان معلوم ہوتا ہی

اسواسطے کہ اسکے ہر ایک قصر و منزل کے ساتھ شہ نشین و ایوان رفیع و وسیع ہین اور اکثر قصور و خانہ و باغ و باغیچہ باغ اور
چمن پر بہار والی قصور مین تعمیر کیے گئے اور ہر ایک قصر مین نقش و نگار مینا کار اور مطلا اور مذہب ایسے ہین کہ عقل کام
نہین کرتی اور یاقوت و زمرد کی وہ پچی کاری ہے کہ گویا قلم سے لکھا ہوا ہے اور بوٹیان اور پتیان اور رنگین ایسی
ابھری ہوئی ہین کہ جیسے قدرتی ہوتی ہین۔

قصر عالی شان کا ملاحظہ کرنا حکیم قسطاس الحکمت اور صاحبقران اکبر کا مع اپنے تابعین کے

الغرض بعد ملاحظہ فرمانے قصور و ایوان کے جناب حکیم فیضمآب نے اپنے شاگرد خاص یعنے حکیم ابو المحاسن کو
شاہزادۂ فلک قدر کے ساتھ کر دیا اور فرمایا کہ اب باقبال و دولت شہر عسکریہ دار السلطنت طلسم مین تشریف لیجاؤ
اور تمام جواہر و اشجار جواہر و اثمار وغیرہ مال و متاع طلسم ساتھ لیکر جلد تر یہان تشریف لاؤ اور بعد جانے صاحبقران
کے خود بنفس نفیس دروازۂ طلسم عجائبات کی طرف متوجہ ہوے کہ دروازۂ دوم عجائبات کو اس جانب سے کھولین
اسلیے کہ دروازۂ طلسم کا کھلنا اعمال طلسم پر منحصر و موقوف تھا قصہ کوتاہ صاحبقران اکبر مع ابو الحسن جو ہمراہ
حکیم ابو المحاسن شہر عسکریہ کو روانہ ہوے اور زمارانہ وغیرہ جو کہ کنیزان خاص ملکہ شمسہ تاجدار کے تھین بنی آدم و بنی ایران
قصر الکبیر مین رہین اور انتظار مین اپنی خاتون عالی منزلت کے چشم براہ تھین تا کہ جسوقت ہماری خواتین معاودت

کرین بس ہم بھی انکے ساتھ شہر عسکریہ کو چلینگے جب صاحبقران اکبر شہر عسکریہ کے قریب پہونچے اور شہر عسکریہ مین خبر آمد آمد شہریار گردون وقار کی مشہور نزدیک و دور ہوئی ملک اذفرشاہ بادشاہ طلسم بیضا یعنے ملکہ صبح روشن گہر کے والد بزرگوار مع لشکر و بیہ دلاور و ملک افلاک مینائی و ملک متین و ملک زرد ہنگ وغیرہ بادشاہان طلسم باجاہ وحشم وخدم استقبال کو آگے اور بعد بجا آوری مجرا و آداب شہزادہ عالیجناب کی رکاب کو بوسہ دیا بعد اسکے ملک اذفرشاہ نے اعیان مملکت و ارکین سلطنت کو فتح طلسم کی مبارکباد دی اور مزاج پوچھا بعدہ کہا نظم

که ای شهریار سعادت قرین | معین تو بادا جهان آفرین | بعالم قشون تو منصور باد
بود دشمنت هرکه مقهور باد | جهان را شهنشاه اعظم توئی | نظر کرده نور عالم توئی
طلسم جهان را بدست گشاد | نگهدار ذات تو رب العباد

اسی طرح لشکر و بیہ دلاور نے دعا و ثنائے شہریاری ادا کی اور کہا ۔ اشعار

تا درخشندہ ماہتاب و تا برآید آفتاب | تا برافروزد شہاب و تا فروتابد سہا
باد جاہت بیکران و باد دولت بیکران | جاہ بے نکبت بے زوال و سال عمرت بے فنا

بعد ازان ملک اذفرشاہ نے التماس کیا کہ ای شہریار گیتی ستان حضور غریب خانہ فقیر کو اپنے نور قدم سے منور فرمایئے کہ باعث فخر اس خاکسار و خیرخواہ کا ہو صاحبقران اکبر نے ملک اذفرشاہ سے معانقہ و مصافحہ کیا اور مزاج پرسی فرمائی اور شہر عسکریہ مین نہایت جاہ و حشم سے مع ملک اذفرشاہ داخل ہوئے ہنوز وہ شہریار در شہر پناہ تک پہونچے تھے کہ ایک بار چار طرف سے غلغلہ تحسین و آفرین و مبارکباد اٹھا شہریار عالمگیر نے ہر چہار طرف ملاحظہ فرمایا لیکن کسی بشر کی صورت نظر نہ آئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر در و دیوار سے مبارکباد کی صدا آتی ہے شہزادہ عالی وقار آہستہ آہستہ سیر کرتے سرائے شاہی مین تشریف لائے اور تخت رفعت و جہانبانی پر رونق افروز ہوئے ملک اذفرشاہ نے شاہزادہ کامگار کی دعوت و مہمانی کا سامان ملوکانہ کیا اور جلسہ رقص و سرود قرار دیا گیا شاہزادہ گردون حشم نے بعد خاصہ تناول فرمانے کے تمام شب ناچ ملاحظہ فرمایا آواز نغمہ و سرود سے محظوظ ہوئے اور ان پریزادان زہرہ جبین نے ناچنے اور گانے مین کمال اپنا دکھایا اور نہایت عمدگی سے رقص کیا صاحبقران اکبر نہایت خوش ہوئے دوسرے روز صاحبقران اکبر گیتی ستان نے حکم دربار عام دیا کہ جملہ سرداران ذی وقار و سلاطین عالی مقدار و امرا و ارکین و مدبران ممالک و رؤسائے نامدار شہر کے دربار مین حاضر ہون اور اسی وقت اس گردون وقار نے لاقوت شاہ و تحفان وغیلان وغیرہ نمونہ جیسا شعار کو جو کہ مقید تھے دربار مین طلب فرمایا اور اس جلسہ عام مین نصیحت فرمائی لیکن انکو کچھ اثر نہوا اگرچہ نصیحت اور فہمائش فرمائی لیکن کسی طرح راہ راست پر نہ آئے ملک اذفرشاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار ان لعناء نصائح و پند سے کیا فائدہ

شعر

نرود میخ آہنی در سنگ	با سیہ دل چہ سود گفتن وعظ

شہزادۂ عالی وقار نے ملکہ رنگ افروز دختر لاقوت شاہ جنی سے فرمایا اے ملکہ پریزادان تم اپنے پدر بدگہر کے حق مین کیا
کہتی ہو جلد تر یہ مردود راہی دار البوار ہوا چاہتا ہے ہمنے جو حق سمجھانے کا تھا سمجھایا لیکن ان نالایقون کے خیال و فہم مین
نہ آیا یہ راندۂ درگاہ ایزدی اپنی شقاوت قلبی سے باز نہین آتے ہم ناچار ہین ملکہ رنگ افروز نے عرض کیا اے شہریار
گردون وقار یہ کنیز خاص جب داخل اسلام ہوئی تو ان کافران غدار و ستم شعار سے مجھے کیا سروکار جو جیسا کریگا ویسا پائیگا
جب حضور کی فہمایش انپر موثر نہوئی تو مین کیا چیز ہون یہ جہنمی کاہیکو سمجھینگے آپکو ہر طور اختیار ہے حد شرع اس بدین پر
جاری کرنا واجب و لازم ہے صاحب قران اکبر نے لاقوت وغیرہ بیس نفر ابلیس پرست اسیرون کو اذفر شاہ کے حوالے
کرکے حکم دیا کہ اے بادشاہ طلسم تمکو اختیار دیا جاتا ہے جسطرح سے تمہارا دل چاہے ان اشرار و کفار کو قتل کروا و راسکے اپنا
عوض قرار واقعی لو ملک اذفر شاہ نے اسی ذلت لاقوت کو نہایت ذلت سے ہلاک کیا اور قحفان و غیلان الزرق
جوالون کو تیرباران کرایا اور انکی لاشین سر سڑک لٹکوادین تا آیندگان و روندگان دیکھکے عبرت کرین اور ایسے جرم کے
مرتکب نہون بعد دربار عام کے صاحب قران اکبر جواہر خانۂ بزرگ طلسم مین تشریف لائے درخت طلا و جواہر طلسم
حیرتکدۂ آصفی اور اثمار جواہر طلسم اور جبل چراغ سلیمانی وغیرہ اشیاے نفیسہ طلسم مع دیگر اسباب و سامان حکیم ابو المحاسن
تفویض کردیا حکیم صاحب موصوف اسی دن اس مال و متاع طلسمی کو ساتھ لیکر قصر البنیرین کو روانہ ہوگئے اور شہریار
گردون وقار شہر عسکریہ مین مقیم رہے اور ملک اذفر شاہ کو تیاری سامان عروسی کا حکم دیا اذفر شاہ نے حسب الحکم عالی
ہر ایک مقام مین اسباب آرایش وغیرہ کو جمع کردیا اور پری زادات چابک دست کو نہایت حسن تدبیر سے آراستگی
سامان کتخدائی پر مامور فرمایا اور تاکید حکم دیا کہ اشیاے زینت مین کسی طرح کا فرق نہین شہر و قلعہ وغیرہ آراستہ ہوکر پہلے
سامان عقد صبح دل کشا ہوگا بعد اسکے ملکہ صبح روشن گہر کا متعہ قلعہ یاقوت نگار مین واقع ہوگا بعد اس جشن صغیر کے
جشن کبیر کا انتظام کیا جائیگا مگر فی الحال دونون عقد مین یہ امر قرار پایا ہے کہ شاہزادۂ فلک جاہ با شکوہ ملوکانہ شہر عسکریہ
دار السلطنت طلسم بیضا سے سوار ہوکر قلعہ یاقوت نگار مین تشریف لیجائین اور تیس فرسنگ راہ جو کہ مابین شہر عسکریہ
اور قلعہ یاقوت نگار کے واقع ہوئی ہے منزل بمنزل بآرام تمام طی کرین اسطرح سے کہ تمام رات عیش و آرام مین بسر کرکے
اور صبح کو کوچ کرکے ایک پہر مین وہ مسافت طی ہو تاکہ کسی کو ناگوار نہو سب اپنے اپنے کام بخوبی انجام دیسکین بعد عقد و متعہ
دونون ناجنیون کو موافق رسم و رواج قدیم شہر عسکریہ مین لے آنا چاہیے اور نکاح و متعہ کے واسطے حکماے عالی وقار نے
ایک روز سعید مقرر فرمایا ہے اس روز نوبت خانۂ جشن کتخدائی رکھنا چاہیے اور شیرویہ دلاور کو حکم ہوا کہ تمام شہر عسکریہ آئینہ بند
کیا جائے اور شہر عسکریہ سے تا بہ قلعہ یاقوت نگار دونون طرف روشنی چراغان وغیرہ تمام رات کیجائے اور آتشبازی ہر قسم کی

عمدہ چاروں طرف قلعہ کے نصب کیجائے اس عرصہ مین ملکہ نوبہار گلشن افروز صبح دل کشا با سامان عروسی شہر عشرت
قلعۂ یاقوت نگار مین داخل ہوئی اور ملکہ شمسہ تاجدار عذب البیان بھی شہر عسکریہ مین پہونچین یعنے ملکہ شمسہ تاجدار اور
ملکہ ناطقۂ روشن بیان و خلد انہ ماہرو و دختر ملک افلاک شاہ و دختر ملکہ شاہین وغیرہ نازنینان آدم زاد صاحبقران اکبر
کشورستان کی طرف سے ساز و سامان عروسی مین شریک رہین اور نازنینان پری پیکر ملکہ نوبہار گلشن افروز دو نوع عروسان
کی زینت و تزئین و آراستگی مین مقرر و معین ہوئین اور دوسرے کارپردازان چالاک و بے باک منتظمان واقف آئین
سلاطین و وزرا و وابستگان دامن دولت و خیر خواہان چابکدست نے شہر عسکریہ کو تا قلعۂ یاقوت نگار کثرت روشنی سے
رشک وہ آتشخانۂ بلخ کردیا بعد اس سامان تزئین و آرایش کے صاحبقران اکبر نے ابو الحسن جوہر کو اردوے معلی
کی طرف روانہ فرمایا اور کہا اے برادر بجان برابر تم فوراً لشکر ظفر پیکر مین جاؤ اور سرداران و افسران لشکر اور سلاطین ذی وقار
کو اول فتح طلسم کی خوشخبری دینا بعد اسکے یہ انتظام کرنا کہ قسیم امیر مجاہد الدین دلاور کو لشکر کا سپہ سالار کرنا اور اختیار
کل دینا اور امیر محمد دلاور کو سالاری لشکر سے سرفراز کرنا اور کل دلاوران و سلاطین ذی وقار کو اس امر کی اطلاع
دینا کہ صاحبقران اکبر کشورستان چالیس روز تک زمین طلسم مین رونق افروز رہینگے بعد مدت مذکور کے انشاء اللہ
تعالے جشن صغرا سے فرصت پاکر مظفر و منصور داخل اردوے معلے ہونگے تم کسی طرح کا اندیشہ نکرنا کسواسطے کہ بالفعل
معاملات جنگ بافضال پروردگار عالم یکسو ہین اور ہر طرح خاطر جمع ہے بفضل ایزد باری کسیطرحکا اندیشہ و فکر نہین ہے
اگر سلاطین کفار سے کوئی صورت جنگ و پیکار کی پیدا ہوگی تو بقدرت قادر حقیقی ہمارے لشکر مین اکثر پہلوانان تہمتن
و دلاوران گردن شکن مثل امیر مجاہد الدین دلاور و امیر محمد و امیرزادہ سیف الدین تہور شعار کے موجود ہین فوراً
قرار واقعی اُس لشکر اشرار و کفار کو گوشمالی دینگے اور بخوبی لشکر کفار کا استیصال کردیا جائیگا ہان ایک جمشید خود پرست
کا البتہ کچھ خیال و اندیشہ ہے کہ وہ ایک ہی نطفۂ شیطان و بلاے بد ہے مکر و فریب مین اپنا مثل نہین رکھتا اور صاحب قوت
و زور بھی ہے اور ساحر ہونا تو سب ہی جانتے ہین ایسا نہو کہ کوئی فتنہ تازہ برپا کرے لیکن بہر صورت فضل الٰہی شامل حال ہے
تو کیا غم ہے وہ مادر بخطا کیا قدرت رکھتا ہے کہ نظر بد سے لشکر اسلام کو دیکھ سکے اور شاید ایسا اتفاق ہوا تو امیرزادہ امیر محمد
عالی وقار اور امیرزادہ سیف الدین نامدار اُسکی آنکھین نکال لینگے اور خاطر خواہ اُسکی گوشمال کرینگے اگر خداوند عالم
چاہیگا تو ہر ایک پہلوان لشکر فیروزی اثر اُس حرامزادے کی سرکوبی کو کافی و وافی ہوگا اور وہ دونوں دلاور دوران شیر بیشۂ
شجاعت و نہنگ بحر جرأت یعنے امیرزادہ امیر محمد و امیرزادہ امیر سیف الدین فنون سپہ گری اور زور و قوت دست و
بازو مین جمشید خود پرست ملعون سے کہین زیادہ ہین کسیطرح کم نہین ہین اور بارہا معرکہ جنگ مین جمشید کو زک دی
ہے اور جنگ مغلوبہ کا تو کسی طرح یقین نہین ہے کہ ہو سکے اسکا وہم و گمان بھی نہین ہے اگر کوئی موقع جنگ مغلوبہ کا
ہوا بھی تو اگر ہزار برس یہ فلک کجرفتار چرخ مارے تو بھی لشکر اسلام کا زور وہان سہلا نہین ہو سکتا اور مقابلہ کرنا تو

ایک امر جدید لگا نہ ہی ہمارا لشکر فتح پیکر بفضل رب اکبر دریائے قہار ہے جسکا شمار قیاس سے باہر ہے اس حال مین اگر کفار
مقابلہ کرینگے تو کیا کر سکتے ہین حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ جب کفر و اسلام سے مقابلہ ہوگا تو اسلام ہی قوی نکلیگا
الغرض ہمکو کسی طرح کا اندیشہ و فکر نہین ہے بعد اسکے صاحب قران اکبر نے ابو الحسن جوہر کو سب مدارج و مراتب
سمجھا دیے اور آردوے معلے کو خود بدولت روانہ ہوئے ادھر سلطان ابو الحسن جوہر بتعجیل تمام لشکر ظفر پیکر مین
آیا اور امیر مجاہد الدین بن بدر الدین و امیر زادہ امیر محمد و امیر زادہ سیف الدین و امیر جلال الدین و امیر خلیل
و امیر سلطان وغیرہ دلاوران نامدار و مشہور شعار و مقربان بارگاہ صاحب قران اکبر سے نہایت خندہ پیشانی سے ملاقات
کی اور حالات حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی صاحب قران اکبر گردون حشم اُن امراے عالی وقار سے تخلیہ مین
بیان کیے اور ہر ایک امیر سے بتاکید کہا کہ فی الحال چند روز اس امر کو پوشیدہ رکھنا چاہیے اسواسطے کہ صاحبقران اکبر
کشورستان نے حکم قطعی یہ دیا ہے کہ تا تشریف آوری بابدولت اس راز کو پوشیدہ رکھنا چاہیے ایسا نہو کہ لشکر کفار
سے کسی طرح کی شورش پیدا ہو اور پیکار فتنہ و فساد تازہ قائم ہو جائے اسوقت ہمکو ایک طرح کا تردد لاحق حال ہوگا
بعد اسکے بموجب حسب الحکم صاحبقرانی امیر مجاہد الدین دلاور کو اختیار لشکر فتح پیکر دیا اور یعقوب حرانی کو اپنا منصب
نگہبانی تفویض کیا اور بتاکید یہ بھی کہا کہ شب و روز لشکر کی محافظت و نگرانی مین ہمہ تن مصروف رہنا اور اسی طرح سے
امیر محمد دلاور کو عہدہ سپہ سالاری لشکر فتح پیکر سے ممتاز کیا بعد اس گفت و شنید کے سلطان ابو الحسن جوہر
پادری ایدروس کی خدمت مین آیا اور پہلے صاحب قران اکبر گردون فر کا سلام شوق پہونچایا بعد اسکے
تمام سرگذشت پادری سے بیان کی اور اس حال کو بھی بیان کیا کہ جناب حکیم اسقلینوس الٰہی نے عالم واقعہ مین
حکیم قسطاس الحکمت کو جشن عروسی صاحب قران اکبر کے بارۂ خاص مین بشارت دی ہے کہ پہلے عقد معز الملکہ
صبح دل کشا و ملکہ صبح روشن گہر کا شاہزادۂ والا قدر سے ہوگا اور ان دونون کا عقد سرزمین طلسم بیضا مین قرار
پایا ہے لہذا جشن عروسی ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان کو بھی جلد
آراستہ کرنا چاہیے کہ اب تھوڑے عرصہ مین مقدمات جنگ و پیکار بھی تمام و کمال بفضل خدا فیصل ہو جائینگے
پادری ایدروس نے یہ سنکے اسی وقت روزنامچہ کو منگوا کر معائنہ کیا واقعی جو کچھ سلطان ابو الحسن جوہر کا
بیان تھا وہی روزنامچہ مین بھی تھا جب روزنامچۂ بزرگ کو دیکھ چکا ابو الحسن جوہر سے کہا اے گرامی قدر و عالیجاہ
تم بھی ایک نظر اس روزنامچۂ بزرگ کو دیکھ لو کہ کس قدر مطابق تمہارے
بیان سے ہے۔ سلطان ابو الحسن جوہر نے بھی بمجرد
کہنے پادری ایدروس صاحب کے
روزنامچۂ بزرگ کو دیکھا

سلطان ابو الحسن جوہر اور پادری ایدروس کا روزنامچہ کو دیکھنا

القصہ یہ عبارت تحریر تھی کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ حسب الحکم صاحب قران اعظم و صاحب قران اصغر اس جشن عروسی کے بارہ میں یہ تجویز ہونا چاہیے کہ قبل از عقد ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان دو عقد صغرا پریزادان طلسم کے شاہزادہ معز الدین سے اسی سرزمین طلسم بیضا میں واقع ہونگے اور ملکہ شمسہ تاجدار باستر فنا سے خود شاہزادہ عالی جاہ کے ساتھ طلسم میں جاکر ان دونوں پریزادوں کا نکاح کرینگی اور بعد عقد کے دونوں کو اپنے ساتھ لیے ہوئے آئینگی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ناطقہ روشن بیان اس عقد میں شریک ہونگی اور عقد کے بعد شاہزادہ خورشید منزلت اردوئے معلی میں جاکر معاملات جنگ فیصل کریگا اور کفار و اشرار کو تہ تیغ کریگا بعد فیصلہ ہونے معاملہ جنگ کے بانی جشن عروسی کبرا کا ہوگا بعد طے ہونے مہم جنگ کے جشن عروسی ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان کا نہایت اہتمام سے آراستہ و پیراستہ کیا جائیگا جب ابو الحسن جوہر نے روزنامچہ بزرگ کی عبارت دیکھی نہایت تعجب کیا اور بانیان طلسم کی پیشین گوئی کی نہایت تعریف کی بعد اسکے پادری ایدروس سے رخصت ہوکر صاحب قران اکبر کے حضور میں حاضر ہوا اور تمام احوال خیریت مآل لشکر ظفر پیکر کا گوش گذار کیا صاحب قران اکبر گردون حشم نے بعد آنے سلطان ابو الحسن جوہر کے دو جلسہ عیش و طرب جشن کے مقرر فرمائے اس تفصیل سے کہ پہلا جشن قبل عقد صغرا شہر عسکریہ میں مقرر ہوا اور جشن دویم عقد قلعہ یاقوت نگار میں مقرر ہوا اور اسی جشن اول میں شاہزادہ کامگار گردون وقار باشوکت و جاہ تخت عشرت پر جلوہ افروز ہوئے اور فقرا و مساکین کو داد و دہش سے غنی کردیا۔ واضح ہو کہ شہر یاقوت نگار میں ایک شراب خانہ نہایت سال خوردہ تھا جس میں ایک عرصہ سے شراب کہنہ رکھی تھی اور اُس شراب خانہ میں

بانیان طلسم نے ایسی زبردست طلسم بندی کی تھی کہ آج تک کوئی متنفس اُسکے حال سے وقوف نہ رکھتا تھا ایک شخص قوم جن سے جسکا نام ذوالخمار جنی تھا موکل اس شراب خانہ کا تھا اور وہ اسی خدمت پر مامور تھا کہ جب تک قفل انار سے افشردہ انار طلسم سے شراب تیار کرے اور اسی شراب خانہ میں جمع کرتا جائے چنانچہ تین پشت سے ذوالخمار جنی کی نسل میں ایک کے بعد ایک اپنے اپنے زمانہ میں عہدۂ داروغگی خمخانہ پر مقرر و معین ہوتا چلا آتا ہے اور یہ ذوالخمار جنی اب اخیر زمانہ میں داروغہ شراب خانہ کا ہے الغرض بانیان طلسم نے اس شراب کو خاص اس غرض سے ترتیب دیا کہ جس وقت ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان وغیرہ نازنینان شمع رخسار و پریزادان گلعذار وغیرہ پریزاد و آدم زاد صاحب قران اکبر کے عقد و نکاح میں تشریف لاویں بلکہ اور جملہ نازنینان طلسم جو بعقد نکاح صغرا یا بنکاح کبرا یا بعنوان کنیزی شاہزادہ با تقدیر کے شرف زوجیت و مواصلت سے سرفراز ہوں ایسی شراب عجیب سے نوش کریں اور اس شراب میں یہ خاصیت ہے کہ بمجرد نوش فرمانے جام شراب مذکور کے رشک حسد و رنج و ملال آپس میں کسی طرح کا باقی نہ رہے اور ایک طرح کا جوش محبت خود بخود دل میں پیدا ہو الغرض روز اول جشن عروسی ذوالخمار جنی صاحب قران اکبر کی خدمت میں موافق ہدایت و بشارت کے حاضر ہوا اور بعد سلام مبارک باد فتح طلسم کی دی اور چند شیشہ بلورین مع جام یاقوت نگار اس شراب عجیب الفعل و نادر الخواص کے نذر شاہزادہ گردون حشم کیے اور حال شراب سے مع خواص آگاہ کر دیا اور عرض کی کہ بانیان طلسم نے یہ شراب نادر الخواص محض اسی روز جشن مسعود کے واسطے تیار کی تھی کہ ایام جشن عروسی میں کام آویگی ادنی اور اعلے کوئی اس شراب راحت بخش و فرحت دہ قلب و جگر کے ذائقہ سے محروم نہ رہیگا اے شہریار کامگار اس شراب کا پینے والا کسی طرح کا کوئی شخص ہو وہ ظاہر و باطن میں کسی اپنے دشمن جانی و قاتل سے کبھی ملال دلی نہ رکھیگا بلکہ جسقدر لوگ کہ حاضرین محفل ہونگے اُنمیں ایک طرح کا آپس میں اتحاد و محبت دلی کا دخل ہوگا کہ بیدون دیکھے ایک کے دوسرے کو قرار و آرام نہ ہوگا علاوہ اسکے یہ شراب طلسمی ایام جشن تک حاضرین جشن کے واسطے کافی و وافی ہوگی اسقدر بتعداد شیشہ و قرابہ تیار ہیں صاحب قران اکبر اس حال عجیب کو سنکر نہایت خوش و مسرور ہوئے اور بانیان طلسم کی مکرمت و عنایت کا شکریہ ادا کیا اور بدعائے خیر یاد کیا اور ذوالخمار جنی کو بعطیہ خسروانہ و شاہانہ سرفراز فرمایا اور خلعت گرانبہا مرحمت فرما کر رخصت فرمایا

اب راوی ہنرور صاحب قران اکبر کو جشن عیش و عشرت میں مشغول رکھتا ہے اور چند کلمہ بیرون طلسم یعنی لشکر کفار و اشرار کی بدباطنی و بدافعالی کے بیان کرتا ہے اور نیز فتنہ پردازی جمشید خود پرست راندۂ درگاہ الٰہی کی لشکر اسلام سے اور جنگ و پیکار کرنا اُس لعین و بدکردار کا اور ان لشکر فیروزی اثر سے اور دعوائے صاحبقرانی بلکہ ادعائے خدائی اُس

نابکار کا باعانت ساحران مردود و مقہور مع واقعات و حالات دیگر کے - نظم

سنتے یہ اضطراب مرا دوستانہ ہے ہشیار ہو کہ تیرا اجل کا نشانہ ہے
کب تک رہیگی مسند کمخواب زیر پا کاہ خمیدہ یار ترا شامیانہ ہے
دنیا کے مخمصے ہیں یہ فرزند و اقربا بیگانہ سب سے ہو کہ اجل کا یگانہ ہے
اے عندلیب جان چمن جسم پر نہ پھول ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہے
انفاس مستعار ہے کیا اعتبار زیست اکدم میں مثل موج صبا تو روانہ ہے
یہ جلوہ ہاے بوقلمون بے ثبات ہیں ہو زندگی طلسم جہان اک فسانہ ہے
رکتی نہیں ہے باگ کسی شہسوار سے ہر دم سمند عمر کو اک تازیانہ ہے
کیا سرکشان دہر کے قصے نہیں سنے کیا ہو گئے وہ لوگ کہان وہ زمانہ ہے
کہتا تھا جو نسیم تجھے سب سنا چکے نزدیک اختتام ترا کارخانہ ہے

بیت

یکے تازہ تر داستان آورم پے سامعان ارمغان آورم

منشیان بلاغت شعار و دبیران فصاحت آثار و محرران اخبار ماضیہ و مخبران آثار حالیہ اس قصۂ حیرت افزا کو یون زیب قرطاس رنگین اساس کرتے ہین کہ جب یہ خبر تحقیق اثر نطفۂ ناتحقیق یعنے جمشید پلید خود پرست کو صحیح پہونچی اور کئی مردان معتمد کی زبانی یہ سنا کہ عرصۂ بعیدہ سے ملکہ شمسہ تاجدار قصر اخضر مین نہین ہے اور حکیم ابو المحاسن اور حکیم آخشیجان سلطان ابو الحسن جوہر آدوے محلے سے کسی طرف کو بلا اطلاع عالی خود چلے گئے ہین اور نہین معلوم کس طرف چلے گئے ضمار منکوس منحوس سے پوچھا اے استاد بد تدبیر مجھ کو تحیر عال کھلا کہ یہ لوگ بہ ہیئت مجموعی کس مقام مین گئے طبعی بولا غالب ہے کہ معز الدین نے طلسم فتح کیا انھین تماشا سے قصور دخترانِ موقوف کے لیے جو کہ طلسم سے پیدا ہوے ہین گئے ہون جمشید قرمساق ہنسا اور کہا او گیدی مسخرے کاش تجھے تھوڑی سی عقل کہین سے خیرات ملگئی ہوتی تو ہمارا کام رونق پذیر ہو جاتا - نظم

قرمساق کیا دخل اس بات کا کہ اسکے لیے سب بلا لے گئے
ہین کیون نہ یہ سب دکھائے گئے گدھے مسخرے تیری داڑھی پہ تھوک
نحوالون کو دیکھین مکانون کو بھی نشان تجھ مین الو کے پائے گئے

ضمار منکوس دیو شبلی بولا ارے مادر قحبہ چلبتی بچہ روسیاہ نطفۂ ناتحقیق جیسا تو نے مجھ سے سوال کیا ویسا جو میرے خیال مین آیا جواب دیا آخر تیرے خیال ناپاک مین کیا آتا ہے جمشید بولا یہ تو نے کسطرح جانا کہ معز الدین نے طلسم بیضا فتح کرلیا اور جشن بھی ٹھہر گیا اور ایسا جلدی اطمینان بھی ہو گیا کہ جو تماشا دیکھنے کو بلایا ایسی خوشی ہوئی

ارے حرامزادے یہ کیون نہین کہتا کہ معزالدین کے سر پر کوئی آفت ارضی وسماوی ایسی آئی ہو کہ جس سے یہ لوگ گھبرائے
ہوئے گئے ہین تاکہ کوئی تدبیر کرکے معزالدین کو اُس آفت سے نجات دلائین اور ملکہ شمسہ تاجدار عذب البیان بقرار
ہوگئی ہوگی کہ وہ محفل ماتم اپنے طلسم مین قرار دے اور خود معزالدین کے ماتم مین بیٹھے رونے بیٹھے اور جتنے لوگ
خیرخواہ و ہواخواہ معزالدین ہون وہ سب ملکہ شمسہ تاجدار کو پرسا دین کہ یہان بجز ملکہ شمسہ تاجدار کے معزالدین کا
کوئی وارث جائز نہین ہو ضار منکوس منحوس بولا او غلام بچے لعنت ہو تیری اس عقل پر جو تجھے نصیب ہوئی یہ تجھے
خیال نہین ہو کہ ملکہ شمسہ تاجدار ابھی ناکتخدا ہو اُسے کیا ضرور ہو کہ وہ ماتم داری معزالدین کو جائے یہ بات بھلا کسیکی
بھی عقل مین آتی ہے جمشید اپنے اُستاد سے یہ سُنکے خوب ہنسا اور اُستاد کی داڑھی کو پکڑکر خوب ہلایا اور ہاتھون کو چوما
پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا واہ اُستاد خوب سوجھی کیا خوب تجویز کیا سچ تو یہ ہو کہ تو نے بھی جھک مارا اور مین بھی لغو بکا—
اب تو کتاب نجوم کھول اور زائچہ کرکے بزور علم نجوم دریافت کر کہ معزالدین پر کیا آفت گذری اور یہ لوگ کسواسطے مضطرانہ
یہان سے بھاگے ہوئے بدحواس گئے ہین اور شمسہ تاجدار کے جانے کی کیا وجہ ہوئی جلد مجھ سے اس حال کو بیان کر
لیکن اُستاد صحیح صحیح حال ہو اگرچہ ایک بھی یہ بات نہوئی ہو یا غلط ہو تو اُستاد خطا معاف جوتے سے خبر لونگا نہین
فرق ہوگا ضار منکوس بولا یہ تو نے بڑا جھگڑا بیان کیا اسکو ایک مدت چاہیے اور بڑی محنت و مشقت سے ہوگا
کیا تو یہ امر سہل سمجھا ہو مجھکو اسقدر فرصت کہان اور آپ سے کیا غرض ہو کہ مین بے فائدہ اسقدر مشقت کرون اپنی
جان کو مفت عذاب مین ڈالون جمشید بولا ارے گیدی اس تیرے کلام سے معلوم ہوتا ہو کہ معزالدین کسی بلا مین مبتلا ہوا
اب مین اُسکے لشکر کا بھی خاتمہ کیے دیتا ہون ایک متنفس کو زندہ وسلامت نہ رکھونگا ضار منکوس منحوس بولا اسکا لشکر ایسا
نہین ہو کہ تو یکایک اُسکو قتل وغارت کرے جمشید بولا آخر تیرا سحر وجادو کس روز کام آئیگا کچھ تو کار برآری ہونا چاہیے
ضار منکوس نے کہا ارے حرامزادے تجھے ساحر سمجھا ہو مین نے سحر کا کب دعوے کیا ہو مین سحر کو کیا جانون ہان علم
سحر کچھ معلوم ہو اور عمل سے سحر کے مجھکو از حد کراہت ہو کسواسطے کہ سحر مین نجاست کو دخل ہو ایسا گندہ دماغ کہان سے
لاؤن جمشید پلید بولا اس نازک دماغی سے معلوم ہوتا ہو کہ تو فرقۂ حکماسے خالی دماغ سے ہو یہ بھی غلط ہو حکیمون کی تو
پشم بھی نہین ہو دیکھو چشم کور سے حکیم لشکر معزالدین مین ہین جنکا شہرۂ حکمت قاف سے قاف تک ہو ضار منکوس بولا
او نادر بخا آج تجھے خوش طبعی سوجھی ہے تجھے نیا خبط ہوا ہو یہ تو بیان کر کہ تیرے دل مین کیا ہو جمشید نے کہا مجھے یہی منظور
ہو کہ معزالدین کے آنے تک اُسکے لشکر کو غارت کردون ایک متنفس کو زندہ نہ چھوڑون اور نام لشکر کا صفحۂ ہستی سے مٹادون
ضار منکوس بولا یہ امر نہایت دشوار ہو امیرزادہ امیر محمد سا دلاور اور یعقوب حرانی سا بہادر ایسے جوان معزالدین
لشکر مین موجود ہین کیا تو اُنکو نہین جانتا کہ وہ کیسے دونون شیر میدان رزم ہین جمشید بولا یعقوب حرانی بیچارہ یہودی
ہو تو ہی اس سے ڈرتا ہوگا مین اُسکا وجود نہین جانتا ہان امیر محمد البتہ ایک جوان جرار وصف شکن ہے لیکن جب مین اُسکے

قتل کا عزم بالجزم کیے ہوں تو اور کیا وجود رکھتا ہی اور کون ایسا پرجگر ہے جو مجھ سے مقابلہ کرسکے اور امیر مجاہد الدین ایک مرد پیر و ضعیف ہی اُسکے ہاتھ سے کچھ ہو سکے یہ معلوم ہی وہ بڈھا کیا کرسکتا ہے اب رہے اور دو چار جوان وہ بھی کچھ ایسے ویسے ہی ہین وہ بھلا میرے حملے کی تاب لاسکین گے شاید کچھ میرے مقابلہ مین قیام کرسکین تاہم مین اُنکو کیا سمجھتا ہون کہ وہ کیا مال ہین اُنکو بھی تم ہلاک ہی جانو ضمار منکوس بے ناموس نے جو اس نابکار و پلید کو اسقدر مستعد و سرگرم پایا اور یہ تقریر سنی خوش ہوا اور کہا اگر تیرا قصد ایسا ہی ہی تو خیر تیری خاطر سے تین دن تو صبر کرین مین کچھ سحر پڑھونگا اور تیرے واسطے اپنے اوپر مشقت شاقہ گوارا کرونگا پھر دیکھ تو کیسا عمل زبردست تیار کرتا ہون کہ جسکا ثانی پردۂ دنیا پر نہوا ہی اور نہوگا جمشید نے یہ جو عبارت ضمار منکوس منحوس کی زبان سے سنی خوش ہوا اور کہا اے اُستاد بدنہاد — شعر

دوست آن دانم کہ گیرد دست دوست	در پریشان حالی و درماندگی

القصہ ضمار منکوس دیو شت اپنے خیمہ منحوس مین چلا گیا اور خلوتخانہ مین جاکے وہ کتاب جوکہ چاہ بابل سے لایا تھا صندوق سے نکال کے دیکھنا شروع کی اور ہر ایک عمل سحر کو اپنے سمجھتا گیا اور منتخب کرتا گیا اور خوب بغور و تامل ہر ایک عمل کی ترکیب اور عقل کو زور دے رہا تھا یکایک ایک دربان نے آکر عرض کی کہ ایک غلام حبشی سُرخ چشم بدہیئت طویل القامت کہتا ہی کہ طلیعی سے ایک کار ضروری ہی جلد اطلاع کرو ضمار منکوس نے کہا پوچھو نام تیرا کیا ہی اُسنے کہا نام میرا فیروز ہی ضمار منکوس یہ خبر سُنکے خوش ہوا اور کہا جلد بلالا اس عرصہ مین وہ غلام سامنے آیا بغیر سلام اُس بے ادب نے ایک رقعہ بغل سے نکال کے ضمار منکوس کے آگے ڈالدیا اور بیٹھ گیا کہدی نے نامہ اُٹھا لیا اور پڑھنے لگا اُس نامہ مین یہ مضمون تھا کہ اے ضمار منکوس منحوس تجھ کو خار جادو بن خنزیر جادو کی طرف سے معلوم ہو کہ بمجرد دیکھنے رقعہ ہذا کے تن تنہا میرے پاس جلد چلا آ تیری اور جمشید کی مین دستگیری کو آیا ہون اور جو امر مین نے جمشید کے واسطے تجویز کیا ہی بیان اُسکا ملاقات پر موقوف ہی بعد یہان آنے کے سب تجھپر حالی اور روشن ہوجائیگا فقط ضمار منکوس نے جو عبارت رقعہ کو دیکھا خوشی سے مثل خرمردہ کے پھول گیا اُسی وقت حکم دیا کہ جلد میری سواری کا شتر تیار ہو جو نہین وہ اونٹ جو تیار ہوکر آیا یہ گدھا فوراً غلام کو ساتھ لیے شتر پر سوار ہوا اور روانہ ہوا تین فرسخ جب راہ کوہستان طے کی ایک غار کوہ معلوم ہوا فیروز غلام حبشی ضمار منکوس کو اُس غار مین لیگیا ایک فرسخ کی مسافت قطع کی تھی کہ دور سے ضمار منکوس نے ایک دروازہ باغ کو دیکھا جسکی چارون اینٹین طلا سے خالص کی تھین اور فیروزہ خوشرنگ سے مرصع اس کیفیت کو دیکھ کے ضمار منکوس نہایت حیران ہوا اور اُس غلام سے کہا کہ ہم اکثر اس راہ سے آئے لیکن آج تک کبھی اس سرزمین پر ایسا باغ رشک ارم دیکھنے مین کیا سننے مین نہین آیا الغرض طلیعی اسی حیرت و استعجاب مین داخل باغ ہوا فیروز غلام اُس ولد الحرام کو ایک ایوان قصر مین لیگیا اس ایوان عالی شان کے چبوترے پر ایک حوض پر از آب خوش گوار تھا اُس حوض مین مچھلیان سُرخ و سبز کھلتین فوارے نقرئی و طلائی جاری تھے لب حوض ایک تخت جواہر نگار بچھا تھا اُسپر ایک مکار و بدکار ساحر باریش دراز بیٹھا دیکھا فیروز غلام نے دست بستہ عرض کیا کہ

ضمار منکوس

ضمار منکوس منحوس حاضر ہی وہ ساحر بولا کیون او ضمار منکوس تو نے سلام کیون نہ کیا ضمار منکوس حیران ہوا کہ یہ تو طرفہ ماجرا ہی اب مین اس شخص کو کیا جواب دون آخر واسطے سلام کے مجھکا خناز جادو خبر بھی نہوا مگر تھوڑی دیر کے بعد اشارہ کرسی پر بیٹھنے کا کیا۔ ضمار منکوس سلام کرکے کرسی پر بیٹھا بعد ایک ساعت کے بہ طیبی کی طرف مخاطب ہوا اور کہا او ضمار منکوس تو کس حال مین گرفتار ہے ضمار منکوس نے کہا مین آپکے جمال جہان آرا کو دیکھکے بہت خوش و مسرور ہوا خناز جادو نے کہا او فرساق بھلا تو نے سیر کیا کرشمہ دیکھا کہ جسکے سبب بہت خوش ہوا ضمار منکوس اس گفتگو سے خناز جادو سے بہت حیران ہوا مگر اس کا فر کا رعب ایسا اسکے دل پر اثر کر گیا کہ دم نہ مار سکا لب بند بیٹھا ہوا ایک ایک کا منھہ بحیرت دیکھا کیا پھر خناز جادو نے کہا مین جھوٹ نہین کہتا بہت صحیح و درست کہتا ہون تو نے او گیدی جمشید کو صاحب قران بنایا اسکی تربیت و تعلیم پر کمر ہمت باندھی اور اس غریب کے واسطے کچھہ نہ کیا کہ ایک ایک سحر الدین کا ادنی ملازم ہمیشہ جمشید کے پیچ مارا کیا تجھہ سے کچھہ تدارک نہوئی نہ وہ مادر بخطا کچھہ کر سکا اور واقعی یہ امر ہی کہ جمشید یہ مادر بخطا کچھہ مال نہین ہے اور بالفرض اس گیدی مین کچھہ زور و قوت بھی ہو تو اس معجون ساحران قدیم کی بدولت ہی کہ وہ معجون حکما سے کامل کی بنائی ہوئی تھی آخر تو جو ایک نیم حکیم خطرۂ جان بنا ہوا ہی تو کیا جھک مارتا ہی واقعی تو بڑا گدھا ہی کہ اس فن سحر کی تحصیل کو بکمال شوق چاہ بابل گیا وہان سے بھی خاک حاصل نہوا بیوقوف ہی رہا سچ ہی ضمار منکوس یہ سنکے نہایت شرمندہ ہوا اور سر نگون تادیر بیٹھا رہا آخر بولا معز الدین کے سامنے کسی کا سحر چل نہین سکتا اسلیے کہ اسکا مربی حکیم قسطاس الحکمت ایسا صاحب کمال ہی جسکے حکیم ابو المحاسن و حکیم اخشیجان ایسے عالم باعمل شاگرد ہین وہ سحر کی کیا حقیقت سمجھتے ہین اور اگر ایک مین فن سحر مین ناقص ہون جنگم افسون گر تو کامل تھا اسکو اس کمال پر کیسی خرابی سے مارا ہی کہ بیان نہین کیا جاتا خناز جادو بولا وہ کیا فرساق تھا اگرچہ وہ گیدی ساحر زبردست تھا لیکن عیش دوست تھا ایسا کہ جان گئی تاہم جنگم کس کیفیت سے لوح معز الدین کی خیرہ الملک یا نگر لینا ہیت اہل طلسم سے فہم نہ سکا لوح صاحب لوح کو پہونچ گئی او فرساق تو اصل راز سے بھی واقف ہی اپنی عیب پوشی اسی پردہ مین کرتا ہی شعر

	جاننے والون سے کب چھپتا ہی غیب		مجھکو سب معلوم ہین اسرار غیب	

ضمار منکوس ہنسا بولا کیا آپ نے مجھے اسی لیے بلایا تھا کہ دشنام مغلظ دین سوا اسکے اور کوئی کام بھی ہی کہا خناز جادو بولا او فرساق اگر مجھے کام مدنظر نہوتا تو مین تجھے کیون بلاتا آگاہ ہو مجھے خناز جادو خونخوار بن خمر یزید جادو کہتے ہین اور میرا مقام سکونت جلبقہ کبری مین کوہ فیروزہ پر ہی ایک روز حسب اتفاق ایک کتاب بزرگون کی نکل آئی اسمین چند سطرین بطور وصیت آبائی مندرج دیکھین لیعنی ہمارے دادا کا جنگم دوست جانی ہے وہ بوجہ کرشمہ طلسم بہت دنون زندہ رہیگا لہذا ہم اپنے خاندان مین یہ وصیت تاکید کرتے ہین کہ جس کسی کا ہمارے فرزندان مین سے سحر ناقص ہو وہ جنگم سے رجوع کرے اور علم سحر سیکھے ہرچند کہ ہمنے اس فن سحر کو حد کمال کو پہونچا دیا ہی کسی کو احتیاج نہ

کسی سے نہ رہیگی مگر اسباد البشہور کوئی ناقص ہی رہجاوے تو وہ جنگم سے دریافت کرلے عبارت کتاب کو دیکھکے شوق ملاقات
جنگم پیدا ہوا اور مین نے اسی وقت اپنے غلام کو واسطے خبر لانے جنگم کے روانہ کیا اس غلام نے دریافت حال جنگم کیا معلوم
ہوا کہ جنگم قتل ہو گیا چونکہ وہ غلام بھی سحر مین بیمثل تھا اپنے زور جادو سے داخل طلسم پہنچا ہو گیا اور مفصل قتل جنگم سے
مجھے اطلاع دی اسوجہ خاص سے کہ جنگم میرے بزرگون کا دوست قدیم تھا قصاص جنگم کا جادو اپنے ذمہ واجب گردانا ان حملہ
عطاکر کی کیفیت سے مین واقف تھا جب خوب غور و تامل سے دیکھا معلوم ہوا کہ اس کام کے واسطے بجز جمشید کے لیاقت
کسی مین نہین ہے پس یہ سمجھ کے یہان آیا اور تجھکو بلایا کہ تو اور جمشید دونون جسطرح مین بتاؤن اور تعلیم کرون عمل مین لاؤ
کہ سر افتخار تمھارا افلاک ہفتمی سے تجاوز کر جائیگا آیندہ وہ جانے اور تم۔ ضمار منکوس یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا
ای عالی جناب آپکی کیا بات ہی اس لیاقت علمی پر اگر ضمار منکوس کے سر پر دو کرسی یا پوشین لگائے تو سزاوار ہی بلکہ سر پرا
ہم تبدیر فلک اول سے ہو جاوے اب غلام کو اجازت ہو تو جمشید کو حاضر کر دے خناز جادو بولا مین تجھے جانے نہین دونگا
تو غلام کو بھیج کے بلوالے ضمار منکوس نے فولک غلام کو جمشید کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ای صاحب قران اکبر
خود پرستان خدا ناطلبیت بجز وہ تجھپر مہربان ہو گیا کہ ایک دولت بیقیاس ولازوال تیرے واسطے بھیجی ہی یہ آدمی اور
دفع تکدر خاطر کے بھیجا ہی تو کسی کا اندیشہ نہ کرنا ہم بھی دو ہی دن مین آتے ہین بروقت ملاقات کے یہان کا حال مفصل بیان
کرینگے فولک جمشید کے پاس پہونچا اور ضمار منکوس کا پیغام کہا جمشید نے اور حال فولک سے پوچھا فولک نے
جو دیکھا بیان کیا جمشید سنکے شادی مرگ ہو گیا ہوتا لیکن سنبھلگیا اور انتظار مین ضمار منکوس کے وہ تین دن گویا تین برس
ہوگئے خناز جادو نے رات دن ضمار منکوس کے ساتھ شراب خواری کرنا شروع کی اور تمام روز و شب باہم صحبت شراب کباب
گرم رہی دوسرے روز صبح کو جو ضمار منکوس سوکے اٹھا دیکھا ایک پتھر پر بیٹھا ہون اور خناز جادو ایک پتھر پر علیحدہ
بیٹھا ہی اور کوئی غلام دست بستہ حاضر نہین طبیعی حیران ہوا اور کہا ای شاہ جادوگران یہان تم کب آئے اور کیا کام ہی کہ ایسا باغ
بے مثل چھوڑ کے اس صحراے ویران مین تشریف لائے اور اسطرح سے آئے کہ مجھے مطلق خبر نہ ہوئی خناز جادو بولا پیدی
تجھے ان باتون سے کیا کام تو چپکا بیٹھا رہ اسی عرصہ مین ایک غلام کھانا لایا ان دونون حرامزادون نے زہر مار کیا لیکن
ضمار منکوس بحر حیرت مین غرق ہو گیا اسی کیفیت مین وہ روز گذرا اور رات آئی پھر باتین آپس مین رہین کھانا کھایا شراب
پی پھر اسی کوہستان مین زیر درخت سو رہے اب صبح کو ضمار منکوس بیدار ہوا دیکھا سامنے قلعہ ہی اور بازار قلعہ مین لوگ خرید و فروخت
کر رہے ہین خناز جادو مردود تخت حکومت پر بیٹھا حکمرانی کر رہا ہی اور ہزارون امرا و وزرا مجرا کرتے ہین اور باادب کھڑے
ہو جاتے ہین ضمار منکوس کے یہ سامان دیکھکے حواس باختہ ہوگئے دل مین کہا یہ قلعہ اور وہ باغ کہان سے پیدا ہو گیا آخر
دم بخود ہو گیا تاہم ضبط نہو سکا خناز جادو سے پوچھا ای شاہ جادوگران یہ کیا اسرار ہے کہ کبھی باغ مین اور کبھی قلعہ مین سریر
سلطنت پر تمکو دیکھا خناز جادو بولا تجھسے بلکہ سب دوستون سے وقت فرصت کہدیا جائیگا کوئی امر قابل اخفا نہین ہے

آگاہ ہو کہ یہ وہی مکان ہی لیکن بزور سحر ہر روز دیکھنے والون کی آنکھون مین دوسری صورت نظر آتی ہو اب تو جا اور جمشید کو اپنے ہمراہ لے آ تا کہ کل تدبیرین بتادون اور یہ راز سربستہ مفصل تجھسے بیان کردون سب کے سامنے ضار منکوس منحوس نے سر تجسس بیا اسکے پاے تجس پر رکھا اور آنکھین کف پاسے ملکے کہا پیرو مرشد ضار منکوس نے بنے ہوے تو بہت سے عاقل دیکھے ہین لیکن تجھ سا عاقل زبردست نہ دیکھا اور نہ سنا ہی اور تمہارے دروازے کی دہلیز بلکہ تمہارے پائیخانہ کو اسی داڑھی سے پاک کرونگا آپ مجھ سے نالائق کو اپنی غلامی سے سرفراز فرمائیے کہ یہ چند نفس حیات مستعار تمہارے آستانہ بوسی اور غلامی مین صرف ہون خناز جادو نے کہا تو صبر کر تیرے دشمنون کو تیرے شاگردون کے ہاتھ سے ملک عدم مین پہونچائے دیتا ہون اور اسی وقت پھر تجھکو مین اپنا شاگرد بھی کرونگا بلکہ خلیفہ درجہ سوم اپنا کرونگا

خناز جادو اور ضار منکوس منحوس کے باہم گفتگو ہونا

الغرض ضار منکوس نہایت خوش اور شاد وہان سے رخصت ہوا اور رہ قطع کرتا ہوا داخل خیمۂ نکبت اثر ہو فوراً آدمی ہاتھ جمشید سے کہلا بھیجا کہ جلد کوئی جا تخلیہ کی تجویز کریں تجھسے ملاقات کرونگا اور جو کچھ کہنا ہو وہ بھی کہونگا جمشید واسطے استقبال کے تا بہ دروازہ بارگاہ آیا اور نہایت اعزاز سے وہ ملعون دست راست خلوت سرا مین آیا طبیعی خوش ہوا اور خوش طبعی سے منڈے سر پر کہ جہان بالکل بال نہ تھے ایک چپت لگائی اور گلے سے لگا کے منھ چوما اسنے بھی اسی گرمی اختلاط مین کئی بال داڑھی کے اکھیڑ ڈالے آپس مین یہی شوخیان ہوئین بعدہ طبیعی نے کہا اے جمشید جب سے مین نے مکتب مین تیرے در دولت کو کھولا ہی آج تک تیرا اقبال بڑھتا چلا جاتا ہی اگر دو تین دن مین ملال ہو بھی گیا تھا مگر اب ایک مربی ایسا تیرے لیے خداوند طبیعت مجرد نے بھیجا ہی کہ مین اسکا حلقہ بگوش ہوگیا ہون یہ تمام حقیقت خناز خونخوار کی

بیان کی جمشید خوشی سے اُچھل پڑا وہ دونون ناچنے لگے ضارمنکوس نے جمشید سے کہا او مادر قحبہ یہ کیا بات ہی اس سے
کیا حاصل آخر یہ دونون مردک پوشیدہ رات کے وقت ضارمنکوس اور جمشید ملعون بحیلہ سیر باتین کرتے ہوئے لشکر سے
باہر نکلے کسی کو ساتھ نہ لیا اور بدستور اُس باغ بے مثل ولاجواب مین پہونچے دیکھا جادوگر مردود تخت پر بیٹھا ہی اور اسباب
شراب وغیرہ سب موجود ہی جمشید اور ضارمنکوس نے باادب تمام سلام کیا وہ ساحر حرام زادہ اُسوقت وہ کافر ازلی
علت ابنہ مین گرفتار تھا جمشید کو پسند کیا معکوس دراز ہوگیا یہ بھی مستعد ہوگیا طبیعی کے سامنے خاک مذلت
سر پر ڈالی پھر جمشید سے بولا کچھ جانتا ہی طالع بلند نے تیری طرف رخ کیا ہی کہ مجھ سے ساحر زبردست نے تیری مدد پر
کمرہمت کو چست باندھا ہی اب کئی چیزین اور مین ساتھ لایا ہون جسکی پناہ کسی چیز سے ممکن نہین ہی چونکہ تیرا مذہب
الحاد اور طبیعت پرستی ہی خدائی دعوے کرنا اور کہنا مجھے خداوند طبیعت مجردہ نے اپنا نائب کیا ہی اور لوگون کو سجدہ
کرنے کو مقرر کیا ہی بعد اسکے ایک مہر نکالی اُس مہر پر نقش کندہ تھے آگ مین ڈال دی جب مہر لال ہوئی ماتھے پر جہان سے
بال نکلتے ہین چپکا دیا جسسے آواز آئی گوشت جلگیا نقش ابھر آیا پھر دوا ملی اسکے سبب زمین نقش کی سفید اور حرف سیاہ
نکل آئے حرفون مین آفتاب کا چہرہ شیر پر سوار نظر آیا شیر کی پیشانی پر بھی پانچ چار حرف تھے لیکن وہ حرف ایسے تھے کہ
کسی سے پڑھے نہ جاسکتے تھے غرض ساری رات یہی صحبت رہی پریزادان ابلیس پرست کا ناچ ہوا کیا جب صبح ہوئی
تمام طلسم غائب ہوگیا اُس قرساق ولد الحرام کو غار کوہ مین ایک پتھر پر بیٹھا دیکھا اُس غار مین بہت بڑی وسعت تھی اور کئی
اور قصر سنگی تھے اور سامنے اُنکے نہایت وسیع میدان وصحن تھا اور اسقدر درختان میوہ دار صحرائی تھے کہ جسکی انتہا نہین
اور اکثر جا پر چشمۂ شیرین نہایت پاک وصاف جاری تھے خنازجادو نے جمشید پلید وضارمنکوس دیوث سے کہا آگاہ ہو کہ
یہ سب کارخانۂ سحر ہی اے ضارمنکوس واے جمشید تم طبیعت کی پرستش کرتے ہو مین تمھین خداوند جانتا ہون بعد اسکے
خنازجادو نے کہا اے جمشید یہ نقش جو تیری پیشانی پر کیا گیا ہی اسکو چاہیے کہ ہمیشہ عمامہ کے نیچے پوشیدہ رہے پہلے تو
طمع زر دیکے لوگون کو اپنا اپنا مطیع کر کہ وہ سجدہ کرین بعد اسکے بزور شمشیر آبدار لوگون کو سجدے کی تکلیف دے اور جو
بھی کسی کو گوارا نہ ہو تو پھر اُسکو اپنی پیشانی کا داغ دکھا دینا پس وہ بے اختیار سجدہ کریگا اور مین فلان غار کوہ مین جو کہ
تیرے لشکر سے قریب ہی بہشت اور دوزخ خاص تیرے لیے بزور عمل سحر بناتا ہون جسپر تو مہربان ہونا اُسکو بہشت مین
بھیجنا کہ ایک لمحہ دیکھ کے پھر آئے اور جسپر غضب ہونا اُسکو جہنم کو روانہ کرنا کہ اُسکا جہنم کو دیکھ کے زہرہ آب ہوجائیگا
اور جو میدان جنگ قرار دیا ہی اُس میدان مین بزور سحر چالیس گز کے مربع مین طلسم بنادونگا بروقت جنگ جب تیغ ونیزہ پیکان
کی نوبت آئیگی اور حریف کو اپنے اوپر غالب اور فتحمند دیکھنا تو اپنا رخ طرف اس زمین طلسم کے کرنا جب تو داخل طلسم
تیرا زور دس حصہ حریف سے زیادہ ہوجائیگا اور اُسپر ظفریاب ہوگا بعد اسکے ایک تلوار دی کہ جسکے قبضے کے نیچے مہر سحر
تھی اور کہا کہ کیسی ہی زرہ زبردست ہوگی یہ شمشیر سحر مثل برگ درخت کاٹ ڈالیگی لیکن یہ اور جسکے لیے ہی معزالدین

کے لیے کچھ بھی نہین کیونکہ معزالدین پر کسی طرح سحر اثر نہین کرسکتا وہ ایسے امور سے بہر نوع مطلع ہی اور صاحب قران ہے
اور صاحب فنون و علوم ہی ابطال سحر کا تو بادشاہ ہی اسکے بزرگ بھی مثل ہمارے صاحب کمال ہین جمشید نے جو کلام خنازہ
جادو سے سنا بہت رویا۔ کہا اے شاہ جادوگران مجھکو تو اوسی کا اندیشہ ہی اور تو کسی کو مین برابر ایک پشہ کے بھی نہین خیال
مین لاتا ہان معزالدین کی کچھ تدبیر کرنا چاہیے کہ اوسکے نام سے میرے تمام جسم مین لرزہ پڑجاتا ہی اگر یہ بندوبست ہو تو گویا
کوئی کام ہوا اور زار زار رونا شروع کیا جب خنازہ جادو نے دیکھا کہ جمشید حد سے زیادہ فریاد و زاری کر رہا ہی کھلکھلا کر
جادوگر ہنسا اور کہا اے جمشید تو کیون اسقدر رو رو کے دماغ پریشان کر رہا ہی یہ کہہ اٹھا اور غلام کو پکار کے جمشید
نے ختیر غلام کو پکارا غلام حاضر ہوا دیکھا نہایت بدشکل ایک مرد سیاہ ہی۔ جادوگر نے کہا ای ختیر چالیس روز محنت
مین نے اس بدبخت کیواسطے کی تھی تو جا اور وہ شی لے آ ختیر گیا اور ایک گرز آہنی لے آیا جسپر از سرتا پا کچھ نقوش سحر
کندہ تھے۔ جادوگر بولا ای جمشید یہ گرز کہ گرز قدرت اور اجل طاغیان اسکا نام ہی آگاہ ہو کہ معزالدین ہو یا کوئی
اور شخص ہو اس گرز سے محفوظ نہین رہسکتا اور اسقدر اسکو مستحکم سحر بند کیا ہی کہ حکیم قسطاس الحکمت اور مع اسکے
شاگردوں کے سبکا نام اسمین مندرج کیا ہی اس عمود کا علاج ان کل لشکرون مین ایک پاس نہین ہی مگر یہ تجھکو بھی یاد رہے
کہ سوائے معزالدین کے اور کسی سر پر اس عمود کا وارد کرنا اور جو کوئی مثل معزالدین کے ہو تو مضائقہ کی بات نہین
ہی اسپر بھی وار کرنا جمشید وہ عمود جادو لیکے بہت خوش ہوا اور سجدہ جادوان ادا کیا صنادید نکوس دیوث بھی اس
عطیۂ جاودان کا شکر کا سجدہ بجا لایا جمشید سات بار تصدق ہوا اور بولا آج مین نے اپنے خداوند کی خدائی کا جلوہ
دیکھا میرے نزدیک تو گویا آج طبیعت مجرد مجسم و زندہ ہو جادوگر بولا خبردار میرا حال کسی پر ظاہر نہو ہمیشہ مین تیرے لیے
جادو کا ورد کرونگا کہ تا لعبدار رہے جبتک تیرے دشمنون کا بخوبی استیصال نہو لے گا مین تیرے پاس موجود رہونگا
اور جسطرح میری راے ہوگی کام کرونگا جمشید بولا معزالدین سے بڑھکر کوئی میرا دشمن نہین اسکے لیے بندوبست ہوگیا
اب مجھے کیا پروا ہی جادوگر بولا جس دن مین نے اس عمود کو تیار کیا تھا اعمال سحر سے ایک افسون اسپر پڑھ کے دم کیا اور
سوگیا خواب مین دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہی کہ جسمین کوسون تک کوئی درخت نظر نہین آتا اور اس میدان مین ایک طرف
میرا لشکر اور دوسری جانب لشکر حریف صف آرا ہی اور تجھسے اور معزالدین سے میدان داری ہی اس عرصہ مین تو نے
ایک گرز آہنی معزالدین کے سر پر اس زور سے مارا کہ سر معزالدین کا پارہ پارہ ہوگیا اور صدمہ سے اس گرز بے پناہ کے
معزالدین کو غش آگیا مین نے وہان ایک سپاہی سے پوچھا کہ جہان معرکہ آرائی ہی یہ کون زمین ہی اسنے بیان کیا کہ
سرزمین طلسم ہی جسوقت مین خواب سے بیدار ہوا معلوم ہوا کہ یہ گرز میرا کامل ہوگیا غرض دوسری رات کو بھی مین نے
پھر ایک افسون پڑھا اور سو رہا پھر مین نے خواب مین دیکھا تو اسی طرح معرکہ مین معزالدین کو بیہوش و مجروح گرز بے پناہ
دیکھا تیسری رات پھر وہی عمل کیا اور سو رہا پھر اسی طرح معزالدین کو بیہوش پایا غرض اسی طرح چار راتین متواتر عمل مین مصروف رہا

اور معزالدین کو جب دیکھا مجروح و بے ہوش ہی دیکھا پھر مجھکو نہین معلوم کہ معزالدین بیمار ہی یا فوت ہوا اُسکے حالات سے تا اینددم خبر نہین - نہین معلوم کیا ہوا - تعبیر خواب سے معلوم ہوا ہی کہ معزالدین چار روز تک روز و شب اس عمود سے زخمی ہونے پر بھی زندہ رہیگا مگر بیہوش رہیگا اور مغلوب ہونے کی یہ دلیل قوی ہی اور طرفہ ایک یہ امر ہوگا کہ معزالدین پر بیہوشی ایسی طاری ہوگئی کہ رقیق و ہوا خواہ اُسکے شوربا حلق مین ٹپکاوینگے اور شوربا تک حلق سے نہ اُتریگا کہ جس سے زندگی ہو بس یہ تصور کرنا چاہیے کہ جو شخص مجروح چار روز بیہوش رہے اور دانہ پانی سے محروم رہے کیونکر اُسکی زندگی ہو ضمار منکو منجومین بولا مین نے اپنے علم سے بخوبی دریافت کیا جمشید پلید کے اقبال کا ستارہ ایسا بلند ہوگا کہ سلطنت ہفت اقلیم اُسکے قبضہ تصرف مین آجائیگی جمشید بولا او قرمساق تو عبث کیون بیہودہ بکتا ہی علم سے تو ایک پشم برابر بھی بہرہ نہین رکھتا ہے - جادوگر بولا ای جمشید یہ تو نہ کہہ وہ بھی تیرا اُستاد و مربی ہے اسی کی بدولت تو اس رتبہ کو پہونچا وہ تیرا بہر نہج محسن ہی احسان فراموشی نکر جمشید نے کہا ای جادو تم اس معاملہ مین دخل نہ دو تمکو نہین معلوم واقعی یہ میرا اُستاد بدنہاد ہی اور اکثر کار نمایان اس سے ظہور مین آئے مگر مین اس سے شوخی کرتا ہون خنازجادو بولا تو جانتا ہی کہ جو شفقت و حمیت تیرے حق مین کرتا ہی اور جو جو کام تیرے اُسنے کیے ہین اسکا کیا باعث ہی آگاہ ہو اسکے چند سبب ہین ایک تو سبب عظیم قصاص جنگلم ساحر کا ہی کہ وہ جد خناز کا برادر خواندہ تھا دوسرے یہ تیرے ذریعہ سے قصاص اس سبب سے لیتا ہی کہ خداوند آتش نے تیرے ہاتھ سے اسکا قصاص مقدر کیا ہی کہ مادہ شرارت اور فساد دراصل تیری ہی ذات مین ہے تیسرے یہ کہ مابدولت نے تجھے واسطے دفع مرض اور حصول لذت جسمانی کے پسند کیا ہی بعد اسکے ایک نقشہ جمشید کو تخت کا دیا کہ ایسا تخت تیار کیا جائے اور جب وہ تخت تیار ہو میرے پاس بھیجدے مین اُس تخت کو طلسم بند کر دونگا جب تو اُس تخت پر اجلاس کریگا تمام خلق دل سے بے اختیار تیری اطاعت کریگی اور تجھکو نہایت سچا جانیگی تیرا قول کبھی رد نہین کریگی اور تجھکو اپنا خداوند حقیقی جانیگی اور ایک اسپ ابلق تازی جلد خرید کے ہمارے پاس بھیجدے اُس گھوڑے کو بھی بزور اعمال سحر روئین تن کر دونگا اور جہانگرد بھی کر دیا جائیگا بعد اسکے جب تجھے فرصت ہوگی اپنے شیاطین اور غلامان خاص کو حکم دونگا کہ اُس تخت طلسم کو فلان پہاڑ پر لیجا کے پوشیدہ رکھ آوین اور وہان ایک باغ رشک ارم عمل سحر سے بنوا کر آراستہ کرونگا جسکا عالم مین نظیر نہوگا ای جمشید جب یہ سامان درست ہوجائیگا اور سحر میرا خوب پختہ ہو جائیگا اُسوقت تو کوہ مذکور پر جانا اور ایک لحظہ توقف کرنا جسوقت شیاطین تجھے دیکھینگے فوراً وہ تخت طلسمی تجھے حوالے کر دینگے تو اُس تخت پر اجلاس کرنا اور نام اُس تخت کا تخت قدرت رکھنا اسی طرح گھوڑے کو بھی سمند جہان پیما مشہور کرنا اور قبل ان سب امور کے جملہ سلاطین و امرا و وزرا و رؤسائے قدیم کو اپنے پاس بلا کر جمع کرنا اور اُنسے کہنا کہ ای صاحبان اقبال ہمدم و ہم نفس تم جانتے ہو کہ خداوند طبیعت مجردہ عالم ظہور مین نہین ہی لہذا اُسکی صورت میز اُسکا ایک نائب ضرور ہونا چاہیے تاکہ عالم ظاہر مین بندگان خداوند ہر وقت پرتو نور جمال خداوندی سے مشرف ہوتے رہین

اسواسطے خداوند طبیعت مجردہ نے ماید دولت اقبال کو براہ الطاف و عنایات خداوندی اپنی نیابت خاص سے لائق
اس عہدۂ جلیل کے مقدور فرماکے سرفراز فرمایا ہی تا مین احکامات خداوندی کو وقتاً فوقتاً جاری کیا کرون اور بندگان خداوند
طبیعت مجردہ کو فہمائش کرون اوران لوگون کے گناہ عدول حکمی کو اپنی سفارش سے خداوندی درگاہ سے بخشوا دیا کرون
لیکن اسی بارہ مین اس وقت سے تمھاری عاقبت بخیر ہونے کے واسطے اور تقرب بارگاہ خداوند کے واسطے کہتا ہون
کہ تم سب مجھے بصدق دل سجدہ کرو تا کہ مین تم لوگون کو موافق فرمانے خداوند کے اور اپنی نوازش و کرم گستری کے اس
بہشت عنبر سرشت مین جو کہ تمھارے پیش نظر ہی مقام عمدہ دون اور جس شخص کو اپنی عنایت سے مین مقام عمدہ بہشت مین
دونگا وہ بعد مرگ بھی اسی مقام بہشت مین سیر کرتا رہیگا اور جو بندہ میرے سجدہ سے انحراف کریگا اور ہماری اطاعت
قبول نہ کریگا وہ زندہ جہنم مین جا دیگا اور تا قیامت وہ عذاب سخت مین گرفتار رہیگا اور مثل ہیمہ سوختنی جلا کریگا پھر کبھی
اُسکو اس عذاب سے نجات نہوگی ای جمشید جسوقت تو اس عبارت کو بیان کریگا اور دوزخ و جنت کو دکھائیگا اور ہماری
شان جبروتی اُنپر ظاہر کریگا تو یقین ہی جان کہ جسقدر حاضرین وقت ہونگے فوراً ایمان لائینگے اور تیرے قدمون پر سر
رکھینگے اور تجھکو نائب خداوند طبیعت جانینگے اور وہ تیرے معتقد ہونگے جب تو اس عبارت کو ختم کریگا شیاطین عالم غیب
سے تخت و مرکب تیرے قریب پہونچا دینگے اسوقت تیرے کرشما ور قدرت ظاہر کو دیکھ کے جو لوگ منحرف تجھ سے ہونگے
وہ بھی تیری شان و منزلت خداوندی کے معقول ہو جائینگے اور جو مطیع ہین اُنکا کیا ذکر ہے جسوقت تو اس کام سے فرصت
پا چکے تو پھر جو لوگ سخت دل اور مضبوط عقیدہ رکھتے ہین اُنکو بزور شمشیر جہانگیر اپنا مطیع و فرمان بردار کرلینا کسواسطے
کہ شعر

کارے کہ زصلح بر نیاید	دیوانگی درد نیاید

اسکے سوا بخشش و سخاوت وہ چیز ہے کہ جس سے عالم مطیع ہو جاتا ہی بس تو اپنا دست و کرم دراز کرنا اکثر لوگ زر و مال
کی حرص و طمع سے تیری اطاعت کرلینگے بعد اسکے تو بے خوف و خطر فرمان روائی کرنا اور کوس لمن الملک بجانا اور ای
جمشید تو اس حال سے بھی آگاہ ہو کہ شاہزادہ معز الدین ابھی طلسم مین موجود ہی اور اُسنے کل طبقات طلسم کو فتح کرلیا ہی
حصار طلسم فقط باقی ہے اور وہ ایک سہل بند طلسم سے وابستہ ہی وہ بھی عنقریب باطل ہوا چاہتا ہی لیکن اسقدر عرصہ
البتہ ہی کہ معز الدین ابھی چند روز طلسم سیمیا سے نہین آئیگا کسواسطے کہ اُسے انصرام کار کتخدائی درپیش ہے بلکہ یہ بھی
مفصل سنا گیا ہی کہ شاہزادۂ معز الدین اور فسطاس الحکمت و دیگر حکمائے عالی منزلت اور ملکۂ شمسہ تاجدار سرانجام
جشن عروسی اور تیاری اور آراستگی مقامات طلسم کی فکر مین ہمہ تن سرگرم و مصروف ہین اور ابو المحسن جوہر بھی
معز الدین کا شریک ہی احتمال یہ ہی کہ شاہزادہ معز الدین ابھی چالیس روز تک طلسم مین رہینگے اور لشکر مین نہ آئینگے
ای جمشید تجھے چاہیے کہ اس فرصت کو غنیمت جانکر تمام و کمال کام بخوبی درست کرلے اور ایک لمحہ اس کار کے سرانجام

مین غفلت و تساہل کو جائز نہ رکھو ورنہ آیندہ بہت افسوس کریگا اور بجز ندامت و ذلت کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا اسکو خوب
بگوش ہوش سن لے خبردار ایسا نہو کہ غفلت اختیار کرے جب خناز جادو جمشید پلید کو یہ پند و نصائح کر چکا جمشید نے بجان و
دل اُسکی ہدایت و تلقین کو قبول و منظور کر لیا اُسوقت نولک غلام نے کہا ای شاہ جادوان چند روز ہوئے کہ مین نے
ایک عربی گھوڑا کنارہ دریا کے فلان سوداگر کو چراتے دیکھا وہ گھوڑا البتہ لائق بادشاہان عالی شان کی سواری کے
ہی صاحب قران خود پرستان اگر اُس گھوڑے کو سوداگر سے منگوالین تو نہایت ہی مناسب ہوگا یہ سنکے جمشید
نولک غلام پر از حد غضبناک ہوا اور کہا او غلام بے ادب کیا بکتا ہی مجھکو صاحب قران کہتا ہی او کور چشم نمکحرام تو نہین
جانتا کہ مجھے اب مرتبہ خداوندی ملا اب مین صاحب قران کیون ہون صاحب قران میرے مطیع و تابع ہین خبردار آیندہ پھر ایسا
کلمہ زبان سے نہ نکالنا اور ہمیشہ مجھے خداوند جمشید کہا کرنا اب تو جلد دینار سرخ خزانہ خداوندی سے لیکر اُس عربی گھوڑے کو خرید لا
اور شاہ جادوان کی خدمت مین پہونچا دے لیکن خبردار کوئی آدمی لشکری یا دوسرا اس حال سے خبردار نہو نولک غلام اُسی وقت
روانہ ہوا بعد اسکے جمشید نے مہتر سمنک عیار سے کہا ای مہتر تو جلد جا اور کسی سنار کو بلا لا اُس سے موافق اس نقشہ کے ایک
تخت تیار کرو اور میرے پاس خلوتخانہ مین لے آنا جسوقت وہ سنار وہ تخت تیار کر چکے اُسے فوراً قتل کر ڈالنا کہ سوا تیرے اُسکے
سے اور کوئی آگاہ نہو خناز جادو نے کہا ای مہتر سنار کا ہلاک کرنا کچھ ضرور نہین ہی تو اُسے میرے پاس لے آنا مین ایسا بندوبست
معقول کر دونگا کہ پھر اُسے افشاے راز کی مجال و قدرت نہین رہیگی الغرض جب تمام کام جمشید کے درست ہوگئے
اُس گیدی پلید نے خناز جادو سے کل اشیاء سحری حاصل کین ہر طرح سے اسکی خاطر جمع ہوگئی اُسوقت ضمار منکوس رانده درگاه الٰہی
خناز جادو سے رخصت ہوکر اپنے لشکر نکبت اثر مین آیا بعد جانے جمشید کے خناز جادو نے یہ امر اختیار کیا کہ ہر روز تاریکی شب مین
اہل لشکر کی نظرون سے پوشیدہ جمشید کے خیمہ مین آتا ہی اور بجز ضمار منکوس منحوس کے اور کسی شخص کو اُسکے حال سے اطلاع نہین اور وہ
ملعون ہر روز جمشید سے خیمہ کے اندر بدفعلی کراتا ہی اور اپنا لطف دلی حاصل کرتا ہی جب چار گھڑی رات باقی رہتی ہی اُسوقت وہ روسیاه
وارین اپنی جاے سکونت پر چلا جاتا تھا اور خوابگاه مین سویا کرتا تھا اب راوی واقعہ نگار اس داستان کو سطح قلمبند کرتا ہی کہ
خناز جادو مکار اپنا مقام و مسکن انھین مغارات کوه و جبل مین اختیار کیے ہوئے ہی کہ جنکا ذکر اول گوش گذار ہو چکا یقین ہے کہ
سامعین والاتمکین کو یاد ہوگا۔ الغرض خناز جادو نے چارون طرف سے اُس کوه و جبل کو بزور اعمال سحر سے ایسا محفوظ کیا ہی کہ کوئی
شخص مسافر وغیرہ سے کبھی گذر سکے کیا ممکن ہی اور اگر شاید کوئی راہگیر اسطرف جا بھی نکلا تو اسکو ایسی ایسی صورتین مہیب و خوفناک دکھلائی
دیتی ہین کہ اُسکا زہرہ آب ہوجاتا ہی راه سے کیا جان سے گذر جاتا ہی علاوه اسکے اس کافر نے اس پشتہ و کوه کو از سرتاپا خلائق کی نظر سے
ایسا معدوم کر دیا ہی کہ اسطرف مطلق راستہ معلوم نہین ہوتا اور وه لعین زشت رو شب کو بزور سحر جمشید کے پاس خلوت مین آتا ہی اور
اپنا کام دل حاصل کرتا ہی اور بعد فراغ وہان سے میدان کارزار کی طرف آتا ہی اور اُس زمین آرامگاه کو طلسم بند کرتا ہی یعنی اول چالیس گز
مربع قطع زمین ناپ کر اشکال مثلث کھینچکر اعمال سحر و طلسم کھینچکر خوب بند کیا اور چلا آیا اسی طرح ہر شب میدان جنگ مین آیا

جاکر عمل سحر کی تجدید کرتا ہی اور خوب استحکام کرکے چلا آتا ہی تاکہ جمشید جسوقت زور آزمائے بسبب اثر سحر حریف پر غالب آئے بعد ازان بدستور روزمرہ چار گھڑی رات رہے اپنے مقام پر چلا آتا ہو غرض اس کافر شریر النفس نے سات روز کامل اعمال سحر کا ورد کیا اور ایک ہفتہ کی محنت و سعی مین اُس قطع زمین کو حسب دلخواہ طلسم بنا کیا اور ہر شب اس عمل کو ایسا پوشیدہ کیا تھا کہ بجز جمشید و طبیعی اور غلامان چند مثل خوابک و تولک وغیرہ کے دوسرا واقف و آگاہ نہین ہوا اور نہ اُس سطح زمین کی شان و ہیئت مین کسی طرح کا فرق آیا تھا کہ کچھ نشان معلوم ہوسے جو کسی پر یہ راز ظاہر ہوتا غرض اُس بے دین نطفہ ابلیس لعین یعنے خناز جادو نے اس کام سے فرصت پاکر سرداران لشکر جمشید کی طرف توجہ کی اور چند سرداران نامی و گرامی کو مثل ارجاس مردار خوار و تلخاس مردار خوار و لقوس بدقیا فہ فیل زور و تلخم بن الجوم مصری و شلحشور مصری و تیل تن بن نیلکتن دمشقی و بہرام دمشقی و خسغول و معمغول وغیرہ پہلوانان تہمتن کے اپنے ہمراہ لیا اور پہلوانان رستم توان کے نام لکھا اور ہر ایک سردار کے نام پر سحر کیا اور سیمرغ کے پر منگاکر ایک ایک پر ہر ایک سردار کے نام بنام اعمال سحر سے تیار کیا اور دوسرے روز جمشید کی خلوت مین جاکر وہ پر سیمرغ کے کہ افسون کئے جمشید کو دیے اور کہا جسوقت کوئی سردار تیرے لشکر کا حریف کے مقابلہ و مقاتلے کو جاوے تو ایک پر اسکی پگڑی مین رکھ دینا کہ حریف کی نظر سے پوشیدہ رہے اور اسی جسوقت مقابلہ و مجادلہ اس سردار کا زور حریف سے چار درجہ زیادہ ہو جائیگا اور رعب و داب ایسا ہوگا کہ حریف اُسکے مقابلے مین بات نکرسکیگا لڑنا کیسا مین نے تجھے اختیار دیا ہی کہ جسوقت تو چاہے جس سردار کو پر حوالہ کردے اور خواہ اُسکو مستعار دے ہمیشہ کے واسطے تجھے اختیار ہی جمشید خناز جادو کے اس عطیہ و مہربانی سے اسقدر خوش ہوا کہ بے اختیار ناچنے لگا اسی حالت وجد مین خنار منکوس دیوث کے سر پر ایک دھول ایسی لگائی کہ عمامہ حکمت اُسکا دور جاکر گرا بعد ازان ڈاڑھی پکڑکے پہلے خنار منکوس کے لب و رخسار کے بوسے لیے پھر اُستاد بہزاد کو اپنے سجدہ کیا خنار منکوس جمشید کے سجدہ کرنے سے اسقدر خوش ہوا مثل خرمردہ کے پھول گیا اور اُس دھول کو حرکت معشوقانہ سمجھکے چپ ہو رہا اور دل مین کہا اگر جمشید اسوقت اس دھول کے عوض سو پاپوشین بھی لگاتا تو بجا تھا مین اور زیادہ خوش ہوتا بلکہ ہر ایک ضرب کو عطاے خداوندی سمجھتا کسواسطے کہ اب جمشید کا مرتبہ بسبب خناز جادو کے اسقدر بلند تر ہوگیا ہی کہ ہر ایک حرکت اُسکی فضائل مین داخل ہی کیونکہ منصب خداوندی پر پہونچگیا ہی ہر چند کہ جب سے جمشید کو یہ مرتبہ عالی ملا ہی وہ مجھے اپنی پشم سے بھی کمتر جانتا ہی مگر ہان جسوقت جمشید نے مجھے سجدہ کیا اور اُستاد بھی کہا مجھے اب اُس سے کسی طرح کی شکایت باقی نہین رہی بلکہ اس اعزاز و اکرام پر اُسنے اگر ایک دھول لگائی تو کچھ مضائقہ نہین اے خناز میرے اور جمشید کے ایک مدت سے دوستی ہی اور خوش طبعی ہوتی ہی ایسے اتحاد و یکجہتی مین جو اُسنے ایک دھول لگائی تو کیا قہر ہوگیا معشوق لوگ تو عاشقون کو جان سے ہلاک کرڈالتے ہین اور عاشق دم نہین مارتے ہر طرح اُسکی کفشکاری سے بدل ہوتا

ہرگز نہ چاہیے بلکہ اپنا فخر تصور کرون تو میری سعادت مندی ہی اور برا ماننا عین حماقت ہی الغرض ضار منکوس اُسی
دھول کو اپنا اعزاز سمجھ کر خوش ہوا جمشید نے کہا ای اُستاد سچ بیان کرنا کہ اسوقت میرا طالع اقبال یاور ہی یا معز الدین
کا اقبال اور مجھ مین اور معز الدین مین کسقدر فرق ہی ضار منکوس نے کہا ای جمشید تو بھی بڑا احمق ہی تجھ سے اور
معز الدین سے کیا مناسبت کجا تو نظر کردہ خداوند بلکہ عین خداوند معز الدین اگر ہی بھی تو شاہزادہ ہی لیس یہ سمجھ لے
کہ تو خورشید جاہ و جلال ہی اور وہ ذرہ بے مقدار تجھ مین اور اُس مین زمین آسمان کا فرق ہی یہ امر تو ظاہر ہی کسی سے
کہنے کی کیا ضرورت ہی غرض کہ جب یہ صحبت ختم ہوئی خناز جادو نے کہا کہ اب تخلیہ ہونا چاہیے بمجرد جمشید خناز جادو کو
تخلیہ مین لیگیا اور بدل جمعی تمام اپنا منھ کالا کرایا جب فارغ ہوا اپنے مقام پر چلا گیا اس عرصہ مین غولک غلام بھی
وہان پہونچا اور مرکب مذکور بھی خناز جادو کو دکھایا خناز جادو نے اس گھوڑے کو نہایت پسند کیا اور اُسی وقت اُس
ساحر نے کچھ افسون اس گھوڑے پر پڑھا اور ازسرتاپا دم کیا بمجرد پڑھنے اُس افسون کے ایسا وہ گھوڑا رویین تن ہو گیا کہ
اُسکے سر پر کوئی حربا کارگر نہوتا تھا اور طرہ یہ کہ اُس گھوڑے کو اعمال سحر سے طاؤس زرین بال و مرصع نگار خناز جادو نے
بنا دیا بعد اسکے سمنک عیار اُس تخت طلائی کو تیار کرکے لایا اور عرض کیا کہ یہ تخت حاضر ہی خناز جادو نے اول اُس زرگر پر
افسون دم کیے وہ بیچارہ بالکل گونگا ہو گیا بعد اسکے خناز جادو نے اُس تخت طلائی پر اپنے ہاتھ سے کچھ نقوش کندہ کیے اور سحر
سے آراستہ کیا بعد درست ہو جانے تخت کے کل اسباب کو اپنے شیاطین تابع اور غلامان ساحر کو حوالہ کر دیا اور سمجھا دیا کہ تم اُس
تخت سحر کو فلان کوہ کے غار مین لیجا کر پوشیدہ رکھو جسوقت جمشید اُس پہاڑ پر پہونچے تم فلان وقت کل چیزین جمشید کو
حوالے کر دینا لیکن خبردار اور کوئی شخص اس امر سے آگاہ نہو بعد اسکے خناز جادو خود پہاڑ پر گیا اور زمین ہموار دیکھ کے خناز جادو
بیدین نے اسمائے سحر اُس زمین پر دم کیے طرفۃ العین مین ایک باغ پر فضا اور پُر بہار نہایت خوش قطع پر تکلف جہان تک
نظر کام کرتی تھی انواع اقسام کے گلہائے خوشرنگ معلوم ہوتے تھے اور ہر ایک تختہ اپنی اپنی بہار دکھاتا تھا اور گرداگرد
روشون اور کیاریون کی نالیون مین پانی رواں ہوکر ہر چشمہائے مصفا مین جاتا تھا اور دوسرے چشمہ سے بہ آتا تھا
اور تکلف سب سے زیادہ یہ تھا کہ رات کو اُن نالیون کا پانی ایسا ضو دیتا تھا کہ تمام باغ چشمہ نور تھا اور دن کو ایک پہر اُن
نالیون سے شہد خالص اور بعد اسکے دوپہر تک شیر تازہ اور تیسرے پہر کو شہد خالص اور اسیطرح تا شام عرق بیدمشک
بہتا تھا باقی شب کو وہی پانی نہایت صاف و سرد جاری رہتا تھا اسی کے جواب مین دوسری طرف ایک غار کوہ مین اسقدر
آتش سوزان تھی کہ جسکے شعلے تا چرخ برین جاتے تھے اور اُس آگ مین انواع و اقسام کے جانوران درندہ جنکی صورتین ایسی
خوفناک و ہیبتناک نظر آتی تھین کہ جنکے دیکھنے سے زہرہ آب ہوا جاتا تھا جب یہ ساز و سامان درست ہو گیا خناز جادو
موافق معمول اپنا منھ کالا کروانے رات کے وقت جمشید کے پاس آیا اور کہا ای جمشید اب تو بخوبی آگاہ ہو کہ اب قدرت
خداوندی سے سب سامان حسب دلخواہ مہیا و موجود رکھا ہی اب تو شوق سے بفراغ خاطر تخت قدرت پر جلوہ گر ہو اور لوا

خداوندی اپنی کو بلند کر اور اپنی قدرت و نیابت خداوندی کو شہرت دے بلکہ منادی کرا دے مگر ابھی خبردار کسی طرح سے لشکر اسلام
سے متعرض نہونا اور ابھی حرب و ضرب و جنگ و جدل کی قطعاً ممانعت رہے اور نہ کسی قسم کا اظہار خداوندی اہل اسلام سے کرنا و نیز
یاد رہے کہ بجز پشیمانی و ذلت کے کچھ حاصل نہوگا اسواسطے کہ بہر نوع غالب اہل اسلام ہین اگر تو لشکر اسلام سے کوئی صورت پرخاش
و خصومت کی پیدا کریگا تو یہ جو کچھ ساختہ پرداختہ میرا ہی تلف ہو جائیگا اس امر کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ تا آنکہ معز الدین کے
لشکر اسلام اور اہل اسلام کو کسی طرح کی تکلیف نہو خبردار یہ خوب یاد رکھنا اور نہ کسی طرح کی غفلت کو کام مین لانا ورنہ نقصان
اٹھائیگا تیرے ساتھ مین بھی بدنام ہونگا فی الحال شاہان مختلف المذاہب کو اپنا مطیع و فرمانبردار کرنا اور اس عمود سحر کی
بجز جنگ معز الدین کے کسی پہلوان کے مقابلہ مین آزمایش نکرنا وہ عمود مسحور خاص معز الدین کی جنگ و پیکار کے لیے
تیار کیا ہی اور معز الدین ہی کے نام سے سحر کیا ہی اے جمشید یہ یاد رہے کہ اس گرز آہنی پر معز الدین کی ہلاکت و مرگ و
زیست کو مین نے مقدر کیا ہو لہذا معز الدین کے کسی دلاور جنگ گذار و تہور شعار کے مقابلہ مین امتحان نہ کرنا نہین تو
سزا پائیگا اے جمشید آج کی رات تو بہ آرام تمام بسر کر کل صبح کو ایک بارگاہ عالم پناہ آراستہ و پیراستہ کرونگا تو اسی بارگاہ
مین تخت نیابت خداوندی پر اجلاس کرنا جسوقت بارگاہ مین سرداران لشکر اور افسران فوج اور ارکین سلطنت و خیر خواہان
دولت جمع ہو جائین تو ہر ایک کو حسب لیاقت خلعت گران بہا سے ایسا ممتاز و سرفراز کرنا کہ وہ لوگ خوش ہو جاوین اور تیرے
بخشش و کرم کا جہان مین شہرہ ہو جاوے جو مین نے امور سمجھا دیے ہین اور جو باتین تعلیم کی ہین انکو عمل مین لانا ورنہ نہایت
اندیشہ ہی اب مین جاتا ہون اپنے وقت پر آؤنگا غرض بعد پند و نصائح خناز جادو چلا گیا بعد اسکے جمشید خواب مرگ مین گیا
صبح کو اٹھا تو توشہ خانہ کے داروغہ کو بلایا اور حکم دیا کہ جلد ایک بارگاہ عالی ایسی تیار کرو کہ نظر سے سلاطین نامی کے نہ گذری ہو
اور اسکا مثل و نظیر پردۂ دنیا پر نہو کیونکہ خداوند طبیعت مجردہ نے مجھے آج شب کو عالم ظہور مین اپنا نائب خاص مقرر کیا
جب وہ بارگاہ معلے تیار ہو گئی مین اس تخت قدرت پر اجلاس فرماؤنگا جو آج شب کو میرے خداوند نے خاص میرے واسطے
اپنی قدرت کاملہ سے تیار کر کے بھیجا ہی اسکو مین بھی کل سلاطین و ارکین سلطنت کے آگے ظاہر کرونگا کہ وہ سب بھی اسکی
زیارت بزرگ سے فیضیاب ہون داروغہ توشخانہ نے جب یہ خبر حیرت افزا سنی نہایت متحیر ہو کر دربار سے چلا آیا اور حسب الحکم
جمشید کے ایک بارگاہ عالی جاہ نہایت زیب و زینت کی وسیع اور ایک بارگاہ مختصر اس بارگاہ کے شامل نہایت خوبصورت
اور خوش قطع تیار کی اور ان دونون بارگاہون کو فرش اور شیشہ آلات و قندیل و قمقمہ طلائی و نقرئی اور آئینہ ہاے حلبی
اور قالین ریشمی وغیرہ سے خوب آراستہ کیا جب وہ بارگاہین تیار ہو گئین تمام لشکر مین یہ خبر مشتہر ہو گئی کہ آج خداوند طبیعت
مجردہ نے جمشید کو نیابت کا عہدہ مرحمت فرمایا ہی چنانچہ اسی خوشی مین جمشید نے جشن جمشیدی نہایت اہتمام و انتظام
سے انھین بارگاہون مین کیا قصہ کوتاہ بعد آراستہ ہونے بارگاہون کے جمشید پلید نے تخت نیابت خداوندی پر جسے
تخت قدرت کہتے ہین جلوس فرمایا اور لشکر نکبت اثر مین نقارہاے شادمانی کے بجانے کا حکم دیا ہر طرف مبارکباد کے نعرے

بلند ہوے اور جمشید لعین بھی لباس و پوشاک پر زر تکلف زیب جسم کرکے اور جواہرات بیش بہا سے خوب آراستہ ہوکر نہایت
جاہ و تجمل سے تخت قدرت پر بیٹھا سرداران لشکر و افسران فوج اس خبر فرحت اثر کو سنکے حاضر بارگاہ عالی ہوے نجاشی لعین سقطلی
وغیرہ سرداران و رفیق و یار قدیم جمشید کی خدمت میں تجرہ گاہ سے آداب شاہانہ بجالائے اور دیکھا کہ آج جمشید لباس
جواہر نگار زیب جسم کیے عجب شوکت و شان و نہایت غرور و نخوت سے تخت قدرت پر بیٹھا ہوا ہے وہ سرداران لشکر اس تماشاے
عجیب کو دیکھکر نہایت متحیر ہوے کہ یہ آج عجیب و غریب معاملہ دکھائی دیتا ہے لیکن اسکا کچھ سبب معلوم نہیں ہوا ہم نے
خود کبھی ایسی نخوت و غرور سے اس پلید کو نہیں دیکھا آج یہ نیا معاملہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جمشید ایسی آراستگی کو کام
میں لایا ہے یقین واثق ہے کہ کوئی امر تازہ پیش آیا ہے الغرض جسوقت سرداران لشکر مجرہ و سلام سے فارغ ہوے اور نذرین
گذران چکے جمشید پلید نے کل حاضرین دربار کی طرف مخاطب ہوکر بآواز بلند کہا اے یاران دمساز قدیم ہمارے و اے
بندگان خداوند طبیعت مجردہ تم اسوقت کیا بنظر استعجاب دیکھ رہے ہو اب تم میری طرف متوجہ ہو اور خوب بنظر غور دیکھو
اور جو میں کہوں اسکو بگوش ہوش سنو اول سوال یہ ہے کہ تم سب صاحبون سے ہے کہ تم سب حاضرین بارگاہ راست راست
بلا رو و رعایت کہو کہ میں تم سب صاحبون کے ساتھ آج تک ہر طرح کی رعایات و مرحمت سے پیش آیا ہوں اور ہر ایک امر میں
تمہارے مدارج و مراتب کو ملحوظ خاطر رکھا ہے یا کوئی امر خلاف مجھ سے تمہاری نسبت سرزد ہوا ہے جب یہ کلمات جمشید پلید کے
سب حاضرین بارگاہ سے بیان کیے سب نے باتفاق کہا کہ آپنے ہم سب سے سراسر سلوک نیک کیا اور ہم آپ کی بخشش
وکرم کا کہانتک شکریہ ادا کرین آپکے ممنون احسان ہیں اور جب تک ہمارے تن میں جان ہے ہم جان و مال سے حاضر ہیں کسی امر
میں عذر نہ کرینگے اور بعد حمد اس سگ خارشتی کی تعریف و توصیف کی پھر جمشید نے نجاشی سے پوچھا کہ ای ملک حبشہ
تم میرے رفیق قدیم ہو تمکو بخوبی یاد ہوگا کہ ہمیشہ مذہب و ملت کے بارے میں کیا کہا تھا نجاشی نے کہا تم نے اکثر کہا کہ صانع
حقیقی کل کائنات کا خداوند طبیعت مجردہ ہے اور ہر شی طبیعت سے خلق ہوتی ہے لیس ہر ایک شی کو مخلوق اور ہر ایک کی
طبیعت کو خالق تصور کرنا چاہیے اور حسب عقیدہ طبائع مختلفات مخلوق ہیں وہ سب طبیعت مجردہ کی ذات و کرشمہ قدرت سے ہیں
جمشید بولا آفرین ای بندۂ خاص خداوند تو نے نہایت درست اور سچ کہا اور اس عبارت کو نہایت فصاحت سے ادا
کیا اور میرے مطلب کو خوب سمجھ گیا بندۂ عاقل و صاحب فہم و ادراک اسی کو کہتے ہیں ای بندۂ خاص تو خوب جانتا ہے
کہ خداوند طبیعت مجردہ بسبب لطافت ذات اور صفائی جوہر خداوندی کو اپنے بندون کی نظر میں جلوہ گر بظاہر نہیں کر سکتا
تھا اور آج تک بندگان خداوند طبیعت مجردہ و مقلدان ملت خداوند صفت خداوند نادیدہ بیان کرتے تھے کسی بندہ کی نظر میں
جمال خداوندی جلوہ گر نہیں ہو سکتا تھا لہذا خداوند نے یہ خیال کیا کہ ایسی ذات لطیف کے واسطے جلوہ گری بھی ضرور ہے
اور عالم ظاہری میں بھی ایک نائب مثل خداوند رہنا ضرور رہا ہے اور خداوند ہمیشہ اپنے نائب کے جسم ناپاک میں حلول کیا
کرین کہ بندگان خداوند بنظر ظاہر جلوۂ خداوندی کو معائنہ کرین ہر چند اصل ذات خاص خداوند پوشیدہ ہی رہیگی لیکن

پھر یکایک سیقدر یہ توافگن ہوگی اور شان خداوندی ضرور نظر آئیگی چنانچہ کل شب کو بعد گذرنے نصف شب کے مجھپر سانحہ
گذرا کہ ایکبار ذات خداوندی نے میرے جسم ناپاک میں حلول فرمایا اور الہامات ہوئے کہ میں سب کو بیان نہیں کر سکتا
اسواسطے کہ وہ امور قیاس بشری سے خارج ہیں اور نہ انکے سمجھنے میں عقل کو دخل ہے اسوقت میرے قلب جگر دونوں
بھی گواہی دیتے ہیں کہ جوہر ذات خداوندی ہوں یعنے طبقات زمین و آسمان سب میری نظروں میں آئینہ ہو گئے ہیں
اور کل حیوانات بری و بحری پیش نظر ہیں اور تمام نباتات و جمادات کا حال مجھپر آئینہ ہے بلکہ یہ سب مجھسے گویا ہوتے
ہیں اسے حاضرین دربار میں عالم خواب میں یہ دیکھتا تھا ناگاہ ایک شی مثل ضیائے الشمس الیمنی مجھپر ظاہر ہوئی کہ
اسکی ضیا سے آنکھیں میری خیرہ ہوگئیں بعد اسکے ایک آواز غیب سے آئی گویا کوئی کہتا ہے کہ اے جمشید فرزند خاص
خداوندی بچشم غور دیکھ یہ روشنی جمال جوہر ذات خداوندی ہے جسکو تو خداوند طبیعت مجردہ کہتا ہے اور وہی تیرا خالق
ہے جسوقت میں نے یہ آواز سنی اور اس کرشمۂ خداوندی کو دیکھا میرے حواس خمسہ بجا نہ رہے اور محویت طاری ہوئی آخر
عالم میں سجدہ کو جھکا اس عرصہ میں پھر وہی آواز میرے کان میں آئی پھر میں نے سر نیاز اپنا اُسکے آستانۂ بارگاہ پہ
جھکایا غرض اسیطرح سات بار وہی آواز میرے کان میں پے درپے آئی اور میں ہر بار ہر آواز پہ سجدہ کو جھکا بعد اسکے پھر
آواز آئی کہ اے جمشید پلید تجھے مبارک ہو یہ مژدہ جانبخش کہ آج ہمارے جوہر ذاتی نے تیرے قلب کو اپنے نور قدم
سے روشن و منور کیا اور اس جسم خاکی میں جوہر ذاتی ہمارا حلول کر آیا اور تجھکو ہمنے اپنے تفضلات خداوندی سے عہدہ نبوت
مرحمت فرمایا اب تجھے چاہیئے کہ مثل ہمارے عالم ظہور میں خلائق کو ہدایت نیک کر اور ہمارے بندگان خاص جو کہ بصدق
دل تجھے سجدہ کیا کریں اور تیرے فرمانبرداری سے کبھی کسی حال میں باہر نہوں اور تجھے بہشت خاص خداوند سمجھیں انکو
بہشت عنبر سرشت عطا کرنا اور جو کہ ہمسے منحرف اور تجھ سے خلاف ہوا اسکو داخل جہنم کرنا اور بعذاب سخت ہلاک کرنا جبکہ
وہ اپنا اعتقاد درست کر کے درگاہ خداوندی میں توبہ کریں اور تجھکو اپنا خداوند سمجھ کے پاک دل سے سجدہ کریں سب
گناہ اُنکے بخشدینا اور اُنکو فوراً جہنم سے نکال کر داخل بہشت کر دینا اے فرزند تو اپنے یاران دمساز و آشنایان و ابنائے
و تابعان قدیم سے کہدینا اور تاکید کر دینا کہ وہ بجائے خداوند طبیعت مجردہ تجھے اپنا خداوند طبیعت مجردہ سمجھیں اور اسیطرح
مجھے سجدہ کرتے ہیں اسی طرح تجھے وہ سجدہ کیا کریں بس اے حاضرین دربار خوب غور کرو اور خوب اس بات کو سمجھو کہ
طبیعت مجردہ نے میرے معرفت کے واسطے اپنے بندگان خاص و مطیعان قدیم کو تاکید کی اور ہدایت صریح ہوئی کہا
کہ وہ بجائے خداوند طبیعت مجردہ تجھے اپنا خداوند سمجھیں اور اب بجائے خداوند سجدہ بھی تجھی کو کریں اور کہا
کہ یہ ہمارے لیے باعث خوشی کا ہوگا اور جو شخص ہمارے بندگان خاص سے اس ہمارے فرمان کو بجا نہ لائیگا
یا کسی طرح کی حجت کو دخل دیگا اُسے ہم بلا پرسش اعمال فوراً داخل جہنم کرینگے اسواسطے اے حاضرین بارگاہ تمکو آگاہ کرتا ہوں
کہ طبیعت مجردہ نے میری معرفت سے اپنے بندگان خاص کو پیام دیا ہے تمکو چاہیئے مجھے مظہر ذات خداوندی

تصور کرو اور خاص نائب و رسول خداوند طلبیعت مجردہ سمجھو اور جو مین کہون اُسکو صحیح جانو اور جو کچھ تمکو اپنے خداوند سے
کہنا ہو وہ ہم سے کہو اور ہمکو سجدہ کرو کبھی خداوندکی کسی طرح نافرمانی مت کرو تاکہ تم اپنے اعمال و کردار کے مکافات سے رستگار
ہوا ہی بندگان خاص و مقربان با اختصاص مژدہ باد کہ خداوند نے تمھارے لیے مرتبۂ اعلی اور مناصب برتر و بلند مقرر کیے ہین
اور بہت جلد وہ مراتب جلیل ظہور مین آنے والے ہین تم دو ہی چار دن مین اپنی آنکھون سے خود مشاہدہ کروگے کہ خداوند
نے کیسے کیسے اپنے کرشمے ظاہر کیے خداوند طلبیعت مجردہ ہمارے لشکر کے گرد و نواح مین ایک باغ جنت نظیر اور ایک عمارت
قصر مثل دوزخ واسطے اپنے بندون کے ظاہر کریگا کہ جو جیسا بندہ ہمارا کرے اُسکی جزا اور سزا اول یہین ہوجاوے اور مجھے حکم
خداوند کا یہ صادر ہوا ہی کہ تو ہمارے بندون کو کرشمۂ قدرت خداوندی اور مقدرات ہر ایک خاص و عام کے جو جسکے تقدیرات
مین مندرج ہوچکے ہین دکھلاوے اور جو مطیعان و پیروان ملت و مذہب ہمارے ہین وہ بعد مرگ بھی باغ بہشت عنبر سرشت
مین مقیم رہینگے اور جو نافرمانی کرنے والے ہین وہ طبقات جہنم مین بھیجے جاینگے اور انواع و اقسام کے عذاب سخت اُنپر ہونگے
چنانچہ اسی واسطے مین بھی اپنے بندون کی تکلیف کو روا نہین کرتا کہ خوب مین اپنی قدرت سے سمجھے ہوے ہون کہ میرے بندون
سے اسقدر محنت شاقہ نہوسکیگی وہ لائق تحمل اسقدر بار کے نہین ہین لہذا مین نے اپنے بندون کو ہر طرح کی آزادی دی ہی اور
کل افعال نیک و بد کو اُنپر حلال و مباح کردیا ہی جس فعل کو وہ چاہین اختیار کرین اور موافق خواہش دل مین لائین یہانتک
کہ شراب و کباب کا استعمال اور زنا و لواطہ عورتون سے کہ حرام مطلق ہین جائز ہی لیکن اتنا خیال رہے کہ رضامندی شرط ہی اے
بندگان عقیدتمند یاد رہے کہ مین ایسا خداوند نہین ہون کہ اپنے بندون کو کسی فعل و آئین کا پابند رکھون اور لذت دنیا
دون سے بھی وہ بیچارے محروم رہین جیسا کہ خداے نادیدہ مسلمانون کا ہی مین بھی حکم و احکام سخت جاری کردون یہ مجھ سے
نہوگا مجھ مین سواے کرم و بخشش کے سختی و بیرحمی تو ہی ہی نہین اے بندگان خاص دیکھو خداوند نے مجھے بظاہر اپنا نائب
و جانشین کردیا ہی اور عہدہ نیابت مقرر فرمایا مجھے اسقدر اعزاز عنایت فرمایا ہی کہ ایک تخت قدرت اور اسپ قدرت اور
ایک شمشیر قدرت و گرز قدرت اور سامان و جلوس بھی مع عزت اور منزلت کے عطا فرمایا ایک روز وعدہ بھی کیا ہی یقین ہی
کہ دو ہی چار روز کے عرصے مین اُسکا ظہور تم سب کے روبرو ہوگا اور اشیاے قدرت پردۂ غیب سے تم سب بندون کے
سامنے مجھکو عطا ہونگے اور روبرو سب کے پاینگے اور تمکو بھی اُسکی خداوندی و قدرت کا حال بخوبی معلوم ہوجائیگا اُسوقت مین بقدرت
خداوندی دوستون کو نہال اور دشمنون کو پامال و ذلیل کرونگا یعنے جسپر میرا قہر بسبب نافرمانی اور سجدہ نہ کرنے کے نازل ہوگا
اُسے آتش دوزخ مین جلنا ہوگا اور جو لوگ میری اطاعت کرینگے وہ مستحق مراحم و الطاف خداوندی ہوکر بہشت عنبر سرشت مین
منازل اعلی پاینگے اے بندگان راسخ الاعتقاد و کامل الایمان خداوند کا وہ دوست دینی ہی کہ خداوند کو سجدہ کرے اور اُسکی
اطاعت کو بدل و جان قبول کرے اور بندگی بجالائے اور دشمن وہی ہی جو خداوندکی نافرمانی کرے اور سجدہ کرنے سے انکار
کرے پس تم سب بخوشی دل اپنے خداوند کی اطاعت کرو اور اُسکے سجدہ کرنے مین غفلت نہ کرو پھر تم بیخوف و خطر آرام کرو طرح

کے لطف اُٹھاؤ اور بخشش و انعام کے امیدوار رہو وہ ایسا خداوند ہے کہ تم سب دوستون کو اپنے کرم سے سرفراز فرما کر بمناصب و مراتب اعلیٰ سے ممتاز فرمائیگا اور بعد مرگ بھی اپنے بندون کو گناہان گذشتہ سے نجات دیگا مین وعدہ کرتا ہون اسی طرح بندگان منافق وبیخبر طریقت کو خواہ وہ کسی مرتبہ و منزلت کے ہون اور کیسی ہی قدرت و اختیار رکھتے ہون اور با شوکت و جاہ ہون لیکن اُنپر ہمیشہ اپنا قہر و غضب نازل کریگا اور سانجام کار بدترین عذاب سے ہلاک کریگا بس حکایات مین بیان کر چکا اب تم بتاؤ کہ تمہاری فہم مین آیا یا نہین اور خوب سمجھ گئے یا ابھی کچھ باقی ہے اور جسکو کسی طرح کا شک اسمین ہو وہ بھی بیان کرے کہ ابھی مین جواب دے سکتا ہون اور بخوبی سمجھا بھی سکتا ہون ابھی ایسی گستاخی لائق سماعت نہین ہے بعد اسکے جو کوئی منحرف ہوگا تو وہ مورد عتاب خداوندی ہوگا۔ اب تم مجھے سجدہ کرو اور اپنے خداوند کو بخوبی پہچانو اور ایمان لاؤ۔

دربار عام مین جمشید خود پرست کا ہر ایک بادشاہ بدکیش کو ترغیب سجدہ و طاعت دینا اور نصائح وپند جمشید سنکر ہر شخص کا محو حیرت ہونا اور بکمال استعجاب جمشید کو دیکھنا
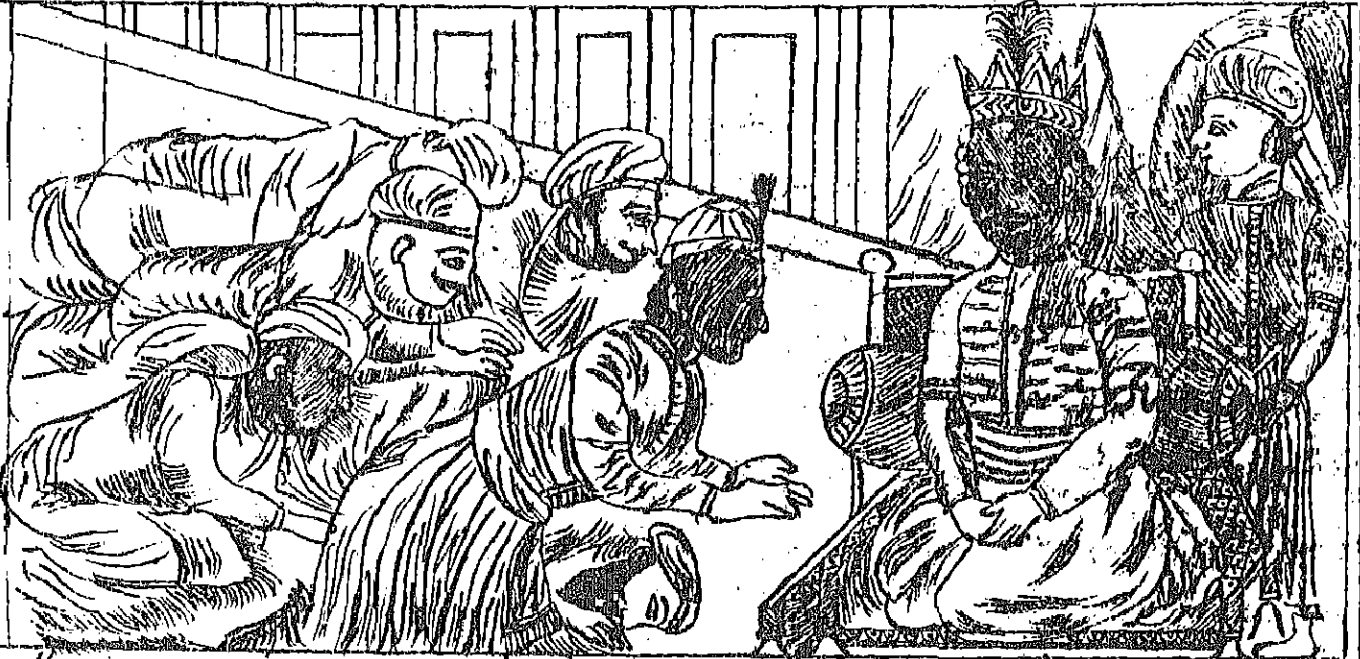
وقصہ کوتاہ جسوقت سرداران لشکر نے یہ عبارت طویل اور روایت حیرت افزا جمشید لعین کی زبان سے سُنی ہر ایک محو حیرت ہوگیا اور عالم سکوت مین ہر شخص جمشید کی صورت بحیرت دیکھنے لگا اور ہر شخص دل مین سمجھا کہ اب بجز بجا آوری احکام جمشید کے کوئی چارہ نہین ہے اور نہ کوئی صورت انکار یا مفر کی دکھلائی دیتی ہے ناچار و مجبوراً تمام پہلوانان و افسران لشکر نے متعلقین اُس لعین بے دین و بد آئین کو سجدہ کیا اور دیر تک سجدے مین رہے بعد اسکے جمشید پلید نے کہا اے بندگان

راسخ الاعتقاد تمھارا سجدہ درگاہ خداوندی میں قبول ہوا اب سب اپنا سر نیاز اٹھاؤ دیکھو کہ جو ہماری طرف سے نزول رحمت ہے کہ جسوقت منجانب وہ بے دین مستقطی و ارجاس مردار خوار وغیرہ سلاطین و امرا نے سر سجدۂ ابلیس پلید سے اٹھایا بس عجیب طرح کی مفرح قلب خوش اُنکے دماغوں میں آئی ہر ایک کا لباس جسم معطر ہوگیا اور اُس بوے خوش سے ہر شخص کو حیرت ہوئی کہ خلاف معمول آج جمشید کو یہ قدرت کسطرح حاصل ہوگئی کہ جو ہماری فہم و عقل میں نہیں آتی اسقدر عرصہ ہوا کہ ہم لوگ روز دربار میں آتے لیکن کبھی ہمنے ایسی بوے خوش نہیں سونگھی اور نہ ایسے کلمات حیرت انگیز سنے اس معاملہ میں ہماری عقل حیران ہے یہ کیا اسرار ہے راوی کہتا ہے کہ غلامان ختا و جادو سے ایک غلام ساحر اُس صحبت میں حاضر تھا اُس غلام نے بزور علم سحر اُس بوے خوش سے تمام بارہ دری کو معطر کر دیا تھا تاکہ جمشید کا کرشمۂ خداوندی تصدیق ہوجاوے اور سب حاضرین دربار معتقد ہوں قصہ مختصر جمشید نے ضار منکوس منحوس کی طرف مخاطب ہوکے کہا ہے ضار منکوس منحوس ہرچند کہ تو میرا استاد و معلم قدیم ہے اور مجھے ہر طرح سے تیری خاطر و مدارات اور اعانت بدل منظور ہے لیکن مراتب و مناصب جو اسوقت مجھے تجھ سے حاصل ہوے ہیں یہ خداوند طبیعت مجردہ کی خاص عنایت و رحمت سمجھنا چاہیے کہ خداوند طبیعت مجردہ نے مجھے اپنا فرزند و نائب مقرر فرمایا اور تم سب بندوں کو میری طاعت اور سجود کے واسطے معین و مامور کیا ہے اے ضار منکوس منحوس تجھے کیا تحیر و استعجاب ہے کہ تو خاموش بیٹھا ہے اور ہر ایک کا منھ تک رہا ہے تجھے چاہیے کہ جلد سجدہ کر اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تو میرے خداوند سے بیزار ہے یا شاید تجھکو کسی طرح کا میری خداوندی میں شک ہے جو تجھے شبہ ہوا اُسے جلد نکال ڈال مجھے خوف ہے کہ تو کہیں مورد عتاب و عذاب نہو جاے ضار منکوس نے کہا اے جمشید مجھکو تعجب ہے قبل میں کبھی ایسے کلمات کہ جن سے حیرت ہو میں نے نہیں سنے نہیں معلوم کیا راز ہے کہ تو آج بخلاف اپنی عادات سابق کے کیا کیا سخنان حیرت انگیز کہتا ہے کہ جو قیاس میں نہیں آتے یہ کیا قصہ ہے اے جمشید میری راے میں یہ امر دو حال سے خالی نہیں یا تو تجھکو مرض مالیخولیا و ذہنا عارض ہوگیا کہ جسکے سبب سے تو اس نوبت کو پہونچا ہے کہ بے اختیاری میں سخنان فضول و بے موقع بکتا ہے یا واقعی خداوند طبیعت مجردہ نے ذات خاص اپنی قدرت و تجلیات قدرت نے تجھ میں حلول کیا اور ولی عہد کے عہدے سے تجھکو سرفراز و ممتاز فرمایا اور جو تو بیان کرتا ہے سب درست اور بجا ہے کہ خداوند نے گرز قدرت و شمشیر قدرت سے بھی سرفراز و ممتاز فرمایا اور بہشت و دوزخ تجھکو دینے کا وعدہ کیا اور انتظام عالم کا تیرے اختیار میں دیا اب یقین ہے کہ موافق تیرے قول کے ظہور میں آوے قدرت خداوند کو سب طرح کی ہے جو چاہے وہ کر سکتا ہے کیا عجب ہے کہ وہ ویسا ہی کر دے اسکو اسی طرح منظور رہا ہو قدرت خداوندی سے بعید نہیں ہے جسکے واسطے جو کچھ چاہے چشم زدن میں کر دے تو تو ایک بادشاہ ہے یہ حال تیرا اے جمشید نہیں رہیگا بہت جلد ظاہر ہو جائیگا اسوقت تیرا بھی سچ جھوٹ معلوم ہو جائیگا لیکن واہ کیا مرحمت و عنایات خداوند طبیعت مجردہ ہے کہ خداوند نے تجھکو اتنا بڑا عہدہ جلیل بخشا کہ نہ اسکے ... اس سے زیادہ اور کوئی عہدہ میرے خیال میں نہیں آتا مگر ہاں ایک کمی البتہ پڑیگی کہ یہ عہدہ کے واسطے علامت کا ہونا بھی ضرور ہے کہ اس علامت کو لوگ خود ہی دیکھ کے تجھکو سجدہ کرینگے اور میرے کہنے کو یقین

جانینگے پھر کچھ تاکید کرنے کی احتیاج نہیں بندگان خاص خود ہی تجھکو خداوند اپنا سمجھینگے بلکہ تمام عالم تجھکو سجدہ کریگا اور
مجھے بھی سجدہ کرنے میں عذر نہوگا۔ الغرض یہ دونوں بے ایمانوں نے باہم بیٹھکے مشورہ کیا پس عمار منکوس منحوس نے
جمشید سے کہا تھا کہ تو اول اس طرح کی باتیں کرنا اور میں اُسکے جواب میں رد و قدح کرونگا جب میرے اور تیرے بیچ سبب
گفتگو ہو چکے تو حاضرین دربار سے کہنا ایہا الناس آج کی شب میں تمھارے سامنے اپنی ذات کی طرف رجوع کرونگا تم
میری خداوندی کا کرشمہ دیکھ لینا بعدہ تم کو اختیار ہے القصہ جمشید نے اُسی رات کو ایک محفل بطور جلسہ عام مقرر کی اور
اُسکو خوب آراستہ و پیراستہ کیا اور حاضرین محفل کے سامنے کچھ ایسی حالت بنائی کہ جس سے سراسر محویت ثابت
ہوتی تھی اور پھر اُسی محویت میں کھڑا ہوگیا اور عجیب و غریب حرکات عمل میں لایا منھ میں کف آنے لگا آنکھیں سرخ
ہوگئیں اور کہا اے فرزند رشید اے ولیعہد خداوند آگاہ ہو کہ خالق کل اشیا میری ذات خاص ہے اور فی الحال میں نے
بقدرت جاودانی تیرے جسم خاکی میں حلول کیا ہے اور تجھکو بجاے خود مسجود خلائق کردیا ہے کہ اس عالم ظاہری میں بھی خلق
میری قدرت خداوندی کا جلوہ دیکھکے بہرہ مند ہوا ہے فرزند جو شخص بندگان خاص سے ہماری بعد دل سجدہ کرے
اور تیرا دل و جان سے فرمانبردار رہو اُس بندہ نیک ذات کو بہشت بریں میں جگہ ملیگی اور یہ میرا نائب خاص بھی وعدہ
بہشت دینے کا کریگا اور ہمیشہ لطف الطاف و مراحم خداوندی اور عطایاے دولت و حشمت بندگان خاص نیک عقیدہ
و مطیعان دولت پر رکھیگا اور دشمنان و انحراف کنندگان خداوند سے ایسا بیزار رہوگا کہ بلا پرسش اعمال داخل جہنم
کریگا اور طرح طرح کے عذاب و عقاب میں گرفتار کریگا اور بدترین عذاب سے ہلاک کریگا چنانچہ اسی واسطے خداوند نے بتقاضا
مجرد صفت طبقات دوزخ اور بہشت عنبر سرشت کو بھی اسی عالم ظاہر میں مقرر کیا ہے تاکہ دشمنان خداوند کو نار جہنم میں
ڈالیں اور دوستان نیک عقیدت و بندگان خاص کو بے حساب داخل جنت کردیا جاے اور اے فرزند تیرا اُستاد
بدنہاد و بد اعتقاد و بانی فساد ابھی تک تیری خداوندی کا معتقد نہیں ہوا اور نہ ایمان لایا شاید وہ کوئی نشانی و علامت
خاص کرشمہ خداوندی کے دیکھنے کا مشتاق ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زیادہ تیرہ درون و سیہ قلب ہے کیا مضائقہ ہے تیرا کچھ بگڑا
نہیں مگر تو اُس بد اعتقاد کو کسی طرح بُرا نہ کہنا اسواسطے وہ مستحق ملامت نہیں ہو سکتا کہ وہ بھی تو ہمارے فرزند ولیعہد جانشین
کا اُستاد ہے اور ذات اُستاد بھی برابر خدا کے ہے سجدہ کرنا اُستاد کو واجب ہے اور تعلیمی کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے فرزند کا گوشت
اُسکے گوشت کے اندر جاتا ہے اور تمام جسم جسم سے مس ہوتا ہے اور اُس فرزند خداوندی کے گوشت سے نزول آب رحمت
الٰہی ہوتا ہے پس وہ بھی لائق اعزاز و احترام ہے اور جو کچھ کہ وہ براہ نصایح کہتا ہے خالی از مصلحت نہیں ہے پس ضرور ہوا کہ
اُسکے بیان کو بدگمانی و بے اعتقادی پر محمول نہ کرنا چاہیے کسواسطے کہ اُسکے فحواے کلام سے یہ امر مترشح ہے کہ کوئی امر
ظاہری اور جلوۂ خداوندی کی علامت کا ہونا بھی واجب و لازم ہے اور یہ بھی وہ سچ کہتا ہے کہ جب اُس علامت خداوندی
کو خلائق دیکھیگی ضرور اعتقاد لائیگی کچھ اُس سے تاکید اور تنبیہ کرنے کی ضرورت نہ رہیگی ایسا ہی کوئی بد اعتقاد ہو جسکو

دیکھنے اس علامت خداوندی کے معتقد ہو جائیگا کچھ حاجت فہمایش و تاکید کی نہ رہیگی از خود ایمان لائیگا یہ وجہ ہی کہ جو ہم بھی
تیرے استاد بد نہاد کو چاہتے ہیں مگر ہم بھی موافق تیرے استاد کے کہنے کے ایک داغ محبت اور تمنا سے فرزندی و
ولیعہدی اپنی قدرت کاملہ خاص سے اسی وقت تیری پیشانی ظلمانی پر ظاہر کیے دیتے ہیں بمجرد دیکھنے اس داغ خداوندی
کے تمام مخلوق ہماری خود بخود تجھے سجدہ کریگی لیکن یہ تجھے بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ اس داغ کو بغیر کسی کار ضروری اور مشکل سخت
کے ظاہر نہ کرنا اور نہ کسی کو دکھلانا بلکہ ہمیشہ عمامہ کے نیچے پوشیدہ رکھنا یہ بھی واضح رہے کہ خدار حیا و نابکار لقا جمشید لعین و
بے دین کو اس معاملہ خاص مین یہ ہدایت کی تھی کہ جس شخص کو تو ایکبار داغ پیشانی دکھلا دیگا ایک ہفتہ تک اس شخص کو مکرر
داغ دکھلانا اسواسطے کہ اثر اس داغ کا اسکے دل پر بحال و قائم رہیگا اور جو خلاف اسکے کریگا تو پھر عقل سحر مین نقص پیدا
ہو جائیگا اس باعث سے جمشید پلید ہر کس و ناکس کو اپنا داغ پیشانی کبھی دکھلاتا نہین تھا اور زبانی آدمیون کو
اطاعت کی ترغیب دیتا تھا اور سمجھاتا تھا بعد اس مکر و تزویر کے جمشید پلید مکار و دغاباز اس حالت و حیرانی دیوانگی
مین عجیب طرح کے کلام واہی و بے انتظام تادیر بکتا رہا اور انواع و اقسام کے حرکات کرتا رہا اور حاضرین جلسہ عالم سکوت
مین حیرت زدہ یہ تماشا دیکھ رہے تھے لیکن کسی کو مجال سخن نہ تھی مجبور جو وہ کافر کہتا تھا سنتے تھے اور جمشید پلید کی کیفیت
تھی کہ گاہ سکوت مین اور کبھی بیہوش تھا لیکن دانستہ بسبب حرکتین کر رہا تھا کبھی اٹھ کر ضار رسنکوس کے سراپا کو بنظر
غور دیکھتا تھا اور کبھی از خود قہقہے مارتا تھا اور کف پاے ضار رسنکوس کو آنکھون سے ملتا تھا اور کبھی داڑھی ضار رسنکوس
منحوس کی زور سے پکڑ کے تمام صحن بارگاہ مین کھینچتا پھرتا تھا اور ایسے جھٹکے دیتا تھا کہ طبیعی کا حال غیر ہو جاتا تھا اور شدت درد
سے روح نکلی جاتی تھی جب زیادہ حالت اس ملعون کی غیر ہوتی تھی تو اسے چھوڑ کے اپنا دست کاٹتا تھا اور
انگشت بدندان بصورت تصویر ایک طرف کھڑا ہو رہتا تھا گاہ نجاشی وغیرہ سلاطین و دیگر حاضرین دربار کو نظر قہر سے
دیکھتا تھا وہ بیچارے خوف سے کانپنے لگتے تھے اور آنکھین بند کرکے سر نیچا کر لیتے تھے الغرض جمشید لعین اسی طرح کی حرکات
مین مصروف تھا یکایک نجاشی سے پوچھا او شاہ حبش کبھی اور بھی صاحبقران خود پرست کی ایسی حالت دیکھی تھی جس طرح اب تم
دیکھ رہے ہو اسواسطے کہ تم نہایت عقیل و صاحب فہم و فراست و ادراک ہو سچ کہو اور تم صاحبقران خود پرست کی خدمت مین
بہت رہے ہو اور ہر ایک طرح کی صحبت خلوت و جلوت مین بھی شریک رہے ہو تم سے زیادہ کون ان حالات سے ماہر ہوگا اور
طرفہ یہ کہ ہمارے ہم مذہب و ہم مشرب بھی ہو جو کچھ تم جانتے ہو دوسرا نہین جان سکتا نجاشی نے دل مین کہا اور غضب ہوا
اسوقت اس قرمساق نے ایسی بات پوچھی ہے کہ جسکا جواب نہین دے سکتا اگر مین اس لعین سے خلاف کوئی بات
کہتا ہون تو یہ مردود اور زیادہ برخاستہ ہوگا اور اسوقت اسکا بدمزاج ہونا ستم ہوگا اور لطف یہ کہ اشارے طبیعت سے
بھی تو آگاہ نہین ہون خیر ہرچہ بادا باد لیکن اب چاہیے کہ ہم اسکے مزاج کے موافق کہین چنانچہ ایک بار ایسا ہو بھی چکا ہے
اُسی کی سزا مین آج تک گرفتار ہون اور ابھی تک اثر ہر وک کے دل سے وہ بات نہین گئی ہر وقت ملال موجود رہتا ہے

ابطال زنگی اور زنگ و ۂ زنگاری پوشش اسی وجہ سے مجھ سے جدا ہوگئے اب آج پھر وہی معاملہ ہو دیکھیے کیا ہوتا ہی کس طرح
اس ملعون کے ہاتھ سے جان بچیگی سخت حیران ہون کیا جواب دون۔ گوکیم مشکل وگرنہ گوکیم مشکل یہ سوچ کر خمار سنکوس
کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کیون جناب حکمت مآب آپ نے بھی بخوبی بچشم غور ملاحظہ فرمایا واقعی امر تو یہ ہی کہ ہمنے تو کبھی
ایسا واقعہ صاحب قران خود پرست سے واقع ہوتے نہین دیکھا اور نہ کبھی ایسی حالت کسی سے سنی آج قلب ماہیت
ہوگئی یہ معاملہ تو ہمکو خالی از اسرار معلوم نہین ہوتا بلکہ عجب نہین کہ آج کل مین کوئی کرشمۂ خداوندی ظہور مین آجاوے
بلاشبہ وشک کوئی نہ کوئی اسمین راز ہے اور یہ بھی عجب نہین کہ صاحب قران مین کسی شے نے حلول کیا ہو اس عرصہ مین جمشید
نے آنکھین کھول دین اور کہا اے بندگان خاص خداوند سجدہ کرو اور اے گنہگاران ناپکار سجدہ کرو بس اس کلام جمشید
لعین کے سنتے ہی سب اہل دربار سجدہ کو جھکے ادھر جمشید نے عمامہ کو اونچا کیا اور اس داغ پیشانی ظلمانی کو حاضر
جلسہ کو دکھایا۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ داغ پیشانی جمشید بوجہ مالش روغن سحر کے اسقدر سفید ہوکر چمکتا تھا کہ جسطرح
تازہ چمکتا ہو جیسے ہی سب حاضرین دربار کی اسپر نظر پڑی آنکھین خیرگی کرنے لگین یہ دیکھکے تمام حاضرین دوبارہ سجدہ
کو جھکے اور سبھون نے کہا اے خداوند برحق تحقیق خداوند ہو اور ہمارا کرشمۂ خداوندی اور نیابت خداوندی برحق ہی
خمار سنکوس مکار نے سب سے پہلے سجدہ کیا اور کہا الحق یہ جلوۂ خداوندی ہے جو مین اسوقت جمشید کی پیشانی مین دیکھتا
ہون اور تمام کرشمہا سے خداوندی ظاہر ہین اب مجھکو جمشید کے خداوند ہونے مین کسی طرح کا شبہ نہین ہی اے نجاشی تو بھی
جلوۂ خداوندی کو دیکھ کہ کیا تماشا سے قدرت نظر آتا ہو نجاشی نے دوبارہ اس داغ کو بچشم غور دیکھا اور خود بھی اثر سحر
مین گرفتار ہوگیا پھر تو تمام حاضرین جلسہ کو یقین ہوگیا کہ جمشید نائب خداوند ہوگیا اور کسی طرح کا شبہ باقی نہ رہا بعد اسکے
تمام تابعین و ملازمین نے جمشید کو بصدق دل مکرر سجدے کیے ارجاس سردار غوار و ملجاس وغیرہ پہلوانان
لشکر کہ کل نشو نظر تھے وہ بھی شریک سجدہ تھے یہ خبر شدہ شدہ تمام لشکر مین منتشر ہوگئی کہ آج جمشید کو خداوند طلبیت سحر
نے اپنا نائب و فرزند مقرر کیا اور جوہر ذات خداوندی نے جمشید کے جسم مین حلول کیا چنانچہ یہ خبر اسقدر شہرت از بام
ہوگئی اور ہر ایک مقام مین ایسی مشہور ہوئی کہ اسی بات کا چرچا ہونے لگا ہر اعلی و ادنے کہتا تھا کہ جمشید نے آج
عجیب و غریب حالت و جدائی بہم پہونچائی ہے یعنے اب وہ خداوند ہوگیا قصہ کوتاہ جمشید راندۂ درگاہ لم یزلی نے
دوسرے روز پھر اپنی بارگاہ مین تخت فرمانروائی پر اجلاس کیا اور دربار کا حکم دیا اور بارگاہ کے پردے وغیرہ اٹھوا دیے
کہ ہر خاص و عام کو بخوبی تماشا دکھائی دے تاکہ وہ سجدہ کرین غرض جب منادی ہوگئی تمام خلائق جوق جوق گروہ گروہ
تماشا جمشید کی حرکتون کا دیکھنے کو آئی جمشید پلید نے پانچ روز کا جشن کیا اور کل حاضرین جشن کو سجدے کی ترغیب
دی خوب اغوا کیا اور بہکایا یہانتک کہ تین ہزار آدمی لشکر کے گمراہ و بے دین ہوے اور اس مراک کو سجدہ کیا اسی طرح
جمشید نے متواتر پانچ روز جشن کامل کیا اور اہل لشکر سے سجدہ کرایا بعد اسکے ایک روز تمام لشکر کی دعوت و مہمانی کی

اور طرح طرح کے کھانے سب کو کھلائے اور ہر ایک کو زر و جواہر حسب قدر مراتب تقسیم کیا لوگون کو انعام و خلعت ایسے دیئے کہ غربا و مساکین دولتمند ہو گئے کوئی محتاج نہ رہا لیکن اکثر لوگ لشکر جمشید مین ایسے بھی تھے کہ جنھون نے جمشید کو سجدہ نہ کیا اور بعض لوگ ایسے تھے کہ جو جشن مین نہ آئے اور نہ اس سجدے وغیرہ مین جمشید کے شریک ہوئے بلکہ خیمہ سے باہر تک نہ آئے حالانکہ وہ سب ملازم جمشید تھے اور شہرہ جمشید کی خداوندی کا بخوبی سنتے تھے لیکن کچھ خیال نہ کیا اور بہ آرام تمام اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے رہے اس جماعت مین اکثر لوگ مسلمان ہین وہ اول بھی اس مذہب الحاد کے شریک نہین ہوئے وجہ خاص اسکی یہ ہے کہ یہ لوگ علم و فہم و عقل سے بہرہ مطلق نہین رکھتے بالکل جاہل مطلق ہین یہانتک کہ نیک و بد ہین بھی انکو تمیز نہین ہے یہ سب مسلمان تو ہین مگر حبشی ہین محمد اخشید کے ساتھ بغداد سے آئے تھے اور اسی وقت سے اُن لوگون کی بود و باش ملک مصر مین ہوئی تھی اور بہت سے اخشیدی بھی تھے یعنے محمد اخشید کی اولاد سے غرض اس جماعت نے اپنے خیمہ سے حرکت نہ کی جسطرح سے بیٹھے تھے بیٹھے رہے اور ان شعبدون کو جمشید کے کچھ خیال مین بھی نہ لائے محض لغو اور بیہودہ سمجھا کیے قصہ کوتاہ چھٹے روز جمشید پلید باشارہ خنازجادو و ضارسکوس و نجاشی و نیز دیگر سرداران خاص سوار ہو کر اُس کوہ پر پہونچا جہان اُس ساحر ملعون نے وہ اسپ و تخت قدرت وغیرہ پوشیدہ تیار کر رکھے تھے جسوقت جمشید بے دین مع مردان ہمراہی قلعہ کوہ پر پہونچا اور ایک مقام پر کھڑا ہوا ہمراہیان جمشید نے چارون طرف دیکھا معلوم ہوا کہ اُس پہاڑ پر کچھ فاصلہ سے ایک باغ نہایت پر فضا تھا اور نہایت آراستہ تھا جہانتک نظر کام کرتی تھی بجز سبزہ سے پر بہار و مرغزار کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا اور چشمہاے شیرین خوشگوار روان تھے جابجا نہرین شہد و شیر کی جاری تھین خس و خاشاک کا کہین ذکر نہ تھا اس تماشے کو دیکھ کر وہ سب متحیر ہوئے اور دل مین کہتے تھے کہ اس مقام کو ہمنے بارہا دیکھا لیکن یہان کوئی درخت تک نہین دیکھا تھا باغ کیسا اور گلشن کیسا ہان ڈھیر مٹی کا البتہ تھا تھوڑے دنون مین ایسا باغ پر بہار کسطرح تیار ہو گیا معلوم ہوتا ہے برسون کا بنا ہوا ہے غالبًا اسرار کچھ سمجھ مین نہین آتا بس ہر ایک کو یہ تماشا سے تازہ دیکھکر حیرت ہوئی مگر دم بخود رہے اس عرصہ مین یکایک چند مردان عجیب الخلقت لشکلہاے مہیب قعر کوہ سے نمایان ہوئے اور ایک تخت نہایت پر تکلف جواہر نگار اور ایک شمشیر آبدار اور ایک اسپ سبز رو اور ایک گرز سنگی ہمراہی مین تھا پہلے ان مردان ہمراہی نے جمشید کو سجدہ کیا بعد اسکے کہا اے فرزند خدا خداوند تیری ذات خداوندی سے جو اشیا پیدا ہوئین حسب الحکم خداوند طبیعت مجردہ ہم بندگان درگاہ خداوند ساتھ لیے ہوئے حاضر ہوئے جمشید نے اُس تلوار قدرت کو کمر سے لگایا اور گرز قدرت کو کاندھے پر رکھا اور اُس اسپ قدرت پر سوار ہوا اور نہایت غرور و تکبر سے اُس پہاڑ سے نیچے اُترا اور نہایت شوکت و احتشام سے اپنے بارگاہ مین آیا جسقدر لشکری سلاطین وغیرہ کے وہان موجود تھے اس تماشا سے عجیب و غریب و بعید القیاس کو دیکھکر اپنے اپنے لشکرون مین چلے گئے اور سلاطین کو اس واقعہ سے آگاہ کیا حسب اتفاق اُسی روز نصرون ربیعی بکران شاہ خارجی کی ملاقات کے واسطے اُسکے خیمہ مین گیا تھا اور ابو حاکم بندۂ غرض بھی مع سیاوانان رستم توان اُسوقت بکران شاہ خارجی کے خیمہ مین بیٹھا ہوا ادھر اُدھر کا قصہ کہہ رہا تھا

غرضکہ یہ تینون والد الزنا باہم صحبت مین بیٹھے ہوے باہم گفتگو کر رہے تھے ایک جاسوس نے یہ خبر تازہ بیان کی بکران شاہ خارجی نے لنصرون ربیعی کی طرف مخاطب ہو کر کہا ای ملک لنصرون تم جانتے ہو کہ اس لشکر مین کو قسم کے آدمی ہین اسواسطے کہ تم اور معزالدین دونون پیغمبرزادے ہونے کا دعوے کرتے ہو ہر چند کہ تمھارا جدا علے نزدیک اہل اسلام کے کاذبتھا خیر کاذب صحیح تاہم باعتبار خاندان نسبت تو ایک ہی رکھتے ہو اور بکران شاہ اگرچہ براے نام مسلمان ہین لیکن دشمنان خاندان پیغمبر سے ہین اب رہا اشبوط دیلمی وہ تو خود ہی دعواے پیغمبری کرتا ہو اور پیغمبر بنا ہی ہوا ہو لیکن باوجود ان امرا کے کسی نے ان سلاطین مین سے دعواے علویت نہین کیا ہان اب جمشید کو البتہ ایسی جرات ہوئی اور اسقدر رسوخ پیدا کیا کہ وہ دعواے خدائی کرنے لگا اس بات سے اسکی صاف ظاہر ہے کہ جمشید ہمکو ضرور ایذا پہونچائیگا لنصرون ربیعی نے کہا ای ملک فی الحال زمانہ کا رنگ جیسا ہی ظاہر ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہی اور کیسے کیسے معاملات تازہ پیش آتے ہین لیکن اسے بکران شاہ مجھے تو یہ ظاہرا معلوم ہوتا ہو کہ جمشید کو آجکل کچھ خلل دماغ ہو گیا ہے جو اسنے ایسے خیالات واہی دل مین پیدا کیے ہین یعنے دعواے لغو بےسبب و بلا وجہ کرتا ہو اس سے کیا فائدہ ہو معلوم ہوتا ہو کہ اسمین کچھ نہ کچھ اسرار ہے خالی از علت نہین ہو مگر ابھی ظاہر نہین ہوتا پوشیدہ ہو بکران شاہ نے جواب دیا کہ ای لنصرون ربیعی مین نے بھی سنا ہو کہ نجاشی وغیرہ سلاطین لشکر جمشید جمشید کو سجدہ کر لیتے ہین اسمین کوئی تو سبب تازہ ضرور ہی ہوا ہوگا کس واسطے کہ مصرعہ

تا نباشد چیزکی مردم نگویند چیزہا

تعجب نہین کہ ضار منکوس نے بزور سحر کوئی شعبدہ تازہ تیار کرکے نیرنگ دکھلایا ہو اور جمشید بھی اسوقت کو غنیمت سمجھا ہو کس واسطے کہ بالفعل میدان خالی ہے کوئی پوچھنے والا نہین ہے جو چاہین کرین ورنہ یہ دعواے بے سر و پا کیا کرتے ابو حاکم نے کہا ہان یہ آپکا کہنا درست و بجا ہو لیکن ناچار ازین قصہ ہم سے کوئی کسی طرح کی مزاحمت نہین کر سکتا اگر جمشید ہمسے سجدہ کرنے کو کہیگا تو ہم یہی عذر کرینگے کہ ہمارا سجدہ معزالدین کے قتل و ہلاک پر منحصر ہو جسوقت تو اُس فساد عظیم کی بنیاد مٹا دیگا اور معزالدین کو مغلوب یا ہلاک کریگا جسکی ذات سے تمام جہان مین ایک فتنۂ عظیم برپا ہی ہم بلا عذر موجود ہین جو حکم کریگا اُسکو بسر و چشم ہم بجا لائینگے اور تیری خداوندی کو بصدق دل قبول کرینگے اور ایک سجدہ نہین یا دن سجدے کرینگے بلکہ رات دن تیرے ہی سجدون مین اور طاعت مین بسر کرینگے لیکن جبتک معزالدین مغلوب نہین ہوتا اور یہ فتنہ و فساد برطرف نہین ہوتا ہم کبھی بیٹھے ہین یہ ہمکو کیا ضرور ہی کہ ہم ابھی سے بصدق دل و صفائی نیت جمشید کی اطاعت قبول کر لین اور حلقہ بگوش ہو جائین ہان یہ ہمارا عذر ہی جب وہ جاتا رہیگا ہم بھی جو وعدہ کرتے ہین اُسکو پورا کرینگے اور جمشید کی خدائی کو بظاہر منظور کرینگے اشبوط دیلمی کو جسوقت یہ خبر پہونچی اُس احمق نے اس خبر کو سُنکے اپنے غلام و رفیقان خاص سے کہا کہ ای بندگان دیلم آج رات کو مجھپر وحی نازل ہوئی ہے خداوند دیلم نے مجھے بخوبی سمجھا دیا ہو اور آگاہ کر دیا ہی

کہ اب جمشید دعوائے خدائی کیا چاہتا ہے سرداران لشکر جو کہ عقل و فہم نہیں رکھتے بالکل بے وقوف ہیں وہ سجدہ کرینگے اور
مخلصین کو وہ بھی ترغیب سجدہ کرنے کی دیگا لیکن آخر کو اسپر خداوندکار ریا قہر و غضب نازل ہوگا کہ وہ خود بخود بلا واسطہ پیغمبر
خداوند دلیم کا مطیع و فرمان بردار ہو جائیگا تم لوگ کسی طرح اپنے دل میں اسکے اس دعوے سے اندیشہ نہ کرنا کوئی بات تردد
اور فکر کی نہیں ہے تم بخاطر جمعی تمام بیٹھے رہو ابدا اسکے یہ خبر سلطان شاہ و آذرشاہ و الکما المغو ہر نے بھی سنی یہ تینوں سلاطین
بھی اس خبر وحشت افزا سے نہایت فکر مند ہوئے اور موافق اپنی اپنی عقل و فہم کے باتیں کرتے رہے چنانچہ سلطان شاہ
نے کہا کہ یارو تم کچھ سنتے بھی ہو کہ جمشید خود پرست کیا کرشمہ کر رہا ہے اب اسکو ایسا مرتبہ ہو گیا کہ بادشاہ سے صاحبقران
ہوا اور اب تو صاحب قرانی کیسی خدائی کرنے لگا کوئی ایسا نہیں کہ جو اُس بیحیا سے پوچھے کہ ابھی تجھے رتبہ شاہی بھی تو
پورا حاصل نہیں ہوا ہے مرتبہ خدائی کس طرح سے ملگیا۔ شعر

تو کار زمین را نکو ساختی | کہ با آسمان نیز پرداختی

مگر آذرشاہ نے کہا خیر کرے مجھے آثار اچھے نہیں معلوم ہوتے دیکھیے کیا معاملہ پیش آنے والا ہے خیر کیا اس معاملہ کو کم
سمجھے ہو دیکھنا یہ فتنہ کیا قیامت برپا کرائیگا اور دیکھیے کہ کیا کیا فساد برپا ہوتا ہے ادھر لشکر فتح پیکر اسلام میں عیارات
طرار نے اس خبر بے اصل کے امیر مجاہد الدین نامدار کو مع اس واقعہ کے اطلاع دی امیر مجاہد الدین نامدار نے سرداران
لشکر سے مخاطب ہوکر کہا لو صاحب اِین گل دیگر شگفت اُس راندہ درگاہ ایزدی یعنے جمشید مردود ازلی نے بیچیارہ
مضحکہ کیا کیا شان خدا کی ہے کہ وہ کندہ ناتراش حبشی بچہ نطفۂ حرام ایسے علویت بلند کرے اور خداوند شیطان خود بنے
اور شمشیر و اسپ و تخت و گرز کو بیان کرے کہ یہ غیب سے میرے واسطے آیا ہے اور لطف یہ ہے کہ اُس شیطان کی مسخرگی
کو سب بیحیائی واقعی سمجھیں اور سجدہ کریں اس امر کو یعقوب حرانی نے سنکر عرض کیا اے امیر عالی وقار مجھے تو ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ خنار منکوس نطفۂ بے وقت کی شعبدہ بازی ہے اُسنے کوئی عمل سحر سے تازہ شگوفہ کھلایا ہے یا فسون تیار کیا ہوگا
جمشید ملعون گیدی کو ان کرشموں کو دیکھکے اسطرح کا حوصلہ پیدا ہوا ہے اور اسی پر وہ مغرور و نازاں ہے اور اس ولد الزنا
ایسا از خود رفتہ ہو گیا ہے کہ جو بات بناتا ہے بیکار و فضول بکتا ہے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیمانہ عمر اُس نابکار کا لبریز ہو چکا ہے
اب شاید کوئی دن میں داخل جہنم ہوا چاہتا ہے یعنے ابھی اُس بیحیا کو رتبہ شاہی نصیب ہوا نہیں اور مرتبہ خدائی کو پہونچ گیا پس وہ
حرامزادہ جو کچھ بکتا ہے کہ وہ کھاتا ہے آج کل میں اُسطرف اگر حضور کے اس بندۂ ناچیز کا گذر ہو گیا تو پھر اُسکی خداوندی ملاحظہ
فرمائیگا کہ کیسی قلعی کھولی ہوگی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ساتھی اسکے اس امر میں کوئی بھید ضرور ہے لیکن کب تک وہ مردود چھپائیگا
کھل ہی جائیگا حضور خاطر جمع فرمائیں بہت جلد اپنی شامت اعمال کو پہونچیگا قصہ مختصر یہ خبر وحشت اثر ایسی منتشر ہوئی کہ
لشکر شاہی میں ہر فرد بشر کی زبان زد یہی کلمات تھے کوئی کہتا تھا ہمنے سنا ہے خنار منکوس منحوس نے ایک مہرہ سحر تیار کیا کر
اور جمشید کو دیا ہے اور جمشید نے پوشیدہ اُس مہرہ کو اپنے مقام اسفل میں رکھ لیا ہے یہ سب اُسی کی کرامات ہے کوئی کہتا تھا

کہ طبیعی مردود جمشید سے اغلام کرتا ہو اور حالت حظ میں افسون اسکے اسفل میں پھونکتا ہو اسوجہ سے جمشید رویین تن
ہوگیا خدائی کا دعوے کرتا ہو غرض ہر شخص ایک روایت تو بیان کرتا ہو اور جو جسکی عقل میں آتا ہو کہتا ہو جمشید بلند بارگاہ
میں نہایت خوشی اور خرمی سے تخت پر بیٹھا جشن کر رہا ہو اور ابھی اُس بیچارے نے اپنی شکل بنائی کہ جو شخص جمشید کو
دیکھتا تھا اسکا رعب دیکھنے والے کے دل میں ایسا غالب ہوتا تھا کہ وہ شخص بے اختیار سجدہ کو جھکا جاتا تھا الغرض
لشکر جمشید میں دو چار شخصوں کے علاوہ کوئی ایسا نہ تھا کہ جو جمشید کو نائب خداوند طبیعت مجردہ نہیں سمجھتا اور سجدہ
نہیں کیا اور جنھوں نے سجدہ نہیں کیا وہ ایک جماعت مسلمانان جاہل اور وحشی خصائل اور نہ ادنیٰ و اعلیٰ تاثیر
کے دام سحر میں گرفتار ہوئے از انجملہ ایک نجاشی بادشاہ حبش بھی تھا کہ وہ بدل و جان جمشید کا معتقد و مطیع ہوگیا
تھا اور جمشید کو خداوند خاص جانتا تھا اور کسی طرح کا اُسکو شک باقی نہ تھا غرض جمشید اندر درگاہ ایزدی آتے
لشکر اور اہل لشکر سے مطمئن جب ہوچکا اپنا دعویٰ خداوندی سب پر ظاہر کرنے کا قصد کیا تھا پہلے سب سے خود وہ بھی
پیغام بھیجا اس مضمون کا کہ ای ایک دیار و ملک آگاہ ہو جب تک کہ میں بندہ طبیعت مجردہ تھا اُس وقت تک میں بھی تو
بندگی کرتا رہا اور اب تو نے بخوبی سنا ہوگا کہ مجھکو خداوند طبیعت مجردہ نے لیاقت و قابلیت دیکھکے اپنا نائب
اور فرزند خاص مقرر کر دیا ہو بلکہ مثل اپنی ذات خاص کے مجھے مرتبہ خداوندی مرحمت فرمایا ہو اور جوہر خداوندی میری
ہر رگ و پے میں داخل کر دیا ہو مختصر یہ ہو کہ خود خداوند نے بذات خاص مجھ میں حلول کیا اب مجھکو حکم محکم خداوند ہو کہ جو شخص
مجھے سجدہ کرے اور میری خداوندی کو حق سمجھے اسکو ہر ایک طرح کی بخشش و مرحمت سے سرفراز کر اور بخشش و کرم کی نگاہ
اُسپر دائم رہے اور جو بندہ ہمارا ہماری نافرمانی کرے یا ہماری خداوندی کا قائل نہو اور سجدہ نکرے اُسکا سر تن سے بذریعہ
تیغ بے دریغ جدا کر اور اُسکی لاش کو طبقات جہنم میں ڈالے اور روح نجس اُسکی ہمیشہ عذاب الیم میں مبتلا رہے تاکہ وہ اپنے
گناہ کے اعمال کی سزا کو پہونچے ان شروط میں تجھے بھی بپاس خاطر حقوق دوستی آگاہ کرتا ہوں کہ وقت مناسب و مناسب یہ ہو
کہ تو مجھے اپنا معبود دیرینہ و خالق کل اشیا سمجھے اور بصدق دل و صاف باطن سجدہ کرے کہ تیرے حق میں بہتر اور مناسب یہی ہو پھر تو
بھی تا دم آخر تمام اور باسائش و آرام ابدی کر اور باعث الطاف و مرحمت خداوندی کا رہے پھر میں کسی طرح کی تجھے تکلیف نہیں دونگا
اور تیری دولت و سلطنت سے میں متعرض ہونگا اور نہ کسی کو تجھ سے مزاحمت کرنے دونگا ہر حال میں تیرا شریک رہونگا
چاہتا ہوں کہ تو مجھے اپنا معبود سمجھ اور تمام سلاطین کے سامنے میرے آستانہ خداوندی کا نگہبان سمجھا جاوے اور ہمیشہ خدمتگاری
اپنا شعار کر دوسرا کلام میرا تجھ سے یہ ہو کہ اگر شاید تیرا ارادہ نافرمانی کرنے کا ہو تو اسکا ہمکو جواب دے اور جنگ کی تیاری کر کہ ہم
موجود سمجھ ہم ایک لمحہ دیر نہ کرینگے سب سے اول خدمت گذاری کرینگے اور یہ بھی یاد رہے کہ تجھے سزا سخت ابھی دونگا کہ
تو بھی تا قیامت یاد کریگا اور اس شروط تو اس بیان کو میرے ہرگز غلط نہ سمجھنا اور اس سلسلہ کو جاری ہوا جاننا یہ نہ سمجھنا کہ یہ فقط
تیرے ہی واسطے ہو بلکہ ایسی سب کو تکلیف دیجاویگی فقط تیرے سا ویہ قناعت ہرگز نہیں کرونگا تو دیکھ لینا کہ ابد تیرے اسطرح

پیغام اور احکامات خداوندی تمام لشکرون اور سلاطین مین جاری کرونگا ہر ایک شاہ و گدا کو تکلیف سجدہ کرنے کی دیجاویگی
جسطرح وہ قبول کرینگے خواہ با آشتی یا بغیر آشتی جہانتک قدرت خداوندی ہو اسی بارے مین صرف کیجائیگی جسطرح سے ممکن ہوگا
جملہ سلاطین کو اپنا مطیع و فرمان بردار کرونگا فی زمانہ مجھے بھی ایک کار ضروری درپیش ہو مجھے یقین ہے کہ یہ بھی معلوم
ہوگا کہ لشکر اسلام اور افسران و سرداران معزالدین کے ساتھ مجھکو عداوت قلبی ہو اور مین بیشک اُسکا اور اُسکے رفقا کا دشمن جان
ہون لہذا مجھکو پہلے اسی سے مجادلہ و مقابلہ کرکے اُسکو زیر کرنا تھا اور اپنا جلوۂ خدائی اُسکو دکھانا لیکن فی الحال عداوت و
دشمنی یکلخت مین نے دل سے اپنے نکال ڈالی لطف و کرم خداوندی عام کردیا اسکا باعث یہ ہو کہ شان خداوندی سے
اپنے بندون سے امورات دنیوی مین عداوت و دشمنی کرنا نہایت بعید ہو خداوند کو بہرحال بندون پر کرم و مہربانی کرنا چاہیے کہ
شایان خداوندی یہی ہو اور جہانتک قصور بندون سے ہون درگذر کرنا چاہیے یہ عین خداوندی ہو مگر جسوقت غریب
مجہول الاحوال یعنے معزالدین طلسم سے باہر آئیگا اسوقت اس بندۂ مغرور و منکر خداوندی کو بھی طلب کرکے احکامات خداوندی
سنائے جائینگے اگر وہ راہ راست کو شاید منظور کریگا اور آیا تو خیر اسکے حق مین بہتر ہوگا اور اگر معزالدین نے حکم خداوندی کو
منظور نہ کیا اور ایک ادنے بھی عذر کیا یا اس آستانۂ قدرت کو بصدق دل سجدہ نہ کیا تو البتہ بوجہ نافرمانی کے تم سب کے
سامنے گرز قدرت خداوندی سے اس بندۂ مغرور و متکبر کا سر نرم کیا جائیگا بعدہ اُسکو خیال ہوگا کہ افسوس مین نے کیون
نافرمانی کی جو مجھپر اسقدر عذاب سخت ہوا حالانکہ مین بندۂ خاص اور مقرب درگاہ بلکہ نظر کردۂ خداوند مشہور ہوگیا تھا اور مجھکو
خداوند نے ہزارون بندون سے مستثنے کرکے صاحب قران زمان اور زور آور دوران کردیا تھا اور منصب طلسم کشائی سے
بھی ممتاز فرمایا تھا اگر مین نائب خداوند کو سجدہ کرتا تو وہ بھی مجھے ضرور صاحبقران اور پہلوان جہان خطاب مرحمت فرماتا افسوس مین نے
کیا قصور کیا بلکہ یقین ہو کہ اس عذاب خداوندی سے اپنا منھ چھپاکے بھاگ جائیگا - الغرض جب اسطرح کا سخت پیغام اشیوط دیلم نے
سُنا دود غضب اُسکے دماغ سے نکلنے لگا اور تمام زمین و آسمان آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا اور تادیر سکوت مین سرنگون بیٹھا رہا بعد اسکے سرداران
لشکر کو مثل شنخوار و شنخوار جبار قامت و شمشال فیل گردن و گرہ گیر گرہ پیشانی وغیرہ کے کہ ہر ایک انمین سے اپنی بہادری و دلاوری
کے سامنے سام و نریمان کو طفل جانتا تھا بلوایا جب یہ سب پہلوانان نامی و گرامی آکر جمع ہوئے اشیوط دیلم نے کہا کہ ای مقلدان
طریق دیلم و ای پیروان ملت پیغمبر دیلم و پہلوانان رستم توان تمکو اسواسطے اسوقت طلب کیا ہو کہ آگاہ ہو شب کو مجھپر وحی نازل ہوئی کہ
کل جمشید مجھکو ایسا پیغام سخت بھیجیگا تو سب افسران صف شکن و پہلوانان شمشیرزن کو بلوا کر اُنسے اس بارے مین مشورہ لے دیکھ
وہ لوگ کیا مشورہ تجھکو دیتے ہین پھر دیکھا جائیگا لہذا تم سب سے یہ سوال کیا جاتا ہو کہ تم اس بارے مین کیا کہتے ہو اور تمکو مین قسم خداوند دیلم
کی دیکر پوچھتا ہون کہ پیغمبر دیلم اس ذلت و رسوائی کو کس طرح سے گوارا کریگا میرے نزدیک تو کسی طرح شایان خداوند دیلم نہین ہو
کہ جو بذات خود پیغمبر ہو وہ ایک بیدین و بے ایمان کو سجدہ کرے اور حق و ناحق اُسکا مطیع و فرمان بردار ہو جاوے اور یہ خوب
تم سب جانتے ہو اور سب پر بخوبی روشن ہو کہ جمشید بیجا بزور دولت و قوت سحر اسقدر مغرور و متکبر ہوگیا کہ وہ مرک

دعواے خدائی کرنے لگا اُسکی اطاعت کسطرح گوارا کیجاوے جب اشبوط سے یہ جملہ سب نے سنا پہلوانان لشکر نے اُسکے جواب مین کہا ای پیغمبر دیلم ہم حیران ہین کہ تم اسقدر پریشان کیون ہو تم تو یہان فقط واسطے تماشاے جشن عروسی کے اور کتاب سننے آئے ہو نہ واسطے جنگ وپیکار کے اب اگر یہ معاملہ اتفاقی درپیش ہوگیا اور صورت فساد پیدا ہوگئی بدون میدان داری وجنگ وپیکار نجات نہین ہی اور جمشید اصرار ومجبور کرتا ہی اور جنگ پر آمادہ ہی پھر عالم مجبوری ہی اور بوقت مجبوری و ناچاری جو کچھ ہو ہم سب جان نثار موجود وحاضر ہین اور اُسی دن کیواسطے ہین آپ خاطر جمع رکھین ہم ہر طور جنگ وپیکار کو موجود ہین جمشید بیچارہ کس شمار وقطار مین ہے ایک سگ خارشتی مزبلہ ہی کیا کرسکتا ہی اگر فرشتہ آسمانی بھی ہوتا تو ہمین کچھ خوف نہ تھا اسمین ہراس کی کیا بات ہی ہم ایسے ہین مصرع

جہان ڈر ہی وہین مردون کا گھر ہی

دیکھ لیا جائیگا بالفرض اگر جمشید پلید فولاد کا ہی تو ہم بھی کلہ بکلہ جواب دندان شکن ایسے دینگے کہ دیکھ لیجیئے گا ای پیغمبر دیلم ہم کسی طرح آپکو یہ صلاح نہ دینگے کہ آپ اُس ملحد کو سجدہ کرین ای پیغمبر دیلم کسیطرح ہمکو گوارا نہوگا کہ ہمارا پیغمبر ایک سگ خارشتی کا تابع فرمان ہو اشبوط دیلم یہ بیان وگفتگو اپنے مطیعان شجاعت شعار سے سنکے بہت خوش ہوا اور سب کی رفاقت اور جوانمردی کی بہت تعریف کی اور حسب لیاقت ومراتب سب کو خلعت وانعام مرحمت فرمایا اور ہر ایک کے منصب کو ترقی دی اور حکم دیا کہ اگر کچھ لوگ موافق تمھارے کام کے ملجائین تو اُنکو بھی نوکر رکھ لو ہم بخوشی اجازت دیتے ہین بعد اسکے جمشید کے پیام کا جواب یہ لکھا کہ اے جمشید خود پرست فی الحال پیغمبر دیلم بوجوہات چند در چند اپنے مقام سے کوچ نہین کرسکتا ہے لیکن ایسی مجبوری اور ناچاری بھی نہین ہے کہ ایک بے دین کی خواہ مخواہ اطاعت کرے اور سر نیاز اُس نالائق کے سامنے جھکاے اور ایک سگ خارشتی مجہول النسب کو اپنا معبود وخداوند سمجھے ای جمشید آگاہ ہو کہ دین آبائی مین کسی طرح سے ترک نہین کرسکتا مین اپنے دین ومذہب کو سب سے بہتر ومناسب جانتا ہون پھر کسطرح اُسکو ترک کرون ہرگز ہرگز مین خلاف احکام اپنے مذہب کے کسی امر کو گوارا نہین کرونگا علاوہ اسکے مجھے پابندی وحی کی بھی لازم ہی ہان اگر مجھے وحی اس بارے خاص مین آگئی پھر تجھے کبھی اُس ترغیب دینے کی بھی کچھ ضرورت نہین ہی مین خود ہی تعمیل احکام وحی بسر وچشم بجا لاؤنگا اور جو کوئی کام ہو اُسکو کہلا بھیج البتہ مین اُسکی تعمیل کرونگا ہنوز کوئی وحی خداوند دیلم نے اس معاملہ مین نازل نہین کی کہ جس سے تیرا حال مجھپر تمام وکمال ظاہر ہوجاتا کہ خداوند دیلم نے تیرے حق مین کیا ارشاد فرمایا ہی بہرطور مجھکو اس تکلیف بے فائدہ سے معاف رکھنا الغرض جسوقت یہ جواب اشبوط دیلم کا جمشید کو پہونچا اور جمشید ملحد نے بچشم کور اُس جواب کو دیکھا قہر وغضب سے مثل مار دم بریدہ کے پیچ وتاب کھایا اور ایسا بیتاب ہوگیا کہ اُسی وقت طبل جنگ بجوا دیا اور ضرار منکوس منحوس سے کہا ای استاد بدنہاد تو نے کان کھولکے سُنا کہ اشبوط بے وقوف نے کیا جواب نامعقول لکھا اصل یہ ہی کہ کوتہ اندیشن کو کبھی خیال نہین ہوتا جب تک وہ

برش شمشیر آبدار کو نہ دیکھ لے خدا وند کی طرف انکا رجوع ہونا نہایت مشکل ہے اور جب تک انپر زد و کوب ہوتی ہے اسوقت رو با صلاح ہوتے ہیں لہذا جب تک ان نابکاروں پر قہر و غضب خدا وندی نازل ہوگا وہ میری خداوندی کو خیال میں نہ لاوینگے غرض جب جمشید کے لشکر سے صداے طبل جنگ و کوس حرب بلند ہوئی تمام عساکر سلاطین میں بھی طبل جنگی و کوس حربی بجنے لگے اور معرکۂ کارزار از سر نو گرم ہوگیا تمام سامان و لوازم جنگ کا بند و بست ہوگیا دوسرے روز جب خسرو فلک چارمی تخت نیلگون پر سوار ہوکر مع افواج سیارگان و سپاہ شعاع جانب غرب روان ہوا ہر طرف واسطے جنگ و پیکار کے اسطرف عساکر نصرت مآثر سلاح و یراق سے آراستہ و پیراستہ ہوکر اپنے خیام و جاے قیام سے باہر آئے اور میدان جنگ میں بترکیب و ترتیب صف آرا ہوے پہلے باران شاہ خارجی و ملک زمیرون ربیعی کا لشکر میدان کارزار میں پہونچا کہ یہ دونوں لشکر بظاہر لشکر اہل اسلام سے شمار کیے جاتے ہیں دوسری مرتبہ لشکر القیموس زنگی و اقلیموس فرنگی و ابو حاکم فردوسی کہ یہ شاہان ذوی الاقتدار جداگانہ ہیں ایک طرف میدان جنگ میں بالاتفاق کھڑے ہوے تیسری مرتبہ لشکر ملک التونیہ و آذرشاہ و سلطان سبشاہ کے ایک سمت صف آرا ہوے اسی طرح ملک اشبوط دیلمی نے اپنے کو رزمگاہ میں لاکر صف آرا کرایا واضح ہو کہ اب باعتبار تعداد یہ لشکر نوان تھا اور دسوان لشکر جمشید کا نہایت زور آور سب لشکروں سے زیادہ مشہور ہے وہ لشکر اشبوط دیلمی کے مقابلہ میں صف آرا ہوا اور گیارھوین فوج قاہرہ صاحب قران اکبر یعنے معز الدین دلاور کی ایک جانب اپنے قیامگاہ پر نہایت شکوہ و شان سے مسلح و مکمل باللباس ہاے نو ایک سمت صف آرا تھی اور سامنے لشکر سلطانی کے جملہ پہلوانان نامور و سرداران دلاور مستعد و ہوشیار تماشاے جنگ دیکھ رہے تھے غرض جب تمام لشکر صف آرا ہو چکے بازار قتال و جدال گرم ہوا اور جنگ شروع ہوئی۔

نظم

دو لشکر بگویم کہ دو کوہ قاف	رسیدند در جلوہ گاہ مصاف
رسیدند لشکر بجاے مصاف	دو پرکالہ استند چون کوہ قاف
خنگ بر گذرگاہ کین ریختند	نہیبان نبرد شدند آویختند
دو لشکر دگر بارہ برخاستند	دگرگونہ صفہا براراستند
دو ابر از دو سر در خروش آمدند	دو دریاے آتش بجوش آمدند

الغرض لشکر ملک اشبوط دیلمی سے ایک پہلوان کہ نام جسکا فولاج دیلمی عمود باز تھا اور پہلوان زبردست و جنگ آزما دہبا در تھا میدان جنگ میں آیا اور ایک نعرہ مردانہ و دلیرانہ مارا کہ تمام میدان رزم گونج اٹھا اور کہا او جمشید خود پرست ملحد و پردغل و مکار اول جو دعواے باطل الحاد کا رکھتا تھا وہ کون سا دعواے لغو ولا طائل تھا کہ جواب اسکو چھوڑ کر دوسرا دعواے علوہیت کا کرتا ہے او کیدی تجھے شرم نہیں آتی کہ تجھ سے پہلے کون سا ایسا کار نمایاں ہوا کہ جو تو

اب کسی دلاور و بہادر کی پشم کندہ کریگا اسے ملحد یاد رکھہ کہ اس نافرمانی و ملعون کی تلافی مین خداوند دیلم تجہپر اپنا قہر و غضب نازل کیا چاہتا ہی اسے بیحیا ضفت لشکر مین چھپا ہوا کیا تماشا دیکھتا ہی تجھے چشم کور سے معلوم نہین ہوتا کہ تیرے سامنے غضب خداوندی موجود ہی اگر تجھے وصلہ مردانگی ہے تو میدان جنگ مین آ اور آتش قہر خداوندی کے مقابل ہو ہم بھی دیکھین کہ تو کسقدر زور و قدرت خدائی رکھتا ہی اور کیا ہوتا ہی

میدان وسیع مین لشکرہاے سلاطین کفار و اہل اسلام کا جمع ہونا اور ہنگامہ حرب وضرب گرم ہونا

جمشید پلید نے جسوقت اُس گبر مغرور کے کلمات سخت و درشت سنے بیتاب و بیقرار ہوگیا اور شدت غضب و غیظ سے قریب تھا کہ تخت قدرت سے گر پڑے اور اسپ قدرت پر سوار ہو کر اُس گبر لاف زن کو بزبان شمشیر قدرت جواب دے اس عرصہ مین تانخاس مردار خوار ایک پہلوان نامی اور سردار گرامی کہ نہایت ہی کمین تھا لشکر مرکب کو دا اور جمشید کے پاس پہونچا اور اُسنے پاے تخت کو بوسہ دیا اور سجدہ کرکے دست بستہ عرض کیا کہ اے خداوند میری یہ شان و منزلت نہین ہی کہ تو شخص ایک بے حقیقت و مفلوک کے مقابلہ کو جاوے اور اُس ادنی ترین پہلوان سے جنگ و پیکار گوارا فرماے اور ایسے ناچیز کے خون سے ید قدرت کو رنگین کرے ہم نہین چاہتے کہ خداوند بذات خود قتلگاہ مین جاوے اور آپ قصہ جنگ کر لیا یہ بندگان خداوند جان نثاران ہو دشمن کسواسطے ہین بس

خداوند کا ایما و اشارہ کافی ہی تو اپنی قدرت سے اُسکو شکست دے اور اپنے بندگان خاص کو فتح بخش چنانچہ اسوقت اس کمترین
اپنے بندے کو اجازت دے کہ میدان مین جا کر تیری حقیقت قدرت کو ظاہر کرون اور اُسکو تیری قدرت خداوندی کا مزا چکھاؤن
اسوقت جملہ سلاطین و سرداران لشکر وغیرہ موجود ہین تیری خداوندی کا کرشمہ دیکھین اُسکو حط دیلمی کبھی جا سکے کہ ہان خداوند
نے اپنی قدرت سے ایک پہلوان رستم توان کو ایک آن مین زیر کیا پس جمشید نے یہ کلام تلخاس سُنکے وہ پکہ مسحور کہ
جو خاص تلخاس کے نام سے مسحور رکھا اُسکے زنار کے حوالہ کیا تلخاس نے اُس پکہ سحر کو اپنی پگڑی مین رکھ لیا اور پھر دوبارہ
سجدہ کر کے روانہ ہوا جمشید نے تلخاس کو ایک جام شراب دے کر رخصت کیا تلخاس مردار خوار وہ جام شراب زہر مار کر
نہایت خوش و خرم میدان جنگ مین آیا اور حریف سے مقابل ہوا فولاج عمود بار پہلوان ایک ساعت تک میدان جنگ
مین کھڑا رہا اور موچھون پر تاب دیتا رہا اور گاہ داڑھی پر ہاتھ پھیرا کیا جو نہین حریف سامنے آیا یہ بھی اُدھر سے چلا آخر
دونون دلاور اپنے اپنے مذہب کی تعریف کرتے رہے اور بعد ہمزبانی نیزہ بازی مین مشغول ہو گئے ایسی نیزہ بازی ہوئی
کہ دوست و دشمن دونون کی زبان پر تحسین و آفرین بے اختیار جاری ہوئی بعد اسکے تلخاس نے حملہ ہفتم مین فولاج کے ہاتھ
سے نیزہ چھین لیا فولاج دلاور کہ گرز بازی مین بیمثل تھا غضبناک ہو کے گرز گران سر سنگین ہاتھ مین لیا اور تلخاس سے
بیکار کی کہا او نابکار گبر نادان ہوشیار ہو اگرچہ تو میرے نیزہ خونخوار سے بچگیا خیر کیا مضائقہ ہی مگر یاد ہی رہے کہ اُس
گرز بے پناہ کی ضرب سخت سے تیرا زندہ و سلامت رہنا محال ہی مین تجھے نصیحت کرتا ہون کہ تو اس دین باطل سے
توبہ کر اور خداوند دیلم کو اپنا معبود برحق سمجھ اور بصدق دل خداوند کو سجدہ کر تاکہ مین تیرے قتل سے دست بردار ہون
ورنہ تجھے اختیار ہے تلخاس مردار خوار نے کہا او قرمساق بے وقوف تو سمجھا کیا ہی۔ **نظم**

تو جنگ دلیران کجا دیدہ — ہمین خویشتن را پسندیدہ
بیار انچہ داری ز مردی نشان — کہ در رزم گہ نیست جای زنان

او نابکار سراپا مغرور زبان بہ بند و بازو بکشا اگر تجھے کچھ حوصلہ ہی تو ہنر سپہ گری دکھلا نیزہ تو چھنوا چکا اب شاید گرز بھی
چھنوا ئیگا اگر قصد ہی تو آ دیر نہ کر ورنہ اگر عزت رکھتا ہو تو سامنے سے چلا جا اب اور دوسرے پہلوان اجل گرفتہ کو میدان
مین آنے دے ای پر غرور تو کس خیال مین ہی مین ایک تیرے تمام پہلوانان لشکر کو کافی ہون فولاج عمود باز یہ طعن و تشنیع
تلخاس مردار خوار کی سُنکے شدت غضب سے بیتاب ہو گیا اور ایک ضرب عمود ایسی تلخاس کے سر پر بقوت تمام لگائی کہ اگر
بجاے تلخاس پارۂ کوہ بھی ہوتا تو پاش پاش ہو جاتا مگر تلخاس نے اُس ضرب کوہ شکن کو اُسطرح بہ آسانی سپر فولادی پر رد
لیا کہ تماشائیان لشکر کو حیرت ہو گئی ہر ایک اپنے دل مین کہتا تھا کہ ہرچند یہ پہلوان زبردست ہی لیکن فولاج کا مقابلہ کر سکے اور
اس پہلوان دیو پیکر کا ہم پلہ ہو یہ غیر ممکن ہی اور نہایت تعجب کی بات ہی کہ ہر لحظہ تلخاس کو غلبہ ہوتا جاتا ہی اس امر مین کوئی
رمز ضرور ہی یہ خالی از علت نہین ہی کیون یارو تم سب دیکھتے ہو کہ تلخاس نے اس آسانی سے فولاج کی ضرب روکی اُس

ضرب بے پناہ کا متحمل ہونا ایسا سہل نہ تھا اس عالم میں ضرور کوئی فریب ہے غرض فولاج نے پھر دوبارہ جھنجھلا کے ایک ضرب
اور تلنخاس پر لگائی لیکن تلنخاس مردار خوار نے بکمال آسانی اور بخاطر جمعی اُن ضربات کو دفع کیا فولاج نے آخر غصہ میں اُس گرز کو
زمین معرکہ پر پھینک دیا تلنخاس موقع پا کر حریف سے لپٹ گیا اور باہم زور آزمائی شروع ہو گئی اس عرصہ میں زنجیر کمر فولاج
پہلوان کی تلنخاس مردار خوار کے ہاتھ میں آگئی پس زنجیر کمر میں تلنخاس نے ہاتھ ڈال کر فولاج پہلوان کو صدر زین سے
اٹھا لیا اور گرد سر چرخ دیکر اس زور سے زمین پر دے مارا کہ فولاج کے تمام استخوان ریزہ ریزہ ہو گئے بعد اسکے بولاج
برادر فولاج وغیرہ پانچ پہلوان لشکر اشبوط دیلمی کے یکے بعد دیگرے میدان میں آئے جنمیں سے تلنخاس مردار خوار
پہلوان کے ہاتھ سے تین جان سے مارے گئے اور دو زخمی ہو کر اپنے لشکر میں واپس چلے گئے اُس طرف جمشید مجرم
نعرہ ہائے خوشی مار رہا تھا اور تلنخاس مردار خوار حرامزادہ ہر مرتبہ مظفر و منصور جمشید کے پاس آتا تھا اور سجدہ کرتا تھا
آخر کار قریب شام لشکر میں طبل بازگشت بجا جمشید اپنے تخت سے اُترا اور گھوڑے پر سوار ہوا اور میدان رزم میں کھڑا
ہو کر بآواز بلند جگر خراش چلایا چونکہ اس حرام خور کی آواز بسبب اعمال سحر اور استعمال معجون سحر وغیرہ کے اسقدر بلند اور خوفناک
تھی کہ شکل بادل کے گرجتی تھی پہلوانان رستم توان اس آواز سے دہل گئے اور جسم اُن پہلوانوں کے کانپنے لگے اور تمام میدان
رزم میں زلزلہ پڑ گیا الغرض اُس لعین نے کہا اے شاہان و سلاطین تم اگر نہ جانتے ہو تو اب جانو کہ میں خداوند طبیعت مجردہ کا
نظر کردہ ہو گیا ہوں اور میرا پیغمبر خاص ضار ستکوس دیو ہے میرا استاد یہ بنیاد ہے پس میں تم سب کو نصیحت و ہدایت کرتا ہوں
کہ تم سب عقائد باطل کو چھوڑ دو اور راہ راست اختیار کرو اور مجھے خداوند خالق کل اشیا سمجھو اور سجدہ کرو اے حاضرین معرکہ و اے
اہل لشکر گبر و مسلمان تم اپنے دل میں یہ خیال کبھی نہ کرنا کہ میں فقط اشبوط دیلمی سے عداوت و پرخاش رکھتا ہوں بلکہ مجھے
تمام سلاطین و شاہان عالم سے وہی غرض خاص ہے جبتک تمام شاہان روے زمین کو اپنے خداوندی کا اقرار نہ کرا لونگا اور
اُنکو اپنا مطیع و فرمان بردار نہ کر لونگا مجھکو قرار و آرام نہ ہوگا اور ایک لمحہ خاموش نہ رہونگا اور نہ کسی کی عداوت و پرخاش سے
باز آؤنگا لیکن اسوقت میری قدرت خداوندی اسی امر کی مقتضی ہے کہ پہلے اشبوط دیلمی کی گوشمالی پر توجہ میں کروں اگر میرے قہر
و غضب سے میرے مخالف متنبہ ہوے تو فہو المراد ورنہ بعد قتل اشبوط دیلمی دوسرے ملک کی طرف توجہ ہوگی اور لشکر اسلام
سے مجھے ایک عداوت قلبی ہے باوجود اس عداوت قلبی کے اسواسطے تکلیف نہیں دیتا کہ سالار لشکر موجود نہیں اور غیبت
میں کسی کے کوئی کام کرنا خداوندی سے بعید ہے جسوقت معز الدین لشکر میں اپنے آیا پھر تم دیکھ لینا کہ میں کیسی گوشمالی دیتا ہوں
ایسی سزا قرار واقعی دونگا کہ وہ بھی تمام عمر یاد کرے ابھی میں اُنکے لشکر سے بالکل خبر بھی نہیں ہونگا تم دیکھنا یہی میدان ہوگا
اور معز الدین ہوگا اور ہم ہونگے اور تم سب تماشا دیکھنے والے ہوگے اب فقط تمہیں دو چار سلاطین سے غرض و رنج کا
ہے اور اسی وجہ سے میں آگاہ کیے دیتا ہوں کہ تم اگر اپنی خیریت جان و ملک و مال کی چاہتے ہو تو جلد مجھکو سجدہ کرو اور میرے
شریک حال ہو ورنہ اپنا اپنا کفن سر پر باندھو اور مستعد جنگ رہو میں تم سب کو روانہ ملک لقا کرتا ہوں اور نار جہنم میں جا ہوگے

اور طرح طرح کے عذاب مین گرفتار ہوگے یہ کہا اور روانہ ہوگیا یہ کلام سخت جمشید نے بے خوف وخطر سب کے سامنے بیان
کیے سب تنکے چپ ہو رہے کسی سے تیے جواب نہ دیا اور سب پر خوف غالب ہوا اور ہر ایک کو فکر پیدا ہوئی اور جمشید نے یہ بھی
بیان کر دیا کہ مین نے ضار منکوس اپنے اُستاد بد بنیاد کو اسی واسطے اپنا پیغمبر مقرر کر دیا ہو کہ وہ ہر ایک لشکر مین جا کر کار رسالت
کو بخوبی انجام دیا کرے اور پیغام خداوندی کو بآئین خوش ادا کرتا رہے اس رات کو معرکہ آرائی کو موقوف کیا اور تمام شب
جمشید نے بزم نشاط کو گرم رکھا اور سرداران لشکر و رفقاے عالی شان کے ساتھ شراب وکباب مین مشغول رہا

شعر

رقص دیدند و بادہ مے خوردند	مے بآواز چنگ و نے خوردند

دوسرے روز کلاہ جمشید پلید نے دربار آراستہ کیا اور ضار منکوس منحوس کو اشبوط دیلمی کے پاس بھیجا اور کہا کہ
تم جا کر میری طرف سے پیام تہدید دینا اور اپنی طرف سے خوب نشیب وفراز بزبان آوری تمام سمجھا دینا اور بہر نوع راضی کر
غرض ضار منکوس غمدیدہ مین اشبوط دیلمی کے آیا اشبوط اسکی خبر آمد سنکے استقبال کو گیا اور تا بہ دربارگاہ استقبال کرکے
نہایت اعزاز واکرام سے ضار منکوس کو بارگاہ مین لیجا کر ایک جاے پر تکلف پر بٹھایا اور بعد مزاج پرسی کے اشبوط نے
پوچھا کہ اے جناب حکمت مآب آج حضور کس غرض سے تشریف لائے اور کیا امر تھا کہ جو اس ناچیز کو سرفراز وممتاز فرمایا
ضار منکوس نے کہا اے اشبوط تو نہین جانتا کہ مین فرزند خداوند طبیعت مجردہ کا پیغمبر ہون مجھے عہدہ رسالت
سے سرفراز کیا ہے یہی کام میرا ہے کہ ہر ایک بندہ خداوند منکو فہمایش کر دون اور جہانتک ہوسکے اُسکے جرائم وگناہ کو
خداوندا و ذات خداوند سے معاف کرادون اور جو وہ میرے کہنے کو مانے تو اُسے بہشت مین جگہ دون ورنہ دوزخ تو
اُسکے واسطے ضروری ہے چنانچہ اسوقت بھی مین رسمی نائب و فرزند خداوند کا بھیجا آیا ہون کہ تجھکو خداوند کا پیغام
پہونچا دون اور اعمال نیک کی ہدایت کرون بعد اسکے ضار منکوس نے چند کلمات اور بھی بطور نصیحت کے اشبوط
کے سامنے بیان کیے اور جمشید کی اطاعت اور سجدہ کرنے کی ترغیب دی اشبوط نے کہا اے ضار منکوس جبکہ مین خود
پیغمبر ہون پھر کسطرح خداوند دیلم کے سوا اور کسی کو اپنا معبود گردانون ایسے امر کا مجھ سے آپ ذکر نہ فرمائین اور مجھے ایسا
تکلیف سے معذور رکھین اور جو ارشاد ہو وہ مین بدل وجان قبول ومنظور کرون مین بجز ذات خداوند دیلم کے اور کسی کو اچھا
نہین جانتا اور سجدہ کرنا تو شے دیگر ہے ضار منکوس نے کہا اے اشبوط دیلم ہمارا خداوند تخت قدرت اور اسپ قدرت بھی
رکھتا ہے اور شمشیر قدرت کو تو ابھی اُسنے باہر کبھی نہین نکالا ہے غلاف ہی مین ہے ورنہ تو اُسکا کرشمۂ قدرت دیکھتا علاوہ اسکے
طبیعت مجردہ نے ہمارے پہلوانان لشکر کو اسقدر زور مرحمت فرمایا ہے کہ تیرے دس پہلوانون کے برابر ہمارا ایک پہلوان ہے
چنانچہ کل کے معرکے مین تجھکو معلوم ہوگیا ہوگا دوسرے ہمارے خداوند بہشت و دوزخ کے بھی مالک ہین اب تو بیان
کر کہ تیرا خداوند دیلم کونسی صفت وقدرت رکھتا ہے اور کیا دلیل اسکی خداوندی کی ہے اور کونسا کرشمہ خداوندی کا اُس سے

ظہور مین آجتک آیا ہی کہ جو اُس خداوند پر ناز کرتا ہی اشبوط دیلمی نے کہا ہان یہ جو آپ نے فرمایا درست ہی مگر یہ مین تیرے خداوند کے تمام کرشمون کو ہیچ و پوچ جانتا ہون اسوجہ سے کہ تیرا سب کارخانہ سحر و افسون و جادو ہی یہ عمل بار ہا مجھی سے تیار کیا گیا ہی ضارمنکوس نے کہا ای اشبوط دیلمی قسم ہی قدرت خداوندی اور اپنی پیغمبری کی کہ مین نے ایک مدت دراز سے سحر وغیرہ کو بالکل ترک کر دیا ہی اور اسوقت تک کوئی امر سحر و افسون کا درمیان مین نہین آیا اشبوط دیلمی یہ سنکر چپ ہوا لیکن پہلوانان اشبوط دیلمی نے کہا ای حکیم طلبیمی ابھی معاملہ جنگ رہ گیا رہی ختم نہین ہوا جب معاملہ جنگ و پیکار ختم و یکسو ہو جاے پھر تم کہنا یہ وقت پند و نصیحت کا نہین ہی ضارمنکوس نے کہا مین ہرگز نہین چاہتا کہ کوئی بادشاہ بے گناہ تباہ و برباد ہو جاے لیکن عالم مجبوری مین کیا کیا جاوے کہ تم سب کو خود اپنی بربادی منظور ہی تم جانو اور تمہارا کام بہت خوب تمکو اس میدان داری مین قدر و عافیت معلوم ہو جائیگی۔ قدر عافیت کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید یہ کہکر ضارمنکوس جمشید کے پاس آیا اور اشبوط سے جو گفتگو ہوئی تھی وہ سب بیان کی دوسرے روز پھر دونون لشکرون مین سامان جنگ کی تیاری ہوئی اور صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوے نظم

دگر روز کین آتشین آفتاب	برانگیخت آتش ز دریاے آب
در اندیشہ گردن کشان یک بیک	کہ اکنون بکاسے کہ گردد فلک
کرا تاج اقبال بر سر نہند	کرا تخت تابوت بر در نہند
زمانہ کرا کارسازی کند	ستارہ بجاے کہ بازی کند
زگردی کہ بر چرخ دوار شد	یکے ہیچ خاکی نمودار شد
زگرد و غبارے کہ شد بر سپہر	رہ رفتن خویش گم کرد مہر

الغرض بعد آراستگی میدان میمنہ و میسرہ اول اشبوط دیلمی کے لشکر سے طوفان دیلمی نام ایک پہلوان کہ نہایت زبردست و نامی تھا میدان جنگ مین آیا اور چند دلاوران لشکر جمشید کو کہ وہ یکہ بہ یکہ سحر رکھتے تھے اور بہ سحر بھی رکھتے اور سحور بھی تھے زخمی و مجروح کیا مگر تلخاس مرد آزار نے پھر دوسری بار میدان مین جاکر بقوت دست و بازو طوفان پہلوان کو زین سے اٹھا کر زمین معرکہ پر دے مارا اور خاک سیاہ کر دیا پس جسوقت تلخاس مرد آزار کو یہ زور دیکھا جملہ ناظرین لشکر بحر تفکر و حیرت مین ڈوب گئے اور ہر ایک انگشت بدندان تھا بعد اسکے دس نفر پہلوانان نامی گرامی لشکر اشبوط دیلمی سے آئے اور بڑی دیر تلخاس کے ہاتھ سے مارے گئے اور مجروح بھی ہوے غرض شام ہوئی طبل بازگشت بجا سب اپنے مقام آرامگاہ مین گئے اُس رات کو خناز جادو و مرد و دوازی حسب معمول جمشید کے پاس آیا جمشید نے پہلے اُس لعین کو سجدہ کیا بعد اسکے ان دونون کے باہم کار فاعلی و مفعولی عمل مین آیا جب وہ دونون اس کار روسیاہی سے فارغ ہوے جمشید نے خناز جادو سے کہا ای شاہ دوان عالم اگر اسی طرح پر افسون تیار کرکے ایک تیار کر دیجیے

تو البتہ اور زیادہ تر پہلوانان لشکر کے کام آوینگے اور سب کام بسہولت تمام درست ہو جاوینگے خناز جادو نے کہا اے شہنشاہ
اس کام کے واسطے ایک مدت مدید و عرصہ بعید چاہیے اگر مین نہایت محنت و مشقت اور جانفشانی کرون تو بہت عرصہ مین
چند یکہ یہ سحر تیار ہوں مگر ایک چیز تحفہ تیرے واسطے تیار کر کے لایا ہون عالم مین اسکا ثانی نہین ہی اور بہت سال کی
محنت و مشقت شاقہ مین نہایت مشکل سے تیار ہوئی ہی مگر وہ چیز تیری ہی قسمت کی ہی اسوجہ سے کہ اسکا سب سامان
جسکو انسان مدتون مین جمع نہ کرسکے وہ نہایت جلد موجود و مہیا ہوگیا یہ فقط خوبی تقدیر کی ہی کہ جو کل سامان فراہم ہوگیا
ورنہ یہ سامان ممکن نہین کہ جو فراہم ہو سکے جمشید پلید اس ساحر کی تقریر سنکے نہایت خوش ہوا اور سجدہ شکر
بجالایا اور رات بھر اس مردود ازلی کی صحبت اختلاط مین مشغول رہا اسوجہ سے معرکہ آرائی بھی اُس روز موقوف رہی

اب راوی جمشید پلید راندہ درگاہ ایزدی کو خناز جادو کے ہاتھ روسیاہی مین مشغول رکھتا ہی اور کچھ حال پر اختلال اشبوط دیلم کا معرض بیان مین لاتا ہی۔ نظم

بمن استاد وقت درس دادن — چنین گفتی بعقل و رای روشن
سخن بسیار دانی اندکے گوے — یکے را صد مگو صد را یکے گوے

الغرض ایک شب اشبوط دیلمی جمشید کی فتنہ پردازی و فساد اور اُس مردود ازلی کے ظلم و بیداد سے عاجز ہوا اور
القیموس زنگی کے خیمہ مین گیا حسب اتفاق اسوقت اقلیموس فرنگی بھی خیمہ مین موجود تھا جسوقت اشبوط دیلم سراسیمہ
و بدحواس القیموس کی بارگاہ مین پہونچا القیموس نے نہایت تعظیم و تکریم سے اشبوط دیلمی کو اپنے پاس بٹھا لیا
بعد مزاج پرسی کے یہ ملعون غریب دم آپس مین ہمکلام ہوئے اسی مکالمہ مین اشبوط نے جمشید کی شکایت شروع کی
اور کہنے لگا اے القیموس تمنے بھی کچھ ملاحظہ کیا کہ اس نابکار زنگی بچے نے یہ کیسا ہنگامہ قیامت برپا کر رکھا ہی کہ اسکو ہم
کہ ضار منکوس منحوس کے اعمال سحر کا سبب ہی یا اور کوئی اسرار ہی کہ جسکے سبب جمشید کو اسقدر غرور اور نخوت ہی کہ کسی کو خیال
مین نہین لاتا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید ضار منکوس منحوس نے کوئی اعمال سحر وغیرہ سے کوئی چیز ایسی بنا دی ہے کہ
جس سے جمشید حبشی بچہ کا اسقدر غرور و تکبر بڑھ گیا کہ انتہا نہین یا شاید شاہزادہ معز الدین چونکہ یہان نہین ہین سبب
اس مردود نے خالی میدان پاکر زمین و آسمان کو سر پر اٹھا لیا ایسی فتنہ پردازی پر کمر باندھی اور سب سے پہلے مجھسے
کبھی ہم ہاتھ صاف کیا ہی یہی روز بعد میرے سب کے واسطے ہی بلکہ وہ خود ہی اس معرکے مین بلاخوف و خطر بآواز بلند
کہہ گیا ہی کہ مین سب سلاطین سے سجدہ کراؤنگا مگر اس بارہ مین میری عقل حیران ہی کہ میرے لشکر مین چند دلاور ایسے نامی
و گرامی ایسے معرکے میں قتل مین آئے کہ جنکا نظیر نہ تھا اگر سحر سے کام نہ لیا جاتا تو ایسا ممکن نہ تھا کہ وہ اس آسانی سے قتل
ہو جاتے کیا شجاعت کہ ہاتھ سے پہلوانوں کا کوئی حربہ اسکے پہلوان پر اثر نہ کرتا تھا اور اسکا اور نیز لشکر ہمارے پہلوان پر

دیو ہیکل پر غالب اسطرح سے آتا ہے کہ جیسے شاہین گنجشک پر یہ خالی از اسرار نہیں ہے لیکن اب اُس ملحد و مردود کا منشا یہ ہے کہ اُسکی طاقت و قوت اور ظلم وجور دیکھ کے کل سلاطین اطاعت قبول کرین اور لشکر اسلام کے دل پر بھی خوف و دہشت غالب ہو جاے ہر چند کہ اُس نابکار زنگی بچے کو یہ خوب معلوم ہے اور اسکے دل پر کالنقش فی الحجر ہے کہ شاہزادہ معز الدین کی شمشیر آبدار و حربہ بے پناہ سے کسی طرح مین زندہ و سلامت نہین رہ سکتا چنانچہ اسی واسطے اُسنے یہ شعبدہ بازی کی اور دعواے باطل خدائی کا کرنے لگا کہ اور کچھ روز سلطنت و حکومت کی تاکہ حسرت دل مین باقی نہ رہے آخر تو جو کچھ ہونا ہوگا وہ ضرور ہوگا اور مجھکو کمر ردی آچکی ہے کہ جمشید لعین کا ستارۂ اقبال کو نہایت ہی جلد زوال ہوا چاہتا ہے انجام کار معز الدین کے دست زبردست سے نہایت ہی ذلت و خواری سے فی النار و السقر ہوگا اے القیموس و اے قلیموس مین اسوقت تمہارے پاس اسواسطے آیا ہون کہ آیا تمنے بھی اُس روز کے معرکے مین جمشید لعین کے قول و ہدایت کو سُنا کہ اُس گیدی نے کیسے کیسے سخت کلمات کہے غالبًا وہ تمکو بھی یاد ہونگے وہ کلمات سرزنش صرف میرے ہی واسطے تھے یا اور لوگون کی طرف بھی اُسکا اشارہ تھا ہر چند اے القیموس مجھکو اور سلاطین سے کیا مطلب ہے مگر ہان تم دونون صاحبون سے البتہ ایک نوع کی دوستی و اتحاد قدیمانہ چلا آتا ہے معہذا فقط بپاس دوستی دیرینہ مین تم سے کہتا ہون کہ اگر ہم تم تینون سلاطین اس ہنگامۂ قیامت اور فتنہ و فساد کو جمشید کے باہم دیگر باتفاق دفع کرین تو نہایت ہی بہتر ہوگا اور یہی قاعدہ سلطنت سے چلا آتا ہے کہ ایک دوسرے کے شریک حال وقت بد مین ہو جاتا ہے اور ہر حال مین اتفاق سے بہتر کوئی امر نہین اور یہ بھی سب کو بخوبی معلوم ہے کہ ہم لوگ فقط واسطے دیکھنے جشن اور سننے کتاب کے آئے تھے نہ واسطے جنگ و پیکار کے اور یہان اس جمشید ملعون نے ناحق کا فساد برپا کر رکھا ہے اور ہمارے دین و مذہب کا دشمن ہو رہا ہے ہم کسطرح سے اپنا مذہب قدیم ترک کرین اور کس مردک کی اطاعت قبول کرین اس بارے مین اگر آپ لوگ ہمکو مدد دین تو جبر ہم جہانتک ممکن ہوگا اُس سے مقابلہ کرینگے ورنہ بعد ہمارے تم سب کا یہی حال ہونا ہے اور یہ میری غرض اسواسطے ہے کہ جب جمشید دیکھیگا کہ تینون سلاطین ایک دل ہو گئے ہین تو اُسکے بھی دل مین کچھ خوف و اندیشہ ضرور ہی پیدا ہوگا ہمکو یقین ہے کہ اس تدبیر سے ہر طرح اس موذی و بانی فساد پر غالب ہونگے اور اُس فساد عظیم کو جمشید پلید کی رفع و دفع کرینگے اور ہم سب اسکے فتنہ پردازی سے محفوظ رہینگے بہر حال اسوقت مین ہمارا اتفاق و ایک دل ہو جانا عین مصلحت و مقتضاے عقل ہے

شعر

دو دل یک شود بشکند کوہ را	پراگندگی آرد انبوہ را

ایک امر اور بھی ہے کہ جسوقت معرکۂ جنگ مین میرے پہلوانون سے کوئی کام مردانہ ہوگا اُسوقت تمہارے پہلوانان جنگ آزما ضرور ہے کہ حریف کی دغا وغیرہ سے آگاہ ہو کر محفوظ رہینگے اور دوسری طرح سے اُسکا جواب دیکر حریف پر غالب ہونگے اور نااتفاقی مین اگر جمشید تم پر غالب ہوا تو پھر تمہارا بھی محفوظ رہنا نہایت ہی مشکل ہوگا اور پھر تم ہر چند چاہو گے لیکن

ایسا وقت قیامت تک ہاتھ نہ آئیگا شعر کہ بعد از جنگ یاد آید برکلہ خود باید زد ۔ پھر بجز پشیمان ہونے کے کچھ حاصل نہین لہذا
اے القیموس و اقلیموس ایسے وقت مین اتفاق ہی قرین مصلحت ہے اسکے سوا اور کوئی تدبیر کارگر نہین ہے کہ ہم تم تینون ایکدل
و یکزبان خوب مستعد و آمادہ ہوکر نہایت ہوشیاری سے جمشید کی شرارت و فساد کو دفع کردین پھر دیکھین کہ کسقدر جمشید
مردود قدرت خداوندی رکھتا ہے اور عجب نہین ہے کہ ضار منکوس کی بھی سحر و جادو کی کیفیت ظاہر ہوجاوے آئندہ پورا
ہم دونون صاحبون کی ہو بیان کرو مجھکو جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکا غرض القیموس اور اقلیموس نے اشبوط دیلمی کی راے کو پسند
کیا اور بجاے خود سمجھے کہ جو کچھ اشبوط نے بیان کیا وہ سب واقعی ہے اور یہ امر ضرور ہوتا ہے کہ جمشید حرامزادہ سب پر علیحدہ علیحدہ
جنگ و مقابلہ کرکے غالب ہوجائیگا پھر کچھ نہو سکیگا اس سے بہتر یہی ہے کہ ہم سب باتفاق جنگ کرین ہم تنہا اس فیل پیکر
سے مقابلہ کسی طرح نہین کرسکتے چنانچہ ان تینون سلاطین نے اسی وقت اس معاملہ مین باہم دیگر عہد و پیمان کیا اور تینون سلاطین
نے باتفاق راے طبل جنگ بجوادیا دوسرے روز یہ تینون لشکر متفق ہوکر جنگ کے میدان مین آئے اور بعد صف آرائی پہلے
جمشید کے لشکر نکبت اثر سے اخراش مردار خوار میدان رزم مین آیا اور لشکر اشبوط دیلمی سے میعاد دیلمی مانند فیل مست
اخراش کے مقابلے مین آیا اور بعد حملات چند در چند ایک ہی ضرب تیغ بے دریغ سے اخراش مردار خوار پہلوان کا کام
تمام کیا بعد اسکے طرکیس و اخرس مردار خوار دونون بھائی آگے پیچھے میدان جنگ مین آئے اور وہ بھی میعاد پہلوان دیلمی کے
ہاتھ سے قتل و ہلاک ہوکر داخل جہنم ہوے جمشید پلید نے جو یہ واقعہ دیکھا نہایت ہی بددماغ ہوا اور چاہتا تھا کہ کسی
پہلوان صاحب یکہ پر سحر کو میعاد کے مقابلہ کو بھیجے اسی اثنا مین طبل بازگشت کی آواز بلند ہوگئی اور جمشید ناچار نہایت ہی
ملول اور مکدر اپنے خیمہ مین آیا اور اشبوط دیلمی نے اس روز اسی قدر لڑائی کو غنیمت جانا اور بخوشی اپنے خیمہ مین داخل ہوا
اس شب کو یہ تینون سلاطین باہم خرم و مسرور شراب خواری مین مصروف ہوے اور ایک دوسرے کی راے پر آفرین و تحسین
کرنے لگا ادھر رات کو خناز جادو حسب دستور جمشید کے پاس آیا جمشید نے خناز جادو سے اس جنگ کا حال بیان کیا
اور نہایت ہی شکوہ کیا خناز جادو نے کہا اے جمشید تو کمال احمق اور نادان ہے یہ نہین جانتا کہ مین نے تجھکو وہ یکہ مسحور
اسی واسطے دیے ہین کہ تو ہر ایک پہلوان کو بروقت جنگ و مقابلہ یکہ پر دے دیا کرا اور اسی واسطے متعدد یکہ پر تیار کرکے حوالے
کیے تھے کہ جس پہلوان لشکر کے پاس وہ یکہ پر ہوگا وہ نہایت ہی قوی ہو جائیگا اور دوسرا امر یہ ہے کہ کوئی حربہ اس پہلوان صاحب یکہ پر
پر اثر نہ کریگا معلوم ہوتا ہے کہ تونے وہ یکہ سب پہلوانون کو نہین دیا یا تونے جو پہلوان زبردست اور شہ زور سمجھے انکو وہ یکہ
دیدیے اور جو پہلوان کم زور ہین انکو نہین دیے بیچارے کمزور اس یکہ پر سے محروم رہے اب مجھ سے نہین ہوسکتا کہ مین
ان پہلوانون کو بھی زور آور و روئین تن کردون کہ وہ پہلوان تمام عالم پر غالب و فتحیاب ہوجاتین اگرچہ اخراش مردار خوار
پہلوان تھا اور باوجود موجود ہونے یکہ پر سحر کے بھی قتل ہوگیا ہو جاے کچھ مضائقہ نہین کسواسطے کہ یہ معاملہ جنگ ہے جنگ و
پیکار مین اکثر معاملہ ایسا ہوتا ہے کہ حریف کا پلہ بھاری نظر آتا ہے اور کبھی یہ اتفاق ہوجاتا ہے کہ حریف نظر مین بالکل بے حقیقت معلوم

ہوتا ہی مگر انجام کار حریف کو ہزیمت ضرور ہوتی ہے اسمین کسی طرح کا شبہہ وشک نہین ہی تجھکو فکر وملال کرنا نہ چاہیے مصفی سمجھا ہی ای جمشید کم اصل تو یہ نہین جانتا اور اپنے دل مین معقول نہین ہوتا کہ میرے اعمال سحر وجادو کی بدولت کس مرتبہ کو پہونچ گیا ہی اور مین نے تیرے واسطے کسقدر محنت اور مشقت کی ہی اور کیسے کیسے اسباب مہیا کر دیے جنکا آج پردۂ دنیا پر مثل ونظیر نہین ہی اور اس معاملہ مین کس قدر حکمت کو صرف کیا ہی تجھکو انھین اسباب کے سبب یہ رتبہ ملا ہی اور دیکھا تجھکو تمام عالم پر غالب اور فتحیاب کرینگے ای فرزند دلبند تو کسی طرح فکرمند نہو اور کسی طرح کا اندیشہ دل مین نہ لا انجام کار میدان تیرے ہی ہاتھ رہیگا دعی تیرے تیرے مطیع اور فرمانبردار ہو جائینگے شاہزادہ معز الدین کے سوا کسی کی مجال نہین ہی کہ جو تجھے بنگاہ کج دیکھ سکے جمشید نے ناچار خناز جادو نابکار کو سجدہ کیا جب خناز جادو کے کپڑون سے فی نزہ کیا بے اختیار جمشید کو اپنی آغوش مین لے لیا اور لب وو ہان کے بوسے لینے لگا اور جمشید پلید کا بھی حوصلہ بڑھا اور مشغول فعل کریہ ہوا اور اپنی اور اسکی جان ایک کی غرض جب وہ دونون روسیاہ فارغ البال ہوے خناز جادو اپنے مقام فرحام کو روانہ ہوا اور جمشید ولد الحرام نے طبل جنگ بجوا کے حکم دیا کل صبح کو پھر معرکہ آرائی ہو الغرض جب صبح ہوئی تمام لشکر آراستہ ہوکر رزمگاہ مین پہونچا بعد صف آرائی اس روز پھر سعاد پہلوان دیلمی میدان جنگ مین آیا اور جمشید کی طرف سے تلخاس مردار خوار کہ وہ صاحب پکہ پیکر تھا اُس پیل دمان کے مقابلے کو آیا باہم پہلوانون مین رد وبدل ہوئی تلخاس مردار خوار مجروح و ذلیل ہوکر واپس آیا بعد اسکے کیلاس مصری پہلوان کہ یہ بھی صاحب پکہ پیکر تھا سعاد پہلوان دیلمی سے مقابل ہوا سعاد پہلوان دیلمی نے کیلاس پہلوان کو قتل کیا بعد اسکے ہیلوم مصری کہ یہ پہلوان نہایت تن ومند وشہ زور تھا میدان مین آیا اسنے سعاد دیلمی کو زخمی کیا بعد اسکے لشکر اقلیموس سے ایک پہلوان زنگی کہ نام اس پہلوان کا سیفتا زنگی تھا اور نہایت پُرزور وتہمتن پہلوان تھا قدم بر داشتہ مردانہ ودلیرانہ ہیلوم مصری سے مقابل ہوا اور ضرب اول ہی مین ہیلوم مصری پہلوان کو دو حصہ کر دیا بعد اسکے سوسق مصری نیزہ باز پہلوان حریف سے ہمنبرد ہوا اور تا دیر نیزہ بازی آپس مین رہی ہیلوم مصری نے حریف کو دم نہ لینے دیا اور ایک نیزہ سینۂ سوسق مصری مین ایسا مارا کہ نوک نیزہ پشت سے باہر ہوگئی اور سوسق پہلوان راہی دار البوار ہوگیا بعد ہلاک ہونے سوسق پہلوان کے کافوس فرنگی کہ شجاعان روزگار سے تھا لشکر اقلیموس سے میدان مصاف مین آیا اور بضربات شمشیر خارہ شگاف وعمود کوہ شکن ہیلوم پہلوان مصری کو خاک ذلت مین ملا دیا اشبوط دیلمی نے طبل بازگشت بجوا دیا جمشید پلید دوبارہ میدان جنگ مین اپنے لشکر سے جدا ہوکر آیا اور درمیان رزمگاہ کھڑا ہوا اور بآواز بلند کہا کہ ای حاضرین معرکہ رزم دیکھا کہ اسیر قرار واقعی ظاہر ہوگیا اور تم نے بچشم خود دیکھ بھی لیا کہ اس معرکہ جنگ مین سحر وافسون کا نام بھی نہین ہے لیکن اکثر بعض مردان بیخبر وکوتہ اندیش یہی جانتے ہین کہ ہمارے لشکر سے کوئی عمل سحر ہوتا ہے ایسا ثابت کرتا ہی کہ اس سحر سے خداوند طلسم کے لشکر کو ترقی ہی لیکن آج بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا اور تمام شاہان وسلاطین پر روشن ہوگیا ہی کہ اس جنگ میں پیکار رزم

ہرگز سحر و افسون کو دخل نہیں ہے اگر یہ و سحر معاملۂ جنگ روبکار رہتا تو یہ پہلوانان پیل تن میرے لشکر کے کہ ہر ایک
بجائے خود رستم و اسفندیار ہیں اسطرح سے بہ آسانی قتل و ہلاک ہو جاتے بس اب میں اسواسطے تم سب شاہان
و سلاطین کو آگاہ کرتا ہوں کہ جو زور و طاقت ہمارے پہلوانان لشکر کو حاصل ہے خاص عطائی الٰہی خداوند طبیعت مجردہ
کی ہے اور میرے خداوندی کا کرشمہ ہے کیونکہ خداوند طبیعت مجردہ کا میں خاص فرزند ہوں اور عہدۂ نیابت بھی مجھی کو سرکار
خداوند سے مرحمت ہوا ہے اور مجھکو یہ طاقت و قدرت خداوند نے مرحمت فرمائی کہ میں ایک لحظہ میں ہزارہا ساحران بہ دست
کو ابھی تم سب کے سامنے خلق کر سکتا ہوں اگر میں بنظر قہر اور غضب خداوندی سے دیکھوں تمام عالم کو فنا کر دوں اور
عدم و وجود سب کا برابر ہو جاوے مگر یہ امر شان خداوندی سے نہایت بعید ہے اور مقتضاے انصاف بھی نہیں ہے بلحاظ بنظر
ترحم و اخلاق خداوندی اپنے بندوں کو نصیحت و ہدایت البتہ کرتا ہوں کہ بندگان خداوند راہ جہالت کو چھوڑ دیں اور راہ راست
پر آئیں اور اپنے خداوند خاص کو کہ جو اس وقت مثل آسرو میدان رزم میں کھڑا ہے پہچانیں اور بصدق دل سجدہ کریں نہ
یاد رکھیں کہ بسبب غضب و قہر خداوندی کے بدترین عذاب اور سخت ترین عقوبت سے ہلاک کیے جائینگے اور ہر ایک بندہ
بدکردار کو اسکی زشتی اعمال و کردار کی سزا دیجائیگی اے بندگان سرکش یہ بھی تم یاد رکھو کہ جمشید پلید ایسا خداوند ہے کہ جسکو بادۂ
سنگ خارۂ شقی نے مرتبہ پر پہنچا ہے اور خاص ابلیس لعین کے پر از سے بنا ہے اگر میری ہدایت کو نہ مانوگے پشیمان ہوگے آتش
غضب خداوندی سے جلکر خاک ہو جاؤ گے دیکھو میں عین قدرت خداوندی سے کام لیتا ہوں اور کسی اپنے بندہ کو اعمال
سحر اپنا مطیع نہیں کرتا اور نہ ترغیب و ہدایت کرتا ہوں میں نے بڑی کوشش اور محنت سے ایک مدت مدید اور زمانۂ دراز
تک خداوند طبیعت مجردہ کی بندگی و اطاعت کی ہے اور عرصہ تک واسطے مراتب اعلی و مناصب جلیلہ کے خداوند سے التجا کی تب
خداوند نے اس میری بندگی اور اطاعت کا ثمرہ مجھے عطا فرمایا اور منصب خلافت خاص اپنا عنایت کیا بلکہ بجائے خود مجھے خداوندی
مقرر کر دیا قصہ کوتاہ جب جمشید حالات اپنے خداوندی کے بیان کر چکا میدان سے چلا گیا اور اپنے خیمہ نکبت افزا میں داخل ہوا
رات کو پھر خنار جادو لعین آیا اور اسنے تمام رات خوب حسب دلخواہ اپنا منہ کالا کروایا وہ رات تو انہی روسیاہی میں گذری
دوسرے روز پھر طبل جنگ بجوایا اور صبح کو بعد اراستگی صفوف لشکر اقلیموں سے پھر وہی پہلوان تہور شعار کانوس فرنگی نعرہ
مارتا ہوا معرکۂ رزم میں آیا اور لشکر جمشید پلید سے ارجاس سردار خونخوار پہلوان یکہ پر لیکر روانہ ہوا اور میدان مصاف میں پہنچا
دونوں پہلوانوں میں زور ہونے لگے پہلے نیزہ و شمشیر وغیرہ سے خوب حرب و ضرب کی جبکہ ان آلات سے کچھ مقصود حاصل نہ ہوا کشتی
کی نوبت پہنچی ارجاس نے ایک ساعت کی کوشش و تگ و دو میں کانوس فرنگی پہلوان کو اتھا کر لیا اور زمین پر دے مارا
اور سینہ پر سوار ہوکے بقوت دست و بازو کانوس فرنگی کو دو حصہ کر دیا حاضرین معرکہ اس واقعۂ سخت و دشوار گذار کو دیکھ کے
نہایت متعجب ہوئے کہ ارجاس میں اسقدر زور و قوت ہونا تعجب ہے جو اسنے کارنمایاں کیا اسوجہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ
ساری کرامات خنار منکوس دیوزشت کے سحر و جادو کی ہے خنار منکوس ہنگام جنگ و پیکار ضرور سحر و افسون کی مدد کرتا ہے

یا کوئی اور امر تازہ تیار کیا ہو الغرض کانوس فرنگی پہلوان کے قتل ہونے کے بعد یاقوت دیلمی کہ یہ بھی پہلوان نہایت زبردست
و قوی ہیکل تھا میدان میں آیا اور اسکو بھی ارجاس مردار خوار نے قتل کیا اسکے بعد شنقاش زنگی سپہسالار بقیموس کہ یہ بھی زور
و قوت میں اور ہنر و فن سپہگری میں بے نظیر اور نہایت اشجع اور بہادر روزگار تھا میدان جنگ میں حریف کے مقابل ہوا اور
کہا او ارجاس لعون و نابکار ہوشیار ہو کہ تیری قضا سے بمرم تیرے سر پر آپہونچی اگر کچھ حوصلہ تیرے دل میں باقی ہو تو اسکو جلد
نکال لے ورنہ پھر فرصت نہ ملیگی تو اپنے مقر اصلی کو پہونچا دیا جائیگا ارجاس نے وہی شمشیر خون آشام شنقاش کے سر پر
ماری اگر وہ استانہ فولادی نہ ہوتے تو وہ ضرب سخت دفع نہ ہوتی آخر شنقاش پہلوان نے اس ضرب کو دفع کیا اور بعد
رد و بدل کے ایک ضرب شمشیر بے پناہ اس قوت و زور سے ارجاس کے سر نجس پر لگائی کہ خود فولادی کو کاٹ کر چار
انگشت کا فتنہ سر میں در آئی اور فوارہ خون جاری ہوا ارجاس پشت مرکب سے زمین پر گرا ادھر وہ یکہ پر بھی دستار سے
دور نکل کے گرا قلیموس کے ایک ملازم نے دوڑ کر وہ یکہ پر سحر اٹھا لیا اور اپنی پگڑی میں رکھ لیا جسوقت جمشید نے اپنی سپہ
اور برادر نسبتی کا یہ حال بد دیکھا غصہ کی تاب نہ لا سکا مرکب جہانگرد مہمیز کر کے میدان معرکہ میں آیا اور کہا [illegible]
اس کبر مغرور و ستم شعار سے ارجاس کا انتقام لے اور اس بندہ بے ادب و بدنصیب کو جلد ہلاک و برباد کر یہ کہا اور اس
سپہسالار دلاور سے مخاطب ہوا اور کہا اے بندہ سرکش جلد تر تو رکاب خداوندی کو بوسہ دے اور فوراً سجدہ کر ورنہ خداوند
تجھپر ابھی اپنا قہر و غضب نازل کیا چاہتا ہے شنقاش سپہسالار نے کہا اے جمشید میں اپنے خداوند قدیم کے سوا اور کسی
خداوند کو نہیں جانتا جسے سجدہ کرتا ہوں کرونگا میں تجھکو کیا جانوں کہ تو کس مزبلہ کا سگ خارشتی ہے تجھکو تیرا خداوند دم والا
معلوم ہوتا ہے کیونکر سجدہ کروں او جمشید سگ ناپاک میں تجھکو براہ نصیحت کہتا ہوں کہ جو تجھے اپنی جان کی خیریت منظور ہے
تو میرے خداوند کو سجدہ کر ورنہ تو آگاہ ہو کہ بہت پشیمان ہوگا جمشید نے کہا او مادر قحبہ ولد الحرام کیا تو کہتا ہے خداوند
کی شان میں ایسے کلمات گستاخانہ زبان پر لاتا ہے تجھکو نہیں معلوم کہ مرتبہ خداوندی میں رکھتا ہوں بس زبان بند و بازو
بکشا دیکھوں تو کسقدر طاقت رکھتا ہے اور کہاں تک نافرمانی خداوند کرتا ہے تیری یہ مجال و قدرت ہے کہ تو خداوند سے کلمہ بیجا
اور گفتگو کرے الغرض شنقاش پہلوان دلاور نہایت غضبناک ہوا اور ایک گرز گران سر دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر
جمشید کے سر پر اس زور سے مارا کہ اگر بجائے جمشید اور کوئی ہوتا تو خاک سیاہ ہو جاتا لیکن جمشید نے ہرچند اس
گرز کی ضرب کو اپنے گرز سے دفع کیا لیکن پھر بھی وہ گرز گران جمشید کے گرز سے ضرب کھا کر جمشید کے شانہ پر گرا جمشید پلید
اسکے صدمہ سے ایسا بیتاب ہو گیا کہ ہوش بجا نہ رہے تاہم اس بے حیا نے شمشیر قدرت غلاف سے نکال کر اسطرح شنقاش
کے سر پر لگائی کہ خود کاٹ کے سینہ سے گذر گئی اور تنگ مرکب کو کاٹتی ہوئی زمین میں در آئی امیر مجاہد الدین دلاور نے
اس نابکار کی یہ قوت دست دیکھ کے کہا اے دلاوران اسلام تمنے کبھی پہلے بھی ایسی صفائی اس ابلیس پرست کے
ہاتھ سے دیکھی تھی یا میری ہی نظر میں اسوقت معلوم ہوئی ہے دلاوران لشکر اسلام نے متفق اللفظ کہا بخدا ہمنے

اُس کافر کا زور ایسا کبھی نہیں دیکھا یہ ملعون بہ نسبت قبل کے وہ چند زور رکھتا ہی بس معلوم ہوا یہی وجہ ہی کہ جو یہ ملعون اپنی
خداوندی کا اظہار کرتا ہی اور اپنی قوت وطاقت پر نازان ہی غرض جمشید پلید بعد قتل کرنے شنقاش پہلوان دیلمی کے پھر
میدان میں آیا اور دوسرے حریف کو خود طلب کیا لشکر اشبوط سے لیکن کسی دلاور نے جواب تک نہیں دیا آخر جمشید نے
طبل بازگشت بجوادیا اور اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ شنقاش پہلوان بندۂ نافرمان کی نعش کو کھینچ لاؤ اور نار دوزخ میں ڈال دو
بمجرد اس حکم کے انصار لشکر جمع ہوئے اور شنقاش کی نعش کو لیجانے کا قصد کیا جب اس حال کو اشبوط دیلم اور لقیموس اور
اقلیموس کے دلاوران لشکر نے سنا بتعجیل تمام میدان میں پہونچ گئے اور قریب تھا کہ بضربات پاپوش جمشید کو ہلاک کریں
لیکن جمشید اس انبوہ کثیر کو دیکھ کے بے تحاشا میدان سے بھاگ گیا اور اپنے لشکر میں داخل ہو گیا مردمان اشبوط شنقاش
کی نعش کو کاندھوں پر اٹھا کر لے گئے قصہ کوتاہ چند روز کی معرکہ آرائی میں جمشید نے بذات خود اور اُسکے پہلوانان لشکر نے
اشبوط دیلم و لقیموس و اقلیموس کے پہلوانان نامی وگرامی اسقدر قتل ومجروح کیے کہ تینوں سلاطین عاجز آگئے اور نہایت
منتشر ہو گئے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے تاکہ اس مردود کے ہاتھ سے نجات ملے آخر یہ رائے قرار پائی کہ ایک
شب ہم تینوں سلاطین باتفاق ہمدگر جمشید کے پاس چلیں اور اُس سے کہیں کہ او ظالم وجفا شعار تجھکو ہم سے کیا عداوت ہی
کہ تو ہماری بربادی ناحق چاہتا ہی اسواسطے کہ بکثرت تونے ہمارے پہلوانان نامی وگرامی کو کہ جو شجاعان روزگار سے تھے تہ تیغ
کیا اور جسقدر کہ مجروح وزخمی ہوئے اُنکا حساب نہیں وہ بیچارے خستہ ونیمجان ہیں زندہ ہیں بھی یا نہیں بس اب تو اس بیداد
وجفا سے باز آ اور ہمارے عوض اور کسی بادشاہ زبردست کو زیر کر اُس سے مقابلہ کرکے کچھ لطف حاصل ہو گیا تیرا مقابلہ کرین
مجبوری سے اپنی جان بچاتے ہیں اور ہم سے اس بات کا اقرارنامہ لکھوا لے کہ جب تمام سلاطین واہل اسلام تیرے مطیع
ہونگے پھر ہمکو کیا عذر ہوگا ہم بدون تیرے کہے تجھکو سجدہ کرینگے اور تیرے ہر حال میں شریک رہینگے اور دین وآئین تیرا قبول
ومنظور کرلینگے لیکن فی الحال ہمیں چند روز کی مہلت دیجاوے کہ ہم اس معاملہ میں بجائے خود غور وفکر کرلیں پھر تیرے سجدہ
کرنے میں اور اطاعت کرنے میں کسی طرح کا عذر نہوگا الغرض ان تینوں سلاطین نے باہم صلاح ومشورہ کیا اشبوط دیلمی اور
لقیموس واقلیموس بالاتفاق جمشید کے لشکر میں گئے اور اسوقت اُسکی بارگاہ میں پہونچے کہ جمشید پلید نہایت غرور
ونخوت سے تخت قدرت پر بیٹھا تھا اور ضارمنکوس اور نجاشی باتیں کر رہے تھے اس عرصہ میں جمشید کو درگہ سالار نے
خبر دی کہ اشبوط دیلم اور لقیموس واقلیموس وغیرہ سلاطین حاضر ہیں جمشید نے ضارمنکوس اور نجاشی کو اُنکے استقبال
کے لیے بھیجا اور ایک تخت نجاشی کے پہلو میں بچھوادیا ضارمنکوس تینوں بادشاہوں کو نہایت اعزاز واحترام سے بارگاہ
میں لایا اور سب حاضرین بارگاہ نے تعظیم اور صاحب سلامت میں کچھ پیش قدمی کی لیکن اُس مغرور بے دین نے مطلق مراسم
تعظیم وتکریم کو ترک کیا اول ہی کل مراسم ترک کرچکا ناچار ان تینوں سلاطین نے بسبب غرض کے خود ہی سلام میں سبقت
کی جمشید نے کہا ای بندگان خداوند ہم تمہارے اس سلام معمولی سے ہرگز خوش نہیں ہوے اسواسطے کہ یہ رسم شاہ وسلاطین

کے واسطے زیبا ہی اور مین مرتبہ خداوندی رکھتا ہون تجھے سجدہ کرنا چاہیے کہ یہی شان خداوندی ہی یہ تینون سلاطین گفتگوے جمشید
سُنکے خاموش ہوگئے اور تخت پر جو کہ نجاشی کے پہلو مین بچھوا یا گیا تھا بیٹھ گئے ضار منکوس منحوس نے کہا ای اشبوط و القیموس تو
اقلیموس تم سب آگاہ ہو کہ جمشید نے فی الحال منصب خداوندی پایا ہی علاوہ اسکے اور مراتب و مناصب خاص خداوند طبیعت مجردہ
نے جمشید کو عنایت فرمائے ہین جسطرح کسی زمانہ مین نمرود و شداد و فرعون اور جمشید کو مرتبہ خداوندی خداوند نے دیا
اور ان مین سے ہر ایک نے بسبب امتیاز خاص کے مرتبہ سلوبیت پایا عجب نہین کہ جو تمنے بھی کتب تواریخ مین اس واقعہ کو دیکھا
ہو لیکن انجام مین بوجہ تمردی و نافرمانی خداوند طبیعت مجردہ نے وہ منصب چھین لیا اور وہ مرتبہ جاتا رہا اور بقہر و غضب خداوندی
ہلاک ہوے بعد اُنکے ضحاک کو وہی مرتبہ و اعزاز خداوند نے مرحمت فرمایا ای اشبوط اسی طرح اب خداوند طبیعت مجردہ کو اب
جمشید کے حال پر اس درجہ شفقت و عنایت ہوئی ہی کہ جمشید کو اپنا فرزند قرار دیا ہی اور عہدۂ نیابت خاص بھی عطا فرمایا
اور خاص اپنی مسند خداوندی پر بٹھا دیا جو شخص کرامت یافتہ اور نظر کردۂ خداوند ہی اُسکا اعزاز کل بندگان خداوند پر فرض
ہی کسواسطے کہ بندگی و بیچارگی کا نشا یہی ہے چنانچہ اسی باعث سے آج جمشید خداوند نے تمھاری تعظیم و تکریم ملحوظ خاطر
نہین رکھی کہ تم ابھی زمرۂ بندگان درگاہ مین ہو اور جمشید تمھارا خداوند ہی اشبوط دیلم یہ کلمات ضار منکوس سے
سُنکے غیظ و غضب مین گرفتار ہو گیا اور ہر وقت یہی چاہتا تھا کہ کچھ جواب سخت دے مگر اقلیموس اشبوط دیلم کو مانع رہا اور کان
مین کہا ای اشبوط دم بخود بیٹھے رہو کچھ جواب نہ دو کہ یہ وقت ایسا ہی ہو یہان مصلحت یہی ہی غیظ و غضب کا وقت نہین ہے
اگر یہان کوئی تجھ سے حرکت ناجائز سرزد ہوئی تو یہ یاد رہے کہ پھر یہ تمام کام خراب ہو جائیگا اور راہ چارہ بھی مسدود ہو گی پھر
بے جان دیے نجات نہو گی اشبوط یہ سُنکے چپ ہو گیا بعد اسکے ضار منکوس نے اشبوط دیلم وغیرہ کے واسطے سامان شراب
طلب کیا اور ان سلاطین کی تواضع کی اور پاسداری اور مدارا نجوبی کی جب دو دو چار چار جام شراب ناب کے زہر مار کیے اور
نشۂ شراب سے دماغ گرم ہوا ضار منکوس نے اشبوط دیلم سے یہان آنے کا سبب پوچھا اس عرصہ مین جمشید پلید بھی
کمال اخلاق و مہربانی سے سرگرم سخن ہوا اور کہا ای اشبوط آگاہ ہو کہ شاہزادہ معز الدین کے مرگ و زیست خاص میرے دست
قدرت پر مقدر ہوئی ہی کسواسطے کہ اصل خداوند طبیعت مجردہ نے اسکا قتل روز ازل سے میرے ہی ہاتھ پر موقوف رکھا ہی
اور نہایت ہی قریب اُسکا ظہور ہونے والا ہی جسوقت معز الدین طلسم بیضا سے باہر نکلا اور مین نے اُسکا کام تمام کیا پھر
ایک لمحہ کی دیر جائز نہین رکھونگا قصہ کوتاہ اشبوط دیلم وغیرہ سلاطین نے جو بجاے خود مشورہ کیا تھا وہ جمشید پہ
ظاہر کر دیا جمشید نے کہا ای بندگان خاص مین تمھارا خداوند خالق ہون مین نے تمھارے التماس کو قبول کیا اگر تم
اول ہی یہ عذر معقول اپنا خداوند کے روبرو پیش کر لیتے تمھارے مردان لشکر پر قہر خداوندی نازل نہوتا اور نہ وہ بے گناہ
بیچارے قتل کیے جاتے اشبوط دیلمی نے کہا ای جمشید جب تو خداوند اور خالق ہی تو یہ کیا بڑی بات ہی تیرے قبضۂ قدرت
اور حیز امکان سے سب کچھ ممکن ہی تو اگر چاہے تو تمام مقتولون کو خلعت حیات عطا فرما دے اور وہ سب زندہ ہو جاوین

جمشید دل مین سمجھ گیا کہ یہ مردک ہماری خداوندی پر طعن کرتا ہی اسنے جواب دیا کہ ای اشبوط یہ امر میری حیز امکان مین نہین
بلکہ میری قدرت خداوندی سے باہر ہی کسی کو قدرت نہین کہ مردے کو زندہ کردے اور نہ کوئی خداوند اپنے کارخانہ قدرت
اور مقدرات کو بدل سکتا ہی اس امر مین جو کوئی کچھ بیان کرے سب غلط اور جھوٹ ہی ہرگز ہرگز قرین قیاس نہین اور نہ عقل اس
امر کو گوارا کرتی ہی ایسی روایات کو ایک قصہ مصنوعی تصور کرنا چاہیئے ای اشبوط خداوند طبیعت مجردہ بھی کسی بندہ مردہ کو
جلادے یہ ممکن نہین جس حال مین کہ خداوند کو خود مقدور بندے کو جلا دینے کا نہین تو فرزند یا نائب خداوند کو یہ قدرت کہان
کہ جو مردہ کو زندہ کرے ای اشبوط اب تو بتا کہ تیرا خداوند دیلم قرم ساق جسکا تو پیرو اور پیغمبر ہے کیا بلا ہی آج تک کوئی کام
ظہور مین نہین آیا اگر وہ شان خداوندی رکھتا ہی تو کوئی کرشمہ قدرت ظاہر کرے اور ہمکو دکھلائے اور وہ اگر معدوم ہی تو یہ سفشر
کسلئے کیجا دے اور اگر وہ خداوند قدرت ہی تو اُسنے اپنے پہلوانون کو مرنے کیون دیا اور جو وہ مر گئے تو پھر زندہ کیون نہین
کرتا اور ای اشبوط دیلم جو مین نے تیری نسبت اعتراض کیا ہی وہی اعتراض القیموس و اقلیموس کی نسبت بھی میرا ہی کہ یہ دونون
سلاطین شب پرست ہین آخر کس قدرت وکمال پر پرستش کرتے ہین ای اشبوط ہرچند کہ مین مردہ کو زندہ نہین کرسکتا لیکن
قتل وہلاک کی تو قدرت خاطر خواہ رکھتا ہون بہرکیف تمہارے خداوند خفتہ سے بدرجہا بہتر و برتر ہون تمہارا خداوند قرمی
ہمارے مرگ وہلاک پر قدرت نہین رکھتا اور مین تمہارا خداوند ظاہر تمہارے قتل وہلاک پر قدرت بخوبی رکھتا ہون اور تم پر
قہر وغضب اپنا نازل کرسکتا ہون الغرض اسی بحث مین جمشید پلید نے اپنے عمامہ کو سر سے اونچا کیا اور پیشانی ظلمانی کو
دکھلایا ان خران بے دم کی نظر جو نہین اُس داغ پیشانی پر پڑی اثر سحر سے وہ تمام قیل وقال بھول گئے اور ساعت
بساعت محبت جمشید بوجہ تاثیر سحر بڑھتی جاتی تھی تا اینکہ جمشید کا قول اُنکے دل پر نقش کالحجر ہوگیا بعد ایک ساعت
کے یہ تینون احمق بے اختیار جمشید کے آگے سجدہ کو جھکے اور کہا ای جمشید اب ہمکو یقین وثابت ہوگیا کہ تو برحق خداوند
ہی اور ہم تیرے بندے ہین اور آج تک ہم خواب غفلت مین تھے اور اپنے خداوند کو بھولے ہوئے تھے

شعر

ہمہ عمر خود بیہودہ باختیم	دریغا کہ قدر تو نشناختیم

جمشید اُسوقت اسقدر خوش ہوا کہ جامہ اُسکے جسم نجس پر تنگ ہوگیا اور اُن تینون بادشاہون پر نہایت مہربانی فرمائی اور کہا
ای اشبوط خداوند نے تیرا منصب پیغمبری بدستور قائم وبحال رکھا ہے جسطرح تو پہلے پیغمبر تھا ہمنے بھی تجھے ویسا ہی منصب پیغمبری
عطا فرمایا ضمار منکوس منحوس کو پیغمبر دست راست کیا تجھکو عہدہ پیغمبری دست چپ کا دیا اشبوط گیدی اثر سحر سے ایسا خود غلط
ہوگیا کہ اپنے حال ومال سے ہوش نہ رہا اور اس مہربانی جمشید کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا اور کئی سجدے پے در پے جمشید کو کیے
اور راتون رات ان تینون احمقون نے اپنے لشکرون کو بلوا لیا اور لشکر جمشید کے شریک ہوگئے۔ راوی کہتا ہی کہ جمشید کی
رفعت وشان اسقدر بڑھی کہ دماغ اس مردود کا آسمان ہفتم پر پہنچ گیا اور دود نخوت وغرور دماغ مین ایسا سما گیا کہ وہ نابکار

بجز خناز جادو کے اور کسی کو خیال مین نہ لاتا تھا اور نہ کسی کا وجود جانتا تھا حتی کہ ضار منکوس دیوث کو بھی کچھ نہین سمجھتا تھا لیکن خناز جادو کو بغرض و خوشامد بلا عذر سجارے پیہم کیے جاتا تھا اور بہزار شوق دل اُس کافر ساحر کی خواہش کو زیر و زبر پورا کیے جاتا تھا قصہ کوتاہ ایک روز جمشید نے نہایت غرور و تکبر سے فخریہ ضار منکوس منحوس سے کہا ای استاد بد بنیاد دیکھا تو نے چشم کور سے اعمال سحر اسکو کہتے ہین کہ جو شاہ جادوان یعنے خناز جادو عمل مین لایا کیسے کیسے کارہاے لائق و عمدہ قابل تحسین و آفرین ظہور مین آئے ہین نہ ایسے اعمال لغو و لاطائل جسکا تو دعواے باطل کیا کرتا ہی سچ تو یہ ہی کہ تو نے ایسا اس فن سحر کو حاصل کرکے غارت کیا ہی کہ جسکی حد نہین ہی تا اینکہ آجتک تجھ سے پشم کندہ نہوئی ای استاد میری تو اب صلاح یہ ہی کہ تو شاہ جادوان کی چندے خدمت کر اور اُس کا شاگرد ہوجا اور خوب محنت کرکے اُس سے سحر سیکھ لے یقین ہی کہ چند روز مین تو بھی فن سحر مین کامل ہوجائیگا اور تیرا بھی کمال مشہور ہوجائیگا ضار منکوس نے کہا ای جمشید یہ تو کیا کہتا ہی مین شاہ جادوان کا شاگرد کیسا بلکہ شاہ جادوان کا بندہ بے زر ہون اور شاہ جادوان کا الطاف کریمانہ مجھپر ایسا ہی کہ جسکی حد نہین اُس کریم النفس نے خود مجھے اپنی شاگردی سے سرفراز و ممتاز فرمانے کا وعدہ فرمایا ہی لیکن مجھے افسوس یہی ہی کہ تو میرے سلوک اور احسانات کو خیال مین نہین لاتا کہ مین نے کس کس جانفشانی اور جانکاہی سے تیرے جاہ و اقبال کو بڑھایا ہی اور کوئی وقت ایسا نہین کہ مجھے تیری فکر نہو یا تجھ سے غافل رہون مگر تجھکو مطلق پروا نہین افسوس میری ہی تعلیم و تربیت اور محنت و مشقت سے تو اس مرتبہ کو پہونچا کہ تمام سلاطین عالم مین تو ایک ہی لیکن تو نے میری کچھ قدر و منزلت نہین کی اور اگر مین ذراسی بھی غفلت کرتا تو اس قدر و منزلت کو پہونچنا ممکن نہ تھا اور خناز جادو تجھے ایک موے پشم بھی نہ سمجھتا بہرصورت اگر تو بچشم انصاف دیکھے تو یہ جسقدر تیرا جاہ و جلال اور ترقی اقبال ہی میری ہی کوشش کا باعث ہی جمشید نے کہا ای استاد بدنہاد تو آزردہ خاطر نہو مین نے یہ تجھ سے مذاقاً کہا ہی ورنہ تو جانتا ہی کہ اب مجھے کیسی قدرت حاصل ہی تیری مرگ و زیست میرے ہی قبضہ قدرت مین ہی لیکن اس اختیار پر تجھے مین مثل جان کے عزیز رکھتا ہون اور تیرا ادب ملحوظ خاطر رہتا ہی الغرض جب اشبوط دیلم اور اقلیموس و القیموس تینون سلاطین کے لشکر جمشید کے لشکر نکبت اثر مین شریک ہوگئے پھر تو اور بھی دماغ جمشید کا عالم بالا پر پہونچا اور غرور و تکبر اسقدر بڑھا کہ اب وہ یا جی اپنے مقابلے مین کسی کی کچھ حقیقت نہین سمجھتا اور یہ حالت بہم پہونچی کہ اب جب وہ ملعون سوار ہوتا ہی سر راہ جو شخص ملتا ہی وہ عوض سلام کے سجدہ کرتا ہی اور اس ملعون کو خداوند جمشید کہتے ہین ضار منکوس منحوس نے جمشید کے لیے بیچ مین لشکر کے ایک جا بلند مثل دمدمہ کے بنائی تھی اور اس بلندی پر ایک برج نہایت بلند اور وسیع بنوا دیا تھا اور اُس برج مین چارون طرف کھڑکیان بنوائی تھین اور ہر ایک کھڑکی مین پچی کاری جواہرات کی تھی اسواسطے کہ جمشید مسند خلافت پر اُس برج مین اجلاس کرے اور اپنا جلوہ منحوس مردمان لشکر کو دکھایا کرے اور نام اس برج کا جہان نما رکھا تھا غرض دوسرے روز جمشید نے اشبوط دیلم کو بارگاہ مین بلوا کر حکم دیا کہ ای پیغمبر دست راست میرے تو بلد جا اور بکران شاہ خارجی اور

نصرون ربیعی کو ہماری طرف سے سجدہ کی ہدایت کرنا کہ انکہین نہایت عمدہ طور سے تلقین و ہدایت کرکے دونون کو اپنے ساتھ ہمارے پاس لے آ اگر وہ سلاطین ہمارے پاس آنے مین کسی طرح کا عذر پیش کرین اسوقت ہماری شمشیر آبدار سے کہ بقوت قدرت سے موسوم ہی اور خاص خداوندی ہی انکو خائف کرنا اینکہ وہ غضب الٰہی سے ڈر جائین اور بلا عذر دنگار چلے آئین نجاشی نے کہا ہی خداوندا مین بندۂ ناچیز کی یہ صلاح ہی کہ ابو حاکم کو بھی یہی پیام زبانی کہلا بھیجا چاہیے یقین ہی کہ مناسب ہوگا جمشید نے کہا اُس گیدی کو کچھ ضرورت نہین ہی بلکہ اُسکو پیام دینے کی چندان احتیاج نہین آ رہی مین خوب جانتا ہون کہ وہ بندۂ غرض ہی تم دیکھنا کہ وہ خود بخود حاضر ہو جائیگا کیسلیے کہ ابو حاکم ہمیشہ پہلوانان زور آور کی خوشامد کرتا رہا ہی بالآخر گمان و قیاس اُسکا نہایت ہی درست نکلا کہ اُسی روز ابو حاکم بلا طلب وسیلہ معرفت نجاشی کے جمشید کے پاس پہونچا اور کہا ہی جمشید خداوندا یہ کمترین بھی واسطے سجدہ کے حاضر ہوا ہی لیکن میرا سجدہ کرنا ایک شرط پر منحصر ہی وہ شرط یہ ہی کہ معز الدین طلسم کشا بانی فتنہ و فساد کو نیست و نابود کردے اور ابو طاہر و شمسہ تاجدار کی آرزو سے چھا پوری نہو اگر تجھے ایسی قدرت حاصل ہی تو اپنی قدرت خداوندی کا مجھے یہ کرشمہ دکھادے پھر مین ایسا سجدہ تجھکو کرون کہ تو مجھسے نہایت ہی خوش ہو جمشید نے کہا ابو حاکم تھوڑا اور صبر کر پھر مین تجھے اپنی خداوندی کا کرشمہ دکھاؤنگا کہ خداوند نے کیا کیا امورات مقرر کیے خداوند تیرا اب فقط معز الدین کے طلسم سے باہر آنے کا منتظر ہی جسوقت وہ طلسم سے باہر آجاے اسوقت تو میری قدرت خداوندی کا تماشا دیکھنا کہ کیسے کیسے اور کیا کیا کرشمے نظر آتے ہین اور معز الدین کو طرح طرح کی عقوبت و عذاب مین گرفتار کرونگا اور نہایت ذلت و خواری سے معز الدین اور اسکے رفیقون اور سرداران لشکر کو کارزار مین ہلاک کرونگا کہ مرغان ہوائی اور ماہیان دریائی اُسکی حال پر تاسف کرینگے ابو حاکم نے اُس راندۂ درگاہ ایزدی سے جسوقت اس افسانہ کو سنا بے اختیار سجدے کو جھک گیا اور تین چار سجدے متواتر کیے اور اُسی روز مع اپنے لشکر کے آسکے لشکر جمشیدی مین داخل ہوا بعد اسکے اشبوط دیلمی حسب الحکم جمشید پلید سوار ہوکر بکران شاہ خارجی و نصرون ربیعی کی بارگاہ مین آیا بکران شاہ خارجی خبر اشبوط دیلم کے آنے کی سنکے تا در بارگاہ واسطے استقبال کے آیا اور اپنے ساتھ لاکر تخت پر بیٹھایا جب اشبوط دیلم بارگاہ مین پہونچا یہ آواز بلند کہا میرا سلام اُس شخص پر جو جمشید کو صاحب قران اور خداوند کا قران اور خداوند کا فرزند و نائب خاص سمجھے اور میری پیغمبری کا اقرار کرے جب اشبوط دیلم نے یہ جملہ سر دربار بیان کیا اور حاضرین دربار نے بخوبی سنا بکران شاہ خارجی و نصرون شاہ ربیعی اور نجدون بن انجد جہان پہلوان بلکہ اور حاضرین بارگاہ نے خوب قہقہے لگائے

بارگاہ بکران شاہ خارجی مین ملک نصرون ربیعی اور انجد بن نجدون وغیرہ

کا مجتمع ہونا

بعد اسکے بکران شاہ خارجی نے کہا ای شاہ دیلم تجھے ایسے کلمات اپنی زبان سے کہتے شرم نہیں آتی تو سلطنت اپنی عمر
مرتبہ پیغمبری مین گذاری اور تمام مردمان دیار دیلم تجھکو اپنا شاہ اور پیغمبر دیلم سمجھتے رہے اور اب آج تو بلا وجہ اور بلا سبب
ایک ملحد خود پرست مردود خلائق حابشی بچے کی اطاعت اختیار کرتا ہی اور خداوند کہتا ہی اور طرہ یہ کہ خود بھی گمراہ ہوا ہے
اور سب کو ہدایت راہ ضلالت کرتا ہی او بے حیا تجھے اپنے ننگ وناموس کا بھی کچھ خیال نہین ہی ای اشبوط دیلم تو خارج
از عقل پہلے تو نہ تھا مگر جمشید کے داغ مسحور کو دیکھ کے اثر سحر مین گرفتار ہو گیا اور ایسا مبہوت ہوا کہ بالکل از خود رفتہ
ہو گیا اصلا نیک و بد مین تمیز نہین رہی اشبوط دیلم نے جواب دیا کہ ای بکران شاہ و نصرون شاہ اصل حال یہ ہی کہ
آج تک مین تمھاری ہی طرح جمشید کے مرتبہ خداوندی سے خبردار نہ تھا اور نہ معلوم تھا جب میرے پاس وحی پہونچی
اور خداوند دیلم نے مجھے اس راز و اسرار سے آگاہ کیا اور کہا کہ جمشید بلاشک وشبہ خداوند ہی اور تو بھی اسے سجدہ
کر اور اپنا معبود برحق جان اور تجھکو جمشید اپنا پیغمبر دست چپ کریگا کہ اسنے یہ عہدہ خاص تیرے لیے رکھا ہی ای
بکران شاہ اسوقت مجھے جمشید کی جاہ وحشمت وجلال کا حال معلوم ہوا کہ جمشید کو بیشک مرتبہ خداوندی حاصل
ہی آخر احکام وحی کے موافق مین کاربند ہوا کہ جمشید کو خداوند سمجھکر سجدہ کیا غرض اشبوط دیلم گیدی کی حماقت

سنکے پھر اہل دربار دوبارہ خوب ہنسے لیکن اشبوط دیلم کو کچھ بھی خیال نہوا وہ اپنی ہی کہا کیا آخر بکران شاہ خارجی نے پھر کہا
ای اشبوط دیار دیلم اب تم یہ ارشاد فرماؤ کہ تمھارے پاس وحی کس قرمساق کی آتی ہی اور کون گدھا وحی بھیجتا ہی اشبوط بولا
شاید تجھکو نہین معلوم ہمیشہ کون وحی بھیجا کرتا ہی ای بے وقوف بجز خداوند دیلم کے اور دوسرا کون ہی جو وحی نازل کرے
نصرون ربیعی نے کہا شاید تیرے زعم باطل اور عقیدۂ بد مین دیلم گیا ہی خداوند ہی پھر جمشید کو تو نے کسواسطے خداوند جانا
اور سجدہ کیا او قرمساق ہر ملت و مذہب مین ایک معبود ہوتا ہی تیرا عجیب مذہب ہی کہ دو خداوند رکھتا ہی یہ ہمنے کہین نہین سنا
کہ ایک شخص دو خداوند کی بندگی کرے اور دونون کو اپنا معبود سمجھ کے سجدہ کرے اشبوط دیلم نے کہا ای نصرون خداوند دیلم ہی
نے وحی مین یہ ارشاد فرمایا ہی کہ ہمنے تھوڑے روز کے واسطے اپنی خداوندی جمشید کے حوالے کر دی ہی اور اُسی کو خلق کی
پرستش کے لیے کافی کر دیا ہی تو بھی اُسے سجدہ کر اور اپنا معبود سمجھ لیس مین نے بمجرد پہونچنے وحی کے جمشید کو سجدہ کیا او
اپنا معبود جانا مین نے اپنے خداوند دیلم کے حکم کی تعمیل کی جب سے مجھے معلوم ہو گیا کہ جمشید بیشک لائق سجود خلائق ہی
بکران شاہ نے کہا ای اشبوط دیلم تیری گفتگو سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ عقائد تیرے راسخ نہین ہین خیر اب اس قصہ کو موقوف کر
اور یہ کہو کہ تمنے یہان کیون تکلیف کی اور کس غرض سے یہان آنا ہوا اشبوط دیلم نے کہا ای ملک نصرون و بکران شاہ تم نہین
جانتے کہ جمشید کا وزیر زبردست اور پیغمبر دست چپ مین ہون اور مجھے کار ہدایت خلائق مرحمت ہوا ہی معہذا خداوند
کے حکم سے خاص واسطے ہدایت و تلقین کے یہان آیا ہون کہ تمکو خداوند جمشید کے سجدے کی ہدایت کرون اور راہ ضلالت
سے نکالون ای نصرون و ای بکران شاہ اگر تم بچشم بصیرت دیکھو اور انصاف سے غور کرو تو جمشید پلید کا کرشمۂ خداوندی
و قدرت ظاہر ہی کچھ پوشیدہ نہین ہی کوئی تیغ قدرت سے امان نہین پا سکتا مگر وہ شخص جو کہ بندۂ خاص اُسکا ہوا اور یاد رکھو
کہ بوجہ اس نافرمانی کے عذاب مین ایسے گرفتار ہو گے کہ تا قیامت کسی طرح سے نجات نہ پاؤ گے بلکہ طرح طرح کا قہر و غضب
خداوند کا تمپر نازل ہوگا بکران شاہ نے کہا ای اشبوط دیلم معلوم ہوا کہ سرتاپا تم خبط مین گرفتار ہو کسی طرح تم اپنے ہوش و حواس
مین نہین ہو اور یہ بھی تمھاری حماقت ہی کہ جو تم چار پہلوانون کے مارے جانے سے ایسے پریشان ہوے کہ از خود رفتہ ہو گئے
اور بے دست و پا سے محض اپنے کو جانتے ہو اور بے وجہ اور بلا سبب جمشید کو سجدہ کرنے لگے ہم ایسے تمھاری طرح
نادان نہین ہین کہ ناحق اپنا مذہب قدیمانہ ترک کر دین اور ایک بے دین کو خداوند اپنا گردانین اور اُسکو سجدہ کرین اور
اُسکی خواہ مخواہ خوشامد کرین ابھی تو ہمارا پشت و پناہ اور قوت بازو اسجد بن سجدون جہان پہلوان جرار و بہادر جمشید کا
سرکوب موجود ہی جمشید مردود کا کیا خوف ہی ہم اس سگ خارشتی کو کیا سمجھتے ہین جسوقت وہ مردود پلید ذرا بھی سر
اُٹھاویگا یا ہماری طرف نگاہ کج سے دیکھیگا ہم اُسکو اور اُسکے خداوندی کو مثل حرف غلط کے دفتر عالم سے مٹا دینگے
اُسکا دعواے باطل ہمارے آگے کب فروغ پا سکتا ہی جمشید ولد الحرام کی خداوندی کا حال ظاہر کرینگے ای اشبوط
دیلم ہم جمشید کی اور جمشیدیون کی کچھ حقیقت نہین جانتے بلکہ ایک موے پشم سے بھی کم تر اور بدتر جانتے ہین ہم کیا جانین

کہ جمشید کون سا سگ مزبلہ و بازاری ہی اشبوط دیلم گیدی یہ کلمات سخت سنکر خاموش ہوگیا اور جسطرح آیا تھا خاموش واپس گیا اور
جمشید سے جاکر تمام و کمال اس گفتگو کو مفصل بیان کیا جمشید رسالت مآب اشبوط دیلم کی اس گفتگو سے نہایت خوش ہوا اور ایک
خلعت پر زر نہایت گران بہا عنایت کیا بعد اسکے جمشید نے لشکر مین جاکر طبل جنگ بجوا دیا جب صدائے طبل بلند ہوئی اور
بکران شاہ کے کان مین پہونچی بکران شاہ نے ملک نصرون ربیعی سے کہا تم بھی اپنے لشکر مین حکم دو کہ کوس حربی بجے
ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ کل کی گفتگو ہماری اشبوط دیلم قرمساق نے جمشید نابکار سے بیان کی ہی اسواسطے اس مردود ازلی
نے آج طبل جنگ بجوایا ہی خیر جو کچھ ہو دیکھ لیا جائیگا شعر

بیا ہم کہ بخت یار سے دہر	کہ از جمشیدی و خوار سے دہر

اسوقت اکثر پہلوانان شجاعت شعار و سرداران تہور آثار بکران شاہ کی بارگاہ مین حاضر تھے مثل نصرون شاہ اور شیشتان
بن شیلبث کے جو نجابت سے شہید الشہدا کے عہدۂ سپہ سالاری پر ممتاز ہی اور دوسرا پہلوان جہان انجد بن نجدون جسکی
معرکہ آرائی کا حال گوش گذار سامعین عالی منزلت ہوچکا ہی اور بکران شاہ کی حشمت و شوکت کا مدار بھی اسی پہلوان یگانۂ
روزگار پر منحصر ہی بکران شاہ کے لشکر مین کوئی پہلوان و سردار مثل انجد بن نجدون پہلوان جہان کے نہین ہی حالانکہ
انجد بذات خاص ایک پہلوان فیل پیکر ہی اور اُسکا زور و طاقت بسبب مہرۂ سحر کے زیادہ ہی لیکن فی الحال بباعث
گم ہوجانے مہرۂ سحر کے انجد پہلوان کا زور جاتا رہا جسکی وجہ سے انجد جہان پہلوان مشہور ہوا اب انجد بن نجدون
مین فقط زور اصلی باقی رہگیا ہی چنانچہ یہ داستان ندرت بیان بشرح و بسط جلد ہاے اولی مین بیان ہوچکی ہے
ابھی اُس مہرۂ سحر کا اثر بالکل زائل نہین ہوا کسی قدر باقی ہی کیا معنے کہ اُس ساحر جہنم نصیب یعنے میرے اُستاد نے یہ کہا
تھا کہ جو انجد اس مہرہ کو اپنے شکم مین رہنے دیگا تو کوئی پہلوان روزگار بلکہ کل عالم کے پہلوان بزور تجھپر غالب نہین
ہوسکینگے مگر ایک وقت ایسا آئیگا کہ یہ مہرۂ سحر تیرے شکم سے نکل کے گم ہوجائیگا بعد گم ہونے مہرۂ سحر کے بھی سالہا سال
مہرہ کا اثر تیرے جسم مین باقی رہیگا اور ہاتھ پانون سے قوت سحر زائل ہوگی چنانچہ انجد اس حال سے اپنے بخوبی باخبر
وواقف تھا اور دل مین کہتا تھا کہ ابھی اثر مہرۂ سحر بالکل جاتا نہین رہا اور میرے دست و بازو مین قوت و توانائی بھی
دو چند پائی جاتی ہی غرض دونون پہلوانان قوی ہیکل و دیو پیکر بارگاہ مین موجود تھے طبل جنگ کی آواز سنتے ہی یہ دلاوران
شجاعت آثار و تہور شعار لاف زنی کرنے لگے بکران شاہ نے بھی دو نوبت پہلوان رستم زمان کے بھروسے پر اپنے لشکر مین
طبل بجوا دیا اور دوسرے روز حسب معمول وہ گیارہ لشکر جنگاہ مین صف آرا ہوے اور بعد آراستگی صفوف عساکر پہلے
جمشید کے لشکر سے تلخوم مصری ایک پہلوان دلاور معرکۂ رزم مین پہونچا اور بعد رجز خوانی ہم نبرد طلب کیا ادھر لشکر
بکران شاہ خارجی سے بلقاس ایک جام شراب ارغوانی نوش کرکے تلخوم کے مقابلے کو چلا تلخوم پہلوان نے تلقاس
کو بعد رد و بدل بسیار قتل کیا بعد اسکے قتل ہونے کے شیشتان سپہ سالار نے میدان رزم کا قصد کیا اور اس بہادر

دوران نے تلخوم کو مجروح کیا اور میلان مصری وغیرہ چار پہلوانان نامی گرامی کو لشکر جمشید سے بضرب شمشیر آبدار قتل و
ہلاک کیا اس عرصہ میں شام ہو گئی ملک نصرون و بکران شاہ نے اسی قدر غلبہ کو غنیمت جانا میدان سے ہاتھ روک کر طبل
بازگشت بجوا دیا دوسرے روز پھر معرکہ کارزار آراستہ ہوا اسدن اقواس و تلواس زنگی وغیرہ پانچ پہلوان لشکر اقیموس
سے پورے میدان جنگ میں آئے اور شیشان دلاور میدان کی تیغ شمشیر کے طعمہ ہو گئے اسی طرح دوسرے روز میدان کارزار
میں بھی شاتول و خرتول وغیرہ دس پہلوان جمشیدی شیشان پہلوان تہور شعار کی ضرب شمشیر سے جہنم واصل ہو گئے
جمشید نے شیشان دلاور دوران کی دلاوری اور بہادری دیکھ کے دل میں تعریف کی اور کہا واقعی ہر ایک پہلوان
اس جوان بہادر سے تاب مقابلہ نہیں لا سکتا اسوقت برجاس مردار خوار جمشید کے برابر کھڑا تھا اور نشہ
مردانگی سے جھوم رہا تھا جمشید پلید نے برجاس پہلوان سے مخاطب ہو کر حکم دیا کہ ای برجاس دلاور دیکھتا ہے کہ
شیشان بہادر کیا کار نمایاں کر رہا ہے برجاس اس تعریف سے چین بجبین ہوا اور کہا ای خداوند تیری تعریف سے ظاہر
ہوتا ہے کہ خداوند بھی شجاعان زمان اور بہادران دوران کی ضرب بے پناہ سے خائف ہوتے ہیں خیر کل صبح کو یہ بندۂ خاص
آپکا رزمگاہ میں جا کر اس پہلوان روزگار کا مزاج پوچھیگا جب اس ضرب دست قدرت کا حال معلوم ہوگا اور بہادری کی
لذت حاصل ہوگا مگر ای خداوند میں امیدوار ہوں کہ حضور بخوشی دل مجھے رخصت فرمادیں اور نقارۂ رزمی بھی میرے ہی
نام پر بجوایا جاوے پھر میں اس پہلوان پسندیدۂ خداوند کے مقابلہ کو جاؤنگا اور ابھی خداوند کے سامنے اس گبر متکبر و
مغرور کو مانند بز و گوسفند کے ذبح کر دونگا۔ الغرض دوسرے روز صبح کو بعد آراستگی صف عساکر طرفین برجاس مردار خوار
پہلوان جمشیدی نے جمشید پلید سے رخصت لی اور ایک جام شراب زہر مار کیا اور گھوڑے کو مہمیز کر کے میدان رزم میں آیا
پہلے چار پہلوانان لشکر بکران شاہ خارجی و ملک نصرون رہزنی سے خاک و خون میں ملائے بعد اس ہنگامہ شور افزا
یعنی قتل پہلوانان لشکر شاہان مذکور کے نعرہ مارا اور آواز دی کہ اے شیشان پہلوان زمان۔

شعر

کل کے میدان میں کیا خوب لڑا تھا تیرے ہیں
آج کیا مر گئے تلوار اٹھانے والے

آج ہاد تمھاری ہی حرب و ضرب کا تماشا دیکھنا منظور تھا اور اسی لیے آئے تھے معلوم نہیں کہ تم اجل رسیدہ کس
گوشہ میں بخوف میرے مقابلے کے گوشہ گیر ہو اگر کچھ حیا ہو اور جرات و جوانمردی رکھتے ہو آؤ ہم نہایت مشتاق
ہیں اور اجل بھی تمھیں تلاش کر رہی ہے ہم بھی دیکھتے ہیں کہ کسقدر جوہر مردانگی رکھتے ہو جلد آؤ میرے دو چار
حربوں کا تماشا دیکھو شیشان پہلوان کو جو اپنے طعن و تشنیع کی تاب کہاں مجبوراً اس آواز کے مانند برق جولان
گھوڑے کو چمکاتا اور نیزہ کو تکان دیتا رزمگاہ میں پہونچا اور کہا

شیشان پہلوان کا میدان رزم میں بغرض جنگ و پیکار مسلح اور مکمل ہو کر آنا اور

جنگ مردانہ کرکے برجاس کو قتل کرنا
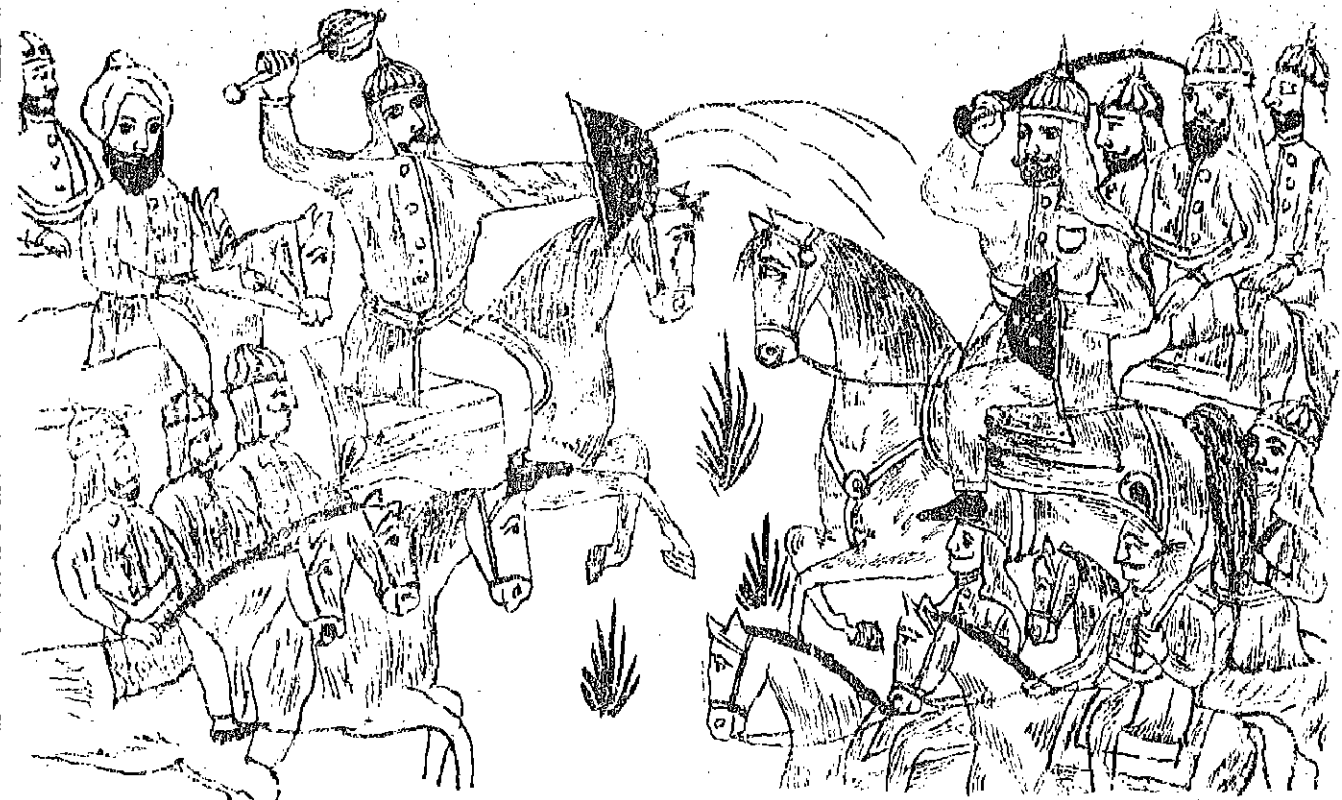
باش اے ولد الزنا ان چار مردمان ضعیف کے قتل ہونے سے ایسا از خود رفتہ ہوگیا دیکھ تو اب کیسا غرور و تکبر تیری ناک کی راہ سے نکالتا ہوں کہ تو بھی یاد کریگا ارے تجھکو کبھی اسقدر میسر آتا ہوگی کہ تو مردان شمشیر زن کے مقابلے کی ہوس رکھے بچشم کور دیکھ کہ تیری قضا تیرے سر پر کھیل رہی ہے برجاس مردار خوار بھی ایک پہلوان قوی الجثہ تھا پہلے ہی شمشیر خون آشام نیام سے لی اور ایک ساعت کامل رد و بدل رہی اور جوہر مردانگی اپنا دونون نے خوب دکھایا بعد ان حملات کے شیثان نے ایک ضرب قضا نزول اس قوت سے برجاس کے سر پر لگائی کہ خود آہنی کو کاٹتی ہوئی کاسۂ سر مین در آئی اور مغز سر نابکار کو منتشر کرتی ہوئی اور دل و جگر کی خبر لیتی ہوئی زین اسپ پر پہونچی یکایک طبل بازگشت لشکرون مین بج گیے سب اپنے اپنے آرامگاہ کو روانہ ہوے جمشید پلید کمال بد دماغی اور رنج و غصہ سے مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کھاتا ہوا اسپ جہان گرد کو چمکاتا ہوا شیثان پہلوان کے مقابلے کو آیا اور بآواز مہیب کہا اے بندۂ پر غرور اب تیرا ظلم و جور اسقدر بڑھ گیا کہ تیری جفا و بیداد خداوند کو سخت ناگوار گذری آخر کار خداوند نے یہ امر مقدر فرمایا ہے کہ خداوند بذات خاص اس بندۂ ظلم شعار کو اسیر و دستگیر کرلے تا بعذاب سخت داخل جہنم کرے بعد اس قیل و قال کے نوبت حرب و ضرب کی دوبارہ پہونچی جمشید نے بعد د حملات وہی شمشیر قدرت غلاف سے نکال کر

شیشان کے سر پر ماری شیشان نے بقوت سپہ گری اس ضرب کو دستۂ فولادی سے رد کیا ورنہ شمشیر بے پناہ تنگ کیب
تک اتر کر مع راکب و مرکب چار پرکالہ کر دیتی تاہم چار انگشت کالئہ سر مین شیشان پہلوان کے در آئی عیاران لشکر
نہایت سرعت و تعجیل سے شیشان پہلوان کو اپنے لشکر مین میدان جنگ سے لیگئے نفرون شاہ ربیعی اپنے سپہ سالار
لشکر کے زخمی و مجروح ہونے سے زار زار رونے لگا اور نہایت محزون و مغموم ہوگیا کس واسطے کہ اسکے لشکر مین بلکہ کل سلطنت
مین بس ایک وہی پہلوان نامی و گرامی تھا اور کوئی دوسرا اسکا جواب دینے والا نہ تھا اور در واقعی جمشید کا ایسا وار روکتا
کہ اور کوئی پہلوان اسکی شمشیر قدرت کا متحمل ہو سکتا انجد بن نجدون جہان پہلوان نے نفرون شاہ کی نہایت تشفی کی
اور خوب سمجھایا اور کہا آپ خاطر جمع رکھیے کل میدان مین دیکھ لینا کہ جمشید پلید سے شیشان پہلوان کا کیسا انتقام
لیتا ہون کہ جمشید بھی ہمیشہ یاد رکھیگا۔ الغرض اس رات کو انجد بن نجدون پہلوان جہان کے نام طبل جنگ بجا اور صبح کو بعد
صف آرائی انجد بن نجدون جہان پہلوان کر و فر سے مثل فیل مست گھوڑے کو چمکارتا ہوا رزمگاہ مین پہونچا اور پہلوانان
نامی کو لشکر جمشید سے خاک و خون مین ملا دیا چنانچہ پانچ روز کی میدانداری مین چالیس پہلوانان جمشیدی اور اشبوط
دیلمی و القیموسی و اقلیموسی کو کہ ہر ایک پہلوان بے مثل تھا انجد بن نجدون جہان پہلوان نے خستہ و مجروح کیا بعض تو
راہی دار البوار ہوئے اور بعض زندگی کے دن پورے کرنے لگے اور بعض انھین سے صاحب یکہ سحر تھے مثل ارجاس و
نرجاس و تلخاس و فلخاس وغیرہ کے وہ بھی اس بہادر دوران و پہلوان جہان یعنے انجد بن نجدون عالی شان کے
ہاتھ سے خستہ و دست و پا شکستہ جنگ و پیکار سے محض بیکار ہوگئے اور بیس پہلوانان زبردست و قوی ہیکل گرفتار
ہوئے جمشید پہلوان اس واقعہ کو دیکھ کے ایسا گھبرایا کہ ہوش و حواس بجا نہ رہے شب کو ہنگام ملاقات و خدمتگذاری
خناز جادو سے سرگذشت اس معرکہ کی اور شکایت ظلم و جور انجد بن نجدون جہان پہلوان کی بیان کی اور نہایت
آبدیدہ ہوا خناز جادو ساحر نے کہا ای جمشید تو اس بات کا شکر ادا نہین کرتا کہ انجد بن نجدون کے قبضہ سے وہ
مہرہ سحر نکل گیا اور عمل سحر مین کامل نہین رہا ورنہ وہ پہلوان قیامت برپا کر دیتا یہ کیا ممکن تھا کہ کوئی اس پہلوان
سے مقابلہ کر سکتا ہرگز نہین انجد بن نجدون پہلوان ایک عالم کے پہلوانون سے قیامت تک مغلوب نہوتا اور تو بھی
کبھی اسکی قوت و شہزوری کا مقابلہ نہ کر سکتا خیر باین ہمہ کل تو خود انجد بن نجدون کے مقابلہ کو جانا اور بزور و قوت
خداوندی انجد بن نجدون پہلوان جہان کو گرفتار کر لانا مگر اے جمشید یہ یاد رہے کہ انجد بھی ایک پہلوان زبردست ہے تو
دیکھنا کہ بروقت جدال و قتال اہل اسلام کے اس انجد بن نجدون پہلوان سے ایسے ایسے کارنمایان ظہور مین آئینگے کہ
تیری شان خداوندی کو رونق از حد ہو جائیگی اور تجھکو اس جوان ذی شان سے مدد اور کمک ملے گی قصہ مختصر جب جمشید
کو خناز جادو نے بدل جمعی تمام سمجھا دیا اور حال آئندہ بھی سب بیان کر دیا جمشید یہ واقعہ سنکے سمجھا اور یقین ہوگیا کہ انجد
بن نجدون پہلوان نہایت زبردست ہو واقعی میرے لشکر کا کوئی پہلوان بجز میرے حریف نبرد نہین ہو سکتا خناز جادو نے

بھی واسطے میدانداری کے حکم دیا تھا ناچار جمشید نے خود انجد کے مقابلہ کا قصد کیا اور طبل جنگ بجوا دیا اور صبح کو انجد بن
نجدون میدان جنگ میں آیا اور نہایت فصاحت سے رجز پڑھ کے طالب حریف ہوا نجاشی بادشاہ حبش جمشید پلید سے
اجازت حرب لیکر میدان میں آیا اور انجد بن نجدون سے مقابل ہوا بعد رد و بدل بسیار جس طرح سے اور پہلوانان لشکر زخمی
و مجروح ہوئے تھے نجاشی بھی زخمی ہو کر لشکر کو واپس گیا اسکے بعد جمشید ملعون نے نقیبان لشکر کو حکم دیا کہ معرکہ
میدان میں آواز لگاؤ اور اس عبارت کو بلند آواز سے بیان کرو اے گبر و مسلمان و اے بندگان خداوند خاص آج تم سب
جلوۂ جمال خداوندی کے انتظار میں چشم براہ رہو دیکھو بہت قریب خداوند معرکہ رزم و پیکار میں آیا چاہتا ہے اور اپنا قہر
و غضب اور کرشمۂ قدرت تم سب کو دکھایا چاہتا ہے تم لوگ خوب بچشم غور دیکھنا کہ خداوند اس بندۂ مغرور و متکبر یعنی انجد بن
نجدون پہلوان کو کس آسانی سے اسیر و دستگیر کرتا ہے ورنہ اب بھی توبہ کرکے خداوند کو سجدہ کرے تا کہ وہ اپنی بخشش و کرم
خداوندی سے معاف فرمائے نقیبان لشکر جمشید نے بموجب حکم جمشیدی یہی کلمات ادا کیے تمام اہل لشکر نے ٹھٹھے
خوب قہقہے لگائے جمشید اس خندۂ بے محل سے مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کھایا کیا بعد اسکے جمشید نے اسپ جہانگیر
کو زین مرصع و زرنگار سے آراستہ کیا اور خود برج جہان نما کی مسند خلافت سے اترا اور سوار ہوا بروقت سواری کے شہپط
ویلمی و القیموس و اقلیموس اور نجاشی بھی باوجود زخمداری کے اور نیز ابوحاکم فردوسی وغیرہ سلاطین و امرا برج جہان نما میں
حاضر تھے جمشید پلید سوار ہوا ادھر تمام اعلیٰ و ادنیٰ نے اس کافر کو سجدہ کیا جمشید نابکار اسی اسپ قدرت پر سوار ہو کر
میدان معرکہ میں آیا اور انجد بن نجدون بھی صف جنگگاہ میں مثل شیر نر و پیل دمان جھوم رہا تھا اور انتظار میں حریف کے
تھا کہ جمشید بھی بکر و فر تمام میدان جنگگاہ میں پہونچا انجد بن نجدون نے دل میں کہا اے یزید و مردان اگر آج میں اس
جمشید ملعون پر غالب ہوا اور فتح مجھے حاصل ہو گئی تو میں تمہاری بخلوص عقیدت خدمت کرونگا اور اعتقاد بھی
میرا اکمل ہو جائیگا ورنہ تمہارے نام پر ہزار ہزار پاپوش لگاؤنگا اور اسقدر دشنام سے مغلظ دونگا اور نفرین
کرونگا کہ جسکے لائق تم ہرگز نہ ہو گے الغرض جمشید نے پہلے تنگ کو مرکب کے تنگ کیا اور خوب لنگر دے کر دیکھ لیا
بعدہ جوشن و بکتر اور چار آئینوں کو سنبھالا اور میدان میں آکر کھڑا ہوا تمام سلاطین و امرا ہمراہ رکاب سجدہ
کرتے چلے آتے تھے ہر ایک کو رخصت کیا اور کہا اے بندۂ خاص تم پر رحمت اپنی نازل کرونگا آج تم
ہماری خداوندی کا کرشمہ قدرت دیکھنا اور جو جلوۂ قدرت تمکو دکھائی دے اسکو بخوبی یاد رکھنا کہ تمکو آج عجیب

جلوۂ قدرت خداوندی نظر آئینگے تمام ہمراہیان حاضر رکاب
اس ملعون کو سجدہ کرکے رخصت ہوئے اور علیحدہ آکر ادب سے
کھڑے ہوئے اور

انجد بن نجدون اور جمشید ملعون کے باہم زور

دست و بازو ہونا

ادھر لشکر اہل اسلام نے سرداران عالی مقام و دلاوران نیک انجام جمشید کی اس حرکت ناشائستہ کو دیکھتے تھے اور متحیر ہوتے تھے کہ یہ مردک کیا کریگا جو اسطرح کے کلمات بیہودہ زبان سے نکال رہا ہے کسقدر بیحیا ہے جو چاہتا ہے بکتا ہوا اور طرفہ تر تماشہ یہ ہے کہ اُسکے مقلدین بھی آمنا و صدقنا کہے جاتے ہین بار الہا یہ مردود اس تبہ کو کس طرح پہونچا اور لطف یہ کہ آج اس مردود ازلی کا مکر و فریب ظاہر نہین ہوا ہر ایک سردار کو اس امر سے نہایت تعجب تھا بعض لوگون کا یہ قول تھا کہ اس مرتبہ ضمار منکوس منحوس نے یہ مکر کیا ہے معلوم نہین کہ کونسا نسخہ اس قرمساق نے اعمال سحر سے اختراع کیا ہے کہ جسکی وجہ سے اس جمشید پلید کو اسقدر زور حاصل ہوگیا اور بعض کا یہ قول تھا کہ ضمار منکوس قرمساق مین اسقدر اعمال سحر سے قدرت کہان کہ وہ مردود اسقدر جمشید کو شہزور و صاحب دولت و جاہ و حشمت کردیگا اس بیحیا کو سحر مین کچھ دخل ایسا نہین ہے مگر ہان کوئی رمز اسمین ضرور ہے اسی طرح یعقوب حرانی بھی ہر روز جمشید نابکار کے حرکات و سکنات دیکھکر کہا کرتا تھا اور سب سے زیادہ تر مشوش و متفکر تھا کوئی لحظہ اس فکر سے اُسکو فراغ نہ تھا بلکہ اسقدر اس جوان عالی شان کو حیرت و تعجب نے گھیرا تھا کہ راتون کی نیند اُڑ گئی تھی امیر محمد عالی منزلت نے یعقوب حرانی سے پوچھا ای برادر تمکو اس عرصہ مین مین نے کبھی بالا دوی بھی کرتے نہین دیکھا یہ تو کہو کہ تمھارا مزاج کیسا ہے معلوم ہوتا ہے شاید تمکو

جمشید ملعون نے دھوکا دیا ہی یعقوب حرانی نے کہا وہ مردک کیا خر ہی اور اسکا وہ خداوند کیا سگ بازاری ہی کہ وہ مجھکو دھوکا دیگا مگر اے امیر نامدار آپنے خوب ارشاد فرمایا واقعی چند روز سے میرے مزاج مین کسل اور سستی نے ایسا دخل پایا ہی کہ جمشید ملعون پر کیا موقوف کہین جانے کا اتفاق نہین ہوا مگر ہان مین نے برادر ہوشنگ مصری عالی جاہ سے اسقدر سنا ہی کہ جمشید پلید کی پیشانی پر ایک نشان سفید ایسا ہی کہ جو شخص ایک نظر اسکو دیکھ لیتا ہی وہ بے اختیار اسکو سجدہ کرتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اس صورت مین کوئی اعمال سحر سے ضرور نسخہ تیار ہوا ہی جو کچھ یاد وہ نشاد ہی اُس مردود کی پیشانی ظلمانی مین ہی لیکن ظاہر مجھکو بھی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ضار منکوس ہو یا اور کوئی ساحر تازہ وارد ہوا اُسکے عمل سحر سے اس ملحد کی پیشانی مین یہ اثر پیدا کرادیا ہی کہ جسکی وجہ سے اس راندۂ درگاہ لم یزلی کا کام درست ہو گیا آپ خاطر جمع رکھین خدا نے چاہا تو دو ایک روز مین یہ سب حال ظاہر ہو جائیگا مین بھی وقت و موقع کا منتظر ہون القصہ جمشید پلید مغرور بہ احتشام میدان رزم مین آیا اور ایک نعرہ ایسا مارا کہ تمام معرکہ جنگ گونج گیا ایک ساعت کامل اس مردود نے اپنے خداوند کی تعریف و صفت بیان کی جب اس تعریف و توصیف سے فرصت پائی انجد بن سجدون پہلوان جہان کے مقابل مین کھڑا ہوا اور کہا ای جفا شعار مغرور آگاہ ہو کہ یہ زور و قوت تجھے خداوند نے خاص اپنی قدرت کاملہ سے مرحمت فرمائی ہی ورنہ تو اپنی اصل کو دیکھ کہ کیا ہی ایسا غرور کرنا اور کسی کی قدر و منزلت کو نہ دیکھنا اور خداوند کی نافرمانی کرنا تجھسے نہایت بعید ہی اب بھی اگر تو اپنی خیر و عافیت چاہتا ہی تو خداوند کی قدرت کو دیکھ اور جلد بصدق دل خداوند کو سجدہ کر کہ خداوند تیرا مرتبہ دوبالا کر دیگا اور منصب اعلے سے جلد تر تجھے سرفراز و ممتاز کریگا - انجد بن سجدون پہلوان جہان نے کہا ای جمشید مین سخت حیران ہون کہ تو وہی تو جمشید ہی کہ جو بارہا میرے مقابلہ سے بھاگ گیا یا شاید وہ اور کوئی جمشید تھا اب تیرے کلام واہی اور بیہودہ سے معلوم ہوتا ہی کہ تو دیوانہ ہو گیا جو تو ایسے کلام کرتا ہی او نابکار مین تجھے خوب جانتا ہون اور یقین ہی تجھے بھی یاد ہوگا کہ اکثر صحبت ہم کشتی مین مذاق و خوش طبعی تجھسے ہوا کرتی تھی اور کبھی کبھی زد و کد بھی ہوتے تھے ہم تجھے کلمہ بکلمہ جواب دیتے تھے اور کئی بار تجھے معرکہ جنگ مین بھی ذلت فاش دی اب اسوقت تو میرے سامنے اسطرح کی اپنی شان و شوکت بیان کرتا ہی اور عجیب و غریب صورت بنا کر آیا ہی اور دعوی بیجا ایسا تیرے دماغ مین سمایا ہی کہ جو مطلق سمجھ ہی مین نہین آیا مجھپر بخوبی واضح ہی کہ یہ تمام فساد برپا کیا ہوا ضار منکوس کا ہی کہ یہ سب سحر و افسون کا کارخانہ اور اسی کی قدرت کا کرشمہ ہی اور تو کیا مال ہی جمشید نے کہا ای انجد بن سجدون پہلوان آگاہ ہو کہ اول مین طبیعت مجرد وہ کا ایک ادنی غلام و خانہ زاد تھا اور اب اُسی خداوند نے مجھے اپنا نائب خاص بلکہ اپنا فرزند قرار دیا ہی اور گاہ بگاہ خود خداوند مجھ مین حلول کرتے ہین ای شوم بخت تو ایک ادنے آدمی خداوند کی شان مین ایسے کلمات گستاخانہ کہتا ہی اور کسی کی نسبت زبان پر لاتا تو زبان کاٹ ڈالی جاتی مگر خداوند ایسا ہی رحم دل ہی کہ اپنے بندہ کی خطا کو خیال مین نہین لاتا اور نہ تیرا کہین اسکا نشان بھی نہ معلوم ہوتا مین تجھکو ہدایت کرتا ہون اور سمجھائے دیتا ہون کہ تو اپنی اس خطا کو معاف کروا اور خداوند کو

سجدہ کر ورنہ نہایت پشیمان ہوگا انجد بن نجدون نے کہا او ولد الزنا جیسا رہ اسطرح کے وعظ و پند کسی اپنے معشوق کی نسبت کر یہ معرکہ جنگ ہی اگر کچھ جرأت جوانمردی ہی تو میرے سامنے آ اور اپنا جوہر ذاتی اور مردانگی دکھلا ہم بھی دیکھیں تو کیسا سپاہی ہی اور کیسا زور پہلوانی رکھتا ہی جمشید یہ سنکے نہایت برہم ہوا اور غیظ میں آکر بولا او نابکار تو بھی ایسا ہی کہ ہمارے خداوند کا کرشمہ دیکھیگا او مادر بختا زبان بند کر اور تلوار میان سے لے دیکھ اب بہت جلد تیرے اوپر قہر و غضب خداوندی نازل ہوا چاہتا ہی انجد بن نجدون پہلوان جہان بولا او فرساق دیکھ میں کس عذاب سخت سے ہلاک کرتا ہوں اور نہایت ہی غیظ و غضب میں اپنا گرز ہشتادمنی بزور و قوت تمام جمشید کے سر پر مارا وہ گرز کوہ شکن اس زور سے جمشید کے سر پر آیا کہ وہ ملعون باوجود روئین تنی اس گرز کے خوف سے لرز گیا حالانکہ جمشید نے اس ضرب کو سپر فولادی پر روکا مگر اسکی ضرب سے دل و جگر پر اسقدر صدمہ پہونچا کہ بیتاب و بیقرار ہوگیا اور زمین پر بیٹھ گیا یقین تھا کہ اسی صدمۂ سخت میں وہان سے لشکر کو چلا جاتا مگر بمقتضاے شجاعت موجود رہا اور نہ گیا انجد بن نجدون نے دیکھا کہ جمشید پلید میری ضرب سے زندہ و سلامت رہا تب یہ دیکھ کے اس گرز کو زمین پر پھینک دیا اور شمشیر صدمنی غلاف سے کھینچی اور اس زور سے ایک ضرب جمشید کے سر پر لگائی کہ سپر فولادی کو چاک کر ڈالا لیکن بسبب روئین تنی کے جمشید کے کاسۂ سر تک پہونچکر رہگئی لیکن جمشید نے اسی حالت گیرودار میں انجد پہلوان کا بند دست اس زور سے پکڑا کہ انجد کو بار دگر ضرب لگانے کی مجال و قدرت نہ رہی اسوقت جمشید کے اس زور و طاقت پر انجد بن نجدون نے ہزار ہزار آفرین اور تحسین کی اور کہا ای جمشید میرا ہاتھ چھوڑ دے اب میں تجھی سے اپنے زور و قوت کی آزمائش کرتا ہوں جمشید نے انجد کا ہاتھ چھوڑ دیا انجد پہلوان نے وہ شمشیر صدمنی بھی میدان رزم میں پھینک دی اور دونوں دلاور زور دست و بازو میں مصروف ہوئے وہ دن اسیطرح کی کاوزوری میں گذرا خوب زور آزمائی ہوا کی لیکن نہ این را ظفر شد او را ظفر۔ دونوں پہلوانوں میں کسی کو غلبہ ہوا غلبہ نہونے کی وجہ یہ تھی کہ انجد بن نجدون پہلوان بھی ایک جوان نہایت ہی زبردست ہی اور قد و قامت میں ایک دیو زبردست ہی علاوہ اسکے ورزش وغیرہ بھی خوب کیے ہوے تھا اور اثر مہرۂ سحر کا بھی بالکل زائل ہوا تھا مہرہ بھی موجود تھا اس سبب سے انجد بن نجدون پہلوان جہان جمشید پلید سے مغلوب نہیں ہوا اور نہ انجد بن نجدون پہلوان جمشید پر غالب ہوا کیا معنے کہ جمشید پلید بھی بسبب اعمال اور معجون وغیرہ کے زور آور از حد ہی انجد پہلوان سے دس حصہ زور اصلی جمشید کہتا ہی پھر کسطرح انجد سے مغلوب ہوتا بلکہ انجد جمشید سے مغلوب ہوجاتا تو عجب نہ تھا دونوں شیطان مجسم ابلیس صورت تمام دن باخاطر جمعی آزمائش زور کرتے رہے جب رات ہوئی جمشید ملعون گرسنگی سے بیقرار ہوگیا آخر بیتاب ہوکر انجد بن نجدون سے کہا ای بندۂ خداوند دوگھڑی صبر کر تو بہتر ہی کہ خداوند مارے بھوک کے نہایت ہی بیچین ہی خوب سیر ہولے تو پھر جنگ و پیکار شوق سے ہو۔ ادھر چونکہ انجد بن نجدون پہلوان جہان بھی دن بھر کی زور آوری اور کاوزوری میں شل ہوگیا تھا کہا کیا مضائقہ ہی خداوند جسقدر جی چاہے کہ کھالے میں اپنے لشکر میں جاتا ہوں کل یہی گو ہی یہی میدان تم دیکھو کہ میں خداوند کی ساری خداوندی کس

نکالے دیتا ہوں یہ کہکے انجد پہلوان اپنے لشکر میں چلا گیا ہر چند جمشید نے کہا کہاں جاتا ہی خداوند کو منظور ہے کہ جس وقت تک
مقدمۂ جنگ باسو نہ ہولے میدان سے باہر قدم نہ رکھا جائے انجد بن نجدون کب سنتا ہی بلا تکلف قدم بڑھائے چلا گیا اور اپنے
لشکر میں پہونچ گیا اس عرصہ میں یعقوب حرانی میدان رزم میں پہونچا اور کہا او جمشید بس اسی زور اور قوت پر تو کرشمہ خداوندی
دکھاتا تھا تف ہی تیری خداوندی پر کہ ایک ادنی پہلوان زیر نہو سکا اور تجھ سے کیا ہو سکیگا۔ حواس جاتے رہے حریف کو
چھوڑ دیا وہ تیری خداوندی کیا ہو گئی اسی خداوندی کے بھروسے پر لاف زنی کرتا تھا او مردک ہزار لعنت تیرے اوپر اور تیرے
اُس خداوند مردک پر سچ ہی تجھ سا بے غیرت شاید کوئی اور پردۂ دنیا پر پیدا ہوا ہو جمشید نے جواب میں کہا اے یہودی بچے
صبر کیوں گھبراتا ہی کل کی میدان داری میں کرشمہ خداوندی اپنی چشم کور سے دیکھ لینا اور پنبۂ غفلت گوش ہوش سے نکال۔
یہ کہکر جمشید بھی اپنے لشکر کی طرف روانہ ہو گیا بعد اسکے سب لشکر اپنے اپنے مقام میں چلے آئے اور وہ تمام رات سامان
جنگ و پیکار میں گذری صبح کو لشکر میں کوس حرب بجا تمام لشکر موافق قاعدہ کے میدان جنگ میں پہونچ گئے اور انجد بن
نجدون پہلوان جوان مسلح و مکمل رزم گاہ میں آیا اور پکارا او جمشید خود پرست میں تیرا قابض روح موجود ہوں اور اب
بگوش ہوش سن لے کہ جب تک مقدمہ جنگ ہو گا ہرگز میں جنگ سے دست بردار نہونگا میدان سے باہر جانا کیسا لیکن اب
تاخیر کا موقع نہیں ہی جلد آنا چاہیئے الغرض جمشید پلید بھی بمجرد سننے آواز نجدون پہلوان کے فوراً میدان رزم میں موجود
ہو گیا اور کہا اے انجد پہلوان یہ یاد رہے کہ میں تجھ کو دستگیر ضرور کرونگا اور پھر جسطرح سے ہو گا تجھ سے سجدہ خداوند کو کراونگا
بہر جہت تجھے سجدہ کرنا ہو گا اس سے بہتر یہ ہی کہ اب بلا عذر و تکرار سجدہ کر لے کہ سب اہل لشکر بھی تجھے سجدہ کرتے دیکھ لیں
تاکہ میری خداوندی کی شان و قدرت معلوم ہو جائے اور پھر سب یہ کہیں کہ انجد پہلوان نے بصدق و صفا سجدہ کیا اور باعتقاد
صحیح خداوندی کی خدائی کا قایل ہو گیا ورنہ یاد رکھ کہ بعد مغلوب کرنے کے پھر تجھ سے کہونگا کہ مجھے سجدہ کر۔ یہ ساری آبرو اور عزت
خاک میں ملجائیگی اور پھر پشیمانی اور ذلت کے کچھ حاصل نہوگا آیندہ تجھے اختیار ہی انجد پہلوان نے کہا او جمشید پلید کیا تو نے مجھے
بالکل بے حقیقت سمجھا ہی ابھی تو اس رتبہ کو کب پہونچا ہی کہ جو میں تیری پند و نصیحت کو خیال میں لاؤں ہاں اگر تو مجھ پر غالب ہوا
اُسوقت جیسا موقع ہو گا دیکھا جائے گا اور جو تو کہے گا میں بغور قبول و منظور کر لونگا جمشید نے کہا اے انجد بن نجدون مجھے
قسم ہی خداوند طبیعت مجبوری کی اگر میں کچھ بھی ظلم و ستم کی طرف توجہ کروں تو ابھی تجھ سے سجدہ کرا سکتا ہوں لیکن خداوند ہرگز
ظلم و ستم کسی طرح اپنے بندوں پر کرنا جائز نہیں رکھتا بلکہ خداوند چاہتا ہی کہ پہلے بقوت دست و بازو اپنا کرشمہ خداوندی تجھے دکھا کے
بعد اسکے دستگیر و اسیر کر کے پھر سجدہ کی تکلیف دیوے کہ بندہ کے دل میں کسی طرح کا حوصلہ باقی نہ رہجائے انجد بن نجدون نے
کہا بس اب تقریر ختم ہو یہ رزمگاہ ہی زبان بند و بازو بکشا ہم خوب جانتے ہیں خداوند قمساق میں اسقدر قدرت نہیں ہی
کہ ہمارے دل کو اپنی طرف مائل کرلے یہ کہا اور جمشید پلید کا ہاتھ پکڑ کے گھوڑے سے اُتار لیا جمشید بھی اُسی حالت غضب
میں لپٹ گیا دونوں حرامزادوں میں خوب گاؤزوریاں ہونے لگیں اور کوشش و کشش طرفین سے ہونے لگی غرض ایک

شب و روز کامل خوب گاوزوریاں ہوئیں اور دونوں میں کوئی مغلوب نہوا آخر کار تیسرے روز بعد دوپہر کے جمشید پلید پر آثار
کاہلی ایسے ظاہر ہوئے کہ نہایت سراسیمہ ہوا اُس طرف انجد بن نجدون کا یہ حال ہوا کہ جمشید سے بھی زیادہ تر خستہ ہوگیا
اُسوقت جمشید پلید کو وہ قطعہ زمین جسکو خناز جادو نے مسحور کر دیا تھا یاد آگیا پس وہ مکار دغاباز انجد کو فریب دیکر اُسی قطعہ
زمین مسحور پر لے آیا انجد کا اُس زمین پر قدم رکھنا تھا یکبارگی اسکے دست و پا بے حس ہوگئے اور طاقت بھی جسم کی زائل
ہوگئی انجد یہ رنگ اپنے جسم کا دیکھکر حد سے زیادہ مضطر و سراسیمہ ہوا اور چاہا کہ اب کسی طرح سے جنگ و پیکار سے دست بردار
ہو مگر جمشید شیطان کب چھوڑتا ہی اس ملعون نے بعجلت تمام اُس انجد نطفہ حرام کے بند کمر کو خوب مضبوط پکڑ کے چاہا
کہ زمین سے اُٹھا لے اس طرف انجد نے بھی بچالاکی تمام و چابکدستی بالا کلام جمشید ملعون کے زنجیر کمر کو جھٹک کے تھامنا
اور عہد اس کو قائم کرکے اسقدر زور کیا کہ انجد کی اسفل سے ایک آواز ایسی زور سے آئی کہ جمشید اُچک پڑا لیکن جمشید
کا لنگر زمین سے جدا نہوا اس عرصہ میں جمشید پلید نے جو زور کیا حملہ اول ہی میں انجد بن نجدون پہلوان کو زمین سے
اونچا کر لیا اور اسی حالت بدحواسی میں اپنا داغ شقاوت اثر پیشانی ظلمانی انجد کو دکھا کر اپنا کام کر گیا یعنی جیسے ہی
انجد کی نظر اس داغ پیشانی پر پڑی سحر کام کر گیا انجد پہلوان مسحور ہوگیا اور بے اختیار اُسکی زبان پر جاری ہوا کہ اے جمشید
خداوند مجھے رہائی مرحمت ہو کہ میں بصدق دل تیری خداوندی کا قائل ہوا اور کرشمہ خداوندی کا مجھپر ظاہر ہوا اب کسی طرح کا
شک باقی نہیں رہا - ابیات

غافل از حال تو بودم تا حال
گر ترا سجدہ کنم جا دارد

این زمان قدر ترا دانستم
بر رہ بندگیت دل بستم

پس نجدون کو آہستہ زمین پر رکھ دیا جس وقت انجد نے رہائی پائی فوراً جمشید کو سجدہ کیا اور دست بستہ یہ آواز بلند
کہا اے جمشید واقعی تو خداوند ہی تیری خداوندی میں کچھ شک نہیں جسوقت یہ واقعہ سر میدان سب نے دیکھا ہواس باختہ
ہوگئے اور نہایت تشویش میں مبتلا ہوئے ہر شخص حیران و ششدر جمشید کے روایات مختلف بیان کرنے لگا اور نصرون
دیگران شاہ خارجی اس واقعہ ہوش ربا سے ایسے پریشان ہوئے کہ جنکی انتہا نہیں چہروں کا رنگ زرد ہوگیا اور دونوں
بادشاہوں کی ہمت پست ہوگئی اسواسطے کہ انجد ان سلاطین کا باعث قوت تھا اسی پہلوان کے بھروسے یہ دونوں بادشاہت
کرتے تھے کوئی شخص مقابلہ نکر سکتا تھا الغرض جمشید پلید انجد پہلوان کے مطیع ہونے سے نہایت خوش ہوا اور انجد
بن نجدون کو بھی ساتھ لیا اور اپنی بارگاہ کو روانہ ہوا راہ میں انجد جمشید کی رکاب کو بوسہ دیتا جاتا تھا جمشید ملعون
غرور و نخوت کے ساتھ افسران لشکر سے سجدہ کراتا ہوا داخل بارگاہ ہوا استہوا دیلمی وغیرہ سلاطین خیر خواہ نے خوان
زرسفید اس پلید پر سے نثار کیے انجد بن نجدون پہلوان پھر میدان معرکہ میں آیا اور یہ آواز بلند کہا اے دیگران شاہ خارجی
و نصرون ریمی آگاہ ہو کہ اب تک میں اپنے خداوند سے مطلق آگاہ نہ تھا اور بوجہ زشتی اعمال کے بیخبر تھا تمام عمر اپنی

تم لوگون مین مفت ضائع کردی اور کچھ نتیجہ نہ نکلا اور زمانہ رفاقت مین مفت برباد کردیا اب مین نے اس دین مہمل کو ترک کیا اور اپنے
خداوند خاص یعنے جمشید پلید کے مذہب کو بدل پسند کیا پس اے بکران شاہ خارجی و نصرون شاہ بہیمی اب تم بھی
راہ ضلالت کو چھوڑو اور اس مذہب حق کو اختیار کرو جمشید خداوند خاص کو سجدہ بخوشی دل کرو اور اسکے سایۂ عاطفت کو
باعث عافیت سمجھو اور اسکو اپنا معبود برحق جانو ورنہ اب یقین ہے کہ بہت جلد تم اپنی سزاے اعمال کو پہونچوگے کیونکہ تم اپنے
فعل کے مالک و مختار ہو تم سے نہ کوئی واسطہ ہے اور نہ کسی طرح کی غرض ہے مین فقط تمھاری خیرخواہی سے کہتا ہون جب
مین تمام دنیا مین خراب و خستہ پھرا تب جلوۂ خداوند صاحب کمال و کرشمہ میسر آیا اور خداوند کو صاحب کرامات بخوبی دیکھا
تو مین ایمان لایا اور سجدہ کیا مین فقط بنظر خیرخواہی کہتا ہون ورنہ مجھکو تم سے کسی طرح کا سروکار نہین تم جانو اور تمھارا کام یہ کہا
اور جمشید پلید ملعون لشکر نکبت اثر مین چلا گیا جب جمشید پلید مین بارگاہ مین تخت قدرت پر بیٹھا اہل لشکر بھی بارگاہ جمشیدی
مین حاضر ہوکے ہر ایک نے جمشید کو سجدہ کیا اور جمشید نے بھی ہر ایک سردار سے بہ نہایت الطاف و مہربانی پیش آیا
بعد اسکے غدار منکوس نے اشبوط و بلیجی کی طرف مخاطب ہوکر کہا اے بندۂ خاص خداوند تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم اس بندۂ
جدید اکنجد بن نکندون پہلوان جہان کی نہایت درجہ خاطرداری اور تواضع و تکریم کرنا اب ایک جلسہ عیش آراستہ کرو اور
سامان مے خواری کا تیار رہے اور اس اپنے مہمان کی بہت بڑی خاطر سے دعوت کرو اسکی کسی طرح سے دل شکنی نہونے پاوے
تاکہ اپنے خداوند کا یہ بندہ شکرگذار ہو- قصہ کوتاہ موافق حکم جمشید پلیدون کے سامان بزم عیش مہیا ہوا رقاصان ماہرو
و پریرویان خوش گلو حاضر ہوئین ناچ شروع ہوا اور ساقیان سیمین ساق جام یاقوت نگار و صراحی لیکر حاضر ہوئے اور
دور ساغر شروع ہوا سرداران لشکر در پیش اکنجد پہلوان سے جمع ہوئے اکنجد پہلوان نابکار خوب مست ولایعقل ہوگیا اپنی
جگہ سے اٹھا اور بحالت وجد مین مثل بیمون ناچنے لگا جب تھکا کہا اے خداوند اب حکم ہو تو بندہ اپنے لشکر مین جاے اور
بکران شاہ و نصرون شاہ دونون بندگان سرکش کو ہدایت کرکے لے آوے کیونکہ ان دونون بندون کی اس
خیراندیش و ناچیز پر حقوق کرم و لطف بہت ہین اس سبب سے عجب نہین کہ وہ بندگان منحرف اپنی خطا کو معاف کرائین
اور راہ راست اختیار کرین اور مجھے بھی انکی مفارقت گوارا نہین ہے یہ محفل عیش تنہا میرے دل کو خوش نہین آتی اور دوسری
وجہ یہ ہے کہ بکران شاہ کی دختر بلند اختر سے ایک مدت تک صحبت رہا ہون اسوجہ سے چاہتا ہون کہ بکران شاہ راہ
ضلالت و گمراہی کو چھوڑدے تاکہ غضب خداوندی مین مبتلا نہو اور اسی طرح نصرون شاہ کو نصیحت و ہدایت کرکے اپنے
ساتھ لاؤن کہ وہ بھی میرا دوست قدیم ہے اور میرے اسکے نہایت دوستی و اتحاد ہے بہتر ہوگا اگر وہ دونون سلاطین اس
دولت ایمانی و نعمت خداوندی سے سرفراز و ممتاز ہون جمشید نے ابوحاکم سے کہا اے بندۂ ابن الغرض تو بھی سنتا ہے
کہ اکنجد جہان پہلوان بندہ جدید میرا کیا کہتا ہے خداوند کو اس بندۂ مقبول کی ایسی باتین نہایت پسند ہین تجھکو بھی چاہیے
کہ تو بھی اسی پہلوان جہان کے ساتھ جا اور اس کار نیک مین شریک ہوکر انجام دے کہ باعث خوشنودی خداوند ہوگا

اور وہ دونون بندگان گمراہ یعنے بکران شاہ ونصرون شاہ تم دونون کی ہدایت اور فہمائیش سے اطاعت خداوندی بدل قبول
کرلینگے کیونکہ انجد پہلوان اپنے حق یاری ومحبت کو بیان کرتا ہی اس صورت پر دونون کی نصیحت اور فہمائیش کارگر ہوجائیگی مختصر
انجد سے کہا ای بندۂ خاص آج خداوند تجھ سے نہایت خوش ہی جلد سجدہ کر کہ خداوند نے خوش ہوکر تجھکو عہدۂ پیغمبری مرحمت
فرمایا جسطرح سے کہ ضاربنگوس کو پیغمبر دست راست اور اشبوط کو پیغمبر دست چپ مقرر فرمایا ہی اسی طرح تجھکو پیغمبری خدا
کے سامنے کی عنایت ہوئی ہی اور خطاب تیرا صاحب السیف جہان پہلوان مقرر کیا انجد یہ سنکر دل مین بیحد نہایت خوش ہوا
اور جمشید کے گرد سات بار پھرا اور پانچ چھ سجدہ پے درپے کیے اور پابوسی کی بعد اسکے ابو حاکم کو ساتھ لیکے روانہ ہوا اور بکران
شاہ خارجی کی بارگاہ مین پہونچا اس وقت یہ مردود پہونچے کہ بکران شاہ ونصرون شاہ دونون آپس مین بیٹھے ہوے کچھ
مشورہ کر رہے تھے اور نہایت حیران وپریشان خاطر تھے اور اسی مقدمہ مین گفتگو کر رہے تھے کہ انجد اور ابو حاکم دونون بلا
اجازت بارگاہ مین چلے گئے اور جمشید کے نام سے سلام کیا بکران شاہ بولا ای انجد سچ بتا تونے مذہب جمشیدی کو کسطرح
اختیار کیا آیا بظاہر اسباب کسی وجہ سے اس طریقہ کو قبول ومنظور کرلیا یا براہ خوش طبعی انجد نے بکران شاہ کے سامنے جمشید
پلید کی خداوندی کی نہایت ثنا وصفت اور شان وشوکت شاہنشاہی بیان کی اور کہا ای بکران شاہ بہتر یہی ہی کہ اب تو جلد میرے
ساتھ چل اور خداوند کی اطاعت وفرمان برداری اختیار کر مین تجھکو جمشید نائب خداوند کی شرف ملازمت سے سرفراز وممتاز
کرادونگا اور خطاے نافرمانی بھی معاف کرادونگا کہ اب باقی ماندہ زندگی براحت وآرام بسر ہوا اور ہمیشہ جاہ کہ خداوندی سے
خوش ومسرور رہے ای بکران مین تجھے نصیحت اس وجہ سے کرتا ہون کہ تجھپر میرا ایک طرح کا احسان ہی کہ مدت دراز تک تیری بیٹی
سے مین ہمصحبت وہمکنار رہا ہون چنانچہ یقین ہی کہ تو بھی اس امر سے بخوبی واقف ہوگا مین چاہتا ہون کہ تیرے حق سے ادا ہوجاؤن
اور جہانتک مجھ سے ہوسکے مین حق دامادی بسر وچشم ادا کرون اور اگر تونے میرے کہنے کو نہ مانا اور نصیحت کو خیال مین نہ لایا تو البتہ
پھر مین تجھکو بزور لیجاؤنگا اور پھر مین کچھ پاس ولحاظ تیرا ہرگز نہ کرونگا جسطرح سے تو جاویگا مین لیجاؤنگا تو خوش ہو یا ناخوش
مین ایک نہ سنونگا بکران شاہ ونصرون شاہ نے جو یہ جملہ ہوش ربا سنا بکران نے نصرون کی صورت دیکھی اور کہا ای برادر
اب کہو مین تمھاری کیا صلاح ہی سنا تمنے انجد کیا کہتا ہی ہرچند کہ یہ معاملہ بھی خالی از علت نہین ہی لیکن اب اسوقت تو مکر ودغا
کا کچھ خیال نہین کیا جاسکتا علاوہ اسکے چارۂ کار ہمکو نظر نہین آتا کہ ہم انجد کے ساتھ نہ جائین پس اسوقت مناسب یہی معلوم
ہوتا ہی کہ ہم بے عذر انجد کے ساتھ چلے جائین اور جو کچھ یہ کافر کہے اسکو بجبر قبول کرین۔ پھر درویشی بجانب درویش۔ اور
ایک یہ بھی غضب ہی کہ یہ شریر النفس نشۂ شراب سے بدمست ہو رہا ہی ظاہر ہی اگر ہم کسی طرح کا عذر کرینگے تو یہ کافر کبھی درگذر نکریگا۔
بلکہ آزار ضرور پہونچاویگا اسکا خیال بھی ضرور کرنا چاہیے اب ہمارے نزدیک صلاح وقت یہی ہی کہ ایسے موقع وعمل مین دم نہ ماریں
اور جسطرح سے ہوسکے بظاہر جمشید کی اطاعت کرین اور دیکھین کہ اس ہنگامہ کا انجام کیا ہوتا ہی مگر یہ تو یقین ہی کہ بعد ہم لوگون کے
شاہزادہ معز الدین سے بھی ضرور جمشید مزاحمت کریگا اگر یہ شاہزادہ معز الدین پر بھی غالب آیا تو پھر دو امر سے خالی نہوگا یا تو معز الدین

قتل ہو جائیگا یا اُسکا دین اختیار کریگا بس یہ ہمکو یقین کامل ہے کہ وہ شاہزادہ عالیجاہ جان کا دینا قبول کریگا لیکن دین اُس نابکار کا
کبھی اختیار نکرے گا اور جو شاید شاہزادہ معزالدین بتغاوت ہو گیا تو پھر ہمکو کیا عذر ہوگا بہرطور ہم اطاعت کرینگے اور اُسکا
طریقہ اور آئین بدل و جان منظور و قبول ہے ورنہ جو اُسوقت مناسب مصلحت وقت ہوگا کیا جائیگا جس حال مین کہ ہمارے
ہاتھ پانون جمشید کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے پھر ہم سے دست و پا سے کیا ہو سکتا ہے کوئی لشکر بھی نہین ایسا ہے کہ جو انجد پہلوان
اور جمشید کو جواب دیسکے ایک پہلوان شبستان البتہ ہے کہ وہ ابھی تک زخمی پڑا ہے اس زخمداری کی حالت مین کیا کر سکتا ہے اور بالفرض
اُسنے صحت بھی پائی تو ایک اکیلا کہان تک سینہ سپر ہوگا اور ان دو فیل مست سے کہ جنکا آج قوت و طاقت مین نظیر نہین ہے کسطرح
سر بر ہوگا بہرطور اسوقت انجد کے ساتھ جمشید کے پاس چلو اور خواہ بظاہر یا بدل اُس ملعون کی اطاعت قبول و منظور کرو کہ اُسکے ملعون
کے اطوار و شرارت کو دیکھ کے یہی امر قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے آیندہ جو تمھاری رائے اور صلاح ہو نصرون شاہ نے کہا ای بکران شاہ
تم سچ کہتے ہو واقعی تمھاری رائے بہت درست ہے یہ جو تم فرما رہے ہو بیشک یہی ہوگا کسواسطے کہ جب تم مین طاقت جواب
دینے کی نہ رہی تو پھر اُسکو اختیار ہے جسطرح چاہے پیش آئے ہم کیا کر سکتے ہین بس ہماری بھی رائے یہی ہے کہ اب بلا عذر انجد
کے ساتھ جمشید کے پاس چلو اور اُس ملحد کو سجدہ کرو سجدہ کرنے مین ہمارا کچھ نقصان نہین ہے پھر جیسا ہوگا دیکھا جائیگا
وقت پر جو کچھ مناسب ہوگا کر گذرینگے قصہ کوتاہ بکران شاہ خارجی اور نصرون شاہ ربیعی دونون نے ابو حاکم سے پوچھا کہ ای شاہ
فردوسیہ اب الغرض تم نے جمشید کی خداوندی کا کرشمہ ابتک کوئی نہین دیکھا زبردستی اُسکے مطیع و بندہ رہو ابو حاکم نے کہا
ای بکران شاہ مین ایک غریب و بیچارہ کس شمار و کس قطار مین ہون اس دنیا مین بجز خاصان خدا کے اور کوئی بھی بے غرض
ہے سب موافق اپنے اپنے مرتبہ و حوصلہ کے بندۂ غرض ہین اس سے خالی کوئی بشر نہین ہے اور خود جمشید کہ جسکو خداوند کہتے
ہین اور سجدہ کرتے ہین کیا وہ اہل غرض سے نہین ہے ہمارے نزدیک وہ سب سے زیادہ غرض مند ہے بس دنیا ہے اور غرض ہے
اور جو تم حال خداوندی جمشید پوچھتے ہو تو اکثر کرشمہ خداوندی جمشید کی ہمنے دیکھی اور روز بروز کوئی نہ کوئی کرشمہ قدرت اُسکا
ظاہر ہوا کرتا ہے چنانچہ یہ بھی ایک کرشمہ قدرت جمشید ہے کہ انجد ایسا پہلوان کہ کسقدر جمشید سے لڑا اور کلمات سخت و بیہودہ
زبان سے کہے لیکن پھر آخر کیسی اطاعت کرنے لگا بدون کرشمہ قدرت ہو سکتا ہے اور آپ کو کیا سجدہ کرنے مین کچھ عذر ہے بایشر
ترغیب انجد پہلوان جہان ہے اگر تم کچھ بھی عقل و شعور رکھتے ہو تو خود ہی سمجھ لو کسی کے بیان کی کیا احتیاج ہے مگر ان صاحبان
عقل و فہم انجام کو سمجھ کے کچھ زبان سے نکالتے ہین ؎

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

قصہ کوتاہ بکران شاہ خارجی و نصرون شاہ ربیعی دونون بجبر و ناچار انجد پہلوان جہان کے ساتھ جمشید کی طرف روانہ
ہوئے جمشید نے دونون سلاطین کے آمد کی خبر سُنکے اشتہوط دیلمی و اقیموس کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اور یہ دونون
بکران شاہ و نصرون شاہ کو نہایت عزت و حرمت سے بارگاہ جمشید مین لے گئے جس وقت بکران شاہ اور نصرون شاہ

بارگاہ مین داخل ہوے دونون بادشاہون نے موافق اپنے قاعدہ کے جمشید کو سلام کیا انجارہ پہلوان جہان نے کہا اے
بکران شاہ ونصرون شاہ سلام خداوند جمشید کی شان ومنزلت کے خلاف ہی تمکو چاہیئے کہ تم سجدہ خداوند کو کرو اور خود دست بستہ
امیدوار مراحم واعزاز ہو جمشید نے بھی کہا ای پیغمبر جمشید تم کو خداوند کے سامنے ایک لمحہ توقف کرنا چاہیئے کہ خداوند نے
تمھارے مقدر کو بدل دیا اب تمھارے مقدر نے تازگی قبول کی لہذا تم بچشم دہی مراتب دیکھ لو یہ دونون سلاطین بندگان
جدید جمشیدی خود بلا عذر سجدہ کرینگے انکو کسی کے سمجھانے اور کہنے کی حاجت نہین غرض یہ دونون سلاطین بعد سلام کے
کرسیون پر بیٹھ گئے جمشید پلید نے ایک ایک جام شراب مرکب دونون شاہزادون کو دیا جب نشۂ شراب سے خوب یہ دونون بدمست وسرشار
ہوے اُس وقت جمشید نے چالاکی سے وہ داغ پیشانی ظلمانی اپنا ان دونون کو دکھا دیا لیس دیکھتے ہی اُس داغ کی تاثیر
سحر سے دونون مسجود ہو گئے اور خود بخود فوراً سجدہ کو جھکے اور کہا اے خداوند جمشید قسم ہی ہمکو تمھاری قدرت خداوندی کی
کہ ہم ابتک ضلالت وگمراہی مین پھنسے رہے مگر اب تمھاری توجہ خاص سے ہم اس گرداب ضلالت سے نکلے اور اپنے خداوند معبود
حقیقی کی خدمت مین پہونچے اب امیدوار تفضلات خداوندی سے ہین کہ ہماری نافرمانیون کی خطا وقصور کو معاف کرو اور نظر خداوندی
ہمپر رکھو کہ ہم ابتک ناواقف ولاعلم تھے جمشید نے کہا ای بکران شاہ ونصرون شاہ اُٹھو اور اپنے معبود کو بطور لعب ادب
سجدہ کرو کہ خداوند نے تمپر اپنا رحم وکرم نازل فرمایا اور تمام گناہ وخطا تمھارے معاف فرمائے بمجرد اس کلم کے بکران شاہ
ونصرون فوراً اُٹھکھڑے ہوے اور تاثیر سحر سے اسقدر از خود رفتہ تھے کہ کچھ اپنے تن بدن کا ہوش نہ تھا اور سجدہ کو جھکا
اور اسکے جمشید سے رخصت ہوکے اپنے لشکر مین آئے تمام سرداران لشکر وافسران عساکر کو بلایا جب سب افسر وارکین سلطنت
جمع ہوے سپاہ اپنے مذہب سے آگاہ کیا اور مذہب الحاد مین سب کو داخل کر کے حکم دیا کہ اسی وقت ہمارا لشکر ہمارے
خداوند معبود کے لشکر مین ملجاے بمجرد حکم سلاطین لشکر ان دونون سلاطین کے جمشید کے لشکر مین ملحق ہو گئے

راویان رطب اللسان وحاکیان حکایات مسرت عنوان اسطرح بیان کرتے ہین کہ سات بادشاہ مع نجاشی بادشاہ حبشہ جمشید ملعون کے زیر حکومت آکر مطیع و فرمان بردار ہوگئے اور جمشید پلید کا جاہ وجلال بکمال ترقی پذیر ہوا اور وہ ملعون نہایت مغرور ومتکبر ہوا تا اینکہ نمرود کو پریشہ کے برابر سمجھتا تھا اور کہتا تھا کہ نمرود وشداد کے کچھ لوگ معتقد تھے اور اسکی خدائی مین کوئی کرشمۂ خداوندی بظاہر نہ تھا اور میرے تو بادشاہان عالی شان معتقد ومطیع فرمان ہین اور کرشمۂ خداوندی میرے صبح سے شام تک ہزارہا ظاہر ہوتے ہین شداد نے اپنی عمر مین ایک بہشت بنایا لیکن وہ بھی اسکو دیکھنا نصیب نہوا اور مین نے بہشت ودوزخ دونون بنالئے اور جسکو چاہا دوزخ مین بھیجا اور جس بندے کو چاہا اسے داخل بہشت کیا یہ مرتبہ کب نمرود وشداد کو حاصل ہوا تھا جو آج مجھکو حاصل ہے چنانچہ ایک روز جمشید پلید نے مقتولون کی لاشین جمع کرکے حکم دیا کہ ان لاشون کو بہشت مین لیجاؤ اور فلان مقام خوش اسلوب مین کہ وہانکی آب وہوا نہایت مفرح اور خوب ہی دفن کردو چنانچہ بعض ملازم جو کہ محرم راز تھے اور وہ قریب تیس نفر کے تھے اور اس باغ مین مقرر تھے حسب الحکم جمشید ان لاشون کو لیگئے بعدہ جمشید خود بھی سوار ہوکر اس پہاڑ پر گیا غار کوہ مین جہان خدازجادو نے اعمال سحر سے چمنہاے فرحت فزا وعمارات خوش قطع وچاہ ہاے خوش نما کو تیار کیا تھا اسمین ایک منجنیق تھی اور ایک ستون چوبی نصب تھا جمشید کی ہمراہی مین اشبوط دیلمی ولقیموس واقلیموس فرنگی وابوحاکم فردوسی ولفعرون شاہ ربیعی وبکران شاہ خارجی وانجد بن نجی ترکان جہان پہلوان ونجاشی بادشاہ حبشہ وغیرہ سلاطین بھی اس پہاڑ پر گئے تھے پس جمشید ملعون سب سلاطین ہمراہی سے مخاطب ہوا اور کہا کہ بندگان خاص خداوند تم خوب جانتے ہو کہ ایک مدت مدید وعرصۂ بعید سے ہمارا اور تم سلاطین کا لشکر اس جوالی کوہ مین خیمہ زن ہے اور مقیم ہے اور اکثر سلاطین اس راہ سے واسطے صید وشکار کے آتے ہین لیکن آج تک کسی نے اس مقام پر ایسا باغ سرسبز وشاداب تو کیا چار درخت بھی میوے کے نہ دیکھے ہونگے اور یہ باغ رشک فردوس بریں کبھی چشم فلک سے نگذرا ہوگا ابھی تھوڑے روز ہوے کہ خداوند نے اپنی قدرت خداوندی سے اس باغ فرحت افزا کو ظاہر کرکے اپنا کرشمہ قدرت ظاہر کردیا اور جلوۂ خداوندی کو اپنے بندون پر ظاہر کیا یہ دیکھکے اس ملحد لعین کو سب نے سجدہ کیا اور متفق اللفظ کہا قسم ہے خداوند کی قدرت کاملہ کی کسی نے اس باغ کو نہین دیکھا بلکہ آج تک ہمنے سنا بھی نہین کہ اس پہاڑ پر ایسا باغ پرفضا ہو واقعی یہ لفظ خداوند کی قدرت کاملہ کا جلوہ ہے کہ اپنے بندگان خاص کے واسطے باغ ظاہر کردیا بعد اسکے جمشید پلید نے حکم دیا کہ ان لاشون کو بذریعہ اس گوپھن کے اس بوستان بہشت مین پھینکدو انکے دفن کی کچھ حاجت نہین ہے ملازمان متعینۂ باغ نے بموجب حکم جمشید پلید ان لاشون کو فلاخن مین رکھکے ایک چرخ دیا اور زور سے پھینکا وہ لاشین اسی غار کوہ مین جاکر گرین بعد اسکے جمشید ناہنجار نے تمام ہمراہیون کو حکم تاکیدی واسطے سجدے کے دیا اور ہر ایک نے متواتر اس پلید کو سجدے کیے مگر بکران شاہ خارجی اور نجاشی بادشاہ حبشہ نے بجز دو سجدہ نہین کیا اور ایکطرف علیحدہ کھڑے تماشا دیکھا کیے اور جمشید بھی انکو گوشۂ چشم سے دیکھا کیا بعدہ ان ملازمون کو قریب اپنے

بلایا اور نہایت قہر و غضب سے کہا کہ ان سب کو باندھکر فلان پہاڑ کے طبقات مین جہنم کے قریب لیجاؤ اور خداوند بھی وہان آتا ہی آخر اُن سب بے گناہون کو وہان بھیجدیا اور خود بھی اُسی مقام پر گیا وہان دو پہاڑ مقابل واقع تھے اور بیچ مین اُن پہاڑون کے ایک غار نہایت گہرا تھا اور اُس غار سے شعلہاے آتش اسقدر بلند تھے کہ تا بہ فلک ایک پہاڑ آگ کا معلوم ہوتا تھا اُس غار آتشین و شعلہ فشان کو خنازجادو نے اعمال سحر سے طلسم بناکر دیا تھا تا اینکہ نمونہ دوزخ ہوگیا تھا اور ہزارہا جانور موذی مانند سانپ اور بچھو اور گھڑیال اور سوسمار اور گرگ وغیرہ سب بزور سحر اُس آگ مین پیدا کردیے تھے جمشید پلید نے اُن سب بے گناہون کو اُسی منجنیق کے ذریعے سے آتش مشتعل مین پھنکوا دیا جمشید کا یہ قہر و غضب دیکھکر ہر شخص بسبب خوف کے مثل بید کانپنے لگا الغرض جمشید ملعون نے اپنا جاہ و حشم خداوندی اظہار کرنے کو یہ حرکت کی کہ اُن بیچارون کو ناحق اُس غار آتش فشان مین ڈلواکر جلوا دیا بعد اسکے وہ لوگ جو کہ خنازجادو مردود کے شاگرد وغیرہ تھے اُنکو اپنی جانب سے جا بجا بر مقامات دوزخ و بہشت مین مقرر کیا اور نام اُنکا مؤکلان دوزخ و خازنان بہشت رکھا اور ایک شخص کو افسری بہشت اور دوسرے کو مالک دوزخ قرار دیکے حکم دیا کہ کوئی بندہ ہمارا بے اجازت ہماری سیر و تماشے کو نہ آنے پاوے اور جو نافرمانی کرے اُسکو بلا تکلف جہنم مین ڈالدینا کچھ پوچھنے کی ضرورت نہین ہی خبردار اس حکم مین ہمارے فرق نہو تم مین سے کسی شخص نے اگر خلاف کیا تو جو سزا اُس شخص کے واسطے مقرر ہوگی اُسکی دوچند تعمیل حکم نہ کرنے والے کو دیجائیگی اور جو شخص ایسی خبر کو ہم سے پوشیدہ کریگا اور خداوند کو اُس مجرم کے گناہ سے اطلاع نہ دیگا وہ بھی مستوجب اُسی سزا کا ہوگا غرض اب جمشید پلید کی اوقات نہایت عیش و عشرت سے بسر ہوتی ہے جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی کوئی عذر کرے کیا مجال رکھتا ہی ہر چند وہ نابکار اپنے دل مین خود ہی سمجھ کے معقول ہوتا ہی کسواسطے کہ اس مردود سے تو ایک پشم بھی کندہ نہین ہو سکتی باقی یہ کارخانہ سحر خنازجادو کی بدولت ہی اور وہ بھی چند روزہ ہی اسکو کسی طرح استقلال ممکن نہین آخر نابود ہونا ضروری ہی لیکن یہ کہیدی اپنی حماقت سے واقعی اپنے کو خداوند و نائب و فرزند خداوند طبیعت مجردہ جانتا ہی طرفہ یہ کہ اُس کیہدی کو یہ خیال ہی کہ خنازجادو خاص خداوند طبیعت مجردہ کے حکم سے یہان آیا ہی اور میرا معین و مددگار ہی اور مجھے یہ مرتبہ صاحبقرانی و مراتب نائبی و فرزندی خود ہی خداوند نے مرحمت فرمائے ہین اب آج اس عالم مین کوئی بشر یا جن و پریزاد ایسا بردہ دنیا پر نہین ہی کہ جو میرے جاہ و حشم اور شوکت و شان خداوندی سے آگاہ نہین اور بالفعل عساکر اور سلاطین سے کوئی ایسا نہین ہی کہ جسنے میرے زور و بازو کو نہین دیکھا کسی کی یہ جرأت و حوصلہ نہین کہ جو نافرمانی کرے اب جسوقت معزالدین طلسم سے باہر آئیگا اُسی وقت مین موجود ہو جاؤنگا دم لینے کی فرصت نہین دونگا ہان اگر اُسنے مجھے سجدہ کیا اور میری اطاعت کی اور نافرمانی کا عذر کیا تو البتہ مین اُسکو بہت بڑا عہدہ دونگا اور اپنا وزیر و مشیر کرونگا ورنہ ایک دم مین سارا نشہ طلسم کشائی و صاحبقرانی نکالدونگا بلکہ عجب نہین ہی کہ خود ہی میرے اس جاہ و جلال و دبدبۂ خداوندی کو دیکھ کے مطیع ہو جاوے کہ وہ نہایت عقلمند ہی اور عقل سے نہایت بعید ہی کہ وہ اپنی بربادی حال و مال کو گوارا کرے۔ الغرض جمشید مردود اپنے حکمرانی سے ایسا مغرور تھا کہ کسی کی حقیقت نہ جانتا تھا اکثر رات کو خنازجادو اہل لشکر

سے پوشیدہ جمشید کے پاس خلوت مین آیا کرتا تھا اور صحبت عیش مین بدستور اپنی آتش ہوس کو آب وصال ناجائز سے
بجھایا کرتا تھا ایک روز جمشید پلید نے خناز جادو سے کہا کہ ان خدا پرستون سے کسطرح جنگ وجدال کرین تمھاری کیا راے
ہی اور تم مجھے کسقدر مدد دوگے خناز جادو نے کہا ای جمشید آگاہ ہو کہ کتاب سحر جو میرے بزرگون سے چلی آتی ہی اسمین
صاف یہ لکھا ہی کہ سواے شاہزادہ معز الدین کے اور کل پہلوانان یزدان پرست کا خون اس شمشیر سحر سے جو کہ شمشیر
قدرت مشہور ہی ہوگا اور وہ مین نے تجھکو دیدی ہی وہی کافی ہے اس تلوار سے کوئی بچ نہین سکتا الا شاہزادہ
معز الدین کی مرگ خاص اسی گرز قدرت پر مقدر و منحصر ہی ای مردود ازلی تو ابھی تھوڑے روز صبر کر تا کہ تمامی مردان عالم تیرے
حلقہ اطاعت مین آجاوین پس جب فقط ایک دین یزدان پرست باقی رہجائے پھر اس ایک فریق کا قتل وغارت کرنا
یا گرفتار کر لینا کتنی بڑی بات ہی بمجرد سننے اس کلام کے فرط خوشی سے از خود رفتہ ہوگیا اور خوش ہو کے فوراً سجدہ کیا اور
کہا ای مرشد اور ای خداوند جمشید مجھے اب کسواسطے اجازت رزم وپیکار نہین آپ دیتے کہ مین آن واحد مین مثل حرف
غلط انکا نام مٹادون تا کہ بضرب شمشیر قدرت یہ قصہ ایک ہی مرتبہ فیصل ہوجاوے اور مین بے خوف وخطر حکمرانی کرون
خناز جادو نے کہا او احمق یہ شمشیر قدرت مسحور شاہزادہ معز الدین پر ہرگز کارگر نہوگی اور وہ گرز قدرت جو مین نے بڑی
مشکل سے خاص شاہزادہ معز الدین کے نام سے تیار کیا ہی اس گرز سنگی کی تاثیر خاص معز الدین کے نام سے
خصوصیت رکھتی ہے اس عمود سنگی کی ضرب کسی طرح معز الدین دفع نہین کر سکتا کیا قدرت رکھتا ہی کہ جو اس ضرب کا متحمل ہوسکے
اگرچہ از سرتا پا فولاد کا بھی ہو جائیگا تو اس عمود کوہ شکن سے جانبر نہوگا اور شاید اس عمود سنگی کی حکیم قسطاس الحکمت
کو بھی خبر نہوگی حالانکہ اس علم وحکمت مین وہ اپنا مثل ونظیر نہین رکھتے لیکن اس عمود اجل کی ضرب چاہین کہ کسی تدبیر سے
رد کر سکین ممکن نہین کسواسطے کہ مین نے پہلے ہی حکیم قسطاس الحکمت اور حکیم اخشیجان اور حکیم ابو المحاسن کے نام طلسم بند
کر دی ہی ان حکماے عالی منزلت کو اول تو اس معاملہ کی خبر ہی نہوا اور شاید خبر بھی ہوجاویگی تو دیتک انکی فکر و تدبیر نہ پہونچ سکیگی
بہرنہج یہ عمود قدرت خاص معز الدین کی جنگ وحرب کے وقت کام آویگا کہ معز الدین کی مرگ وہلاکت اسی گرز قدرت
سے مقدر ہوچکی ہی اور جسقدر اہل اسلام ہین انکے واسطے شمشیر قدرت کافی ووافی ہی اسی شمشیر قدرت سے تمام لشکر معز الدین
قتل ومجروح ہوگا جمشید اس بیان خناز جادو سے نہایت خوش ہوا اور اسی خوشی مین اس کافر نے خناز جادو کو پانچ جام
شراب پے در پے دیے جب وہ ملعون اپنے مقام کو روانہ ہو گیا دوسرے روز جمشید پلید نے اشتو جادو دیلمی گیسی کو بلایا اور
کہا ای پیغمبر دست چپ اب تو [illegible] اور شاہ [illegible] المغرب وسلطان شاہ کے پاس جا اور انکو بھی میری خداوندی سے
آگاہ کر اور ہدایت کر تا کہ مجھے سجدہ کرین اور ہوسکے تو انکو میرے پاس اپنے ہمراہ لیتا آ اور بلکہ انجہ جہان پہلوان کو بھی ساتھ
لے لے تو نہایت بہتر ہوگا اور شاید تیری ہدایت کو وہ سلاطین خیال مین نہ لاوین تو انجہ جہان پہلوان کے خوف ورعب سے
تیری ہدایت وفہمایش کو فوراً قبول ومنظور کر لین انجہ پہلوان کا خوف ان پر ایسا غالب ہوگا کہ انکو سواے اقبال کے چارہ

ہوگا اور بالفرض وہ کسی طرح کی حجت و تکرار کریں تو انکو جسطرح سے ہو زبردستی گرفتار کر لانا پھر مین قرار واقعی انکی سرتابی اور
نافرمانی کی سزا ایسی دونگا کہ وہ کبھی یاد کرینگے اشبوط دیلمی نے کہا اے خداوند جمشید پہلے سے تدبیرات ہدایت و پیغام اس
بندۂ خاص سے کیپر د ہوا کرتے تھے یعنے خاص اس بارے مین میرے پہلے وحی نازل ہوا کرتی تھی کہ مین خداوند قدرت کا پیغمبر
ہون عہدۂ رسالت خداوند کی سرکار سے مجھے مرحمت ہوا ہے مین حسب احکام شریعت خداوندی عمل کرونگا کہ پیغمبر خداوند کا
کوئی کام خلاف حکم شایع کرنا نہ چاہیے جمشید ملعون نے کہا او اشبوط تو کیا سے تو نے مجھ سے کہا مین نے اسوقت تجھ پر وحی
نازل کی بلکہ اول ہی احکامات ہدایتی اسقدر کر چکا ہون پھر وحی ظاہری کی کچھ حاجت نہین ہے۔ الغرض اشبوط دیلم مسخرہ اور
انجہ جہان پہلوان دونون نادر قحبہ شریر النفس سلطان شاہ کے لشکر مین گئے اور اتفاق سے اسوقت پہونچے کہ وہ
تینون سلاطین مذکورہ یعنے آذرشاہ و ملک النوبہ و سلطان شاہ و نصرون شاہ مصری اور بکران شاہ و نارجو سکے مرتبہ ہو جانے
کا حال سنکے نہایت مشوش و بدحواس ہو رہے تھے اور افسوس مین بیٹھے تھے اور کہتے تھے اب اسکو کیا تدبیر کرنا چاہیے
کہ جمشید ملعون کے شر و فساد سے نجات ملے آخرکار ان تینون سلاطین مذکور نے باہم یہ مشورہ کیا کہ بدون کسی تدبیر
معقول کے جمشید سے چاہیے کہ آرام ملے یہ غیر ممکن ہے بہتر یہ ہے کہ سلطان شاہ کہ عقیل و فہیم و جہاندیدہ و کارآزمودہ ہے
جو وہ تجویز کرے یقین ہے کہ نہایت مفید ہوگا آخر سلطان شاہ نے کہا اے آذرشاہ آپ اس معاملہ مین کیا فرماتے ہین
سلطان شاہ نے کہا اے آذرشاہ جو کہتے ہو وہ سب درست ہے مین شک نہین تو یقین ہوگا کہ جمشید ملعون جسوقت
فارغ ہوا پھر ہمین تمھین سب کو تکلیف نہیں ضرور ہی دیگا کسواسطے کہ اب کچھ رہا ہے اور کوئی بادشاہون مین منحرف یہاں
باقی نہین ہے یا لشکر اسلام ہے وہ لشکر ظفر پیکر ایسا نہین ہے کہ جمشید ملعون تیغا بیک نگاہ کچھ اسے دیکھ سکے کیا طاقت رکھتا
رکھتا ہے ہم لوگ کیا ہمارا لشکر کیا بلکہ کل سلطنت مین کوئی پہلوان ایسا نہین ہے کہ جو جمشید سے مقابلہ کرسکے جب انجہ
جہان پہلوان ایسے دیو پیکر کو جمشید نے بزور و قوت و فن پہلوانی مغلوب کر کے اپنا مطیع کر لیا اور سطرح کبھی کہ انجہ
جمشید کو خداوند جانتا ہے اور اسکو سجدہ کرتا ہے اور جمشید کی طرف سے دعوے بندگی کرتا ہے اور جو نہین مانتا اسکو
بزور و قوت گرفتار کر لیجاتا ہے پھر کون ایسا فولاد جگر اور روئین تن ہے کہ جو جمشید سے مردانگی ہمسری کرے اور سربسر ہو اور
اسکے مقابلہ سے ہم معرکہ آرائی کریں جمشید سے لہذا اب ہماری رائے مین تو مصلحت وقت اور مناسب یہی ہے کہ ہم اپنی قبل
تکلیف دہی جمشید کے لشکر اسلام سے جا کے ملجاوین اس صورت مین البتہ راحت متصور ہے ورنہ جمشید ملعون
کی فتنہ پردازی اور شرارت نفسی سے محفوظ رہنا غیر ممکن بالفرض و التقدیر اس معاملہ کو طول کھینچا اور خدا نخواستہ اور
کوئی صورت ظہور مین آئی تو اسوقت مرگ انبوہ جشنے دارد جو حال لشکر اسلام کا ہوگا وہی ہمارا بھی ہوگا الغرض آذرشاہ
و ملک النوبہ دونون نے یہ رائے سلطان شاہ کی پسند کی اور اسی وقت باتفاق رائے آذرشاہ و ملک النوبہ اور
سلطان شاہ نے ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ اے امیر عالی منزلت آپ کو یقینا بخوبی معلوم ہوگا کہ جمشید لعین نے

قیامت برپا کر رکھی ہی جو اس ملعون کے اس معاملے سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ یہ پلید کوئی فتنۂ تازہ برپا کیا چاہتا ہی بلکہ آج
وہ لعین بد باطن ہماری تکلیف دہی پر آمادہ ہوا ہی لہذا ہمکو نہایت اندیشہ اور خدشہ ہی کہ رات دن اسی فکر و تردد میں غلطان
و پیچان رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس مردودی کے ہاتھ سے کیونکر جان بچیگی کیا تدبیر کریں کوئی صورت اپنی جان اور ایمان بچانے
کی لیکن ظاہر معلوم نہیں ہوتی اسواسطے کہ ہم اس کافر سے کسی طرح مقابلہ نہیں کر سکتے اور یہ بھی ہمکو منظور نہیں کہ ہم اس کافر کی
اطاعت قبول کریں لیکن اس صورت اضطراب و انتشار میں نہایت حیران و پریشان ہیں حضور سے الطاف و کرم کے امیدوار
ہیں اگر حضور کی راے عالی ہو تو ہم حضور والا کے لشکر ظفر پیکر میں جا کے پناہ لیں کہ اور کہیں امن و عافیت کی صورت
نظر نہیں آتی آپہی کے دامن دولت کے سایہ میں اپنی اوقات بعافیت گذاریں اور تا معاودت صاحبقران اکبر
فلک سریر و راے کے ارادہ و دولت و اقبال و جاہ میں مشغول رہیں جب صاحبقران اکبر کشورگیر اردوے معلی میں
تشریف لاوینگے ہم لوگ بھی شریک جشن ہووینگے اگر یہ شمشیر تا ہمارا ہووینگے اور شرف ملازمت سے بھی کامیاب ہونگے بعد کے
جسطرح ہم لوگوں کے واسطے صلاح و مصلحت وقت ہوگا اسکو بدل و جان عمل میں لاوینگے یقین ہی کہ ہمارا خلوص دل
صاحبقران اکبر گردون فر پر بخوبی ظاہر و منکشف ہوگا پوشیدہ نہیں ہی بلکہ اور سب دلاوران نامدار و بہادران نامور
شہامت ہی ان بندگان عقیدت نشان کے حال سے بخوبی ماہر و واقف ہیں کہ ہم لوگ باوجود مغایرت مذہب خیر خواہی و خیر اندیشی
سے حضور کی راہ میں حاضر رہتے ہیں اور ہر وقت بھی ہم صاحبقران اکبر کشورستان کے جان نثاری میں بجان و دل
حاضر و موجود ہیں الغرض اسطرح اس نامہ کو تمام کرکے ہر سہ سلاطین نے اپنی مہر خاتمہ پر کرکے لفافہ بند کیا اور سفر دار
نامے عیار آذرشاہ کو کہ نہایت ہوشیار و چالاک تھا دیا اور کہا تو جلد جا اور یہ رقعہ کو امیر مجاہدالدین فیروزبخت کی
خدمت میں جو کہ سپہ سالار لشکر اسلام ہی پہونچا اور جلد تر اسکا جواب باصواب لیکے آ۔ الغرض اس عیار طرار نے حسب الحکم
اپنے آقاؤں کے اس نامہ کو اپنے سر سے باندھا اور آداب بجالاکے روانہ ہوا اور دربارگاہ فلک اشتباہ صاحبقرانی پر پہونچا
دربانان اس رقعہ امیر مجاہدالدین نامدار کی خدمت میں عرض کی کہ ایک عیار ملازمان ملک آذرشاہ سے حاضر ہے اور
ملاقات جناب عالی چاہتا ہی امیر نامدار نے حکم دیا اسکے واسطے جب وہ عیار طرار خدمت میں امیر مجاہدالدین نامدار کے پہونچا
اول تعظیم و تکریم درست کر کے آداب و تسلیمات شاہانہ بجالا یا بعدہ کے دعا و ثنا ادا کی اور وہ نامہ خدمت عالی میں پیش کیا امیر
عالی وقار نے بعد ملاحظہ کے بادشاہان عالیشان یہ جواب پشت نامہ پر لکھدیا مصرع

کرم نامہ رسید و اے کہ خاطر خواہ گشت

اور نامہ بند کرکے عیار کو حوالے کر دیا عیار نے اس نامہ کو لیکر مراجعت کی اور ملک آذرشاہ کی خدمت میں اس نامہ کو پہونچا دیا
سلطان ریشاہ و ملک الشوبہ و آذرشاہ اس جواب کو دیکھکے بہت خوش ہوئے اور جسقدر فکر و تشویش لاحق حال
تھی رفع ہو گئی اور مطمئن ہو گئے راوی کہتا ہی کہ ان سلاطین عالیشان نے فقط واسطے رفع شک اور بہ امتزاج کے

امیر مجاہد الدین نابکار کو نامہ لکھا تھا ورنہ ان سلاطین پر سپہر مجاہد الدین عالی منزلت بلکہ جملہ سرداران تہور شعار کے
اخلاق و مروت کا حال روشن تھا اور یقین کامل یہی یہی تھا کہ امیر خوش تدبیر ہمارے التماس کو ضرور قبول و منظور فرمائینگے
یہ ممکن نہیں کہ انکار فرمائیں چنانچہ اسی وجہ سے سلطان شاہ نے قبل آنے جواب نامہ کے اپنا تمام مال و اسباب و جواہر خانہ
وغیرہ لشکر فتح پیکر اہل اسلام میں بھیج دیا تھا اور خود بیاسائش دو دو گوشہ بارگاہ میں باطمینان خاطر و دلجمعی تمام منتظر رہا
اور باہم حرف و حکایات میں مصروف تھا یکایک عیاران لشکر نے خبر دی کہ انجبہ جوان پہلوان اور جمشید بوط دیلمی دونوں ملعون
آتے ہیں ناچار وہ بادشاہان عالی شان ان ملحدان و مردودان ازلی کو استقبال کر کے بارگاہ میں لے آئے اور ایک کرسی
زرنگار پر انجبہ اور دوسرے ہم تخت پر جمشید بوط دیلم کو بٹھایا اور جملہ سامان مہمانی مہیا کیا جب دو چار مرتبہ جام شراب ناب
گردش میں آیا اور ان ملعونوں کا نشہ شراب ناب سے دماغ گرم ہوا انھوں نے اپنے مطلب کو جسکے واسطے آئے تھے ظاہر
کیا پہلے وہ جمشید ملعون کی حد سے زیادہ تعریفین کی بعد اسکے سلطان شاہ اور ارباب الدولہ سے حکم جمشیدی کو بیان
کیا یعنی فقط طاعت اور سجدے کی ہدایت کی جب ان سلاطین نے سنا تامل و عذر و انکار کیا اور انجبہ پہلوان کی طرف
مخاطب ہو کر کہا اے پہلوان تجھکو بھی یہ بخوبی معلوم ہوگا کہ ہم سب سلاطین موجودہ قبل اسکے سے شاہزادہ معز الدین
صاحب قران اکبر فلک قدر زیادہ تر بلند مرتبہ ہیں اس عالی جاہ کے رتبہ کو کوئی بادشاہ عالی وقار نہیں پہونچ سکتا اور
حق یہ ہے کہ انھی کی ذات با برکات کے واسطے یہ ساری ہنگامہ آرائی ہو رہی ہے جس وقت جمشید و شاہزادہ معز الدین کا
معاملہ جنگ و پیکار یکسو ہو جائیگا اور جمشید معز الدین پر غالب آئیگا اس وقت ہم لوگ بلا عذر و تکرار خود ہی جمشید کے
حلقۂ اطاعت و فرمانبرداری میں موجود ہو جائینگے اور جو حکم سرکار جمشیدی سے صادر ہوگا لبسر و چشم قبول و منظور کرینگے انجبہ
پہلوان نے کہا میں اس تمہاری گفتگو کو نہیں سنتا کہ یہ کلام محض نامعقول ہیں جنگ و پیکار کیسی اور مقدمہ اور معاملہ کیسا مجھے
فقط جمشید خداوند کی تعمیل حکم سے غرض ہے میں تمہارے اس حیلہ و حوالے کو نہیں سنتا اگر خوشی سے چلو گے تو لیجاؤنگا
اگر خوشی سے نہ چلے تو جبر لیجاؤنگا سمجھے تمکو خدمت میں جمشید خداوند کی بہر طور پہونچا دینا ہے پھر تم جانو خداوند جانے
اس سے بہتر یہ ہے کہ تم بخوشی میرے ساتھ چلو اور اگر تم کسی طرح کی چون و چرا کروگے تو پھر میں تمکو دوسری شکل سے لیجاؤنگا
سلطان شاہ کو اس کلام سخت انجبہ سے نہایت ملال ہوا اور اسقدر ناگوار خاطر ہوا کہ نزدیک تھا جواب ترکی بہ ترکی دے
مگر چونکہ فہمیدہ و عاقل تھا ضبط کیا اور انجام بینی کو کام فرمایا کہ جواب ہست و نیست کچھ نہ دیا اور مفردات عیار سے
اشارہ کیا کہ تھوڑی بیہوشی شراب میں ملا کر جلد حاضر کرے مفردات عیار بمجرد سننے اس حکم کے برق ہو گیا فوراً ایک شیشہ
شراب ارغوانی کا کہ وہ در اصل نہایت تیز و تند تھا لایا اس میں داروے بیہوشی آمیز تھی جب وہ شیشہ سلطان شاہ کے پاس
آیا سلطان شاہ نے چند جام اس شراب ہوش ربا کے لبریز کیے اور ان دونوں کافروں کو پلا دیئے اس شراب کا حلق سے
اترنا تھا کہ وہ شراب کامل اپنا عمل کر گئی اس اثنا میں انجبہ پہلوان بولا کہ اب تمکو کسکا انتظار ہے جلد تیار ہو اور چلو اور

جمشید خداوند کو سجدہ کرو ورنہ تمکو بہ اہانت و ذلت ہمین پھر تمہاری دوسری ترکیب کرون لینے تمکو مثل غلامون کے بستہ
وگرفتہ لیجاؤن کہ جمشید پلید ہی کے اختیار مین ہوگا سلطان شاہ ان دونون کافرون کے فتنہ و فساد سے تو بخوبی مطمئن ہو ہی
چکا تھا اب آواز بلند کیا کہ اے فتنہ انگیز و اے نادر بیخبر اتو کیا جمشید لعین راندۂ درگاہ کے مذہب مین داخل ہوگیا اور راہ ضلالت و گمراہی تونے
اپنے سر اختیار کرلی کہ اب ہمکو بھی خراب کرنے آیا ہے او نابکار تجھپر اور تیرے نابکار خداوند باطل پر لعنت ہے او ولدالزنا جمشید
تیرا خداوند کس مرتبہ کا سگ خارشتی ہے کہ اس مردود کی بھی یہ لیاقت ہے کہ جو ہم بادشاہان ذیجاہ اس ملعون کی اطاعت کو قبول و
منظور کرینگے انجیدہ نے جو سلطان شاہ کے یہ کلمات سخت سنے مانند مار دم بریدہ پیچ و تاب کھانے لگا اور شدت غیظ و غضب
سے عالم اسکی چشم کو زمین تیرہ و تاریک ہوگیا اور جیسے ہی غصہ مین اس قصد و ارادے سے اٹھا کہ سلطان شاہ کو ضرب
شمشیر آبدار سے جواب دے بس کھڑا ہوتا تھا کہ پیچ کھا کر مثل دیوار کہنہ کے گرا اور فوراً بیہوش ہوگیا بعد اسکے اشبوط
نابکار نے جو یہ حال دیکھا اسنے بھی غصہ مین پیچ و تاب کھا کر اپنی جگہ سے حرکت کی اسی کی خبر لے بس وہ بھی اسی صورت سے
پشت بزمین ہوگیا اور اپنے ہوش و حواس سے گذر گیا سلطان شاہ نے دونون لعینون کے دست و پا خوب باندھ کر
ڈالدیا اور اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جسقدر مردان ہمراہی ان کافران بدخو کے موجود ہون ان سب کو قتل کرو خبردار ایک
متنفس زندہ و سلامت یہان سے نہ جانے پائے بمجرد حکم بادشاہی مردان سلطانی نے ان جملہ ہمراہیان اشبوط و
انجیدہ پہلوان کو قتل کرڈالا اور بعض کی ناکین کاٹ کر لشکر سے نکلوا دیا لیکن ایک شخص جو کہ پہلے اقلیموس کا ملازم تھا وہ بھی
اشبوط دیلمی کے ہمراہ آیا تھا وہ شخص تھا کہ جسنے ہنگامۂ جدال و قتال مین ارجاس مردار خوار کا بیہ سبب بے خبری مین
پا یا تھا اس شخص نے سلطان شاہ کی اطاعت بدل منظور و قبول کی اسوجہ سے وہ قتل سے بچگیا بعد اسکے سلطان شاہ
نے اشبوط دیلمی اور انجیدہ پہلوان کا منھہ کالا کیا اور داڑھی مونچھین اور ابرو کا صفایا کرکے دونون کو عریان کیا اور
مضبوط ایک عیار طرار کے سپرد کیا اور کہا ان دونون نامعقولون کو براہ تحفہ تعارف لیجا کر جمشید کے لشکر مین پہونچا دے اور
ایک رقعہ اس مضمون کا لکھکر انجیدہ پہلوان کی گردن مین باندھ دیا کہ اے جمشید پلید خود پرست آگاہ ہو کہ ہم سلاطین عالیجاہ
ایسے نادان نہین ہین کہ تیرے دام تزویر مین آجائین اور تجھ ایسے مکار و دغاباز کو معبود اپنا سمجھکر سجدہ کرین اور راہ ضلالت
مین دیدہ و دانستہ چلے جائین ہمکو ہمارے معبود حقیقی نے ابھی تک تیرے شر و فساد سے بچایا ہے بہرحال اسکی
ذات سے ہمکو یقین ہے کہ ہر بلائے ارضی و سماوی سے تاحیات محفوظ رکھیگا اور ہم شکر اپنے پروردگار کی درگاہ
مین بجالاتے ہین کہ ہمکو بعافیت تمام لشکر اسلام مین پہونچا دیا اب ہم بخوبی آرام سے رہینگے اور تیرا ستم و جور
کسی طرح سے ہم تک نہ پہونچیگا۔ ع

گر باد شوی تا سر زلفم نہ رسی

اے جمشید تو نہین جانتا کہ ہم اس قریۂ فردوس و جبل اعلیٰ مین خاص واسطے سننے تاریخ اعظم اور جشن عروسی ملک

شہنشہ تاجدار غارب البلدان کے آئے ہیں چلیے ہمنے اس جشن کی خبر سنی ہی کمال اشتیاق دیدشش میں تھا چنانچہ اسیوجہ سے انتظار میں اسی محفل جشن کے شریک ہوئے ہیں بفضل ایزدی ایک آرزو سے دلی ہماری برآئی یعنے تاریخ اعظم سن چکے اب فقط شوق دیدجلسہ کدخدائی صاحب قران اکبر گردون وقار باقی ہی وہ بھی عنقریب انشاء اللہ تعالے بخیر بیت تمام دیکھا چاہتے ہیں ای جمشید ملعون ہم اپنا دین و مذہب کبھی ترک نہ کرینگے اور اگر شاید ایسا کوئی امر سخت وا ہم پیش آیا کہ بدون ترک کیے دین وآئین اپنے کے چارہ نہو گا پس ہم دین اسلام میں داخل ہونگے کبھی ایسا دیسا دین اختیار نہ کرینگے اور تیرے دین باطل کو کبھی حق نہ سمجھینگے کسواسطے کہ دین اسلام بہترین ادیان عالم سے شمار کیا جاتا ہی اسی دین متین کی حقیقت دخوبی بخوبی ہمارے دل پر منکشف ہو او ولد الحرام تجھکو آجکل خبط ہوگیا ہی اب میں تجھسے براہ خیر خواہی کہے دیتا ہون کہ یہ خیالات خدا وندی وغیرہ جو کہ تیرے دماغ میں سما گئے ہیں ان سب خیال سے توبہ کر اور سلامتی جان ومال کو غنیمت سمجھکے شاہزادہ معز الدین فاک جاہ کے غلامون میں داخل ہو جا ورنہ بہت جلد تجھکو اور تیرے ہوا خواہون کو سزا سخت ملیگی الغرض اسی مضمون کا رقعہ لکھکر انجد پہلوان بن تجمد ہون کی گردن میں بندھوا کر مضراب عیار کو سپرد کیا اور حکم دیا کہ ان دونون ملعونون کو لشکر جمشید کے لشکر نابت اثر میں پہونچا کے جلد چلا آ لعبد اسکے آذر شاہ و ملک سلطان شاہ و ملک النوبہ تینون سلاطین مع اپنے مال و اسباب وحشم وخدم کے شباشب لشکر اسلام میں چلے گئے امیر مجاہد الدین دلاور کو خبر ملی کہ ملک آذر شاہ اور ملک النوبہ وسلطان شاہ مع اپنے حشم وخدم کے آتے ہیں مجرد سننے اس خبر کے امیر مجاہد الدین تا دربارگاہ واسطے استقبال کے آئے اور ان سلاطین کو نہایت اعزاز واحترام سے لیبن تشریف لشکر ظفر پیکر کہ وہ جا نہایت پرفضا تھی اتروایا اور خاطرداری اور تواضع میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا جب ان سلاطین نے امیر مجاہد الدین دلاور سے ملاقات کی اسی صحبت میں اپنی کیفیت اور جمشید ملعون کی شرارت اور انجد بن تجمد ہون پہلوان کی زبردستی اور اشتوط دیلمی کی کیفیت اور جو کچھ کہ ان ملاعین بدخو کی سرگزشت تھی مفصل بیان کی جسقدر افسران وسرداران لشکر فتح پیکر کہ حاضر دربار فیض آثار اہل اسلام تھے اس واقعات عجیب وغریب کو سنکر اسقدر ہنسے کہ بیخود ہوگئے اور سلطان شاہ کی فہم وفراست پر ہزار ہزار آفرین وتحسین کی اور کہا کہ ایسے ملعونون کے ساتھ اسی طرح پیش آنا چاہیے ورنہ ان تینون بیدینون سے عقب گذاری نہایت دشوار وسخت مشکل تھی اور جنگ وجدل کا بھی موقع ومحل نہ تھا بڑی دانائی کو کام فرمایا ہے

اب راوی کو ان دونون ملعونان شقاوت آثار وکافران سیاہ قلب وبدکردار کا حال زار بھی گذارش کرنا ضرور ہی

راویان اخبار دنا قلان آثار اس داستان حیرت عنوان کو یون بیان کرتے ہیں کہ مضراب عیار ان دونون نابکارون

کو مع عرابہ کے ایک میدان میں چھوڑ کر بخیریت اپنے لشکر میں پہونچا اور خدمت میں ملک سلطان شاہ کے اطلاع
کی اور صبح کو انجد بن نجدون پہلوان اور اشبوط دیلمی دونوں ملحدون کے دماغ سے اُس بیہوشی کا اثر زائل ہوا اور
ہوش میں آئے دیکھا عجب حال تباہ میں پھنسے ہیں سینے ہاتھ پانون دونون خوب مضبوط بندھے عرابہ پر پڑے
ہیں اور عرابہ ایک میدان خراب و پر خار میں کھڑا ہے اشبوط دیلم یہ حال اپنا دیکھ کے نہایت غضبناک ہوا اور انجد
بن نجدون پہلوان کو بنگاہ قہر دیکھا اور کہا او قرمساق مادر قحبہ جلد بتا تو کون ہے اور تجھکو کس قرمساق ولد الحرام
نے عہدہ پیغمبری دست جیب دیا اور تو کیون ایسے مرتبہ جلیل سے منسوب ہوا انجد بن نجدون بولا کچھ خبر ہے او مادر بخطا
تو دیوانہ ہے کہ جہان پہلوان پیغمبر کے سامنے خداوند کی شان میں کلمات گستاخی کہہ رہا ہے صاف صاف گالیان
دے رہا ہے تجھکو نہیں معلوم کہ میں کون ہون اور کس مرتبہ کا آدمی ہون اے ولد الحرام تجھے چشم کور سے نہیں معلوم دیتا
کہ میں انجد بن نجدون جہان پہلوان جمشید پلید کا پیغمبر ہون اشبوط نے جھنجھلا کے کہا پہلے تو نے کس واسطے
نہ کہا میں تو سمجھا تھا کہ تو کوئی بلائے آسمانی اس جنگل میں نازل ہوئی ہے اور وہ میرے پہلو تک پہونچ گئی انجد
پہلوان نے کہا او مادر قحبہ قسم ہے خداوند باطل کی کہ میں بھی اسی تشویش میں بیٹھا تھا کہ یہ کون بلائے عجب صورت
میرے برابر بیٹھا ہے اشبوط دیلم نے کہا اے انجد پہلوان قسم ہے مجھے اپنے خداوند کے فرزند کی کہ میں نے کبھی
پیغمبری دیلم کے عہدے سے آج تک ایسی ذلت نہیں پائی جیسی اب اس جمشید پلید کی خداوندی و رسالت میں اسکیا
نوبت کو پہونچے نہیں معلوم ہے کیسی تقدیر خداوند جمشید نے واسطے اپنے خلق کی ہے کہ ہم اس عذاب
سخت میں مبتلا ہو گئے انجد پہلوان نے کہا خاموش رہو دم مارنے کی جا نہیں ہے یہ سلوک ہم سے
بے مرضی خداوند کیا گیا ہے یہ اُنھیں تینوں سلاطین کا کام ہے جنکے واسطے ہم مبعوث ہوئے اور کیدیا
پیغمبران اہل اسلام نے بھی کیا کیا ایذائیں اُٹھائی ہیں ہمنے اگر ایذا اُٹھائی تو کیا غضب ہو گیا اس عرصہ میں
کچھ لوگ جمع ہو گئے اور شدہ شدہ جمشید کو خبر ہوئی وہ حرامزادہ بولا جاؤ اُنسے کہو کہ تم اسی صورت
سے ہمارے پاس چلے آؤ ہم اس قوم پر غضب نازل کرینگے کہ جسنے مرسلان خداوند سے ایسی بے ادبی
و گستاخی کی۔ راوی کہتا ہے کہ جمشید پلید بدبخت کسی سے صاف نہ تھا ان قرمساقون کا رسوا کرنا
اور اُنکی وضع پر ہنسنا منظور تھا اسلیے کہ اس ولد الحرام و مادر بخطا کو کسی سے اطمینان نہ تھا خصوصاً انجد
و اشبوط کا کینہ دل شقاوت منزل میں بھرا تھا۔

داخل دربار ہونا اشبوط دیلم اور انجد بن نجدون پہلوان کا بحال خراب و صورت زبون بصفائی چار ابرو
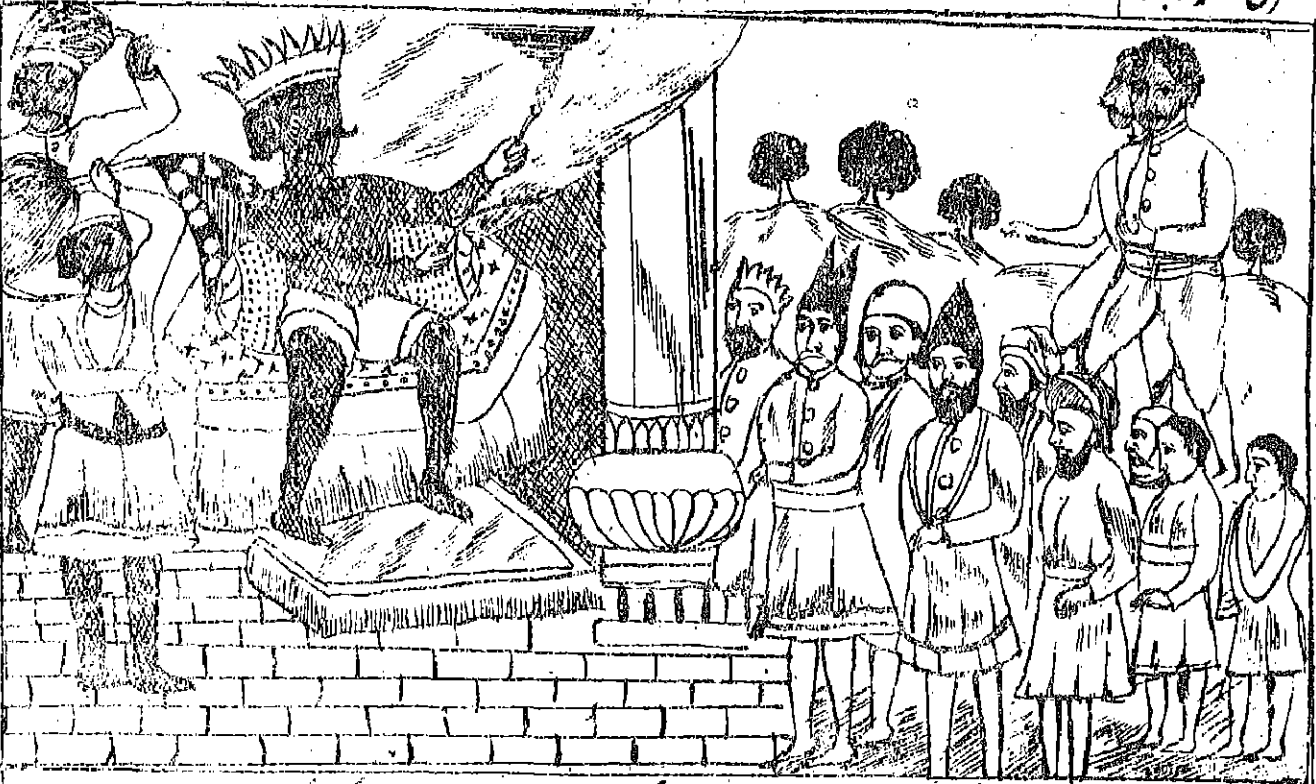
القصہ انھین اسی صورت سراپا فضیحت سے بارگاہ میں طلب کیا حاضرین دربار انھین دیکھکے ...
کہ ای اشبوط تو آزردہ نہو جیسے خداوند کو تجھسا پیغمبر ضرور چاہیے ہے ان اذیتون کا متحمل ہوا اور خاطر جمع رکھ تیرا انتقام
سلطان شاہ وغیرہ سے بہت جلد لیا جائیگا اسے انجمہ تیرا رتبہ تو اشبوط سے بہت بڑھا ہوا ہے کہ وہ پیغمبر رو برو ہے
اور جہان پہلوان تیرا خطاب مثل سابق مقرر ہے تو کل میدان کارزار میں ضرور بدلا لینا انجمہ بولا اے خداوند وہ تو اہل اسلام
کے لشکر کی پناہ میں گئے ہیں جمشید شاہزادہ بولا کہا ہوا آخر انہیں لشکر کو بھی تو شکست دینا ہے پھر ہر ایک کو ایک ایک
خلعت گران بہا اور ملبوس خاص تقسیم کیا اور نہایت مہربانی سے پیش آیا جب رات ہوئی خمارزجادو بھی حسب معمول
آیا جمشید نے اُن سلاطین کا قصہ بیان کیا اور کہا کہ میرے پیغمبر کو ان سلاطین نے ایسی ذلت دی کہ جسکو بیان نہیں
کرسکتا اور خود جاکر اہل اسلام کے لشکر میں داخل ہوگئے اب میں کب تک معزالدین کا انتظار کرون کل میں پیام
جنگ بھیجونگا اور سامان رزم درست کر کے جنگ شروع کرتا ہون خمارزجادو نے بھی اجازت مرحمت سے دی ہے

اب راوی جمشید خود پرست و بت پرست کو لشکر اسلام سے مقابلہ کرنے کے بندوبست میں مبتلا اور غلطان و
پیچان لکھتا ہے اور بعد اسکے کفر و اسلام کے باہم نامہ و پیام کا حال معرض بیان میں لاتا ہے

راویان اخبار عجیبہ و ناقلان آثار غریبہ اسطرح توسن رنگین قلم کو جولان دیتے ہین کہ جب سلطان شاہ و آذر شاہ و

ملک النوبہ دراشبوط دیلمی و اسحٰق جہان پہلوان کو ایسی ذلت سے بھیج چکے اور ابتک حمایت دیناہ لشکر مین آئے جمشید ملعون
فرط غضب سے برافروختہ ہوا اور خنازیر ملعونان سے اجازت حرب بھی حاصل کری دوسرے روز لشکر اسلام مین امیر مجاہد الدین
کے پیام بھیجا کہ فی الحقیقت جو طبیعت کے فضل و کرم سے سرفرازی تجھے حاصل ہوئی مخفی و محتجب نہوگی مین اتبک
تمھارے بادشاہ معز الدین بن اسمعیل کا انتظار کرتا رہا کہ وہ طلسم سے باہر آئے تو مین مقدمہ جنگ یکسو کرون اور مثل سلاطین
کے میری خداوندی کو قبول کرے مین اپنے بندون کو کس لیے زحمت جنگ دون اور نہین تو بمصلحت وقت ہو تو سیر عمل
کرون وہ تو ابتک نہ آیا اب ملک النوبہ اور آذرشاہ و سلطان شاہ نے میرے پیغمبرون کو بے حرمت کیا اور تمھارے
لشکر سے ملحق ہوے اس صورت مین اگر تم انھین بستہ و گرفتہ خداوند خاص کی خدمت مین بھیجدو تو مین اُسی اپنے
عہد و قرارداد پر قائم رہون اور آنے تک تمھارے بادشاہ کے صبر کرون اور اگر تمنے اُنکے بھیجنے مین تامل کیا تو تمھارا
خون تمھاری گردنون پہ ہوگا آگاہ ہو اور خوب تصور کرلو کہ یہان اب کارخانہ خالی ہے مثل سابق کے تصور نکرنا دربار
شاہی کا تھا اب شمشیر قدرت سے تم سب کو روانہ دار العدم کرونگا موکلان دوزخ تمکو لیجا کر آتش جہنم مین داخل کرینگے
اور قیامت تک جاوےگے بہشت مین ہرگز تمھین نبھیجونگا آئندہ تم جانو اور تمھارا کام جسوقت نامہ جمشید ملعون کا خدمت
مین امیر کبیر مجاہد الدین صاحب توقیر کے پہونچا اور امیر محمد وغیرہ دلاور و بہادر نے بھی اُس نامہ کے مضمون کو ملاحظہ
فرمایا خوب ہنسے اور غائبانہ اُس ملعون کے خیال پر تمسخر ہوا یعقوب حرانی نے کہا اے میرے تو تغیر اس احمق کے نامے کا
جواب دینا اس خادم کا کام ہے اگر حکم ہو تو غلام جائے اور جواب نامہ زبانی ایسا دے کہ وہ بھی خوب یاد کرے اور حسب
مناسب وقت اُنکی خدمت بھی کی جائے گی امیر نے فرمایا اے برادر والا قدر لشکر مین اُس حرامزادہ کے اشرار و کفار بہت
جمع ہین مجھے یہ خیال ہے کہ شاید کوئی حرام زادہ کسی طرح کی برائی تمھارے ساتھ کرے اور نوبت بفساد پہونچے اور خدانخواستہ
تمھین کوئی ضرر پہونچے اُسوقت ہم اُسکا کیا انسداد کرسکتے ہین یعقوب حرانی نے کہا اے امیر بندے کو سپرد خدا کیجیے فرمایئے
اور آپ کچھ اندیشہ نفرمایئے فضل رب قدیر شامل حال ہے ملاحظہ فرمایئے گا کہ کیا کار ہاے نمایان کرتا ہون حضور جسطرح
ہو ضرور فدوی کو اجازت عنایت فرمائین میرا دل یہی چاہتا ہے کہ دو کلمے اُس ملعون سے جسطرح کہ میرے دل مین ہین
بالمشافہ روبرو حضور کے کہون قصہ کوتاہ بمشکل تمام امیر مجاہد الدین نامدار نے یعقوب حرانی کو اجازت مرحمت فرمائی
یعقوب حرانی بمجرد پانے اجازت کے اپنا سامان سرہنگی لے کے لشکر جمشیدی مین داخل ہوا ایلچی جمشید جو کہ نامہ لے کر
تھا وہ یعقوب سے آگے روانہ ہوا جمشید بدبخت کو خبر آمد یعقوب پہونچا دی حسب اتفاق جمشید گنبدی اُسوقت
برج جہان نما مین بیٹھا تھا آمد یعقوب حرانی نامدار کی سُنکے اسقدر برہم ہوا کہ بنیاد بذات ایزد ایلچی نے دست بستہ
جمشید سے عرض کیا کہ امیر لشکر اسلام نے حضور کے نامہ کا جواب کچھ نہ لکھا اور یعقوب حرانی کی زبانی پیغام بھیجا ہے کہ
جمشید پلید نے یعقوب حرانی سے کہلا بھیجا کہ جیسا امراے اسلام اپنے دل مین کیا سمجھے ہوے ہین کہ میرے نامہ کا

جواب نہ لکھا زبانی پیام بھیجدیا یعقوب حرانی نے جو یہ اُس بوم شوم کا کلام سُنا کہلا بھیجا ع برین عقل و دانش بباید گریست
باوجودیکہ دعوائے خداوندی کرتا ہی گر تو نہیں سمجھتا کہ امیر مجاہد الدین وغیرہ امرائے عالی وقار اسلام نے تیری عزت بہ نسبت
قبل کے زیادہ کی کہ مجھ ایسے اپنے خادم خاص کو بھیجا ورنہ ایک پرچہ کاغذ پر دو حرف لکھکر روانہ کر دیتا مگر افسوس تو ان مراتب
اعلی کی قدر نہیں جانتا پھر اتنا بڑا دعوائے الوہیت جو تو کرتا ہی اُسکو کوئی کیونکر قبول کرے جمشید ملعون کو یہ جواب
دندان شکن سنکے نہایت شرمندگی حاصل ہوئی اور کہلا بھیجا کہ امیر مجاہد الدین نامدار نے جو میرے پیغام کا جواب دیا ہی وہ میرے
اس ملازم کی زبانی کہلا بھیج وہ مجھ سے کہدیگا یعقوب حرانی نے کہا جمشید نے جبتک کہ دعوائے خداوندی نکیا تھا جبھی
اچھا تھا کہ کسی سے ڈرتا تو نہ تھا بے خوف و خطر رہتا تھا اب اس دعوائے بلند پر اسقدر خوف بڑھ گیا کہ مجھے اپنے سامنے
بلاتے ڈرتا ہی اور اپنے دیدار بخش سے بھی محروم رکھتا ہی میں بھی تو دیکھوں کہ اب تجھمین کونسی خصوصیت پیدا ہو گئی کہ جسکے سبب سے
اتنا بڑا دعوا کیا ہی جب جمشید نے یعقوب حرانی کے ایسے کلام سُنے لاچار ہوا اور کہا خیر بلا لو جسوقت یعقوب حرانی نے
جمشید پلید کے پاس جانیکا قصد کیا نہایت رجوع قلب سے درگاہ مستجیب الدعوات میں بتضرع وزاری دعا کی اور پیغمبر
خدا اور اہلبیت طاہرین علیہم التحیۃ والثنا سے شفاعت چاہی ادھر جمشید پلید نے اپنے دل میں یہ تجویز کی کہ جسوقت
یعقوب آئیگا جواب و سوال کے وقت داغ شقاوت اثر اپنی پیشانی ظلمانی کا دکھا دونگا پس اُسکو اپنا مفتون و شیفتہ
بناؤنگا بعدہ اُسکو قتل کرونگا اسوجہ سے کہ وہ حرام زادہ یعقوب حرانی سے عداوت دلی اور کینہ دیرینہ رکھتا تھا قصہ کوتاہ
یعقوب حرانی داخل برج جہان نما ہوا جمشید مردود ازلی مسند پر بغرور و نخوت بیٹھا تھا ضاریفکوس منحوس اُسوقت موجود
نہ تھا اشبوط دیلم و انجاد پہلوان جہان یہ دونوں ملی رسا منہ بیٹھے تھے یعقوب حرانی سامنے گیا اور کہا ہمارا اسلام
اس محفل میں اُس شخص پر کہ جو خدائے لاشریک لہ کو معبود برحق جانتا ہی جمشید پلید بولا ای یعقوب تجھے سمجھ کر منصب
خداوندی پر میں فائز ہوں یعقوب نے کہا ابتک میں تجھے اُسی نظر سے دیکھتا ہوں کونسی ایسی بات ہی کہ جسکی وجہ
اس دعوی کا مستحق ہوا کہ جمشید بولا دیکھو اشبوط و انجاد وغیرہ سلاطین روزگار نے ہمیشہ مجھ سے خصومت و دشمنی رکھی آخر
مجھے سجدہ کیا کوئی بات تو مجھ میں دیکھی کہ تاپسر وغیرہ چھوڑ کر میری طاعت میں سرگرم ہوئے یعقوب حرانی بولا
میرے گمان میں اثر سحر ضاریفکوس کی وجہ سے کہ یہ سب سحار کے مسحور بیٹھے ہیں جمشید نے قسم
کھائی کہ جو تو سمجھتا ہے وہ نہیں ہے میں ابھی اپنی خداوندی تجھپر ثابت کیے دیتا ہوں اور ایسی علامت دکھاتا ہوں
کہ جس سے تو بے اختیار سجدہ کریگا یعقوب سن چکا تھا کہ جو کوئی اُسکی پیشانی ظلمانی دیکھتا ہے بے اختیار سجدہ
کرتا ہے سحر سے کوئی نشانی اس لعین نے پیشانی پر ظاہر کی ہے اس سبب سے یعقوب حرانی نیچی آنکھیں کیے
باتیں کر رہا تھا لیکن کنکھیوں سے دیکھتا جاتا تھا جمشید بولا پہلے یہ کہو کہ امیر مجاہد الدین نے میرے
نامہ کا کیا جواب دیا ہی یعقوب حرانی نے کہا امیر با توقیر نے فرمایا ہی کہ یہ ملعون سلاطین سلطان شاہ وغیرہ ہماری پناہ میں

آئے ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ انھیں تجھکو ہوا کر دین زیادہ بزین نیست کہ لڑائی ہو ہم مقابلۂ جنگ و جدل مین ترک فلک سے بھی نہیں ڈرتے آدمی کیا چیز ہی اور تو ہمیشہ ہمارے ہاتھ سے ذلیل ہوا کیا ہی اب کیا ہو گیا آخر وہی تو ہی اور وہی ہم ہیں —
جمشید نے اس پیام سے سر جھکا لیا اور غور کرنے لگا کہ اس جواب لاجواب کا کیا جواب دینا چاہیے یعقوب حرانی بولا اے جمشید یہ تو امراے اسلام کا پیام تھا جو مین نے گذارش کیا لیکن دو کلمے مین اپنی طرف سے کہا چاہتا ہون اگر حکم ہو عرض کرون جمشید نے کہا کہو اگر کوئی مانع ہو تو شوق سے کہہ یعقوب نے کہا تیری بہن طرۂ مشکین خال نے دعا کہی ہی اور کہا ہی کہ اے دعویٰ باطل خدائی کا کرتا ہی اور اپنے زعم ناقص و اعتقاد باطل مین مرتبہ بلند پر پہونچا ہی میرا حق بھی پہچان کہ مین تیری بہن ہون اور تیرے سالے شوہر کا حق جان اس کلام سے یعقوب حرانی کو خفیف و ذلیل کرنا جمشید کا منظور تھا چنانچہ حد سے زیادہ جمشید ذلیل و خفیف ہوا اور دماغ شہادت کا دکھانا بھی بھول گیا غصے سے کانپنے لگا تمام عالم نظر مین تیرہ و تار ہو گیا مگر یعقوب حرانی نے بات کرنا موقوف نکیا کہا کہ تیری بہن طرۂ مشکین خال مجھ سے حفت ہونے کے سبب حاملہ بھی ہی اگر دعوے خدائی کرتا ہی تو کہہ اسکے شکم مین لڑکا ہی یا لڑکی - راوی کہتا ہی کہ یعقوب حرانی نے ذلت دینے کو فقط یہ جملہ بنا کے بیان کیا تھا ورنہ پہلے کہ یعقوب حرانی نے کبھی تو اپنی عروسی صاحب قران اکبر کی عروسی پر موقوف رکھی تھی جس طرح امیر حمزہ نے عہد کیا تھا غرض جمشید دفعتاً چلا اٹھا اور کہا اس یہودی بچے کو خبردار زندہ نجانے دینا مگر یعقوب حرانی یہ سنتے کے ساتھ ہی ایک جست کر کے جمشید کے برابر آیا اور سات کنگرون کا تاج جو کہ نیا تیار کیا گیا تھا اسکے سر سے لیا اور بغل مین دبا کے خنجر کو میان سے لیا اسی جلد دیلمی نے دامن یعقوب حرانی پکڑا تھا کہ یعقوب حرانی نے ایک دھپ اس زور سے کہدی کے سر پر دی کہ دس قدم کے فاصلہ پر تاج سر بالک اسکا جا کر گرا انجد پہلوان جہان دونون ہاتھ پھیلا کر دوڑا چاہتا تھا کہ یعقوب حرانی نے اسکی ہتھیلی پر نوک خنجر اس زور سے ماری کہ پشت دست سے پار نکل گئی اور شیشوط دیلمی کا بھی تاج اٹھا لیا پھر ایک جست کر کے بارگاہ سے باہر نکلا ادھر دربار مین ہنگامہ برپا تھا ہزارون حرامزادے ہر جہار طرف سے دوڑے جمشید پلیدہ بھی گھبرا کر تخت پر کھڑا ہو گیا اور کہہ رہا تھا کہ اگر یعقوب نکل گیا تو ایک ایک کو جہنم مین پہونچاؤنگا اور جو شخص پکڑ لائیگا اسکو مال دنیا سے بے نیاز کر دونگا اور آخرت مین بہشت بھی دونگا مگر یعقوب بفضل حافظ حقیقی اور تائید ربانی خنجر سے مارتا ہوا زینے سے اترنے لگا لیکن ایسا ہوا کہ نیچے والے ادھر آ گئے تھے راہ دونون طرف سے آمد و رفت کی مسدود ہو گئی یعقوب سراسیمہ ہوا کہ اب بجز گرفتار ہو جانے و یا قتل ہونے کے کچھ نہوگا جب تک کہ دست و پا مین قوت رہی ان کافرون کو مارتا رہا اور جست و خیز کر کے اپنی محافظت کرتا تھا آخر خدا پر تکیہ کیا اور مینار کے روشندان سے کود پڑا چنانچہ مینار بہت بلند تھا یعقوب سمجھا کہ اب زمین پر گرونگا تو استخوان سرمہ ہو جائینگے اتفاق سے زیر بیچ فراش خانہ کا شامیانہ استادہ تھا اور اسکے نیچے بیچون بیچ مین دربان اور چاندنیان بنا ہی ہوئی رکھی تھین یعقوب اس شامیانہ پر گرا اور صدمہ سے محفوظ رہا دوسری جست نے لوگون کے سرون پر پاؤن رکھ کے نیچے اتر آ دو

زخمی کیا دو چار کو جان سے مارا اور تیغہ سلیمانی کھینچے ہوئے مثل برق کے غول مین اُن نامردون کے در آیا ادھر نہنگ مصری بھی دو
قارورے لیے ہوئے بہ تبدیل ہیئت موجود تھا جیسے ہی نہنگ مصری نے دیکھا کہ یعقوب حرانی آ تا ہی فوراً موقع پاکر دونون قارورون
مین آگ ویاری پس آگ کا دینا تھا کہ قیامت برپا ہوگئی تاریکی نے اُس سارے میدان کو گھیر لیا اُسی ظلمت و تاریکی مین دونون
عیار طرار پچاس ساٹھ ملحدون کو داخل جہنم کر کے سب صحیح و سالم خوشی و خرم نکلے چلے آئے اور لشکر ظفر پیکر مین پہونچکر امیر
کی خدمت عالی مین حاضر ہوئے اور ساری سرگذشت اپنی بیان کی امیر نے از حد تعریف کی اور شکریہ احسان درگاہ حافظ حقیقی
مین ادا کیا امیر نے یعقوب حرانی و نہنگ مصری پر نہایت نوازش فرمائی اور کہا عجیب کام کیا ہے اسکے خلعت و انعام سے
مالا مال کر دیا - اب دو کلمہ اُن کافران غدار کے گذارش کیے جاتے ہین کہ جب دود ظلمت وہان کا برطرف ہوا جمشید
پلید نے اس حال جان گزا کو شنا فرط غضب سے دھوان دماغ سے نکل گیا اور کہا عجیب بندگان شوخ و شنگ مین نے پیدا
کیے ہین اب خود سمجھتا ہون کہ کیا کیا نہایت مشکل درپیش ہوئی ان خدا پرستون کے ہاتھ سے میری خدائی دیکھیے باقی رہتی ہے
یا نہین اشبوط دیلم جگر سوختہ ذلت زدہ بیٹھا تھا بے اختیار بول اُٹھا اے خداوند مجھے ابھی وحی آئی ہے کہ یہ لوگ نہایت
متمرد ہین یہ کب کسی سے دبتے ہین انکا مغلوب ہونا سہل نہین ہے جمشید مردود بولا اے قرمساق آخر وحی بھیجنے والا مین ہی تو
ہون مین نے ہرگز وحی نہین بھیجی دوسرا کون ہے جسنے ایسی واہی تباہی وحی تجھے بھیج دی اشبوط دیلم شرمندہ ہوکے خاموش
ہو رہا جمشید پلید نے حکم دیا کہ ہان طبل جنگ بجادو آج مین خود انھین میدان رزم مین دیکھ لونگا رات کو خناز جادو حسب معمول
آیا اور جمشید ملعون نے اُس مردود کے سامنے یعقوب حرانی کا ذلت دینا اور صاف نکل جانا سب حال بیان کیا اور کہا کہ یہ
اُنھی کا کام تھا اور کسی سے کچھ نہو سکا وہ بڑی ذلت و خفت مجھے دے کے نکل گیا اور طرفہ کام یہ کر گیا کہ میرا تاج سر پر سے اچھال
لے گیا اور کسی کے روکے نہ رُکا مجھے اُس تاج یاقوت نگار کا بڑا افسوس ہوا کہ اُس تاج کے بنوانے مین زر کثیر خرچ ہوا تھا اور عرصہ دراز
مین یہ تاج نہایت شوق سے زر کثیر صرف کر کے بنوایا تھا اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ مین نے تاج کو آج کے سوا کبھی پہنا بھی نہ تھا خناز
جادو بولا خیر کیا مضائقہ ہے اُسکا حق بھی تجھپر ہے کیونکہ تیری بہن اُسکے گھر مین ہے پھر وہ اپنا حصہ ضرور ہی لینا چاہیگا مین جو ایسے جزئیات
کی طرف متوجہ ہون کہ اُس سے تاج چھین کے تجھے دیدون تو فی الواقع حکیم قنطاس الحکمت بھی ایک مرد مشخص ہین اور عالم
مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے اُنکو خواہ مخواہ ناگوار گذرے گا پھر وہ میری ساری قلعی کھول دینگے اور جب میرا راز کھل گیا اور
مسلمانون پر حقیقت ظاہر ہوگئی تو بے شبہ میرے دفع کرنے کی فکر مین مصروف ہونگے معتمد الدین اور حکما دیگر کو خبر پہونچیگی
وہ بھی باتفاق سب کے تو یک حال ہو کے اسی امر کی طرف متوجہ ہونگے وہ بھی ایسے ویسے نہین ہر ایک علامہ دہر و فلاطون ثانی
ہے میرا وجود کیا اُنکے آگے چاہیے کہ مین اُنسے مقابلہ کر سکون کیا مجال ہے بے شک مین اُنکے ہاتھ سے ذلیل ہونگا اور مارا بھی
جاؤنگا تو عجب نہین اس صورت مین میرا پوشیدہ ہی رہنا مصلحت ہے جہان تک میرے حال سے کوئی آگاہ نہو بہتر ہے جو لوگ
گمان سحر کرتے ہین ضرار منحوس پر کرتے ہین مجھے نہین جانتے مجھسے غافل ہین اسی غفلت مین تیرا کام درست ہو جائیگا

ورنہ پھر بڑی مشکل درپیش ہو جائیگی یہ کارخانہ ایک لمحہ مین فوراً نیست و نابود ہو جائیگا پھر میرے بنائے کچھ نہ بنے گا بلکہ مجھے اپنی ہی جان کی پڑ جائیگی کام کیسا بس جس طرح ہے اسی طرح سے رہنے دے اسکو غنیمت نہین جانتا سا عالم تو تیرا مطیع و فرمانبردار ہے اگر ایک فرقہ نہین مانتا نہ مانے اس مین کیا نقصان ہے جمشید یہ سمجھا کہ واقعی سچ کہتا ہے بس دم بخود ہوا ایک لمحہ کے بعد خناز جادو کو جمشید نے سجدہ کیا اور کہا کہ اے مرشد اتنا تو کرو کہ خواہر جمشید مسماۃ طرہ مشکین خال اور محبوبہ جمشید سرو سہی کو خانہ یعقوب و امیر حمزہ سے مجھے بلا دو کہ مین ایک کو قتل کرون اور دوسری کو پہلو مین بٹھاؤن پھر دونون کا قصہ ابتدا سے انتہا تک خناز جادو کے سامنے بیان کیا اور اشتیاق سرو سہی حد سے زیادہ بیان کیا اور منت و زاری انتہا سے زیادہ کی خناز جادو بولا اچھا کیا مضائقہ ہے پہلے کسی عیار طرار کو لشکر اسلام مین بھیج اور ان دونون نازنینون کے رہنے کا مقام تحقیق کر کے مجھ سے بیان کر پھر مین دونون کو بلا دونگا جمشید ملعون یہ سنکے شادی مرگ ہو گیا اور اسی وقت ارژنگ برادر نہنگ مصری کو کہ یہ عیار ہاشمی دست راست تھا خاص اسی کام پر مامور و مقرر کیا ارژنگ تبادل ہیئت کر کے لشکر اسلام مین گیا اور خوب ملکہ سرو سہی اور طرہ مشکین خال کا حال تحقیق کر کے واپس آیا جمشید سراپا کید کو آ کے خبر دی کہ جب صاحبقران نے دوسری بار فتح بقیۂ طلسم بیضا کا قصد کیا یہ دونون قصر اخضر مین ملکہ شمشہ تاجدار کے پاس گئین اور اب وہین ہین یہ سنکر جمشید نے خناز جادو سے کہا وہ بدبخت ہنسا اور کہا کہ جب تیرا بخت یاوری نکرے تو اسمین کیا کرون جادوگر کی کیا مجال کہ جو قصر اخضر مین جا سکین اسلئے کہ حکماے عالی منزلت نے بڑی محنت اسکے ترتیب مین کی ہے اور علوم غریبہ و فنون عجیبہ کو صرف کیا ہے عالم مین کسی کی محنت ضائع نہین ہوتی اگرچہ مین بھی محنت مین بند نہین ہون محنت کرنے کو موجود ہون لیکن اس کام مین مدت چاہیے ابھی صبر کر معز الدین کا جھگڑا تمام ہو لے اسوقت خود بخود تیری مراد دلی حاصل ہو جائیگی جمشید یہ سنکے خوب رویا اور کہا حیف اس دعوی خداوندی پر بھی احتیاج باقی ہے بر سبیل تذکرہ ایک حکایت یاد آ گئی - واضح ہو کہ ایک زمانے مین محمد حسین نامی ایرانی نے دار الخلافہ شاہجہان آباد مین آ کے ایک مذہب تازہ اختراع کیا بہت مرید کیے ہزارہا دعوی باطل کرتا تھا اور کہتا تھا میرے کان مین غیب سے آواز آتی ہے اور الہام ہوتا ہے چنانچہ اپنا خطاب ہو الله مقرر کیا ہر مرید کو اسی قبیل سے خطاب دیا اور شعر بھی کہتا تھا ایک مطلع یاد تھا حسب مناسب لکھا گیا - شعر

خدا شدیم پیمبر شدیم و بود نہ بود	علاج مرگ نکردیم و احتیاج چہ سود

مرید اسے خفقان نمود کہتے تھے اور حسب ہدایت اسکے نماز شش رکعتی جسمین سجدہ نہ اور دو ادا کرتے تھے نام اسکا نماز کا دیا ر رکھا تھا اور اقوال و افعال اس سراپا ضلال کے اسی قبیل سے بکثرت ہین بخیال طوالت سب انکو بالائے طاق رکھ کے اسیقدر پر اکتفا کیا - القصہ جمشید نے جب یہ کلام سنے طبل جنگ بجوایا صداے طبل لشکر کفار اہل اسلام کے کان مین پہونچی امیر کبیر یعنی امیر مجاہد الدین ناموس نے فرمایا ہان غازیان دین ہمارے یہان بھی کوس حربی پر

چوب پڑنے چناچہ شعر

زنقارہ آواز آمد بروں		از دروں سست دوں سست گردون دوں

جمشید پلید اسپ قدرت پر سوار ہوکر میدان کین مین آیا۔ اشبوط دیلمی بکران خارجی القیموس زنگی اقیموس فرنگی نصروں بیستی ابو حاکم فردوسی سحبانی سقلی وغیرہ سرداران لشکر نکبت اثر وغیرہ جمشید خود پرست کے ساتھ تھے اور ادھر سے امیر حیا بدالدین دا امیر غضنفر ناہار اور امیر مردلاور دا امیر ناصر الدین پہلوان وطیفور نیزہ باز و سمعاج اژدر در وستیاری مسعود و ستہاری سالم اور انواح بن التوم و ابطال زنگی بہادران روزگار دلیران تہور شعار معرکہ کارزار مین آئے او صفین آراستہ ہوئین بعد استوی صفوف اول اشتون بن اشغان دمشقی نے جمشید سے رخصت لی اور میدان رزم مین آیا ہرچند یہ ملعون بحسب ظاہر نہایت زور آور قوی ہیکل تھا لیکن وہ گیدی صاحب بکہ ہجر نہ تھا کیونکہ یکہ سحر جنکا نام سے مسحور ہوا تھا انھین کے پاس رہنے سے موثر ہوتا تھا مگر جمشید پلید کے گمان مین یہ تھا کہ یکہ سحر جسکو دیا جائیگا اثر دکھائیگا چنانچہ ایک اشتون کو بھی دیا وہ گیدی تکبر و غرور سے پر اور عقل سے خالی رزمگاہ مین پہونچا اور لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہو کے ایک نعرہ مارا کہ ای لشکر اہل اسلام و دوستداران آل محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نفس پر کیون ظلم و ستم کرتے ہو اور اپنے دشمن ہو رہے ہو جمشید کی قدر نہین جانتے اور اسکی معرفت کی راہ نہین پہچانتے حالانکہ اشبوط دیلمی کہ دو لاکھ سوار جرار کا بادشاہ ہو اور القیموس زنگی ڈیڑھ لاکھ سوار کا فرمان روا ہے اور بکران شاہ خارجی ایک لاکھ سوار کا مالک ہو ایسے ایسے سردار ہزار ہا اسکے دائرہ اطاعت مین آگئے ہین اور سر عجز سجدے مین جھکائے ہین یہ سب بغیر قدرت خداوندی دیکھے مطیع ہوئے ہین دلاوران اہل اسلام نے جو یہ اسکے سخنان لغو واطائل سنے خوب ہنسے اور آپس مین ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ دیکھیے ان فرساقون نے جمشید پلید کو خدا وند مقرر کرکے اطاعت اختیار کی ہو استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ایسے مقدمات مین کیا کیا جائے۔ القصہ لشکر ظفر پیکر سے شہدی سالم برادر شہدی اسلم نوجوان جو کہ خطاب بہادری سے سرفراز ہوا تھا مقابلہ کو اسکے آیا۔ اشتون بہادر نے نصیحت کی گالیان کھائین نیزہ مارا شہدی سالم نے پانچوین تان مین وہ نیزہ ہوائی کر دیا اور وہی نیزہ اٹھا کے سینہ کا فر پر اس زور سے بچا بکدستی تمام مارا کہ نوک نیزہ پشت کو توڑکے باہر نکل آئی۔ پھر نیزہ کو تکان دی اور صدر زین سے اٹھا لیا اور بقوت تمام زمین پر دے مارا اور اوپر سے گھوڑا دوڑا کے خاک و خون مین ملا دیا اور کہا مین جانتا تھا کہ تو مسلمان ہوگا اسلیے تجھے قتل کیا۔ اشتون دمشقی چھوٹا پہلوان نہ تھا دمشقیون مین اپنا ثانی نہ رکھتا تھا بڑا نامی اور بہادر تھا جمشید ملعون کو اسکے قتل ہونے سے نہایت ملال ہوا اور کہا یہ طرفہ تماشہ یہ بہ مقدمہ ہوگئی ہین کہ جنکی اصلا کچھ خبر نہین از رنگ بولا اے بادشاہ پہلے کیا کمی تھی کہ جو دعواے خدائی

میدان کارزار میں جنگ و جدال کا پہلوانان رستم توان سے ہونا۔

اسپر بڑھایا گیا۔ بولا میں نائب طبیعت مجرا ہوں اُسنے مجھ سے فرمایا کہ اسید وغیرہ اُسے خدائی کہیں مجھے دہی کیا آخر قلوبستا
میں زرتنگ نے چونکہ راز سے آگاہ تھا کہا جب عاقبت کھو دے پھر آدمی جسقدر چاہے زندگی عیش میں بسر کرے
دوسرے روز پھر طبل جنگ بجا دونوں لشکر صف آرا ہوئے قحطان مصری شیطان مصری شیطان شامی طیفور نیزہ باز
کے ہاتھ سے جہنم میں پہونچے ارجاس مردارخوار آخر روز آیا طیفور کو زخمی کیا دوسرے دن ملخوم مصری کو الواج بن الیوم
نے زخمی کیا انجام بدبخت کا دست نجس وشوم جو کہ ضرب شمشیر آبدار یعقوب سے مجروح ہوا تھا ابھی اچھا ہوا تھا کہ
میدان جنگ میں آیا اور الواج کو زخمی کیا اور شیطان شامی سایم شہید ہوا طبل بازگشت بجا جمشید نے انجام کو اپنے پاس
بلایا اور بڑی نوازش و توقیر کی اور کہا اسے انجام میں نے تجھے پیغمبری رد برد مرحمت فرمائی ہے لیکن اب تو اس رتبہ
سے بھی زیادہ مرتبہ کا امیدوار ہو زرتنگ ہنسا اور کہا پیغمبری سے بڑھ کے آگے پھر خدائی کا مرتبہ ہے وہ ظلم کرنے لگو
پھر میں کس مرتبہ کا امیدوار رہوں جمشید بولا محمدی بہت سے رتبے بیان کرتے ہیں مثل ابدال و اقطاب وغیرہ کے
انمیں سے ایک انجام کو دونگا اور ایک تجھکو مہتر زرتنگ بولا خداوند نے اکثر مراتب مقرر کیے ہیں اور اپنے بندوں کو مرحمت فرماتے ہیں

چنانچہ بالفعل عہدۂ لیس لشیت خداوند خالی ہے جمشید پلید اپنی بے وقوفی سے نہایت برہم ہوا بولا اے عیار تجھے کیا ہم
خداوند ہین جو مراتب چاہین زرتگ کیا جسپر مہربان ہون اُسے عطا کرین زرتگ چپ ہو رہا - راوی کہتا ہے کہ زرتگ
نے داغ شقاوت پیشانی پر بارہا دیکھا تھا لیکن چونکہ وہ اُسکی اصل سے واقف تھا لہذا اُسکو اعتقاد مثل اوروں کے
نہین تھا اسی طرح جو شخص راز سحر سے آگاہ تھے وہ داغ شقاوت کے دیکھنے سے مسحور نہین ہوتے تھے قصہ کوتاہ
دوسرے روز پھر جمشید پلید نے طبل جنگ بجانے کا حکم دیا یکایک صداے طبل جنگی بلند ہوئی لشکر خدا مین بھی
کوس حربی بجا تمام رات سامان جنگ کی درستی مین گذری صبح کو صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئین مختال
مصری نے سمند شقاوت کو میدان رزم مین جولان کیا اور بعد رجز خوانی طالب حریف ہوا - امیر عزیز الدین ولایتی
امیر مجاہد الدین نامدار سے اجازت حرب لیکے میدان مین آیا اور بعد حملات اُس بے ایمان کو شمشیر جان ستان سے
دو حصہ کیا اسیطرح حرامزادہ گیا اور امیر باتوقیر مذکور کو زخمی و مجروح کیا - امیر شجاع الدین بن عرب شجاع گیا اور اُس کافر
کے سرخس کو زخمی کیا بعد اسکے انجد بن مخدون مرتد نے مرکب کی باگ لی اور مقابل ہوا آخر اسی حرب و ضرب مین امیر
سرمین شمشیر آبدار خود کو کاٹ کے جا بر انگشت اُتر گئی فوراً ہر ایک رگ سے فوارے خون کے جاری ہوے جمشید
پلید نے انجد جہان پہلوان کے سر پر زر کثیر نثار کیا اور کہا اپنی خداوندی کی قسم ہے کہ مین نے کوئی بندہ تجھ سے بہتر نہین
پیدا کیا مین نے تجھے اپنا نائب کرونگا لیکن خطاب خداوندی دینے مین البتہ تردد ہے ابو حاکم چونکہ مذہب عیسائی رکھتا تھا
بولا کچھ مضائقہ نہین اگر تینون خداوند رہینگے تم اور انجد اور طبیعت مجردہ تینون خدائی قبول کرو ہم سب کی بندگی بجا لائینگے
بشرطیکہ معز الدین تمھارے ہاتھ سے مارا جائے - راوی کہتا ہے کہ ابو حاکم ملعون کو ہر وقت یہی فکر تھی کہ کسی طرح دشمنان
معز الدین قتل کیے جائین الغرض خناز جادو لعین نے ایک مرہم بنا کے جمشید کے پاس بھیجدیا کہ جسکو اُسنے اپنے ہاتھ
سے بنایا دست انجد مین لگایا ایک رات مین زخم رو بصحت ہوا پھر صفین جمین اور خونخوار دمشقی نکلا امیر اعظم نے
علاوہ پانچ ملعونون کے اُسے روانہ دار العدم کیا مگر مکر و فریب مین آکے انجد ملحد کے ہاتھ سے زخم کھایا راوی کہتا ہے
کہ ایک شمشیر سحر خناز جادو نے جمشید کو دی تھی جمشید نے اب وہ تلوار انجد کو دے دی اور کہا اس تلوار کو مین نے
مادۂ قدرت سے بنایا ہے یہی وجہ تھی کہ اُس کافر نے سبکو زخمی کیا تھا اور آئندہ زخمی و ہلاک کرنے کی جرأت رکھتا تھا دوسرے
دن امیر غضنفر دلاور بھی زخمی ہوا کہ وہ بھی بہادران روزگار اور دلاوران تہور شعار سے تھا دوسرے روز امیر شجاع الدین
ثانی بن امیر بہاء الدین مصری میدان کارزار مین انجد کے مقابلہ کو گیا اول نیزہ بازی ہوئی ہنر و فن نیزہ بازی مین حق تعالے
نے اُس بندۂ سو جہد کو ملحد پر غالب کیا پھر شمشیر زنی کی نوبت آئی یکایک تلوار امیر کی اُس ملحد پر پڑی کہ پیچ پگڑی کے
کاٹ کے کاسۂ سر مین در آئی ایک فوارۂ خون سر سے جاری ہوا جمشید نے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا انجد نے اپنا زخم
پگڑی سے خوب مضبوط باندھا ادھر اُس ملحد جمشید نے پھر غضب آلودہ ہوکے طبل جنگ بجوایا اور سالشکور مصری نام پہلوان

میدان جنگ میں آیا لشکر اسلام سے نصرت قرین امیر ناصر الدین نامدار رزمگاہ میں آیا سلحشور بولا خوب ہوا کہ تو آیا تیری بہادری
اور دلاوری کی بڑی دھوم ہے میں بھی اُس دلاوری کو دیکھا چاہتا ہوں امیر نے فرمایا بسم اللہ زبان بہ بند و بازو بکشا قصہ کوتاہ نیزہ بازی
ہوئی امیر نے نیزہ اُس پر غرور کا ہوائی کر دیا اب شمشیر زنی کی نوبت آئی امیر خوش تدبیر نے ایک ہی ضرب بے پناہ سے اُس
شوم بخت کو جہنم واصل کر دیا بلحشور برادر سلحشور میدان میں آیا امیر نامور نے اُس کافر کو بھی جہنم واصل کیا الغرض شام تک
دس پہلوان نامی اس امیر عالی وقار کے ہاتھ سے داخل نار جہنم ہوئے دو چار آئین صاحب یکہ پر بھی تھے بفحوائے اِذَا جَاءَ
اَجَلُھُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ؕ بضرب تیغ بے دریغ یکہ سحر بھی کٹتا تھا اور مارے جاتے تھے جمشید نے
بے اختیار آہ جگر خراش کی اور بہ آواز بلند رو کے کہا مجھے قسم ہے اپنی خدائی کی اور ثابت خداوندی کی کل خود میدان جنگ
میں جاؤنگا اور کسی کو سنبھلنے دونگا کہ ان خدا پرستوں نے بہت سر اُٹھایا ہے دیکھوں یہ میرا کیا کرتے ہیں خنازجادو نے
بھی وقت روسیاہی اجازت دے دی الغرض جمشید نابکار نے اپنے نام طبل جنگ بجوایا اور دوسرے روز بوقت آرائی
کے جمشید میدان میں آیا اور رجز خوانی کی بعدہ قسم دی کہ بندگان مسلمان سے بغیر امیر ناصر الدین نہ لڑونگا اگر وہ میرا منکر ہے
تو اُسے اپنے دین کی قسم ہے مجھ سے لڑنے آئے امیر ناصر الدین امیر مجاہد الدین نامور کے پاس گیا اور رخصت چاہی لبس کلمہ
رخصت زبان پر آتا تھا کہ امیر مجاہد الدین کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوئے راوی کہتا ہے کہ امیر ناصر الدین خالو
امیرزادہ سیف الدین کا تھا غرض یہ سبب سے بخوشی مرخص ہو کے روانہ ہوا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ امیر کو اپنے شہید ہونے کا
یقین ہو گیا تھا اسی وجہ سے ہر ایک سے رخصت ہوتا تھا تا اینکہ میدان میں گیا بعد قیل وقال بسیار کے نیزہ بازی شروع ہوئی
دو ساعت برابر نیزہ بازی رہی آخر جمشید نے ہاتھ سے نیزہ پھینک دیا اور ایک ضرب گرز امیر کے سر پر لگائی اس دلاور دوراں
نے بفضل ایزدی اُس ضرب عمود کو روکا اور ایک ہی ضرب گرز جمشید پلید کے سر نجس پر لگائی وہ گرز خود سے پھسل کے گردن
پر پہونچا۔ حالانکہ روغن وغیرہ وہ شریر اپنے جسم پر ملتا تھا تاہم ضرب گرز سے بے حال ہو گیا ذرا دم نہ لیا اور پھر تلوار کھینچ کے
وار کیا امیر نے شربت شہادت نوش فرمایا عیاران لشکر اہل اسلام دوڑے اور اُس شہید کا لاشہ اپنے لشکر ظفر پیکر میں
لے گئے۔ اُس دن جمشید پلید نے پانچ آدمی اور شہید کیے دوسرے روز اگرچہ صفوف جدال وقتال پھر آراستہ ہوئیں
لیکن بوجہ درد گردن کے وہ کیدی خود نہ آیا دمشقی و البطالی وغیرہ دس نفر پہلوانان نامی وگرامی یکے بعد دیگرے آئے
لیکن امیر سیف الدین بہادر نے تا شام سب واصل جہنم کیے دوسرے دن لشکر اشبو طہ دیلمی سے بارہ نفر
پہلوان بد دین آئے اور انکو امیر بہار الملک نے جہنم واصل کیا جمشید پلید نے کہا دو چار روز لڑائی کو
موقوف رکھنا چاہیے کہ پہلوانان مجروح وخستہ صحت پائیں سب حاضرین دربار نے اس رائے کو پسند کیا اور جنگ و
جدال موقوف رہی

جمشید پلید کا شمشیر پُر جوہر سے معین الملت والدین امیر ناصر الدین بہادر دو

دلاور کو شہید کرنا۔

اب راوی حسب ایماے جمشید پلید واسطے صحت پہلوانان مجروح شدہ کے جنگ وجدل موقوف رکھتا ہی اور شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کی عشق و عاشقی کا حال معرض بیان میں لاتا ہی

مشاطگان عرائس ہنر فن و حلاوت بخشان طعام سخن اس داستان میں یوں قلم فرسائی کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ ابراہیم بن حیدر خدمت عالی منزلت صاحب قران اکبر فلک قدر سے رخصت ہوکر زنگادہ زنگاری پوش اور اسلم بن سالم کو قید مطابقہ جادو سے چھڑانے کو بحر اعظم کی طرف روانہ ہوے تین منزلیں خشکی کی طی کی ہونگی کہ ایک دریاے ناپیداکنار لا جیمیں کنارے اس دریاے قہار کے پہونچے دیکھا صدہا کشتیاں موجود ہیں ایک کشتی میں مع ہزار سوار جرار کے وہ فلک اقتدار سوار ہوا اور ایک درویش عارف باللہ نے ایک اسم جلیل اسماے الٰہی سے سنگ مقصود پر کندہ کرا دیا تھا اور شاہزادہ عالیمقدار اس نقش معظم کو اپنے بازو پر باندھے تھا اور شاہ صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ نقش جلیل واسطے حفاظت سحر کے ہی کہ تمکو سحر و ساحری سے محفوظ و اماں میں رکھیگا جس وقت تک کہ یہ نقش تمہارے بازو پر رہیگا کسی کا

جادو تمپر موثر نہوگا۔ شاہزادہ اس تعویز کے سبب سے نہایت مطمئن تھا اور اس جم جادو کو اسی نقش رد سحر کے خیال سے قبول کیا تھا۔

اب دو کلمہ حال مین مطبقہ ساحرۂ غدارہ کے بھی راوی کو واجب العرض ہین

جب اس مطبقہ ساحرہ نے سیدی سالم کو مقید کیا اور یہ بھی دشمن نابکار کو بعلم کہانت معلوم ہوا کہ سیدی سالم غلامان صاحب قران اکبر شاہزادہ معزالدین نامور سے ہی اور صاحب قران والاشان سے منجملہ تمام ساحران نبرد کے یہ بھی خوب واقف تھی وہ ساحرۂ ملعونہ ڈری کہ مبادا وہ دشمن ساحران اسطرف کا قصد فرمائے تو قیامت برپا ہو جائیگی اسلیے اکفر جادو کو کہ اس سکارہ کا استاد تھا بلایا اور چار سو نفر ساحر خلیات سے بھی طلب کیے جزیرۂ الجبل مین سکونت اختیار کی ایک قلعہ کو جاسب مع عمارات وسیع بھی اسی جزیرۂ مذکور مین بنایا اور اس کوہ کے گرد طلسم بندی کی تاکہ نظر خلائق سے بھی پوشیدہ رہے اور صاحب قران اکبر سے بھی محفوظ رہے اب اسی جزیرہ الجبل مین اکفر جادو اور مطبقہ جادو دونون منزل گزین ہین لیکن ہر ایک کا مقام و مسکن علیحدہ علیحدہ ہی لیکن یہ اکثر باہم دونون منھ کالا کرتے ہین وہ قطامہ ہمیشہ زنکارہ و اسلیے سے طالب وصال ہوتی ہی لیکن اسلیے وزنکارہ قبول و منظور نہین کرتے اور اپنے مرگ و زیست پر راضی ہین چونکہ انکا رشتۂ حیات قطع نہین ہوا تھا بدین وجہ ساحرہ کے دل مین یہ خیال آیا کہ اب میرے دام سے کہان جا سکتے ہین آخر کبھی نہ کبھی راضی ہو جائینگے اسلیے کبھی منت و سماجت کرتی تھی اور کبھی ڈراتی اور دھمکاتی تھی اور طلسم کی یہ صورت تھی کہ اس جزیرۂ الجبل کے قریب ایک پہاڑ پانی مین غرق تھا تھوڑا حصہ پانی کے اوپر ابھرا ہوا مثل جزیرہ کے نمودار تھا اور اس کوہ پر ایک میل نہایت بلند بنایا تھا اس میل پر ایک گنبدی کو نصب کی تھی کہ اس طرف کے جانے والون کو اشارے سے ممانعت کرتی تھی اگر کوئی جہاز بر سبیل اتفاق سے آجاتا تھا وہ میل مین چیخ مارا کرتا تھا جسوقت تک کہ وہ اس جہاز مین رہتا تھا اہل جہاز زندہ رہتے تھے آخرکار ہلاک ہو جایا کرتے تھے اسکے بعد وہ مردمان ساحر مال و اسباب اس جہاز پر سے لوٹ لیا کرتے تھے جبتک اس جہاز مین ایک بھی زندہ رہتا تھا انکے مال سے کوئی تعرض نہ کرتا تھا اسلیے کہ یہان کی حقیقت حال کا کوئی سراغ نپاوے اور کسی کو یہان کی کیفیت معلوم نہو۔ صاحب قران اکبر کو بھی خبر نہ پہونچے کہ وہ دشمنان جان ساحران ہمارے حالات سے مطلع ہو کے قیامت برپا کریگا اکفر جادو اس شہریار کے نام سے کانپتا تھا اور از روے علم کہانت یقین کیے ہوے تھا کہ میری موت اہل اسلام کے ہاتھ سے مقدر ہوئی ہے اور صاحب قران اکبر تمام ساحرون کو جہنم مین پہونچائینگے اس صورت مین اسی امر کو خوب جانتا تھا کہ اس قلعہ سے باہر نہ جائیے کہ اس قلعہ سے نکلا اور دیکھ لیا کسی کو اور کچھ نہ یاد تھا آخر صاحب قران اکبر کو یہ خبر پہونچ گئی کہ فلان قلعہ مین ساحران بے دین رہتے ہین اور

سالم کو قید مین رکھا ہو شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کا جہاز بھی ملاحون نے وہانتک پہونچایا جہان سے وہ میل نظر آتا تھا شاہزادہ ابراہیم نے غور سے دیکھا تپلی کی صورت معلوم ہوئی میل پر سے اشارہ ہاتھ سے کررہی تھی کہ پھر جاؤ شاہزادہ ابراہیم بن حیدر نے ملاحون سے پوچھا یہ کیا سامنے میل سکندری دکھائی دیتا ہو وہ بولے ای شہریار نامدار ہمنے یہ میل سابق مین یہان کبھی نہین دیکھا تھا غالب ہو کہ یہ میل ساحرون نے بنایا ہو فرمایا اُن ملاعین کا مقام کہان ہو ملاحون نے کہا حضور ہم بھی حیران ہین کہ اول اس جگہ کوہ جزیرۃ الجبل نظر آتا تھا شاید اب وہ غائب ہوگیا اور یہ کیفیت نئی معلوم ہوتی ہو قرینہ سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ انھین ملعونون کا سحر ہوگا شاہزادہ ابراہیم بن حیدر اُسی نقش کے بھروسے پر آتا تھا آخر نہایت حیران ہوا بڑی دیر تک سوچا کیا کہ کیا تدبیر کیجیے آخر الامر فرمایا کہ اب جو ہو سو ہو جہاز زیر میل لیچلو جو قسمت کا لکھا ہو وہ تو ضرور ہی ہوگا۔ مصرعہ

آنچہ نصیب است بہم میرسد

مین بھی دیکھتا ہون کہ اُنھین کیا مشیت ایزدی ہے۔

دریا مین میل سحر کا ہونا اور اُسپر ایک تپلی کا مثل سد سکندری کے نصب ہونا اور ہاتھون سے ہر ایک جہاز پر اسطرف آنیوالے کو منع کرنا
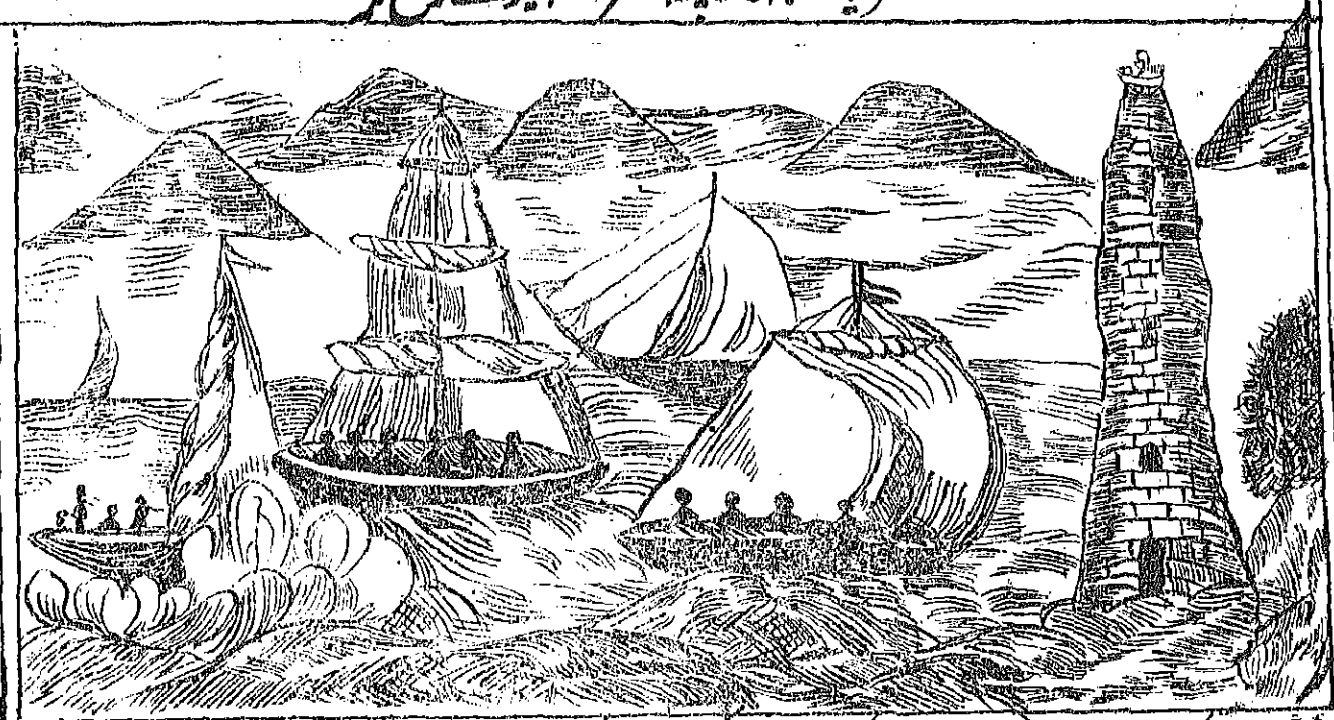
القصہ جہاز کو ملاحون نے بمجبوری حد میل تک پہونچایا کچھ ہی آگے جہاز بڑھا تھا کہ جہاز کا رخ پھر گیا ہر چند سکانیون نے

اپنا ہنر و فن صرف کیا اور لاکھ لاکھ کوششیں کین لیکن کچھ فائدہ نہوا اور جہاز چکر مین آکے میل کے گرد پھرنے لگا تب
شاہزادے نے فرمایا یہ کیا ہوا کہ جہاز کو قرار نہین ہی ملاحون نے کہا اے شہریار دولت مدار عنان حرکت آپ کی دست اختیار
سے باہر ہوگئی اب ہمارا دسترس نہین ہی محض مجبور ہین لیکن یہ ہم بخوبی جانتے ہین کہ یہ سارا کارخانہ سحر ہی اور
فی الحال مرتب ہوا ہی کہ جہاز گرد چکر مارتا ہی اب چرخ سے نکلنا نہایت دشوار ہی ہرگز اس دورے سے جہاز نکل
نہین سکتا شاہزادہ نہایت مضطرب ہوا اس عرصہ مین جہاز جہان سے گیا تھا خود بخود بقدرت خداوند تعالے پھر
اسی جگہ پر آپہونچا اور پھر اسی دائرہ پر روان ہوا یکایک تین چار جہاز دکھلائی دیے جب بغور دیکھا معلوم ہوا
کہ انمین مال و اسباب وغیرہ بار نہین ہی آدمیون کے مردے بہت تھے قضا و قدر نے صاحبان جہاز کی اجل
اسی طرح مقدر کی تھی شاہزادہ نہایت مضطرب و پریشان ہوا اور مناجات درگاہ قاضی الحاجات مین کرنا شروع کی
ملاح بولے اے شہریار ہم دریاے سحر مین ایسے پھنسگئے کہ بجز پروردگار کے اور کوئی نجات دہندہ نظر نہین آتا ہی
یقین کامل ہے کہ جیسا ان تینون جہازون کا حال ہوا ہی ہمارا بھی ہونے والا ہی شاہزادے نے فرمایا جو مرضی
پروردگار کی بندہ مجبور و ناچار ہی لیکن تم ان جہازون پر جاؤ اور جسقدر مردے انمین ہین ان سب کو دریا مین ڈالدو
اور جہاز کو خالی کردو اپنے جہاز کو دیکھا تو اسی طرح گرد میل کے گشت کر رہا تھا ہر چند شاہزادہ ابراہیم نے کوشش کی
لیکن کچھ نہوا قصہ کوتاہ تین شب و روز متواتر مناجات و گریہ و زاری مین معروف رہے اور اہل کشتی قریب مرگ
ہوے اور زندگی سے مایوس تھے چوتھی شب شاہ حق آگاہ کو عالم واقعہ مین شاہزادہ کی کیفیت معلوم ہوئی اور وہ
عارف باللہ شاہزادے کے خواب مین تشریف لائے شاہزادے نے اپنی ساری مصیبت و پریشانی بیان کی شاہ
باخدا نے فرمایا اے فرزند خدا کو یاد کرو جسکے اوپر نظر کرکے تم آئے ہو وہی مشکل تمھاری آسان فرمائیگا اس طلسم کی فتح
تمھارے دست حق پرست پر اُس خالق ارض و سما نے مقدر فرمائی ہی اے فرزند تمکو چاہیے کہ تم اس اسم معظم کو
خوب حفظ کرو کل بقدرت ایزدی میل سحر مین ایک زنجیر آویزان نظر آئیگی تم تیر و کمان لیکر الا اللہ کہکے جست کرنا
تا اینکہ زنجیر تک پہونچو اور سرا اُسکا تمھارے ہاتھ مین آجاوے بس تم اُس زنجیر کو خوب مضبوط پکڑے اوپر میل کے جانا
وہان جو صورت بالاے میل بنی ہی اُسے توڑ ڈالنا اور اس اسم جلیل کو ایک سو دس بار پڑھ کے اُسپر دم کرنا کہ اُسی طرف
اُن ساحران بدکردار کا مسکن ہی اس اسم معظم کے پڑھنے سے اُن ساحرون پر ایسی غفلت طاری ہوگی کہ مطلق
ہوش نہ رہیگا پھر تم اُسی تصویر شکستہ کو دریا مین ڈالدینا خبردار اسمین فرق نہو خوب یاد رہے اور دو رکعت نماز حاجت
ادا کرنا اور پھر اسی اسم جلیل و معظم کو باردیگر ایک سو بیس مرتبہ پڑھنا طرف آسمان کے دم کرنا بعد پڑھنے اس اسم باترکیب کے
ایک جانور مثل زغن اوج آسمان سے میل کے نیچے آئیگا جونہین اس جانور کا سایہ میل پر پڑے تم نہایت چستی سے
ایک تیر جان ستان اُسپر رہا کرنا لیکن اس کام کو نہایت سرعت سے کرنا کہ وہ جانور اول پیشاب کرنے کا قصد کریگا

پس چاہیے کہ قبل پیشاب کرنے کے اسکا لہو تیرے تیر سے بہجاے اور اگر خدا نکردہ ایک بھی قطرہ اُس جانور کے پیشاب کا
تم پر گریگا فوراً تم عارضۂ جذام مین گرفتار ہو جاؤ گے اور دوسرا امر یہ ہی کہ بسبب اُس جانور کو تیر مار چکنا فوراً اُس میل سے جست
کر کے اپنے جہاز پر چلے آنا بعد اسکے ایک طوفان شدید آئیگا بعد دفع ہونے طوفان کے وہ کوہ جزیرۃ الجبل نظر آئیگا اور
آب دریا حالت اصلی پر اپنے آجائیگا اور وہ گرداب بالکل کالعدم ہو جائیگا جہاز زیر کوہ لیجانا وہان سے سیدھے روانہ ہوگا
زیر کوہ ایک درخت ہوگا اور اُس کوہ کی جڑ سے تنہ اُس درخت کا ملا ہوگا بس وہین لنگر کر دینا جہاز کو درخت سے باندھ دینا
اور یہ دوسرا اسم معظم و مکرم مین بتاتا ہوں یاد کر لو اسکو ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھنا اور جہاز کے گرد مثل حصار کے دم کر دینا
پھر برکت سے اس اسم کے تمھارا جہاز مع اہل جہاز بلاے سحر سے محفوظ رہیگا پھر تم چار سو قدم شمالی طرف دست راست
چلے جانا وہان ایک غار کوہ دکھائی دیگا تم اُس درۂ کوہ مین بلا تامل بے خوف و خطر داخل ہو جانا جسوقت تم وہان پہونچو گے
جہان چار درخت انار کے ہین اور بیچ مین اُن درختون کے ایک چشمۂ شیرین نہایت مصفا ہوگا اُسوقت تمھارے لوگ
ظروف آب لیے حاضر ہونگے تیسری بار پھر اسم پڑھ کے سبو چون پر دم کرنا بس وہ نگینہ سنگ عقیق جسپر اسم مبطل السحر
کندہ ہی اور تمھارے بازو پر بندھا ہی ہر سبو چہ مین ڈالنا اور اُس پانی کو واسطے مردان جہاز کے بھیجدینا کہ وہ سب
اس پانی کو نوش فرما کے مکر و کید و سحر ساحران نابکار سے محفوظ رہینگے لیکن تمکو لازم ہی کہ تم اُس چشمہ پر کوئی دوسرا نہو تنہا
عبادت معبود برحق مین مشغول رہنا سواے پائخانہ اور پیشاب کے کہین نہ جانا اور نہ کسی سے بات کرنا بلکہ کھانا پانی
اپنا وہین رکھ لینا اور بعد فریضہ معمولی کے دو رکعت نماز حاجت بھی ادا کرنا بعد نماز کے یہ اسم جلیلہ دوسری نماز کے
وقت تک ادا کرنا جب تین دن اس وضع سے گذر جائینگے تو ایک شخص ظاہر ہوگا اور طریق فتح طلسم اور قتل استیصال
ساحران تمکو تعلیم کریگا جو کچھ وہ ارشاد فرماے اُسکو بدل و جان قبول کرنا اور عمل مین لانا لیکن شاہزادے نے شاہ
حق آگاہ کے پہلو مین ایک مرد چہل سالہ نہایت نورانی شکل کو دیکھا کہ آثار ریاضت و تقوے و طہارت اُسکی پیشانی انور
سے ظاہر و ہویدا تھے شاہزادے نے اُسی عالم خواب مین شاہ حق آگاہ سے اُس جوان کو پوچھا شاہ حق آگاہ نے
فرمایا یہ ایک بندۂ خاصان خدا سے ہی تم سے اس بکھیڑے سے کیا تعلق ہی تم بروقت ملاقات کے اپنا مطلب بیان
کرنا جو کام کہ حسب مشیت ایزدی ہوگا وہ اُس بزرگ سے ظاہر ہوگا اور تم پر وہ سب حال کھلجائیگا اب ہم تم سے
رخصت ہوتے ہین ہمارے بعد اسی جوان کو تم اپنا کفیل سمجھنا یہ فرمایا اور غائب ہو گئے شاہزادے کی آنکھ کھل گئی
خواب راحت سے بیدار ہوے جو مرشد نے فرمایا تھا مع اسم پاک کے وہ سب یاد رہا نہایت خوش ہوے شکر ایزد پاک
بجا لائے رفقاے شاہزادہ سے ایک سردار تھا کریم الدین نجفی نام نہایت صاحب فہم و ادراک اور بہت قوی ہیکل اُن
صاحب فہم سے حال خواب اپنا بیان کیا اُس جوان نے کہا یہ بشارت فتح طلسم اور قتل ساحران بے دین اور مقہوری لعین
لعین کی معلوم ہوتی ہی آپ کو فتح کفارون پر مبارک ہو الغرض شاہزادۂ عالی وقار تیر و کمان لیے ہوے بالا سے جبل تشریف

لائے اور پتلی کو توڑا اور اسم پڑھا پتلی کو پانی مین پھینکا یا جانور کو مارکے خود جہاز مین آگئے طوفان اس شدت سے اُٹھا کہ خدا کی پناہ زمین اور آسمان تیرہ و تار ہوگیا بعد اسکے جب طوفان برطرف ہوگیا جزیرۂ اجمیل نظر آیا شاہزادے نے جہاز درخت سے بندھوا دیا اور سبو چے چشمہ کے پانی سے بھرلیے اور اسم پڑھا اور عقیق کندہ پانی مین ڈبوکے لوگون کو رخصت کیا اور عبادت مین مصروف ہوا تین روز کے بعد ایک شخص با جاہ و جلال نورانی شکل چہرے پر نقاب ڈالے ظاہر ہوا اور سامنے آکے کہا

میل طلسم دریاے ناپیداکنار کا مع پتلی کے ٹوٹنا اور چشمۂ شیرین پر ایک شخص نورانی صورت کا اور شاہزادہ ابراہیم بن حیدر سے ملاقی ہونا
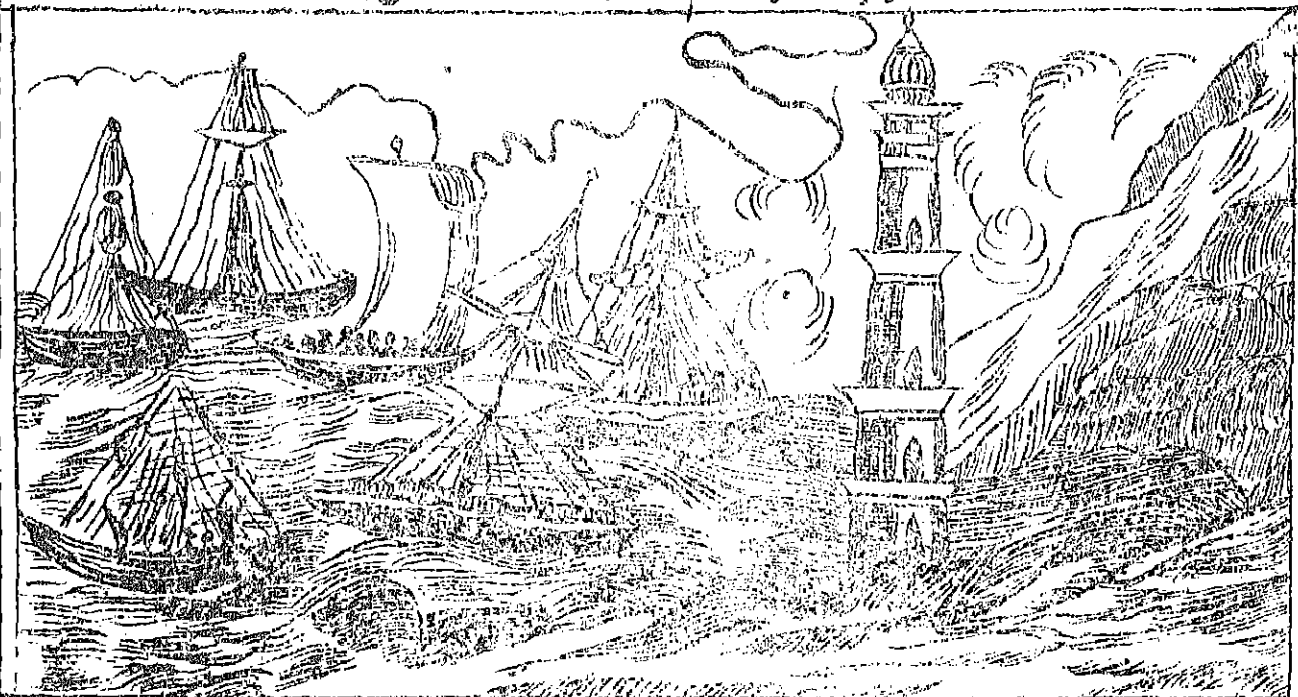
سلام علیکم شاہزادہ نے جواب سلام دیا مصافحہ کرکے بیٹھا مسرور کیا اور ہم پہلو بٹھایا فرمایا کہ اے سید ابراہیم کیا مطلب ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ حال دل آرزومندان بزرگان روشن ضمیر پر واضح ہے اس جوان نے فرمایا ہان بس اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ بجناب اعلیٰ وزیر نگار دہ پیش نہاد خاطر عالی ہمت ہے اسی ضمن مین فتح طلسم و قتل جادوگران و اشرار و کفار بھی ملحوظ خاطر اقدس ہے آگاہ ہو کہ حق تعالیٰ نے فتح طلسم تمہارے نام پر مقدر فرمائی ہے لیکن بالفعل اس غار سے مکل کے بالاے کوہ تشریف لیجاؤ آگے بڑھو گے ایک نہر ملیگی پانی اُسکا نیچے پہاڑ کے آتا ہے اور اس زور سے گرتا ہے کہ راہ کو مسدود دیکھے ہوے ہی تم اس اسم بزرگ کو پڑھ کے اس نہر کے پانی پر دم کرنا بمجرد اس اسم پڑھنے کے ایک

نہنگ کلان پانی سے سر نکالیگا اُسکی پیشانی پر ایک آنکھ ہوگی تم ایک تیر مارنا کہ اُس آنکھ پر پڑے اور ہرگز نہ ڈرنا بس وہ
نہنگ تیر کھاکر پانی مین غوطہ لگا جائیگا بعد اسکے ایک سانپ اژدہا جیسے نکلیگا تم یہ اسم جلیل پڑھ کے پیکان تیر پر دم
کرنا اور اُسکی پیشانی پر مارنا وہ سانپ نہایت شور و غل مچاتا پانی مین چلا جائیگا اور پھر وہین سے ایک حیوان کہ جسکا نصف بدن
آدمی کا اور نصف بدن مچھلی کا ہوگا سر نکالیگا تم اُسے بھی تیر مارنا بس پھر تیر کھانے سے طوفان آئیگا تمام آسمان و زمین تیرہ و تار ہو جائیگا
بعد ہر طرف ہو جانے طوفان وغیرہ کے ایک قلعہ ساحرون کا دکھائی دیگا پھر وہ ساحرہ میدان رزم آراستہ کرینگے
سحر ساحران سب ایمان آپ پر اثر نہ کریگا مردانہ وار اُنسے جنگ کرنا بس اسکے وہ اکفر جادو شاہ بلند کو تم سے آئیگا جب
تم سے مغلوب ہوگا تو بھاگ کے قلعہ مین داخل ہو جائیگا پھر بوقت ضرورت مین بھی تمھارے پاس آکے فتح قلعہ کا
طریقہ بتاؤنگا شاہزادے نے فرمایا خداوند کریم آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ وقت پر ہر ایک اہل غرض کے کام
آتے ہین ضرور بموافق آپ کے فرمانے کے عمل مین لاؤنگا - الغرض شاہزادہ نے تینون حیوان مارے اور قتل کیا
اور زیر قلعہ پہونچے دیکھا تو قلعہ سنگ سیاہ سے بنا ہوا تھا اور اُس قلعے کے کئی برج تھے اور ایک ایک اژدہا سر نکالے
ہر برج مین بیٹھا تھا اُس اژدہے کی شکل ایسی مہیب و ہیبت ناک تھی کہ آدمی کا دیکھ کے زہرہ آب ہو جاتا تھا شاہزادہ
متعجب ہوا دروازہ بند پایا اس عرصہ مین وہ جوان نقابدار آ پہونچا اور کہا اے شاہزادہ والا تبار تم سامنے دروازے کے
بیٹھ کے اس اسم پاک کو ستر مرتبہ پڑھنا اور برج قلعہ کی طرف دم کرنا بس دیکھنا بقدرت ایزدی کیا ظاہر ہوتا ہے
شاہزادہ عالیجاہ نے حسب الارشاد جوان عمل کیا بمجرد اسم پڑھنے کے سب اژدہون نے سر اندر برج کے کر لیے
اور غائب ہو گئے پھر معلوم نہوئے کہ کہان ہین

اب راوی اُن ساحران بدکردار و نابکار کا حال معرض بیان مین لاتا ہے

کہ اسم بزرگ کے پڑھنے کے بعد برکت سے اُس اسم کے وہ ساحر ایسے غافل ہوئے کہ ہوش نہ رہا اور شاہزادہ نامدار
زیر قلعہ پہونچے اور اسم پڑھا اژدہے غائب ہو گئے اور وہ ساحر دفعتاً آگاہ ہو گئے لیکن اکفر و مسطیقہ دونون بیٹھے
اختلاط کر رہے تھے اور شراب زہر مار کر رہے تھے یکایک قلعہ کا رنگ دگرگون ہو گیا اور نوکر چاکر آنا شروع
ہوئے اشیم جادو کہ سب مین زیادہ ممتاز تھا وہ بھی آیا اکفر جادو نے کہا تو بیٹھا کیا کرتا ہے ارے کیدی غضب ہوگیا
بولا کیا ہوا مین کچھ نہین جانتا اشیم نے کہا آگاہ ہو حریف آن پہونچا اور وہان پر آگیا کہ جہان انسان تو کیا پرندہ پر نہین
مار سکتا دیو و پری کی مجال و قدرت نہ تھی کہ جو قدم آگے بڑھا سکتے اب دیکھو کہ اژدہے برج سب باطل ہو گئے
اکفر جادو اور مسطیقہ یہ خبر سنکے ہوش مین آئے اور اشیم جادو سے کہا وہ کون ایسا زبردست ہے جو یہان آگیا کہا طلسم
سیل بھی ٹوٹ گیا اور نہر بھی برطرف ہو گئی اور طلسم قلعہ بھی ٹوٹا چاہتا ہے اور اژدہے بھی نابود ہو گئے ایک جوان

سامنے دروازے کے بیٹھا ہوا ہی اکفر جادو بولا کہ ہان میری مرگ مسلمانون کے ہاتھ سے مقدر ہوئی ہی مین خوب جانتا ہون
وہ مسلمان وہ ہوگا جسکا نام معز الدین ہی اور دوسرے مسلمان کی یہ طاقت اور قدرت نہین ہی علاوہ معز الدین کے کوئی
ابطال سحر بھی نہین جانتا اور صاحب قران روزگار بھی نہین ہی کہ صاحب قران روزگار ابھی طلسم ہی سے فارغ نہین ہوا
مین خوب جانتا ہون کہ وہ طلسم سیفیات سے باہر نہین آیا پھر یہ کون شخص ہی کہ جو قتل کو آیا ہی عجب نہین کہ کوئی جادوگر ہو اور طمع
مال و منگیر ہوئی ہی و اہل طمع کی تدبیر بہت سہل ہے بعد اسکے اُسی وقت سوار ہوکے باہر قلعہ کے آیا سو نفر جادوگر اُس شوم
بخت کے ہمراہ تھے پس سب جادوگرون نے صف آرائی کی اور آثیم جادوگر کو میدان مین بھیجا اُسنے بہت لاف زنی کی اور کہا
کہ ای جوان جادوگر میرے مقابلہ کو آ جب تک ہم غافل تھے تو نے ہماری غفلت مین جو چاہا کیا اب دیکھون تجھ سے کیا ہوسکتا
ہی شاہزادہ پیادہ میدان مین تشریف لیگیا وہ مردک سوار تھا آثیم جادو ہنسا اور شاہزادہ کو نظر حقارت سے دیکھا اور کہا
تجھے گھوڑا بھی نہین میسر کہ تو سوار ہوکے آتا پیادہ آیا ہی اور حوصلہ جنگ ہی شہزادہ نے فرمایا خاموش ہو او ای ملعون
مقابل ہوکے کوئی حملہ کر آثیم جادو نے کہا پہلے تو ہمین اپنا سحر دکھا کہ ہم بھی دیکھین کیسا تو جادوگر ہی شاہزادہ نے کہا
ہم جادو کرنے والون پر لعنت کرتے ہین آثیم جادو بولا طرفہ ساحر ہی کہ سب ساحرون پر لعنت کرتا ہی اپنی ساحری کی
پوشیدہ کرتا ہی تب اسنے سحر پڑھا کوئی افسون نہ چلا ناچار ہوا ایک وار نیزے کا کیا شاہزادہ نے نیزہ چھین لیا اور وہی
نیزہ گھوڑے کے شکم مین مارا دوسرے پہلو سے پار نکل گیا آثیم جادو کا جب گھوڑا بیٹھا ہوا وہ ملعون بھی پیادہ ہوگیا
اور تلوار میان سے لی شاہزادہ نے وہ تلوار بھی چھین لی اور اُسی تلوار سے اُس ساحر کو جہنم واصل کیا بعد اسکے ظلم جادو
آیا شاہزادہ نے اُسے بھی قتل کیا القصہ تا وقت نماز ظہر اٹھارہ ساحران بے دین آئے اور سبکو شاہزادہ عالیوقار
نے قتل کیا۔ القصہ ظہر کے بعد اکفر جادوئے لعین واسطے جنگ کے ایک اسپ برق رفتار پر سوار نہایت کر و فر سے میدان
مین آیا۔ راوی لکھتا ہی کہ نقابدار نے شہزادہ سے کہدیا تھا کہ اکفر جادو کی سواری کا گھوڑا اچھا ہی اپنی سواری کا گھوڑا
بنانا چاہیے کہ وہ گھوڑا نہایت عمدہ و تحفہ ہی شاہزادہ ابراہیم عالی مقام کو بمشاہدہ اسپ سواری اکفر قول نقابدار یاد آگیا
دل مین فرمایا [illegible] یہ گھوڑا قابل سواری ہی ضرور لونگا آخر اُس ساحر ملعون سے مقابل ہوئے اکفر جادو نے سحر کرنا
شروع کیا بڑبڑایا ہونٹ ہلائے ہاتھ پر ہاتھ مارے لیکن کچھ اثر نہوا حیران ہوا اور چاہا کہ مثل پہلوانان تہمتن جنگ
کرون کہ سوا سحر و ساحری کے وہ کافر قوت بھی بہت رکھتا تھا گرز پر ہاتھ ڈالا شاہزادہ اُسکے پہلو مین آگیا اور بچا لاکے
پنجہ رکاب مین ڈال کے بزور قوت تمام کھینچا پاؤن اُس ملعون کا رکاب سے نکلگیا شاہزادہ نے زور سے
ایک جھٹکا دیا وہ ملعون گھوڑے سے سنبھل نسکا اور پشت سے بر زمین رسیدہ ہوا۔ پس شاہزادہ عالیجاہ ایک جست
کرکے گھوڑے پر سوار ہوا اور فرمایا ای کافر جلد تر تلوار گھوڑا منگوا کہ اب ہمارے اور تیرے برابر کی لڑائی ہو یہ کیا کہ ہم
پیادہ اور تو سوار ہو گر یہ جی نہایت حیران ہوا اور بنظر حیرت شاہزادہ نامدار کو دیکھ رہا تھا اکفر جادو نے کہا ای جوان تونے

عجیب کام کیا ہمی ترکیب سے گھوڑا الیاسیر سے ملازمون سے کیون نہ کہا آتشیم جادو وغیرہ کے گھوڑون مین سے کوئی گھوڑا لیا
شاہزادہ بولا وہ یاجی بھی اس لائق تھے کہ انکا مرکب میری سواری کے لائق ہوتے تو ہزار بار بہتر گھوڑا البتہ لائق ہمارے
سواری کے ہی اور ہمکو پسند بھی ہو اکفر جادو نے کہا مین تیرے لیے اس گھوڑے سے بہتر گھوڑا طلب کرتا ہون لیکن
اس گھوڑے کو مجھے دیدے۔ شاہزادے نے فرمایا اس گھوڑے کو بجوانمردی مین نے تجھ سے لیا ہی اگر تو زبردست
ہی تو مجھ سے بزور لے لے غرض اکفر جادو نے ہر چند شاہزادہ سے کہا لیکن شاہزادے نے گھوڑا نہ دیا اکفر جادو
ناچار و مجبور ہو گیا اور دوسرا گھوڑا منگوایا سوار ہوا اور کہا ای جوان دلاور اس گھوڑے کو مین نے خنگ جہان سیر خطاب
دیا ہی تو نے مفت مجھ سے لے لیا خیر کیا مضائقہ ہی سحر مین مین تجھپر غالب نہو سکا اسکا کیا سبب ہی تو کوئی زبردست ساحر
ہی یا شاید معز الدین ہی کہ بہ تبدیل صورت و ہیئت آیا ہی شاہزادہ اسکے سخنان لغو پر ہنسکر آیا وہ اکفر جادو ملعون بھی نہ
مجمل ہوا بولا جانتا ہی کہ مین پہلوان زمانہ اور فن دلاوری اور سپہ گری مین یگانہ ہون شاہزادہ کامگار نے فرمایا مین بھی
دیکھون تو کیسا پہلوان زمانہ ہی اور کیا صفت رکھتا ہی

جدال اکفر جادو اور شاہزادہ ابراہیم والا تبار بن حیدر

القصہ نیزہ بازی شروع ہوئی تیسری تان مین شاہزادے نے نیزہ اکفر جادو کے ہاتھ سے نکال دیا اکفر نے جھنجھلا کے

تلوار میان سے لی اور ایک ضرب سخت شاہزادے پر لگائی شاہزادے نے وہ ضرب شمشیر رد کی آخر وہ کافر آمادہ کشتی ہوا
زور ہونے لگے شاہزادے نے ایک ساعت میں اُس ملعون بے دین کی کمر میں ہاتھ ڈالکر جو زور کیا پہلے ہی زور میں اُسے
اُٹھا لیا اور ہاتھ پر علم کیا اتفاق سے وہ زنجیر کمر اُس کافر کی ٹوٹ گئی اور وہ ملعون اوندھا منھ کے بھل زمین پر گرا پھر فوراً اُٹھ کے
بھاگا اور قلعہ میں داخل ہو کے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا لیکن دروازہ قلعہ کا معلوم ہوتا تھا اسوجہ سے کہ ایک طلسم اور باقی تھا
شاہزادہ عالی جاہ نے فرمایا یہ کافر میرے پنجہ سے مفت نکل گیا بڑا تردد ہوا اُدھر اژدرہا دو گز بھی بھاگ کے قلعہ میں چلے گئے
شاہزادہ پھر دروازے کے سامنے بیٹھ گیا اور اسم خوانی شروع کی شب کو پھر وہ نقابدار آ پہونچا اور کہا اے شاہزادہ ابر کرم
حضور کا کیسا مزاج مبارک ہے اور حال جنگ و جدل کیا ہے شاہزادے نے فرمایا الحمد للہ شکر ہے اور حال جنگ جو پوچھتے ہو کیا
بیان کیا جائے اتنی قدرت گرسنگی سے نقابدار نے کہا آج کی رات آپ کو فقط میوہ نوش فرمانا چاہیے لیکن میوہ بھی صحرائی ہو
پھر شاہزادہ نے سارا ماجرا بیان کیا اور نقابدار سے پھر حال میوہ صحرائی پوچھا کہ یہاں میوہ کا درخت تو معلوم ہی نہیں ہوتا ہے
کہاں ملیگا نقابدار نے کہا سامنے تشریف لیجایئے ایک کوہ ملیگا آپ بالائے کوہ جایئے پھر جانب راست تین سو قدم
شماری پر درخت انار ملیگا اے شاہزادہ عالی تبار جسقدر حضور کو اشتہا ہو انار نوش فرمایئے گا اور اُسی درخت انار کے
قریب ایک چشمہ ہے آب شیریں اُسمیں ہوگا اُس چشمہ سے پانی نوش فرمایئے گا اور وہ حضور کے تمام شب عبادت پروردگار
میں بسر کرنا صبح کو بعد فراغ فریضہ سحری استراحت فرمایئے گا جس وقت خواب راحت سے بیدار حضور ہونگے
ایک طرف سے ایک گوسفند پیدا ہوگا اور ایسا وہ گوسفند پر زور و قوت ہوگا کہ ہاتھی بھی اُسکی طاقت و قوت کو نہیں
پہونچ سکتا اے شاہزادہ والا تبار خدا وند کریم کو یاد فرما کر اُس گوسفند کو بزور بازو گرفتار کر لیجئے گا اور بعد گرفتاری اُس
گوسفند کے ایک کدوئے خشک بھی اسی کوہ میں تلاش کر لیجایئگا اُس کدو کو اندر سے خالی کر کے بطور کاسہ کے بنائیگا
اور اُس کاسہ پوست کدو کو اُس گوسفند مادہ کے دودھ سے پر کر کے طرف دست چپ مع اُس گوسفند اسیر کے روانہ ہوئیگا
ایک مقام پر جب پہونچئے گا وہاں درخت بکثرت ہونگے اُن درختوں کے سایہ میں ایک چبوترہ نہایت صاف بنا ہوا ہوگا
اُس گوسفند کے چاروں ہاتھ پاؤں باندھ کے اُسی چبوترہ پر رکھنا اور وہ کاسہ شیر بھی ساتھ ہی رکھ دینا اور آپ کہیں
درختوں میں پوشیدہ ہوجانا اور اسم جلیل کو پڑھنا ایک ساعت کے ایک شیر ببر [illegible] بائیں طرف سے نمودار ہوا
آئیگا اور اُس گوسفند کو کھا جائیگا جب اُس گوسفند کو کھا چکیگا تو سات مرتبہ [illegible] خمیازہ لیگا خمیازہ [illegible] ایک اژدرہا
نہایت جسیم اور طویل وہاں شیر سے نکلیگا اور وہ کاسہ شیر کا [illegible] میں مصروف ہوگا اسوقت ایک تیر [illegible]
شکم مار پر مارنا خون مار اُس دودھ میں ملجائیگا اور سانپ بھی مرجائیگا اور وہ سانپ جہاں شیر کو سانپ کے مرتے ہی شیر بھی
خود بخود مر جائیگا اور طوفان شدید سے سارا زمانہ تیرہ و تار ہو جائیگا جب وہ طوفان برطرف ہوگا تو شیر و مار دونوں کا نشان
نہ ملے گا مگر اُس شیر خون آمیز کے واسطے ایک جانور کہ شکل اُسکی [illegible] کی ہوگی نظر آئیگا اور فوراً جسطرح سے

کبوتر کمند سے جوڑ کر گرتا ہو مضطربانہ اُس کا نشہ تیر پر آئیگا اور دودو جینے لگیگا بس آپ بجاری تھام پیچھے اُس جانور کے جیسے
مثل کبوتر بازوں کے ایک ہاتھ مارنا تاکہ وہ ہاتھ میں آجاوے اور اُسی کا نشہ شہر میں غوطہ دینا تا اینکہ تمام پر وبال سے آنا اور وہ
دروازہ مسدود قلعہ کے سامنے بیٹھ کے اس اسم جلیل کو تین بار پڑھنا اور اُس جانور پر دم کرنا بمجرد اسم پڑھنے کے وہ جانور
پرواز کرکے دروازۂ قلعہ پر جا بیٹھیگا بمجرد بیٹھنے اُس جانور کے وہ دروازۂ قلعہ کھل جائیگا اور دیوار قلعہ بھی گر پڑیگی اور
طلسم بالکل باطل ہو جائیگا ہوا سے تند چلیگی ایسا گرد و غبار ہوگا کہ از زمین تا چرخ بریں بالکل گرد آباد ہوگا بعد ایک
ساعت کے وہ ہوا برطرف ہوگی اور میدان صاف ہو جائیگا اکفر جادو کا مع ساحران غدار و آتش بار و مبلقہ جادو کے
ایکبارگی تلوار کھینچ کے حملہ آور ہوگا اور سحر بھی کریگا لیکن ببرکت نقش نگینہ یادو کوئی سحر بہ آپ پر اثر نہ کریگا پھر خود بھی تلوار میان
سے لیکر حملہ آور ہونا اور بعد دلیری و عنایت ایزدی تم موقع پاکر لڑائی کو چھوڑ کر قلعہ میں داخل ہو جانا وہاں طرف دست چپ
ایک قصر ملیگا اُس قصر کے اندر بلا تامل چلے جانا وہاں لطیفہ جادو بیٹھی سحر خوانی کرتی ہوگی تم ایک تیر جان ستان چلہ کمان
میں جوڑ کے اس اسم کو پیکان تیر پر دم کرنا اور قریب پہونچ کے اُس ملعونہ کو دیکھنا کہ اُسکی پیشانی ظلمانی پر ایک خال سیاہ
نمایاں ہوگا تم اسی خال پیشانی ملعونہ پر اُس تیر کو مارنا کہ وہ جہنم واصل ہو جاوے تمہ اسلحہ و زنگاؤ وہ قید سے نجات پاوینگے
بس تم اُس حجرۂ آہنی سے کہ جس حجرہ میں وہ قید ہیں قفل توڑ کر سب کو باہر حجرہ کے لانا بعد اسکے متوجہ حرب و ضرب ہوکر
اُن کفاروں کو ہلاک و غارت کرنا لیکن اکفر جادو بھاگ جائیگا اُس کا قصہ مشروح ہونا کہ اُسکی اجل اور ایک جا پر مقدر
ہوئی ہے اور وہ ملعون اور طرح مارا جائیگا اور سب ساحران بے ایمان زہر فنا سے داخل جہنم ہونگے اور جو نہیں سمجھ
جانتے انہیں مسلمان بھی ہونگے اور کافر بھی ہونگے انہیں سے کافروں کو مسلمان کرنا اور سب کو اختیار دینا چاہیے جہاں
چاہیے چلے جائیں اپنے اپنے مکان کو اور اس فتح کے بعد سجدہ شکر درگاہ خدا سے حقیقی میں ادا کرنا شاہزادہ ابراہیم نے
فرمایا اے مشفق پھر بھی کبھی تشریف لائیے گا نقابدار نے کہا اگر خدا نے چاہا تو حاضر ہونگا شاہزادے نے فرمایا ہم تو
جمال انور کے دیدار کے نہایت مشتاق ہیں نقابدار نے شاہزادے کے فرمانے سے نقاب چہرے سے دور
کردی معلوم ہوا کہ برق چمک گئی شاہزادے کی نظر انور جب عارض پر اُس پری پیکر کے پڑی وہی جوان عالی شان نورانی
شکل دیکھا جسکو عالم خواب میں شاہ حق آگاہ کے ساتھ دیکھا تھا پہچانا فرمایا اے حق آگاہ آپ ہی کی ہدایت سے مخلص
یہانتک پہونچا اول تمہیں اُس عالم خواب میں کہ تم اپنے مرشد شاہ حق آگاہ کے ساتھ تھے دیکھا تھا الحمد للہ اب
بالمشافہ ملاقات ہوئی نقابدار نے کہا خیر جو کچھ آپ نے دیکھا وہ دیکھا اور جو کچھ کہ اب ہوگا وہ آپ ملاحظہ کیجئے گا یہ
کہا اور فوراً نظر سے غائب ہوگئے شاہزادہ اُس نقابدار کے کلام سے حیران رہگیا پھر بموجب ہدایت اُس بزرگ
خداشناس کے کمر باندھ کے کوہ پر تشریف لائے اور اثمار نوش فرمائے اور پانی چشمہ کا پیا اور عبادت الہی میں مصروف
ہوئے جب صبح ہوئی ایک گوسفند دیکھا کہ مثل گاؤ کے بلند تھی شاہزادہ اُس سے لپٹ گیا چاہا کہ گھڑی خوب کشتی رہی

آخر غالب ہوا کا لسہ پوست کدو کا بنا کے اسمین بمشکل تمام دودھ دوہا اور چاروں ہاتھ اور پاؤن اُس گوسفند کے باندھ کے
اسی چبوترے پر رکھدیا ناگاہ اُس شیر سیاہ کو دیکھا کہ پیدا ہوا اور گوسفند کو کھا گیا اور خمیازے لینے لگا کہ مار سرخ نکلا
شاہزادے نے تیر سے اُس سانپ کو مارا خون تازہ دودھ مین گرا مار و شیر دونون مرے طوفان آیا اور ہوا چلنے لگی
جانور پہونچا اور دودھ پینے لگا شاہزادہ نامدار کمینگاہ سے نکلا اور اُس جانور کو گرفتار کرکے اُسی کا لسہ شیر مین غوطہ دیا دروازۂ
قلعہ کے سامنے آیا تین مرتبہ اسم پڑھا دم کیا اور جانور کو چھوڑ دیا وہ طائر آلودۂ شیر و خون دروازۂ قلعہ پر جا بیٹھا سامنے
کی دیوار قلعہ مع دروازہ اِس زور سے گری کہ زمین ہلگئی اور سارا قلعہ لرز گیا گویا بنیاد کفر و سحر منہدم ہوگئی ان ساحرون
مین ایک شور و غل ہوا۔ اکفر جادو ملعون کو خبر ہوئی گیدی نے ایک آہ جگر سوز سینۂ پر کینہ سے کھینچی اور سارے
لشکر کو آواز دی سب ساحر جمع ہوے بجمعیت تمام تلوارین کھینچے ہوے شاہزادے پر مثل بلاے آسمانی آگرے
شاہزادہ دلاور نامدار نے بھی تلوار دشمن شکار کو علم کیا اور خنگ جہان سیر پر سوار ہوکے گروہ کفار مین آیا اور کشتون کے پشتے لگادے

میدان داری شاہزادۂ ابراہیم بن حمید رکی اور تنہا قتل کرنا ہزارون ساحران بدکردار کو شمشیر آبدار سے

اُس دشت مین لاشون کا ڈھیر لگا دیا سو جادوگرون کو طرفۃ العین مین واصل جہنم کیا تھا کہ کریم الدین دلاور بہادران
اسلام کو لیے آن پہونچا اور لشکر کفار مین داخل ہوا جنگ مغلوبہ خوب واقع ہوئی شاہزادہ شکر الٰہی بجالایا اور اپنے عیار
کو کہ وہ اولاد مہتر شباب سے تھا اور نام اُسکا سرِیع جلد قدم تھا ساتھ لیکے اُس مغلوبہ سے نکلا اور داخل قلعہ ہوا

لطیفہ جادو سحر خوانی مین مشغول تھی ناگاہ بیباک اجل کو سر پر کھڑا دیکھا جنبات وہ اپنی جگہ سے حرکت کرے شاہزادہ نے
خال پیشانی پر اسکی ایسا تیر مارا کہ پشت سر سے نکلگیا وہ ساحرۂ ملعونہ چلائی کہ ای جوان مرد افسوس تو نے مجھے مار ڈالا تو نہین
جانتا کہ میرا نام لطیفہ جادو ہی اور دو سی ساٹھ برس کا میرا سن ہی ابھی پورے تین سو برس کا بھی سن نہین ہوا اگر تحصیل
ثواب منظور ہے تو اسی حال زخمداری مین تیر کا مجھ سے ہمبستر ہو کہ مین دنیا سے ناشاد و نامراد نہ جاؤن اور تو بھی دو نقل
حسنات ہو جا۔ شاہزادہ نے کہا لعنت ہی تیرے ارادے پر اور تھوڑی خاک اسکے دہن ناپاک مین ڈالدی ایک لمحے
کے بعد وہ ملعونہ جہنم واصل ہوئی شاہزادے نے دروازے حجرے کے کھولے اسلم اور اسکے ہمراہیون کو نجات
دی اسلم نے قید سے نجات پائی زنگادہ نے فوراً شاہزادے کے قدمون پر سر رکھدیا اور کہا اگر ہر موے بدن
میرا زبان ہو تو بھی مین حضور کے اس شکریۂ احسان سے ادا نہین ہو سکتی اور شاہزادے کا مزاج پوچھا شاہزادے
نے فرمایا الحمد للہ شکر ہی اور احسان اُس پروردگار کا کہ جسنے ہر آفت ارضی و سماوی سے محفوظ رکھا اور اُس حقیر کو یہ رتبہ
عالی مرحمت فرمایا اب بالفعل جنگ ساحران فقط باقی ہی انشاء اللہ تعالے بعد فتح جو کچھ حال گذشتہ ہی بیان کرونگا اسلم
مع دلاوران اسلام شاہزادے کے ہمراہ جنگ مغلوبہ مین پہونچا اور شام تک خوب تلوار چلی بازار اجل گرم رہا شاہزادے
نے ستر جادوگر اپنے دست حق پرست سے قتل و ہلاک فرمائے اور برکت سے اُس نقش معظم و مکرم کے سحر ساحران شاہزادے
پر کبھی موثر نہوا سب مسلمان بقدرت ایزدی آسیب ساحران سے محفوظ رہے اکثر جادوگرون نے دیکھا کہ اب کام تمام ہوگیا
اور سحر و افسون کچھ کام نہین کرتا بلکہ یقیناً مین بھی گرفتار و ہلاک ہو جاؤنگا ناچار بزور سحر ایک جانور پرند کی صورت ہوکے
ایسا غائب ہوا کہ کسی کو خبر نہوئی۔ القصہ چار سو نفر جادوگر قتل ہوے اور بقیۃ السیف جو کہ سحر سے ناواقف تھے اور کفر
ملعون و مطلقہ جادو بزور سحر انھین لائے تھے اور جنھین مسلمان و کافر دونون تھے انھون نے امان مانگی شاہزادے
نے انھین امان دی اور جو کافر تھے انھین دولت اسلام سے سرفراز و ممتاز فرمایا یہ قریب سات سو نفر کے تھے انھین
اکثر اہل حرفہ وغیرہ بھی تھے یہ سب شاہزادہ کو دعائین دیتے تھے اُس شہریار کامگار نے قلعہ و قصر کے انہدام و خرابی کا حکم دیا
اور جواہرات وغیرہ کے علاوہ تمام اسباب و تحائف صاحب قران نے اُن لوگون کو بطور انعام مرحمت فرمائے اور اسلم
اور زنگادہ کو بھی زر و جواہر کثیر عنایت فرمایا اور کہا کہ یہ تمھارے مصارف عروسی مین کام آویگا اور کشتیون پر سوار ہو کے بفتح
و فیروزی مع اسلم و زنگادہ شاہزادہ ابراہیم نے کوچ فرمایا۔ شعر

بفیروزی و فتح آن تاجدار	روان شد بتائید پروردگار

اثناے راہ مین اسلم نے زنگادہ کو مسلمان کیا اور زنگادہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ شاہزادہ عالی جاہ صاحبقران والا مقام کے
اعزاے قریب سے ہین دوبارہ بشوق تمام و آرزوے بالا کلام قدم ہمایون پر شاہزادہ والا جاہ کے سر نیاز جھکایا اور حلقہ
غلامی آویزۂ گوش جان کیا چونکہ ہوا موافق تھی لہذا سفائن شاہزادہ عالی منزلت یعنی ابراہیم بن حمید رکنارۂ دریا پہونچ گئین

کل ہمراہیوں کو یاد فرمایا اور کہا اب ہمنے بخوشی و رضا تمکو اختیار دیا چاہو اپنے اپنے وطن کو جاؤ اور چاہو ہمارے ہمراہ چلو
الغرض جب شاہزادہ والاتبار نے سبکو خود مختار کر دیا انمین سے تین شخص کہ نشۂ شجاعت و مردانگی سے مست و سرشار
تھے شاہزادے کے رفیق و ہمسفر ہوے اور باقی سب اپنے اپنے مسکن و وطن کو روانہ ہوے شاہزادہ مع اسلم
و زنگادہ جانب جبل اعلے نہضت فرما ہوے

اب راوی اس قصۂ شاہزادہ ابراہیم واجب التکریم کو موقوف رکھتا ہی اور چند کلمہ حال جمشید پلید کے معرض تحریر مین لاتا ہی

راویان حکایت عجیبہ و حاکیان روایات غریبہ اسطرح توسن رہ خامہ عنبرین شمامہ ہوتے ہین کہ جب بسبب زخمداری لاوران
طرفین کے چند روز جنگ موقوف رہی بعد صحت پانے جوانان تہمتن و دلاوران صف شکن کے جمشید نے حکم طبل جنگ
دیا اور صداے طبل لشکر کفار اہل اسلام کے کان مین پہونچی پھر تاب ضبط کہان ادھر لشکر ظفر پیکر اسلام مین بھی
کوس حربی بجا اور وہ رات درستی سامان جنگ مین گذری علے الصباح صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین لشکر
جمشیدی سے سوہان دمشقی کہ وہ ملعون چشم و چراغ لشکر دمشق تھا اور اول مین خارجی تھا اب دین جمشیدی
رکھتا ہی میدان مین آیا اور ادھر لشکر اسلام سے طیفور بن سیفور نیزہ بازو اسطے مقابلے کے گیا بعد نیزہ بازی وغیرہ کے
نوبت تلوار کی پہونچی اس مومن پاک دین نے سوہان کافر لعین کے دست نجس سے شربت شہادت نوش کیا سیفور
بھی زخمی تھا اس بہادر کے زخم و جراحت اندمال کو ابھی نہ پہونچے تھے کہ شہادت پسر نیک سیر کی خبر سنی خون دل سے جوش
کھاکے زخمون سے بہا اور طاقت ضبط باقی نہ رہی امیر مجاہد الدین دلاور نے باصرار تمام رخصت میدان حاصل کی اور
کمر ہمت انتقام خون فرزند پر غریب جسپت کی اور زندگی سے ہاتھ اٹھا گھوڑے پر سوار ہو میدان رزم مین مثل شیر غضبناک
کے پہونچا اور داد مردی و مردانگی دی مگر قضا و قدر سے مجبور ہو کر پھر دوبارہ زخمی ہوا اس دلاور کے بعد امیر عبد اللہ کہ
یہ بہادر بھی شجاعان روزگار سے تھا میدان مین آیا اور اس کافر نے اس امیر کو بھی شہید کیا اس جری کی شہادت سے
امیر مجاہد الدین کو کمال صدمہ ہوا آہ جگر خراش کی فرمایا یارو امیر ناصر الدین اور امیر عبد اللہ کے شہید ہونے نے مجھے ایسا
بیتاب کر دیا کہ اب قرار نہین آتا مین صاحب قران اکبر عالیشان سے کیونکر آنکھین چار کروں گا اور انکو کیونکر منھ دکھاونگا
یہ بڑی بے شرمی و خجالت کی بات ہی امیر خلیل نے عرض کی اے امیر کبیر خداوند کریم ایسا نکرے کہ انکو خجالت ہو خجالت کیسی
شہادت کا درجہ نہایت بلند و بہتر ہو خوشا نصیب انکے جنکو یہ مرتبہ ملے اور اس امر مین آپکا کیا قصور ہی یہ کہا اور رخصت
طلب ہوا امیر کبیر نے اجازت میدان امیر خلیل دلاور کو مرحمت فرمائی اور دعاے حرز بازو پڑھ کے دم کی اور فرمایا جاؤ
خداے کریم کو سونپا خداوند تعالے تمکو دشمنان دین پر ظفریاب فرماے امیر خلیل بہادر میدان کارزار مین آیا اور رہویان

بے ایمان سے اول نیزہ بازی ہوئی امیر نے نیزہ ہویان کے ہاتھ سے ہوائی کر دیا اور بعد نیزہ بازی کے نوبت تلوار کی آئی
امیر نے تلوار کی ضربیں بھی نہایت سبکی سے دفع کیں اور ایک ضرب شمشیر آبدار کی اس زور سے اُس کافر کے سر پر لگائی کہ
وہ تلوار تا بہ کمر اُس شقی کے اُتر گئی اور وہ مردود جہنم کو روانہ ہوا جمشید نے ایک ہائے کا نعرہ مارا اور کہا حیف کہ ہویان
ہمارے لشکر کا چراغ گل ہو گیا اب ایسا بہادر دلاور مشکل سے دستیاب ہوگا ابوحاکم نے کہا خداوند طبیعت مجردہ
کو بھی قدرت نہیں کہ جو اسکا مثل خلق کرسکے جمشید نے کہا او گیدی خاموش ہو یہ وقت مسخرگی نہیں ہے ہویان کے رنج و
الم میں نہایت ملول ہوں اور تجھکو خوش طبعی سوجھی ہے الغرض بعد اسکے ملہان ہویان کا برادر میدان میں آیا امیر خلیل دلاور
نے اسے بھی واصل جہنم کیا غرض کہ اسی طرح پانچ پہلوان لشکر کفار کے معرض ہلاکت میں آئے آخر انجد بن تہمورن پہلوان جوان
میدان میں آیا اور اُس ملعون کے ہاتھ سے امیر خلیل زخمی ہوئے بعد اسکے کفار میں طبل شادمانی بجا اور یکتاز مصری
لشکر نکبت اثر جمشید سے آیا اور ادھر لشکر اسلام سے پہلوان برادر امیر خلیل دلاور کا میدان جنگ میں تشریف لایا
اور یکتاز بدمآل کو روانہ ملک عدم کیا بعد اسکے اور تین پہلوان لشکر جمشید کے جہنم واصل ہوئے بعد اسکے
انجد پہلوان نے اس نوجوان دلاور کو بھی زخمی کیا اور امیر قمقام عالی مقام میدان رزم میں تشریف فرما ہوا بعد جنگ
جبل کے شہید ہوا دوسرے روز انجد پہلوان اول ہی مرتبہ میدان میں گیا امیر محمد بہادر کو انجد سے لڑنے کی نہایت
تمنا تھی یہ امیر با توقیر بھی امیر مجاہد الدین سے رخصت میدان لے کے روانہ ہوا اور فوراً انجد پہلوان سے نیزہ بازی
شروع ہو گئی امیر محمد بہادر نے دو ہی چار تاؤن کے بعد نیزہ انجد کا ہوائی کر دیا بعد اسکے گرز بازی ہونے لگی امیر دلاور
نے عین گرمی زد و بدل میں ایک چوب آہنی اس زور سے بند دست انجد پر ماری کہ صدمہ دست سے اُس نابکار
کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی عیاران لشکر نے انجد کی تلوار اُٹھالی قصہ کوتاہ آخر نوبت کشتی کی پہونچی شام تک کاووروزی
ہوا کی لیکن ایک کو غالبی و مغلوبی کی تمیز نہوئی اور وہ رات بھی کشتی ہی میں تمام ہوئی دوسرے روز جمشید نے کہا
اگر انجد امیر محمد دلاور پر غالب ہوا تو خداوند کوچک میں خطاب اسکو دونگا ابوحاکم نے کہا یہ تو معلوم نہیں ہوتا اسواسطے
کہ امیر محمد دلاور کی جنگ ایسی ویسی نہیں ہے امیر با توقیر نہایت باحواس لڑ رہا ہے آخر بوقت ظہر امیر محمد بہادر نے انجد پہلوان
کو دونوں ہاتھوں پر بلند کر لیا تھا یکایک زنجیر کمر اس گیدی کی ٹوٹ گئی اور وہ گیدی بیچارا زمین پر گرا اور امیر کے گھوڑے کو پکڑ ڈالا
امیر دلاور نے چاہا کہ پکڑ کر لے جاوے جمشید پلید نے بتعجیل طبل بازگشت بجوا دیا لشکر طرفین میدان سے پھر کے اپنے اپنے
خیموں میں آئے انجد پہلوان نے جمشید ملعون سے کہا تو کیسا خداوند ہے کہ میرے زور کو امیر محمد کے زور سے زیادہ نکر دیا
جمشید حرامزادہ بولا ابھی تک میری حکومت لشکر اسلام پر جیسی چاہیے جاری نہیں ہوئی اب خبر بھی اثر خداوندی پہونچ جاویگا
ابوحاکم نے کہا ای انجد تو بڑا کمبخت و بدبخت ہے ورنہ آج امیر محمد بہادر پر غالب ہو کر خداوند کوچک خطاب پاتا القصہ اس روز
جمشید پلید کو نہایت رنج و غم رہا آخر رات کو حسب معمول خمار جام دسیہ درون آیا جمشید نے حال اُس لڑائی کا اس کافر سے

بیان کیا وہ ملعون بولا مین کچھ تمام عالم کا ذمہ دار نہین ہون کہ مین ہر ایک تیرے پہلوان کے لیے محنت و مشقت شاقہ گوارا
کرون اور اُسکو صاحب قران بنا دون جو کچھ چاہیے وہ رتبہ مین نے تجھے دیا تو خود انصاف سے دیکھ کہ جسقدر لوگ جبل اعلا
مین حاضر ہین سب سے تیرا زور دہ چند ہی یہانتک کہ بہاالدین جسکا نام ہی آج دنیا مین کوئی مثل اُسکا شوکت و شان شجاعت
و بہادری و جرائت و قوت مین نہین ہی بلکہ تجھے بھی رتبہ اُسکا مثل آفتاب کے روشن ہی وہ بھی مغلوب ہوگا تجھکو وہ گرز
نے بناہ دیا ہی کہ اُس گرز کی ضرب سے وہ حواس باختہ ہو جائیگا آیندہ پھر اُسکی تقدیر اور تیرے نصیب اور تو کیا چاہتا ہی
جمشید ملعون نے کہا ای شاہ جادوان تیرے پاؤن کی خاک آنکھون سے لگاتا ہون اور نہایت منت و سماجت سے
سجدہ کیا اور تا دیر دست بستہ کھڑا رہا خناز جادو نے کہا تو کیا چاہتا ہی اور کیا قصد ہی جمشید ملحد نے کہا اب کل سے
خود میدان مین جایا کرونگا اور کسی کو تکلیف و زحمت نہ دونگا لوگ ہمارے لشکر کے ہرچند کہ مسلمانون پر غالب ہین لیکن
بعض مغلوب بھی ہو جاتے ہین اور طرفہ یہ معاملہ ہی کہ حالت غلبہ مین امراے اسلام کو زخمی کرتے ہین اور حالت مغلوبیت
مین مارے جاتے ہین خناز جادو نے کہا یہ امور اتفاقیہ ہین اور ایسے امور اتفاقی اکثر اوقات ہوا کرتے ہین اسلیے کہ تیرے
پہلوانون نے بھی تو پہلوانان لشکر اسلام کو قتل کیا ہی جمشید ملعون نے کہا ہان یہ تو سچ کہتا ہی ضرار منکوس منحوس لیل کا
ہان ایسا ہی اتفاق ہوا ہی قصہ کوتاہ جمشید نے پھر طبل جنگ بجوایا اور خود میدان مین آیا امیر محمد دلاور کو طلب کیا وہ شہریار
شہور شعار بھی نہایت کر و فر سے قدم جرائت و جلادت کو بڑھاتا ہوا امیر بہاالدین کی خدمت مین پہونچا اور امیر با توقیر
رخصت لے کے میدان مین آیا اور جمشید مغرور کے سامنے کھڑا ہوا جمشید کی نظر جو نہین جمال با کمال امیر محمد پر پڑی اور
اگلے حملے اُنکے یاد آئے نہایت غضبناک ہو کے کانپنے لگا کہا ای امیر محمد یاد ہی کہ تو نے مجھ سے کیا کیا سلوک کیے ہین اور
مین نے تیرے ہاتھ سے کیسی کیسی ایذائین اُٹھائی ہین امیر با توقیر نے کہا او ملعون مین نے تجھے ادا سکھے کہ ملکہ سرو سہی
کو تجھ سے لیا چونکہ وہ اہل اسلام سے تھی اور مین اُس سے ہمبستر ہوا اور تیری خواہر طرفہ لشکین خال کو تجھ سے
لے کے اپنے عیار یعقوب حرانی کے ساتھ نامزد کر دیا اور مین نے کیا کیا جمشید پلید یہ کلام سنکے زرد ہو گیا اور
مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کھایا اور ایک نیزہ امیر کے سینے پر کینہ سے مارا امیر نے اگرچہ اُس لعین کا نیزہ بفن دلاوری
و بہادری ہوائی کر دیا لیکن وہ تلوار کہ جو آب سحر سے بجھی ہوئی تھی زخم اُسکا سر پر کھایا یعقوب حرانی میدان سے لیگیا
ورنہ وہ نامرد چاہتا تھا کہ دوسری ضرب مین کام امیر کا تمام کرے یعقوب حرانی نے کہا او جمشید با وجود دعوی خدائی کے
ایسی نامردی کرتا ہی اپنی خدائی کو خاک مین ملائے دیتا ہی یہ کہان کا قاعدہ ہی کہ حریف مجروح کو زخمی کرے اور ایک پتھر فلاخن
مین رکھ کے اس زور سے جمشید کے مارا کہ سر اُس پلید کا شق ہو گیا اور اُسی جگہ بیٹھ گیا یعقوب حرانی امیر محمد کو لیگیا جمشید
نے دوسرا حریف طلب کیا لشکر اسلام سے امیر سیف الدین بن امیر بہاالدین جو کہ ہمسر امیر محمد تھا اپنے والد سے اجازت
حرب لیکے میدان مین آیا اور جمشید ملعون سے لڑنے لگا اور بقدرت خداوند قہار سے فن نیزہ مین غالب آیا آخر کو وہ

شاہزادہ بھی زخمی ہوا پھر امیر سلطان اور امیر خلیل دونون جمشید کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اس عرصہ مین شام ہوگئی
طبل بازگشت بجا امیر مجاہد الدین اور امیر جلال الدین نے ایسی ایک آہ جگر سوز کی کہ صاحبان اولاد کے دل ہل گئے امیر حمزہ
نے فرمایا اے برادر جمشید حرامزادہ پہلے تو ایسا زور آور نہ تھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ضار منکوس کی کرامات ہے کہ جسکے سبب سے
تلوار خطا نہین کرتی امیر جلال الدین نے کہا ہم ضار منکوس قرمساق کو ایسا نہین جانتے تھے ہرگز وہ ملعون اس لیاقت کا
نہین تھا ایسا ساحر یہ ملعون کیونکر ہوگیا قیاس مین نہین آتا او عجیب وقت مین سحر اس ملعون کا کارگر ہوا ہے کہ جس وقت
مین صاحب قران اکبر عالی وقار لشکر مین نہین ہین اور نہ کوئی ان حکماے عالی منزلت مین سے یہان تشریف رکھتا ہے
سلطان ابو الحسن جوہر نے کہا اس مادر بخطا کا راز ظاہر نہین ہوتا کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ اس جمشید ملعون کا حال معلوم
ہو کہ اس نابکار نے یہ سحر کہان سے بہم پہونچایا ہے القصہ ان امراے عالی وقار نے ملول و مکدر مراجعت فرمائی اور جمشید
پلید کمال سرور مین زر نثار کرتا ہوا پھرا اور گمراہون نے اس نابکار کو سجدے کیے اور اس غدار ناہنجار کی تعریفین کین
وہ گیدی بہت خوش ہوا اور برج جہان نما مین جاکے عیش مین مشغول ہوا۔ راوی کہتا ہے کہ ایک روز ابو حاکم نے بنظر خوشامد
جمشید پلید سے کہا اے خداوند تمنے کچھ حال زمرد شاہ باختری کا سنا ہے جمشید نے کہا بیان کر کیا ہوا ابو حاکم نے کہا زمانہ
قدیم مین ایک گمراہ کہ نام اسکا زمرد شاہ تھا وہ دعوے خدائی کرتا تھا اسکی داڑھی نہایت لمبی تھی اور ہر بال مین اسکی
داڑھی کے موتی پروئے ہوئے تھے مین چاہتا ہون کہ تم بھی اپنی ریش مبارک مین موتی پرودو کہ بندون کی نظر مین نہایت
زیب و زینت معلوم ہوگی جمشید پلید یہ سنکے بہت خوش ہوا اور اگرچہ داڑھی اس مردود کی بہت لمبی نہ تھی لیکن مونچھین
بہت دراز تھین مروارید گرانبہا جواہر خانہ سے منگائے اور اپنی داڑھی مونچھون مین پروئے اشلوط دیلم نے کئی جوڑے
موتی کی براہ خوشامد جمشید کے پیش کین غرض سب داڑھی اور مونچھون مین ہزار در غلطان صرف ہوئے یہ خبر لشکر اسلام
مین پہونچی کہ آج جمشید نے زمرد شاہ کا قصہ سنکے اسکی نقل کی یعنے اپنی داڑھی مونچھون کے بال مین موتی پروئے ہین
یعقوب حرانی نے کہا تف ہے اس داڑھی پر وہ مردود مسخرگی کو حد سے زیادہ عمل مین لایا یعقوب حرانی اور نہنگ
مصری مین مشورہ ہوا اور دونون کی راے اس امر پر قرار پائی کہ اگر یہان بفن عیاری کوئی کام کیجیے اور عیاری چل جائے تو
کیا خوب بات ہے پہلے نہنگ مصری کہ اول میں عیار باشی جمشید پلید کا تھا اب براہ ہدایت داخل اسلام ہوگیا تھا پایہ
کمال ہمت کو کام مین لایا اور یعقوب سے یہ صلاح کرکے جمشید ملعون کے پاس گیا اور کہا اے امیر کل عالم خواب مین
[illegible] بصورت مجسم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا او نہنگ تو کیون گمراہ ہوا ہے تیری عقل زائل ہوگئی ہے
جلد اٹھ اور ہمارے فرزند و نائب خاص کے پاس کیون نہین جاتا اور بھی کچھ کلمات مناسب کہے اور چاپلوسی بہت کی
اور پھر سجدے بھی مکر سے کیے دل مین لعنت بھی جمشید مرتد پر کی آخر ایسی خوشامد کی کہ جمشید گیدی دام مکر مین نہنگ
کے آگیا اور تقصیر نہنگ کی معاف کرکے ہاتھ نہنگ کے اپنے ہاتھ سے کھولے اور باتین ملامت آمیز کہتا رہا نہنگ

باتین اُسکی سنتا جاتا تھا اور عاذر کیے جاتا تھا الغرض دو تین دن مین جمشید کے دل کو بدگمانیون سے ایسا پاک و صاف
کیا کہ جمشید کو کسی طرح کا گمان بد باقی نہ رہا پھر ایک شاگرد یعقوب حرانی کو کہ نوخاستہ تھا اور یعقوب حرانی سے مانگ
لایا تھا اُس شاگرد کو حسینہ جمیلہ بنایا پھر اُس صورت پر وہ روغن ملا کہ جسکا نسخہ یعقوب حرانی کے پاس تھا اور یعقوب
حرانی نے ابوالحسن جوہری سے اور سلطان ابوالحسن جوہری نے جہتر توفیق سے حاصل کیا تھا اور جو اسکے روغن کی ساعت
معین تھی اس ساعت مین اُس زن مصنوعی کے چہرۂ زیبا پر خوب ملا تا اینکہ ہیئت اُسکی بالکل مبدل ہوگئی اور اُس
زن مصنوعی کو کلام حسب دلخواہ خوب تعلیم کیے لیکن جب تک یہ شعبدہ بنتے بنتے دو تین روز اور معرکہ آرائی رہی جمشید
ملعون نے اکثر دلاوران لشکر اسلام کو قتل کیا قریب تیس امراے نامی و گرامی لشکر ظفر پیکر اسلام کے مثل امیر معظم الدین
اور امیر نجم الدین اور امیر نجم الحق اور امیر شہاب الدین وغیرہ کے زخمی کیے امیر مجاہد الدین نامور ہر روز اُس کا فکر
بہ کیش خناز جادو کے ہاتھ سے تنگ ہوکر خون روتے تھے اور جمشید بلی جب جنگ سے تھکتا تھا جادو جیا رہ روز
لڑائی موقوف کردیتا تھا اور ہر روز رات کو اُس جادوگر ملعون سے اختلاط کرتا تھا اور افعال شنیع سے تنگ آکے
خاموش ہوجاتا تھا ناگاہ نہنگ عیار بھی اس راز سربستہ سے آگاہ ہوا کہ جمشید ہر روز بعد نصف شب کو ایک خیمہ مین
جاتا ہے اور وہان کسی کا دخل نہین وہ مکان تخلیہ ہے اور کوئی اُس راز سے آگاہ نہین ہے نہنگ نے ہرچند چاہا کہ اُس خیمہ
مین جائے لیکن نہ جاسکا اسوجہ سے کہ اُس ساحر حرامزادہ نے اُس خیمہ کو طلسم بند کردیا تھا اور اُس طلسم کی تاثیر یہ تھی
کہ جو وہان چلا بھی گیا تو نیند ایسی غالب ہوتی تھی کہ ہوش نہ رہتا تھا بس فقط ایک خمار منکوس منحوس کے علاوہ کوئی نہ جا
سکتا تھا نہنگ عیار نامدار نے اپنی تیزی عقل و فراست سے معلوم کیا کہ جسقدر فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے اس مکان سے
ہوتا ہے لیکن اور کوئی امر معلوم نہوسکا اصل معاملے کا پتہ نہ پایا ایک شب خناز جادو نے جمشید لعین سے کہا
مین نے اپنے طالع سے دریافت کیا ہے ایسا قران سخت ہے کہ جسکی حد نہین اس سبب سے مین چالیس روز تک خلوت
مین تنہا رہونگا اور اعمال سحر پڑھونگا بعد فراغ اس چلے کے تجھ سے ملاقات کرونگا اور تیرے طالع کو مسلمانان پر مع
معز الدین کے نہایت قوی دیکھا ہے اور سب اسباب تقویت و قوت کے مہیا کردیے ہین لڑے تو ہرگز خوف نہ کرنا سب
دلاوران اسلام کو اُسی تیغ بے دریغ سے جسکا نام خونریز رکھا ہے قتل و مجروح کرنا اور جب معز الدین سے سامنا ہو تو اُسی کو
جو کہ مین نے خاص تیری خوشی کے واسطے فقط معز الدین کے نام سے تیار کیا ہے جنگ و مقابلہ کرنا غرضیکہ
بہ خناز جادو نے جمشید کو تعلیم کیے جمشید نے بھی خوب ذہن نشین کرکے منظور و قبول کیے اور جدائی خناز جادو سے بہت
خوش ہوا کہ جتنے وقت تک جان بچی وہی غنیمت ہے کہ اُسکے اختلاط سے از حد تنگ تھا غرض بعد فراغ اس
سے رخصت ہوکر جمشید برج جہان نما مین آیا اور پھر عیش و عشرت مین بدستور مشغول ہوگیا اور جنگ
موقوف تھی ایک روز یہ گبیدی حرامزادہ غرفۂ جہان نما سے بیٹھا ہوا سیر صحراے پرفضا دیکھ رہا تھا ناگاہ

زیرہ غرنہ چلائی کہ ای جمشید اگر تو خداوند ہی تو مجھے اُس سے ملا دے اور میرا درد دل سُن اور فریادرسی کر جمشید نے یہ سنکے اُس زن فریادی
کو بلا لیا اور پوچھا کہ تو کون ہی اور تیرا کیا مطلب ہی بیان کر اُس عورت نے کہا ای خداوند صریحہ قانون نواز میرا نام ہی اور مین
اُستاد عصفور کی بیٹی ہون باپ میرا مر گیا ہی اور خالہ چاہتی ہی کہ اپنے بیٹے کے ساتھ نسبت کرے اور وہ مرد احمق بے ہنر ہی
اور مین ہنرمند ہون پھر مین کیونکر اُس بے وقوف سے راضی ہون جمشید ملعون کہ اغلام سے عاجز ہوگیا تھا اور نازنینون
کی صحبت کا شوق تھا چاہتا تھا کہ کسی نازنین زہرہ جبین سے صحبت ہو مگر خوف خناز جادو سے ظاہر نہ کر سکتا تھا کہ اُسکو
قطعاً منع کیا تھا غرض جمشید کو محل مین جانے سے منع کیا تھا اب وہ جادوگر چالیس روز کو گیا اُس ملعون نے فکر کی کہ اب
چالیس روز جو چاہونگا کرونگا کچھ خوف نہین ہی جب وہ ملعون آئیگا دیکھا جائیگا جمشید نے فرصت غنیمت جانکے اُس
زن فریادی سے کہا ای نازنین خداوند سے تو کسواسطے پردہ کرتی ہی اُس عورت نے جواب دیا کہ تیری خداوندی مجھپر ثابت نہین
ہی جمشید بولا کہ تو کسطرح کی ثبوت خداوندی چاہتی ہے اُس عورت نے کہا مین چاہتی ہون کہ اپنی مراد دلی پر فائز ہون جمشید
نے کہا یہ تو بہت آسان ہی تیری خالہ کی کیا مجال ہی کہ بدون تیری رضامندی تجھے اپنے بیٹے سے منسوب کرے مگر اسکے سوا
اور جو مراد دلی ہو وہ بیان کر اُس عورت نے کہا مین نے خواب مین دیکھا ہی کہ ایک بلندی پر بیٹھی ہوئی قانون بجا رہی ہون
اور تمام خلقت عالم مجھے سجدہ کرتی ہی اس خواب کے دیکھنے سے مین حیران ہوئی کہ مین کجا اور سجدۂ خلائق کجا مجھے
اسکی تعبیر بتا دیجیے کیا ہی جمشید نے دل مین خیال کیا کہ اس خواب کی تعبیر اسطرح سے ٹھہرانا چاہیے کہ یہ نازنین صاحب حسن
و جمال ہی مین اسے اپنی محبوبہ قرار دون اور اسکو سرفراز کرون اس صورت مین اگر مجھے سجدہ کیا گویا اسے سجدہ کیا یہ دل سے
مشورہ کرکے اُس عورت سے کہا ای نازنین پہلے تو اپنے حسن و جمال اور صورت زیبا کو دکھا پھر مین تعبیر خواب تجھے دونگا
اُس عورت نے کہا صورت دکھانے مین مضائقہ کیا ہی نہنگ مصری آگے آیا اور اُسکے منھ سے برقع ہٹا دیا اور کہا
محفل خداوند مین منھ چھپانا کیا ضرور اُسوقت جمشید کے پاس اور کوئی موجود نہ تھا فقط چند ملازم خاص تھے قصہ کوتاہ
نظر جمشید پلید جونہین اسکی صورت زیبا اور شکل رعنا پر پڑی اُس دختر ماہ پیکر چاردہ سالہ کو دیکھکے فریفتہ ہوگیا قریب
اپنے بلایا اور کہا قسم ہی مجھے اپنی تقدیر کی اور مین سچ کہتا ہون کہ تعبیر تیرے خواب کی یہی ہے کہ تو میرے پہلو مین جلوہ گر
ہوگی اور میری محبوبہ گردانی جائیگی ایسی حالت مین جو کوئی مجھے سجدہ کرے گویا تجھے سجدہ کیا ای صریحہ قانون بجا مین چاہتا
ہون کہ اپنا پہلو تجھ سے گرم کرون ضمارسنکس منحوس اور بیکران شاہ خارجی اور نصرون شاہ بہیجی اور ابو حاکم فردوسی
اور شبوط دیلمی اور التمومس و نجاشی کو بھی طلب کیا ضمارسنکس نہین آیا اور سب حاضر ہوئے اُس ملعون نے کہلا بھیجا
کہ آج میری طبیعت بدمزہ ہی مین نہین آسکتا بعد اسکے وہ عیار بچہ جو عورت کی شکل سے آراستہ ہوا تھا اور صریحہ نام اپنا
رکھا تھا اُسنے قانون لیکے بجانا شروع کیا تمام محفل محو ہوگئی جمشید پلید ہردم بیتاب و بیقرار ہوا جاتا تھا اُسوقت
صحبت مین مہتر نہنگ بھی شریک تھا جمشید نے حکم دیا کہ سامان مینوشی جلد آوے شراب مع اسباب ضروری متعلق

مثل کباب و گزک وغیرہ کے حاضر ہوا نہنگ عیار نے بعیاری اُس شراب مین دار وے بیہوشی ملادی اور جام گردش مین
آیا وقت شب کا تھا آہستہ آہستہ محفل گرم ہونے لگی جب حاضرین جلسہ مع جمشید پلید مست ہوے نہنگ نے اشارہ
کیا وہ عیار بہ ظریف و چالاک ساقی بنا اور بہنر و فن عیاران چالاک طبع صرف کرنے لگا جامہاے لبریز شراب بیہوشی آمیز سے
ہر ایک اہل محفل کو پلانا شروع کیے تا اینکہ وہ شراب قاتل ہر ایک کے حلق سے اُتری اور معدے تک پہونچکر اثر اپنا ظاہر کرنے
لگی ہر ایک بد انجام بیخود ہو کے حرکات بیہودہ اشخاص عمل مین لانے لگا بعد تھوڑی دیر کے وہ بیہوش ہوگئے جب بہتر
نہنگ مطمئن ہوگیا دروازے بند کر کے زمینہ کو بھی خوب خاطر خواہ بند کر دیا اُسوقت یعقوب حرانی بھی ایک طرف سے
پیدا ہو کے شریک کار نہنگ ہوا کیونکہ عرصے سے بہ تبدیل ہیئت وہان موجود رہتا تھا نہنگ نے اول چاہا کہ جمشید کو
بپشتارہ عیاری مین باندھ کے لیجائے اور قید کرے بسبب اسکے کہ صاحب قران اکبر تشریف نہ لائے لیکن یہ مردود بھی قید رہے
اسواسطے کہ شمشیر سے اس پلید نے اہل اسلام کو زخمی کیا ہے اور اکثر سلاطین کو قتل کیا ہوا خواہون کے داغ ہو رہے
تھے تسکین ہوگی گو لہ بار کو ہرچند چاہا کہ اُٹھا دے ممکن نہوا دونون نے مل کے زور کیا لیکن جنبش نہوئی اسوجہ سے
کہ وہ کافر سحر کے روغن روز بدن پر ملتا تھا جسم اس پلید کا آہنی ہو رہا تھا نہنگ جب نہایت تنگ ہوا یعقوب
حرانی سے کہا اے برادر عالی قدر حالت غفلت مین ہم لوگ صاحب قران اکبر کو اٹھا لیتے ہین اور اس ملحد کی سنگینی کہین
زیادہ ہے بڑی حیرت کی بات ہے کہ ایسا اسے کیا ہوگیا ایک نے کہا یہ اثر سحر کا ہے اسلیے کہ اسکے حالات اکثر متغیر ہوگئے ہین
سبب تبدل و تغیر سوا سحر جادو کے معلوم نہین ہوتا نہنگ نے کہا سچ کہتے ہو یہی وجہ ہے ناچار اس ارادے سے
درگذرے داڑھی مونڈی اور منہ کالا کیا پائجامہ اُتارا بیضون کو تاگے سے باندھا اور سرا اُس تار کا مضبوط دیلم کے بیضون مین
باندھ دیا اور لنگوٹا اسے بیچ کو اُسکی کمر مین باندھا سجاشنی اور نصروش وغیرہ کا حال بھی ایسا ہی بدتر کیا کسی کا نصف
چہرہ کالا اور نصف لال کسی کا زرد کیا برج جہان نما کے بالا خانہ پر لے گئے اور ہر ایک کو ایک کنگرہ سے خوب باندھا اور
داڑھیان سب کی صاف کین یعقوب حرانی نے کوت عیاری سے روغن نکالا اور چہرون پر ملا نہنگ نے کہا اے استاد یہ
روغن کیسا ہے یعقوب حرانی نے کہا یہ روغن خارشت پیدا کریگا جب ہوش مین یہ فرساق آوینگے افراط خارشت سے
بیقرار ہو جائینگے نہنگ نے دست استاد پر بوسہ دیا اور کہا حق امر یہ ہے کہ جائے استاد خالی۔ القصہ جب ان کامون سے فارغ
ہوے ملازم و غلام کی طرف توجہ ہوئی ہر ایک ملازم کو بحال خراب برابر لٹایا اور چا لنگوٹے کا پانی ہر ایک کے حلق مین اُتارا
کہ حالت بیہوشی مین تمام فرش کو خراب و نجس کرین اور ایک رقعہ اس مضمون کا لکھ کے مونچھ مین لٹکا دیا کہ اے جمشید ہم نے سنا
تھا کہ ابو حاکم نے نقل زمرد شاہ کی تھی یعنے اس احمق نے اپنی ریش نجس مین موتی لگائے تھے لیکن یہ نہ کہا کہ عیار عمر نام
نے اُسکی داڑھی بطمع مروارید خوب مونڈی اور مروارید لیگیا تو نے بھی اس مردک کی نقل کی اور داڑھی مین موتی پروئے ہم بھی
عمر عیار کی شکل بن کے داڑھی مونڈ لے گئے اسواسطے کہ بعد دن اسکے نقل پوری نہوگی ناقص رہتی اب وہ نقل پوری ہوگئی

بعد اسکے اسباب طلا و نقرہ چادر عیاری مین باندھا اور کاندھے پر رکھا دروازہ کھول کے نیچے اترے چوکیدارون سے کہا خداوند نے تمھارے سمجھے حکم دیا ہی کہ شراب ہر ایک کو خوب آج پلا دو یہ سُنکے سب نے سجدہ کیا ظریف نے ہر ایک چوکیدار کو ایک ایک جام شراب بیہوشی آمیز نہایت تیز و تند پلا یا ایک ہی جام مین ایسے بیہوش ہوے کہ سر و پا کا کسی کو ہوش نہ رہا دونون عیار نیچے اترے اور صحیح و سالم روانہ ہوگئے لشکر سے ایک فرسخ راہ طی کی ہوگی کہ فرساق دمشقی طلایہ کو گئے تھے اور اُدھر سے پھرے ہوے آتے تھے اُنھون نے دیکھا کہ تین شخص پشتارہ کاندھون پر رکھے چلے آتے ہین بمجرد دیکھنے اس حال کے فرساق بولا تم لوگ کون ہو اور کہان سے آتے ہو اور کہان جاؤگے اور یہ تمھارے کاندھون پر کیا ہی یعقوب حرانی اور نہنگ نے اپنے پشتارے ظریف کو دیدیے اور کہا تو لیچل کہ مال تلف نہو اور آپ نیمچے کھینچ کھینچ کے آگے بڑھے اور کہا تمھارے داماد ہین یہ کہکے مانند برق کے اُنپر جا پڑے

	یکے را بپا و یکے را بہ بر		یکے را بگردن یکے را بسر	

طرفۃ العین مین دو سو نفر کو واصل جہنم کر دیا فرساق و فرساق دمشقی قریب ان دونون کے پہونچ گئے یعقوب حرانی نے ایک نیمچہ فرساق قرم ساق کو مارا اور نہنگ نے فرساق دمشقی کو داخل نار کیا اُدھر اور جو باقی پیادے رہے تھے اُنھون نے یعقوب حرانی پر ہجوم کیا یہ دونون کب ٹلتے تھے مارتے پیٹتے صاف زندہ و سلامت چلے گئے اسطرح زندہ و سلامت نکل جانا فقط تاثیر دعاے امیر بانوقیر امیر مجاہد الدین نامدار سے تھا کہ وہ امیر نہایت پرہیزگار تھا۔ القصہ راہ صحرائی سامعون کے تعاقب کو کچھ خیال مین نہ لاے آخر اُن لوگون نے بھی راہ غلط کی اور کوچہ احمر مین پہونچ گئے سحر کیا تھا یہ تینون عیار طرار لشکر اسلام مین داخل ہوگئے امیر حمزہ اور امیر مجاہد الدین نامور کی خدمت مین حاضر ہوے اور جو عیاری کی تھی مفصل بیان کی امیر با توقیر اور سب جوانان اہل اسلام نہایت خوش ہوے اور آفرین و تحسین سبھون نے کی لیکن امیر مجاہد الدین نے کہا یہ مین خوب جانتا ہون کہ جمشید مردود اس ذلت و خواری پر بھی اپنی وضع سے دست بردار نہو گا کہ نہایت بیحیا اور حرامزادہ ہے۔

اب دو کلمے حال جمشید پلید کے گوش گذار ہوتے ہین

کہ جب صبح ہوئی اور مردان لشکر برج جہان نما کے نیچے آئے یہ تماشا نیا دیکھا کہ وہ صور نہایت عجیب و اشکال غریب کنگرون پر دیکھین جیسے زندگیاں ہلتے ہین اور نہایت حیران ہوے بعضون نے کہا یہ کیسی تقدیر خداوند نے مقدر فرمائی وہ نئی قسم کی صورتین خداوند نے پیدا کی ہین طرفہ تحفل روسیاہ ہونگی برج پر معلوم ہوتی ہین کسی نے کہا شاید نگہبانان قدرت ہون کہ شایقات خداوند کے لیے آئے ہون غرض ہر شخص اپنا اپنا خیال ظاہر کرتا تھا لیکن ان لوگون کے چہرون پر ایسا روغن عیاری ملا ہوا تھا کہ کسی کی شکل کوئی پہچان نہ سکتا تھا جب اُن ملاعین کی بیہوشی برطرف ہوئی اور رفاہیت سے

زور کیا بے اختیار ہاتھ اُٹھا لئے اور جوتیون کے تلے جو ہاتھ مین عیارون نے باندھ دیے تھے وہ منھ پر پڑنے لگے
جس جس جگہ کھجلی ہوئی وہین جوتا پڑا ایسی پاپوشکاری ہوئی کہ جسکا حساب نہین عجیب لطف تھا بیچ مین اشبوط بلیم
بیٹھا تھا اور منھ پر جوتیان لگا رہا تھا اب جمشید پلید ہوش مین آیا کہ اسکی بیہوشی سب سے زیادہ تھی اُسنے بھی اپنے
منھ پر جوتیان مارین عیارون نے شمعین بجھا دین تھین اور مشعل اُس کیدی کا منھ کالا کیا گیا تھا اسوجہ سے وہ
داغ شقاوت عیاران اہل اسلام پر ظاہر نہین ہوا ورنہ نظر آیا ورنہ بڑی قباحت لازم آتی یہ تاثیر دعا سے امیر
مجاہد الدین کا سبب تھا مردان معتقدان جمشید پریشان ہوئے اور ہنستے تھے اور یہ ناپاک اپنے حال مین سرگردان
جوتیان مارتا ہوا اُٹھا ادھر غلام وغیرہ بھی ہوش مین آئے اُنھون نے بھی اپنا عجیب حال دیکھا اور لطف یہ تھا کہ
جو کوئی نیچے اُترتا تھا جمشید پلید کو برج کے اندر اور اشبوط وغیرہ کو باہر کنگورون پر دیکھتا تھا متحیر خاموش ہو جاتا تھا
آخر ضارمنکوس کو یہ خبر پہونچی وہ بتعجیلت تمام پہونچا یہان آکر یہ حال عجیب دیکھا حیران رہگیا جمشید کی موچھ سے وہ
رقعہ کھولا اور پڑھا جمشید ملعون کو سنایا جمشید یہ بات سُنکے ہنسا بولا زمرد شاہ بڑا بادشاہ تھا کہ اُسنے دعوے خدائی
کیا تھا خوب ہوا بہت چیزون مین مجھے اُسکی پیروی حاصل ہوئی اور یہ بھی تقدیر خداوندی تھی جو خداوند طبیعت مجردہ
نے ظاہر کی اور میری خداوندی کو اس دلیل سے خوب ثابت کیا کہ قران کنگرہ سوار کو بھی اُتارا اور علت فارشت پوچھی پھر
اُس روغن کو دھویا دو تین روز مین وہ کھجلی برطرف ہوئی وہ سب ایک ہفتہ تک بیحال رہے لیکن اُس عرصہ مین جمشید
نے ہرچند چاہا کہ خناز جادو سے ملاقات ہو وہ نابکار بخوف جان ایسا پوشیدہ ہوا کہ ضارمنکوس تک کو اُسکا پتہ نہ ملا
لیکن جمشید نے اُسی غصہ مین طبل جنگ بجوا دیا اور لشکر اسلام مین صدائے طبل جنگ پہونچی امیر مجاہد الدین نے
فرمایا ہماری طرف بھی کوس حربی بجے انشاء اللہ تعالی فتح پائینگے

اب راوی اُس جمشید ملعون کو ذلت وخواری مین آمادہ جنگ وجدل رکھتا ہے اور کچھ احوال فرخ اشتمال فلک قدر یعنی صاحبقران اکبر معز الدین نامور کا معرض بیان مین لاتا ہے

راویان اخبار ونا قلان آثار اسطرح قلم فرسا ہوتے ہین کہ شہریار کامگار صاحبقران اکبر روزگار گل گلستان سیادت
میوۂ باغ نبوت سلطان واجب التعظیم معز الدین ابو تمیم کا قصد نکاح صغرا ملکہ صبیح روشن گہر اور ملکہ صبیح دلکشا سے
ہے اور ملکہ صبیح دلکشا اور ملکہ ماہ سیما کے باہم ہرچند کہ تکدر خاطر وغبار ملال راہ پائے ہوے تھا لیکن شراب حکیم قسطاس الحکمت
اور حکیم عبقرطوس کے پینے سے وہ ملال دفع ہوا اور باہم ارتباط اخلاق اسقدر ہوا کہ جسکی حد ونہایت نہین اور علاوہ برین
زاہدہ خاتون نے بھی آپس مین ملکہ صبیح دلکشا اور ماہ سیما اور صبیح روشن گہر کے مصالحہ کرا دیا تھا اور حکیم قسطاس الحکمت
اور حکیم ابو المحاسن اور حکیم منشیان قصر النیرین مین سامان عروسی صاحبقران اکبر کے دون جشن مین مشغول ہین اور

اس مکان رفیع الشان کو مانند باغ زاہدہ خاتون کے جشن کتخدائی صاحب قران اعظم مین آراستہ کیا تھا اور نہایت زیب و زینت دے رہے ہین پہلے تسطیر ہوچکا ہی کہ جو باغ قصر النہرین دروازہ دوم طلسم اجرام و اجسام ہوا اور ہنوز نظر سے اہالیان طلسم کی مخفی ہی حکیم قسطاس الحکمت نے اسکو کھول دیا صاحب قران اکبر تا سور آہنی دروازے سے عجائبات حکیم ارسطو مین داخل ہونگے ملکۂ نوبہار اور ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کو لائینگے اور ملکۂ شمسہ تاجدار کو جبل اعلے سے لیجائینگے اسی واسطے سب مقام آراستہ ہورہے ہین اور امیر مجاہد الدین وغیرہ اپنی اپنی محبوبان پریزاد کو بھی لیجائینگے لیکن صاحب قران اکبر کا عقد صغرا کہ ہر دو صبح سے مقرر ہوا ہی اس طلسم مین جو مفتوح ہوچکا ہی قرار پایا ہی مقام شہر عسکریہ سے قلعہ یاقوت نگار تک کہ بیس فرسخ کی مسافت ہی دو رویہ آئینہ بندی ہوئی ہی اور قندیلین طلائی و نقرئی مرصع کار ہر رنگ کی آویزان ہین اور ملکۂ صبح روشنگہر اور ملکۂ صبح دلکشا دونون قصر یاقوت نگار مین رہین اور ملکۂ ناطقۂ روشن بیان و خلدانہ اور سروسہی اور حلقۂ مشکین خال صاحب قران اکبر کے سامان عروسی مین بصد آرزو مصروف ہوئین ملکۂ نوبہار گلشن افروز اور ملکۂ ناطقۂ روشن بیان اور ملکۂ شمسہ تاجدار اگرچہ ایک بار اپنے مقام مین گئی تھین پھر تاریخ مقررہ مین موافق وعدہ کے حاضر ہوئین ملاحت پری بنت علیدون عابد نوبہار گلشن افروز کی طرف اور گوہر بزم افروز جانب شمسہ تاجدار تھی یہ دونون کنیزون کی طرح مطیع حکم تھین القصہ جب کل سامان مرتب ہوچکا صاحب قران اکبر فلک قدر شہر عسکریہ سے سوار ہوئے اور مع ملک اذفرشاہ قلعہ یاقوت نگار مین تشریف فرما ہوئے اسواسطے کہ والدۂ مکرم ملکۂ صبح روشنگہر کے اور سرخ پوش والد ملکۂ صبح دلکشا کے بھی مع افواج پریزادان حاضر تھے اور ابو الحسن جوہر صاحب قران اکبر کے ساتھ حاضر تھے صاحب قران اکبر نے بیس فرسخ زمین کی مسافت کو دو روز مین طی کیا تھا اس طریق سے کہ شب کو سوار ہوتے تھے اور دن کو آرام فرماتے تھے اور شکار بھی کھیلتے تھے سب سرداران بنی الجان ہمراہ رکاب فیض انتساب شاہزادہ تھے غرضکہ آتشبازی کی سیر کرتے ہوئے بساعت سعید داخل قلعۂ یاقوت نگار ہوئے۔ سلطان سرخ پوش ملک اذفرشاہ سعادت قدمبوسی سے مشرف ہو تیسرے روز حکیم قسطاس الحکمت اور حکیم ابو المحاسن اور حکیم اخشیجان اور حکیم عقرطوس جنی بھی پہونچے قلعۂ یاقوت نگار کو آئینہ بندی و چراغان وغیرہ سے ایسا آراستہ کیا تھا کہ فلک پیر نے بھی باین گردش لیل و نہار نہ دیکھا ہوگا اور واقعی ایسی آرایش و زینت تھی کہ باید و شاید خیمہ شاہی سے ایوان قصر خاص تک فرش اطلس چین و دیبا کا بچھا ہوا تھا اور صبح دل کشا کے لیے علیحدہ ایک مکان عالی شان آراستہ کیا تھا ملکۂ نوبہار گلشن افروز مع متعلقین وہان موجود تھین چنانچہ اسی طور سے چند روز گذرے یہان تک کہ روز عقد آیا اول ملکۂ شمسہ تاجدار وغیرہ نازنینان بنی آدم سوار ہو کے مکان ملکۂ صبح دل کشا مین گئین اور آپس مین نہایت محبت و اتحاد سے پیش آئین اور خوب خرم و دلشاد ہوئین پھر صاحبقران اکبر روزگار سوار ہوئے اور سلاطین جن و انس بہ تجمل شاہنشاہی دکر و فر تا فلک شاہی چلے۔ قطعہ

سلاطین جن و پری آدمی
بصد انبساط و بصد خرمی
ہمہ در رکاب شہ مہ لقا

رسیدند در خانۂ دل کشا | بیکے بزم چون خلد آراستند | می و عود را مشکران خواستند
بداماں آن محضر اوج وقار | نمودند داماں صبح استوار | بایوان صبح دوم بردراہ
بجوش خرمی چہرۂ ہمچو ماہ | کہ او را لقب بود روشن گہر | عروس بعد زینت و کر و فر
بان شاہ ہم عقد را خواستند | طبقہاے گوہر برافشاندند

الغرض پہلے صبح دل کشا کا عقد پڑھا گیا پھر اُسے ساتھ لیے باغ صبح روشن گہر مین گئے اور اُس نازنین کا عقد نہایت انتظام سے ہوا لیکن مقدمۂ زفاف مین ہرچند ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار گلشن افروز نے صریحا کہا لیکن صاحبقران اکبر نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ یہ حرکت بعد عقد کہہ لے عمل مین آئیگی قصہ کوتاہ دوسری نازنینون کے ساتھ گرم صحبت رہے حکیم قسطاس الحکمت سے دریافت فرمایا کہ اے استاد عالی نژاد اب کیا حکم ہوتا ہو لشکر کی طرف سے خاطر پریشان ہو جب جمشید پسا دشمن سر پر موجود ہو پھر کسطرح اطمینان خاطر ہو اگرچہ میرے یہان بھی دلاوران تہور شعار و صف شکن موجود ہین لیکن احتیاطا خاطر خواہ ہی چاہتا ہون کہ جلد رزم و بزم کا مقدمہ فیصل کر دون اور سعادت قدمبوسی والدین جلد حاصل کرون اب دل مشتاق دیدار والدین کی تاب نہین رہی حکیم صاحب نے فرمایا مبارک ہو اب اس طلسم مین کچھ کام باقی نہین رہا ہو اگر ہے تو بہت سہل ہو لوح بیضا سے دریافت کرنا چاہیے صاحبقران اکبر بموجب ارشاد حکیم صاحب والا تبار مطالعۂ لوح مین مصروف ہوے لوح سے یہ مضمون ظاہر ہوا کہ اے سعید عالی تبار و اے شاہزادہ کامگار اے زوج ملکہ شمسہ تاجدار الحمد للہ کہ کام حسب دلخواہ دوستان سرانجام پذیر ہوا چارون مرحلہ طلسم بیضا تمام و کمال شکستہ ہو چتر یاقوت خزائن بیشمار اشجار جواہر جبل چراغ سلیمانی شجرۃ الذہب طلسم حیرت کدہ آصفی مع دختر فرمان فرما عصر سب مال تمھارا او ر عروس کا جہیز ہو جب عقد دختر بلند اختر ملک افروز شاہ سے فراغت ہو جائے حصار بھی برطرف کرو اور بعافیت تمام باہر تشریف لیجاؤ دشمنان دین جو اس زمانے مین زیر جبل ایستادہ جمع ہین اور تمھارے لشکر ظفر پیکر پر ظلم و تعدی کرتے ہین انکا استیصال ضرور ہو بلکہ واجب ہو پھر سامان جشن محبوبۂ اصلی مین مشغول ہونا کہ شکر پروردگار عالم بجالاؤ لیکن شکست حصار کا طریقہ یہ ہو کہ باہمین قلعۂ یاقوت نگار اور قلعۂ عسکریہ دست راست جانا تا اینکہ احاطہ مختصر ملیگا اور اُس چہار دیواری مین چار دروازے دکھائی دینگے ہر دروازے پر ایک عفریت مہیب بیٹھا ہوگا تمکو چاہیے کہ زاغ مہر سے کام لو کہ یہ اُسکا عمل آخری ہو پھر اُسکا باطل ہونا کچھ مشکل نہین ہو یہی ترکیب کافی ہو جب وہ طلسم باطل ہو جائیگا پھر جس دروازے سے جی چاہے داخل ہو جانا قدرت قادر حقیقی دیکھنا بعدہ باہر آنا اور دروازۂ مشرقی سے شروع کرنا اُسکے بعد اُسکے عفریت موکل کو بزور بازوے صاحبقرانی مغلوب کرنا جب وہ عفریت آگاہ ہوگا کہ تم صاحب لوح ہو اور زوج ملکہ شمسہ تاجدار ہو تب وہ تم سے اپنا اظہار اسلام کریگا اور اقرار مسلمان ہونا چاہیگا تم قبول نہ کرنا کہ وہ مردک فریبی و دروغ گو ہو اُسکو زندہ نہ چھوڑنا مار ہی ڈالنا پھر دروازۂ شمالی کی طرف تشریف لیجانا

موکل عفریت بشان و شوکت سامنے آئیگا اور طرح طرح سے خائف کریگا ہرگز اسکی باتون پر التفات نکرنا اور طالب جنگ ہونا
اور جسقدر وہ نابکار حربے کرے تم اُن حربون کو بدرستی حواس رد کرنا آخر الامر نوبت کشتی کی آئیگی تم بھی کشتی مین آمادہ ہو جانا
اور اُس گبر مغرور کو بقوت تمام اس زور سے زمین پر گرانا کہ چارون شانے چت ہو جائے پھر اسکے سینۂ پر کینہ پر سوار ہو کر ہلاک
کرنا اور اگر وہ اسلام قبول کرے اور مطیع ہو تو امان دینا اور طرف دروازۂ غربی کے جانا عفریت موکل دروازہ کو خوب زور
سے الکارنا تمھاری صداے مہیب سُنکے آئیگا بعد مغلوب ہونے کے تمھارا مطیع ہو جائیگا پھر باب الجنوب کی طرف تشریف
لیجانا اس عفریت موکل دروازۂ جنوب کو بھی قتل کرنا کہ قتل آخر اسی گبر سے مراد ہے پھر حصار طلسم بھی برطرف ہو جائیگا جبل اعلے اور
قصر یاقوت نگار ایک ہو جائینگے مگر طلسم جبل اعلے اور قصر اخضر بعد عروسی ملکہ شمسہ تاجدار برطرف ہو جائیگا صاحبقران اکبر
نے لوح کو ملاحظہ فرماکر بوسہ دیا اور بغل مین رکھ لیا اور اس عبارت لوح کو مفصل جناب حکیم صاحب سے بیان کیا حکیم صاحب
نے فرمایا بسم اللہ تشریف لیجایئے اور حسب الارشاد لوح عمل مین لایئے صاحبقران اکبر حکیم صاحب سے اجازت
پاکے روانہ ہوے وقت ظہر وہ احاطہ دکھائی دیا زاغ مہرہ پاسے جیب مین باندھا غائب ہوے اور باب المشرق پر پہونچے
وہان طرفہ موکل دکھائی دیا کہ سر تو سانپ کا اور جسم آدمی کا نہایت غیظ و غضب آلود گرز ہاتھون مین لیے کرسی آہنی پر
بیٹھا ہے اور دمبدم جماہیان لے رہا ہے جب منھ مثل درہ کوہ کے کھولتا ہے دہن ناپاک سے شعلہاے آتش نکالتا ہے
اُس شہریار نامدار نے اُس شکل مہیب کو دیکھ کے کہا کہ اس ہیئت کا دیو کم دیکھنے مین آیا تھا پناہ بخدا اور آگے بڑھے
باب الشمال پر پہونچے وہان دیکھا کہ ایک عفریت کہ چہرہ اُسکا آدمی کا اور جسم سارا شیر کا کرسی آہنی پر بیٹھا ہے اور آگے بڑھے
باب الغرب مین تشریف لے گئے وہان ایک شخص ملاحظہ مین آیا کہ سر شیر کا اور دہن آدمی کا تھا - آگے بڑھے باب الجنوب
پر پہونچے وہان ایک اور بلاے روزگار دیکھی کہ جسم سانپ کی صورت اور چہرہ سور کا لیکن انتہا کی ہیبت اُس موکل
کی صورت سے پیدا تھی قصہ کوتاہ وہ شہریار عالی وقار بعد اس سیر و تماشے کے کہ جو عجیب و غریب تھا اندر داخل ہونے کا
قصد کرنے لگا اور باب الشمال سے داخل حصار ہوا وہان ایک دریاچہ دیکھا کہ تمام حصار اُس سے بھرا ہوا ہے اور کوئی
چیز اُس مین نظر نہین آتی صاحبقران اکبر نے بجاے خود خیال کیا کہ اگر ایسا ہی تماشا ہے قدرت مشاہدہ کرتا ہے
تو کوئی بحر النجوم کیون نہ دیکھیں بیفائدہ حیران و پریشان کیون پھرین ناگاہ تہ آب مین جو نظر کی فی الواقع طرفہ تماشا
نظر آیا کہ کبھی نہ دیکھا تھا نہایت حیرت ہوئی اور کہ تو وہ مقام جہان تیر یاقوت نصب تھا وہان ایک خندق دیکھی اور
کنارے اُسکے اپنے کو استادہ دیکھا پھر چشمہ مائیل دکھائی دیا پھر دیکھا مائیل سے لڑ رہا ہون اور سنگین بھی وہان
موجود ہے اور کوہ زاغان نظر آتا ہے غرق بحر حیرت ہوے پھر سمجھا کہ طلسمات طلسم باطل ہو رہے تھے شبیہ جنگ جادوان
افواج لاقوت شاہ پدر شمس و شمامہ بانو شیرہ زنگ اور فرزند کو بھی دیکھا کہانتک بیان کیا جائے قصہ کوتاہ ابتدا سے
انتہا تک جو دیکھا تھا اور کام کیے تھے یا دیوؤن کو مارا تھا اور فریب مین گرفتار ہوے تھے حمام زنان اور قلعہ یاقوت نگار

گنبد ہیکل حکیم طیفوس مراحل ثلثہ باقیہ سب پھر دوبارہ پانی مین دیکھے شام تک یہ تماشا دیکھا کیے دل مین کمال تعجب فرمایا اور علم وہنر اور رائے حکماے متقدمین پر آفرین وتحسین کی الغرض مغرب کے وقت تک یہ تماشا سے عجائبات ملاحظہ فرماکر وہان سے برآمد ہوے دل مین خیال فرمایا کہ رات ہوگئی ہی اس شب تاریک مین ان عفریتون سے جنگ وجدال کرنا نہایت بے لطفی کی بات ہی کل صبح کو انشاء اللہ تعالے جنگ وجدل کر لینگے اور بعد اسکے کشکر ظفر پیکر مین بھی جانا ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ توقف کیجیے غرض سامنے ایک کوہ بلند تھا اس کوہ کی طرف روانہ ہوے اور دل مین کہتے تھے کہ اس کوہ پر جہان کہین درخت میوہ دار ہوگا اور چشمہ آب شیرین بھی ملیگا وہین تمام رات بسر کرونگا غرض بالاے کوہ گئے سیر کرتے ہوے چلے جاتے تھے اس پہاڑ پر تاریکی بہت نہ تھی درخت میوہ دار اور آب خوشگوار کی تلاش تھی ناگاہ ایک مقام ملا کہ وہان حجرہ سنگین بنا ہوا تھا اسکے آگے ایک چبوترہ نہایت خوش قطع اور مصفا تھا اس چبوترہ پر فرش نہایت پاکیزہ بچھا ہوا تھا اور دو فانوس اُنمین دو شمعین کافوری روشن تھین اور شمعدان اُنکے طلائی تھے اور ایک مسند مغرق بچھا ہوا آراستہ تھی اور دیکھا کہ ایک جوان کہ سن اُسکا بیس برس کا ہوگا وہ مسند سے علیحدہ بیٹھا ہی ہر ساعت کھڑا ہوتا ہی اور مسند کو سلام کرتا ہی اور کہتا ہے اے صاحب قران اکبر روزگار اوے شاہزادۂ عالی وقار کیا ابھی تک وہ وقت نہین آیا کہ تو بدولت اقبال اس مسند کو قدم فیض توام سے زیب وزینت بخشے اور مجھ بیچارے مراد مند کو منزل مقصود تک پہونچا دے حضور کے قدم شریف کا امیدوار بیٹھا ہون جسقدر جلد رونق افزا ہوگا عین لطف وکرم ہی یہ کہتا تھا اور زار زار مثل مانند ابر نوبہار روتا تھا صاحب قران اکبر نظر سے غائب تھے اس تماشاے حیرت فزا کو ملاحظہ فرماکر حیران ہوے دل مین کہا اے معزالدین طلسم مفتوح ہوگیا مگر عجائبات حیرت افزا ابھی تک باقی ہین اس بیچارے سے حال دل پوچھنا چاہیے کہ اسکے چہرے اور بشرے سے آثار شرافت ظاہر ہین اور کچھ بوے محبت بھی آتی ہے غالب ہی یہ جوان کسی پری کا عاشق زار ہی اور اُسی کی اُلفت ومحبت سے سرشار ہی القصہ مہرے کو پاے راست مین باندھ لیا اور ظاہر ہوے اور فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیکُم اے جوان ذیشان وہ جوان مجرد سننے اس آواز کے بے اختیار فوراً اُچھل پڑا اور عرض کیا وَعَلَیکُمُ السَّلَام اے شاہزادۂ عالی جاہ والا بارگاہ اور فوراً قدمون پر سر رکھ دیا اور بوسے دینے لگا اور آنکھون کو پاے مبارک پر ملنے لگا اور پھر اُٹھا گرد پھرا اور کبھی خوشی سے ناچتا تھا اور اپنے بخت کی رسائی اور بلندی طالع سے خوش ہوکر تعریفین کرتا تھا صاحب قران اکبر عالیشان نے فرمایا بس اے جوان ان حرکتون کو موقوف کر اور اپنا حال ہمسے بیان کر کہ تو کیون اسقدر رویا اور پھر باعث شادی کا تیری کیا ہوا۔ اُس جوان نے صاحب قران اکبر کے ہاتھون کو آنکھون سے لگایا اور بوسہ دیا اور کہا حضور اس مسند پر رونق افروز ہون تو مین حال زار اپنا عرض کرون الغرض صاحب قران اکبر نامدار مسند پر رونق افروز ہوے اور فرمایا ہان بیان کر اُس جوان نے عرض کی اے شہریار گردون وقار ایک روز حضور آئنہ

فرمالین اور خستگی راہ دفع ہو لے تو پھر حال عرض کرون گا وہان سے اٹھا اور ایک حجرے مین گیا اور شربت نہایت سرد و لطیف
ایک ظرف جواہر نگار مین لایا اور صاحب قران اکبر کو وہ شربت پلایا بعد اسکے قہوہ تیار کرنے لگا حال اس جوان کا یہ تھا کہ بار
بار گرد پھرتا تھا اور خوشی کے مارے تالیان بجاتا تھا صاحب قران اکبر اسکی حرکات سے حیران تھے دل مین کہتے تھے
یہ کون شخص ہی پھر یہ جوان گیا مرغ ذبح کیا چانول نہایت تحفہ لایا اور مصالحہ حجرے سے لایا تین چار چاندی کی انگیٹھیان اور
دیگچیان لایا نہایت سلیقہ سے پلاؤ پکایا قہوہ جب تیار ہو چکا صاحب قران اکبر کو پلایا صاحب قران اکبر نے فرمایا اے جوان
قہوہ اور شربت پیا اور پلاؤ بھی تیار ہے اب تو خاطر جمعی سے بیٹھ حال اپنا بیان کر اور مفصل ہمسے کہہ کہ تو کون ہی کہان کا رہنے والا
ہی اور نام تیرا کیا ہی اور اس طلسم مین کیونکر گرفتار ہوا یہین کی تیری پیدائش ہی مگر ایسا تو ضرور ہی معلوم ہوتا ہے وہ جوان
صاحبقران اکبر عالیشان سے یہ سنکے کہنے لگا بہت خوب اور پھر حجرے مین گیا اور رکابی لوز بادام کی لایا کہ نہایت عمدہ طور
سے تیار کی ہوئی تھی صاحب قران اکبر کے آگے رکھدی اور عرض کی اے شہریار جبتک پلاؤ تیار ہو تھوڑا تھوڑا اس لوز سے
تناول فرمادین صاحب قران اکبر نے ایک لوز بادام اٹھائی اور نوش فرمائی۔ فرمایا نے اب حال اپنا بیان کر لیکن صاحبقران اکبر کے

صاحب قران اکبر فلک قدر کی بہزاد سے ملاقات کرنا اور بہزاد کا بجوش آمد پیش آنا اور جو کچھ ما حضر تھا پیشکش کرنا اور صاحب قران کا نوش فرمانا اور حال پوچھنا

دل مین کچھ شک واقع ہوا لوح کو ملاحظہ فرمایا کہ مبادا کوئی اس مٹھائی مین یا کھانے مین فریب ہو لوح صاف معلوم ہوئی سمجھے

ہی ہوسے صدق بھی اُسکے کلام سے پائی گئی پھر اُس جوان نے آداب عرض کیا اور سامنے صاحب قران اکبر فلک قدر کے
آکر مودب بیٹھا اور احوال اپنا عرض کرنے لگا کہ ای شاہزادۂ عالم پناہ یہ غلام اصل مین وزیرزادہ ملک متین آہن پوش کا ہی
اور نام اس بندہ کا بہزاد نوجوان ہی اور نام میرے باپ کا خواجہ خسرو ملک ہی اس سے پہلے جناب عالی اس طلسم مین
تشریف فرما ہون لاقوت شاہ جنی اگرچہ کافر اور جن ہی اور ملک متین آہن پوش خداپرست اور بنی آدم ہی لیکن بسبب
مشارکت حکومت و سلطنت مراحل طلسم کے باہم بظاہر اتحاد و یکجہتی چار ملک رکھتے تھے لاقوت شاہ جنی نے اپنے
وزیر فرقوت کو بھیجا اور پیغام محبت آمیز دیا ملک متین نے اُسکا جواب قلمی کیا اور میرے باپ خسرو ملک کے ہاتھ بھیجا
غلام سیر شہر عسکریہ کے ارادے سے اپنے والد کے ساتھ گیا میرا باپ ایک مہینہ لاقوت شاہ جنی کا مہمان رہا مین بھی وہان
رہا بنی آدم اور بنی الجان دونون باہم مخلوط تھے مین شکار کا نہایت شوق رکھتا تھا ایک روز اپنے باپ سے اور لاقوت
جنی سے اجازت لیکر شکار کو گیا وقت مراجعت ایک باغ مین گیا وہان آرام کیا میرے ساتھ دو غلام اور ایک گھوڑا تھا
ایک غلام گھوڑا لیے باہر کھڑا رہا اور دوسرا غلام بھی بضرورت چند در چند دروازے سے باہر نکل گیا اُس روز اتفاقاً
زادان ساحر شاگرد فرقوت وزیر کی دختر سیر کو آئی تھی باغ کو خالی سمجھ کے اندر باغ کے چلی آئی کنیزین بھی ساتھ تھین
وہ سیر کرتی ہوئی جہان مین سوتا تھا وہان پہونچی میری آنکھ اُسکی آواز سے کھلی اور اُسکے جمال جہان آرا پر نظر پڑی
بے اختیار دل اُسکے دام زلف مین اسیر ہوگیا اگرچہ اول اُسکو تشویش زیادہ ہوا لیکن بمقتضا - مصرعہ

دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر

اُسکا دل بھی مائل ہوا اُسنے میرا حال پوچھا مین نے اپنا اظہار حال عشق کیا اور اپنی خواہش دل سے بھی آگاہ کیا پھر وہ
نازنین میرے ساتھ نہایت دلجوئی اور گرم جوشی سے پیش آئی اور بعد زوال آفتاب باغ سے اپنے گھر گئی لیکن مجھسے
وعدہ کر گئی کہ فلان روز مین آؤنگی اور رات کو اسی باغ مین رہونگی اگر تجھسے ہوسکے تو تو بھی آنا مین نے قبول کیا روز
موعود باپ سے شب باشی کی اجازت لے کے ایک اور باغ مین جو کہ اُس باغ سے قریب تھا گیا اور اپنے ساتھیون
اور دو ملازمون کو بحیلہ و بہانہ اُس باغ مین چھوڑ دیا اور مین مقام موعود مین گیا اُس نازنین کا گلچہرہ پری نام تھا وہ میرا
انتظار کر رہی تھی جب مین وہان پہونچا بعد اقوال و افعال راز و نیاز کے ہم دونون باہم بیٹھے شراب نوشی ہوئی رات بھر
خوب بوس و کنار کی صحبت گرم رہی صبح کے وقت اُس نازنین سے رخصت ہو کے مین اپنے گھر آیا اور وہ بھی اپنے گھر
گئی قصہ کوتاہ جبتک اُس شہر مین رہا ہفتہ مین دو تین راتین ضرور اُس نازنین سے سرگرم صحبت ہوتا تھا یہانتک کہ
لاقوت شاہ جنی نے میرے باپ کو رخصت کیا آخر مین بھی ناچار با دیدۂ اشکبار ہمراہ والد ماجد کے روانہ ہوا اُس نازنین کو
بھی اپنے فراق مین نالان و گریان چھوڑا ای شہریار فلک اقتدار اب کیا عرض کرون کہ اُسکے فراق مین میرے دل پر کیا صدمہ
گذرا غرض مین اپنے ملک مین آیا غلام نے گلچہرہ پری کو مسلمان کیا تھا اسوجہ سے میرا دل اور بھی اُسکی آتش فراق مین [illegible]

چلتا تھا۔ زادان وزیر بدبخت و بدمذہب سحر خوب جانتا تھا یقین ہوا کہ بسبب اُس ملعون کے اُسکا دستیاب ہونا زندگی میں بہت محال ہے ناچار صبر کیا۔ مصرعہ

صبر کب عاشقوں سے ہوتا ہے

طرفہ احوال تھا آخر جب غلبۂ عشق ہوا بحیلۂ شکار جنگل کو نکلگیا ملازموں کو ایک طرف چھوڑا اسپ پوشیدہ ایک جانب ایک آہو کے تعاقب میں گھوڑا اُٹھایا پھر مرکب کو بھی ایک مقام پر درخت سے باندھ دیا اور خود پیادہ جانب عسکر یہ روانہ ہوا اور اُسی جا باغ میں ٹھہر کسی تقریب سے دایہ گلچہرہ سے ملاقات ہوئی دایہ سے اپنا حال بیان کیا دایہ راز سے آگاہ تھی اُسنے جاکر دختر ماہ پیکر کو خبر کی وہ بھی میرے فراق میں تباہ حال تھی یہ خبر سنتے ہی خوش ہوئی اور اُسی باغ میں آئی مجھسے ملاقات کی اور گلے مل کے بیہوش ہوگئی جب ہوش میں آئی گلچہرہ بولی ہمنے سنا تھا آدمی زاد بیوفا ہوتے ہیں مگر غلط ہے تجھے طریق وفا میں نہایت ثابت قدم پایا آفرین تیرے خاندان پر کہ جہان تونے ہوش سنبھالا ہے اب میں تیری بندۂ احسان ہوں لیکن وصل حقیقی کی راہ نکلنے معلوم نہیں ہوتی دیکھا چاہیے کہ آل کار اسکا کیا ہوتا ہے یہ کہا اور میری محبت کے جوش میں خوب روئی۔ نظم

اُسکے رونے نے لگائی جو ادھر منھ کی جھڑی	بے قراری نے ادھر میری گرائی بجلی	یوں تو سو مرتبہ رقت ہوئی اور مینا کی
یہ ندامت جو تھی اُنکی نہ گئی پھر نہ گئی	قتل کرتا ہے وہ گردن کا جھٹکانا اُن کا	تیغ ابرو کی طرح سر نہ اُٹھا م سکا

جب چندان گریہ وزاری سے افاقہ ہوا اُس نے کہا افسوس میرے تمہارے مواصلت کی صورت نہیں معلوم ہوتی کیونکہ تم بنی جان تم بنی آدم دوسرے میرا باپ ابلیس پرست وساحر ہے تم خدا پرست ہو نہیں معلوم میرا باپ اس امر کو سنکے کیا کیا برپا کریگا ای شہریار کیا عرض کروں آخر میں نے اُسی باغ میں رہنا اختیار کیا لوگوں سے اس امر کو ہمیشہ چھپاتا تھا غبانوں وغیرہ کو گلچہرہ نے انعام کثیر دیکر اپنا شریک کیا بدستور ہفتہ میں چار بار ملاقات ہوتی تھی کبھی گلچہرہ شب کو بھی باغ میں رہجاتی تھی آخر کئی مہینے کے بعد پدر اُسکے پر رسلے آیان سے مخفی خبر ہا ایک کنیز رعنا نام نے کہدیا وہ ملعون سراغ لگا کے آیا ہماری صحبت جو اُسنے بچشم خود دیکھی نہایت غضبناک ہوا مجھے اس مقام سے لایا اور ایک حجرے میں قید کرکے سحر بند کردیا اور کہا باپ چونکہ میرا دوست قدیم ہے اسلیے میں تجھے قتل نکرونگا اور تیرے باپ کو تیرے حال کی بھی خبر نہیں پہنچنے دونگا تا حیات قید یہ بدتر از مرگ تیرے واسطے ہے اور لبعد ہر گلچہرہ کو بھی قید کیا یہ بھی مجھسے کہا کہ اس سبب سے اور تجھے قتل نہیں کرتا کہ ناموس گلچہرہ میں تو رخنہ انداز نہیں ہوا ہے لیکن ابھی تک وہ مستجھرا ای شہریار نامدار دو شیاطین جو کہ بزور سحر اس ساحر مردود کے تابع تھے مجھپر مقرر کیے کہ ہر روز ایک گردہ نان اور کوزۂ آب وہ دے جایا کرتے تھے دو برس یونہیں مجھے قید سحر میں گذر ایکرات اس مصیبت اور صدمۂ مفارقت دلدار سے تنگ آکے حق تعالے سے آرزوے مرگ کی اُسی شب کو میری محبوبہ گلچہرہ خواب میں آئی اور کہا ای بہزاد نوجوان تو غم نکر یا فرتوت مارا گیا اور تیری نجات اور مجھسے مواصلت کا

زمانہ قریب آیا ہی کہ طلسم کشا بدولت و اقبال داخل طلسم ہوا مرحلہ اول کے طبقہ شکست کرچکا ہی عنقریب خدا پرستون کا دور
ہوا چاہتا ہی اور مین بھی تجھ تک ضرور آیا چاہتی ہون تو خاطر جمع رکھ۔ الغرض چند روز اسی طرح اور گذرے پھر ایک شب
مین جفا سے روزگار سے آہ و بکا کرتا تھا کہ پھر محبوبہ خواب مین آئی اور مجھ سے کہا تو کیون اسقدر بے قرار و بے تاب ہوتا ہی
خوش ہو کہ لاقوت کا غبار اگیا اور عسکرہ مین عملداری اسلام ہوگئی نام بھی اُسکا اسلام آباد رکھا گیا ہی مین تیرے انتظار
مین بیٹھی ہون اے شہریار عالی وقار مین ان خوابون سے حیران تھا ایک روز خود بخود بند سحر مجھ سے جدا ہوگئے اور شیاطین
بھی دونون غائب ہوسے اُسی رات ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ وہ مجھ سے فرماتے ہین اے بہزاد اُٹھ اور خوش ہو
کہ طلسم کشا اسی مکان مین تشریف لاتے ہین تو ضیافت کا سامان کر اور اسباب دعوت طلسم کشا مہیا کر لیکن اس امر کو بھی
کسی پر ظاہر نکرنا جب وہ شہریار یہان آئیگا اپنا حال زار اُس سے عرض کرنا وہ تجھے تیرے مطلوب سے ملا دیگا اسے
شہریار دولتمدار اسی وجہ سے مین نے اسقدر اسباب جنس و نقد جہان تک ہوسکا مہیا کیا اور انتظار مقدم ہمایون مین
بیٹھا رہا الحمدللہ کہ جو خواب مین نے دیکھے تھے تعبیر اُن خوابون کی ظاہر ہوگئی اور مقاصد دلی میرے حاصل ہوگئے صاحبقران
ذیشان نے فرمایا کہ خداوند کریم سب کے مطالب دلی بر لاتا ہی بے شک تیرا مقصود بھی بر آئیگا القصہ اُس شب کو وہین خیمۂ
بہزاد مین صاحبقران اکبر نے بسر کی اور شکر پروردگار بجا لائے کہ اس محتاجی مین کہ تلاش میوہ صحرائی مین سرگردان تھے
اُس رزاق مطلق نے اپنے فضل و کرم سے ایسے مقام مین پہونچایا کہ جہان مرغ بریان و دیگر نعمت دنیا موجود پائی۔
القصہ خیر الرازقین جب صبح ہوئی صاحبقران اکبر نے بہزاد سے فرمایا اب عفریت کشی کے لیے جاتا ہون تو یہین رہ
بعد فراغ تجھے بھی ساتھ لیجاؤنگا۔ بہزاد نے کہا بندہ بھی سایہ دار ہمراہ رکاب فیض انتساب ہی صاحبقران اکبر نے فرمایا
مبادا ان عفریتون سے تمھین اذیت پہونچے یہ فرما کے اُس کوہ سے نیچے تشریف لائے اور بہزاد بھی عقب مین صاحبقران
کے نیچے پہاڑ کے اُترا اور ایک گوشے مین دور جا کے کھڑا ہو رہا صاحبقران اکبر قریب حصار تشریف لے گئے اور نظر سے
غائب ہوسے پھر اندر حصار کے تشریف لائے ملاحظہ کیا واقعی جو کل دریاچہ ملاحظہ فرمایا تھا آج نہ پایا چند مقام باقی تھے مثل
عکسہ یہ دیا فروشت نگار گنبد ہیکل حمام زنان قلعہ نصرون کوہ قہقار باغ جو کوہ زاغان یہ سب مقام اصلی تھے اور وہ سب
بہار فروختہ ہو گئے تھے اپنی شبیہ اور شکل کی کام بھی نہ دیکھے مگر گرد قلعہ حصار سر بفلک کشیدہ و مستحکم دیکھا معلوم ہوا کہ حصار طلسم جو
ظاہر مین دکھائی نہین دیتا یہی ہی شاید بعد قتل کرنے عفریتون کے باطل ہو پھر باب شرقی پر آئے اور ظاہر ہوئے عفریت
کی نظر جو جمال انور پر پڑی حیران رہگیا سر وہان مثل سانپ کے رکھتا تھا پہلے غضب و قہر کی نگاہ سے صاحبقران اکبر کو
دیکھا اور دو زبانین منہ سے لپ لپ نکالتا تھا جطرح سانپ کی زبان کو حرکت ہوتی ہی صاحبقران بھی بغور دیکھا کیے
ایک ساعت اسی طرح نظر بازی مین گذری اسکے بعد عفریت بولا اے آدمی زاد برگشتہ روزگار کیا قیامت تجھ پر نازل ہوئی جو تو یہان
آیا شاید تجھکو طلسم مین کہین جگہ نہین ملی کہ جو تو ایسے مقام مین پہونچ گیا صاحبقران نے فرمایا اے نابکار تو خود سمجھا طلسم

واقعی قیامت آئی ہے اب تمام وکمال شکست کو نصیب ہوگی بمدد الٰہی اُسے بھی مفتوح کرتا ہون کہ راہ جبل اعلے کھل جائے عروسی ملکہ شمسہ تاجدار درپیش ہے عفریت نے کہا کیا تم طلسم کشا ہو اور زوج ملکہ شمسہ تاجدار ماہ لقا ہو صاحب قران اکبر نے فرمایا بفضل ایزد غفار بیشک ہمین ہین اُس دیو نے کہا کہ اگر تم طلسم کشا ہو تو لوح دکھاؤ صاحب قران نے لوح دکھائی عفریت نے دیکھا قاہ قاہ ہنسا اور کہا اے آدم زاد بالفرض تم سچ کہتے ہو لیکن فتح حصار سے دست بردار رہو اسواسطے کہ جب تک مین زندہ ہون یہ کام تم سے نہو سکیگا دروازے پر ایک دیو زبردست مقرر ہے مجال نہین کہ پرندہ پر مار سکے صاحب قران نے فرمایا پہلے تجھے قتل کرونگا اور جب تو قتل ہوگا بس یہی باعث شکست حصار اور سبب عبور نہر ہوگا - راوی کہتا ہے کہ سامنے حصار کے ایک نہر آب روان تھی لوح نے حکم دیا تھا کہ ان چارون عفریتون مین جو کوئی مارا جائیگا اسکا خون نہر مین داخل ہوگا اور جو اطاعت کریگا خود عبور کر جائیگا پھر طوفان عظیم آئیگا اور حصار برطرف ہو جائیگا اسوجہ سے صاحب قران اکبر نے فرمایا تھا کہ تیرا قتل موجب فتح حصار ہے وہ دیو بولا مین خوب جانتا ہون کہ لوح نے تم سے کہا ہے لیکن کیا ضرور ہے کہ جو تم میرے اور اُن تینون دیوون کی جنگ مین اپنے جسم نازنین کو زحمت مین ڈالو اس سے بہتر یہ ہے کہ فتح حصار سے ہاتھ اُٹھاؤ اور آمد ورفت جس طرح سے تم چاہو کے ہو سکتی ہے صاحب قران نے فرمایا مین اپنی طلسم کشائی کو ناقص کسواسطے کر دون کہ لوح کی اجازت نہین ہے عفریت اسی سے نہایت غضبناک ہو گیا ایک گرز اُسکے ہاتھ مین تھا بڑے زور سے سر مبارک صاحب قران اکبر پہ مارا لیکن بفضل وتائید ایزد پاک صاحبقران نے وہ ضرب گرز کی روکی پھر اُس نابکار نے دوسرا حملہ کیا ابکی مرتبہ اُس مؤید من اللہ نے گرز دیو کے ہاتھ سے چھین لیا پھر اُس دیو مردود نے پتھر اُٹھائے اور مارنا شروع کیے اور لکڑیان مارتا تھا غرض جو ہاتھ مین آتا اُس دیو اجل رسیدہ کے آگیا وہ اُسنے مارا مگر بفضل خدا سے صاحب قران اکبر نے ایک بھی اُسکی چوٹ نہ کھائی عفریت نے کہا اب مجھے یقین ہوا کہ تو بے شک طلسم کشا ہے مین اب اطاعت قبول کرتا ہون اور دین اسلام مین داخل ہوتا ہون صاحب قران اکبر نے فرمایا لوح نے مجھے اُسکے خلاف خبر دی ہے دیو ہنسا اور کہا اے آدمی زاد ہزار جامین عفریت کی ایک موے پشم ابلیس پر قربان ہین لے ایک حربہ اور کرتا ہون ابکی دفعہ بھی صاحب قران اکبر نے اُسکی ضرب ردکی اور پھر وہی گرز اُس دیو کے ہاتھ سے چھین کے اُس کیدی کے سر پہ مارا اسکے بدن سے ایک شرارہ نکلا اور جلنے لگا طوفان آیا اور اُسکے برطرف ہونے کے بعد دیکھا کہ خاک کا ایک ڈھیر پڑا ہے اور وہ دروازہ شرقی نا معلوم ہو گیا مگر حصار قائم تھا اور پہلے دروازہ دیوار ہو گئی وہان سے تعجب کرتے ہوے دروازہ شمال پر پہونچے اُس دیو کا نام ببر ہیت تھا اُسکا سا جسم شیر کا اور صورت آدمی کی تھی جب صاحب قران کو اُس نابکار نے دیکھا بہ آئین مردانہ سخت کلامی کرنے لگا آخر جنگ کی نوبت آئی بعد رد وبدل لیبارے

بکشتی گرفتن نہادند سر ۔ گرفتند ہر یک دوال کمر

صاحب قران اکبر نے دو ساعتون مین اُس دیو کو اُٹھا کر زمین پر مارا اور دعوت اسلام فرمائی بعد اسکے یہان بھی

دروازہ پوشیدہ ہوگیا اور ایک دیوار پیدا ہوگئی صاحب قران اکبر نے اُسکو مسلمان کیا پھر نہر سے عبور کیا کھڑے ہوئے
پانی سے دھوان اُٹھا طوفان برپا ہوا جب ہوا برطرف ہوئی یہان بھی بجاے دروازہ دیوار نظر آئی شہریار کامگار باب الجنوب
پر تشریف لائے سوکلان باب الجنوب نے کہ انکا سر بھیڑیے کا اور جسم سانپ کا تھا جو یہین صاحب قران اکبر کو دیکھا مودب
آداب بجالائے اور فتح طلسم کی مبارکباد دی اور اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا صاحب قران اکبر کو باعتبار شریعت اسلام باوجودیکہ
لوح نے اُسکے قتل کا حکم دیا تھا تاہم تردد ہوا حیران تھے کہ کیا کرون آخر پھر لوح کو دیکھا اوس سے یہ ہدایت ہوئی کہ اُس موکل
عفریت سے کہہ کہ اگر تو میری اطاعت کو قبول کرتا ہے اور خدا پرست ہو تو جا بہر بہشت و شہر ناگ کے برابر کھڑا ہو صاحب قران اکبر
نے یہی کہا وہ عفریت بدبخت غضبناک ہوگیا اور ربانی طلسم کو گالیان دینے لگا اُس وقت عمر خوب لڑا آخر اس شہریار نے
شمشیر دیوکش سے اُسے قتل کیا طوفان عظیم اُٹھا اور آوازین بلند ہوئین جب ہوا برطرف ہوئی اور دروازے کا نشان
معدوم ہوگیا اور حصار کی علامت پیدا تھی چونکہ تالاب جس میں تھا لیکن آج اُس مین کوئی چیز نظر نہ آتی تھی شہر ناگ و بہشت
بھی بصورت مبدل موجود تھے ابھی تک اُسی مین مقید رہینگے القصہ صاحب قران اکبر بہزاد نوجوان اور سپہ فیروز جنگ
کے ساتھ روانہ ہوئے اور دوسرے دن [illegible] ماہین یاقوت نگار اور عسکریہ لشکر مقیم تھا حکیم عبقر طوس نے اُس شہریار کی
تشریف لانے کی سب کو خبر دی سب استقبال کو نکلے اُس [illegible] دو اُسان کو تخت روان پر سوار کیا لشکر مین لائے
صاحب قران نے چارون حکماے عالی وقار سے ملاقات کی اور حال اپنا بیان کیا عبقر طوس نے مبارکباد فتح طلسم دی
اور دن نے بھی مبارکباد دی صاحب قران اکبر نے بہزاد کا حال بیان کیا اور کہا ہماری اُسنے ضیافت کی تھی اُس حالت
مین کہ ہم مقفل دروازہ تھے اور چارۂ کار نظر نہ آتا تھا لہذا اُسکو اُسکے مطلب پر فائز کرنا بھی ہمارے ذمہ واجب ہے
ملکہ افرشاہ نے عرض کی اے شہریار کامگار اُسکی محبوبہ گلچہرہ پری بھی حاضر ہے اکثر غلام کے گھر مین آتی ہے مسلمان پاک
اعتقاد ہے اور آثار عشق اُسکے بشرے سے ظاہر ہین جب اُس سے پوچھتے ہین کہ تیرا دل کسکے دام زلف مین اسیر ہے
کہتی ہے میرا مطلوب خود بخود آپکے ہمراہ رکاب ظفر انتساب آئیگا جس سے تمام طلسم مین کوئی شخص بہتر و برتر نہین ہے
مردمان محل حیران ہوتے تھے وہ اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہتی تھی صاحب قران نے فرمایا حاضر کرو اُسنے اپنے مطلوب
کی طرح بشارت پائی ہے بس یہ باتین کہتے ہی عبقر ناگ اور سہر پیتا انسان کی شکل بنا کے حاضر تھے صاحب قران اکبر نے
تجویز حکیم سے انھین عہدہ لیا اور عنایت کیا وہان سے باشان و شوکت پہلے شہر عسکریہ مین آئے سات دن تک جشن
فتح برپا کیا اور اُس جشن مین گلچہرہ پری نیت زادان کو طلب فرمایا وہ نازنین ملازمت مین حاضر ہوئی فرمایا حق بجانب

بہزاد ہے شعر

دل باین زلف رسا گر ندهد پس چه کند
بچنین باده لطافت اگر ندهد پس چه کند

اُس سے پوچھا اے گلچہرہ تو اور رنگ افروز ایک طالع رکھتی ہے سچ کہ وہ باتین جو لوگون سے کہتی تھی کس دلیل سے

بیان کرتی تھی اُس نے عرض کی ای شہریار ایک شخص بصورت بہزاد اکثر میرے خواب مین آتا تھا اور بشارت حصول مقصود دیتا تھا چنانچہ چند روز پیشتر بعد قتل پدر آیا مجھے سمجھایا کہ تیرا باپ کافر تھا اُسکے مرنے سے مغموم ہوا اور خاطر جمع رکھہ تیرا مطلوب عنقریب ہمراہ رکاب طلسم کشا پہونچتا ہی اور تیرا مقصد حاصل ہوا چاہتا ہی صاحبقران نے تعجب کیا اور حنا استاد سے پوچھا کہ جناب عالی خواب بہزاد مین اُسکی مطلوبہ کی صورت سے اور خواب گلچہرہ مین اُسکے محبوب کی شکل سے کون آتا تھا حکیم صاحب نے فرمایا جہان دار جان آفرین اُنکے ہمزادون کو حکم کرتا ہی کہ انکے مطلوبون کو ... اسکے بعد صاحبقران اکبر نے اپنے جشن مین شہر کو آئین بند کیا کوچہ و بازار مین بڑی دھوم تھی اور ... بہزاد کی عروسی گلچہرہ پری سے کی خلعت مہر سے ایک خدمت اُسے بخشی یار دگر رخصت ہو گئی باغ قصر النیرین مین تیاری سامان کیلیے جو کہ تحریر کیا گیا ہے صاحبقران نے بھی اُنسے رخصت ہو کے عزم لشکر فتح پیکر کیا ملکہ نوبہار ملکہ ناطقہ وغیرہ پریزادون سے بھی رخصت ہو کے عزم لشکر فتح اثر کیا ملکہ نوبہار ملکہ ناطقہ وغیرہ پریزادین بھی رخصت ہوئین سلطان سرخ پوش بدر ملکہ صبح دلکشا حاضر تھا وہ بھی رخصت ہوا صبح روشن گہر قلعہ یاقوت پر شکار کو آئی لشکر اس طلسم مین آدم اور جنی جہان کا جو مجمع ہوا تھا وہ سب حاضر رکاب ظفر انتساب تھا ملک افرشاہ اور ملک ... افلاک و ملک زرد ہنگ وغیرہ بھی لباس بشکل انسان ہو گئے جا بجا اسباب آرائش مہیا ہوا علاوہ اسپ ... کا نام خنگ جہان پیما تھا اور چتر یاقوت کے سب مال و اسباب باغ قصر النیرین مین بھیجدیا کہ ایک دفعہ سب طلب ہو گا صاحبقران اکبر اس شوکت و سطوت سے متوجہ طرف اردو سے معلی ہوے سلطان ابوالحسن جوہر صاحبقران اکبر سے پہلے واسطے خبر لشکر ظفر پیکر کے روانہ ہوا۔

اب راوی صاحبقران گیتی ستان شاہزادہ معز الدین نصرت قرین کو اثنا سے راہ مین رکھکر کچھ حال جمشید پلید کا قلمبند کرتا ہے - نظم

بیا ای سخن گوئی چابک سوار	نشاط سخن را یکایک بیار	سخن را از آن نامور خفتگان	فزونی فزودم بآشفتگان

راوی بیان کرتا ہی کہ جمشید پلید نے اُس ذلت و خفت سے جو عیاران اسلام یعنے یعقوب حرانی اور ہونگ مصری کے ہاتھہ سے حاصل ہوئی تھی طبل جنگ کا حکم دیا دوسرے روز صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین جمشید خود میدان مین آیا اور بعد رجز خوانی بآواز بلند پکارا اے اسیر بیابہ الدین و ای غازیان نصرت قرین تم اپنے اعتقاد مین عیارون کو بھیجکے ہمین ذلت دلواتے ہو یہ خیال خام تمھارا ہی خداوند کو ہرگز ذلت نہین ہوتی بندگان عاصی ہزار گالیان اگر خداوند کو دین تو اُسکی خداوندی مین فرق نہین آتا زمرد شاہ باختری جسکا قصہ خاص و عام مین مشہور ہی عمر عیار اُسکی ڈاڑھی ہمیشہ مونڈا کیا مین خوش ہون کہ زمرد شاہ کی پیروی مجھے حاصل ہوئی وہ بھی خداوند طبیعت مجردہ کا محبوب تھا اور خداوند

جمیع کائنات سے اُسے بھی مرتبہ خداوندی عنایت ہوا تھا چنانچہ مین نے بھی اُسی کی پیروی کی اور یہ ذلت تمہارے
عیارون کے سبب سے پائی مین ہرگز آزردہ نہین ہوا بلکہ بہت خوش ہون یعقوب آگے بڑھا اور پکارا ای جمشید اگر
خوش ہوا ہی تو ریش علی مین موتی پرو ہم پھر آگے اُسے لین اس صورت مین تیرا رتبہ زمرد شاہ سے بھی زیادہ ہو جائیگا
جمشید نے حماقت سے اگرچہ ظاہر مین کچھہ نہ کہا لیکن دل مین کلام یعقوب حرامی سے بہت خفیف ہوا اور بولا ای
یعقوب ایک نظر مین تجھکو خاک مین ملا دونگا یعقوب نے کہا میری خاطر جمع ہی تجھہ سے ایک پشم بھی کندہ نہوگی
نہنگ مصری عیار نے کہا ای جمشید ایسا نہو کہ تیری بہن طرہ مشکین خال رانڈ ہو جاویگی جمشید کلام نہنگ سے
اور آزردہ ہوا اور حریف طلب کیا امیر خلیل الدین کہ نہایت شجاع و بہادر اور رفیق قدیم صاحبقران اکبر تھا
اجازت لے کے میدان مین گیا اور نیزہ بازی شروع ہوئی دونون برابر رہے لیکن تیغ بازی مین امیر زخمی ہوا
اسی طرح امیر وحید الدین بھی بدستور زخمی ہو کے پھرا اور امیر کلین الدین و امیر نصیر الدین درجہ شہادت پر فائز ہوے
امیر مجاہد الدین امیر منیر الدین کے واسطے آمادہ ہوا القصہ تین دن مین تخمیناً امیر جلال الدین کے امراے باوقار
زخمی ہو گئے ہر روز جمشید علم تکبر و تجبر کو بلند کرتا تھا اور بے انتہا لاف زنی کرتا تھا اس کا فر کافر کی شمشیر سحر سے
جو جوان زخمی ہوتا تھا بسبب سحر و جادو کے تباہ حال ہو جاتا تھا اور مرہم بھی زخم پر کارگر نہوتا تھا شدت درد اور
سوزش زخم زیادہ ہوتی جاتی تھی اس سبب سے دلیران تہور شعار کو زخمہا ے بدن سے انتہا کی بے قراری تھی مگر
ایک شب جمشید کو کسل مندی ایسے عارض ہوئی کہ انجد پہلوان جہان ولد الزنا نے جام بھرا اور سامنے جمشید کے
لیگیا اور کہا کہ یہ جام مراد ہی جمشید نے کہا مراد تیری کیا ہی انجد حرام زادہ نے کہا اب تو خداوند نے اپنی قدرت
سے لشکر اسلام مین طاقت باقی نہین رکھی اب مین امیدوار ہون کہ شکست غلام کے ذمہ کیجیے امیر حمزہ دلاور اور
امیر سیف الدین نامدار میرے حریف تھے اور کا تو مین وجود نہین جانتا وہ کچھ مال نہین آپنے کیا ضرور ہی کہ خداوند
بنفس نفیس متوجہ حرب ہو غلام کس لیے ہی جمشید پلید نے جام زہر مار کیا اور انجد کی استدعا کو قبول کیا اور کہا
کہ مین تیری تلوار کو اپنی قدرت سے آب دیتا ہون ضرور جا اور کل سے میدان داری تجھی کو بخشی کہ مین آج کل سست
بھی ہون اس سبب سے نہین جا سکتا دو چار روز مین مین بھی اپنی قدرت اور طبیعت کچھ درست کر لونگا پھر
ہو جاؤنگا قصہ کوتاہ دوسرے روز صفوف عساکر طرفین آراستہ ہوئین اور انجد پہلوان جہان با درفشا میدان مین آیا
اور حریف کا طالب ہوا۔ غازی خان مغربی دلاور ان روزگار اور رفیق قدیم سلطان اسمعیل نامدار سے تھا امیر مجاہد الدین
نامدار سے رخصت حرب لیکر معرکہ مین گیا اور انجد سے مقابل ہو کے کہا ای انجد نابکار پہلے خاتمہ تیرا اب تمام
ہوگیا انجد بلحرف اور جمشید پلید نے خان موصوف کو بہت بہت سستی کی خان مذکور نے گالیان دین انجد نے ایک
وار نیزہ کا کیا اس بہادر نے نوک نیزہ پر وار کو انجد کے روکا انجد حرام زادہ نے شمشیر سحر اثر سے کھینچی اور اس

مومن پاک دین کے سر پر لگائی کہ سینے تک اُتر آئی وہ مومن پاک شہید ہوا امیر نے آہ کی تین نفر لشکر اور شاہ ملک التوبہ
نکلے سب کو قتل کیا اسی طرح دو تین میدانون مین تینون لشکر کے نامی گرامی مارے گئے امیر با توقیر نے اُنسے فرمایا تم ہمارے
یہان پناہ لائے ہو تو مہمان ہو کس واسطے اپنے پہلوانون کو مفت ضائع کرتے ہو وہ بولے ای امیر جب دلاوران اسلام
زخمی ہو چکے تب ہمنے اپنے پہلوان بھیجے چاہیے تھا پہلے ہم اپنے دلاورون کو غازیان اسلام پر تصدق کرتے اب کیونکر
تامل کرین یہ باتین تھین یکایک آمد آمد سلطان ابو المحسن جوہر ہوئی اور یکایک داخل لشکر ہو گیا ایک غلغلہ
عظیم ہوا کہ ابھی تک ہنگامۂ رزم گرم تھا کہ ذرد چشن آذرشاہ کا پہلوان انجدہ پہلوان سے کشتی کر رہا تھا اور یہ بحث
ہو رہی تھی کہ اُسنے کہا میرے گمان مین تیری تلوار سحر آلود ہے مین تجھ سے کشتی لڑونگا انجدہ نادر تھا کشتی مین کسی کو
موجود نہ جانتا تھا کہ قوت جہرہ سحر اب تک باقی تھی الغرض دونون اسی بات پر لڑ رہے تھے اس عرصہ مین دوپہر ہو گئی
اور آفتاب وسط آسمان پر آیا کہ سلطان ابو المحسن جوہر پہونچا اور امیر مجاہد الدین دلاور سے ملاقات کی عیارون
کی طرح پیادہ آیا تھا یہ بھی پیادہ پا ہو معانقہ کیا سب دلاوران اسلام گھوڑون سے اُترے رسم سلام بجا لائے اور
قدم بوس ہوئے ابو المحسن جوہر نے سب کو گلے سے لگایا اور نہایت الطاف و عنایات سے پیش آیا امیر کو سوار
ہونے کو کہا امیر نے فرمایا میرا پیادہ رہنا مناسب ہے تم اور سب دلاوران غازی سوار ہون امیر نے فرمایا یہ نہین ہو سکتا
کہ تم پیادہ رہو آخر ایک گھوڑے پر سلطان ابو المحسن سوار ہوئے اور پھر کشتی انجدہ و آذرون کو ملاحظہ کرنے لگے
آخر انجدہ بدبخت نے آذرون پہلوان بیچارے کو زمین پر دے مارا اور سینے پر اُسکے بیٹھ گیا اور اُسکے سر کو دھڑ سے
کھینچ لیا جوہر نہایت آزردہ ہوا اور اُسی وقت مراجعت کی اور صاحب قران گردون حشم کی خدمت مین پہونچا۔ وہ
شہریار نامدار بھی اسی طرف تشریف لا رہا تھا بلکہ قریب آ گیا تھا کہ ابو المحسن نے سلام کیا صاحب قران والاشان نے
بعد سلام فرمایا کیون برادر والا قدر خیر تو ہے کیون تم اسقدر جلدی سے پھر آئے ابو المحسن جوہر نے کہا اے شہریار نامدار کیا
عرض کرون اسوقت مجھے ایسا صدمہ ہوا کہ مجھ سے لشکر مین ٹھہرا نہ گیا چلا آیا بعد اسکے جمشید پلید کا دعواے الوہیت کرنا
اور دلاوران لشکر اسلام کو زخمی کرنا اور کفار کا اُس لعین سے سازش کرنا مفصل بیان کیا صاحب قران نے فرمایا اللہ اکبر
ہمارے ہونے مین یہان عجیب عجیب واقعے پیش آئے مسلمانون نے کافرون سے اذیتین اٹھائین ہمنے بڑی غفلت
کی عیش و عشرت مین ایسے محو ہوئے کہ کچھ خبر نہ رہی خیر اب اُسکی تلافی ہو جائیگی الحاصل وہان سے روانہ ہوئے اب
اسقدر قریب پہونچے کہ کل لشکر مین داخل ہون گے اس جمشید پلید نے چند خوان زر و جواہر انجدہ پہلوان ملحد کے
سر پر نثار کیے اور کلغی انجدہ پہلوان کے سر نحس پر اپنے دست نجس سے لگا دی اور قدرت جمشیدی خطاب دیا انجدہ نے
عرض کی آج خبر آئی ہے کہ مسلمانون کا بادشاہ کل داخل لشکر ہوگا مین ہمیشہ اُس سے جنگ کرنے کا مشتاق ہون امیدوار
ہون کہ اجازت حرب حضرت الدین بزرگ کو عنایت ہو جمشید نے قبول کیا اور شراب سحر جو کہ خنازہ جادو نے جمشید پلید کیلیے

تیار کی تھی اسلیے تین جام اُس مردود نے زہر مار کیے اور طبل جنگ بجوا دیا اور اُس رات کو گیارہ برج جہان نما میں گیا
اپنی بارگاہ میں محفل آراستہ کر کے بیٹھا اور صاحب قران کا ذکر کرتا رہا جمشید نے کہا ہم جانتے تھے کہ معز الدین
ابکی بار طلسم میں گرفتار ہوگا اسلیے کہ خداوند طبیعت مجردہ نے اسکی موت میرے ہاتھوں سے مقدر کی تھی پھر طلسم میں
کیونکر مرتا ابو حاکم نے کہا وہ کونسا دن ہوگا کہ معز الدین خداوند کے ہاتھ سے مارا جائیگا میں نے عہد کیا ہے کہ اپنے خویش و
اقربا کے ساتھ سات دفعہ تصدق ہونگا جب خداوند اس کا جشن کریگا میں اسی جشن میں خداوند قدرت کے سامنے
ناچونگا جمشید بولا تو ناچنا جانتا ہے ابو حاکم نے کہا اگر ناچنا نہیں جانتا تو کیا حرج ہے لگانا نہیں جانتا اس بات پر
جمشید پلید اور اہل محفل خوب ہنسے انجد پہلوان بولا اے ابو حاکم کل میں معرکہ آرا ہونگا اور جب تک معز الدین نہیں
آویگا اسوقت تک میں معز الدین کے لشکر کے مسلمان قتل کرونگا اور عجب نہیں کہ معز الدین بھی میرے ہی ضرب شمشیر آبدار سے
مارا جائے اسلیے کہ قدرت جمشیدی خطاب پاچکا جمشید بولا ہاں ہم مقدر کرچکے ہیں کہ تو قتل کریگا بعد اسکے جو شراب سحر کہ جمشید
پلید خود پیتا تھا اس شراب سے کئی جام انجد کو دیے اور روغن شباب رقدرت تھا وہ بھی اسکے بدن پر ملا اور رخصت کیا۔ کہا
کل تجھے جنگ کرنا ہوگی اب جلد جا اور ہر نوع خاطر جمع رکھ کہ شراب قدرت پی اور روغن قدرت لگایا ہے انجد پہلوان دربار سے با ادب
اور رخصت ہوا لیکن ایک محرم راز نے انجد کے خناز جادو کے آنے کی خبر جمشید کو کی یہ گیدی بہت خوش ہوا اور سب سے رخصت
ہو کے خیمہ خلوت میں گیا خناز منحوس بھی تھا جمشید ملعون خناز جادو کے پاؤں پر گر پڑا اور بدستور اُس کا قد کو سجدہ کیا اور
صاحبقران کے آنے کا حال کہا خناز جادو نے پہلے اپنی محفل خوب سنوائی جب روسیاہی سے فارغ ہوا جادو مردود بولا اے جمشید
اسمان بھی نہیں نے تجھ سے کہا تھا کہ میں اپنے طالع میں چالیس دن کا قران دیکھتا ہوں اُن چالیس دن میں سے آٹھ روز بہت
سخت ہیں اس مدت میں میں نے اسقدر محنت کی ہے کہ اور جادوگر آٹھ مہینوں میں نہیں کر سکینگے چاروں حکیموں کی راہ آمد بند کردی کہ کوئی
عیار نہیں جاسکتا اور جمشید کو ایک شیشہ دکھایا اور کہا اسی میں میں نے حکیموں کے لیے طلسم سحر بندی کیا ہے چاروں حکیم اب
معز الدین سے غافل رہینگے انکو معز الدین کی طرف سے اندیشہ نہ ہوگا اور زیر کوہ رہنے والوں کو خوف نہ ہوگا کچھ خیال
واندیشہ اُن کے دل میں ہرگز نہ رہیگا اور جس قدر دن مجھپر سخت ہیں اُس سے دو روز کم معز الدین پر بھی بھاری ہیں بلکہ مجھسے
زیادہ معز الدین کے دن سخت ہیں انھیں ایام میں اگر معز الدین اپنے طالع کی مدد سے بحال ہوگیا تو مشکل سخت درپیش
ہوگی اگر یہ ایام مذکورہ منقضی ہوگئے پھر مجھپر کوئی آفت نہیں آئیگی اور معز الدین بھی کسی طرح جان بر نہوگا کہ اُسکے سردار
تیر شمشیر سحر سے زخمی ہونگے انکی امید نجات نہیں ہے جس صورت میں معز الدین ہلاک ہوگیا پھر انکو بھی ہلاک ہی سمجھو کہ بے چارے
مر جائینگے تو خاطر جمع رکھ اس سے بے دہشت جنگ کرتا اور وہی عمود کہ جسے میں نے مسحور کر دیا ہے بے شک اُسکو ہلاک
کریگا آگے اُس کے نصیب یاور ہوسکے تو کیا کوئی کر سکتا ہے جمشید نے کہا کل سے میرا ارادہ ہے کہ انجد پہلوان جہان
کو پہلے میدان رزم میں بھیجوں خناز جادو مردود نے کہا بہتر کیا مضائقہ ہے وہ بھی تیرے بعد صاحبقران ہے جمشید نے کہا

اُسکے طالع معز الدین کے برابر کسطرح سے ہوسکتے ہیں خناز جادو نے کہا ہان مجھے تجھ سے کام ہی لیکن انجد بھی شہزور ہاکی اب مین جانتا ہون کہ اپنے کو چھپا دون فقط بضرورت یہان آیا تھا ورنہ میرا دم اُلٹا جاتا ہی موت کا پیغام آتا ہی یہ کہا اور روانہ ہوگیا جمشید جادو پسوار ہا

دم صبح کین آتشین آفتاب | برانگیخت آتش ز دریاے آب | رسیدہ دو لشکر بمیدان کین
ہم از کافران و ہم از اہل دین

جمشید جانتا تھا کہ آج صاحب قران آئینگے بڑے کروفر سے میدان کا عازم ہوا بزینت تمام و حشمت مالاکلام سوار ہوا اور شیبوط دیلمی و ابو حاکم فردوسی بہران خارجی نصرون ربیعی القیموس فرنگی سنجاشی بے دین مسقطی سب پہلوانان تہمتن جلو مین پیادہ تھے حکم ہوا کہ آج میرے سامنے کھڑے ہون اور جسکے پاؤن تھک جائین وہ سوار ہوکر میرے تخت قدرت کے پیچھے پھرے فوراً تازہ دم ہوجائیگا پھر سامنے آئے اور پیادہ کھڑا رہے میرا مطلب یہ ہے کہ معز الدین کو مین اپنے زور و قدرت کا تماشا دکھاؤن ابو حاکم اور سنجاشی نے کہا ہم لوگ شام تک کھڑے رہینگے بیدین مسقطی نے کہا ہم بھی کھڑے رہینگے قصہ کوتاہ معرکۂ جدال و قتال آراستہ ہوا اور انجابہ پہلوان بدبخت میدان مین آیا اور رجز طولانی لشکر اسلام کو سنا کے حریف طلب کیا امیر مجاہد الدین نامدار نے مجاہد خان نام سردار دلاور کو انجابہ پہلوان کے مقابلہ کو بھیجا وہ دلاور انجابہ سے خوب لڑا آخر اُس کافر کے ہاتھ سے شہید ہوا یعنے اُس انجابہ ملحد نے اس جوان کو نیزہ پر اُٹھالیا اور زمین پر گرا کر چاہتا تھا کہ گھوڑا دوڑا دے یعقوب حرانی نے بچالا کی ایک پتھر فلاخن مین رکھکے اس مردود کے سینہ بخس پر اس زور سے مارا کہ وہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑا اور یعقوب لاش اُس شہید کی میدان سے لیگیا بعد اسکے سالار خان بن سلم میدان مین گیا اور انجابہ پہلوان مردود نے بضرب تیغ بیدریغ اُس جوان کو بھی شہید کیا بعد اسکے سردار خان جوان دلاور دوران رزمگاہ مین گیا وہ گرز سے شہید ہوا اب اہل اسلام ایسے خائف ہوے کہ نوبت مناجات کی پہونچی امیر مجاہد الدین نامدار با وجود خوشی تشریف آوری صاحب قران گردون حشم چشم پرآب ہوے اور سکوت مین بیٹھے تھے اسی عرصہ مین گوشہ بیابان سے تتق گرد نمایان ہوا اور اسا سہ صاحب قرانی نظر آئے شعر

بصد شوکت و قدر صاحبقران | سوارہ درآمد بہ تخت روان

لیکن امیر مجاہد الدین اور امیر جلال الدین اور امیر غضنفر اور امیر دلیر اور امیر حامد سعید حمید یہ سب امرا و وزرا واسطے استقبال صاحب قران کے روانہ ہوے باقی جسقدر زخمی تھے جب صاحب قران تشریف لائے قدمبوس ہوے اور ملازمت بجالائے اُس شہریار نامدار نے حال لشکر دیکھکے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور حال زخمداری سرداران و دلیران نامور پر نہایت افسوس کیا اور تا دیر اسی افسوس مین سرنگون رہے اور اسقدر ملال و رنج ہوا کہ آنسو آنکھون سے بے اختیار جاری ہوے

اب سامان سواری و ہمراہیان صاحب قران اکبر گردوں فر کا نوک ریز قلم عجائبات رقم ہوتا ہے

کہ دس بادشاہ ہمراہ رکاب فیض انتساب صاحب قران عالیجاہ ہوتے تھے لشکر انسان کی قریب لاکھ سوار جرار آتش بار کی جمعیت تھی باقی افواج جنات بھی ڈیڑھ لاکھ کے قریب تھی لشکر لباسہاے رنگین و لوائیوں سے سب آراستہ تھے اور باجے طرح طرح کے بج رہے تھے تخت روان پر صاحب قران اکبر سوار تھے چتر یاقوت کا سایہ خورشید ہمنشین سر مبارک شہریار عالیجاہ پر کیے تھا کہ جسکی شعاع سے تمام میدان روشن تھا جب آفتاب عالمتاب کا عکس اُس چتر یاقوت پر پڑتا تھا آنکھین خیرگی کرتی تھین جمشید پلید نے یہ جاہ و حشم صاحب قران والا ہمم دیکھ کے آہ سرد کی اور کہا باوجود خداوندی ابھی تک ایسی کوئی چیز ہمین نہ ملی ابو حاکم و نجاشی دونون نے کہا یہ سب تمہارے لیے ہے جب معز الدین کو قتل کر لینگے تو یہ سب اسباب تمہارے قبض و تصرف مین آئیگا جمشید یہ کلمہ سن کے ہنسا اور کہا سچ کہتے ہو مجھے زحمت طلسم شکنی کی نہ ہوگی یہ چیزین مفت ملجائینگی قصہ کوتاہ اب ادھر کا معاملہ یہ ہے کہ انجد پہلوان ملعون میدان رزم مین طالب حریف تھا قاعدہ جنگ یہ ہے کہ جب طرف ثانی کا کوئی پہلوان میدان مین آتا ہے اور حریف طلب کرتا ہے تو لشکر طرف ثانی سے بمجرد آواز کے مقابل موجود ہوتا ہے درصورت تاخیر سبب توہین ہوتا ہے بہر وجہ غضنفر نیزہ باز او طیفور نیزہ باز واسطے رخصت کے آیا اور انجد سے مقابل ہوا چونکہ فن نیزہ بازی مین یہ جوان دلاور کامل تھا غالب رہا انجد نہایت خفیف ہوا اور خجلت زدہ ہاتھ بڑھا کے کمر بند مین غضنفر دلاور کے ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا اور گرد سر چرخ دیکے زمین پر مارا عیاران لشکر اسلام اُس شہید کو لے گئے بس جونہین صاحب قران گردوں حشم نے یہ ملاحظہ فرمایا اسقدر صدمہ ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا تمام عالم تیرہ و تار معلوم ہوا اور اُس دیندار کے حال پر آبدیدہ ہوئے اور غضبناک ہو کے فوراً جہانگیر جہان پیما پر سوار ہو اور مانند برق چمک کے انجد کی طرف آئے فرمایا باش اے ملعون بدبخت مردان میدان کو اس نامردی سے مارتا ہے یہ کہان نامردی کی بات ہے او مردود ملعون جوان اب جو تجربہ رکھتا ہے اُس سے کام لے انجد بولا اے شاہزادہ معز الدین وہ میرا حریف تھا جسطرح چاہا مارا اور قتل کیا اب اپنی فکر کیجیے کہ مین اب وہ پہلوان نہین ہون مجھے خداوند جمشید ملعون نے اپنی قدرت خطاب دیا ہے اور اسی خداوند نے میدان مین بھیجا ہے جو کار نمایان مجھسے ہوتے ہین وہ تمنے سنے ہونگے صاحب قران نے فرمایا اے حرامزادے نابکار تیری کیا حقیقت اور اُس تیرے خداوند جمشید پلید کی کیا ہستی ہے مجھے تمام کیفیت معلوم ہے انجد پہلوان بولا اگر تم بھی اطاعت جمشید کی کرو تو تمہاری دنیا و آخرت دونون بہتر ہون گی صاحب قران نے فرمایا تیرا کلام اُن ملعونون سے مشابہ ہے کہ حضرت خامس آل عبا جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا سے مدینہ منورہ مین کہا تھا کہ اگر اطاعت یزید پلید کیجیے گا تو آپ کی عاقبت بخیر ہوگی تجھ سے نالائق سے ہم کلام ہونا باعث کسر شان ہمارے لیے ہے انجد نے جھنجھلا کے سینۂ بے کینہ صاحب قران عالی شان پر ایک وار نیزہ کا کیا اُس شہریار نامدار نے دو انگلیون سے نیزہ اُس مردود کا پکڑ کے ایسا جھٹکا دیا کہ نیزہ فوراً ہاتھ مین آگیا اور پھینک دیا

انجد پہلوان نے تلوار میان سے لی اور صاحب قران پر وار کیا اس شہریار شیر افگن نے سپر پر وار روکا جیسے سر پروہ تلوار ناہنجار کے پڑی کہ سپر کو اُس دلاور میدان نے چرخ دیا فوراً چھن سے آواز آئی اور وہ تلوار ٹوٹ گئی انجد ملحد نے بہ آواز بلند ایک آہ کی اور کہا ای خداوند جمشید وقت مدد ہو اب تیرے خداوند نے ہرا کیا آفت پڑ گئی طبیعت مجردہ کیطرف رجوع کر جمشید بھی چلایا کہ ہاں یہی وقت زور کا ہی ہمیشہ ورزش کی شراب قدرت میں اثر جو ہر بھی موجود ہی پھر کیوں جی چھوڑے دیتا ہی ادر شراب سمجھتا ہوں اُسے بھی پی لے خانہ زور میں درآ اور ایک شیشہ خاص بھیجا انجد نے اُس شیشہ شراب قدرت کو پی لیا اور اُس شراب کے نشہ میں صاحب قران عالیجاہ سے دست و گریبان ہو گیا آخر اس ورزگاہ زور کی ہوا کی جب رات ہو گئی انجد بولا کل پھر جنگ کرنا اب رات کو موقوف رکھو صاحب قران نے فرمایا میرا ضابطہ نہیں ہی کہ میں اولاد غیر فرار سے ہوں وہ گیسدی کو یہ بخوبی بانتا تھا کہا اب آپ طعام زہرمار کرنے کی مجھے اجازت فرما صاحب قران عالی شان نے اُن ملعونوں کو اجازت کھانے کی دی اور خود بھی کچھ تناول فرمایا نماز پڑھی پھر جنگ شروع ہوئی صبح تک خوب زور ہوا کیے پھر انجد نے کھانا کھا کے پانی پیا اور شراب زہر مار کی اور پھر جنگ پر مستعد ہوا صاحب قران نے فقط نماز ہی پڑھی القصہ اسی طرح دو دن اور دو راتیں کشتی اور گاو زوری رہی تیسرے روز ظہر کے وقت انجد نے کمربند صاحب قران گرفت میں لا کے تین زور متواتر کیے کہ یار صاحب قران کو اُٹھا نہ سکا صاحبقران نے انجد ملحد کی کمر میں ہاتھ ڈال کے نعرہ اللہ اکبر مارا پہلے ہی زور میں اُس قامت و جسامت پر انجد کو ہاتھوں پر علم کر لیا اور بالاے سر چرخ دیا تمام ہتھیار کمر سے کھل کے گر پڑے پھر اس زور سے زمین پر ٹپکا کہ چاروں شانے چت ہو گیا اور فوراً آپ اُس کے سینہ پر جا بیٹھے ایک گھٹنے سے دبایا اور اسلام کی دعوت کی فرمایا ای حرامزادے باوجودیکہ تجھ سے اکثر شرارتیں ظہور میں آئی ہیں تاہم اگر مسلمان ہو گا سب گناہ معاف کر دونگا اُس جہنم نصیب کو یہ توفیق کہاں تھی کلام نامناسب جواب میں کہے مگر جمشید مردود نے کہلا بھیجا کہ لاکھ اشرفیاں میں دیتا ہوں اگر آپ انجد کو زندہ و سلامت چھوڑ دیں صاحب قران نے اُس لعین سے اور پر لعنت و ملامت کی اور پھر اسلام کی ہدایت فرمائی جب دیکھا کہ اب کسی طرح میری نصیحت موثر نہیں ہوتی اور اس حرامزادے کے رگ و ریشہ میں شیطنت بھری ہی ناچار کھڑے ہوے اور ایک پاؤں اُس نابکار کا اپنے پاؤں سے دبایا اور دوسرا پاؤں پکڑ کے بقوت صاحبقرانی دو ٹکڑے کر ڈالا اور دونوں حصوں کو اُٹھا کے جمشید ملعون کی طرف پھینک دیا

نظم

یکے نعرہ آمد ز حلقش پدید
در آورد یک پاے در زیر پا

کہ آہن دلا نرا دریدہ جگر
بپاے دگر برد دست رسا

یکے نعرہ زد آں یل ارجمند
پس آنگہ بہ بازوے کشور کشا

کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف
بدرید تا سینہ آں گبر را

راوی کہتا ہی کہ صاحب قران نامدار نے اُس کافر بے ایمان کو کالنہ تک چیر ڈالا گوشت ہڈیوں سے اس زور سے

جدا ہوا کہ آواز دونون لشکرون نے سنی ادھر دوستون نے بے اختیار تکبیرین کہین دشمنون کے سینۂ آتش خانہ ہو گئے بلکہ
اکثر دہشت سے مر گئے اور جمشید باوجود دعوائے خدائی اور اطمینان عمود سحر اور تقویت خانۂ جادو کے مارے ڈر کے
کانپنے لگا اور کہتا تھا یہ زور سحر ہی صاحب قران عالی نشان کا دل اس امر عجیب سے نہایت شگفتہ اور خوش
ہوا اور گونہ بجائے خود مغرور ہوئے یہ غرور و تکبر درگاہ خداوند تعالے مین پسند ہوا چنانچہ اسی سبب سے کوئی نتیجہ
نیک حاصل ہوا الغرض جمشید نے اسی صدمہ سخت و ملال مین جھنجھلا کے طبل جنگ بجوا دیا اور خود خیمہ نکبت مین گیا
اور ماتم انجد مین سیہ پوش ہوا بکران خارجی نے بھی گریبان چاک کیا زمین پر لوٹتا پھرتا تھا

قتل ہونا انجد بن نجدون پہلوان کا

جمشید نے کہا خاطر جمع رکھو پہلے مجھے انجد کی محبت نہ تھی لیکن بہادری کی ہمیشہ تعریف کرتا تھا جب اسنے میری نوکری
قبول کی مجھے ایسی اسکی محبت ہوگئی کہ جسکا بیان ممکن نہین اب بعد فراغت ماتم کے اپنی قدرت کا قصاص معز الدین سے
ضرور لونگا اور ایک دم قرار و آرام نہ لینے دونگا ورنہ مجھکو چین ہوگا اسشیوط دیلم اور لشکر ونف اور ابو حاکم
بکران شاہ خارجی کو تسلی دیتے تھے اور کہتے تھے کہ چپ رہو تم تماشا دیکھنا کہ خداوند اپنی قدرت کاملہ سے کیسا
معز الدین سے اس پہلوان کا قصاص لیتا ہے کہ معز الدین بھی خوب یاد کرے غرض کہ دوسرے روز طبل جنگ جمشید
لعین نے بجوایا اور ایک نامہ شاہزادہ بلند قدر کو اس مضمون سے لکھا کہ اے معز الدین صاحب اقبال ہمیشہ

رہتا جب تک انجد پہلوان تمہارے ہاتھ سے قتل ہوا تھا تمہارا اقبال ترقی پر تھا اب جو تم نے ایسے بندۂ خاص خداوند
کو قتل کیا اقبال بھی تمہارا خداوند نے مبدل بہ ادبار کر دیا اس صورت میں جبر یا قوت اور اسباب سرداری کا اپنے مجھے بھیجدو اور میری
اطاعت اختیار کرو اور اپنے گناہ کا عذر کرو میں بوجہ خداوندی تم پر اپنی رحمت نازل کرونگا اور اپنا بندۂ شست کرونگا ورنہ یاد رہے
کہ جب جنگ شروع ہوگی میں ایک [illegible] منتظر جواب کا ہوں اگر میری اطاعت منظور ہو فلان روز میدان رزم میں
آؤ جس وقت یہ نامہ صاحبقران اکبر فلک قدر کی خدمت میں پہونچا جواب لکھا کہ او ملعون شعر

تو کار زمین را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

تو نے دعوائے صاحبقرانی انتہا کو پہونچا دیا اب دعوائے خدائی کرتا ہے لعنت ہے تیری اس خدائی پر جب معرکۂ جدال و
قتال بہادران نامی و دلاوران گرامی سے گرم ہوگا تیرا حال انجد نابکار سے بھی زیادہ بدتر ہوگا او گیدی بیحیا ولد الحرام
کس دعوے سے تو جبر یا قوت وغیرہ اسباب طلسمی مجھ سے مانگتا ہے بزور سحر چند فرمانرواؤن نے تیری اطاعت قبول کر لی ہے
اسی پر تو مغرور ہے لعنت ہے تیری اوقات پر جواب نامہ ایلچی کے ہاتھ روانہ کیا جمشید نابکار نے اس جواب نامہ کو دیکھکے
کہا میں نے نصیحت کی تھی اسکی اجل آئی ہے کہ اسنے میرے کہنے کو نہ سنا اور حکم دیا کہ طبل جنگی بجے صاحبقران اکبر
بعد قتل انجد ملعون داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے اور اسکے ملازمت حاصل کی پھر اس شہریار گردون وقار نے جنون
کو رخصت کیا یعنی آدم نقطہ رہ گئے پھر تخت صاحبقرانی پر جلوس فرمایا جمشید پلید نے طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا اور صاحبقران
اکبر بلند مکان سے جنگ و جدال کا ارادہ کیا صدائے طبل لشکر اسلام میں پہونچی صاحبقران اکبر والاشان نے بھی حکم
دیا کہ کوس حربی بجے امیر حمزہ وغیرہ مجروحین اپنے آقا کی تشریف آوری سے نہایت شادمان ہوئے اور شدت سوزش درد
جراحت کی شکایت کی اور کہا نہیں معلوم زخم تیغ جمشید میں شدت درد کیوں ہے جہان پناہ نے زخمیوں کو عدم حرکت
کیلیے تاکید کی اور سبکو تسلی دے کے اپنے ہی نام پر طبل جنگ بجوایا تمام شب دلیرون کو کارسازی جنگ میں گذری

نظم

دم صبح کین پیشہ چرخ عالی مقام
برآورد خورشید تیغ از نیام
دلیران ہمہ سوے میدان شدند
سوے یکدگر کینہ جویان شدند

اسطرف سے جمشید مردود نہایت زیب و زینت سے بکران خارجی و اشجوہا دیلمی وغیرہ جمیع سلاطین کو ہمراہ جلو میں لیے
میدان میں آیا اسطرف سے صاحبقران اکبر والاشان بہادران نامدار و سرداران تہور شعار کو ہمراہ لیے معرکۂ رزم میں
رونق بخش ہوئے نظم

خدنگ بر گذرگاہ کین ریختند
انقیدان خورشید انگیختند
ہر یک بہر یک سوئے بسو در شتاب
نہ در دل سکون و نہ در دیدہ خواب

نہ دکھاتا کہ وہ بڑا باطل السحر ہی تیرے اس داغ شقاوت کا اثر بالکل زائل ہو جائیگا مین اور تو دونون عالم مین بدنام ہو جائینگے
یہ سوچ کے چپ ہو رہا اور نیزہ لیا ادھر صاحب قران اکبر نے بھی نیزہ پر ہاتھ ڈالا آخر باہم نیزہ بازی ہونے لگی جمشید بھی فن
نیزہ بازی مین یکتاے روزگار تھا پچاس طعن کے بعد صاحب قران اکبر عالی قدر نے نیزہ جمشید کا ہوائی کر دیا اُس ملحد کا
چہرہ بحجت خفت سے زرد ہو گیا کہا ای شاہزادے تم واقعی عجب ہو کہ نیزہ بازی اہل عرب پر ہی توقف ہی بعدہ شمشیر قدرت اُس
ملعون نے میان سے لی صاحب قران اکبر کو معلوم ہوا کہ یہی شمشیر مسحور ہے پہلوان ہمارے لشکر کے زخمی ہوے اور
جراحت مین سوزش رہی اسی سبب سے صاعقہ سکندری جو کہ صاحبقران اکبر کو طلسم مین ہاتھ آئی تھی غلاف سے کھینچی اور
پشت تیغ کا دو روے تیغ سے جمشید پر وار کیا اگر وہ مسحور رکھتی تو یہ تلوار طلسمی تھی اس تلوار کی جھنکار چرخ نیلی رنگ تک
پہونچی شام تک خوب تیغبازی ہوئی آخر ملعون نے دیکھا کہ تلوار سے کام نہ نکلیگا صاحب قران اکبر کے گریبان مین
ہاتھ ڈال دیا اور کشتی ہونے لگی دوسرے روز کشتی مین اس مکار نے پیچھے ایکبارگی ہٹنا شروع کیا اور صاحبقران اکبر کو
اسی زمین مسحور پر ہٹا لیگیا کہ جس زمین کو خنار جادو نے سحر بند کیا تھا اور صاحب قران اکبر کو اس زمین کی مطلق
اطلاع نہ تھی جمشید مردود ایک ساعت کامل اسی زمین پر کشتی لڑا بعدہ دست بردار ہوا صاحب قران اکبر نے پوچھا ای
جمشید تیرا کیا قصد ہی اُس مردود نے کہا ای شہریار دولت مدار جنگ نیزہ و شمشیر تم سے کر ہی چکا ہون لیکن ابھی جنگ
گرز نہین کی وہ مین بھول گیا تھا اب مجھکو یاد آیا لہذا مین چاہتا ہون کہ ایک مرتبہ گرز بازی بھی تم سے مین کرون کہ یہ بھی ارمان
دل مین نہ رہے اگر عمود سے کار برآری نہوگی تو پھر کشتی لڑونگا مین بد دل اس مقدمہ کو پاس رکھے نہ ہونگا صاحبقران اکبر
گردون حشم نے فرمایا تجھے اختیار ہی مین سب طرح موجود ہون جمشید نابکار نے عمود ساختہ ساحر اُٹھایا صاحبقران اکبر
عالی شان نے دیکھا کہ کاغذ زرد پر کچھ نقوش لکھے ہوے گرز پر چسپان ہین اور روغن سے خوب وصل ہین اور کچھ
خطوط سحر کندہ ہین اور بظاہر وہ گرز سونے کا معلوم ہوتا تھا صاحب قران اکبر عالی شان نے اُس گرز کو دیکھ کے
حیران ہوگئے اور دل مین کہا تعجب کی بات یہ ہی کہ اُس کیدی نے سب حربون سے دست بردار ہو کے اس عمود طلائی پر
حصر کیا ہی یہ گرز اسکو نہایت عزیز ہی یہ امر خالی از علت نہین ہی بہر حال حفظ و حمایت اُس پروردگار عالم کی چاہیے کہ
اُسکے سوا کون پشت و پناہ ہی جمشید نے کہا ای معز الدین مین نے یہ گرز بنا تیار کرایا ہی اور گرز قدرت اسکا نام رکھا ہی
یہ ہر چند بظاہر چھوٹا ہی الا باعتبار قدرت بڑا ہی صاحب قران اکبر گردون سریر نے فرمایا باعتبار قیمت کے بھی یہ زیادہ ہی مگر
حافظ حقیقی میرا شریک حال ہے اور مین اُسی سے امیدوار ہون کہ بال کا رنجہ بندۂ گنہگار کا نہ ہو جمشید کیدی نے کہا
آپ اپنا گرز اُٹھایے اور وار کیجیے بعدہ اس عمود قدرت کی ضرب کو دیکھیے صاحب قران اکبر نے فرمایا ای بدبخت اہل اسلام
کا طریقہ نہین کہ پہلے وار کرین تو پہلے وار کر یہ فرمایا اور عمود بے پناہ اپنا اُٹھایا جمشید پلید نے کہا تم عبث الجھتے ہو کہنا کہ ہم وار
نہ کیا اُسکے بعد اس بدبخت روسیاہ نے اسپ خر صورت کو گرم کیا اور دونون پاؤن رکاب مین قائم کرکے وہی گرز سحر

اپنے گرد سر پھرایا اور باخداوند طبیعت مجروہ کھکے صاحب قران اکبر کے سر مبارک پر مارا ہر چند کہ دست حق پرست صاحبقران اکبر نے جنبش نہ کی لیکن قسّ اُس عمود کی ضرب اُس عالی جاہ کے سینۂ بے کینہ پر پہونچی اُس ضرب سے ایک ذرد مشل درد فوات الصدر بشدت تمام اُٹھا اور ایسا اُس درد نے بیچین کیا کہ حال اُس بندۂ برگزیدۂ ایزد متعال کا دگرگون ہوگیا اور عالم نظر مین تیرہ و تار ہوگیا ابو المحسن جوہر اور یعقوب حرانی دونون کھڑے اس حال کو دیکھ رہے تھے بس ایک آہ سرد جگر پر درد سے کھینچی ادھر دوسری بار دست نجس کو جمشید پلید نے بلند کیا کہ حربہ دوسرا کرے اور کام صاحبقران اکبر گردون نشان کا تمام کر دے جوہر نے فلاخن مین پتھر رکھ کے مارنا شروع کیا کئی پتھر جمشید پلید کے سر و سینۂ نجس پر پڑے اور گھوڑے پر بھی لگے اگرچہ بسبب سحر کے دونون حیوان سخت جان تھے تاہم صدمۂ سخت دونون کو پہونچا اور سراسیمہ و پریشان ہوئے عیاران طرار صاحب قران اکبر کو لے گئے اور لشکر مین پہونچا دیا جمشید پلید نے طبل بازگشت بجوا دیا اور نہایت خوش ہوا وہان سے مراجعت کر کے کہا اے ابو المحسن افسوس معز الدین کو میرے چنگل سے بچا لیگیا نہین تو وہی ایک ضرب گرز قدرت اُسکو کافی دوا فی تھی ساری قلعی کھلگئی ہوتی خیر کیا مضائقہ ہے کہان جاتا ہے اب تم لوگ معز الدین کی زندگی سے ہاتھ دھوا اور اُس سے بہتر کوئی اپنا سردار ڈھونڈھو اب اس ضرب عمود سے ہرگز معز الدین جانبر نہین ہوگا صاحب قران اکبر نے صدمۂ ضرب گرز سے منھ سے لہو ڈالا اور بیہوش ہوگئے ابو المحسن نے بادیدۂ گریان و سینۂ بریان تخت روان پر سوار کیا اور خیمہ مین لے گئے دلیران زخمی نے گرد ہجوم کیا اور وہ شہریار دولت مدار اُسی طرح بیہوش تھے۔ امیر مجاہد الدین و امیر جلال الدین خون کے آنسوؤن سے روئے غازیان اسلام مین ماتم برپا ہوگیا ایسا عالم بیخودی مین غازیان وفا شعار سینہ و سر پیٹتے تھے کہ دیکھا نہ جاتا تھا۔

نظم

نعرۂ ہائے وا ویلا	آسمان تک زمین سے پہونچا	اسقدر تھا ملال و غم کا ورود	ہوئی چشم فلک بھی نم آلود

یہ خبر ابو عامر فردوسی کو پہونچی وہ بھی بارگاہ گردون اساس مین آئے اور اس شہریار دولت مدار کا یہ حال زار دیکھ کے گریبان چاک کیا اور خاک سر پر اُڑائی اطبائے لشکر نے نبضین اُس صاحب اقبال کی ملاحظہ کین دیکھا کسی عضو مین سوائے نبض کے حرکت نہ تھی پادری ایڈروس اور ابو عامر دونون سکوت مین تھے کہ شدہ شدہ یہ خبر وحشت اثر قصر اخضر مین پہونچی اور ملکہ شمسہ تاجدار اور خلد آنہ اور گوہر افروز وغیرہ خواتین محل نے قصر اخضر مین سر و سینہ پیٹنا شروع کیا اور سیل اشک آنکھون سے جاری تھے گویا قیامت برپا تھی علی الخصوص ملکہ نے تو اپنا حال ایسا بنایا تھا کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے اور شمشاد نوجوان کو مع مسیحم پادری ایڈروس کے پاس بھیجی تھی اور کہلا بھیجی تھی اے والا قدر خدا کے واسطے جلد کہو اب کیا ہوگا یہ کیا ہوگیا پادری ایڈروس نے کہلا بھیجا آپ خاطر جمع رکھیے خداوند کریم شافی مطلق ہے دعا کیجیے صحت کا دینے والا وہی ہے لیکن کون سمجھتا تھا کسی کے ہوش بجا نہ تھے مترجم نگار بیہودہ گزارش کرتا ہے

بہادران اسلام و دوستان نیک انجام و خواتین دو دالاحترام کی گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری کا اگر کل حال لکھیے تو ایک دفتر طویل ہو پس مجملاً یہ تصور کرنا چاہیے کہ لشکر ظفر اثر مین آثار حشر آشکار تھے کوئی آنکھ ایسی نہ تھی کہ جس سے اشک خونین نہ ٹپکتے ہون آذر شاہ و سلطان شاہ و ملک الفوبہ و سمعلاج اژدر در و ابطال زنگی وغیرہ جسقدر رفیقان و مطیعان اسلام تھے اور محبت دلی صاحب قران اکبر عالی شان سے رکھتے تھے افراط قلق سے از خود رفتہ ہو رہے تھے یعقوب حرانی نے سلطان ابوالحسن جوہر سے کہا اے برادر والا قدر ایسا نہو کہ یہ کافر آج رات کو طبل جنگ بجوا دے ہم تو ابھی اپنے حال مین مبتلا ہین اس سے مقابلہ کو کون جائیگا لہذا اب مین جاتا ہون اور اس امر کی حتی الامکان تدبیر کرتا ہون جب مین اسکی فکر سے فارغ ہونگا تو آپ کو ضرور اطلاع کر دونگا ابوالحسن جوہر خود بھی بجواس بیٹھا ہوا تھا جواب کون دیتا ایکن یعقوب حرانی تبدیل وضع و صورت کر کے روانہ ہوا اور نقارخانہ جمشیدی مین پہونچا دار وسے بیہوشی سب کو پلا کے بیہوش کیا تمام نقارہ ہائے خورد و کلان شق کر دیے نفیری و کرنا وغیرہ کو توڑ کے پھینکدیا نقارچیون کا حال خراب بنایا جمشید مردود کمال غرور مین بیٹھا تھا ابو حاکم وغیرہ خوشامد کرتے تھے اور بالاتفاق کہتے تھے کہ اب غالباً صاحب قران اکبر کا نہ ہوگا اور ہر دم جمشید کے تصدق ہوتے تھے اور اسکی خداوندی کے معترف تھے جمشید بدنہاد کے خوشی کے مثل خرمردہ کے پھول گیا اور غرور و نخوت سے بھرا ہوا تھا اور اپنے آگے کسی کا وجود جانتا تھا جب سواری نکلتی تھی جولاہا نان بائی کنجڑے ڈھینئے حلوائی کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور سجدے کرتے تھے وہ حرامزادہ ایک ایک کو دیکھتا تھا اور جو سجدہ نہ کرتا تھا اسے اسی وقت گرفتار کر کے دوزخ مین جو کہ خاص جادو کا بنایا تھا پھکوا دیتا تھا اس حرکت سے جمشید پلید کی لوگ خائف تھے اور بخوف جان اس صورت نجس کو دیکھ کے ناچار سجدہ کرنے لگتے تھے جسمین سے وہ ذلت اٹھائی یہ ملعون ہیچ جہان نامین نہین گیا۔ الغرض جب ان کافران بے ایمان کے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے جمشید نے کہا یارو مقدمہ جنگ مین آج کی شب کیا صلاح دیتے ہو۔ ابو حاکم فردوسی و بکران شاہ خارجی نے کہ یہ لوگ بغض و عداوت معز الدین اور اہلبیت طاہرین سے رکھتے تھے کہا اے خداوند تقدیر اب طبل جنگ ضرور ہے انھین مہلت دینا اچھا نہین ہے بکران شاہ خارجی نے ایک نعرۂ آہ کا مارا اور کہا افسوس انجمہ جہان پہلوان کسوقت مین جسے مارا گیا مجھ ایسے دوست کو اکیلا چھوڑ گیا اے خداوند جمشید اگر آپ سے اجازت دین تو مین اسیوقت اپنا لشکر خونخوار و آتشبار ہمراہ لیکے لشکر اسلام پر شب خون مارون اور قصاص انجمہ پہلوان کے خون کا لون ایسے مین سب سردار پہلوان مجروح و خستہ حال اپنی آفت مین ایسے گرفتار ہین کہ ہوش و حواس بجا نہین مین ایک آن مین سب کو نیست و نابود کر دونگا ایک کو زندہ و سلامت نہ چھوڑونگا بدون خداوند کو سجدہ کیے سقر نہ دونگا جمشید پلید بولا اے بکران شاہ خارجی لشکر دشمن پر وہ شخص شب خون مارے جو مقابلے سے عاجز ہو ہم کسواسطے اس ننگ کو گوارا کرین ہم کیا مجبور ہین سب خوشامد کرنے لگے ارے جی ہور ہے جمشید نے کہا بکران شاہ خارجی کی خاطر سے طبل جنگ بجواؤ کہ ہم خود بدولت و اقبال میدان رزم مین جائینگے اب اس لشکر مین میر مجاہد الدین اور میر جلال الدین وغیرہ

کیا

پانچ چار جوان ضعیف و ناتوان رہے ہیں انکو مار لیا کتنی بڑی بات ہے دیکھو اب میں فیصلہ کیے دیتا ہوں اور یہ جو ساکت مصری و عامر مصری
و سمعان و اطال وغیرہ ہیں انکا اسلام قبول کرنا مشروط ہے یقین ہے کہ وہ مسلمانوں کی طرف سے ہرگز نہ لڑینگے ارجاس مردار خوار
کہ وہ کئی جھوان کھائے تھا اس سبب سے وہ ملعون رستم و اسفندیار کی حقیقت نہ جانتا تھا اُٹھا اور کہا ای خداوند میں میدان
ہوں کہ مجھے بھی اجازت حرب مرحمت ہو تاکہ ان مسلمانوں کو ہلاک کروں انکے سوا زنگی بھی پہلوان زبردست تھا عرض کیا
ہوا کہ خداوند بندہ بھی ہاتھ پاؤں ہلانا چاہتا ہے اور اپنے خداوند کو کچھ ایسا تماشا دکھانا چاہتا ہے تجاشی نے کہا میں بھی بہت دنوں
سے میدان میں نہیں گیا ہوں بیٹھے بیٹھے دم گھبرا گیا ہے بکران شاہ خارجی نے کہا میں بھی فقط بادشاہ نہیں ہوں بلکہ دعوائے
پہلوانی بھی رکھتا ہوں اور ایسا ویسا پہلوان بھی نہیں ہوں سمجھ سام و آذر و تہمتن روئے زمین پر دوسرا نہیں ہے اسی طرح
ہر ایک پہلوان نے لاف زنی کی اور لڑنے کو آمادہ ہوئے جمشید ملعون بھی سنا کیا اور سب کی لاف زنی و مستعدی سے
نہایت خوش ہوا آخر بولا میں سب کی جنگ کا تماشا دیکھونگا اور ہر ایک کو موافق مرتبہ کے منصب عنایت کرونگا بکران شاہ
خارجی بولا طبل بجایا جائے جمشید ملعون نے حکم دیا کہ یساول و نقیب جائیں اور نقارچی سے طبل جنگ بجوائیں مجرد
اس حکم کے یساول آیا اور عرض کی خداوند نقارخانہ میں تو یہ تازہ حادثہ ہوئی ہے کہ نقارے سب پھٹے ہوئے ہیں اور
نفیریاں وغیرہ ٹوٹی پھوٹی پڑی ہوئی ہیں اور نقارچی ایسے بیہوش پڑے ہیں کہ گویا مردہ صد سالہ ہیں جمشید ملعون یہ حال
سنکے مار دم بریدہ کے مانند پیچ و تاب کھا کر ضرار منکوس منحوس کی طرف مخاطب ہوا اور کہا ای استاد بدنژاد تونے سنا کیا
ماجرا ہوا ضرار منکوس مردک چپکے سے بولا کہ بجز عیاران لشکر اسلام کے یہ کام اور کسی کا نہیں ہے آخر ایک نقارچی کی ٹانگ
پکڑ کے کھینچتے ہوئے لائے طبیعتی نے اثر بیہوشی کو خوب دریافت کر کے زرتاک سے کہا اسے جلد ہوش میں لاؤ زرتاک نے
فتیلہ عیاری دیا جب اثر دارو سے بیہوشی زائل ہوا نقارچی کے ہوش و حواس درست ہوئے اس سے استفسار حال کیا
اسنے کہا ایک شخص ناچتا گاتا الیان بجاتا آیا اور تمھاری فتح کی بہت خوشی کی ہم بھی اسکی خوشی سے نہایت خوش ہوئے کہ ہمارے
آقا اور خداوند کی فتح ہوئی تھی پھر اسنے مٹھائی بازار سے منگوائی اور کہا میں نے نذر مانی تھی کہ اس فتح کی مٹھائی تقسیم کرونگا۔
پس سب عملہ و فعلہ کو اسنے اپنے ہاتھ سے وہ مٹھائی تقسیم کی ہم لوگوں نے مٹھائی کھائی تھی ہمکو خبر نہیں کہ کیا ہوا ضرار منکوس
بولا مجھے یقین کامل ہے کہ تیری بہن کا شوہر تیرا بہنوئی ہوگا یہ کام ضرور یعقوب سرانی کا ہے وہی تیرے جوتا لگا گیا۔ القصہ
اس روز مجبوری طبل جنگ بجنا موقوف رہا مگر جمشید نے اپنی بیحیائی نہ چھوڑی کہا یہ میری تقدیر ہے اسواسطے کہ آخر وہ بھی تو
میرے ہی بندہ ہیں آج میں نے نہ چاہا کہ طبل بجوا کے انھیں پریشان خاطر کروں بکران شاہ خارجی داور حاکم کی خاطر سے
کہدیا تھا کہ طبل بجے چونکہ اصل میں میری مرضی نہ تھی لہذا یہ امر واقع ہوا ای بندگان من خوش ہو اور مجھے سجدہ کرو غرضکہ
سجدہ کو جھکے جمشید بولا کل جلد نقارے تیار ہوں اور نفیر و قرنا وغیرہ بنوا دیے جاویں باقی سامان سرکار کے گودام سے
لیجاؤ یہ حکم دیکے خود محل میں چلا گیا اور خواہر ارجاس مردار خوار سے روسیاہی میں مشغول ہوا اور باری متفرق ہوکے اپنے اپنے

مقام کو روانہ ہوگئے اسطرف صاحبقران اکبر بدستور بیہوش تھے نبض مین کبھی طرفہ اضطراب پایا جاتا تھا اطبائے لشکر ظفر پیکر
ہر چند علاج کرتے تھے فائدہ مترتب نہ ہوتا تھا کوئی ایسا نہ تھا کہ جو گریان و نالان نہو خواب و خور حرام مطلق تھا جب
صبح ہوئی یادری ایدروس کو خیال آیا کہ روزنامچۂ بزرگ و خورد دونون ملاحظہ فرمایئے شاید کچھ انہین بزرگان پیشین نے تحریر
فرمایا ہو کیونکہ بشر کے واسطے غلطی و سہو لازم ہی ممکن نہین کہ بشر سے خطا نہو مقتضائے بشریت یہی ہی آخر گمان یادری صحیح ہوا
اور روزنامچۂ بزرگ مین اس عبارت کو نہایت شرح و بسط سے پایا کہ تاریخ ال بیضا اور فتح طلسم بیضا کے بعد صاحبقران
اکبر معز الدین ولا و مروج دین پیغمبر رونق بخش اسلام الملقب با بو تمیم عالی مقام کو دشمن قوی کے ہاتھ سے صدمۂ عظیم
ضرور ہے کہ پہنچے کہ اس شہریار کا حال پر ملال بوجہ عارض ہونے عارضۂ غشی کے دگرگون ہوجائیگا اور زمانۂ غشی چندے رو
رہیگا مگر کچھ محل خوف نہان ہو فضل خداوند کارساز شامل حال ہی آخر صحت کلی حاصل ہوگی مآل کار بقدرت پروردگار بخیر و
خوبی مشتمل ہی یادری عصر کو لازم ہی کہ جسجگہ محفل شاہنشاہنامہ منعقد ہوئی تھی اس شہریار مریض کو لیجائے اور سب دوست و
رفیق مرہمت حکیم مطلق کے منتظر رہین و اسلام یادری اس عبارت کو دیکھکے بہت خوش ہوا اور اس عبارت مبارک
کو فوراً ابو عامر کو معائنہ کرایا اور اسکو ایسی تسلی و تشفی دی کہ ابو عامر مطمئن ہوگیا پھر دونون باتفاق امرائے عالی مقام
پاس آئے ابو الحسن جوہر اور امیر مجاہد الدین وغیرہ کو دکھایا اس مژدۂ جان بخش سے تن مردہ مین گویا جان آئی جب
سب کے ہوش درست ہوئے خیال آیا اور تدابیرین شروع ہوگئین تا اینکہ بدر عالم منجم کو تلاش کیا اتفاق سے منجم موصوف
بھی آگیا اور اس داستان جگر خراش و سوانح غم و الم کو سنا جیسا کہ دفتر سوم بہار دوم مین مذکور ہوچکا اب دوبارہ حاجت
شرح نہین یہ حال صاحب قران اکبر کا دیکھکے اشک خون چشم دل سے جاری ہوئے بعد فراغ زائچہ کیا اور موافق قواعد
نجوم کے طالع دیکھے یا تو غمگین بیٹھا تھا یا یکبارگی چہرے پر رونق آگئی اور خوش ہوکے کہا ای حضرت قسم ہی اس خالق
کائنات و بخشندۂ حیات کی کہ خانہ حیات صاحب قران رفیع الدرجات کا بہت قوی پاتا ہون اور مطلوب اسکا ذہن مقصود
مین دیکھتا ہون اسی سے اور زیادتی قوت متصور ہوتی ہی انشاء اللہ المستعان اب جلد یہ حالت غشی وغیرہ برطرف ہوئی
جاتی ہی خوش رہئے یا تو اسی ہفتہ مین صحت کامل ہوگی لیکن کچھ سونے کی قسم سے اور جواہرات زرد رنگ و لباس جسم پاک
سے نکال کر وہ بھی زرد رنگ ہو بطور صدقہ کسی غریب و محتاج کو دینا چاہیے اور حبس دوامی سے پانچ قیدی بھی رہا کیے
جاوین باقی خیریت ہی الغرض ان باتون سے بدر عالم منجم کی سب کو تسکین ہوئی اہل اسلام کو اطمینان خاطر حاصل ہوا
ابو الحسن جوہر اس کتاب روزنامچۂ بزرگ کو لیکے قصر اخضر مین گیا اور ملکہ شمسہ تاجدار کو دکھایا یہان سب خواتین
محل کا یہ حال تھا کہ روتے روتے بینائی مین فرق آگیا تھا ابو الحسن جوہر نے پکار کے کہا ای ملکہ ہوش مین آؤ
دیکھو مین ایک خوشخبری سناتا ہون جیسے ہی جوہر کی آواز سنی آنکھ کھولی جوہر نے وہ کاغذ دکھایا کچھ بحال ہوئی
اور کہا ای برادر جوہر آب و دانہ ہر ذی حیات کا باعث بقائے جان ہی اگر وہ غذا نہ پائے تو کیونکر جیگا اسکی

زندگی کیونکر ہوگی جوہر اس کلام سے خوب رویا اور کہا میں بھی اس فکر میں ہوں یہ جو آپ نے ارشاد فرمایا بجا ہو آپکی
اس بات سے مجھے سخت تردد ہوا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خبر آئی پادری صاحب آتے ہیں ملکہ پادری سے پردہ
نکرتی تھی تعظیم کو اٹھی اور پادری کا ہاتھ آنکھوں سے لگایا کرسی جواہر نگار پہ بٹھایا پادری نے ملکہ سے کہا اے فرزند تمہارا
یہ حال دیکھکر مجھے اسوقت نہایت رنج ہوا اسقدر تم مضمحل ہو کہ جسکی کچھ حد نہیں اے فرزند خاطر جمع رکھو میں نے
روزنامچہ بزرگ و خرد دونوں دیکھے بلکہ میں لیتا ہی آیا ہوں دیکھیے روزنامچہ کو جاک میں کیا لکھا ہے آپ کی تشویش
بہت کم ہو جائیگی آئین لکھا ہے کہ جب صاحب قران اکبر کی یہ حالت ہو جاوے کہ چند روز غذا کچھ نہو تو فلاں ایام
میں باغچہ قصر اخضر میں ایک درخت سیب از خود پیدا ہوگا اور تا آئین قدرت خدا سے سیب بھی پیدا ہونگے پس
اس درخت سے سیب توڑ کر قریب دماغ صاحب قران اکبر کے رکھا جاوے کہ بوے سیب دماغ میں جائے اسکی
بو سے اسقدر قوت دل و دماغ کو حاصل ہوگی کہ جسم [illegible] تحلیل ہوگا اور نہ قوت میں کسی طرح کا خلل آئیگا آپ
فلاں گوشہ باغ میں تلاش کرائیں وہ درخت سیب ملے تو سیب اسکو ایسے ایک ہی سیب اسمیں ہوگا ملکہ نے کنیزوں
سے فرمایا دیکھو پادری صاحب کیا فرماتے ہیں کنیزوں نے عرض کیا حضور ہم اسطرف ہزار ہا جان کا پادری صاحب
نشان دیتے ہیں ہزار بار سے کم نہ گئے ہونگے لیکن ہمنے وہاں کوئی درخت سیب نہیں دیکھا القصہ ملکہ خود مع
پادری صاحب و ابوالحسن جوہر اسطرف روانہ ہوئی دور سے درخت سیب نظر آیا لیکن کوئی ثمر نہ دیکھا پادری
نے کہا اے ملکہ عالم دیکھا آپ نے یہ درخت سرسبز و شاداب وہی درخت سیب ہے ملکہ نے فرمایا بجا ارشاد ہوا لیکن
کوئی سیب معلوم نہیں ہوتا پادری نے کہا ممکن نہیں کہ سیب نہو قریب سے ملاحظہ فرمائیے جب قریب درخت
پہنچی دیکھا واقعی ایک سیب سرخ نہایت خوشرنگ بقدر انار بزرگ آویزاں ہے اور اس سیب کی بو سے دماغ معطر
ہوا جاتا ہے اس ثمر مراد کو دیکھ کے ملکہ کو بے اختیار ہنسی آگئی اور سبوں کے چہرے بشاش ہو گئے سب نے کہا خداوند
انجام بخیر ہونے کی تیری ہی ذات سے امید ہے اب امید قوی معلوم ہوتی ہے کہ تیرا فضل شامل حال ہوگا الغرض [illegible]
کو نوکر ابو الحسن جوہر نیچے اترے اور صاحب قران اکبر کے خیام مرفوعات میں پہنچے اور تخت پر رکھ دیا امیر حمزہ عمرو
زخمیوں کو بھی وہیں بلوایا اور جراح معالجہ میں مصروف ہوئے ان زخمیوں کے زخم بھی جواب دے چکے تھے [illegible] نہ تھی
مگر سوزش از حد تھی اور غذا وغیرہ بھی بخوبی کھائی جاتی تھی اور صاحب قران اکبر اسی طرح بیہوش پڑے تھے مگر [illegible] کی
وہ سیب دماغ کے پاس رکھا بعد ایک ساعت کے آپ [illegible] دیکھو قوت پائی سب دیکھ کے نہایت خوش ہوئے
مسیح الملک حکیم شب و روز سرہانے صاحب قران اکبر کے کرسی بچھائے بیٹھے رہتے تھے اور ابو الحسن جوہر کے جو کچھ ہو سکتا
درست ہوئے اور خود ان آسے خیال آیا کہ حکیم فیلطاس الحکمت سے بھی حال صاحب قران اکبر کو بیان کرنا چاہیے کہ بجز اس
حکیم عالم و راز دار غیب کے اور کوئی علاج نہیں کر سکتا اپنے قصد کو سب احباب سے بیان کیا اور کہا اس باب میں [illegible]

صاحبون کی کیا راے ہی سب باتفاق بولے سبحان اللہ آپ یہ خوب سوچے نہایت انسب ہی ابتک یہ خیال کسی کو نہ آیا ایسا
بد بو اس اور دست پاچہ اس صدمۂ جانکاہ سے کر دیا تھا اگر اب آپ سب کامون پر اس امر کو مقدم جانیے اور جلد روانہ ہوجیے
جو ہر اُسی وقت با سلحۂ جنگی آراستہ ہوا تا شام حیران و سرگردان پھرا لیکن منزل مقصود کا اصلا نشان نہ پایا از بسکہ پریشان واپس
آیا سب سے یہ سانحہ بیان کیا سب حیران ہوے کہ یہ کیا معاملہ ہی یعقوب حرانی نے کہا مین نہین جانتا یہ سب کارخانۂ سحر ہی آپ
تصور فرمائیے کہ زخم سے اور اس طرح کی بیہوشی سے کیا علاقہ علے ہذا کسی ساحر ملعون نے سحر سے راہ مسدود کردی اب
اور طرفہ حال سُنیے کہ ادھر تو لشکر اسلام مین یہ ہنگامہ برپا تھا اور اُسی رات کو جمشید پلید نے طبل جنگ بجوا دیا اور
اہل لشکر اسلام مین صداے طبل پہونچی ناچار اس طرف سے بھی لشکرون سے صداے کوس حربی بلند ہوئی

روز دیگر کین جہان پر غرور
یافت از سرچشمۂ خورشید نور
ترک روز آمد باین زرین سپر
ہندوے شب را بہ تیغ افگندہ سر

سپاہ عساکر میدان مین آئی اور بعد تسویہ صفوف اول جس بہادر نے قصد میدان کیا وہ ازجاس مردار خوار حرامزادہ تھا اور
اُس مردود نے جمشید کے ہاتھ سے جام شراب زہرمار کیا تھا اور خوب نشہ مین سرور لہرے مارتا ہوا آیا اور بآواز بلند کہا کہ
دلاوران لشکر اسلام آگاہ ہو کہ تمھارے طالع نے بلندی سے پستی کی طرف میل کی ہی اب خدا وند جمشید کو سجدہ کرو اور اپنے
بادشاہ کی حیات سے ناامید ہو کہ وہ ضرب قدرت ہی اُسے ہرگز زندہ نہ چھوڑیگی دو تین دن نبض ملیگی پھر نہ نبض کا پتہ ہوگا نہ
صاحب نبض کا سیدی حمید کو یہ کلام اُس مردود نافرجام کا نہایت ناگوار گذرا تاب ضبط باقی نہ رہی فقط ایک چوب دستی
اُسوقت ہاتھ مین تھی بے رخصت میدان مین پہونچا اور جاتے ہی کہا باش او مادر بخطہ جمشید پلید فنا ہوگا صاحب قران اکبر
گردون مقام کا خالق مطلق حافظ ہی اور اُنکے جد علے پشت و پناہ اُنکے ہین یہ کیا تو گوہ کھاتا ہی یہ کہکے وہی چوب دستی اُسکے
سر نحس پر ماری اُس کافر نے بناہ سپر لی وہان سے وہ چوب گیری کے شانے پر آئی ضرب معقول اُسکے پہونچی لیکن وہ
ولد الزنا ایک ہی نطفۂ شیطان تھا اُس سیدی پاک دین کو شہید کیا سیدی سیدی سالم کے اعزا سے تھا سیدی سالم
نہایت غمگین ہوا اور کہا افسوس بڑی حمیت سے خطا ہوئی کہ مفت جان گنوائی تو صائبہ مردی نہ تھا غرض بعد حمید کے
حمید الدین دلاور میدان رزم مین گیا اور مجروح ہوا لیکن اسکے دو شخص اور گئے وہ بھی زخمی پھرے اس عرصہ مین شام
ہوگئی طبل بازگشت بجا سب اپنے مقام آرام مین گئے دوسرے روز پھر صف آرائی ہوئی لشکر بکران شاہ خارجی سے
بکر بن عمر خارجی کہ عداوت اہلبیت رسالت علیہم السلام مین اشد کندی پر بھی سبقت لیگیا تھا میدان مین آیا
سید حسین بن عبداللہ دلاور کہ اجل سادات عظام اور اشجع دلاوران والا مقام سے تھا مرتبۂ شہادت پر فائز ہوا
امیر مجاہد الدین فیروز یمنی کو تاب نہ رہی امیر کبیر سے اجازت حرب لے کے میدان مین گیا اور اُس گبر سے کہا او بدبخت ملعون
عداوت سابقہ سے اس سید جلیل القدر کو راہ بہشت دکھائی اب تو بھی آمادہ سفر ہو حرامزادہ نے تلوار کا امیر کبیر پر

وار کیا اُس بہادر نے اُس نابکار کی تلوار چھین لی اور اپنی تلوار کو بھی زحمت نہ دی اسی کی تیغ بیدریغ سے اُس کافرالکفر کو
دو پرکالہ کیا شمر بن بکر نے غم بدر میں گریبان پھاڑ ڈالا اور میدان میں آکے امیر پر نیزہ کا وار کیا امیر نے نیزہ چھین لیا اور اُسی
نیزہ پر صدر زین سے اُٹھا کے علم کیا اور زمین پر پٹکا اور مرکب اُس کافر کی لاش پر دوڑا دیا بعد اسکے کُندابن اخرج نے
امیر پر اُسنے گرز مارا امیر جلیل القدر نے پھر اُسی کا گرز چھینکر ایسا سر پر مارا کہ خون کا دریا بہا دیا الغرض شام تک
بیرا خارجی جہنم واصل کیے طبل بازگشت بجا جمشید ہنسا اور کہا اے بکران شاہ تیرے دلاور مسلمانوں کے حریف
نہیں ہوسکتے وہ بلاے روزگار ہیں۔ بکران شاہ خوب رویا بولا تمہارے لشکر میں بھی میرے گمان میں کوئی امیر جلال الدین
کا مرد مقابل نہیں ہے بس ارجاس مردار خوار کو برا معلوم ہوا بولا اے بکران شاہ سبکو جیسا تو ہے تصور کرتا ہے یہ نہ چاہیے
کل دیکھنا کہ امیر کے سر پہ وہ بلا نازل کرونگا کہ مدت العمر یاد کریگا بکران شاہ خارجی بولا دیدہ می باید القصہ پھر طبل جنگ
بجا دوسرے روز پھر صف آرائی ہوئی۔

جنگ ارجاس مردار خوار پہلوان لشکر جمشید کی امیر جلال الدین سے اور ارجاس کا قتل ہونا

ارجاس مردار خوار بڑے طمطراق سے میدان میں نعرے مارتا ہوا آیا اور رجز طولانی پڑھے اپنی اور جمشید کی حد سے
زیادہ تعریف کی بعد اسکے لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہوکر آواز دی کہ اے جلال الدین میں تجھے یاد کرتا ہوں امیر نے باگ
گھوڑے کی لی اور چمکاتا ہوا میدان میں آیا امیر مجاہد الدین نے پھر دعا کے لیے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے اور کہا
خداوندا امیر جلال الدین کی شرم تیرے ہاتھ ہے کہ وہ ایک خوک صحرائی کے دست سے لڑنے جاتا ہے امیر کو یقین تھا کہ ارجاس کا خوا

جمشید سے زور و قوت مین کہین زیادہ ہو القصہ امیر رجز خوان ہوکے اُس ولدالزنا کے مقابل ہوا ارجاس مردار خوار نے
کہا ای امیر جلال الدین تم پیر تو ہو گئے لیکن ابتک ہوس جنگ ہی جواب دیا او نادان مرد جسقدر پیر ہوتا ہی شوق جنگ
کافرون سے بڑھتا جاتا ہی ارجاس مردار خوار نے کہا اگر شوق جنگ زیادہ ہو گیا ہی تو لو یہ کہکے گرز امیر کے سر پر مارا امیر نے
اپنے گرز پر وہ ضرب رد کی اور باہم گرز بازی ہونے لگی بعد گرز بازی کے تلوار چلی جب تلوار سے بھی قصہ فیصل نہوا گریبانون
مین ہاتھ پڑ گئے اور کشتی مین مشغول ہوے دوسرے دن وقت ظہر ارجاس ملعون کی کمر کی زنجیر مین ہاتھ ڈال کے
صدر زین سے اُٹھا لیا تین بار چکر گرد سر کے دیا اور زمین پر دے مارا اور مرکب سے امیر والا قدر کود کے سینہ کافر
پر بیٹھا اور دعوت اسلام کی وہ کافر زبان پر لفظ اسلام نہ لایا قبول کرتا آتش دیکھی پس امیر نے ایک ہاتھ زیر زنخدان
رکھا اور دوسرا ہاتھ سر کے نیچے دیا اور تین پیچ دیے اور ایک نعرہ اللہ اکبر مار کے اُس سر نجس کو اُسکے تن سے کھینچ کے
پھینکدیا جمشید نے ایک آہ دردناک کی اور بے اختیار دو ہتھڑ اپنے سر پر مارا اور خوب دونون ہاتھون سے داڑھی
نوچی اور طمانچے لگائے اور اسی صدمہ سے تخت سے کودا اور گھوڑے پر سوار ہوکے پکارا کہ اے باغی او خدا پرست جفا شعار
تو نے غضب کیا کہ جمشید کی جان تن سے نکال لی یہ کہا اور ایک وار تلوار کا امیر پر تو قہر کیا امیر کو پناہ کی فرصت نہ ملی
چار انگشت وہ شمشیر سحر امیر مین در آئی داستان نے پارے تلوار نکل گئی خون کی چادر چہرے پر گرنے لگی ناچار چاہتا تھا
کہ دوسری ضرب لگائے کہ عیاران لشکر اسلام امیر کو لے گئے امیر بہاالدین نے نہایت تعریف کی اور کہا ای برادر عزیز اپنا بقدر
اگرچہ تمھارے زخمی ہونے سے مغموم ہون لیکن تمھارے کام سے مین نہایت مسرور ہون بڑے کافر کو مارا کسی طرح
اُسکے پہلوان سے اسکا زور و حملہ کم نہ تھا سبحان اللہ شیران دلاور ایسے ہی ہوتے ہین امیر جلال الدین آداب بجالایا پھر
امیر کبیر نے طبق جواہر سر امیر پر نثار کیے مگر جمشید ملعون نے امیر کو زخمی کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا اور خود پھر اپنے سالے
کے ماتم مین بیٹھا اُسکی بہن یعنے جمشید کی زوجہ نے جو اپنے بھائی کا حال سنا چوٹی کاٹ ڈالی اسطرف ابو المحسن جوہر
تین دن سرگردان رہا لیکن کہین راہ کا نشان نہ ملا اور پہلا مقام حکیم صاحب کا سراغ نہ پایا تمام زمین طلسم اُسکی نظرون
سے ایسی پوشیدہ سحر سے کر دی تھی جسطرح بہشت شداد نظر خلائق سے مخفی ہی جوہر نے ایک آہ سرد دل پر درد سے
کھینچی اور پھر پادری ایدروس کے پاس آیا اور یہ قصہ بیان کیا پادری نے پھر دونون روزنامچون کو ملاحظہ کیا لیکن
اس بات مین کوئی عبارت نہ پائی سبکو حیرت ہوئی اور دست پاچہ ہوے غرض پھر مایوسی کے عالم مین بدر عالم منجم
کے پاس آئے اور کہا آپ اس بارے مین زائچہ کھینچیے یہ کیا اسرار ہی مین روز جاتا ہون اور چارون طرف پھرتا ہون لیکن
عجب کا مقام ہی کہ راستہ نہین پاتا کئی روز سے حیران و سرگردان پھرتا ہون ناچار ہوکے پھر آتا ہون بدر عالم منجم
نے زائچہ کیا اور اس امر کو دریافت کیا کہ صاحب قران اکبر کے روبرو صحت پائینگے اسکے بعد مسئلہ طرق دیکھا اور
زائچہ کھینچا اتنا معلوم ہوا کہ حد بندی کی ہی اور کچھ نہ معلوم ہوا کہ وہ دیوار کس طرح ہی اور کسنے بنائی ہی وہ امر اسباب پریشانی

ہوئے اور صاحبقران اکبر اسی طرح بیہوش ہیں سختی جسم مبارک میں کچھ مطلق حس و حرکت نہ تھی مگر ایسے سبب سے
اتنا فائدہ ہوا کہ نبض میں قوت آئی اور آمد و رفت نفس برقرار رہی اور زخموں کو تیغ جمشیدی کے مطلق آرام نہ تھا
جراح علاج میں بڑی کوشش کر رہے ہیں پر ازبسکہ مقدمہ سحر تھا انہیں کیا علاج کارگر ہوتا آخر بیچارے کیا کرتے اب وقت
پر موقوف رہا ادھر جمشید پلید وزرا ارجاس کے ماتم میں مشغول رہا ادھر اس عرصہ میں خبر آئی تلواس فیل زور
مردار خوار برادر حقیقی ارجاس مردار خوار جمشید کو پہونچی کہ جس خبر سے نہایت خوش ہوا کہ وہ ملعون بھی آن پہونچا
اور آستانہ ملازمت جمشید حاصل کی جمشید نے اُس کافر کو ڈیڑھ برس کے بعد دیکھا تھا وہ طرفہ ہیولا جسیم و تنومند
نظر آیا حیران ہوا اور کہا اے تلواس کیا تو نے کہا کہ اس مدت قلیل میں تیری ہیئت ہی بدل گئی تو تو پہچانا نہیں جاتا ہے
تلواس بولا اے امیر جس گنبد میں ہتنے وہ معجون قوت کھائی تھی میں وہیں ہمیشہ جاکر ورزش کرتا تھا ناگاہ ایک روز ایک
شخص آیا کہ وہ نہایت کریہہ منظر و بدصورت زرد ریش و کبود چشم مہیب شکل تھا اسکو دیکھ کے مجھ پر ہیبت طاری ہوئی اور
میں ورزش چھوڑ کے اسکو دیکھنے لگا اسنے پہلے گنبد کا طواف کیا بعد اسکے مجھ سے پوچھا کہ تو کون ہے میں نے کہا
صاحبقران خود پرست کا میں خویش ہوں اور تمہارا حال سارا اسکے سامنے بیان کیا اُس ذکر میں زہر بار کرنا تمہارا
معجون کا بھی ذکر کیا اور پھر یہ کہا کہ اے مرد عجیب الخلقت جب صاحبقران خود پرست کو یہاں سے نعمت معجون بخیرہ
نصیب ہوئی تو اس مکان عالی شان میں ورزش کرنا بھی خالی برکت سے نہوگا اسی لیے گھر سے میں یہاں آیا ہوں اور
ورزش کرتا ہوں یہ سنکے وہ شخص ہنسا اور کہا ہاں یہ گنبد فلاں جادوگر کا بنایا ہوا ہے فی الواقع معجون ایسی ہی اسنے تیار
کی تھی اب تجھے معلوم ہوا کہ وہ معجون تیری خواہر کے شوہر کی قسمت کی تھی خوب ہوا کہ حقدار کو پہونچا اب آگاہ ہو کہ
میرا نام اکفر جادو ہے طلسمات کا باشندہ ہوں اور میں حسب الطلب اپنی آشنا اور شاگرد طبقہ جادو کے جاتا ہوں
کہ وہ جزیرۃ الجبل میں رہتی ہے تیری وضع مجھے اچھی اسوقت معلوم ہوئی ہر وقت مراجعت بھی تیرے پاس آونگا اور
تجھکو بھی دولت سحر دونگا ایسی مدت قلیل میں تعلیم سحر تجھکو کرونگا کہ عالم میں تیرا کوئی حریف نہو سکیگا اور سوائے
باطل السحر کے کوئی تجھپر غالب نہوگا میں نے کہا سحر سیکھنے کا مجھے کچھ شوق نہیں ہے کہ دلیران جوان کو جادو سے ننگ ہے
بلکہ ہمارے صاحبقران نے بھی اسی وجہ سے سحر نہیں سیکھا ہاں اگر آپکی ایسی مہر ہے تو اس معجون کی طرح
جو کہ ہمارے صاحبقران نے نوش فرمائی ہے میرے لیے کوئی چیز ایسی بنا کہ میں بھی کھا کر صاحب قوت ہو جاؤں
یہ سنکے وہ مرد پلید متقابل ہوا اور کہا بہت خوب میں ایسی چیز تیار کر دونگا کہ تو بھی یاد کریگا لیکن تین روز تو اسی گنبد میں رہ
اور وہ چار ملازم جو تیرے معتمد خاص اور محرم راز ہوں انہیں بھی رکھ لے اور باقی کو رخصت کر دے جب جمشید نے
اس داستان کو سنا اُٹھا خلوت میں گیا اسے بھی لیتا گیا کہا یہ راز کی باتیں ہیں سب کے سامنے بیان کرنا اچھا نہیں
ہے اسواسطے تجھے میں خلوت میں لے آیا اب تو شوق سے سب حال مفصل بیان کر بعد اسکے کیا ہوا اور یہ بھی تاکید کی کہ

اب مجھے شہریار شہ کہ خداوند کہا کرا یکبار تونے بوجہ نادانیت کے کہا تھا لہذا ہمنے تیری خطا معاف کی تلواس اس کلمہ کو
جمشید پلید کے سُنکے حیران ہوا کہا کیون ری یہ کیا کوہ کھاتا ہی بولا اکفر جادو نے جو کہا وہ مین نے قبول کیا گھر مین کہلا بھیجا کہ
مین گنبد مین رہونگا خلاصہ یہ کہ رات کو اکفر جادو نے اپنے ڈبے سے کچھ دوائین نکالین اور کچھ جنگل سے بوٹی لایا اور تمام شب
اسیر سحر خوانی کی پھر صبح کو اُن دواؤن کو دودھ مین جوش کیا اور افسون پڑھتا گیا اور پھونکتا گیا یکایک ایک کالا سانپ
نہایت زہر آلود پیدا ہوا اکفر جادو نے اُس سانپ کو پکڑا اور سر کو کاٹ ڈالا اور اسکو بھی دودھ مین ڈال دیا اور جو
بکاکر معجون تیار کی مجھسے کہا کہ چالیس روز کھا اور یہ کہا کہ مین مجبور ہون کیا کرون مجھے فرصت نہین ورنہ مین سر
اور دم سانپ کی بھی داخل معجون کرتا تاکہ قوت معجون چوگنی ہو جاتی مگر خیر اب بھی بہت ہی مین نے پوچھا کہ سر و دم کو داخل
کیون نہین کیا اُسنے کہا سر و دم مین زہر ہوتا ہی اور سمیات پر ایک مدت تک محنت کیجاتی ہی جب ضرورت اصلاح دکھلا
دیتی ہی لیکن تیرے لیے یہ ہی کافی ہی تیری قوت اصلی آٹھ حصہ زیادہ بڑھ جائیگی اب مین پھر بھی تیرے پاس آؤنگا کہ
مین نے تجھے اپنا فرزند جانتا ہون یہ کہا اور جو عمل خمار منکوس کرتا ہی وہی اُس اکفر جادو نے کیا لیکن فعل بد جو اشرار و کفار
مین معیوب نہین ہی القصہ تلواس مردار خوار نے کہا مین روز معجون کھایا کیا یہانتک کہ چلہ تمام ہوا واقعی مجھ مین زور و
قوت نے بہت ترقی کی کہ درخت کلان کو جڑ سے اکھاڑ لیتا ہون اور فیل مست زبردست کو ایک گھونسے سے مارتا ہون
اور نیزہ بازی و تیغ بازی و گرز بازی مین بھی کمال بہم پہونچایا ہی لیکن اکثر اُسی گنبد مین رہتا ہون غرض بعد چھ ماہ کے وہ
جادوگر رات کو آیا مین گنبد مین موجود تھا اُسے دیکھتے ہی خوش ہوا اور ہاتھون پر بوسہ دیا حال پوچھا اُسنے کہا سطیقہ نبی
تیا گر ہو کے پاس جزیرۂ ابہل مین تھا وہ ایک خدا پرست سطیقہ کی قید مین اسیر تھے اُسکو چھڑانیکو ایک خدا پرست تائید
غیبی سے آیا اور وہ بزرگ بعلم باطل اسحر بھیر غالب آیا اور سطیقہ کو قتل کیا مین وہان سے بھاگ کر آیا ہون کہ تجھکو
صاحبقران بناؤن اور زیر جبل اسکے تو چل اور مین بھی تیرے ساتھ تھا پر اپنے چلون اور لشکر خدا پرست کو غارت کرکے
دل شاد ہون بعد اسکے وہ شب اکفر جادو اُسی گنبد مین رہا قضارا جس سانپ کو اُسنے مارا تھا اُسکی مادہ اُسکے انتظار مین
تھی رات کو بعد فراغ امورات ضروری جادوگر سو رہا مین بھی لیٹا تھا مگر ہنوز جاگتا تھا ناگاہ وہی ناگن آئی اور جادوگر کے
کاٹا فوراً وہ کافر جہنم واصل ہوا دوسرے دن مین نے اُس پلید کو گنبد مین دفن کیا اور نہایت افسوس کرتا رہا آخر مین نے
لشکر آراستہ کیا پانچہزار سواران جرار کی جمعیت سے تمہاری خدمت مین حاضر ہوا یہان آکر سُنا کہ ارجاس مردار خوار مارا گیا
جمشید بولا یہ میری قدرت تھی کہ بچاسے کہ ارجاس مردار خوار تو آگیا پھر تلواس سے خود جمشید نے نتیجہ کیا واقعی تلواس
کو زور آور پایا نہایت خوش ہوا ابجد کا منصب تلواس کو بخشا اور اُسی کے ہتھیار بھی دیدیے اس حرامزادہ نے کمان
ابجد کو کھینچ کے دیکھا اور عمود کو بھی گرد سر چکر دیا جمشید نے ارجاس کا ماتم تمام کیا اور جشن کا حکم دیا تمام کفار کو تلواس کے
آنیکی خوشی ہوگئی اور جمشید گیدی بولا دیکھنا میری قدرت کو پھر سب نے جمشید کو سجدہ کیا جاسوسان خبر رسان نے

یہ خبر لشکر ظفر پیکر اسلام مین بھی شائع کی کہ ایسا حرامزادہ خوک صحرائی آیا ہی اور منصب اتجد پہلوان اُس حرامزادہ نے جمشید
سے پایا ہی اور تلو اس مردار خوار ارجاس مردار خوار کا برادر بزرگ ہی اور زور و قوت مین مثل فیل مست کے ہی امراے
لشکر اسلام نے کہا خداے ما بزرگ ست تلو اس مردار خوار نابکار نے جمشید پلید سے پوچھا میرے بھائی ارجاس
مردار خوار کو کسنے مارا اُس مردود نے کہا امیر جلال الدین نے تلو اس مردار خوار نے کہا امیر جلال الدین اب کہان مین
سب نے کہا وہ بھی شمشیر قدرت سے زخمی ہو گئے یقین ہی کہ اب جلد تمام ہو جاوین کہ امید قطع حیات ہو گئی تلو اس بولا
مین چاہتا ہون کہ اپنے بھائی کے قاتل سے انتقام لون اُسے تمنے زخمی کر دیا اب مین کیا کرون جمشید پلید بولا وہ اگر
نہین ہی تو خیر اور تو ہین انسے سمجھ لے تلو اس بولا اور بھی شجاعت و بہادری مین مثل امیر کے ہین جمشید نے کہا مثل
اُسکے تو کوئی نہین ہی مگر ایک شخص جسکا نام امیر مجاہد الدین ہی وہ البتہ جرار و شجاع ہی اور کوئی نہین ہی اور وہ امراے قدیم
معز الدین سے ہی اُسکے مرتبہ کو کوئی نہین پہونچتا تلو اس مردار خوار نے کہا مجھے اسی سے کام ہی جسطرح سے کہ امیر
جلال الدین نے میرے بھائی کو مارا ہی اسی طرح مین بھی امیر مجاہد الدین کو قتل کرونگا جمشید پلید یہ سُنکے بہت خوش ہوا اور
اس حرامزادے کو گلے سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا تو میری قدرت ہی شاباش ایسا ہی بہادرون کو چاہیے جو کہ مرد
ہین وہ عوض خون عزیز لیتے ہین الغرض طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صداے طبل لشکر اسلام مین پہونچی اُدھر سے بھی صداے
بوق بلند ہوئی تمام رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو طرفین سے صف کشی ہوئی تلو اس حرامزادہ گھوڑے کو جھکاتا ہوا
میدان حرب مین پہونچا اور طالب مقابل ہوا ادھر لشکر اسلام سے سالک مصری دلاور دوران جرخوان جنگاہ مین آیا اور وہ بہادر

میدان داری تلو اس برادر ارجاس کی لشکریان اہل اسلام سے اور زخمی ہونا پہلوانان اہل اسلام کا

خوب ہوا آخر قریب شام کے وہ دلیر زخمی پھرا جمشید ملعون نے زر نثار کیا دوسرے روز یعقوب حرانی صورت بدل کے
میدان میں آیا اور کھڑا ہوا تلواس مردار خوار طالب حریف ہوا عامر مصری برادر سالک مصری گیا اور نیزہ و شمشیر کے
بعد کشتی ہونے لگی ہنگام غروب آفتاب تلواس مردار خوار نے عامر مصری کو صدر زین سے اُٹھا لیا چاہا کہ زمین پر دیمارے
یعقوب حرانی نے ایک پتھر فلاخن میں رکھ کے ایسا بدست پر تاک کے مارا کہ عامر مصری اُسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑا
تلواس مردار خوار غصہ میں ایک ہاتھ تلوار کا چاہتا تھا کہ لگائے یکایک طبل بازگشت بج گیا اور لشکر طرفین پھرے
عامر مصری کو زخم خفیف پہونچا جمشید پلید بولا اب تجھے اجازت دیجاتی ہی دوسرے روز صفین آراستہ ہوئین
تلواس مردار خوار حرام زادہ نے بآواز بلند کہا اے امیر مجاہد الدین مین رجاس مردار خوار کا بھائی ہون اور
بقصد انتقام خون برادر آیا ہون مگر اُسکا قاتل شمشیر قدرت سے مجروح ہی وہ تو زندہ نہ رہیگا تم سپہ سالار دست
راست لشکر ہوا اور بظاہر ہم چشم امیر جلال الدین بھی ہو بجہ تمکو حوصلہ جنگ ہو میدان مین آؤ اور مجھے جواب دو

جنگ کرنا امیر مجاہد الدین ولاور کا تلواس برادر رجاس مردار خوار سے اور تلواس کا
قتل ہونا امیر باتوقیر کے ہاتھ سے

امیر مجاہد الدین نے یہ کلام [illegible] کے [illegible] ارادہ جنگ کیا ہر چند سب مانع ہوے مگر امیر باتوقیر نے نہ مانا اور

سب بہادر مجروح ہو گئے ہاں ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرانی وغیرہ باقی رہے تھے کہ سرداری و عیاری دونوں عہدے
اُنکے متعلق تھے جو ایک جماعت زیرکان باقی تھی اُنھوں نے جوہر سے کہا اور نمک صاحب قران اکبر کی قسم دی اور
سر کو بھی پاؤں پر رکھا کہ آپ میدان میں نہ تشریف لیجائیں آپ بجائے صاحب قران اکبر ہیں آپ کو چاہیے کہ
قلب لشکر میں تشریف رکھیں اگر اس کافر نے پھر معرکہ آرائی کی اور خدانخواستہ دشمن آپ کے زخمی ہوگئے اور قلب
میں لشکر کے کوئی نہ رہا تو یہ جماعت متفرق ہو جائیگی پھر بڑی مشکل ہوگی اور چارۂ کار دشوار ہو جائیگا ابو الحسن جوہر
کو یہ رائے ان لوگوں کی نہایت خوب معلوم ہوئی اور قبول و منظور کی دروازہ بارگاہ فلک اشتباہ صاحب قرانی
کے واسطے حکم دیا کہ ہر وقت بند رہے اور بغیر ہمارے حکم کے ہرگز نہ کھولا جائے فقط دروازہ کوچک بارگاہ معلے کا
کھلا رہے جب ابو الحسن جوہر عہدۂ حکومت پر جلوہ گر ہوتے ہیں یہ سردار اور محرران دیوانی مثل شیخ احمد عرب اور
بعض علما اور سلاطین آذرشاہ و سلطان شاہ و ملک النوبہ و عمران شاہ بن جمشید کے آتے ہیں اور بیٹھتے ہیں جوہر
فرمان احکام جاری کرتا ہے جب ان امور ملکی و مالی سے فرصت پاتا ہے صاحب قران اکبر کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے
ابو عباس بھی اکثر اوقات واسطے اعادت صاحبقران اکبر کے آتے ہیں اور بادری ایدروس اور بدر عالم منجم اور
حکیم مسیح الملک اور دیاقوس طبیب عیسائی کسی وقت بالین صاحب قران اکبر سے جدا نہیں ہوتے تھے
ہر وقت موجود رہتے ہیں اور اُسی خیمہ میں ایک طرف سب مجروحین لشکر بھی تھے اور لشکر قریب کوہ کے تھا لیکن جمشید
نہایت درجہ خوش ہوتا تھا اور ہر ایک سے بہت سجدہ کراتا تھا اور لاف زنی کرتا تھا ابو حاکم وغیرہ تعریفیں ایسی کرتے
تھے کہ اسکی خوشامد جمشید کے دماغ کو خراب کیے دیتی تھی آرام طلبی حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی اب اس کیفیت کو
پہونچ گیا کہ جنگ و جدل میں جانا بالکل چھوڑ دیا اور عیش و عشرت میں ہر وقت پڑا رہتا ہے اسوجہ سے بارگاہ میں اپنی
پہلوانوں سے کہتا ہے کہ یارو لشکر معز الدین میں جسقدر پہلوان تھے وہ سب شمشیر قدرت سے زخمی ہو چکے اب
چند گمنام باقی ہیں وہ کچھ مال نہیں تمکو چاہیے کہ تم انھیں زیر و زبر کر کے دو چار حملوں میں کام انکا تمام کرو جب جمشید
نے یہ کہا سب پہلوان سینے لاف زن ہوئے اور طبل جنگ بجوایا لشکر اقلیموس زنگی سے جو مسطیان جمشید تھے
انمیں میقاس زنگی ایک جوان نکلا اور بعد صف آرائی لشکر طرفین میدان جنگ میں پہونچا اور مقابل طلب ہوا ادھر سے
ساموس دلاور لشکر آذرشاہ سے اجازت حرب لے کے آیا اور مقابل ہوا بعد ردوبدل بسیار میقاس کو جہنم واصل کیا
بعد اسکے ہلاق دیلمی میدان میں گیا ساموس دلاور کو زخمی کیا اور بکران شاہ نے ہلاق کو قتل کیا حراق فرنگی ادھر
سے آیا آتے ہی بکران شاہ کو زخمی کیا پھر ہلوس نوبی ایک جوان نے حراق کو زخمی کیا وہ دن اسی جنگ و پیکار میں
گذر گیا بلکہ ہر روز یہی معرکہ رہا کہ ایک لشکر نکبت اثر کفار سے آتا تھا اور مقابل طلب کرتا تھا ادھر لشکر اسلام سے کوئی جوان
میدان میں جاتا تھا اور دونوں میں لڑائی ہوتی تھی جو کوئی قتل یا زخمی ہوتا تھا اُسکے بعد دوسرا جاتا تھا اسی طرح

انتظام رہا۔ کیا جنگ وجدل ہوگی

اب اس قصہ کو یہین چھوڑا جاتا ہی اور چند کلمے ضابط بن اشبوط دیلم اور علقمہ بن القیموس زنگی کے حال مین گذارش کیے جاتے ہین۔

معرکہ آرایان میدان لطف سخن ویکہ تازان عرصۂ ہنر وفن اس داستان حیرت بنیان کو اسطرح قلمبند کرتے ہین کہ ضابط بن اشبوط دیلمی اور علقمہ بن القیموس زنگادہ زنگاری پوش بنت نجاشی کی تلاش مین بسواری کشتی متوجہ البطالیہ ہوے اثناے راہ مین بشدت طوفان سے کشتی شکستہ ہوئی اور ہر ایک ہمراہی لطمۂ بحر فنا سے روان ودوان ہوا مگر یہ دونون ایک ایک تختۂ شکستہ پر رہگئے جو غرق ہوے وہ داخل نار جحیم ہوے اور جو باقی بچے وہ ایک جزیرہ مین پہونچے دیلمی ور زنگی اُترے آپس مین مشورہ ہوا آخر یہ راے قرار پائی کہ چندے یہین قیام کرین اپنے اپنے مالکون کی راہ دیکھین شاید اُنکے تختے بھی بہتے ہوے اس طرف آنکلین اگر چھ ماہ کی مدت تک ہم اپنی مراددلی کو پہونچے یعنے ہمارے مالک بھی پہونچ گئے تو خیر ورنہ بعد مدت چھ ماہ کے ہم لوگ متفرق ہو کے جسطرف آب ودانہ لیجائیگا روانہ ہوجائینگے اور اُدھر کارخانہ قضا وقدر کو ملاحظہ فرمایئے کہ ضابط بن اشبوط دیلمی ملک زنگبار مین پہونچا جو کہ وطن علقمہ کا تھا تن تنہا چلا جاتا تھا دل مین کہتا تھا کہ کیا فکر کرون کسطرح اپنے منزل مقصود کو پہونچون ناگاہ شہر القیموس نمودار ہوا جب شہر مین داخل ہوا اُس شہر کو القیمہت کہتے تھے وہان ایک باغ قریب شہر نہایت خوش قطع دیکھا اندر باغ کے گیا بھوکا از حد تھا ارادہ کیا کہ میوہ اس باغ کا کھائے چنانچہ کچھ میوہ توڑا اور کھایا نہر سے پانی پیا کچھ سیری ہوئی غفلت وکاہلی معلوم ہوئی ایک گوشۂ باغ مین سنگ مرمر کی پٹری پر لیٹا سوگیا القیموس کی ایک دختر بلند اختر علقمہ کی خواہر نہایت حسین وپری پیکر تھی اتفاق زمانۂ ناہنجار وگردش فلک کجرفتار سے وہ ماہ پارۂ عالم چہاردہ سالگی مین بیوہ ہوگئی تھی بہلاس زنگی اُسکے شوہر کا نام تھا اور بہلاس زنگی کو ایک شیر صحرائی نے پھاڑڈالا تھا اور اُس نازنین بہلاس زنگی کی زوجہ کو زنگہ بانو کہتے ہین تین برس ہوے ہین اُسے رانڈ ہوے جب اس پری پیکر پر خواہش نفس غالب ہوتی ہی تو یہ دیوانہ وار گھبرا کر باغ مین آتی ہی اور باغبانون وغیرہ سے جسے خوش قطع اور فربہ دیکھتی ہے اُس سے اپنی خواہش کو پورا کرواتی ہی جب خوب سیر ہوتی ہی چلی جاتی ہی اسی خواہش نفس سے مست ومجنون ہوکے آج بھی حسب معمول وہ حورتمثال باغ مین آئی اور سیر کرتی ہوئی بالین ضابط پہونچی دیکھا کہ ایک جوان ذیشان بے خبر سو رہا ہی بس دیکھتے ہی عاشق وشیدا ہوگئی اور ولولۂ شوق واشتیاق وصال مین عنان صبر وتحمل ہاتھ سے چھوٹ گئی ایسی بے اختیاری مین کہ ضابط تصور زنگادہ مین سوگیا تھا آواز پا کان مین پہونچی آنکھ کھلگئی دیکھا ایک نازنین حبشیہ گو سیہ فام ہی لیکن مثل روغن تلخ کے رنگت

چمک ہوا اور چہرے سے بین نہایت ملاحت اور شوخی پائی جاتی ہی اپنے نوع مین وہ نازنین کسی طرح بری نہین ہی القصہ ضابطہ
کا بھی عالم شباب تھا ولولۂ ذوق و شوق اور نشۂ جوانی سے سرشار ہو رہا تھا عورت کو تنہائی مین دیکھکے بیچین ہو گیا
خواہش نفس غالب ہوئی دلمین کہا اب تو یہ حسینان جہان سے کہین بدرجہا بہتر و افضل ہی۔ شعر

ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ	شنیدہ کے بود مانند دیدہ

قصہ کوتاہ ضابطہ اٹھ بیٹھا اور اس نازنین کو بھی پاس بٹھا لیا اول کچھ راز و نیاز کی باتین ہوئین باہم اختلاط ہوا اور
نوبت بوس و کنار کی آگئی دونون آپس مین نہایت خرم و شاد تھے زنگہ بانو نے ضابطہ سے حال پوچھا اسنے اپنی سرگذشت
بیان کی اور حسب و نسب بھی اپنا ظاہر کر دیا زنگہ بانو نے کہا خاطر جمع رکھو مین تجھ سے نکاح کرونگی ضابطہ نے کہا مجھے قبول
و بدل منظور ہے کہ یہ خداوند ویلم کا میرے لیے عطیہ ہی زنگہ بانو نے کہا ویلم نہین بلکہ خداوند سواع کی طرف سے جان اس امر
مین تھوڑی دیر بحث رہی یہ تو ویلم کو وہ خداوند کہتا تھا اور یہ سواع کو آخر جب معلوم ہوا کہ دونون پتھر کے بت ہین برائے نام
فرق ہی زنگہ بانو کہ عاقلہ تھی بولی تمھاری زبان مین اس ملک کے لوگ ویلم کہتے ہین اسی کو ہم اپنی زبان مین سواع کہتے ہین
پھر زنگہ نے باغبان سے ضابطہ کی سفارش کی اور ضابطہ سے کہا فلان روز اس کوہ مین جو کہ اس باغ سے تین فرسنگ کے
فاصلہ پر ہی تو جانا اور یہ درخت چنار ایک چشمہ ہی اس چشمہ پر بیٹھنا مین تجھے بلا لونگی ضابطہ نے کہا بہت خوب القصہ اسکے
زنگہ بانو شہر مین آئی ایک رات بتخانے کی زیارت کو گئی وہین سو رہی صبح کو وہان سے اپنی مان اور صدقال غلام کو جو اتا
لیق بھی تھا بلایا اور کہا خداوند سواع نے مجھے بدکاری و ہرزہ کاری سے منع فرمایا ہی اور میری نسبت بادشاہ دیار ویلم
کے بیٹے سے ٹھہرائی ہی اور فرمایا ہی کہ داماد کو اسی باغ مین بھیجونگا فلان کوہ پہ آئیگا مادر زنگہ بانو بہت خوش ہوئی اور کہا
حکم خداوند سواع بسر و چشم بجا لاؤنگی زنگہ نے مان سے کہا اس پہاڑ پر جاؤ اور دیکھو اگر داماد آیا ہو تو شہر لیتے آنا ورنہ دو چار پہر کے بعد پھر جاؤ اگر
وہ نہ آیا ہو تو تیسری بار پھر جاؤ اور جو تیسری بار بھی نہ آوے تو میرا خواب دروغ و فضول سمجھو صدقال نے ضابطہ کو اسی چشمہ پر بیٹھا
دیکھا اور پاؤن پر گر پڑا ضابطہ نے سر اسکا اٹھا لیا اور سینہ سے لگایا پھر صدقال نے حال پوچھا ضابطہ نے اپنا ماجرا و
ملک کا بیان کیا صدقال نے پوچھا کس تقریب سے یہان آنا ہوا بولا خداوند نے بھیجا ہی صدقال نے اسکے بیان کو
واقعی جانا اور نہایت خوش ہوا بڑی عزت و تکریم سے لیگیا زنگہ بانو نے کہا اب جلد شہر کو آئینہ بند کرو اور سامان عروسی
تیار ہو مادر زنگہ بانو نے کہا جان مادر صبر کر تیرے باپ سے بھی اجازت منگوا لون کہ یہ بھی امر ضروری ہی زنگہ بانو نہایت منفعل
ہوئی اور کہا کہ حکم خداوند کو حکم پدر سے کیا مناسبت خداوند کے آگے باپ کیا چیز ہی القصہ بڑے دھوم سے شادی ضابطہ
کی زنگہ بانو کے ساتھ ہوئی اور دونون عیش و عشرت مین مشغول ہوئے بعد چند روز کے زنگہ نے ضابطہ سے کہا ہم
تم چلین کوہ کی سیر کرین ضابطہ بولا بہت خوب الغرض آپس مین مصلحت کرکے روانہ ہوئے راہ مین ایک جزیرہ ملا
ضابطہ نے اپنے ہمراہیون کو پہچانا اور سب سے ملاقی ہوا اور مال و اسباب بھی ہاتھ آیا آخر باہم یہ رائے قرار پائی کہ

دونون نقاب چہرے پر ڈالین زنگہ بھی دعواے پہلوانی کرتی تھی اور ضابطہ بھی جوان زبردست تھا اس امر سے دونون
بہت خوش ہوے اور زیر جبل اعلے روانہ ہوے

اب کچھ حال علقمہ بن القیموس کا گذارش کیا جاتا ہی

شعر

زرا و بیان سخن پرور اینچنین مرویست | کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ رویست

شناوران دریاے سخن وغواصان بحر ہنر وفن اس داستان ندرت بیان کو یون قلمبند کرتے ہین کہ علقمہ بن القیموس
کا تختہ بہتا ہوا دریاے دیلم مین پہونچا اشبوط دیلمی کا ایک بھائی مشبوط نام ہی اور قلعہ مشبوطیہ مین وہ رہتا ہی اس
قرمساق حرامزادہ نے اپنے نام سے اس قلعہ کو مشہور کیا ہی اور پچاس ہزار سوار کی جمعیت سے یہ نابکار اس قلعہ
مین حکمرانی کرتا ہی اس پلید کی عملداری مین محصول از قسم جواہرات آتا ہی اشبوط دیلمی کبھی اسے کچھ بطور خراج کے دیتا ہی
اور سلطان اپنا نام اس نحس وشوم نے مشہور کیا ہی اور بھائی کو اپنے پیغمبر بیان کرتا ہی اور اکثر کہتا ہی کہ مین پیغمبر
ہون اور اشبوط بادشاہ ہی اور مشبوط کی ایک بیٹی ہی ضابطہ بانو نام اور باہر قلعہ کے ایک باغ لب دریا واقع
ہی ایک روز ضابطہ بانو حسب عادت بارہ دری باغ کے بالاخانے پر کرسی زرنگار پر بیٹھی سیر باغ و دریا کر رہی تھی
اور شست دریا مین ڈالے شکار مین مشغول تھی اور ماہی گیر وملاح بھی حاضر تھے ایک ماہی گیر سے ملکہ نے فرمایا
تو جال ڈال اسنے جال ڈالا قضا وقدر کے کارخانہ عجیب وغریب ہوتے ہین یکایک تختہ علقمہ بھی آپہونچا اور علقمہ
بیہوشی مین اس تختہ پرسے دریا مین گرا اور غوطہ کھا کر دام ماہی گیر مین پھنسگیا ماہی گیر اس دام کو مع شکار کے حضور
مین ملکہ کے لایا جب نظر اسکی علقمہ پر پڑی ملکہ کو صورت زیبا علقمہ کی نہایت پسند طبع ہوئی ماہی گیر سے فرمایا خداے
دیلم نے خواب مین مجھے بشارت دی کہ کل ایک آدمی کو ماہی گیر بجاے ماہی کے دام مین اسیر لاویگا ماہی گیر نے
کہا پھر حضور کو مبارک ہو خواب حضور کا سچا ہی ضابطہ نے دوائین اسکے بدن پر ملوائین اور علقمہ کو ہوش آیا تو اپنی
آنکھ کھولی طرفہ تماشا دیکھا یعنے ایک نازنین ماہ جبین برسر بالین کرسی زرنگار پر رونق افروز ہی اس نابکار کو عشق
زنگادہ زنگاری پوش محض خام تھا یہان اس نازنین سے پختہ ہوگیا ضابطہ بانو نے ماہی گیر کو انعام واکرام دیکر
رخصت کیا اور فرمایا خبردار تو اسکا کہین ذکر نکریو اور خود وہان سے اٹھی علقمہ کا ہاتھ ہاتھ مین لیکے بارہ دری مین آئی
اور مسند زرنگار پر جلوہ آرا ہوئی اور اپنے پہلو مین علقمہ کو بٹھا کے باہم گرم صحبت ہوئی اور تختہ نرد کھیلنے لگی
آپس مین راز ونیاز کی باتین ہونے لگین علقمہ ضابطہ کا عاشق ہوا اور ضابطہ علقمہ کے عشق مین مجذوبہ ہوئی آخرکار
ضابطہ علقمہ کو کنیزان حبشیہ مین داخل کرکے قلعہ مین لیگئی وہان تین روز پورے نہ گذرے تھے کہ مشبوط کو علقمہ

کے طالع سے درد قولنج عارض ہوا اور تمام رات رہا اور اسی درد مین تمام ہوگیا ضابطہ موافق ضابطہ اس ملک کے تخت پر بیٹھی علقمہ کو زر کثیر دیا اور کہا تو ساتھ تجمل اور شکوہ کے آ اور میری خواستگاری کر علقمہ بمجرد سننے اس سخن کے اور جزیرہ مین گیا ایک گھوڑا مول لیا کئی ملازم نوکر رکھے کچھ فوج بھی جمع کی اور زیر قلعہ آیا اور موافق تعلیم ضابطہ پیام دیا کہ خداوند دیلم نے مجھے خواستگاری دختر مشبوط کے لیے بھیجا ہی دختر مشبوط نے پہلے بمصلحت کچھ جنگ زرگری کی علقمہ غالب آیا اور سب قلعہ بند ہوگئے آخر دوسرے روز ملکہ نے ایک ملازم سے رات کو دروازہ کھلوا دیا اور اس حیلہ سے دونون قلعہ علقمہ کے تصرف مین آگئے ضابطہ سے عقد کیا فوج کو ہمراہ لے کے نقاب منھ پر ڈالا جاتب جبل اعلیٰ اپنے لشکر کے روانہ ہوا

اب علقمہ اور ضابطہ بانو کو سرگرم قطع منازل وطی مراحل رکھا جاتا ہی اور کچھ حال بدمآل شدید بن شداد پہلوان کے سمعاج اژدر کی بھانجی پر عاشق ہونے کا گذارش کیا جاتا ہے

نظم

کم گو سخن کہ خاطر دلدار نازک ست	یار گہر نمیکشد این تار نازک ست
ساقی مئ بجام بلورین چہ میدہی	گل را پیالہ کن کہ لب یار نازک ست
بسیار گفتگو نکنم پیش چشم یار	دانم کہ طبع مردم بیمار نازک ست
باشیشہ خاطریم تو سنگین دل ای نگار	صحبت میان ما و تو بسیار نازک ست
یکے تازہ تر داستان آورم	پئی سامعان ارمغان آورم

منشیان بلاغت شعار و دبیران فصاحت آثار و محرران اخبار ماضیہ و مخبران آثار حالیہ اس داستان صداقت بیان کو یون زیب صفحۂ قرطاس رنگین آساس کرتے ہین کہ پہلوان زمان شدید بن شداد پہلوان سمعاج اژدر کی بھانجی پر عاشق ہوکے متوجہ جزیرہ آفاقیہ ہوا کہ عارضہ منورہ بانو کی دوا اس جزیرہ سے حاصل کرے یہ داستان دفتر دوم گلستان سوم کتاب بوستان خیال مین بتفصیل مرقوم قلم بلاغت رقم ہوئی تھی مگر بطریق اجمال بکرر مذکور ہوتی ہی سمعاج اژدر کو جب شدید بن شداد نے گرفتار کیا اور مسلمان ہونے کو سمعاج نے کہا کہ مین تمنا سے دلی رکھتا ہون لہذا میرا اسلام قبول کرنا اسی شرط پر موقوف ہی میری بھانجی منورہ بانو کو مرض فالج عارض ہوا ہی اگر وہ صحیح ہو تو مین اسلام کو حق جانون اور دین اسلام کو بدل منظور و قبول کرون حکیم خشیجان نے فرمایا اس عارضہ کو فالج طبری کہتے ہین اور اصل اس عارضہ کی یہ ہی کہ جزیرۂ آفاقیہ مین ایک جانور سداست کو آتا ہی جسکے سر پر سایہ اس جانور کا پڑتا ہی وہ شخص نصف سیاہ اور بےحس ہو جاتا ہی اور اسی جزیرے مین ایک درخت ہی کہ اسکی پتی کا عرق اس مرض کو دفع کرتا ہی شدید نے جب یہ حکیم کی

زبان سے سُنا پچیس ہزار سوار کی جمعیت اپنے ہمراہ لیے جانب جزیرۂ آفاقیہ روانہ ہوا جب کنارۂ دریا پہونچا جہاز پر سوار ہوا
چند روز میں داخل جزیرۂ آفاقیہ ہوا جب آفاق شاہ نے خبر آمد فوج بیگانہ سُنی اُسنے بھی فوراً سامان جنگ درست کیا اور
پیش خیمہ شہر سے باہر آیا دونوں لشکر مقابل ہوئے شدید نے خیال کیا کہ اس معاملۂ جنگ کو طول کیوں ہو لہذا مثل سکندر
جو نوشابہ کے سامنے بے خوف و خطر چلا گیا تھا بصورت ایلچی لباس تبدیل کیے نامہ لیکے روانہ ہوا آفاق شاہ نے سُنا
کہ سردار لشکر بشکل ایلچی پوشاک تبدیل کیے نامہ لیے آتا ہے نہایت خوش ہوا اور کہا وہ چاہتا ہے مجھے دغا دے یقین ہے
کہ وہ دغا اُٹھانے میں ہی اُسے دغا کیوں نہ دوں بارگاہ کو نہایت زیب و زینت سے آراستہ کیا اور حکم دیا کہ ایلچی کو
کوئی نہ روکے آنے دے شدید نے وضع اور لباس کو تغیر دیا تھا نامہ گذرانا آفاق شاہ نے اُس نامہ کی بڑی عزت اور
حرمت کی اور بہ آواز بلند فرمایا کہ نامہ پڑھا جائے چونکہ اول ہی میں دعوت دین اسلام کی بابت مضمون مندرج تھا
بعد اسکے دو شیشہ عرق در صفت فلان کی خواہش تھی آفاق شاہ نے فرمایا کہ قبول دین اسلام سے تو معذور ہوں لیکن عرق
کا مضائقہ نہیں جب صاحب نے اسقدر مسافت سخت اُٹھا کر آوے تو ہم کیونکر اُس سے ایسی چیز کہ جسکے دینے میں سوائے
فائدہ کے نقصان نہیں ہے دریغ کریں شدید اس امر سے شاہ کے نہایت خوش ہوا یہ نہ سمجھا کہ بشعر

بر تواضعہاے دشمن تکیہ کردن ابلہی ست	پاے بوس سیل از پا افگند دیوار را

بجاے خود مشورہ کیا کہ اگر مسلمان ہوتا اُسکی عاقبت بخیر ہوتی عرق آئیگا میرا مقصود تو یہی ہے یعنے ذریعہ وصل معہودہ یا نو
حاصل اسی سے ہوگا ہر ہفتہ اُسکے قریب آگیا آفاق شاہ نے ایلچی سے تملق کی باتیں کیں اور تواضع بے حد کی آخر
شربت و طعام میں دارو سے بیہوشی دیدی جب یہ بیہوش ہوگیا بسلسل کرکے قید کرلیا اور فوراً قلعہ انوس میں ملک
انوس شیر پیشانی کے پاس بھیجدیا کہ وہ آفاق شاہ کے عزیزوں میں تھا اور نہایت ہوشیاری و حفاظت کی اور تاکید
کی کہ اس قیدی کو بہت خبرداری سے رکھنا اور دوسرے روز لشکر اسلام پہ حملہ آور ہوا بعض دلاوران شجاعت شعار
شربت شہادت نوش فرماکے روانۂ ملک عدم ہوئے اور باقی نے شکست کھائی غار ہاے کوہ و مقامات جزائر میں
گوشہ گیر ہوئے پھر تو لشکر کفار غالب آیا اور سبھوں کو محصور کرلیا اُدھر زوجہ ملک انوس کے درد قولنج عارض ہوگیا یعنے
کہا بندیوں کو کھانا کھلاؤنگی تو میرا درد جاتا رہیگا کہ اس قوم کے اعتقاد میں اسیروں کو کھانا کھلانا بہترین اعمال سے
ایک عمل تھا بلکہ جانتے تھے کہ اس عمل نیک سے قضاے مبرم پھر جاتی ہے الحاصل جب قید خانہ میں وہ شاہزادی
تشریف لائی شدید کے چہرۂ پرنور کو دیکھتے ہی والہ و شیدا ہوگئی کنیزوں کو ہٹا دیا اور کہا کہ اے جوان دلاور تو اگر مجھے قبول
کرے تو میں تیری نجات کی فکر کروں شدید نے اپنے دل میں کہا یہ تو بڑی بلا ہے بدی کو مگر ناچار مجبور قبول کرنا پڑا شہزادی
وہ تو وہاں سے باہر آئی اور مرض اُسکا دفع ہوگیا تیسرے روز پھر حیلہ درد کا کیا اور زندان میں پہونچی تیر و تبر سوہان ساتھ
لیتی گئی اور کنیزان محرم راز سے فرمایا ایک ہاتھ اس جوان کا قید سے چھوڑا دو اور دروازہ قید خانہ کا بند کردو شدید نے

دو روز میں حلقۂ دست سوہن سے ریت کے جدا کیا اور طوق گردن بھی رہا اور باقی بند چھوٹے چھوٹے زور سے مرطوب کے توڑ ڈالے
کہ کسی کو اصلا نہ معلوم ہوا دوسرے روز جو نگہبانان مجلس سے شدید کے لیے آب و طعام لایا جیسے ہی قفل زندان کھلا اور
در زندان وا ہوا شدید جوان دلاور کو خلاص پایا چاہتا تھا کہ غل مچائے شدید نے وہی زنجیر صد منی اٹھا کے ایسی زور سے
ماری کہ اُس کافر نے سانس بھی نہ لی سیدھا روانۂ سقر ہوا اور شدید دلاور دروازۂ مجلس کھول کے باہر آیا اور رجوع قلب سے
زوجۂ ملک انوس کو دعاے خیر دی اور دل میں کہا خدایا اُس سے میں نے بضرورت وعدہ بحجر کیا لیکن اُسنے تو مجھ سے
نیکی کی ہر چند کہ اُسنے بغرض یہ حرکت کی لیکن میں اُسکی غرض کو نہیں نکال سکتا کسواسطے کہ اُس سے کسی طرح کی حرکت کرنا
حق شوہر میں خیانت کرنا ہی قابل تعزیر ہو جاؤنگا اور میں نے وعدہ اُس سے کیا ہوا اب مجھے کچھ بن نہیں آتا کہ میں کیا کروں
سخت حیرت میں گرفتار ہوتا جب دربانوں کو خبر ہوئی کہ قیدی نکلا جاتا ہے سب نے آ کے شدید بہادر پر یورش کی اس بہادر
دوران نے دو دو کی گردن پکڑ کے سر ٹکرا دیے کہ بھیجے نکل پڑے سو آدمی اسطرح سے قتل کیے سامنے سے سب بھاگے
اور کہتے تھے کہ آدمی ہو تو اس سے لڑیں دیو سے کیونکر لڑیں اُسی اثنا میں ملک انوس کو خبر پہونچی وہ بھی نکلا شدید بھی
مقابل ہوا تلوار چلی شدید نے تلوار ملک انوس کی چھین لی کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا انوس کے دل صاف میں
میں آفتاب حقیقت دین اسلام پرتو افگن ہوا از سر صدق مسلمان ہوا شدید بھی صدق و صفا ملک انوس سے
پاکر اُسکی ہلاکت سے دست بردار ہوا ملک انوس نے شدید پہلوان کی دعوت بڑی دھوم سے کی باہم کھانا کھایا شب کو
وہیں آرام کیا زوجۂ ملک انوس بفضل ایزد غفار اور بتوفیق پروردگار اپنی نیت و ارادے سے دل میں نہایت پشیمان
و شرمسار ہوئی اور تمام رات توبہ و استغفار میں مصروف رہی آخر شب ایک آواز غیب سے آئی کہ ای خاتون توبہ تیری
قبول ہوئی تو ایک رقعہ شدید کو لکھ اور اپنے حال سے مطلع کر غرض زوجۂ ملک انوس اُس آواز غیب سے نہایت خوش
ہوئی اور سجدہ درگاہ خدا میں بجا لائی اور ایک رقعہ میں اپنا حال لکھ کے شدید پہلوان کی خدمت میں روانہ کیا شدید
نے جو وہ رقعہ دیکھا نہایت خوش ہوا اور اُس نے بھی دو رکعت نماز شکر درگاہ مسبب الاسباب میں ادا کی بعد اُسکے
ملک انوس نے شدید پہلوان کے ساتھ پانچ ہزار سوار جرار برائے حفاظت مقرر کر کے پشت کوہ سے پیکتی دن روانہ
کر دیا شدید پہلوان اُس وقت اپنی فوج میں پہونچا کہ سرداران فوج مفارقت شدید میں نہایت پریشان تھے اور ہر ایک مناجات
درگاہ قاضی الحاجات میں کر رہا تھا اور لشکر آفاق شاہ اُن سبھا زادوں پر طرح طرح کے ستم ایجاد کر رہا تھا وہ لوگ اپنی جان سے
تنگ آ گئے تھے شدید پہونچا دیکھا لشکر ملک انوس کل فوج کو پہاڑ کی محاصرہ کیے ہوئے ہیں مانند شیر ژیان گلۂ گوسفند پر گرا اور کشتوں کے
پشتے لگا دیے آخر اُس فوج گمراہ کو شکست ہوئی آفاق شاہ نے سنا پہلے تو حیران ہوا جب تحقیق معلوم ہوا کہ شدید
پہلوان کی بہادری ہوا اور یہ ساری کارسازی اُسی کی ہے تب ملک انوس نے فرمایا کہ عجب وقت میں مکرر آئی کی سبب
میقال بہر شوکت اور صیقال بہر شوکت سپہ سالاران زبردست و قوی ہیکل تھے کوئی اس ملک میں اُنکا برابر نہ تھا

کہ جو مقابلہ کرتا بعد اُسکے پھر ملعون نے لاف زنی کی آفاق شاہ سے نا چاران پہلوانان نامدار سے دوبارہ مقابلہ کیا شاہ پہلوان نے صف آرائی کی بعد تسویہ صفوف کے اول جسنے عزم میدان کیا وہ بہرام شیرزور خواہرزادہ میقال ببر شوکت تھا بادشاہ اور اپنے ماموں سے رخصت میدان لیکے رزمگاہ مین پہونچا اور طالب حریف ہوا ملک انوس جدید الاسلام مقابلے کو اس کافر بدکار کے پہونچا

جنگ وجدال بہرام شیرزور سے اور ملک انوس شاہ جدید الاسلام سے

بہرام شیرزور نے کہا اے ملک انوس اس سن مین تیری عقل کو کیا ہو گیا ہے اپنے ہوش درست کر پاس نمک شاہ قمر ورخ کو دشمن بادشاہ سے ملگیا ملک نے فرمایا اے بہرام تو ابھی بچہ ہے بات سمجھ کے نہین کہتا عاقل وہ ہے جو اپنے نیک و بد کو خوب دریافت کرے اور سمجھے اور خانۂ دنیا و آخرت کو معمور و آباد رکھے بلکہ اول عاقبت کا کام درست کرے بعدہ دنیا کا خیال کرے مجھپر حقیقت دین اسلام کی مانند آفتاب جہانتاب کے روشن ہو گئی ہے اسوجہ سے اس بہادر کی دین لئے اطاعت کی اور یہ امر قبول و منظور ہوا کہ مشرف باسلام ہوا اور اگر بادشاہ میرے اختیار مین ہوتا تو مین شرط نمک حلالی بجالاتا اور دین حق کیطرف دلالت کرتا پھر جو اسکا دشمن ہوتا اسکا مین دشمن و تشنہ خون ہوتا بہرام نے کہا یہ تیرے میرے ہاتھ سے لیکہ تیری عقل معلوم ہو گئی یہ کہکے ایک ضرب تلوار ملک انوس پر لگائی ملک نے وہ ضرب رد کی اور اس ملعون کو زخمی کیا میقال آیا اُسنے ملک کو زخمی کیا پھر پہلوان عالی نژاد والا نژاد یعنے شہریار بن شہداد جسکا لقب صاحبقران اکبر کی سرکار سے جہان پہلوان ہے میدان رزم مین آیا اور میقال اور صیقال دونون کو دست حق پرست بہ علم کر لیا۔

میدان جنگ مین شدید بن شداد جہان پہلوان صاحبقرانی کا دو پہلوانون کو دونون ہاتھون پر بلند کرنا

اور باندھ لیا تا اینکہ ایک روز مین بیش پہلوان نامی وگرامی زخمی کیے بادشاہ کے ہوش و حواس باختہ ہوسگئے آخر مجبور وناچار پیغام بھیجا کہ اب حال مجھ مین نہین ہے مدعا آپ کا کیا ہے۔ شدید پہلوان جہان نے فرمایا وہی جو نامہ مین مندرج تھا پھر آفاق شاہ نے پیام دیا کہ یہان سے وہی جواب ہے جو کہ اسوقت جہان پہلوان نے سنا تھا فرق اتنا ہے کہ اسوقت ہمکو کہا تھا اب بصدق دل کہتا ہون پہلوان جہان نے جواب مین اسکے کہا کہ درست ہے پہلے بادشاہ کا جواب نہ تھا کہ عرق کے شیشے دیتا تھا اور دین اسلام قبول نہ کرتا تھا اگرچہ مین اسوقت بھی راضی نہ تھا اور نہ ہونا اسلیے کہ مطلب اہم ہمارے آقا اور تابعین کا ترویج دین اسلام ہے چاہتا ہون کہ تمام عالم مین یہ دین رائج ہو لیکن اب بادشاہ خود جانتا ہے کہ کیا عمل سرزد ہوا ہے اب کیونکر فقط عرق لینے پر راضی ہون بس اس زمانے مین پہلے قبول دین اسلام ہو بعدہ دوسرا کام ہو یعنے عرق درخشت کا طالب ہونگا جب آفاق شاہ نے یہ جواب سنا اور دیکھا کہ کسی طرح پہلوان جہان کی رضامندی نہین ہوتی خود اٹھا اور جہان پہلوان کے دیکھنے کو گیا پہلوان شدید بن شداد نے جب آمد آفاق شاہ سنی خود استقبال کو تالب فرش گیا اور بڑے اعزاز و احترام سے بارگاہ مین لایا اور شربت وغیرہ حاضر کیا جب دماغ نشہ شراب سے گرم ہوا اور خوب سرور ہوا آفاق شاہ نے جو کہلا بھیجا تھا وہی زبانی خود بھی بیان کیا

جہان پہلوان نے بھی وہی جواب ترکی بترکی دیا آفاق شاہ نے کہا ای پہلوان اگر فی الواقع تمہارا دین اور تمہارے
صاحبقران کا مذہب برحق ہی تو اپنے خدا و رسول سے درخواست کرو کہ اس جانور کی اذیت جو کہ ہرسال ایک جماعت کو
اس مرض مہلک مین گرفتار و ہلاک کرتا ہی برطرف و دفع کردین اور اپنے معتقد کو اس مرض سے نجات بخشین تو پھر سب
صغیر و کبیر و برنا و پیر اس جزیرے کے صدق دل سے مسلمان ہونگے ورنہ اگر ہم بجبر مسلمان ہوے تو کیا جبر مین کچھ لطف
نہین بلکہ ہمارے نزدیک یہ اسی طرح کا معاملہ ہی کہ جو تمہارے پیغمبر اور انکی آل پر بعد پیغمبر گذرا جو لوگ بجبر مسلمان ہوے تھے
جب انکو موقع ملا انھون نے عوض انکی اولاد سے لیا اور ایسا سلوک انکے زن و فرزند سے کیا کہ کسی پیغمبر کی امت نے اپنے
پیغمبر کے اہلبیت سے نہین کیا معرکہ کربلا مین ہزار ہا حافظ فرقان حمید و قران مجید موجود تھے اور خیال یہ تھا کہ جب فرزند
پیغمبر کو شہید کرتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اسکا مطلب یہ تھا کہ جسطرح اہل اسلام نے انکے جد و پدر کو قتل کیا اور تکبیر کہی اسیطرح
ہم انھون نے بھی پیغمبر زادے کو قتل کیا اور تکبیر کہی شہدا مین شامل ہوے جہان پہلوان نے جو یہ تقریر آفاق شاہ بادشاہ کی سنی
چپ ہو رہا کچھ جواب نہ دیا بعد تامل بسیار کہا اسکا جواب مین کل دونگا آفاق شاہ نے کہا خیر کیا مضائقہ ہی کل ہی لیکن اب
بات کا جواب ہو کہ مین نے اشارۃً کہی ہی آپ کیا دے سکتے ہین کسواسطے کہ ایسے بھی بہت مسلمان تھے کہ جو پیغمبر کے پیچھے
نماز بلکہ پڑھتے تھے اور وہ سجدہ خدا کو نہ کرتے تھے بلکہ بتون کو آستینون مین پوشیدہ رکھتے تھے اور ہنگام سجدہ ان بتون
کو سجدہ کرتے تھے چنانچہ عین نماز مین جب وحی نازل ہوئی اور حکم آیا کہ ہاتھون کو کھول دو اسوقت بت آستینون سے گرے
جہان پہلوان نے کہا خیر مین شب کو فکر کرونگا دیکھون کیا پردۂ غیب سے ظاہر ہوتا ہی آفاق شاہ نے کہا بہت خوب
یہ کہکے رخصت ہوا اور اپنے خیمہ مین چلا گیا اور پہلوان جہان کی ازحد تعریف کی کہا جو مرد میدان و با ایمان ہین انمین خلق و
مروت ازحد ہوتا ہی کہ یہ بھی شاید رکن اسلام ہی ہر چند کہ مین بھی بڑی جرأت سے اور نہایت جوانمردی صرف کرکے پہلوان جہان
کی خدمت مین گیا مگر پہلوان جہان نے بھی بہت بڑی جوانمردی کو کام فرمایا حق یہ ہی کہ عجیب دلاور و بہادر ہی اس سے معلوم
ہوتا ہی کہ اس جوان بہادر کا دین بھی حق ہی مگر مین نے بھی ایسی گفتگو کی کہ اس منصف مزاج و عالی منزلت کو جواب نہ بن پڑا
چپ ہو رہا اور دوسری یہ تکلیف شاقہ ایسی دی کہ دیکھیے اسکا کیا علاج کیا جاتا ہی اور کیا صورت ظہور پذیر ہوتی ہے
آفاق شاہ کے بعد پہلوان جہان نے خیمۂ عبادت برپا کرایا اور تین روز روزہ رکھا کچھ کھایا اور نہ پیا اور بہ رجوع قلب
عبادت بجالایا حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کو شفیع گردانا تھا اور بتعصب سپہ گری سے قسم بھی کھائی عہد کیا کہ خداوندا
جب تک اپنے مطلب دلی پر فائز نہونگا ہرگز نہ کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا تین روز بوجہ افطار روزے کے کہ شرط افطار ضرور ہی
ہی تھوڑا پانی پیا ورنہ کچھ نہ کھایا۔ چوتھی شب کو بوقت سحر جو اس پہلوان کی آنکھ لگ گئی عالم واقعہ مین چشم بصیرت وا ہوئی
دیکھا کہ ایک شخص بزرگ ظاہر ہوے اور اسکا ہاتھ پکڑکے ایک باغ دل کشا و فرحت افزا مین لیگئے وہ باغ درحقیقت قابل بیان
تھا اسکی تعریف مین زبان بیان لال ہی اور ایک حرف زبان سے نکلنا محال ہی اور طبیعت بحال ہی ایسی قطع دلچسپ اس

باغ کی تھی کہ تشبیہ اسکی ذہن میں نہیں آتی - دربان جیل پردہ لایا اور کہا یہان کا ارادہ اور اپنا مطلب عرض کر تاکہ جواب باصواب تجھے حاصل ہو شہ شدید نے کہا غلام کا ارادہ ترویج دین اسلام کا ہی اس ملک کو چاہتا ہون کہ اسلام آباد ہو بادشاہ نے ایک درخواست کی ہی اس سے نہایت مضطر و حیران ہون کہ میں کیا جواب دون ارشاد ہوا کہ اس مقام سے سواری کر کے دست راست کی طرف تین دن برابر جاؤ اور سو نفر دلاوران قدر انداز تمھارے ساتھ ہون ایک جگہ پہونچوگے کہ جہان کوہ گردون شکوہ ہوگا ایک طرف اس پہاڑ پر جانے کی راہ ہی تم ادھر جاؤ سوار تیر کمان میں جوڑے رہین کہ راست و چپ سے شیر ہجوم کرینگے انھیں مارنا پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ جانا وہان ایک گنبد نظر آئیگا اس گنبد میں ایک درویش خدا رسیدہ رہتا ہی اسکی خدمت میں مطلب دلی اپنا اظہار کرنا خداوند کریم کے فضل و کرم سے مقاصد دلی تمھارے بر آئینگے پہلوان جہان خواب سے بیدار ہوا اور اپنے مکان کو روشن و منور پایا بوے خوش آتی تھی یہ دیکھ کے شکر خداوند جان آفرین بجالایا لشکر کو وہین چھوڑا سو نفر سواران شجاع و جرار ہمراہ لیکر گرگدن پر سوار ہوا اور چلا چوتھے دن اس جزیرہ میں پہونچا کوہ پر چڑھا لشکر اپنا ملک انوس کے سپرد کیا گرمیتال و صیقال نے جب یہ حال دیکھا از صدق مسلمان ہوے ساتھ چلے گرگدن کو بھی زیر کوہ چھوڑا اور آگے روانہ ہوا اب دیکھا کہ شیر راست و چپ چلے آتے ہین کہین دھر سے بھی کماندار کھینچ اور تیر جان ستان چلے ان شیرون کا شکار رہوا قصہ مختصر جہان پہلوان نے پانچ شیر بضرب مشت و لکد مارے اور بارہ شیر تیرون سے قتل کیے ادھر یاران دلاور نے بھی دو دو شیر ایک ایک حملہ مین مارے اور پہاڑ پر چڑھ گئے تلاش کی ایک گنبد نظر آیا کہ نہایت خوش قطع سنگ رخام کا بنا ہوا تھا عظمت و شوکت اس گنبد سے پیدا تھی اور باغچہ نہایت پر فضا و سرسبز و شجر میوہ دار خوب پھلے ہوے شاخین جھوم رہی تھین ہر بار ہوا کے ساتھ زمین پر بوسہ دیتی تھین اور سبزہ جو دستہ گلاب لائق درود اور جانان باغ آب شبنم سے وضو کیے تسبیح خوان قمریان ذکر حق سے تر زبان اب جہان پہلوان گنبد مین داخل ہوا دیکھا کہ ایک مرد بزرگ نورانی شکل سفید ریش کرسی زرنگار پر لبد سجادہ و تجمل بیٹھا ہی اور یاد الٰہی مین مشغول ہی جہان پہلوان نے رسم سلام ادا کی دست بوس ہوا وہ بزرگ بھی تعظیم کو اٹھا سب قدمبوس ہوے آخر معلوم ہوا کہ فقیر صاحب اولاد سے شدید بن شداد کو دیکھ حیرت ہوئی فقیر بھی ہمکلام ہوا مزاج پرسی ہوئی پھر سبب تشریف آوری پوچھا شدید نے اپنا قصہ بیان کیا فقیر گھر مین گیا اور پانچ بکریان ذبح کین خوب کھانا پکوایا دسترخوان بچھا اور طرح طرح کا کھانا چنا گیا پہلوان جہان نے خاصہ نوش فرمایا اور وہین آرام کیا درویش عبادت پروردگار مین مشغول ہوا جہان پہلوان بھی عبادت کرتا تھا درویش نے وقت صبح شدید کو بلایا اور حال پوچھا یہ بولا شاید خواب مین غیب نے تمھاری طرف رہنمونی کی مین حاضر ہوا - درویش نے کہا درست ہی مجھ سے بھی فرمایا ہی شدید حیران ہوا پوچھا تمسے کسنے فرمایا درویش بولا میرے مرشد محبوب الحق جو تمام عمر منھ پر نقاب ڈالے رہے اور برقع پہنے رہے نماز کے سوا کسی وقت برقع نہ جدا کرتے تھے انکی قبر اسی پہاڑ پر ہی اور مین مجاور اسکا ہون تمکو جسنے بس پردہ اسطرف ہدایت کی تھی وہی حضرت تھے جہان پہلوان نے دوبارہ اس بزرگ کے ہاتھ چومے اسکے ساتھ قبر مرشد پر گیا فاتحہ پڑھا نذر گذرانی

پھر اپنے مقام میں آیا اس درویش کا نام جنیب تھا گنبد میں گیا ایک تھیلی کہ اس میں بیج بھرے ہوئے تھے لایا جہان پہلوان
کو دیے اور کہا یہ تخم لیجا کے ملک آفاق شاہ کو دینا کہ اپنے اور رعایا کے گھر میں وہ بوائے جس گھر میں یہ درخت لگا ہوگا
وہ طائر نہ آئیگا اور جو شاید آیا بھی تو وہ خاصیت ہوگی کہ آنکھوں پر برطرف ہو جائیگی ریحان اصغر اسکا نام ہے جہان پہلوان نے
اُسکے ہاتھوں پر بوسے دیے بولا اے بزرگ عالم میں نے تو یہ یاد رکھا لیکن اور لوگوں کو کیونکر یقین ہوگا کہ ان بعد ایک سال
کے جب یہ درخت بڑے ہو جائیں اور گل و ثمر لائیں اور طائر کے آنے کا موسم گذر جائے اور کسی کو آسیب نہ پہونچے
اُسوقت وہ مسلمان ہونگے کم سے کم ایک برس چاہیے اور مجھے ایک دن کی فرصت نہیں بلکہ اب بھی گمان ہے کہ تاریخ اعظم
باقی رہی ہو یا نہ غالب کہ تمام ہو چکی ہوگی خیر میں مضمون کتاب تو اوروں کی زبانی بھی سن سکتا ہوں لیکن جانا مجھے
ضرور ہے کیا مضائقہ ہے یونہیں سہی جو توجہ چاہیے تھی صاحب کی میری اور تمام اہل جزیرے کی دوا سے دریغ نہ
فرمائی درویش جنیب مسکرایا اور ایک اسم پڑھا اور دم کیا چار ساعت کے بعد طیران طائر بزرگ کی آواز سب کے
کان میں آئی ناگاہ وہ دو جانور عجیب الخلقت آئے درویش کے آگے ایک پتھر پر بیٹھے مثل شدید بن شداد جہان پہلوان
نے دیکھا کہ وہ جانور برابر گرگس کے قد آور ہیں اور شہباز سے بھی بڑے ہیں اور مانند مرغ کے سر پر تاج ہے
اور نقطے سیاہ و سفید و سبز داغ سے تا دم برابر نصف سیاہ اور نصف سفید ہیں اور آنکھیں ایسی کہ دیکھنے سے خوف
معلوم ہوتا تھا جہان پہلوان نے پوچھا اے مرشد یہ کیسے جانور ہیں درویش نے فرمایا یہ وہی جانور ہیں جنکے سایہ سے
مرض فالج ہوتا ہے انھیں جانوروں نے زن و مرد جزیرہ وغیرہ کو غمگین و بدتر از مرگ کر دیا ہے انھیں کے سایہ سے
شب ہوتا ہے ان وہی حالت ہو جاتی ہے شدید نے آہستہ کہا اگر حکم ہو تیر سے بیجان کروں درویش نے فرمایا کیا
تمہارا تیر کہاں لگیگا اور جو شاید لگا بھی تو کارگر نہ ہوگا کہ یہ انھیں میں ہیں بزور دعوت مسخر ہوکے آئے ہیں ورنہ انھیں
کوئی دیکھ نہیں سکتا جس پر غضب الٰہی نازل ہوتا ہے اُسپر انکا سایہ پڑتا ہے اُس جزیرے میں نافرمانی مالک حقیقی بہت
پھیلی ہوئی ہے یہی وجہ ہے جو ان طائروں کو اُنپر مسلط فرمایا ہے کہ ہر سال یہ جانور دونوں جاتے ہیں بلکہ اُسی جزیرے کے
حوالی میں رہتے ہیں مگر اب چونکہ اہل جزیرہ مسلمان ہوئے اور ترک فسق و فجور کیا حق تعالیٰ نے اس بلا کو اُنسے دفع کیا
شدید یہ سنکے خاموش ہو رہا درویش نے اور ایک اسم پڑھا اُن پر دم کیا کہا اے ابلق الطیر اب وہ وقت آیا ہے کہ اسباب
سفر مہیا کرو اور اب اپنا مسکن و ماوا دوسری جگہ جہاں حکم الٰہی ہو مقرر کرو اور جو کچھ یاد ہو شفا خداوند برحق نے تمکو
عنایت فرمایا ہے ہمکو دو بعدہ ایک خادم سے کہا کہ ایک ظرف کلان پُر از آب اُنکے آگے لاکے رکھ دو چنانچہ حسب الحکم ایک
ظرف پُر از آب دونوں جانوروں کے آگے رکھ دیا دونوں جانور اُس ظرف پر آئے اور خوب پانی پیا اور پرواز سوے
آسمان کی۔ درویش نے فرمایا وہ ظرف لاؤ جب سامنے ظرف آیا دیکھا تو اُس ظرف کا پانی مانند سنگ کے بستہ ہو گیا تھا
اور رنگ بھی پانی کا ابلق تھا سطح کہ بال برابر کم و زیادہ نہ تھا جہان پہلوان کو حیرت ہوئی اور پوچھا کہ وا تعجب اسرار

خفی و جلی پہ اسرار کیا ہے فرمایا اسے بھی تم لے لو اور خوب احتیاط سے رکھو جس درخت کے عرق سے لوگ شفا پاتے ہین
وہان جاؤ اور گرد درخت مذکور کے حوض پختہ بنواؤ بیچ درخت کے قریب سوراخ کروا اور یہ پتھر انگیٹھی مین رکھ کے اُس سوراخ مین
رکھدو اور مٹی سے بند کردو بعد چند ساعت کے درخت سے عرق جاری ہوگا اس کثرت سے کہ ہر شاخ و برگ سے پانی ٹپکے گا
اور اسقدر پانی آئیگا کہ سب حوض بھر جائینگے پس حاجتمند لوگ ٹھلیان اور گھڑے لیکے کھڑے رہینگے اور پانی ان حوضون سے
بھر لینگے بر وقت ضرورت کام مین لائینگے اور بدستور صرف کرینگے تین دن تک عرق درخت بہہ کی طرح بہیگا بعدہ اسی حوض مین
سب لوگ نہائین غالب ہے کہ تمام اہل جزیرہ کو کافی ہوگا اور سب صحت پائینگے اور وہ تخم آفاق شاہ کو دینا وہ سب لوگون کو
تقسیم کردین تھوڑے تم بھی ساتھ رکھنا اور جسقدر عرق مطلوب ہو لیجانا انشاء اللہ تعالے مرض برطرف ہوگا تمام عمر امن مین
رہیگا اور آفاق شاہ مع متعلقین بصدق دل مسلمان ہوگا اہل جزیرہ بھی اسلام قبول کرینگے اور شہزادہ پہلوان جہان
جب تم اردوے معلے مین پہونچوگے صاحبقران اکبر کو ایک بلا مین گرفتار دیکھوگے لیکن کچھ اندیشہ کی بات نہین ہے
پھر چند روز مین وہ بلا دفع ہوجائیگی اور اس بلا سے بفضل و کرم ایزدی پاک نجات ملجائیگی ایک بزرگ کا قدم
مبارک آئیگا برکت سے اُس قدم ہمایون کی وہ صدمہ و ملال دفع ہوجائینگے تم میرا سلام صاحبقران کی خدمت مین ضرور
پہونچا دینا بیقال اور پہلوان جہان نے کہا بسر و چشم ہم حضور کا سلام پہونچائینگے بعد اسکے اس درویش بزرگ سے
رخصت ہوکر روانہ ہوے اب کوئی شیر وغیرہ نظر نہ آیا اور آفاقیہ مین پہونچا بیقال آگے بڑھ گیا پہلوان جہان کی بادشاہ سے
اطلاع کی اور جو کچھ حال دیکھا تھا وہ بھی بیان کیا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور بصدق دل مسلمان ہوا اور جہان پہلوان کا
استقبال کرکے عزت و تکریم سے لایا اور بعد مزاج پرسی کے کہا اے مروج دین حق میرے طالع کی خوبی اور بلندی بخت ہے کہ
آپکے قدم مبارک آئے اور شہریار دولت مدار کی بدولت راہ راست دیکھی اور عاقبت بخیر ہوئی تاریکی ضلالت سے نکلا اور
نشانہ حلقۂ غلامی صاحبقران اکبر کا زیب گوش جان کیا اب آپ میرا قصور معاف فرمائین اور ارکان اسلام تعلیم
کیجیے کہ جس سے میرا قلب روشن و منور ہو اور مین دونون جہان مین رستگار ہون جہان پہلوان نے کلمۂ شہادت و توحید
خالق یزدان تلقین کیا اور فرمایا کہ خداوند کریم عزاسمہ پروردگار اور لواے سرور کائنات سایہ گستر ہوا آفاق شاہ اور جمیع
امرا و وزرا اور ارکین سلطنت و امراے مملکت جسقدر در دولت پر حاضر تھے بخلوص نیت و عقیدت دل مسلمان ہوے
اور سب نے بزبان صدق اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ کہا۔ بعد اسکے شہزادہ بن شداد جہان پہلوان
کی بڑی دھوم سے دعوت کی تمام شہر آئینہ بند کیا تھا اُن کا منھ کھلوا دیا تین روز تک جلسہ رہا چوتھے روز وہ تخم تقسیم کئے
سب لوگ بھیجے آپ سوار ہوے وہ درخت دار الملک سے دس فرسخ پر تھا اعلٰے و ادنے ساتھ ہوے وہان
پہونچے تنہ مین سوراخ کیا اور موافق حکم درویش بزرگ عمل مین لائے تا شام سب حوض لبریز ہوگئے ارباب حاجت بقدر
ضرورت لیگئے بعد اسکے سب نے غسل کیا اور تین دن تک چشمۂ فیض جاری رہا مریض جسقدر تھے سب نے صحت پائی

عارضہ دفع ہوا۔ راوی کہتا ہے کہ چالیس روز کامل جہان پہلوان اُس جزیرے میں قیام پذیر رہے بعد اسکے قرابے عرق کے اور تحفے لیکے راہی اُردو سے ملے ہوئے اثنائے راہ میں قلعہ سمعاجیہ متعلقہ دیار دیلم راہ میں تھا وہاں گئے عرق بھیجا منورہ بانو کو شفائے کلی حاصل ہوئی غائبانہ محبت شدید نے اُسکے دل میں ایسی جا کی کہ جسکی انتہا نہیں لوگوں سے کہتی تھی کہ مجھے اس مرض سے زندگی کی امید نہ تھی اس جوان نے مجھے اپنی کنیز بنا لیا اور جان بخشی کی۔ پھر اپنے ماموں سمعاج اژدر کے دیکھنے کا ارادہ کیا جہان پہلوان نے نائب سمعاج سے کہا میں آگے جاتا ہوں تم عقب سے منورہ بانو کی سواری روانہ کرنا اُسنے قبول کیا غرض بانو کی خواہش تھی کہ ایک دفعہ جس طرح ہو سکے جمال خورشید مثال کی زیارت کروں جسکے لیے کیسی کیسی آفتیں اور مصیبتیں گوارا کیں مگر علم شرع سے مجبور ہو اس امر سے درگذر کیا اور جانب جبل اعلیٰ نہضت فرما ہوا

کوچ کرنا شدید بن شداد جہان پہلوان کا بہمراہی منورہ بانو کے جبل اعلیٰ کی طرف

اب شدید بن شداد جہان کو راہ میں رکھا جاتا ہے اور کچھ حال بدمآل جمشید پلید ملحد علیہ اللعن کا گذارش کیا جاتا ہے نظم

سائل نجات کا ہوں خدا سے کریم سے
گلزار ہو رہے ہیں معطر نسیم سے
اللہ سے بھی انکو زیادہ غرور ہے

رحمت بزرگ تر ہے گناہ عظیم سے
یاد آئی بوئے پیرہن یار باغ میں
دو باتیں کیوں نہ ایک صنم نے کلیم سے

آئی تھی کس کی سنبل عنبر شمیم سے
پھرتے ہیں بد دماغ رہے ہم شمیم سے
خال جبین ستارہ تو ہے مانگ کہکشان

رُخ چودھوین کا چاند ہین صاف جسم سے

نکتہ سنجان افسانۂ حیرت افزا و راویان روایات غرابت انتما و خازنان گنجینۂ گفتار و صیرفیان نقود اخبار اس داستان نادرہ
بیان کو اسطرح قلمبند کرتے ہین کہ جمشید پلید جب حد اعتدال سے گذر گیا ظلم پیشہ ہوا الحاد سے الوہیت کا دعوے کیا
بمقتضاے آیہ کریمہ فقد حقت علیہ کلمۃ العذاب جیسا کہ معرض تحریر و تسطیر مین آیا۔ آمدم بر سر سلسل داستان جمشید
بدبخت ہر روز طبل جنگ بجواتا ہے اور دو تین کو زخمی کرتا ہے یہانتک کہ جملہ پہلوانان عالی شان لشکر ظفر پیکر صاحبقران رفیع الارکان
کے مع امیر باتوقیر امیر مجاہد الدین و امیر جلال تہور شعار آتش کا فرمنک کی تیغ مسحور سے زخمی و مجروح ہوگئے اور اُن
مجروحون کا حال یہ تھا کہ بسبب تاثیر سحر کے بے حد و نہایت شکایت سوزش و درد کرتے تھے وہ اسوقت کہ جب
چندان غش سے افاقہ ہوتا تھا ورنہ تمام روز اور تمام شب بیہوش رہتے تھے اب جمشید بھی خود متوجہ میدان داری
نہین ہوتا تلنخاس مصری الفوم مصری میدان مین جاتے ہین اور مسلمانون کو زخمی کرتے ہین غرضیکہ اہل اسلام پر یہ نوبت
بہت تنگ آگیا ہے مناجات درگاہ قاضی الحاجات مین کرتے ہین مجبور تھے بیچارے کیا کرتے کہ نہ کوئی سعی مفید ہوتی تھی
اور نہ کوشش کارگر ہوتی تھی صاحبقران اکبر فلک قدر کا حال بھی ویسا ہی تھا۔ شعر

تا در نہ رسد وعدۂ ہر کار کہ ہست	سودے نکند یاری ہر کار کہ ہست

اور دوسرا غضب یہ ہے کہ جو شخص حکیم صاحب کے پاس واسطے بیان حال صاحبقران اکبر کے جاتا ہے وہ دن بھر خراب و خستہ
پھرتا ہے اور شام کو پھر آتا ہے راہ نہین ملتی ہے ہمراہیون سے بعض اشخاص جو چندان علم ہیئت و علم نجوم سے بہرہ رکھتے ہین چنانچہ
اُنھون نے قواعد نجوم سے دریافت کیا اتنا معلوم ہوا کہ مآل کار اسوقت کا بخیر ہوگا اور مدت کو ہر چند چاہا معلوم ہو کچھ معلوم
ہوا حساب کیا غلط ہوگیا یا سہو واقع ہوا الحاصل ایک روز جمشید نے طبل جنگ بجانے کا حکم دیا اور دوسرے روز
سمکال زنگی لشکر کفار اقلیموس سے میدان مین آیا اور لشکر اسلام سے حریف طلب کیا یہان سے سپاہی حسن دلاور بہادر
سپاہی سالم مقابلے کو گیا اور زخمی ہو کے واپس آیا سمکال نے دوسرا حریف طلب کیا اس عرصہ مین ایک گوشۂ بیابان سے
دامن گرد چاک ہوا نقابدار زرد پوش بارہ ہزار سوار سے پیدا ہوا اور میدان مین آگے وہ فوج صف آرا ہوئی اور سمکال سے
کہا کہ اس او نابکار و غدار کیا غرور کرتا ہے ناحق لاف زنی کر رہا ہے زنگی نے کہا اے برقع پوش تو کون ہے جو مسلمانون کی حمایت
کرتا ہے نقابدار نے کہا مین مسلمانون کا حامی نہین بلکہ اُنکو بھی اپنا دشمن جانتا ہون مگر ملک اقلیموس سے البتہ عداوت ہے جب
مجھے معلوم ہوا کہ تو اُسکے لشکر کا ہے تو مین لڑنے آیا سمکال بولا تیرا نام کیا ہے تو کیون عورتون کی طرح منھ چھپائے ہے نقابدار بولا او
قرم ساق تجھے اس تحقیق سے کیا کام ہے اگر تو دعواے مردمی رکھتا ہے تو مقابل ہو سمکال کو یہ کلمہ نقابدار کا برا معلوم ہوا ایک گرز
نقابدار پر مارا اُسکی ضرب نقابدار نے رد کی اور ضرب شمشیر آبدار سے اُس ملعون کو جہنم واصل کیا اور دوسرا حریف طلب کیا
لشکر اقلیموس سے پھر دوسرا سمکال زنگی آیا وہ بھی زخمی ہوا سوفال زنگی بھی قتل ہوا جمشید حیران ہوا اور کہا اے اقلیموس نقابدار

کو تم سے کیا عداوت ہے وہ بولا اے شہریار مین نہین جانتا کہ یہ کون ہے اور مجھ سے کیا عداوت رکھتا ہے القصہ اس رات کو
بھی طبل جنگی بجا اور تمام رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو نقابدار نے پھر میدان مین لاف زنی نہایت درجہ کی کی
لشکر القیموس سے طالب حریف ہوا۔ ناگاہ پھر گرد میدان سے اُٹھی تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا اور اُس تیرگی مین علم و
نشان کی علامات سے معلوم ہوا کہ یہ تیرہ ہزار سوار جرار کی جمعیت ہے اور پیش پیش اُسکے ایک نقابدار سیہ پوش ہے
جب وہ نقابدار سیہ پوش قریب پہونچا اور اُسنے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے لوگون نے بیان کیا کہ یہ نقابدار زرد پوش
لشکر القیموس سے حریف طلب کرتا ہے یہ سنکے نقابدار سیہ پوش نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور زرد پوش کے مقابل ہوا اور
کہا باش او بدبخت مفلوک تو کون ہے کہ جو لشکر زنگبار سے طالب حریف ہے نہین جانتا کہ مین اُسکے مخلصون سے ہون زرد پوش
نے کہا اے سیاہ پوش و سیاہ قلب و روسیاہ تو کون ہے کہ مجھ سے چار آنکھین کرتا ہے نقاب سے روے نحس اپنا
چھپا کے میدان مین آیا ہے شاید لشکر القیموس کا کوئی گیدی ہوگا سیہ پوش نے کہا او مردک اب خاموش ہوا اور بانو و
کھول یہ کہکے نیزہ حوالۂ سیہ پوش کیا زرد پوش نے اُسکا وار رد کیا اور اپنا نیزہ مارا زرد پوش نے بھی وار نیزہ کا روکا۔
قصہ کوتاہ تا شام بڑی کوشش و سعی کی لیکن آئینہ مرادین روے مقصود جلوہ نما نہوا آخر زرد پوش نے کہا اب شام
ہوئی لڑائی موقوف کر پھر کل لڑونگا سیاہ پوش نے کہا کیا مضائقہ ہے تیری خاطر مجھے عزیز ہے فی الواقع وقت رات کا آرام کے
واسطے ہے اپنے اپنے خیمون مین گئے اور لشکر بھی دونون وہین خیمہ زن ہوے جمشید بلید نے کہا افسوس ان دونون نابکارون
نے ہمارے کام مین خلل ڈالا ورنہ انھین دو تین دن مین ہمارے دلاور پہلوان آنکے دلاورون کو نیست و نابود کر دیتے
لشکر اسلام کا کہین نشان بھی نہ معلوم ہوتا اور جب کوئی پہلوان مقابلہ کو نہ نکلتا تو پھر مین حکم جنگ مغلوبہ کر دیتا سب کا یکبارگی
استیصال ہو جاتا ابو حاکم بولا اے خداوند تیری تقدیر کے قربان جلدی بہتر ہے اب تاخیر کرنی خوب نہین جمشید بد نہاد
بولا اب خوش ہو کہ حیات معز الدین مین چند روز باقی ہین ابو حاکم بہت خوش ہوا اور خوشطبعی کرنے لگا جمشید نے
پھر طبل جنگ کا حکم دیا اور صبح کو لشکر آراستہ ہوا اور خود میدان مین آیا اُسدن نقابدار زرد پوش کچھ کسلمند تھا معرکے مین
نہ آیا مگر حسب ضابطہ لشکر کو اپنے بھیجا نقابدار سیہ پوش پھر رزمگاہ مین آیا اور لاف زنی بیحد و نہایت کی اشبوط دیلمی کے
لشکر سے حریف طلب کیا اور بہ آواز بلند کہا اے لشکریو آگاہ ہو کہ مین لشکر اسلام کا بھی عدوے جانی ہون اور اشبوط دیلمی کے
بھی خون کا تشنہ ہون صعفوق دیلمی جمشید و اشبوط سے رخصت لیکے میدان مین گیا اور نقابدار سیہ پوش سے
لڑنے لگا آخر نقابدار نے اُسکو زخمی کیا جمشید بولا اپنی تقدیر کی قسم کھاتا ہون کہ یہ معاملہ تازہ مشاہدہ کرتا ہون مین چاہتا ہون
مسلمانون کا جلد استیصال ہو لیکن یہ دونون گمنام آکے مانع ہوے ہین دیکھنا کہ اُنکو کس حال بد سے ہلاک کرتا ہون القصہ
اُسدن بھی شام ہو گئی طبل بازگشت بجا سب اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے رات کو پھر طبل جنگ کی صدا سب نے سنی سامان جنگ
مین مصروف ہوے صبح کو صف کشی ہوئی دونون نقابدار میدان مین آئے زرد پوش نے سنا کہ سیہ پوش نے کل اشبوط کو

بولا دیا تھا میدان میں آ کے سبز پوش کو للکارا بولا او گیسی تو نے کل کیوں اشلوطیوں کو مارا جانتا نہ تھا کہ میں مخلص اشبوط دیلم
نیز بھی سرکوبی کو موجود ہوں سبز پوش نے کہا او مردک تو نے بھی تو القیموسی مارے میں بھی القیموس کا خیر خواہ ہوں قصہ کوتاہ
پھر جنگ شروع ہوئی ظہر تک باہم کشتی رہی خوب گاوزوریاں ہوئیں جمشید یہ سنکے جل گیا فی الفور تخت سے اترا اور گھوڑے
پر سوار ہوکے میدان میں آیا اور پکارا ارے ملعونان بدخو تم دونوں ہم پلہ ہو کوئی ایک دوسرے پر غالب و مغلوب نہو گا میں
خداوند ہوں آیا ہوں کہ تم دونوں میں صلح کرا دوں مجھے تم دونوں سجدہ کرو تا کہ باعث تمہاری ترقی کا ہو اور عالی درجے
دستیاب ہوں تمہارے واسطے ہماری سرکار میں نہایت اعزاز مرعی رکھا جائیگا دونوں نقابداروں نے یہ بھی نہ جانا
کہ کیا بکتا ہے اس مردود ازلی کی بات کا جواب کیسا خیال بھی نہ کیا جمشید نے آزردہ ہوکے کہا کہ یہ مردود یوں نہ
مانینگے اور ہاتھ بڑھاکے دونوں کے کمربند میں ہاتھ ڈالا اور زور کرکے دونوں کو صدر زین سے اٹھا لیا اور زمین پر
دے مارا عیار مصری سے کہا جلد انکی مشکیں کس لے زرتاگ نے خوب زور سے دونوں کو باندھا انکو بات کرنیکی
قدرت نہوئی جمشید نے حکم دیا کہ نقاب انکے منہ سے اٹھاؤ جب نقاب چہرے سے دور ہوئی معلوم ہوا ضابطہ
بن اشبوط دیلمی اور علقمہ بن القیموس زنگی ہیں جمشید بولا کیدیو تمھیں کیا خبط نے گھیرا کہ آپس میں لڑے تمھارے
باپ نے مجھے سجدہ کیا اور ہم تمھیں بندگان مخلص سے سمجھے تم ایسے خاموش رہے کہ ہمیں جواب تک نہ دیا۔ آخر
طبل بازگشت بجا اس دن جمشید میدان سے پھر کے بارگاہ میں آیا اور اشبوط و القیموس کو خبر دی کہ تمھارے
فرزندان ارجمند کی آمد کا مژدہ دیتا ہوں وہ دونوں کافر نہایت خوش ہوئے جمشید نے مدت سے انھیں داغ شقاوت
نہ دکھایا تھا ہر ایک کے دل میں شک آیا اشبوط نے کہا اے جمشید میں نے نہ کہا تھا کہ خداوند دیلم کو اپنے پیغمبر کی خاطر
نہایت عزیز ہے اور وہ بیٹا اسکا پھر پیدا کریگا دیکھا تو نے القیموس نے کہا خداوند سواع نے اپنے بیٹے کو بھیجا جمشید پلید
ان باتوں سے نہایت بد دماغ ہوا اور کہا اے قرمساقو تم پھر گئے اور اپنے اپنے بتوں کی پاسداری کرتے ہو اشبوط بولا اے
جمشید تو خداوند دیلم تمکو سنگسار کریگا القیموس نے کہا اے جمشید تیرا حق صحبت میرے ذمہ ہے ورنہ میں بھی گالیاں دیتا
جمشید پلید نے کہا ارے مادر قحبہ خاموش کیا گوہ کھاتا ہے بک بک نہ کر میں تیرا خداوند ہوں اور قدرت رکھتا ہوں
کہ ابھی تجھے قتل کروں وہ بولا تیری کیا قدرت خداوند دیلم اور سواع کی قدرت برحق ہے جمشید غضب ہوا بولا اے زرتاگ
ان دونوں قرمساقوں کو لا کہ پہلے ان حرامزادوں کی سامنے ان نابکاروں کے گردنیں ماروں تا کہ وہ میری قدرت کے
قائل ہوں زرتاگ نے اسی دم انھیں حاضر کیا اشبوط و القیموس کی محبت پدری جوش میں آئی مگر حیران تھا کہ کیا تدبیر کروں
وقت معین پر داغ شقاوت کے نہ دیکھنے سے اگرچہ کچھ فرق و فساد اعتقاد میں آ گیا تھا لیکن جانتے تھے کہ جمشید سے
کسی طرح سربر نہیں ہو سکیں گے اور نہ اسکی پہلوانی کے سامنے ہماری پہلوانی ہے اور نہ انکے پہلوانان لشکر کی پہلوانی کو ہمارے
پہلوان پہونچ سکتے ہیں اور نہ بحسب کثرت لشکر و خزائن انھیں کسی طرح فوق رکھتے ہیں بہرحال فکر کرتے تھے اور یہ باتیں دل سے

کرتے تھے نصرون ربیعی کہ جو پہلے سے عداوت اشبوط و القیموس سے رکھتا تھا اور بالفعل غرض بھی متعلق نہ تھی لہذا وہ بھی جمشید کا طرفدار تھا اور اُسکے کلام کی تصدیق کرتا تھا۔ القصہ جب یہ قصہ مجمل طبل کو پہونچا تو ایک غلام نے یہ حقیقت کل و جز مفصل اپنے آقا ضار منکوس منحوس سے بیان کی ضار منکوس گیاری یہ حال سُنکے خبر بھی نہ ہوا کہ وہ مردک ان ایام میں عیش و عشرت میں مصروف تھا جو دن کہ خناز جادو نے ہلاکت صاحبقران اکبر کے لیے کہے تھے ابھی تک وہ دن منقضی نہیں ہوتے تھے ساعت ساعت شمار کرتا ہے دل سے کہتا ہے اے ضار منکوس اگر معز الدین اس صدمے سے مرگیا تو تمام دولت کا مالک جمشید ہی کبھی اس تردد میں طیش کھاتا ہے اور سکوت ہی غرض جب تو ایک غلام نے یہ ماجرا اُس سے بیان کیا حرامزادہ سمجھا کہ داغ شقاوت کے نہ دیکھنے کا باعث ہے سوار ہوا اور بارگاہ نحوست پناہ میں آیا ضابط و علقمہ کو قطع سنگ پر بیٹھے دیکھا اشبوط دیلمی و القیموس کو برگشتہ پایا جمشید کو گالیان دیتے سُنا اسنے جمشید محفل میں طبعی کی تعظیم نہیں کرتا خلوت میں پاؤن چومتا ہے اُسنے پہونچتے ہی سجدہ کیا جمشید خوش ہوا اور کہا ای خلیفہ خداوند طبیعت مجردہ اور میرے خلیفہ خوش آمدی ضار منکوس منحوس جمشید کے پاس آیا اور کان میں کہا ارے او مادر بخطا حرامزادے احمق ناحق تو کیون لوگون کو اپنے سے بے اعتقاد کرتا ہے بہت دن ہوئے ہین کہ تونے داغ شقاوت نہیں دکھایا خناز جادو نے کہدیا تھا اب جمشید کو خیال آیا کہا افسوس مجھ سے بڑی خطا ہوئی ضار منکوس نے کہا جلد جا اور داغ شقاوت دکھا جمشید نے دل میں سمجھ کے جلاد کو اشارے سے منع کیا پھر شراب و گزک منگوا کے پہلے آپ شراب ناب زہرا بہ کی پھر اُستاد بدنہاد کو دی اور حکم دیا کہ تمام سلاطین کو یہان بلاؤ اور شراب پلاؤ ساقی خوش رو نے اول بکہان شاہ خارجی و نصرون ربیعی کو دُو دُو جام دیے اور آپس کی خصومت اور حسد سے ساقی نے اشبوط و القیموس کے دینے مین تامل کیا۔ ضار منکوس نے کہا او ساقی حرامزادے سنمبر جمشید کو پہلے شراب کیون نہ دی پھر اپنے ہاتھ سے جام بھر اشبوط کو دیا اُس ہمیا نے پی لیا دم نہ مارا پھر القیموس کو دیا اُسنے بھی نوش جان کیا پھر ضابط و علقمہ کیطرف دیکھ کے کہا کیا ضابط و علقمہ نہین بندۂ خداوند ہے انھین اس قطع پر کیون بٹھایا خداوند اپنے بندون کو بیجا و بیجا مغضوب فرماتا ہے کوئی کون ہے غرض شفاعت کی کرسیون پر بٹھایا جب جمشید نے دیکھا سبکو اثر مستی نے گھیر لیا اور خوب سرشار ہوے کسی بہانے سے تاج اونچا کر لیا داغ شقاوت اُن اشقیا کو دکھا دیا بس دیکھتے ہی اُس داغ کے اعتقاد اور بھی زیادہ ہو گیا اُسی دم اُٹھے اور سب نے سجدہ کیے دونون قرم ساق عذر کرنے لگے ضابط و علقمہ بھی مانند پدران ناہنجار کے ایک ضلالت سے نکلے دوسری ضلالت اور نجاست کے دریا مین گرے جمشید خوش ہوا ہر ایک کو خلعت گران بہا مرحمت کیا اور خلعت رحمت نام رکھا نقار خانہ مین نوبت بجی پھر جمشید نے ضابط و علقمہ سے اُنکی سرگذشت پوچھی اب تو اور ہی عقائد ہو گئے تھے اپنا ماجرا راست راست بیان کیا جمشید ہنسا بولا ای اشبوط و القیموس ہماری قدرت کے کارخانے دیکھے تمنے جو مجھے سجدہ نہ کیے تمہارے بیٹون کو کامیاب کیا تمہارے پاس پہونچا دیا دونون مین خوشی و قرابت ہمیشہ موقوف کی کہ ضابط دختر القیموس کا ہم آغوش

ہوا اور علقمہ اشبوط کی بھتیجی سے موانست کرنے لگا اب اُٹھو اپنے فرزندون کو گلے لگاؤ اور ہر ایک اپنے اپنے داماد کو خلعت
دامادی دو اور از سر نو شادی کردو اگر تم دین سابق پر ہوتے تو اچھا ہوتا یہ خاموش ہو رہے بلکہ تصدیق کی لیکن یہ مادر بخطا
زنگادۂ زنگاری پوش کی بھی ہوس دل خیانت منزل مین رکھتے ہین کہا خداوند مقدمۂ زنگادہ مین کیا فرماتے ہین کہ ہم موافق
مسئلہ ہنود باہم راضی ہوکے تلاش کو نکلے تھے اتفاق ایسا ہو گیا جمشید بولا ابھی اس معاملے مین مین نے تقریر نہین کی
تم بھی چپ ہو رہو جبتک مین تقریر کرون دونون خاموش ہو رہے محفل عیش گرم ہوئی وقت شب ضابطہ و علقمہ حالت مستی
مین اُٹھے عرض رسا ہوے کہ ای خداوند ہر ایک میدان مین گیا خدا پرستون سے لڑا بحکم خداوند مجروح و بے روح کیا اور خداوند
نے اپنے دست قدرت سے سبکو غرق بحر ناکامی کردیا اب ہماری باری ہی امیدوار ہون کہ کل جنگ باقی ماندہ ہمارے نام پر
مرقوم ہوا اور ہم دونون باہم زنگادہ پر عاشق ہوے اور ساتھ ہی نکلے سرگذشت بھی ایک سی ہی ایک جا باتفاق رہے
وہ ایک دن کا فرق ہی کچھ ایسا زیادہ نہین ہی اسلیے چاہتے ہین کہ میدان مین ساتھ ہی جائین اور دو دو کو بلائین ملک
عدم مین پہونچائین ایک دم مین شکست دین فوج اسلام کو بھاگنے کی راہ نہ ملے سبکو گھیر کر مار لین فتح ہمارے نام پر
لکھی جائے جمشید یہ سُنکے شاد ہوا اور ہر ایک کو مروارید کے مالے عنایت فرمائے اور وعدہ کیا کہ تم دونون عہدۂ
پیغمبری کے امیدوار رہو ابو حاکم نے کہا ای فرزندان دلاور تم خوب آئے آفرین ہزار آفرین اچھے ایسے ہی ہوتے ہین
اشبوط یہ سنکے خوش ہوا القیموس کا بھی دماغ غرور و تکبر سے پر ہو گیا ابو حاکم خوش وقتی مین سُنکے ناچنے لگا اسی سبب سے
شیطان درگاہ کا خطاب ملا القصہ رات کو طبل جنگ بجا صبح کو صفین آراستہ ہوئین علقمہ و ضابطہ میدان کے
اجازت خواہ ہوے جمشید پلید نے شراب سحر پلائی اور رخصت کیا شراب سحر کا یہ خاصہ ہی کہ نشہ مین زور دونا کرتی
ہی جب یہ دونون میدان رزم مین آئے نعرے مارے جمشید پلید اور اپنی تعریفین بہت کین اور پکار کر کہا ای خدا پرستو
جسے آرزوے مرگ ہو وہ میدان مین آئے خداوند نے یہ مہم ہمارے سپرد کی ہی تاکہ اس مہم کو ہم جلد فیصل کر دین اور
تم مین سے دو شخص ہمارے مقابلہ کو آوین بعدہ ان حرامزادون نے مسلمانون کے حق مین سخنان نالایق و نامناسب
کہے رشید بیگ خراسانی و فتح الدین مغربی جو کہ سرداران ممتاز سے تھے میدان مین آئے بعد رجز خوانی کے
جنگ شروع ہوئی پہلے نیزہ بازی ہوئی مسلمانون نے کافرون کے نیزے ہوائی کر دیے تلوار کی نوبت آئی دونون کافر
زخمی ہو گئے سردار سالم و سردار غانم و سردار حمید الدین اور سردار عزیز الدین درجۂ شہادت پر فائز ہوے جمشید پلید
نہایت خوش ہوا دونون کو اپنے اردو کی بازار کا پیغمبر مقرر کیا چند خوان زر سرخ اُنکے فرق نامبارک پر نثار کیے اور حالت
مستی مین بولا ای بندگان مین تم سب کی ایسی تقدیرین کردونگا کہ تم نہایت خوش ہوگے یہ سُنکے سب نے جمشید کو
سجدہ کیا اب اس رات کو ان دونون کافرون کے نام طبل جنگ بجا اور وہ رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح
کو لشکر طرفین رزمگاہ مین آئے اور صفین آراستہ ہوئین ان حرامزادون نے میدان کارزار مین تین چار پہلوانون کو

زخمی کیا اور ایک درجہ شہادت پر فائز ہوا اشبوط دیلمی نے جمشید سے کہا ای خداوند اب اگر دیلم خود بھی آئیگا اور مجھے
پیغمبری کی تکلیف دیگا ہرگز قبول نہ کرونگا اُسے گالیان سناؤنگا کہ تیری توحید کا بدخواہ ہو القیموس زنگی نے کہا مین سواع
پر لعنت کرتا ہون پتھر کو بوسہ دینا اُسکے آگے جھکنا اور سجدہ کرنا لیتے ہو لیکن اُس معرکے مین تیسرے روز ضیا لڑنے
بھی لاف زنی شروع کی اور حریف طلب کیا ابو الحسن فکر مین غلطان و پیچان تھا جسکا دروازے پر کھڑا تھا کس پہلوان کو اُسکے
مقابلے کے بھیجتا کہ سب پہلوانان صف شکن و دلاوران تہمتن زخمی ہو چکے تھے اور ملکہ شمسہ تاجدار وغیرہ بالاے
قصر احضر وہ زمین سے دیکھتی تھین اور مناجات قاضی الحاجات مین کر رہی تھین آخر غازی الدین و عماد الدین دو سردار
ابو الحسن جوہر سے رخصت لیکے میدان رزم مین گئے اور شربت شہادت نوش فرمایا یہ دونون نامور بہادر یہ آواز بلند
چلاتے تھے کہ ہم شام تک مسلمانون کے قتل سے باز نہ آئینگے جلدی آؤ اور دار العدم مین سیدھے چلے جاؤ لشکر اسلام
کے دلون مین اضطراب راہ پاتے ہوے تھا مرد و نامرد ہر لشکر مین ہوتے ہین نامرد باہم حرف و حکایات مین مشغول
تھے اور مرد مناجات مین مشغول تھے ابو الحسن جوہر نے یعقوب حرانی سے کہا ای برادر ناچار مین خود جاؤنگا یعقوب
نے سر مبارک صاحبقران اکبر کی قسم دی کہ ایسا ارادہ نہ کرنا اور کہا ای شہریار یہ دونون حرامزادے تیرے سامنے کیا حقیقت
رکھتے ہین جمشید مردود ثانی نمرود کو کہ باشناس بانی ضلالت و شرارت ہو خوب جانتے ہو مجھے خوف یہی ہو کہ اُسکی تلوار سے
جو آب سحر مین بجھائی گئی ہی مبادا ذات عالی کو آسیب پہونچے اُسوقت لشکر بے دل کیا کریگا یقیناً متفرق ہو جاویگا جوہر
نے دیکھا کہ یعقوب معقول کہتا ہی اور آذر شاہ وغیرہ نے بھی یہی کہا لیکن وہ دونون نطفۂ بے وقت و بیحیا کلمات سخت
اور ناسزا ایسے کہ رہے تھے کہ کسی کو تاب سماعت نہ تھی مگر مجبور تھے کیا کرتے کوئی چارۂ کار نظر نہ آتا تھا ناگاہ گرد جانب
جنوب سے نمایان ہوئی جب وہ گرد چاک ہوا دو نقابدار پیدا ہوے کہ ایک جماعت قلیل اُنکے ساتھ تھی لیکن کمال
سرعت و تیزی سے گھوڑے اُڑاتے ہوے سر میدان کین پہونچے اُنمین ایک سبز پوش دوسرا سفید پوش تھا ایک
ضابط سے مقابل ہوا دوسرا علقمہ کے سامنے آیا دونون نے دونون کو آواز دی کہ او حرامزادو مغرورو آتش جہنم سے
قریب رحمت خدا سے دور یہ کلام لغو و بیہودہ کیا کہ رہے ہو کیا گوہ کھاتے ہو یہ کیا ہنگامہ برپا کر رکھا ہی لعنت خدا تمپر اور
تمھارے مادر و پدر بیغیرت پر اور اُس جمشید ولد الزنا پر یہ حرامی حیران ہوے کہ یہ کون گالیان دینے لگا کہا تم کون ہو کہ
اس مجہولیت پر پیغمبرون سے لڑنے آئے شاید تمکو خبر نہین کہ خداوند جمشید نے ہمین اُردوے معلی کی پیغمبری سے
سرفراز فرمایا ہی وہ بولے اُس بازاری نے تمھین بازاری سمجھ کے مسخرہ بنایا ہی القصہ علقمہ نے سفید پوش کو نیزہ مارا سفید پوش
نے وہ وار نیزہ کا رد کیا اور ضرب شمشیر بھی خالی گئی اور عوض مین اُسکے ایسی ایک شمشیر آبدار کی ضرب سر نحس علقمہ پر ماری
کہ تا کمر اُتر آئی اُدھر نقابدار سبز پوش نے حملے پے در پے کرنا شروع کیے تا اینکہ ایک ضرب تیغ بیدریغ مین راکب و مرکب دونون کا
چار پر کالے کیا القیموس نے گریبان تا بدامن چاک کیا اور تلوار کھینچ کے سفید پوش پر جھپٹا نہ کچھ کہا نہ سنا غفلت مین

ایک ضرب شمشیر سفید پوش کے لگائی کہ چار انگل کا نسمہ سر مین اسکے در آئی پھر یہ دونون لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوے
عیاران لشکر اسلام انھین لیے داخل لشکر ظفر پیکر ہوے سبز پوش تو زخمی نہ تھا اسلیے کہ اس بہادر سے کوئی نہین لڑا
ابوالحسن جوہر کے سامنے دونون گئے سفید پوش نے نقاب چہرے سے دور کی معلوم ہوا اسلم بن سالم دلاور ہے
جوہر نہایت خوش ہوا شکر پروردگار عالم بجا لایا تو وہ دوسرا جوان زنگاوہ زنگاری پوش تھا ابوالحسن جوہر نے انھین
خیمہ مین مقیم کرایا اشبوط دیلمی نے سر پیٹنا شروع کیا گریبان پھاڑ ڈالا عمامہ سر سے پھینکدیا خاک سر پر ڈالی زمین پر اپنے
کو گرا دیا القیموس نے اپنا برا حال کیا جمشید پلید نے طبل بازگشت بجوا دیا بارگاہ مین ان دونون کو لے گیا اور
ہر ایک کو تسلی دیتا تھا یہ دونون کہتے تھے خداوند ہماری تسلی کسی طرح سے نہین ہوتی اور نہ ہوگی جبتک کہ یہ
دونون جوان از سر نو زندہ نہونگے جمشید نے کہا ای احمقو کبھی دیلم قرم ساق یا سواع بد ذات نے بھی مردہ زندہ
کیا ہی کہ جو تو مجھ سے توقع رکھتا ہی آخر ضار منکوس منحوس کے اشارے سے جمشید نے کہا تمھاری خاطر داری مجھکو
ہمیشہ مد نظر رہتی ہی کیا مضائقہ ہی لیکن بالفعل انھین دفن کر دو بعد انفصال مہم ہم انھین زندہ کر دینگے ادھر ابوالحسن
جوہر رات کو اسلم کی عیادت کو آیا احوال شاہزادہ صفدر یا ابراہیم بن حیدر کا پوچھا بولا شکار مین مشغول ہو شاید کل
یا پرسون وہ بھی تشریف فرما ہونگا پھر تمام قصہ مطبقہ کے قتل کا اور شکست کرنا طلسم کا ابتدا سے انتہا تک مفصل بیان کیا
سیدی سالم بھی زخمیون مین داخل تھا اسکو نور چشم کے آنے کی خبر دی بلکہ سامنے لیگئے بیٹے نے سلام کیا باوجود زخم کاری
کے بیٹے کو دیکھ کے بہت خوش ہوا ابطال زنگی بھی زخمی تھا اپنے خیمہ مین آیا بھتیجے کے آنے سے بہت خوش ہوا از صدق
کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا ابوالحسن جوہر شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کے آنے سے بہت فرحناک ہوا ادھر اشبوط
اپنے خیمہ مین گیا جمشید کو پیام دیا کہ اگر میرا فرزند زندہ ہوگیا ہو تو اسکے ماتم مین نہ بیٹھون اور اگر دیر ہو تو تھوڑی دیر اسکے
ماتم مین مصروف رہون جب یہ پیام جمشید نطفہ حرام کو پہونچا ضار منکوس منحوس خلوت مین اس قرم ساق کی ابلہی حماقت
پر خوب ہنسا ضار منکوس نے کہلا بھیجا کہ تم بالفعل ان ناپاکون کا ماتم کرو جسدن وہ بیچارے زندہ ہونگے پھر انکی شادی کرنا قصہ
کوتاہ دونون بڑے طمطراق سے اس امید پر کہ جمشید وغیرہ آئینگے ماتم مین بیٹھے جمشید مردود نے کلام تسلی بخش کہے
ادھر بدستور القیموس بھی ماتم نوجوان پسر مین بیٹھا دونون کے خیمہ برابر تھے دو دن جنگ اس ماتم و گریہ مین موقوف رہی تیسرے
روز شب کو پھر صداے طبل جنگ بلند ہوئی اور ادھر سے بھی آواز کوس حربی بلند ہوئی بعد صف آرائی اس دن
سرداران کفار جمشید نابکار کے حکم سے دس نفر ایک دفعہ میدان رزم مین گئے اور ان حرامزادون نے دس حریف طلب
کیے علیم الدین وغیرہ دس شخص لشکر اسلام سے بھی میدان مین پہونچے پانچ نے اپنے حریف مارے اور پانچ شہید ہوے
دوسرے دن سو کافر آئے ادھر سے بھی سو مسلمان گئے مگر بفضل رب اکرم اہل اسلام غالب رہے جمشید پلید نے سو نفر
اور انکی کمک کو بھیجے ادھر سے بھی کمک پہونچی رفتہ رفتہ جنگ مغلوبہ کی نوبت پہونچی لیکن جنگ حربی تھی مغلوبہ کلی نہ تھی

دس ہزار جوان جرار دونون طرف کے کھیت رہے مگر پھر غلبہ اسلام ہی کا رہا آخر الامر طبل مراجعت بجا سب اپنے اپنے خیمہ مین گئے
دوسرے روز جمشید پلید نے اور سردار ملک کے واسطے بھیجے لشکر اسلام مین اور جوان نہ تھے اسوجہ سے کچھ اہل اسلام مغلوب
معلوم ہوے تیسرے روز جمشید پلید نے ارادہ کیا کہ لشکر اسلام کو شکست دینا چاہیے تلوار کھینچ کے داخل جنگ مغلوبہ بھی
ہو گیا ادھر سے ابو الحسن جوہر اور یعقوب صحرائی وغیرہ بھی شریک جنگ تھے ہر چند کہ جنگ خیری رہی بیس ہزار سوار طرفین
کے کٹتے قریب تھا کہ اسلام مین شکست ہو جائے ناگاہ تیق گرد گوشہ صحرا سے نمودار ہوا جب دامن گرد چاک ہوا شاہزادہ ابراہیم
بن حیدر بہزار سوار کی جمعیت سے پہونچا اور حال لشکر معلوم کر کے مانند شیر غضبناک گلۂ گوسفند پر جا پڑا اور کشتون کے پشتے
لگا دیے شام تک جنگ مغلوبہ رہی آخر کو آپس سے جدا ہوے جمشید کو شاہزادہ ابراہیم کے آنے کی اطلاع ہوئی نجاشی
نے عرض کی یا خداوند بڑا تعجب ہے آخر مین خدا پرستون کا کام درست ہوا جاتا ہے جیسا کہ اب یہ علوی یعنی ابراہیم بن حیدر آیا
جادوگر کو مارا طلسم توڑا زنگاوہ و اسلم کو چھڑا لایا اشبوط نے کہا اے نجاشی مجھے وحی پہونچی کہ میرے بیٹے کو تیری بیٹی نے مارا ہے وہ
نقابدار سبز پوش تیری بیٹی زنگاوہ تھی نجاشی بولا اے احمق اسے وحی کہا چاہیے جاسوس سنکے خبرین لائے ہین ہر ایک سے
انھون نے کہا کہ دونون نقابدار اسلم و زنگاوہ تھے اور جو انھون نے میدان مین کیا سب نے دیکھا نجاشی نے جب کہا
اشبوط بولا اے حبشی سچے ایک تو تیری دختر ابتر نے میرے پسر کو مارا دوسرے پھر تو مجھے احمق بناتا ہے نجاشی بولا تو کیون احمقون
کی سی باتین کرتا ہے جو خبر سنی اسے وحی کی طرف منسوب کرتا ہے اشبوط بولا وحی یہ ہے کہ جب خداوند جمشید میرے بیٹے کو زندہ کریگا
زنگاوہ پھر اسے مین دونگا القیموس بولا اے اشبوط دیلم کی پیغمبری مین بھی شک ہے تو بڑا احمق تھا اور اب بھی تو بڑا احمق ہے
دختر برادر تیری بیوہ ہوئی میرا بیٹا مارا گیا وہ زندہ ہو وینگا تو زنگاوہ اسکے حق کی ہے مین نے سنا ہے کہ وہ تیری دختر برادر سے
راضی نہ تھی بولا اور روسیاہ تیری بیٹی نے میرے بیٹے کو قتل کروایا جمشید پلید انکی بیہودہ باتین سنکے چین بجبین ہوا اور
کہا اے اشبوط دیلم ہی نے زنگاوہ اسلم کو بخشی اور ہرگز ایسی نامعقول دواہی وحی ہین کسی کو نہین بھیجا معلوم ہوا کہ دیلم پرستی
کے وقت مین بھی تیری وحیان جھوٹ ہوتی تھین اشبوط شرمندہ ہوا ادھر شاہزادہ ابراہیم نے ابو الحسن جوہر وغیرہ سے
ملاقات کی صاحبقران اکبر کے سرہانے آیا اس شہریار کامگار کا حال دیکھ کے خوب رویا امراے زخمی سے بھی ملاقات
کی جمشید پلید پر لعن کی اور فرمایا یہ خبر تین روز ہوے کہ شکار مین مجھے پہونچی مین نے اسلم کو آگے روانہ کیا وہان شکار
بہت تھا مین مشغول ہوا دوسرے روز یہ خبر پہونچی مین پریشان و مضطر روانہ ہوا اب دیکھنا جمشید پلید کو کس عذاب سے
جہنم واصل کرتا ہون ابو الحسن جوہر نے کہا اے شاہزادہ ابراہیم والا گہر جمشید حرامزادہ سحر کی مدد سے یہ کام کرتا ہے نہین
کیا اسکی مجال اور قدرت تھی جو نگاہ کج سے اسطرف دیکھ سکتا تھا فقط ایک امیر حمزہ نے کیا کیا ذلیل کیا ہے اب لوگ
ضمار منکوس پر گمان کرتے ہین مگر میرے نزدیک کسی ساحر زبردست کا یہ کارخانہ ہے کیدی طبعی سے ابتک کیا ہوا تھا
جواب ہوگا اے شاہزادے مین تمھین ہرگز صلاح جنگ اس مردود سے نہ دونگا کہ شمشیر و گرز و اسپ اس حرامزادہ کے

سحر بند ہین اور نہین معلوم کہ یہ کس ساحر ملعون نے سحر کیا ہی شاہزادہ ابراہیم نے فرمایا تعویذ باطل السحر میرے پاس
حضرت حق آگاہ کا عنایت کیا ہوا موجود ہی ابو الحسن جوہر نے کہا ای شاہزادہ عالی گہر صاحبقران اکبر نامدار خود اسم اعظم
باطل السحر جانتے ہین مگر کچھ مفید نہین مین نے سنا ہی کہ یہ چیزین سحر خوانی کے وقت کام آتی ہین اگر کوئی ساحر محنت کرے
اور کوئی کارخانہ مرتب کرے تو وہ کارخانہ طلسم کا حکم رکھتا ہی اُسکا شکست ہونا محال ہی بلکہ اعمال سے متعلق ایسے جو
اُسکے مقابلے مین ہون یا ساحر کے مرجانے سے وہ برطرف ہوتا ہی اور اگر سحر کے ساتھ اعمال حکمت سے ترکیب دیے ہون
تو وہ عمل بعد مرنے کے بھی قائم رہتا ہی جیسا کہ حال شاہزادہ مشتری اور صاحب قران اعظم کا سننے مین آیا ہی اور طلسم ساحران مسقط
کا قصہ بیان ہو چکا ہی مین اسوجہ سے کہتا ہون کہ تمکو جمشید پلید سے لڑنا کسی طرح مناسب نہین ہی تم بجاے صاحبقران اکبر
قلب لشکر ظفر پیکر مین رہو کہ اہل اسلام کی تقویت کا باعث ہو اگر خدانخواستہ تم بھی مثل اورون کے زخمی ہو گئے تو قیامت
برپا ہو جائیگی سب نے یہ تقریر سُنکے کہا سچ ہی بلکہ پادری ایدروس نے بھی تصدیق جوہر کے قول کی کی شاہزادہ ابراہیم ناچار
خاموش ہو رہا آخر بولا کہ کچھ خوف نہین خداے بزرگ دست مین دیکھونگا جو کچھ ہوگا۔ اتنے مین آواز طبل جنگ لشکر کفار سے
بلند ہوئی اور دوسرے روز صف آرائی کے بعد محروق داغستانی ایک گبر میدان رزم مین آیا اور طالب حریف ہوا دو تین نفر
لشکر اسلام سے اُس گبر کے مقابلے کو گئے لیکن زخمی ہوے بعض شہید ہوے شاہزادہ ابراہیم نے کہا اگرچہ ان مسلمانون کی
اجل آگئی تھی لیکن اب مجھ سے نہین ہو سکتا کہ مین موجود ہون اور یہ ہنگامہ دیکھون اور خاموش رہون یہ کہکے مرکب کی باگ
لی اور میدان مین پہونچا اور جاتے ہی محروق داغستانی کو بعد رد و بدل بسیار قتل کیا بعد اسکے مخذول دمشقی آیا اُسے بھی
زمین پردے مارا اور سر کو اُس گبر کے دھڑ سے کھینچ لیا۔ القصہ دس پہلوان کا فر لشکر نکبت اثر جمشید پلید سے شاہزادہ ابراہیم
نے جہنم واصل کیے طبل بازگشت بجا جمشید پلید بارگاہ مین اپنی آیا بیٹھا بولا معلوم ہوتا ہی یہ علوی بھی آب شمشیر قدرت کا تشنہ
ہی بیشک یہ بہادر زبردست ہی بعض پہلوان لشکر آشوب طالاف زنان ہوے جمشید نے دوسرے روز انھین بھیجا دلس آشوب طلی اور
پانچ بکرانی تیغ ابراہیم سے واصل جہنم ہوے اور تا شام دو نفر القیموسی کا دس نفر نصروتی بھی مارے گئے دوسرے دن ہامان بن ہامان
شیر نیستانی کو جمشید نے میدان مین بھیجا اُسپر بڑا اعتماد تھا لیکن اُسے بھی شاہزادے نے چو رنگ کیا جمشید کو غصہ آیا
اور اُسی غضب مین تخت سے کودکے گھوڑے پر سوار ہوا اور دل مین کہتا تھا کہ ابھی تک تقدیر مین آرام نہین ہی ہر چند
چاہتا ہون کہ آسایش و آرام کرون مگر میسر نہین ہوتا القصہ مقابل ہوا بولا ای علوی تیرہ روزگار و شوم بخت اپنے خداوند کو
پہچان اور سجدہ کر شاہزادہ ابراہیم نے فرمایا اے بدبخت شقی ازلی مین نے اپنے پروردگار کو خوب پہچانا ہی دن مین سو بار ہم اُسکی
درگاہ مین سجدہ کرتے ہین تو اپنے حال بد مآل پر اشک حسرت بہا کہ بندۂ مفلوک دعوے الوہیت کرتا ہی جمشید شاہزادۂ
عالی منزلت کی فصاحت تقریر سے متحیر ہوا اور کہا فصاحت بنی ہاشم مشہور ہی ناچار تجھے بھی دیکھ مین تیرے لوگون مین ملا لیے
دیتا ہون کوئی حربہ تو نہ کیا لیکن گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور کشتی ہونے لگی قصہ کوتاہ دو رو زرا ایسے زور ہوے کہ آوازہ تحسین و

آفرین جانبین سے بلند ہوئی دونون برابر رہے جمشید کو باوجود قوت اصلی اور عارضی کے یہ قدرت نہ رہی کہ شاہزادہ عالیجاہ
پر غالب ہوتا آخر جمشید تنگ آیا اور جھنجھلا جھنجھلا کے زور کرتا تھا تا اینکہ شاہزادہ کو بحیلہ و حوالہ اُس زمین مسحور پر لے آیا اور کہا کہ اب
حربے سے لڑونگا معلوم ہوا تم بھی مغرور ہو آخر وہی عمود طلسم بار اشاہزادے کے شانے مین ضرب شدید پہونچی کثرت
درد سے بیہوش ہوگیا عیاران لشکر اسلام حاضر تھے اُن کفار کو سنگ فلاخن سے ایسا مارا کہ وہ سب بھاگے اور ابراہیم
کو اپنے لشکر مین لے گئے جمشید نے طبل بازگشت بجوادیا پھر گیدی کا حال بھی صدمۂ زور شاہزادے سے بدتر ہوگیا
بارگاہ مین جاتے ہی بیہوش ہوگیا دو پہر کے بعد کچھ بحال ہوا شراب سحر کے دو ہی شیشے باقی تھے ضار منکوس نے
چند جام متواتر دے لے گیدی اُٹھ بیٹھا بولا اے اُستاد یہ علوی بھی بلاے روزگار ہے اگر جہری مرد ہوتی تو کبھی برابر مقابلہ مین
نہ رہتا اور سخت مشکل پیش آتی ضار منکوس بولا شاہ عالم پناہ حیدر کرار خیبر گزار کا نام شاید تونے سنا نہین یہ اسی خاندان
سے ہے اور طبیعت مجردہ نے روز ازل سے بعضون کو حسب استعداد و مراتب فضیلت بخشی ہے جمشید نے کہا جو کچھ ہو لیکن
یہ یقین کامل ہے کہ میرے گرز قدرت سے ممکن نہین کہ جانبر ہو کوئی جاسوس اور خبر لائے کہ جوان علوی کا کیا حال ہوا زندہ ہے یا
راہی ملک عدم ہوا ایک جاسوس حاضر تھا اُسنے کہا شاہزادہ ابراہیم اگرچہ مثل معزالدین کے بیہوش نہین ہے لیکن شدت
درد سے نہایت بیچین ہے جراح علاج کر رہے ہین ضار منکوس نے کہا یہ عمود فقط ذات معزالدین سے خصوصیت رکھتا ہے
چنانچہ اُسکو اسی گرز نے اس حال کو پہونچایا اوروں سے کیا کام ہے جمشید پلید نے کہا اپنی خداوندی کی قسم کہ اوروں کے لیے
بھی بُرا نہین ابراہیم کا دل ہی جانتا ہوگا اے اُستاد یہ نہاد آج کی رات مہلت دے دو کہ سب خوب آرام کرلین میرا حال
بھی اچھا نہین ہے اب مین نے یہ تجویز کیا ہے کہ دو ایک روز مین جنگ مغلوبہ کرونگا اور اہل اسلام کو شکست دیکر دل شاد
کرونگا۔ اُس طرف کا حال سنیے کہ ابراہیم کا حال درد سے اچھا نہین ہے ابو الحسن جوہر کبھی زار زار روتا ہے کوئی چارۂ کار نظر
نہین آتا یادری ایدروس ابو عامر کے بھی ہوش و حواس بجا نہین صاحبقران اکبر کے حال مین کچھ فرق نہین ہے بلکہ آگے
سے اب نبض مین کچھ ضعف زیادہ پایا جاتا ہے چودہ روز ہوئے ہین کہ غذا کیا پانی تک نوش نہین کیا اب حکماے عالی منزلت
یعنے حکیم مسیح الملک وغیرہ اطبا شب و روز بالین معزالدین ہر وقت حاضر رہتے ہین اور دمبدم نبض دیکھتے ہین وہ بھی نبض
کے غیر منتظم ہونے سے نہایت متشوش ہین انکی پریشانی و تشویش سے سب پر عالم یاس و ہراس طاری ہے کسی کے ہوش
بجا نہین ہین زنگا دہ زنگاری پوش ملکہ شہنشاہ تاجدار کی خدمت مین گئی اور حال صاحبقران اکبر پر خوب روئی اور ملکہ
سے حال نبض بیان کیا ملکہ نے حال صاحبقران اکبر سنکے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا دیکھیے شومی بخت
ہماری ہمکو کیا دکھاتی ہے نہین معلوم کیا ہونا ہے ادھر خلدارہ وغیرہ کنیزان محل نالان و گریان ہین تمام قصر اخضر ماتمکدہ ہوگیا
یادری ایدروس و ابو عامر تھے جو صداے گریہ و زاری سنی نہایت متفکر ہوئے خود تو نہ گیا مگر یادرہ کو محل مین بھیجا یادرہ
محل مین گئی دیکھا سب رو رہے ہین ایک حشر برپا ہے کسی کے ہوش و حواس بجا نہین ہین یادری نے فلکہ سے کہا اے فرزند تم عاقل

دوانا ہوا اسقدر مضطر نہو خدا کو یاد کرو کہ وہ کارساز و مجیب الدعوات ہی جب تم ایسا حال اپنا کروگی تو اور سب کا کیا حال ہوگا
تم خود سب کو سمجھاؤ تمنے تو خود عبارت روزنامچہ ملاحظہ کی ہے تم کیا اُس عبارت کو غلط سمجھی ہوئی ہو اور کچھ مطلق خیال
دل مین نہ لانا جو کچھ حکما سے قدیم لکھ گئے ہین ممکن نہین اُسمین سر مو فرق ہو اگرچہ صاحبقران اکبر کی نبض کیسی ہی ضعیف
ہوجائے لیکن اُنکی جان کی خیر ہے یہ تم خوب یاد رکھو بفضل الٰہی ولعنایات وکرم نامتناہی وہ صحیح وسالم ہوجاینگے
ابھی تو بڑے بڑے کام اُنکو انجام دینا ہین اور تمام دشمنان دین و اسلام کو مستاصل کرنا ہی اور جمیع مطالب دین
و دنیا اُنکے بر آئینگے اور وہ اپنے اعزا اور رفقا کی حاجت برآری کرینگے بزرگان دین و حکما سے باعلم و یقین کا حکم لغو نہین ہوتا
کبھی ایسا ہوا ہی جواب ہوگا سب کچھ کہتے تھے لیکن آنکھون مین آنسو بھی بھرے تھے اسلیے کہ علم غیب بطریق یقین مخصوص
علام الغیوب کو ہی یہ بات بھی ضرور ہی کہ جس سے محبت دلی ہوتی ہی اُسکی نسبت اکثر گمان بد ہوتے ہین یا دری سبکو تسلی
و دلاسا دیکے صاحبقران اکبر کی خدمت مین گیا دیکھا تو شام کو نبض مین دن سے دونا ضعف پایا گیا دلون مین اور زیادہ
ہراس پیدا ہوا کوئی آنکھ ایسی نہ تھی کہ جسمین اشک بھرے نہون اور دمسادم سیب کو دماغ کے پاس صاحبقران اکبر نادار
کے رکھتے تھے کہ بجز اسکے اور کوئی علاج اور چارہ کیا تھا مگر غضب یہ تھا کہ ضعف مین ترقی ہوتی جاتی تھی اور حکما اور اطبا کو
اضطراب زیادہ ہوتا جاتا تھا بعض بندگان خاص و محب با اختصاص روتے اور پیٹتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے نصیب
مین دیکھیے کیا لکھا ہی بارالٰہا وہ مروج دین اسلام ہی اور محبوب خلائق ہی اور تیرا بندۂ خاص ہی واسطہ اپنے حبیب کا
اسے صحت عطا فرما اپنے حفظ و حمایت مین رکھ اور ہمکو ایسا روز سیاہ نہ دکھا کہ ہم اپنی آنکھون سے اُسکا حال بد دیکھین
اور جو تجھکو ایسا ہی منظور ہے تو اول تو ہمکو اس دار فانی سے اُٹھا لے ع

بعد از سر من کن فیکون شدہ باشد

قصہ کوتاہ وہ رات مسلمانون پر بہت سخت گذری جمشید کے مخبر دمبدم خبرین جمشید پلید کو پہونچاتے تھے جب وہ پلید حال
صاحبقران اکبر سنتا تھا خوش ہوتا تھا ابو حاکم مردود سے کہتا تھا دیکھا تمنے میری قدرت کا تماشا اب سب صاحبقرانی
بھول گئے زمین و آسمان آنکھون مین اندھیر ہے ابو حاکم نے کہا واقعی سچ ہی تیری خداوندی مین کیا شک ہی لیکن اب
آنکھون سے مسلمانون کا استیصال دیکھو نگا کہ اُنکی اب جان باقی نہین رہا ہی زندگی سے تنگ ہین بعض جینے کو لالچ
مین خوف کرنا چاہیے اور جان دینے والے سے ڈرنا ضرور ہی کس واسطے کہ جو جان سے اپنی تنگ ہوگا وہ ایسا لڑیگا کہ ایک
ہزارون پر بھاری ہوگا یہ تم خوب یاد رکھنا ضار منکوس منحوس سے کہا تو سچ کہتا ہی جمشید نے کہا بشدت کسل و اعضا شکنی سے کہتا ہ
مجھکو دماغ جنگ نہین جب صحیح و سالم ہونگا سمجھ لونگا۔ آگاہ ہو کہ یہ بھی ایک مشیت الٰہی تھی جو ایسے دشمن قوی کا یہ حال تباہ
اور اس خیال کو اُسکے دل مین پیدا کر دیا ورنہ ایک دن مین لشکر اسلام کا حال ابتر کر دیتا کہین پتا بھی نہ لگتا بڑی خرابی متصور تھی اُدھر
صبح کو جو صاحبقران اکبر کی نبض دیکھی کل سے زیادہ ضعیف پایا ابو الحسن جوہر وغیرہ کے چہرے متغیر ہو گئے ہوش گم سے تھے

شیخ احمد عرب کہ مرد صالح و متقی و پرہیزگار تھا صاحبقران اکبر کے پاس بیٹھا دعائیں پڑھیں یعنے اعمال واقع سحر کیے شفائے مرض کا جو طریقہ تھا ہر ایک کو تعلیم کیا سب نے سجادے بچھائے دعائیں پڑھنے لگے اور عمل میں اسی طرح سے جسطرح بتایا تھا مشغول ہو پھر شیخ عرب نے فرمایا میں نے عالم واقع میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مجھ سے کہتا ہو ای احمد اہل اسلام زیر جبل علے جمع ہیں انھیں مژدۂ شفا سے صاحبقران اکبر دو یہ سنتے ہی میں بیدار ہوا دعا کرنے لگا یہانتک کہ گریبان سحر چاک ہوا صبح صادق ہوئی فریضۂ واجب ادا کیا سب نے بشفق اللفظ کہا بیشک یہ خواب نہیں ہی بشارت ہو اور تم بھی بزرگ ہوا اور یہ وقت بھی خوب ہی بلاشبہ و شک یہ خواب واقعی ہے نہ خیالی - الغرض یہان کا حال یہین چھوڑا جاتا ہو اور کچھ حال صحت تال صاحب قران بیان ہوتا ہے -

اب سلسلہ بندِ داستان کیفیت خانہ کو عروضہ جشن صحت صاحب قران اکبر فرخندہ فال شاہزادہ کامگار شہنشاہ تاج بخش فلک رخش جہاندار گردون اوا شکنندۂ طلسم بیضا برہم زن ہنگامۂ رزم و پیکار گردن شکن اشرار و کفار بادشاہ واجب التعظیم شاہزادہ معز الدین ابراہیم میں اسطرح جولانی دیتا ہے یعنے بقدرت قادر حقیقی پہونچنا اسرار اللہ شاہ حق آگاہ کا جبل اعلے میں اور معالجہ کرنا صاحب قران اکبر کا ببرکت آیات مبارکۂ قرآنی و نقوش جلیلہ اور صحت پانا صاحب قران اکبر کا اُس بلاے سحر سے اور قتل ہونا خنار جادو کا سلطان ابوالحسن جوہر کی سعی و کوشش سے اور مستاصل ہونا لشکر کفار کا اور حالات جشن کتخدائی صاحب قران اکبر والاشان میں جہیز کرتا ہی -

معرکہ آرایان میدان فصاحت و یکہ تازان عرصۂ بلاغت اس داستان نو عنوان کو اسطرح تسطیر کرتے ہیں کہ جب اضطرار و اضطراب ابوالحسن جوہر وغیرہ ہوا خواہان ناموس کا حد سے درگذرا بفحواے - اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْءَ مجیب الدعوات نے دعا کو اُن صاحبان اضطرار کی قبول فرمایا اور دریاے رحمت الٰہی جوش میں آیا ہنوز شیخ احمد عرب اپنا واقعہ بیان کرتے تھے کہ اُسی وقت خبر مسرت نمط پہونچی کہ آج خواجہ جنید مغربی نام ایک تاجر زمین حجاز سے جہاز پر سوار آیا اور آپ جہاز سے اُترکے شہر فردوسیہ میں داخل اُردوے معلے ہوا اور امیدوار ملازمت صاحب قران اکبر و امراے نامدار ہوا اور امیر شجاع الدین کی خدمت میں زیادہ اظہار خلوص کرتا ہی تمام دلاورمع شاہزادۂ ابراہیم اگرچہ شدت درد و سوزش زخم سے نہایت بیچین تھے لیکن یہ سنتے ہی اپنے اپنے بستر سے اُٹھ بیٹھے امیر شجاع الدین وغیرہ بولے ہر چند اس جا پر ہر ایک کا

اتنا مناسب نہین لیکن خواجہ اُن لوگون مین نہین ہین کہ جنسے کسی طرح کا ضرر پہونچے لہذا اُنکا منع کرنا بھی مصلحت نہین ہی وہ مرد نیک سیرت
تمام عمر تجارت مین بسر کرتا رہا ہی موافق شرع کے نفع لیتا ہی اور جو پیدا کرتا ہی اُسمین سے بھی دو حصہ راہ خدا مین دیتا ہی اور چار مرتبہ حج سے
مشرف ہوا ہی زیارات عتبات عالیات بھی بجالایا ہی صائم النہار قائم اللیل بھی ہے ایسے شخص کو کسطرح منع کر سکتے ہین جوہر نے
کہا قسم ہی سر مبارک صاحبقران اکبر کی ایسے شخصون سے دعا کروانا باعث برکت ہی صاحبقران اکبر اور ہم بیچارون کے حق مین
جو ایسا بندۂ خاص دعا کریگا حق تعالے اُسکی دعا کی برکت سے یقین کامل ہی کہ صحت کامل کرامت فرمائیگا میرے دل مین کچھ
آج نہین معلوم کیا ہی کہ آثار مسرت و انبساط پائے جاتے ہین تم جلد جاؤ اور اُس بزرگ سے کہو کہ آپ بخط مستقیم نہین تشریف لائیے
ہم آپ کی زیارت کے مشتاق ہین یہ سنکے بہت لوگ دوڑے اور خواجہ کو اپنے ساتھ لیے ہوے چلے آئے بعد تھوڑی دیر کے
ایک اور خبر آئی کہ ایک بزرگ کہ چالیس برس کے سن مین آثار بزرگی و صلاحیت و زہد و تقوی جبین نورانی سے ظاہر ہین
وہ بھی ساتھ ہی جب خواجہ بزرگ کی تشریف آوری کا حال جوہر اور امراے عالی قدر نے سُنا نا دیدہ حلقۂ اطاعت آویزۂ
گوش جان کیا اور خود بخود غنچۂ دل شگفتہ ہوے ابو الحسن جوہر بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوے اور سلطان شاہ اور باقی
سلاطین کو ساتھ لیے واسطے استقبال کے چلے راہ مین خواجہ سے ملاقات ہوئی عقلاً معلوم ہوا کہ خواجہ کا آنا فقط بہانا تھا
مطلب اُسی بزرگ سے تھا اسی طرح خواجہ کو بھی جانیے قصہ کوتاہ ابو الحسن جوہر کی نظر اس عالی منزلت کے جمال انور پر پڑی
ایسا دبدبہ اور رعب پیدا تھا کہ جسکی حد نہین اُس درویش عالی قدر نے جوہر سے معانقہ کیا اور کہا بسم اللہ صاحبقران اکبر
کو ایک نظر مجھے بھی دکھاؤ پھر کسی سے نہ بیچارہ خواجہ سے بات تک نہ کی ابو الحسن جوہر مثل ادنے ملازمون کے پیشا پیش
آر دوے معلا کو مع درویش کے روانہ ہوا اور آذر شاہ و سلطان شاہ سے کہا ای برادر والا قدر ملاحظہ ہوا اس دین متین
مین ایسے ایسے روشن ضمیر ہوتے ہین اُسنے کہا الحق تو سچ کہتا ہی ملک النوبہ نے کہا مین تو اس ملت کو ضرور ہی اختیار
کرونگا آذر شاہ نے کہا حق سبحانہٗ و تعالے نے اسی واسطے ہمارے دلون مین محبت صاحبقران اکبر کی ڈالدی ہی کہ ہمارا
مآل کار اچھا ہو اسلام مین داخل ہونا قسمت مین لکھا تھا وہ ہوا چاہیے قصہ کوتاہ ابو الحسن اُس شمع انجمن کو لیے
ہوے داخل بارگاہ عرش پناہ ہوا ابو عامر کے دل مین بھی نور یقین روشن ہوا کہ اب شاہزادہ معز الدین ضرور ہی کہ
صحت پائے یہ درویش نہین ہی بلکہ خداوند کریم نے کسی موکل کو درویش کے حیلہ سے واسطے معز الدین کی صحت کے بھیجا ہی
یہ برکت بجز دین اسلام کے اور کسی مذہب و ملت مین نہین ہی اب مین بھی دین عیسائی ترک کرتا ہون اور مسلمان ہونگا کہ
عیسائی مذہب مین کچھ لطف نہین ہی قصہ کوتاہ اب سے شان معبود کی اسطرح نمود ہوئی کہ جو جو زخمی تھے اُنکے دل خود بخود
قوی ہوگئے وہ بیچارے اپنے بسترون سے اُٹھکے درویش کے جمال باکمال کی زیارت سے مشرف ہوے اور
سعادت ملازمت حاصل کی اور درویش پاک نیت نے اگرچہ مصافحہ و معانقہ سب سے کیا لیکن کسی سے بات کی نوبت ابتک بھی
نہین آئی الغرض وہ عالی مقام براہ راست بالین صاحبقران اکبر گردون حشم پر پہونچا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور اُس حال

بیہوشی کو صاحب قران اکبر والا شان کی ملاحظہ فرمایا تین مرتبہ کہا سُبحانَ اللہِ وَالحمدُ للہِ وَلا اِلٰہَ اِلّا اللہُ وَاللہُ اکبر اور فرمایا
عجب لوگ ہیں کہ ہنوز کوئی ابتک اُسکے حال سے واقف نہوا اور ادب و تعظیم میں اس بابند کی نہایت مبالغہ کیا اسقدر
مرتبہ ادب کو دخل دیا کہ مافوق تصور نہ تھا جوہر نے بجاے خود کہا ۔ بیت

ہیبت حق ست این از خلق نیست	ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

مگر جب شاہزادہ ابراہیم کی نظر جمال انور درویش پر پڑی بے اختیار قصد کیا کہ اُٹھ کے گرد اس بزرگ کے پھرے لیکن
اُس مرد بزرگ نے منع فرمایا جوہر نے جب اطاعت شاہزادہ ابراہیم کی اوروں سے زیادہ دیکھی آہستہ پوچھا اے شہریار کامگار
مجھے اس تمہارے اعتقاد سے ثابت ہوتا ہے کہ تم اس بزرگ سے شناسائی رکھتے ہو کہیں تمنے دیکھا ضرور ہے ابراہیم نے
کہا ہاں لیکن اس عالم میں نہیں دیکھا جوہر نے کہا پھر کس عالم میں انسے ملاقات ہوئی ابراہیم مسکرائے اور کہا عالم طلسم
اکفر و مطلقہ کے مرحلہ اول میں ہمنے عالم خواب میں جمال خورشید مثال جناب شاہ صاحب سے دیدہ باطن کو روشن و منور
کیا تھا بعد انکے پھر ایک نقابدار کو دیکھا اور میری رہنمائی کی تھی اس عرصہ میں وہ بزرگ بھی وظیفہ سے فارغ ہوا اور سر اُٹھا
فرمایا اے ابو المحسن جوہر ظاہر اتکو اوران حاضرین انجمن کو فقیر کے حال میں حیرت ہے یہ فقیر پہلے اپنے حال سے آپ صاحبوں
کو آگاہ کرتا ہے پھر جو کام مجھ سے متعلق ہے اُسکو بجا لاونگا اے فرزند ابو المحسن جوہر میں تمہارا اور صاحبقران اکبر کا ماموں
رشتہ میں ہوں اور فرزند شاہ حق آگاہ راز داں ہوں یہ سُنکے تمام محفل میں ایک شور ہوا سب قدمبوس ہوئے
پھر فرمایا کہ اس فقیر کا نام اسرار اللہ سرحق ہے پانچ برس کے سن میں میں مدینہ منورہ میں تھا کہ والد بزرگوار نے سیاحی
کو فرمایا جب خاطر مبارک میں آتا تھا وہ بزرگوار میرے دیکھنے کو آتے تھے جس زمانے میں میں مدینہ منورہ میں کسب علم کرتا
تھا اور والدہ بھی میرے پاس تھیں علم زائچہ استادوں سے حاصل کیا علم سینہ والد بزرگوار نے تعلیم فرمایا پھر والدہ
نے انتقال فرمایا والد ماجد کے ظل عاطفت میں آیا والدہ صاحبہ کی تجہیز و تکفین میں شریک ہوا بعد اسکے جناب والد بزرگوار
نے مجھے کچھ تھوڑا سا پڑھایا اور اپنے ہمراہ نجف اشرف و کربلاے معلے لیگئے وہاں سے مشہد مقدس گیا بعد زیارت
بغداد میں آیا اور دونوں اماموں کی زیارت سے مشرف ہوا پھر وہاں سے بار دیگر کربلاے معلے اور نجف اشرف پہونچا
وہاں سے مکہ معظمہ گیا پھر مدینہ منورہ میں آیا اور دس برس وہیں رہا بعد اسکے سیر مغرب بھی کی جب میں چالیس
برس کا ہوا ایک روز صبح کو جناب والد ماجد نے فرمایا اے فرزند آگاہ ہو کہ عالیہ خاتون جسکو میں نے مثل اپنے
فرزندوں کے جانا اُسکا فرزند دلبند غریب الوطن ہو گئے جبل اسلے میں پہونچا میں ابراہیم بن حیدر کو رخصت کر آیا ہوں
اور تاکید کی ہے کہ تم بھی اپنے برادرزادے کی خدمت میں جاؤ اور وہ تعویذ باطل السحر اُسکے بازو پر باندھ دیے ہیں
صاحبقران اکبر روزگار ہوا ہے وہ کام کہ جو طاقت بشری سے باہر ہے اُس سے ظہور میں آئے ہیں مگر افسوس یہ ہے
کہ اُسکا دیدار نور الابصار میری قسمت میں نہیں ہے کہ اُس مروج دین اسلام کو فلاں ایام اور فلاں مقام میں آیا کا فرم

اکفر کے ہاتھ سے بسحر صدمۂ عظیم پہونچیگا وہ ساحران نابکار راہ معالجات کو بھی ایسا مسدود بسبب سحر کے کردینگے کہ اہل
لشکر اسلام عاجز و مضطر ہو جائینگے دانایان لشکر ظفر پیکر اُسوقت حاضر نہونگے وہ حرامزادے ایسا بند سحر باندھینگے کہ حکماے
عالیشان کی خدمت مین ابو الحسن جوہر تک نہ جا سکیگا حسب مشیت ایزدی و تقدیر ربانی اس بندہ حقیر و ضعیف و ناچیز پر
علاج منحصر فرمایا گیا ہی لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ فقیر اُسوقت اس عالم مین نہوگا لہذا مین تین لوحین تیار کرتا ہون تجھے چاہیے
کہ اُنھین ایام مین داخل لشکر ظفر پیکر ہو کر اپنے خواہرزادے کا مع رفقاے نامدار و امراے عالی وقار علاج کرنا پھر ایک
تکسیر حروف معوذتین کی دوسری لوح آیتون کی تیسری اسم اعظم کی مشقت عظیم سے تیار کی اور ہر سہ الواح اسماے جلیلہ
یا حلیل السحر سے مکمل کر کے میرے سپرد کین اور لوازم ضروری اُسکے مجھکو تعلیم کیے اور اس عالم فانی سے دار بقا و دانی کو رحلت
فرمائی قبر مطہر اُنکی مدینہ منورہ مین ہی جب ایام موعود پہونچے مین بارادۂ سفر جبل اعلے چلا پہلے مغرب گیا دریا کے کنارے
اس ناچیز کو دیکھا کہ یہ بھی اسی طرف کا عازم ہی اُسی کے ساتھ جہاز پر سوار ہوا بارے حق سبحانہ و تعالے نے منزل مقصود پر
پہونچایا دوستون کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہوا تمام تقریر ایسی زبان مین بیان کی کہ بجز جوہر کے اور کوئی نہ سمجھا حالانکہ اور
اکثر صاحبان علوم و فنون جمع تھے اور غرض اس سے یہ تھی کہ کوئی جاسوس کفار نہ سمجھے اور جمشید کو خبر نہ ہو فی الواقع ایسا ہی ہوا
کہ جمشید پلید نے یہ تو سنا کہ ایک درویش لطیف الطبع ال وزر آیا ہی اور سب نے اُسکی بہت بڑی تعظیم و تکریم بھی کی اور بکمال اعزاز
و اکرام سے لیگئے گمان کرتے ہین کہ اُسکی دعا و تعویذ سے صاحبقران اکبر صحت پاوینگے جمشید ہنسا اور کہا مقدمہ معز الدین تو
ایسا ہو گیا ہی جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہی اور وہ پھر کے نہین آتا عمود قدرت کا مارا کبھی کہین اچھا ہوا ہی اب اُسکی زندگی
ممکن نہین اس مرض مین تدبیر کرنا بیکار ہی اب چند نفس اور باقی ہین وہ امروز فردا مین پورے ہو جائینگے لیکن طبیعت اُس
حرامزادے کی بھی ابھی تک نادرست ہی ہاتھ پاؤن مین درد ہی ضرار منکوس منحوس اپنے خیمہ مین عیش و عشرت کر رہا ہی ادھر
شاہ اسرار اللہ ملقب بسر الحق مکان خاص مین تشریف فرما ہوا اور جوہر وغیرہ جو کہ محرم راز تھے وہ بھی موجود تھے کہ شاہ صاحب
نے ایک لوح نکالی صاحبقران اکبر کے سینہ بے کینہ پر رکھی اور دو انار شیرین طلب کیے ان انارون پر کچھ پڑھا اور دم کیا پھر کچھ
لکھا اور بعد ایک لمحہ کے جب وہ نوشتہ خشک ہو گیا اُن انارون کو توڑا اور عرق لیکے شربت تیار کیا اور موچھون کو اُس شربت
مین غوطہ دیا پھر گلاب و بید مشک سے دھویا اور رکھ دیا بعد ایک ساعت کے صاحبقران اکبر نے جماہی لی بس اُسی وقت وہ
شربت حلق مین چھوڑ دیا اُس شربت کا معدے مین پہونچنا تھا کہ دو ساعتون مین اُس شہریار دولت مدار نے آنکھین کھولدیا
سب حاضرین دربار کو خوشی حاصل ہوئی گویا بہار چمن خزان دیدہ مین آئی یا جان تازہ تن بیجان مین سمائی فزع اکبر بدل اعظم
سرور اصغر سے مبدل ہوے بس یکبارگی سب نے سر سجدہ معبود حقیقی مین جھکایا اور شکریہ احسان اُس داور داورس کی جناب
مین ادا کیا اور حمد و ثنا سے الٰہی مین زبان تر کی ابو الحسن جوہر نے چاہا خبر صحت صاحبقران اکبر کو شہرت دے اور خوشی کی نوبت
بجے شاہ سر الحق نے منع فرمایا اور کہا ابھی وقت شہرت نہین آیا صاحبقران اکبر انشاء اللہ تعالے بعد ایک ہفتہ کے حالت

اصلی پر آوینگے دو دن اور دو ساعتیں گذر نیگی تو بات کرینگے جب تک مزاج صاحبقران اکبر کا درست ہو اس مدت میں جو مین کہونا اُسپر عمل کرو یعنے اُس ساحر نابکار کا عمل خاک مین ملادو اور اُس حرام زادے کو پکڑ لاؤ کہ یہ کام تمھارا ہی اور تمھارے ہی نام پر فتح مقرر ہوئی ہی ابو الحسن جوہر نہایت خوش ہوا اور شاہ صاحب کے پاے مبارک پر بوسہ دیا کہا مین تابع فرمان ہون جو ارشاد ہو بجا لایا جاوے لیکن صاحبقران اکبر نے جب چشم مبارک وا کی ایک پیالہ فرحت ربانی اُس درویش کے ہاتھ سے نوش فرمایا سے پھر کو ہوش آیا اب جو کوئی کچھ کہتا تھا صاحبقران اکبر بھی سمجھتے تھے لیکن ابھی کلام کرنے کی طاقت نہ تھی شاہ سراج الحق نے ایک اور دوائی اپنے پاس سے نکال کے تیار کی اور اُس دوا مین بھی لوح کو دھویا اور فرمایا اُس پانی سے ان سب مجروحین کی آنکھین دھوئی جاوین اور کہا مرہم مین بھی یہی پانی لگایا جاوے پھر اُسی پانی سے اور ایک دوا تیار کی اور شاہزادہ ابراہیم کے بازو پر باندھی تا اینکہ سوزش جراحت اور شدت درد مین افاقہ ہوا اور صحت کی نوبت آئی پھر شاہ صاحب نے ایک لوح جوہر کو دی اور جو کچھ چاہیے تھا کہا یعقوب حرانی کو بھی ساتھ کر دیا اور خناز جادو کی گرفتاری کے لیے روانہ کیا اور جو کچھ تعلیم کیا اُن لوگون کو بروقت موقع ومحل عرض کیا جائیگا مگر ابھی جوہر کو رخصت نہ کیا تھا کہ ایک مرد باجمال لباس سفید زیب جسم کیے ہوے اور عمامہ سر پر دونون طرف شملے کے پیچ چھوٹے ہوے ایک جانب سے ظاہر ہوا سراج الحق کو سلام کیا سراج الحق اُس مرد بزرگ کو لیے ہوے مکان خلوت مین گیا اور دو ساعت کامل مقیم رہا پھر وہ شخص برآمد ہو کے غائب ہو گیا کسی نے یہ بھی نہ جانا کہ وہ کون تھا۔ ابو الحسن جوہر کو اس کیفیت سے کمال حیرت ہوئی پھر شاہ صاحب نے جوہر کو رخصت فرمایا۔

اب ان دونون عیاران طرار کو اثناے راہ مین رکھا جاتا ہی اور کچھ حال خناز جادو کی ساحری اور بد اعمالی کا مسطور ہوتا ہے

راویان شیرین مقال وناقلان رنگین خیال اس داستان ندرت توامان کو یون معرض بیان مین لاتے ہین کہ دوسرے دن وقت صبح سلطان ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرانی شاہ سراج الحق صاحب کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوے شاہ صاحب نے گوش حق نیوش جوہر کو درر گرانمایہ سخنان لکار آمد سے گرانبار فرمایا پروردگار عالم کے حفظ وحمایت مین سپرد کر کے مرخص کیا ابو الحسن جوہر نے عرض کی جناب فیضمآب سے امیدوار ہون کہ اس شخص کا حال معلوم ہو کہ جس سے حضرت نے خلوت مین ملاقات کی فرمایا یہ ایک طبقہ اعلے کا موکل تھا اُسنے خناز جادو اور اُسکے غلامان نابکار کی خبر دی تھی مجھ سے بیان کر دی خزائیل اسکا نام تھا اور جو حال اُس سراپا ضلال کا مین نے سنا تھا وہ تم سے بیان کر دیا ورنہ کیا مجھے علم غیب ہی اسی طرح جو حال معلوم ہوتا ہی اُسکو ظاہر کر دیتا ہون پھر ایک کاغذ اپنے جیب سے نکال کے مرحمت کیا اور کہا کہ جو امر تمکو سہو ہو جاے اس کاغذ مین دیکھ لینا تمکو فوراً یاد آجائیگا ابو الحسن جوہر نے شاہ سراج الحق کے دست حق پرست کو بوسہ دیا اور کچھ رات باقی تھی اسی تاریکی مین مع یعقوب حرانی کے روانہ ہوا اور قبل روانہ ہونے کے افسران لشکر ظفر پیکر

سے کہا ان حضرت کو اختیار ہے جو فرمائیں بلا تامل عمل میں لاتا ہر ایک نے کہا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔ الغرض جوہر پہلے کوہستان
میں داخل ہوا یعقوب حرانی کی شمشیر آبدار اور خنجر پر اسم جلیل دم کیا تاکہ ساحروں کے قتل و غارت میں کام آوے
کسی طرح کمی نہ کرے اور سحر اسپر اثر نہ کرے اور دوسرا اسم بزرگ یعقوب کو تعلیم کیا اور کہا پڑھتے جانا تمپر سحر کسی طرح کارگر نہوگا
جو کچھ آپ سیکھا تھا اُسمیں سے تھوڑا یعقوب کو سکھایا۔ شاہ سراج الحق نے ایک تعویذ بھی اپنے ہاتھ سے لکھ کے یعقوب
حرانی کے بازو پر باندھ دیا تھا ابو الحسن جوہر کے پاس لوح تختی اور کاغذ تھا کہ اُسمیں کے جو کام مذکور ہونگے تعلیم در روار
واجب التعظیم ہیں قصہ کوتاہ حسب الارشاد شاہ سراج الحق جوہر و یعقوب حرانی داخل درۂ کوہ ہوئے

اب راوی ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرانی کو طے مراحل و قطع منازل میں کوہستان کے بالفعل مصروف و مشغول رکھتا ہے اور دو کلمہ حال خناز جادو نابکار کے مذکور کرتا ہے ٭

کہ خناز جادو نے ہر ایک کو تابعین سے اپنے ساحر بنایا اور ایک طلسم در بناہ تیار کیا ہے اور ہر در بناہ پر پانچ شخص مقرر کیے
ہیں کہ وہ بصورت مہیب نگہبانی کرتے ہیں ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرانی دلاور ایک فرسخ گئے تھے کہ ایک ثعبان
آتش فشاں دور سے نمایاں ہوا کہ عین راہ میں بیٹھا تھا یعقوب حرانی نے کہا اے استاد عالی نژاد دیکھیے یہ اژدہا راہ بند کیے
بیٹھا ہے ابو الحسن جوہر نے کہا ڈرو نہیں چلے چلو یہ اس ساحر نابکار کا دروازۂ طلسم ہے آپ آگے بڑھا اژدہے کے منہ میں
چلا گیا یعقوب حرانی بھی داخل دہن ثعبان ہوا ہر چند کہ مطلق گزند نہ پہونچی مگر تاریکی از حد تھی دونوں نے فتیلہ عیاری روشن
کیا اور روانہ ہوئے تھوڑی دیر کے بعد روشنی ملی ایک گنبد دیکھا اُسکے سامنے پانچ زنگی بچے نہایت قوی ہیکل بیٹھے شراب
زہر مار کر رہے تھے جب اُنکی نظر یعقوب حرانی و ابو الحسن جوہر پر پڑی غل مچاتے اُٹھے شمشیر لیے سامنے آئے ابو الحسن
جوہر و یعقوب حرانی نے بھی تلواریں علم کیں دونوں ایک ہی ضرب میں دونوں نے مارے اور اُن دونوں مردودوں
کی تلواریں بسبب لوح و تعویذ کے کچھ کام نہ کر سکیں کہ آب سحر میں بجھائی ہوئی تھیں تین زنگی بھاگ کے گنبد میں چلے بعد ایک لحظہ کے
وہ ناری اژدہے بنکے منہ کھولے ہوئے اور شعلے نکالتے ہوئے آنکھیں سرخ کیے ہوئے اندر سے گنبد کے نکلے جوہر نے
اُن دونوں کی پیشانی ظلمانی پر ایک تیر سہ پہلو ایسا مارا کہ ترازو ہوگیا یعقوب حرانی نے بھی ایک تیر جاں ستاں مارا پھر جوہر نے
اسم باطل السحر پڑھا اور اسپر دم کیا بمجرد پڑھنے اسم جلیل کے جسم اس ساحر نحس کا مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا اور طوفان برپا
ہوگیا جب وہ طوفان برطرف ہوا ایک جلا سوختہ پڑا ہوا تھا پھر گنبد سے دوسرا گیدی شیر پر سوار ہوکے غصہ میں بھبکتا ہوا برآمد ہوا
اور ڈرانے لگا جب یہ دونوں دلاور نہ ڈرے اُس نابکار نے گرز کا وار جوہر پر کیا جوہر نے وہ گرز دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے
چھین لیا اور اسم پڑھا اِس وہ گیدی شیر پر سے کودا اور جوہر پر آیا شیر نے بھی یعقوب حرانی پر حملہ کیا جوہر نے اُس گرز سے
اس گیدی کا سر توڑ ڈالا اور بھیجا گرا دیا اُدھر یعقوب حرانی نے شیر کو شکار کر لیا طوفان آیا جب برطرف ہوا دیکھا تو پانچ نقشے

برہنہ پڑی تھیں جوہر نے اُن لعشون کو ایک جا جمع کر کے آگ دیدی وہ جلکر خاک سیاہ ہوگئے لبعدہ حسب ہدایت شاہ صاحب ابوالحسن جوہر و یعقوب حرانی داخل گنبد ہوے دیکھا اُس گنبد مین ایک نقب ہی جب اُس نقب مین اُترے ایک صحرا پرخار مین نکلے اور اسقدر ماران سیاہ سے وہ صحرا پُر تھا کہ کہین پاؤن رکھنے کی جگہ نہ تھی یعقوب حرانی نے کہا اے اُستاد یہان تو سانپ اسقدر ہین کہ راہ چلنا دشوار ہی دوسری طرف سے چلو ابوالحسن جوہر نے کہا دیکھتے ہو کہین راہ بھی ہی یعقوب حرانی نے کہا معاذ اللہ یہ کیسی راہ پُر خطر ہی ابوالحسن جوہر نے کہا اُس ملعون نے سحر سے طلسم ناقص بنا کے سات در بند رکھتے ہین ہمنے بمدد الٰہی ایک کو توڑا اب دوسرا یہ ہی یعقوب حرانی نے کہا اس میدان آفت خیز مین قدم کیونکر رکھا جائیگا جوہر نے کہا ہر ایک راہ ایک راہ وار کے متعلق ہے یہ بھی مرحلہ آسان ہو جائیگا یہ کہکے دست راست کی طرف چلا ایک جگہ پہونچا دیکھا ہزارہا چھوٹے چھوٹے پتھر بالوان مختلف پڑے ہین اُنمین سے سات پتھر لیے چار خود رکھے اور تین پتھر یعقوب حرانی کو دیے اور اسم سات مرتبہ پڑھا اور اُن پتھرون پر دم کیا اور یعقوب حرانی سے کہا اب نہ ڈرنا خبردار باطمینان تمام چلا آ یہ سب ہیچ ہی سب رسیان اور تنکے ہین فقط ایک کالا سانپ ہی زرد خال اُسکے بدن پر ہین پیشانی پر سُرخ دھبے ہین اُسکو تم پتھر سے مارنا وہ صورت اصلی پر آکے بصورت ضرب پیش آئیگا لیکن کوئی سحر اُس بدبخت ساحر کا تجھپر مؤثر نہوگا تو مطلق خائف نہونا گو کہ وہ تکو بہت سا خوف دلائیگا اپنے دل کو مضبوط رکھنا اس دربند مین اُس ولد الحرام خناز جادو سے بد انجام کے چھ غلام ہین سیاہ فام یعقوب حرانی نے کہا آپ خاطر جمع فرمائین فقط مجھے ہر ایک دیدہ سے آگاہ فرماتے جائین القرض جوہر ایک طرف اور یعقوب حرانی دوسری طرف چلا اور دونون اسم پاک نقابی شاہ صاحب پڑھتے چلتے تھے ہرچند کہ بصورت مہیب اُن سانپون کی تھی لیکن جب اُنپر پاؤن رکھا رسی اور تنکے تھے اور کچھ نہین تا اینکہ زرد خال سانپ کے پاس پہونچے وہ نہایت سرعت سے انکی طرف دوڑا جب قابو پر آیا ہر ایک نے پتھرون کا وار کیا پھر دیکھا کہ وہ تمام ماران مذکور بصورت زنگیان نہایت قوی ہیکل مسلح و مکمل سامنے سے آتے ہین یہ دونون بہادر بھی ان غلامان بادر فیحہ کی طرف مخاطب ہوے پھر تو جنگ شروع ہوئی پہلے سحر بازی ہوئی جب سحر سے کچھ کام نہ نکلا گاہ زوری شروع کردی لیکن بعد دایزد غفار ہر ایک بہادر غالب ہوا ابوالحسن جوہر نے حریف کو بضرب خنجر ہلاک کیا یعقوب حرانی نے شمشیر آبدار سے سر نحس اُس خدا ناپکار کے قلم کیے جدال و قتال مابین درختان چنار واقع ہوئی سانپ اُس مقام مین خس و خاشاک ہو گئے جوہر نے سب کو جمع کیا اور جلا دیا اور آگے بڑھے قصہ کوتاہ اسی طرح ان زنگیون سے بھی سحر سے قتل و زخمی کرتے اور مقابلہ کرتے ہوے متوجہ دربند سوم ہوے یہ دربند کنارہ دریا ایک میل کے فاصلہ پر واقع تھا پانچ گز بعد ایک میل آہنی پر بیٹھے تھے اور آوازین ہولناک دے رہے تھے کبھی دریا مین غوطہ مارکے مثل ثعبان آتش فشان و مانند بلا بے درمان پانی سے سر نکالتے کبھی بشکل عجیب و غریب بنتے کبھی زنگی ہو جاتے تلوارین کھینچ کھینچ کے آپس مین لڑتے پھر گرکر سینگ کے میل پر جا بیٹھتے یعقوب حرانی نے کہا اے اُستاد آپ ملاحظہ فرماتے ہین یہ مرد کے

کیسے شعبدے کر رہے ہین ابوالحسن جوہر نے کہا بظاہر تیسرا در بند یہی ہے اب کاغذ مطالعہ کرنا چاہیے کہ کشود کار سے خاطر جمع
ہو جاوے ایک دائرہ کھینچا آپ اور یعقوب حرانی دونون دائرہ مین بیٹھے اسم شروع کیا جب ایک ساعت گذری یکایک
طوفان اٹھا اور ہوا چلی اور آسمان سے سانپ اور بچھو برسنا شروع ہوئے لیکن بافضال ایزد متعال ان دونون بہادرون کو
کسی طرح کا آسیب نہ پہونچا بعد اسکے ایک دیو قوی ہیکل نہایت طویل القامت پیدا ہوا اور اژدرہ پشت وغیرہ سے ڈرانے لگا
بعدہ حیوان درندہ کی مثل شیر و گرگ و خوک و خرس کے ہزارہا صورتین دکھائین پھر ہوا سے تند چلی جوہر نے یعقوب
کو اشارہ کیا کہ اب تم آنکھ بند کر لو اور خود بھی آنکھین بند کر لین بعد ایک ساعت کے آنکھ کھولی دریا معدوم پایا بجائے مثال
پارچہ سنگ مثل قلعہ کوہ معلوم ہوا اُسپر سے پانچ شخص نہایت طویل القامت خوک پر سوار آئے اور قریب آکر خوک پر سے
اُترے اور حرب مین مشغول ہوئے پھر ابوالحسن جوہر اور یعقوب حرانی بھی دائرہ سے باہر آئے خنجر و شمشیر سے مقابلہ ہوا
پہلے اسم پڑھ کے اُنپر دم کیا اب صورتین اصلی انکی نمایان ہوئین جو جانور بسبب سحر کے رام ہوئے تھے اور مرکبون کا کام دیتے
تھے اب جو اثر سحر برطرف ہوا وہ انکو زمین پر پٹک کے روانہ ہوئے جب وہ گیدی حیران و پریشان ہوئے ایک دفعہ
پانچون حملہ آور ہوئے اُن عیاران بے نظیر و جہتران عدو گیر کے مقابلے مین اُن گیدیون کی کیا حقیقت اور اصل تھی لاکھ
آدمی ہوتے تو کیا کر سکتے تھے آخر بضرب خنجر و تیغ بے دریغ آتش جہنم مین پہونچے یہ تین در بند تین دن مین مفتوح ہوئے
انکی خوراک بالفعل کلیجے اور نقل و میوہ ہر رات کو دائرہ کھینچ لیتے ہین اور چین سے استراحت کرتے تھے القصہ چوتھے
در بند کی طرف چلے ایک احاطہ مین پہونچے شام ہو گئی تھی دروازہ احاطہ کا بند تھا ابوالحسن جوہر نے دائرہ کھینچا غذا
نوش کی یعقوب نے بھی کھائی نمازین پڑھین جوہر نے اسم جلیل جو کہ کاغذ شاہ سرالحق سے ارشاد ہوا تھا بتعداد
معین یعقوب حرانی کو بھی تعلیم کیا کہا جب فارغ ہونا مجھے اطلاع دینا بعد اسکے آپ بھی پڑھنے لگا لیکن زبان جوہر ورد
زیادہ تھی قبل یعقوب کے اسم تمام کیا طبیعت پر کسل زیادہ تھا سو گئے ہر چند چاہا نہ سوؤن مگر ممکن نہوا کچھ پڑھنا
رہ گیا تھا کہ یعقوب بھی سو گیا ایک ساعت کے بعد جو بیدار ہوا دیکھا چاندنی چھٹکی ہے اسم باقی ماندہ کو ختم کیا ناگاہ کیا دیکھتا ہے
کہ دروازہ احاطہ کا کھلا تین شخص نکلے ایک زن جمیلہ ہے دوسرا غلام قرم ساق ہے تیسرا آقا مرکب پر سوار ہے عورت سے
کہا قحبہ تیرے مذہب و ملت پر ہزار ہزار لعنت اسی جگہ چولہا بنا اور آگ سلگا مین ابھی دم گوشت شکار کر کے غلام کے
ہاتھ بھیجتا ہون بہت اچھا قورما پکا اور ہزارہا دشنام ہاے غلیظ دیکے چلا گیا اُس عورت نے دیگچہ صاف کیا اور چولھے
مین آگ روشن کی یعقوب حرانی اس تماشے کو دیکھا کیا بعد ایک لمحے کے غلام ایک آہو ذبح کیا ہوا لایا دونون نے جو
گوشت اچھا تھا صاف کر کے دیگچے مین رکھ کے چولھے پر چڑھا دیا آنچ تو ہوتی ہی تھی پکنے لگا غلام بھی چلا گیا عورت
نے گالیان دینا شروع کین اور کہنے لگی خداوند تعالے ان ساحرون کو جہنم واصل کرے ایک بھی حرامزادہ زندہ نہ رہے
تاکہ بیچارے غریب و ضعیف مسلمان اُنکے ہاتھ سے ہلاک نہون یہ کیا غضب ہے کہ دشمن خدا تو خوش ہون اور دوست خدا

غمگین یہ کہتی تھی اور زار زار مثل ابر نوبہار روتی تھی یعقوب حرانی کو اُس عورت پر رحم آیا دل مین کہا معلوم ہوا کہ یہ بیچاری
عورت مسلمان ان کافرون کی قید مین گرفتار ہی اور روشنی آتش مین اُسکی صورت زیبا دیکھی تو نہایت حسین و صاحب جمال
پایا پھر اُس سے پوچھا ای زن مصیبت زدہ تو کون ہی اور کس طرح ان کفارون کے فریب مین پھنسگئی وہ بولی کہ مسلمان
ہون ان حرامزادون نے اسیر کرلیا ہی انکا سردار و افسر خناز جادو ہی یعقوب حرانی تو اُس جادوگر ملعون کے نام سے
واقف ہی تھا کیونکہ شاہ سراسحق نے فرما دیا تھا کہا تو خاطر جمع رکھ ہم اب اُسکو قتل کرتے ہین چنانچہ تین دربند تو شکست
کرچکے اب عنقریب تجھے بھی نجات ہوجائیگی وہ بولی خدایا دعا میری قبول فرما بعدہ قورمہ نہایت لذیذ تیار تھا اور یعقوب
حرانی نے تین چار روز ہوے تھے کہ گوشت آنکھون سے بھی نہ دیکھا تھا کھانا تو کجا ہی دیکھ کر دل طرف گوشت کے مائل
ہوا اُس عورت نے بھی کہا ای جوان بڑے افسوس کی بات ہی کہ ایسی لطیف خوراک تو یہ حرامزادے ساحر کھائین اور
مسلمان صاحب ایمان نہ کھائین اگر جی چاہے تھوڑا سا نوش جان فرما یعقوب حرانی نے دلمین کہا کہ اسم تو پڑھ چکے ہین اب
کیا ڈر ہی کچھ مضائقہ نہین بلکہ اس محبوبہ سے اختلاط بھی کرونگا اب مناسب وقت یہی ہی قصہ کوتاہ اُس غدارہ و مکارہ کے دام
مکر مین یعقوب حرانی آگیا دائرہ سے نکل کے دیگچے پاس جا بیٹھا اُس مکارہ حرافہ نے نہایت خاطر و مدارا کی روٹیان تیار تھین
سامنے رکھدین اور قورمہ بھی نکال دیا اور کہا حضور نوش فرمائین یعقوب حرانی نے جیسے ہی لقمہ اُٹھایا اور منھ مین کھایا ایسا تلخ تھا کہ
پناہ بخدا تب کہا یعقوب نے کہا ای نازنین یہ طعام ایسا ناخوشگوار کڑوا کیون ہی اُس مکارہ نے کہا شاید نمک زیادہ ہوگئی یا کیا
بورانی مین مرچ آگئی ہی دوسرا لقمہ نوش فرمائیے دوسرا لقمہ یعقوب نے منھ مین رکھا وہ اُس سے زیادہ کڑوا تھا یعقوب نے وہ سب کھانا
اُٹھا کے پھینکدیا اور کہا بہت خراب پکایا ہی اب تو وے بد ایسی پھیلی کہ یعقوب کا دماغ پریشان ہوگیا وہ عورت بھی اُسکے خبط باتین کرنے
لگی یعقوب حرانی کو غصہ آگیا کہا او قحبہ مردار یہ تو نے کیا مکر کیا بس اُسی وقت پیچھے سے دو تین مرد پیدا ہوگئے اور یعقوب پر بے خبری مین حملہ آور ہوے
اور فوراً اسیر کرلیا یعقوب چلایا ای استاد ملاحظہ فرمائیے یہ مردود مجھے گرفتار کیے لیے جاتے ہین صبح تو ہو ہی چکی تھی ابوالحسن جوہر بیدار ہوا
جب اس حال کو سنا نہایت آزردہ خاطر ہوا یعقوب حرانی کے لیے نہایت پریشان ہوا لیکن اب کیا ہوتا ہی وہ ملعون نابکار
یعقوب حرانی کو لیے داخل حاطہ ہوگئے اور دروازہ حاطہ کا بند کرلیا آخر جوہر نے کمال اضطرار مین فریضہ سحری ادا کیا اور کاغذ
شاہ صاحب کو معائنہ کیا وہ کاغذ گویا اس طلسم کی لوح تھا بقدر ضرورت عبارت کاغذ مین پڑھی جاتی تھی زیادہ نہ معلوم ہوتا تھا
الغرض یہ لکھا پایا کہ جب دربند چہارم مین پہونچو تو تمھارے ساتھ مکر و فریب ہوگا تمکو چاہیے ہی کہ فریب مین نہ آؤ اور اپنے
رفیق سے بھی تاکیداً کہدینا کہ بغیر اسم تمام کیے سونا نہین ہر چند کہ غلبہ نیند کا ہوگا مگر جاہلانہ سوئے اور جو غفلت کرے اور
جو احیاناً قبل ختم اسم کے سو جاوے کہ مقتضاے بشریت ہی تو جلد بیدار ہو جاوے ورنہ جادوگرون کے فریب مین گرفتار
ہوجاؤ گے اور اغلب ہی کہ وہ لعین مکر و فریب ضرور پیش آئینگے بالفرض اگر گرفتار نہین ہوے تو خاطر جمع رکھو وہ تمھین قتل
نہ کر سکینگے جب تک کہ لوح تمھارے پاس ہی اسوقت لازم ہی کہ تم دست چپ کی طرف چلے جانا وہان جا کے ایک چشمہ ملیگا بیچ

آب خون جوش مارتا ہوگا تم ایک پارچہ روئی کا رکھنا اور اسم کو پڑھنا اور دم کرنا پھر کمند میں باندھ کے قلعہ شست کے پانی میں
ڈالنا ایک ماہی سرخ رنگ روئی کا ٹکڑا منہ میں لے کے کہاتی ہوئی نکلیگی اس ماہی کو کھانے دینا اور تعجیل دروازہ حصار
تک جانا پھر جست کرکے مچھلی کو بیچ دروازہ میں لٹکا دینا اور خود بلندی پر بیٹھ کے یہ اسم پڑھنا جو زمین پیش آئیگی انپر
دم کرنا بس وہ نابود ہو جائینگی پھر ایک ساعت کے بعد دروازہ کھلیگا اور ایک فوج عظیم بارادہ حرب و ضرب برآمد
ہوگی اور ہر ایک کے ہاتھ میں طلح تلخ کے حربے ہونگے مگر وہ معدوم بود ہوگی جس سے نہ نفع و نہ ضرر حاصل ہوگا تم ہرگز
نہ ڈرنا اور اسم پڑھے جانا جب قریب آئین ایک پھونک مارنا وہ ہوا ہو جائینگی مگر ان میں سے ایک شخص عمامہ سیاہ سر پر
باندھے ہوگا اسکو تیر سے مارنا یا اور کسی حربے سے قتل کرنا پھر اور فوج نکلیگی فوج اول سے زیادہ تم اسم پڑھے جانا وہ فوج
بھی ہوا ہو جائیگی مگر ان میں سے بھی ایک شخص فقط باقی رہیگا اسے بھی قتل کرنا قصہ مختصر اسی طرح جتنے آئیں تم ہر بار ان کو تیرباران کرنا
وہ کھانا کے دروازہ حصار میں داخل ہو جاینگے لیکن راہ میں قدم قدم پر خون ٹپکتے جائینگے اور طوفان آئیگا جب طوفان برطرف
ہوگا معلوم کرنا کہ دربند چہارم فتح ہوا پھر آگے روانہ ہونا اور کاغذ سے غافل نہ ہونا جب ضرورت ہو کاغذ دیکھنا اور بموافق
تحریر کے عمل کرنا ابو الحسن جوہر نے موافق تحریر کے عمل کیا دربند پنجم کی طرف روانہ ہوا مگر یعقوب حرانی کے واسطے
پریشان تھا جاتے جاتے ایک ایسے مقام میں پہونچا کہ جہان ایک خندق پر از آتش سوزان سد راہ تھا اور خندق کے
اسطرف پانچ شخص بیٹھے ایک آدمی کو ذبح کر چکے تھے اور آگ پر کباب لگاتے تھے جب کباب کھا کے فارغ ہوئے
ایک جوہر کو دیکھ اٹھا اور درخت کے پیچھے جاکے یعقوب حرانی کو لایا اور ارادہ کیا کہ اسے بھی ذبح کرے اور کھا جائے جوہر کو
تاب کہاں تھی عنان صبر دست اختیار سے جاتی رہی لیس ایک آواز جگر خراش دی کہ اے حرام زادو تمہارا حریف
میں ہوں اس سے کیا مطلب وہ بولے تو کون ہے بیان کر ابو الحسن جوہر نے کہا ہم ساحر کش اور طلسم کشا ہیں انہوں
نے کہا تم کس دلیل سے کہتے ہو کہ کس طرح یقین ہو جوہر نے چونکہ یعقوب کے لیے مضطر تھا لوح باطل السحر میں کہا
وہ بولے پھر کیوں کھڑا ہے خندق سے پار ہو دیکھیں کہ کیسا طلسم کشا اور ساحر کش ہے جوہر غصہ میں چاہتا تھا کہ جست
کرکے نہر کے پار ہو کہ خوش طالعی سے کاغذ کا خیال آگیا فوراً کاغذ دیکھا اس عرصہ میں ان بدبختوں نے یعقوب کو زمین
پر چت لٹایا اور حلقوم پہ چھری رکھی یعقوب چلایا کہ اے کشندہ جادوان دیکھو یہ مجھے ذبح کیے ڈالتے ہیں آپ
کا کاغذ دیکھنے کا کون موقع ہے جلد میری امداد کو پہونچو اور مجھے پہلے جلد چھڑاؤ بعدہ کاغذ دیکھنا جب مجھے مار ڈالینگے
تو پھر کیا فائدہ ہوگا کاغذ دیکھنا بیکار ہے مرگ سہراب یاد ہے کہ بعد مرگ کے نوشدارو اگر ملی بھی تو کچھ نہ ہوسکا

اے طلسم کشا مصرعہ

	پس از انکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد	

حاطہ کے اندر خندق میں آتش سوزان کا مشتعل ہونا اس طرف جادوگروں کا مجمع اور

یعقوب حرانی کے گلے پر چھری رکھنا

القصہ وہ ہر چند بکتا رہا اور خوب بکارتا رہا لیکن جوہر نے ایک نہ سنا کاغذ کو دیکھا کیا دیکھا کہ کاغذ کو دیکھ کے سر اٹھایا
اور تیر چلہ کمان میں جوڑ کے اول اُسی ملحد کو مارا کہ جو یعقوب حرانی کی صورت بنکر غل مچا رہا تھا وہ تیر پیشانی پر پڑا الٹ گیا دوسرا
تیر زمین دوز پھر اس زور سے اس پلید کے مارا کہ بیکار کر دیا ہوا سے تند چلی تاریکی پھیلی اُس تاریکی میں برق صفت تلوار
چمکتی دیکھی نیمچہ غلاف سے نکال کے گرد سر پھرانے لگا اس سبب سے جا پاس نہ آسکتی تھی یکایک روشنی ہوئی دیکھا
چار شخص تلواریں کھینچے ہوے بدل رہے ہیں ابوالحسن جوہر کہ عیار چابکدست تھا شمشیر برق وش سے ایک کا سر
دوسرے کی گردن تیسرے کا دوش چوتھے کا سینہ ایک ہی ضرب میں کاٹا اور چاروں کو فی النار کیا پھر طوفان شدید
آیا اور ایسی گرد و غبار سے تاریکی پھیلی کہ آنکھیں بند ہو گئیں جب وہ طوفان موقوف ہوا دیکھا نہ وہ خندق ہے اور نہ
سر آتش مشتعل لاشیں سوختہ پڑی تھیں ان چاروں لاشوں کو حسب الارشاد ایک جا کرکے آگ دیدی کہ وہ سب راکھ
ہو گئیں اور دریا یہ ششم کی طرف متوجہ ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک درخت عظیم الشان نظر آیا اُسکی شاخ میں سر
لٹکتا تھا اُس درخت کے سایہ میں ایک ساعت توقف کیا جب بغور دیکھا وہ سر یعقوب کا معلوم ہوا اور ساتھ اُس
سر کے ایک لوح بھی لٹک رہی تھی ابوالحسن جوہر نے جب سر یعقوب دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا بیقراری کا
دل کو ضبط کرکے کاغذ دیکھا۔ کاغذ میں یہ مضمون تھا کہ اے ابوالحسن جوہر اسی طلسم کا اور بیادہ کش تم اس لوح کو خوب

غور سے دیکھنا اور کچھ خیال نکرنا جوہر نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا ای طلسم کشا خناز جادو کی طرف سے تجھے معلوم ہو مین
جانتا ہون کہ یہ معرکہ دو حال سے خالی نہین یا تو میری اجل تیرے ہاتھ ہو یا بالعکس اسکے ہی لیکن اسے یقین جاننا کہ اپنے
شاگرد یعقوب حرانی کو ساحرون کے گمان مین تو نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا بڑی غلطی تجھ سے ہوئی لیکن ہمارے لیے خوب
ہوا اگر تو نہ مارتا ہمارے آدمی مار ڈالتے اور تو نے آخر کو اسے قتل کیا وہ بیچارہ کاغذ دیکھنے کے وقت فریاد کرتا رہا لیکن تو نے
نہ سنا آخر جب یعقوب تمام ہوگیا تب اُسکی وصیت اُسکے کہنے کے بموجب مین نے لوح پر لکھ کے سرراہ لٹکوا دی تاکہ
مین مشغول الذمہ نہ رہون اور تمکو معلوم ہوجاوے آیندہ تعمیل کرنے نہ کرنیکا اختیار ہے مضمون وصیت یعقوب یہ ہے کہ اے
اُستاد میری اجل اسطرح تمھارے ہاتھ سے مقدر تھی تمھاری خطا نہین ہے لیکن طرہ مشکین خال کو میری طرف سے بہت تسلی
دینا اور کہنا کہ مجھے ثواب فاتحہ سے نہ بھولنا اور شاید طرف حران کے جانا ہو تو وہان وطن مین میری ایک بہن ہے اُسے
تسکین دینا اور نام اُسکا عمرانہ خاتون ہے اور میرے سر کو غسل دے کے کہین دفن کردینا کہ خناز جادو کی بھی اجازت ہے
اور اگر اس وصیت پر عمل نہ کروگے تو محشر مین تمھارا دامنگیر ہونگا آیندہ تمکو اختیار ہے ابو المحسن جوہر نے جو اس نوشتہ کو
پڑھا تحریر افسون کام کرگئی جوہر بے چین ہوگیا اور خیال کیا کہ مین نے تو جو کچھ کیا بموجب کاغذ کے کیا یہ کیا معاملہ ہے کہ مین نے
یعقوب کو مارا پھر سوچا کہ شاید مجھی سے خطا ہوئی ہو یا یہ مکر و فریب کی باتین ہین ایسی فکر مین غلطان و پیچان تھا کہ سامنے
سے ایک شیر غراتا ہوا آیا اور دست راست سے ایک دیو اور دست چپ سے غول اور پشت کی طرف سے آدمی مسلح و
مکمل تلوارین ہاتھون مین لیے غل مچاتے آپہونچے ابو المحسن جوہر یہ آفت دیکھ کے دست پاچہ ہوا اسم پڑھنا شروع کیا اور
دائرہ اپنے گرد کھینچا اور کاغذ کو دیکھا بارے کوئی دائرے مین نہ آسکا جوہر نے لکھا دیکھا کہ جب تم درخت کے قریب
پہونچنا اور اپنے رفیق کے سر کو ملاحظہ کرنا وہ سب دغا و فریب تصور کرنا کچھ دل مین خیال نہ لانا تمھارا رفیق برکت تعویذ سے
حفظ و حمایت الٰہی مین ہے لیکن چار غلام اُس خناز جادو کے چوکیدار ہین وہ کافر بصورت مہیب و اشکال غریب تمھارے سامنے
آئینگے اور حرب و ضرب کرینگے تم دائرہ کھینچ کے اس اسم مقدس کو پڑھو بعد اسکے جو آگے ہون اُنھین تیر جان ستان سے
اور پیچھے والے دیو کو تلوار سے جہنم واصل کرنا اور دائرہ سے نکل کے اُس آدمی کو زمین پر دے مارنا اور سر نجس اُسکا
دھڑ سے کھینچ لینا کہ دربند ششم بھی فتح ہوجائیگا ابو المحسن جوہر نے موافق نوشتہ شاہ سراج الحق کے عمل کیا اور طوفان برطرف
ہونے کے بعد اُس درخت کو دیکھا کہ وہ بیری کا درخت ہوگیا اور وہ چارون غلام مردہ پڑے ہین اُنکو بھی بدستور جوہر نے
جلا دیا اور دربند ہفتم کی راہ لی اس عرصہ مین شام ہوگئی ابو المحسن جوہر نے دائرہ حصار کھینچ کے اُسی مین آرام فرمایا صبح کو
بعد فریضہ سحری کاغذ کو ملاحظہ فرمایا ہدایت ہوئی کہ اے جوہر والاگوہر جب تم دربند ششم کو بافضال الٰہی فتح کرچکنا تو دربند ہفتم
مین جانا خناز جادو نابکار باقی غلامون کے ہمراہ اُس مقام مین ہوگا لیکن تم مخفی ہونا کہ کوئی ملعون تمکو نہ دیکھے بلکہ
سراغ بھی نہ پاسکے اُسوقت اس چیز کی ضرورت ہوگی جس سے تم غائب ہوجاؤ ورنہ مشکل پڑینگی آپکی اور بڑی محنت کرنا پڑیگی

لیکن کچھ اندیشہ نہین ہے بفضل باری وہ چیز وہین سے پیدا ہو جائیگی اب تم داہنے ہاتھ کی طرف جاؤ دو فرسنگ راہ طے کرنے
کے بعد تمکو ایک غار ملیگا اُس غار مین ایک مار سیاہ صاحب الفقرات نام رہتا ہے تم اُس سانپ کو کسی طرح مارنا وہان ایک
چشمہ پیدا ہوگا تم اُس چشمہ کے پانی سے منھ ہاتھ دھونا اور کھال اُس سانپ کی جدا کرنا اُسکی پشت مین سات ہڈیان ہونگی
آئینہ جو تمھارے پاس ہے اُسکو سامنے رکھنا اور ایک ہڈی پیشانی پر ملنا جس سے صورت نظر نہ آئیگی بلکہ سر مین باندھ لینا
ساحرون کو تم معلوم نہوگے پھر غار سے نکل کے جنوب کی طرف جاؤ وہان ایک چاہ بزرگ ملیگا چار دیو قوی ہیکل اُس چاہ
کے کنارے بیٹھے ہونگے وہ بھی تمکو نہ دیکھینگے تم کھڑے رہنا جو وہ کہین سننا بعد ایک ساعت کے کنوین کا پانی اوپر تک
اُبل آئیگا اور ایک نہنگ مہیب صورت سر نکالیگا اُسی دم ایک جانور کوچک پرواز کرتا ہوا آئیگا وہ منھ کھولیگا وہ طائر
منھ کے اندر چلا جائیگا تم بھی اُس جانور کے ساتھ دہن نہنگ مین داخل ہو جانا پھر جہان پہنچیگا تم جاننا کہ خزانہ جادو کا وہی
مقام ہے پھر تم موافق نوشتہ کاغذ کے عمل مین لانا ابو الحسن جوہر نے اُسی طرح کیا کہ اول سانپ کو مارا اور وہ ہڈی سر پر
باندھی نظرون سے پوشیدہ ہوا پھر لب چاہ پہونچا چار دیو دیکھے آپس مین بزبان انسانی باتین کر رہے تھے ایک نے کہا
افسوس ہے چہ دربند دشمن جان نے فتح کیا دیکھے حال اُستاد کا خوف سے دمبدم تباہ ہوتا جاتا ہے اپنی جگہ سے ہلتا نہین
نہین معلوم مآل کار کیا ہونا ہے چالیس آدمی ہمارے ہمجنس مارے گئے اب ہم کل پانچ چھ باقی رہگئے ہین دوسرے نے
کہا اُستاد بھاگ کیون نہین جاتا جمشید ملعون کے عشق مین تباہ و برباد ہو رہا ہے اکثرون کو قتل کروایا اب جو باقی ہین ہمکو
بھی قتل کروائیگا تیسرے دیو نے جواب دیا کہ یہ بھی نوشتہ ہے کہ راہ فرار مسدود ہے طلسم شکن کے موکل گھیرے ہوے ہین
کیونکر بھاگ جائے یہ باتین کر رہے تھے کہ آب چاہ جوش زن ہوا لب تک پہونچا اور نہنگ پانی سے اُبھرا اور منھ مثل
درۂ کوہ کھولا جانور سیاہ پرواز کرتا ہوا بسرعت تمام آیا اور آتے ہی دہن نہنگ مین چلا گیا ابو الحسن جوہر بھی اُسکے ساتھ ہی
کودا جب آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک باغ نہایت آراستہ و پیراستہ ہے میوون کے بار سے شاخین جھکی ہوئی ہین روشین
بنی ہوئی نہر جاری فوارے چھوٹ رہے ہین پھولون کی بو سے خوش سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا قلب کو فرحت ہوتی تھی
سبزے کی طرف بہار جانوران خوش الحان ہزار در ہزار ہر شجر پر چہچہا رہے تھے ایک گنبد وسط باغ مین نہایت بلند تھا ابو الحسن
جوہر سیر کرتا ہوا ایوان باغ مین پہونچا دیکھا خنائر جادو اپنے غلامون کے ساتھ بیٹھا ہے اور زار زار رو رہا ہے غلامون سے
کہتا ہے اے میرے خیر خواہو مین نہین جانتا کہ کون دشمن جان میرے درپے آزار ہے افسوس جس طلسم کو مین نے نظر عالم سے پوشیدہ
و پنہان کیا تھا اُسنے سب وہ ظاہر کر دیا اور خود داخل ہوا جیحون دربند شکست کیے جنکو مثل فرزندون کے پالا تھا جادو [illegible]
اُستاد کر دیا اس سفاک نے سبکو قتل کیا میری تلاش مین آتا ہے حکیم فیلاس الحکمت اور اُسکے شاگردون کے نام پر
طلسم بندی کر دی ہے لشکر ظفر پیکر اسلام کے فتح مین دیوار سحر اُٹھا دی ہے اسلیے کہ مسلمانون سے کوئی شخص حکیمون تک
نہ جاسکے حکیمون نے کے خیال کو بھی باندھ دیا ہے کہ معز الدین کی یاد بھی نہ آئے پھر گریہ بنایا اور معز الدین کی موت [illegible]

یہاں خاک خبر لی کہ معز الدین کو بیہوش کر دیا یقین ہو کہ چند روز مین اُسکے قالب سے روح نکلجائیگی اور ایک تلوار بھی سحر بند جمشید کو
دی ہو جس نے تمام دلاوران معز الدین کو بیجان کر دیا ہو اُنکے زخم ہرگز اچھے نہونگے یقین ہو کہ مسلمان نیست و نابود ہو جائینگے
اور فلک ساحرون کے موافق گردش کریگا اور انتقام خون جنگم جادو قرار واقعی لیا جائیگا لیکن چار پانچ دن سے مقدمہ عکس
نظر آتا ہو اب تو یہ نوبت پہونچی کہ میرا طلسم شکست ہوگیا اے ارفا اسے گوپال اے ازفال آیا کوئی دہنہ چاہ پر ہو یا نہین ایسا نہو کہ
دشمن اس دربند مین بھی آئے اپنا کام کر جائے وہ بولے کچھ سودا ہوا ہو سوداق بن بوراق غلام بشکل اژدہا چاہ کو گھیرے
بیٹھا ہو آتش کے قلابے ایسے چھوڑیگا کہ عالم کو جلا کر خاک کر دیگا کیا قدرت جو کوئی قدم یہان رکھ سکے چونٹی ہو جو کسی سوراخ
سے چلا آئیگا خناز جادو بولا میرے تو اُسوقت ہوش باختہ ہین اب کسقدر میرے معین و یاور باقی ہین اور کسقدر کام آئے مجھکو
پہ کچھ نہین معلوم اے زردشت و اے سامری و اے ابلیس لعنت تمپر تینون مین سے ایک نے مدد نہ کی گویا میری طرف سے اندھے
ہوگئے نہین معلوم مین نے انکی کیا تقصیر کی ہو کہ یہ مجھپر نامہربان ہین یہ کہتا تھا اور روتا تھا ورقا غلام نے کہا اے اُستاد ہمین
لیکے بھاگ کیون نہین جاتے اب بھی ہم کہتے ہین خیر جو ہوا سو ہوا یہان سے بھاگنے کی راہ کیلیے نہ نکالین وہ تو ہماری بات کو
خیال مین نہین لاتا مادر جمشید کو لے بیٹھا ہو کیا ہمکو فلعت بخشیگا خناز جادو قم ساق بولا اب مجھے اپنی جان کی پڑی ہے
جمشید کیسا اور اُسکی مادر فجیعہ کیسی تجھے اُسکی فکر ہوگی اگرچہ اپنے علم سے مجھے اتنا معلوم ہوا ہو کہ جمشید کی زندگی میری زندگی
پر منحصر ہے چاہیے تو ایک ہی دن مین دونون فی النار ہون اور ہقدر جو کہ یہ جین جو کہتے ہو مین نے مکرر قصد کیا تھا بھاگنے کی راہ
مشرق و مغرب جنوب و شمال فوق و تحت سے بالکل مسدود پائی گئی گویا اپنے طلسم کا آپ مقید ہوگیا ہون ہر چہار طرف
لوہے کے سنیخچے موکل مارتے ہین اسجگہ مجھے آرام ہو یہ دشمن جو میرے پیچھے پڑا ہو اغلب ہو کہ اور کوئی مربی زبردست رکھتا ہو
اُسنے سب راہین بند کین ہین ایک غلام نے کہا اُستاد آقا اُسکا رفیق اُسی جگہ فلان برج مین مقید ہو تو حکم دے تو اُسے مار ڈالین
یقین ہو کہ دشمن ڈر جائیگا خناز جادو بولا اُسکے قتل ہونے سے دشمن ہمارا کبھی دست بردار نہوگا بلکہ کیا عجب ہو کہ مجھے ایک دن
کیا پھر ہی بھر مین قتل کرے اُسکے قتل کی خبر محض دروغ مکرر دی اور ڈرایا لیکن مطلق نہ ڈرا اور قدم آگے بڑھایا یہ بولا اے اُستاد
اُس رفیق کی معرفت دشمن سے ملاقات کرین صلح کرلین خناز جادو نے کہا وہ دشمن بلا قبول دین اسلام اور ترک کرنے اپنے
دین کے ہمسے راضی نہوگا اسلیے کہ بندگان خناز جادو سب دین ابلیسی مین مرے ہین لیکن رفیق دشمن کو آب و نان نہ دینا تاکہ
شدت گرسنگی و تشنگی سے خود ہلاک ہو جائے پھر ایک غلام نے پوچھا کہ اے اُستاد دشمن کون ہو اور نام دشمن کا کیا ہو خناز جادو
بولا ابو الحسن جوہر برادر خواندہ و عیار معز الدین ہو اُسکا مربی نہین معلوم ہوتا کون ہو کہ جسکی مدد سے ایسے کام کرتا ہو میرے
شیاطین مجھ سے اتنا ہی کہ گئے ہین کہ ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرامی تیرے درپئے خرابی کے ہین لیکن ہر چند پوچھا کہ مربی
انکا کون ہو کچھ نہ بتایا کہا ہم نہین جانتے بعضون نے کہا کہ جب ایسے شخص کے تفحص حال مین مشغول ہوتے ہین تو خود وجود پر
ہمین آگ لگتی ہے معلوم ہوتا ہو کہ مربی انکا بڑا زبردست ہو کہ تصور اُسکا جلاتا ہے ہمکو حق یہ ہو کہ خدا پرستون نے عالم کو زیر

کر ڈالا ہی اور جو کچھ وہ کرین عجیب نہین ہی دوسرے نے کہا کاش ہم بھی خدا پرست ہوتے خنا زجادو نے کہا خدا پرست بزرگون کے مرتبے تک انہین پہونچنے یہ امر نہایت دشوار ہی اور متابعت ابلیس و سحر خوانی مین لذت نفسانی اسقدر میسر ہو کہ جسکی حد نہین اور یہ انھین نہین ہے کہ وہ اپنے درجات عالی آخرت مین چاہتے ہین اور ہم لوگ لذت نقد کے طلبگار ہین جوہر ایک گوشے مین سن رہا تھا اور اُنکے اعتقاد پر لعنت کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ دانستہ حق کو یہ مردود چھپاتے ہین لذت نفسانی کے خواستگار رہین نہین معلوم کیا سمجھتے ہین بعد اسکے یعقوب کا خیال آیا کہ مبادا بھوک اور پیاس سے وہ ہلاک ہو جاوے اتنے مین جادوگر نے شراب مانگی اور زہر مار کی اُسکے نشہ مین اپنے نصیب کو خوب رویا اور بآواز بلند کہا ای غلامان با وفا اسوقت میرا اضطرار زیادہ ہوتا جاتا ہی مجھے معلوم ہوتا ہی کہ شاید دشمن اسی باغ مین آ پہونچا تم لوگ تلاش کرو دو تین غلام ادھر اُدھر گئے پھر چلے آئے اور کہا یہان ہم کسی کو نہین دیکھتے ہین جو راق اژدہا بنا ہوا دہنہ چاہ پر موجود ہی تم ناحق اضطراب کو اپنے مین راہ دیتے ہو یہان کون آسکتا ہی جادوگر بولا ای بیخبرو بشدت اضطراب اور کثرت قلق سے ثابت ہوتا ہی کہ قریب ہی کسو واسطے کہ جان خنا زکی ہوا ہوئی جاتی ہے اور تم کہتے ہو کوئی نہین اچھا تم چھ نفر ہو انھین سے تین نفر باہر جاؤ اور دہنہ چاہ پر بافکال مہیب بیٹھو اور نگہبانی کرو کہ اگر دشمن نہین آیا تو اب نہ آسکے شعر

مار و عقرب شوید و شیر و پلنگ		تا عدو سے باین مکان نہ برد	

مگر تھا وہ قدرت نے خنا زجادو کو یہ جواب دیا اور بجاے خود خیال کیا شعر

چون رسید ست وعدۂ خنا ز		با چنین احتیاط جان نبرد	

الغرض تین نفر ان چھ نفر سے باہر گئے اور تین اندر رہے لیکن جادوگر کا توحش وقتاً فوقتاً بڑھتا جاتا تھا تا اینکہ گھبرا کے حوض مین کود پڑا اور غوطہ کھانے لگا اژدہا بنا منھ سے آگ کے شعلے نکالتا ہوا چلا ایسا مہیب شکل بنا کہ ورقا وغیرہ با وجود جاننے کے خوف سے کانپنے لگے پھر غوطہ مارا نہنگ بنکے نکلا اور بولا ای ورقا اس شکل کو اگر دشمن دیکھے تو کیا ہو گیدی خوش آمد سے بولا خوف سے جگر شق ہو جاوے پھر غوطہ لگایا ایک فیل دراز دندان بنکے نکلا ورقا بولا استاد جب ہم ڈرتے ہین تو دشمن تو دیکھکے مرہی جاویگا کبھی جانبر نہو گا گیدی بولا ہر چند یہ صورتین بناکے نکلا ہون لیکن دل کو اصلا اطمینان نہین بلکہ اور دو چند قلق بڑھتا جاتا ہی قصہ کوتاہ اور بہت سی شکلین بنائین لیکن اضطراب دل ساحر زیادہ ہی ہوتا گیا نظم

زبس وحشت آن کافر پُر دغا
گہے مار گاہی وگہ نہنگ
گہے زاغ گشتی وگاہی زغن
رہائی ز جنگ اجل خواستے

گہے شیر گردید گہ اژدہا
چو طبعش ازین نیز بگریختے
گہے باز گہ گشتہ مرغ چمن
ولیکن بدانستن آن بیخرد

گہے یوز گہ روبہ وگہ پلنگ
با جناس مرغان در آویختے
بہر صورتے کان بیاراستے
کہ این صورتے غیر ممکن بود

الغرض ابوالحسن جوہر نے سب تماشا دیکھا کچھ ہنسا کچھ اسکی بیقراری پر خوش ہوا اور کہا اسکی اعمال کی سزا ہی اس حرامزادے
نے اتنی مدت مین کیا قیامت برپا کی خدا جانے کسقدر بندگان خدا کا خون کیا ہوگا ان مومنین پاک اعتقاد کو اسکی ذات سے
کیا ایذا پہونچی ہوگی اور ابھی تک ابلیس کا دم بھرتا ہے ابلیس پرستون پہ جان دیتا ہے قصہ کوتاہ جوہر ایک گوشے مین آیا اور کاغذ
کا مطالعہ کیا دیکھا لکھا ہے اے فرزند دلبند ابوالحسن جوہر جب تو اس جانور کو دیکھے جو کہ در اصل خنازجادو ہے باغ مین
پہونچے اور صحبت غلامان و ساحران مردود دیکھے اور گفتگو سنے اُن کی بیہودہ اضطراب ملاحظہ فرمائے تو چاہیے کہ شکر
ایزد متعال بجا لائے کہ ایسے بدبخت جسقدر پریشان حال ہون بہتر ہے اور تیرا رفیق و شفیق یعقوب حرانی فلان برج مین موجود و
مقید ہے ہر چند کہ خنازجادو نے اس قیدی کو کھانا پانی نہیں دیا مگر رازقی اُس رازق مطلق کی دیکھنا چاہیے کہ کسی روز
بھوکا نہیں رہا اور اُس مقلب القلوب نے اُن کافرون کے قلب کو ایسا منقلب کیا کہ وہ ساحر حرامزادے قتل یعقوب
سے باز رہے اب تمکو چاہیے کہ یہ تماشہ دیکھکے فلان طرف باغ کے جاؤ وہان ایک درخت گز نظر آئیگا اُسکے تنہ مین پیلا ڈورا
لپٹا ہوا ہوگا باوضو زیر درخت بیٹھنا تاحین اُس درخت کی کاٹنے کے پہلے اُس رشتہ سے ایک رسی بٹنا اور کمند باریک
بنانا تین دن اور تین راتین پوشیدہ اس اسم کو پڑھنا جب تم یہ اعمال کروگے جسقدر شیاطین بزور سحر اس ملعون کے
رفیق ہین سب چلے جائینگے پھر اسم کو پڑھ کے کمند پر دم کرنا جس کٹے روز ایک پنجرہ اُسی درخت کی لکڑیون کا بنانا اور اُسی
کے ڈورے سے اُس پنجرے کو باندھنا جو ڈورا باقی رہے اُسکا حلقہ بشکل دام تیار کرنا خنازجادو ناچار اس اضطراب و
اضطرار سے پریشان ہوکر سیکڑون شکلین بزور سحر بنائیگا اور ہزارون حیلے بھی کریگا آخر ابابیل بنکے گنبد کے اندر جائیگا
اور چھت مین ایک سوراخ ہے اُسمین چھپ جائیگا فلان وقت آب و دانے کے لیے سوراخ سے باہر آئیگا جب چارطرف
دیکھیگا اور گنبد سے باہر نکل جائیگا تھوڑی دیر کے بعد فلان وقت آئیگا تم اس مدت مین حلقہ دام کو سوراخ گنبد سے اس
ترکیب سے ملا رکھنا کہ جب وہ آئے اور سوراخ گنبد مین جائے تم کمند کو کھینچنا پھندا کمند کا اُسکے کسی اعضائے بدن مین
کھینچکر مستحکم ہو جائیگا پھر اُس قیدی کو کمند سے رہا ہونے کی قدرت نہ رہیگی ہاتھ سے ابابیل کو پکڑ کے پنجرے مین بند
کردینا پھر جب تک وہ جیے گا اُسی شکل مین رہیگا دوسری صورت نہ بنا سکیگا جب کشتہ ہوگا تو اپنی صورت اصلی پر
آجائیگا تم اُس کافر کو پنجرے مین لیے ہوئے فلان وقت داخل لشکر ظفر پیکر ہو جانا کسی شخص کو اس معاملے کی خبر نہو کہ
تمام کیفیت دریافت کرکے زیر درخت گز گیا لکڑیان کاٹین کمند بنائی اسم پڑھا شور و غل بہت ہوا اور اشکال [illegible] مقصود
دیکھین لیکن بفضل ایزدی اسم کو ترک نہ کیا پڑھے گیا تا اینکہ اسم کو تمام کیا پھر قفس [illegible] تیار بنایا اور جب [illegible]
اُسی جا آگیا پھر کاغذ کو ملاحظہ کیا موافق حکم کاغذ سب درست پایا اسقدر زیادہ تھا کہ جب خنازجادو کو اسیر و دستگیر
کرسکنا تو غلامون کی جان لینے مین اور یعقوب حرانی کے نجات دینے مین مختار ہو جس طرح سے جی مین آئے عمل کرے
ہر طرح مظفر و منصور ہی رہیگا ابوالحسن جوہر نہایت ہی خوش ہوا اور شکر پروردگار عالم کا بجا لایا گنبد کی طرف توجہ کی

ایک گوشۂ گنبد مین پوشیدہ ہوکے بیٹھا وقت زوال آفتاب ابابیل سوراخ گنبد سے نکلی باہر چلی گئی جوہر نے دیکھا بحساب پیمایش بلندی گنبد پندرہ گز کی ہو گا طرار جست کرکے سقف گنبد مین چمٹ گیا اور حلقۂ کمند سوراخ کے گرد لگائے اور کمند کا سرا اپنے ہاتھ مین لیے انتظار مین بیٹھا مگر جسوقت سے باغ مین آیا تھا ہنوز پوشیدہ ہی رہا تھا قصہ کوتاہ خناز جادو نابکار ابابیل بنا ہوا آیا اور چلا گیا دوسری بار ایسا ہی کیا تیسری بار سوراخ مین داخل ہوگیا پس سوراخ مین جانا تھا کہ حلقۂ کمند مین پھنسا غلام بھی داخل گنبد ہوئے اور پکارے آقا استاد اب حضور کا مزاج کیسا ہے کچھ منہ سے فرمائیے تو اب تو دام دشمن مین گرفتار ہوئے جب غلامون نے بہت فریاد کی خناز جادو مکار اُن سے بولا۔ نظم

حال سگ حال گربہ حال شغال		کس مباد اسیر این احوال		بوالحسن پیلے باین مکان بردہ
چہ بہروشمی چنین حال کرد		من گرفتار رنج و بیم و سلام		طائر الحسم دو نیم [illegible]

پھر کہا اے یار تم کیون آئے جلد جاؤ کہ ایک ساعت تمھارا اور ہمارا ہی اسکے لیجانا وہ بولے اوخر لے وہم اب بتا کدھر جائین جبکہ ایک ساعت مین یہ آفت تجھ سے دفع ہو جائیگی پھر ہم اسوقت حاضر کیون نہ رہین کہ ہم بھی اُس آفت کے دفع کرنے مین کوشش کرین خناز جادو نابکار بہت خفا ہوا اور سوراخ سے سر مجبس باہر نکال کے کہا او ملعونو مین نے اپنی گرفتاری بزور علم نجوم مین دیکھی ہے اسلیے چاہتا ہون کہ اکیلا رہون تم آج جاؤ یہ کہکے چاہا کہ سر اندر کر لے جوہر ایک جھٹکا دیا کمند کا حلقہ گردن مین پھنس گیا دوسرے جھٹکے مین زمین پر گرا اور ہر چند چاہا کہ مکھی یا مچھر بنکے نکل جاؤن لیکن ہنوز ابابیل ہی بنا رہا تا اینکہ قوت قالبی بھی زائل ہوگئی ابوالحسن جوہر نے اُس گیدی کو مع پنجرا ہاتھ مین لیا غلامون نے دیکھا طرفہ ماجرا ہوا استاد جانور بنا ہوا ہے ہر چند کہ وہ بھی ساحر تھے مگر خوف کے سبب بات نہ نکلتی تھی دونون طرف سے خنجر کھینچے ابابیل کی طرف چلے تھے کہ دشمن ڈر جائیگا جوہر نے دیکھا یہ دونون نابکار مع خنجر آبدار پنجرے کی طرف آتے تھے پنجرے کو بلند کر دیا اوران دونون نے اپنا اپنا وار کیا پنجرا اونچا ہو گیا تھا اُسکا خنجر اُسکو اور اُسکا اُسکو لگا دونون جہنم داخل ہوئے اور تیرہ نیچے کے پانی مین رہے ابوالحسن جوہر نے پھر اپنا غائب رہنا خلاف مردی کے جانا آخر ظاہر ہو گیا دیکھا کہ بیچارہ ابابیل کے پنجرے کو زمین پر رکھدیا اور تیغ میان سے لیا اوران نابکارون پر حملہ کیا سحر اُن کا فرون کا بے اثر ہو گیا تھا تنگ بازو سے کام لیا اس صورت مین اگر دو سو ہوتے تو کیا کر سکتے تھے کیونکہ بہادر و جرار ہو گئے مگر جوہر سے مقابلہ ممکن نہ تھا الغرض ابوالحسن جوہر نے اُنسے کہا کہ اے نابکارو تم نے اپنے اُستاد کا حال بھی دیکھا کہ قضاء قدر نے اس بیچارے کو کیونکر اسیر کر دیا دین ابلیس و سامری نے کچھ کام نہ کیا اب تم بھی سحر سے توبہ کرو اور زردشت و سامری پر لعنت کرو دین اسلام بصدق دل قبول کرو تو مین تمھارے قتل سے دست بردار ہون چونکہ پیمانۂ اجل اُن نابکارون کا لبریز ہو گیا تھا انکار کیا اور بعد لاف زنی کے جوہر سے دو چار ہوئے

	یکے را بسر زد یکے را بگردن		سپارا بہ خنجر زد آن شیر افگن

چہارم شد اندر کمندش اسیر | زبان ساخت جاری بشکر قدیر

قتل و اسیر کرنا جوہر کا چارون شاگردان خناز جادو کو اپنی کمند عیاری و چالاکی سے

قصہ کوتاہ اُنمین سے دو اسیر ہوے اور دو بخوف مسلمان ہوے ابو الحسن جوہر نے اُن مردودون کے قتل سے ہاتھ اُٹھایا اور قفس پرستک کو ہاتھ مین لیا جب بخوبی خاطر جمع ہوئی یعقوب حرانی کی فکر کی غلام گوپال سے فرمایا اے گوپال ہمارا برادر یجان برابر کہان ہے تو جانتا ہے اُسنے کہا اے شہریار نامدار اس برج مین ایک کنوان ہے اُس کنوین مین وہ جوان دلاور قید ہے حضرت کچھ آرام فرمائین اور کچھ نوش کرلین تاکہ گونہ قلب کو فرحت حاصل ہو پھر مین آپ کو وہان بھی لیجاؤنگا اور مین آپ کنوین مین اترکے اُس بہادر دوران کو نکال لاؤنگا ابو الحسن جوہر خوش ہوکے بالاے تخت جو کہ لب حوض تھا جلوہ افروز ہوا اور گوپال سے کہا کہ دو چار انار توڑ لاؤ اور جلد شربت تیار کرو گوپال منافق نے کہا بہت خوب اور بجاے خود مشورہ کیا کہ یہی وقت ہے اب نہ چوکنا چاہیے شربت انار تیار کرکے اسمین زہر ملانا چاہیے وہ ولد الزنا ایک بنی کی سمیت سے بھی خوب واقف تھا الغرض اُس نابکار نے شربت بنایا اور چاہتا تھا کہ وہ بنی پیس کے ملائے ابو الحسن جوہر یعقوب کی فکر مین اور شربت کے انتظار مین بیٹھا تھا کہ شربت پیکر زندان چاہ مین جاؤن ناگاہ دیکھا کہ یعقوب حرانی ہمراہ ایک شخص کے سامنے سے چلے آتے ہین جوہر بہت خوش ہوا اور یعقوب حرانی کو گلے سے لگا کے حال پوچھا یعقوب نے بھی اُستاد کے ہاتھون پر بوسہ دیا اور کہا کہ مین در بند چہارم مین بسبب اسکے کو خطاے فاش واقع ہوئی اور اُس عورت نے مجھکو فریب دیا در بند سحر مین اسیر ہو گیا تا اینکہ مجھے خناز جادو کے سامنے لیگئے اُس حرام زادے نے وہ ایک باتین پوچھین اور قتل کا حکم دیا اُس غلام ورتا نام نے کہا ہے اُستاد آدمی کا مار ڈالنا

آسان ہو لیکن زندہ کرنا مشکل ہے بالفعل اسے قید مین رکھیے دیکھیے کیا ہوتا ہو شاید اسی سے کوئی کام نکلے ورنہ دم بھر مین
مار ڈالینگے بارے وہ گیدی چپ ہو رہا اور کنوین مین مجھے قید کیا اور کہا کہ کھانا پانی اسے نہ دیا جائے آپ ہی مر جائیگا لیکن
ورقا نے یہ کام کیا کہ میرا کھانا پانی اپنے ذمہ لیا اور اپنے آقا سے پوشیدہ میری خبرگیری کرتا تھا اور میرے کسی امر مین دریغ
نہ کرتا تھا اور اب مجھے اسی نے کنوین سے نکالا اور بند سحر مجھ سے دور کیے اور میرے قدمون پر سر رکھ دیا اور اپنے مرشد کی
گرفتاری کا حال بیان کیا اور اپنی رغبت دین اسلام کی طرف ظاہر کرتا ہی اور غلام کو شفیع گردانا ہی ابو الحسن جوہر بہت خوش ہوا
اور کہا الحمد للہ پھر کلمۂ توحید اسکو تعلیم فرمایا ورقا از سر صدق مسلمان ہوا جوہر نے اسکی پیشانی سے آثار نور اسلام معلوم
کیے لیکن گوپال حرام زادہ نہین معلوم کسوقت کیا سمجھا کہ زہر کا ملانا مناسب نہ جانا شربت لایا چارون نے اس شربت کو
نوش کیا اس عرصہ مین شام ہو گئی ابو الحسن جوہر نے دونون غلامون سے خزانہ خناز جادو کو دریافت کیا ورقا نے
جہان خزانہ تھا بتا دیا ابو الحسن جوہر نے کہا آج کی شب اسی باغ مین آرام کرین آخر شب کو چلینگے گوپال نے ایک قسم کے
کھانے کا نام لیا اور کہا اس غلام کو خوب اسکے پکانے مین دخل ہو ورقا نے بھی گواہی دی کہ فی الحقیقت خوب مزے کا
یہ کھانا پکاتا ہے ابو الحسن جوہر نے کہا ضرور پکانا چاہیے اس حرام زادے نے گوشت مرغ پکایا جب کھانا تیار ہوا ورقا
کو اشارے سے بلایا اور جو کچھ اس حرامزادے نے کارروائی کی تھی اس سے مطلع کیا اور کہا ہم تم پیہ کھاینگے ورقا کو
فرط غضب سے تاب نہ رہی اور اسی وقت اس حرام زادے کو قتل کیا اور سلطان ابو الحسن و یعقوب حرانی سے
یہ سارا ماجرا بیان کیا اور اس کھانے کو لا کر دکھلایا یعقوب کو جب معلوم ہوا ورقا کو گلے سے لگا لیا اور سلطان نے
دست شفقت ورقا کی پشت پر رکھا اور امیدوار مرحمت صاحبقرانی کیا رات نہایت خوشی مین بسر کی صبح کو کاغذ کا مطالعہ کیا
معلوم ہوا کہ خناز جادو اب زبان انسانی مین کلام نہ کر سکیگا اور نہ ہیئت اصلی پر آئیگا اسواسطے کہ جو اپنے قصد سے اسنے ایسی
شکل بنائی ہو وہی صورت اسکے لیے مقرر رہیگی مگر جسوقت طلسمات کے گردن سے کھول دینگے اور قفس سے باہر نکالینگے تو
البتہ اپنی صورت اصلی پر آجائیگا ابو الحسن جوہر خناز نابکار کی طرف مخاطب نہ ہوا اور وہ نابکار اپنا حال زار دیکھتا تھا اور روتا
تھا اور خون جگر پیتا تھا لیکن شرم سے اس ولد الحرام کے پاس ورقا نہ جاتا تھا ایک مرتبہ آیا تو دین اسلام قبول کرنے کو
کہا اور نصیحت و پند کے کلمات کہے لیکن اس بدبخت کو کب نصیحت اثر کرتی ہی بلکہ اس نابکار نے بنگاہ قہر ورقا کو دیکھا حالانکہ
زبان اختیار مین نہ تھی مگر برا کہنے پر آمادہ ہو گیا قصہ کوتاہ اس رات کو بھی وہین رہنے کا اتفاق ہوا اور جسقدر جواہر اٹھایا گیا
اٹھوا لیا باقی وہین رہنے دیا ورقا نے بخوشی تحویلداری قبول کی اور وہین رہا اسواسطے کہ خناز مردود ازلی کا مقتول ہونا چاہتا
تھا کہ میری اس سے آنکھین چار نہونگی ابو الحسن جوہر نے پنجرا بابیل کا اٹھا لیا اور روانہ لشکر ظفر پیکر ہوا یعقوب حرانی
بھی ساتھ تھا اب راہ مین نہ وہ کنوان دیکھا نہ دریا نہ ثعبان آتش فشان سب فنا ہو گیا تھا پھر دوسرے درہ کوہ سے نکالا
اس ایک درے سے دوسرے درہ مین داخل ہوے علی ہذا درہ بدرہ چلے جاتے تھے تا اینکہ دو درہ اور دوسرے ملے کے

سامنے تھا اُس درہ سے نکلے اور دوسری راہ غیر متعارف مین چلے تا اینکہ نصف شب کو ساعت سعد صغر مین صاحبقران البری لازمت کو لشکر ظفر پیکر مین داخل ہوے حضرت شاہ سرالحق اُسوقت صاحبقران اکبر کی خدمت مین بیٹھے ہوے تھے امیر مجاہد الدین و امیر محمد و امیر سیف الدین وغیرہ امراے نامدار بفضل پروردگار صحیح و تندرست ہو چکے تھے کچھ ضعف کی شکایت باقی تھی صاحب قران اکبر کا حال بھی بافضال ایزد متعال نہایت اچھا تھا حمام فرمانے مین دو دن باقی تھے کہ ابوالحسن جوہر وہ قفس ابابیل لیے مع یعقوب حرانی داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوا پہلے سب سے نظر جمال صاحب قران اکبر پر پڑی کہ وہ صاحب جاہ و حشمت تخت عزت و احترام پر جلوہ فرما ہے اور مطلق آثار علالت چہرے سے نمایان نہین ابوالحسن جوہر بہت خوش ہوا اور اسی وقت صاحب قران اکبر کے سامنے دوگانہ شکر پروردگار عالم ادا کیا بعد اسکے سامنے آیا اور دعا و ثناے شہریاری اس طرح بجا لایا۔ قطعہ

بخوبی ہمچو مہر تابندہ باشے		الٰہی در جہان پایندہ باشے
بفضل ایزدے تا زندہ باشے		ہمہ رنج و الم دور از تو بادا

صاحب قران اکبر نے ابوالحسن جوہر کو آگے بلایا اور گلے سے لگایا اور نہایت خوش ہوے شکر پروردگار عالم بجا لانے بعد اسکے استفسار حال کیا ابوالحسن جوہر نے ابتدا سے انتہا تک جو کچھ واقعہ گذرا تھا سب حسب الارشاد صاحب قران اکبر بیان کیا اور قفس ابابیل صاحب قران اکبر اور شاہ سرالحق کے روبرو رکھ دیا شاہ سرالحق نے اُسکو قفس سے باہر نکالا لیکن رشتہ کمند سے بستہ رہنے دیا برکت دست پاک درویش حق پرست سے زبان اُس جادوگر کی گویا ہوگئی شاہ سرالحق و صاحب قران اکبر و ابوالحسن جوہر نے باتفاق اُسے ہدایت کی کہ دین اسلام قبول کرا اور انواع و اقسام کے دلائل پیش کیے لیکن بمقتضاے ختم اللہ علیٰ قلوبہم و علیٰ سمعہم و علیٰ ابصارہم غشاوۃ و لہم عذاب الیم جواب دیا کہ قتل سے ڈراتے ہو تمہارا دین قبول نکرونگا جبکہ موت تقدیر ہو چکی ہے اُس سے نجات نہوگی اور جو ابلیس مہربان ہوگا تو مجھے بھی تمہاری طرح زندگی جاوید عنایت فرمائیگا ابوالحسن جوہر نے کہا اے شہریار شعر

نرود میخ آہنی در سنگ		باسیہ دل چہ سود گفتن وعظ

شاہ سرالحق جب بجمیع الوجوہ اُس سے نا امید ہوا پھر اُسی پنجرے مین بند کر دیا اور یعقوب حرانی کے حوالے کیا فرمایا اب اس نحس کی خوراک کرم ہی دینا۔

اب راوی سواد اوراق جمشید پلید کا حال قلمبند کرتا ہی

کہ جب خبر صحت صاحب قران اکبر جمشید پلید نے سنی حیران ہوا ضرار سنکوس کو خلوت مین بلایا اور علت صحت اُس منحوس سے پوچھی بولا البتہ یہ فقیر مجہول الاحوال صاحب کمال ہے جسنے تعویذ وغیرہ سے اثر سحر برطرف کر دیا ورنہ قاعدہ سحر ہو کہ جب ساحر

مارا جاتا ہے اگرچہ کبھی اُسکا معرض زوال مین آتا ہے اور اسمین شک نہین کہ خنازجادو زندہ ہے نہین بہشت و دوزخ دونون گم ہوجاتے نہ رہتے اب خبر ان کی منگوا کوئی دیکھ آوے کہ کیا حال ہے غرض جمشید نے عیاران ہوشیار کو بھیج کے خبر منگوائی معلوم ہوا کہ واقعی بہشت و دوزخ دونون موجود ہین اثر سحر صاحبقران اکبر و امراے عالی شان سے برطرف ہوگیا شاہ سر الحق نے ان دونون شعبدونکی جانب توجہ نہ فرمائی تھی اس سبب سے کل دنیا کا اسی طرح سے قیام رہا جمشید اس خبر سے نہایت خوش ہوا اور کہا اے استاد بدنہاد زمین مسحور کبھی بدستور ہے عمود قدرت اور شرارت سحر ابھی تک باثر موجود ہے گیا ڈر ہے معزالدین سے معرکہ آرائی کرونگا اور ابکی بار اسے زمین مسحور پر لیجا کے ایسا گرز سر پر لگاؤنگا کہ فوراً ہلاک ہوگا مین بھی دیکھتا ہون کہ فقیر کہانتک دعا و تعویذ سے کام لیتا ہے شمشیر قدرت بھی پھر سے قبضہ مین ہے امراے معزالدین کو ایکی مرتبہ فنا کردونگا اور جبکہ معزالدین نہ رہا تو امرا کیا کرسکتے ہین فمارنکوس نے کہا آپنے نہایت خوب اور درست کہا لیکن کچھ ورزش بھی شروع کرو سے اور دو تین روز عیش ہو توقف رکھو جمشید نے کہا بہت مناسب بدل قبول و منظور ہے مگر خنازجادو گرفتار ہوگیا ہے آثار سحر سب طرف سے کمزور ہوے جاتے ہین بلکہ داغ شقاوت کا بھی نصف رہگیا ہے لضرون شاہ و بکران شاہ و اشبوط ویلم وغیرہ کے بھی دل پھرنے لگے دوسرے دن جو کیدی نے دربار کیا تو ان سب نے سجدہ کرنے مین عذر کیا جمشید سمجھ گیا کہ عرصہ سے داغ شقاوت نہین دیکھا ہے یہ اُسکا باعث ہے دولت کو پیشانی کو کسی حیلہ سے دکھانا چاہیے اسوقت کچھ نہ کہا اور اشبوط وغیرہ سے ہمکلام ہوتے ہین جو کہا سنا کہ سابق مین کہتے تھے نہین بدل دیا جمشید کو صاحبقران خود پرست کہا گیدی حیران ہوا انتظار مین شب کے رہا لیکن صاحبقران اکبر کو پیام بھیجا کہ اے معزالدین مین نے عمود قدرت سے تیرا غرور حال کردیا تھا پھر خداوند نے تجھے شفا عنایت کی اسلیے کہ مجھے پہچانے اور اپنا خالق جانے اور اگر نہ جانے گا تو میرا نقصان کیا ابکی دفعہ تجھے اور تیرے امرا کو میدان مین عمود اور شمشیر قدرت سے معدوم محض کردونگا صاحبقران اکبر نے کہلا بھیجا کہ تجھے اولیا سے سمجھتا ہون بسبب مین تو تری بھی بچہ آداکش نمک حرام جسمین فرساق زیادہ کو نہ کہ میدان مین آتو سمجھا جائیگا اشبوط وغیرہ ایک جگہ بیٹھ کے اپنے اپنے خیمون مین گئے اور باہم جمع ہوگئے کہا کہ ہمنے ابتک اس نابکار کو کیون سجدہ کیا اشبوط نے کہا مرضی خداوند ویلم کی یونہین تھی مجھے وحی آئی کہ تو چندروز جمشید کی متابعت کر سابق مین بھی تو پیغمبرون نے ظالمون کی متابعت کی ہے مسلمان اس مسئلہ کو خوب جانتے ہین اقیموس نے کہا کیے خواہش خداوند سلع کام بخشی یہ کام نہین ہوا لیکن اب نہ کرونگا جمشید کیا گیدی ہے جو ہمین اسے سجدہ کرنا بکران خارجی بولا کہ تقلید و مردان تم سے بیزار ہین کہ تم بیہودہ گوئی کرتے ہو بیہودہ گوئی سے اپنے بیٹون کو مقتول کیا اُنکے کان مین جو یہ صدا پہونچی وہ اپنے دلبند کو یاد کرکے خوب روئے لضرون نے کہا میرے گمان مین فمارنکوس نے ہمین مسحور کیا تھا داغ سحر دکھا کے ہمکو رام کیا اور ہمارے بزرگ ہم سے غافل رہے غالباً کسی تقصیر پر یہ سزا دی اور پھر دست توجہ ہماری طرف پھیرا کہ ہم اپنے افعال بد سے بیزار ہوے اشبوط نے دم بھر آنکھ بند کی اور بولا ابھی وحی خداوند ویلم کی طرف سے مجھے پہونچی کہ لضرون شاہ سچ کہتا ہے اقیموس و بکران نے بھی تصدیق کی اور اُنہین سمجھا

ہوگیا اس امر پر کہ جو کوئی دین و آئین رکھتا ہو حق ہے کوئی کسی کے دین کو باطل نہ کہے اتنے مین ابوحاکم پہونچا اُس سے نصرون
و بگران سے بڑا اخلاص تھا اُس سے احوال مذکورہ پوشیدہ نہ کہا ابوحاکم نے کہا قسم ہے خدا کی کہ مین کل سے اسی فکر مین تھا
اور ابھی تک وہ فکر ہے کہ جمشید پلید کس دلیل سے ہمارا خدا و نہ قابل سجود ہوا ہان سحر سے البتہ ہمارے دلون کو متغیر
کر دیا مگر اب اس سے نفاق پیدا کرنا مناسب نہین ہے اسلیے کہ اگرچہ قابل سجدہ نہین لیکن دشمن معزالدین تو ہے اور ہمیرے
اعتقاد مین جو کوئی معزالدین کا دشمن ہو یا اُسکو قتل کرے مین اُسکو بیشک خدا اپنا جانونگا اسکی وجہ یہ ہے کہ خدا سے
اسکی ہلاکت کی دعائین مانگتے مانگتے زبان گھس گئی کچھ فائدہ نہوا خیر اب ہم ابوحاکم کو قاتل معزالدین سمجھتے ہین اور
واقعی معزالدین کا اگر قاتل ہے تو وہی ہے بگران شاہ نے کہا مقدمۂ عداوت معزالدین مین بھی تیرا شریک حال ہون میرا
دل بھی یہی چاہتا ہے کہ اسکا استیصال جلد ہو اشبوط دیلم اور نصرون نے کہا ہم بھی ایسا ہی کچھ چاہتے ہین الغرض
آپس مین یہ اقرار قرار پایا کہ اب حریف مثل جمشید کے کوئی نہین ہے کسی طرح اس سے بگاڑنا نہ چاہیے اول اُسکے ڈر
سحر سے سجدہ کرینگے اس امر کو بخوبی قرار دے کر اُس مقام سے متفرق ہو گئے اسطرف کا حال سنیے کہ ابوالحسن جوہر
صاحب قران اکبر کے حکم سے پھر حکیم قسطاس کی خدمت مین گیا فضل الٰہی سے راہ ملی وہ گمراہی دور ہوئی شکر خداوند قدیر
کا بجالایا در باغ قصر النیرین مین پہونچا اور حکماے عالی منزلت کو مشغول کار صاحبقرانی دیکھا کہ از روے علم نجوم و طلسم
و حکمت دروازہ عجائبات قسطاسی اور قصر کے بیچ مین دریا جو واقع تھا اُسکا پل بنایا ہے پہلے مرقوم ہو چکا کہ دروازہ دوم
طلسم اجرام و اجسام قصر النیرین کے مقابل ہے اور وسط مین دریا ہے صاحب قران اکبر کی کدخدائی باغ مین مقرر ہوئی ہے
اور عروسان ماہ پیکر کا مقام قصر اخضر اور طلسم اجرام و اجسام مقرر ہے جسطرح قلعۂ یاقوت نگار مین عقد صغریٰ ملکۂ صبح رو
اور ملکۂ صبح دل کشا سے ہوا قصہ مختصر سلطان ابوالحسن جوہر حکیم صاحب بزرگ کی خدمت مین پہونچا اور قدمبوس ہوا اور
جفاے روزگار و ظلم ساحران بدشعار سے با شک خونی رو دیا کیا اور تمام احوال صاحبقران والامقام کا اور لشکر اسلام کا اور
جمشید کی شرارت و دعوی باطل خدائی کا اور ہنگامہ خناز جادو کا اور شاہ سراحق کا تشریف لانا اور اس طلسم کا فتح کرنا اور
خناز جادو کو گرفتار کر کے روانہ کرنا بصورت ابابیل ایک پنجرے مین اور پہلے اپنا قصد اسطرف کا کرنا اور راہ بتانا مفصل بیان
کیا حکیم قسطاس الحکمت نے جو یہ حال شاہزادہ معزالدین کا سنا رنگ چہرے کا پرواز کر گیا اور ایک آہ سرد دل پر درد
کھینچ کے اشک حسرت دیدۂ عبرت سے بہائے خدا کو بعظمت و جلال یاد کیا اپنے شاگرد حکیم ابوالمحاسن
کی طرف دیکھ کے فرمایا سبحان اللہ بندہ ہر طرح عاجز ہے بشر کی کیا قدرت محض مجبور ہے کسواسطے کہ باوجود علم
اس ہیچمدان کے نام پر مقرر ہے حکم الٰہی جو تھا احوال معزالدین سے بے خبر رہا میرے فرزند کا غائب ہونا اُس بیتوس
مجھکو خبر نہوئی مگر شکر ہے پروردگار کا کہ جسنے چشم بصیرت عطا کی ہے بندے کو تکبر وغرور سے بچایا ورنہ قاعدہ سحر ہے کہ جب ساحر
کا صحیح و سالم بھی ہونا سنوایا اور یہ دوسری حکمت اُس حکیم مطلق کی تھی کہ ایسی

شاہ سر الحق کے تمام پر ہوئی اور دیکھو کہ ہزار نقش طلسم اور تمام جہان کے علم کلام الٰہی کے سامنے لغو اور جہل ہیں پھر اصطرلاب سے ارتفاع آفتاب کو ملاحظہ فرما کے زایچہ کھینچا احوال استقبال شاہزادہ معز الدین اور لشکر ظفر پیکر اسلام کا معلوم کیا صاحبقران کو رقعہ لکھا ابو الحسن جوہر سے فرمایا ای فرزند الحمد للہ و المنۃ کہ اب کوئی آفت و محنت ارضی و سماوی و مشقت و مصیبت صاحبقران اکبر اور لشکر ظفر اثر کے واسطے مقدر نہیں ہی جو کچھ ہونا تھا ہو گیا ظاہر او تین دن میں جمشید پلید و تمیرہ کفار عذاب شدید سے مستاصل ہونگے ایک رقعہ اشتیاقیہ شاہ سر الحق کو بھی لکھا ہی اور یہ بھی فرمایا کہ سبحان اللہ کیا کوئی جن اسوقت تک لشکر صاحبقران میں موجود نہ تھا جو ہمکو اطلاع دیتا بارے تقدیر بارے اور مشیت ایزدی اسی طرح جاری ہوئی کہ صاحب قران زخمی ہوں اور لشکر فتح پیکر منتشر و پریشان ہو اسکے اسباب ایسے مہیا نہوتے تو اس نوبت کو یہ معرکہ کیوں پہونچتا قصہ کوتاہ ابو الحسن جوہر نے تیاری تیل وغیرہ کا سامان دیکھ کے کہ جو حکیم صاحب نے مہیا کیا تھا خدا کی بزرگی و عظمت کو یاد کیا اور حکمت حکما عالی منزلت دیکھ کے حیران ہو گیا صاحب قران کے طالع کی بہت تعریف کی پھر حکیم صاحب سے اجازت چاہی فرمایا خدا حافظ ای صاحب قران فن عیاری سے ہم بھی آئینگے اور تماشا ئے جنگ دیکھینگے الحاصل جوہر وہ دونوں رقعہ لیے ہوے روانہ ہوا اور صاحب قران کی خدمت میں حاضر ہوا رقعے دیے اور زبانی بھی حال بیان کیا صاحب قران نے وہ رقعہ ملاحظہ فرمایا انمیں یہ مضمون رقم تھا کہ ای فرزند طرفہ بیخبری تم سے واقع ہوئی کہ ایسے وقت میں غفلت کی تم دونوں پر سحر کا فر اثر کر گیا خیر انچہ گذشت گذشت باقی رقعہ شاہ سر الحق تعریف و تحسین و اشتیاق ملاقات پر مشتمل تھا اب راوی حال خرابی آل جمشید پلید کی مرگ و فنا کا مع استیصال جملہ اشرار و کفار کے گذارش کرتا ہے راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہیں کہ جمشید پلید نے جب صحت صاحب قران اکبر اور امرا سے ... کی خبر سنی پہلے تو متحیر و مکدر ہوا آخر جیسا کہ مرقوم ہو چکا ضار منکوس منحوس کو بلا کے کہا کہ اب صاحب قران ... پھر کر حیست باندھو اس معنی سے ابھی تک وہ خود رفتہ بیخبر و غافل تھا کہ ستارہ اقبال مغرب ادبار کے قریب پہونچا ... و دود نخوت دماغ سے نکلا چاہتا ہی قصہ مختصر صاحبقران کو پیام بھیجا تھا جواب اسکا چونکہ سخت تھا اُسکے نہایت بد دماغ ...

بفرمود آن کافر کینہ خواہ	گفتا از تو آرایش رزمگاہ
کہ فردا بمیدان کین سر دم	بکین دلیران دین می روم
کنم چون برآید ز چرخ آفتاب	زمین را بخون دلیران خضاب

... دنگا ... بیہودہ گوئی سے ا... تخت ذلت پر بیٹھا حکم دیا کہ تمام دلیران پرخشم و کین انجمن میں حاضر ہوں گیدی نے اُس شب میرے گمان میں ضار منکوس ... تعریف بیان کی اور کہا ای حاشیہ نشینان بساط خداوندی فرعون نے جانبی برس کسی تقصیر پر یہ سزا دی اور ... دے لیے بھی مگر اُنکے پاس مال و دولت کی یہ کثرت نہ تھی میرے برابر کب ہو گی اور ... بولا ابھی وحی خداوند عالم کی طرف سے ... ن کو کب میسر ہوئی اگر تم مجھے سجدے کرتے ہو بیجا نہیں ہو اب تم پھر سجدہ کرو

تو کل تمھارے دشمن کو ایک ہی ضرب عمود قدرت سے خاک مین ملا دونگا اور تمھارے دلون سے ان تردد کو نکال ڈالونگا ابو حاکم اس کلام سے اُچھل پڑا اور کہا ای خداوند مین اوروں کی طرح تجھ سے برگشتہ نہیں ہون لے دیکھ مین سجدہ کرتا ہون جمشید نے کہا جو لوگ مجھ سے برگشتہ ہین انکو مجھے دکھا دے تاکہ مین آ لنسے مواخذہ کرون یہ کہکے داغ شقاوت دکھادیا ہر چند کہ کوئی اعتقاد نہ لایا اور وہ فساد رفع دفع ہوا لیکن اُس جماعت نے طمع سے سجدہ کیا جمشید تمام رات شراب کباب مین مشغول رہا جب ایک ساعت رات باقی رہی غلبہ خواب سے سوگیا مگر طبل جنگ کی صدا لشکر شکست اثر سے بلند ہوئی لشکر اسلام مین بھی صاحب قران نے فرمایا ہمارے یہان کوس حربی بجے ○

دہل زن دہل زد بہ تحسین او		ببین دین او دین او دین او

نقارخانہ سلیمانی و خورشیدی نوازش مین آئے مگر حضرت شاہ اسرار الحق نے احوال عمود و تیغ اور زرہ مین مسحور سے صاحب قران کو مطلع کیا یعقوب حرانی سے فرمایا کہ اُس حرامزادے کو قفس سے باہر نکال کر لاؤ جب وہ سحرہ شاہ صاحب کے سامنے آیا شاہ صاحب نے خود اپنے ہاتھ سے اس مردود کو کنہ سے کھولا اور نصیحت شروع کی جب اُس سیاہ قلب نے انکار شنا اسی صورت سے بنا کرکے یعقوب حرانی کے سپرد کیا اور یعقوب کے کان مین یہ بھی کہدیا کہ جب زبان اسکی گویا ہو فوراً تم اسکی زبان کاٹ ہی ڈالنا جب ہاتھ پاؤن کھول دوگے یہ ملعون اپنی صورت اصلی پر ہو جائیگا پھر تم جسطرح چاہنا قتل کرنا اور عمود و ستم منگوایا اور اُس پر ایک نقش لکھا اور کہا جمشید پر و یٹین تن ہر پیا آپکے اسپ و سلاح و طلسم سحر پر غالب ہوگا

در اندیشہ کردن کشان یک بیک		کہ فردا ایکام کہ گردد فلک
کرا تاج اقبال بر سر نہار		کرا تخت تابوت بردر نہد
زمانہ کرا کارسازے کند		ستارہ بکا سے کہ بازی کند

جب زنگی شب نے اپنی سیاہی نظر خلائق سے ناپدید کی اور خسرو آفاق تخت فیروزہ رنگ فلک پر جلوہ گر ہوا ایک جانب سے جمشید لعین مع تمام قران برکین و مردودان بے دین مانند اسپوط دیلمی و بگران شاہ خارجی نجاشی ابو حاکم فرود نصرون شاہ ربیعی القیموس زنگی و قلیموس فرنگی شاہ بہادر سقطی کے میدان رزم مین صف آرا ہوا اسطرف دلاوران نامدار بہادران تہور شعار پہلوانان سپر افگن تاجداران شمشیر زن ہزبران بیشہ کین و دلیران نصرت قرین مانند مجاہد الدین امیر جلال الدین علی امیر شجاع الدین امیر معظم الدین امیر رفیع الدین امیر خلیل الدین امیر محمد امیر سیف الدین امیر سلطان امیر یوسف امیر اسعد الدین امیر یعقوب امیر کامل الدین امیر نورالدین امیر سراج الدین امیر عبداللہ امیر شوکت الدین امیر اسحاق امیر نصیر الدین سعید ابن منصور صیفور نیزہ باز عمران بن جنید الواح بن القوم شرفیل بن اسماعیل سمعاج افرد ایلیال زنگی آہو کہ جب سالار

عامر مصری سالک مصری ہامان دمشقی شامان شیقور مغربی کافور مغربی وغیرہ کے غازیان رزم خواہ سوار ہوئے
صاحب قران اکبر بندہ برگزیدہ حضرت داور

دُر آورد پا در رکاب سمند		مسیحا برآمد بچرخ بلند	
ز ہر سو برآمد غریو اسپند		سلیمان روان شد بہ تسخیر دیو	

سرداران طلسم بیضار کا بظفر انتساب میں سکے تحریر اسامی واردین طول ہے اور نائب طلسم سبع سیاع مانند شارق شاہ
ملک ثاقب اثمر وغیرہ بھی آج حاضر ہوئے تھے اسی طرح بنی آدم سلاطین طلسم بیضا تھے مثل ملک الفویہ اور آذر شاہ و
سلطان شاہ و ابو عامر کی جب صفیں آراستہ ہوئیں اور ابھی تک کسی نے عزم محاربہ نہ کیا تھا کہ تتق گرد نمودار ہوا ہر طرف
کے جاسوس خبر کے لیے دوڑے یکایک دو سو علم سو ہزار سوار کی علامت نمودار ہوئے جب تحقیق کیا تو لالان مصری مالان
مصری دو پہلوان بدست جمشید خود پرست کی مدد کو آئے تھے وہ فرستادہ اسکے پدر قرساق کافور زنگی کے تھے ابھی
اُس نابکار کی ملازمت سے کامیاب ہوئے تھے کہ اور گرد میدان کی جانب نمایاں ہوئی جب وہ من گرد چاک ہوا ڈیڑھ لاکھ
فوج دریا موج کے نشان نظر آئے معلوم ہوا کہ وہ فوج الماس زنگی کی ہے اُس اشرار قوی ہیکل کے ہمراہ مثل سیلاق
زنگی۔ نیلاق زنگی۔ کرمان زنگی۔ مرجان زنگی۔ لاقوس زنگی دجال زنگی وغیرہ کے بت پرست تھے اور وہ مردود جمشید پلید
کے باپ کا خالو تھا اور سنا کہ یا کہ خواہرزادہ اُس مردود کا زیر تحمل اہل اسلام سے لڑتا ہے واسطے مدد کے آیا تھا اسی طرح
کیوان گنبد سر ساٹھ ہزار سوار جرار آتش بار کی جمعیت سے شبوط دیلمی کی مدد کو آیا تلوخ شیر پیشانی بھی ڈیڑھ لاکھ سوار سے
مدد کو نصرون شاہ ربیعی کی پہونچا۔ نجاشی القیموس زنگی بکران شاہ خارجی وغیرہ کی مدد کو سب دو لاکھ سوار آئے اور
ملازمت جمشید بجا لائے تو لاکھ کے قریب مجمع کفار تھا تمام صحرا عساکر کفار سے مملو کہنا چاہیے جمشید پلید نے ہر ایک
کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا شام ہوگئی تھی پلید نے کہا آج لڑائی موقوف رکھنا چاہیے اور اپنے اپنے مقام استراحت پر
آرام کریں اور بادولت کا خیمہ آرام گاہ یہیں برپا کیا جائے کہ آج رات ہم یہیں بسر کرینگے جب اُس کافر نے یہ حکم دیا صاحبقران
اکبر نے بھی حکم دیا کہ ایک خیمہ ہمارا بھی یہیں برپا کیا جائے ہم بھی آج شب کو یہیں رہینگے الغرض جمشید کے دربار دار سب
[illegible] آکر جمع ہوئے اُس گیدی نے کہا ای بندگان من دیکھو قدرت میری کہ ایک روز میں کس قدر فوج واسطے تمہاری امداد
[illegible] دنگا [illegible] کہکے داغ شقاوت دکھایا کسی نے تصدیق کلام اُس بد انجام کی نہ کی اور کوئی بخوف جان انکار بھی نہ کر سکا مگر
بیہودہ گوئی سے [illegible] ولد الزنا کے معتقدان خاص سے تھے اُنھوں نے سجدہ کیا اور اکثر نے دانستہ تغافل کیا چنانچہ بکران شاہ
میرے گمان میں خدا رشکوس سعی وغیرہ اہل تغافل سے۔ بعد اسکے شراب کی کشتیاں اور خوان گزک کے آئے جمشید پلید خود
کسی تقصیر پہ شہزادی اور دیگر سرداران وسلاطین کو جام مرحمت کیے ان مردودوں نے زہر مار کیے جب نشہ شراب سے
بولا ابھی وحی خداوند دیلم کی طرف سے ہے اے ہوا خواہان من اے دشمنان جان معز الدین و خدا پرستان آج رات کو ہم سب عہد کریں

اور سب اپنے اپنے ایمان کی قسم کھاؤ اور اس جنگ کو جنگ آخری جانو میرے پاس اتنی فوج آج جمع ہو کہ میں گمان کرتا ہوں عالم
میں اب فوج کا نام نہیں رہا اور انمیں ایک ایک سردار پیل تنی و روئین تنی میں اپنا نظیر نہیں رکھتا پھر آج میرا مقابل دوسرا
دنیا میں کون ہو اور نہ کوئی ان سلاطین سے ایسا ہو کہ جو مجھے جواب دیلیگا یا معز الدین سے خصومت نہ رکھتا ہو پس تم سب کو
قسم میں اپنے سر بخس کی دیتا ہوں کہ کل جنگ و جدل جب شروع ہو اور جبتک مقدمۂ جنگ یکسو نہو معرکہ سے منہ نہ پھیرنا سب
حسب مراتب ایک ایک دفعہ اوٹھے اور جمشید پلید سے عہد کیا اور قسمیں کھائیں اور قتل صاحب قران پر سب نے اتفاق
کیا معہذا سب نے گالیاں بھی اپنے کو دیں اسطرف صاحبقران نے اگرچہ کسی سے عہد نہ لیا لیکن زبان مبارک پر یہ کلمہ جاری
فرمایا کہ انشاء اللہ الرحمن ہم بھی جبتک کہ معاملۂ جنگ فیصل و طے نہ کر لینگے جدال و قتال سے ہرگز دست بردار نہونگے قصہ کوتاہ جب
کفار عہد و پیمان نسبت مقابلہ صاحب قران کے اور قتل و غارت یزدان پرستوں کے کرچکے اور سامان جنگ سے فارغ ہوئے

دگر روز کین آتشین آفتاب　　برانگیخت آتش ز دریای آب

جمشید پلید مع جمعیت کفار سوار ہوا اور میدان جنگ کو درمیان میں چھوڑ کے تخت روان پر سوار ہو کر کھڑا ہوا ادھر سے
صاحب قران نامدار مع سرداران دشمن شکار زینت بخش میدان کارزار ہوئے ابھی طرفین سے کوئی میدان کارزار میں نہ آیا
تھا کہ جمشید نے چاہا صاحب قران کو خود بلائے اور مقدمہ جنگ یکسو کرے کہ نالان مصری الماس مصری و عیسیٰ
گھوڑوں سے اترے اور آگے تخت جمشید کے آئے اور کہا کہ صاحب قران خود پرستان اب تک تمہارے اور ہمارے
پہلوانوں کے باہم جنگ تھی اب ہماری نوبت آئی ہے اگر تم جاکے معز الدین کو مارو گے جنگ مغلوبہ ہو جائیگی ہمارے
دلوں میں ارمان جنگ کا رہجاویگا اور حوصلہ نہ نکلیگا ہر چند کہ اس مغلوبہ میں بھی ہم صاحب قران کو قتل و غارت کرینگے
لیکن اس ہنگامے میں کون کسی کی جانفشانی و کاردانی دیکھے گا اسواسطے ہم چاہتے ہیں کہ تمہیں اور دیگر سلاطین کو اپنی
اپنی بہادری و دلاوری دکھائیں اور انعام و اکرام پائیں عزت و آبرو بڑھائیں جمشید نے کہا ای دلاوران نامدار و بہادران
تہور شعار اگرچہ میرا ارادہ یہی تھا کہ میں ایک ضرب عمود قدرت سے معز الدین کو ہلاک کروں کہ یہ قصہ ہی نہ رہے لیکن اب
مجھکو تمہاری دلشکنی کسی طرح گوارا نہیں ہے اچھا کیا مضائقہ ہے تم لوگ اپنے اپنے دل کا حوصلہ نکالو اور مکر و فن سپہ گری دکھاؤ
بعد اسکے جیسا ہونا ہے ہو گا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ گوشہ بیابان سے گرد نمایاں ہوئی جب دامن گرد چاک ہوا ساٹھ علم
ساٹھ ہزار سوار کی علامت نمایاں ہوئے اور لشکر طرفین اسی گرد کی طرف نگران تھے جاسوس لشکر کے خبر لائے کہ شاہزادہ
فلک احتشام پہلوان عالی مقام مرزبان بن بہرام دریا بارگیری سے صاحب قران عالی شان کی مدد کو آیا ہے بعد اسکے
عوجان بن مرجان چالیس ہزار سوار جرار سے وارد ہوا یہ شاہزادہ دریا بار صفری کا تھا انکی داستان جلد اول عہد نامہ
میں بالتفصیل مرقوم ہے دوبارہ حاجت بیان کی نہیں ہے یعقوب حرامی لشکر اسلام سے واسطے خبر کے گیا تھا حال
دریافت کر کے خدمت صاحب قران گردون حشم میں عرض رسا ہوا۔ جہان پناہ نے امیر محمد اور امیر یوسف الدین کو

اُنکے استقبال کے لیے بھیجا دہ دونون شاہزادے عالی گہر کے چتر یاقوت کو دور سے دیکھ کے گھوڑون سے اُترے جب قریب پہونچے رکاب ظفر انتساب کو بوسے دیے صاحبقران عالی مقام نے بھی دست شفقت اُنکی پشت پر رکھا اور کرم و اخلاق خاندانی کو کام فرمایا خود بھی گھوڑے سے اُترے اور معانقہ کیا بعد اُسکے حال پوچھا اُس نوجوان ذیشان نے عرض کیا ای شہریار عالی وقار غلام مدت سے مشتاق ملازمت تھا لیکن مجبور رہتا تاہم حالات مزاج حضور سے واقف ہو جایا کرتا تھا ہنوز یہ باتین ہو رہی تھین کہ دوسری جانب میدان سے گرد ایسی تیرہ و تار نمایان ہوئی کہ لعنت اللہ تمام میدان کارزار تیرہ و تار ہو گیا جب دامان گرد چاک ہوا معلوم ہوا کہ پہلوان عالی نژاد شدید بن شداد اسی ہزار سوار جرار کی جمعیت سے مع ملک آفاق شاہ آیا ہی شاہزادہ امیر خلیل سمعاج اژدر و مرد البطال زنگی استقبال کو گئے اور نہایت عزت و حرمت سے لائے حسب دستور دور سے پیادہ ہوا اور آکر رکاب صاحبقرانی سے آنکھین ملین بوسے دیے آفاق شاہ بھی قدمبوسی سے کامیاب ہوا صاحبقران گھوڑے سے اُترے انسے بھی معانقہ کیا اور مورد عنایت خسروانی ہوا مزاج پوچھا حال دریافت فرمایا شدید بن شداد نے ابتدا سے انتہا تک سرگذشت عرض کی اُس درویش کا سلام شاہ اسرار الحق کی خدمت مین پہونچایا صاحبقران اکبر نہایت خوش ہوکے تحسین و آفرین کی سمعاج اژدر کو اُسکے بھلیجے کی شفا سے کامل وصحت کامل کا مژدہ دیا اولاد کثیر جناب عالی کی ہے صاحبقران نے فرمایا ہمنے شداد کو بخشی سمعاج اژدر نے عرض کیا غلام کا فخر ہے ظہر کا وقت تھا ناگاہ نالان مصری پیادہ ہوا اور دو بارہ جمشید کے پاس واسطے رخصت کے گیا اور رخصت طلب کی جمشید نے جام شراب دیا رخصت کیا نالان مصری میدان مین آیا اول جمشید کی تعریف کی بعد اسکے اپنی صفت و ثنا کی اور لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہوکے پکارا ای دلاوران میدان رزم ایک مدت تم صاحبقران خداپرست وغیرہ سلاطین سے لڑتے ہو لیکن ہم پر تمھاری جرأت ظاہر نہین ہوئی اب راہ دور سے چند گبر مغرور تمھاری جنگ کے مشتاق آئے ہین توقع ہی کہ آج کوئی بہادر مرد میدان مین آوے شاہزادہ عوجان بن مرجان نے سب پر سبقت کی مرکب سے کود خدمت صاحبقران عالی شان مین آیا اور عرض کی التجدید الجدید یعنی وہ نیا آیا ہی اور امیدوار اجازت ہی ہر چند صاحبقران نے فرمایا ای شاہزادہ عالی جاہ تم ہمارے مہمان ہو تماشا دیکھو دلیران نامدار اُس کافر سے لڑنے کو بہت ہین مجھے شرمندہ نہ کرو مگر اُس بہادر نے قبول نہ کیا منت سماجت سے آخر رخصت لی اور تنگ مرکب صبا دم کو دیکھکر سوار ہوا اور میدان مین پہونچا

وہ چہ مرکب کہ برق یا بادے
طرفہ دیوانہ پری زادے
برق جولان و ابر پیکر بود
سیر او با صبا برابر بود
وقت جولان او فلک حیران
کہ ندیدست این چنین جولان

قصہ مختصر شاہزادہ عوجان بن مرجان دریا باری مقابل نالان مصری آیا نالان نے کہا ای دلاور تیرا کیا نام ہی اور کہان کا

رہنے والا ہی سنا ہی عزیزان معز الدین سے تو ہی سچ کہنا معز الدین سے کیا قرابت رکھتا ہی شاہزادے نے کہا او مغرور بدبخت ابلیس پرست تجھے قرابت وغیر قرابت معز الدین سے کیا مطلب تو حریف ہی حربہ کر یا نسبت وغیرہ کہیں تجویز کی ہی کہ تو حسب و نسب کو دریافت کرتا ہی نالان مصری نے کہا میں اسواسطے پوچھتا ہوں کہ اگر تجھے قتل کروں تو میرے واسطے موجب فخر ہو کہ فلان نے اعزاے معز الدین سے ایک کو قتل کیا شاہزادے نے کہا او بدبخت و کوتہ اندیش ؎

نبرد دلیران کجا دیدهٔ		همین خویشتن را پسندیدهٔ	
تو ای گبر دانستی این از کجا		که برمن ز دست تو آید قضا	
ز میدان فتنه بکن خاک بسر		ز عکس قضیه نداری خبر	

نالان نے کہا ای بہادر خوب بات ہی اگر تو حقیقت سے مطلع نہیں کرتا مگر اپنا نام تو بیان کر شاہزادے نے فرمایا تیرے سوال کا جواب وہ ہی کہ جو رستم نے اشکبوس کو دیا تھا اُسنے پوچھا کیا سوال تھا اور جواب کیا دیا شاہزادے نے فرمایا جب اشکبوس نے وقت جنگ نام رستم پوچھا رستم نے جواب دیا ؎

مرا نام من نام مرگ تو کرد		زمانه ترا تنگ ترک تو کرد	

وہ ملعون یہ سوال و جواب شاہزادے سے سُنکے چپ ہو رہا اور غضب میں آکر جو گرز گران سر ہاتھ میں تھا شاہزادے کے سر پر مارا اس دلاور میدان نے اُس وار کو روکا اسی طرح اُس پلید نے پے در پے تین گرز مارے اور شاہزادۂ والا جاہ نے بھی متواتر تینوں وار دفع کیے اور فرمایا خبردار باش ای حرامزادے ہر چند کہ ضرب کا جواب ضرب ہی اور تو نے پے در پے کئی ضربیں لگائیں اب ایک ضرب کو وہ شکن مجھ سے بھی لے یہ سُنکے نالان مصری نے اُسی گرز کو پناہ سر کیا شاہزادے عالی منزلت نے اُس گرز پر گرز ایسی ماری کہ وہ گرز تاب ضرب شاہزادہ نہ لا سکا ہاتھ خم کھا گیا اپنا گرز اپنے سر پر بیٹھا اور اوپر عمود شاہزادۂ دوران کا معین ہوا یعنی سر و گردن دونوں مع گرز حصہ دق سینہ میں اُتر گئے اور گھوڑے کی کمر [illegible] راکب و مرکب دونوں خاک میں مل گئے نالان مصری کے بھائی نے ایک نعرہ ہاے کا مارا اور حماقت و خجالت سے جمشید کی طرف دیکھا اور کہا ای جمشید لعنت خدا ہی تجھپر اور تیرے مذہب پر کہ تیرے شومی بخت سے میرا بھائی ایسا جلد مارا گیا یہ کہا اور گھوڑے کی باگ لیکے فوراً میدان میں پہونچا اور شاہزادے پر شمشیر آبدار کا وار کیا اُس بہادر دوران نے وار اُس کافر کا رد کیا۔ راوی کہتا ہی کہ اُس گبر نے ایسی پے در پے شاہزادہ پر تلواریں ماریں کہ شاہزادہ کو تلوار کھینچنے کی مہلت نہ دی آخر کار تلوار ٹوٹ گئی شاہزادہ نے فرمایا باش او لطفہ حرام سگ نجس مجھے بھی تو ضرب کی فرصت دے یہ کہکے فوراً تلوار میان سے لی اور ایسی ایک ضرب اُسکے سر نجس پر لگائی کہ سر و خود و مغفر کاٹ کر سینہ کا فرمیں در آئی جمشید پلید اگرچہ دل میں آزردہ ہوا مگر ظاہر میں کہا واہ کیا خوب جواب دیا کہ یہ بدبخت بد اعتقادی میں مارا گیا میں نے بھی تقدیر کی تھی کسی نے اُس کتے کے بھونکنے کو بند سُنا پھر گبہدی بولا مجھے شرم آتی ہے اس مفلوک سے کیا لڑوں اور کس

ادنی پر تلوار کھینچون ہان اور کوئی بہادر نام آور نکلے تو پھر دیکھیے اُسکے بدن سے جان کسطرح کھینچ لیتا ہون کہ جسم کو مطلق خبر نہو بعد اُسکے پالان نالان کا بھائی واسطے انتقام خون برادر کے جو کہ مارد اشبوط کو آیا تھا میدان مین آیا اور مارا گیا بعد اُسکے کیوان کُند سر میدان مین آیا وہ بھی جہنم واصل ہوا اشبوط دیلمی نے سر اپنا پیٹ لیا اور کہا ای جمشید تیری خداوندی مین خاک پڑگئی اور خدائی اُلٹ گئی میرا بہت بڑا رفیق مارا گیا اگر یہ زندہ رہتا تو میرے لیے بہتر تھا کہ خداوند دیلم نے ہماری مدد کے لیے بھیجا تھا مگر تو بڑا کمبخت ہو کہ کہا جلدی ایسا پہلوان بہادر مارا گیا تیرا اقبال ادبار سے بدل گیا خداوند دیلم نے تجھپر اپنا غضب نازل کیا جمشید پلید نے نہایت آزردہ ہوکے کہا اوقرمساق کیا بکتا ہو ارے کوئی ہی مارو اس بدبخت کو۔ یہ سُنکے لوگ دوڑے الفیموس اشبوط کے بچانے کو آگیا خنافر منکوس منحوس بھی آگیا اور کہا بندہ دل سوختہ ہے خداوند کو تحمل چاہیے اور پھر چپکے سے کان مین کہا یہ موقع نہین ہو کہ آپس مین باہم مناقشہ کرو مصلحت وقت یہی ہے کہ خاموش ہو رہو جمشید چپ ہو رہا بلکہ اور استمالت کی لیکن شاہزادہ دلاور عوجان پکارا ای کافران اشرار اور ابلیس پرستان بدشعار ابھی مین تم سے اور تمھاری جنگ سے بخوبی سیر نہین ہوا جلد آؤ اور بحکم ایزد قہار سیدھے جہنم مین چلے جاؤ نیلاق زنگی آیا وہ بھی مارا گیا قصہ کوتاہ شام تک پندرہ نفر اس شاہزادہ دلاور کے دست زبردست سے روانۂ سقر ہوے جمشید ملعون حد سے زیادہ پریشان ہوا بارگاہ نکبت پناہ مین بعد کی کشتی کہا لازم نہین ہو کہ مین ان بیچارون کو ناحق قتل کرواؤن مین تو پہلے چاہتا تھا کہ مین معرکہ مین جاؤن مگر یہ خود بخود جہنم کو گئے اب کل معرکہ مین مین ہون اور معرکہ ایسا ہنگامہ جنگ کرونگا کہ وہ بھی یاد کریگا الماس زنگی سے جو کہ خالو کا فرزنگی یدر جمشید کا تھا کہا ای جمشید مین نے سُنا ہو کہ تو خدائی کرتا ہو بھلا تیری خداوندی کی کوئی دلیل ہے جمشید پلید بولا تا ہنوز بالطبیعت تجرد وہ خداوند کو چاہتے ہون الماس نے کہا خیر تو خاطر جمع رکھ کل مین میدان مین جاؤنگا اور اس غم وغصہ کا عوض لونگا آج میرے نام طبل جنگ بجے آخر طبل جنگ بجا اور تمام شب درستی سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح جب صف کشتی ہوئی الماس میدان مین آیا طالب حریف ہوا شاہزادہ عوجان گیا زخمی ہوا پھر شاہزادہ مرزبان بن بہرام نے جسطرح ممکن ہوا صاحب قران سے رخصت حاصل کی آرام گاہ مین پہونچا دہ گیا ہی چونکہ طویل القامت تھا مرزبان کو نظر حقارت سے دیکھتا تھا شاہزادہ بولا روسیاہ کیا دیکھتا ہو حملہ کر وہ مردود بولا مجھے افسوس آتا ہو کہ تم سے لوگون پر تلوار کھینچون آخر تمنے دیکھا اپنے بھائی کا حال کہ ایک ہی وار مین تلوار کے زخمی ہوگیا اگر کچھ زور ہوتا تو وہ جانبر ہو سکتا شاہزادہ جہان پہلوان مرزبان بن بہرام نے فرمایا بس او برگشتہ بخت میرے بھائی شاہزادہ عوجان نے کسقدر کافر قتل کیے اگر تیرے ہاتھ سے ایک زخم لگا تو کیا قباحت لازم ائی الغرض دونون پہلوانون مین اسیطرح ہر کلامی رہی بعد اسکے نوبت نیزہ بازی آئی ساتوین طعن مین مرزبان نے نیزہ ہوائی کردیا ضربہاے عمود مین برابر رہے لیکن تیغ زنی مین مرزبان دلاور نے اُسکی تیغ کا وار رد کرکے ایک ایسی تلوار لگائی کہ سر و خود کاٹتی ہوئی سینۂ نابکار تک اُتر آئی اور اسپ کو دو کر کے زمین پر بوسہ دیا جمشید دیکھ رہا تھا قریب تھا کہ پھٹکتا

پھر ضبط کیا وہ زنگی دلاور پہلوانی میں اپنے سوا کسی کا وجود نجانتا تھا اور فی الحقیقت یہ پہلوان ایسا ہی زبردست تھا
گوپال زنگی کرنال زنگی یاقوت زنگی وغیرہ کی نظروں میں زمانہ تیرہ و تار ہوگیا سب بے رخصت ایکبارگی میدان میں آ کے
جمع ہوگئے تاکہ ابکی حرب و ضرب کا تماشا دیکھیں وہیں آپس میں مشورہ کیا دو دو آگے پیچھے چلے اور شاہزادے کو
تہنیت دی کہ ای شوم بخت تو ایک زنگبار کے غضب میں گرفتار ہوا ایک تلوار سے تو نے قیامت برپا کردی محبوب خداوند
زنگبار کا خون خاک پر گرایا شاہزادہ کو یہ خیال تھا کہ مبادا دوسرا حرامزادہ عقب سے آئے ہر طرف متوجہ اور ہوشیار تھا
آخر وہی پیش آیا کہ گوپال آگے اور مرجان پیچھے آیا اور ایکبار شاہزادہ نامدار پر وار کیا اُس دانا سے روزگار نے فن سپہگری
سے پہلے گوپال کے سر پہ تلوار کا نٹھی اور بدست راست سے ایسی ایک تلوار مرجان نابکار پر ماری کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے
ہوگیا پھر گوپال پر بھی ایک ہاتھ پلٹ کے سر کا مارا کہ مع راکب و مرکب دو حصہ ہوا صاحبقران اکبر نے مسکرا کر آفرین و
تحسین فرمائی اور چار خوان زر سرخ کے نثار سر شاہزادہ کیے الغرض تا شام اُس بہادر دوران نے تیس زنگی روانہ عدم
کیے جمشید نے اگرچہ طبل بازگشت بجوا دیا لیکن ماتم الماس وغیرہ میں گریبان چاک کیا اور خوب رویا اور کہا میں نے
یہی تقدیر کی تھی کہ یہ بدے جسدن میرے مہمان ہوں اُسی روز بہشت قدرت میں جائیں مگر جو لوگ کہ وہاں مقرر تھے
خبر لائے کہ بہشت میں وہ رونق نہیں ہے سب پھول مرجھائے ہوئے ہیں سبزہ پژمردہ ہوگیا ہے خاک اُڑتی ہے ہو کا مکان
نظر آتا ہے جمشید حیران ہوا اور خنا زنگوس سے پوچھا کہ یہ کیا ہوگیا وہ ملعون سمجھا کہ ضرور کوئی بلا ناگہانی جادو پر نازل ہوئی
داغ شقاوت کا اثر بھی برطرف ہوگیا اور بہشت و جہنم دونوں نیست و نابود ہوگئے اور صدمہ عظیم ہوا اضطراب نے
غلبہ کیا لیکن جمشید سے اتنا ہی کہا کہ یہ وقت تحقیقات کا نہیں دشمن سے معاملہ یکسو کرنا چاہیے بہشت دوزخ پھر
بن سکتے ہیں مگر جمشید کے دل میں بھی جادو کی طرف سے شک پیدا ہوا اور داغ شقاوت کا دکھانا بالکل چھوڑ دیا
کہ اب ایسی رسوائی ہی موجب رسوائی ہوئی۔ صورت بھی گیدی کی مضحک ہوگئی قصہ کوتاہ حرامزادے نے کہا
کل میں معرکہ جنگ میں جاؤنگا لیکن نوواردوں کی کمبختی جو قدیموں کی شامت پر مقدم تھی قہرآق ازرق چشم لہراق
ازرق چشم۔ بیلاد کوہ تن سنقوق دمشقی ہان دمشقی قہرآن نصرانی قہلوق دیلمی وغیرہ تیس نفر قوی ہیکل
پہلوان ایکبار اُٹھے اور فریاد کی کہ جبتک ہمارے بدنوں پر سر ہے آپکو میدان میں نہ جانے دینگے میاں اُس بہادر دوران
اور دن کے ہوگا یا حضور میں ہم سرخروئی حاصل کرینگے جمشید نے دل میں کہا جو دم ہے غنیمت ہیں کہ شاہزادہ کو تلوار کھینچنے کی
صاحبقران گیتی ستان نے مرزبان کی نہایت تعریف کی اور زر و جواہر اُسکے سر سے بھی تو ضرب کی فرصت دے
بیٹھے تھے یکایک صدائے طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی صاحبقران فوراً متفکر کاٹ کر سینہ کا فرمیں در آئی
لشکر میں بھی بجایا جائے غرض صبح کو صفیں لشکر طرفین میں آراستہ ہوئیں اہلبیت بداعتقادی میں مارا گیا میں نے
پہلوانی کو اپنے سامنے ہیچ سمجھتا تھا نہ سب خواہش رکھتا تھا اصل کا زنگی ہے اس مفلوک سے کیا لڑوں اور کس

دیکھا تھا فن کشتی مین سرآمد روزگار تھا جسقدر پہلوان تھے اس سے بہت کم قوت تھے جمشید سے اجازت حریف مانگی اُس گیدی نے سب سے پنجہ کیا تھا ہر ایک کا زور میزان امتحان مین تولا تھا اس مشہور کو سب سے زیادہ طاقت و قوت مین پایا تھا اور یہ مردود بھی اسی لیے اب تک نہ گیا تھا کہ پہلے فرزند دست پہلوان لڑین تا کہ میری شوکت ہو اور بروایت دیگر پسر عم بکران شاہ خارجی تھا ہمیشہ بکران اُس پر فخر کرتا تھا اور اُسکی تعریفین حد سے زیادہ جمشید سے کیا کرتا تھا جمشید نے کہا تھا کہ احتیاج سفارش نہیں ہین نے جس روز پنجہ کیا تھا سب سے زیادہ اسی کا زور پایا تھا گیدی کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کوئی پہلوان تازہ وارد ہوتا تھا پہلی ملاقات مین اُس سے پنجہ کرتا تھا القصہ کہراق برادر خورد جہراق کا میدان مین بشوکت تمام و حشمت مالاکلام آیا اور اسقدر لاف زنی کی کہ کسی نے نہ کی تھی راوی کہتا ہے کہ دو پہلوان قبیلہ شمر سے لشکر بکران خارجی مین تھے انہین اور کہراق و جہراق مین باوجود اتحاد مذہب قدیم سے ایک نوع کی عداوت بھی چلی آتی تھی آج انکی لاف زنی اُنھین ناگوار معلوم ہوئی باہم مشورہ کیا دونون نقاب چہرون پر ڈال کے صحرا مین گئے اور ایک گوشہ بیابان سے نمود ار ہوے وہ اپنی رجز خوانی مین مشغول تھا کہ یہ دونون نابکار اُس کافر سے آکر مقابل ہوے ہرچند اُس گیدی نے پوچھا تم کون ہو نام کیا ہے اور باعث عداوت کا تم سے کیا ہے جواب مین یہ دونون گالیان دینے لگے اور بے تحاشا تلوارین مارنا شروع کردین اُس حرام زادے نے دونون ہاتھ بڑھا کر اُنکے بند دست تھامے اور فشار دینا شروع کیا آخر تلوارین چھین لین اور دونون کے کمر مین ہاتھ ڈال دیے اور صدر زین سے اُٹھا کر بلند کر لیا اور اس زور سے زمین پر مارا کہ جہنم واصل ہو گئے آخر نہ معلوم ہوا کہ یہ کون تھے جمشید بھی متعجب تھا اور کہا اے بکران اس اتفاق کو کیا کہتے ہین آخر دریافت ہوا کہ قدیم سے انھین عداوت تھی آج اُس عناد کا ظہور ہوا جمشید حرام زادہ ہنسا اور کہا یہ میرے غضب مین گرفتار ہو انھین میرے دوزخ مین ڈالدو لوگ انکے لاشے اُٹھا لیگئے اور آتش سحر مین ڈالدیے چونکہ وہ آتش سحر خود ہی بجھ گئی تھی لیکن آتش اصلی ابھی موجود تھی جمشید روز لکڑیان کھینچا تھا غرض اُن دونون کے لاشے پھونکدیے اور سب پر حال زور کہراق ظاہر ہو گیا جمشید نے پھر اُسے پاس بلایا تاج مرصع اپنے ہاتھ سے سر پر رکھا تین جام متواتر شراب سحر کے دیے میدان مین بھیجا گیدی نے آوازہ لاف و گزاف ایسا مارا کہ زمین و آسمان گونج گیا اور لشکر اسلام سے حریف طلب کیا [illegible] عالی نژاد شدید بن شداد اپنے گرگان سے اُتر کے خدمت با سعادت صاحب قران والا شان [illegible] وار مین تلوار کے زخمی ہو گیا ہے طلب کی صاحب قران عالی شان نے فرمایا اے پہلوان تمنے بڑی محنت و کوشش سے لاکر او برگشتہ بخت میرے بھائی شاہزادہ یہان آئے اور زحمت اُٹھائی حال بیان کرو شدید بن شداد نے عرض کیا اے شہریار الغرض دونون پہلوانون مین اسیطرح ہو اجازت جنگ نہین ملتی بہر حال بکوشش تمام رخصت حاصل کی میدان مین آیا گرد با صرصر بہا سے نمود مین برابر رہے لیکن زلزلہ مین آگیا جمشید نے دل مین کہا کہراق کی شامت آئی شدید پہلوان اسکے سر و خود کاٹتی ہوئی سینہ نابکار تک اُتر آئے نے کان مین کہا ان دونون کی لڑائی مین کیا حکم لگا نے ہو جھٹا زمنکوس نے کہا

نہایت خراب کہراق اگر ہزار جانین رکھتا ہوگا تب بھی شدید کے ہاتھ سے کبھی زندہ و سلامت نہ بچیگا جمشید نے کہا اپنی تقدیر
کی قسم مین بھی یہی جانتا ہون خناز منکوس نے کہا اب ایسے کامون کو ترک کرو اسکو مذہب الحاد پر رہنے دو زبان سے کچھ نہ کہو
اور اوا د مادر قحبہ اب قلعی کھل جائیگی کیونکہ جیسے بھروسے پر کودتا تھا وہ جہنم کو روانہ ہوگیا جمشید نے کہا جو کچھ ہو لذت قوادی کی
دل سے محو نہین ہوتی ادھر شدید بن شداد نے کہراق کو نہیب دی کہ بانشس او حرامزادہ مغرور تو بھی اپنے کو پہلوانون مین
شمار کرتا ہے انکی پشم کی بھی برابری نہین کر سکتا کہراق نے بنظر غور دیکھا معلوم ہوا شدید نہایت زبردست پہلوان ہے
پریشان ہوگیا بولا اے شدید مین نے سنا ہو کہ تو پہلے دین مسیلمہ کذاب مین تھا اس مذہب مین کیا برائی دیکھی جو معز الدین
کا دین اختیار کیا شاید تو معز الدین پر عاشق ہوا ہی اگر دین نصرون سے تو خوش نہین ہے نہ سہی دین و آئین بکران خارجی
قبول کر خارجی ہو شدید نے کہدی کے منھ پر تھوک دیا اور کہا لعنت خدا کی تجھپر اور تیرے مذہب پر بلکہ بکران و نصرون پر بھی
او ملعون آگاہ ہو مین نے مذہب حق اختیار کیا ہو صاحب قران اکبر فلک قدر کا البتہ عاشق ہون کہراق کا چہرہ مارے
غصہ کے لال ہوگیا پس عمود اراسے سے اٹھا کے مارا شدید نے ساطور پر رد کیا القصہ کئی وار گرز و شمشیر و غیرہ کے پے در پے
شدید پر کئے مگر اس دلاور دوران نے سب ضربین رد کین اور بفضل ایزدی محفوظ رہے جب کہراق نے دیکھا کہ اس بہادر
نے چوٹ نہ کھائی پس گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور لپٹ گیا کشتی ہونے لگی ایک ساعت کے بعد شدید نے کمر بند کہراق
پکڑ کے زمین سے اٹھا کے ہاتھ پر علم کیا مہراق برادر کہراق کو تاب ضبط نہ رہی وہ بھی مثل برادر پہلوان زبردست تھا تلوار
کھینچی شدید پر حملہ آور ہوا اور کہا میرے بھائی کو چھوڑ دے نہین تو مین تجھے ہلاک کرونگا شدید نے کچھ التفات نہ کیا
اور کہراق ملعون کو اسی طرح ہاتھ پر لیے رہا مہراق دست چپ سے آیا اور ایک تلوار شدید پر ماری کہ بازو سے شدید پر زخم
خفیف پہونچا شدید نے بائین ہاتھ سے مہراق پلید کی بھی زنجیر لی اور اسے بھی چرخ دیا خناز منکوس منحوس نے کہا اے جمشید
او نے چشم کور سے شدید کی شجاعت اور دلاوری دیکھی جمشید نے کہا جو ہونا تھا وہ ہوا کل مین ہون اور معز الدین اور میرا
گرز ہی ایک ایسا عمود معز الدین کے سر پر مارونگا کہ جانبر ہونا مشکل ہوگا خناز منکوس منحوس نے کہا او حرامزادے تجھے معلوم
نہین کل تجھکو بتا دونگا مگر شدید نے دونون سے کہا اے گیدیو یزید بے ایمان پر لعنت کرو دین اہلبیت علیہم السلام کو حق جانو

کلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ	بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

اس تلقین و تعلیم کے عوض مین صاحب قران اکبر کے حق مین ناسزا کہا شدید نے غصے سے انھین ایسا زمین پر مارا کہ انکو دم
سانس نہ لی پھر اٹھا کر گردن دونون دبا دیا دونون کا گوشت و خون ایک ہوگیا کسی عضو مین تمیز باقی نہ رہی جمشید یہ حالت انکی
دیکھ کے ہوش و حواس بجا نہ رہے مگر شدید چلایا اے جمشید جلد آ میرے ہاتھ پانون درد کرتے ہین جی فرصت دے
پہلوانان جدید سے کہا کہ اب عزت کا وقت ہی اس مردی کرنا چاہیے یہ ہنگامہ دور ہو ورنہ نام و ننگ کا فرمین درآئی
ایکدفعہ جاؤ شمشیر و عمود و تبر لگاؤ اور کہو ہم جانتے ہین تمھارے ہاتھ پانون کا درد جلد بد اعتقادی مین مارا گیا مین نے
ہے اس مفلوک سے کیا لڑون اور کس

طبل سکندری کی آواز جو سینکڑوں کوس تک جاتی تھی تمام میدان کین گونج گیا - اب راوی شیرین مقال حال جنگ و پیکار جمشید بد مآل کا معرض بیان مین لاتا ہی کہ جمشید ملعون خود لشکر اسلام کا خون بہانے پر مستعد ہوا اور کمر قتل صاحبقران اکبر چست کی اور یہ خبرین متواتر خدمت صاحبقران مین گذرین ؎

جام بھر کے خالی شیشۂ دل ہو گیا
ابتدائے عشق مین جینا ہمین تحمل ہو گیا
کون ہی جو اسکی جانب کو کبھی جاتا نہین
تنگنائے پروانہ بنا مین گاہ بلبل ہو گیا
تو نے رکھ لئے جو کاکل اوہ بت بالا بلند
مومنین کا مصحف رخ سے ترے قل ہو گیا
تیرے آنے کی خوشی نے کر دیا ہی رنگ سرخ

مجلس جمشید برہم ہو چکی قل ہو گیا
لیلیا جس نونہال حسن نے بوسہ دیا
حسن کی دولت سے وہ سب مرجع کل ہو گیا
مرغ دل مارا پڑا چشم سیاہ یار سے
طرۂ شمشاد باغ حسن سنبل ہو گیا
جب وہ شاہ حسن نکلا گردش دہر سے پہیے
ٹھیک بلبل کے بدن پر جامۂ گل ہو گیا
لالہ کے وہ داغ چھلے کا ترے گل ہو گیا

انتہائے شوق ہی اب صبر کی طاقت کہان
رزق اپنا میوۂ باغ توکل ہو گیا
نور شمع و رنگ گل دیکھا جو رو کے یار مین
پنجۂ مژگان اُسے شاہین کا چنگل ہو گیا
کافرون کو زلف کے زنار سے پھانسی ملی
عشق بازون سے سواری کا تجمل ہو گیا
بسکہ انگشت حنائی مین رہا کرتا ہو تون

رنگین خیالان نادرۂ روزگار و خوردہ بینان شیرین گفتار البطال سحر جادو ان بہ روزگار مین اس طرح بہ بوفا و کھاتے ہین کہ شاہ وہ تیرہ درون یعنی جمشید و خنازمنکوس ملعون سامان جنگ مین سرگرم رہے خواب کیسا پلک تک نہ جھپکی و صبح ہو

نظم

کہ چون روز دیگر بلند آفتاب
بہ اہل زمین خاصہ با مومنان
شما را بود مژدہ اے اہل دین
بہ فرمان احمد جبرئیل شماست
بہ تیغ شہنشاہ خورشید سر
روان سوے میدان کین آمدند
خرامیدن لاجوردی سپہر
سراپردۂ این چنین سر بسرست
نہ زین رشتہ سرمیتوان تافتن
سوے یکدگر آمدہ کینہ خواہ

بر آمد برین عالم انقلاب
کہ اے دوستان خدائے جہان
کہ امروز گردید نصرت قرین
شما را چہ تحقیق حق یاور است
نہ جمشید ماند نہ بکران نہ عمر
کلام نظامی عالی جناب
ہمین کرد برگشتن ماہ و مہر
درین پردہ یک رشتہ بیکار نیست
و سر رشتہ را میتوان یافتن
خماسپ بہ آوردگاہ کین ریختند

ملک از فلک شد بشارت رسان
بہ بریزند خونہائے این کافران
چہ ملعبہ چہ کافر قتیل شماست
بدست شما قتل ہر کافر است
دلیران ازین مژدہ خرم شدند
درین جا مناسب بود باکتاب
میفند ار کزیہ سر بازی گرایستہ
سررشتہ بر مایہ پدار نیست
سخن مختصر چون دو فوج سیاہ
نقیبان خروشیدن انگیختند

بزلک بزلک سو بسو دشتاب ۔ نہ در دل نشاط و نہ در دیدہ خواب

ایک جانب سے گل بوستان شجاعت چراغ دودمان شاہ ولایت صاحب قران واجب التعظیم شاہزادہ معز الدین ابو تمیم مع جمیع سلاطین ذوی الاقتدار و بہادران شجاعت شعار میدان کارزار میں آئے زیر سایہ چتر یاقوت سمند جہان پر سوار تھے بنا بر ایک روایت کے وہ اسپ سمند مرصع تن کی نسل سے تھا دوسری جانب سے کافر عنید مشرک پلید ولد الحرام جمشید مع گردان پر دغا و ملعونان بیحیا قرم ساقان لعین امراء و سلاطین آیا اور حربگاہ کو بنظر غور دیکھا گیری سے عیار کو حکم دیا کہ لشکر کو جنگ جمشیدی سے آگاہ کرے یعنی ایک روایت صحیح میں وارد ہوا ہے کہ ایک کلاہ جمشید تھی جسمیں جواہر بے بہا نصب تھے اور آویزہ ہائے زمرد متعدد آویزان تھے جس روز وہ مرد و میدان میں جاتا تھا وہ کلاہ عیار کو دیتا تھا کہ وسط میدان میں جا کے تین بار بالائے ہوا بلند پھینکے اور پھر ہاتھ میں روکے اور جمشید کو دیدے چنانچہ ابکی بار بھی یہی عمل کیا سب نے جانا کہ جمشید خود ارادہ میدان داری رکھتا ہے لیکن دو دفعہ عیار نے ٹوپی کو اچھالا اور ہاتھ پر روکا تیسری بار جو اچھالا ہر چند آنکھ اسی سے لڑی تھی مگر وہ ٹوپی اسکے ہاتھ میں نہ آئی زمین پر گری اور طرفہ تر یہ ہوا کہ بڑا موتی جو کہ پیشانی پر لگا ہوا تھا ٹوٹ گیا جمشید اور زیادہ متوہم ہوا اختیار منکوس کے ہوش جاتے رہے شکست جمشید کا یقین ہوا مگر اس امر میں متردد تھا کہ زخمی ہوگا یا مارا جائیگا اور لشکری بھی آپس میں کچھ مشورہ کرنے لگے کیونکہ سب خائف تھے جمشید پلید ابتدا کچھ متردد ہوا اور پھر کچھ پرواہ کی یا خداوندان جاہلیت سجدہ کرکے تخت رواں سے کوہ اسپ فیل پیکر پر سوار ہوا

نظم

قضا دید چون دو اجل در پیکار — مقابل یا دو یار در کارزار
ملک خندہ میکرد بر مرد نیش — ان یاوہ گوئی و گم کردہ کیش
سلاطین کفار اندر جلو — بدل جملہ گویان پیش تغو
غرض چونکہ آن بیحیائے پلید — ز صف تا مرکز بمیدان رسید
یکے نعرہ زد آن سگ بد صدا — کہ شد عرعر خر ازان بر ہوا
ولیکن عقوبت بکردار دیو — شد از نعرہ اش پشت کین غریو
پس انگہ صدا زد بصاحبقران — ز راہ تکبر ببد عنصری شان
کہ اے ہمسر من بمیدان خرام — کہ معلوم گردد نہ ہر یک مقام
چہ بیلم کہ انداز بلندی کراست — تنومندی و زورمندی کراست
ازین نامداران نصرت قرین — بجز تو نخواہم بمیدان کین
دگر با تو خواہم کہ بکرد کنیم — سنان گرز و شمشیر با ہم زنیم
ہمین گرز خارا شکن سینہ کوب — کہ آن گرز را می شناسی تو خوب
بپستی من اینک بپیش تکبیر — زباغ قضا خوشہ چین و بہیر
چہ استادہ اے شہہ نامدار — شتابی کن و رو بمیدان بیار

صاحبقران گیتی ستان پناہ برگزیدہ حضرت یزدان لاف زنی کبر مغرور سے آشفتہ و پریشان ہوئے مرکب سے جست کی شاہ سرالحق سے اجازت لی اور خنگ جہان پیما و ستہ حق پرست سے درست کیا اور متوجہ میدان حرب و ضرب ہوکے جمیع سلاطین نامدار و امرائے عالی وقار حسب ضابطہ جلو میں چلے چند قدم کے بعد اس معدن کرم نے باگ روک لی اور ہر ایک سے موافق مرتبہ کے عذر کرکے رخصت فرمایا اسپ جہان پیما کو مہمیز کیا وہ برق کردار گرم رفتار ہوا

نظم

یکی مرکبے چون شہاب شبے — فروزان ز برج شرف کوکبے
نسیمے رسیدے اگر بر دمش — زمین سوختی از شرار سمش
بجستن چو برق و برفتن چو باد — ہمانا کہ از برق دارد نژاد
ز ہر سو برآمد عشر بوا غریو — سلیمان روان شد بہ تسخیر دیو

فتح و نصرت ہمرکاب اقبال و دولت ہمعنان گرد پاپوش سے زمین آسمان صاحبقران اکبر نے حسب قاعدہ عمود رستم اور بعض حربہائے سنگین بیشتر میدان رزم مین بھیجدیے آپ خود معرکۂ کارزار مین تشریف فرما ہو کے نعرہ یا اسد اللہ الغالب اس زور سے مارا کہ زمین کو زلزلہ ہوا اور زبان فصاحت سے رجز اسطرح ادا کیا **قطعہ**

منم گر تیغ و تیر و نیزہ و گرز و کمند من
زرہ و سینہ و پشت و سر و دست و زرہ دیا

جم اسفندیار و رستم و اسکندر و دارا
شہ صاحبقران سلطان عالی شان معز الدین

بجوش غلغلہ بخاک افتد بگریہ غم خورد نالد
کہ از بیم فتد آہن ولان را لرزہ بر اعضا

پھر ہم تنگ ور ہو کے اسپ حریف بیس قدم پیچھے دوڑ گیا جمشید نے مہمیز کی مرکب کو اپنے مقام پر لایا صاحبقران کی طرف ایک ساعت سر بزیر رکھ کے خاموش رہا آخر بولا ای شاہزادہ معز الدین مین جانتا تھا کہ عمرو کے ڈر سے دوسری مرتبہ تو میدان کا رخ نہ کریگا لیکن تیرا بڑا دل گردہ ہے بے کلیجہ آدمی ہے مانتا ہون تیرے جگر کو کہ تو پھر میدان مین آیا اور ہرگز نہ ڈرا صاحب قران اکبر مسکرائے اور فرمایا ای زنگی بچے احمق تو کیا سگ خارشتی ہے کہ تجھ سے کوئی ڈرے او بدذات و مکار و غا شعار تجھ مین کیا زور ہے اور کیا جوہر مردمی رکھتا ہے کہ جو شیر مردان معرکۂ ہیجا سے برابری کر سکے ہمیشہ تیرے کام سحر و ساحری سے ہوا کئے جیسے مردگٔ سے بدتر جانتے ہین ننگ ناموری سمجھتے ہین جمشید نے کہا کیا سحر کون ساحر ساحرون پر لعنت کرتا ہون صاحب قران گردون سریر نے فرمایا وہ تیرا اُستاد فرساق کون ہے جمشید نے کہا ضار منکوس کو آپ کہتے ہین وہ تو ایک مرد حکیم پیشہ ہے وہ سحر ساحری کیا جانے صاحب قران اکبر نے فرمایا او کید ی کیا کہتا ہے وہ بدبخت ہمیشہ سحر و ساحری مین غلطان و پیچان رہا ہے وہ مردک حکمت کیا جانے حکما سے عالی شان کے غلامون کے پشم کے برابر بھی نہین ہے اور وہ معجون جو تو نے زہر مار کی ہے جسکے کھانے سے تیری قوت بڑھ گئی ہے وہ کیا تھی گھی کی کرم تھی جمشید نے جواب دیا وہ بھی طلسم حکیم تھا صاحب قران اکبر نے فرمایا تھوک ہے تیری داڑھی اور مونچھ پر کیا خوب طلسم تھا او مردود حکما اگرچہ کافر بھی ہون مگر کبھی گہ کی کرم نہ کھاوینگے اور نہ کھلائینگے ایسی چیز ناپاک کا بنانا حکما کا شیوہ نہین ہے کسی اگھوری کا کام ہے جمشید یہ سنکے منفعل ہوا پھر صاحب قران اکبر نے فرمایا بھلا یہ تو سب ایک طرف دعوی خدائی کیسا تو نے یہ کیا گیا کہا جمشید نے کہا اسمین کچھ شک نہین ہے کہ خداوند ہر شی واقعی طبیعت مجردہ ہے اُسی نے مجھے اپنا نائب کیا ہے اور خطاب دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ لوگون کو اپنے سجدے پر راغب کرے پہلے چونکہ اس عہدہ پر مامور نہ تھا نہ کہا یہ بھی اگرچہ ظاہر مین لفظ خداوندی سے تعبیر کئے جاتے ہین لیکن فی الحقیقت پیغمبر طبیعت مجردہ ہے صاحب قران اکبر نے فرمایا وہ داغ جسکے دیکھنے سے سب سجدہ کرنے لگے کیا تھا جمشید بولا وہ ایک علامت تھی طبیعت مجردہ کی بخشی ہوئی صاحب قران اکبر نے فرمایا کیسی تمھارے خداوند مجردہ کی بخشی تھی کہ اب اثر اُسکا جاتا رہا جمشید نے کہا وہ اب تیرا نا ہو گیا ہے اب پھر از سر نو عنایت کریگا صاحب قران اکبر خوب ہنسے اور فرمایا او شقی وہ خانہ جادو کون تیرا تھا جسنے تیرے لیے یہ سب اسباب سحر مہیا کیے بعدہ تمام حقیقت گذشتہ بیان فرمائی جمشید کا یہ سنکے بند بند کانپنے لگا اور کہا یہ خبر تمکو کسنے

کہی یہ تو ہمارے رازداروں نے کہا ہی صاحب قران اکبر نے فرمایا ان معاملات سے ہمکو مقربان بارگاہ صمدیت نے مطلع کیا
اس عرصے مین یعقوب حرانی قفس جادو لیے ہوسے نمودار ہوا اور کہا او جمشید دیکھ اور پہچان یہ تیرا باپ خانہ ہی یا کوئی
اور ہی جمشید نے دیکھا ایک ابابیل پنجرے مین بند ہی حیران ہو کے کہا یہ کھیل کی صحبت ہی یا میدان جنگ اس
مسخرگی سے یعقوب کو کیا حاصل ہوگا صاحب قران اکبر نے فرمایا یعقوب تیرا بہنوئی ہی تم دونون سالے بہنوئی کے
درمیان مین کوئی کیا دخل دے تو جان یا اس سے دریافت کر جمشید کی یعقوب سے جان نکلتی تھی اس معاملہ کو کیا
پوچھتا یعقوب حرانی نے کہا ای جمشید افسوس تو نے اپنے خداوند کو نہ پہچانا او نا معقول یہ وہی ہی جسے تو نے
بارہا سجدہ کیا ہی اب کیون سجدہ نہین کرتا جمشید نے یعقوب حرانی کی بات سنکے کچھ خیال بھی نہ کیا صاحبقران اکبر
کی طرف مخاطب ہوا اور کہا اے شاہزادہ مغرب مین نے قسم کھائی ہی کہ جب تک مقدمہ جنگ یکسو نہ کرونگا کم سے
دست بردار ہونگا۔ صاحب قران اکبر نے فرمایا مین بھی جناب الٰہی سے امیدوار ہون کہ ایک دن مین مقدمات رزم
فیصل ہون جمشید نے کہا اچھا پھر کسطرح آج میدان داری ہوگی صاحبقران اکبر نے فرمایا جسطرح تجھے منظور ہو جمشید
بولا مین چاہتا ہون کہ ابتدا نیزہ بازی سے ہو بعد اسکے کشتی وغیرہ ہو جب اس سے مراد و مقصود حاصل نہو تو پھر جنگ عمود
سے ہو صاحب قران اکبر نے فرمایا یہ سب ہمنے قبول کیا جمشید یہ سنکے بہت خوش ہوا اور نیزہ خطی ہاتھ مین لیلیا اور لڑائی
پر آمادہ ہوگیا شہریار فلک وقار بقوت صاحبقرانی قادر اس امر پر تھا کہ اپنے نیزے کو حرکت نہ دے اور نیزہ حریف چھین
لے لیکن فقط اظہار فنون نیزہ بازی کے واسطے نیزہ بازی شروع کی اور نیزون کی تانین چلنے لگین۔ نظم

هر دو درا برِوان خم افگندند | نیزه در نیزه هم برافگندند
هر دو را آتش از سنان می جست | هر چه آن میکشاد این می بست

آخر جب بیس تانین ردوبدل ہوئین صاحب قران اکبر نے نیزے پر نیزے کی ڈانڈ اس ہنر سے نکالی کہ مثل تیر شہاب
نیزہ دست جمشید سے ہوائی ہوگیا کیدی نہایت منفعل ہوا اور دلاوران اسلام نادانی پر اس کافر کے خوب ہنسے اور
کہتے تھے عجب خر ناشخص ہی جس سے ترک فلک نیزہ بازی نہین کر سکتا اس سے یہ نامعقول نیزہ بازی کرنے آیا ہی یعقوب
حرانی نے کہا ای جمشید ایسے خداوند پر لعنت ہی کہ نیزہ قائم نہ رکھ سکا پہچانے اسکا کچھ جواب نہ دیا لیکن بیغیرتی سے بولا
سحر ہی کہ یعقوب حرانی کے ہاتھ مین ہی جسکی تاثیر سے ایسا جلد تو مجھپر غالب ہوا صاحب قران اکبر نے
وار مین تلوار کے زخمی ہوگیا ار کی حقیقت عنقریب تجھپر ظاہر ہوئی جاتی ہے کیدی یہ تیرا امرتی وہی افسون گر ہی میرے لیے ایسے
او برگشتہ بخت میرے بھائی شاہزاسکی اب قدرت سحر و افسون قدرت قادر لم یزل سے زائل ہوگئی اب تم دونون جہنم واصل
الغرض دونون پہلوانون مین اسیطرح باتون کی طرف توجہ نہ کی اور شمشیر آبدار مانند تختۂ دوکان عطار نیام سے کھینچی صاحبقران
کردیا ضربہاے عمود مین برابر رہے لیکن ان مین باقی ہے سپر اسکی پناہ ممکن نہین ہی تیغ جہان کشا جو طلسم سبع سباع
سر و خود کاٹتی ہوئی سینۂ نابکار تک اُتر آئی تلوار کی ضرب اس تلوار کی باڑھ پر روکی تلوار جمشید کی کرگئی اور صاحبقران

نابکار کو مطلق صدمہ نہ پہونچا دو ساعت تک یونہین تیغ بازی رہی صاحبقران اکبر اپنی تلوار پر ضرب روکتے تھے ہر دفعہ
وہ تلوار جا بجا کر جاتی تھی یہانتک کہ تلوار اسکی آدھی ہو گئی جمشید نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا افسوس
ایسی تلوار میری نصیب مین نہ تھی قصہ کوتاہ جمشید نے یہ کہکے وہ تلوار ہاتھ سے پھینکدی دلاوران اسلام اس حرکت
پر جمشید کی خوب ہنسے جمشید حیرت زدہ ہوا اسوقت لیقوب سحرانی نے ابابیل کو پنجرے سے نکالا اور ہاتھ پر بٹھایا
جادو اگرچہ اسوقت بصورت جانور تھا مگر زبان کھلی تھی چیخا کہ میری تلوار دی ہوئی آری ہو گئی اور جمشید نے پھینکدی
گیدی سے نے ایک آہ کی اور اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اور چلایا ای جمشید خوف نکر لڑے جا یہانتک کہ کشتہ ہو یا
حریف پر غالب ہی آئے ابلیس اگر تجھے ہلاک کرائیگا تیرا مرتبہ اپنی خدمت مین زیادہ کریگا اور اپنا مقرب بنائیگا مین
خداوند ابلیس کی خدمت مین جانا چاہتا ہون تیرا انتظار کرونگا اگر دشمن پر ظفریاب ہوا بہتر نہین یقین جان کہ تجھسے
زیادہ کوئی مصاحب خاص اور مقرب ابلیس نہوگا اور ابلیس پرستی کے سوا تمام عالم مین کوئی دین اچھا نہین ہی ان
باتون نے جمشید کے دل مین اثر کیا اگرچہ اسنے نہ پہچانا تاہم گویا مردہ ہو گیا خنازمنگوس کی بات کو سمجھ گیا اسے یقین کامل
ہو گیا کہ خناز جادوگر گرفتار ہو گیا اور اغلب ہے کہ یہی جانور ہو۔ راوی کہتا ہی کہ ابلیس ایک جوان جمیل بنکے آیا تھا خنازمنگوس
سے کلام کیے پھر جمشید کو بھی بہکایا اسی سبب سے اس حرامزادے نے گریبان صاحبقران اکبر مین ہاتھ ڈال دیا اور کشتی
لڑنے کا ارادہ کیا بقول راوی جمشید مین اسقدر قوت تھی کہ تین شبانہ روز صاحب قران گردون احتشام سے لڑا پچھلے
روز اپنے دل مین سمجھ گیا کہ اب بہت جلد اسیر پنجہ قضا ہو جاؤنگا دست بردار ہوا بولا ای شاہزادہ سعد الدین آفرین و صد آفرین
اس قہر پر جو تمنے نوش فرمایا ہی مجھے معلوم ہوا کہ تمہاری قوت لا انتہا ہی یہ فلک دو اگر کبھی اگر تمسے کشتی لڑے تو ممکن نہین کہ بازی
لیجائے بہرحال اب جنگ عمودانی ہی لیکن ایک شرط ہی پہلے تم سات گرز مجھے پے درپے لگاؤ یا مین تمپر لگاؤن اسمین بھی اگر مراد
حاصل نہ ہوگی تو پھر از سر نو جنگ شروع کرونگا یہ بات حرامزادے نے اسواسطے کہی تھی کہ جانتا تھا سلیمان باشقدمی لڑائی
مین نہین کرتے اس صورت مین مین سات گرز مارونگا مگر صاحب قران اکبر نے براہ کرم و نوازش جبلی اسکے التماس کو قبول
فرمایا اور کہا خیر کیا مضائقہ ہی اول تو حربہ ہائے عمود کو تمام کر پھر سفر جہنم ہو جمشید نے کہا اس صورت مین آج کا دن اور
ایک رات آرام بھی کرنا ضرور ہی کیونکہ مین شب و روز کی لڑائی مین تھک گیا ہون صاحب قران اکبر نے فرمایا جب عہد و
پیمان ہو گیا تو مناسب نہین کہ مقدمہ بغیر یکسو کیے آرام کرون جمشید نے کہا اگر بارگاہ مین جانے کی اجازت نہو تو فرمائیے
یہین خیمہ مین چلا جاؤن اور آرام کرون اس شہریار گردون وقار نے فرمایا اچھا یہ بھی تیرا کہنا منظور کیا اور آپ بھی ایک خیمہ
مختصر مین ایک شب و روز عبادت پروردگار بجا لائے اور سلاطین عالی وقار و امرا نامدار سے گرم صحبت رہے جمشید
ملعون نطفۂ شیطان اپنے خیمہ مین اپنی بدنفسی پر رویا ـــ

روز دیگر کین جہان پر غرور	پانت از سر خیمۂ خورشید نور	ترک روز آمد با ان زرین سپر	ہندوی شب را بہ تیغ افگندہ سر

غرضکہ جمشید پلید و صاحبقران اکبر دونو ہاتھے گران سر لیے مقابل ہوئے مگر غدار منکوس منحوس نے اس رات کو
ایک خواب پریشان دیکھا یعنی جمشید پلید خاک معرکہ مین غلطان ایسا ہی کہ اعضا اور خاک مین مطلق تمیز نہین ہوتی یکایک
بدن مین آگ لگ گئی ایسا ڈرا اور استقدر کانپا کہ آنکھ کھل گئی جان بدن مین باقی نہ تھی خوانک غلام محرم راز تھا بلایا اور
کہا ای فرزند انجام بد نظر آتا ہے اگر کوئی جائے پناہ ہو تو مجھے جلد بتا کہ بروقت ضرورت مین وہان جا چھپون خداپرست
جمشید سے زیادہ میرے دشمن ہین انکے ہاتھ سے کسی طرح رہائی ممکن نہین جمشید میرے گمان مین اب میدان رزم سے
زندہ و سلامت پھرنا معلوم نہین ہوتا خیر وہ قرمساق جہنم مین جائے مجھے اپنی زندگی غنیمت ہی عجب نہین ہی کہ عیاران اسلام
ابھی سے میری فکر و تلاش مین ہون جمشید قتل ہوا اور میری اجل آگئی لہذا تو ابھی سے کوئی گوشۂ تنہائی میرے لیے تجویز
کر دے کہ مین وہان جا کر پوشیدہ ہو رہون جب یہ فتنہ و فساد فرو ہو جائیگا اور عیار میری تلاش کرکے تھک جاینگے تو پھر مین
اس جگہ سے نکل کے مصر کی راہ لونگا کہ اب بالکل محمدیون کا زمانہ نظر آتا ہے نہین معلوم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کس طالع زبردست مین متولد ہوئے تھے کہ روز بروز انکا دین ترقی کرتا جاتا ہی خوانک بولا خداوند مصر تو آپ کا جانا
نہایت ہی مشکل ہے کہ محمدیون کی فوج نے سب راہین بند کر دی ہین کوئی راہ سے بھاگ نہین سکتا غدار منکوس
نے خوانک کا منھ چوم لیا اور کہا جسطرح سے ممکن ہو یہ کام ضرور کر کہ واجب و لازم ہی خوانک رخصت ہو کر واسطے
تجسس جائے امن کے روانہ ہوا یہان ایک اور بد آیت ناسے غلام موجود تھا اور غلام و آقا کی گفتگو سن رہا تھا
اسکی توفیق اسوقت رفیق ہوئی بجائے خود یہ امر مقرر کیا کہ اگر ایسا معاملہ درپیش ہوا تو مین دین شاہزادہ معز الدین
کا ضرور اختیار کرلونگا اور ابو حاکم و بکران خارجی و نصروان یہی و اشبوط دیلمی و اقیموس فرنگی کے پاس گیا
شجاشی بیلین وغیرہ کو جمع کیا اور کہا اے یارو آج کل محمدیون کا ستارہ اوج پر ہی اور انکے طالع نہایت ہی زبردست
معلوم ہوتے ہین یہ جنگ بھی اب آخری ہی اگر کوئی مقدمہ نوع دیگر ہوا تو تم کیا کروگے بکران خارجی نے کہا جبتک
جان بدن مین ہی ہین سعی و کوشش سے غافل نہ رہونگا یہی عہد بعہد وہ سب نے کئے اور کہا علاوہ اسکے کچھ ابھی مقرر کیا
تو نہین ہی ابو حاکم نے کہا آفرین و صد آفرین تمپر اور تمھاری مردانگی پر تم سے یہی توقع ہی مگر یہ تو کہو کہ اگر بجنت جمشید واژگون
ہوا پھر کیونکر معز الدین سے پیش پاؤگے بعض نے کہا ہم بھی لڑکے مرجائینگے یا مارینگے ابو حاکم نے کہا یہ رائے تمھاری
نہایت سست ہی ہم لوگ ہنوز نہین کرتے کسواسطے کہ ہر ایک پہلوان نامی وگرامی سے جمشید بہر نوع شہ زور و قوی تر تھا
کوئی اسکی زور و قوت کو نہین پہونچ سکتا سب نے کہا بیشک اسمین کلام نہین ہے کہ جب اس مردود سے کچھ معز الدین
کے واسطے نہو سکا تو اور کسی کی کیا مجال ہے جو معز الدین سے مقابلہ کریگا اور زحمت جنگ اٹھائیگا شدید بن شداد اور
امیر محمد وغیرہ تمھاری سب کی کھال کھینچ لینگے یہ سنکے سب پر خوف غالب ہوا اور کہا خوب آپ نے فرمایا واقعی امر یہی ہی
اب نہایت سخت و دشوار معاملہ پیش ہی پھر سب بولے آخر کیا کیا جائے ابو حاکم نے کہا بجز اسکے اور کچھ نہین ہو سکتا کہ جب با

دیکھو جمشید تیغ ہوا تم سب اتفاق کر کے ایک مرتبہ تلواریں کھینچ کھینچ کے معز الدین پر جا پڑو اور بے تحاشا مارنا شروع
کردو اس تدبیر سے شاید وہ شیر میدان دلاوری زمین سے زمین پر گرے ورنہ سب کی اجل غالباً دامنگیر ہے اس سے
بہتر کوئی تدبیر نہیں ہے اور مناسب وقت یہی ہے جب اس نطفۂ حرام نے یہ مشورہ سب کو دیا سب نے قبول کیا اور کہا
ہم سب وقت کا انتظار کر رہے ہیں

قتل ہونا جمشید پلید کا صاحبقران کے ہاتھ سے

آبیہ راویان اخبار و ناقلان صداقت آثار معاملۂ رزم و پیکار میں اس طرح قلم فرسائی کرتے ہیں کہ جب جمشید پلید
صاحب قران اکبر پر مؤید با فنا رب مجید تھا کسی حربے سے غالب نہ ہو سکا اس عمود سحر کو جس سے پہلے حملہ آور ہو چکا
اٹھایا اور بولا اے شاہزادہ مغرب زمین اپنے جد امجد کا کلمہ زبان پر جاری کر کے سفر آخرت پر کمر ہمت باندھو کہ یہ بڑی عمود
ہے اور موافق عہد کے سات بار مؤثر تمہارے سر پر لگاؤں گا مجھ کو اس بات کا یقین واثق ہے کہ گاؤ زمین و ماہی تک
فوراً پہونچ جاؤ گے تمہارے لیے قبر کی بھی احتیاج نہ ہوگی اور گوشت و پوست و استخوان سب سرمہ ہو کر نیست و
نابود ہو جائیں گے صاحب قران اکبر نے فرمایا اے گبر مغرور بیہودہ گو ہرزہ دراز زبان بند رکھ دیا دو بار تو دیکھ کلمہ طیبہ
ہزار بار پڑھتا ہوں کہ ہمیشہ میرے دل میں اور زبان پر ہے مگر تو جو کچھ بیان کرتا ہے وہ سب تیرا مال ہونے والا ہے
القصہ جمشید پلید نے پہلی بقوت تمام عمود سحر صاحب قران اکبر کے فرق مبارک پر مارا اور نعرہ مارا دو بولا اے جمشید
جس قدر زور ہو سب صرف کر اور گرز کو زور سے لگا شاید ظفریاب ہو میرا عمل سحر برطرف نہیں ہوا اگرچہ با بیل شاہ ہوا
ہوں اور دست دشمن میں اسیر ہوں اور بالفعل سحر خوانی کی بھی قدرت نہیں رکھتا لیکن جو کچھ کر رکھا ہے ضائع نہیں ہوا جمشید
کو اس کلام سے بڑی تقویت حاصل ہوئی اور وہی کیا صاحب قران اکبر نے اسے عمود دستم دستان پر جبیں شاہ سر الحق نے دفع
سحر کے لیے آیات قرآنی سرتاسر منقش کیے تھے اور دست حق پرست میں تھا روکا گرز پر گرز آیا گویا کوہ البرز کوہ بیستون پر گرا تمام
کوہستان و جبل اعلیٰ میں زلزلہ پڑ گیا اگرچہ دست و بازوے صاحب قران اکبر کو کسی طرح کا صدمہ نہیں پہونچا مگر مرکب کے
چاروں ہاتھ پاؤں زمین میں دھنس گئے اور زمین وہی زمین مسحور تھی جو اس کافر نے واسطے جنگ کے طلسم بندی کی تھی —
صاحب قران اکبر ہر چند اس زمین کے حال سے واقف تھے لیکن اتمام حجت کے لیے قبول فرمایا الحاصل جب مرکب جہاں پیما
کے دست و پا شدت ضرب سے غرق ہوئے فوراً اک تتق گرد نمایاں ہوا جمشید پلید نے لاف زنی شروع کی خندہ زنا وہ بھی
بہت خوش ہوا مگر صاحب قران اکبر والا شان بلند مکان مرکب پر سوار یا شتر کو ب جس طرح نہنگ دریاے قہار سے ابھرتا ہے
اپنی قوت سے نکلے ابو الحسن جوہر و یعقوب حرانی و نہنگ مصری لشکر سے ہمراہ لیے ہوئے کھڑے تھے پانی کے چھینٹے
دیے وہ گرد برطرف ہوئی جمشید کو لاف زنی سے باز رکھا گیدی پہلے تو حیران ہوا بعدہ پھر دوسری بار اول سے زیادہ زور کیا

اور گرز مارا پھر گھوڑا زمین میں غرق ہو گیا اشارہ صاحبقران سے دفعتہ مثل برق چابک کے ابھرا فرمایا کہ شاباش ای گھوڑے مغرور دا کہ
مزخرف مردود کو ازدی کر پست کر دی شعر

حملہ و یکبار ای مرد یک پر بگرد و زور   پس ہمین دم از سرش بیرون دود و بگرد گرد

جمشید نے پھر گرز مارا ایکی دفع بھی گھوڑا محفوظ رہا اگر اسپ طلسمی نہ ہوتا سو مرکبوں کی کمر ٹوٹ جاتی مگر اب جمشید کا
کمر جھکا گھبرایا کہ پھر تو اپنے ہلاک ہونے کا یقین ہو گیا ابلیس پھر سامنے آیا اور کلمات مسرت آمیز کہے اور چلا گیا
اسکے بعد چار گرز اور لگائے لیکن وہ قوت کہاں کہ پہلی خود ہی تھک گیا غرض ساتوں ضربیں تمام ہو گئیں جمشید
پلید نے کہا اے معز الدین آج مجھے معاف کر کل پھر تجھ سے لڑونگا آفرین صد آفرین شیروں کا دودھ پیا ہے
چاہتا ہوں تمام عالم میں تیرے سوا کوئی میرا ہمسر نہیں رہے یار زندہ و صحبت باقی پھر لڑ لینگے صاحبقران اکبر
اسکی پیچیدگی پر خوب ہنسے اور کہا دیکھا تیری خاطر سے چار ضربیں میں نے تجھ کو معاف کیں فقط تین ضربیں
لگاؤنگا اگر ان ضربوں میں تو بچ گیا تو پھر اور طرح سے طریقہ جنگ و جدال مقرر کیا جائیگا - مصرعہ

زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن

آخر جمشید لاچار ہو گیا لیکن اصل امر یہ تھا کہ جان باقی نہ تھی عمود کو سر کی پناہ کیا صاحبقران اکبر نے اتمام حجت
کے لئے تین بار قبول اسلام کی ہدایت کی مگر چونکہ ابلیس پر تلبیس مایۂ فتنہ و فساد دم بدم گمراہ کرتا تھا کہنے سے
قبول نہ کیا اور بکمال غرور سے بولا مجھے تم نے کیا تصور کیا ہے کہ ہر دفعہ خوف دلاتے ہو میں جو کچھ تمہیں سمجھتا ہوں وہ
سمجھتا ہوں صاحبقران اکبر کو معلوم ہو گیا کہ یہ مردود شقیوں مردودوں میں سے ہے کہ جنکا حال ختم اللہ علی قلوبہم
و علی سمعہم و علی ابصارہم غشاوۃ و لہم عذاب الیم کے مطابق ہے بلکہ اس بیہودہ نے اسوقت ابلیس کے
بہکانے سے سخنان نامناسب دین اسلام اور اہل اسلام کے حق میں کہے صاحبقران اکبر پر غضب طاری ہوا
عمود رستم اراپنے پر سے اٹھایا یعقوب حرامی جو ابابیل کو ہاتھ پر لئے بیٹھا دکھا رہا تھا بولا اے جمشید مردود
آخر تو دوزخ میں جاتا ہے یہ تماشا بھی دیکھتا جا یہ کہکے ابابیل کی زبان کاٹی اور وہ رشتہ جس میں بندھا تھا کھینچ لیا
طوفان عظیم اٹھا ایک ساعت کامل ابابیل کی صورت زمین پر لوٹتا رہا اور پھر صورت اصلی کی طرف رجوع کی طوفان
رفع ہوا خاز جادو بصورت اصلی زمین پر پڑا تھا جمشید نے جو اسے اس حال خراب سے دیکھا ایک آہ
دل پر درد سے کی لیکن چارہ ہی کیا تھا -

بدست شہنشہ یکی گرز بود   نگو گرز آن کوہ البرز بود
ستو ہیدہ آہن بزور رکاب   بزد بر سر آن علیہ العذاب
بضربی کہ مغفر بسر شد نشان   سرش را بگردن عیان شد مکان

شد این ہر سہ را سینہ اش جایگاہ	گمر از میان رفت صد بیل راہ
زجان پلیدش چہ گویم سخن +	بد و زنخ در آمد بر آمد ز تن

پہلی ہی ضرب میں گیدی کی ہڈیان سرمہ ہو گئیں خنا زجادو آہ واویلا کرتا لاش جمشید پلید پر گرا آخر صاحبقران اکبر کے اشارے سے یعقوب حرانی نے اُسے بھی فی النار کیا غلغلۂ شادی زمین سے آسمان تک پہونچا سب لوگ کہتے تھے کیا خوب ہوا کہ ایسا دشمن خدا اور ایسا لعین رجیم جو کہ ہمسر بلکہ شیطان مجسم تھا دنیا سے راہی ملک عدم ہو گیا۔

چو شہ گرز بر فرق بدخواہ زد	قضا بوسہ بر دست آن شاہ زد
کہ باد آفرینہا برین دست پاک	کزان دشمن حق در آمد بخاک
بود رحمت حق بر آن شہریار	برو باد صد لعنت کردگار

صاحب قران اکبر نے وقت قتل جمشید مردود صدائیں مختلف تحسین و آفرین کی سنیں کہ اوج ہوا سے آتی تھیں جب فارغ ہوئے اور آنکھ اُٹھائی ایک تخت ہوا پر دیکھا کہ اُسپر کئی شخص بیٹھے ہوئے ہیں +

میدان جنگ میں صاحب قران اکبر فلک قدر کا گرز رستم دستان سے جمشید پلید کو قتل کرنا اور خنا زجادو کا زمین پر غم جمشید پلید میں تڑپنا

کہہ رہے ہیں آفرین اے شہریار نصرت قرین ماشاء اللہ کیا ضرب دست تھی ضرب ید اللہی آنکھوں میں بجا زیادہ زور کیا

صاحب قران اکبر نے جو نظر غور سے دیکھا استاد عالی نژاد و معلم الناس حکیم قطلاس ہین اور شاگرد انکے یعنی حکیم ابوالحسن
و حکیم آتش بیان اور حکیم عنصر طوس بھی انکی خدمت مین حاضر ہین تا اینکہ وہ شگفتہ آمیز حکیم بزرگ نے دست صاحبقران اکبر
پر بوسہ دیا لیکن اسکی اشتی پر بیٹھے اور غائب ہوگئے مگر جب کافران لعین و ملحدان بیدین نے نقش اس سحر حلقہ
اہل نار کی خاک دونون مین ملی دیکھی موافق قرارداد دستور کا ابو حاکم پلید سب ایک مرتبہ تیر و نیزہ و شمشیر لیے صاحبقران اکبر
پر حملہ آور ہوئے اور اس شہریار کو مانند نگین انگشتر گھیر لیا۔ مگر ان شاہ خاوری نصرون ساہ بھی پہلوانی مین یکتا تھا
مقابلے مین کسی کا وجود جانتے تھے تیغین برہنہ کیے پہونچے صاحب قران اکبر پر حملے کرنے لگے وہ شہریار نامدار
سب طرف سے خبردار و ہوشیار رہتا انکی تلوارون کو نظر مین تول کے دست حق پرست بڑھایا اور دو دو کے ہاتھ دست
لیے اور جھٹکا مین دیکر تلوارین ہاتھون سے گرا دین کمر بندون مین ہاتھ ڈال کے صدر زین سے اٹھا لیا ایک کو زمین
پر پٹکا دوسرے کو امیر یار العیقوب حرانی نے نہنگ مصری کو اشارہ کیا کہ باندھ لو ان نابکارون کو اسنے مشکین باندھ
باندھا اور سرہنگون کو حوالے کیا اس عرصہ مین سو تلوارون کے قریب جسم شریف پر پڑگئین لیکن زرہ صفاہانی
کے سبب سے بال برابر بھی نہ کاٹا بلکہ تلوارین خود کر گئین اور صاحب قران اکبر نے شمشیر صاعقہ سکندری نیام
انتقام سے کھینچی گویا اژدہا غار سے نکلا اور مجمع کفار مین جا پڑے تیغ بے دریغ نے ہزارون کو واصل جہنم کیا کبھی
تلوار میان مین کی گرز گران سنگ ہاتھ مین لیا اور دو دستی ان لعینون کی سر و گردن پر مانند آہنگر مارنا شروع کی
کبھی نیزے سے دو دو تین تین کو اٹھا یا زمین پر پٹک دیا کہ ان مین سے کسی نے سانس تک نہ لی الغرض کہ

برید و درید و شکست و بست یکی را دو کرد و دو را چہار کرد		بشمشیر و خنجر بگرز و کمند بہر جا کہ شمشیر او کار کرد		بروز نبرد آن یل ارجمند یلان را سر و سینہ و پا و دست
	کہ بودش سر سرکشان در سجود		مگر تیغ او آیت سجدہ بود	

دم بھر مین دو سو کافران زبردست و ملحدان جمشید پرست جو کہ وہ واسطے پہلوانی رکھتے تھے خاک و خون مین ملادے
اور ادھر دلاوران اسلام و غازیان شمشیرزن و تہمتنان شیر افگن و کوہ شکن یعنی امیر محمد و امیر سیف الدین و امیر
بہاء الدین و امیر جلال الدین و امیر خلیل الدین و امیر سلطان و امیر یوسف و امیر شجاع وغیرہ کہ ہر ایک
سر شجاعت و ہزبر بیشہ جلادت تھا اللہ اکبر کہتے ہوئے گھوڑون کو دوڑاتے ہوئے ان کافران بے ایمان
مین در آئے الامان قیامت تازہ آشکارا تھی موت کو مہلت نہ ملتی تھی چشم زدن مین یہ پامالی وہ صفت
نذار و مجلے کے کھیل تمام کر دیے

قطعہ

سنان شعلہ آتش برافروخت		ز جسم پہلوانان سرفشانے بجسم بزدلان افتادہ جان سوخت		شیر پیاسے

نے وہی شمشیر خون چکان امیر سیف الدین پر لگائی ابن بہادر نے وار اوسکا بیکار کرکے اور کمربند ہاتھ ڈالکے صدر زین سے اوٹھالیا اور گرد سر کے چکر دیا بعد اسکے جولان اندلسی کے حوالہ کیا امیر معظم الدین نے سلطنشہ مصری کو مار کے گرفتار کیا امیر شجاع الدین نے بہرام مصری کے دو حصے کیے صمصام و سیفال کو باندھا امیر خلیل الدین نے ہیفال مصری کو قتل کیا

صاحب قران اکبر اور شاہان جمشید پرست سے بعد قتل جمشید باہم محاربہ و مجادلہ ہونا

اور امیر خلیل الدین نے سات پہلوان سقیاریکے امیر جلیل امیر سلطان نے ساقول دمشقی و اقوال دمشقی کو مارا اور دس دس نفر اسیر کیے سیح بن سبحان نے شدید بن شداد سے شیرانہ جنگ کی وگرشاہ سپہ نے مانند کیا ارا پارہ پارہ کیا اور دو حصہ کرکے پھینکدیا قالیوس فرنگی کہ یہ بزرگ قوم تھا اور ہزارہا حیلہ و مکر جانتا تھا لیکن صاحبقران اکبر کے ہاتھ مین اسیر ہوگیا امیر ہاشم امیر حمزہ امیر معصوم الدین امیر عبد اللہ نے ابو جابس و سبیل منقوس سیلقوش کو جہنم واصل کیا اب صاحبقران اکبر شاہ سر الفش کے اشارے سے ایک بلندی پر بالا سے قبل کا

کھڑے ہوئے اور اپنے شیروں کی لڑائی اور بہادری کا تماشا دیکھ رہے تھے اور ایک دوربین کے ذریعہ سے
ہر ایک لشکری و لشکر کو بلا اختیار فرما رہے تھے پہلوانان کفار کی کشتیوں اور اپنے دلاوروں کو جرأتیں دکھا رہے
تھے کہ اگر کوئی کافر دیر آگیا تو ملازمان صاحب قران اکبر قبول اسلام کو کہتے تھے اگر وہ قبول کرتا تھا امان ملتی تھی
اور اگر بمقتضائے شقاوت انکار کرتا تھا صاحبقران اکبر ایک تیر جان گیر سے اسکی مہمانی فرماتے تھے گرگ قتل
ہوتے تھے اور بہت دولت اسلام سے بہرہ مند ہوتے تھے چنانچہ ایک لاکھ بیس ہزار سوار لشکر کفار کے دائرہ اسلام
میں آئے مانند ابطال زنگی خالو زنگاوہ زنگاری پوشش کا کہ نخاشی سے دوچار ہوا دیکھا بڑی جرأت کرتا ہی قول عاشق
ہی کہ جب چراغ بجھنے لگتا ہی تو روشنی زیادہ ہوتی ہی قصہ مختصر دونوں میں باہم جنگ ہوئی چند ساعت میں ابطال زنگی
نے بفضل ایزد متعال اسے باندھا زندان شاہی میں بھیجدیا اور یہ ضابطہ تھا کہ اسیر پہلے صاحبقران کی خدمت میں
جاتا تھا اب وہ حسب الحکم قضا توام قید کیا جاتا تھا اسی دستور سے سمعاج اژدر در اور قیفاج اژدہا خوار عاشق ابو
مقابل ہوا الغرض موافق مصلحت یزدانی سیر بہشت عنبر سرشت جو نصیب میں تھی وہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے
سمعاج مثل قہر الہی آسمانی مردود ازلی تک پہونچ گیا اور کہا باش او پہلوان اجل گرفتہ دیکھ ملک الموت تیرے سر پر
آپہونچا بس اب ہاتھ پاؤں کو کیوں تکلیف دیتا ہی یہ گیدی سمعاج کو دبستان شجاعت کا طفل ابجد خوان جانتا تھا
بولا ای سمعاج یہ کیا تیرے دل میں آیا کہ تو پیغمبر ویلم سے پھر گیا سمعاج نے کہا اسلیے کہ قیفاج جنگ کا یہ نتیجہ جو تونے دیکھا
مجھے پہلے ہی سے معلوم تھا قیفاج نہایت منفعل ہوا اور لڑنے پر آمادہ ہوگیا اکثر ضربوں میں برابر رہے آخر کار جو روز
اہل اسلام تھا سمعاج پر آفرین و تحسین کی اسلیے کہ دلاوری و زورمندی قیفاج سے واقف تھے لیکن ابو حاکم حرامزادہ
و بدبخت شقی جسطرح ہو سکا ابو عامر تک پہونچ گیا ابو عامر زیر جبل اعلی بلندی پر بالائے تخت شاہی بیٹھا تھا وہیں بار
یاوری ایک دوستی نے کہا سمجھا کہ آپ چلے آئیے صاحب قران اکبر گردون نشان کی فتح ہو چکی میدان میں جانے سے کیا
فائدہ ابو عامر نے تماشا دیکھ رہا تھا کہ ابو حاکم بھی آپہونچا آتے ہی تلوار کھینچ کے پیچھے گیا اور زور سے کرتا ارادہ کیا
کہتا ابو ... آئی دست انداز مارا تلوار نکل گئی مگر خون کی دھار منہ پر آئی فوارہ کی طرح لہو جاری تھا ابو عامر نے ایک آہ
جگر خراش کی اور کہا حیف کہ معاینہ جشن عروسی نور چشمی شمسہ تاج بانو سے آنکھیں روشن نہ ہوئیں اور جان سے کوچ
کا پیغام آگیا یہ زخم چونکہ کاری تھا بیہوش ہوگیا ابو حاکم چلتا ہوا ناگاہ ابو المحسن جوہر سے سامنا ہوگیا آواز دی کہ ارے
او حرامزادے دغا شعار و مکار یہ کیا کیا تونے او نامرد جلد حملہ کر ابو حاکم خوف جوہر سے کانپ گیا حیلہ کرنے لگا اور کہا کہ
ابو المحسن جوہر میں بادشاہ اور پہلوان اور تو عیار میرے اور تیرے لڑائی کیا معز الدین کے دستور سے خلاف ہی میں
کھڑا ہوں تو جا کسی پہلوان کو لا آج سب برادران فوج دیکھ رہے ہیں کہ میں امیر حمزہ سے کسی طرح پایہ کم کا نہیں رکھتا ہوں
ابو المحسن جوہر نے کہا باش او بدبخت ملعون و مردود کیا بیہودہ بکتا ہی بادشاہان عالی شان سے اپنے کو نسبت دیتا ہے

تجھ ایسے سگان خارشتی بہت دیکھے ہین ھزبلونیر پھرا کرتے ہین او گیدی مین تجھ ایسے سو پہلوان کو چشم زدن مین بزور پہلوانی و توفیق یزدانی باندھ سکتا ہون۔ القصہ ابو خاکم نے دیکھا کہ اب اپنے گلو خلاصی مشکل ہے اور عجب نہین کہ اسی حیلہ سے اجل قریب ہو بس یہ دل مین تصور کر کے بے اختیار دو تین تلوارین مارین مگر جوہر کے آگے کیا حقیقت تھی وہ سب دفع کین اور نیمچہ آتش بار اس کافر کے سر نحس پر مارا کہ کمر تک شگاف ہو گیا اور اسیوقت جہنم کیطرف روانہ ہوا شعر

	ز جان حسودان جہان پاک بہ	دہانش پر از خاک و خاشاک بہ	

ابو الحسن جوہر نے اس جہنمی کا لاشہ پادری ایدروس کے پاس بھیجا کہ جس طرح آپ کی رائے ہو اسکے ساتھ پیش آ ییے پادری ایدروس نے ارشاد فرمایا کہ دفن ہو جائے اور ابو عامر کے زخم پر مرہم رکھا مگر نہایت خندہ وش زخم تھا ملکہ شمسہ تاجدار احوال پدر و عم سے جب خبر دار ہوئی ابو الحسن جوہر کو بلایا اور کہا جسطرح ہوسکے براے خدا ایسی کوشش کرو کہ زخم سر والد ماجد مندمل ہو جائے اور خوب سیر روئی ابو الحسن جوہر نے کہا بہت خوب وہان سے ابو عامر کے پاس آیا یہان وہ بیچارہ زخمی بدستور بیہوش تھا شاہ سراج الحق کی خدمت مین گیا شاہ صاحب نے نقش تکبیر آیۂ قران اور ایک نسخہ مرہم عنایت فرمایا نقش کے پانی سے مرہم فوراً تیار کیا اور زخم پر رکھا نقش کو باندھا فضل شافی مطلق سے اب شفا ہوئی ابو الحسن جوہر پادری کے پاس گیا نقش و مرہم عنایتی شاہ صاحب کو بیان کیا پادری نہایت خوش ہوا ابو الحسن جوہر یکہ جنگ مغلوبہ کی طرف پہونچا اور جنگ کو بدستور قائم دیکھا وہ تیسرا روز تھا ناگاہ مسرورین نجاشی نے عالم بیخبری مین ابو الحسن جوہر پر تلوار کا وار کیا مگر خیریت یہ ہوئی کہ جوہر فوراً خبر دار ہو گیا تھا تلوار زور سے سر پر پڑی چونکہ تلوار بیٹھ پڑی لہذا خط تک نہ آیا جوہر نے ہاتھ بڑھا کے تلوار چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈال کے صدر زین سے اٹھا لیا از بسکہ معلوم تھا کہ یہ ملعون اسلام قبول نہ کریگا فلہذا نیمچہ سے صاف دو حصہ کیا بعد ازین مسقطی شاہزادہ ابراہیم بن حیدر سے مقابل ہوا کچھ زور بازو کچھ زور جادو صرف کیا لیکن کچھ بھی اثر نہوا آخر شاہزادہ نے اُسے بھی ایک ضرب عمود سے فی النار کیا۔ اگر مسود اوراق ہذا اس جنگ و پیکار کو بتفصیل لکھے اور ہر ایک پہلوان کا محاربہ جدا جدا تحریر کرے تو ایک جلد کلان مرتب علحدہ ہو جائے اسلیے اسی قدر پر اکتفا کی اور سر دست مناسب معلوم ہوا کہ جشن عروسی شاہزادہ والا گوہر گردون فر معز الدین صاحب قران اکبر کا حال اب بیان ہونا چاہیے۔ القصہ سات شبانہ روز با یک روایت مین پانچ دن یہ جنگ مغلوبہ واقع رہی اس لڑائی مین لاکھون دلاور معرض ہلاکت مین آئے لاشون کی کثرت اس درجہ تھی کہ بعد فراغ جنگ بحکم صاحب قران اکبر جسوقت وہ سب جمع کی گئین تو جبل اعلے کے برابر ایک انبار ہو گیا جب حساب کیا تو تخمینا نو لاکھ آدمی مقتول تھے اور دس لاکھ فیلان جنگی افتادہ و بیجان تھے اور بروایت فرض الاخبار دم شمار اٹھارہ لاکھ کا قتل ہوا ہے اور بارہ لاکھ دائرۂ اسلام مین آئے اور جو بھاگے یا زخمی ہوئے انکا حساب نہین الغرض طبل بازگشت بجا بعد اسکے طبل شادمانی اور نقارۂ فتح نوازش مین آیا

رباعی

چو روشن شد آن فتح بر اہل عالم	صدا داد لفارہ الفتح الفتح
بصاحبقران تہنیت داد ہر اک	لقد جاء نصر من اللہ و الفتح

قصہ کوتاہ صاحبقران اکبر نے صورت فتح آئینۂ مراد مین جلوہ گر دیکھی درگاہ ایزد پاک مین شکر کا سجدہ ادا کیا اور فرحناک و شادمان داخل خیمۂ معلے ہوے سلاطین نامدار و امراے عالی وقار نے نذرین گذرانین پھر حکم عالی سے اہل اسلام کے لاشے ایک جگہ کیے دریاے بحر البحور کے کنارے مدفن مقرر کیا جنکے وارث تھے اُسکی قبرین علیحدہ بنین باقی گنج شہیدان تیار ہوا جو کافر مسلمان ہوے اُنکے برادران مقتول انھین کو حوالے کیے تاکہ وہ جیسا مناسب سمجھین عمل مین لائین باقی ماندہ کو ایک گڑھا کھدوا کے دفن کیا اور چبوترہ بنوایا۔

اب حال نکبت اشتمال ضار منکوس کا معرض تحریر مین آتا ہی علاوہ لعض اشرار و کفار کے

منشیان مضامین اخبار و محرران جنگ و پیکار کفار اس نقل تضحیک آمیز و افسانۂ خندہ ریز کو یون نوک ریز خامہ عنبرین شمامہ کرتے ہین کہ صاحب قران اکبر گیتی ستان نے سب سے پہلے ضار منکوس منحوس کا حال پوچھا لیکن کچھ خبر نہ ملی ہر چند تلاش کیا مگر کہین نشان نہ ملا فرمایا ایسا نہو وہ مردود ازلی یہان سے کہین نکلجاے کیلیے کہ وہ حرام زادہ بڑا مکار ہی ایک عالم اُسکے سبب سے گمراہ ہوا اور دین الحاد مین آیا ورنہ جمشید کیا تھا اُسکو جسطرح ممکن ہو دوسرے ڈھونڈھوا ور تلاش کرکے لاؤ ابو الحسن جوہر نے کہا جناب عالی مین نے اسی وجہ سے قبل آپکے ارشاد والا کے چار سردار یعنے مرجان بہادر و افلاک نیزہ باز و املاک نیزہ باز وغیرہ جناب مغلوبہ کے پہلے معین کر دیے تھے کہ وہ سرحدون پر کھڑے رہین اور سب طرف کی راہین بند کر دین تاکہ وہ گیدی کیا بلکہ کوئی کسی طرف سے بھاگنے نہ پائے اور ضار منکوس کو سنا ہی کہ عین گرمی جنگ مین غائب ہوا ہی دو روز تک جنگ مغلوبہ مین مین نے خود اُسے دیکھا کہ تماشا دیکھ رہا تھا صاحب قران اکبر نے فرمایا ای برادر ابو الحسن اگر وہ بدبخت ہاتھ آیا جان لینا کہ عیش مجھپر تلخ ہے اور یہ فتح بدتر از شکست ہی جوہر نے یعقوب حرانی سے کہا جلد تلاش کرنا چاہیے اس امر مین دیر کرنا خطا ہے عیاران چابک دست و طرار و چالاک ہر چہار طرف کو روانہ ہوے قصہ کوتاہ ابو الحسن جوہر نے اس امر مین جب صاحب قران اکبر کو بجد دیکھا اور شہریار نامدار کا فرمانا بھی صحیح تھا تفحص و کوشش مین کمال جستجو کی لیکن عیاران اسلام بھی تجسس مین جابجا دوڑے اور تلاش کی لیکن اُس نطفۂ حرام کا کہین نشان نہ ملا سب حیران و پریشان ہوے کہ یہ معاملہ کیا ہی نہین معلوم وہ ملعون کہان گیا غرضکہ ایک دن ابو الحسن جوہر نہایت بد دماغ ہوا اور تردد مین بیٹھا تھا عیارون کو بھیجتا تھا اور زاکیہ کر رہا تھا ناگاہ ایک شخص مسافر وضع

آیا اور جوہر کو نہایت ادب سے سلام کیا اور کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہی لیکن خلوت چاہتا ہون جوہر نے اور قریب بلا
اور کہا کہ جو تجھے کہنا ہو میرے کان مین کہہ یہ کہکے کان قریب اسکے کیے اسنے جھک کے کان مین کہا غلام خاص ملازم
ضار منکوس ہی اور نام میرا ہدایت آبدار ہے جس روز وہ دیوشت خولک غلام سے کہتا تھا کہ میرے واسطے
کوئی جگہ امن کی پیدا کر کہ باطمینان بیٹھون اور کسی کو میرا نشان نہ ملے کہ ابکی بار جنگ کا طور مجھے بد معلوم ہوتا ہے
غلام بھی اس وقت حاضر تھا خولک نے کئی مقامون کا نشان اس گیدی کو دیا لیکن اس حرام زادے نے
کسی مقام کو پسند نہ کیا اسی وجہ سے مشورہ یہان سے نکلجانے کا بھی قرار نہ پایا لیکن میرے سامنے اس روز
پھر خولک ڈھونڈھنے گیا قضا را جس دن اسنے جاے پناہ تجویز کی اور اسکو خبر دی بندہ بھی موجود تھا خولک
بدذات نے کان مین اس ولد الحرام کے کچھ کہا مین نے فقط اتنا سنا کہ چاہ کا نام اسنے لیا اور زیادہ معلوم نہوا
وہ شور بخت عین جنگ مین بعد قتل جمشید ملعون اور گرفتار ہونے القیموس وغیرہ کے یہان سے غائب ہوگیا
اب غلام کا گمان واثق یہ ہی کہ چاہ مین وہ پوشیدہ ہوگیا ہی جب یہ فتنہ و فساد فرو ہوگا اور اسکو یقین ہو جائیگا کہ عیار
میری تلاش سے دست بردار ہوے بس فوراً باہر نکلیگا اور کسی طرف چلا جائیگا ابو الحسن جوہر یہ سنکے نہایت خوش ہوا
اور ہدایت ملازم ضار منکوس کو صاحبقران اکبر گردون حشم کی خدمت مین بھیجا اسنے حضور مین جاکر کلمہ طیبہ پڑھا
اور مسلمان ہوا مرحمت خسروانہ اسکے حال پر مبذول ہوئی خاطر و مدارا سے اور بھی حال پوچھا مگر مطلق پتہ نہ پایا یعقوب
حرانی و نہنگ مصری و جولان اندلسی وغیرہ دلاوران فرقۂ عیار کو ارشاد کیا کہ جلد جاؤ اور جسطرح سے ممکن ہو اس چاہ
کی تلاش کرو اس نابکار کو زندہ حاضر کرو کیونکہ صاحبقران اکبر اسکے گم ہونے سے نہایت پیچ مین رہتا تھا کہ
اس شہریار نامدار کو عیش تلخ ہو خواب و خور اس مردک کے واسطے حرام ہی آخر تیسرے روز جولان اندلسی بالا دوی
کرتا ہوا کوہستان شرقی کی طرف ایک مقام مین پہونچا وہان کچھ درختان سرسبز و خرم تھے اور ایک چشمۂ آب شیرین بھی
جاری تھا دیکھا قریب ان درختون کے دہنہ چاہ ہی اور ایک اژدہا مہیب بزرگ جثہ نہایت کلان و شعلہ فشان دور
چاہ کو حلقے مین لیے بیٹھا ہی جولان اندلسی ڈرا اسلیے کہ سر اس اژدہے کا ہاتھی کے سر کے برابر تھا بس دور سے دیکھتا ہوا
بھاگا لشکر مین پہونچا اور خدمت مین سلطان ابو الحسن جوہر کی اس حال کو بیان کیا کہ ایسا اژدہا مین نے کبھی نہین دیکھا
میرے گمان مین ضار منکوس بس وہین ہی اور وہ چاہ ضرور اس گمراہ کی جاے امن ہی اور وہ اژدہا سحر سے ہے
ابو الحسن جوہر کو جولان اندلسی سے سنکے یقین ہوا کہ گمان جولان کا بہت درست ہی اور نہایت صحیح ہی غرض بدر عالم
منجم کو طلب کیا اور کہا آپ زائچہ کرین دیکھیے کہ جولان جسجگہ کا پتہ اور نشان دیتا ہی اور گمان کرتا ہی آیا وہ گمان جولان کا صحیح
ہی یا غلط ہی بدر عالم نے کتاب نکالی اور زائچہ کیا بعد تامل کے کہا وہ مردود زمین عمیق مین ہی اور دائرے سے ثابت ہوتا ہی
کہ وہ بیشک چاہ ہی لیکن اسمین پانی نہین ہی ابو الحسن جوہر نے یعقوب حرانی و نہنگ کو مع چند عیارون کے اسطرف

روانہ کیا اور کہدیا کہ اطراف چاہ مین دور دور جو کوئی گوشہ پاؤ وہان پوشیدہ بیٹھو مگر ہر ایک فرق سے بیٹھے اور دیکھو کہ
اسکی اصل کیا ہے اگر وہ مردک وہان ہوگا تو ضرور کسی وقت باہر آئیگا یعقوب و نہنگ چھ نفر عیارون کو لیکے روانہ ہوے
اور موافق حکم ابو المحسن جوہر کے عمل مین لائے تمام دن اُٹھین گذرا لیکن کچھ نہ دیکھا مایوس ہوے چار عیار حیران ہو کر
چلے آئے چار وہان موجود تھے اُنھون نے آپس مین یہ مشورہ کیا کہ دن کو کچھ نہ معلوم ہوا عجب نہین کہ رات کو کچھ معلوم ہو
اسواسطے کہ رات پردہ پوش ہے اکثر ایسے کام رات ہی کو ہوتے ہین بہرنہج آج رات کو یہین مقام کرنا چاہیے شاید ہمارا
طالع یاوری کرے اور بخت خوابیدہ بیدار ہو اُس مردود کا پتہ ملجائے تو ہمارا بڑا نام ہوگا اور جاے امید تو ظاہر ہے
الغرض نہنگ عیار اور جولان اندلسی اور مہتر سرعت اور مہتر شتاب وغیرہ وہین رہگئے نصف شب گذری اور کچھ آثار
نہ معلوم ہوے اب یہ چارون مایوس ہوے کہ افسوس کچھ نہوا مفت اوقات ضایع ہوئی یہ بیٹھے ذکر کر رہے تھے کہ نصف
شب کے بعد لب چاہ کچھ روشنی معلوم ہوئی نہنگ نے جولان سے کہا اب تو ہماری محنت کا ثمر ملتا معلوم ہوتا ہے دیکھو
ہوشیار ہو شب مہتاب ہے چاندنی خوب پھیلی ہوئی ہے ذرا خوب غور سے دیکھو تو مجھے اب وہ اژدہا معلوم نہین ہوتا
غائب ہوگیا جولان نے کہا ہان سچ ہے یار اب تو اژدہا نہین ہے اس عرصہ مین ضارمنکوس ـ ناہیدکی بیٹی زہرہ جنگ نوازن
کو جو دختر جمشید تھی ساتھ لیے کنوین سے نکلا اور لب چشمہ فرش کیا شمع روشن ہوئی اور خولاک بھی ایک طرف سے
کباب مرغ اور روٹی لیے ہوے آپہونچا اسباب مے نوشی بھی مہیا ہوا ضارمنکوس بولا اے فرزند کہو لشکر دشمن کی کیا خبر ہے
اُسنے کہا اب فارغ البال ہوے کمال عیش ونشاط وفرحت و انبساط مین مشغول ہین یہ سنکے گیدی کانپنے لگا اور کہا
جمشید تو جہنم واصل ہوگیا اب دیکھا چاہیے مجھپر کیا گذرتی ہے اے خولاک میرے تو حواس باختہ ہوے جاتے ہین
کیا کہون جو میرا حال ہے یہان سے بھی اب جانا چاہیے خولاک نے کہا اب رہائی بہت دشوار ہے اس جا سے راہ درہ کوہ
نہایت ہی پیچ در پیچ ہے بسبب اژدہاے جادو کے جو تمام عمر مین سحر زبردست سے تمھارے مقیم ہے یہان کسی نے
قدم نہین رکھا ورنہ کوہ درکوہ مردان لشکر ظفر پیکر تجسس مین حیران و سرگردان ہین کیا تاب و طاقت ہے کہ جو ایک متنفس
بھی یہان آسکے اور بالفرض یہان کوئی آ بھی جائے تو ممکن نہین کہ یہان سے زندہ جاسکے ہان بزور سحر نکلجائے تو سکتا ہے
ضارمنکوس بولا اس جماعت اسلام پر جو میری تلاش مین ہین سحر سے غالب ہو تو سکتا ہون لیکن ڈرتا ہون اور احتیاط
کرتا ہون کہ شاہ سر الحق اور صاحب قران اکبر نے یا حکیم قبطاس الحکمت نے تعویذ رد سحر تلاش کرنے والون کو دیا ہوگا تو ہی
میری تلاش مین ہین لامحالہ اُسکے سبب سے میرا سحر خاک مین ملجائیگا اور کچھ اثر باقی نہ رہیگا اور مین گرفتار ہو جاؤنگا خولاک
نے کہا کچھ تعجب نہین سچ کہتے ہو لیکن اسکے وہ پلید دختر جمشید سے روسیاہی مین مشغول ہوا ابھی فارغ نہین ہوا تھا کہ
پھر خولاک نے کہا بس اب کنوئین مین تم چلے جاؤ ایسا نہو کہ کوئی اور گل پھولے یہ سنکے ضارمنکوس نے کہا ابلیس و
سامری مدد کرینگے خولاک نے کہا واہ ابلیس خاک مدد کرینگے ابتک کیا جھک مارا کیے جواب کہ کہا تینگے اگر ابلیس ایسے

ہوتے تو یہ نوبت کاہیکو آتی جمشید نے سب سے سجدہ کروایا اور کہا ہمیں خداوند کہو اب جہنم میں پہونچ گئے یہ جیسا کب
سنتا تھا چند جام شراب بہر بار پیے اور اس عورت کو بھی دیے پھر جب نشہ شراب سے سرشار ہوا تو پھر روسیاہی
میں مشغول ہوا نہنگ مصری یہ تماشا دیکھ رہا تھا اور سب گفتگو سُن رہا تھا بس بفن عیاری اُنکے پیچھے پہونچا دیکھا کہ
ایک گڑھا ہے اور اُسکے گرد درخت خاردار بہت گنجان ہیں یہ اُن درختوں میں جا چھپا جب چار گھڑی رات باقی
رہی شراب وکباب وغیرہ سے فرصت کرکے کنوین میں اتر گیا اور پھر اژدہا نمودار ہوا جولان بھی کسی کام کو ایک جانب
روانہ ہوگیا یہ چاروں عیار بھی شادمان و فرحناک لشکر اسلام میں داخل ہوئے نہنگ عیار نے کہا یارو ایک
بڑی غلطی ہوئی پیشتر دو یہاں آکے خبر دیتے اور دو وہیں رہتے ایسا نہو وہ حرامزادہ اس عرصہ میں فرصت پاکے نکلجاے
پھر کہاں ڈھونڈھتے پھرینگے بڑی مشکل سے تو اُس حرامزادے کا پتہ و نشان لگا - جولان عیار نامدار نے کہا خاطر جمع رکھو
وہاں سے اب کہیں نہیں جائیگا اُسکی اجل قریب ہے علاوہ برین کچھ تمہارے پتہ و نشان لگانے سے نشان اُسکا
نہیں ملا قدرت خدا تھی کہ وہ ملگیا - القصہ لشکر میں آئے معلوم ہوا کہ نقارہاے شادمانی و فتح و فیروزی ہر چہار
طرف زیر چوب ہیں اسوقت حکیم قسطاس الحکمت وغیرہ حکماے عالی منزلت بھی مبارکباد کے لیے آئے تھے
صاحبقران اکبر نے فرمایا اے استاد عالی نژاد جبتک ضاربسنکوس نہ مارا جائیگا یا مسلمان نہوگا فتح کامل نہ ہو جائیگا
حکیم صاحب والاقدر اور شاہ سر الحق دونوں صاحبوں نے فرمایا ایسا کافر مسلمان نہیں ہوتا وہ ملحد لعین
بے دین نہایت سیاہ قلب ہوگیا ہے گر بظاہر حسب شریعت ہدایت کرنا چاہیے حالانکہ یہ بخوبی جانتے ہیں وہ راہ راست پہ
نہ آئیگا پھر حکیم صاحب نے اسطرلاب و طالع ستارہ دیکھ کے فرمایا پیمانہ عمر اُس ملعون کا لبریز معلوم ہوتا ہے غالب
ہے کہ عیاران اسلام نشان پا چکے ہوں خبر آیا ہی چاہتی ہے یہ باتیں ابھی ختم نہوئی تھیں کہ جولان اندلسی عیار
و نہنگ مصری و سرعت عیار پہونچے اور سلطان ابو الحسن جوہر سے اس حال کو بیان کیا جوہر افراد خوشی سے
فوراً اُٹھا اور صاحبقران اکبر کے پاس جا کے اس خبر کو پہونچایا اور سارا حال مفصل بیان کیا صاحبقران
اکبر نے پچاس عیار ساتھ لیکر روانہ دریاے کوہستان کیے راہیں پیچ و خم بیشمار تھیں اسوجہ سے وہ راہ غلط
کی حالانکہ یعقوب حرامی نہنگ جولان وغیرہ نے دن کو بھی وہ کنوان دیکھا تھا مگر اب ایسا فراموش کیا کہ گویا
دیکھا ہی نہ تھا اسکا سبب یہ تھا کہ ضاربسنکوس ہر روز صبح کے وقت سحر و افسون پڑھ کے دریاے کوہ و نشان
و علامات راہ کو تغیر دے دیتا تھا مثلاً اگر در کے سرے پہ درخت تھا اب چشمہ ہوگیا جو کہ پتھر انگور تھا وہ انار
ہوگیا اسی طرح اور بھی سمجھنا چاہیے اسوجہ سے عیاروں کو کنوین کی راہ نہ ملی ابو الحسن جوہر نے کہا اسے
یعقوب ع

معلوم ہوا کہ کچھ نہ معلوم ہوا

یعقوب حرامی کو نہایت خفت ہوئی نہنگ وغیرہ یعقوب سے زیادہ منفعل تھے اور حیرت مین مبتلا تھے بعد سرگردانی بسیار ایک درے مین پہونچے وہانکی عمارت بطور قلعہ بنی ہوئی تھی لیکن اب ویرانہ ہوگیا تھا فقط مکان ہی مکان تھے غرض یہ عیار وغیرہ تھک کے اُسی بستی مین بیٹھ رہے اور ماحضر کھولا اور ناشتہ مین مصروف ہوے ابوالمحسن نے کہا یارو بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہم بے نیل مقصود ہی رہے خالی پھر جانا تو بہت ناگوار گذریگا یہ ذکر ہو رہا تھا ناگاہ اُس عمارت کہنہ سے کچھ اینٹین گرین اور اُنکا ایک انبار ہوگیا اُن اینٹون کے ڈھیر سے ایک سیاہ سانپ نکلا مُہرہ منھ مین لیے تھا پھر اُسی انبار مین غائب ہوگیا عیار ابوالمحسن جوہر کے اشارے سے دوڑ پڑے اور ایک آن مین اُس انبار کو کنارے کردیا۔ دیکھا وہ سانپ بیٹھا ہی جب آدمی وہان پہونچے وہ سانپ ایک سوراخ مین چلا گیا مُہرے کے واسطے اُس سوراخ کو کھدوایا وہان ایک نقب ظاہر ہوئی دروازۂ نقب پر قفل لگا تھا مگر قفل ٹوٹا ہوا تھا اُسکو کھولا دیکھا تو زینے بیشمار معلوم ہوے یہ سب ان زینون پر چلے اسطرح کہ آگے آگے وہ سانپ اور پیچھے پیچھے یہ سب چلے جاتے تھے ابوالمحسن جوہر حیران ہوا فتیلۂ عیاری روشن کیا اور انتہاے نقب تک پہونچے وہان ایک پردہ پڑا تھا اُس پردہ سے آواز کان مین آئی ابوالمحسن جوہر نے سب سے کہا سنو تو یہ آواز کیسی ہی اور آگے بڑھا دیکھا ایک سوراخ ہی اُس سوراخ سے ضمار منکوس منجمین زہرہ چنگ نواز سے خوش فعلیان کر رہا ہی ابوالمحسن جوہر نے دل مین کہا واہ کیا خوب ہمنے کوئی دقیقہ تلاش مین نہین رکھا تا اینکہ مجبور ہوگئے اور یہ مردود یہان بیٹھا ہوا بیخوف خطر علیش کر رہا ہی آخر دبے پاؤن اُس نقب سے باہر آیا اور سانپ بھی اپنا مُہرہ چھوڑ کے غائب ہوگیا ابوالمحسن جوہر نے مُہرہ لے لیا اور سانپ کی تعریف کی اتنے مین مہتر عشرت بھی پہونچا وہ زنگی ہمراہ نہ تھا جداگانہ تلاش مین تھا اتفاقاً وہ چاہ ملا شاید علامات حوالی چاہ متغیر بزور سحر ہوگئے تھے ابوالمحسن جوہر نے دس عیار دہنۂ نقب پر مقرر کیے ابکی بار جوہر بھی خود اُسی جا پر جہان یہ چارون عیار نہنگ و جولان وغیرہ بیٹھے تھے پوشیدہ بیٹھے وقت نصف شب چاندنی نکلی اور ہواے خوشگوار چلنا شروع ہوئی رات کا بھیگنا سناٹے کا عالم ؎

زمین نور کی آسمان نور کا	جدھر دیکھیے اک سمان نور کا

قصہ کوتاہ خولاک غلام آیا اور اُسنے فرش بچھایا شمع روشن کی ظاہرا اژدہا روشنی شمع مین معلوم ہوتا تھا ایک نظر آتا تھا آفتاب کی روشنی مین وہ اژدہاے شعلہ فشان دکھائی دیتا تھا عیار دل مین اُس رات کو عجیب حادثہ گذرا یعنے علم نیرنجات بھی علم سحر رکھتا ہی غرض بعد روشنی اور فرش ہونے کے ضمار منکوس زہرہ چنگ نواز کو لیکے چاہ سے نکلا اور سر خفیہ پر بیٹھا شراب آئی دور جام گردش مین آئے خولاک شیر مال کباب اور تھوڑی سی شیرینی لایا دسترخوان بچھایا اُن تینون نے کھانا کھایا اُنہون نے بخوشی دل زہر مار کیا اور شراب کے نشہ مین ازخود رفتہ ہوے ابوالمحسن جوہر استخوان بار سیاہ جسکا ذکر قبل مین ہوچکا ہی سر پر باندھ کے زور سے پوشیدہ اُنکے قریب گیا کہ اُنکی صحبت کو بخوبی دیکھے اور کلام اچھی طرح

نزدیک سے سنے ضارمنکوس جب نہایت مسرور ہوا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا ای فرزند زہرہ تو جانتی
ہی کہ مین زندہ ہون نہین غلط ہی مین فقط دیکھنے کو زندہ ہون اور اصل مین مردہ ہون عنقریب نیست و نابود ہوا چاہتا ہو
عیاران معز الدین ہرگز مجھ سے دست بردار نہونگے یہ کہکے خوب رویا اور اُسی حالت مین زہرہ کو آغوش مین لیا اور
نشہ شراب سے از خود رفتہ تو تھا ہی اُسی عالم خود رفتگی مین اُس سے خوش فعلیان کرنے لگا جب اختلاط سے
فارغ ہوا اُس عورت نے خولاک غلام سے مخاطب ہو کے کہا ای خولاک اگر تجھے کسی طرح کی خواہش ہو تو مین موجود
ہون خولاک نے کہا نہین صاحب مین اپنی زندگی سے نا امید ہون کوئی کام کرنے کو جی نہین چاہتا ضارمنکوس
بولا ایسے واہی ہی جو ہونا ہوگا ہوگا جو دم ہی اُسے غنیمت جان ایک ساعت کے واسطے لاکھون روپیہ صرف کرتے
ہین ۔ القصہ دونون روسیاہی مین مشغول ہوے جوہر نے اُنپر اور اُنکے افعال بد پر لعنت کی ضارمنکوس بولا اے
خولاک آج کی شب میرے دل کو نہایت اضطراب ہی دیکھ کہین اس گرد و نواح مین کوئی عیار طرار تو نہین ہی خولاک نے
کہا تجھے خفقان نے گھیرا ہی یہان کون ہی ضارمنکوس بولا اگرچہ کوئی نہو لیکن احتیاط ضرور ہی خولاک اُٹھا اور عیارانہ
کو دیکھنے چلا ابو المحسن جوہر نے اشارہ کیا عیار نے پیچھے جا کے اُسے گرفتار کر لیا خولاک نے دیکھا کہ اب پھنسا کہنے لگا
لعنت ہی نصیب ضارمنکوس پر اور اُسکی ذات و صفات پر مین مسلمان ہوتا ہون یعقوب حرانی نے کہا اُسے
نہ مار قید کر پھر کچھ عیار چاہ کے موکل صاحب قران اکبر کی خدمت مین آئے اور اُس چاہ کی کیفیت بیان کی الغرض
وہ شہریار خوش ہوا اور شکر رب العزت بجا لایا ۔ حکیم قسطاس الحکمت نے صاحبقران اکبر سے فرمایا مجھے بہت کام
درپیش ہین قصر النہرین مین جانا چاہیے اور تم بعد قتل ضارمنکوس وغیرہ کے جشن فتح چالیس روز تک مرتب رکھنا
پھر جشن فتح کی انتہا اور جشن عروسی کی ابتدا ہو ۔ صاحب قران اکبر نے کہا بہت مبارک لیکن طریقہ قتل ضارمنکوس
کا کیا ہی جوہر نے عرض کی شہریارا وہ قرمساق جناب عالی کے ڈر سے گوشہ گیر ہوا ہی زیر زمین جا کے چھپا ہے
اُسکا وہان سے نکالنا اور پیدا کرنا مروت سے بعید ہی صاحب قران اکبر ہنسے اور فرمایا پھر اُس سے دست بردار
ہون جوہر نے فرمایا یہ بھی نہین کہہ سکتا پھر احوال نقب اور ہدایت ملازم اور بار جہرہ دار کو مفصل بیان کیا
اور کہا میرا دل تو یہ چاہتا ہی کہ اُس نقب کو باروت سے بھرون اور ایک آدمی سے کہون کہ لب چاہ جا کے اور اُسے
اول ہدایت اسلام کرے اگر وہ اسلام قبول کرے تو خیر ورنہ آگ دیدیجاے کہ اسی جگہہ سے جہنم واصل ہو حکماے
عالی منزلت کی مع شاہ سر الحق کے راے یہ قرار پائی کہ ابو المحسن جوہر کو اختیار دیا جائے لیکن حکیم قسطاس نے فرمایا
اگر وہ بدبخت بخوف جان اسلام قبول کرے تو مطمئن نہ ہونا چاہیے خیال ضرور رکھنا چاہیے شاہ سر الحق نے ایک اسم
ابو المحسن جوہر کو تعلیم کیا اور فرمایا کہ پہلے اُسے دم کرنا پھر اسلام قبول کرنے کو کہنا اُسکی زبان بے اختیار وہی کہیگی جو دل مین
ہوگا جوہر نے وہ اسم یاد کیا اور عیارون کو حکم دیا کہ جلد جاؤ اور باروت لا کر لب چاہ جمع کرو غرض باروت سے تمام نقب

پھر وی ابو الحسن جوہر نے پہلے اسم بزرگ تعلیمیا فتہ شاہ صاحب پڑھا اور خولاک پر دم کیا بعد اسکے پوچھا سچ کہہ تو نے
فی الواقع اپنے آقا کی ملت کو ترک کیا اور دین اسلام پر مائل ہوا یا بمصلحت دمکر ونفاق سے خولاک جوہر کے یہ کلام سنکے
خاموش ہو گیا اور یارا سے جواب باقی نہ رہا مانند بید کے کانپنے لگا بعد ایک ساعت کامل کے جب ہوش وحواس
درست ہوے دست بستہ عرض کیا حضور میری جان بخشی فرمائین تو غلام راست راست بیان کرد سے ابو الحسن جوہر
نے کہا بیان کر ہمنے تیری خطا کو معاف کیا یہ سنتے ہی بے اختیار خولاک کی زبان پر کلمۂ طیبہ جاری ہوا اور کہا ای ابو الحسن
جوہر سچ یہ ہی کہ غلام نے اس وقت تک بیشک اسلام قبول نہ کیا تھا فقط بخوف جان بظاہر دین اسلام زبان سے
قبول ومنظور کر لیا تھا مگر ای شاہ عیاران نامور اب مین اسوقت سے مکر و دروغگوئی سے توبہ کرتا ہون اور دین ابلیسی
پر اور مذہب خود پرستی پر لعنت کرتا ہون اور بصدق دل دین اسلام قبول کرتا ہون اور مسلمان ہوتا ہون مجھے ارکان دین
تلقین فرمائیے اور میرے کہنے کو یقین تصور کیجیے گا جو امر حق تھا وہ صاف صاف مین نے عرض کر دیا اور میرے
حق مین جو مناسب سمجھیے عمل مین لائیے شعر

	در قصد جفا داری اینک سر و طشت		اگر میل وفا داری اینک دل و جان	

سلطان ابو الحسن جوہر سمجھے کہ خولاک واقعی جو امر حق ہی وہ بیان کر رہا ہی اور اسکی راست بیانی وصدق مقالی سے
بوے خوش محسوس ہوتی ہی نہایت دل فکرمند کو خوشی حاصل ہوئی اور اسی ہنگام سرورین خولاک کو چھوڑ دیا بلکہ آزاد
کر دیا بعد اسکے خود جوہر باچند رفیقان ذی شعور وکارگذاران خوش تدبیر ایک درہ کوہ مین پوشیدہ ہو رہے اور خولاک
سے کہا کہ جو مین کہون اسکی تعمیل کر خولاک نے دست بستہ عرض کیا غلام حاضر ہی بسر وچشم تعمیل احکامات عالی
بجا لاویگا ابو الحسن جوہر نے کہا کام یہ ہی کہ تو بدستور اپنے آقا سے ملعون کے کام مین مشغول ہو یعنے شراب ضار منکوس
کے واسطے لیجا اور بعہدۂ ساقی گری پر موجود ہو اور دو چار جام اس مردود ازلی کو پڑ در پے پلا جسوقت نشہ شراب سے دماغ
اس سیہ کا خوب گرم ہو اور سرشار ہو جاوے اسوقت اس لعین بے دین کو واسطے قبول مذہب اسلام کی ہدایت
کرنا جیسا وہ جواب دے اس سے ہمکو آگاہ کرنا اس حال مین جو مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا خولاک نے عرض کیا
بہت خوب غلام جاتا ہی ابو الحسن جوہر کو سلام کرکے روانہ ہوا اور ضار منکوس منحوس کی خدمت مین پہونچا اور
ابو الحسن جوہر بھی اسی آستخوان مار سیاہ کو سر پر باندھے خولاک کے عقب مین روانہ ہوا کہ دیکھین آقا اور غلام مین
سوال وجواب کیسے ہوتے ہین الغرض خولاک حسب الحکم سلطان ابو الحسن جوہر سامان مینوشی وغیرہ لیے غار کوہ
مین پہونچا اور ضار منکوس منحوس کو آواز دی کہ غلام حاضر ہے ضار منکوس بھی انتظار مین خولاک کے نقل ومیوہ وغیرہ
زہر مار کر رہا تھا شمع روشن تھی چاے وغیرہ زہر مار کرکے فارغ ہو چکا تھا اب اس زہرہ جبہ اپنی مدخولہ سے صحبت
عیش وعشرت گرم کیا چاہتا تھا کہ خولاک مع سامان عیش پہونچا ضار منکوس نے خولاک سے پوچھا ای فرزند کل رات کو تین لیے

تجھے بہت تلاش کیا مگر تجھکو نہ پایا نہایت تشویش میں وہ شب گذری اور عجیب خیال فاسد دل میں گذرتے تھے کہتا تھا کہ
خولاک واسطے خبرگیری حریف کے گیا ہی مبادا کسی دشمن بیان سے ملاقات ہوگئی اور نوبت بجان پہونچی تو ایسا گم ہوا کہ
کہیں نشان نہ معلوم ہوا میں رات بھر اسی اندیشہ و فکر میں مبتلا رہا خولاک نے کہا اے خداوند ابلیس پرستان تونے
سمجھا کہ میں جہان ہونگا تیرے ہی کام میں مشغول ہونگا چنانچہ جب میں نے نہایت بجان فشانی تجسس کر لیا تو تہ
بہمراہی سامان شراب و کباب حاضر ہوا اب آپ نوش فرمائیے جب ضارمنکوس نے خولاک سے یہ سنا اور تھوڑا
ذکر کباب دیکھا نہایت خوش ہوا اور خولاک کو چاہتا تھا خوشی میں گلے سے لگائے اور پیشانی پر بوسہ دے خولاک
پاس سے اوپک کر دور کھڑا ہوگیا اور کہا میں تو حضور کے واسطے یہ سامان جان بیچ کر لایا ہوں اور آپ کو اس وقت
خوشعلیمی سوجھی ہی میں اس اخلاص سے باز آیا۔ الغرض ضارمنکوس اور زہرہ جنگ نوازقطامہ نے دو دو جام شراب
زہر مار کیے جب وہ دونوں مردود یعنے ضارمنکوس اور زہرہ خوب سرمست ولایعقل ہوگئے خولاک نے کہا ای آقا
ذلیل و خوار کل شب کو اس خولاک نے ایک ماجرائے عجیب تماشا پایا کہ کیا کچھ میری عقل کام نہیں کرتی ہر چند اس
کوہستان میں کسی عیار کو مردان حریف سے میں نے نہیں دیکھا لیکن ایک مرد پیر نہایت حسین بشکل نورانی باریش
سفید تسبیح ہزار دانہ عقیق البحر ہاتھ میں لیے دیکھا ایک گوشہ میں کچھ پڑھ رہے ہیں میں نے ہر چند خوب بغور سنا
لیکن انکے وظیفہ کی لفظیں میری سمجھ میں نہ آئیں کہ کیا ذکر کر رہے ہیں جب اس بزرگ نے مجھکو نہایت حیران و پریشان
دیکھا تو مجھے اشارہ سے اپنے پاس بلایا اور اشارے ہی سے پوچھا کہ ای خولاک تو اسقدر حیران و پریشان کیوں ہے
آگاہ ہو کہ پردہ عالم پر بجز ایک مذہب کے اور جسقدر کہ مذہب ہیں وہ سب باطل ہیں میں نے عرض کی ای خدایا کی
آخر وہ دین مبین جسکو حضور ارشاد فرماتے ہیں کونسا ہی اس بزرگ نے فرمایا کہ تو شاہزادہ سعد الدین کے پاس جا
وہاں تجھکو بخوبی معلوم ہو جائیگا لیکن اسکے اس بزرگ عالی منزلت نے چند دلائل و براہین ایسے مجھ سے فرمائے کہ ہم سو
میرے ذہن نے قبول کر لیے اور جو کچھ وہ بزرگ فرماتا جاتا تھا میرے قلب پر کالنقش فی الحجر ہوتا جاتا تھا اور بجز قبول
کرنیکے چارہ کار نظر نہ آتا تھا میں تو مشغول ہو گیا اے آقائے فاستان آپ کیا کہتے ہیں ضارمنکوس منحوس نے
کہا ای خولاک وہ شخص تجھے معلوم ہے کون تھا خولاک نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ بزرگ فلان شخص ہی تو کیسے
وقت کیا کھوتی ضارمنکوس نے کہا ای خولاک آگاہ ہو کہ وہ شخص ضرور قسم شیاطین سے ہی کسواسطے کہ طبیعت تجرد
نے ایسے اشخاص کا نام فہرست شیاطین میں داخل کیا ہے خولاک نے ضارمنکوس لعین کو دل میں بہت لعن و
نفرین کی اور بظاہر کہا ای خداوند اس شخص فرشتہ خو نے بعد اس گفتگو کے شیطان پرستون پر تادیر لعنت کی اور
ایک بارگی نظر سے غائب ہو گیا ہر چند میں نے چارون طرف اس گوشہ میں دیکھا اور تلاش کیا لیکن کہیں اسکا
نشان نہ ملا یہانتک کہ میں تھک کر ایک پتھر پر کہ نہایت صاف و ہموار تھا بیٹھ گیا تھوڑی ہی دیر میں مجھپر ایسا غلبہ

خواب ہوا کہ مین دفعتہ سو گیا عالم خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک بزرگ سبز پوش نہایت وجیہ و نورانی شکل میری بالین
پر تشریف لائے اور مجھ سے مخاطب ہو کر پھر ذکر مذہبی کرنے لگے اور کچھ ایسے کلام نصیحت بیان کیے کہ مین نہایت محظوظ
ہوا ضمار منکوس ملحد نے کہا اے فرزند تو ہرگز ایسے کلام کو خیال مین نہ لانا ایسے امورات قابل اعتماد کے نہین اور
خواب وخیال مشہور ہے ایسے امور کا خیال کرنا محض بیکار ہے اسقدر سمجھ لینا کافی ہے کہ طبیعت مجردہ خداوند کل مخلوق کی
بعد اسکے خولاک خود ضمار منکوس سے بحث کرنے لگا اور بدلائل و براہین گفتگو کرنے لگا اور ایسے طریق سے تقریر
شروع کی کہ اوس بیچارے کو معقول کیا تا اینکہ ضمار منکوس منحوس دم بخود ہو رہا آخر جب جواب نہ دے سکا کہنے لگا اے خولاک
غلام تو ایسا گستاخ ہو گیا ہے کہ مجھ سے ایسے کلام مذاقیہ کرتا ہے یا واقعی تیرا دل دین اسلام کی طرف راغب ہوا ہے
خولاک نے کہا اے استاد حق امر یہ ہے کہ مجھے دین اسلام نہایت عمدہ معلوم ہوا ضمار منکوس منحوس نے کہا یہ تو نے
اچھا کیا کہ دین اسلام مین داخل ہو گیا بلکہ میرا بھی میلان طبع اسلام کی طرف ہے لیکن وقت کا منتظر ہون قصہ کوتاہ
اوس نابکار نے اس ذکر کو قطع کر کے دوسرا ذکر شروع کر دیا بعد ایک لمحہ کے وہ مردود اپنی جگہ سے اٹھا اور بحیلہ خولاک
کے پیچھے جا کر کھڑا ہوا اور خولاک کو دھوکا دے کر ایک خنجر اس زور سے اوس بیچارے کے سر پہ مارا کہ سر تن سے
دور جا گرا اور فوراً اپنی مدخولہ یعنے زہرہ کو ساتھ لیے اسی کنوئین مین اتر گیا ادھر سلطان ابوالحسن جوہر اس مقام
مین پوشیدہ کھڑا ہوا یہ تماشا دیکھ رہا تھا لیکن معاملۂ قضا و قدر مین کسی کو دخل نہین باوجود اسکے کہ جوہر تماشا
دیکھنے کو خود موجود ہو گیا تھا لیکن کچھ غافل ہو گیا کہ اسی غفلت مین خولاک بے گناہ قتل ہو گیا اور ابوالحسن جوہر
دیکھتا رہ گیا ابوالحسن جوہر نے دیکھا کہ خولاک نو مسلم کو ضمار منکوس ولد الحرام نے بے گناہ قتل کیا نہایت رنج
ہوا اور چاہتا تھا کہ غصہ مین اپنی جگہ سے آگے بڑھے اس اثنا مین وہ بیدین چاہ مین داخل ہو گیا ناچار ابوالحسن
جوہر لب چاہ آکر کھڑا ہوا اور اوس سم کو پڑھ کر چاہ کے اندر دم کیا اسواسطے کہ اس مکار و فسون ساز کی راہ آمد و رفت مسدود
ہو گئی بعد اسکے کنوئین کے اندر بغور دیکھا ایک زینہ چوبی معلوم ہوا اور ایک مکان خوش قطع اندرون چاہ معلوم
ہوا اور مکان مین ضمار منکوس ملعون اور زہرۂ چنگ نواز دونون بہ آرام تمام بیٹھے ہین اور سامنے ایک شمع کافوری
روشن ہے اب جو ابوالحسن جوہر نے آسمان کو دیکھا تو بحساب ستارون کے کچھ تھوڑی سی رات اور باقی ہے ابوالحسن جوہر وہان سے
واپس آیا اور اپنی فرودگاہ مین آکر فریضۂ سحری کو ادا کیا بعد فراغ وظائف روزمرہ پھر موافق روز اول کے کنارۂ چاہ آکے آواز دی
کہ اے ضمار منکوس سچ بتا تو اسوقت اپنی مرگ پہ راضی و آمادہ ہے یا اپنی نجات و گلو خلاصی چاہتا ہے ضمار منکوس ابوالحسن جوہر
و یعقوب حرانی کو خوب پہچانتا تھا یعنی مجرد سننے آواز جوہر کے مانند بید کے کانپنے لگا اور سمجھ گیا کہ دونون قابض ارواح میرے
اور حبشی کے سر پر آپہونچے اب کسی طرح سے رہائی ممکن نہین ناچار جواب دیا اے شخص صاحب اقبال تو خوش ہو مین بھی
بہرحال خوش ہون کہ میرا یہ سن آیا بجز عیش و آرام کے رنج و غم کبھی خواب مین بھی نہین دیکھا اب ضعیفی و ناتوانی

مین جو ہلاک ہوا خیر اسکا کچھ افسوس نہین ہی کیا عجب ہی کہ جو طبیعت مجردہ مجھے دوبارہ اس پردہ دنیا پر خلق کرے اور
اسکی مرتبہ ایسا صاحب زور و قوت و اقبال مقرر کریگا کہ مین سب دشمنان جان سے قرار واقعی قصاص لونگا اور انکو
عذاب سخت سے ہلاک کرونگا کہ مرغان ہوائی تمہارے حال پر افسوس کرینگے الغرض ابوالحسن جوہر نے کئی مرتبہ دعوت
دین اسلام کی اور بہت سمجھایا لیکن وہ سیہ قلب و بدباطن کب سمجھتا ہے

با سیہ دل چہ سود گفتن وعظ		نرود میخ آہنی در سنگ

قصہ کوتاہ اس مادر فحبہ نے کسی طرح اسلام قبول نہ کیا اور کہا ای ابوالحسن جوہر انصاف شرط ہی جو شخص سو برس سے
اسی دین و مذہب مین بسر کرے پیرانہ سالی مین کیونکر دوسرا دین اختیار کر سکتا ہے مجھے شرم آتی ہی کہ اس
عمر صد سالہ مین خلاف مذہب اختیار کرون اور مورد لعن ہو جاؤن یہ مجھ سے نہوگا میری وضع سے یہ امر نہایت
خلاف ہی مین جانتا ہون کہ تم مجھے زندہ نہ چھوڑوگے ہلاک کروگے لہذا اول ہی سے آمادہ مرگ بیٹھا ہون اور جو
چند نفس باقی ہین اسمین مین اپنا کام درست کیے لیتا ہون ای ابوالحسن جوہر اب تم یقین جانو کہ مجھے اپنی زیست
کی ہرگز خوشی نہین ہی کسواسطے کہ جب جمشید پلید میرا فرزند دلبند لخت جگر پردہ دنیا پر نہ رہا پھر مین خراب حال و
سخت جان جیا تو کیا علاوہ اسکے اب عمر طبعی کو بھی مین پہونچ گیا ہون زیست کے دن آخر ہو چلے بہر نوع اب مرنا ہے
ای ابوالحسن جوہر مین بقسم کہتا ہون کہ مجھے اسلام قبول کرنے سے مرجانا بہتر ہے مجھے اس دین و آئین کی ہدایت
و تلقین نہ کرو ابوالحسن جوہر اس ملعون ولد الزنا کی گفتگو سنکر مایوس ہو گیا اور کہنے لگا۔ مصرعہ

تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبد است

گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ		بہ آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

بعد اسکے ابوالحسن جوہر نے ضار منکوس منحوس کی مدخولہ زہرہ کو آواز دی اور اس قطامہ کو بھی ہدایت کی اس فحبہ
نے بھی دین اسلام سے صاف انکار کیا اور کہا جو ضار منکوس دیوث کی خوشی ہی وہی میری بھی خوشی ہی بس جو اسکی
رضامندی ضار منکوس مقدم جانتی ہون جسمین وہ خوش ہوگا وہ مین بدل و جان کرونگی کیا معنے کہ ضار منکوس بمنزلہ
میرے [illegible] کے ہی مجھ سے الفت دلی رکھتا ہی مین کس طرح آخر وقت اسکی رفاقت سے دست بردار ہون اور ایسے
اپنے سرتاج [illegible] چھوڑ دون مجھ سے ہرگز نہوگا مجھے جہنم مین جانا بدل و جان منظور و قبول ہی مگر دین اسلام ہرگز اختیار
نہ کرونگی جب ابو[illegible] جوہر اور یعقوب حرانی دونون نامدارون نے بخوبی فہمایش کی اور خوب سمجھایا لیکن ان سیاہ قلبون
کو کلام ہدایت دونون نا[illegible] کے کچھ مفید نہوے آخر ابوالحسن جوہر نے مایوس و ناچار ہو کر عیاران ہمراہی کو حکم دیا
کہ اب انکو مین بار دو [illegible] ہم دو چنانچہ دہشہ لقب پہلوان عیار و مسرت عیار دونون طرار سفر کے بموجب حکم

ابو الحسن جوہر کے قارورہائے آتش اندر نقب کے پھینکے عیار گرد و پیش دور تر اُس کنوین سے ایک گوشۂ محفوظ کی طرف
کھڑے ہو رہے اور ضار منکوس بھی اب اپنی جان سے مایوس ہوگیا اور کہتا تھا دیکھیے ابو الحسن جوہر ہماری کیا ہلاکت
کی کیا تدبیر کرتے ہین اسواسطے کہ اُس ملعون نے بجائے خود ایسی وہ جائے امن اپنے واسطے بنائی سمجھی کہ کسی کا
کوئی افسون کارگر ہوتا وہان ضار منکوس نہایت خوش اور بے فکر بخاطر جمعی تمام عیش کرتا تھا الغرض اُس ملعون
ناہنجار نے اُس حالت اندوہ و اضطرار مین زہرہ جنگ نواز قطامہ کو بغل مین خوب دبایا دو چار بوسے لیے اور کہا
اے جان جہان اب تجھے کسکا انتظار ہی تو کیون چپ ہی آ ایک دفعہ اور روسیاہی مین مشغول ہو لین شاید پھر موقع ملے
نہ ملے کہ اب یہ وقت آخر ہی پھر ہم کہان اور تم کہان یہ کہکر اپنے کام مین مصروف ہوا ناگاہ ایک آواز جگرخراش ایسی آئی
کہ وہ دونون حیران و ترسان و خوفناک و سرگردان آپس مین ایک دوسرے کے لپٹ گئے ادھر پردۂ زمین شق ہوا اور
شعلہائے آتشین زمین سے بلند ہوے اور وہ دونون مردود جسطرح گولہ توپ سے نکلتا ہی اُس کنوین سے باہر نکل کے
آسمان کی طرف روانہ ہوے بعد چند لمحہ کے اُسی طرح سے دونون لپٹے ہوے گرے ۔ راوی کہتا ہی کہ جس وقت وہ
سرنگ اُڑی ایسی آواز سخت و ہولناک پیدا ہوئی کہ از زمین تا چرخ برین تزلزل ہوگیا بعد رفع ہونے تاریکی وغیرہ
کے ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرانی دونون سجدۂ شکر درگاہ ایزدی مین بجالائے اور کہا

نظم

للہ الحمد کہ آن ملحد و مردود و لئیم ہمرہ آتش دنیا شدہ در نار جحیم
آن سگ دشمن دین چون بسوے دوزخ رفت خاطر جملہ محبان شدہ در باغ نعیم

جسوقت صاحبقران اکبر کے یہ آواز زہرہ شگاف گوش زد ہوئی فوراً سمجھ گئے کہ وہ مردود جہان ضرور آتش جہنم مین
داخل ہوا فوراً سجدۂ شکر ایزد باری کیا اس اثنا مین درگہ سالار نے اُن حالات کی اطلاع کی صاحبقران اکبر مع
تمام رفقائے نامور و افسران لشکر ظفر پیکر بارگاہ فلک اشتباہ سے تشریف لائے دیکھا کہ دو لاشین سوختہ زن و مرد
کی آپس مین لپٹی ہوئی زمین پر پڑی ہین اور آگ نے اُن دونون ناریون کو ایسا جلایا تھا کہ پہچانی نہ جاتی تھین لیکن
صاحبقران اکبر نے عقلاً سمجھا تھا کہ یہ لاشین کافران بے دین اور اُسکی مدخولہ کی لاشین ہین پھر تو اُن لاشون کا [illegible]
تماشا ہوگیا جو آیا اُنھے دیکھا اور خوش ہوا اور شکر کردگار کیا اور سنگسار کرنا شروع کیا چند ساعت مین [illegible]
سنگ و چوبون مین پنہان صاحبقران اکبر نے حکم دیا کہ ان نابکارون کی لاشین رسی سے باندھ کر [illegible] جلاد دونون لاشون
کا انبار لگا کر اُس انبار مین آگ جلا دو پھر اس حکم کے صاحبقران اکبر کے مردان لشکر نے [illegible] ہیزم بچھاؤ اور لکڑیان
بعد فراغ اس کام کے صاحبقران اکبر فلک قدر تخت رفعت پر اجلاس فرما ہوے [illegible] دونون لاشون کو جلا دیا
دربار عام ہوا اور سلاطین اسیر و مقید یعنی اشتبوط و ہلی اور منصور ربیعی و بکران [illegible] نجاشی اور لقیس [illegible] زنگی و

اقلیموس فرنگی وغیرہ کو بلایا انمین سے بعض شاہان نامی وگرامی مثل ابوجاکم فردوسی و بیدین مستقولی وغیرہ کے
معرکۂ کارزار و رزمگاہ مین دلاوران اسلام کی ضربات کوہ شکن سے مجروح و زخمی ہو گئے تھے غرض ان افسران و سرداران
صف شکن کو صاحب قران اکبر گردون حشم نے دربار مین بلا کے ارشاد فرمایا اے بکران خارجی تو نے اپنی عمر ایسے
مذہب باطل مین صرف کی جو کہ بدترین مذاہب سے تھا انسان کو واجب و لازم ہے کہ حق و باطل مین امتیاز
کرے اور توشۂ آخرت کو مہیا کرے اور عقائد اپنے درست کرے پس تجھکو بھی چاہیے کہ تو اپنے افعال قبیحہ سے
توبہ کر اور اس مذہب باطل کو ترک کر کے بصدق دل دائرہ اسلام مین داخل ہو کہ مین بھی تیرے قتل سے باز
آ کے عہدۂ جلیلہ سے سرفراز کرون اور نہایت اعزاز و احترام سے اپنے پاس بارگاہ فلک اشتباہ مین جگہ
دون ورنہ تو یہ خوب جان لے کہ عنقریب تو داخل نار جحیم ہوگا کس واسطے کہ تو بوجہ کفر کے واجب القتل ہے
بکران شاہ خارجی نے کہا اے شاہزادۂ عالی جاہ اصل امر یہ ہے کہ جو طریق ابتدائے عمر سے مین نے
اختیار کیا ہے اسے سب سے بہتر اور حق سمجھ کے اختیار کیا ہے اگر حضور مجھے اس ہدایت سے معاف
فرماوین تو عین پرورش ہو۔ صاحب قران اکبر نے یہ سنکے حکم دیا کہ اس ملعون کو مع اسکے تابعین
کے اور ہم مذہب کے آتش شعلہ فشان مین ڈالدو بمجرد اس حکم قضا شیم شہزادۂ گردون حشم کے
بکران شاہ خارجی کو آتش سوزان و شعلہ فشان مین ڈالدیا لیکن بکران شاہ کا سپہ سالار مع اپنے
مردمان خاص کے کہ وہ جمعیت ساٹھ ہزار سوار جرار کی تھی مشرف باسلام ہوا۔ صاحب قران اکبر
نے اس گروہ کو شدیدین شدا و جہان پہلوان کی جماعت مین داخل کر دیا اور ہر ایک افسر کو عہدۂ
جلیل مرحمت ہوا اور خلعت گرانبہا اور انعام وغیرہ ان جدید الاسلام کو عنایت فرمایا بعد اسکے صاحبقران
اکبر گیتی ستان نے دربار برخاست فرمایا اور اسیرون کو بھی زندان خانہ مین بھیجدیا پھر حکم دیا کہ صحبت
عیش و عشرت گرم ہوا اور ساقیان ماہوش و سیمین عذار کو حکم ہوا کہ سامان مینوشی مع جام یاقوتی و مینائے
زمردی حاضر کرو آج ہم مع اپنے دلاوران تہور شعار و افسران فوج قاہرہ و لشکر جرار کے ہم صحبت ہونگے
کیونکہ خو[illegible] و شاہانِ ان کافران بدکردار و شیاطین اشرار کے جہنم واصل ہونے کی ہے کہ ان ملحدون
نے ہزارہا بندگان[illegible] و سہ حدا کو گمراہ کر دیا تھا اور ہمیشہ وہ ملعون ہر ایک کو حتی الامکان راہ سفاہت مین
لیجایا کرتے تھے غرض اس [illegible] ملکی و نر شاہزادۂ عالی منزلت نے اسقدر مال و زر مرحمت فرمایا کہ ہر ایک
غنی ہو گیا

دربار عام کرنا صاحب قران اکبر

القصہ دوسرے روز دربار عام میں نصروں شاہ ربیعی کو بلایا اور جہاں تک ہو سکا ہدایت فرمائی اور کہا اے نصروں
تو اس عقیدۂ باطل سے توبہ کر اور دین اسلام قبول کر کہ پھر تمام عمر تیری عافیت سے گذرے اور عاقبت بھی
بخیر ہو کہ سرمایۂ کونین ایمان ہے ورنہ بعد ایک دو لمحے کے تم بھی بکران شاہ خارجی کے پاس اپنے مقر اصلی میں جا پہنچوگے
کیوں اپنی جان کو مفت برباد کرتے ہو اور ایمان تو نادار دہی ہے نصروں نے پوچھا اے شاہزادۂ عالی جاہ میرا مقر اصلی
کہاں ہے اور کس طرح کا ہے میں بھی آگاہ ہوں شاہزادۂ نامدار نے فرمایا تیرا مقر اصلی وہی جہنم ہے جہاں تیرے بزرگان
کذاب جلتے ہیں جا پہنچینگے نصروں نے کہا اگر ہمارا وہی مقر اصلی ہے تو پھر کچھ اندیشہ نہیں ہے برضا و رغبت دلی وہاں جاؤنگا
اور ہمیشہ عیش سے رہونگا وہاں کی عقوبت و سزا کو میں یہاں کی نعمت عظمے سے ہزار درجہ بہتر جانتا ہوں کیونکہ ہزاروں
شاہان صاحب جاہ و حشم مثل فرعون و نمرود و شداد وغیرہ کے وہاں موجود ہیں ہم بھی انھیں [illegible] جہنم کی
سیر کرینگے اور رات دن انھیں کی صحبت میں خرم و مسرور رہینگے اب جلد جلاد کو حکم دیجیے کہ انھیں طبقات جہنم میں
پہونچا دے صاحب قران اکبر نے اس لعین کے عقیدۂ باطل پر ہزار لعنت کی اور ہزار نفرین کر کے حکم دیا کہ اس
ملعون جہنمی کو لیجاؤ اور تیرباران کرو عیاران نامدار نصروکن شاہ ربیعی کو گرفتار کیا اور ایک میدان میں نصف جسم اس
ملعون کا زمین میں گاڑ دیا اور تیرباران کیا بعد ہلاک ہونے نصروں شاہ کی بی بی کو بلوایا کہ وہ منکوحہ تھی اور ایک
لڑکا پانچ برس کا اسکی گود میں تھا بجمعیت مردمان بقیۃ السیف درگاہ پر حاضر ہوئی اور بوجہ شدید بن شداد

کے بصدق دل و خلوص نیت مسلمان ہوگئی ایسی ہدایت و تلقین ہوئی اور خاص اُسکے ہمراہی کہ قریب ساٹھ ہزار سوار
جرار کے تھے وہ بھی دائرۂ اسلام مین داخل ہوے بعد اسکے صاحبقران اکبر والا جاہ صحبت تخلیہ مین تشریف لائے
اور شب کو بعیش و عشرت بسر کی دوسرے روز بدستور گذشتہ دیوان عام مین تشریف لائے آج دوسرا قصہ پیش ہوا
یعنے اشکبوط دیلم سے نہایت سہولت کے ساتھ شاہزادے نے خود بنفس نفیس ارشاد فرمایا کہ اے بادشاہ دیلم تمنے
عمر ابھی اس حماقت مین بسر کی افسوس تمھاری عقل کا فتور ہوگیا اور تمکو کسی طرح کا شعور ذرا حاصل نہوا آخر اس نوبت
کو پہونچے اب بھی اگر تم اس دین باطل کو ترک کرو اور توبہ کرکے پروردگار عالم کو معبود حقیقی اپنا جانو اور دائرہ اسلام مین
داخل ہو تو تمھارے حق مین مناسب اور بہتر ہوگا کہ دنیا اور عقبیٰ دونون مین ثواب حاصل ہوگا شعور ہو تو اپنے تئین
اپنے افعال کا اختیار ہے اشکبوط دیلم نے کہا اے شہریار دولت مدار ایک بار جمشید مردود کو بسبب سحر و ساحری
یہ مرتبہ حاصل ہوا کہ وہ لعین ہر ایک سے زبردستی سجدہ کرواتا تھا چنانچہ ہمنے بھی اُسے سجدہ کیا وہ امر مجبوری و ناچاری کا
تھا جو گذر گیا کیونکہ اثر سحر مین دفعتہ گرفتار ہوگیا تھا نیک و بد کی مطلق خبر نہ رہی اور نہ اپنے بیگانے مین کچھ تمیز باقی رہی تھی
اب اس زمانے مین دوسری بار عالم ہوشیاری مین دیدہ و دانستہ کسطرح ہم خدا کے نادیدہ کو اپنا معبود کر دین
اور سجدہ کرین اور اپنے دین قدیم کو [illegible] یہ ہونا نہایت ہی دشوار معلوم ہوتا ہے کسواسطے کہ ہمنے آج تک سجدہ
خداوند دیلم کے دوسرے کو خداوند عالم نہین جانا خداوند دیلم [illegible] کہ جو ہم اس پیغمبری دیلم کو
ترک کر دین اے شاہزادہ معز الدین ہم تم سے سچ کہتے ہین کہ اگر تم ہمارے دین کے پابند ہو جاؤ تو [illegible] خداوند دیلم
تمکو بہت جلد سرفراز کریگا کسواسطے کہ ہم پر خداوند دیلم نے کئی بار [illegible] نازل کی ہے آیندہ تمکو اختیار ہے ہمپر
کسی طرح کا الزام نہو صاحبقران اکبر نے فرمایا او گیدی خاطر جمع رکھ ابھی تو [illegible] ہوتا ہے بعد اسکے
شاہزادہ عالی منزلت نے القیموس زنگی سے سوال کیا کہ اب تم کہو تمھارا کیا قصد ہے چنانچہ القیموس کو بھی سمجھایا اور
ہدایت کی لیکن اس تیرہ درون پر کوئی نصیحت موثر نہوئی آخر ان دونون ملعونون کو بھی مع انکے متعلقین کے
دار پر کھچوا دیا بعض کو تیرباران کروا دیا الغرض وہ سب مع تابعین و متعلقین داخل جہنم ہوے

از وجود کافران شد پاک عالم شکر حق
دشمنان حق مکان کردند در بئس المصیر

بسکہ پر گردند رو سوے جہنم شکر ہا
برشما اے دوستان فرض ست ہر دم شکر حق

قصہ مختصر ان دونون ملعونون کے لشکر مین ایک لاکھ سوار و پیادگان ہمراہ و آتش بار موجود تھے وہ سب باشارہ خدا و
بصدق دل مسلمان ہوے صاحبقران اکبر گردون حشم نے ریحان زنگی کو جو اُس لشکر کا سپہ سالار تھا القیموس کے
ملک کا حاکم و فرمان روا کر دیا مگر حکم دیا تھا کہ تا ہوشیاری فرزند القیموس کی نیابتہ حکومت کرے بعد اسکے فرزند
القیموس بمنزلہ اپنے باپ کے حاکم ہوگا ابھی وہ شاہزادہ کل دس برس کا ہے اس صاحبزادے کے واسطے اُستاد اتالیق

وہ اتالیق نہایت شریف و ہوشیار و کامل الفن رکھے گئے اور سب کے واسطے تعلیم کا وقت معین کیا گیا کہ اول کتابوں کا
سبق دیا جائے بعد اسکے خوشنویس لکھا دیں اور جبکہ لکھنے پڑھنے سے فارغ ہوں تو فنون سپہ گری تعلیم ہوں غرض
ہر فن کے استاد اپنے اپنے وقت پر حاضر رہتے تھے اور تعلیم و ترتیب پر مستعد و سرگرم تھے اسی طرح اشتوط دیلم کا ملک
سمعلاج اژدر در کو مرحمت فرمایا گیا بعد اسکے دوسرے روز اقلیموس فرنگی شاہ ملک فرنگ اور نجاشی شاہ حبش کو
قید خانہ سے بلوایا اور نہایت آہستگی سے بخندہ پیشانی ہدایت و تلقین فرمائی اقلیموس نے کہا ای شہریار اصل حال
یہ ہی کہ فدوی ایک مدت سے اس دین عیسائی میں بسر کرتا چلا آیا ہو اب اس سن و سال میں نہایت خلاف ہے کہ اپنا
مذہب قدیم کو ترک کرون اور اس حیات مستعار و زیست چند روزہ کے واسطے دین جدید کو اختیار کرون یہ آدمیت
سے بعید ہی ہان اگر شہریار کسی قدر خزانہ مجھ سے لیلین تو نجات و رہا دینے کو موجود ہون صاحب قران اکبر فلک قدر
نے یہ درخواست اقلیموس کی قبول فرمائی اور اسی وقت قید سے رہا کر دیا اور اقلیموس بھی اسی روز صاحب قران اکبر سے
رخصت ہو کر مع اپنی فوج اور لشکر کے اپنے ملک کو روانہ ہو گیا بعد اسکے نجاشی شاہ حبش کو بلا کر فرمایا اے شاہ حبش کہو
اب تمہارا کیا قصد ہی امان طلب ہو یا جان دینے پر آمادہ ہو ابھی نجاشی شاہ کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ رشیدی سالم
اور البطال زنگی نے دست بستہ عرض کیا ای شہریار عالی وقار ہم جان نثار امیدوار ہین کہ آج حضور نجاشی شاہ حبش کو اجازت
فرمائین کہ جان نثار آج اسکی دعوت کرے اور عند الذکر کچھ کلمات نصیحت بطور قصص کے بیان کر دیں عجب نہیں کہ ہماری
نصیحت کارگر ہو جائے اور کہنا ہمارا اُسکے دل پر اثر کر جائے صاحب قران اکبر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے تم نجاشی کو شوق
سے لیجاؤ الغرض البطال زنگی اور رشیدی سالم نجاشی کو حسب الحکم صاحب قران اکبر اپنے خیمہ مین لے گئے اور انواع
انواع طرح سے نجاشی کی خاطر و مدارا کی اور زنگاوہ زنگاری پوشش دختر نجاشی کو بھی اول ہی قصر خضر سے بلوایا تھا زنگاوہ
بھی اپنے باپ نجاشی کی خدمت مین حاضر ہوئی اور باپ سے ملی نجاشی بیٹی کو دیکھ کے بہت خوش ہوا کہ بعد ایک مدت
دراز کے بیٹی کا دیدار نصیب ہوا ـ بعد اسکے البطال زنگی اور رشیدی سالم نے نجاشی کے دل سے تیرگی کفر بدلائل و
براہین زائل کی جب بفضل ایزد منان تیرگی کفر زائل ہوئی اور دل نور اسلام سے روشن ہوا اسی وقت نجاشی نے دین اسلام
قبول کیا دوسرے روز جس وقت صاحب قران اکبر تخت شاہی پر رونق افروز ہوئے البطال زنگی اور رشیدی سالم
نجاشی شاہ حبشہ کو لیے ہوئے حاضر دربار ہوئے صاحب قران اکبر گیتی ستان نے ایک خلعت پر زر نجاشی بادشاہ
حبش کو مرحمت فرمایا بعد اسکے سلطان شاہ و ملک الغیو و آذر شاہ بادشاہ نے کہ اول ہی سے طرف اسلام کے میلان
طبع رکھتے تھے صاحب قران اکبر سے خود درخواست کی اور بتحقیق دل و صفائی نیت مسلمان ہوئے صاحبقران اکبر
فلک قدر کشورستان نے ان چارون شاہان نومسلم کو علاوہ خلعتہاے فاخرہ و گرانبہا کے تحائف طلسمی بھی عنایت
فرمائے صاحب قران اکبر نے جبل الملک کو کفار و اشرار سے پاک و صاف کر کے اپنی اقبال مندی اور کثرت افواج وغیرہ

کو دیکھ کے سجدہ شکر درگاہ قادر و توانا مین بجالائے اور حکم ہوا کہ ہم اس مقام فرحت خیز مین جشن فتح و فیروزی
کیا چاہتے ہین ارکین دولت اس حکم محکم کو شاہزادہ عالی جاہ سے سنکے اپنے اپنے کاروبار مین مصروف و مشغول ہوئے
اور بارگاہ معلے کی تیاری ازسرنو ہونے لگی داروغہ ارباب نشاط کو حکم پہونچ گیا کہ سلطان ابن سلطان و خاقان ابن
خاقان صاحب قران اکبر گیتی ستان نے سات روز کا جشن ظفر مقرر فرمایا ہی لہذا چاہیے کہ تم بھی مع سامان آمادہ
و مستعد رہو یعنے رقاصان خوش گلو و خوش رو و مطربان سنبل مو خوش تعداد کثیر مہیا رہین اور یہ جشن ہفت روزہ
اسطرح اور اس اسلوب کا قرار پایا ہے کہ سات روز مین سات رنگ کی پوشاکین اور لباس و زیور و فرش وغیرہ
ہوگا ایک روز سے دوسرے روز کی صحبت جشن کو مناسبت نہوگی اور کل مصاحبین بھی ساتون روز با لوان مختلف
پوشاکین زیب جسم کرینگے اور کل کارخانجات مین اسی طرح کا حکم پہونچگیا اور سب سامان درست ہوگیا قصہ کوتاہ
صاحب قران اکبر عالی شان نے اسقدر جواہر مع سلاح جواہر نگار وغیرہ امراے عالی شان و رؤساے بلند مکان
و سلاطین و شاہزادگان کو عنایت فرمایا کہ کسی متنفس کو پھر تمام عمر مال دنیا کی احتیاج نرہی اسی طرح غربا و مساکین
شہر کو بھی اسی کثرت سے تقسیم فرمایا کہ شہر مین فقرا و مساکین کا نام باقی نرہا بعد اسکے وہ شاہزادہ عالی گہر و شہنشاہ
بحر و بر و شاہ قلعہ گیر و کشور کشا مع رفقاے نامور و امراے لشکر ظفر پیکر عیش و عشرت مین مصروف ہوے اور
جا بجا ناچ ہونے لگا۔ قصہ مختصر ہر شخص فرط شادمانی و مسرت دلی سے مانند گل کے کھلا جاتا تھا ان ایام جشن مین
کوئی خیمہ وغیرہ لشکر ظفر اثر مین ایسا نتھا کہ جسمین ہنگامہ عیش و نشاط برپا نہو اور ہر ادنے و اعلے اپنی اپنی جگہ
پر بے فکر و بے اندیشہ نہایت فارغ البالی سے رات دن عیش و عشرت مین بسر کرتا تھا گویا دن عید اور رات
شبرات تھی اور اردوے معلاے صاحب قرانی مین ہر طرف غلغلہ مسرت و شادمانی ہو رہا تھا

اب راوی صادق بیان صاحب قران اکبر گیتی ستان شاہزادہ عالی شان بلند مکان کو جشن فتح و نصرت مین بانبساط و شادمانی مشغول و مصروف رکھتا ہی اور حال فرحت مآل آراستگی جشن و عقد صاحب قران اکبر فلک قدر شاہزادہ معز الدین نامور معرض بیان مین لاتا ہی

بیت

گذارش گر دفتر خسروان
چنین کرد جہد گذارش روان

بساط آرایان محفل سخندانی و نکتہ سنجان فصاحت بیانی و طوطیان اللسانی اسطرح تر زبان ہوئے ہین چونکہ قصہ ہاے
نمکین و داستانہاے رنگین قریب اختتام ہین لہذا اب اسی قدر حال اور باقی ہے کہ جملہ عاشق و معشوق آرزو

وصال دلدارا و رطالب ومطلوب باہم وصل حقیقی سے حسب خواہش دل عشق منزل کامیاب وبہرہ ور ہوں اور گل مراد کو بخوبی بے خلش خار دامن شوق میں لین بعد فراغ عقد ونکاح ہر ایک اپنے وطن مالوف کی طرف بصد خورمی و شادمانی مع اپنے اپنے معشوقوں کے مفصت کرے اور یہ خادم درگاہ صمدیت بھی دماغ خراشی و بیہودہ سرائی سے فارغ ہوکر بقیہ عمر مغتنمہ اپنی اور کسی کام میں صرف کرے کیونکہ طوالت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے کہاں تک زبان بیان کو تصدیعہ بیفائدہ میں گرفتار کرے

داستان آرائش جشن عقد صاحب قران اکبر والاشیم وملکۂ عالم سریر آرائے ملک فردوسیہ اعنی ملکۂ شمسئہ ماہ سیما وملکۂ نوبہار گلشن افروز وملکۂ ناطقۂ روشن بیان وملکۂ صبح دلکشا وغیرہ کا مع ساز وسامان مختصر ونیز عقد امرائے نامور بتوفیق رب اکبر

نظم

بیا کہ قاعدۂ آسمان بگردانیم
قضا بگردش رطل گران بگردانیم
ز چشم و دل بتماشا تمتع اندوزیم
ز جان و دل بمدارا زبان بگردانیم
گل افگنیم و گلابے بہ رہگذر پاشیم
می آوریم و قدح در میان بگردانیم
ندیم و مطرب و ساقی ز انجمن برانیم
بکار و بار زنے کاروان بگردانیم
گہے بلابہ سخن با ادا بیامیزیم
گہے بہ بوسہ زبان ودہان بگردانیم
نہیم شرم بگیسو و باہم آویزیم
بشوخی کہ روی اختران بگردانیم

ایضاً

بیا باغبان خرمی ساز کن
گل آمد در باغ را باز کن
ز جعد بنفشہ بر انگیز تاب
سر نرگس مست برکش ز خواب
سہی سرو را بال برکش فراخ
بقمری خبر دہ کہ سبز است شاخ
بیکے مژدہ بر سوے بلبل فراز
کہ عہد گل آمد بہ بستان اساز
ز سیماے سبزہ فرو شوے گرد
کہ روشن بشستن شود لاجورد
سر نسترن را ز موے سفید
سیاہی دہ از سایۂ مشک بید
لب نارون را مے آسودہ کن
سر بید زلیخا را زر اندودہ کن
سمن را دو رو دہ کہ از ارغوان
روان کن سوے گلبن آب روان
لب سبزی از عشق چون من کسان
سلامے بہر سبزہ مے رسان
ہوا معتدل بوستان دلکش ست
ہوائے دل دوستان را خوش ست
درفشان شگفتہ نشاط است باغ
برافروختہ ہر گلے چون چراغ
بہر مرغ زبان بستہ آواز دہ
کہ آہنگ خوش نغمہ را ساز دہ
سر آئینہ کن نالۂ چنگ را
برآور بہ رقص این دل تنگ را
سر زلف معشوق کن شوق را

برافگن ز گردن خود این طوق را
ریاحین سیراب را دستہ بند
برافشان ببالاے سرو بلند
بیا ساقی اے مایۂ انبساط
جہان از جمال تو باغ نشاط
بیا اے بخوبی چو ماہ تمام
بدہ ساغرے زان مے لاانفام
کہ در پیش دارم یکے داستان
گلستان کن خاطر دوستان
چو صاحب قران فریاد جناب
بوصل سہ دلبر شود کامیاب
یکے شمسہ آن ماہ حسن و جمال
کہ اورا بخوبی نباشد مثال
دوم تو بہار آن پریزاد و ماہ
کہ بر عارض او بلغزد نگاہ
سوم ناطقہ کز رہ دلبری
بخوبی بحور و پرے برترے
گرامی رفیقان صاحب قران
شوند از کمال شرف کامران
بلطف خدا و ندیمان آفرین
برآمد مراد ہمہ مہمان دین
تو بانہ نیت این بزم را ساز کن
بہ بستم عنان سخن باز کن
کہ سازم من این داستان را تمام
فراہم سرور دل خاص و عام
کہ ختم کتاب ست اکنون قریب
بنام شہنشاہ نصرت نصیب

بساط آرایان بزم سخن و صدر نشینان محفل ہنر و فن اس داستان مسرت عنوان کو اسطرح منظور نظر ناظرین والا تمکین کرتے ہیں کہ جسوقت صاحب قران اکبر گردون حشم شاہزادہ سعد الدین والا تمکین جدال و قتال کفار و اشرار نابکار سے فراغ حاصل کرکے مطمئن ہوئے اور بہمہ وجوہ فارغ البال ہو گئے اسی طرح ابو الحسن جوہر و یعقوب حرانی نامور یہ دونوں عیاران طرار ضار منکوس کو جہنم واصل کرکے فرصت پا چکے اور اردوے معلی میں داخل ہوئے صاحب قران اکبر کو مژدہ ضار منکوس کے مرگ کا دیا۔ صاحب قران اکبر رفیع المکان دوگانہ شکریہ بجالائے پھر بفراغ خاطر آراستگی جشن ظفر میں دلاوران نامدار و امراے عالی وقار مشغول ہوئے ایک وسیع و ہموار میدان خس و خاشاک سے صاف ہوا خیمہاے مکلف استادہ ہوئے اسباب راحت و سرور مہیا ہوا صاحب قران اکبر والاشان مع رفقاے والا مکان عیش و عشرت میں مصروف ہوئے جشن عروسی قریب آیا۔ ابیات

حکیم خردمند عالی مقام
کہ قسطا اس خوانند اورا بنام
بشہ گفت اے کامیاب از نصیب
مبارک بوقت تو وصل حبیب
رسید آن گزین ساعت عیش را
کہ بخشد کند باز قلعہ کشائے
بملک طرب رہنمونی کند
بفرخندہ عالی عنز دونی کند
بفرمود صاحب قران با حکیم
کہ اے در کمالات ثالث عدیم
بہر چیز فرمان کنم بندہ ام
چو خامہ بحکمت سر افگندہ ام

تفصیل اس اجمال کی اسطرح ہے کہ جسوقت حکماے با دانش و فرہنگ یعنی جناب حکمت مآب حکیم قسطا اس الحکمت و حکیم جعفر طوس جنی نے روزنامچہ کتاب طلسم کو کھول کر ترتیب جشن عروسی و انعقاد بزم کتخدائی و شادی صاحبقران اعظم و صاحب قران اصغر کو بنظر غور ملاحظہ فرمایا اور حکماے عالی منزلت کو دریافت ہوا کہ ترتیب صحبت جشن عروسی

صاحبقران اکبر فلک قدر بھی مثل اسی جشن باشان و شوکت کے منعقد ہوگی بلکہ اگر بنظر غور و انصاف دیکھا جائے
تو اس جشن شادی صاحبقران اکبر مین فقط ایک سامان روشنی آن جشنہاے گذشتہ صاحبقران اعظم و
صاحبقران اصغر پر کہین فوق لیگیا ہی اور جو اشیا زایدہ ہین اُنکا کیا ذکر کیا جاے کیا معنے کہ محل جشن عروسی
صاحبقران اعظم و صاحبقران اصغر باغ زاہدہ خاتون مین قرار دیا گیا تھا اور نوشاہ و عروس دونون اُسی باغ عالی
منزلت مین جلوہ گر ہوے تھے اور بروقت عقد کے یہ راے قرار پائی تھی کہ برات دروازۂ خورد سے باغ کے بحشم و
خدم قصر عروس مین جاے اسواسطے کہ دونون دروازہاے جنوبی اور شمالی کے درمیان اسقدر میدان وسیع تھا
کہ وہم و گمان مین نہین آسکتا جسطرح دفتر ہشتم خورشید نامہ مین بیان ہوا ہے ناظرین عالی طبع کی بھی نظر انور سے
گذرا ہی یعنے میدان جنوبی اور شمالی کے مابین ایک دشت لالہ زار و میدان پر بہار و صحراے خوشگوار تیار کیا گیا تھا جسکے
حدود جزیرۂ درصد سے ملحق ہوگئے تھے اس میدان وسیع مین ہزارہا خیام و ہزارہا بارگاہین سلاطین عالی جاہ کی
استادہ کی گئین تھین اور انھین بارگاہون مین بادشاہان گردون سریر و سلاطین کشور گیر نے قیام فرمایا تھا جب
وہ مقام جشن کے واسطے مقرر ہوگیا فوراً اسباب زینت و آرایش سے آراستہ و پیراستہ ہوگیا وہ جشن عالی
اس صحراے پر بہار و باغ زاہدہ خاتون مین واقع ہوگیا تھا لیکن جشن ہمایون صاحبقران اکبر اس قصر عالی منزلت
رفیع الشان یعنے قصر النیرین مین قرار پائیگا اسواسطے کہ یہ قصر عالی وسعت و رفعت مین غیرت اوج فلک اور
رشک عرصۂ تصور ہے مرغ تیز پرواز نظر بقوت شہپر کوشش نتہاے اوج قصر تک ہرگز جا نہین سکتا اور پیک
خیال تیز رو کسی طرح اسکے انتہاے وسعت کی خبر لا نہین سکتا و چرخ برین باوجود اس بلندی کے رفعت اُس قصر
بیمثال کی مشاہدہ کرکے حیرت سے دنگ ہی اور دامن صحرا آگے کشادگی صحن قصر کے ایک گوشۂ تنگ ہی ہمت مردان
عالم آگے اس قصر عالی منزلت کے مقر اپنی پستی کی ہوکر مدام عذر خواہ ہی - اور دامن حرص بمقابلہ فراخی صحن قصر از حد
کوتاہ ہی مرغ تیر تیز پرواز کبھی گوشۂ کمان سے نکل کر سیر دیوار قصر تک بھی نہین جاتا اور میدان تخیل اپنے تئین تنگ
تصور کرکے روبروے صحن کشادہ قصر النیرین براے مقابلہ نہین آتا - مگر پیر فلک نے اسی قصر رفیع کو دیکھکر رشک
سے زہر ایسا کھایا ہی کہ تمامی جسم فلک نیلگون نظر آتا ہی - اور شاید ہنگام گردش اسی قصر عالیشان سے ایسی ٹکرین
کھائی ہین کہ ضرب شدید سے تن چرخ برین ہر صاحب بصر نیلا پاتا ہی - دروازے اسی قصر عالی بنیاد کے غیرت درہاے
قصر ارم ہین - اور محرابین اسی قصر عالی منزلت کی رشک خم ابروے صنم ہین - ہر طاق اسی قصر کا طاق ایوان فریدون
سے زیادہ تر خوشنما اور مشہور ہی - اور ہر ایک روشندان اسی قصر کا ایسا خوشنما ہی کہ دیدۂ حور العین کو نظارہ اُسکا منظور
ہی - دیوارین اسی قصر کی ایسی صاف ہین کہ اگر کسی صورت سے ایک نظر دیکھ لے تو حیرت سے سمجھ سکتے ہین آئینہ ہو - نہین نہین
بلکہ دیوارین قصر مذکور کی ایسی صاف اور روشن ہین کہ اگر کوئی شخص اُنکو بعوض آئینہ دیکھے شکل تو کیا چیز ہی صورت

راز دل معائنہ ہوستون اسی قصر کے ایسے ثابت قدم ہین کہ مردان جدال رستم خصال اُنکے ثابت قدمی مین ہمسر نہین
نہین بلکہ ایسے بلند اور خوشنما ہین کہ قد معشوقان سرو قامت بھی اُنکے کسی طرح خوبی مین بہتر نہین - ملائک کو اسی قصر
ہمایون کی دربانی کی آرزو ہی - اور حور جنان کو اسی قصر مین مژگان سے جاروب کشی کی روز ازل سے جستجو ہی - فرش اسی
قصر نادر کا اطلس گردون سے بہتر ہی اور ہر جھاڑ اسی قصر کی سقف کا عقد ثریا سے نور و ضیا مین زیادہ تر روشن اور
انور ہی - اور باغ قصر النیرین بھی باغ زاہدہ خاتون سے سرسبزی و شادابی مین کچھ پایۂ کمی نہین رکھتا ہی یہ باغ گلشن دنیا
مین ایسا نادر و خوب ہی کہ چمن فردوس برین بھی کثرت شرم سے محجوب ہی - ہزار در ہزار گلہاے رنگارنگ اسی باغ
پر بہار مین مدام شگفتہ رہتے ہین - اور مردم انصاف پسند اسی باغ کو رشک افزاے گلشن ارم کہتے ہین - سواے
باد بہاری کے ہواے خزان اس باغ مین کبھی نہین آتی - اور کسی موسم مین فصل بہار اس باغ سے باہر نہین جاتی -
نغمہ سرائی عندلیبان خوش الحان سے اس باغ کے گلون کا عجب رنگ ہی - اور صوت ہزار دستان سنکے ہر جوان گلشن
دنگ ہی - اکثر نغمہ سرائی بلبل خوش نوا سے جوانان چمن مستانہ وار جھومتے ہین - اور کثرت اثمار سے روے زمین بار بار
چومتے ہین - دیدۂ نرگس کو اسی باغ کے دیکھنے کی مدت سے آرزو ہی - ہر ایک گل اسی باغ پر بہار کا خوشبو مین مشکبو ہی
ہر سرو اسی باغ کا قد و قامت معشوقان باغ جہان سے بہتر ہی اور ہر گل اسی باغ کا خوشبو مین غیرت مشک و عنبر ہی اسی باغ
پر بہار مین ہمیشہ نسیم عنبر شمیم مستانہ وار چلتی رہے - اور پردۂ دماغ مردم مین عطر بوے گل مدام ملتی ہی - رضوان اسی باغ
کی باغبانی کا مشتاق ہی - اور حور جنان کو اسی باغ کی جدائی نہایت شاق ہی - اگر کبھی ہواے بہار باغ جنان اس باغ مین
آئے ہر غنچہ و گل اس باغ کا کثرت نزاکت سے باد خزان اُسکو تصور کرکے مرجھائے - اگر کبھی اس باغ کی ہواے گرم بھی
گلشن ارم مین جائے ہر اک نہال جنان شاداب ہو ہر گل تازگی پائے - الغرض اسی وجہ سے قصر النیرین اور باغ قصر النیرین
قیامگاہ عروس و نوشاہ قرار دیا ہی کیونکہ صاحب قران اکبر مع جملہ امراے نامدار و سلاطین عالی وقار بعیش و آرام تمام
تشریف رکھین اور خواتین ذوی الاقتدار بھی بصد راحت و آرام مقیم ہون چونکہ صاحب قران اکبر کے ہر ایک امیر ذی وقار
و سردار نامدار کی داستان عاشقی جلدہاے گذشتہ مین بخوبی تحریر ہو چکی ہے بالتفصیل مکرر اعادہ کی ضرورت نہین ہے کہ
دوبارہ جدا جدا ہر ایک نامدار و عالی وقار کا حال مندرج کیا جائے لیکن بطور اجمال و بطرز مختصر اُن امراے ذی وقار کا حال
لکھنا ضرور ہی کیونکہ بوجہ درازی مدت عجب نہین کہ ناظرین افسانہ کے صفحۂ دل سے وہ وقائع رنگین اور وہ داستانہاے
ممکن بالکل سہو او رمحو ہو گئی ہون پس اسوجہ سے بار دگر مختصر تحریر کرتا ہون اور یاد دلاتا ہون تا آگاہی بخوبی ہو جائے اور
لطف وافر اور حظ بیحد ناظرین والاتمکین کو حاصل ہو اول یہ مترجم ہر ایک سردار ذی وقار کی معشوقہ اور مطلوبہ کا نام بیان
کرتا ہی - پوشیدہ نہ رہے کہ امیر جلیل الدین فیروز یمنی کی معشوقہ حسینہ معمورہ بانو ہی اور امیرزادہ سیف الدین دو نازنینان
بیمثال کا فریفتہ ہوا تھا جن سے ایک ستم ایجاد سیم اندام بنی آدم سے ہی اور دوسری محبوبہ قمر اسے ہور پیکر پریزاد سے ہی اور امیر خلیل الدین

بھی دو معشوقہ مہر لقا کا عاشق ہے از انجملہ ایک جمیلہ عالم افروز ہے اور دوسری معشوقہ گوہر افروز بنت لقمان شاہ عالیجاہ ہے
اور امیر سلطان ذی وقار بھی دو معشوقان خورشید لقا اور ماہ سیما سے اُلفت اور محبت رکھتا ہے ایک زہرہ روشن بدن
ہے اور دوسری شکیلہ سیمتن ہے یہ دونون امیر زادی کو ہے کے سلک الدولج مین آئینگی اور یہ وہ نازنینان خوبرو ہین جو سر دار مسطور
کو سیر عجائبات حکیم ارسطو مین ملی تھین اور امیر مجاہد الدین کی محبوبہ خوبرو سعادت بانو ہے جو بیٹی نور الزمان شاہ کی ہے
اور جسکی حقیقت تمام و کمال طلسم سبع سیارہ مین گذری ہے اور امیر محمد ابن جلال الدین تین محبوبان ہمیشال پر فریفتہ ہے
انھین سے ایک ملکہ سرو سہی بنت سلطان ابو الحسن مصری ہے جسکی داستان جمشید جمشید نصیب کے شمول ذکر بیان
ہوئی ہے اور محبوبہ دیگر مہر افروز پری ہے اور تیسری مطلوبہ سنبلہ ماہ پیکر ہے جو بیٹی اسپو جلادیلمی کی ہے اور ہمشیرہ مہر افروز پری
امیر سیف الدین عالی وقار کی محبوبہ ہے چنانچہ امیر سیف الدین بھی تین شاہزادیون کا عاشق ہے اسی طرح امیر یوسف کی
معشوقہ شعلہ نارنجی پوش فارسیہ ہے۔ المختصر ان امرائے نامدار و سرداران ذی وقار و تہور شعار یکتائے روزگار کا حال
مفصل اس باعث سے زیب صفحہ قرطاس نہین کیا گیا کہ ہر ایک کی داستان عشق و عاشقی جدا جدا حالات و واقعات
رنگین سے مزین ہے اور سراسر مرغوب دل ہے پس بجائے اسکے کہ بیجا طول ہو اور دل ناظر افسانہ ملول ہو اور اکثر رفقا
صاحبقران اکبر مثل امیر مظفر و امیر شجاع الدین و امیر غضنفر و امیر معظم الدین وغیرہ ایسے ہین کہ ہر ایک کی داستان
عاشقی بطور مختصر ایک مرتبہ حوالہ قلم اعجاز رقم ہو چکی ہے ان امیران ذیقدر و ذی وقار کی معشوقان خوش جمال اور محبوبان
مہر تمثال بعض پریزاد ہیں اور اکثر نسل آدم سے ہین ناظرین افسانہ کو یاد ہوگا کہ ان امرائے والاقدر عالی منزلت
کی کیفیت اور حقیقت آخر طلسم سبع سیارہ مین بشمول جشن صاحبقران اکبر مرقوم ہوئی ہے اور وہ حسینان طلسم ملکہ
ماہ پیکر و خور پیکر و مہر پیکر و خورشید عذار و سرو قامت و کبک رفتار و لالہ عذار وغیرہ ہین جو مراحل طلسم سے متعلق ہین اور
ابتک انھین مقامات طلسم مین مقیم ہین یقین ہے کہ اب ہر ایک نازنین مہ جبین کا افسانہ دلچسپ اور قصہ مرغوب ناظرین
بلند بین کے نگین دل پر نقش ہو گیا ہوگا ماسوا اسکے رفیق رفقاے صاحبقران گیتی ستان ساکنان طلسم عجائبات
ارسطو سے ہین جو حلقہ اطاعت صاحبقران اکبر مدام اپنے کان مین رکھتے ہین اور اپنے تئین ادنے خدام صاحبقران اکبر
سے جانتے ہین اور کبھی فرمان واجب الاذعان صاحبقران اکبر سے سرتابی نہین کرتے ہین علاوہ اسکے ہر ایک رفیق
صاحبقران اکبر صاحب وقائع عشق و عاشقی ہے انھین سے ایک بہرام سرخ کلاہ ہے جسکی محبوبہ سراپا ناز شرف افزا پری
ہے اور اسکی داستان مسرت نشان طلسم فلک مشتری مین بیان ہوئی ہے اسی طور سے خواہر شرف افزا پری یعنی گلنار پری
ابو المکارم کی محبوبہ ہے اسکی داستان بھی مندرج ہوئی ہے اسی طور سے رہنے والون عجائبات سے حفیظ قریا مکان ہے کہ
منطقہ زرین کمر اور فرنگ سلطان پریزادون سے عشق دلی رکھتا ہے اور شاہزادہ اصغر بن طاقی شاہ حمرائے گلنار پوش
کا شیفتہ اور فریفتہ ہے اور شاہزادہ احمر بن عادل شاہ دانہ و ردوندان کا عاشق کامل ہے اور شاہزادہ ادریس نوجوان کی

معشوقہ خوبروئی جہان رمان ہے اور مسعود نامدار تہور شعار کی معشوقہ سودادہ مشکین نقاب صاحب عصمت و حجاب ہے سوا
صاحبقران کشورگیر گردون سریر کے رفیق عالی وقار شاہزادہ دری مشتری طلعت اور شہاب نوجوان اور ضرغام
شیردل ہین کہ جنکی معشوقان صادق الاقرار و محبوبان وفا شعار چیدہ روزگار گل پیرہن و گلعذار سعیدہ قمر طلعت و
سوسن جان بخش و نرگس شہلا ہین اور ہر ایک کی داستان عشق و عاشقی قبل اسکے بالتفصیل بیان ہو چکی ہے اور
عالی سلطان مرشد خانقاہ کی دختر نیک اختر کا والہ و شیفتہ ہے اور پسر مرشد مسطور علیا سے بلند پرواز پری پر فریفتہ ہے
اور رافع بن ارفع مرفوع جنی کی دختر خوش رو و خوش جمال کا شیفتہ ہے اور معشوقہ پدر عالم منجم خوش قوارہ پری ہے اسی طرح زمرۂ عشاق
بیتاب اور سوختگان آتش عشق خانہ خراب سے قنطور نوجوان ہے کہ مرجان شاہ گوہرباری کی دختر سے الفت رکھتا ہے اور اسکے
عشق مین دیوانہ ہے اب اس کمترین کے نزدیک بجز شمشاد نوجوان پسر دایہ ملکہ شمسہ تاجدار جو سرو چمن پری کا عاشق ہے اور ترک
سخت کمان شاہزادہ سقلاب جو دختر غامر ملکہ ماہ ترکان کا دلدادہ ہے اور ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرانی جنکی معشوقان خوبرو
خلیلانہ بنت عمران شاہ و غمزہ شیرین کار و نادرہ رازدار و بستان افروز و طرۂ مشکین خال مشہور ہین نام بردگان کے احوال بیان
کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہے کیونکہ یہ دونون مثل سایہ صاحبقران اکبر کے ہمراہ شام و پگاہ رہتے ہین حاصل کلام اب ان
عاشقان جویاے وصال سراپا رنج و ملال غریق دریاے الفت حریق آتش مودت حال بار فرقت سالک جادہ بادیہ حیرت
ذبیح خنجر ابرو اسیر دام گیسو صاحب نالہ و فریاد رشک قیس و غیرت فرہاد رہ نوردان صحراے سخت گذار فراق و طی کنندگان
طریق مودت و وفاق گرفتاران محن فرقت معشوقان خوبرو و شیفتگان نازنینان مرغولہ مو مجروحان تیر دلدوز نظر چشم خوبرویان
و کشتگان خنجر آبدار ابروے معشوقان کا زمانہ وصل حبیب عنقریب ہے خوشی و شادی سے ہر ایک عاشق کی کیفیت عجیب
ہے رنج دل سے دور ہے ہر دم کثرت عیش و سرور ہے رنگ رخون کا کثرت خوشی سے گلنار ہے اب درد ہجر سے کوئی مرتا ہے نہ بیمار ہے
غنچۂ دل ہر ایک عاشق کا باد بہار عشرت سے مانند گل خندان ہے اور کسی ہجر دیدہ انتظار کشیدہ کے لب پر نالہ ہے نہ فغان ہے اور
نہ غم و الم سے چشم گریان ہے کسی عاشق کا لباس جوش دست جنون سے اب چاک نہین اور کسی عاشق دیوانہ کے سر پر
خس و خاشاک خاک نہین اب کسی عاشق دل سوختہ کے لب پر فریاد و آہ نہین اور کوئی عاشق بیتاب مصروف نالۂ جانکاہ
نہین کسی شیفتہ کامل کا دل مانند زلف عنبرین مویان پریشان نہین کسی عاشق دیوانہ کا جوش جنون سے چاک گریبان
نہین باتین دیوانہ پن کی کوئی نہین کرتا کوئی خلاف راہ دانش قدم نہین دھرتا غنچۂ دل اب ہر ایک عاشق کا کثرت
مسرت سے مثل گل کھلتا ہے کوئی عاشق کسی عاشق سے خوش ہو کر گلے ملتا ہے عشاق باہمدگر مثل غنچون کے مسکراتے
ہین اور شکر خدا ہر دم زبان پر لاتے ہین ادھر تو عاشقان صادق کا یہ حال ہے اُدھر معشوقان گلرخسار طرحدار گل پیرہن
سیمتن مژدۂ وصل عشاق سے بباطن تو مسرور و خندان ہین لیکن بظاہر ہمجلیسون مین آثار ناخوشی چہرون پر نمایان
رکھتے ہین اگر کوئی ہمجلیس کسی ملکہ خوش جمال سے ہنسکر کہتی ہے کہ اے ملکہ عالم مبارک ہو اب زمانہ عقد صاحبقران کا ہم

قریب آگیا ہی رفقاسے صاحب قران اکبر بھی اپنی اپنی مراد کو پہونچینگے یعنی ہر ایک

رفیق کا بھی عقد اُسکی مطلوبہ اور محبوبہ سے ہوگا از انجملہ حضور کا بھی عقد آپکے عاشق صادق سے ہوگا لذت بوس و کنار سے دل حضور کا شاد ہوگا قید زندان فرقت سے دل مضطر رہا اور آزاد ہوگا عنقریب پہلوے عاشق مین بیٹھنا نصیب ہوگا اب تو حضور کے دل کا حال مسرت سے عجیب ہوگا مجھکو خدا سے امید ہی کہ اب کبھی دل نازک حضور کا آتش فرقت سے نہ جلیگا اور کوئی خیرخواہ حضور کا اب وہ کیفیت اور بیقراری حضور کی دیکھکر کف افسوس نہ ملیگا ہر چند بزرگون سے سنا ہی کہ اول شب عروس کو ایک قسم کا خوف ہوتا ہی نہین معلوم کیا ہوتا ہی جب عاشق معشوق کے پاس سوتا ہے مگر حضور کچھ میرے اس عرض کرنے سے خائف و ترسان نہون شب وصال کی سختی کا خیال کرکے ہرگز ہراسان نہون انشاءاللہ شب وصل بعیش و عشرت بسر ہو جائیگی دل بیتاب حضور کا لطف بید پائیگا جان تسکین پائیگی وہ ملکہ سراپا ناز یہ باتین چھیڑ چھاڑ کی اپنی ہم جلیس سے سنکر بظاہر ترش رو ہوکر جواب دیتی تھی کہ یہ دل جلد تر تجھی کو نصیب ہوگا تیرے ہی پہلو مین تیرا حبیب ہوگا مجھکو ایسی باتون سے نفرت ہی مجھے کسی کو نہ اُلفت ہی نہ محبت ہی یہ تیرا سراسر خیال خام ہی تہمت لگانا یہ تو تیرا ادنے سا کام ہی خبردار اب البتہ ایسا تذکرہ میرے روبرو بیان نہ کرنا ورنہ مین اپنی اسی جان سے انتقام قرار واقعی لونگی وہ ہم جلیس یہ تقریر ملکہ مسطور سنکے اور زیادہ چھیڑتی تھی اور کہتی تھی کہ ای ملکہ سراپا ناز شرف شرما کر سر کو نہ جھکا یئے ہان مین ہی تو دن دن بھر کسی کی یاد مین کھانا نہین کھاتی تھی مجھکو اسہر شرف افزا نہین آتی تھی مین ہی تو دیوانون کی صورت شب و روز پھرا کرتی تھی مین ہی تو نہنے والون عجائبات کسی کے دیکھنے کو جایا کرتی تھی مین ہی تو کسی کا صدمہ ہجر دلپر اُٹھاتا ہی اور شاہزادہ اصغر

۵ زمانہ درو زندان کا عاشق کا

کسی کی اُلفت مین جان دیا کرتی تھی مین ہی توکسی کو یاد کرکے رومال آنسوون سے ترکیا کرتی تھی مین ہی توکسی عاشق کے
خیال مین تڑپ تڑپ کر شب بسر کیا کرتی تھی مین ہی تو اکثر شب کو جب سب سو رہتے تھے کسی بات کی خدا سے بگریۂ زاری
دعا مانگا کرتی تھی مین ہی تو انکشاف راز سے بہت ڈرتی تھی مگر اب چار دن سے کچھ ایسی خبر سُنی ہی کہ آپ سے آپ مثل
گل خندان ہوں مین ہی تو اب چند روز سے ازحد خرم وشاد ہون ای ملکۂ عالم بس اب مُنھ نہ کھلوایئے مین سب باتین
جانتی ہون ہر ایک بات سے آگاہ ہون دشمن حضور مجھکو تصور نہ فرمائین مین اک سرکار کی خیرخواہ ہون یہ باتین تنہائی
مین آپ سے از راہ تہنیت کہی ہین مجھکو راز دار اپنا جانیے غصہ نہ فرمایئے کہنا مانیے خدا نے یہ دن دکھایا کہ یہ
زبہ مسرت قریب آیا آپکی شادی کی تو مجھکو مدت سے آرزو تھی اسی ڈر مدعا کی اک زمانہ دراز سے جستجو تھی شکر ہی خدا کا
کہ دعا ہم ایسی خیرخواہون کی درگاہ خدا مین مستجاب ہوئی اب تھوڑے زمانہ مین حضور کی شادی ہوگی سر پر سہرہ بندھیگا
خلعت شادی زیب تن ہوگا بزم عیش وعشرت آراستہ ہوگی مہمان جمع ہونگے خیرخواہون کو انعام وافر ملیگا دیکھیے ورا
ملکۂ عالم ہمکو بھول نہ جایئے گا خلعت وانعام ضرور دلوایئے گا وہ ملکہ یہ گفتگو اپنی ہم جلیس و راز دار کی سُنکے اپنے دل مین بہت
خوش ہوتی تھی مگر بظاہر خفا ہوکر کہتی تھی کہ مین تو مطلق نام عشق والفت سے بھی واقف نہین نہین معلوم تجھکو اسوقت
کیا ہوا ہی بیکار مجھکو بدنام کرتی ہے اگر کوئی یہ باتین تیری سُن لے توکیسی میری ذلت اور رسوائی ہو عزیز واقارب مین کیسی
توہین ہو یہ تو کوئی خیال نہ کریگا کہ یہ سب باتین جھوٹ ہین محض ہنسی ہے اور میرے چھیڑنے کو کہتی ہین بلکہ ہر ایک
ان باتون کو سُنکے سچ جانیگا اور یہ یقین کریگا کہ ضرور ملکہ نے کسی سے محبت کی ہوگی کسی کے عشق مین اپنا حال
پریشان کیا ہوگا اسی ہم جلیس کے ذریعہ سے نامہ وپیام بھجوایا ہوگا اکثر خود بھی اپنے عاشق کے دیکھنے کو گئی ہوگی
کبھی کبھی اپنے عاشق کو بھی اپنے مکان پر بلوایا ہوگا لطف سیر اُٹھایا ہوگا خصوصًا اگر یہ باتین والدین سن لین تو
توبڑا غضب ہو مجھکو سزا سے سخت دین اور سرا حال تو نہین معلوم کیا کرین عجب نہین کہ تجھکو بھی ایسی سزا دین کہ کبھی
کسی نے ویسی سزا کسی کو نہ دی ہو پس انسان کو لازم ہی کہ کسی سے ایسی ہنسی نہ ہنسے کہ جسمین اُسکی توہین ہو اور
موجب اپنی بھی ذلت او رہلاکت کا ہو اور خوشی کے عوض رنج وملال حاصل ہو خیر اب تو یہ واہیات باتین کین
مگر اب کسی کے سامنے یہ باتین نہ کرنا ورنہ میری ازحد ذلت ہوگی اور خبر رفتہ رفتہ والدین تک پہونچیگی ہم جلیس نے
عرض کی کہ حضور نے کیا مجھکو نادان اور بیوقوف سمجھا ہی یہ باتین راز کی دل مین رہتی ہین کبھی کسی غیر کے روبرو زبان
پر نہین آتی ہین کیا مین نہین جانتی ہون کہ یہ راز اگر افشا ہوگا تو باعث ذلت اور رسوائی کا ہوگا حضور مین وہ خیرخواہ
ہون کہ اگر کوئی میرے گلے پر تلوار بھی رکھدے تو بھی حضور کا راز نہ کہون اپنا قتل ہونا راز کہنے سے بہتر جانون
حضور مجھ سے بخوبی مطمئن رہین مین کسی سے کبھی یہ حال ظاہر نہ کرونگی آجتک تو راز حضور کا اپنے دل مین مثل جان کے
بحفاظت رکھا ہی اور کسی غیر کے روبرو بیان نہین کیا ہی جو خبر آپ کے والدین تک پہونچی اور انشاء اللہ اب بھی یہ خبر نہ

تاحیات کسی سے نہ کہیگی ای ملکہ عالم وہ نمکحرام اور لوگ ہونگے جو اپنے مالک اور آقا کا راز اغیار پر ظاہر و آشکار کرتے
ہونگے مین خیر خواہ حضور ہون کئی برس سے حضور کے راز سے آگاہ ہون اگر حضور نے اپنے عاشق کے پاس مجھکو بھیجا ہو مجھ
حضور نے فرمایا وہ اُنسے جاکر کہدیا اور جو کچھ آپ کے عاشق صادق نے کہا وہ آپ سے آکر عرض کیا اگر حضور خود اپنے
عاشق بیمار کی مسیحائی کے واسطے تشریف لیگئین یہ خیر خواہ بھی ہمراہ رکاب ہوئی ای ملکہ عالم اُس شب کی تاریکی بجلی کا
چمکنا پانی کا برسنا ابر کا آنا حضور کا تخت پر سوار ہو کر صحرائے وحشت خیز و ہولناک کی راہ سے جانا دل کا خوف سے سینے
مین دھڑکنا بعد قطع راہ فلان قصر مین تخت کا اُتارنا حضور کو دیکھکر اُنکا بیتابانہ دوڑنا پھر شکوہ و شکایت کرنا حضور کا
ناز سے جواب نہ دینا اور اُنکا منت کرنا اور حضور کا مسکرانا اور پھر ناز و ادا سے توجہ نہ کرنا آخر اُنکا ہاتھ جوڑنا اور حضور کا
بیساختہ ہنس دینا اور کلام کرنا پھر قصد اپنے گھر آنے کا کرنا اور آپ کے عاشق کا رو دینا اور رخصت کرنا اور حضور کا یہ
عذر کرنا کہ مین کسی طرح شب کو یہان رہ نہین سکتی حبیب کر والدین وغیرہ سے یہان آئی ہون سُنا تھا کہ تمھاری طبیعت ناساز
ہے اس وجہ سے اس اندھیری رات مین تمھارے دیکھنے کو چلی آئی یہان بڑی دیر ہوئی ڈرتی ہون کہ کوئی بیدار ہو کر مجھکو آواز
نہ دے اور ڈھونڈھ مین مجھکو نہ پاکر والدین سے اطلاع نہ کرے غرض میرا یہان توقف کرنا اچھا نہین آخر اپنے عاشق سے اقرار
پھر تشریف لانے کا کرکے حضور کا یہان تشریف لانا درمیان راہ مین مجھ سے یہ فرمانا کہ نہین معلوم بعد میرے چلے آنے کے
اُنکا کیسا مزاج رہا یقین ہے کہ بہت روئے ہون کئی رومال آنسوؤن سے بھگو دئے ہون یہ کہکر خود بھی حضور کا ملول ہونا اور
اپنے مکان پر آکے اُنھین کا تذکرہ مجھ سے چپکے چپکے کرنا ابتک اس خیر خواہ کو یاد ہے ای ملکہ عالم پھر مین کہتی ہون کہ اب نہین
حضور کا عقد ہوگا دشمن حضور کے جلین گے ہر دم غمگین و ملول ہو کر و مثل ابر بہار اشکبار ہو کر کف افسوس ملین گے اور
ہم ایسے دوست اور خیر خواہ حضور کی شادی ہونگے زندان غم سے آزاد ہونگے یہ تقریر دلپذیر وہ معشوقہ پر وہ مرغولہ مو اپنی
مصاحبۂ خاص جلیس با اختصاص سے استماع کر کے بے اختیار مسکرا دیتی تھی اور شرم و حیا سے سر جھکا لیتی تھی اور ناز سے
کہتی تھی کہ کبھی اب ہمارے پاس سے جاؤ بک بک کر کان کے پردے نہ اُڑاؤ — لو اب معلوم ہوا کہ تم میری بڑی خیر خواہ ہو
طلبگار دولت و جاہ ہو اپنی بیتی بیان کرتی ہو مجھ پر ناحق تہمت دھرتی ہو مین تو نہ کسی کی شیفتہ ہون نہ فریفتہ ہون نہ کسی کے
واسطے حال میرا تباہ ہے خداوند علیم اس بات سے آگاہ ہے تمھین ہو کہ اس سن و سال مین دنیا کی باتون سے آگاہ ہو نہین معلوم
کس جوان رعنا کے عشق مین تباہ ہو مین تو ابھی عشق کے نام سے بھی آگاہ نہین میرے دشمنون کو کسی سے رسم و راہ نہین یہ
گفتگو سنکے وہ مصاحبہ سُن کے قہقہہ مار کر ہنستی تھی اور کہتی تھی ملکہ ذرا ادھر تو دیکھیے نیچی گردن نہ کیجیے اگر جھوٹ کہتی ہون
تو منہ دیکھیے واری اگر آپ ابھی بالکل نادان ہین تو میری باتون سے اس قدر کیون پریشان ہین یہ تقریر صدق آمیز وہ
معشوقہ فتنہ انگیز سنکے دل مین قائل ہو جاتی تھی مگر زبان پر حرف انکار لاتی تھی آخر کار وہ معشوقہ اس مصاحبۂ راست
گفتار کو اپنا راز دار اور ہوا خواہ اور دوست دار خیال کر کے خاموش ہو جاتی تھی اسی طرح ہر ایک نازنین سے جسمین معشوق طرازانہ

سراپا ناز کو انکی مصاحبین اور ہمجلیسین چھیڑا کرتی ہین یہان قصر النیرین سے سامان جشن عروسی قرار پایا ہے یعنے صاحبقران اکبر مع امرائے نامدار بعد نشاط و شادمانی تشریف رکھین گے اور واسطے قیام عروسان مہوشان کے تین مقام قرار پائے ہین ایک قلعہ یاقوت نگار جو صاحب قران اکبر کے عقد صغری کے لیے آراستہ کیا گیا تھا دوسرا مقام خاص واسطے ملکہ شمسہ تاجدار کے جبل اعلے اور قریۂ فردوس و قصر اخضر جو اس تخفیہ سعیدہ کا اصل الاصول ہے اور فی الحال اسی قصر عالی مین خلد نشانہ و سرو سہی و شعلہ فارسیہ و شعلہ ماہ پیکر و طرۂ مشکین خال و غیرہ بھی ملکہ ذی وقار کی خدمت مین موجود ہین اور تیسرا مقام عروسی عجائبات حکیم ارسطو ہی کہ جملہ نازنینان پریزاد محروم الوصال عاشقان مضطرب الحال مانند نو بہار و ناطقہ و معشوقان رفقائے صاحبقران اکبر اسی طلسم والامنزلت مین اپنے اپنے مقام و منازل مین موجود ہین۔ واضح ہو کہ صاحب قران اکبر نے ہر ایک مہ جبین پریزاد کے مسکن و منزل کی سیر کی ہے اسوقت ہر ایک مقام بوجہ اثر طلسم کے دوری دراز رکھتا تھا مگر اب بباعث دور ہونے آثار طلسمی کے وہ بعد المشرقین نہین رہا اب ایک مقام سے دوسرے مقام تک صرف ایک یا دو دو فرسخ کی دوری راہ ہوگی الحاصل اب یہ تجویز قرار پائی ہو کہ جملہ عاشقان محروم الوصال و شیفتگان مضطرب الحال صاحبقران گیتی ستان کے پاس قصر النیرین مین فراہم ہون اور روز عقد یا دو یوم کتخدائی ہر ایک عاشق کو خود صاحب قران اکبر اپنے ہاتھ سے دولہ بناکر بخدم و حشم و بارش و دریا پاش قصر النیرین سے اپنے ساتھ خانۂ عروس تک لیجائین اور بعد عقد و نکاح دونون طالب و مطلوب عاشق و معشوق زن و شوہر کو بار دیگر اپنے منزل خاص قصر النیرین مین لے آئین اور نوشاہ و عروس بعد کرنے چند روز علیش و عشرت کے دوسرے طالب وصال شیفتہ دل و خستہ حال کے عقد مین شریک ہون تاکہ عروس منزل عروس نو مین جاکر عروس کے کاروبار شادی مین مصروف رہے اور ہر نوشاہ نوشاہ نو کے انصرام کار نکاح مین شریک رہین قصہ کوتاہ ایسی صورت مذکورہ اور ترکیب مسطورہ سے موافق قرارداد حکمائے عالی مقام کے ہنگام کتخدائی جملہ رفیقان صاحبقران اکبر جشن اختتام کو پہونچیگا اسی طرح ایک دوسرے کا شریک رہیگا۔

اب راوی خیال آفرین ساز و سامان آرایش و آئین بندی کا ذکر باجمال بیان کرتا ہی

ناظرین افسانہ پر واضح و لائح ہو کہ حکمائے والامنزلت عالی درجت حکیم قسطاس الحکمت و حکیم عبقر طوس و حکیم بوعلی و حکیم اخشیجان نے بمشقت بسیار و محنت بے شمار مقامات طلسم کو اسطرح زیب و زینت سے آراستہ کیا ہو کہ ایک جانب باغ قصر النیرین سے تا قصر اخضر جدا آرایش قائم ہوئی ہے اور سمت دوم شہر عرش وغیرہ مقامات طلسم عجائبات و نوادرات حکیم ارسطو ہو اور جانب سوم شہر یاقوت نگار تک جدا تیاری کی ہے اور سمت چہارم تا شہر عسکریہ دور دراز میدان و دشت سبزہ زار بہ بہار کو ایسا سامان آتشبازی و اسباب چراغان سے مزین کیا ہو کہ جسکی تعریف لسان قلم سے باہر ہو

لیکن یہ مترجم ہیچمدان کچھ تحریر کرتا ہی ایسی چرخیان کرورہا رنگین میدان دشت سبزہ زار مین گاڑی گئی ہین کہ جنکو چرخ برین طفل
حیلہ مین ہے کوتے ہزار در ہزار ایسے ہین کہ اگر آواز انکی گوش رستم و اسفندیار مین ریز جائے عجب نہین کہ دہل کر
گرذرے پہلوانان مذکور کے پھٹ جائین اور خفتگان لحد آواز صور اسرافیل تصور کرکے اپنی اپنی قبرون سے باہر
آئین اگر شیر فلک صدا انکو نون کی سنے کیا عجب ہو کہ خوف سے اسکو غش آجائے اگر وہ گولے قلعہ گردون تک
جائین کوئی اہل زمین سے پھر آسمان کا نشان بھی نہ پائے فلک مثل روئی کے گالون کے اڑجائے ہر گولہ قلعہ گردون
مین درآئے مہتابین وہ کہ اگر روبرو انکے ماہتاب آئے چہرے پہ ہوائیان اڑین غیرت سے شرمائے ہر ایک مہتا
ایسی پرنور ہی گویا تجلی مین روشنی شعلہ طور ہی نور دل اہل ایمان سے ہر مہتاب کی ضیا بہتر ہی اور زیادہ ماہ دو ہفتہ سے
ہر اک مہتاب منور ہی اگر بیش کو ریا درزا کوئی ان مہتابون سے ایک مہتاب چھڑائے عجب نہین کہ فی الفور روشنی
مہتاب سے اسکی آنکھ مین نور آجائے اگر ایک مہتاب مقام چشمہ آب بقا مین کہ جہان ظلمت بکثرت ہی چھڑائی جائے
وہ جگہ ایسی پرنور ہو کہ آب بقا صاف دیکھنے والے کو نظر آئے اگر شب ہجر کوئی عاشق بخواہش سحر زمین سے ایک
مہتاب چھڑائے تاریکی شب فرقت سحر سے مبدل ہو جائے انار ایسے پربہار شعبدہ بار ہین کہ بالا سے ہوا مین خزان مین
گلہائے بوقلمون کھلاتے ہین اور تماشائیون کو تنہائی مین فزائے گلزار دکھاتے ہین قلعہ ہائے آتشبازی وغیرہ کا کیا ذکر کیا جا باعث
طول سخن ہوگا لیکن اب سامان و اسباب چراغان بیان کیا جاتا ہی دو رستہ اس صحرائے سبزہ زار دشت پربہار
مین قنادیل بلورین و انواع و اقسام الآت روشنی جابجا نصب کیے گئے ہین اسی طرح قصر الذہبین سے تا قصر اخضر میدان
صحرا کو سامان روشنی سے آراستہ کیا ہی یعنے دو جانب سامان چراغان و الات روشنی اور زنگار رنگ شیشہ ہائے بلورین
وزمردین نقرئی و طلائی مینا کاری سے زیب و زینت دیگئی ہے اور اس چراغان کے پس پشت خیمہائے زربفتی و
سقرلاتی مخملی زرین کار بوقلمون برابر استادہ کیے ہین اور ہر ایک قبہ خیمہ و خرگاہ طلائی و نقرئی مانند خورشید چشمہ تابان
و درخشان ہی اور درمیان ہر ایک خیمہ زرتار کے ایک حوض کو آب شیرین و خوشگواری سے مملو کیا ہی اور ہر حوض شیشہ ہا
زنگار رنگ سے بنایا ہی کہ جنکو دیکھکے صنعت صناع خالق بحرہ بیاد آتی ہے اور عقل بشر لطائف آب پر حوضہائے مذکور
مین غوطہ لگاکر حیرت سے گم ہو جاتی ہے اور ایک نہر مانند سلسبیل آب شیرین و صاف کی کہ پانی اسکا آب بقا سے ابرہ
مین بھی بہتر ہے قصر الذہبین سے تا قصر اخضر اسطرح تیار کی ہی کہ ہر ایک خیمہ و خرگاہ کے گرد رہے اور ہر وقت نہر مسطور مین آب صاف
جاری رہتا ہی اسی طرح ہر چہار جانب یعنی تا عجائب نہر حکیم ارسطو اور شہر عسکریہ و یاقوت نگار و قصر اخضر بہ لطافت و خوبی
تمام پانی نہر کا مثل فیض مسیحے جاری رہتا ہی بیمار اس نہر کے پانی کو پیکر شفا پالیے ہین مردم اس نہر کا پانی پیکر دنیا مین
لطف آب کوثر کا اٹھاتے ہین شاید آب بقا اسی نہر سے شرمندہ ہو کر ظلمت مین مقیم ہوا ہی اور آب کوثر اسی نہر کے
پانی سے منفعل ہو کر سوے عالم بالا گیا ہے اسی نہر کا پانی کار مسیحائی کرتا ہی بیماران دہر کی دوائی کرتا ہی اگر مردے کا

نہر کے پانی کو پا جائیں عجب نہیں کہ حکم خدا سے پھر زندہ ہو جائیں چونکہ فیما بین طلسم بیضا و طلسم ارسطو ایک دریائے
ناپیداکنار واقع ہوا ہے اسوجہ سے یہ نہر قصر النہرین سے دریائے مذکور کے کنارے تک ہی اور دوسرے کنارہ دریا سے
ایک نہر نہایت وسیع خانۂ عروسان طلسم تک بنائی گئی ہے قبل اسکے دیو اور جنون کو صاحب قران اکبر نے حکم دیا تھا کہ بڑے
بڑے تختہ ہائے سنگ اور چوب کلان پردۂ قاف و دیگر مقامات سے لاؤ اور دریائے مذکور کا پل نہایت مستحکم اور پایدار
جلد بناؤ چنانچہ حارث دیو و اقلیع و ابو النجیر جنی سردار دیوان قاف اس خدمت پر مقرر کیے گئے تھے فی الحال دیوان
چالاک دست وہنر نے بموجب حکم صاحب قران اکبر جلد تر پل دریائے مذکور کا بنا دیا ہی اور دونوں جانب اس پل نو تعمیر
کے سامان آرایش چراغان و اسباب آتشبازی بکمال تکلف آراستہ ہی اسی طرح شہر عرشیہ و مقام تجلی و شہر حشمت نگار
و شہر صورت پرستان و ممالک حصار چار شالثہ و شہر کرسی و مقامات مشکبوے حیرت اور تمامی ایوان و قصور و منازل کو
بقواعد خوب و تجمل بیجد ایسا آئینہ بند کیا ہی کہ ہر ایک مقام مزین فلک ہشتم پر طعن کرتا ہی واضح ہو ناظرین افسانہ پر کہ ایک
سمت قصر اخضر اور باغ قصر النہرین کے محاذی فضائے دشت طلسم بیضا تا کنار دریا واقع ہی اسی طرح جانب دوم دشت
پر بہار عجائبات طلسم ارسطو میں تا شہر عرشیہ ہی اور درمیان سرزمین طلسم بیضا اور طلسم ارسطو کے دریائے مسطور واقع ہی
اور نیز جانب ان مقامات کے قلعہ یاقوت نگار شہر عسکریہ واقع ہوے ہیں اب بسبب زینت اور آرایش چراغان کے
تمامی زمین طلسم قلعہ آتش زار نظر آتا ہی اور اسقدر جو زمین طلسم کو زینت اور رونق فی الحال ہوئی ہی کہ اگر افلاک ہشتم سے
مثال دیں تو بیجا ہی اور زیبا ہی اسی طرح ہر ایک جادۂ راہ افراط قنادیل سے اور جلوہ گری چراغان سے خط کہکشاں کو نظر
حقارت سے دیکھتا ہی اور اپنے تئیں اس سے کہیں بہتر اور منور پاتا ہی اور ما سوا اسکے سراسر بیابان و صحرا نکہت گلہائے
بوقلموں اور شمیم ریاحین عنبر بو سے ایسے بسے ہوے ہیں کہ دماغ جان معطر ہوتا ہی اور بہشت عنبر سرشت کا گمان بلکہ یقین
ہوتا ہی ساکنان باغ جنان اگر کبھی صحراہائے مذکور الصدر میں گذریں عجب نہیں ہی کہ گلشن جنان سے نفرت کر کے انھیں
صحراؤں میں اپنا مسکن کریں اور کبھی بھولے سے بھی اپنے دل میں خیال فردوس بریں کا نہ لائیں اگر ملائکہ مقربین لینے کو
آئیں کبھی نہ جائیں حکماے عالی مرتبت کے حق صنعت اور خوبی سلیقہ اور کثرت وثوق پر ہزار ہزار تحسین و آفرین کرنا
چاہیے کیونکہ ان مقامات دور و دراز اور بیابان و صحرا کو خس و خاشاک سے پاک کیا ہی اور پست و بلند کو ہموار کیا ہی خارستان
کو مثل آئینہ صاف کیا ہی اور کس شان و تکلف سے ہر صحرا و دشت کو آراستہ کیا ہی دل عارف بھی ایسا صاف نہیں ہی کہ
صفائی صحراہائے مسطور سے مقابلہ کرے اور بیاض سحر کی یہ مجال نہیں ہی کہ صفائی و روشنی بیابان مذکور سے دعوی مقاومت
کرے آفتاب عالمتاب نے شاید انھیں صحرا و دشت سے خجل ہو کر منھ اس طرف پھیر لیا ہی دل مہتاب میں بھی شاید انھیں
صحراؤں پر نور کے رشک سے داغ پڑا ہے۔ باز آمدیم بر سر مطلب جب ابو عامر فردوسی کو اس زخم جان ستان سے
صحت کلی حاصل ہوئی اور اس خجستہ بخت نے غسل صحت فرمایا۔ اپنے خویش عالی رتبہ کی شان و شکوہ شاہنشاہی کو جلوہ

کرکے نہایت خرم و شادان ہوگیا اور بے اختیار ابو عامر کے آئینۂ دل میں نور اسلام نے جلوہ کیا اُسی وقت سے اُس انجام بین نے عہد مستحکم اور عزم بالجزم کرلیا کہ اپنے دین و آئین آبائی کو چھوڑ کر بخلوص نیت و صفائی قلب دین محمدی میں شامل ہوجاے چنانچہ ابو عامر نے اپنا ارادۂ دل پادری ایدروس کے روبرو ظاہر کیا پادری ایدروس اُسکے مافی الضمیر سے مطلع ہوکر کثرت مسرت و شادمانی سے سجدہاے شکر پروردگار بار بار بجالایا اور اُسی دم خدمت بابرکت صاحبقران اکبر مین حاضر ہوا اور بعد بجالانے دعاؤ ثناے شاہنشاہی کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور قصد ابو عامر فردوسی سے صاحبقران اکبر کو اطلاع دی صاحب قران والاشان بھی اس خوشخبری کو سن کے بہت شادان ہوے اور شکر خدا کیا بعد اسکے شاہ سمرقند نے ارشاد فرمایا کہ اے رہنماے ملت آل بیضا قسم کھاتا ہون اُس پروردگار کی کہ جسنے مجکو صاحب قدر و منزلت کیا کہ اپنی اس شوکت جلال اور دولت و اقبال سے اسقدر خوشی و مسرت اتنی مجھکو نہ ہوئی تھی جسقدر کہ ابو عامر فردوسی کے مسلمان ہونے سے دل کو خوشی حاصل ہوئی کیا بیان کرون کہ بیان سے باہر ہے - اشعار

زقتل دشمن و فتح طلسم و وصل حبیب
بروی باز صد فیض بر کشاد ز لطف
که هر مراد که ما داشتیم داد ز لطف
هزار شکر بدرگاه کارساز کریم

صاحب قران اکبر نے اس انبساط و نشاط مین تین شب و روز جشن عشرت فرمایا جملہ امراے نیکنام و سلاطین ذوی الاکرام اور رفقاے عالی مقام بھی اس مژدۂ فرحت بخش سے نہایت ہی مسرور و شادان ہوے الغرض پادری ایدروس نے بھی شہر فردوسیہ کو اسباب روشنی چراغان سے ایسا آئین بند اور آراستہ کیا تھا کہ اُن مقامات طلسم سے جنکا قبل اسکے ذکر کیا گیا ہے ایک درجہ بلکہ بدرجہا رونق و تکلف زینت و آرایش مین گوے سبقت لے گیا یعنی شہر فردوس بوجہ کثرت تزئینہ کے گویا فردوس برین معلوم ہوتا ہے - الغرض بعد اس آراستگی اور تیاری کے صاحب قران ذیشان مع سلاطین و امرا شہر فردوس مین تشریف لاے اور بعد سیر شہر مع شاہان و امیران والاقدر عالی منزلت والاحشم بزہ راست قصر النیرین مین داخل ہوے اور جدا جدا ہر ایک شاہ اور شہریار و میر و سردار کے واسطے جاے سکونت و قیام قصر النیرین مین مقرر فرمائی واضح ہو کہ اس قصر عالی منزلت مین اسقدر وسعت اور گنجایش ہے کہ رفقاے صاحبقران و سرداران ذیشان و سلاطین والاشان کی سکونت و قیام کے واسطے کافی و وافی ہے چنانچہ ہر ایک رفیق وغیرہ جدا جدا قصر و ایوان مین مقیم اور ساکن ہوا بعد اسکے حکماے ہر چہار مسطور اور صاحبقران اکبر اور شاہ سمرالحق و قاضی احمد عبری و ابوالحسن جوہر اور بعض بعض امراے مخصوص باہم دگر بزم مشورہ مین فراہم اور یکجا ہوے اُسوقت حکماے عالی قدر والاشان نے کہا یا صاحبقران آپ یہ ارشاد فرمائیے کہ پہلے ان عاشقان محروم الوصال و شیفتگان مضطرب الحال سے کہ جو شوق و اشتیاق وصل مین اپنے معشوقہ کے تو بہ سے تاب صبر و ضبط نہین رکھتے ہین کس خستہ حال شکستہ بال کے عقد و نکاح کا اسباب و سامان درست کیا جاے اور اول کس شیفتہ اور فریفتہ کا نکاح اسکے معشوق حسین مہ جبین گل اندام سے ہو اور کس سردار

ذی وقار تیمور شعار کی بزم کتخدائی قبل جملہ رفقاے نامدار کے ظہور مین لائی جاے آپ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمائین
کہ اول کون سردار یا رفیق مستحق عقد و نکاح کا ہو تاکہ قبل سب کے اُسی کا عقد ہو غرضکہ تمامی صاحبان جلسہ مشورہ نے یہ تجویز
کی کہ اول ساکنان طلسم ارسطو کا نکاح ہونا لازم ہے اور قبل سب کے ساکنان طلسم مذکور کا عقد ہونا ہماری راے میں بہتر
ضرور ہو چنانچہ تمامی ارباب مجلس اہل الراے نے اس تجویز معقول سے اتفاق کیا اور جملہ صاحبان انجمن مشورہ نے
بکمال خوشی و شادمانی اس راے کو پسند کیا اور کسی نے اس راے باصواب سے انحراف نہ کیا اسوقت اس تجویز کی
اطلاع ملکہ نوبہار گلشن افروز وغیرہ زنان پریزاد ساکنان عجائبات کو دی گئی چنانچہ مجرد پہونچنے اس خبر مسرت اثر کے
ملکہ نوبہار گلشن افروز مذکور آراستگی اور فراہمی اسباب و سامان عقد و نکاح مین مصروف و مشغول ہو گئی اور تیاری
سامان عقد مین کوشش عظیم اور فکر بسیار کرتی گئی اور ادھر صاحبقران اکبر نے اول شاہزادہ حفیظہ ثریا مکان کا عقد منطقہ
زرین کمر ہمت محفوظ اور ملکہ فرنگ سلطان سے قرار دیا اور سعید لوحدار کو پیام بھیجا کہ بہت جلد عروس کے عقد و نکاح
کی تیاری ملکو کرنی چاہیے تاخیر نہ کرنا اور غفلت اور تساہل کو راہ نہ دینا فلان روز ہمایون اور فلان ساعت سعید سے
پہلے عقد قرار دی ہے جسوقت سعید لوحدار کو یہ حکم صاحب قران اکبر پہونچا خوشی سے غنچہ دل اسکا مانند گل شگفتہ ہوا
اور ارشاد صاحب قران اکبر کو بسر و چشم قبول کیا اور اُسی وقت سے آراستگی اور فراہمی سامان و اسباب عیش و
عشرت کتخدائی مین ہمہ تن مشغول ہوا رفیع کرسی نشین نے تمام و کمال شہر کو آئین بند کیا تھا کیونکہ قبل اسکے ملکہ نوبہار
گلشن افروز کا حکم اسکو پہونچ گیا تھا کہ شہر کرسی اور قصر مثمن و قصر مربع کو مانند فلک نہم نہایت کوشش سے آراستہ
کرنا چنانچہ رفیع کرسی نشین نے تمام شہر کرسی کو مع قصور و ایوان سراسر آرایش اور زیبایش سے مثل عروس نو عب
اول عرض کیا ہے موافق ابیات ؎

ہر خانہ بزمی شد آراستہ	مہیا دران گشتہ ہر خواستہ	ہمہ مطرب و ساقی سیم ساق	ہمین دادہ زینت بطاق رواق

اور محفوظ قلمدار اپنے نور نظر لخت جگر حفیظہ ثریا مکان کے ہمراہ باغ قصر النیرین مین آیا اور محفل انبساط اور بزم نشاط کے
[illegible]نے مین ساعی ہوا چنانچہ جلد تر سامان عیش و سرور مہیا اور موجود کیا اور بزم کتخدائی کو آراستہ کیا صاحب قران
[illegible] بھی حفیظہ کے عقد کا ایک جشن عالی بکمال تزک و تکلف سے آراستہ فرمایا اگر توصیف اس جشن کی کیجائے تو
[illegible] ہوگا اور عجب نہین کہ ناظرین افسانہ کی بھی خاطر ملول ہو لہذا بالتفصیل جشن مذکور کے وصف سے ہاتھ اٹھا کر بیانگار
ہوں اس جشن مین محفوظ قلمدار نے موافق اپنی قدر و لیاقت و شان کے امراے صاحب قران و سرداران صاحبقران
ذیشان کو خلعت زر و جواہر گران بہا نذر دیا جسطرح کہ صاحب قران نامدار والا تبار بذات خاص اس جشن شادی مین
میر محفل اور سردار جلسہ تھے اور سرانجام و انصرام امورات جشن مین مصروف ہمہ تن تھے اسیطرح دوسری جانب یعنی
طرف عروس ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ لاطمہ روشن بیان وغیرہ خواتین عالی منزلت والا قدر مہتمم اور سرانجام کار

کتخدائی مین ساعی تھین چنانچہ خواتین مذکور الصدر سعید لوحدار کے مکان پر تشریف لے گئین اور دونون خواتین نے خود اپنے ہاتھ سے عروسون کو لباس و پوشاک عروسی سے آراستگی اور زینت ایسی دی کہ حوران جنان نے غیرت سے سر جھکا لیے اور زہرہ و مشتری لولیان سپہر نے شرمندگی سے نقاب سیاہ شب کو اپنے رخون پر ڈالا اور ایسا جواہرات بیش قیمت مع ملبوس زرتار و لباس شاہانہ شب عروسی منطقۂ زرین کمر کو عنایت فرمایا کہ ویسا جواہر گران بہا اب معدن کو بھی دستیاب نہین اور ویسی پوشاک نادر خواتین سلاطین اولوالعزم کو بھی شاید ممکن نہو اس طرف صاحب قران گیتی ستان مع جملہ امیران عظام و رفیقان والامقام و سلاطین ذوی الاحترام روز مقررہ بساعت سعید حفیظ ثریا مکان کو نوشاہ بنا کر بخدم و حشم و لبشان و شوکت و بجلوس تمامتر و بانتظام کماحقہ جانب شہر کرسی پا است لے کر یون روانہ ہوئے کہ حفیظ ثریا مکان کو صاحب قران اکبر نے اپنے برابر ایک سمند تیز گام حور نژاد پر سوار کیا اور راست و چپ سواری حفیظ ثریا مکان جملہ امیران والاشان و سلاطین عالی مکان و سرداران سعادت نشان اسپان تیز رفتار و مرکبان برق کردار پر سوار تھے اور عقب سواری نوشاہ یعنے حفیظ ثریا مکان جملہ مردمان فوج سراپا ملبوس فاخرہ پہنے ہوئے آلات حرب و ضرب تن پر سجے ہوئے صف بستہ جلو مین تھے جو کوئی اُن مردان سلح پوش کو وقت رفتار دیکھتا تھا اُسکو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دریاے ذخار ناپیدا کنار آہن رواں ہے ہر ایک جوان اُس فوج ظفر موج کا غیرت رستم و اسفندیار تھا تلوارین مردان فوج کی چمک مین غیرت برق تھین نیزے اُنکے دل کوہ کو مجروح کرتے تھے علاوہ جلوس بیحد کے باجون کے شور سے گوش ساکنان فلک کو صدمہ پہونچتا تھا۔ خوف تھا کہ گوش کر ہو جائین۔ الغرض صاحب قران اکبر اس جلوس و سطوت و شان سے یعنے نقارہاے شادی بجتے ہوئے دولہ پر مروم زر سرخ و سفید نثار کرتے ہوئے دروازہ عجائبات مین داخل ہوے۔ واضح ہو کہ یہ وہی در طلسم ارسطو ہے کہ صاحب قران اکبر قبۃ المثال یعنے گنبد گیتی نما کی سیر سے فارغ ہو کر باہر تشریف لاتے تھے اور جبل اعلے اور قریۂ فردوس کی جانب روانہ ہوے تھے جس وقت سواری صاحبقران و بیجاہ مع نوشاہ حفیظ ثریا مکان در مذکور مین داخل ہوئی اور صاحب قران ذیشان کا گذر اُس پل پر ہوا جسکا قبل ذکر کیا ہے عجب کارخانہ حیرت افزا دیکھا اور طرفہ تکلف و زینت کی آرایش نظر سے گذری کہ عقل دنگ تھی اور وہم و قیاس ادراک سے عاجز تھی سمجھ مین نہ آتا تھا کہ کیونکر اس پل کو بنایا ہے اور کس عنوان سے اسکی آرایش کی ہے کیونکہ دونو جانب پل مذکور کے روشنی چراغان اس قاعدہ اور تکلف سے کی گئی تھی کہ روشنی چراغان سے وہ بات بہتر دن سے مفہوم ہوتی تھی آب دریا مین وہ روشنی چراغان عجب لطف دکھاتی تھی قدرت خدا نظر آتی تھی ہر شخص کا دل یہی چاہتا تھا کہ ایسے چراغان کی سیر کیجیے اور چندے دل کو اس کیفیت عجیب سے فرحت دیجیے علاوہ اسکے ساکنان عجائبات ہزار در ہزار زن و مرد با ملبوس رنگارنگ کشتیون پر سوار بہ آرایش روشنی فانوس و قندیل وغیرہ سطح آب دریا پر ہر جانب سیر کرتے تھے

اسوقت یہ روشنی کشتیون پر عجب طرح کا لطف دیتی تھی دیکھنے والون کو ثابت ہوتا تھا کہ یہ روشنی فانوس اور قندیل کا سطح
آب پر روان نہین ہے بلکہ ماہ و مہر سطح فلک پر گردش کرتے ہین ایسا عکس روشنی سطح آب پر پڑتا تھا کہ ماہیت تہ دریا
کا تماشا ہی ظاہر و آشکار تھی اور جلوۂ چراغان درون آب سے ثابت کواکب کی بہار تھی الحاصل صاحب قران اکبر آرایش
بیدریا کا تماشا ملاحظہ فرماتے ہوے شہر کرسی مین داخل ہوے دیکھا کہ شہر کرسی نہایت لطافت اور تکلف سے ایسا
سازر استہ ہو بقول شخصے ؎ اگر فردوس بر روی زمین ست * ہمین است و ہمین ست و ہمین است * باوجودیکہ
کا کہ صاحب قران اکبر نے شہر کرسی کو اسوقت بخوبی تمام آباد مثل سابق پایا لیکن اکثر مقامات عجائبات حیرت فزا مستغرق
اپنے دیکھے ہین جسوقت صاحب قران اکبر نے شہر کرسی کو نظر غور و تامل سے دیکھا جملہ مصائب و صعوبات سابقہ جو ماہین
[illegible] گذرے تھے یاد آگئے۔ القصہ شہریار نامور یعنے صاحب قران اکبر خانۂ عروس مین مع نوشاہ یعنی حفیظ ثریا مکان
تشریف لائے اور مسند زرنگار پر اپنے برابر حفیظ ثریا مکان کو بٹھایا۔ ارباب نشاط حاضر ہوے صحبت راگ اور
رقص کی ایسی مرتب ہوئی کہ آجتک چشم پیر گردون نے نہ دیکھی ہوگی اور گوش شنیدنی نے نہ سنی ہوگی نازنینان خوبرو
[illegible] گئے اور رقص مین وحید عصر یکتاے روزگار تھین اس محفل نشاط مین ایسا لحن داؤدی سے بناز و انداز گانے
مین [illegible] گیا اور [illegible] اسکے بھی ہوش اڑ گئے خیال اپنی یکتائی کا دل سے دور ہو گیا قریب تھا کہ گانا نازنینان بلند کو
ہم آغوشی منطقہ زرین [illegible] فلک سے گرادے مگر بزور تمام سنبھالا ان نازنینان خوبرو نے اہل محفل کے دلون کو
[illegible] دماغ کو معطر کیا اور شمیم گیسو [illegible] سے ہر ایک شخص مثل تصویر ساکت بیٹھا ہی ہر شخص محو اور خود گم ہو رہا ہے [illegible]
آخر کار قفل گنجینۂ پنہان کو کلید [illegible] مین دخل رکھتے ہین انکا تو یہ حال ہے کہ ہر تان پر اپنے ہاتھون سے [illegible]
بجا لایا براے غسل حمام مین آیا اور بعد بعضون کی آنکھون سے آنسو جاری ہین بعضے نظر تعشق سے ان نازنینان

خوبرو کو دیکھ رہے ہین اسی طرح جلسہ راگ و رنگ اور بزم عشرت عیش بھر وصل کبھی آراستہ ہو یہ صحبت رقص کی تا ختتام
منعقد شب و روز رہیگی چونکہ سعید او حدار ذو الفقار نے قبل ہی سے واسطے صاحبقران اکبر اور امراے نامور
کے مکانات سکونت و قیام علیحدہ علیحدہ آراستہ کیے تھے پس ہر ایک رفیق اور امیر کو اور شاہ اور شہریار کو علیٰ
مراتب اور منزلت انہین قصر و ایوان مین فروکش کیا اور طرح طرح کا اسباب راحت و آرام و سامان عیش و عشرت
مہیا اور موجود کیا ہے اب صاحبقران عالیشان ہر روز مع امراے عظام عالی مقام شہر کرسی کی سیر فرمایا کرتے تھے
ایک روز صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ جو عجائبات اور نادرات طلسمی حیرت افزا قبل نظر آتے تھے اب تمام
دکھائی نہین دیتے ہین لیکن منازل بدستور اپنی صورت اصلی پر ہین یعنے جو اثر طلسم سے دریاے عظیم قبل سے تھا
وہ اب ایک حوض مختصر نظر آتا ہے اور جو مکان اسوقت مین عظیم الشان دکھائی دیتا تھا اب وہ حجرہ معلوم ہوتا ہے
مگر اکثر مکانات و مقام مثل قصر مثمن اور منزل خاص و عام اور قصر مربع اسی طرح اپنی صورت اصلی پر ہین اور
رنگ سے چمنستان بھی سرسبز و شاداب ہے یعنے مثل سبزہ خط معشوق سبزہ بلطف پر ہے اور مانند رخسار گلرخان
ہر گل شگفتہ اور شاداب ہے لیکن عجائبات طلسم سے کسی شے کا ذرا بھی نشان نہ دیکھا صاحبقران نے تاسف
کر کے اکثر امراے نامدار اور رفقاے ذو الفقار سے جو اسوقت ہمراہ رکاب تھے فرمایا کہ دیکھو اس جگہ پر ایک قصر عظیم الشان
تھا اب کچھ اسکا نشان بھی نہین پایا جاتا اسی طرح اور مقامات پر مکانات و بحور وغیرہ کا نشان بتاتے تھے اور جو
کہ مصائب سابقہ اس مقام پر گذرے تھے انکا اظہار فرماتے تھے قصہ کوتاہ شب جمعہ ساعت ہمایون مین حفیظ ثریا
اور منطقہ زرین کمر کا عقد ہوا تمامی رفقاے صاحبقران و امراے والا شان خوشنود ہوے خصوصاً
صاحبقران اکبر نہایت خوش ہوے اور حفیظ ثریا مکان کی تو مسرت بخوبی کس سے تحریر ہو مختصر یہ ہے کہ مارے
خوشی کے ایسا بالیدہ ہوا کہ بند قبا ٹوٹ گئے دل سے کہتا تھا کہ اے حفیظ آیا یہ عالم خواب ہے یا عالم بیداری ہے
اگر جاگتا ہوں تو زہے قسمت کہ اب اپنی معشوقہ طناز مہر پا ناز سے صورت وصل بہ آرام تمام ظہور مین آئیگی روح تو
مین آرام پائیگی قلب کو قرار آئیگا اب تو نے بستر خواب پر نہ تڑپائیگا لیٹ کر معشوق سے سوئیگی فرقت مین تو
روئے اب نہ روئینگی ادھر حفیظ ثریا جاہ تو یہ خیالات اپنے دل مین کر رہا ہے ادھر منطقہ زرین کمر کو سہیلیان چھیڑ
چھاڑ رہی ہین سرگوشیان ہو رہی ہین اشارہ کنایہ مین مطلب دلی ادا کر رہی ہین کہ تو مبارک ہو اب ان سے
عاشق مین سونا افضال خدا سے دور ہوا ہر وقت کا رونا امید دلی بر آئی خدا نے صورت دکھا ہر شخص کا دل بھی چاہتا
منطقہ زرین کمر بھی دل مین نہایت شاد ہے صدمہ و رنج غم سے آزاد ہے ہر چند ضبط کرتی ہے مگر بیچ علاوہ اسکے سا کنان
شکر جامع المتفرقین کرتی ہے کبھی یاد شدائد و مصائب گذشتہ کرتی ہے غرض روشنی فانوس و قندیل وغیرہ
عروس کو آغوشش مین مثل دل کے سکھیان زرین مین سوار کیا اور تھے

بخدم و حشم مع اسباب و اموال جہیز اسی طرح تزک و حشام سے آیا صاحب قران اکبر بھی محفوظ قلمدار کے گھر ہمراہ
حفیظ ثریا مکان تشریف لائے محفوظ قلمدار نے اول صاحب قران اکبر کا استقبال کیا اور اس منزل مین جو خاص واسطے
صاحب قران کے آراستہ کی تھی اسی مکان مین صاحب قران اکبر کو فروکش کیا حفیظ ثریا مکان نے باوجود عشق و شیفتگی
کے بوجہ پاس و لحاظ صاحب قران اکبر اپنی معشوقہ اور محبوبہ منطقہ زرین کمر سے وصل نہ کیا اور زفاف سے محترز رہا
یہ اپنے خیال کہ ابھی صاحب قران اکبر کو وصال حقیقی معشوق نہیں ہوا ہے کیونکر یہ ہو سکتا ہے کہ مین اپنی محبوبہ سے ہم بستر
ہوں اور لطف وصل اٹھاؤں اور آقا سے نامدار و مولا سے قدر شناس یعنی صاحب قران اکبر اپنے معشوق کے
وصال سے محروم رہیں تاوقتیکہ صاحب قران اکبر اپنی معشوقہ سے ہم بستر نہو لینگے مین بھی اپنی محبوبہ سے وصل نکرونگا
پس اسی خیال سے حفیظ ثریا جاہ شب اول زفاف کا مرتکب نہوا اور رات کو یونہین بسر کیا جب صبح ہوئی اور کما حقہ
کیفیت حفیظ ثریا جاہ کی صاحب قران اکبر کو معلوم ہوئی از حد مکدر ہو کر حفیظ ثریا جاہ کو طلب کیا اور ترش رو ہو کر ارشاد
فرمایا کہ اے حفیظ تمہین قسم ہے ہمارے سر عزیز کی کچھ خیال و پاس ہمارے محروم وصل ہونے کا نہ کرو اور ابھی جا کر مرحلہ
زفاف کو سر کرو اگر اب ایک لحظہ توقف کروگے اور ہمارے کہنے کو نہ مانوگے تو ہمکو تم سے ملال ہوگا افسوس تمکو ذرا غیرت
اور حیا نہین آتی اور یہ خیال تم اپنے دل مین نہین کرتے کہ ساکنان طلسم خصوصاً زنان مذاق دوست اس تمھاری حرکت
بیہودہ سے تمکو کیا تصور کرتی ہونگی اور بجائے خود طعن و تشنیع تمپر کرتی ہونگی علاوہ اسکے اے حفیظ کیا تم ہمکو بھی اپنے ساتھ
ساکنان طلسم کے روبرو ذلیل اور خفیف کروگے لہذا بہتر یہ ہے کہ اب ایام مفارقت کو طول نہ دو جلد لذت وصل معشوق سے
کامیاب اور بہرہ یاب ہو اور ہم ہر شخص طالب وصل محبوب کو اپنے سر کی قسم دیتے ہین کہ ہر ایک شخص بعد عقد و نکاح اپنی
اپنی محبوبہ مطلوبہ سے بعیش و عشرت ہم بستر ہو اور شربت وصال سے لذت اٹھائے اور ہرگز ایک دوسرے کی
رعایت ملحوظ نہ رکھے اگر کوئی شخص اب ہمارے پاس و لحاظ کی وجہ سے برخلاف حکم ہمارے وصل سے اپنی معشوقہ کے
باز رہیگا قسم ہے پروردگار عالم و عالمیان کی ہمکو اس شخص سے بہت ملال اور رنج عظیم ہوگا بلکہ ہم اس شخص نافرمان کو
اپنے عہد عیش و عشرت کا آزار رسان تصور کرینگے مختصر جب حفیظ ثریا جاہ نے صاحب قران اکبر کی زبان سے
یہ کلمات تاکید و تہدید سماعت کیے اسی وقت اپنی معشوقہ اور محبوبہ پری جمال پری تمثال منطقہ زرین کمر کو خانہ خلوت
مین لے گیا اور بصد شوق و اشتیاق و بہزار آرزو سے دل مشتاق تنگ آغوش مین لیا [illegible] ایام فرقت کشیدہ کو
[illegible] منطقہ زرین کمر سے مسرور کیا لبوں سے متواتر لب نازک کے عقیق لب پارۂ نیلم کیے بوسے گل رخسار [illegible]
[illegible] کو معطر کیا اور شمیم گیسوے مشکین سے مشام جان کو معنبر کیا لپٹ لپٹ کر خوب پیار کیا لقد دل کو بخوبی
[illegible] قفل گنجینۂ پنہان کو کلید وصل سے بصد ناز وا کیا اور دل حریص کو حصول دولت وصل سے آرام دیا
[illegible] سے غسل حمام مین آیا اور بعد طہارت پوشاک نفیس زیب جسم کر کے خدمت صاحب قران اکبر مین

سرور وخندان گیا با دب تمام تسلیم کرکے دعا و ثنا کی اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا۔ صاحب قران اکبر نے رخ گلرنگ حفیظ ثریا جاہ دیکھکر یقین کیا کہ دولت وصل محبوبہ مطلوبہ سے اسکو فراغ ہوا الله الحمد غم مفارقت کا دور دل سے فراغ ہوا اُسوقت صاحب قران اکبر نے حفیظ ثریا جاہ سے کہا کہ مبارک ہو وصل محبوبہ موافق مضمون ابیات سے

چه خوش باشد که بعد از انتظاری — بامیدی رسد امیدواری
چه خوش وقتی و خرم روزگاری — که یاری برخورد از وصل یاری
چه نیکو ساعتی آن ساعت نیک — که با عاشق شود دلدار نزدیک
که باغ حسن او دلخواه بیند — گل مقصود خاطرخواه چیند

حفیظ ثریا مکان یہ مبارکباد صاحب قران اکبر سنکے شرم وحجاب سے خم کرکے عرض کرنے لگا کہ یہ خاکسار ذرہ بمقدار حضور ہی کے اقبال اور دعا سے شربت وصل محبوبہ سے کامیاب ہوا ورنہ امید نہ تھی کہ شجر مراد بار آور ہوگا اور در مدعا ہاتھ آئیگا صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ مسبب الاسباب بر آرندۂ حاجات پروردگار ہی انسان ضعیف البنیان مجبور ولاچار ہی ادھر منطقۂ زرین کمر کو خواتین ہمراز و دمساز خانۂ خلوت سے باہر لائین بخوشی وخرمی حمام مین لیگئین اور بعد غسل زیور جواہر گران بہا اور ملبوس نفیس سے مزین کیا اور باہمہ کر بزم عشرت آراستہ کی الحاصل جب حفیظ ثریا مکان منطقۂ زرین کمر کے وصل سے شادکام ہوا صاحب قران اکبر نے طالب ومطلوب عاشق ومعشوق یعنی حفیظ ثریا مکان اور منطقۂ زرین کمر کو خلعت ہائے پر زر اور عقد مروارید بیش بہا اور تاج مرصع اور زیور زنانہ مرحمت فرمایا اور منطقۂ زرین کمر کو ملکہ فرنگ سلطان کے پاس روانہ کیا۔ واضح ہو کہ ملکہ فرنگ سلطان کا مقام سکونت اُس جانب دریائے غدبیہ کے واقع ہی جسکو دریائے شہر کرسی بھی کہتے ہین منطقۂ زرین کمر کشتی مین سوار ہو کر ملکہ فرنگ سلطان کے مکان مین پہونچی جہان مرطوب شاہ پدر ملکہ فرنگ سلطان حکمرانی کرتا ہے اور اسی شہر کو عوام الناس نگارستان کے نام سے مشہور کرتے ہین مرطوب شاہ نے نگارستان سے بیرون شہر دو فرسنگ تک بیابان ودشت کو روشنی چراغان اور ہر قسم کی آرایش سے ایسی زینت دی تھی کہ شہر نگارستان اسم بامسمے ہوگیا تھا۔ صاحب قران اکبر حفیظ ثریا مکان کو یاد گر بجلی ہی طرح شوکت وشان وتجمل سے دولہا بناکر شہر نگارستان کی جانب جہان خانۂ عروس تھا روانہ ہوئے کہ گرد وپیش سواری جمیع امرائے ذیجاہ فیلان کوہ پیکر پہ سوار ایک جانب سواران لشکر جرار صف بصف قطار قطار وروبیان زنگار رنگ زیب تن کیے ہوئے باگین اسپان سبک گام کی لیے ہوئے ایک سمت پیدل لشکری ہزار در ہزار وچیدہ عصر چیدہ روزگار باجون کی صدا سے دلون کو وجد ہوتا تھا ہر ایک شتر والا تہم مسرت اپنے مرتبہ دل مین لیتا تھا آواز دہل سے زمین کانپتی تھی گاو زمین کثرت بار سے دم بدم گھبراتی تھی وہ شہنائی کی آواز مرغوب وہ بانون کی صدائے نوب وہ دمبدم نقارون کی ٹکور وہ دمبدم قرنا کا شور سپہر فلک خمیدہ ہوکر تماشا برات کا دیکھکر چلتا تھا ہر چند واسطے جفا کرنے کے دمبدم گردش کرتا تھا مگر کچھ بس نہ چلتا تھا جس صحرا مین صاحب قران اکبر مع جملہ ہمراہیان قیام کرتے تھے وہ دست کثرت فیلان ہمراہی سے کھلی ین ہو جاتا تھا اور جس دشت مین صاحب قران والاشان مقام کرتے تھے وہ بیابان عوانان گلرخان سے اپنے دامن مین گلہائے

پاتا تھا الحاصل صاحب قران اکبر بعد قطع راہ حفیظ ثریا مکان کو دولہ بنائے ہوئے بتجمل و حشم مذکور قریب خانۂ عروس پہونچے مرطوب شاہ نے استقبال صاحب قران اکبر مع جمیع امرا و وزرا کے کیا اور اپنے ہمراہ باعزاز و اکرام و احترام شہر نگارستان مین لیجا کر قصور و مکانات عظیم الشان مین جو قبل سے آراستہ کیے تھے صاحب قران اکبر کو انھین قصرون مین برائے قیام جگہ دی اور جملہ اسباب عیش و راحت فراہم کیا مہمانی صاحب قران اکبر کی مع جملہ ہمراہیان کے نہایت تکلف سے کی اور ایسی محفل عشرت اور بزم عیش مرتب کی کہ سب خرد و کلان محظوظ ہوے بعد دو روز کے شب عقد مثل چہرہ عروس نظر آئی صاحب قران اکبر نے ساعت سعید اور وقت مسعود مین حفیظ ثریا جاہ کو ملکہ فرنگ سلطان کے ساتھ منعقد کیا منطقۂ زرین کمر کہ قبل سے ملکہ فرنگ سلطان کے پاس پہونچی تھی اور وہ خود بھی آرایش عروس مین مصروف ہوئی تھی اُسی کے روبرو عقد ہوا ہر چند کہ یہ امر باعث ملال زنان ہوتا ہے لیکن منطقۂ زرین کمر کو چندان ملال ہوا اور آپس مین اتحاد اور محبت ہوئی قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر ملکہ فرنگ سلطان اور منطقۂ زرین کمر اور حفیظ ثریا مکان کو بتجمل و حشم مع اسباب جہیز اپنے ہمراہ لیکر اُسی طرح شہر کرسی مین تشریف لائے اور روز دوم مع رفقا و عروس وغیرہ کے جانب قصر الزین مراجعت فرمائی جب وقت شب ہوا حفیظ ثریا جاہ نے مثل منطقۂ زرین کمر کے ملکہ فرنگ سلطان سے بھی وصل حاصل کیا پیچ دوری ملکہ فرنگ کے دل سے زائل کیا صبح کو بعد غسل اور تبدیل پوشاک کے حفیظ ثریا مکان خدمت فیضدرجت صاحب قران اکبر مین حاضر ہوا سر برائے تسلیم جھکایا دعائے درازی دولت و اقبال صاحب قران اکبر زبان پر لایا صاحب قران اکبر نے سکر اکر وصل ملکہ فرنگ سلطان کی مبارکباد دی حفیظ نے شکر و سپاس مکرمت سلطانی ادا کیا صاحبقران اکبر نے مثل سابق خلعت و زیور عنایت فرمایا بعد اسکے صاحب قران گیتی ستان حکماے عالیقدر کے پاس تشریف لے گئے اور تمام و کمال حقیقت عقد و نکاح سے حکماے موصوف کو آگاہ کیا حکیم قسطاس نے کہا کہ شاہزادہ ذیوقار اب تمکو ضرور ہے یہ ہے کہ شاہزادگان عجائبات کا عقد اس طور پر ہونا چاہیے کہ آپ بھی لیو بعد اختتام جشن عروسی اور ہنگامۂ ساکنان عجائبات خوش ہوے اُسی جانب نزول اجلال فرمائیں خانۂ عروس کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے ان آتبا ورد رونق بخشین اور رات دن سیر عجائبات مین اوقات عزیز بسر فرمائین اور روز عقد و نکاح شاہزادگان عجائبات برستور [illegible] دم و حشم و جلوس و تجمل سے نوشہ دو محبوب نے ہمراہ خانۂ عروس مین لیجا کر منعقد فرمائیں [illegible] ساکنان عجائبات کی کتخدائی سے جلد تر فرصت حاصل ہو جائے بعد ازان آپ [illegible] کے رفقائے خاص کی نوبت آئیگی صاحب قران [illegible] ترک [illegible] بہت پسند کیا اور اسی وقت تمام ساکنان عجائبات کو اطلاع [illegible] دیگئی اور تاریخ عقد سے بھی آگاہی دی چنانچہ [illegible] اطلاع جملہ شاہان عجائبات درستی سامان کتخدائی و تیاری جشن مین [illegible] اور مصروف ہوے وہان تو سلاطین ساکنان عجائبات سامان کتخدائی اور تیاری مین ہمہ تن سرگرم ہین لیکن یہان صاحب قران اکبر نے حکیم قسطاس عالی رتبہ سے

دریافت کیا کہ اے مہر سپہر حکمت و اے منبع فیض و برکت اب یہ ارشاد فرمائیے کہ اول کس شخص کی شادی اور تقریب کتخدائی
آغاز کیجائے حکیم صاحب موصوف نے فرمایا کہ اے شاہزادہ والاشان ہمارے نزدیک تو بہرام سرخ کلاہ قبل سب کے
عقد اور ہمبستری معشوق کا مستحق تھا کیونکہ بہرام ہی اول مطیع اور فرمانبردار آپکا ہوا ہے مگر بوجہ اسکے کہ اسکا نکاح طلسمی اول ہو چکا
ہے اس سبب سے اب صفر بن طاق شاہ کا عقد ہونا بہتر ہے اور بعد اسکے مسعود نوجوان کا نکاح ہونا چاہیے اور بعد مسعود
کے احمد بن عادل شاہ کا عقد ہو صاحب قران اکبر نے موافق ارشاد حکیم صاحب تاریخ مقرر اور معین فرما کر یوم عقد سے
طاقی شاہ و عادل شاہ کو اطلاع دی اور بتاکید کہلا بھیجا کہ جلد سامان عقد اور تیاری جشن عروسی میں سرگرم ہوں چنانچہ
بروقت سننے اس مژدۂ جان بخش کے طاقی و عادل شاہ از حد مسرور ہوئے اور صاحب قران اکبر کے رہنے اور
تشریف رکھنے کے واسطے شقایق افروز کیا باغ دلکشا آراستہ کیا تاکہ صاحب قران اکبر مع جمیع رفقا کے نامور اپنے
باغ میں نہایت فرحت اور عشرت اور شگفتگی سے قیام پذیر ہوں۔ واضح ہو کہ یہ باغ زیر فلک ایسا ہی کہ کانٹا بھی اس باغ
کا غیرت گل ہے اور سبزۂ پژمردہ بھی اس باغ کا بہتر از سبزۂ خط گلرخان جز وکل ہے ہر غنچہ اسی باغ کا دہن تنگ معشوق
سے تنگ تر ہی اور ہر گل اس باغ کا رنگینی و نزاکت و شادابی میں رخسار خوبان سے کہیں بہتر ہے اور ہر سرو اسی باغ کا قد و
قامت محبوبان جہان سے خوب ہی اور چشم مست مہوشان اسی باغ کی نرگس سے محجوب ہے ہوا اسی باغ کی ہوائے باغ ارم سے
زیادہ تر فرحت بخش ہے اور سیر اسی باغ کی بیماران جہان کو صحت بخش ہے الحاصل صاحب قران ذیشان بعد اس حکم و احکام
کے قصر النیرین سے سوار ہوئے اور مع امرائے ذیوقار و سلاطین نامدار و رفیقان عالیوقار عجائبات ارسطو میں تشریف
لائے جملہ سلاطین عجائبات نے صاحب قران اکبر کا استقبال کیا اور باغ موصوف میں باحترام لاکر مقیم کیا یہ باغ بھی
مثل باغ زاہدۂ خاتون کے وسعت میں پایہ کمی نہیں رکھتا ہے چنانچہ واسطے قیام جملہ امیران عالیمقام و سلاطین والامقام و مرزبانان
عملہ صاحب قران اکبر کو قصور و ایوان اس باغ پربہار کے کافی ووافی ہوگئے طاقی شاہ وغیرہ نے بعد حاصل کرنے [illegible]
پابوسی صاحب قران اکبر کے ساتھ تکلف شاہانہ کے فواکہ دعوت مہمانی ادا کیے اور جملہ امرائے صاحب قران کو [illegible]
پر زر اور فاخرہ دیے اور جلسہ عشرت نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کیا۔ القصہ بعد کئی روز کے صاحب قران اکبر نے بائین
صفر بن طاقی شاہ کو روز مسعود اور ساعت ہمایون میں دولہ بنایا سر پر سہرہ زرتار [illegible] نوشاہ یعنی صفر بن طاقی شاہ
پر سہرے کی لڑیان [illegible] جیسے چہرۂ آفتاب پر تار شعاع [illegible] صاحب قران اکبر نے لباس شاہانہ اور خسروانہ
پہنے [illegible] اپنے مرکب پری تمثال پر سوار کیا اور آپ [illegible] سمند صبا رفتار پر سوار ہوئے اور جملہ امیران والاقدر
کو حکم ہوا کہ سواری کے یمین و یسار جلو میں رہیں اور عقب [illegible] مردان لشکری صف بستہ رہیں چنانچہ بموجب حکم صاحب قران
[illegible] آراستگی برات [illegible] نوبت و نقارے [illegible] اگرچہ دہل نے اپنی آواز بلند کی تاشے [illegible] کے اسی طرح اور باجون کی
صدائیں بلند تھیں برات چلی صاحب قران اکبر قریب صفر بن طاقی شاہ کے چلے چونکہ فصل گرما کی تھی صاحبقران اکبر

دن کو قیام کسی مقام مناسب پر کرتے تھے اور شب کو جانب خانۂ عروس چلتے تھے کیونکہ شہر طاقی شاہ یعنی شہر سرکشان سے ملک عادل شاہ تک کہ وہی ملک عادل شاہ جائے عروس ہو چند منزل کا فاصلہ ہے آخر الامر بعد قطع منازل و طے مراحل بکروفر و بجلوس تمامتر صاحب قران اکبر نے شہر عادل شاہ میں نزول اجلال فرمایا اور سواری بصد تیاری حوالی شہر میں داخل ہوئی عادل شاہ نے بھی شہر کو ایسا آراستہ کیا تھا کہ گردون نے بھی کبھی ایسی رونق اور آراستگی کسی شہر میں نہ دیکھی ہوگی پس جسوقت عادل شاہ نے خبر تشریف آوری صاحب قران اکبر سنی بجنود و حشم ایک منزل بیرون شہر واسطے استقبال صاحب قران اکبر کے آیا اور بخوشی تمام استقبال کیا بعد حاصل کرنے شرف ملازمت کے صاحب قران اکبر اور نوشاہ کو بعزت و حرمت و باحترام تمام اپنے شہر میں لایا اور باغ طرب افزا میں کہ سراسر کثرت گل و ریاحین اور شادابی و تکلف سے نمونۂ بہشت عنبر سرشت تھا صاحب قران اکبر کو فروکش کیا اور ابواب دعوت و ضیافت وا کیے اور ایسی اغذیۂ لطیف بکثرت کرائیں کہ آجتک پیر فلک کشکول ماہ ہاتھ میں لیے کر شب کو پھرتا ہے اور ویسی ہی غذاے لطیف کا ہر ایک سے سائل ہے مگر نہیں ملتی علاوہ اسی ضیافت اور مہمانی کے عادل شاہ علی قدر مراتب ہر ایک سردار اور سلاطین کے ساتھ بسلوک پیش آیا یہاں تاکہ ناطقۂ روشن بیان سامان کتخدائی اور زیبائش و آرائش عروس میں مصروف و مشغول تھی الغرض ساعت سعید میں صاحب قران اکبر نے اصفر نوجوان کو اسکی محبوبہ مہر آسے گلنار پوش سے منعقد کر دیا اصفر عروس کو لیکر ہمراہ صاحب قران مع اسباب جہیز باغ میں آیا چونکہ اصفر نوجوان بعد مدت مدید و عرصۂ بعید کے اپنی معشوقہ و محبوبہ مہر آسے گلنار پوش سے قرین ہوا ہے دل اسکا مانند گل شگفتہ ہے جو کہ داغ فرقت قبل رکھتا تھا اب اسکا نشان بھی نہیں ہردم شکر خدا بجالاتا ہے اور جانب فلک دیکھکر کانپ جاتا ہے اور ڈر ڈر کر کہتا ہے کہ اس فلک کے ہاتھ سے کیا کیا صعوبتیں اٹھائیں کیا کیا رنج سہے دربدر خاک برسر پھرا برسوں اس فلک نے رولایا کبھی رحم نہ کیا راتوں کو چین سے سونے نہ دیا کبھی دیوانہ بنایا صحرا میں پھرایا تلوؤں کو خار صحرا سے فگار کیا دست رب ہاتھ سے گریبان تار تار کیا اب صورت وصل معشوق ظہور میں آئی ہے مراد دلی افضال خدا سے پائی ہے کہیں ایسا نہو کہ فلک عقدہ بستہ کو میرا خوش ہونا وصل محبوب سے ناگوار ہو اور پھر اسی طرح زندان فرقت میں گرفتار کرے اسی خیال میں تمام ہوئی اصفر نوجوان نے برغبت تمام اپنی معشوقہ مہر آسے گلنار پوش سے وصل کیا۔

دو محبوب باہم در آمیختند	بکام تمنا شکر ریختند

دل مضطر کو قرار آیا لطف زندگی پایا جب صبح ہوئی خدمت صاحب قران اکبر میں حاضر ہوا تسلیم بجالایا پایۂ تخت کو بوسہ دیا صاحب قران اکبر نے خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اصفر نوجوان اپنی معشوقہ مہر آسے گلنار پوش کو بڑے تزک و شان سے لیکر اپنے وطن میں آیا اور ساتھ عیش و راحت کے زندگی بسر کرنے لگا جب صاحب قران اکبر کو عقدہ اصفر نوجوان سے فرصت ہوئی عقد مسعود نامجو کی فکر ہوئی چنانچہ صاحب قران اکبر نے بلا تامل راسپ شاہ پدر سوداوہ مشکین نقاب کو

اور احمر شاہ بدر مسعود ناجو کو آگاہی دی کہ سامان جشن عقد مہیا کرو اور بزم کتخدائی آراستہ کرو مخبر دا اس اطلاع کے
راسب شاہ اور احمر شاہ کو بدرجہ کمال خوشی ہوئی خصوصاً مسعود ناجو اور سوواده مشکین نقاب کو دونوں جانب
سامان کتخدائی مہیا ہونے لگا اور بزم عشرت آراستہ ہونے لگی عروسان تازہ بھی سوواده مشکین نقاب کے یہاں
مجتمع ہوئیں اور مرد تازہ کتخدا ابھی خدمت صاحبقران اکبر میں حاضر رہے ادھر راسب شاہ اور احمر شاہ نے
جلد تر اپنے شہر کو آرائش و تکلف سے رشک نگار خانہ چین بنا دیا اور انتظار آمد صاحبقران میں چشم براہ
ہوئے یہاں صاحبقران اکبر نے بساعت سعید در وقت ہمایون مسعود ناجو کو نوشاہ بنا کر اپنے ہمراہ لے کر
بتجلو و تجمل اور نوبت و نقارہ اور بخدم و حشم مثل سابق جس طرح کہ اصغر نوجوان کو خانہ عروس میں لے گئے تھے اسی طرح
مسعود ناجو کو بھی ہمراہ لے کر خانہ عروس پر تشریف لائے اور ساعت نیک و سعید میں مسعود کو سوواده مشکین نقاب
سے منعقد کر دیا اور اس عاشق بیتاب شیفتہ کامل کو معشوق خوبرو عنبرین مو سے ملا دیا۔ واضح ہو کہ ابراہیم ناجو اور
مسعود ناجو اقبال شاہ کے سرداران فوج سے ہیں اور اقبال شاہ پسر نور الزمان شاہ کا ہے اور ملکہ سعادت بانو
اسی اقبال شاہ کی خواہر حقیقی ہے جو امیر مجاہد الدین دلاور کی معشوقہ تھی اور یہ وہی اقبال شاہ ہے جو طلسم اجرام و اجسام
میں صاحبقران اکبر کا رفیق راہ اور معین و مددگار بمنزلہ اقبال کے رہا ہے اور بنام نہاد مقبل شاہ بجائے نور الزمان
شاہ تخت حکومت پہ سلطنت کرتا ہے اور جبال حصار اسی کے قلمرو میں داخل ہیں القصہ بعد فراغت عقد صاحبقران اکبر
عروس کو بڑی شان و شوکت سے بیاہ لائے اور مسعود ناجو نے باشتیاق تمام اپنی محبوبہ سوواده مشکین نقاب
سے وصل حاصل کیا دل بیقرار کو تسکین دی القصہ بعد انفراغ نکاح مسعود ناجو کے صاحبقران اکبر احمر نوجوان کے سامان
کتخدائی میں مشغول ہوئے اور تقریب کتخدائی کی خبر ملک ارمن جزیرہ نشین بدر ملکہ دردندان کو دی اور تاکید کی کہ جلد تر
ساز و سامان شادی مہیا اور تیار کر دو ملک ارمن نے بمجرد سننے اس خبر فرحت اثر کے جزیرہ کو مانند عروس آراستہ کیا اور
روشنی چراغان سے زینت و رونق وافر دی صاحبقران اکبر نے حسب معمول احمر نوجوان کو بھی نوشہ بنا کر اور اپنے
ہمراہ لے کر بڑے سامان جلوس و تجمل سے مع جملہ رفقا اور امرا اور سلاطین عظام بصدائے نوبت و نقارہ جزیرہ ارمن میں
پہونچے صاحبقران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ جزیرہ پر بہار کو روشنی چراغان اور انواع و اقسام کی آرائش سے اس طرح مزین
کیا ہے کہ لائق تماشا ہے ملک ارمن خبر نزول اجلال صاحبقران اکبر استماع کر کے واسطے استقبال کے حاضر ہوا اور شرف
سعادت پابوسی بصد خوشی حاصل کی اور بتکریم و تعظیم صاحبقران اکبر کو اپنے ہمراہ لایا اور ایک قصر رفیع میں مقیم کیا اور
چند شبانہ روز تک کمال تکلف سے جلسہ عشرت آراستہ کیا اور لوازم دعوت و مہمانی وارکھے صاحبقران اکبر
ہر روز اس جزیرہ سرسبز و شاداب دلکش آب و ہوا میں برائے صید افگنی مع اکثر سلاطین و امرائے عظام کے تشریف
لیجاتے تھے اور شکار چرند و پرند بخوبی کرتے تھے اکثر شکار ان آہوان دلربا کا کرتے تھے جو شوخی میں معشوقان شوخ چشم سے

سبقت لے گئے تھے اور اُن طائران حلال کا شکار کرتے تھے جو نغمہ سرائی اور خوش الحانی مین بلبل خوش تقریر سے
بہتر تھے اور ہر روز و شب بعیش و عشرت استماع نغمات دلکش اور دیکھنے رقص خوبرویان مین بسر کرتے تھے آخر الامر
بعد چار روز کے ساعت فرخندہ اور وقت سعید مین صاحب قران والاشان نے ملکہ دردندان بنت ملک ارمن کو
احمر نوجوان کے عقد مین منسلک کیا جمیع امراے عظام و سلاطین والا مقام و سرداران ذی مرتبت و رفیقان عالی منزلت
حاضرین بزم کتخدائی نے عادل شاہ و ملک ارمن کو تہنیت اور مبارکباد دی بعد انفراغ عقد احمر نوجوان قواعد و رسوم
شادی سے فراغت حاصل کرکے اپنی معشوقہ اور محبوبہ مایۂ حیات و زندگانی کو مع زیور و اسباب انواع و اقسام جواہر و
طلائی و نقرئی جہیز مین سے کر اسی قصر عظیم الشان مین جو مقام قیام تھا بصد خوشی و خرمی آیا وہ دن بخیال وصل معشوق
بہزار خرابی مثل شب فرقت کے بسر کیا جب آفتاب بخیال وصل طالب و مطلوب مذکور روپوشیدہ اور پنہان ہوا اور ماہ بمراہی
کواکب ثابت و سیار فلک پر تابان ہوا احمر نوجوان بیتابانہ و مضطربانہ خانۂ خلوت مین جہان ملکہ دردندان عروس نئی دولہن کی
مثل ہلال شب اول حجاب سے سر جھکائے ہوئے بیٹھی تھی آیا وہ دل مین یہ خیال کرتی تھی شکر ہے کہ خدا نے یہ دن
دکھایا مدعاے دلی بر آیا لیکن خیال سختی زفاف سے کانپ جاتی تھی بیساختہ زبان پر حرف اُف لاتی تھی ناگاہ احمر
نوجوان کو اپنے قریب دیکھکر اور آمادہ وصل پاکر مثل بید کانپنے لگی احمر نوجوان نے لپٹ کر گلزار رخسار کے بوسے لیے
سینے سے لگایا ملکہ دردندان کی پیشانی پر شرم سے عرق آیا رخ انور کو گوشہ چادر سے چھپانے لگی دل عاشق کو آتش انکار
سے جلانے لگی احمر نوجوان نے سینے پر ہاتھ ڈالا اچھی طرح اثمار نخل قد محبوب دیکھا بھالا ملکہ دردندان کا ہر چند سینہ
مسلتا تھا مگر احمر نوجوان بمنت چاہتا تھا کہ در مدعا ہاتھ آئے دل مضطر پہلو مین تسکین پائے مگر ملکہ دردندان کسی طرح نہ مانتی
تھی کیونکہ نادان نہ تھی سب جانتی تھی آخر احمر نوجوان بزور قبضے مین لایا اور بخوبی تمام وصل سے لطف پایا ملکہ دردندان
اس صدمہ سے بیہوش ہو گئی اُسوقت احمر نوجوان گھبرایا جلدی سے عطر عنبر سنگھایا ملکہ کو ہوش مین لایا ملکہ دردندان نے
ہوش مین آکر اپنے تئین عجیب حال خراب مین پایا گیسوے مشکین موے عنبرین پریشان گل رخسار بوسون کی کثرت سے
مثل گل نیلوفر عقیق لب بوسون کی افراط سے بصورت نیلم بیجد دیکھنے اس حال خراب کے ملکہ دردندان کو نہایت محجوبی اور
شرمندگی ہوئی عرق انفعال مین تر ہو گئی آخر لباس کی درستی کی بظاہر مکدر ہوئی لیکن باطن مین لذت وصل عاشق سے
آگاہ ہوئی پھر احمر نوجوان نے پہلوے ملکہ دردندان مین بخیال خواب استراحت کی یہ کیفیت وصل عاشق و معشوق و طالب
و مطلوب جو شمع پروانہ نے دیکھی ضبط نہو سکا آخر سوز رشک سے شمع گھل گھل کر گل ہو گئی اور پروانہ آتش حسد سے
جل کر خاک ہو گیا مشہور ہے کہ شب وصل جلد گذر جاتی ہے ابھی یہ عاشق و معشوق اچھی طرح سونے بھی نہ تھے کہ صبح ہو گئی
موذن نے آواز تکبیر بلند کی مرغان سحر زمزمہ سرائی کرنے لگے اپنی زبان مین حمد خدا کرنے لگے طاعت گذار واسطے نماز کے بستر
خواب سے اٹھے احمر نوجوان بھی صداے تکبیر سنکے بستر خواب سے اٹھا اور جلد غسل کرکے نماز بخشوع و خشوع ادا کی سجدہ شکر

پروردگار بجالایا بعدہ خدمت فیضدرجت صاحب قران اکبر مین حاضر ہوا بعد اداے تسلیم پایۂ تخت کو بوسہ دیا دعاے
ترقی دولت و اقبال زبان پر لایا۔ صاحب قران اکبر نے ہنسکر حال شب پوچھا احمر نوجوان نے حجاب سے سر جھکایا۔
صاحب قران اکبر نے عقل سے دریافت کیا کہ بیشک مرحلۂ زفاف اسنے سر کیا اُسی وقت خلعت فاخرہ احمر نوجوان کو اور
پوشاک اور زیور جواہر نگار ملکہ در دندان کے واسطے مرحمت فرمایا احمر نوجوان بار دگر تسلیم بجالایا بعد دینے خلعت وغیرہ کے احمر
نوجوان کو صاحب قران اکبر نے ادریس نوجوان اور رانی چندر مان کے عقد کی فکر کی یہ نازنین بعد اسلام قبول کرنے کے
قمر کے خطاب سے نامزد ہوئی اور ادریس نوجوان بوجہ اسکے کہ ساکنان حصار طلسم سے نہین تھا زمرۂ رفقاے صاحبقران اکبر
داخل کیا گیا ہے لہذا اسی وجہ سے بموجب تجویز حکم عالی قدر ادریس کا عقد بھی زمرۂ رفقاے صاحبقران اکبر مین مقرر ہوا تھا یعنی
صاحب قران اکبر نے ادریس نوجوان کا عقد قمر کے ساتھ ساعت سعید مین بآئین شائستہ کر دیا اور اسی طرح اسد بن
بہرام کا عقد بھی جو خاندان کاوۂ آہنگر سے تھا گلگونہ پری بنت حشمت شاہ سے تجویز ہوا اور ساعت ہمایون مین صاحبقران
اکبر اسد بن بہرام کو دولہ بنا کر حسب معمول بڑے سامان اور تزک سے جانب خانۂ عروس لے گئے اور بآئین شائستہ ساعت
نیک مین اسد بن بہرام کو گلگونہ پری سے منعقد کر دیا یہ عاشق و معشوق طالب و مطلوب بھی باہم گر وصل سے کامیاب اور
بہرہ یاب ہوے اور اپنی خواہش قلبی اور مراد دلی کو پہونچے مخفی نہ رہے کہ یہ جملہ بھی عرض کرنا ضرور تھا کیونکہ بوجہ درازی مدت
کے ناظرین افسانۂ رنگین کو سہو و محو ہو گیا ہوگا وہ جملہ یہ ہے کہ درمیان سیر عجائبات حکیم ارسطو مین شمشیر ہفت جوہر جو تحفۂ طلسم تھی
اسی مقام مین صاحب قران اکبر کو دستیاب ہوئی تھی اور وہ تلوار نادر روزگار ہمدم ذو الفقار برق کردار ملکہ جسان
یعنے گلگونہ پری بنت حشمت شاہ نے صاحب قران اکبر کو دی تھی اور اب تک وہ شمشیر آبدار صاحب قران نامدار کے پاس
مستعار اور امانت تھی لیکن اب حشمت شاہ پدر گلگونہ پری نے برضا و رغبت اور بخوشی خاطر صاحب قران اکبر کو وہی تلوار
نذر گذرانی ہے یہ جملہ معترضہ اسواسطے اس سامعہ خراش سے بار دگر تحریر کیا کہ سخنوران عالی طبع و نکتہ سنجان والا مقام کو یاد
آجاے آمدیم برسر مطلب جب صاحب قران والا شان نے اسد نوجوان کے عقد سے فراغت پائی بلا تامل و تاخیر برج حوت
مین تشریف لے گئے جو سعیدہ قمر طلعت دُری مشتری طلعت کا مسکن ہے وہان جاکر دُری مشتری طلعت کو سعیدہ
قمر طلعت سے منعقد کرکے ہم آغوش کیا اور شہاب نوجوان کو سوسن جان بخش کے وصل سے کامیاب فرمایا اور شاہزادہ
ضرغام شیر دل کا نرگس شہلا سے عقد بڑے تکلف سے کر دیا اور شاہزادہ عالی سلطان کو عرفانہ خاتون سے منعقد کیا
غرض یہ جملہ طالب و مطلوب محب و محبوب عاشق و معشوق اپنے اپنے مرادہاے دلی پر بخوبی تمام پہونچے راوی خیال بند
بخدمت ناظرین افسانہ عرض کرتا ہے کہ اگر ہر ایک رفیق صاحب قران اکبر کے عقد و نکاح کی کیفیت اور تکلف بالتفصیل
عرض کرے البتہ طول بیجا ہوگا لہذا بطور اجمال بیان کیا جاتا ہے یعنے صاحب قران اکبر اول برج حوت مین مثل مہر
[illegible] شوہر گوہر آمود سے عبارت ہے اور ملکہ سعیدہ قمر طلعت بعد اپنے پدر عالی مقدار کے بالاستقلال بہار کی

حاکم اور حکمران ہو صاحب قران اکبر نے سعیدہ قمر طلعت کو جو حکیم ابو المحاسن کی فرزند خواندہ ہے دُرّی مشتری طلعت
کے ساتھ بڑی شوکت شاہانہ اور تجمل خسروانہ سے ساعت سعید میں منعقد کیا حکیم ابو المحاسن کہ حکماے حاذق سے
ہے شہر کو ہرا ویز کو شہر سہم السعادت تک مثل گوہر آبدار ایسا صاف و پاک کیا کہ دریا میں موتی کی آبرو نہ رہی اور اسباب
آرائش و روشنی چراغان سے ایسا آئین بند کیا تھا کہ فلک پر ضیاے مشعل ماہ و روشنی چراغہاے انجم آگے اس
روشنی کے مثل چشم نابینا سے کور تھی غرضکہ بعد عقد و نکاح صاحب قران اکبر شہر سہم السعادت میں بخدم و حشم
و تجمل تمام تر تشریف لائے چونکہ اس صحرا ے ہند میں ایک سبزہ زار ہی جاے معقول صید و شکار کی مرغان ہوا کثر
سے ہیں چوپاے کہ مانند ہرن اور نیل گاے وغیرہ بکثرت ہیں صاحب قران اکبر نے چند روز کے واسطے قیام کیا ہر روز
صاحب قران اکبر ہمراہی امراے خاص مع جملہ سامان صید و شکار صحرا ے سبزہ زار میں تشریف لیجاتے تھے اور
جو آہو نظر آجاتا تھا صاحب قران اکبر بغیر شکار کیے جانے نہ دیتے تھے اسی طرح امراے والا مقام بھی جس غزال کو
تاک لیتے تھے بغیر شکار کیے نہ رہتے تھے ہر چند غزال ہجوم مردم صحرا میں دیکھکر چاہتے تھے کہ نکل جائیں صیاد سے اپنی
جان بچائیں مگر زیر ران گھوڑے ایسے صبا رفتار اور تیز تھے کہ غزال بھاگ کر جا نسکتے تھے اور ہدف تیر صاحب قران وغیرہ
ہوتے تھے اکثر غزال صاحب قران فرخندہ فال نے زندہ اسیر اور دستگیر کیے یہ کیفیت شکار غزال دیکھکر طائران حلال
کے ہوش اُڑے جاتے تھے باز تیز پرواز بعض جانور کا شکار کرتا تھا اور جرہ کسی طائر کا شکار کرتا تھا غرض اسی طرح چند روز
تک صاحب قران اکبر نے اس صحرا ے پر بہار میں شکار کھیلا اور نہایت عیش و عشرت اور جلسہ طرب کے ساتھ
شب و روز بسر کیے ملکہ ناطقہ روشن بیان بھی اس جشن عقد میں تشریف لائی تھیں کیونکہ یہ سرحد بھی اُسی ملکہ عالم کے
قلمرو میں شامل ہے غرضکہ ملکہ ناطقہ نے زر و جواہر بیحد و بیشمار گران بہا اور خلعت و لباس فاخرہ سعیدہ کو مرحمت فرمایا
اسی طرح شہاب نوجوان اور ضرغام شیر دل و عالی سلطان و جمیل بن عرفان کا عقد کوہ مراد کے عنقریب واقع ہوا کیونکہ یہ سب
مقامات قریب قریب واقع ہوے تھے غرضکہ ہر ایک کی کتخدائی بخیر و خوبی انجام کو پہونچی یعنی تزئین و تزک و آرائش
و تجمل ہر جگہہ پر ساتھ تکلف اور زینت تمام تر کے ہوئی تھی جب دم صاحب قران اکبر نے جمیع ساکنان عجائبات کو انکے
مقاصد دلی اور مراد قلبی سے کامیاب اور بہرہ یاب کر دیا شکر خدا کیا اور پھر بخدم و حشم اور بدولت و اقبال مع جملہ
امراے نیک خصال و رفیقان ذیوقار و سلاطین نامدار باغ قصر النیرین میں تشریف لائے اور خدمت اکسیر خاصیت
حکماے والا منزلت عالی مرتبت سے شرف اندوز ہوے وہ سب نوشاہ جنکا کہ عقد و نکاح فی الحال ہوا ہے اور اس
پریشان گفتار نے ذکر انکا بیان کیا ہے ہمراہ رکاب سعادت انتساب صاحب قران اکبر ہیں یعنی خدمت فیضدرجت
مولاے قدر شناس آقاے نامدار صاحب قران ذیوقار میں حاضر ہیں ان سب نے بھی شرف پابوسی حکماے
عالی وقار حاصل کیا خصوصاً حکیم قسطاس الحکمت کا شکریہ ادا کیا صاحب قران اکبر نے حکیم قسطاس الحکمت سے

بہ ادب دریافت کیا کہ جناب حکمت مآب میں آپکے مقامات طلسم کی سیر کرکے نہایت متحیر ہوا ہوں کیونکہ جو ایوان و قصر بلند و دیگر عجائب و غرائب وقت سیر میری نظر سے گذرے تھے اسوقت وہ اکثر مقامات معلوم نہیں ہوتے ہیں اور بعض مقام و قصر جو اسوقت نہایت وسیع اور رفیع مجھکو دکھلائی دیتے تھے اسوقت وہی سب مقام و قصر وغیرہ بالکل کوتاہ اور مختصر نظر آتے ہیں اسکا کیا باعث ہی جلد فرمایئے دیر نہ لگایئے حکیم صاحب نے مسکراکر فرمایا کہ ای فرزند عالی منزلت اصل حقیقت اسکی یہ ہی کہ اکثر قصور رفیع و مکانات وسیع و نشیب و کوہ و باغ پر بہار وغیرہ آثار طلسمی سے ہیں تمکو معلوم ہوتے تھے اور سیار طلسم کے دیدۂ تماشا بین میں بانواع و اقسام و ترکیب و اوضاع سے جلوہ گر ہوتے تھے جسطرح کہ تمنے وقت سیر اُن مقامات اور مکانات وغیرہ کو دیکھا اسوقت اثر طلسم کا سبب اور باعث تھا جو تمکو اس خوبی اور تکلف سے نظر آئے پس جب تم اُن مقامات کی سیر و تماشا سے فارغ ہوئے گویا اُن مقامات کے طلسم کا بطلان ہوگیا وہ رونق اور کیفیت عجیب و غریب اور وہ تازگی باغ پر بہار اور وہ وسعت صحرائے سبزہ زار اور وہ رفعت مکانات اور وہ بہار کوہسار وغیرہ طلسمی بھی نہ رہی اور ہر ایک شی طلسمی کا زمانہ آخر ہوا اسی طرح جو شہر وغیرہ کہ درحقیقت اصلی اور واقعی تھے وہ سب بحالت اصلی قائم رہے انکو تغیر کسی طرح کا نہوا اور یہ جو حصار طلسم تا ایندم موجود ہی اور نظر آتا ہی یوں نہیں ہمیشہ برقرار رہیگا یعنے مثل طلسم مصر الحجر کہ وہ محض تماشاگاہ تھا پس اسی طرح یہ حصار طلسم بھی مدت مدید اور عرصہ بعید تک یونہیں قائم رہیگا اور اسے فرزند ذیشان بظاہر دریافت ہوتا ہی کہ اب عمر طلسم بہت کم اور قلیل باقی رہی ہی زمانہ قلیل میں کیا عجب کہ یہ طلسم اور حصار بالکل معدوم او مفقود ہوجاے کیونکہ حقتعالے نے اس خاکسار ذرہ بیمقدار کو کسی مصلحت سے کوئی اولاد عطا نہیں فرمائی انسان کی کیا مجال کہ مشیت خالق کون و مکان سے آگاہی حاصل کرے بڑے بڑے دانائے روزگار اور خاصان کردگار کو مصلحت پروردگار میں دخل نہیں ہوا پروردگار اپنے بندوں کے واسطے جو مناسب جانتا ہی وہی کرتا ہی کیونکہ پدر و مادر سے زیادہ تر شفیق اور مہربان ہی اور کوئی فعل اُسکا برا نہیں ہی جو گذر گیا اُس سے ماہر ہے اور جو زمانہ آنے والا ہی اُسکے حالات سے بخوبی واقف ہی اپنے بندوں کا راز دل اُسپر ہویدا اور آشکار ہے کوئی بات اُس سے مخفی اور پوشیدہ نہیں اسی وجہ سے اُسکو عالم الغیب کہتے ہیں پس مجھکو بھی جو فرزند عطا نہ فرمایا اسمیں کوئی مصلحت نیک ہوگی اگر فرزند عطا کرتا ساتھ لقب قطاس کے نامزد ہوتا اور بعد میرے میرا جانشین ہوتا اور طلسم بھی قائم رہتا چنانچہ زمانہ حکیم ارسطو سے چھ پشت کی نوبت پہونچی ہی اور سب عہدہ داروغگی طلسم عجائبات سے سرفراز و ممتاز ہوے ہیں اور لقب قطاس سے شرف یاب ہوتے آئے ہیں اور یہ عہدہ ذلیل ساتویں پشت ہی اور یہ عہدہ داروغگی عجائبات طلسم منسوب ہی اور اس عاجز کو قطاس ہفتم داروغہ طلسم سب مشہور کرتے ہیں افسوس ہزار افسوس کہ یہ عبد ذلیل ضعیف ہوا شباب رخصت ہوا زمانہ مرگ قریب آیا لیکن اب تک درد عاقبت یا بالعین اولاد سے محروم رہا اسی وجہ سے ثابت ہوتا ہی کہ عمر طلسم بھی چند سے باقی ہی کیونکہ یہ علامت فنائے طلسم عجائبات کی دلیل قوی ہی کہ نسل حکیم ارسطو سے کوئی نہوا اور جب خاندان حکیم ارسطو سے کوئی باقی نہ رہا تو داروغگی عجائبات طلسم سے کوئی شرف اندوز

نہوگا اور جب داروغہ عجائبات طلسم نہو ابقاے عجائبات طلسم غیر ممکن اور علاوہ اسکے یہ قاعدہ کلیہ ہو کہ تماشاگاہ
خاص ایک شخص زید یا بکر کی ذات سے نامزد ہوتا ہو جب وہ سیار طلسم سیر و تماشاے عجیب و غریب طلسم سے فراغت
پاتا ہو اُسی دم عمر طلسم بھی تمام ہو جاتی ہے لیکن اکثر مقام جو اصلی ہین وہ چند روزہ باقی رہتے ہین جسطرح کہ قبتہ المثال کہ
نمونۂ کائنات ہو تمنے اس طلسم عجائبات کی کیا سیر کی گویا تمام و کمال کائنات خدا کا مشاہدہ کیا ہان یہ مقام مذکور ایک مدت
تک باقی رہیگا مگر حال اسکی بقا اور فنا کا بخوبی حکیم مطلق جانتا ہو اور اُسی پر کیفیت ثبات و غیر ثبات کی تمام و کمال ظاہر
ہو مگر یہ ضرور ہو کہ ہر ایک شی کو ایک روز فنا ہو سواے خدا کے کہ اُسکو بقا ہو ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہیگا پس اے فرزند
ارجمند خیال کرو کہ جسطرح شجر و حجر برگ و بار دشت و کوہسار مرغ و ماہی زمین و آسمان جن و انسان خار و گل شمس و قمر آتش و آب
برق و سحاب وغیرہ کو فنا ہو اسی طرح ایک روز یہ مکانات عجائبات کو بھی حادث ہونا ضرور ہو صاحب قران اکبر نے
یہ سُنکے کہا اے برگزیدہ خالق کون و مکان واے بندۂ خاص معبود انس و جان اب یہ بھی ارشاد فرمایئے کہ طلسم سحر العجائب
کی کیا صورت ہوئی حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا اے شاہزادۂ عالی وقار اصل حقیقت اسکی یہ ہو کہ جب صاحبقران
اعظم یعنی شاہزادہ خورشید تاج بخش اس طلسم عالی بنیاد کی سیر سے فارغ ہوے چالیس برس تک طلسم سحر العجائب
بدستور قائم رہا مگر جس وقت حکیم اقریطوس الٰہی داروغۂ طلسم نے اس سراے فانی سے جانب عالم جاودانی کے کوچ کیا وہ
طلسم خود بخود معدوم اور مفقود ہو گیا یہ تقریر حکیم قسطاس الحکمت صاحبقران عالی منزلت سُنکے گویا ہوے کہ اے
صدق گفتار و واقف اسرار آپ کی تقریر سے صاف ثابت ہوا کہ طلسم کی عمر داروغۂ طلسم کی عمر سے وابستہ ہوتی ہے یعنی
جب داروغۂ طلسم انتقال کرتا ہو بنیاد طلسم بھی نظر سے غائب ہو جاتی ہے حکیم صاحب نے فرمایا بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہو
اور حال باطن سے علام الغیوب واقف و ماہر ہے صاحب قران اکبر نے پوچھا یا حضرت اب یہ ارشاد کیجئے کہ بعد فنا
طلسم ساکنان طلسم کا کیا حال ہوتا ہو کس صورت سے بسر اوقات کرتے ہین اور کہان رہتے ہین حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا
اے شاہزادۂ کامگار ساکنان طلسم سے اکثر مراد اُن اشخاص سے ہو جو بضرورت و مصلحت خاص مقام طلسم مین آباد کیے
جاتے ہین اور وہ لوگ اصلی ہین بعد فناے طلسم وہ سب اپنی حالت اصلی پر رہتے ہین کسی طرح کا اُنکو تغیر نہین ہوتا ہو
اور جبتک قضا نہین آتی وہ لوگ نہین مرتے ہین اور موافق اپنی تقدیر کے بسر اوقات کرتے ہین اور اکثر انمین سے مقامات
مختلف مین چلے جاتے ہین اور کسب معیشت کرکے حیات مستعار بسر کرتے ہین چونکہ بعد دور ہونے اثر طلسم کے وسعت
ممالک قلیل رہجاتی ہے اسی وجہ سے انھین ساکنان طلسم سے کوئی شخص زبردست اور اولوالعزم سلاطین طلسم سے
تمام ممالک پر قابض و متصرف و حکمران ہو جاتا ہو اور مردمان ادنےٰ اُسکے مطیع اور فرمانبردار ہو جاتے ہین یعنی وہ لوگ اُسکی
رعایا ہو جاتے ہین اور اُسکو اپنا بادشاہ جانتے ہین اور بعض ساکنان طلسم سے وجود خارجیہ رکھتے ہین جو محض آثار طلسمی سے
مثل حشرات الارض پیدا ہوتے ہین اُنکا وجود بقاے طلسم تک ہوتا ہو جسوقت آثار طلسم معدوم اور برطرف ہو جاتے ہین

نام و نشان تک انکا باقی نہیں رہتا القصہ جب یہ اسرار طلسم کما حقہٗ صاحب قران اکبر نے حکیم قسطاس الحکمت سے سنے اور بخوبی آگاہی ہوگئی اُس وقت حکیم صاحب موصوف سے صاحب قران اکبر نے پوچھا ای مخزن اسرار معرفت و ای معدن فنون حکمت اب از راہ شفقت یہ فرمایئے کہ فی الحال کس عاشق کے عقد و نکاح کا سر انجام کیا جاے جملہ عاشقان شہر کربی و جمیع سکنا حصار کو علی قدر مراتب عقد و نکاح سے کامیاب ہو کر مرادِ دلی کو پہونچے اب فقط میرے رفیق باقی ہین حکیم صاحب نے ارشاد فرمایا

ای شاہزادۂ عالی وقار اپنی تو آرزوے دل یہ ہی کہ تمھارے جشن عقد کا سامان ہو تاکہ نازنینان طلسم یعنی ملکہ نوبہار و ملکہ ناطقہ روشن بیان دختر سلطان روح الملک وغیرہ تمھاری سلک زوجیت مین شامل ہون اگر تمھاری خوشی یہ ہی کہ پہلے جمیع رفقاے عالی منزلت اور امراے ذی مرتبت کا عقد و نکاح نازنینان طلسم کے ساتھ ہو کیونکہ ایک دوسرے سے شیفتہ اور فریفتہ ہین اور تاب صبر اور طاقت جدائی نہین رکھتے ہین او مثل ماہی بے آب اُن نازنینان طلسم کی مفارقت مین تڑپتے ہین خیر بہتر ہے پہلے رفقاے ذیوقار کے عقد سے فرصت حاصل کرو اور علی قدر مراتب ان سب کو وصل معشوقان طلسمی سے کامیاب کرو تاکہ یہ سب تمھاری ذات والاصفات کی بدولت اپنے مدعاے دلی کو پہونچین اور باقی عمر بعیش و عشرت بسر کرین اور نازنینان طلسم بھی وصل عشاق سے شادکام ہون کسواسطے کہ ان نازنینان طلسم مالک یعنی ملکہ مصورہ بانو محبوبہ امیر جلال الدین کا مقام اور امیرزادہ سیف الدین و امیر خلیل کی محبوبہ کے ممالک طلسم اجرام اور اجسام کے بائین باغ شمار کیے جاتے ہین یعنی ممالک کے چار جانب حصار در حصار طلسم محیط ہین اس نظر سے اول امیر جلال الدین کو مصورہ بانو کے عقد سے شادکام کرو بعدہ امیرزادہ سیف الدین کو بعد ازین اکبر سلطان اور امیر خلیل کو درجہ بدرجہ متعقد کرو اور بعد فرصت عقد و نکاح امراے مذکور کے امیر مجاہد الدین کو ملکہ سعادت افروز بنت نور الزمان شاہ سے منعقد کرو بعد اسکے جسوقت امیر مجاہد الدین کے عقد سے فراغت ہو اُس وقت عاشقان حصار طلسم جو طلسم فلک

کرسی سے تعلق رکھتے ہین انکو بھی مراد دلی کو پہونچا دو یعنی عقد انکا انکے مطلوب سے کردو بعدہ فلک نہم کے متعلق بھی
دو عاشق خستہ حال سراپا رنج و ملال ہین یعنے ایک رافع بن رافع ملکہ رافعہ بانو کا شیفتہ ہو اور دوسرا بدر عالم منجم
خوشنوا زہری کا فریفتہ یہ دونون طالب ناکام مدت مدید اور زمانہ بعید سے تشنہ آب وصال محبوب اور مشتاق دیدار
جمال مطلوب ہین واسطے ان دونون کے بھی گوہر مراد کی جستجو کرنا اور جلد بعنوان شایستہ باہم عاشق و معشوق طالب
و مطلوب کا عقد کر دینا اگر دیر ہوگی عجب نہین ہے کہ ان دونون محروم الوصال کا انتقال ہو جائیگا اور بعد انتقال ان
عاشقون کے انکے معشوقون کو بھی جینا محال ہو جائیگا لیکن اے شاہزادہ ذیقدر اس ترتیب عقد مین جو بیان کیے
گئے اتنا فرق ضرور کرنا کہ بعد عقد نکاح امیر مجاہد الدین تم اپنا عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان سے کرنا کہ ترتیب حسن
بخوبی ہو جائے اے شاہزادہ عالیقدر اسوقت عجب طرح کا رنج اور صدمہ جانکاہ مجھکو اس گفتگو سے علیشیر عشرت
مین ہوا مفصل کیا کہون جو رنج ہوا مگر مختصر یہ ہے کہ دل پہلو مین بیتاب ہو گیا مثل مرغ بسمل صدمہ سے تڑپنے لگا جگر آتش
غم سے جلنے لگا اشک آنکھون مین بھر آئے صاحب قران اکبر یہ تقریر حکیم قطاس الحکمت کی سن کے بہت گھبرا
بیتاب ہو کر پوچھا یہ تو فرمایئے کہ اسقدر رنج کا باعث کیا ہوا دل نازک جناب کا کس غم مین مبتلا ہوا دیدۂ حق بین کیون
اشک غم سے تر ہوے آثار حزن و ملال کیون چہرہ پر نور پر ظاہر ہوے براے خدا جلد بتایئے پوشیدہ نفرمایئے دل اسیر
بیتاب ہے بیقرار مثل سیماب ہے مرغ جان قفس تن مین پھڑکتا ہے شعلۂ آتش غم کا یون دل مین بھڑکتا ہے جان اس صدمہ
سے لب پر آئی ہے دل پر کثرت سے غم کی گھٹا چھائی ہے یہ کلمات صاحب قران اکبر حکیم قطاس الحکمت نامور استماع
فرما کر کہنے لگے اے فرزند ارجمند غم نکھاؤ آتش تردد سے اپنا دل نازک نہ جلاؤ سنو مجھکو یہ خیال آیا کہ اس جشن شادی
مین تمھارے والدین سلطان اسمعیل اور خاتون جہان ملکہ عالیہ خاقون شریک نہین ہین والدین کو اپنے فرزند کی شادی
کا نہایت اشتیاق ہوتا ہے ہمیشہ درگاہ خدا مین دست بدعا رہتے ہین کہ جلد صورت سعید فرزند ظہور مین آئے دل مضطر کو
تسکین ہو روح جسم مین آرام پائے گھر آباد ہو دل شاد ہو ارمان دلی بر آئین فرزند کو دولہا بنائین بیاہنے جائین بہو خوبرو بیاہ کر
لائین پھر خدا وہ دن دکھلائے کہ پوتا ہو نسل بڑھے اگر اس تمھارے جشن شادی مین سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ شریک
ہوتین کیسا دل انکا خوش ہوتا افسوس ہزار افسوس کہ والدین تمھارے اس تمھارے جشن عقد مین شریک نہین ہین
یہی خیال کر کے اے فرزند مجھکو ملال ہوا تھا اور کوئی امر نہ تھا خاطر جمع رکھو اور تردد نکرو اے شاہزادہ والا ہمت عالی منزلت
اب میری صلاح یہ ہے کہ ان خجستہ صفات کا یعنی تمھارے والدین کا تمھاری شادی مین شریک ہونا واجبات سے ہے جسطرح
ہو سکے انکو طلب فرمانا چاہیے صاحب قران اکبر نے جسوقت والدین کا نام سنا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور زار زار مثل
ابر نو بہار رونا شروع کیا اشکون سے رومال تر کیا دل کو قدیمی حال والدین کا شوق ہوا بغیر والدین جشن عقد بالتر از بزم غم خیال کیا
آخر کار کثرت گریہ و بکا سے صاحب قران اکبر کا عجب حال ہوا قریب تھا کہ خیال پدر و مادر مین کثرت گریہ سے مرغ روح قفس

تن سے پرواز کر جاے یہ حال تردد مآل حکیم قسطاس الحکمت نے ملاحظہ کرکے صاحبقران اکبر کو تسلی دی اور رومال سے
بشفقت اشک پاک کیے اسوقت صاحبقران اکبر نے خدمت حکیم قسطاس الحکمت مین عرض کیا کہ اسوقت حضرت نے جو ذکر
والدین کیا کیا عرض کرون جو دل کو صدمہ ہوا مگر مجبور ہون کیا کرون کسطرح انکی زیارت سے شرف اندوز ہون اور کیونکر ملازمت
والدین سے سعادت دارین حاصل کرون کسطرح اپنی آنکھون کو پاے جناب والد ماجد پر ملون اور کیونکر یہ سر نعلین پاے
جناب والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ پر نثار کرون اب تاب جدائی نہین ہی اور طاقت صبر و شکیبائی نہین ہے دل یہی چاہتا ہی کہ کسی طرح
خدمت والدین مین جاؤن یا کوئی صورت ایسی ہو کہ انھین کو بلاؤن مگر میری عقل مین کوئی تدبیر معقول نہین آتی اگر انکے بلانے
کا قصد کرتا ہون تو دوری مسافت اسقدر ہی کہ میری ہمت پست ہوئی جاتی ہے خیال کرتا ہون کہ اتنی دوری راہ اور مقامات
دشوار گذار سے کیونکر یہانتک مع الخیر اور بصحت و عافیت تشریف لا سکتے ہین اور جمال مبارک اپنا حقیر کو دکھا سکتے ہین
کیونکہ بعد المشرقین ہے اس سفر دور و دراز کے واسطے عجب نہین کہ عمر نوح بھی اکتفا نہ کرے اور عمر خضر بھی اگر کسی کو ممکن ہو
تو ان منازل سخت اور مقامات صعب اور دشوار گذار کو طے نہ کرسکے پیک خیال وہان سے یہانتک آ نہین سکتا اور مرغ
وہم تیز پرواز بھی یہان سے وہان تک جا نہین سکتا اور تصور اس راہ مین قدم اٹھا نہین سکتا اور مین بھی خدمت والدین
مین کسی طرح جا نہین سکتا کیونکہ یہ قید سخت ایسی ہی کہ عقد میرا اسی سرزمین پر ہو اور کسی شہر اور بلاد مین نہو ورنہ جسطرح ہوسکتا مین
خدمت والدین مین جاتا اور انھین کے روبرو صورت عقد ظہور مین آتی دل انکا شاد ہوتا تمنا سے دلی برآتی اور مین بھی انکی
قدمبوسی سے سعادت دارین حاصل کرتا اقربا سے ملتا لیکن مجبور و لاچار ہون افسوس کوئی تدبیر بن نہین پڑتی اور صورت
عروس تمنا نظر نہین آتی یقین ہے کہ جلد اس زخم تیر دلدوز الم اور جراحت شمشیر جانستان غم سے ہلاک ہو جاؤنگا اور عوض وصل
معشوق عروس اجل سے ہم آغوش ہونگا یہ کہکر صاحبقران اکبر زار زار مثل ابر نوبہار پھر رونے لگے دامن اور آستین کو
آنسوؤن سے بھگونے لگے اور کہنے لگے کہ اگر یہی مشیت ایزدی مین جاری ہوچکا ہی کہ مین یہان اشتیاق قدمبوسی والدین مین
روتے روتے ہلاک ہون اور وہ وہان میرے غم مفارقت مین پریشان حال ہون اسکی کیا تدبیر ہوسکتی ہے اور کون ایسا ہی کہ مصلحت
خدا مین دخل دے سکے اور علاوہ اسکے اگر ممالک مغرب قریب بھی ہوتے تو بھی میرے والد عالیوقار یہان تشریف نہ لاسکتے
کیونکہ پدر عالی قدر اکثر مقدمات طلسمات اور رسم و راہ پریزادان طلسم سے آگاہی اور واقفیت پہلے ہی سے رکھتے ہین اور
جمیع معاملات طلسم کو بالکل واہیات اور سراسر مہمل جانتے ہین کیونکہ اس طور کے ہزار در ہزار معاملات اور واقعات طلسم جام جم
مین میرے والد ذیشان نے خود ملاحظہ فرماے ہین اس سبب سے بخوبی واقف و ماہر ہین اور تمامی امورات طلسم کو بے اصل
تصور فرماتے ہین اکثر پدر عالیوقار فرماتے تھے کہ معاملات طلسم ایسے ہین جیسے کوئی شخص عالم خواب مین کوئی تماشا عجیب و
غریب دیکھتا ہو اور جب بیدار ہوتا ہو وہ سب سامان جو خواب مین دیکھے تھے انکا کچھ بھی اثر نہین پاتا ہو پس انکا تشریف لانا
اسوجہ سے بھی غیر ممکن ہی یہ تقریر صاحبقران اکبر حکیم قسطاس نامور نے سنکے اول تو کلمات تسلی و تشفی فرماکے بعد ازان

ارشاد کیا کہ ای شاہزادۂ ذی مرتبت فی الحقیقت جو تمنے بیان کیا درست اور بجا ہی لیکن شرط انصاف نہین ہی اور ہمارا
دل گوارا نہین کرتا کہ اس قیاس و گمان سے ہم تمھارے والد کو اس جشن عقد کی اطلاع نہ کرین اور نہ بلائین ای فرزند ارجمند
میرا تو یہی دل چاہتا ہی کہ سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون اس جشن عقد اور جلسہ عیش و عشرت مین موجود اور شریک ہون
اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس محفل نشاط اور بزم انبساط کو روشن اور منور فرمائین اور تمھاری عروسان مہر جمال و
ماہ تمثال کو ملاحظہ کرکے چشم و دل کو نور آگین فرمائین صاحب قران اکبر نے ضبط گریہ کرکے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ اگر
آپ کی رائے عالی مین یہی امر مناسب اور بہتر ہے اور کوئی تدبیر معقول اُنکے طلب کرنے کے باب مین آپ کر سکتے ہین
تو بسم اللہ جلد میرے والدین کو طلب فرمائیے اب دیر نہ لگائیے دل مضطر میرا مثل ماہی بے آب کے شوق قدمبوسی مین
طپان ہی حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا ہان مین اس معاملہ مین ایک تدبیر معقول کر سکتا ہون تم ایک عریضہ اپنے
والدین کے واسطے تحریر کرو اور مین بھی ایک رقعہ لکھتا ہون میری رائے یہ ہی کہ اس خدمت عرضی رسانی پر ابو الحسن
جوہر کو مامور کرو کہ وہ نہایت مرد معقول اور صاحب لیاقت ہی اور ہوشیار اور دانائے روزگار ہی بخوبی اس کام کو ساتھ لطف
کے بجا لائیگا اور راستے مین صاحب موصوف آگاہ ہو کہ جملہ امورات و مقدمات جشن شادی مین اس جشن عالی کا زیب
کرنا لازم ہی اس وجہ سے کہ تمام نظم و نسق اس جشن ہمایون کا صاحب قران اعظم نے بذات خاص تجویز فرمایا ہی لہذا انکی
تجویز کے موافق عمل درآمد ہونا چاہیے

اب راوی سلسلہ بند داستانہاے رنگین و عشرت خیز صاحب قران اکبر کو عیش و عشرت مین
سرگرم و مشورہ رکھتا ہی اور جانا ابو الحسن جوہر کا ملک مغرب و سلطان اسمعیل عالی وقار کی
خدمت مین اور ہمراہ لانا سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون والدین صاحب قران اکبر کا اور
شریک ہونا فرزند ارجمند کی شادی مین بیان کرتا ہے ٭

باغبان گلستان سخنوری و گلبندان بوستان معنی پروری اس داستان بہار و سمت آثار کو گلہاے رنگین کو یون بیان
سطور شادابی اور شگفتگی دیتے ہین کہ جب ارسطو ے زمان لقمان نشان افلاطون خصال جالینوس مثال جناب حکیم قسطاس الحکمت
کی یہ رائے ہوئی کہ سلطان اسمعیل و ملکہ عالیہ خاتون والدین صاحب قران اکبر اس جشن ہمایون مین تشریف لا کر رونق افزا
ہون اسیوقت حکیم صاحب موصوف نے ایک رقعہ اپنے دستخط خاص سے سلطان ذیجاہ فلک بارگاہ جم حشم فریدون
قدم یعنی سلطان اسمعیل پدر صاحب قران اکبر کو اپنی جانب سے اس مضمون کا مندرج کیا کہ بعد حمد و ثنا ے خالق
کون و مکان اس خاکسار ذرہ بیمقدار ذلیل و خوار عبد ذلیل کردگار حکیم قسطاس الحکمت کی جانب سے شہنشاہ عالیجا

گیتی پناہ سلطان اسمعیل کی راے بیضا ضیاے پر روشن و منکشف ہو کہ یہ حقیر و کمترین بعد تقدیم آداب و کورنش خدمت
خادمان آستان فلک رفعت حضور مین بصد ادب گذارش کرتا ہو اے شہنشاہ با توقیر گردون سریر جب روز سے کہ حضور پر نور
لامع النور کا فرزند ارجمند دلبند جگر پیوند عالی رفعت والا منزلت چراغ شبستان دولت وارث تاج سلطنت مالک تخت
جواہر آگین شاہزادہ معز الدین نصرت قرین قدم مبارک سے جدا ہو کر جانب جبل اعلے و قریہ فردوس آیا اور اس
شاہزادہ بے عدیل و نظیر کشور گیر نے لواے عزم گیتی ستانی کو بلند فرمایا کیا عرض کرون کہ اس نیر برج کامرانی و اختر
سپہر جہانبانی کی ذات والاصفات سے ایسے ایسے فتوحات و کارہاے جانستانی ظہور مین آئے ہین کہ
تا قیامت اس طلسم جہان مین یادگار رہینگے اگرچہ کچھ کچھ حالات شہنشاہ کو ابوالحسن جوہر کی زبانی اور بالاجمال
تحریر عرضداشت شاہزادہ عالیوقار سے معلوم ہونگے اور وہ معاملات باعث انبساط اور سبب نشاط دل
سلطان والاشان ہونگے لیکن ع - شنیدہ کے بود مانند دیدہ الحمد للہ کہ یہ خاکسار سراپا انتظار مشتاق دیدار جمال
بمثال شہنشاہ گیتی ستان ہے اور امیدوار ہے کہ سلطان ذیجاہ عالم پناہ بھی اپنے نور نظر پارۂ جگر نصرت قرین شاہزادہ
معز الدین کی شان و شوکت ملاحظہ کر کے آنکھون کو نور دل کو سرور بخشین اسمہذا حضور پرنور کے سواری کے واسطے
دو تخت رواں مع چند پریزادان تیز بال برق مثال ارسال خدمت کرتی ہوں کہ حضور فیض گنجور تشریف شریف لائین اور
اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس سرزمین کو رشک بہشت عنبر سرشت فرمائین کیونکہ حشمت کی تقاضا شاہزادہ بلند اقبال
حضور کے تشریف لانے پر منحصر ہے فقط والسلام خیر الانجام الغرض حکیم قطاس الحکمت نے رقعہ مسطور مندرج
کیا اور دوسرا رقعہ لکھکر سربمہر کر کے ابوالحسن جوہر کو دیا اور ارشاد فرمایا ای فرزند ابوالحسن اگر شہنشاہ جلیل
سلطان اسمعیل اس رقعہ اول کو دیکھکر تشریف آوری سے انکار فرمائین تو اس وقت تم یہ رقعہ دوم پیش کر دینا
انشاء اللہ تعالی رقعہ ثانی کو دیکھکر یقین ہے کہ ضرور بالضرور راضی ہو جائینگے انکار تشریف آوری سے نفرمائینگے اسی طرح
صاحبقران اکبر نے ایک عریضہ مشحون بشوق قدمبوسی ارقام کیا اور کل مضمون عریضہ کو صرف اس رباعی پر اکتفا فرمایا - رباعی

دل قدمبوسی آرزو دارد | شوق دیدار مو بمو دارد
چاک دل در فراق حضرت شاہ | دمبدم خواہش رفو دارد

جب عریضہ تحریر ہو چکا ملفوف کیا اور حوالہ ابوالحسن جوہر کیا بعد اسکے دو تخت رواں نہایت ہی متکلف و جواہر نگار
کہ شاہان جہان نے کبھی دیکھے بھی نہونگے مع چالیس پریزادان قوی بازو تیز پرواز ملازمان ملکہ نوبہار سے ابوالحسن
جوہر کے ہمراہ فرمائے اور ابوالحسن جوہر کو ملک مغرب کی جانب روانہ کیا پریزادان تیز پرواز بمدت سہ روز مع جوہر
افریقہ مین داخل ہوے ابوالحسن جوہر نے پریزادان مذکور کو ایک کوہ پر شکوہ پر چھوڑا اور کہا کہ جب تک مین آؤن
یہان سے کہین نہ جانا یہ کہکر بلباس سرہنگی لیئے سادہ یراق و زنگولہاے عیاری اپنے تن پر آراستہ کر کے
بسرعت تمام شہر افریقہ مین آیا مردمان شہر ابوالحسن جوہر کو دیکھکر شور و غل کرنے لگے اور ایک دوسرے سے کہنے لگا

کہ مدت مدید اور زمانہ بعید کے بعد ابو الحسن جوہر عیار شاہزادۂ والا قدر آیا ہے نہیں معلوم شہزادہ کی کیا خبر لایا ہے ظاہر تو چہرہ پر آثار مسرت عیان ہیں اسوجہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شاہزادہ معز الدین خرم و شادان ہیں اگر کوئی شناسا ابو الحسن جوہر سے راہ میں دوچار ہوتا تھا اول نذر دیتا تھا اور بعد معانقہ اور مزاج پرسی کے شاہزادہ والاشان کی کیفیت دریافت کرتا تھا ابو الحسن جوہر خرم و خندان ہوکر اپنے دوست سے گلے ملتا تھا اور کہتا تھا کہ شاہزادہ والا قدر بفضل خالق کون و مکان مع الخیر ہیں یہ کہکر آگے بڑھتا تھا اور احباب سے ملاقات نہ ہو جو راہ میں ہوئی تھی وہ بھی مستفسر ہوتے تھے انسے بھی ابو الحسن جوہر خیر و عافیت شاہزادہ عالی منزلت کی خبر دیتا تھا جو شخص کہ خبر خیریت شاہزادہ معز الدین ابو الحسن جوہر سے سنتا تھا سجدۂ شکر خدا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ خدا نے یہ دن دکھایا کہ ابو الحسن جوہر عیار خبر خیریت شاہزادۂ والا قدر لایا غرض کوچہ و بازار میں ہر شخص کی زبان پر یہی ذکر جاری تھا کہ ابو الحسن جوہر عیار آیا ہے خبر خیریت شاہزادہ معز الدین لایا ہے چنانچہ رفتہ رفتہ یہ خبر فرحت اثر سلطان اسمعیل کے گوش زد ہوئی اور ملکہ عالیہ خاتون کے گوش ہمایون تک پہونچی کہ ابو الحسن جوہر عیار آیا ہے کچھ خبر شاہزادۂ معز الدین لایا ہے بمجرد سننے اس خبر مسرت اثر کے سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون فرط خوشی و انبساط سے مثل گل کے شگفتہ خاطر ہوئے اور اسی وقت ملکہ عالیہ نے ایک خواجہ سرا خاص کو روانہ کیا کہ جلد ابو الحسن جوہر کو لے آئے اور یہ بھی تاکید کی کہ راہ میں کہیں دیر نہ لگا سے پہلے در دولت پر آئے چنانچہ بشارت خواجہ سرا تلاش کرتا ہوا مردمان شہر سے دریافت کرتا ہوا کہ ابو الحسن جوہر کس جگہ اور کس مقام پر ہے وہاں پہونچا جہاں ابو الحسن جوہر تھا خواجہ سرا نے دیکھتے ہی ابو الحسن جوہر کو گلے سے لگایا مزاج پوچھا اور حکم ملکہ عالیہ خاتون سے آگاہ کیا اور اپنے ہمراہ محلسرا سے ملکہ آفاق میں لایا جسوقت ابو الحسن جوہر محلسرا سلطانی میں پہونچا دیکھا کہ سلطان ذیجاہ اور ملکہ خاتون عالیہ چشم براہ انتظار میں بیٹھے ہیں ابو الحسن جوہر اول بصد ادب آداب بجالایا اور بعد دعا و ثنا کے ایک لعل بے بہا جو طلسم سے دستیاب ہوا تھا اور رنگ اور سنگ میں بے مثل و بے نظیر تھا سلطان اسمعیل کی نذر کیا سلطان نے نذر قبول کر کے اور ابو الحسن جوہر کو کثرت خوشی اور شادمانی میں سینے سے لگا کر اور شانے کو بوسہ دے کر حال خیریت آل پوچھا ؎

شہنشاہ برجست و او را ستود	بہ تنگ اندر آغوش آورد زود	پس آنگہ بپرسید از رنج راہ	ولش پر سرور و زبان عذرخواہ
کہ ای از تو بازوی دولت قوی	ز راستی تو پشت رفاقت قوی	بہ خیر است بارے بگو حال او	کہ با خیر بادا مہ و سال او
ہم از خوبی لشکرش دہ خبر	کہ در قسمتش باد فتح و ظفر	چو مہتر ز شاہنشہ این لطف دید	شگفتہ چو گل جامہ در تن درید
چنین داد پاسخ کہ اے نامور	بود لشکرش با لطف نظر	شب و روز اندر دعای تو ہست	طلبگار خیر از برای تو ہست

پھر تو سلطان اسمعیل اپنے نور نظر لخت جگر کے درد فرقت میں ایسا روئے کہ ابر بہار خجل ہوا رونا حضرت ہی کا تھا تھین محل کو فراموش ہو گیا آنسو کی سیل دیدہ دریا بار سے رواں ہوئی مردم چشم غرق آب اشک ہو گئی ابو الحسن جوہر

نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالم پناہ گریہ نہ فرمائیے یہ وقت گریہ و بکا کا نہیں ہے ہنگام عیش و سرور ہے سجدۂ شکر
خدا کیجئے کہ خبر خیریت اثر حضور نے اپنے فرزند کی سنی سلطان اسمعیل یہ کلمات ابوالحسن جوہر استماع فرما کر گریہ و بکا سے
باز رہا مختصر یہ کہ ابوالحسن سلطان کی ملازمت سے فارغ ہو کر ملکہ عالم کا قدمبوس ہوا اور ایک جفت مروارید بیش قیمت
نہایت صاف اور آبدار تحفہ مطابق نادر روزگار ملکہ عالیہ خاتون کی نذر کیا ملکہ عالیہ نے بخوشی نذر قبول فرما کر فرط شفقت
اور کثرت محبت سے ابوالحسن جوہر کے سر پر دست شفقت پھیرا اور حال بھی پارۂ جگر نور نظر شاہزادہ معزالدین کا دریافت
کیا ابوالحسن نے عرض کیا اے ملکہ عالم شاہزادہ حضور کی دعا سے اچھے ہیں ملکہ عالیہ اور سلطان اسمعیل نے ابوالحسن
کو روبروے تخت ایک چوکی کرسی پر بیٹھنے کی اجازت دی کیونکہ ابوالحسن بھی بارگاہ شاہی میں ایک قسم کا اعزاز رکھتا ہے
علاوہ اسکے اسوقت خبر فرحت اثر شاہزادہ معزالدین ایک مدت مدید اور زمانۂ بعید کے بعد لایا ہے سوا اسکے چند در چند
حالات شاہزادہ دریافت کرنے ہیں غرضکہ ابوالحسن آداب و تسلیم بجا لاکر بیٹھا۔ مکرر سلطان اسمعیل اور ملکہ خاتون نے
اپنے فرزند کا حال پوچھا بعد بخوبی حال دریافت کرنے شاہزادہ کے سلطان اسمعیل نے قسم کھا کر فرمایا کہ اے ابوالحسن
جوہر غم جدائی شاہزادہ میں اپنی عجب کیفیت گذری ہے خدا ایسا رنج کسی اپنے بندے کو نہ دے جیسا رنج و صدمہ مجھکو بسبب
مفارقت شاہزادہ میں ہوا باوجود حکومت اور سلطنت کے اور انواع اقسام راحت کے دل کو ایک لحظہ قرار نہ آتا تھا
دن نالہ و بیقراری میں گذرتا تھا اور رات اشکباری و اختر شماری میں بسر ہوتی تھی غذا کی جانب توجہ نہ تھی کچھ
برائے نام غذا ہوتی تھی جو باعث حیات ہوئی۔ کئی مرتبہ غم فرقت فرزند میں ارادہ کیا کہ سلطنت سے دست بردار ہو کر
ایک گوشے میں بیٹھکر یاد الٰہی میں باقی حیات بسر کروں کیونکہ جو وارث تاج و تخت تھا وہ نظر سے غائب ہو گیا اور نہ انجام
اسکا کیا گذرا مگر وزرا اور امرا مانع ہوئے اور کسی طرح مجھکو تخت سے اترنے نہ دیا اے ابوالحسن تو نے یہ دیکھا کہ وہ رونق
سلطنت اور آبادی ملک جو قبل میں تھی یعنی جب شاہزادہ پیش نظر تھا اب نہیں ہے اور جس حال میں کہ تو اسوقت مجھکو
دیکھتا ہے یہ حال میرا پہلے نہ تھا غم فرقت معزالدین نے ضعیف کر دیا موے سر کے سفید ہو گئے اور بار الم سے کمر میں خم آگیا
ملکہ عالم یعنی مادر شاہزادہ معزالدین کا کیا حال بیان کیا جائے مجھ سے زیادہ انکو بھجر فرزند میں بیتابی اور بیقراری تھی
جب سے فرزند سے مفارقت ہوئی سوائے آج کے میں نے کبھی ملکہ عالم کو ہنستے نہیں دیکھا بجز رونے کے اگر چندے
اور خبر شاہزادہ معزالدین نہ آتی ملکہ عالم اور میں تاب جدائی شاہزادہ نہ لاکر دونوں ہلاک ہو جاتے منت الہی ہے کہ خدا
نے رحم کیا خبر شاہزادہ معزالدین آئی باعث تسکین دل و جان ہوئی آج مدت مدید اور زمانہ بعید کے بعد اے ابوالحسن جوہر
تجھکو کیا دیکھا گویا اپنے فرزند کو دیکھا قسم کھاتا ہوں خداوند عالم کی میں تجھکو دیکھکر ایسا شاد و خرم ہوا ہوں کہ تمام
رنج و الم جو باعث مفارقت میرے دل سے زائل ہو گئے اور خود بخود دل کو ایک طرح کی خوشی اور مسرت حاصل ہوئی اے
ابوالحسن جوہر اچھی طرح آمد فرزند دلبند کی بخیر و خیریت اثر سے میرے دل رنج کشیدہ داغ فرقت دیدہ کو شاد کر

ابوالحسن جوہر نے بعد ادائے دعا و ثنا کے عرض کیا ۔ نظم

چو بینی بر سر احوالات شاہی
بدر رو و دردمندان را بسرعت
تا آفاق شرف تابندہ ماہی
مراد اہل دل حاصل کنندہ
منور با ز جمال ایزد پاک
بدولت در جہان صاحبقرانی
نہنگ قلزم دریای جلالت
مجسم قدرت در مرکز خاک
بشوکت عالمی را کامرانی
پلنگ بیشۂ قدر و جلالت

آخر الامر ابوالحسن جوہر نے تمام و کمال معاملات و مقدمات جو آجتک ظہور میں آئے تھے مفصل عرض کیا اور اس درجہ شاہزادہ کی علوے ہمتی اور اولوالعزمی اور کشورستانی اور شجاعت اور بہادری کی توصیف و ثنا کی کہ سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون کثرت مسرت سے دونوں نے سجدۂ شکر خدا کیا اور بار دگر ابوالحسن جوہر کو بلطف تمام سینے سے لگایا اور پیشانی کے بوسے متواتر لیے اور ارشاد فرمایا ۔ نظم

مرحبا اے خجستہ پے فرخندہ قدم
ای تو تاج سر و سر کردۂ مردان تمام
بال افشانی تو در لطف منتظران
خوش خبر آوردہ کہ طالع گلستان تمام

جس وقت ابوالحسن جوہر نے جو و کل کیفیت سعید شاہزادہ معزالدین بیان کی شنیدہ و دیدہ واقعات اور مقدمات بیان کیا فلک بارگاہ نصرت قرین شاہزادہ معزالدین کو درمیان راہ میں جبل البطا اور قریۂ فردوس تک پہنچا آئے تھے موبمو بیان کیے اسوقت سلطان اسمعیل نے بمسرت تمام ارشاد فرمایا اے ابوالحسن باوجودیکہ ہمنے بھی ایک زمانہ میں ایک طلسم عالی بنیاد یعنی طلسم جام جم کی سیر کی ہے اور اس طلسم عالی منزلت کے طبقات کو درہم و برہم اور باطل کیا ہے لیکن شکر کرتا ہوں خدا کا کارساز بندہ نواز کا کہ ہمارے نور نظر لخت جگر کو خداوند عالم نے ایسا صاحب اقبال کیا کہ وہ اگرچہ بہت کم سن ہے لیکن ہمنے تو ایک ہی طلسم کی سیر کی اور اس فرزند ارجمند نے چند طلسم صاحب اقبال ہونے سے فتح کیے یعنی سے وہ طلسم عالی منزلت رفیع درجات یعنی طلسم سبع سیارہ و طلسم بیضا بقوت بازوے بہادر اقبال مفتوح کیے علاوہ اسکے طلسم اہرام و حمام جو عجائبات حکیم ارسطو سے تھے انکی بھی سیر کی اور اکثر اشیاے نادر و تحفہاے طلسمی کا مالک و مختار ہوا ہے جسطرح کہ خداوند عالم نے اسکی خیر خیریت اثر اور حالات فاتحی طلسمات سے خرم و شاد کیا اسی طرح اب جامع المتفرقین وہ دن دکھائے کہ اس نظر پارہ جگر کے دیدار سے ہماری آنکھیں روشن اور منور ہوں اور غم دوری دل سے دور ہو ابوالحسن جوہر نے دست بستہ عرض کیا کہ یہ خادم قدیم اسی واسطے حاضر خدمت ہوا ہے کہ شاہزادہ ذوالوقار کو شہنشاہ گیتی ستان کی قدمبوسی سے شرفیاب کر کے یعنی شہنشاہ عالیجاہ کو پردۂ قاف میں لیجائے اور جمال بیمثال شاہزادہ ذیشان دکھا کر دل حضور کو مسرور کرے علاوہ اسکے حضور چند روز پردۂ قاف کا تماشاے عجیب و غریب بھی ملاحظہ فرما کر لطف وافر اٹھائیں سواے اسکے بعض بعض امور اور بھی شہنشاہ کے باعث خوشی خاطر ہونگے الغرض بعد اس گفت و شنید کے ابوالحسن جوہر نے خط صاحبقران اکبر اور رقعہ حکیم قسطاس الحکمت خدمت شہنشاہ عالم پناہ میں پیش کیا سلطان اسمعیل نے جسدم اپنے فرزند دلبند کے عریضہ کو ملاحظہ

کیا۔ کثرت الفت اور محبت سے بوسہ دیا اور عریضہ مذکور کو آنکھوں سے لگایا اور لفافہ عریضہ چاک کر کے مضمون عریضہ سے
آگاہی حاصل کر کے نہایت ہی خرم و شاد ہوئے کیونکہ اُسی عریضہ میں چند سطریں رکاب بہار اور ملکہ شمسہ تاجدار کی جانب
سے بھی مندرج تھیں خوشی بالائے خوشی سلطان فلک جاہ کو حاصل ہوئی بعد ازاں رقعہ حکیم صاحب کہ جو سراسر اشتیاق
آمیز تھا ملاحظہ کیا اور حکیم صاحب کی عنایت بیحد کا شکر ادا کیا بعد اسکے سلطان اسمعیل نے دریائے فکر میں غوطہ
لگایا ہر چند جستجو بسیار کی لیکن در مدعا ہاتھ نہ آیا یعنی سلطان اسمعیل نے چند ساعت تک غور و تامل اپنے دل سے
مشورہ کیا اور انواع انواع کے خیالات اپنے جانے کے مقدمہ میں کیے مگر کوئی صورت جانے کی نظر نہ آئی آخر کار لاچار
ہو کر سلطان اسمعیل نے ابو المحسن جوہر سے ارشاد فرمایا کہ ہمنے اپنے جانے کے معاملہ میں بہت فکر کی مگر کسی طرح جانا
ہمارا ہو نہیں سکتا ہم مجبور ہیں کیونکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ہمکو تماشائے رقص و نغمہ پریزادان طلسم کا اشتیاق نہیں ہے
عنایات خدا سے ہمنے مدت مدید اور زمانہ بعید تک نازنینان پریزاد کا نغمہ سنا ہے اور رقص دیکھا ہے اور کثرت سے
تماشائے عجیب و غریب مقامات طلسم میں نظر سے گذرا ہے پس اب ہمکو اشتیاق دیکھنے رقص اور سننے نغمہ پریزادان
طلسم کا نہیں ہے لیکن شوق دیکھنے اپنے فرزند ارجمند معز الدین کا بہت ہے اور کمال اشتیاق حکیم قسطاس الحکمت کی
ملاقات کا بھی ہے مگر مجبور ہیں ہم چند امور ایسے مانع ہیں کہ ہم کسی طرح جا نہیں سکتے اور آرزو سے دل نکال نہیں سکتے
از انجملہ اپنی مملکت اور سلطنت کو کسی کے سپرد کر کے جائیں جو دشمن سخت سے بچائے فی الحال شورش حریف کے افواہ
موحش ہر روز ہمارے گوش زد ہوتے ہیں اور متواتر ہم سنتے ہیں کہ کافور اخشیدی عزم تسخیر ان ممالک کا رکھتا ہے
اور فوج بیحد اور لشکر بیشمار فراہم کر چکا ہے آمادہ جنگ و جدال ہے کیونکہ کافور اخشیدی کو ایک عداوت قلبی ہمسے ہے
اور باعث عداوت و دشمنی یہ ہے کہ کافور نابکار کا پسر جمشید خود پرست معرکہ جبل لیلے میں فرزند دلبند معز الدین کے
ہاتھ سے قتل ہوا ہے جبسے یہ خبر ملال اثر کافور اخشیدی نے سنی ہے دشمن جان ہو گیا ہے چاہتا ہے کہ ان ممالک پر اپنا
قبضہ کرے اور ہمکو قتل کرے اور اپنے پسر ملحد کے خون کا ہمسے انتقام لے لہذا ہمکو اندیشہ اور خوف ہے کہ اگر ہم بموجب
طلب حکیم صاحب پردہ قاف میں جائینگے اور یہ خبر کافور اخشیدی کو پہونچے گی کہ سلطان اسمعیل پردہ قاف میں اپنے
فرزند کے دیکھنے کو گئے ہیں جلد تمام ممالک پر قبضہ کر لیگا اے ابو المحسن تو بھی فضل خدا سے عقل و فہم رکھتا ہے خیال کر
کہ ایسے ہنگام میں کیونکر پردہ قاف میں جانا ہو سکتا ہے سنا ہے کہ اکثر جاسوس کافور اخشیدی کیجانب سے اس
سلطنت میں واسطے دریافت کرنے حالات کے آئے ہیں جسوقت جانا ہمارا طرف پردہ قاف کے ہوگا جاسوس مذکور
کافور کو اطلاع دینگے اور وہ نابکار آکر تمام ممالک کو تباہ اور برباد کریگا اور سہل الاصول تمام ممالک پر قابض و متصرف
ہو جائیگا پس بہر طور ہمارا جانا کسی طرح مناسب نہیں ہے لیکن ہم بخوشی خاطر اجازت دیتے ہیں کہ جناب حکیم صاحب
قبلہ جو بجائے ہمارے معز الدین کے مربی اور سرپرست ہیں اس جشن عقد اور بزم عروسی کو بخوبی تمام رونق دیں اور

اُس فرزند دلبند یعنی معز الدین کی کتخدائی کو مطابق ملت نبوی اور موافق رسم و آئین محمدی کے بخیر و خوبی انصرام فرمائیں
اور بعد فراغ جشن کتخدائی و دیگر امور و رسوم لاحقہ اُس نور نظر پارۂ جگر کو مع عروسان ہمارے پاس بھیجدیں تاکہ ہم بھی
اس پیرانہ سالی میں اُسکے دیدار سے اور دیکھنے عروسان خوبرو سے شاد و خرم ہوں علاوہ اسکے جناب حکیم صاحب کو
اس امر کا بھی لحاظ رکھنا پر ضرور و واجب ہے کہ عروسان بنی الجان یعنی قوم آتشی سے کوئی عروس اس جانب
آنے کا ارادہ نہ کرے کیونکہ خلاف واقعات اور حکم شرع متین سے کسی امر ممنوع کا ظہور میں آنا اچھا نہیں ہے یعنے
بعد نبوت سلیمان علیہ السلام کے کسی انسان اور بنی الجان میں باہم رسم و اتحاد باقی نہیں رہا یہ سلسلہ ارتباط
اور اختلاط حضرت سلیمان علیہ السلام کی ذات والا صفات پر ختم ہوگیا ہے اور ہمارے رہنماے دین پیشواے
مرسلین محبوب خدا اشرف انبیا باعث ایجاد کون و مکان پیغمبر آخر الزمان یعنی جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے زمانۂ رسالت میں یہ رسم موانست جاری اور قائم نہیں رہا لہذا اب یہی صلاح وقت ہے کہ معز الدین بعد
جشن عقد و نکاح عروسان پریزاد و آتشی نژاد کو اُنکے مقامات و مسکن کو روانہ کردے ہرگز یہاں قصد آنے
لانے کا نہ کرے اور آپ مع عروسان بنی آدم بحشم و خدم و بشان و شوکت مانند شاہان اولوالعزم بفتح و شکوہ
و بنگاہ جانب وطن آئے ابو الحسن جوہر یہ تقریر سلطان اسمعیل سُنکے خاموش رہا اور کچھ جواب نہ دیا لیکن
پس پردہ جو ملکہ عالیہ خاتون تشریف رکھتی تھیں اور تمام و کمال تقریر سنتی تھیں سلطان کے نہ جانے سے اور انکار
کرنے سے ملول اور رنجیدہ خاطر ہوئیں دل میں قصد کیا کہ سلطان کو پردۂ قاف کے جانے پر آمادہ کیجیے لیکن
باین خیال کہ شاید شوہر کے خلاف مزاج ہو کچھ نہ کہا مگر دل میں خداے کارساز برآرندۂ حاجات سے بگریہ و زاری
اور بصد بیقراری دعا کی کہ اے مقلب القلوب و اے مسبب الاسباب اپنی قدرت کاملہ سے ایسا کوئی سبب مہیا کر
اور ایسا قلب سلطان کو جانب انکار سے پھیر دے کہ سلطان پردۂ قاف کے جانے سے انکار نہ کریں اور بخوشی
تمام اور بخوشی خاطر مستعد اور آمادہ جانے پہ ہو جائیں خداوندا یہی آرزو ہے کہ جلد اپنے فرزند کو کسی طرح ایک نظر
دیکھوں اور اُسکے عروسان خوبرو کے دیدار سے دل مضطر کو تسکین دوں زمانۂ بعید سے اس عاجزہ نے اپنے نور نظر کو
نہیں دیکھا ہے دل اُسکی جدائی میں تڑپتا ہے یا جامع المتفرقین مجھکو میرے فرزند سے ملا دے صورت اُسکی جلد دکھا دے
اب میرے حال پر رحم کر دعا میری بحق محمد و آل محمد و اصحاب محمد مستجاب کر ملکہ عالیہ خاتون بحضور درگاہ مجیب الدعوات اسی طرح
بگریہ و زاری اور بخضوع و خشوع تڑپ تڑپ کر دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش میں آیا تیر دعاے ملکہ عالیہ ہدف مراد پہ
پہونچا یعنے جب ابو الحسن جوہر تقریر عذر آمیز بادشاہ عالیجاہ سے مایوس اور ناامید ہوا اُسوقت دوسرا رقعہ حکیم
قطاس الحکمت کا جسکے مضمون سے ابتک آگاہی نہیں ہے روبروے سلطان پیش کیا سلطان اسمعیل نے بنظر غور ملاحظہ
فرمایا اس رقعہ میں حکیم قطاس الحکمت کی جانب سے مرقوم تھا کہ اے شہنشاہ عالم پناہ اسوقت اس عاجز نے بدلیل گردش

فلکی اور حرکات سیارگان سے صاف ثابت ہوتا ہی اور طریقۂ علم نجوم سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ تشریف شریف اس جانب
لانے سے انکار کیجیے گا اور عذر معقول فرمائیے گا لیکن اس خاکسار کے نزدیک حضور کا تشریف لانا اور اپنے فرزند دلبند
کے جشن شادی مین شریک ہونا بھی از واجبات سے ہی لہذا سلطان فلکجاہ کو وہ تدبیر کرنا چاہیے

کہ جس تدبیر معقول سے خاطر مبارک بہ وجوہ مطمئن ہو اور کسی طرح سے خوف و تشویش مطلق باقی نہ رہے اور وہ تدبیر معقول یہ ہی
کہ سلطان فلکجاہ خود بنفس نفیس ایک گوشۂ خلوت مین باطہارت تمام شب و روز بعبادت پروردگار مین مستغرق و مشغول
ہون اور یہ اسم اعظم جو پیشانی پر اس رقعہ کے مندرج ہی بتعداد مرقوم پڑھین انشاء اللہ روز چہارم وقت سحر ایک شخص
موکلان عالم غیب سے بشکل و صورت شہنشاہ عالیجاہ ظاہر ہوگا اور روبرو آئیگا اور وہ موکل سلطان فلک جاہ
سے مخاطب ہوگا کہ اے سلطان گیتی ستان آپ نے کیون مجھکو یاد فرمایا ہی اور واسطے کس مطلب کے بلایا ہی اور عالم غیب سے
اس عالم ظاہری مین مجھے حاضر ہونے کی تکلیف دی ہی آپ اپنا مدعا سے دلی ارشاد فرمائیے کہ فی الحال کونسا امر اہم اور
کار سخت و صعب پیش آیا ہی اوسوقت اے سلطان عالیجاہ آپ اس سے یہ فرمائیے گا اے موکل غیب تجھکو معلوم ہوگا کہ
فی الحال ہمارے نور نظر پارۂ جگر شاہزادہ مسعود البخت کی تقریب شادی اور جشن کتخدائی کا ملک جبل اعلےٰ اور قریۂ فردوس مین
موافق مصلحت پروردگار مقرر ہوا ہی اور جشن عقد مذکور مسند مین ہمارا بھی شریک ہونا فرض بلکہ واجبات سے ہی لیکن
ہمارا ارادہ ہی کہ جبل اعلےٰ مین جاکر اپنے نور نظر لخت جگر کے جشن عقد مین شریک ہون اے موکل غیب ہمنے اسی وجہ سے
تجھکو تکلیف دی ہی کہ تو مقام مذکور کے جانے مین ہماری مدد اور اعانت ببرکت اسم اعظم اور بحکم خداوند عالم کر اور تا وقتیکہ ہم
فرزند دلبند کی کتخدائی سے فرصت اور فراغت پاکر یہان نہ آئین تجھکو لازم ہی کہ بجاے ہمارے تخت سلطنت پر بیٹھکر لوگا

اور سلطنت اور فوج ولشکر کا بہ آئین شائستہ انتظام کراور اس سلطنت کو دست غنیم سے بچا کسی طرح فتنہ و فساد واقع نہو
اور ہمارے جانے کی دشمنان ملک اور مدعیان تاج وتخت کو مطلق اطلاع نہو ری شہنشاہ عادل جسوقت آپ یہ خواہش دلی
اس موکل سے بیان فرمائیے گا وہ بسروچشم منظور کریگا اور کسی طرح عذر وانکار نہ کریگا پس اس موکل ہم شبیہ کو
جملہ مردمان سے مخفی تخت پر بٹھا کر آپ بخاطر جمعی تمام مع ملکہ عالیہ خاتون اور بعض معتمدان خاص اور کنیزان حرم و
خاتونان محترم ان تختہاے روان پر جو آپ کی سواری کے واسطے ہمراہ ابو الحسن جوہر روانہ کیے ہیں سوار ہوکر
اس جانب تشریف لائیے اور اپنے فرزند ارجمند کے جشن عقد مین شریک ہوجیے اور تامل نفرمائیے کیونکہ ظہور جشن
کتخدائی مسطور خاص آپ کی تشریف آوری اور شریک ہونے پر موقوف اور منحصر ہے بلکہ جملہ کاروبار شادی ملتوی
ابتک اسی سبب سے ہے الغرض جسوقت شہنشاہ عالیجاہ یعنی سلطان اسمعیل کو اس رقعہ حکیم قسطاس الحکمت کے
مضمون سے کماحقہ آگاہی ہوئی نسیم مسرت سے غنچہ دل مثل گل شگفتہ ہوگیا چہرہ پر آثار خوشی ہویدا ہوئے فرط
انبساط سے جامہ بدن مین تنگ ہوگیا اور جو یاس واندوہ کہ دل سلطان اسمعیل مین تھا بالکل دور ہوگیا نشان بھی
صدمہ و رنج کا دل مین باقی نہ رہا اور بخوبی تمام سلطنت اور حکومت کی جانب سے دل کو اطمینان ہوگیا اور اندیشہ
شر و فساد کا فوراً خشہ ہی ذرا بھی دل مین نہ رہا اس وقت سلطان اسمعیل کا دل یہ چاہتا تھا کہ ابھی کسی طرح
جبل اعلے اور قریۂ فردوس مین پہونچون اور اپنے دلبند معز الدین کی بزم کتخدائی مین شریک ہون غرض سلطان
اسمعیل اسی عالم نشاط اور انبساط مین اپنی زوجہ ملکہ عالیہ خاتون کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اب ہم ضرور
بالضرور جانب جبل اعلی اور قریہ فردوس جائینگے اور اپنے فرزند کی محفل کتخدائی مین شریک ہونگے تمکو بھی ہمراہ اپنے
لیجائینگے کیونکہ رقعہ دوم مین جناب حکیم قسطاس الحکمت دانا ے روزگار واقف اسرار نے ایسی تدبیر معقول ہمارے
شریک ہونے کے مقدمہ مین تحریر کی ہے کہ ہمکو نہایت ہی پسند ہوئی اور تردد بالکل رفع ہوگیا ملکہ عالیہ خاتون کہ
اول ہی سے گویا سراپا تصویر آرزو تھین اور دعا درگاہ خدا مین کر رہی تھین یہ مژدہ جان بخش اور نوید مسرت افزا سلطان
سے سن کے بیحد و بے انتہا شاد و خرم ہوئین اور سمجھین کہ دعا ہماری درگاہ مجیب الدعوات مین مستجاب ہوئی اسی وقت
سجدۂ شکر یہ خدا بجا لائین قصہ کوتاہ شہنشاہ جم جاہ نے محلسرا سے باہر تشریف لاکر اور ارکان سلطنت اور اعیان مملکت
مثل حسام الملک امیر الامرا و لبیب الملک وزیر و جلیل الدولہ و عشرت الدین و حفیظ الدین و سیف الملک و غازی الملک
و مقتدر الدولہ و امیر علاء الدین و عالی خواجہ و معالی خواجہ وغیرہ امراے ذیوقار و وزراے عالی تبار داناے روزگار کو طلب
فرماکر خلوت مین دربارہ خاص کیا اور اول آنا ابو الحسن جوہر کا اور طلب کرنا کتخدائی شاہزادہ معز الدین مین حکیم قسطاس الحکمت
کا بیان کیا بعد ازان اس معاملہ مین مشورہ لیا اور سب سے پوچھا کہ تمہاری صلاح اس مقدمۂ خاص مین کیا ہے آیا ہمارا جانا
جانب جبل اعلے اور قریۂ فردوس بہتر ہے یا نہیں اور بعض وقائع نگاران پیشین نے یون ہی ترقیم کیا ہے کہ سلطان فلک جاہ

نے صرف لبیب الملک وحسام الملک کو خلوت مین طلب فرماکر ایسے مقدمۂ خاص مین مشورہ لیا تھا اور اپنے ارادہ سے
اطلاع اور آگاہی دی تھی دونون وزیران دانائے دہر وحید عصر نے زمین خدمت کو بصد ادب بوسہ دے کر اور دعائے
وثنائے شاہی بجا لاکر دست بستہ عرض کیا کہ ان غلامون کی رائے مین یہ آتا ہی کہ حضرت ظل سبحانی بخاطر جمعی تمام سمت
جبل اعلے اور قریۂ فردوس تشریف لیجائین اور جشن کتخدائی شاہزادہ ذوالفقار عالی تبار مین شریک ہون کسی طرح کا اندیشہ
کافور نابکار کی جانب سے نہ فرمائین یہ نمکخواران قدیم جان نثاری کو حاضر ہین مریخ کی کیا طاقت ہی کہ اس مملکت کی جانب
نظر بد سے دیکھ سکے اور زحل کی کیا لیاقت ہی کہ اس سلطنت کی طرف چشم حسد سے دیکھ سکے ہم غلامان سرکار دولتمدار ایسے
ثابت قدم ہین کہ اگر کوئی بدخواہ دولت شہنشاہ اس طرف برائے جنگ وجدال آئے جنگاہ سے ہم نہ سرکین جبتک
وہ اپنی جگہ سے نہ سرک جائے ہنگام حرب زمین کو خون عدو سے لال کرین اُنسے جنگ وجدال کرین ہماری تیغ جانستان
سے دشمن کو بھاگنے کی راہ نہ ملے سوائے گوشۂ قبر کے کہین بدخواہ کو پناہ نہ ملے غرضکہ بعد اس گفت وشنید کے سلطان
اسمعیل نے ابوالحسن جوہر کو بلواکر وزرائے مذکور کو جملہ سرگذشت شاہزادہ معز الدین کی سنوائی بعد اسکے سلطان
موافق لکھنے حکیم قسطاس الحکمت کے اول طہارت کی بعدہ ایک گوشۂ خلوت مین بیٹھکر اسم اعظم مذکور پڑھنا
شروع کیا اور مشک وعنبر واگر ایک منقل مین اسقدر سلگا دیا کہ مقام خلوت یعنے جائے عمل خوانی خوشبو
اور معنبر ہوگئی بعد پڑھنے تین روز کے چوتھے دن علی الصباح ایک شخص موکلان غیب سے ظاہر ہوا سلطان اسمعیل نے
دیکھا کہ ایک شخص فرشتہ وضع ملک سیرت میری شکل وصورت سے سراپا مشکل ہی گویا سلطان اسمعیل ثانی ہی اُس
نے پوچھا اے سلطان اسمعیل آپ بزم دعوت مین تمنے مجھکو کیون بلایا ہی مدعائے دل کیا ہی بیان کرو کہ مین جو
امر اہم کو انجام دون سلطان اسمعیل نے اُس موکل سے آرزوئے دل بیان کی اُس شخص نے سلطان اسمعیل
کو مخاطب کیا اور کہا اے سلطان گیتی ستان تم بخوبی اطمینان رکھو مین حسب معمول ہر روز مانند تمھارے تخت سلطنت
پر بیٹھا کرونگا اور جملہ معاملات ملکی ومالی کا انتظام کرونگا اور احکام نظم ونسق مثل تمھارے دیا کرونگا بعونہ تعالے
تمھارے آنے تک کسی طرح کا فتنہ وفساد اس شہر مین برپا نہوگا تم بیخوف وبیم جانب جبل اعلے وقریہ فردوس جاؤ کسی طرح
اندیشہ اور تردد دل مین نکرو خداوند کریم معین ومددگار ہی ہر مشکل مین کفیل ہوگا اور جو بلا آئیگی اُسکو دور کریگا قصہ کوتاہ
جسوقت سلطان ذیشان یعنے سلطان اسمعیل کا بخوبی اطمینان دل ہوگیا اور کسی طرح اندیشہ اور تردد نہ رہا ابوالحسن جوہر سے
فرمایا اب تم تخت روان کو بہت جلد لادیر نہ لگا ابوالحسن جوہر بموجب حکم سلطان اسمعیل ہنگام شب مردم سے پوشیدہ
ہوکر اس کوہ پر جہان پریزادون کو مقیم کیا تھا پہونچا اور تخت روان ہمراہ اپنے لیکر اُسی شب کو چلا آیا سلطان اسمعیل اور ملکہ
عالیہ خاتون دونون زن وشوہر بخوشی وشادمانی مع چند کنیز وخواص وقت نیم شب تخت مذکور پر سوار ہوکر جانب پردۂ
قاف روانہ ہوئے ملکہ عالیہ خاتون نے دایہ معز الدین اور برادران امیر محمد وامیر سیف الدین کو بھی ہنگام روانگی ہمراہ لے لیا

الغرض تکھاسے روان پریزادان تیزبال نے اُٹھائے اور ایک شب و روز مین نہر المشحون کے کنارہ پر پہنچ گئے آثار دیکھے
راوی کہتا ہی کہ کنارہ نہر ایک قصر عالیشان ہی اور اُس قصر کا نام قصر احمر ہی نہایت ہی آراستہ ہی ابوالحسن جوہر نے
سلطان اسمٰعیل اور ملکہ عالیہ خاتون کو بموجب ارشاد حکیم قسطاس الحکمت اور موافق حکم صاحب قران اکبر کے اس قصر
رفیع مین کہ جو پردۂ دنیا پر قصر جنان سے بہتر تھا مقیم کیا اور آپ بتعجیل تمام قطع راہ کر کے قصر النیرین مین پہونچا اور
صاحب قران گیتی ستان اور حکیم قسطاس الحکمت کو تشریف لانے سلطان اسمٰعیل سے آگاہ کیا صاحب قران اکبر
نے اُسی وقت امیران لشکر اور سرداران عالیوقار سے امیر مجاہد الدین و امیر معظم الدین و امیر جلال الدین کو سلطان
گیتی ستان یعنی سلطان اسمٰعیل کی خدمت فیضدرجت مین روانہ کیا اسواسطے کہ امراے نامدار ذوالوقار سلطان والاشان
کا استقبال بصد تکریم و تعظیم بجالائین چنانچہ سرداران مذکور و امیران مسطور قصر احمر تک آئے اور سلطان اسمٰعیل
کی خدمت عالی مین حاضر ہو کر شرف ملازمت حاصل کیا سلطان اسمٰعیل سرداران ظفر شعار و امیران نامدار کو دیکھکر نہایت
خرم و شاد ہوے اور ہر ایک سردار ذوالوقار کے حال پر علے قدر مراتب عنایت شاہانہ اور مرحمت خسروانہ مبذول فرمائی
روز دوم صاحب قران اکبر بصد کر و فر مع بہادران ظفر شعار و دلاوران عالیوقار مانند امیر حمزہ و امیرزادہ سیف الدین بخیرہ
سوار ہو کر اپنے پدر ذیقدر کی خدمت فیضدرجت مین تشریف لے گئے حکماے ذی مرتبت عالی منزلت بھی ہمراہ رکاب
شاہزادہ نصرت کے تھے سلطان اسمٰعیل ہر سہ حکماے عالیوار کی خبر تشریف آوری سنکر واسطے استقبال کے نیم فرسخ
تک تشریف لائے جسوقت حکماے موصوف سے دوچار ہوے بہم مساوی و بقاعدہ برابری مسرور ہو کر معانقہ و مصافحہ
فرمایا اور حکیم قسطاس الحکمت سے کہا اے مقبول درگاہ ایزدی آپ نے اتنی تکلیف و تصدیع جو فرمائی نہایت درجہ ممنون
منت کیا آپ کو اسقدر صعوبت و مسافت راہ اُٹھانے کی کیا ضرورت تھی مین خود ہی یہ ارادہ رکھتا تھا کہ آپ کی خدمت
عالی درجت مین حاضر ہو کر فیض صحبت سے مستفیض ہون بہرحال آپ نے جو احسان عظیم اور سلوک بیحد مجھ خاکسار
ذرۂ بیمقدار پر اور میری اولاد کے احوال پر مبذول فرمائے ہین اُسکا شکر کس زبان سے ادا کرون قسم ہی خدا کی سه

	زتو را لم بہر یک دو استانے		اگر ہر موے تن گردد زبانے	

پھر بھی مجھ ضعیف سے شکر کما حقہ جملہ احسانات کا ادا نہو سکے سچ تو یہ ہی کہ آپ کے الطاف و عنایات و کرم کا بار گران
مجھ پر اور میرے جملہ خاندان کے سر و گردن پر تا قیام قیامت رہیگا سوا اسکے کہ جبتک یہ فسانہ دلچسپ اور قصہ رنگین
حسن آراے نشان قصہ خوانان شیرین مقال ہوگا اور شائقین بلند نظر و سامعان رنگین طبع اس قصہ وحید عصر چیدہ روزگار
کو استماع کر کے خرم و شاد ہونگے لاریب آپ کی عنایت اور مکرمت بھی جلوہ افزاے زبان رہیگی حکیم قسطاس الحکمت نے
کہا اے شہنشاہ گردون بارگاہ اس کمترین کے باب مین جو حضور نے ارشاد فرمایا محض عزت افزائی و الطاف شاہانہ سے ہی
یہ خاکسار لائق اس توصیف و ثنا کے نہین ہی اور اس بندۂ عاجز کا کوئی سلوک اور احسان کسی قسم کا شاہزادہ معز الدنیا

کی نسبت کبھی نہیں ہے کیونکہ اس شاہزادہ ذیوقار نصرت شعار کو پروردگار عالم نے روز ازل سے صاحب اقبال اولو العزم
کشورستان عالی ہمت ذیوقار صاحب قران روزگار پیدا کیا ہے اور جملہ معاملات کشورستانی اختر تابندہ فلک کامگار
کی ذات عالی صفات سے وابستہ فرمائے ہیں اور اے سلطان فلک جاہ یہ بھی اس ہیچمدان کو علم نجوم و دیگر قواعد سے
دریافت ہوا ہے آپ کو یاد رہے کہ یہ مرتبۂ کشورستانی اور رتبہ جہانبانی اسی شاہزادہ نصرت شعار کی ذات فرخندہ فال
پر موقوف ہے اب آپ کی اولاد میں ایسا کوئی شخص بلند مرتبہ نہ ہوگا بلکہ اس شاہزادہ ذی رتبہ کے ادنی مرتبہ کو بھی نہ پہنچیگا
اے شہنشاہ عالم پناہ آپ کو شکر خداوند کریم کا بجا لانا چاہیے کہ اسنے آپ کو ایسا فرزند جری صاحب اقبال کشورستان
یکتائے جہان مرحمت فرمایا ہے کہ بڑے بڑے سلاطین عالی ہمم اور شاہان ذیحشم مثل غلامان کمترین کے اسکے پای تخت
کو ادب سے بوسہ دیتے ہیں اور مثل چاکران کمترین کے خدمت میں حاضر رہتے ہیں اور خدمت شاہزادہ ذیجاہ کی کرنا
اپنا فخر اور سعادت تصور کرتے ہیں اور بڑے بڑے رستم وقت اسفندیار جہان کہ جو فیل مست کو مور ضعیف جانتے
ہیں اور شیر نر کو اک شغال یا آہوے صحرائی خیال کرتے ہیں اس شاہزادہ فیروز بخت کے مطیع اور فرمانبردار ہیں اور
مثل غلامان حلقہ بگوش ہر وقت خدمت میں کمر بستہ حاضر رہتے ہیں اور سوا اسکے اس شاہزادہ یوسف جمال سلیمان
جلال کی کنیزی اور زوجیت کے واسطے زنان پریزاد و آدم نژاد متعین ہوئی ہیں اور وہ ایسی حسین اور جمیل ہیں کہ جنکا
ہمتا کوئی حسین حسن میں عالم اسباب میں نہیں ہے بلکہ کونین میں نہ ہوگا حوران جہان انکے روے زیبا اور حسن دلربا
کو اگر دیکھ لیں یقین ہے کہ غیرت سے محجوب ہوں اور خوبرویان جہان اگر انکے جمال عدیم المثال کا نظارہ کریں خجل ہو کر
پھر کبھی دعوے حسن و جمال نہ کریں آفتاب انکے رخ روشن کے آگے ایک ذرہ ہے اور ماہ دو ہفتہ انکے روے منور
کے سامنے ایک شمع کشتہ ہے صانع حقیقی نے ان نازنینان بے عدیل و نظیر کو شاید محض نور سے خلق کیا ہے جملہ خوبرویان
کونین پر حسن میں شرف دیا ہے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام انکے رخ پرنور کو دیکھتے جلوۂ طور یاد آجاتا۔ القصہ بعد ملاقات
حکماے موصوف و گفتگوے باہمدگر سلطان اسمعیل قصر احمر میں داخل ہوے اور تخت جواہر نگار پر جلوس فرمایا جو
کی مسرت تحریر سے عاجز ہے اور زبان دفتر بیان اس خوشی کے اظہار سے قاصر ہے جس وقت شاہزادہ نامدار اپنے پدر عالی
کی قدمبوسی سے مشرف ہوچکا درون قصر احمر تشریف لیگیا اور اپنی والدہ گرامی قدر ملکہ عالیہ خاتون کی پابوسی سے
شرفیاب ہوا ملکہ عالیہ خاتون نے اپنے فرزند دلبند کو دیکھکر بے اختیار مسند زرین سے اٹھکر بیتابانہ گلے سے لگا
اور اس درجہ گریہ کیا کہ ابر نوبہار شرما گیا آنسو اسطرح آنکھوں سے روان تھے گویا دو نہریں جاری تھیں کثرت بکا سے ہچکی
لگی تھی افراط گریہ و بکا سے قریب تھا کہ غش آجاے اسوقت کنیزان وغیرہ نے ملکہ عالیہ خاتون کی خدمت میں عرض کیا
کہ اے ملکۂ آفاق گریہ و بکا نہ فرمائیے یہ وقت خوشی کا ہے دیکھیے کہیں کثرت گریہ سے دشمنوں کو حضور کے غش نہ آجانے
مزاج عالی ناساز نہ ہوجاے ملکہ عالیہ خاتون نے التماس کنیزان وغیرہ سے ضبط گریہ فرمایا اور پھر شاہزادہ معز الدین کو فر

محبت مادری سے پیار کیا سینے سے لگایا آنکھوں کو نور دل کو سرور حاصل ہوا دل بیتاب کو قرار آیا در مدعا بعد مدت دراز پایا
ملکہ عالیہ خاتون اپنے نور نظر پارۂ جگر کو دیکھکر اسقدر خرم و خندان ہوئیں کہ اگر حال مسرت ملکہ عالیہ خاتون تحریر کیا جاے
یہ داستان مسرت آثار کبھی اختتام نپائے لہذا بخیال طول اس افسانہ رنگین کے لکھنے حال مسرت ملکہ آفاق سے باز رہنا ہو
الغرض جب شاہزادۂ آفاق گیر گردن سر اپنی مادر گرامی توقیر کی قدمبوسی سے سعادت دارین حاصل کر چکا اس وقت
زنان محلسرا نے نوبت بہ نوبت شاہزادہ کی بلائیں لیں ترقی جاہ و اقبال اور طول عمر کی دعائیں دیں خصوصاً دایہ شاہزادۂ
ذیجاہ نے جوش محبت اور غلبۂ الفت سے شاہزادہ کو گلے سے لگایا اور پیشانی و رخسار کے متواتر بوسے لیے شاہزادۂ
معز الدین بھی کثرت محبت سے مثل مادر کے دایہ سے ملا بعد اسکے خدمت والد ذیجاہ میں تشریف لاکر ہر ایک شاہ نامدار اور
سردار ذیوقار کو ملازمت سلطان فلک جاہ سے مشرف کیا اور جملہ سلاطین و امرا کے حال سے اپنے پدر عالیقدر کو مطلع کیا
سلطان اسمعیل نے بھی علی قدر رتبہ و مرتبہ ہر ایک شاہ و شہریار اور امیر و سردار کے حال پر نوازش کی اور سلوک خسروانہ
فرمایا الحاصل بعد حاصل کرنے شرف و افتخار قدمبوسی و ملازمت شاہزادہ ذیجاہ اپنے والد نامدار اور ملکہ عالیہ خاتون
مادر ذیوقار کو بجلوس تمامتر و تجمل و حشم بصد اعزاز و احترام ہمراہ لیکر بارگاہ فلک جاہ میں تشریف لایا جسوقت سلطان اسمعیل
نے بارگاہ معلی پر نظر کی کمال حیرت ہوئی کیونکہ اس بارگاہ عالی منزلت کو رفعت میں ہمسر فلک پایا اور اسباب شاہانہ
فرش ملوکانہ سے نہایت ہی مزین اور آراستہ دیکھا بعد اسکے علم فلک فرسا کہ جو علم خورشید سے چمک میں ہمچشم تھا
ملاحظہ کیا بعد ازان نقارخانۂ خورشیدی و آصفی وغیرہ اسباب طلسمی کو دیکھکر تعجب کیا اور نہایت شاد و مسرور ہو کے
دل میں خیال کیا کہ فی الحقیقت جو سامان اور اسباب بادشاہی نادر و تحفہ میرے نور نظر پارۂ جگر کو مسبب الاسباب نے
بے منتہ فضل و کرم سے عطا اور مرحمت فرمایا ہی کسی شہنشاہ روے زمین کو ممکن نہوا ہوگا بلکہ کسی بادشاہ ذیجاہ نے عالم
تیرہ باز ہر بھی نہ دیکھا ہوگا شاید ایسا سامان و اسباب نادر روزگار حضرت سلیمان ذیوقار کو کہ حاکم انس و جن و دیو
دیکھا ہو لہذا ہمارا ہو یہ خیال سلطان خوش اقبال کر کے پھر بار دگر جوش الفت سے سلطان اسمعیل نے اپنے فرزند
دلبند ہوشمند صاحب جاہ و جلال کو سینے سے لگا کر خوب پیار کیا اور شکر عطاے کردگار بار بار کیا صاحب قران اکبر
جوانوں نے ذیجاہ کو تخت جواہر نگار پر متمکن کیا اور آپ دست بستہ مثل خادم ادنے پیش تخت بصد ادب کھڑے
ہوئے یہ رنگ سلطان اسمعیل نے اپنے پسر سعادت نشان ادب آموز بیکران کو جو اس کیفیت سے قریب تخت دیکھا اسکی
فرمایا کہ ای بھی اور رتبہ دانی پر دل میں ہزار ہزار آفرین کی اور خوش ہوکر اپنے پہلو میں مثل دل کے جگہ دی یعنی سلطان
جوہر تیغ دکنے صاحب قران اکبر کو اپنے پہلو میں بٹھالیا اور پیشانی پر بوسہ دیا بعد اسکے اب سلطان اسمعیل نے
ان غلام و ممتاز کا حقہ بارگاہ معلی کو ملاحظہ کیا ایسی بارگاہ باشان و شوکت اور وسیع و رفیع پائی کہ باوجود حصول رتبہ
اٹھا سینی کے کبھی نظر سے بھی نگذری تھی بلکہ ایسی بارگاہ کا حال کبھی کانوں سے بھی نسنا تھا سلطان والاجاہ

عالم پناہ نے دیکھا کہ اس بارگاہ فلک اشتباہ میں اتنی گنجایش اور وسعت ہے کہ ایک جانب بارگاہ میں صدہا بلکہ
ہزارہا پہلوانان رستم خصال و دلاوران اسفندیار مثال سہراب زمان گیو دوران کوہ پیکر قوی ہیکل مثل شدید الشداد
وسمعلاج ازدر در والواح بن القوم وطیفور نیزہ باز وغیرہ جابجا اپنے اپنے مقام اور جگہ پر موافق اپنی قدر و منزلت
اور رتبہ کے کرسی و دنگل وغیرہ پر بکمال شان و شوکت بیٹھے ہیں اور ایسا رعب شجاعت اور دلاوری اور بہادری انکے
چہروں سے ظاہر و آشکارا ہے کہ شیر کو انسے آنکھ ملانے کی مجال نہیں ہے اور فیل مست کو انسے زور آزمانے کی لیاقت نہیں
ہے شاید بہرام انھیں پہلوانوں کے خوف سے گور میں چھپا ہے اور افراسیاب نے انھیں گردان تہور شعار کے ہراس سے
گوشۂ قبر میں پناہ لی ہے کچھ عجب نہیں کہ مریخ نے انھیں مبارزان یگانۂ روزگار کی دہشت سے فلک پر رہنا روز ازل سے
اختیار کیا ہے اور تن آفتاب عالمتاب شاید انھیں بہادران وحید عصر کے خوف سے مثل دست رعشہ دار کانپتا ہے سلطان
اسمعیل نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر یہ پہلوانان قوی بازو معرکۂ جدال و قتال میں حریف پر حملہ کریں ایک ادنی ضرب میں
پیوند خاک کریں اور عدو کے خون سے میدان جنگ رنگین کریں جنگاہ میں کشتوں کے ڈھیر اور لاشوں کے انبار لگا دیں اور
میدان رزم کو کثرت خون دشمنان سے گلنار کر دیں اللہ اکبر بڑے بڑے پہلوان ہیں جسکے یہ پشت و پناہ ہوں اور معین اور
مددگار ہوں اس سے کوئی بادشاہ اولو العزم کبھی آنکھ ملا نہیں سکتا اور سرکشی کا خیال دل میں لا نہیں سکتا الحمد للہ کہ
خداوند عالم نے میرے فرزند کو ایسا صاحب قوت و زور آور صاحب اقبال کیا کہ یہ سب بہادران بے مثل و بے نظیر اسکے
مطیع و منقاد ہیں سلطان اسمعیل یہ خیالات اپنے دل میں کرکے دوسری جانب متوجہ ہوئے ملاحظہ کیا کہ صدہا سلاطین
نامدار و شاہان ذوالقار غلامان حلقہ بگوش شاہزادہ معز الدین عالی تبار مثل شاہزادہ ابراہیم بن حیدر و شاہزادہ
مرزبان بن بہرام شاہ و شاہزادہ غوجان بن مرجان باعزاز و احترام بیٹھے ہیں اکثر نیم تخت پر اکثر جواہر نگار کرسیوں پر متمکن
ہیں سلطان اسمعیل اس جاہ و جلال کو اپنے فرزند کے دیکھکر سجدۂ شکر خدا بجا لائے اس اثنا میں حسب الحکم جناب ملاقات
اکبر داروغہ آبدار خانہ شیشۂ شراب ربانی کہ ایک تحفہ ہائے طلسم سے ہے اور عجیب کیفیت سرور رکھتی ہے چابوس فرمایا اسمہ
راوی سلسلہ بند افسانہ نے اول اس سے پیشتر نادر الخواص کا تذکرہ کیا ہے کہ جو مذکور اس طلسم کے [illegible] اپنے پدر عالی مقدار
مہیا ہے کہ جملہ مردان لشکر صاحبقران اکبر کو کافی و وافی ہو جاوے اور تا اختتام جشن عقد اور کسی قسم کی کمی نہ
ہو الغرض اس مفرح دل و دماغ کے شیشۂ بلورین و زمردین مع ساغر ہائے یاقوت نگار حسب الحکم لے کے لگا لایا
نامدار حاضر ہوئے سلطان جم حشم نے بموجب فتوائے شیخ عرب و شیخ رکن الدین عرب چند جام مے گلفام دلبران
سیمین ساق سے لیکر نوش فرمائے بعد اسکے جام شراب گلگون بے دغدغہ گردش گردون گردش میں آیا جب عرض کیا
و سرداران نامدار کو جام مے مذکور ساقیان گلعذار اپنے دست نازک سے بناز و انداز دینے لگے اور سرداران عالی
و سلاطین والا مرتبت دست ساقیان گلرو سے لیکر پینے لگے بعد فراغ میکشی عوض نقل و گزک ہر ایک قصہ ہمایوں کو فر

مست اثر صاحب قران اکبر کا لذت بخش کام و زبان تھا یعنے کوئی بہادر فتنہ پردازی و محاربات مضحکات جمشید جہنم نصیب کے
بیان کرتا تھا اور کوئی دلاور رضار منکوس ملحد کی بیعزتی و شرارت کو نقل کرتا تھا کوئی جری عالم نشہ مین قبضہ شمشیر کو چوم کر کہتا
تھا کہ مین نے اس تیغ آبدار سے ہزارہا ملحد و مردود واصل جہنم کیے ہین اور کوئی بہادر ممتاز قدر انداز تیر سہ پہلو ترکش سے
نکالکر اور بہادرون کو دکھا کر عالم نشہ مین بیان کرتا تھا کہ اسی تیر بے امان سے ہزارون طائران جان کفار نے جانب سقر
پرواز کیا ہی کوئی پہلوان دوران عمود گران دوش سے اٹھا کر اور بہادران ہمنشین سے مخاطب ہوکر کہتا تھا کہ مین نے اسی گرز
گاو سر سے بڑے بڑے بہادرون کے سر کو توڑا ہی کمر کوہ اسی گرز کی ضرب سے شکستہ ہوئی ہی کوئی جوان آئینہ رو جنگجو جھوم کر قبضہ
نیمچہ کا چومکر مونچھون پر تاؤ دیکے کہتا تھا کہ اس نیمچہ نے ہزارون کفار نابکار کے گلے کاٹے ہین اکثر میدان لاشون سے پاٹ دیے ہین
یہ نیمچہ فولاد کی سپر سے بھی نہین رکتا خود کو کاٹکر کاسہ سر مین آتا ہی اور کاسہ سر سے صراحی گردن کو کاٹ کر صندوق سینہ مین دم
لیتا ہی اور صندوق سینہ سے شکم دلگیر دشمن کو کاٹ کر پشت مرکب پر پہنچتا ہی اور مرکب کو دو کر کے زمین مین در آتا ہی کوئی جرار
خنجر آبدار کمر سے کھینچکر کہتا تھا دیکھو اسی خنجر بران سے مین نے ہزارہا کفار کی تمام رگین گردنین کاٹی ہین مگر تھوڑے دنون سے
اسلئے خون کفار نہین چاٹا ہی اسی وجہ سے بے آب ہوگیا ہی اب خدا وہ دن دکھائے کہ سامان جدال و قتال ہو خون اعدا سے یہ خنجر لال ہو
باعث دوری رنج و ملال ہو کوئی بہادر سرفراز نیزہ باز نیزہ کو تکان دے کر نشہ شراب سے مست ہوکر یون کہتا تھا کہ اسی نیزہ سر تیز سے مین نے
سینے اعدا صدہا بلکہ ہزارہا میدان رزم مین چھیدے ہین اور پشت زین سے اٹھا اٹھا کر زمین پر ایسا پٹکا ہی کہ استخوان تن چور چور ہوگئے ہین
لیکن تھوڑے دنون سے یہ نیزہ تیز کسی دشمن کی پشت سے نہین گذرا اسوجہ سے مجھکو ہر دم ملال رہتا ہی رات کو اسی غم مین
نیند نہین آتی اور دن اسی الم مین گذرتا ہی بس آج تو بے اختیار دل چاہتا ہی کہ کسی بہادر سے دوچار ہوتین ہون ذرا دل
بہلے لطف زندگی حاصل ہو بہادرون کو بیکار بیٹھنا ناگوار ہے قتل کرنا زخم کھانا دلاورون کا یہی شعار ہی یہ تقریر جوان
نیزہ باز ہر ایک بہادر ممتاز سنکے عالم نشہ شراب مین جھوم کر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ اے بہادر شراب تو پی ہے مگر رقص نہین
دیکھا ہی لہذا ہمارا بھی دل چاہتا ہی کہ اسوقت اس بزم مین جوہر تیغ بہار ریغ آشکار ہون تلوار چلے بسملون کا رقص ہو دم بھر
دلگی ہو ذرا قہقہہ چہچہہ یارون مین ہو یہ کہکر تلوارین نیام سے نکالین سپرین پشت سے اتارین کا نداز جنگ پیدا ہو
جوانون نے بھالے سنبھالے پہلوانون نے گرز اٹھائے قریب تھا کہ باہم حرب و ضرب شروع ہو مگر صاحب قران اکبر
نے جو یہ رنگ بہادران دیکھا بیتاب و بیقرار ہوکر اپنے پدر عالیقدر کے پہلو سے اٹھکر درمیان بہادران تشریف لائے اور
فرمایا کہ اے بہادران یکتائے روزگار آپس مین کیون لڑتے ہو یہ میدان جنگ نہین ہی جب حریف کا سامنا ہوگا اسوقت
جوہر تیغ دکھانا خبردار آپس مین نہ لڑو یہ حکم صاحب قران اکبر ہر ایک سردار نامور سنکے عرض کرنے لگا کہ یا صاحب قران اکبر
ان غلامون کا رقص دیکھنے کو بہت دل چاہتا تھا لہذا منظور ہوا کہ شراب پی ہی رقص بسمل کا تماشا دیکھیے اور دو گھڑی لطف
اٹھائیے یا صاحب قران اکبر اسوقت غلامون کو رقص بسمل دیکھ لینے دیجیے مانع نہو جیسے صاحب قران اکبر یہ تقریر سرداران

نامور کی سُنکے سمجھے کہ یہ سب مست و مدہوش ہین جو اس اتکے نشہ شراب سے بجا نہین ہین بڑا غضب ہوا اگرچہ آپس مین
جدال و قتال کر کے مقتول ہوے پھر ایسے بہادر یکتاے عصر وحید روزگار دستیاب ہونگے یہ خیالات دل مین کر کے
ہر ایک سردار کو ملامت سمجھایا اور عرق دفع نشہ شراب ہر ایک بہادر لاجواب کو پلایا جب سب ہوش مین آئے کیفیت
اپنی گستاخی کی سُنکے منفعل اور شرمندہ ہوے اور دست بستہ پیش صاحب قران اکبر حاضر ہوکر ملتمس ہوے کہ اے آقا
نامدار و مولاے قدر شناس ہمسے بڑی گستاخی اور خطاے بزرگ ہوئی کہ حضور کے ارشاد کو ہم خادمون نے نہ مانا لیکن
آپ کے الطاف اور عنایات اور بندہ نوازی سے امید رکھتے ہین کہ آپ ہماری خطا عفو فرمائین صاحب قران اکبر نے
ہنسکے ہر ایک دلاور سے کہا کہ تمنے کوئی خطا نہین کی اور ہمکو تم سے کسی طرح کا ملال نہین ہے کیونکہ اسوقت تم اپنے ہوش
مین نہ تھے جاؤ اپنے اپنے مقام پر بیٹھو سلطان اسمعیل یہ رنگ بہادری دلاوران دیکھکر تعریف شجاعت سرداران
نامدار فرمانے لگے شاہزادہ معز الدین نے اپنے پدر عالیقدر کی خدمت عالی مین عرض کیا کہ حضور یہ جملہ سردار وحید روزگار
ہین یہ خاکسار انکی بہادری کا کیا اظہار کرے بڑی مشکل سے یہ نامدار دستیاب ہوے ہین سلطان اسمعیل نے فرمایا اے
فرزند سچ کہتے ہو ایسے بہادر ہمنے نہین دیکھے خداوند عالم نے تمکو ایسا خوش اقبال کیا کہ ایسے نامدار تہور شعار یکتاے
روزگار سردار تمکو دستیاب ہوے ہم شکر کرتے ہین اس امر کا کہ خدا نے تمہارا یہ مرتبہ کیا کہ شاہان جہان کو ممکن نہین جب
یہ کلمات سلطان اسمعیل نے نسبت خوش اقبالی کے فرمائے اسوقت شاہزادہ معز الدین نے عرض کیا کہ یہ سب جاہ و جلال
دولت و اقبال افضال ذو الجلال اور آپ کی دعا کی برکت سے ہم پہونچا ہے سلطان اسمعیل یہ تقریر پسر کی سُنکے نہایت
مسرور ہوے بعد اسکے حکماے عالی قدر اور صاحب قران اکبر سلطان والاجاہ فلک بارگاہ کو قصر النیرین کی سیر کیواسطے
ہمراہ لیگئے حکما سلطان کو اثناے راہ مین عجائب و غرائب کی سیر دکھاتے ہوے بصد احترام قصر النیرین مین لائے
سلطان نے ایسا قصر رفیع و وسیع خوش قطع اور باغ پر بہار دیکھا کہ منازل طلسم جام جم کی سیر اور کیفیت صفحہ دل سے مثل
حرف غلط کے محو اور فراموش اور بردور ہوگئی کیونکہ قصر النیرین کو اوصاف قصر ارم سے بہتر پایا اور باغ پر بہار کو گلشن ارم
کی توصیف سے سرسبزی و شادابی مین کہین افضل و اعلے دیکھا اور جو تکلفات کہ قصر احمر مین ملاحظہ کیے تھے اُنسے
ہزار در ہزار درجہ زیادہ اس قصر رفیع و سربلند مین مہیا اور موجود دیکھے اور طرح طرح کے سامان اور اقسام اقسام کے
اسباب راحت قصر النیرین مین دیکھے اور ایسی اشیاے عجیب و غریب نظر سے گذرین کہ چشم روزگار نے کبھی نہ دیکھی
ہونگی غرضکہ بعد تماشاے قصر و سیر باغ سلطان اسمعیل نے دو روز تک قصر النیرین مین قیام فرماکر اور لطف عیش و
عشرت بدرجۂ کمال اُٹھاکر پھر بارگاہ فلک جاہ مین تشریف لے آئے راوی بیان کرتا ہے کہ بارگاہ معلے مذکور اب درمیان
قصر اخضر و قصر النیرین استادہ کی گئی ہے اور جملہ خیمے لشکر نصرت نشان و فوج دریا موج صاحب قران پس پشت
بارگاہ معلے استادہ کیے گئے ہین اور آرایش چراغان سے سراسر زیب و زینت و رونق دیگئی ہے لشکر کی بازارین بائین

شائستہ و بطرز مرغوب آراستہ ہوئی ہین الغرض ایک دن شہنشاہ ذیجاہ فلک بارگاہ یعنی سلطان اسمعیل ورصاحبقران
اکبر تخت جواہر نگار پر جلوس فرماتے تھے اور جملہ سلاطین ذیوقار و امراے نامدار و سرداران تہور شعار و حکماے عالی تبار علی قدر
مراتب و مناصب اپنے اپنے ہم تخت اور کرسی اور صندلی وغیرہ پر بارگاہ معلے مین متمکن تھے یکایک درگہ سالار نے خدمت
صاحبقران اکبر مین آکر عرض کیا کہ اے صاحبقران اکبر وہ چندرہ نقابدار جو روز شروع کتاب خوانی سے تا اختتام
جشن تاریخ الاعظم بارگاہ فلک جاہ مین حاضر ہوتے تھے اسوقت بعد شوکت و حشمت دربارگاہ سپہر نشان پر حاضر
ہین اور امیدوار باریابی کے ہین صاحبقران اکبر نے یہ التماس درگہ سالار کی سنکے ارشاد فرمایا کہ بہت جلد جاؤ اور
اُن نقابداران نامدار ذیوقار کو باحترام و باعزاز تمام ہمارے سامنے لے آؤ تمنے اُن جوانان ذی لیاقت و ذی عزت کو
دربارگاہ پہ کیون روکا اور ہمارے پاس آنے کیون نہ دیا کیا تم اُنکے مراتب اعلی سے واقف و ماہر نہ تھے اور اُنکی عزت
و حرمت سے آگاہ نہ تھے افسوس تمنے اُنکو دربارگاہ پر روکے ہمکو صدمہ دیا اور یہ امر موجب ہمارے ملال کا ہوا
درگہ سالار یہ ارشاد صاحبقران اکبر سنکے عتاب صاحبقران اکبر سے تھر تھر مثل بید کانپنے لگا اور عرق انفعال
سے سراپا تر ہوگیا اور دل مین خیال کرنے لگا کہ نقابداران نامدار کو دربارگاہ پر چھوڑ آنا نہ چاہئے تھا یعنی اس حرکت
نامعقول سے نہایت پشیمان ہوا اور سر جھکا کر دست بستہ ملتمس ہوا کہ اے شہریار کشورستان اس خادم کی کیا مجال
ہے کہ اُنکا سد راہ ہوا اصل اسکی یہ ہے کہ خادم خاص نے خدمت نقابداران ذیوقار مین قبل سے عرض کیا تھا کہ آپ
بلا تامل بارگاہ فلک جاہ مین تشریف لیجائین توقف نفرمائین لیکن نقابداران موصوف نے ارشاد فرمایا کہ ہم بغیر اجازت
صاحبقران اکبر ہرگز بارگاہ معلے مین نہ جائینگے تم ہمارے حاضر ہونے کی عرض کرو لہذا بموجب ارشاد نقابداران نامدار
اس خاکسار ذرہ بیمقدار نے حضور کو اُنکی تشریف آوری کی خبر کی اُنکو دربارگاہ پر چھوڑ آیا فی الحقیقت اس خادم سے اتنی خطا
ہوئی کہ نقابداران ذیوقار کے ارشاد پر عمل کیا اور اُنکو دربارگاہ پر چھوڑ کے حضور کی خدمت مین واسطے اطلاع کے
حاضر ہوا لہذا امیدوار ہون کہ خطاے مذکور کو حضور عفو فرمائین صاحبقران اکبر نے یہ عرض درگہ سالار کی سنکے ارشاد
فرمایا کہ اگر فی الواقع یہی امر ہوا جو تمنے ظاہر کیا تو ہمکو کسی طرح کا تمسے ملال نہین رہا اور خطا تمھاری معاف کی گئی بس اب جلد جاؤ
اور نقابداران عالی قدر والا شان کو ہمارے پاس بھیجدو درگہ سالار عفو خطا سے خوش ہوکر دربارگاہ پر آیا اور خدمت نقابداران
ذیوقار مین عرض کیا کہ آپ سب صاحب بارگاہ مین تشریف لیجائین صاحبقران اکبر آپکو یاد فرماتے ہین نقابداران
موصوف اجازت پاکے داخل بارگاہ فلک جاہ ہوئے اسجگہ راوی دیگر نے اسطرح بیان کیا ہے کہ جب درگہ سالار نے
صاحبقران اکبر کو نقابداران ذیوقار کے آنے کی خبر ہوئی اسوقت درگہ سالار دیگر نے خدمت صاحبقران اکبر مین
بصد ادب عرض کیا کہ اے شہریار کشورستان اس خادم نے سنا ہے کہ ہمراہ ان ذی عزت کے کچھ لشکر اور فوج اور کچھ سامان بھی
ہے اس سبب سے نقابداران مسلح لب دریا خیمہ زن ہوئے ہین بمجرد سننے اس خبر کے صاحبقران اکبر نے چند سردار

نامدار کو واسطے استقبال کے حکم کیا اور فرمایا کہ اُن نقابداران عالی منزلت والامرتبت کو باعزاز و احترام لانا چنانچہ بموجب حکم
سرداران تہور شعار عالیوقار ساحل دریا پر پہونچے جب نقابداران نامدار نے دیکھا کہ چند سرداران گرامی قدر عالی مرتبہ کو
صاحب قران اکبر نے واسطے ہمارے استقبال کے بھیجا ہی بہت خوش ہوے اور قدر شناسی اور رتبہ دانی صاحبقران
اکبر کی تعریف کی اور ہر ایک سردار نامدار سے ملاقات کی بعد ازین سرداران مسطور نقابداران مذکور کو باعزاز و احترام اپنے ہمراہ
بارگاہ فلک اشتباہ مین لائے جسوقت نقابداران عالیوقار بارگاہ آسمان جاہ مین داخل ہوے صاحب قران اکبر نے
سروقد اُنکی تعظیم کی اور ہر ایک نقابدار عالی قدر سے بکشادہ پیشانی معانقہ کیا جملہ سلاطین ذیوقار اور امراے نامدار و
سرداران تہور شعار جو اُسوقت بارگاہ مین موجود تھے واسطے تعظیم نقابداران موصوف کے کھڑے ہو گئے سلطان اسمعیل نے
اُنکی تعظیم قدبلکہ نیم قد سے بھی کم کی اول نقابداران ذیوقار نے سلطان اسمعیل کو باادب تمام مجرا کیا بعدازان ہر ایک امیر اور رئیس
سے مصافحہ اور معانقہ کرکے اپنے مقام سمت پر جو روزاول سے اُنکے واسطے مقرر اور معین تھے اور جسکا حال بشرح اور
بفصل جلدہاے گذشتہ مین ذکر ہو چکا ہی اُسی جاے مقررہ پر بیٹھ گئے صاحب قران اکبر نے بعد مزاج پرسی کے ارشاد
فرمایا کہ اے نجوم سپہر برتری و اے کواکب فلک سروری کچھ تمکو خیال ہے کہ روزاول تمنے ہم سے اقرار کیا تھا کہ انشاءاللہ تعالی
بعد اختتام کتاب تاریخ الاعظم ہم اپنا حال جزو کل بیان کرینگے اور جلوۂ جمال عدیم المثال سے بھی محروم نہ رکھین گے اب
وہ ہنگام ایفاے وعدہ و اقرار آ گیا کیونکہ مدت ایفاے اقرار بھی اختتام کو پہونچی لہذا اب لازم ہی کہ موافق وعدہ کے
ایفاے وعدہ کیجیے ہمکو آپ صاحبون کے جلوۂ جمال دیکھنے کا اور حال سننے کا از حد اشتیاق ہی واسطے خدا کے ازراہ
کرم کہ مردمان وفا شعار اور صدق گفتار کا خاصہ اور طریقہ ہی ایک نظر اپنے جلوۂ جمال بیمثال سے ہماری چشم مشتاق کو
روشن و منور کیجیے اور اپنے حال فرخندہ فال سے اطلاع دیجیے یہ تقریر صاحب قران اکبر استماع کرکے ایک نقابدار
مرواریدپوش نے پردۂ نقاب روے انور سے اُٹھایا صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جوان رعنا بسیار حسین
اور خوبصورت ہی کہ جسکی شعاع انوار حسن خورشید مثال سے تمام صحن بارگاہ روشن اور منور نظر آتا ہی اور اُسکی گل عارض
پر سبزۂ خط کا نمود ہوا ہی اور ایسا خوشنما ہی کہ اگر کوئی معشوق سبزہ رنگ دیکھے یقین ہی کہ فریفتہ ہو جاے اور دل اُسکا اُس
سبزۂ خط کو دیکھکر مثل سبزہ پامال ہو جائے اور رخسار پر نور جوان موصوف پر خال سبز نظر آتا ہی اور رگ ہاشمی جلوہ گر تھی
شکل نقابدار موصوف سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ جوان حسین کسی زن پریزاد کے شکم سے تولد ہوا ہی بعد اُسکے اُن
دیگر نقابداران موصوف نے بھی اپنے اپنے روے انور اور چہرۂ روشن سے نقاب کو اُٹھایا صاحب قران اکبر نے
ملاحظہ فرمایا کہ اُن نقابدارون مین بھی بعض بعض کے عارض پر خال سبز تھا اور رگ ہاشمی ہویدا تھی لیکن سرداران
نقابداران مذکور نے یعنی اُس نقابدار مرواریدپوش نے جسنے اپنے رخ انور سے پردۂ نقاب ہٹایا تھا بڑھکر سلطان
بارگاہ فلک یعنی سلطان اسمعیل کے قدم مبارک کو بصد ادب بوسہ دیا سلطان اسمعیل نے بھی کثرت الفت سے بے ختیار

ہوکر سینہ سے لگایا اور پیشانی نورانی کو بوسہ دیا اور دیر تک سینہ سے لگایا سلطان اسمعیل بار بار صورت اُن نقابداران
مذکور کی دیکھتے تھے اور دل میں ایک طرح کی الفت پیدا ہوتی تھی پھر سلطان اسمعیل بے اختیار اور بیتاب ہوکر گلے سے
لگا لیتے تھے بعد ازان نقابداران مروارید پوش نے صاحبقران اکبر سے مصافحہ کیا اور دست مبارک صاحبقران اکبر
کو آنکھوں سے لگایا صاحبقران اکبر بھی اُس جوان حسین سے گلے ملے بعدہ ہر ایک نقابدار عالیمقدار نے اپنا اپنا حال
بیان کیا بعد سننے احوال کے ظاہر ہوا کہ اکثر نقابدار عزیز قریب صاحبقران اکبر سے ہیں یعنی چار نقابدار لڑکے سلطان
اسمعیل وقائم الملک وشاہزادہ حیدر سلطان ابو القاسم ہیں اور باقیماندہ نقابدار شجاعان عرب کی اولاد سے ہیں کہ جو
طلسم جام جم میں ہر ایک شاہزادہ ذیشان نے پریزادان طلسم سے نکاح کیا تھا اور پریزادان مذکورہ سے یہ تولد ہوئے
تھے جسکا خلاصہ حال دفتر دوم مہدی نامہ میں مصنف بوستان خیال نے مندرج کیا ہو الغرض جب سلطان اسمعیل اور
صاحبقران اکبر نے نقابداران ذیوقار کا احوال تمام وکمال سُنا اور اُنکے جمال عدیم المثال کو دیکھا مسرور وخندان ہوکے
دوبارہ سلطان اسمعیل نے اپنے فرزندان کو سینہ سے لگایا اور پیار کیا اور اسی طرح صاحبقران اکبر نے بھی اپنے برادران
حقیقی کو گلے سے لگایا اور معانقہ کیا اُسوقت اک غلغلہ انبساط ونشاط تمامی بارگاہ معلے میں بلند ہوا کسی سردار نے بیتابانہ
اُٹھکر برادران حقیقی صاحبقران اکبر کے ہاتھوں کو بوسہ دیا کسی امیر نے بادب تمام سلام کرکے معانقہ کیا کسی سردار نے
قدموں کو بوسہ دیا سلاطین نامدار نے خوش ہوکر معانقہ ومصافحہ کیا غرضکہ جملہ سرداران وامرا اور سلاطین برادران صاحبقران
اکبر سے بغلگیر ہوئے اور نہایت شاد وخرم ہوئے جسوقت نقابداران عالیوقار نے ملاقات سلاطین وغیرہ سے فراغت
پائی چند تحائف پردۂ قاف کے کہ جو نادر زمانہ تھے سلطان والاشان یعنی سلطان اسمعیل اور صاحبقران اکبر کی نذر
دیئے واضح ہو کہ ان شاہزادگان والاشان کا ملک اور وطن خاص کوہ اسود وکوہ احمر یعنی اخیر پردۂ قاف [illegible] دوم میں تھا
ملک تو ہمارے ممالک میں ان شاہزادگان ذیشان کے ممالک سے بہت کم راہ کا فرق ہو تھوڑا ہی فاصلہ مابین ہے
بعد ازان ان شاہزادگان عالی منزلت نے سلطان اسمعیل کی خدمت عالی میں عرض کیا کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ ہم
یہاں اکیلے نہیں آئے ہیں بلکہ ہماری مادران گرامی قدر عالی منزلت بھی ہمارے ہمراہ تشریف لائی ہیں پس ہم امیدوار ہیں
کہ ہماری والدۂ گرامی قدر ملکہ عالیہ خاتون کی خدمت فیضدرجت میں جاکر سعادت پابوسی حاصل کریں سلطان اسمعیل نے
بخوشی خاطر اجازت دی اور ارشاد فرمایا کہ بہت مناسب بلکہ نہایت بہتر ہو کہ خواتین کو حرم محترم یعنی محلسرا میں لیجاؤ اور ہماری
جانب سے کہدو کہ تا اختتام جشن عقد ونکاح محلسرا میں قیام رکھیں چنانچہ بموجب ارشاد سلطان اسمعیل ان شاہزادوں نے
اپنی مادران عالی منزلت کی خدمت میں جاکر عرض کیا کہ سلطان اسمعیل نے آپکے بارے میں اسطرح ارشاد فرمایا ہو خاتونان
پریزاد نو وارد یعنی مادران نقابداران بمجرد سننے اس حکم کے خدمت میں ملکہ عالیہ خاتون کے جانے پر موجود ہوئیں اور بعد
درستی سامان وتبدیلی پوشاک کے بتجمل وحشم وبعزت ووقار خدمت ملکہ عالیہ خاتون میں گئیں جسوقت یہ خواتین عالی قدر

یعنے نادران نقابداران ذیشرف محلسرا مین داخل ہوئین خواتین محلسرا انسے باشتیاق تمام بغلگیر ہوئین ملکہ عالیہ خاتون نے
زنان پریزادان پر بہت نوازش فرمائی اور بخوبی تمام آنکی خاطرداری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا بعد اسکے صاحبقران
ذیشان نے شہنشاہ گیتی ستان اپنے والد ذیوقار اور ملکہ عالیہ خاتون اپنی مادر عالی تبار کو مع زنان پردۂ قاف و دیگر
نسوان محلسرا کے قصر الشیرین مین مقیم کیا اور سب کے واسطے علی قدر مرتبہ قصر نفیس و پرتکلف مقرر و معین فرمائے قبل اسکے
بیان کیا گیا ہی کہ اس قصر رفیع مین ہزارہا قصر و ایوان مثل دیوان خاص اور دیوان عام مہیا کار مطلا بکثرت تعمیر کیے گئے ہین اور
فقط اسی جشن ہمایون کے واسطے بنائے گئے تھے علاوہ اسکے اس باغ پربہار جنت نظیر مین اسقدر گنجایش اور وسعت ہی کہ جملہ
متعلقان صاحب قران والاشان کو جدا جدا مقامات رہنے کے واسطے دیے گئے جسطرح باغ زاہدہ خاتون مین صاحبقران
اعظم و اصغر کے متعلقین مقیم ہوے تھے فی الحال جملہ مہمان صاحب قران اکبر یعنی جملہ مردان و زنان پردۂ قاف و پردۂ دنیا
قصر الشیرین مین مقیم ہوے۔ راوی کہتا ہی کہ ملکہ عالیہ خاتون کے دل محبت منزل مین اکثر اوقات یہ خیال آتا تھا کہ کسی طرح
جلوۂ جمال عدیم المثال عروسان فرزند دلبند سے دل کو مسرور اور آنکھون کو روشن اور منور کرون یعنے جمال جہان آرائے ملکہ
شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار و غیرہ کو دیکھون کیونکہ ملکہ عالیہ خاتون نے جیسے شہرہ حسن دلفریب ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار و
ملکہ ناطقہ روشن بیان سنا ہی شوق و اشتیاق دیدار بدرجہ کمال ہی حالانکہ ملکہ تاج روشن گہر و ملکہ صبح الکشا دونون خاص
ملکہ عالیہ خاتون مین حاضر ہین اور ملکہ آفاق دونون عروسان خوبرو کو پرتو جمال خورشید مثال سے دیدۂ مشتاق کو روشن
اور منور کرتی ہین پھر بھی ملکہ شمسہ تاجدار کے دیکھنے کا اس درجہ شوق و اشتیاق دل کو ہی کہ بیتاب و بیقرار بیحساب وار
ہر وقت رہتی ہین آخرکار ملکہ عالیہ خاتون سے ضبط و تحمل نہوسکا کہ چند روز تامل کرتین ایک روز ملکہ عالیہ خاتون نے اپنے
فرزند دلبند یعنی صاحبقران اکبر سے ارشاد فرمایا کہ اے فرزند ہمکو بہت اشتیاق ہی کہ ملکہ شمسہ تاجدار کے جلوۂ جمال خورشید
تمثال سے آنکھون کو روشن کرین اور دل کو مسرور کرین صاحب قران اکبر نے یہ تمنا ملکہ عالیہ خاتون یعنی اپنی والدۂ
گرامی قدر کی آرزو سے مذکور آگے اپنے استاد والامنہاد حکیم قسطاس الحکمت کے بیان کی جناب حکیم قسطاس الحکمت
نے ارشاد فرمایا کیا مضائقہ ہی اور کچھ قباحت نہین ہی ہماری جانب سے ملکہ عالم سے کہدو کہ موافق رسم آئین اپنے ملک
کے ایک انگوٹھی تعین نسبت کی اپنے ہمراہ لیجائین اور وہ انگشتری ملکہ شمسہ تاجدار کی انگلی مین پہنائین مگر ہمراہی جملہ زنان
پردۂ قاف و پردۂ دنیا بجمیع حشم و تجمل و شوکت و شان قصر اخضر مین تشریف لیجائین اور بموجب ساکنان پردۂ دنیا اس
رسم کو بخوبی انجام دین اور جمال جہان آرائے ملکہ شمسہ تاجدار دیکھکر اپنے دل کو شاد و خرم فرمائین صاحب قران اکبر نے
جسوقت یہ ارشاد استاد حکیم قسطاس الحکمت شنافی الفور پادری ایڈروس کو اور ابو عامر بدر ذیوقار ملکہ شمسہ تاجدار کو اس
حال سے اطلاع دی ابو عامر اور پادری ایڈروس نے قصر اخضر مین اس امر خوشی کی خبر کردی زنان قصر اخضر و زنان فردوس
نے جسوقت یہ خبر مسرت اثر پائی نہایت خوش و خرم ہوئین اور روز مقررہ ملکہ شمسہ تاجدار کو پرتکلف لباس خسروانہ اور پوشاک شاہانہ

اور زیور جواہر گرانبہا سے سراسر بحسن وخوبی آراستہ کیا اور ایک تخت جواہر نگار پہ بہزاران ہزار زیب وزینت متمکن کیا لیکن تو عجب ملکہ شمسہ تاجدار کے حسن کا عالم تھا آفتاب غیرت سے منھ پھیرے ہوئے تھا ماہ کی یہ مجال نہ تھی کہ واسطے مقابلے کے آتا حور جنان اگر اسوقت ملکہ شمسہ تاجدار کو دیکھ لیتی دعوائے حسن وجمال دل سے دور ہوتا اور اگر کوئی پری اسوقت روئے زیبائے ملکہ شمسہ تاجدار کو دیکھتی ہوش اسکے اڑجاتے ساری خود روئی اپنی بھول جاتی مثل ذرہ کے آگے اس آفتاب قمر کے اپنے تئیں باقی ادھر تو زنان فردوسیہ اور زنان قصر اخضر نے ملکہ شمسہ تاجدار کو بصد حسن وخوبی آراستہ کیا ادھر ملکہ عالیہ خاتون وزنان پریزاد عالیوقار وزنان آدمزاد یعنی والدۂ امیر محمد وامیرزادہ سیف الدین وغیرہ بشوکت وحشمت تمام وحشم وبجلو تمامتر بزیبت ونقارہ داخل قصر اخضر ہوئیں خواتین قصر اخضر نے ملکہ عالیہ خاتون کا استقبال بآئین شایستہ کیا اور بصد اعزاز واحترام ایک مقام پر قصر اخضر میں بٹھایا اور مراسم ومراتب تہنیت ومبارکبادی بحسن وخوبی اور ایک مجلہ بعد قربت خوشی ومراسم معمولی زنان قصر اخضر ملکہ شمسہ تاجدار کو بحجلۂ عروسی سے مثل خورشید تابان باہر لائیں اور ایک تخت جواہر نگار پہ رونق افروز کیا اسوقت ملکہ شمسہ تاجدار مثل ہلال شب اول حیا اور حجاب سے سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہوئی تھیں گرد زنان فردوسیہ وغیرہ بیٹھی تھیں صحبت عیش وعشرت وبزم نشاط وانبساط نہایت گرمجوشی سے آراستہ تھی نغمۂ مبارکبادی سے جملہ زنان بزم نہایت مسرور تھیں اور کثرت رنگینی وقنادیل وغیرہ سے محفل عشرت پر نور تھی ملکہ عالیہ خاتون کو تاب صبر باقی نہ رہی بیتاب ہوکر بصد اشتیاق رخ پر نور ملکہ شمسہ تاجدار کو دیکھا بمجرد دیکھنے حسن ملکہ شمسہ تاجدار سے آنکھیں ملکہ عالیہ خاتون کی خیرہ ہونے لگیں ایسی محویت اور حیرت ہوئی قریب تھا کہ مثل حضرت موسی علیہ السلام تاب نظارہ جلوۂ جمال نہ لاکر غش آجائے مگر ملکہ عالیہ خاتون نے بزور اپنے تئیں سنبھالا اور نہایت ہی شاد وخرم ہوکر سینہ سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا زر وجواہر ملکہ شمسہ تاجدار کے سر پر تصدق ونثار کیا اسوقت ملکہ عالیہ خاتون نے کثرت الفت اور فرط محبت سے چاہا کہ ملکہ شمسہ تاجدار کے تصدق ہوں گرد پھروں قربان ہوں لیکن اکثر خواتین کہ اس امر سے مانع آئیں اور کہا اے ملکہ آفاق یہ امر آپکی لیاقت اور بزرگی کے لائق نہیں ہے ملکہ عالیہ خاتون بموجب کہنے خواتین کے گرد تو نہ پھریں لیکن ملکہ شمسہ تاجدار کے سر سے پاؤں تک بلائیں لیں بکر سینے سے لگایا گل رخسار کے بوسے لیے انگشتری اپنے ہاتھ سے انگشت نازک ملکہ شمسہ تاجدار میں پہنائی علاوہ اسکے زیور جواہر نگار انواع واقسام بخوشی تمام ہاتھوں میں اور گلے میں پہنایا اور کچھ زیور جواہر مثل جوشن اور راکون وغیرہ کے بازو پر باندھا ارباب نشاط وطرب یعنی زنان رقاصہ وخوش گلو نے رقص کرکے مبارکبادی گانا شروع کیا تھاپ طبلے پر پڑی سازندے آواز راگ کی ایسی بلند کی کہ تار راگ کا باندھ دیا پھر ایک مطربہ نے اس رنگ سے رقص کیا کہ مرغ جان اہل بزم خوشی سے مثل طائر بسمل پھڑکنے لگا اگر وہ رقص رقاصۂ مطربۂ فلک یعنی زہرہ کی نظر سے گذرتا یقین تھا کہ بیخود ہوکر بام فلک سے اپنے تئیں گرا دیتی اور اگر آواز نغمۂ مطربہ بزم عشرت گوش مشتری تک پہونچتی خیال آتا ہے کہ ضرور دستار وار جھومنے لگتی اور اگر آواز دلکش مطربہ بلبل

لیلی جمال استماع ان علم موسیقی سن لیتے یقین ہے کہ مثل مجنون دیوانے ہوکر زندگی اپنی صحرا مین بسر کرتے بعد انگشتری
پہنانے ملکہ عالیہ خاتون کے مادر امیر محمد نے بھی اپنی بہو ملکہ سرو سہی کی بلائین لیکر سینے سے لگایا اور خوش ہوکر خوب پیار کیا

اور رسم نسبت ادا کی یعنی انگوٹھی دست رنگین ملکہ سرو سہی مین پہنائی اور رخ انور اُس نازنین کا دیکھا بعد اسکے مادر
اسلم نوجوان اور والدہ یعقوب حرانی نے اپنے فرزندون کی عروسان پاکیزہ رو عنبرین مو یعنی زنگاوہ زنگاری پوش
وطرہ مشکین جمال کے انگشت دستہاے حنائی مین انگشتریہاے نسبت بخوشی وخرمی پہنائین اور ہر ایک نے اُن
دونون سے اپنی اپنی بہو کو سینے سے لگایا پیار کیا اسباب زیور طلائی وجواہر نگار پہنایا بعد اسکے ملکہ عالیہ خاتون نے
عوض مادر ابو المحسن مادرانہ رسوم نسبت ادا کیے یعنی خلد آنہ ماہر و نیت عمران شاہ کو سینے سے لگایا پیشانی و رخسار
بوسے لیے اور بصد خوشی وخرمی انگشتری نسبت انگشت دست رنگین خلد آنہ ماہر و مین پہنائی اور بہت سا زیور طلائی
ونقرئی جواہر نگار بھی پہنایا اسوقت قصر اخضر مین عجب طرح کا ہنگامہ عیش وعشرت بلند تھا ہر جانب سے صداے
تہنیت ومبارکباد آتی تھی ہر غنچہ خاطر ہاے اہل بزم مثل گلہاے شگفتہ کھلے تھے سواے خوشی کے رنج وغم کا ذکر بھی
نہ تھا رقاصہ کا وہ رقص کرنا دلون کو مثل سبزہ ہر قدم پر پامال کرنا مطربہ کا دولحن داؤدی سے گانا اور زنان بزم کا استانہ
محویت سے جھومنا متواتر مطربہ کو انعام ملنا مفصل اگر تحریر کیا جاے تو بہت طول ہوگا اور دل ناظر افسانہ ملول ہوگا اسوجہ
سے بالتفصیل سامان عیش وعشرت مندرج نہین کیا گیا اور مجمل طور سے وارد قلم مختصر رقم کیا ملکہ عالیہ خاتون باوجود متواتر
پیار کرنے اور گلے لگانے اور روے زیباے ملکہ شمسہ تاجدار دیکھنے کے کثرت محبت والفت سے چہرہ بے نظیر ملکہ
شمسہ تاجدار کو برغبت پھر دیکھتی تھین اور جانب حسن خداداد نگران رہتی تھین کیونکہ دمبدم صورت زیبا اور شکل جہان آرا
ملکہ شمسہ تاجدار کے دیکھنے سے ملکہ عالیہ خاتون کے دل کو خوشی اور مسرت بے انتہا ہوتی تھی اور آنکھون مین نور آتا تھا

بے اختیار صنعت صناع حقیقی پر نظر کرکے یعنی حسن عدیم المثال ملکہ شمسہ تاجدار دیکھ کے ملکہ آفاق کو حیرت ہوتی تھی درگاہ خدا
مین سجدہ شکر کرتی تھیں اور دل مین کہتی تھیں کہ خداوندا کس زبان سے تیرا شکر ادا کرون تو نے مجھکو ایسی بہو حسین جمیلہ
شکیلہ اپنی قدرت کاملہ سے عنایت کی ہے کہ پردۂ دنیا پر ایسی کوئی عورت حسین نہوگی بلکہ پردۂ قاف مین کوئی زنان
پریزاد مین بھی ایسی حسین مہ جبین نہوگی پروردگارا تو نے حسب دلخواہ میرے مجھکو خوبصورت بہو عنایت کی جسقدر شکر
تیرا کرون کم ہی الغرض ایک روز اور ایک شب صحبت عیش و بزم عشرت موافق تحریر بالا رونق پذیر رہی بعد ختم بزم طرب
ملکہ عالیہ خاتون و دیگر خواتین اسی طرح تجمل و حشم قصر النیرین مین تشریف لائین یہان حکماے عالی منزلت والا مرتبت کی
یہ راے ہوئی کہ محفل عروسی ملکہ خلد آشیانہ اور ملکہ سرو سہی اور طرۂ مشکین خال اور شعلہ فارسیہ وغیرہ کی قصر اخضر مین
آراستہ ہو اور امیر محمد و امیر سیف الدین و شدید الشداد و ابو الحسن جوہر و یعقوب حرانی و ترک سخت کمان کو
نوبت بہ نوبت زنان مذکور الصدر سے منعقد کیا جاے چنانچہ یہی مشورہ قرار پایا اور یہی تجویز ہوئی کہ قصر اخضر مین تیاری
بزم عروسی کا سامان ہو چنانچہ بموجب تجویز قصر اخضر مین آراستگی محفل عروسی کا حکم پہونچا دیا گیا تاکہ تیاری جشن عروسی
کی اور بزم کتخدائی کا سامان بخوبی ہو بعد اسکے ملکہ عالیہ خاتون نے موافق ارشاد حکیم قسطاس الحکمت ملکہ نوبہار کے دیکھنے
اور رسم نسبت ادا کرنے کا ارادہ کیا چونکہ شہر عرشیہ مین قبل سے ملکہ عالیہ خاتون کی تشریف آوری کی خبر پہونچ گئی تھی اور
تیاری بزم طرب کا سامان ہو رہا تھا چنانچہ سلطان سمسون ملقب بقیصر نوش پدر عالیوقار ملکہ نوبہار گلشن افروز اور
ملکہ اوقیہ ماہ رخسار مادر گرامی قدر ملکہ نوبہار نے شہر عرشیہ اور قصور و ایوان حرم کو اسطرح آراستہ کرایا تھا کہ نگارخانہ چین
بھی شرماتا تھا اگر بالتفصیل آراستگی شہر و ایوان تحریر کیجاے طول بھی ہوگا مختصر یہ ہی کہ اس رنگ سے شہر اور قصور
اور ایوان تصاویر و نقش و نگار وغیرہ سے آراستہ کئے گئے کہ اگر مانی و بہزاد آرایش قصور وغیرہ کی دیکھ لیتے ہمہ تن
تصویر حیرت ہو جاتے یہان تو آراستگی قصر و ایوان ہوئی ہے اور ہو گی لیکن اب کچھ ذکر جناب حکیم قسطاس الحکمت
بیان کیا جاتا ہی بعد حکم دینے تیاری بزم عروسی کے عالی منزلت والا مرتبت حکیم قسطاس الحکمت نے شہنشاہ گردون شکوہ
بہرام سلطان اسمعیل سے فرمایا کہ ای شہنشاہ فلک وقار اگر حضور فیض گنجور کو سیر طلسم عجائبات کا اشتیاق ہو اور دل
عالی کو شوق عجائب و غرائب دیکھنے کا ہو تو بسم اللہ تشریف لیجائیے اور جبتک بزم عروسی رونق پذیر ہو بعض مقامات
و منازل طلسم کو بفراغ خاطر دیکھیے اور مشاہدہ طلسم عجائبات سے دل کو مسرور فرمائیے سلطان اسمعیل نے بمجرد سنتے اس
تقریر حکیم قسطاس الحکمت کے بعد شوق و ہزار رغبت خاطر منظور فرمایا اور دوسرے روز سلطان بقصد سیر طلسم عجائبات
حکیم ارسطو مین تشریف لے گئے اور ملکہ عالیہ خاتون مع اکثر نسوان پریزاد و آدم زاد جانب شہر عرشیہ بتجمل روانہ ہوئین
جب سلطان اسمعیل داخل طلسم عجائبات ارسطو مین ہوے چند روز تک سیر عجائبات کرتے رہے اور دل کو نہایت
مسرور و خندان تماشاے عجیب و غریب دیکھکر فرماتے رہے یعنی مشکوے حیرت سے مزہ اٹھاتے [illegible]

طلسم کو بنظر غور و فکر ملاحظہ کیا اور ہواے مرغزار سے دل کو مثل گل شگفتہ کیا ایسے ایسے عجائب و غرائب اشیا وغیرہ
سلطان اسمعیل نے ملاحظہ کیے کہ نہایت ہی متحیر و متعجب ہو کر مسرور و خرم ہوے باوجود اسکے کہ جملہ منازل طلسم باطل و معدوم
ہوگئے تھے اور چندان کیفیت باقی نہ رہی تھی لیکن پھر بھی سلطان اسمعیل کو دیکھنے منازل و مقامات طلسم کے اسقدر
حیرت ہوئی کہ خود ہمہ تن تصویر حیرت ہوگئے اور اسقدر مسرور و شادان ہوے کہ تمامی عمر مین کبھی ایسی سیر عجیب و غریب سے
خوش و خرم نہوے تھے سلطان اسمعیل مشغول سیر تھے ناگاہ سلطان روح الملک والد نامدار ملکہ ناطقہ روشن بیان
اور سلطان قیصر قوس پدر عالی قدر ملکہ نوبہار سے ملاقات ہوئی شاہان والاشان مذکور نے سلطان اسمعیل کے
استقبال اور عزت و احترام اور تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا سلطان اسمعیل بھی شاہان موصوف سے
نہایت مسرور ہوے اور معانقہ کیا سلاطین مسطور نے ایک تاج ایسا جواہر نگار کہ اور شاہان اولوالعزم کو میسر بھی نہوا
تھا بلکہ دیکھا بھی نہ تھا اور ایک شمشیر آبدار کہ جو ہمدم ذوالفقار تھی نذر گذرانکر کہا کہ یہ تحفہ ہے حقیر قبول فرمائیے
سلطان اسمعیل نے بسر و چشم تحفہاے مذکور الصدر کو بخوشی و خرمی قبول کیا بعد اسکے سلطان اسمعیل نے سلاطین
موصوف کی مزاج پرسی کی شاہان مذکور نے کہا کہ افضال خدا اور آپکے اقبال سے ہم بخیر و عافیت ہین چند روز سے
آپکی تشریف آوری کی خوشخبری تھی نہایت اشتیاق تھا کہ زیارت سے مشرف ہون آج حسب اتفاق آپ واسطے
سیر کے تشریف لائے اور ہمکو بھی خبر ہوئی کہ شہنشاہ گیتی ستان واسطے سیر طلسم بہ تماشاے حکیم ارسطو کے تشریف
لائے ہین ضرور ہوا کہ استقبال کیجیے اور مدعاے دلی یعنی شرف زیارت حاصل کیجیے بعد اس گفت و شنید کے سلطان
اسمعیل نے ہمراہی شاہان مسطور گنبد گیتی نما اور ارود قسمت اور مقام الامتحان وغیرہ مقامات باطن طلسم باطل
کی سیر سے لطف و فرح اٹھایا اور بانیان طلسم کی عقل و فراست و دانائی و حکمت پر ہزار ہزار تحسین و آفرین کی ادھر ملکہ
عالیہ خاتون بجلوس شاہانہ بتجمل خسروانہ بنوبت و نقارہ شادی اہل شہر عشرت مین تشریف لائین جملہ زنان پریزاد
عالی نژاد نے بعد جلوس و حشمت و شوکت ملکہ عالیہ خاتون کا استقبال کیا اور بتکریم و تعظیم اور باعزاز و احترام ملکہ
آفاق کو حرم سراے خاص مین لیگئین اور ایک مقام صدر پر باعزاز تمام بٹھایا اکثر خواتین ملکہ عالیہ کے [illegible]
بغلگیر ہوئین ملکہ عالیہ خاتون نے ملاحظہ فرمایا کہ محلسرا مین ہزار در ہزار نسوان و خواتین پریزاد لباس [illegible]
کیے ہوے ہین اور زیور گرانبہا سے آراستہ ہین صورتین انکی گویا نور کی ہین تبسم انکا ملکہ عالیہ خاتون باوجود متواتر
ہواے مسرت سے شگفتہ ہوتا ہے چال انکی وہ قیامت کی ہے کہ ہر قدم دل مشتاق کو سے چہرہ بے نظیر ملک
اہل قبور کے گویا مسیحا ہین مردے قبر مین انکے قدم کی ٹھوکر سے زندہ ہو جاتے ہین الکورت زیبا اور شکل جہان آرا
پائے ہین چہرہ پر نور انکا مثل ماہ شب چہاردہ کے روشن اور منور ہین نہین بلکہ ہی اور آنکھون مین نور آتا تھا
منکی آنکھون کی دیکھنے کی مشتاق ہے عشاق کو جدائی انکی ازحد شاق ہے تیر مژگان ا

ابروے خمدار پر اُنکے کبھی کمان کیانی کا گمان ہوتا ہی اور کبھی شمشیر آبدار کا صاف شبہہ ہوتا ہی بالاے ابرو خال یون نظر
آتا ہی جیسے تلوار پر جوہر عارض گلرنگ اُنکے ایسے رنگین ہین کہ گلہاے گلشن بھی آگے اُنکے کچھ حقیقت نہین رکھتے اور
گیسوے عنبرین اُنکے ایسے سیاہ اور معطر ہین کہ مشک بھی اُنکے ہمسری کر نہین سکتی اور انھین بھون سے شرمندہ
اور خجل ہوکر پوشیدہ گوشہ نافہ آہو مین رہتی ہی سینون پر اُنکے ایسا اُبھار ہی کہ اگر عشاق ایک نظر دیکھ لیتے بے اختیار
کلیجہ پکڑ کر بیٹھ جاتے اور آہ سرد دل مضطر سے کھینچین اور دست وپا اُنکے برنگ حنا سے ایسے رنگین ہین معلوم ہوتا ہی کہ خون
عشاق سے رنگین کیے ہین رفتار معشوقانہ اُنکی عجیب شوخ تھی ہر اک قدم پر فتنہ برپا کرتی تھی اور ناز اُنکے ایسے گران قدر ہوتی
ہین کہ عشاق بصد اشتیاق متحمل ہوتے ہین غرض ہر ادا اُنکی دل کو مرغوب تھی اور شوخی و شرارت اُنکی بہت محبوب تھی
بعد اسکے ملکہ عالیہ خاتون نے ملاحظہ فرمایا کہ محلسرا کو عجب نقش و نگار سے مزین اور آراستہ کیا ہی کہ دل کو کمال حیرت
ہوتی ہی اور عقل ادراک سے قاصر ہوتی ہے اگر مانی و بہزاد بھی ایک نظر اس نقش و نگار کی خوبی کو دیکھتے تو حیرت سے خود
ہمہ تن تصویر حیرت ہوجاتے بعد دیکھنے زیب و زینت محلسرا کے ملکہ عالیہ خاتون نے ملاحظہ کیا کہ جنبان لنسوان پریزادون نے
باآئین شایستہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو حجلۂ عروسی سے باہر لاکر ایک مسند زرتار پر بٹھایا ملکہ نوبہار گلشن افروز
ایک تو حسن خداداد رکھتی تھی دوسرے لباس مکلف عروسی اور زیور گرانبہا سے ایسی ترقی حسن وجمال ہوئی ہے
کہ دیکھنے والون کی جان قربان ہوتی اور دل بہزار اشتیاق صدقے ہوتا ہی رنگینی حناے دست و پا سر دست خونریزی
پر آمادہ ہی آنکھون مین ایسا سرمہ دنبالہ دار لگا ہوا ہی دیکھنے والے کو شمشیر اصفہانی کھنچی ہوئی نظر آتی ہے پان کی سرخی سے
لب نازک رشک عقیق مین معلوم ہوتے ہین لباس سرخ مین رخ پرنور ملکہ نوبہار گلشن افروز یون نظر آتا ہی
جیسے شفق مین مہر تابان اور ملبوس ملکہ نوبہار گلشن افروز عطر سہاگ سے ایسا معطر و معنبر ہے کہ بوے مشک و عنبر
بھی غیرت سے محجوب ہو نظر نہین آتی اور پیشانی انور پر ملکہ نوبہار کے ایسی افشان چنی ہوئی ہی کہ پر فلک بھی دیکھ
زر انجم ملکہ نوبہار کے فرق پر نثار کرتا ہی جب یہ کیفیت ملکہ عالیہ خاتون نے ملاحظہ فرمائی دل بیتاب کو تاب نہ آئی آخر کار
بہزار شوق و اشتیاق ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سینے سے لگایا پیار کیا سراپا کی بلائین لین اور انگشتری لنسبت انگشت دست
عالی کو ملکہ نوبہار مین بصد خوشی پہنائی اور حسن وجمال ملکہ نوبہار پر نظر کی دیکھا کہ حسن ملکہ نوبہار گلشن افروز عجب بہار
و منازل طلسم کو بفراغ خاطر ہین آنکھین غیرت نرگس ہین دہن غنچہ تنگ سے بھی تنگ تر ہی گلشن شباب جوش پر ہے
تقریر حکیم فسطاس الحکمت کے بعد ہیں بیچان ہین ملکہ عالیہ خاتون یہ رشک بہار حسن ملکہ نوبہار گلشن افروز دیکھ کر اپنے
حکیم ارسطو مین تشریف لے گئے اور تمکین اور کہنے لگین کہ یہ عجیب صنعت صناع نخلبند قدرت ہی کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز
جب سلطان اسمعیل داخل طلسم عجائب ہو شکر خداوند کارساز کا کہ میرے نونہال فرخندہ فال کو ایسی عروس رشک چمن خدا
مسرور و خندان تماشاے عجیب و غریب ان مین مشغول و نظر جسکا ہوگا زادی کہتا ہی کہ ملکہ عالیہ خاتون کا بلبل دل گل عارض

ملکہ نوبہار گلشن افروز کو دیکھکر شیفتہ اور فریفتہ ہوگیا اور اسقدر ملکہ عالیہ خاتون خوش وخرم ہوئین کہ قریب تھا شادی مرگ ہوجائین آخر ملکہ عالیہ خاتون نے بخوف ہلاکت اپنے تئین سنبھالا اس اثنا مین رقص پریزادان شروع ہوا نازنینان پریزاد گانے لگین اور تہنیت و مبارکبادی دینے لگین ملکہ عالیہ خاتون نے جو رقص دیکھا اور گانا مہجبینان پریزاد کا سنا ایسا لطف حاصل ہوا کہ کبھی ایسا لطف کسی بزم عشرت مین حاصل ہوا تھا کیونکہ نازنینان پریزاد کا کبھی رقص نہ دیکھا تھا اور نہ گانا سنا تھا بزم مین وہ نازنینان پردۂ قاف کا خوش آوازی سے گانا اور رقص کرنا اور اثنائے رقص مین وہ گردش چشم اور اشارۂ ابرو سے دل اہل بزم طرب کو محو کرنا یادگار تھا خواتین بزم رقص دیکھکر اور گانا سنکر ایسی محو تھین کہ گویا بجولی بیہوش نہ تھا مثل بادہ خوارون کے جھوم رہی تھین ہر ساز کی آواز دل ناساز کی ایسی مسرت و فرحت دیتی تھی کہ افسردگی ناسازی بالکل زائل ہوجاتا تھا اس وقت وہ بزم عشرت محفل عیش حضرت سلیمان علیہ السلام سے مشابہ تھی کثرت نسوان پریزادان خوبرو سے تمام مجلس اعمور تھی ہر چہار جانب نازنینان پریزاد جلوہ گر تھین ناچ ہورہا تھا آواز نغمۂ نازنینان پریزاد سے ہر دل اہل بزم کو سرور حاصل تھا لیکن ملکہ عالیہ خاتون باوجود ایسے رقص اور گانے کے کہ کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ سنا تھا چندان مسرور نہوتی تھین جسقدر کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کے روئے پرنور کو دیکھکر خوش ہوتی تھین کیونکہ حسن ملکہ نوبہار گلشن افروز بھی ملکہ شمسہ تاجدار کے حسن سے کچھ پایہ کم نہ رکھتا تھا ہان کسی قدر ملاحت انسانی اور شمع روئے پریان کا فرق ضرور تھا۔ الغرض بار دیگر ملکہ عالیہ خاتون نے بصد شوق ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سینے سے لگایا عارض گلرنگ کے بوسے لیے اور زیور گران بہا اپنے ہاتھ سے ملکہ نوبہار کو پہنایا اور طبقہائے زر وگوہر سر پر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے نثار کیے اور اسی طرح نادرہ رازدار کی رسوم نسبت ادا کی غرضکہ بعد ادائے مراسم نسبت حسب معمول پھر نازنینان پریزاد نے ناچنا اور گانا شروع کیا اور ملکہ عالیہ خاتون کو دو شب نغمات عجیب اور رقص غریب سے بانواع واقسام مسرور اور محظوظ کیا اور خواتین پریزاد نے ملکہ عالیہ خاتون کے لیے تکلیم و تواضع مین کسی طرح کی کمی نہ کی یعنے جس شی کی ملکہ عالیہ خاتون کو ضرورت ہوتی تھی نسوان پریزاد بلا طلب حاضر کرتی تھین الغرض تیسرے روز ملکہ عالیہ خاتون مع دیگر نسوان بجاہ و حشم و بجلوس و تجمل نوبت نقارۂ شادی شہر قلب الحصار دار السلطنت سلطان روح الملک مین تشریف لیگئین جسوقت تشریف آوری ملکہ عالیہ خاتون نسوان عالیوقار واسطے استقبال کے آئین اور بصد عزت وحرمت اور بہزار اعزاز و احترام اپنے ہمراہ لیجاکر ایک قصر ... کو آراستہ پر باعزاز تمام بٹھایا ملکہ عالیہ خاتون نسوان عالیوقار سے گلے ملین بعد اسکے ملکہ عالیہ خاتون باوجود متواتر ... سے چہرہ بے نظیر ملکہ وہ قصر رفیع و وسیع آراستہ تھا کہ قصر جنان بھی اس سے خجل تھا قصر فلک سے ہین الکورت زیبا اور شکل جہان آرا خواتین قصر باالباس مکلف و فاخرہ مسندہائے زرین پر جلوہ فرما تھین بلکہ فرش ... اور آنکھون مین نور آتا تھا ایک جانب ایک مسند زرکار پر ملکہ ناطقہ روشن بیان بلباس ... مژگان ...

دولھن بنی ہوئی بیٹھی تھین جسوقت ملکہ عالیہ خاتون نے ملکہ ناطقہ روشن بیان کو بزم طرب مین بلباس عروسی بیٹھے ہوے
دیکھا بیتابانہ کثرت محبت والفت سے سینے سے لگایا پیشانی ورخسارے کے متواتر بوسے لیے زر سرخ وسفید اور طبقہا سے
گوہر آبدار ملکہ ناطقہ روشن بیان کے سر پر سے نثار کیا بعد اسکے سراپاکی بلائین لین اپنی آغوش مین بٹھایا اور ایک انگشتری
فیروزہ بیش بہا ملکہ ناطقہ روشن بیان کی انگلی مین بعد خوشی پہنادی اور علاوہ اس انگشتری نسبت کے زیور جواہر کا پیش
گلو اور آویزہ گوش کیا بعد اسکے ملکہ عالیہ خاتون نے حسن ملکہ ناطقہ روشن بیان پر نظر کی عجب حسن دلفریب دیکھا کہ دل
بے اختیار سوجان سے مفتون ہوگیا یعنے دونون رخسار مثل مہر وماہ منور نظر آئے آنکھین صورت نرگس شہلا دیکھین
پیشانی پر نور پر افشان چنی ہوئی ایسی دیکھی ثابت ہوا کہ ستارے فلک حسن پر جلوہ گر ہین بعد اس رسم نسبت کے
نازنینان خوش گلو نے مبارکبادی گانا شروع کیا اور رقص کرنا آغاز کیا - راوی کہتا ہو کہ اس روز نازنینان خوبرو بزم
طرب مین ایسا گائین کہ پیر فلک کو حال آگیا چنانچہ اب تک اثر اسی حال کا باقی ہے یعنے یہ پیر فلک گردش نہین کرتا ہے
بلکہ کیفیت حال مین جھوم رہا ہی بعد انگشتری نسبت پہنانے ملکہ ناطقہ روشن بیان کے ملکہ عالیہ خاتون نے خاتم یاقوت
دست رنگین غمزہ شیرین کارین بابت نسبت ابوالحسن جوہر کے پہنادی بعد جملہ رسوات نسبت کے ملکہ عالیہ خاتون دو
روز اور دو شب بعد عیش وعشرت خانہ عروس مین مہمان رہین زنان قصر لے ملکہ عالیہ خاتون کی ایسی خاطر وتواضع کی کہ
ملکہ آفاق بہت خوش ہوئین اور ایسی بزم طرب اور محفل عشرت آراستہ کی کہ ملکہ عالیہ خاتون نہایت مسرور ومحظوظ ہوئین
بعد انفراغ رسومات ومہمانی کے ملکہ عالیہ خاتون پھر اسی طرح بجلوس وتجمل اور شوکت وحشمت ہمراہ سلطان اسمعیل
قصر النیرین مین تشریف لے آئین اسوقت ملکہ عالیہ خاتون نے سلطان اسمعیل یعنے اپنے شوہر کے روبرو عروس سال
ہمشال کے حسن وجمال کی تعریف وثنا کی اول ملکہ شمسہ تاجدار کے حسن خداداد کی اسقدر تعریف کی کہ سلطان اسمعیل کو
حیرت ہوئی - بعد ازان ملکہ نو بہار گلشن افروز کی شوخی مزاج اور حرکات تند خوئی کا حال بلب تبسم ریز بیان کیا اور ملکہ ناطقہ
کے حسن ملیح کی تو اسقدر تعریف کی کہ سلطان اسمعیل کو تعجب ہوا بعد اس گفت وشنید کے دونون زن وشوہر اپنے فرزند
دلبند کی یاوری بخت اور مددگاری اقبال پر نازش کرنے لگے کہ خداوند عالم نے ایسا فرزند ارجمند جوان بخت صاحب اقبال
عالی کو ہمکو [illegible] ین اولوالعزم اور شاہان جلیل القدر اُسکے حلقہ رکاب کو اپنا افتخار جانکر بوسہ دیتے ہین ورشاہزادگان
ومنازل طلسم کو بفراغ خاطر [illegible] مین رہنا اپنی سعادت جانتے ہین بڑے بڑے امیر اور وزیر اُسکی نعلین اُٹھانے کو اپنا شرف
تقریر حکیم قسطاس الحکمت کر [illegible] اُسکے پسینے پر اپنا لہو گرانے کو واجب سمجھتے ہین قصہ کوتاہ جسوقت مراسم رسوم نسبت
حکیم ارسطو مین تشریف لے گئے اور [illegible] قسطاس الحکمت سے ارشاد فرمایا کہ صاحب قران اکبر اب تمکو لازم ہے
جب سلطان اسمعیل داخل طلسم عجائب ہو شکر خدا کا قصد اور ارادہ کرو تاکہ یہ کار باقی ماندہ بھی بخیر وخوبی اختتام وانجام کو پہونچے
مسرور وخندان تماشا ہائے عجیب وغریب بیان مین شہزادی سلسلہ بند داستانہائے نادر بیان کرتا ہو کہ فی الحال سر زمین

طلسم بیضا کو ایسی رونق اور زینت دی گئی ہے کہ سطح زمین طلسم بیضا آتش زار دکھائی دیتی ہو یعنے زمین طلسم بیضا
کثرت روشنی چراغان سے صورت فلک منورہ تھی یعنی اسطرح قنادیل اور کنول وغیرہ روشن نظر آتے تھے ثابت ہوتا
تھا کہ خرد و کلان ستارے اور کواکب روشن اور جلوہ گر ہین یا یہ کہ روشنی زمین طلسم بیضا کی ایسی پر نور تھی گویا ہمتا کے
جلوہ طور تھی اور نیز دیاب اہل نظر کے وہ روشنی چشم روشن سے بھی زیادہ منور تھی اور دل مومن دیندار اور قلب
اہل ایمان سے بھی زیادہ تر صاف وانور تھی کور مادرزاد بھی اگر اس روشنی کو چشم نابینا سے دیکھتا کچھ عجب نہ تھا کہ
آنکھین اُسکی کثرت روشنی سے روشن ہو جاتین علاوہ سامان روشنی مذکور کے اسباب آرایش و آئین بندی مین
یوماً فیوماً ترقی ہوتی جاتی ہو اور روز بروز ہنگامہ جشن انبساط و نشاط رونق پذیر ہوتا ہو یعنی ہر ایک مقام کی یہ صورت ہو
کہ قصر اخضر سے تا شہر فردوسیہ دو راستہ سامان چراغان کیا گیا ہو اور عقب آرایش چراغان دو جانب دکانین بازار
با آئین شائستہ آراستہ ہوئی ہین اور ہر ایک دکان اجناس قیمتی اور متاع گران بہا و سامان روشنی چراغان و شیشہ آلات
و قنادیل طلائی و نقرئی مینا کار سے ایسی آراستہ اور مزین ہوئی ہو کہ چشم فلک نے ایسی روشنی اور آراستگی نہ دیکھی
ہوگی الغرض اسی صورت سے قصر اخضر سے سرحد چار منار تک کہ حدود طلسم مین داخل ہے بقاعدہ مسطور ہر اک جانب
دو طرفہ آرایش و زینت چراغان سے مزین ہوئی ہے اور عقب آرایش چراغان بازارین اور دکانین اجناس اقسام
اقسام اور ماپہ انواع انواع سے نہایت تکلف کے ساتھ آراستہ ہوئی ہین اور راہین دکاکین و روشنی چراغان کے
نہر و حوض پختہ کہ جنمین پانی نہایت صاف اور شیرین اور لطیف ہو تیار کیے گئے ہین نہرین پانی ہر وقت روان رہتا ہو
اور جا بجا لب نہر پختہ پل مع آرایش روشنی چراغان نہایت کاریگری کے ساتھ بنائے گئے ہین بسبب اسکے کہ چار
مینار ایک دوراہہ پر واقع ہوے ہین یعنی ایک راہ قصر النیرین کو گئی ہے اور دوسری راہ شہر عسکریہ کو ملتھی ہوئی ہے
لہذا ان دونون راہون کو اسباب اور سامان روشنی وغیرہ سے ایسا مزین کیا ہو کہ قلم دفتر رقم اسکی توصیف سے عاجز
ہو اور زبان مداح اُسکی تعریف کرنے سے قاصر ہو ایک ایک تیر کے فاصلہ سے چار سو بازارین بنائی گئین ہین اور جملہ
بازارون مین چشمہ او رحوض لطیف بنایا گیا ہو اور نہر جاری کی گئی ہے اور ہر دو جانب بازار روشنی چراغان بکثرت
کی گئی ہے اسی طور شہر عسکریہ سے قلعہ یاقوت نگار تک سامان روشنی و اسباب آرایش مذکور سے رونق اور زینت
دی گئی ہے علاوہ اسکے آتشبازی نہایت نفیس اور تحفہ شہر عسکریہ سے قلعہ یاقوت نگار تک آراستہ ہوئی ہے اور
گاڑی گئی ہے اور قلعہ یاقوت نگار سے باغ قصر النیرین تک جو دس فرسخ کا بعد ہو اسی ترکیب اور ترتیب سے آتشبازی
مذکور زمین پر نصب کی گئی ہے اور قصر النیرین سے دریاے عجائبات تک اقسام اقسام اور انواع انواع کے سامان روشنی
چراغان و شیشہ آلات وغیرہ کیے گئے ہین فی الحقیقت ایسا سامان روشنی وغیرہ چشم پیر فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا ہوگا اور
ایسی آتشبازی ماہتاب نے زیر قلعہ گردون کبھی نہ دیکھی ہوگی اور پل مذکور کو بھی ایسا آرایش چراغان سے مزین کیا

کہ کہکشان فلک شرمندہ تھی جسوقت عکس چراغان آب نہر مین پڑتا تھا دیکھنے والے کو حیرت ہوتی تھی کہ آب نہر مین شعلہ ہا آتش بلند ہین تمامی نہر آتش زار معلوم ہوتی تھی سوا اسکے صد ہا بلکہ ہزار ہا کشتیان نہایت ہی نادر و تحفہ اور روشن اور رنگین ہر ہر جانب آب دریا مین کھڑی رہتی ہین اسی طرح ساحل دریا سے جملہ مقامات عجائبات مین یعنی ایک جانب شہر بدخشان تک اور دوسری سمت شہر قلب الحصار تک بقاعدہ مرقوم بلکہ بعض بعض اشیائے ترک زائد سے زینت و رونق دیکھی ہے علاوہ ازین اس روشنی چراغان و آرائش کا ہر اک مقام طلسم مین شعبہ پھیلا ہوا ہے اور سوا اسکے ہر اک شہریار اور سلاطین نے موافق اپنی عقل و فہم کے اپنے اپنے شہر و ملک مین ایسا انتظام کیا ہے کہ تمامی ملک کو آئین بند کیا ہے اور اکثر سے چراغان وغیرہ سے پرنور کیا ہے آسمان باوجود روشنی مہر و ماہ کے آگے اس روشنی کے بے نور نظر آتا ہے اور کواکب گردون پیش فروغ چراغان مستور ہیجے ہوئے کنول دکھلائی دیتے ہین حاصل کلام تمامی ملک حصار اور شہر کرسی وغیرہ مقامات سرا سر انوار روشنی و آتشبازی سے پرنور ہو رہے ہین الغرض یہ جملہ مقامات مرقوم بتعداد پیمایش عرض و طول مین ایک سو فرسخ تک مزین کیے گئے تھے اور ایسی آرائش تھی کہ جسوقت بیابان و صحرا سے سبزہ زار مین روشنی و آتشبازی فروزان ہوتی تھی شعلہ روشنی کا اس درجہ بلند ہوتا ہے کہ گویا آسمان کے دوسرا آسمان نظر آتا ہے اور جسوقت کوئی گولا آتشبازی کا اس درجہ تک پہونچتا ہے اور شق ہوتا ہے اسدم عجب لطف ہوتا ہے یعنے معلوم ہوتا ہے کہ فلک پر کواکب و انجم چمکتے ہین

تو صیفش کسی گر لب کشاید
زبان خامہ قاصر مینماید
چہ می پرسی از اسباب چراغان
کہ خورشید بش بود از سینہ داغان

در آئین بندی ہر شہر و بازار
چو انجم چشم حیرت بود بسیار
در آن بازار جنس برتری بود
مہ و خورشید آنرا مشتری بود

مہ و خورشید در ہر گوشہ آن
تماشای لبان چشم حیران
زمین صد طعنہ بر افلاک میزد
کہ برق از شعلہ ادراک میزد

بہر جانب ز لمعان نور تجلی
نمایان گشتہ صد طور تجلی
مثال عارض خوبان مہ رو
چراغان داشت عالم را بہر سو

متاع جان بان بازار لائق
کہ سودا داشت با معشوق عاشق

حاصل کلام ناظرین افسانہ رنگین و شائقین والا تمکین نے داستان رنگین جشن کتخدائی صاحب قران اعظم و صاحب قران اصغر سے لطف اٹھایا ہے لہذا مثل اسی جشن عظیم الشان کے اس جشن کی بھی ترتیب و تزئین و رونق خیال کرنا چاہیے کیونکہ اس جشن ہمایون کی آراستگی بھی مثل اسی جشن کے تمام و کمال ترتیب دی گئی ہے راوی پراگندہ حواس و پریشان تقریر کے قلم و زبان مین اتنی قوت گویائی نہین ہے کہ بشرح و بسط اور با فزائش عبارت گہرہا سے مضامین نادر کو سلک تحریر مین منسلک کرے اسی وجہ سے کمیت قلم کو جانب اصل مدعا معطوف کرتا ہے اور امیران والا قدر و رفیع المکان کے عقد و نکاح کے سامان مین ہمہ تن مصروف اور مشغول ہوتا ہے

بیان کتخدائی رفقائے ذیقدر صاحب قران اکبر یعنے امیر جلال الدین و امیر محمود

امیرزادہ سیف الدین وغیرہ کہ نوبت بنوبت پریزادان طلسم اور نسوان بنی آدم سے منعقد ہوئے ہیں بیان کیا جاتا ہے بیت

خوشا وقتے وخرم روزگارے
کہ یارے برخورد از وصل یارے

معلوم ہو کہ شاہزادہ نامور یعنی صاحب قران اکبر نے موافق ارشاد حکیم عالی منزلت والا مرتبت قسطاس الحکمت کے اول اسباب اور سامان عروسی امیر جلال الدین فیروز لمبی کا درست فرمایا اور چاہا کہ امیر عالیوقار مسطور کو معصورہ بانو دختر تخیل قوی بازو سے منعقد کرین واضح ہو کہ تخیل قوی بازو والد ملکہ معصورہ بانو سرزمین طلسم ارسطو مین دو شہر کا حاکم ہی بیس بجرد سننے مژدہ کتخدائی دختر کے اور تشریف لانے صاحب قران اکبر مع نوشاہ امیر جلال الدین فیروز لمبی اپنے داماد کے برات لیکر واسطے عقد و نکاح کے دونون ملک اپنے بخوبی تمام آئین بند کیے تھے ایسا اُن دونون شہرون کو آراستہ کیا تھا کہ تعریف اُسکی سے زبان قاصر ہے اور کلک اوصاف آرائیشہا سے شہر مذکور الصدر کی تحریر نہین کرتا اگر کوئی شناسے آراستگی ہر دو شہر مذکور بالتفصیل بیان کرنا چاہے پہلے اُسکو لازم ہی کہ اپنے واسطے طول عمری کی دعا مانگے کم سے کم عمر نوح علیہ السلام کی اپنی عمر کی درازی کی دعا خدا سے مانگے پھر تعریف آراستگی ہر دو شہر مذکور الصدر تحریر کرے۔ الغرض صاحب قران اکبر نے امیر جلال الدین کو لباس فاخرہ اور ملبوس مکلف و مکلل سے آراستہ کیا اور مثل نوشاہ بنایا سر پہ وہ سہرہ باندھا کہ جسکی ہر لڑی سے تار شعاع آفتاب عالمتاب شرمندہ اور محجوب ہوئی اور آفتاب نے خجل ہو کر منھ اُسطرف پھیر لیا رخ پر نور امیر جلال الدین سہرے مین یون جلوہ گر تھا جیسے شعاع آفتاب بعد آراستہ کرنے امیر جلال الدین کے صاحب قران والاشان نے انتظام و اہتمام جلوس وتجمل از حد کیا اور بشوکت و شان اور بحشمت و جاہ بہمراہی جملہ سرداران و رفقائے عالیوقار بیگین و بیسار فیلان کوہ پیکر پہ سوار عقب سواری مردان لشکری ہزار در ہزار صف بستہ پرے جمائے ہوئے سلاح آہن مین غرق از پا تا بفرق سوار بیشمار جیدہ روزگار قدم بقدم ہمراہ رکاب کثرت مردم سے گاو زمین کے قدم تھرائے تھے اور شور نوبت و نقارہ دہل و شہنا وغیرہ سے گوشہائے ساکنان فلک کر ہوئے جاتے تھے در ہائے فلک سے فرشتے گھبرا کر دیکھتے تھے اور غرفہائے قصور جنان سے حورین نظارہ اس برات کا کرتی تھین پیر فلک بھی نظر حیرت سے دیکھ رہا تھا غرضکہ صاحب قران اکبر امیر موصوف کو بجلوس وتجمل اپنے ہمراہ لیکر زر سرخ و سفید نثار کرتے ہوئے عروس کے شہر مین تشریف لائے یہ شہر عروس بھی طلسم عجائبات کا باین باغ تصور کیا جاتا ہی اسکی صفت خوبی و زینت مین زبان خامہ قاصر ہی جسوقت تخیل قوی بازو کے شہر مین سواری یعنی یہ برات داخل ہوئی اُسی وقت تخیل بتعجیل بڑے جلوس شاہانہ اور تجمل خسروانہ سے واسطے استقبال صاحب قران اکبر کے آیا اور بعد حصول شرف ملازمت و قدمبوسی بصد احترام و اعظام و بتعظیم و تکریم صاحب قران وغیرہ کو اپنے ہمراہ خاص دار العمارۃ شاہی مین لایا اور بکمال اعزاز و احترام فروکش کیا

سقیم کیا یہ دار العمارۃ شاہی تھی وسعت مین اسقدر وسیع ہو کہ جملہ ہمراہیان صاحب قران اکبر کو علی قدر مراتب جائے قیام بخوبی ہے الحاصل تخییل قوی بازو نے بعد سقیم کرنے صاحب قران اکبر و امیر جلال الدین وغیرہ کے اس تکلف سے سامان دعوت و مہمانی کا کیا کہ کسی بادشاہ جلیل سے نے ایسی دعوت کسی شہنشاہ عالیجاہ کی نہ کی ہوگی اور ایسی اغذیہ نمکین و شیرینیا واسطے دعوت کے تیار کرائین کہ نمکینی و شیرینی کثرت لذت سے خود لذت پاکر ہونٹھ چاٹنے لگین جسنے چار لقمہ غذا کے کھائے نہیت سیر ہوگئی روح خوش ہوگئی علاوہ تکلف دعوت کے ایسی بزم طرب اور محفل عشرت آراستہ کی کہ کبھی چشم نے خواب مین بھی نہ دیکھی ہوگی اور ایسے ارباب طرب اور مغنیان کامل فن طلب کیے کہ استادان علم موسیقی اُنکے آگے اپنے کان پکڑتے تھے اور ایسی نازنینان خوبرو خوش گلو دور دور سے بلوائین کہ جو اپنا مثل و نظیر نہ رکھتی تھین اگر ایک نظر اُنکو کوئی عابد یا زاہد دیکھ لے تسبیح کو چوم کر طاق پر رکھ دے اور اُنکے اوصاف حسن دلفریب کا بغور و تامل شمار کرے اور قامت کو اُنکے دیکھکر قد قامت الصلوۃ بھول جائے اور دل مین مثل یاد خدا کے اُن اصنام کی الفت کو جگہ دے آواز مثل آواز تکبیر کی بلند کرے اور اگر کوئی فرشتہ اُن زہرہ جمالون کو دیکھ لے عجب نہین کہ عاشق ہوجائے اگر زہرہ کہ مطربۂ فلک ہی صدائے نغمہ نازنینان مسطور سن لے یقین ہے کہ بیخود ہوکر اپنے تئین فلک سے گرا دے راوی کہتا ہے کہ وہ ایسی مہ جبینان جو ہر تھا علم موسیقی مین دخل رکھتی ہین کہ جب کبھی اُنکے دل مین آیا ایسا راگ گایا کہ ابر اُٹھا اور پانی برسنے لگا کبھی دیپک اور کبھی جنگلا اور بھیرون جس راگ کا جو وقت ہوا وہی گایا اُنکی آواز سے پتھر موم ہوتا تھا وحش و طیر مبہوت ہوکر قریب چلے آتے تھے اور گانا سنتے تھے اس بزم طرب مین پیش صاحب قران اکبر و امیر جلال الدین و دیگر رفقائے صاحب قران اکبر نازنینان مذکور الصدر نے اس ناز و انداز سے اور اس خوش آوازی سے رقص و نغمہ کیا کہ اکثر جوانون کا دل بیچین ہوگیا خصوصاً مردم لشکری کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ بے اختیار ہوکر ہر چند اپنے اپنے مقام سے اُٹھتے تھے اس ارادہ سے کہ کسی طرح اس پری کو اپنے خیمہ مین گود مین اُٹھا کر لیجائین اور مدعائے دل حاصل کرین لیکن بخوف صاحب قران اکبر ہاتھ مل کر اور آہ سرد کھینچکر رہ جاتے تھے اور جو لوگ ضعیف تھے اُنکی رال ٹپکی پڑتی تھی وسبدم پائجامہ خراب اور تر ہوتا تھا کثرت رقت سے عجب حال تھا نوجوانان بزم نازنینان مذکور کا جمال عدیم المثال دیکھکر اور گانا سنکر مستانہ وار جھوم رہے تھے آنکھون مین سُرخ ڈورے سے پڑے ہوئے تھے سب کے دل اُنھین مہ جبینون کی طرف لگے ہوئے تھے ہر ایک کا دل اُنکے شوق وصل سے بیچین تھا مگر ضبط کیے ہوئے ہر ایک بیٹھا تھا جب کسی نوجوان کی نظر کسی نازنین کی نظر سے لڑ جاتی تھی نوجوان اشارہ سے کہتا تھا کہ اب نوجوان ہونٹھون پر آتی ہے ظالم یہ وقت مسیحائی ہے دیکھ یہ دل میرا تیرے تیر مژگان کا نشانہ ہوگیا ہے پہلو مین مثل ماہی بے آب یا مانند سیماب بیقرار ہے پہلے مرا آکر پہلو مین بیٹھ جا اسوقت دو چار بوسے گل رخسار رنگین اور لب نازک کے دے کا اور وہ قہر احمر جو سامنے ہے اسی مین قیام پذیر ہون شب کو ضرور آنا ہاتھ جوڑ کے کہتا ہون بھول نہ جانا اپنے وصل سے مجھکو محروم نہ رکھنا ورنہ مر جاؤنگا

میرا خون تجھ پر ہوگا وہ نازنین شوخ چشم سراپا ناز و ادا یہ خواہش نوجوان مذکور بخوبی سمجھ کے اشارہ سے کہتی تھی کہ ہوش میں
آؤ اور حواس درست کرو آئینہ لیکر ذرا اپنی صورت تو دیکھو پھر میرے وصل کے خواستگار ہو تا میری بلا سے اگر تمھارے
جان پر آ رہی ہے ناحق میرے عشق میں یہ تکلیف اٹھائی ہے تمکو میرا وصل نصیب نہوگا اگر مر بھی جاؤ گے تو مجھے رحم
نہ آئیگا سوائے افسوس کے دُر مدعا ہاتھ نہ آئیگا نوجوان مسطور یہ جوابات نازنین مذکور کا حقہ دریافت کرکے پھر اشارہ
سے کہتا تھا کہ علاوہ زر سرخ و سفید اور جواہر گران بہا کے نقد دل بھی کہ مثل جان کے اسکو عزیز رکھتا ہوں تجھکو
دیتا ہوں ایک شب کے واسطے میرے پاس چلی آنا اور اپنے وصل سے مجھکو شادکام کرنا وہ پریرو یہ اشارہ نوجوان مذکور
کا سمجھ کے اشارہ سے جواب دیتی تھی کہ اس خیال محال کو اپنے دل سے دور کرو زر و جواہر کا لالچ نہ دو عوض مال و متاع
میرے گوہر آبرو کی جستجو نہ کرو تم ایسے ہزارہا اسی خواہش میں غرق دریائے فنا ہوگئے اور دُر مدعا انکے ہاتھ کسی طرح نہ آیا
اور جنس شکستہ دل کو کیا دکھلاتے ہو بازار خوبان میں اسکی قدر نہیں مجھکو تمھارے دل کے لینے کی تمنا نہیں دیکھو بس
دام گیسو میں بہت سے مرغ دل اسیر ہیں لہذا اس خیال خام کو دل سے دور کرو اور میرے وصل کی آرزو نہ کرو نوجوان موصوف
مایوس ہوکے اور مثل ابر بہار اشک فشان ہوکے کلیجہ پکڑ کے رہجاتا تھا کچھ بس نہ چلتا تھا اسی طرح کوئی جوان خوش رو
اور کسی گل رخسار سراپا بہار کے گلشن حسن کی سیر بخوبی کرتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ اگر اس گلدستہ سے ہمبستری مجھکو میسر ہوتی
تو کیا غنچہ دل میرا شگفتہ ہوتا نخل تمنا میں پھل آتا خار غم دل سے دور ہوتا مگر بخت اپنا اپنے سے باغی ہے یہ بہار اپنی گلشن تمنا
میں نہ آئیگی ہوا و ہوس اسکی بیکار ہے یہ خیال کرکے مثل خاک کف افسوس مل کے رہجاتا تھا اگر کوئی شعلہ رخسار بعشوہ و ناز بزم
میں ناچ گاتی تھی جوانوں کا تو کیا ذکر ہے بڈھوں کی طبیعت لہراتی تھی ریش سفید پر ہاتھ پھیر کے دانت نکال دیتے تھے
ہرچند کہ بوجہ ضعف بصر کے صورت تک بھی اس نازنین کی بخوبی نظر نہ آتی تھی مگر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے تھے اور
زمانہ شباب یاد کرکے رو دیتے تھے کہ افسوس سایہ شباب کا سر سے اٹھ گیا موئے سر سفید ہوئے گل رخسار جو کسی زمانہ
میں شاداب تھے اب باد خزان ضعیفی سے بالکل پژمردہ ہوگئے اگر زمانہ شباب ہوتا تو [illegible] روسے ضرور ہم بستر ہوتا
ناظرین افسانہ رنگین پر واضح ہو کہ دار الامارہ میں تو صاحب قران اکبر مع جملہ رفقا [illegible] مقیم ہیں
تحفیل قوی بازو صاحب قران اکبر وغیرہ کی دعوت و ضیافت میں سرگرم ہیں [illegible] رقص و نغمہ کی کثرت سے شب و روز نہایت عیش و
عشرت سے بسر ہو رہے ہیں لیکن اب کچھ حال ملکہ معصورہ بانو [illegible] تحریر ہوتا ہے جسوقت سے کہ ملکہ معصورہ بانو نے خبر امیر
جلال الدین اپنے عاشق صادق کی برات لیکر آنے کی [illegible] ہے خوشی سے عجیب رنگ ہے تصویر خیالی امیر جلال الدین کی
پیش نظر ہے صفحہ دل پر محبت اور الفت اسکی نقش [illegible] ہے فرط مسرت سے دل یکقلم شاد ہے رنج دوری سے آزاد ہے نازنینان ہم
پہلو میں بیٹھی ہیں معصورہ بانو سے باتیں [illegible] چہلیں ہو رہی ہیں کہ لو بوا مبارک ہو خدا نے وہ دن دکھایا کہ تمھارا اسرا برات
لیکر آیا اب کیا ہے حسرت دل نکالنا [illegible] اچھی طرح سے پہلو میں بیٹھو لطف زندگانی اٹھاؤ عقد ہوجاسکے تو اپنے عاشق کے ساتھ

جاؤ معصورہ بانو یہ تقریر ہمنشینان سُنکر کبھی تو حجاب سے سر حجلۂ عروسی مین جھکا لیتی ہے کبھی بے اختیار خیال وصل کر کے
مسکرا دیتی ہو اور کبھی نظر تند و تیز سے جانب مجلسیان دیکھکر کہتی ہے کہ تم یہان سے جاؤ کبھی ہمکو نہ سناؤ ایسی باتین ہمکو
اچھی نہین معلوم ہوتین کیا تمنے میری چڑھ مقرر کی ہے سواے اس مذکور کے اور کوئی ذکر نہین کرتی ہو تمھارے منھ مین
کیون پانی بھر آتا ہے اگر یہ مردوا جسکا نام لیتی ہو تمکو اچھا معلوم ہوتا ہی تو تم ہی اسکے ساتھ اپنا منھ کالا کرو ہمنشین یہ
کلمات معصورہ بانو کے سُنکے ہنستی تھین اور کہتی تھین کہ بوا تمھارا چاہنے والا تمھین کو مبارک رہے یہان کسی کو اسکی
پروا نہین ہے اور یہ تو کہو کہ یہ کس دل سے کہا ذرا آنکھ تو چار کرو جھجکی نہ جاؤ سر اٹھاؤ اگر کوئی امیر جلال الدین سے جو تمھارا
عاشق ہے محبت کرے تمکو ناگوار تو کاہیکو ہوگا بوا اصل تو یہ ہے کہ منھ سے تمنے کہدیا خدا نخواستہ اگر کوئی عورت تمھارے
طالب کے پہلو مین بیٹھے تو تمکو کسقدر ناگوار ہوگا یقین ہے کہ دل تمھارا آتش حسد اور بغض سے جلجاے مگر خدا
وہ دن تمکو نہ دکھاے اے ملکہ معصورہ بانو آج تو تم ہنسی مین رو دیتی ہو ہم تو ہنستے ہین تمکو ناگوار ہوتا ہی خیر اگر تمھاری
خوشی نہین ہے تو اب ہم نہ ہنسین گے القصہ جب تین روز کا زمانہ صاحب قران کو دعوت و ضیافت مین گذرا بموجب
حکم اختر شناسان روز چہارم بوقت ہمایون اور ساعت سعید مین صاحب قران اکبر نے امیر جلال الدین کو ملکہ
معصورہ بانو سے منعقد کیا۔ راوی کہتا ہو کہ یہ عقد امیر جلال الدین مرتبہ دیگر ہوا ہو کیونکہ قبل اسکے ایک عقد طلسم میں بہنگام
سیر طلسم ہو چکا تھا مگر اس عقد پر اکتفا اسوجہ سے نکیا کہ صاحب قران اکبر کو منظور ہوا کہ مثل ہمارے رفقا کے بھی
عقد ہون الحاصل بعد عقد و نکاح صاحب قران اکبر امیر جلال الدین اور اسکی زوجہ ملکہ معصورہ بانو کو مع اموال و متاع
کہ جسے جہیز کہتے ہین اسی جلوس شاہانہ اور تجمل خسروانہ سے بعد خوشی قصر البحرین مین لاے امیر جلال الدین اپنی مطلوبہ
معشوقہ کے وصل سے نہایت خوش و خرم ہوا بخوبی حسرت دل نکالی دل محزون و مغموم نہایت شاد و مسرور ہوا بعد عقد امیر
جلال الدین شاہزادہ نصرت قرین نے امیرزادہ سیف الدین کے عقد کا سامان درست کیا اور چاہا کہ مثل امیر جلال الدین
اسے بھی منعقد کرون بمجرد اس خیال کے صاحب قران اکبر نے موخر شاہ کو اپنے ارادہ سے اطلاع دی اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ
ہم امیرزادہ سیف الدین کو ہمراہ لیکر فلان تاریخ اور فلان روز ضرور آئینگے تم انتظام کر رکھنا چنانچہ بروقت سننے اس خوشخبری
کے موخر شاہ نے شہر کو مثل عروس کے آراستہ کیا اور تین قصر یعنی ایک زمرد نگار اور دوسرا قصر یاقوت نگار اور تیسرا قصر
عقیق تو ایسا آراستہ کیا کہ قصور جنان سے بھی ہر قصر تکلفات مین بڑھا دیا اور ایک باغ کو کہ نہایت سرسبز و شاداب تھا
اُسکو بھی انواع و اقسام سے آراستہ کیا مطربان بیبدل کو طلب کیا اور نازنینان خوش آواز پاکیزہ رو کو بلایا چنانچہ
بموجب حکم موخر شاہ ارباب طرب حاضر ہوے جب کل انتظام موخر شاہ کر چکا اور بزم عشرت و انبساط کو مرتب کر چکا اور
سامان کتخدائی فراہم کر چکا اُسوقت انتظار صاحب قران اکبر مین روبراہ ہوا اسطرف صاحب قران اکبر نے امیرزادہ
سیف الدین کو دولہا بنایا لباس فاخرہ پہنایا سر پر سہرہ باندھا اپنے ہمراہ بجلوس و تجمل و بجاہ و حشم کے کر جانب ملک عروس

روانہ ہوے جب صاحب قران اکبر داخل ملک موخر شاہ ہوے اور خبر تشریف آوری صاحب قران اکبر موخر شاہ کو
پہونچی اُسی وقت بہمراہی وزرا و امرا ارکان سلطنت و اعیان مملکت و ہزاران سوار و پیادہ بصد جلوس و تجمل واسطے
استقبال صاحب قران کے آیا جب اثناے راہ مین صاحب قران کو موخر شاہ نے دیکھا بے اختیار فیل سے اُتر کے
صاحب قران اکبر کی قدمبوسی حاصل کی ہرچند صاحب قران نے منع کیا مگر موخر شاہ نے نہ مانا اور ہمراہ رکاب صاحبقران
اکبر ہو کر اپنے ملک مین لایا اور علی قدر مراتب ہر ایک کو مقیم کیا یعنے جس شخص کے لائق جو مقام رہنے کا تھا اُسکو وہین
مقیم کیا لیکن صاحب قران اکبر اور امیرزادہ سیف الدین اور چند رفقاے نامدار کو قصر زمرد نگار مین کہ اُسکو زیادہ تر آراستہ
کیا تھا مقیم کیا بعضے رفقاے صاحب قران اکبر کو قصر عقیق مین متمکن کیا اور بعضون کو قصر یاقوت نگار مین قیام پذیر کیا
اور اہل لشکر کو باغ مین رہنے کی جگہ دی صاحب قران اکبر انتظام موخر شاہ دیکھکر بہت خوش ہوے اور اپنے رفقا سے فرمایا
کہ موخر شاہ نہایت مرد ہوشیار اور عقیل و فہیم ہے دیکھو کسطرح اس تھوڑی مدت مین ملک اور قصور اور باغ وغیرہ کی
آراستگی کی ہے حق تو یہ ہے کہ موخر شاہ نے کارنمایان کیا واقعی موخر شاہ بڑا ہوشیار ہے رفقا نے عرض کیا حضور نے بجا
فرمایا فی الحقیقت ایسا شہر کو آراستہ کیا ہے کہ خیر خواہون نے کبھی ایسی آراستگی کسی ملک اور شہر کی نہین دیکھی نہ ایسے
قصر کسی ملک کے بادشاہ کے یہان آراستہ پائے علاوہ اسکے سنا ہے کہ یہ باغ جو فی الحال آراستہ کیا ہے قبل اسکے
خزان دیدہ تھا گل و غنچہ وغیرہ کا نام بھی نہ تھا اس تھوڑی مدت مین ایسا آراستہ کیا ہے کہ رشک گلشن فردوس بریں
کر دیا ہے دل چاہتا ہے کہ باغ مذکور کی سیر کرین صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے ہم بھی ضرور اُس باغ کی سیر
کرینگے صاحب قران اکبر رفقاے نامدار سے یہ گفتگو کر رہے تھے کہ ناگاہ مغنیان خوش گلو اور نازنینان خوبرو نے مع ساز
سامان عیش صاحب قران اکبر حاضر ہو کر رقص و نغمہ شروع کیا صاحب قران اکبر کے دل مین خیال آیا کہ ہمارے اور رفقاے
ہمراہی جو قصر عقیق اور قصر یاقوت نگار مین مقیم ہین وہ سب اس ناچ دیکھنے اور گانا سننے سے محروم رہے اسقدر گنجایش
اس قصر مین نہین ہے کہ اُن سب کو یہان طلب کیا جاے صاحب قران اکبر اسی خیال مین تھے اور رخ پر نور سے آثار
فکر و تردد ظاہر تھے رفقاے صاحب قران اکبر نے باعث تردد دست بستہ دریافت کیا [illegible]
اسوقت اس بات کا خیال آیا کہ ہمارے اور رفقا جو ہمارے ساتھ آئے [illegible] محروم رہنے اور یہ ام
[illegible] خلاف [illegible] ہوا یہ تقریر صاحب قران اکبر امراے [illegible] کی الواقع حضور نے بہت بجا اور درست
[illegible] کا خیال کیا واقعی حضور کے مثل کوئی قدردان اور
[illegible] سے [illegible] پہلے حضور دریافت فرماتین بعد ازان تردد فرمائین
[illegible] نہایت پسند آئی اُسی وقت [illegible] ایک شخص کو واسطے دریافت حال
[illegible] اور قصر یاقوت نگار اور باغ مین بھیجا کر دیکھے کہ وہان بھی صحبت رقص و نغمہ ہے یا نہین پس ملازم مذکور

حسب الحکم صاحبقران اکبر قصور مذکورہ اور باغ مسطورہ مین گیا دیکھا کہ علی قدر مرتبہ ہر مقام پر بزم طرب اور محفل عشرت آراستہ
ہوا اور نازنینان خوش رو خوش گلو حسب دستور رقص و نغمہ مین اور باغ مین تو یہ کیفیت ہو کہ ہر خیمہ مین جہان دس پانچ بھی
مردان لشکری ہین وہان بھی موافق حرمت اور لیاقت کے ایک مطربہ رقص و نغمہ کر رہی ہی اور اہل بزم کا دل خوش کر رہی ہو
مردان لشکری برسون سکے ترسے ہوئے عورت سے نا آشنا آج جو قریب اپنے عورت کو ناچتے اور گاتے دیکھتے ہین
قصد کرتے ہین کہ اس مطربہ کو گود مین اٹھا کر کسی گوشۂ باغ مین لیجائین اور مدعاے دلی حاصل کرین آپس مین تکرار
ہو رہی تھی کہ پہلے ہم اس عورت سے اپنا مدعا حاصل کرینگے دوسرا کہتا ہو کہ یہ کبھی نہوگا بعد میرے تجھکو اپنے فعل کا
اختیار رہیگا تیسرا لشکری کہتا ہو کہ ابھی تم دونون جوان تامل کرو میرا بہت برا حال ہے برسون سے رکا ہوا ہون بیٹھا نہین
جاتا ضبط کرتا ہون مگر ضبط کسی طرح نہین ہو سکتا ابھی اس پیڑیا کو لیے جاتا ہون اور تھوڑی دیر مین اپنے کام سے فراغت
پاکر چلا آتا ہون پھر تم بھائیون کو اختیار رہے یہ تقریر خلاف مزاج جمعدار صاحب سنکے ڈانٹ کے کہتے تھے کہ تم بہت
بیہودہ اور نامعقول ہو تمکو کچھ پاس اور لحاظ اپنے افسر کا نہین ہے ہمارے سامنے ایسی واہیات باتین کرتے ہو
تمکو لازم تھا کہ پہلے ہماری صلاح اس بات مین ضرور کرتے بعد ازان تم آپس مین سمجھ لیتے خیر جو ہونا تھا وہ ہوا مگر اب
اچھی طرح خیال کرکے سن لو کہ یہ عورت ہمکو پسند ہو آج شب کو ہم اسی سے ہمبستر ہونگے خبردار اسکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ ہمیشہ
تمکو ضرر پہونچیگا یہ کیفیت تمام و کمال بخوبی دیکھکر ملازم مذکور صاحبقران اکبر کی خدمت عالی منزلت مین آیا اور دست بستہ
عرض کیا کہ یہ تابعدار حسب الارشاد حضور اول قصر عقیق مین گیا تھا وہان جا کر اس جان نثار نے دیکھا کہ بڑے تکلف
سے بزم طرب آراستہ ہو مغنیان خوش گلو گا رہی ہین اور جملہ اشیاے ضروری کی کثرت ہو رفقاے حضور نہایت
آرام و راحت و مسرت سے ہین بعد ازان یہ کمترین قصر یاقوت نگار مین گیا وہان بھی اسی طور سے نازنینان خوش گلو
کو رقص کرتے دیکھا اور رفقاے حضور کو نہایت مسرور و شادان پایا بعد اسکے یہ خادم حضور باغ مین گیا ہر چہار جانب
باغ کے سیر کی عجب باغ پر بہار خاکسار نے دیکھا کہ جسکی تعریف خادم سے بخوبی ہو نہین سکتی باغ کے ہر قطعہ مین اور خیمون
مین صدہا جگہ بلکہ ہزارہا مقامات پر صحبت رقص و نغمہ آراستہ دیکھی اے شہریار با وقار ایک خیمہ مین فلان فلان لشکری
اور فلان جمعدار مقیم ہین اور وہان بھی ایک مہ پارہ بناز و انداز گا رہی ہو اور درمیان لشکریون اور جمعدار کے ایسی ایسی
گفتگو ہو رہی ہو صاحبقران اکبر یہ احوال مردم لشکر کا اور کیفیت جمعدار کی سنکے بہت ہنسے اور انتظام و اہتمام پر موتمر شاہ
کے تحسین و آفرین کی اور پھر باطمینان تمام جانب رقص و نغمہ متوجہ ہوئے راوی کہتا ہو کہ سامنے صاحبقران اکبر اور
امیرزادہ سیف الدین وغیرہ کے قصر زمرد نگار مین نازنینان خورشید لقا نے اسطرح رقص کیا اور ایسا نغمہ کیا کہ صاحبقران
اکبر مع جملہ اہل بزم نہایت ہی خوش ہوئے اور انعام وافر دیا جب وقت تناول غذا آیا ناچ برخاست ہوا دسترخوان پر تکلف
بچھایا گیا اغذیہ لطیف و خوش ذائقہ ملازمان موتمر شاہ نے لا کر دسترخوان پر رکھین موتمر شاہ بھی بیٹھے صاحبقران اکبر آیا

اور بہ انکساری یہ کہنے لگا اے شہنشاہ گردون وقار مین امیدوار ہون کہ آپ اس نان خشک کو قبول فرما کر دو چار لقمہ تناول فرمائین اور اس خاکسار ذرہ بمقدار کی عزت افزائی فرمائین صاحب قران اکبر کو موخر شاہ کی اسقدر انکساری بہت پسند آئی انکار مناسب نجانکر ارشاد فرمایا کہ ہمین تمھاری خوشی بدل منظور ہے یہ کلام صاحب قران اکبر موخر شاہ سنکے نہایت خوش ہوا اور بہ آئین شائستہ اور بطرز ضیافت خسروانہ طعام لذیذ دعوت کھلایا بعد فراغت طعام اور خورش فواکہ وعطر نوشی وغیرہ پھر جلسہ رقص ونغمہ شروع ہوا اسی طرح جملہ رفقاے صاحب قران اکبر کو اور مردان لشکری وغیرہ کو بقدر لیاقت وعزت کھانا کھلایا ہر ایک شخص غذاے لطیف وخوش ذائقہ کھا کھا کر نہایت خوش ہوا اور موخر شاہ کی خوش انتظامی اور طرز مہمانی کی تعریف کرنے لگا صاحب قران اکبر نے بعد فراغت اکل وشرب اور دیکھنے رقص وغیرہ کے موخر شاہ کو طلب فرمایا جب موخر شاہ حاضر ہوا صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ ہمنے تمھاری باغ کی از حد تعریف سنی ہے لہذا ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم مع رفقا سیر باغ کرین موخر شاہ نے عرض کیا کہ باغ تو اس لائق نہین ہے کہ جو تعریف کے قابل ہو اگر حضور کا یہی ارادہ ہے تو بسم اللہ تشریف لیچلیے کچھ خار وخس اور گل پژمردہ کی سیر اور کیفیت دیکھ لیجیے موخر شاہ یہ کہکر واسطے انتظام باغ کے آیا اور بخوبی تمام باغ کی آراستگی کی بعدہ خدمت صاحبقران اکبر مین حاضر ہو کر ملتمس ہوا کہ حضور تشریف لیچلین صاحب قران اکبر ہمراہ موخر شاہ مع چند رفقاے ذیوقار نامدار باغ مذکور مین تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ گلہاے رنگا رنگ بوقلمون کھلے ہوے حوض گلاب اور عرق کیوڑہ سے لبریز ہین ہزارہا درخت کثرت بار اثمار سے مثل مردان منکسر کے جھکے ہوے ہین بلبلان خوش نغمہ نغمہ سرائی کر رہے ہین غنچے شگفتہ ہو رہے ہین نسیم عنبر شمیم چل رہی ہے سرو لب جو بسبب تازگی اور خوشی کے اکڑ رہے ہین مرغان خوش نوا چہچہے کر رہے ہین قمریون کا شور ہے طاؤس ہر جانب مانند معشوقان خوشخرام ٹہل رہے ہین فوارے چھوٹ رہے ہین کچھ ابر جو اگیا ہے اور بوندیان جو پڑتی ہین باغ کے ہر گل سے قیامت کی شوخی اور شادابی ظاہر ہو رہی ہے ہزارون گلہاے باغ نالہ بلبل شیدا کو سنکے کھل کھلا کر ہنس رہے ہین غنچے مسکرا رہے ہین سبزہ باغ ایسا لہک رہا ہے کہ دلون کو پامال کیے ڈالتا ہے نرگس دزدیدہ نظر سے نظارہ روے رنگین گل کر رہی ہے اگر کوئی خار بھی ہے تو وہ ایسا نرم اور سرسبز ہے کہ از فرط نزاکت سے بہتر از گل نظر آتا ہے صاحب قران اکبر جو سیر اس باغ کی کی نہایت خوش ہوے اور موخر شاہ سے فرمایا کہ تمنے بڑی ریاضت سے اس باغ کو آراستہ کیا ہوگا فی الحقیقت اگر اس باغ کی شان مین یہ شعر کسی استاد کا پڑھا جائے تو بہت مناسب ہے — شعر

ہمین است وہمین است وہمین است	اگر فردوس بر روے زمین است

موخر شاہ نے عرض کیا کہ حضور میری اور اس باغ کی عزت افزائی فرماتے ہین ورنہ اس خاکسار ذرہ بمقدار کی کیا ریاضت اور حسن انتظام اور یہ کیا باغ پر خار اور پژمردہ کی بہار ہے فقط حضور کے تشریف لانے کے سبب سے

اس باغ کے ہر شجر کو ثمر عزت و شرف ملگیا ہر نہر و حوض کو آبروے تازہ حاصل ہوئی الغرض صاحبقران اکبر
سیر باغ سے نہایت محظوظ ہو کر قصر زمرد نگار مین تشریف لائے پھر بدستور صحبت رقص کی شروع ہوئی جسطرح سے کہ
باہر باغ اور قصرہاے مسطورہ مین ہنگامہ رقص و نغمہ ہی اُسی طرح محلسراے خاص مین بھی بلقیس عروس عجب رقص و نغمہ
ہو رہا ہی کہ جملہ زنان محلسرا مسرور و شاد ہین خصوصاً عقیلہ سیم اندام کہ عروس بنی ہوئی بیٹھی ہے اور ناچ دیکھ رہی ہے
بہت خوش ہی کیونکہ اپنے دل مین خیال کرتی ہے کہ اب امیرزادہ سیف الدین سے میرا عقد ہوگا آرزوے دل
بر آئیگی دمبدم اسی خیال سے مسکرا دیتی ہی اور وہ سہیلیان جو قریب قریب بیٹھی ہین فتنہ محشر ہین قیامت کی باتین
کرتی ہین ملکہ عقیلہ سیم اندام کو چھیڑ رہی ہین تہنیت اور مبارکبادی دے دے کر مسکرا رہی ہین ملکہ عقیلہ سیم اندام
حجاب سے سر جھکائے ہوے ہی کبھی اُنکی باتون سے مسکرا دیتی ہے اور کبھی مزاج برہم ہو جاتا ہی ملکہ عقیلہ سیم اندام
تو اس کیفیت مین ہی لیکن اب کچھ حال صاحبقران اکبر کا لکھا جاتا ہی کہ جب صاحبقران اکبر کو زمانہ پانچ روز کا جشن
و ضیافت مین گذرا اور بخوبی تمام لطف رقص و نغمہ وغیرہ اُٹھایا اُسوقت موختر شاہ کو طلب کرکے فرمایا کہ اب تاخیر نہ کرو اور
عقد و نکاح مین تامل نکرو موختر شاہ نے عرض کیا کہ آپ مختار ہین جو مناسب جانیے عمل مین لایئے صاحبقران اکبر نے
فرمایا کہ آج کا دن اور تاریخ بہت مبارک ہی ہماری تو راے یہ ہی کہ آج ہی عقد ہو جائے موختر شاہ نے قبول کیا
چنانچہ وقت شب بہ آئین شائستہ صاحبقران اکبر نے امیرزادہ سیف الدین کو ملکہ عقیلہ سیم اندام سے منعقد کیا
غلغلہ مبارکبادی بلند ہوا علاوہ دھوم کے باجون نے صداے تہنیت بلند کی اسباب جہیز کا نکلنے لگا امیرزادہ سیف الدین
محلسرا مین داخل ہوا اور ملکہ عقیلہ سیم اندام کو بصد آرزو آغوش مین لیکر سکھپال زرین مین سوار کیا امراے ذیوقار و سرداران
عالیوقار بعضی اسپان صبا رفتار پر سوار ہوے بعضی فیلان کوہ پیکر پر سوار ہوے مردان لشکری نے بیرون باغ آکر صفین
باندھین سوارون نے مرکبون کو زین و لجام سے آراستہ کیا اور بیرون باغ آئے اور سوار ہو کر صفین درست کرکے
منتظر حکم روانگی ہوے جب کل سامان برات کا درست ہو چکا اُسوقت صاحبقران اکبر نے حکم روانہ ہونے برات
کا دیا اور خود امیرزادہ سیف الدین کو ہمراہ اپنے لیکر بجلوس و تجمل بسیار بعد قطع راہ اپنے مقام پر تشریف لائے
بعد گذرنے دو ایک شب کو امیرزادہ سیف الدین نے ملکہ عقیلہ سیم اندام کے وصل سے حظ وافر اور لطف بیحد اُٹھایا
صاحبقران اکبر نے بعد شہرستان عیش سے آنے کے یعنی بعد فراغ عقد امیرزادہ سیف الدین اور بیاہ لانے
ملکہ عقیلہ سیم اندام کے تین روز تامل کیا بعد چند روز کے پھر صاحبقران اکبر شاہزادہ کامگار امیرزادہ سیف الدین
کو اپنے ہمراہ لیکر بشوکت و شان و بجلوس و تجمل نوبت و نقارۂ شادی باجمعیت بسیار باغ حدیقۃ العجائب مین تشریف
لائے باعزاز و احترام فروکش ہوے باغ حدیقۃ العجائب کی کس سے توصیف و تعریف بیان ہو سکے کیونکہ قلم دو زبان
رقم مین اتنی قوت نہین ہے کہ اوصاف باغ مذکور بخوبی لکھ سکے اور زبان مداح مین اتنی طاقت نہین کہ بیان

باغ مسطور کچھ بیان کرسکے صاحب قران اکبر نے بعد کئی روز دعوت کھانے اور جابجا رقص پریزادان دیکھنے اور
گانا سننے کے ایک روز امیرزادہ سیف الدین کو ساعت سعید اور وقت ہمایون مین قمرا سے حور پیکر سے منعقد فرمایا
اُسوقت بزم عقد مین بورق زاہدا ورشرطون وجہہ کئی موجود تھے اُسوقت امیرزادہ سیف الدین کی خوشی کس سے بیان
ہوسکتی ہے مختصر یہ ہی کہ کثرت خوشی سے لباس تن مین تنگ ہوگیا غنچۂ دل اُس خوشی کے سبب سے مثل گل شگفتہ
ہوگیا تھا اور بوجہ کثرت مسرت کے لاکھ ضبط کرتا تھا مگر ہنسے دیتا تھا اپنے بخت کی یاوری اور مددگاری پر ناز کرتا تھا اور
دمبدم شکر خداوند کون ومکان بجالاتا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ آج کا دن بھی عجب مبارک ہی کہ عقد مجھ شگفتہ اور فریفتہ کا
معشوق طناز سراپا ناز قمرا سے حور پیکر سے ہوا سچ تو یہ ہی کہ اس روز کی امید نہ تھی کبھی سوے فلک دیکھکر روتا تھا اور کہتا
تھا کہ او ظالم تو نے ایسے معشوق عدیم المثال کے ہجر مین مجھکو کیسا کیسا رولایا ذرا تجھکو رحم میرے حال پر نہ آیا وہ صدمے
دیے کہ میرا ہی دل جانتا ہی لیکن الحمدللہ کہ آج داغ فرقت دل سے دور ہوا تجھکو رنج مجھکو سرور ہوا اب براے خدا
سنگ تفرقہ نہ پھینکنا مجھ سے میرے محبوب کو جدا نہ کرنا بہت روچکا ہون اب اس محبوب کی مفارقت مین نہ رولانا عمر
باقیمانہ بعیش وعشرت بسر کرنے دینا اور اگر اے سپہر کجرفتار خلاف اسکے عمل مین لاے گا بالیقین جان لے کہ آہ
وہ آہ سوزان کرونگا کہ تجھکو وہ آہ جلاکر خاک کردیگی نام ونشان تک تیرا نہ رکھیگی غرضکہ اگر اپنا بھلا چاہتا ہی تو اب اس
عاشق بیقرار کو نستانا صاحب قران اکبر امیرزادہ سیف الدین کو کبھی مسرور وخندان گاہ سوے فلک دیکھکر
گریان ہوتے دیکھکر اور باتین چپکے چپکے کرتے ہوے مشاہدہ کرکے حیران ہوے طرح طرح کے خیالات دل مین آنے
لگے آخرکار صاحب قران اکبر نے امیرزادہ سیف الدین سے چپکے سے پوچھا کہ اسوقت تمھارا مزاج کیسا ہی ہم اس وقت

تمکو کبھی خندان دیکھتے ہین اور کبھی گریان پاتے ہین اور یہ چپکے چپکے کیا باتین کرتے ہو ہم سے بھی بیان کرو حال بظاہر کرو افضال خدا سے اُس امر کی تدبیر کیجاے اور جس امر کی تمکو حسرت اور تمنا ہو وہ بر لایا جاے بظاہر تو کوئی آرزو تمھاری اب نہین معلوم ہوتی کیونکہ اول عقد تمھارا تمھاری معشوقہ ملکہ عقیلہ سیم اندام سے کر دیا گیا اور اُسکے وصل سے تم کامیاب ہوے بعد اُسکے اِس معشوقہ خوبرو سے بھی تمھارا نکاح اب ہوا ہی اُسکے بھی وصل سے بہرہ یاب ہونا آرزوے دل بخوبی نکالنا خلاصہ یہ کہ یہ وقت خوشی کا ہی نہ ہنگام گریہ و بکا امیرزادہ سیف الدین نے جو یہ کلمات صاحب قران اکبر سے سنے پہلے تو بسبب شرم و حجاب کے سر جھکا لیا اور عرض کیا کہ حضور کے اقبال سے مین اچھا ہون کوئی رنج و ملال کسی طرح کا نہین ہے لیکن جب صاحب قران اکبر نے اپنے سر اقدس کی قسم دی اُسوقت امیرزادہ سیف الدین لاچار ہوگیا اور بمجبوری کہنا پڑا عرض کیا کہ حضور نے جب قسم اپنے سر مبارک کی دی تو یہ خاکسار راست راست عرض کرتا ہے ورنہ کبھی اس حال سے اطلاع نہ دیتا اے شہنشاہ فلک بارگاہ اصل تو یہ ہی کہ اِس معشوق خوبرو عنبرین مو یعنی قمراے حور پیکر سے مجھکو اسقدر الفت اور محبت تھی اور اب بھی ہی کہ اُسکو بالتفصیل عرض کر نہین سکتا اسی محبوبہ مطلوبہ کے عشق و محبت مین اور مفارقت مین اس کمترین نے وہ وہ مصائب اُٹھاے ہین کہ اگر وہ مصیبتین پہاڑ پر پڑین تو کوہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجاے اب جو افضال خدا سے اور حضور کے اقبال سے اپنے مدعاے دلی کو پہونچا ہون اسوقت یہی خیال کر رہا تھا کہ اے سیف الدین یہ عالم خواب ہی یا بیداری تجھسے اور قمراے حور پیکر سے عقد ہوا ہی یا محض خیال خام ہے اور یہ سوچ فلک دیکھکر جو روتا تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ ایسے فلک جفا جو کے ہاتھ سے مین نے بڑے بڑے مصائب سخت اُٹھاے ہین فرقت مین قمراے حور پیکر کے بس اسی وجہ سے اس سے کہ رہا تھا کہ اے چرخ ستمگار اب قصد جفا و ستم نہ کرنا بعد رنج مدید اور عرصہ بعید کے یہ دن خدا نے دکھایا ہی کہ میرا عقد قمراے حور پیکر سے ہوا ہی اگر اب بھی مجھکو میری محبوبہ قمراے حور پیکر سے جدا کریگا تو آہ سوزان سے تجھکو جلا دونگا خاک مین ملا دونگا اب صبر و ضبط مجھسے نہ کیا جائیگا کیونکہ طاقت مطلق نہین ہے صاحب قران اکبر نے جو گفتگوے امیرزادہ سیف الدین تمام و کمال سنی پہلے تو حیرت ہوئی اسوجہ سے کہ اللہ اکبر امیرزادہ سیف الدین کیا عاشق کامل ہے قمراے حور پیکر کا کہ جسکی محبت مین اسکا یہ حال ہے ایسا از خود رفتہ ہے کہ اتبک اسکو بخوبی یہ نہین معلوم کہ میرا عقد قمراے حور پیکر سے ہوا ہی یا نہین اول تو عقد ہونے مین اسکو تامل ہی دوسرے اگر عقد یہ سمجھا ہے کہ ہوا ہی تو آسمان سے لڑتا ہی کہ تجھکو جلا دونگا پھونک دونگا اگر اب مجھکو میری معشوقہ سے جدا کریگا بعد اس خیال کرنے کے صاحب قران اکبر نے ہنس کے فرمایا کہ اے سیف الدین ہوش مین آؤ باتین دیوانگی کی نکرو کیونکہ وہ زمانہ فراق محبوب گذر گیا اور اب زمانہ وصل حبیب بہت قریب آگیا یہانتک کہ تمھارا عقد بھی اُسی سے ہوگا اب انشاء اللہ تعالے آج یا کل تمکو اُسکا وصل نصیب ہوگا اور ہمیشہ اگر خدا چاہیگا تو وصل ہی نصیب ہوگا اب جدائی نہوگی اس خیال خام کو اپنے دل سے نکال ڈالو بے مشیت خدا مین فلک کی کیا مجال ہے کہ دخل دے سکے ذرا خیال کر کے کہو

اگر مصلحت خدا نہوتی تو تمھارا عقد قمر اسے حور پیکر سے کبھی نہوتا اور یہ بھی تمکو معلوم ہو کہ جو کچھ کرتا ہی وہ خدا کرتا ہے
اپنے بندون کے حق مین فلک کی یہ لیاقت نہین ہی کہ کسی پر ظلم و ستم کرے شعرا نے اور اکثر نا فہمون نے فلک
بیچارے کو جفا کار اور ستمگار کہنا اختیار کیا ہی حالانکہ فلک تابع حکم خدا ہے خود کسی پر ظلم و جفا نہین کرتا ہی جو جسکے مقدر
مین ہوتا ہی وہ پیش آتا ہی چنانچہ تمھاری قسمت مین قبل اسکے صدمۂ ہجر قمر اسے حور پیکر مندرج تھا تمنے لاکھ چاہا کہ وصل
قمر اسے حور پیکر کسی طرح ممکن ہو مگر نہوا اور اب تمھارے مقدر مین اُسکے وصل سے تمکو کامیاب ہونا اور بہرہ یاب
ہونا بظاہر پایا جاتا ہی لہذا اب تمکو لازم ہے کہ خیال اسکی جدائی کا نکرو اور اپنے دل کو اُسکے وصل کی امید قوی سے
تسکین دو جس وقت امیرزادہ سیف الدین نے یہ کلمات نصیحت آمیز اور تسکین بخش قلب و جگر بگوش ہوش
صاحب قران اکبر سے سنے تردد دل سے دفع ہوا امید قوی وصل قمر اسے حور پیکر سے نہایت مسرور ہوا اور یہ بھی
ذہن نشین بخوبی ہو گیا کہ اب اگر خدا چاہیگا تو تا حیات قمر اسے حور پیکر سے جدائی نہوگی غرضکہ بعد اطمینان تمام امیرزادہ
سیف الدین نے قمر اسے حور پیکر کو قصر سے آغوش مین لاکر سوار کیا اور ہمراہ صاحب قران اکبر بجلوس و تجمل شاہانہ
واپس آیا اور قمر اسے حور پیکر سے بعد آرزو و حسرت ہمبستر ہوا رنج فرقت یکقلم دل سے دور ہوا صاحب قران اکبر
نے بعد انفراغ عقد امیرزادہ سیف الدین کے قصد کیا کہ امیر سلطان کو بھی دختر ملک اشمال یعنی ملکہ زہرہ روشن بدن
اور شکیلہ سیمتن سے منعقد کرنا چاہیے چنانچہ صاحب قران نے بمجرد اس ارادہ کے امیر سلطان کو لباس پر تکلف پہنایا
دولہ بنایا اور بدستور مرقوم بجلوس و تجمل اور شوکت و حشمت امیر موصوف کو اپنے ہمراہ لیکر جانب شہر حشمت حصار روانہ ہوے
چونکہ صاحب قران اکبر نے قبل اسکے اس کتخدائی کی اطلاع دے دی تھی وہان سامان بزم کتخدائی بخوبی تمام درست ہو چکا
تھا فقط صاحب قران کے تشریف لانے کا انتظار تھا جس وقت صاحب قران اکبر امیر سلطان کو لیکر بصد جلوس
و تجمل شہر حشمت حصار مین تشریف لائے شہر مذکور کو نہایت آراستہ پایا الغرض صاحب قران اکبر بعد احترام و اعزاز
خانۂ عروس تک پہونچے اور ایک مکان عالیشان مین کہ جو نہایت ہی وسیع تھا فروکش ہوے بعد دیکھنے جلسۂ رقص
و سننے نغمۂ نازنینان مہجبین کے اور بعد دعوت و ضیافت کے امیر سلطان کو صاحب قران اکبر نے بساعت مسعود و
وقت سعید ملکہ زہرہ روشن بدن سے منسلک کیا یعنی امیر مسطور کا عقد زہرہ روشن بدن سے کر دیا نازنینان خوبرو
نے مبارکباد دینا شروع کی اور اس ناز و ادا سے رقص کیا کہ صاحب قران اکبر بہت خوش ہوے اور زر و جواہر
اُنکو انعام مین دیا امیر سلطان نے اپنی مطلوبہ اور معشوقہ ملکہ روشن تن کو محل سے آغوش مین لاکر سوار کیا اور اُسی
مکان عالیشان مین جسمین مقیم تھا بخوشی و خرمی ملکہ مذکور کو لیکر آیا اور ہنگام شب ملکہ زہرہ روشن بدن سے ہمبستر ہوا
اور دل امیر مذکور الصدر ایسا خوش ہوا کہ قسمت پر اپنی ناز کرنے لگا بعد اس عقد کے صاحب قران اکبر نے بار دیگر
امیر سلطان کو دولہ بنایا اور لباس فاخرہ سے آراستہ کیا اور بآئین شائستہ امیر سلطان کو شکیلہ سیمتن سے منعقد کر دیا

امیر موصوف نے شکیلہ سیمتن کے بھی وصل سے حظ وافر اٹھایا بعد بر آنے آرزوے دلی اور مدعاے قلبی کے شہر
حشمت حصار سے امیر سلطان ہمراہ صاحب قران اکبر کے دونوں نازنینان وحید عصر یکتاے روزگار کو ہمراہ اپنے
لیکر بجلوس و تجمل اپنی جگہ پر آیا اور شب و روز عیش و عشرت کرنے لگا بعد فراغت عقد و نکاح امیر سلطان کے
صاحب قران اکبر نے چاہا کہ امیر خلیل برادر حقیقی امیر سلطان کو بھی منسلک اور منعقد فرمائیں چنانچہ صاحب قران
اکبر نے ملک الجنوب کو اپنے قصد سے اطلاع دی ملک الجنوب اس مژدہ فرحت افزا سے نہایت خوش ہوا اور ترتیب
بزم عروسی میں سرگرم ہوا اور تمامی شہر کو مثل عروس آراستہ کیا اسطرف صاحب قران اکبر نے امیر خلیل کو نوشہ
بنایا اور بجلوس و تجمل تمام بڑے کروفر سے امیر خلیل موصوف کو اپنے ہمراہ لیکر ملک الجنوب کے ملک میں پہنچے
ملک الجنوب نے استقبال کیا اور بصد اعزاز و احترام ایک قصر باغ ہمیشہ بہار میں مقیم کیا بعد کئی روز دعوت اور
مہمانی کے اور جلسہ رقص و نغمہ کے بموجب حکم صاحب قران اکبر اپنی دختر رشک قمر جمیلہ سیم اندام کو امیر خلیل سے
ساعت سعید اور وقت ہمایون میں منعقد کردیا اور جہیز از حد دیا امیر خلیل ملکہ جمیلہ سیم اندام کو قصر باغ میں بیاہ کے
لایا اور برغبت تمام اُس سے کام دل حاصل کیا اور بعد چند روز کے صاحب قران اکبر نے نعمان شاہ کو لکھا کہ تم بھی سامان
کتخدائی درست کرو ہم امیر خلیل کو اپنے ہمراہ لیکر آتے ہیں جسوقت فرمان صاحب قران اکبر نعمان شاہ کو پہونچا تعظیم کو اٹھا
اور بصد ادب سر پر رکھا اور آنکھوں سے لگایا بعد اسکے احوال نامہ سے مطلع ہوکر نہایت خوش ہوا اور آراستگی بزم
عروسی میں ہمہ تن مصروف ہوا اور شہر کو نہایت ہی آراستہ کیا اسطرف سے صاحب قران اکبر امیر خلیل کو اپنے
ہمراہ لیکر بہ تزک و جلوس وافر ملک نعمان شاہ میں پہونچے نعمان شاہ نے استقبال کیا اور بتکریم و تعظیم صاحب قران اکبر
کو اپنے ہمراہ لاکر ایک قصر رفیع میں مقیم کیا جلسہ عیش و نشاط شروع ہوگیا نازنینان مہ جبین و خوبرویان خورشید لقا
رقص و نغمہ کرنے لگیں نعمان شاہ نے ابواب دعوت و ضیافت کھولدیے اور کوئی دقیقہ خاطر داری اور مہمانی میں اٹھا
نہ رکھا بعد کئی روز کے صاحب قران اکبر نے وقت ہمایون اور ساعت نیک میں امیر خلیل کو گوہر بزم افروز بنت
نعمان شاہ سے منعقد کیا جانبین میں شور مبارکبادی بلند ہوا خصوصاً نازنینان پری تمثال نے رقص کرکے مبارکبادی گانا
شروع کی۔ راوی کہتا ہے کہ ان نازنینان خوبرو نے اسوقت وہ رقص و نغمہ کیا کہ اہل بزم خصوصاً صاحبقران اکبر اور امیر خلیل
نہایت خوش ہوے اور اسقدر ان نازنینان خوش گلو کو انعام دیا کہ مالامال کردیا بعد اسکے امیر خلیل اپنی زوجہ اور معشوقہ
گوہر بزم افروز کو ہمراہ اپنے لیکر اسی شان و شکوہ سے پھر ملک الجنوب میں آیا اور گوہر بزم افروز سے ہم بستر ہوا گوہر مراد
پایا بعد ازان صاحب قران اکبر امیر خلیل کو اور اسکے دونوں معشوقوں کو یعنی جمیلہ سیم اندام اور گوہر بزم افروز کو اپنے
ہمراہ لیکر اسی طرح بجلوس شاہانہ اور تجمل خسروانہ سے واپس آئے امیر خلیل نے شکر قاضی الحاجات ادا کیا جس وقت
صاحب قران اکبر نے عقد و نکاح امیر خلیل سے فراغت اور فرصت پائی اُس ملک سیرت فرشتہ صورت یعنی امیر بہادرالدین

بہادر کو لباس پرتکلف اور پوشاک مکلف سے آراستہ فرمایا اور اپنے ہمراہ بحشمت و تزک و تجمل شاہانہ مع نوبت و نقارہ
وغیرہ کے مکان عروس تک پہونچے اور باعزاز تمام مقیم ہوئے واضح ہو کہ معشوقہ امیر مجاہد الدین یعنی ملکہ سعادت بانو دختر
نور الزمان شاہ ایسا حسن و جمال رکھتی ہے کہ رشک ماہ و مہر ہے اور عشوہ و ناز و دلربائی میں بھی بے عدیل و بے نظیر ہے اگر یہ
نازنین ادا سے جانب کسی فرشتہ کے دیکھ لے یقین ہے کہ فرشتہ مذکور نشانہ تیر ادا ہو کر کلیجہ پکڑ کے بیٹھ جائے اور وہ
تیر ادا کسی چارہ ساز جہان سے ممکن نہیں کہ نکل سکے یہ خوبرو یعنی سعادت بانو اگر ناز و انداز سے جانب حضرت شیخ
دیکھ لے بڑا غضب ہو جائے شیخ جی کے زہد و اتقا میں بالکل فرق آجائے مطلق خیال حلال و حرام نہ رہے
مست مے الفت ہوں ذلت و رسوائی کا کچھ خیال نہ رہے زہد کو بالائے طاق رکھ دیں مصلے کو لپیٹ کر گوشہ میں رکھیں
یاد خدا کو ترک کر کے اس خوبرو کا خیال کریں اور اپنے پاک دل کو بطور تبرک کے نذر دیں ذرا بھی خیال اپنے عمامہ
اور جبہ اور کفش اور سر اقدس صاف و شفاف کا نہ کریں اور مطلق شرم اپنی ریش سفید و دراز اور نشان سجدہ پیشانی
کی نہ فرمائیں ساری قرأت اور مخارج حروف بھول جائیں علاوہ ایسے ناز و ادا کے عقل و دانش بھی ایسی رکھتی ہے
کہ حکمائے طبقہ یونان بھی اسکے برابر فہم و ادراک نہیں رکھتے زہے بلند بختی امیر مجاہد الدین کہ اس عالم ضعیفی اور وقت
پیری میں ایسی محبوبہ اور ایسی معشوقہ سراپا حسن و ناز و ادا عالیمقدار دانائے روزگار دستیاب ہو ناظرین بیان داستان
عاشقی امیر مجاہد الدین نامدار ذوالفقار جلدہائے گذشتہ میں بخوبی ملاحظہ فرما چکے ہیں ہرچند کہ بار دیگر اسی داستان عاشقی کا
اعادہ کرنا اچھا نہیں ہے اور سراسر طول بیجا ہے مگر بوجہ اسکے کہ اس داستان کو ایک مدت مدید اور زمانہ بعید گذرا ہے
یقین ہے کہ داستان عاشقی امیر مجاہد الدین نامدار بالکل فراموش ہو گئی ہو لہذا اسی وجہ سے دو کلمہ بطور اجمال کے
عرض کیے جاتے ہیں معلوم ہو کہ جب صاحبقران اکبر نے طلسم سبع سباع کی سیر و تماشائے عجیب و غریب اور
فتوحات مراحل سے فرصت پائی اور بفتح و ظفر ایک جشن ہمایوں اور جلسہ سعید آراستہ فرمایا اور اس جشن انبساط
میں جملہ امرائے ذوالفقار و سرداران تہور شعار و رفیقان عالی تبار کو بیرون طلسم سے طلب کر کے شریک بزم عشرت کیا تھا
لیکن امیر مجاہد الدین کو بوجہ نگہبانی لشکر ظفر اثر طلب نہیں فرمایا تھا اس سبب سے امیر مجاہد الدین نے ناخوش ہو کر
ایک عرضی شکوہ و شکایت آمیز صاحبقران اکبر عالی مرتبت کی خدمت میں ارسال کی تھی [illegible] حضرت صاحبقران
اکبر نے اس عرضی کو ملاحظہ فرمایا تھا نہایت منفعل ہوئے تھے اور اس انفعال کی تلافی میں [illegible] مرقع تصویر ملکہ
سعادت بانو کا جو طلسم سبع سباع سے دستیاب ہوا تھا امیر موصوف کو بھیجا اور وجہ مرقع تصویر بھیجنے کی
یہ تھی کہ امیر مجاہد الدین اس مرقع تصویر کو دیکھکر پسند کرے تو اسکے [illegible] منظور ہو اسکا ظہور رہو
جب وہ مرقع تصویر لیکر صاحبقران آفاق گیر نے امیر مجاہد الدین کو ارسال کیا اور اپنے قصد سے بھی اطلاع دی
امیر مجاہد الدین دیکھتے ہی مرقع تصویر کے ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور بے اختیار اس مرقع تصویر کو اپنے سینے

سینے لگا لیا بعد اسکے روے زیبا سے تصویر بے نظیر کے چند بوسے لیے باوجود اسکے کہ زمانہ شیب تھا عالم شباب باقی نہ رہا تھا لیکن صبر و اختیار ہاتھ سے چھوٹ گئی مبتلاے رنج فراق ہوا اور تمنی وصل صاحب تصویر ہوا ہر دم غم جدائی سے مثل مرغ کے تڑپنے لگا اور آہ سرد بھرنے لگا رنگ چہرہ کا متغیر ہو گیا آنسو آنکھوں سے بہنے لگے غذا بھی ترک ہو گئی فی الحقیقت حضرت عشق بھی بلاے روزگار ہیں جسکو سرفراز فرماتے ہیں خاک میں ملاتے ہیں خدا نہ کرے کہ یہ کسی شخص پر مہربان ہوں مجنون کو انھیں جناب نے دیوانہ بنایا برسوں صحرا میں پھرایا بیچارے فرہاد کی جان شیرین لی ہزاروں جوانان گل رخسار کے خون کیے لاکھوں خانمان ویران کر دیے کچھ جوانوں پر موقوف نہیں ضعیفوں پر بھی بار ہا انکا الطاف رہتا ہے بقول شخصے

عاشقی را چہ جوان چہ پیر مرد	عشق در ہر دل کہ زد تاثیر کرد

الحاصل اسی روز سے امیر مجاہد الدین کے کانون دل میں آتش عشق نے ایسی شعلہ زنی کی کہ روز بروز امیر موصوف کا حال دگرگون ہونے لگا یہانتک کہ نوبت دیوانگی پہونچی لیکن امیر مجاہد الدین صاحب قران اکبر کے وعدہ و اقرار سے اپنے دل بیتاب کو تسکین اور تسلی دیتا تھا اور یہ بھی امید قوی تھی کہ انجام اس عشق کا بخیر ہوگا کیونکہ صاحبقران اکبر نے وعدہ فرمایا ہے ضرور ایفا فرمائینگے اور یہ ممکن نہیں کہ صاحب قران اکبر نے وعدہ کیا ہو اور ایفا نہ کریں چنانچہ اب وہ زمانہ موعود آیا ہے اور صاحب قران اکبر نے موافق اقرار کے امیر موصوف کو لباس فاخرہ سے آراستہ کر کے مکان عروس تک پہونچایا ہی جلسہ عیش و عشرت آراستہ ہی نازنینان مہ پارہ رقص کر رہی ہیں دلہا سے اہل بزم گویا یا کر رہی ہیں اس خوش آوازی سے گاتی ہیں کہ روح تن میں لطف اٹھاتی ہے اور قلب سننے والوں کے مسرور ہوتے ہیں غرض بعد تین روز کے صاحب قران اکبر نے امیر مجاہد الدین نامدار کو وقت نماز سحر کہ وقت ہمایوں تھا ملکہ سعادت بانو سے منعقد فرمایا بعد مدت دراز اور زمانہ بعید کے امیر مجاہد الدین نے گوہر مدعا بہزار محنت و مشقت بہمرکے پایا دل نہایت مسرور ہوا قریب تھا کہ کثرت خوشی سے شادی مرگ ہو جائے بمجرد دیکھنے اس حال کے صاحب قران اکبر نے امیر مجاہد الدین اور اسکی معشوقہ خوبرو ملکہ سعادت بانو کو لیکر اسی طور سے بجلوس و تجمل بسیار اپنے مقام قیام پر سر فراز تشریف لائے امیر مجاہد الدین نے اپنی محبوبہ مطلوبہ معشوقہ سے بہزار حسرت و آرزو بعد شوق و اشتیاق وصل کیا اور دل بیتاب کو کہ ایک زمانہ دراز سے فراق میں مبتلا تھا وصل مطلوب سے خرم و شاد کیا بعد اسکے صاحب قران اکبر کی خدمت میں حاضر ہو کر عنایت و کرامت کا از حد شکر و سپاس بجالایا صاحب قران اکبر نے خوش ہو کر امیر مجاہد الدین کو وصل ملکہ سعادت بانو کی تہنیت اور مبارکبادی دی راوی کہتا ہے کہ اگر اقلیم ہندوستان کے مثل زنان خوبرو و مشتبرین موسم جمال مہر تمثال پری رخسار بکثرت و بافراط پردہ قاف میں بھی ممکن ہوتیں تو جملہ مردان لشکر صاحب قران اکبر عقد و نکاح سے باز اور محروم نہ رہتے یعنے ہر ایک لشکری کے حصہ میں ایک ایک مہ پارہ خورشید لقا ضرور آتی لیکن اس عالم لاچاری

کہ پرزادہ قاف مین زنان پریزاد کم ہین اور خلقت ذکور کی زیادہ ہی اسوجہ سے صدہا بلکہ ہزارہا مردان لشکر ظفر اثر صاحبقران
اکبر نعمت عظمی سے یعنی وصل زنان پریزادان سے اگر محروم رہجاتے تو عجب نہین ہے لیکن اس لشکر ظفر اثر مین اسقدر
نسوان پریزاد اور آدم زاد موجود ہین کہ مردان لشکر شاید تھوڑے محروم رہجائین کیونکہ صاحبقران اکبر کا ارادہ ہے کہ
بعد ختم ہونے ہنگامۂ عروسی کے جسقدر کہ زنان مطربہ جو مقامات دور دراز اور منازل طلسم سے واسطے رقص و نغمہ کے
یہان آئی ہین اُن عورتون کو مردان لشکر کے حوالہ کیا جاے تاکہ وہ باہمدگر اُن نسوان مطربہ کو تقسیم کرلین اور اُنسے اپنا عقد
و نکاح کرلین یقین ہے کہ اِس صورت مین کسی فرد بشر کو جاے شکوہ اور شکایت نہ رہیگی اور ہر ایک شخص اس نعمت
عظمی سے کامیاب اور مستفیض ہوجائیگا اور لطف وصل پریزادان اُٹھائیگا۔ القصہ جب شاہزادہ نامور یعنی صاحبقران
اکبر نے جشن عقد امراے عالیوقار سے فرصت پائی اُسوقت قصر النیرین مین تشریف لاے اور اپنے اُستاد عالیوقار
حکیم قسطاس الحکمت کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوے اور جملہ حقیقت عقد و نکاح بالتفصیل بیان کی بعد اسکے جناب
حکیم قسطاس الحکمت یون مستفسر ہوے کہ ای مخزن حکمت و ای معدن معرفت اب یہ ارشاد فرمایئے کہ جشن عقد کے
باب مین کیا حکم ہے کیونکہ تمامی امراے ذیوقار و نامدار کے عقد و نکاح بخوبی تمام سرانجام کو پہونچے اور جملہ عاشقان
بیتاب شربت وصال معشوقان خوبرو سے کامیاب ہوئے اب جو آپ ارشاد فرمائین بجا لاؤن یہ تقریر صاحبقران
اکبر کی سُنکے حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا کہ ای صاحبقران ذیشان آج بزم مشورہ مین اپنے پدر ذیجاہ اور اپنی مادر
گرامی قدر کو بھی شریک کرو بعد اسکے جو کچھ تجویز مقدمۂ جشن مین کیجائیگی وہ تمپر ظاہر کیجائیگی چنانچہ حسب الحکم حکیم قسطاس الحکمت
جب صاحبقران اکبر نے سلطان اسمٰعیل اور ملکہ عالیہ خاتون اپنے مادر و پدر کو باعزاز و اکرام تمام شریک بزم مشورہ کیا
اُس وقت حکیم قسطاس الحکمت نے ارشاد فرمایا اے شاہزادہ فلک بارگاہ شکر ہے کہ خداوند عالم نے عقد و نکاح
عاشقان امیدوار متعلقۂ طلسم حصار و پائین باغ وغیرہ بخیر و خوبی انجام کو پہونچے اور سب عاشقان محروم الوصال
اپنے کام دل سے شادکام ہوے اب فقط تمہاری جشن عروسی کا سامان ہونا باقی رہگیا ہے لہذا اب جلد تر
کتخدائی کا آغاز ہونا چاہیے اگرچہ اس جشن عالی کی آراستگی موافق ترتیب اسطرح لازم تھی کہ اول عقد ملکہ شمسہ تاجدار
وقوع مین آئے اور بعد اسکے ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان منعقد ہون کیونکہ تم قبل ملکہ شمسہ تاجدار
کے محبت و عشق مین مبتلا ہوکر شہر و دیار سے مضطرب ہوکر نکلے تھے بعدہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے درمیان سیر
عجائبات محبت و الفت کا اتفاق ہوا اور اسیطرح ملکہ ناطقہ روشن بیان سے الفت ہوئی علاوہ ان معشوقان مذکورۃ الصدر
کے ملکہ صبح دلکشا اول ہی تمہارے حبالۂ نکاح مین آچکی ہے پس اس صورت مین لازم تھا کہ سلسلہ وار تعین عقد
و نکاح کیا جاتا مگر از روے روزنامچہ و احکام بانیان طلسم معاملہ برعکس مقرر ہوا ہے پس موافق حکم بانیان طلسم کے عمل
کرنا ضرور ہے یعنی اول ملکہ ناطقہ روشن بیان کا عقد ہونا چاہیے کیونکہ حکماے شائقین نے روز بناے طلسم

اسی طور تعین کیا ہے کہ اول رسم نسبت موافق مذکورالصدر واقع ہو جسطرح کہ عنایت پروردگار سے وہ رسم نسبت بخیر و عافیت ادا ہوئی غرض کہ اب اول ملکہ ناطقہ روشن بیان کا جشن عقد شروع ہو بعد اسکے ملکہ نو بہار گلشن افروز کی بزم کتخدائی آراستہ کیجائے اور سب کے بعد ملکہ شمسہ تاجدار کا عقد واقع ہوا ہی صاحب قران عالیوقار یہ خیال کرو کہ جسطرح تمنے قبل اپنے رفقائے عالیوقار و سرداران نامدار کو عقد و نکاح سے بہرہ یاب کیا ہی اسی طرح ملکہ شمسہ تاجدار جو مثل تمہارے افسرۂ زنان طلسم ہی وہ بھی خواتین بنی آدم کنیز و پرستار کو اپنے عقد سے پہلے منعقد فرمائے بعد ازان خود تمہارے وصل حقیقی سے کامیاب ہو کیونکہ تم دونون زن و شوہر کرم و خلق مجسم ہو چاہیے کہ مروت اور اخلاق مین مساوی درجہ ہو جاؤ یہ ارشاد حکیم قسطاس الحکمت سنکے صاحب قران اکبر نے فرمایا بہت مناسب ہی جو آپ ارشاد فرماتے ہین جسطرح سے ہو سکیگا بجا لاؤنگا اور خلاف حکم نہ کرونگا الحاصل سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون وغیرہ صاحبان مشورہ نے حکیم قسطاس الحکمت کی رائے کو بہت پسند کیا اور بموجب ارشاد جناب حکیم صاحب کے جشن عروسی کی آراستگی کا حکم جا بجا بھیجوا دیا راوی کہتا ہی کہ اس دفعہ صاحب قران اکبر کے جشن عروسی کی زینت اور آراستگی مین از حد زیادتی اور تکلف کیا گیا ہی قلم رنگین رقم کی یہ مجال نہین کہ کما حقہ اوصاف زیب و زینت تحریر کر سکے اور زبان مدح مین اتنی قوت نہین کہ آراستگی جشن کتخدائی بالتفصیل بیان کر سکے کیونکہ علاوہ آرائش روشنی چراغان وغیرہ کی نقارخانہائے آصفی اور نوبت خانہ سلیمانی جو مدت دراز سے اسی روز ہمایون کے واسطے مقامات طلسم مین رکھے ہوے تھے اب وہ جزو کل اسباب تہنیت اور مبارکبادی جگہ جگہ مقام بمقام بآئین شائستہ مزین ہوا ہی نوبت بجتی ہے صدائے نقارہ گردون کے پار ہوتی ہے گوش ساکنان فلک کر ہوے جاتے ہین شہنائی کی آواز مرغوب سے ہر شخص کے دل کو مسرت حاصل ہوتی ہے روح لطف اُٹھاتی ہے اسی طرح آرائش چراغان بہ نسبت قبل زیادہ کی گئی ہے اور اسقدر آراستگی جملہ مقامات کی ہوئی ہے کہ فلک رشک سے سوئے زمین دیکھتا ہے اور تصدق ہوتا ہی اگر آراستگی جملہ مقامات کی نازنینان خوبرو و مہ جبینان عنبر مو ایک نظر دیکھ لین یقین کامل ہے کہ اپنی زینت اور آراستگی کو اُن مقامات کی آراستگی پر صدقے اور نثار کرین کیونکہ ہر ایک مقام ایسا آراستہ ہی کہ عروس شب اول کبھی ایسی آراستہ نہو گی

اب داستان گذار حال کتخدائی ملکہ ناطقہ روشن بیان بنت سلطان روح الملک بیان کرتا ہی نظم

گزارندۂ نامۂ خسروی ۔ چنین داد این داستان را نوی ۔ جوان از سر موسم روزگار ۔ دگر تازہ شد شاخ فصل بہار

درآید ببرج شرف آفتاب ۔ خزان شد چو بدخواہ خانہ خراب ۔ برون زاندرون روشنائی فزود ۔ سہ از تیرہ بختی جدائی نمود

گہر ریز شد ابر کافور بار ۔ بگلشن ہوا کرد گوہر نثار ۔ مئے ارغوانی ز جام بہار ۔ رخ لالہ افروخت برکوہسار

	زسرو گلستان در آید بہار	بدانسان کہ بر بخت خود شہریار

باغبانان گلستان علیش و مسرت و نخلبندان گلشن سرور و عشرت ناظرین داستانہاے رنگین کے سر پر یون گل فشانی کرتے ہین کہ حکیم قسطاس الحکمت نے شاہزادہ نامور صاحب قران اکبر سے یہ فرمایا ای شاہزادۂ گردون وقار فخر سلاطین روزگار لازم ہے کہ اول تم قصر النیرین سے بشوکت شاہانہ و بحشمت خسروانہ سوار ہوکر جانب ملک خلورستان یعنی شہر قلب الحصار مین جاؤ جو سلطان روح الملک کا دار السلطنت ہے اور ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کو اپنے حبالۂ عقد مین لاؤ اور کچھ روز بعیش و عشرت اور بمسرت و فرحت باغ نشاط بخش مین کہ نمونۂ گلشن ارم ہے ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کے وصل و صحبت سے لطف بسیار اور حظ وافر اٹھاؤ تاکہ تمھارے دل بیتاب کی حسرت و آرزو نکلے بعد حصول گوہر مراد بصد جلوس و تجمل جانب شہر عرشیہ و قلعۂ علیین کو اپنے قدم مبارک سے رونق اور زینت دو اور ملکۂ نوبہار گلشن افروز کے چمن آرزو اور گلزار مراد کو آبیاری وصل سے سرسبز و شاداب کرو اور بخوبی تمام تازگی دو لیکن درمیان ان دونون عقد مسعود و سعید کے رافع بن ارفع اور بدر عالم منجم اور امیر بحار اور امیر سیف الدین کو لندوان پریزاد خوش جمال کے عقد و نکاح سے کامیاب اور بہرہ یاب کرنا چاہیے کیونکہ مہر افروز پری اور ماہ افروز پری و رفیعہ و خوشنواز پری مضطرب الحال محروم الوصال بھی اپنی مراد دلی سے بہرہ یاب ہو جائین ای شہریار باوقار جسوقت کہ تمکو ملکۂ نوبہار گلشن افروز کے چمن حسن کی گلچینی سے فرصت ہو اور دامن تمھارا گلہاے آرزو و مراد سے مملو ہو جائے بہزار جاہ و حشمت اور بصد اقبال و دولت باغ قصر النیرین مین آؤ اور سامان جشن عروسی اور بزم کتخدائی ملکۂ شمسہ تاجدار کا کرو یہ فرماکر حکیم صاحب خاموش ہوے فی الحال جو اس جشن ہمایون اور جلسۂ علیش و عشرت کی آرایش اور زیبایش ہوئی ہے اسکو بالتفصیل تحریر کرنا محال اور اشکل ہے مگر مختصر یہ ہے کہ افراط روشنی قنادیل اور کثرت آرایش چراغان سے در و دیوار اور کوچہ و بازار بروج دوازدہ گانہ گردون پر طعن کرتے تھے انجم فلک اور کواکب گردون کی روشنی بھی آگے اس روشنی کے کچھ حقیقت نہ رکھتی تھی مشعل ماہ بھی بمقابلہ روشنی ہر چراغ بے نور تھی سواے اسکے اس محفل غیرت جشن پرویز مین ہزارون پریزادان زہرہ خصال و مطربان آتشین رخسار کی اسقدر کثرت ہے کہ انجم افلاک سے بھی زیادہ ہے اور حساب و شمار سے بھی خارج ہے یعنی ہزار در ہزار مطربان خوش گلو زہرہ آہنگ دف نفس نغمہ و ساقیان سیمین ساق شہرہ آفاق شیشہ ہاے بادۂ ارغوانی و جامہاے بلورین بناز و ادا و بعشوہ و کرشمہ دست مبارک و رنگین مین لیے ہوے فہر کے بنا مو کیے ہوے بہزار غمزہ مستانہ وار بزم طرب اور محفل عشرت مین پھرتے تھے جسکی طرف ناز و ادا سے دیکھ لیتے تھے جام عمر اسکا بادۂ عشرت سے لبریز ہو جاتا تھا اور دیکھنے سے تو گلرنگ حسن ساقیان نازک کے سرور ہوتا تھا ساغر دل ہر اک اہل بزم کا شراب عشق ساقیان مہ رو سے چھلک رہا تھا اور ہر اک شخص انکے نظارۂ شراب حسن سے ایسا بیخود اور مدہوش تھا کہ مستانہ وار جھوم رہا تھا کوئی جوان رند خصال پکار کے کہتا تھا کہ ذرا ادھر بھی

ذرا

چشم مست سے ایک نظر او ظالم دیکھ لے بڑی دیر سے مین خون دل اپنا عوض شراب پی رہا ہون اک جام کا پیاسا ہون اپنے دست حنائی سے شراب پلا ورنہ جام عمر تلخکامی سے لبریز ہو جائیگا اور پیمانہ حیات چھلک جائیگا ساقی شیرین سخن یہ کلام جوان سنکے اشارہ سے کہتا تھا کہ اگر ایسا ہوگا تو بہت بہتر ہوگا میکدۂ عالم مین تم ایسے بہت سے میخوار اور بادہ نوش ہین سمجھا کو کیا غرض ہے کہ مفت شراب پلاؤن قیمت جام گلفام کم سے کم نقد دل ہے جوان مسطور اشارہ ساقی سمجھ کے کہتا تھا کہ دل کیا چیز ہے اگر متاع جان بھی طلب کر تو حاضر ہے مگر شرط یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے جام مے ناب پلائے اور دو ایک بوسے عوض گزک سیب ذقن کے دے اور تھوڑی دیر میرے پہلو مین بیٹھ جا اور ہاتھ اپنے میری گردن مین مثل ہار کے ڈالدے ساقی مہوش اشارہ چشم و ابرو سے کہتا تھا کہ ایسا تو کبھی نہوگا یہ خیال خام دل سے دور کرو اگر شراب پینا ہو تو آؤ اپنے ہاتھ سے پی لو تمہارے انگور دل کو بہت نافع ہوگی یہ شراب عجب شراب ہے کلفت کو دور کرتی ہے دل کو مسرور کرتی ہے میخانۂ جہان مین اس کا جواب کا مثل نہین ہے اگر یقین نہو تو چکھ کے دیکھ لو جوان کہتا تھا کہ البتہ شراب تو ایسی ہی صفت کی ہے لیکن او شوخ اگر تو اپنے ہاتھ سے پلائے تو نشہ اور دونا ہو جائے اے بیرحم اتنا کھنچنا اچھا نہین ہے ساقی گلفام اشارہ چشم و ابرو سے کہتا تھا کہ ہم لوگ تم ایسون کو اپنے ہاتھ سے شراب نہین پلاتے ہین ہمیشہ ترساتے ہین ہان جسکو ہمارا دل چاہتا ہے اسکو علاوہ جام شراب کے ساغر وصل سے بھی شادکام کرتے ہین جوان مذکور مایوس ہو کر آہ سرد کھینچ کے رہجاتا تھا اس وقت ساقی مذکور ہنس کر نہایت شوخی و شرارت سے کہتا تھا کہ آہ سرد نہ کھینچو لو خیر تمہاری خاطر سے یہ کہکر شراب اپنے ہاتھ سے بناز و ادا پلا دیتا تھا اور جوان بصد اشتیاق پی لیتا تھا اور جب قصد دست درازی کا کرتا تھا ساقی مہر لقا ہاتھ نہ آتا تھا جوان کف افسوس مل کے رہجاتا تھا اسیطرح ساقیان مہ لقا جملہ صدر نشینان بزم عشرت کو جام مے گلفام بناز و ادا پلاتے تھے اور مطربان خوش آواز نغمۂ مرغوب سے دل اہل محفل خوش کرتے تھے نازنینان خورشید رو ایسا رقص کرتی تھین کہ دل اہل بزم پامال ہوئے جاتے تھے اور ہر ادا انکی دلون کو بیچین کر دیتی تھی ہر ایک دل سے چاہتا تھا کہ پہلو مین بٹھا لیجیے دل بیتاب کو تسکین دیجیے مطلب دل حاصل کیجیے اور جس وقت وہ نازنینان مذکور کوئی غزل عاشقانہ گاتی تھین اہل محفل کا یہ خیال ہوتا تھا کہ دل کو تھام لیتے تھے اور کلیجا اپنے ہاتھ سے پکڑ لیتے تھے ادھر ساقیان مہ رخ کا جام مے ربانی جو سالہا سال سے اس طلسم مین جمع ہوتی رہی ہے اور بانیان طلسم نے خاص اسی جشن ہمایون کے واسطے تیار اور کھینچ کر رکھی تھی اہل بزم کو دست حنائی سے بناز و انداز پلانا اور رندان مے آشام و صوفیان ناکام کا بذوق و شوق بموافق فتوائے شیخ عرب بلا تامل پینا یا محتسب کا اندیشہ نہ خیال روز حساب چنانچہ یہ دو شعر مرزا اسد اللہ غالب کے مناسب حال تھے ؎

عید است نشاط و طرب و زمزمہ عام	می نوش گنہ بر من اگر بادہ حرام است	عید است صلا خور و نوش ست جہان را	امروز نباشد کہ دریغ از حرام

الغرض صاحب قران اکبر نے آراستگی جشن کو ایسی ترکیب اور ترتیب سے قرار دیا کہ اس قصر عالی منزلت کے ہر ایک مقام ایوان
خوشنما مین ایک محفل عشرت آراستہ کی اور حسب تعین ایام جشن چہل و یک مجلس بتکلف و خوبی منعقد فرمائی اسی طرح اُمراے
ذیوقار و سلاطین نامدار سے چالیس سردار منتخب کیے اور ہر اک سردار ذیوقار کو علے قدر مرتبہ و لیاقت اہتمام انتظام مجلس پر
معین فرمادیا اور بعض سرداران دانا ے دہر کو اُنکی پیشدستی اور سربراہی کو مقرر فرمایا اور ہر ایک محفل عشرت اور بزم انبساط مین
سامان آرایش اور اسباب زیبایش انواع و اقسام کے جمع کیے حاصل کلام یہ ہنگامۂ بزم عشرت رات دن اسی طور
سے قائم رہتا ہی اور ہر دم پریزادان خوش آواز و خوش گو و ساقیان سیمین ساق عنبرین طرہ صاحبان محفل کو ایسا مسرور اور
محو کرتے ہین کہ اُنکو یہ نہین ثابت ہوتا کہ آفتاب عالمتاب کس جانب سے طلوع ہوا اور کس طرف غروب ہوا ہر ایک میخواری
اور کثرت نشاط اور فرط انبساط سے ایسا محو اور از خود رفتہ ہی کہ کسیکو دین و دنیا کی بھی خبر نہین ہے یعنی سرزمین طلسم مین
ایسا غلغلہ مسرت ہو رہا ہے کہ روز عید سے بہتر اور شب کو شب برات سے افضل جانتے ہین اور ہر ایک شخص کو کثرت مے نوشی
اور افراط عشرت سے سواے اسکے کوئی اور خیال نہین ہے کہ نغمہ پریزادان خورشید رو عنبرین مو بگوش ہوش سنین اور
ساقیان مہ جبین کے دست حنائی سے جام بادۂ گلفام لیکر پیین اور بحر امواج سرور مین ہر وقت سراپا غرق رہین غرضکہ اس
ترکیب و قرینہ سے بزم عشرت اور محفل طرب جو چہل و یک مجلس سے عبارت ہی مقرر ہوئی رات دن بے دغدغہ انجام دور جام
مے گلفام متواتر چلتا ہی اسی صورت سے ہر سہ مقامات مین بھی بزمہاے عشرت و تہنیت آراستہ کی گئین تھین تفصیل اسکی
یہ ہی کہ قلعہ یاقوت نگار و شہر عسکر پیدا و طلسم ارسطو کے مقام شہر ظلمورستان و عرشیہ بھی آراستہ ہوے تھے اور چہل و یک
مجالس بھی ہر ایک مقام پر معین ہوئی ہے حاصل کلام اس جشن خجستہ مین تا آخر ہنگامۂ عروسی جملہ اشخاص لشکری او شاہزادگان
نامور اور سلاطین ذیوقار چھوٹے اور بڑے مع عملہ اور فعلہ بلکہ حیوان تک صاحبقران کے مہمان تھے اور ہر ایک کی ضیافت
کا اسباب و سامان موافق اسکی قدر اور منزلت کے سرکار صاحبقران سے دیا جاتا تھا چنانچہ قصر النیرین مین تمامی
شاہ و شہریار نامدار و مردان فوج و لشکر صاحبقران ذیشان کے مہمان تھے اور ہر ایک کی ضیافت و دعوت کا خیال اور
سامان بخوبی اور بتکلف تمام مہیا اور موجود تھا جسکو جو شے اکل و شرب سے درکار ہوتی ہے فوراً کارگذاران سرکار شاہی
حاضر کرتے ہین ذرا بھی تامل نہین کرتے کثرت مردم اسقدر ہی کہ حساب و شمار سے باہر ہی اسی طرح شہر قلب الحصار مین سلطان
روح الملک والدہ ملکہ نا طقہ روشن بیان کی جانب سے ضیافت کا سامان ہوتا ہی اہل کار انتظام کرتے ہین جملہ خرد و کلان
دعوت و ضیافت مین لطف وافر اور حظ بسیار اٹھا رہے ہین رقص و نغمہ دل کو خوش کرتا ہی مثل اسکے عرشیہ مین سلطان
قیصر نوس والد تاجدار ملکہ نوبہار گلشن افروز کی طرف سے مہمانان عالیوقار و عالی تبار کی تواضع و تکریم بخوبی ہوتی ہے اور
بصد اعزاز و احترام اُنکی دعوت و ضیافت ہوتی ہی بڑے بڑے سلاطین روزگار اور شاہزادگان ذیوقار تشریف لاے ہین
اُنکے واسطے قصر و ایوان جابجا آراستہ کیے گئے ہین مردم لشکر کا علیحدہ مقام ہی اغذیہ لطیف و خوش ذائقہ کی کثرت ہے

خاص و عام بخوبی تمام فروکش ہین بزم طرب ہر ایک جگہ آراستہ ہی رقص ہو رہا ہی نازنینان خوش جمال مہر تمثال نغمہ سرا ہین جام شراب گردش ہین ہی صداے تہنیت و مبارکبادی ہر طرف بلند ہے اور قریہ فردوس او رجبل اعلے مین سلطان فیروز قار ابو عامر پدر ملکہ شمسہ تاجدار و پادری ایڈروس نے ایسا انتظام و اہتمام دعوت و ضیافت کیا ہی کہ عقل دنگ ہی ہزارہا قصور فرش و اسباب ضروری اور شیشہ آلات سے مثل عروس کے آراستہ کیے ہین صدہا ایوان بتکلف تمامتر سجے گئے ہین آرایش چراغان کی کثرت ہی محفل عشرت اور بزم طرب ہر قصر و ایوان مین آراستہ رہتی ہے مہتممان سر کار مستعد و سرگرم رہتے ہین ہر ایک چیز بے طلب ہر ایک شخص کو پہونچاتے ہین ساقیان خوش جمال جام مے مینا پلا رہے ہین ناچ ہو رہا ہے صداے نغمہ سے بلبلین بھی شرمندہ ہین بڑے بڑے استادان علم موسیقی آئے ہین گا رہے ہین دلہا سے اہل بزم شاد و مسرور کر رہے ہین نازنینان خوش گلو کہین نغمہ سرائی مین مشغول ہین ناز و ادا سے دل اہل بزم کو فریفتہ کر رہی ہین اُنکے روے زیبا پر ہر ایک جوان شیفتہ ہو رہا ہی آہ سرد بھر رہا ہے اشک آنکھون مین بھر لاتا ہی تدبیر وصل سوچتا ہی جو لوگ مسن ہین وہ اپنا شباب یاد کر رہے ہین دلمین خیال کرتے ہین کبھی ہم بھی جوان تھے حسینان عالم سے ہمکو بھی راہ تھی پہلوے نازنینان مین بیٹھتے تھے بوس و کنار سے حظ وافر اُٹھاتے تھے افسوس اب بال سفید ہو گئے دانت ٹوٹ گئے کمر مین خم آگیا صورت موت نظر آنے لگی ضعف و ناتوانی کی کثرت ہو گئی قوت و طاقت گھٹ گئی اگر آج وہی عالم شباب ہوتا ان نازنینان خوبرو سے بہتر طور سے لطف صحبت اُٹھاتے اب اس پیرانہ سالی مین اول تو وہ خواہش نہین جو شباب مین تھی اگر کچھ برائے نام خواہش وصل کبھی ہے تو یہ نازنینان آئینہ رو ہم بڈھون کو جوانون کے آگے کاہیکو پوچھینگی بات بھی نکرینگی سوال وصل لیئے کرنا بیکار ہی مفت کی ہنسی ہو گی ذلت کمال ہو گی بہتر یہی ہے کہ چپکے بیٹھے رہو صدمہ و رنج اُٹھاؤ زبان نہ ہلاؤ نازنینان خوبرو کی بزم مین کیفیت ہی کہ جس طرف جوانان ماہرو مہر لقا صاحب دولت و اقبال بیٹھے ہین اکثر اُسی طرف بناز و انداز اعر لشیوہ کرشمہ رقص کرتی ہین اور گاتی ہین اور ہر ایک کے مرغ دل کو دام گیسو مین گرفتار کرتی ہین بباطن جوانان صاحبان اقبال سے وصل کی خواہش رکھتی ہین لیکن بظاہر انکار کرتی ہین اگر کوئی جوان خوبرو اشارہ سے کہتا ہی کہ آج تو کسی وقت ہمارے اوپر کرم کرنا اپنے وصل سے ہمکو خوش کرنا بناز و ادا کہتی ہین کہ یہ تو کبھی نہو گا اسی حسرت مین رہو گے جو چاہتے ہو وہ امر ہونا دشوار ہی اور جس جانب اشخاص مسن اور عمر رسیدہ بیٹھے ہین اگر کبھی وہ خوبرویان شوخ و تر پر رخ کرتی ہین اور ناچتی اور گاتی ہین تو بڈھے بحسرت نظر اُلفت سے دیکھتے ہین نازنینان جبین اُنکی صورت دیکھکر مُنھ پر رومال رکھکے کبھی ہنستی ہین کبھی بے آواز بلند خندہ کرتی ہین بڈھے بیچارے ضعیفی کے مارے یہ خیال کر کے کہ ہمین دیکھکر یہ حسینان ہنستی ہین شرم سے گردنین جھکا لیتے ہین بعضے رونے لگتے ہین اور بعضے محفل سے محجوب ہو کر اُٹھ جاتے ہین علاوہ قصور و ایوان کے لاکھون خیمہ استادہ ہین فرش معقول ہے جابجا مسندہاے زرین ہین علی قدر مراتب ولیاقت مردم بیٹھے ہین یہانتک

ساقیان گلفام صدر نشینان بزم کو دور دور کے جام مے بےنظیر بناز و ادا پلاتے ہین اور بعد انکے مردم عام کو بھی ساغر مے پلاتے
ہین مہ جبینان بہ سبیل مہمان کبھی نغمہ کر رہی ہین والہاے اہل بزم کو اپنے رقص و نغمہ سے خوش کر رہی ہین غرض جس طرف
دیکھیے سواے محفل عشرت اور بزم طرب کے کچھ اور نظر نہین آتا ہو اور جسطرح مجالس خاص ان مقامات مسطورہ مین آراستہ
ہوتی ہین اسی طرح مجالسین عام بھی بتکلف مقامات ثلاثہ یعنی میدان عرشیہ اور یاقوت نگار و قریۂ فردوس مین ہر ایک جب
وسط بازار گوشہ صحرا مین بصد تکلف آراستہ کی گئی ہین اور ان محفلہاے عام مین مردمان بازاری و مردم اراذل ہر فرقہ
جمع ہو کر خوشی حاصل کرتے ہین اور ہر ایک محفل عام مین جملہ سامان عیش و سرور مانند مجالس خاص موجود رہتا ہی اور
زنان مطربہ صدہا بلکہ ہزارہا واسطے انھین مجالس عیش و عشرت کے طلب کی گئی ہین اور وہی زنان خوبرو ہر دم
مردمان محتاج و مفلس کی بزم عشرت کو رونق دیتی ہین یعنی اپنے رقص و نغمہ سے اُنکے دلون کو خوش کرتی ہین اور انکی
بزم کو زینت دیتی ہین اور واسطے مردمان اراذل کے اشیاے مسکر بھی مثل بنگ و بوزہ وغیرہ مقامات طلسم سبعہ
و سلج سبلاج سے خرید کے جمع کی ہین اور اسی طرح زنان مطربہ و رقاصہ کو بھی ممالک دور دراز سے طلب کیا ہی جو انمین
ذی رتبہ ہین اور فن موسیقی مین کامل ہین وہ بزم او محفل خاص کے واسطے ہین اور جو اس مرتبہ کی نہین ہین وہ
مردمان بازاری وغیرہم کی بزم کے واسطے معین ہوئی ہین کیونکہ مردمان بازاری اور اراذل ہر فرقہ بوجہ پستی طبیعت
و خرق عادات اُن زنان مذکورہ کے کرشمہ و عمل اور نغمہ دل ملول سے خوش ہوتے ہون اور یہ قاعدہ کلیہ ہی بقول

	کند ہمجنس با ہمجنس پرواز		کبوتر با کبوتر باز با باز	

غرض روز و شب یہی جلسہ عیش و عشرت آراستہ رہتا ہی مردمان بازاری وغیرہ بخوشی گانا سنتے ہین اور ناچ دیکھتے ہین
شراب پیتے ہین چرس کی چلمون پر کس کس کے دم لگاتے ہین بعضے گل انکا اُڑاتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ جس جوان
سے نہ پی گل بجنے کی کلی اُس لڑکے سے لڑکی بھلی بعضے بنگ گھوٹ کر کسی سبزہ رنگ کے عشق مین پیتے ہین بعضے
افیونی بیرونی گھبرا کر اٹھتے ہین نشہ جو اُتر گیا ہو لڑکھڑا کر گرے پڑتے ہین منھ سے رال ٹپک رہی ہی ناک بھری ہی اشک بھی
آنکھون مین بھرے ہین گنے کا ٹکڑا بغل مین دبا ہی چہرہ کا رنگ زرد ہی دست و پا مین درد ہی کہتے ہین کبھی ذرا سی افیون
ہمکو کوئی دیدے جماہیون کے مارے بُرا حال ہی اعضا شکنی ہو رہی ہی گویا دم نکل رہا ہی اگر کسی جہتم نے ترس کھا کر
افیون دے دی تو دانت نکال کر گڑگڑا کر دعائین دینے لگے خدا آپ کو سلامت رکھے اسوقت آپنے جان بچائی غرض
بعد دستیاب ہونے افیون کے چہرہ پر بحالی آگئی آنسو بہنا موقوف ہو گئے مایوسی دل سے دور ہوئی گویا جسم مین جان آگئی
جھپٹ کے ایک چینی کی پیالی مین تھوڑا سا پانی لائے بالمعیات تمام بیٹھ کے افیون گھولنے لگے جب کسی قدر پانی رنگین
ہوا مسکرا کر کہنے لگے واللہ کیا اچھی افیون ہے رنگ کی ہیئت سے ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ خالص ہے جوگا بہت کم
یہ تقریر افیونی مذکور کی سنکے اور دو چار افیونی قریب آگئے افیون کو دیکھکر تعریف کرنے لگے کسی نے چاقو بٹوے سے نکالا

ٹکڑے کیے کا آہستہ آہستہ بڑی نزاکت اور عمدگی کے ساتھ چھیلا گنڈیریاں بنا کر رومال میں رکھیں کسی نے میٹھی روٹی کے ٹکڑے نکالے کسی نے نیچہ تازہ کیا تمباکو کڑوا چلم میں بھرا اپنے آگے تیار کر کے رکھا اگر دوسرے افیونی نے طلب کیا جھنجھلا جواب دیا کہ کبھی ابھی تو سلگا بھی نہیں ہے صبر کرو تمکو بھی دینگے وہ افیونی یہ تقریر اس افیونی کی سنکے بدمزہ ہوا آخرکار افیونی مذکور الصدر نے پہلے تو آپ افیون پی بعد اسکے اپنا ادس تقسیم دے کر اور افیونیوں کو دیا اور ہم نفروں نے مسکرا کر ثبت تمام اپنا فخر جانکر ذرا ذرا سی چسکی پی لی بعد اسکے گنڈیریاں باہم تقسیم ہوئیں ہر ایک نے خوب چوس چوس کے کہا ہمیں اب کسی قدر نشہ ہوا جسم میں جان تازہ آئی داستان خواجہ عمرو کی کہنی شروع کی اور افیونی بگوش ہوش خوش ہو کر سننے لگے اگر کسی نے کہا بھی کہ چپ رہو داستان نہ کہو ناچ گانا ہو رہا ہے دیکھو سنو جواب دیا کہ کبھی ہمکو تو اسی میں لطف حاصل ہوتا ہے قصہ مختصر اسی طرح پانزدہ روز برابر بزم طرب اور محفل عشرت قصر النیرین اور دیگر مقامات مذکورہ میں آراستہ رہی اور جملہ سلاطین عالی وقار و شاہان والا مقام جشن ہمایوں میں نغمۂ مطربان خوش گلو سنا کیے اور نازنینان زہرہ خصال کا رقص دیکھا کیے اور محو تماشا رہے بعد اسکے جب روز مسعود اور وقت مبارک عقد و نکاح کا آیا حکمائے عالی منزلت والا مرتبت نے سواری ہمایوں صاحبقران اکبر کا سامان درست کیا اور جملہ جلوس برات کا فراہم کیا اور صاحبقران اکبر کو نوشاہ بنایا سر پر بھاری وہ سہرا باندھا کہ شعاع آفتاب جسکی کرن پر ہزار جان سے قربان ہو گئی اور آفتاب برج [illegible] شاہزادہ ذیوقار پر نثار ہوا اور ایسی ساعت سعید اور وقت ہمایوں میں کہ قران السعدین کا ہنگام تھا اور زمین و زمان سے صدائے تہنیت اور مبارکبادی آتی تھی صاحبقران اکبر کو بصد حسن و خوبی تخت رواں پر کہ جو سراسر جواہر نگار تھا سوار کیا تمام و کمال سلاطین صاحب جاہ و جلال اور جملہ شاہزادگان نامدار عالی وقار ہمراہ رکاب صاحبقران عالیجاہ بیمین و یسار حاضر تھے غرضکہ صاحبقران کشورستان بڑے جلوس و احتشام و لوازم شوکت و حشمت و نوبت و نقارہ شادی سوار ہو کر جانب قلب الحصار روانہ ہوئے حکمائے ذیوقار ایسی حکیم قطاس الحکمت و حکیم ابوالمحاسن و حکیم خشخاشیان و حکیم عنقر طوس جتنے بھی ہمراہ سواری صاحبقران اکبر موجود تھے لیکن اکثر مورخین نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ حکیم عنقر طوس جو کہ حکیم قطاس الحکمت نے قصر النیرین میں برائے انتظام و اہتمام چھوڑ دیا تھا اور ہمراہ صاحبقران اکبر نہیں گیا تھا آخرکار بعد قطع راہ روز ہفتم ملک خورستان یعنی شہر قلب الحصار میں نزول اجلال اور ورود اقبال فرمایا روشنی از حد کی گئی تھی اور سامان آرائش از طرفہ قصر النیرین سے قلب الحصار تک بچھایا تمام کیا گیا تھا اور کس درجہ آراستگی ہوئی تھی کہ جادۂ منزل رشک کہکشان نظر آتا تھا سلطان ربیع الملک نے جملہ ملک خورستان کو مثل عروس آراستہ کیا تھا خاصکر شہر قلب الحصار کو ایسا روشنی چراغان سے مزین کیا کہ فلک کو رشک تھا اور باغ جو برپا کیا تھا اس کی رونق اور تازگی کی کیا صفت کیجئے زبان قاصر ہے اوسکی تعریف اس باغ کی یہ ہو کہ باغ جنت بھی تر و تازہ اور پر بہار مثل اسی باغ کے ہوگا اس سے گوئے سبقت یقین ہو کہ نہ لیگیا ہوگا اسی باغ رشک گلشن ارم میں جا بجا سلک ...

یعنی نازنینان مشتری طلعت زہرہ خصال اور مقربان ملکہ نوبہار گلشن افروز مع نادرہ رازدار مقیم ہین اور والدین ملکہ نوبہار
بھی وہین تشریف رکھتی تھی فقط ملکہ نوبہار گلشن افروز بوجہ شرم و حجاب کے شریک نہوئی تھی کیونکہ وہ سرو رعنائے گلشن
محبوبی و گل رنگین چمن خوبی چند روز سے حجلہ عروسی مین مقیم ہے موافق دستور روز عقد تک باہر آ نہین سکتی اسوجہ سے
شریک بزم طرب نہین ہوئی الحاصل باغ نشاط بخش مین عجیب محفل عشرت افزا آراستہ ہو کہ جسکی تعریف ہو نہین سکتی
علاوہ اسکے اسی طور حوالی قلعہ الحصار مین خیمہ ہاے گردون وقار زرنگار استادہ ہین اسواسطے کہ مردمان لشکر سلاطین نووقا
انہین مقیم ہون اور شریک بزم عشرت ہو کر مسرت حاصل کرین الحاصل جب سواری بعد تیاری عنقریب شہر قلب الحصار
پہونچی سلطان روح الملک مع وزرا و امرا و ارکان سلطنت و اعیان مملکت بشوکت و حشمت واسطے استقبال کے آیا
اور بہ آئین شائستہ استقبال بجالایا اور اپنے ہمراہ صاحب قران اکبر کو مع جملہ سلاطین عالیوقار و شاہزادگان عالی تبار
و امرائے نامدار و سرداران عالی مقدار کو بعزت و وقار اور بتکریم و تعظیم شہر قلب الحصار مین لایا اور ہر ایک شاہ و شہریار کو
علے قدر مناصب و مراتب ایوان و منازل و قصور مین مقیم کیا اور جملہ مردمان فوج شاہی کو قریب باغ نشاط بخش خیمہ و خرگاہ مین
فروکش کیا اور جملہ خیام مین اسباب و سامان عیش و عشرت موجود کروایا اس جگہ پر اکثر راویان راست گو نے یون بھی
مندرج کیا ہے کہ سلطان روح الملک نے تمامی زمین دشت پر فرش مخملی اور بساط زربفتی ایسا بچھوا دیا تھا کہ کہین ایک ذرہ
بھی صورت زمین اور شکل غبار نظر نہ آتی تھی اطلس گردون دور سے نگران تھا شہر قلب الحصار صورت عروس آراستہ تھا
علاوہ اسکے ہر بزم طرب مین مطربان خوش گلو یون نغمہ سرا تھے کہ آواز نغمہ انکی گوش فلک تک جاتی تھی اور زہرۂ فلک بھی
بہ غیرت تمام جھکا ہوا ہر اک نغمہ سن رہا تھا۔ نظم

فرش زربفت و قماش در صحرا	برق میزد ز عارض تابان	از جواہر کہ بد برون ز شمار	یار آورد جا بجا اشجار
بشب یاقوت و بزبرجد بود	وز گہر جا بجا شگوفہ بود	ہر طرف مہرخے خرامندہ	گرم چون آفتاب تابندہ
ساقی ماہروے گلرنگ	مطرب خوشنوا بہ بربط و چنگ	ماہ و خورشید و زہرہ را ز سپہر	میکشیدند سوے خویش بمہر
اہل مجلس ز بانگ نوشانوش	کردہ کر ہر زبان ہزاران گوش	اہل مجمع ز بادۂ ایشان	معرکہ را ز من مپرس بیان
بلکہ ہر کس ازان صغار و کبار	محو بودہ بجلوۂ دلدار	خبر از آفتاب و ماہ نداشت	جز بروے بتے نگاہ نداشت

غرضکہ دس روز تک اسی طرح جلسۂ عیش و عشرت آراستہ رہا بعد اسکے ساعت ہمایون اور وقت مسعود مین شاہزادۂ نامور
یعنی صاحبقران اکبر کو تخت جواہر نگار عروسی پر متمکن کیا اور تمام خسروان ذیقدر و خاقان نامور مع سلطان اسمعیل و حکماے
عالیوقار محفل عقد مین شریک ہوئے حکیم قسطاس الحکمت و حکیم ابو المحاسن و حکیم آتشبیان ملکہ ناطقہ روشن بیان کی
جانب سے شاہد اور وکیل مقرر ہوئے اور قاضی احمد عرب نے ان دونون دریاے حسن و خوبی کو سلک زوجیت مین
منسلک کیا بعد عقد ہونے کے شور و غوغاے تہنیت و مبارکی ایسا بلند ہوا کہ سکان سموات گھبرا کے جانب زمین دیکھنے لگے

کہ یہ کیا واقعہ تازہ ہوا ہے

دو گوہر را بیک جا عقد بستند		شرلیت پیشگان یکجا نشستند	

حاصل کلام بعد نکاح خوانی سلطان بروج الملک والدہ ملکہ ناطقہ روشن بیان نے طبقہاے زر سرخ و سفید و جواہر گران بہا سر ہمایون پر تصدق کیے بعد اسکے صاحب قران اکبر کو موافق قاعدہ اور دستور کے محل مین طلب کیا اور رسمین عقد و نکاح کی موافق قاعدہ و دستور کے شایان ادا کرنے لگین بعد جملہ رسوم کے شاہزادہ ذیوقار ہنگام شب ایک ایوان باغ نشاط بخش مین جو واسطے زفاف کے معین ہوا تھا اور مثل عروس کے آراستہ ہوا تھا مع ملکہ ناطقہ روشن بیان آیا اسدم جملہ نازنینان شہر عشرت یعنی مصاحبان و مخلص ملکہ نو بہار و ملکہ صبح دلکشا و نادرہ رازدار وغیرہ دروازہ باغ پہ حاضر اور موجود تھین ہر ایک مہ پارہ نے طبق گوہر و جواہر سر نوشاہ اور فرق عروس پر نثار اور تصدق کیے اور مہ جبینان نغمہ سرا نے ترانہ تہنیت اور مبارکی گانا شروع کیا اکثر خواتین پری زاد عروس و نوشاہ کو بعزت و وقار ایوان مذکور مین لائین اور تخت جواہر نگار عیش و عشرت پر بعد خوشی متمکن کیا اور بعد اسکے شرم و حجاب سے تمامی نسوان پری زاد ہر ایک بہانے سے وہان سے اٹھ آئین اور ایوان مذکور مین تخلیہ کر دیا جسوقت جملہ نازنینان پری زاد چلی آئین اور تخلیہ ہو گیا اُس وقت صاحب قران اکبر مصروف اختلاط ہوے اور آمادہ وصل ہوے کیونکہ ایک زمانہ دراز اور مدت مدید سے اسی روز کے خواستگار رہتے تھے اور پروردگار عالم سے امیدوار رہتے آخر کار بعد ناز و نیاز بسیار کے صاحب قران اکبر وصل حقیقی ملکہ ناطقہ روشن بیان سے کامیاب اور بہرہ یاب ہوے دل مضطر کو قرار ہوا روح نے تسکین پائی راوی کہتا ہے کہ جس دن صاحب قران کامگار کا نکاح ہوا تھا حکماے عالیوقار نے سلطان ابوالحسن جوہر کو بھی غمزہ شیرین کار سے منعقد فرمایا تھا اور اسی باغ بینظیر مین ایک قصر صحبت عیش و عشرت کے واسطے مقرر ہوا تھا چنانچہ ابوالحسن جوہر بھی اپنی معشوقہ غمزہ شیرین کار ندیم خاص ملکہ ناطقہ روشن بیان سے ہم آغوش ہوا لب و رخسار کے بوسے لیے بیتاب ہو کر سینے سے لگایا غمزہ شیرین کار نے ناز و ادا کرنا شروع کیا آخر کار بعد رد و بدل کے مہم زفاف کو سر کیا جب آرزوے دل بر آئی ابوالحسن جوہر کے دل نے تسکین پائی ہنگام سحر نادرہ رازدار نے شاہزادہ ذیوقار صاحب قران نامدار کو وصل حقیقی ملکہ ناطقہ روشن بیان کی تہنیت دی ابوالحسن جوہر کہ اسوقت خدمت صاحب قران اکبر مین حاضر اور موجود تھا نادرہ رازدار سے مخاطب ہو کر کہنے لگا افسوس ہزار افسوس کہ تم صاحبقران عالیشان کو وصل حقیقی ملکہ ناطقہ روشن بیان کی تہنیت دیتی ہو اور مجھکو مرحلہ زفاف کے سر کرنے کی تہنیت نہین دیتی ہو بڑا تعجب کا مقام ہے اور یہ امر سراسر نا انصافی کا ہے اور علاوہ اسکے اے خاتون تمنے یہ بھی پوچھا کہ رات کس طرح سے بسر ہوئی بوسے کتنے لیے کے مرتبہ وصل سے کامیاب ہوے کیونکر غمزہ شیرین کار کو اپنے قابو مین لائے کیونکر وصل کی تدبیر کی خیر جو کچھ ہمنے کیا وہ تمنے دیکھا ہوگا تم پر ظاہر و آشکارا ہوگا اور جو اسکے تمنے دانستہ مجھکو تہنیت نہ دی شاید اس رشک سے جل گئین یا یہ کہ ایک روز تم سے بھی یہی معاملہ زیر و بالا [illegible]

اور زور اور کشتی کا ہونے والا ہو ایک ہی مرتبہ اپنے اور غمزہ شیرین کار کے وصل کی مبارکباد دوگی ای خاتون تمکو تیرے
سر اقدس و مبارک کی قسم سچ کہنا مین نے کیا مہم زفاف کو سر کیا ہے اور کیا تیر تاک کے نشانہ پر لگایا ہو اور کیونکر گڈھی
کو فتح کیا ہے کیونکر بوس و کنار کیا ہو تم اپنے دل مین ملول نہونا ایک دن تمھارے ساتھ بھی با بدولت ہمبستر ہونگے
تمھارے بھی لب و رخسار کے بوسے لینگے تمھین بھی اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز کرینگے دیکھو کہ مین نے غمزہ شیرین کار
کو شب زفاف مین ایک دم لینے نہ دیا رات بھر ہوا تر وصل سے لطف اٹھایا القول مختصر

ع کارے کہ از من آید مردان چنین کنند

پروردگار عالم تمھاری بھی آرزو سے دل کو بر لاوے جسطرح کہ غمزہ شیرین کار کی تمنائے دلی کو بر لایا اور تمھاری مہم زفاف
بھی بہ آسانی اور بسہولت سر انجام پائے ذرا تمکو تکلیف نہو گئے کہو ای خاتون آمین جسوقت یہ کلمات نادرہ رازدار نے
ابوالحسن جوہر سے سنے شرم و حجاب سے عجب حال ہوا کہ بیان سے باہر ہے بعد اسکے نادرہ رازدار نے برہم ہوکر کہا کہ ا
بے شرم و بے حجاب سچ تو یہ ہے کہ تجھسا بیحیا کوئی بیہودہ دنیا پر نہوگا ای بیحیا مجھکو نہین معلوم کہ مین خسروان نامدار اور
سلاطین عالی تبار کی تہنیت کا عہدہ رکھتی ہون میرا رتبہ اور مرتبہ ایسا نہین ہے کہ تجھ ایسے مرد بیحیا اور بے شرم بوالہوس
بیغیرت ہیچ ہیرد کے جوتیون بھرے ہوئے کباب کی تہنیت کا ننگ گوارا کرون ذرا آئینہ لیکر اپنی شکل کو دیکھ بھینگے کی
صورت ہو اور کوے کی شکل ہے اپنے منصب سپہ گری پر نظر کر اور میری لیاقت اور مرتبہ عالی کو دیکھ اور بجائے خود انصاف
کر میرے بارے مین ایسے کلمات واہیات مہملات کہنا لازم نہین ارے منہ سے تو آئے لگیگی زبان گل کے گر پڑے گی
ابوالحسن جوہر نے ہنسکے کہا کہ ای بی بی امر واقعی اور حق مین شرم و حجاب لازم نہین مین نے کچھ جھوٹ نہین کہا سچ
بولنے کا حکم ہے اور امر واقعی کے پوشیدہ کرنے کی ممانعت نہین ناحق تم مجھ بیچارہ پر خفا ہوئی ہو گیا اکدن ایسا ہوگا
کہ تم ہمارے وصل سے کامیاب ہوگی اور مدعا حاصل کروگی بوسے لب و رخسار دوگی ہماری التجا سے ہوگی بی بی کو شرم
سے حجاب کیا تمنے اسوقت مجھکو تہنیت نہ دی خیر یاد رکھنا اسکو کبھی غمزہ شیرین کار تہنیت اس بات کی نہ دیگی نادرہ رازدار
نے بوجہ غیرت کے کچھ اسکا جواب نہ دیا خاموش ہو رہی اس وقت صاحب قران اکبر نے ابوالحسن جوہر کو اس گفتگوے
مذاق آمیز سے ممانعت کی اور نادرہ رازدار سے فرمایا کہ اے خواہر فیروز وقار تم نہین جانتی ہو اور واقف ہو کہ یہ شخص سہ رنگ
عیار طرار نہایت شوخ طبع ہے اور ظریف مزاج ہے ابتدا سے عمر سے یہ نہایت ہی شریر ہے کبھی کبھی ہم سے بھی باتین گستاخی کی
کرتا ہے اور سخن مذاق اور مسخر کیا کرتا ہے ہم اسکے کلمات مسخرگی سے آزردہ خاطر اور ملول و رنجیدہ کبھی نہین ہوتے کیونکہ اس شخص
کی ہمیشہ سے یہی عادت ہے لہذا تم بھی اسکے مذاق اور مسخرگی سے رنجیدہ اور کشیدہ خاطر نہونا نادرہ رازدار نے عرض کیا کہ اے
صاحب قران اکبر ذیشان عقلا نے اسکا تجربہ کیا ہے کہ جو آدمی کمینہ ہوتا ہے اس سے ویسے ہی حرکات ظاہر ہوتے ہین آپ لحاظ
فرمائیں اگر یہ شخص ذلیل و خوار اور کمینہ نہوتا تو پیشہ عیاری حاصل نہ کرتا کیونکر با وجود رتبہ سلطانی کے جو آپ نے اس فرومایہ کو

ازراہ عزت افزائی مرحمت فرمایا ہر اپنی اصالت کی باتون سے اور حرکات نامعقول سے باز نہین آتا ہر چند کہ حضور نے اس

نالائق کو چاہا کہ لائق ہو مگر لیئق نہوا۔ بقول سعدی قطعہ

شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسی | ناکس بتربیت نشود ای حکیم کس | باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست | در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

صاحبقران اکبر نے نادرہ رازدار کے کلمات کا کچھ جواب نہ دیا اور مسکرا کر چپکے ہو رہے اور ابو الحسن جوہر بھی اپنے اس مذاق سے منفعل ہوا اور دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا قصہ کوتاہ صاحبقران ذیجاہ بعد اس گفتگو کے ایوان مین پاس ملکہ ناطقہ روشن بیان کے تشریف لے گئے اور نادرہ رازدار و صبح دلکشا وغیرہ نازنینان خوبرو و پریزادان عنبرین مو کہ جہان تھین سلطان روح الملک سے رخصت ہو کر جانب ملک یعنی سرزمین اطلس و شہر عرشیہ و علیین کو روانہ ہوئین جسدم صاحبقران ذیوقار ایوان مین تشریف لائے اور ملاحظہ فرمایا کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان تخت عروسی پر بصد رونق اور ہزار زیب و زینت مانند طاوس طنازسراپا ناز جلوہ فرما ہے کثرت محبت اور وفور الفت سے عروس کے پہلو مین بیٹھ گئے

اور مذاق اور اختلاط مین سرگرم اور مصروف ہوئے۔ اشعار

مہیا مجلسے بے گرد اغیار
نشۂ بادہ امتزاز شباب
یار را در کنار خویش کشید

بیا میز د گل بہر جست خار
چون بہ بند نگار شاہ شہود
خاطرش آنچہ خواست پیش کشید
گرد حاصل بگوہر مقصود

دل شگفتہ گار بادۂ لالہ
یعنی صاحبقران عالیقدر
بعد صد بوسہ کامرانی کرد
سر بسجدہ نہاد شکر نمود

جان مشتاق گرد سمہ بالہ
بر سپہر برین فروزان بدر
تا مہ خویش آنچہ والی کرد

غرضکہ صاحبقران والاشان نے سات دن تک ہر وقت اور ہر لحظہ باغ نشاط بخش مین بخوبی تمام عشرت کی اور ابو الحسن جوہر نے بھی مدت مذکور تک حظ وافر اور لطف بسیار اٹھایا آٹھوین روز حکماے عالیوقار نے فرمایا کہ سلطان روح الملک اور ملکہ ناطقہ روشن بیان مع جملہ نازنینان گلوبستان بجاہ و حشم و بجلوس و تجمل بصد شوکت و حشمت شہر عرشیہ کو تشریف لیجلین اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کی بزم عروسی کو رونق بخشین چنانچہ بموجب ارشاد حکماے عالیوقار تمامی جمیلہ گلوبستان مانند منطقہ زرین بکر و حمرا و رماشہ و قمرا و جمیلہ و شکیلہ و سوداوہ و غمزہ شیرین کار و ملکہ ناطقہ روشن بیان

بصد جلوس و تجمل سمت زمین اطلس بہزار خوشی روانہ ہوئین

داستان عقد شہریار نامور صاحبقران اکبر با ملکہ نوبہار گلشن افروز و نکاح ابو الحسن جوہر

با نادرہ رازدار

بساط آرایان محفل انبساط اس داستان سراپا نشاط کو اسطرح آراستگی دیتے ہین کہ جب شہریار کشورگیر صاحبقران با توقیر نے عقد ملکہ ناطقہ سے فراغت پائی اور ملکہ ناطقہ روشن بیان سے وصل ہو چکا اور آرزوے دلی بر آئی یعنی ہمبستری ہو چکی

اسوقت موافق ارشاد حکماے عالیوقار و عالی تبار مع جملہ شاہان نامدار و سلاطین عالیوقار و امراے ذیوقار و رفقا عالی تبار و سرداران خوش کردار و نتورشعار و حکماے یکتاے روزگار بصد جلوس و تجمل و بہزار شوکت و شان و تزک و احتشام و جاہ و حشمت و نقارہ و نوبت بہمراہی تمامی فوج و لشکر بعدد گرد و فراسپ پری وش پر سوار ہوکر جانب زمین طلسم روانہ ہوے قبل اسکے بیان کیا گیا ہے کہ اب وہ آثار طلسمی سرزمین سے معدوم ہوگئے ہین مسافت راہ مانند منازل متعارف کے ظاہر تھی صاحب قران اکبر بشان و شوکت مذکور الصدر بعد قطع منازل و طی مراحل اول شہر صورت پرستان مین کہ جسکو مقام حیرت بھی اکثر مردم کہتے ہین تشریف لائے بہزاد خان حاکم شہر صورت پرستان اور ملک ارقع داروغہ شہر خبر ورود اقبال و نزول اجلال صاحب قران خجستہ خصال فرخندہ فال کی سنکے واسطے حصول ملازمت اور بجاے استقبال مع جملہ ارکین شہر بصد جلوس شاہانہ حاضر ہوے اور بعد حصول شرف پابوسی و ملازمت صاحب قران گیتی ستان کو مع جملہ سلاطین و شاہزادگان و امرا و رفقا وغیرہ کے بہزار تعظیم و تکریم اپنے ہمراہ شہر مذکور مین لائے اور بعد حسن و خوبی ایوان و منازل و قصور بیمثال و بیعدیل مین مقیم و فروکش کیا اور اسطرح بحسن و خوبی صاحب قران اکبر اور جملہ سلاطین و امرا و رفقا و مردان عساکر وغیرہ کی دعوت اور ضیافت کی کہ صاحب قران اکبر اور جملہ مردان خاص و عام مسرور و محظوظ ہوے بعد اسکے صاحب قران اکبر نے بہمراہی چند امراے ذیوقار شہر کی سیر کی اور شہر مذکور کی آراستگی اور خوبی ملاحظہ فرماکر نہایت مسرور ہوئے بعد اسکے صاحب قران اکبر نے بتعجیل تمام رافع بن ارقع کو نوشاہ بناکر رافعہ بانو اسکی مطلوبہ روشن جبین سے بصد خوبی منعقد کیا رافع کو وصل رافعہ سے بدرجہ کمال مسرت حاصل ہوئی بعد اسکے صاحب قران عالیمقام بتعجیل تمام وہان سے روانہ ہوے راوی کہتا ہے کہ اس سامان اور جلوس و تجمل سے صاحب قران اکبر جانب زمین اطلس جاتے ہین کہ اس شوکت و شان سے جانب شہر قلب الحصار تشریف نہین لائے تھے کیونکہ لاکھون وہ فیلان کوہ پیکر کہ جنکی جھولین زرتار ہین اور ہودج انپر زرین اور جواہر نگار ہین انمین سلاطین ذیوقار اور شاہزادگان نامدار بیٹھے ہین اور ہزارہا ہمراہی مین گھوڑے عربی ترکی تازی عراقی باسازنقرئی و طلائی کہ جنپر اکثر امراے ذیعزت اور سرداران عالی مرتبت بیٹھے ہین اور کثرت سواران زرہ پوش چار آئینہ بند کی اسدرجہ تھی کہ جو شمار سے باہر ہے اور مردم لشکری جو پیادہ ہین وہ تو مثل مور و ملخ کے ہین و دریان تیغ زیب تن کیے ہین آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ ہین دریاے آہن مین غرق ہین ہر ایک جوان بیمثال ہے صاحب حسن و جمال ہے ہزار در ہزار باجے انواع و اقسام کے ہین انکی صدائین شہنائی ایسی بلند ہین کہ گوش ساکنان فلک کرہوئے جاتے ہین گاؤ زمین کثرت بار مردم وغیرہ سے تھراتی ہے صداے نوبت و نقارہ شادی گنبد فلک تک جاتی ہے سر صاحب قران اکبر پر چتر بال ہماگردش مین ہے زر و جواہر فرق صاحبقران اکبر پر اثناے راہ مین بیشمار نثار ہوتا ہے گویا بارش زر و جواہر کی ہو رہی ہے جس صحراے سبزہ زار مین صاحب قران اکبر قیام فرماتے ہین وہ صحرا کثرت مردم سے رشک شہر آباد ہو جاتا ہے فیلان بلند قامت جس صحرا مین فراہم ہوتے ہین وہ مقام

کیجلی بن معلوم ہوجاتا ہو صدہا منزل تک جلوس ہے دیکھنے والے کو قدرت خدا نظر آتی ہے آخر حضرت صاحبقران
ایک شہر آئینہ داران میں تشریف لائے صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ قبل اسکے اس شہر کی
راہ میخانہ ہوشش ربا اور دشت وحشت و دوزخ سے تھی جو باطن طلسم میں محسوب ہوتے تھے لیکن اب
وہ آثار طلسمی بالکل معدوم ہوگئے ہیں فقط شہر آئینہ داران کہ واقع میں اصلی تھا قائم اور موجود ہے غرضکہ
ملک جمال الدولہ پریزاد مالک شہر آئینہ داران خبر تشریف آوری صاحب قران اکبر استماع کرکے برائے
استقبال آیا اور شرائط قدمبوسی و ملازمت بجا لایا چونکہ بموجب حکم سلطان قیصر نوس پہلے ہی سے شہر
آئینہ داران آئین بند ہو چکا تھا ملک جمال الدولہ صاحب قران اکبر کو بعد احترام و عزت شہر
آئینہ داران میں ایوان عالی تک اپنے ہمراہ لایا اور بہ تکریم و تعظیم صاحب قران اکبر وغیرہ کو فروکش کیا
بعد اسکے ملک جمال الدولہ نے بصد حسن وخوبی صاحب قران اکبر اور جملہ سلاطین و شاہزادگان وغیرہ کی
ضیافت کی صاحب قران اکبر نے جلد تر بدر عالم منجم کو دولہ بنایا اور بعنوان شائستہ ساعت نیک میں
خوشنواز پری سے منعقد کر دیا بدر عالم منجم اپنی معشوقہ مہ پارہ سے اس طریقہ سے بیتابانہ شب زفاف میں
لپٹا کہ صاف دیکھنے والے کو ثابت ہوتا تھا کہ قران السعدین ایکجا ہیں یا ماہ مہر سے ہم آغوش ہو غرضکہ بعد حسرت
و آرزو بدر عالم منجم نے اس مشتری خصال زہرہ جمال یعنے خوشنواز پری کے وصل سے حظ وافر اور لطف
از حد اٹھایا اپنے کوکب بخت کو اوج پر پایا شکر خداوند عالم کا بجا لایا بعد عقد وصل بدر عالم منجم صاحب قران اکبر
شہر حشمت نگار میں داخل ہوئے خواجہ عنبر ناظر داروغہ شہر حشمت نگار بعد ادائے قواعد استقبال کے رسم دعوت
و ضیافت بجا لایا حکیم قطاس الحکمت نے صاحب قران اکبر سے فرمایا ای شاہزادۂ عالیوقار تم اس شہر بے نظیر میں چند
روز قیام کرو کیونکہ سلطان ابو الحسن جوہر کا نکاح اسی مقام پر ہونا چاہیے لہذا تم بوقت ہمایون اور ساعت سعید
ابو الحسن کو آراستہ لباس تکلف سے کرکے بشوکت و حشمت سمت قصر نادرہ رازدار لیجانا اور اسی قصر میں ابو الحسن
جوہر کا عقد نادرہ رازدار سے کرنا صاحب قران اکبر نے موافق ارشاد حکیم قطاس الحکمت کے بزم عشرت آراستہ
کی بعد کئی روز کے سلطان ابو الحسن کو بصد جلوس و تجمل قصر نادرہ رازدار کی جانب لے گئے چونکہ دو روز قبل
حکیم قطاس الحکمت قصر نادرہ رازدار میں تشریف شریف لے گئے ہیں اور اس قصر کو مع صاحب قصر ہزار زیب
و زینت ایسا آراستہ کیا تھا کہ اگر اس قصر کو ساکنان قصور جنان دیکھیں اپنے مسکن اپنا اسی قصر میں کرتے اور کبھی بنا
قصور ارم رخ بھی نہ کرتے غرضکہ صاحب قران اکبر بصد تجمل و حشم و بجلوس شوکت و شان در قصر مذکور پہنچکر
منازل عالی میں مقیم ہوئے واضح ہو کہ ملکہ شرف افروز مادر نادرہ رازدار شہر حشمت نگار کی مالک ہو اور پریزاد و غلمان و
جمال الدولہ وغیرہ ملکہ شرف افروز کی جانب سے نیابتاً حکومت کرتے ہیں ملکہ شرف افروز نے صاحب قران اکبر کو جب

سلاطین و شاہزادگان و امرا و مردان لشکری وغیرہ کی بخوبی تمام دعوت و ضیافت کی اور بزم عشرت بخوبی آراستہ
کی صاحبقران اکبر وغیرہ سات روز تک بزم طرب میں مشغول رہے اور بخوبی لطف رقص و نغمہ اٹھایا اور بخوبی
تمام دعوت سے محظوظ ہوئے اور اکثر پریزادان عشاق کو اُنکے معشوق کے وصل سے کامیاب اور شادکام فرمایا
بعد ایک ساعت سعید اور وقت ہمایون میں ابوالحسن جوہر کا عقد کیا یعنے حکیم ابوالمحاسن نے اپنی وکالت سے
نادرہ رازدار کو ابوالحسن جوہر کی زوجیت میں داخل فرمایا تمامی سلاطین ذیوقار و شاہزادگان نامدار نے سلطان
اسمعیل عالیوقار اور صاحبقران اکبر کو تہنیت دی بعد عقد و رسوم کتخدائی عروسی کے صاحبقران اکبر نے ابوالحسن
جوہر سے فرمایا کہ جاؤ نادرہ رازدار سے ہمبستر ہو اُس دم ابوالحسن جوہر نے حکم صاحبقران اکبر نہ مانا اور انکار کیا
اور کہا اے صاحبقران ذیجاہ ایکی مرتبہ یہ امر خلاف قاعدہ وقوع میں آیا ہے کہ میرا عقد آپ کے عقد سے
قبل ہوا ہے علاوہ اسکے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں قبل آپکے ہمبستر ہوں اور لطف وصل اٹھاؤں گوہر مدعا
دل حاصل کروں مہم زفاف سر کروں یہ تو کسی طرح مجھ سے نہوگا اور ایسی گستاخی بھولے سے بھی نہوگی صاحبقران
ذیشان نے فرمایا ای برادر اب ہمنے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جسکا عقد قبل ہو وہ مرحلہ زفاف کو بھی پہلے سر کرے یعنے
اپنی معشوقہ سے وصل حقیقی حاصل کرے اگر تم ہمارا کہنا نہ مانوگے تو ہمکو ملال ہوگا لہذا تم کو لازم ہے کہ ہماری خوشی کا
لحاظ رکھو اور پس و پیش نہ کرو ابھی جاؤ اور نادرہ رازدار سے وصل حقیقی حاصل کرو جس وقت اسطرح صاحبقران اکبر
نے فرمایا ابوالحسن جوہر لاچار ہوا اور بموجب ارشاد صاحبقران اکبر داخل قصر ہوا دیکھا نادرہ رازدار مثل طاؤس
طنّاز سراپا ناز حسن میں رشک قمر رخت عروسی در بر عطر سہاگ میں بسی ہوئی دست و پا میں حنا لگی ہوئی پیشانی پر نور
افشان لگی ہوئی عروس بنی ہوئی بیٹھی ہے ابوالحسن جوہر بمجرد دیکھنے کے بہزار شوق و اشتیاق پہلو سے نادرہ رازدار
میں بیٹھ گیا اور اُس بزم کو اغیار سے خالی دیکھکر اور تخلیہ پاکر سرگرم اختلاط ہوا نادرہ رازدار نے ہر چند اپنے تئیں
بچایا مگر ابوالحسن سے کچھ زور نہ چلا آخر کار تھک گئی سانس پھول گئی ابوالحسن نے لپٹ کر خوب پیار کیا اور بہزار
آرزو وصل سے کامیاب ہوا یعنی مہم زفاف کو سر کیا نہایت مسرور و شاد ہوا ؏

سوے بیضہ اش برد دست بلند	زہمیان بر سیم بکشود بند
بہ پیکان آن لعل یاقوت گون	گہر سود و آورد مرجان برون

الحاصل ابوالحسن جوہر نے تمام شب لطف تازہ اور عیش بے اندازہ حاصل کیا ہنگام سحر حمام میں داخل ہوا اور
غسل کرکے اور لباس نفیس پہنکے خدمت صاحبقران اکبر میں حاضر ہوا بمجرد دیکھنے ابوالحسن کے صاحبقران
اکبر نے مسکراکے وصل نادرہ رازدار کی تہنیت دی اور کیفیت شب زفاف دریافت کی ابوالحسن جوہر نے شرماکے
عرض کیا کہ حضور کے اقبال سے مرحلہ زفاف پر فتحیاب ہوا لیکن حضور بڑی جنگ ہوئی پسینے میں تر ہو گیا آخر موقع پاکر میں نے

ایسا تیر نشانے پر لگایا کہ کارگر ہوا۔ صاحب قران اکبر یہ تقریر ابو الحسن جوہر کی سنکے بہت ہنسے بعد اسکے ملکہ
شرف افروز نے موافق دستور ابو الحسن جوہر کو خلعت دامادی سے ممتاز اور سرفراز کیا بعد اسکے ابو الحسن
جوہر صاحب قران اکبر چار روز تک مکان عروس مین مہمان رہے ناچ دیکھا کیے اور نغمہ پریان سنا کیے
اور مقامات قصر یعنے منزل جاودان شاہ وغیرہ کو ملاحظہ فرماتے رہے اور سیر دیکھتے رہے بعد اسکے حکیم قطاس الحکمت
نے ارشاد فرمایا کہ اے صاحب قران والاشان ابو الحسن جوہر کا عقد ہو چکا اور وصل نادرہ رازدار سے بھی
کامیاب ہوا اب آپ اپنی کتخدائی کی فکر کیجیے اور جانب شہر عرششیہ تشریف لیجلیے صاحب قران اکبر نے موجب ارشاد
حکیم قطاس الحکمت قصد چلنے کا کیا اسوقت سلطان اسمعیل و دیگر سلاطین ذوقار نے صاحب قران نامدار کو نوشاہ بنایا
سہرہ گلہاے عنبر شمیم کا سر پر باندھا انتظام و اہتمام بیحد کیا یعنے جلوس بہ آئین شائستہ اول روانہ کیا سوار رتھے
پیادون نے قدم اٹھائے باجے بجے امراے ذوقار و سلاطین نامدار و سرداران تہور شعار ہزاران فیلان کوہ پیکر
پر سوار ہوے اور رفقاے عالی قدر و شاہزادگان ذیشان ہزاران اسپان بےنظیر و بیعدیل پر سوار ہوے
ملکہ اسنے ایک فیل کوہ پیکر پر کہ جسکی جھول زرتار تھی اور ہودہ بھی بےمثل و بےنظیر تھا ہمراہ سلطان اسمعیل صاحبقران
اکبر کو سوار کیا اور آپ بھی ہمراہ سواری ہوے جملہ شاہ و شہریار و شاہزادگان ذوقار سواری صاحب قران کے
یمین و یسار ہوے زنان ذوقار بھی بصد پردہ داری کچھ ہمراہ ہوئین اور کچھ قبل روانگی برات کے جانب عرششیہ
روانہ ہوئین غرض اسی جلوس و تجمل اور شوکت و حشمت اور جاہ و احتشام سے زر و جواہر سر صاحب قران
اکبر پر نثار کرتے ہوے سلطان اسمعیل سمت شہر عرششیہ روانہ ہوے راوی کہتا ہے کہ مین نے ایسے جلوس اور
خدم و حشم سے کسی بادشاہ روے زمین کو عقد کرنے کو جاتے نہین سنا تھا اور بلکہ ناطقہ روشن بیان کی کتخدائی
مین یہ تزک اور احتشام نہین دیکھا تھا جہانتک نظر کام کرتی تھی سواے جلوس کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا آواز
باجون کی ایسی بلند تھین کہ اگر آواز کوئی کسی کو دیتا تھا اور پکارکے کوئی بات کہتا تھا وہ مطلق نہ سنتا تھا صدا
باجون کی گنبد فلک تک جاتی تھی ساکنان شہر یہ شور و غلغلہ عظیم سنکے متحیر ہوکر سوے زمین دیکھتے تھے
پیر فلک حیران تھا زمین کثرت مردم سے پامال ہوئی جاتی تھی گاؤ زمین بار مردان سے دبی جاتی تھی۔ ماہیا
بےچین ہوکر تڑپ رہی تھین زمین کو زلزلہ تھا کثرت روشنی اسقدر تھی کہ سیاہی شب سفیدی سحر پر طعن کرتی
تھی اور ضیاے صبح شب کا مقابلہ نہ کرتی تھی زمین کثرت چراغان سے پرنور تھی مثل سیارون کے زمین
پر چراغان تھی ہر قندیل رشک مشعل ماہ تھی غرضکہ زمین ضیا مین رشک آسمان تھی۔ الغرض
صاحب قران اکبر قصر نادرہ رازدار سے بجلوس و تجمل مذکورہ الصدر بعد قطع مراحل و طے منازل حوالی
شہر عرششیہ مین پہونچے۔ راوی صدق گفتار کہتا ہے کہ شہر عرششیہ کے ہر چہار جانب اس درجہ عمارات اور

باغات اور
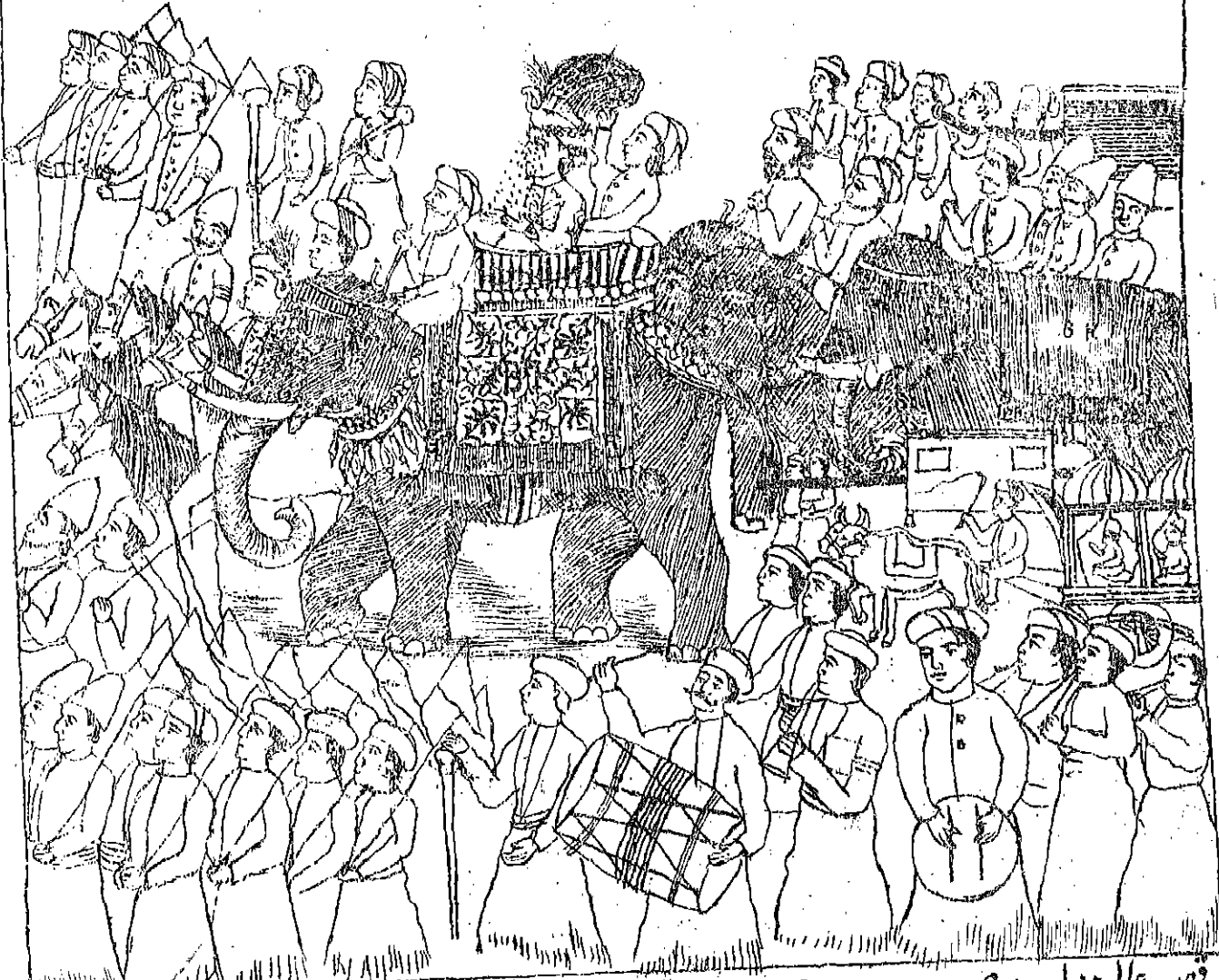
قصور عالی منزلت اور صحرا ئے پر بہار وغیرہ مقامات فرحت افزا اور دلکشا تھے کہ وہ طبقۂ زمین رشک فردوس بریں
معلوم ہوتا تھا اور ایک ایک قصر بیمثال کو دیکھکر ہر ایک شخص متحیر ہوتا تھا ایک جانب باغ مراد بخش واقع تھا
وہ باغ ایسا پر بہار تھا کہ گلشن ارم سے بھی تازگی اور شادابی مین کچھ بڑھا ہوا تھا ہزار ہا بلبلین اُس باغ مین
نغمہ سرائی کرتی تھین اور ایک طرف نہر غریبہ واقع تھی پانی اسکا ایسا لطیف وشیرین تھا کہ آبحیات سے بھی آبرو مین
رتبہ برتری رکھتا تھا اور ایک سمت مرغزار ایسا واقع تھا کہ روح کو اُسکی سیر سے تازگی حاصل ہوتی تھی اور دلکو فرحت
ہوتی تھی علاوہ اسکے صدہا چمنہائے رنگین گرد پیش شہر کے واقع تھے اور ہزارہا عمارات عالیشان نظر آتی تھین
حکیم قسطاس الحکمت نے حوالی شہر عرشیہ کو جنت نظیر تصور کر کے اُسی جگہ خیام لشکر ظفر اثر برپا کرنے کو حکم دیا اور آپ

شہر عرشیہ میں بصد شوکت تشریف لیگئے اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کی جشن کتخدائی کا سرانجام اور اہتمام کیا شہر عرشیہ کو وسعت و آبادی وغیرہ میں عدیم المثال ہے ہر چند کہ اول سے ہر ایک مقام اور کوچہ شہر مذکور کا مانند عروس آراستہ تھا لیکن حکیم صاحب موصوف نے تشریف لاکر از سر نو اپنی حکمت سے شہر عرشیہ کو آراستہ کیا اور ہر ایک کوچہ بازار کو آرائش سے رونق دی روشنی چراغان سے شہر عرشیہ کو پر نور کیا علاوہ اسکے وہ سامان اور وہ انتظام شادی کیا کہ بڑے بڑے دانا سے روزگار متحیر ہوئے اور شہر علیین کہ دولتخانہ عرشیہ سے مراد ہے وہ بھی باوجود سامان روشنی اور کثرت چراغان سے ایسا پر نور تھا کہ قصر گردون آگے اسکے ظلمتکدہ ظاہر ہوتا تھا مگر حکیم قسطاس الحکمت نے روشنی چراغان سے بار دیگر ایسا پر نور کیا کہ آفتاب تاب مقابل کی نہ لاکر غروب ہوگیا اور ماہتاب کے دل میں رشک سے داغ پڑگیا اور جملہ مقامات شہر عرشیہ میں سامان دعوت وضیافت اسقدر مہیا اور موجود کیا کہ جو شخص دیکھکر سیر ہوگئی اور اس درجہ مغنیان خوش آواز و زنان مطربہ زہرہ انداز کی کثرت تھی کہ شمار انکا احاطہ سے حد امکان سے بھی ممکن نہیں ہر جگہ اور ہر مقام پر بزم طرب اور محفل رقص آراستہ تھی

اشعار

ز آئین بندی ہر باغ و صحرا	مہ و مہر بستہ دائم در تماشا	ز آئین بندی در شہر و بازار	جہان را شد ز نو آئین دیگر
	ہمہ آئین عشرت ہر طرف بود	مہ و اقبال عالم در شرف بود	

القصہ جب صاحبقران اکبر و سلطان اسمعیل و جملہ سلاطین حوالی شہر عرشیہ کی عمارات اور قصور و مینار میں مقیم اور فروکش ہوئے اور اعلام عساکر ظفر نشان ساکنان شہر عرشیہ کو دکھائی دیے اور خبر ورود اقبال آمود و ورود اجلال صاحبقران اکبر کی اسوقت سلطان قیصر نوس والد گرامی قدر ملکہ نوبہار گلشن افروز مع ارکان سلطنت و اعیان مملکت تمامی فوج و لشکر بصد کروفر و ہزار خدم و حشم بیرون شہر آیا اور استقبال سلطان اسمعیل و صاحبقران اکبر بجالایا اور ہمراہ اپنے بہزار تکریم و تعظیم لاکر باغ مراد بخش میں مقیم کیا اور تمامی سلاطین ذوالاقتدار و شاہزادگان عالیوقار بھی صاحبقران ذیجاہ کے ہمراہ باغ مذکور میں فروکش ہوئے اور جملہ مردان انکی طلیعہ افواج صاحبقران ذیشان بیرون باغ قیام پذیر ہوئے اور اکثر امراے ذیوقار اور سرداران نامدار قصور و ایوان باغ مراد بخش میں مقیم ہوئے بزم طرب اور محفل عشرت ہر ایک قصر و ایوان میں آراستہ ہوئی نازنینان مہ جمال اور خوبرویان ابرو ہلال باساز و سامان حاضر ہوئیں اور بیا زدواز رقص کرنے لگیں اور گانے لگیں علاوہ رقص و نغمہ خوبرویان کے سامان عیش و عشرت ہر ایک ایوان و قصر میں واسطے ہر ایک شخص کے علی قدر مراتب مہیا اور موجود تھا کوئی شی ایسی نہ تھی کہ موجود نہو سوا اسکے مے گلگون اور شراب ریانی ساختہ و پرداختہ طلسم اس افراط سے تھی کہ جملہ مقامات ایوان و قصور میں حوض و نہر مے مذکور سے لبریز اور جاری تھی مے پرستان مے خوار بے اندیشہ محتسب جام پر جام لیتے تھے اور نازنینان خوبرو

بفراغ خاطر شراب مسطور سے لب تر کریں لطیفہ راوی کہتا ہے کہ اس افراط مے کو ملاحظہ کرکے شیخ کا ساغر دل تمنا سے شراب سے لبریز ہوا تھا اور شیشۂ توبہ کو سنگ توبہ شکنی سے چور چور کرنا چاہا تھا اور اسی شراب کو مے طہور سے بھی بہتر جانکر قصد کیا تھا کہ چند جام مے گلفام پیکر ایک گھڑا شراب سے بھر کے جسطرح ہوسکے اپنے دوش پر منزل یار کیطرف لیجاوے کہ شیخ موصوف یہ دل مین خیال کرکے ساقیان سیمین ساق شہرۂ آفاق و نازنینان لالہ فام نازک خرام کے قریب آئے اور قرأت کے ساتھ یہ کلمات زبان پر لائے کہ الحمد للہ صاحب قران اکبر کے عقد کا زمانہ آگیا ہم عیش آراستہ ہوئی ہمکو نہایت درجہ سرور حاصل ہوا مگر باوجود اس کثرت شراب کے ایک جام بھی ہمکو نہین ملا اور ہمنے بغیر اجازت یار اب تک شراب نہین پی ہے لیکن ہم بخوشی خاطر تھوڑی سی کوئی پلاوے تاکہ حلال ہوجاوے مطلب باقی نہ رہے اور ایک گھڑا بھی شراب سے بھر دو کہ آئندہ کام آوے ساقیان شوخ چشم تندخو نے جو تقریر شیخ موصوف کی بقرأت سنی مارے ہنسی کے فرش پر لوٹنے لگے لاکھ ضبط کرتے تھے مگر ضبط نہو سکتا تھا شیخ صاحب کی صورت کو دیکھکر اور تقریر کا خیال کرکے بے اختیار ہنستے تھے بعد بڑی دیر کے ہنسی کو ضبط کرکے شیخ مسطور کے پاس آئے اور کہا کہ آپ تو یقین ہے کہ وعظ کے تو یہ پڑھے ہوے ہونگے شراب کو حرام جانتے ہونگے اسوقت کونسے مسئلہ سے اسکو حلال کیا کچھ تقوی اور طہارت کا خیال نرہا مے کو دیکھکر رال ٹپک پڑی تاب نہ رہی ہمسے سوال جام شراب کیا آپ کو اس مائۂ حیات سے کیا تعلق ہے لہذا یہان سے تشریف لیجایئے واسطے شراب کے ہاتھ نہ پھیلایئے شیخ موصوف یہ کلمات ساقیان تندخو سنکر شرمندگی سے عمامہ سر سے اتارکے ساقیان مہ جمال کے قدمون پر رکھتے تھے اور بصد منت اسطرح طلبگار بادہ ناب ہوئے یہ اشعار

بیا ساقی ای خرمن گل بیا	تو گل من خزان دیده بلبل بیا	بیا ای خرامنده طاؤس مست	شه پری سرم پاک رفتم ز دست
دلم خون شد این نازو پرخاش چیست	تو ساقی و من تائب این حمل کیست	زبان کرده این توبه خوش بگل	چرا شاد درین جرم بیچاره دل
	زبان بار این ننگ بر داشته	بجان تو کز دل خبر داشته	

ہر چند کہ شیخ موصوف نے اشعار فارسی مین اپنے مطلب کو ادا کیا یعنے شراب طلب کی فارسی مین بجاے انکی ہاتھ جوڑکے عمامہ قدمون پر رکھا منت نکالی گڑگڑائے مگر ساقیان شوخ و شریر نے ایک قطرہ بھی شراب کا شیخ کو ندیا اور صاف جواب دیا کہ اگر سمت قبلہ سے آفتاب نکلے گا تو بھی ہم آپکو شراب نہ دینگے جب شیخ مذکور کو بخوبی ثابت ہوگیا کہ شراب ساقیان تندخو نہ دینگے اسوقت عجب مایوسی اور مجبوری سے عمامہ کو سر پر رکھا جیب کو پیکر اُٹھے رومال سے اشک پونچھے اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتے ہوے اور اپنی بدقسمتی پر روتے ہوے تشریف لے گئے اسی طرح ایک محفل خاص مین امیر جمیل الدین کہ قبائل عرب سے اور وہ وہان امیر نصیر الدین عم نامدار امیر سیف الدین مین شمار کیا جاتا تھا امیر مجلس مقرر ہوا ہے اور اس محفل طرب مین عشوہ و ناز پری کہ صاحب حسن و جمال اور ناز و ادا مین بیمثال تھی بہ چند کنیزان خوبرو عنبرمو بخدمت ساقی گری پر مقرر تھی بار بار بناز و ادا و کرشمہ ساغر شراب امیر جمیل الدین کے آگے لیجاتی تھی اور ہنستے ہوے

کہتی تھی کہ ہمین کو روئے ہمارا مردہ دیکھے اگر اس جام کو ہمارے ہاتھ سے نہ پیے امیر موصوف باوجود ایسی معشوقہ کی
قسمین دینے کے جام مے پینے سے انکار کرتا تھا کیونکہ امیر موصوف نے مدت دراز اور زمانہ بعید سے توبہ کر لی تھی اور شیخ
احمد مکی و شیخ محمد مدنی و شیخ عبد العظیم بغدادی کے ہمراہ زہد و تقوے مین شریک رہتا تھا اس وجہ سے عشوہ ناز پری
کے کہنے کو نہ مانتا تھا یعنے شراب نہ پیتا تھا مگر وہ فرشتہ فریب زاہد فرش اب ہر مرتبہ بہزار ناز و ادا جام کو ارغوانی دست
حنائی مین لیکر پہلو مین بیٹھکر منہ سے لگا دیتی ہے اور امیر جمیل الدین منہ پھیر کر کہتا ہے صاحب ذرا الگ بیٹھو جام شراب
میرے منہ سے نہ لگاؤ اور یاران قدح خوار کو پلاؤ مجھکو اس حرام شے سے معاف رکھو مین ممنوعات سے محترز ہون ایک
مدت سے تائب ہون دیکھو تو بشاشی ذکر او [?] شراب نہ پلاؤ میرے پہلو سے اٹھ جاؤ مجھکو شراب خوار نہ بناؤ عشوہ ناز پری
نے خیال کیا کہ ابھی امیر جمیل الدین شراب کسی طرح نہ پینگے لازم ہے کہ صبر کرو اور پہلے ناز و ادا اور کرشمہ و غمزہ انکو بنا
دیوانہ اور فریفتہ کر لو بعد ازان پھر شراب پیشکش کرنا اس وقت یقین ہے کہ انکار نہ کرین اور بے تامل پی جاینگے
عشوہ ناز پری یہ سمجھ کر کے جام شراب لیکر اٹھی اور اہل بزم کو پلانے لگی مگر جب جام شراب لیکر آتی ہے اس
ناز اور انداز سے اہل بزم کو پلاتی ہے کہ امیر جمیل الدین کا دل بیقرار اور بیتاب ہو جاتا ہے آخر کار حضرت عشق نے مہربانی
فرمائی طبیعت امیر جمیل الدین کی عشوہ ناز پری پر آئی اب تو امیر جمیل الدین دل مین خیال کرنے لگا کہ اگر اب کی مرتبہ عشوہ ناز پری
میرے پہلو مین بیٹھ جاوے اور جام شراب میرے منہ سے لگاوے بلا تامل پی جاؤنگا لطف حیات اٹھاؤنگا شیخ
عبد العظیم سے مسئلہ شراب خواری دریافت کرونگا افسوس تونے بڑی خطا کی ایسی معشوقہ نے کس کس طرح سے کہا اور تونے
اسکا کہنا نہ مانا اسکے دست نازک سے شراب نہ پی بڑی حماقت کی واقعی تجھسا بھی نادان کوئی نہوگا کیونکہ یہ دن کسکو
نصیب ہوتا ہے کہ معشوق حسین پہلو مین ہو اور بدست جام شراب پلائے اس دن کی آرزو اور حسرت مین ہزارون جوان
خوبرو پردۂ دنیا سے اٹھ گئے اور مراد دلی نہ بر آئی اگر تیرے بخت بلند نے ایسی یاوری کی کہ معشوق خود عاشق ہوا
اور تونے ذرا التفات نہ کی افسوس ہزار افسوس بڑی نادانی کی امیر جمیل الدین یہ خیالات اپنے دل مین کرکے منتظر
عشوہ ناز پری کا بزم مین بیٹھا ہے اور جب عشوہ ناز پری آتی ہے امیر جمیل الدین دیکھکر مسکرا دیتا ہے اور قصد کرتا ہے
کہ اپنے پہلو مین بٹھاؤن جام شراب لیکر پیون عشوہ ناز پری بھی اپنی جانب امیر جمیل الدین کو نگران محبت دیکھکر
خیال کرتی کہ اب یہ شکار دام مین آیا ہے ابھی اسکو اور بیقرار کرنا چاہیے یہ تصور کرکے امیر جمیل الدین کو آتش محبت
منہ بناز و ادا پھیر کر بہزار کرشمہ و غمزہ چلی جاتی ہے امیر موصوف ہاتھ مل کے رہجاتا ہے کبھی آہ سرد کرتا ہے کبھی بیتابی
سے اشک آنکھون مین بھر لاتا ہے کبھی خیال کرتا ہے کہ شراب کا پینا ممنوع ہے اس سے اجتناب لازم ہے غرض
امیر جمیل الدین کے دل مین نسبت شراب کے یہ خیال آیا اسی وقت شیخ عبد العظیم بغدادی سے دریافت کیا شیخ
عبد العظیم بغدادی نے فرمایا ای امیرزادہ عالیوقار مین نے تو شراب نہین پی ہے کہ جناب حکیم مطلق اس کا

کیفیت اس مے بےنظیر کی سنی ہے حقیقت مین یہ مے لاجواب اُس قسم کی نہین ہے کہ ممنوعات مین محسوب کیجاسے اس
شراب کی ترکیب جداگانہ ہے اور یہ مے بےمثال مفرح و قوت بخش دل و دماغ ہے حکماے عالیمقدار نے اسکو آثار طلسمی
ترکیب دی ہے میرے نزدیک اس شراب کے پینے مین کوئی قباحت نہین ہے بے وغدغہ اور بے تردد نوش کرو
امیر جمیل الدین کو شیخ عبدالعظیم کے فتوے سے اطمینان تمام حاصل ہوگیا وہ جو اک ذرا سا خیال شراب کے ممنوع
ہونے کا تھا وہ بھی دل سے دور ہوگیا ابتو اور بھی دل امیر جمیل الدین کا الفت عشوہ نازپری مین مضطر ہوا آخر
بے اختیار ہوکر عشوہ نازپری سے امیر موصوف طالب جام شراب ہوا اتفاقاً سلطان ابوالحسن جوہر کو بھی اس حال سے
اطلاع ہوئی سلطان ابوالحسن جوہر کہ بڑے شوخ و شریر ہین جسوقت اُنکو اس کیفیت سے بخوبی اطلاع ہوئی اس ماجرا کے
عجیب و غریب سے متحیر ہوے کیونکہ امیر جمیل الدین بزم [illegible] رفقاے صاحب قران اکبر مین شراب سے اجتناب
رکھتا تھا اور کبھی کسی جلسہ مین شریک میخواری نہوتا تھا آج جو طالب جام شراب ہوا اسوجہ سے حیرت ہوئی غرض بعد
حیرت بسیار ابوالحسن جوہر نے عشوہ نازپری سے آہستہ کہا کہ اے نازنین بعید از [illegible] خبردار خبردار امیرزادہ جمیل الدین
کو ساغر شراب نہ دینا جبتک کہ امیرزادہ مذکور بصد منت و سماجت اور عجز و انکساری تمسے طالب بادہ نہو اسواسطے کہ
تمھارے انکار سے امیرزادہ کا دل تمھاری طرف زیادہ تر متوجہ ہوگا علاوہ اسکے ہمکو یہ منظور ہے کہ آج امیرزادہ
جمیل الدین اپنی حرکت استغنا سے اور اُس انکار سے جو جلسہ عشرت رفقا مین بنسبت شراب کے کیے آئے ہین
بخوبی تمام متنبہ ہون عشوہ نازپری نے موافق کہنے ابوالحسن جوہر کے عمل کیا یعنے جب امیرزادہ جمیل الدین جام شراب
مانگتا تھا عشوہ نازپری بہزار ناز و ادا انکار کرتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ وہی جام ہے جس سے انکار کیا تھا اور ہمارے کہنے
کو کسی طرح پذیرا نہ کیا تھا امیرزادہ جمیل الدین آہستہ کہتا تھا کہ بیشک اُسوقت مجھ سے نادانی ہوئی مین نے تمکو
رنجیدہ کیا تھا کہنا نہ مانا اب ایک جام کے عوض مین دو چار ساغر مے پلا دو عشوہ نازپری کہتی تھی کہ وہ وقت گیا وہ بات
گئی اب کیا ہوتا ہے اگر ہزار جام شراب بھی پیو توبھی تمکو نہ دون کیونکہ مین نے کیسی کیسی قسمین تمکو دین اور کہا کہ جام
شراب پیو مگر تمنے نہ پیا اب تم مانگتے ہو مین نہ دونگی یہ کہکر عشوہ نازپری اور اہل بزم کو ساغر شراب پلانے لگی امیر
جمیل الدین منھ دیکھکے رہگیا خیال کرنے لگا کہ اب کیا تدبیر کیجیے کہ جس سے دل [illegible] تسکین پائے اور عشوہ ناز
پری بھی جو رنجیدہ ہے مجھسے خوش ہو بعد بڑی فکر کے یہ تدبیر تجویز کی کہ سواے عجز و انکساری کے اور کسی صورت مدعا
[illegible] شراب ہاتھ نہ آئیگا یہ تدبیر تجویز کرکے امیرزادہ مذکور انتظار مین [illegible] کہ اگر اب عشوہ نازپری اسطرف
[illegible] عشوہ نازپری [illegible] ضرور ضرور عمل مین لاؤنگا تامل نہ کرونگا [illegible] صورت یہ خیال کر رہا تھا کہ وہ غارت گر ایمان
[illegible] امیر جمیل الدین [illegible] شراب دست نازک مین لیے [illegible] ناز و ادا سے دل اہل بزم کو فریفتہ کرتی ہوئی
[illegible] شراب پلاتی [illegible] امیر جمیل الدین اسکے ناز

وانداز کو دیکھکر بہت بیتاب ہوگیا اشارہ سے پاس اپنے بلایا اور پھر بہزار منت اور انکساری ساغر مے کا خواستگار ہوا عشوہ ناز
پری نے ہنسکے چپکے سے کہا کہ صاحب توبہ کرو یہ فعل ممنوع تمہارے لائق کب ہے کیونکہ تم تو زاہد اور عابدین داخل
ہوا اور مردان پابند شرع مین شمار کیے جاتے ہو تمکو شراب سے کیا کام ہے نماز پڑھو روزہ رکھو خالق شفا کی تسبیح پڑھو
ان اللہ مع الصابرین پڑھو شیطان پر لعنت کرو آرزو سے مے مت کرو کیونکہ پیشانی پر نشان سجدہ پروردگار آشکار ہے
اس عمامہ اور عبا اور تقوے اور طہارت پر میخواری مناسب نہیں ہے اشیاء حرام سے احتراز واجب ہے علاوہ اسکے
پابندی قول بھی انسان کو ضرور ہے جو کہا وہ کیا تم تو انکار کر چکے ہو خلاف مرادمن علم ادب والا لب شراب کیون بلاتے ہو بڑی
ذلت کی بات ہے اہل بزم کیا کہینگے جب صاحب قران اکبر کو یہ خبر ہوگی وہ کبھی تمکو تلون مزاج تصور فرمائینگے پھر تمہارے
قول وفعل کا اعتبار نہ کرینگے حاصل کلام اُس فتنہ روزگار آفت جہان سراپا ناز وانداز عشوہ ناز پری نے اس شوخی اور
شرارت سے بغمزہ وکرشمہ تقریر کی کہ امیر جمیل الدین کا دل اور زیادہ شیفتہ اور فریفتہ ہوگیا اور بے اختیار رونے لگا
مگر اسطرح کہ اہل بزم کو ثبوت نہوا عشوہ ناز پری سرگرم ساقی گری ہوئی امیر جمیل الدین نے الفت ومحبت عشوہ ناز پری
مین اپنا حال ابتر کیا عشوہ ناز پری نے جب دیکھا کہ امیر جمیل الدین میرے عشق مین مبتلا ہوگیا ہے اور حال ابتر کیا ہے
اُسوقت پھر عشوہ ناز پری بصد کرشمہ وعشوہ نزدیک امیر موصوف آئی اور اہل بزم کو بناز وانداز جام مے ناب پلانے لگی
اور امیر موصوف کا آتش رشک سے دل جلانے لگی پھر امیر جمیل الدین نے بے اختیار ہوکر اشارہ سے عشوہ ناز
پری کو بلاکر جام شراب کا سوال کیا اور کہا کہ او ظالم اتنو ظلم سے باز آ میرے دل کو زیادہ نہ جلا پہلو مین بیٹھ جا اور
جام شراب اپنے ہاتھ سے پلا کیونکہ دل کو اب تاب ضبط اور طاقت صبر باقی نہین ہے اگر اب کی مرتبہ بھی انکار کیا
یقین ہے کہ میری روح جسم سے نکل جائیگی تیری جدائی کا صدمہ اٹھائیگی عشوہ ناز پری نے یہ سنکے ہنسکر جواب
دیا کہ پھر تمنے جام شراب طلب کیا اسقدر سمجھایا مگر کچھ نہ اثر ہوا میں تمھاری جان کی دشمن نہین ہون یہ نہین چاہتی ہون
کہ تمھاری روح اس صدمہ ورنج کی وجہ سے نکل جائے یہ جام بلور لیا اور شیشہ شراب رکھا ہے جسقدر تمھارا دل چاہے
اپنے ہاتھ سے شراب پیو اور اپنے دل کو خوش کرو تم اپنے فعل کے مختار ہو مین تمھاری توبہ شکنی نہین چاہتی مجھکو کیا
مطلب کہ بیکار عذاب مین گرفتار ہون تم ایسے متقی اور پرہیزگار کو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤن کیونکہ مین نے خود اب توبہ
کی ہے اور عہد کیا ہے کہ کسی خدا پرست کو اپنے ہاتھ سے شراب نہ دونگی میرا عہد اور توبہ مثل تمھاری توبہ کے نہین ہے
راوی کہتا ہے کہ جسوقت عشوہ ناز پری نے جام وشیشہ پیش امیر جمیل الدین رکھدیا اور کلمات مذکورہ بصد ناز وغمزہ
کہے اُسوقت امیر جمیل الدین نے درد عشق سے ایک آہ سرد جگر سے کھینچی اور بگریہ وزاری یہ کہا

گر تو ساقی نباشی اندر بزم	کس نخواہد سے بادہ میل کند کشتی بادہ از کف خوش ہست	[illegible] [illegible]	جام مے را بان طفیل کنند

آخر کار اس تقریر انکار و اصرار کو طول کھنچا ابوالمحسن جوہر نے اس کیفیت سے صاحب قران اکبر کو عین بزم طرب میں جاکر اطلاع دی صاحب قران ذیشان اسی کیفیت تازہ سے مطلع ہو کر بہزار اشتیاق دید تشریف لائے اور اس محفل میں ایک گوشہ مخفی مین قیام فرماکر حال امیر جمیل الدین و عشوہ نازپری ملاحظہ فرمایا اور کچھ گفتگو بھی جو فیما بین انکے ہو رہی تھی سنی یعنے امیر جمیل الدین عشوہ نازپری سے موافق مذکورہ بالا بعدد راسوقت بھی جام شراب طلب کر رہا تھا اور عشوہ نازپری پہلو میں بیٹھی اور اپنے ہاتھ سے جام پلانے سے انکار کر رہی تھی اور امیر موصوف بعد منت اور بہزار خوشامد بگریہ و زاری و بیتابی و بیقراری کہہ رہا تھا کہ اے راحت دل عاشق و اے معشوق فائق نظم

بعزم توبہ سحر گفتم استخارہ کنم | بہار توبہ شکن میرسد چہ چارہ کنم
سخن صریح بگویم نمیتوانم دید | کہ می خورند حریفان و من نظارہ کنم

شاہزادہ معزالدین ذیوقار اس ناز و نیاز معشوق و عاشق کو ملاحظہ کرکے نہایت ہنسے اور عشوہ نازپری کو کہلا بھیجا کہ اب زیادہ اپنے شیفتہ اور فریفتہ کو نہ ستاؤ بہت رو چکا ہے اب نہ رلاؤ پہلو میں بیٹھکر اسکو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤ آرزو سے امیر جمیل الدین بر لاؤ عشوہ نازپری نے موافق حکم صاحب قران اکبر اپنے دست نازک رنگین سے ایک ساغر مئے ناب سے بھرا اور بہزار ناز و انداز و عشوہ و کرشمہ پہلو سے امیر جمیل الدین میں بیٹھکر بشراب ارغوانی سے جام بھرا اور امیر خوشنود ہو گیا امیر جمیل الدین نے خوش ہو کر جام بے دغدغہ انجام نوش فرمایا اور عشوہ نازپری کے گلے میں ہاتھ ڈالکر بعد بلنوشی بجائے رنگ اجیدن لوسے سیب ذقن و لب و شیرین نے لئے ساری کلفت دور ہوئی جان تازہ تن بیجان میں آئی روح نے راحت پائی غرضکہ صاحبقران ذیجاہ گردون بارگاہ نے حکم فرمایا کہ آج سے شب عروسی تک ایک شخص ادنی و اعلی بسبب جشن محفل عشرت ہر اور کسی طرح کا رنج صدمہ نکرے اور جو در کار ہو سرکار سے لے صاحب قران ذیشان نے خزانہ وا کر دیے تھے کہ ہر شخص بقدر دلخواہ زر سرخ و سفید لیجائے اور صرف کرے اور کوئی آرزو اور حسرت اپنے دل میں باقی نہ رکھے اور یہی باعث تھا کہ حکما سے خالی منزلت عالی مرتبت نے بزم طرب امیرات صاحبقران انکی علی قدر مراتب جدا جدا آراستہ کی تھی کہ ہر شخص بوجہ پاس و لحاظ لذات عشرت و معانی سے محروم نہ رہجائے غرضکہ عجب جشن بے بدیل سرزمین عرشیہ و علیین میں آراستہ ہوا کہ پیر فلک نے کبھی روئے زمین پر ایسا جشن بے نظیر اپنی مدت العمر میں نہ دیکھا تھا صاحب قران ذیشان رات دن مع رفقائے ذیوقار و سلاطین عالیوقار و سرداران نامدار نازنینان خوش گلو خوبرو کا رقص دیکھتے تھے اور گانا سنتے تھے اور تماشائے چراغان اور کیفیت آتشبازی دیکھتے تھے اور ہر روز مع جملہ رفقائے ذیوقار و نازنینان گلرخسار مرغزار عشرت میں بہزار عیش و نشاط اختلاط اور بوس و کنار میں مشغول اور مصروف ہوتے تھے اور نازنینان مہروش کے نغمہ خوش سنتے تھے وہ نازنینان خوش جمال اسطرح گاتی تھیں کہ اگر زہرہ مطربۂ فلک انکے نغمۂ مرغوب کو سنتی متحیر ہو کر صورت تصویر ہو جاتی اور دعوائے یکتائی دل سے دور کرتی اسی طرح شہر عرشیہ و علیین میں صدہا بلکہ ہزارہا مجالس عشرت آراستہ تھیں اور ہر بزم میں رقص و نغمہ ہوتا تھا اہل بزم کو سرور بے اندازہ حاصل ہوتا تھا مردمان اہل بزم کو دمبدم ساقیان مہر لقا

جام بادۂ ناب دیتی تھیں خاص وعام کو سوائے شرابخواری اور نغمہ خوبرویان سننے کے اور کوئی فکر نہ تھی جو وقت خواہش
طعام ہوتی تھی ملازمان سلطان قیصر نوس خوان نعمت لاکر پیش کرتے تھے اور حسن وخوبی مسعود کا رہتے تھے
راوی کہتا ہے کہ سلطان قیصر نوس نے ایسی غذائیں لطیف انواع و اقسام کی تیار کرائی تھیں کہ کبھی کسی شاہ وشہریار
نے ایسی اغذیۂ نادرہ تحفہ واسطے دعوت کے کبھی تیار نہ کرائی ہونگی بلکہ خود بھی نہ کھائی ہونگی مردان خاص وعام سے
جو شخص ان اغذیۂ مذکور کو کھاتا تھا بے اختیار ہوکے تعریف کرتا تھا دل کو لذت حاصل ہوتی تھی روح خوش ہوجاتی
تھی الحاصل صاحبقران اکبر ایک ماہ کامل سرگرم عیش وعشرت رہے یعنی دعوت وضیافت اور بزم طرب اور
بادہ کشی سے لطف بے حد اور حظ وافر اٹھایا کیے جب ہنگام ہمایون اور وقت مسعود اور روز حمید حکیم قطاس الحکمت
نے واسطے عقد کے مقرر فرمایا تھا قریب آیا شاہزادۂ ذیجاہ فلک بارگاہ شہریار کشورگیر سلطان گردون سریر یار
عجائبات حکیم قطاس الحکمت صاحب حشمت وشان وشوکت شکنندۂ طلسم سباع سبع وطلسم بیضا شہنشاہ
بینظیر شہر وصحرا بادشاہ بلند بخت مالک تاج وتخت خسرو بیمثال صاحب دولت واقبال رشک سلاطین روزگار یعنی
صاحبقران ذیوقار اسی وقت سعید میں لباس عروسی سے ازسرنو آراستہ ہوکر تخت روان پر سوار ہوئے اور
بخدم وحشم اور بجلوس وتجمل بصد شوکت وحشمت جانب مکان عروس عزم کیا سوائے سلطان اسمعیل عالیوقار
وسلطان روح الملک تمام وکمال سلاطین ذیوقار وشاہزادگان نامدار ورفقائے ذی مرتبہ وسرداران عالی درجہ
وجملہ شاہزادگان بنی الجان عالیشان سواری شاہزادۂ ذیوقار کے جلو میں خود با شبا پیادہ حاضر تھے جلوس کی انتہا
نہ تھی نوبت ونقارہ وقرنا وغیرہ سے گوش ساکنان فلک کر ہوئے جاتے تھے شیر فلک کا دل دہلتا تھا پیر فلک
خمیدہ ہوکر حیرت سے سیر اس برات کی دیکھ رہا تھا مردان لشکری کی اسقدر کثرت تھی کہ حساب وشمار انکا ہو نہیں سکتا
جہانتک نظر کام کرتی تھی کثرت جلوس سے روے زمین نظر نہ آتا تھا اور جس تخت روان پر کہ صاحبقران اکبر سوار
تھے وہ تخت واسطے صاحبقران اکبر کے سلطان قیصر نوس پدر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بھیجا تھا کہ شاہزادۂ
ذیوقار اس تخت نادر روزگار پر بجائے مرکب وفیل سوار ہوکر قدم رنجہ فرمائے اور یہ تخت نادر روزگار صاحبقران
اصغر کی دختران بنات اخضر سے ایک دختر نے نمونہ تخت سلیمانی واسطے اسی روز کے بنوایا تھا کہ داماد عالی نژاد سلطان
قیصر نوس یوم عقد اسی تخت پر سوار ہوکر مکان عروس میں تشریف لائے اور یہ تخت مذکور جواہرات بیش قیمت
اور بے بہا سے رونق پذیر ہوا ہے یعنی بڑے بڑے پارۂ جواہرات کہ جو دنیا میں اپنا مثل ونظیر نہیں رکھتے اور کوئی
شاہ وشہریار پارۂ جواہرات مذکور کی قیمت دے نہیں سکتا اس تخت پر نصب کیے گئے تھے الغرض صاحبقران
ذیوقار بہزار شوکت وحشمت وجلوس وتجمل مذکور الصدر باغ مرادبخش سے سوار ہوکر جانب مکان قیصر نوس
روانہ ہوئے ۔ نظم

بہ آیین شایستہ خسروی ہمہ شہریارانش اندر جلو	برآمد شہنشہ بتخت نوی زہی طالع شاہ دارا د نو پس و پیش تمکین و اقبال بود	روان شد سوی حجلہ نوعروس روان شد چو شاہنشہ کامگار خجستہ مہ و خرمش سال بود	فلک کرد تحسین زمین پابوس شرف در یمین بود و نیت یسار

الحاصل اس شان و شوکت سے سواری صاحب قران والاشان روانہ ہوئی کہ ایسی کبھی کسی شہنشاہ ذوالفقار و شہریار نامدار کی سواری زیر فلک بخدم و حشم و جلوس و تجمل روانہ نہوئی ہوگی کیونکہ ہمراہیان سواری صاحبقران اکبر سراپا لباس نفیس جواہر نگار و پیراہن نادر روزگار سے مزین تھے کوئی شخص خاص و عام سے ایسا نتھا کہ جو لباس زرتار اور جواہر نگار سے آراستہ نہو اور وجہ اسکی یہ تھی کہ صاحب قران عالیشان نے خلعتہاے طلسمی کہ جو نایاب زمانہ تھے اپنے رفقاے ذوالفقار و سرداران نامدار اور جملہ مردان فوج و لشکر کو علی قدر مراتب عنایت کیے تھے سوا اسکے سلطان قیصر نوس اور سلطان روح الملک نے بھی موافق قاعدہ جملہ شاہ و شہریار و رفقاے نامدار و سرداران تہور شعار وغیرہ کو علی قدر مناصب و مراتب خلعتہاے پر زر مرحمت کیے تھے اسی سبب سے جملہ ہمراہیان سواری صاحب قران اکبر پیراہن و لباس پر زر و جواہر نگار سے آراستہ تھے اور روشنی اس شب شہر عشرت میں بقدر کثرت سے کی گئی تھی کہ سیاہی ظلمت شب کافور ہو گئی تھی کہ کور مادرزاد کو بھی افراط روشنی سے بخوبی تمام ہر مقام نظر آتا تھا زمین شہر عشرت مطلع نور تھی گویا شہر عشرت و علیین میں روشنی شمع طور تھی اگر حضرت موسیٰ بھی اسوقت وہاں موجود ہوتے اور روشنی کو ملاحظہ فرماتے تعجب نہیں کہ انکو غش آجاتا سبب افراط روشنی کا یہ تھا کہ قریب ہزار درخت روشنی کے جو آثار طلسم سے تھے جابجا راہ میں نصب کیے گئے تھے اور فصیل کے ہر ایک برج اور کنگرہ پر قنادیل و آتشبازی عجیب و غریب حکمت و صنعت سے آراستہ اور روشن کی تھی کہ عقل انسان کی تو کیا حقیقت ہے فرشتے دیکھکر متحیر ہوتے تھے ؎ غرض از زمین تا سپہر برین ✤ تماشاگہے بود حیرت قرین ✤ غرضکہ صاحبقران اکبر بہزار جلوس و تجمل کر و فر ایوان عروس میں تشریف لائے وہ ایوان بھی مانند عروس کے انواع و اقسام زینت سے آراستہ تھا اگر بالتفصیل تعریف اسکی تحریر کیجائے تو طول از حد ہوگا اسوجہ اسکا وصف نہیں کیا گیا ناظرین مختصر پسند کے دل ملول ہونگے الحاصل صاحب قران اکبر تخت روان سے اترکے بہزار زیب و زینت مسند جواہر نگار شادی و عروسی پر جلوہ افروز ہوئے اور سلاطین ذوالفقار و شہریاران نامدار و رفقاے عالی وقار و سرداران تہور شعار علی قدر مراتب و مناصب مقامات مناسب پر جلوہ فرما ہوئے نازنینان آدم نژاد و خوبرویان پریزاد کہ در حسن و جمال میں عدیم المثال تھیں اور علم موسیقی میں یکتاے روزگار تھیں بصد ناز و ادا رقص کرنے لگیں اور گانے لگیں و مبارکباد تہنیت دینے لگیں ایسا رقص کیا کہ جملہ صاحبان بزم مسرور ہوئے اور ایسا ناز و انداز نغمہ کیا کہ جمیع اہل محفل شاد ہوئے اسی طرح ہزارہا مقامات پر جہاں جہاں مردان ہمراہی صاحب قران اکبر فروکش تھے صحبت عیش و عشرت آراستہ ہوئی صداے تہنیت تا فلک گئی اور ہر ایک بزم طرب اور محفل عشرت میں اسطرح نازنینان

مدلقا اور ساقیان خوبرو نے ساقی گری کی کہ پیر فلک متحیر ہوا اور جام ماہ ساقیان سیم اندام کو دیکھ کر طالب مے ناب ہوا ہر شخص کو
بزم طرب میں نشۂ شراب اور نغمہ نازنینان لاجواب سے سرور حاصل تھا نازنینان زہرہ مثال رقص و نغمہ سے دلہائے
اہل بزم طرب اور قلوب صاحبان محفل عشرت کو خوش و محظوظ کرتی تھیں اور ناز و ادا و کرشمہ سے اپنا شیفتہ و فریفتہ
کرتی تھیں ہر ایک شخص انکے شمع رخ پر نور کا پروانہ تھا کوئی جوان خوبرو بزم عشرت میں دوسرے جوان حسین سے
کہتا تھا کہ ہمکو تو یہ نازنین سبزہ رنگ بہت پسند ہے جو سامنے رقص کر رہی ہے اسکے ناز و ادا پر میرا دل مثل حنا پامال
ہوا جاتا ہے جوان دیگر یہ سنکے کہتا تھا کہ نہیں تو وہ نازنین مہ جبین مہر جمال عدیم المثال مرغوب ہے اسکا ہر نغمہ میرے دل کو
اچھا معلوم ہوتا ہے ہمکو تو اسی خوبرو سے الفت ہے دل چاہتا ہے کہ ہمبستر ہوں لطف بوس و کنار بار بار اٹھائیں الحاصل
بعد رقص و نغمہ جب ساعت سعید آئی حکیم قسطاس [illegible] سے وکیل مقرر ہوئے اور شیخ احمد عرب
نے صیغہ نکاح پڑھکر دونوں ماہ و مہر حسن و خوبی کو [illegible] عقد میں منسلک کیا بعد عقد ہوائی پھر نازنینان خوبرو نے
ناچنا اور گانا شروع کیا راوی کہتا ہے کہ نازنینان مطربہ نے اس طرح بناز و انداز تہنیت دی کہ صاحبقران اکبر اور جملہ
صاحبان محفل عشرت نہایت خوش ہوئے اور انعام وافر دیا بعد اسکے موافق قاعدہ و دستور صاحبقران اکبر کو محلسرا میں
طلب کیا جب صاحبقران ذیشان داخل درِ حرم سرا ہوئے دروازہ حرم سرا کے یمین و یسار جو نازنینان گلرخسار
و پریزادان خوبرو و عنبرین مو و مہ جبینان سیم اندام خوبرویان شیرین کلام پیراہن زرتار جواہر نگار پہنے موجود اور ایستادہ
تھیں پہلے پریزادان خوش جمال دست راست نے طبقہائے زر سرخ و جواہر سر صاحبقران اکبر پر نثار کیے
بعد ازاں پریزادان دست چپ نے گلہائے نقرئی فرق صاحبقران ذیشان پر تصدق کیے جاتے وقت وہ
گلہائے طلسمی نادر روزگار پر بہار ہنگام نثار ایسے ضیا بار تھے کہ مانند کوکب رخشان کے نظر آتے تھے اور جسقدر کہ پھول
صحن حرم سرا میں وقت نثار گرتے تھے متفرق و بلند ہو کر ہوا پر معلق رہتے تھے بالائے صحن حرم سرا ثابت ہوتا تھا کہ سقف
آسمان یہی ہے علاوہ اسکے چراغدان سلیمانی بست شاخہ وغیرہ بلوری و طلائی مرصع بجواہر جابجا نصب تھے انمیں روشنی
انواع و اقسام کی ہوتی تھی یعنے ہر دم ہر رنگ کی روشنی ظاہر ہوتی تھی اسی طرح صحن محلسرا میں سروہائے چراغان طلسمی
بقاعدۂ دائرہ نصب کیے گئے تھے انکی روشنی ایسی تیز اور صاف تھی کہ تمامی صحن محلسرا مطلع انوار معلوم ہوتا تھا علاوہ
اسکے ہر ایک قصر و ایوان میں نازنینان پریزاد رقص و نغمہ کرتی تھیں اور ہر ایک قصر و ایوان میں بزم طرب و صحبت عشرت
ایسی برپا تھی کہ آواز نغمہ تا گنبد فلک پہونچتی تھی صاحبقران ذیوقار تخت رواں پر سوار نازنینان پریزاد تخت کو
اٹھائے ہوئے جسوقت صحن سے حرم سرا میں لائیں صاحبقران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ دائرہ سروہائے روشن کے
درمیان نازنینان پریزاد بناز و ادا رقص و نغمہ کر رہی ہیں صاحبقران اکبر یہ تماشائے عجیب و غریب دیکھکر بہت محظوظ
ہوئے اسی طرح اور دائرہ روشنی کی سیر کرتے ہوئے اور جا بجا نغمہ نازنینان پریزاد سنتے ہوئے آخر شب ایوان خاص میں [illegible]

مین پہونچے جسجگہ تخت جواہر نگار پر ملکہ نوبہار گلشن افروز بلباس عروسی بصد زیب اور بہزار زینت رونق فزا تھی صاحبقران
عالیوقار تخت روان سے اُتر کے بہزار اشتیاق پہلوے ملکہ نوبہار گلشن افروز مین جلوہ گر ہوے اُسوقت دیکھنے والون
کو یہ شبہہ ہوتا تھا کہ دو کوکب پرضیا ایک برج مین جلوہ افروز ہین یا ماہ و مہر نے ایک مطلع سے طلوع کیا ہے راوی خیال بند
اگر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے حسن و زیب و زینت اور لباس عروسی کی کیفیت بالتفصیل بیان کرے تو ایک دفتر مطول
علیحدہ اسکے مرتب ہو حقیقت مین مشاطہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اسطرح سنوارا تھا کہ فصل بہار بھی اگر دیکھتی
تو منفعل ہوتی کیونکہ عجب گل رخسار کی تازگی تھی کہ رنگ گل آسکے آگے کچھ حقیقت نہ رکھتا تھا ناظرین والا تمکین پر واضح
ہو کہ یہ وہ ملکہ نوبہار گلشن افروز ہے کہ جسنے صاحبقران ذیوقار کو ایک مدت دراز اور زمانہ بعید تک اپنی الفت و محبت
مین بیقرار اور بیتاب رکھا ہوا اور اپنے فراق مین برسون سرگردان اور پریشان کیا تھا اب وہی ملکہ نوبہار گلشن افروز
بالطاف باغبان قدرت گل دل کے پہلو مین صاحبقران اکبر کے شادمان زیب اور بہزار خواہش دل بمقصد شاہزادہ
ذیجاہ مین آئی ہے الغرض بعد ادا سے رسوم معمولی ایک مین عروس و نوشاہ نے آئینہ دیکھا اور باہم آن عاشق و
معشوق زوج و زوجہ نے مصحف رخ کو دیکھا اور اپنے دل مین بسبب التماس پیا اور برآمد مدعا پانے کا شکر ادا کیا بعد
اس رسم کے خواتین پریزاد نے طبقہاے زر و جواہر نوشاہ و عروس کے سر پر نثار کیے ابوالحسن جوہر کہ شاہزادہ ذیوقار کے
پس پشت موجود تھا بمجرد نثار ہونے طبقہاے زر و گوہر کے بیقرار ہو کر زمین پر بیٹھ گیا اور ایک ایک دانہ گوہر آبدار اور جواہر
خوش آب اور زر سرخ و سفید چن چن کے زنبیل مین داخل کیا اور سیرابی ایک دانہ گوہر کا لینے نہ دیا اور نادرہ رازدار سے
کہا کہ اجی بی بیٹھی کیا ہو کچھ کام کرو جو کچھ کہ جواہرات اور زمین پر پڑا ہوا نظر آئے اسکو اٹھا اور تمکو دو مین تمھارے
ساتھ اسواسطے عقد نہین کیا ہے کہ پلنگ کے اوپر بیٹھی رہو اور مجھ سے سب کام نہ لو مین ایک غریب آدمی ہون محنت و مشقت
سے بسر اوقات کرتا ہون اگر تم خلاف میرے کہنے کے عمل کرو گی تو یاد رکھو کہ مین ایک اور پریزاد عورت سے نکاح کرونگا
تمکو چھوڑ دونگا اگر اپنی بہتری چاہتی ہو تو اٹھو اور جاروب لیکر یہان کی تمام خاک جمع کرو اور تھیلی مین بھرو یقین ہے کہ بہت
در آبدار دستیاب ہونگے نادرہ رازدار نے جواب دیا اتنی اطاعت اور فرمانبرداری تجھسے نہو سکیگی کیونکہ ایسے کام میری
شان اور لیاقت کے خلاف ہین تمھین جھاڑو لیکر موتیون کی جستجو کرو اسدم خواتین پریزاد نے جو وہان موجود تھین ان دونو
زن و شوہر کی گفتگو مذاق آمیز پر بے اختیار قہقہہ مارا اس اثنا مین حکیم قسطاس الحکمت اور سلطان قیصر نوس ایک جانب
سے تشریف لائے صاحبقران اکبر نے دونون بزرگون کو آئین شائستہ تسلیم کی سلطان قیصر نوس داماد کے تصدق اور
قربان ہوا اور سجدہ شکر درگاہ خدا مین کیا اور طبقہاے زر و جواہر فرق شاہزادہ ذیجاہ پر نثار کیے سلطان ابوالحسن جوہر
نے بھی چالاکی سے تمام زر و گوہر اٹھا کر زنبیل کیا سلطان قیصر نوس دیکھکر متبسم ہوا اور کچھ نہ کہا بعد اسکے حکیم قسطاس الحکمت
نے شہزادہ نامدار سے ارشاد فرمایا کہ آج روز تمھارے عقد کا ہے ہمکو چاہیے تھا کہ کوئی تحفہ نادر تمکو دیتے مگر سواے اس

ہدیۂ مختصر کے فی الحال اور کوئی چیز نہیں ہے کہ تمکو دیجائے یہ فرماکر ایک پارچہ حریر مثلث مغرق نقوش طلائی سے عطا فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے صاحب قران ذیشان اس پارچہ نادر کا نام نقش ظفر ہے اس نقش کو علم لشکر ظفر اثر پہ باندھنا اور اس علم کا نام علم الظفر تمھارے خاندان مین رہیگا سلطنت اور حکومت تمھارے ہی خاندان مین رہیگی مگر جب بحکم خداوند عالم سلطنت اسماعیلیہ خاندان دیگر مین منتقل ہوجائیگی اسوقت وہ علم جسمین یہ نقش بندھا ہوا ہوگا مفقود ہوجائیگا پھر دستیاب کسی طرح نہو گا راوی کہتا ہے کہ آخر کار موافق ارشاد حکیم قطاس الحکمت کے وقوع مین آیا یعنے جب سلطنت اسمعیلیہ دوسرے خاندان مین منتقل ہوگئی اور زمانہ حکومت عاضد الدین اللہ کہ آخر بادشاہ اسماعیلیہ سے تھا سیف الدولہ شامی نے ناگاہ خروج کیا اور انتزاع سلطنت ہوگئی علاوہ اسکے حکومت و سلطنت مصر و شام کی بھی بادشاہ اسمعیلیہ کے قبضہ و تصرف سے نکلگئی القصہ بعد تشریف لیجانے حکیم قطاس الحکمت و سلطان قیصر نوس وغیرہ کے صاحب قران اکبر ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اُس قصر مین لائے جو خاص واسطے وصل کے آراستہ کیا گیا تھا اور وہان تخلیہ تھا تمام اسباب مسرت و عیش مہیا تھے مہجبینان پریشان اور نازنینان پریزاد نے اس قصر کو مانند عروس کے آراستہ کیا تھا اسوقت صاحب قران اکبر نے کثرت اشتیاق اور فرط محبت سے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے اختلاط شروع کیا بعد بوسے لینے لب و رخسار کے وصل سے کامیاب ہوئے

چه گویم چه کرد آن شه نامور	بان ماهوش دلبر سیمبر	چگویم چه کرد آن شه سرفراز	بان شمع صد محفل عز و ناز
چه گویم چه کرد آن شه نامدار	بان گلشن افروز دل نوبهار	گر این راز سربسته روشن کنم	اگر همه صفحه گلشن کنم
ولیکن بخود اقتضائے او	که این نکته از دل برآید لبیب	غرض آنچه شه کرد با آن نگار	بود او خوش عیش و بوس و کنار
نخستین بیاقوت او لعل سود	پس آنکه گهر را بران به فزود	چه شیر و شکر باهم آمیختند	لبے شیرۂ جان بهم ریختند
ز بهر جان مشتاق شان کام یافت	دل مضطرب نیز آرام یافت	شده هر یک از دیگرے کامیاب	زبان را بشکر خدا داد آب

الحاصل شہریار ذیجاہ فلک بارگاہ رشک سلاطین نامدار صاحب قران ذیوقار اپنی مطلوبہ و محبوبہ سے ہمبستر ہوئے اور بخوبی مرادِ دلی کو پہونچے بعد اسکے حسب الحکم جناب حکیم قطاس الحکمت چہل روز شہر ہوشربا مین جلوہ افروز رہے اور مرغزار عشرت وغیرہ باغات و گلشن مین جو ہماسے عیش و طرب آراستہ رکھین اور راتدن ملکہ نوبہار گلشن افروز کے وصل سے دل کو تسکین اور روح کو راحت بخشتی سوا اسکے ہر روز سیر و شکار کرتے تھے اور بعیش و عشرت اوقات بسر کرتے تھے اسی طرح جملہ رفقائے نامدار و سرداران تہور شعار بھی اپنی معشوقہ اور مطلوبہ سے سرگرم عیش و راحت رہتے تھے راوی مختصر بیان اس جشن عروسی کا حال کہا فقط ظاہر ہے بخوف طول قصہ اظہار سے باز رہا ہو اور حال داستان گویا فصیح بیان کے کرتا ہے بعد گذرنے چالیس روز کے حکیم قطاس الحکمت نے ارشاد فرمایا کہ اے شاہزادۂ عالیوقار اب تک

لازم ہے کہ اول ملکہ نوبہار گلشن افروز اور نادرہ راز دارہ وغیرہ خواتین کو بجلوس و تجمل بسیار قصر اخضر اور قریہ فردوس کیجانب ... کرو تاکہ قبل تمھارے دلہن بھو بیگمہ خواتین مذکورہ آرائش عروس اور آراستگی محفل عروسی مین شریک ہون اور ملکہ خورشید لقا شمسہ تاجدار کو بہزار زیب و زینت حجلۂ عروسی مین جلوہ افروز کرین بعد ازان تم بھی قصر الیفرین کیجانب عزیمت کرو چنانچہ موافق ارشاد حکیم قسطاس الحکمت صاحبقران اکبر نے خواتین مذکورہ بالا کو اول بخدم و حشم اور بجلوس و تجمل وافر روانہ کیا بعد ازان آپ بھی مع جملہ سلاطین ذیوقار و شاہزادگان عالیوقار و رفقاے نامدار و سرداران تہور شعار بہزار شوکت و شان روانہ ہوے اور بعد قطع راہ قصر الیفرین مین داخل ہوے راوی کہتا ہو کہ سلطان قیصر قوس اور سلطان روح الملک بھی ہمراہ سواری صاحبقران اکبر تشریف لاے تھے مگر شاہزادۂ ذیجاہ نے ان دونون شاہان جلیل کو بعد تکریم و تعظیم مقیم کیا تھا

داستان کتخدائی شاہزادۂ نامدار ذیوقار عالی ہمت والا مرتبت نور چشم سلطان مستقل عالی منزلت فخر سلاطین روزگار صاحبقران نامدار و آراستگی محفل عروسی سرگروہ خوبان جہان خاتون دوران ملکہ شمسہ تاجدار ذیوقار غنچہ دہن رشک چمن مع دیگر واقعات حوالۂ قلم عجلت رقم کی جاتی ہے

انجمن آرایان بساط سخن و بزم پیرایان انبساط سخن اس داستان سراپا شادی و خوشی کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ جب اس عالی منزلت یعنی حکیم قسطاس الحکمت نے شہریار عالیجاہ عرش بارگاہ فخر سلاطین جہان صاحبقران کشورستان سے فرمایا کہ اے شاہزادۂ نامدار تجھے یہ دن و قار مبارک ہو کہ بفضل خدا تم اپنی معشوقۂ سیمتن غنچہ دہن یعنی ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکۂ ناطقہ روشن بیان کے وصل حقیقی سے کامیاب اور بہرہ یاب ہوے اور اب وہ زمانہ سعید اور وقت حمید آیا ہے کہ تم اپنے مقصد اصلی اور مراد دلی سے کامیاب ہو یعنی چونکہ سبب ہے کہ تم نے اپنے والدین کی فرقت اور جدائی گوارا کی اور ملک و مال کو چھوڑ کر مصائب سخت اٹھاے تھے پروردگار کارساز نے اس زمانۂ فرقت کو یوم وصل سے مبدل فرمایا جلد تر اس اختر سپہر خوبی اور ماہ فلک محبوبی یعنی ملکہ شمسہ تاجدار کے وصل سے بہرہ یاب ہوا چاہیے تھے ہو صاحبقران ذیشان اس مژدۂ جان بخش کو سنکر اسقدر خوش و خرم ہوے کہ پیراہن تن نازک مین تنگ ہوگیا غنچہ دل جو پژمردہ تھا شاداب ہوکے شگفتہ ہوگیا اور زمانۂ مفارقت کے تمام مصائب اور حالات جو ابتدا سے گذرے تھے سب یاد آگئے اور وہی جوش الفت اور غلبۂ محبت ملکہ شمسہ تاجدار کا از سر نو دل مین پیدا ہوا اسوقت بے اختیار صاحبقران نامدار نے کثرت عشق اور جوش الفت سے ایک آہ سرد کی اور خیال حسن و جمال مجسم مین ایسا محو

ہوئے کہ مطلوبہ کو روبرو اپنے تصور کرکے کہنے لگے کہ اے مہر سپہر برتری وای ماہ فلک دلبری باوجود اسکے کہ یہ تمھارا طالب وصال خرم وشاد وخوشحال ہے اور بخوبی تمام اطمینان ہی کہ تمھارے متاع حسن وجمال سے جلد تر کامیاب ہوگا اور زر نقد بوسہ اور گنجینۂ وصل حاصل کریگا مگر اس جوش عشق اور غلبۂ محبت کا اور درد الفت کا کیا علاج کرے کہ بیقراری دل سے عجب حال ابتر ہے اور طاقت صبر وضبط بالکل نہیں ہے ای ملکۂ دوران وای مایۂ راحت وآرام جان قسم ہے خدا کی کہ مین تم سے از حد خجل اور منفعل ہون کیونکہ مین نے اپنے خانۂ دل مین اور معشوقون کی یاد کو بھی جگہ دی تھی لیکن قسم بخدای عز وجل کہ مین تمھارے عشق مین زمانہ دراز تک عالم بیخودی اور حالت دیوانگی مین مبتلا رہا اور مطلق مجھکو اپنے افعال نیک وبد سے خبر نہ تھی خیر اب بجز تمھارے خیال کے یاد معشوقان دیگر کا دل مین نام و نشان بھی نہین ہے ہر دم تمھاری ہی تصویر پیش نظر رہتی ہے اور ہر لحظہ تمھارا ہی خیال رہتا ہے۔

ای آنکہ کردہ از زلف روز ازل بدامم | بگذار اینچہ بگذشت اکنون ہمان غلامم
ای آمدم بسوی میخانہ بود درراہ | پیر مغان ز صہبا پر کردہ داد جامم
بیخود شدم ازان جام نشناختم قدم را | اکنون کہ خود شناسم دائم ہمان غلامم

القصہ صاحب قران ذیشان بڑی دیر تک تصور وخیال ملکہ شمسہ تاجدار مین رہے اور تصویر خیالی ملکہ شمسہ تاجدار سے عذر واظہار عشق ومحبت کیا کیے بعد اسکے موافق حکم حکیم قسطاس الحکمت آراستگی جشن کتخدائی وآئین بندی کا حکم دیا چنانچہ موافق ارشاد شاہزادہ دیو قار کارپردازان جالاک وچست نے تمامی باغ قصر النیرین کو از سر نو تازگی دی اور بخوبی تمام آراستہ کیا اور تا مکان عروس یعنی قریۂ فردوس اور قصر اخضر تک زمین بیابان کو حسب الحکم صاحب قران اکبر روشنی چراغان وسامان آتشبازی وغیرہ سے زیب وزینت دی یعنی بہ نسبت جشنہاے مذکور بالصدر اس جشن ہمایون کو زیادہ تر آراستگی دی گئی تھی اور ہر طرح کا سامان عیش وعشرت موجود اور مہیا کیا گیا تھا اور اس جشن مین مجالس عیش اور مبارک صدہا ہزارہا بلکہ بیحساب وبیشمار آراستہ کی گئی تھین علاوہ اسکے جشن عالی مین ایک محفل خاص واسطے دیوان عشاق کے منعقد اور آراستہ کی گئی تھی چنانچہ انہین سے ایک حارث دیو تھا کہ اُسکا عقد اسی جشن عالی انعقاد پر موقوف تھا الحاصل سلسلہ بند داستان نے اس جشن عالی کی ترتیب قبل اسکے بیان کی ہے کہ قصر اخضر سے تا قصر النیرین وقلعہ یاقوت نگار وشہر عسکریہ تک آئین بندی کی گئی تھی اور اس وسعت مقامات کے گرد وپیش منازل سبع سباع بھی واقع ہوئی تھی اور دور دور وسعت عرض مین کوہ طوطی وغیرہ منازل واقع تھی اور یہ سب مقامات روشنی چراغان وسامان آتشبازی ودیگر تکلفات سے آراستہ ہوئے تھے سوا اسکے چار بازار ایسے وسیع بہزار زیب وزینت آراستہ ہوئے تھے کہ جان مردم نقد دل سے اجناس و اشیاے بازار مذکور کی مشتری تھی انہین سے ایک بازار مجالس ومبارک قصر اخضر سے قصر النیرین تک بصد تکلفات اور بہزار زیب وزینت آراستہ ہوئی تھی اور یہ وہ بازار ہو جو خاص نزول اجلال سواری ہمایون کے واسطے مقرر تھا

اور اس بازار میں دو جانب قنادیل مرصع طلا و نقرہ لٹکی تھیں اور زیادہ تر اشجار آرایش مینا کار اور چمنستان روشنی ہر ایک راہ میں ترتیب دی گئی تھی سوا اسکے بازار مذکور الصدر میں سر چوک تھی جو مکان عروس سے سرحد طلسم سبع سباع تک ختم ہوئی تھی اور ہر ایک چوک میں سر میدان نہایت کشادہ بنائی تھی اور ہر ایک میدان حوض اور نہر اور باغات اور سامان روشنی و آتشبازی و گلشن مصنوعی سے مملو تھی اسی طرح ایک بازار مکان عروس سے قلعہ یاقوت نگار تک اور بازار قصر اخضر سے دروازہ عجائبات تک اسی طرح بازار چہارم اور اس بازار چہارگانہ کا نام بازار عشرت رکھا تھا الغرض اس جشن عالی کی وسعت ہر جانب بیس فرسخ تھی اسی طرح قصر اخضر کی وسعت کو تصور کرنا چاہیے کہ ایسے بڑے جشن کو کافی ہو گئی القصہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان اور ملکہ صبح دلکشا اور ملکہ صبح روشن گہر اور گوہر بزم افروز اور ملاحت پری اور نادرہ راز دار اور غمزۂ شیرین کار و بستان افروز و منطقۂ زرین کمر وغیرہ پریزادان خوش جمال و خوش طلسم علیم المثال موافق ارشاد صاحبقران ذیشان و حکیم قسطاس الحکمت عالی مکان قصر اخضر میں آئیں ان خواتین ذیوقار کے رہنے کے واسطے اس قصر عالی منزلت کے ایوان و قصور مقرر اور معین ہوئے چنانچہ خلدانہ ماہرو و سرو سہی و طرہ مشکین خال و سنبلہ ماہ پیکر وغیرہ خواتین مقیم قصر اخضر خواتین پریزاد کی تواضع کے واسطے مقرر تھیں غرض جب تمام و کمال سامان جشن انعقاد پا چکا حکیم قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا کہ اے شاہزادۂ عالیوقار اس امر کا تمکو اختیار حاصل ہے اگر مناسب جانو تو پہلے اپنی کتخدائی کے اپنے رفقاے باقیماندہ کو اس ترتیب سے کہ اول نکاح میر محمد کا سرو سہی سے فرماؤ اور بعد اسکے یعقوب حرامی کو طرہ مشکین خال سے منعقد کرو بعد ازان عقد امیر محمد سنبلہ ماہ پیکر بنت شلبوط دکنی سے بعد اسکے عقد شدید الشداد جہان پہلوان ثانی رستم دستان منورہ بانو خواہرزادہ سمعاج اژدر در سے ہونا چاہیے بعد اسکے عقد امیر یوسف کا شعلہ فارسیہ سے بعدہ نکاح اسلم بن سالم کا زنگاوہ زنگاری پوش سے بعد اسکے عقد طیفور شیرہ باز کا دختر الواح بن التوم سے بعد ازین قطبہ دریا باری کو دختر سلطان شاہ مغربی سے منعقد کرو بعد اسکے عقد ترک سخت کمان کا دختر سقلاب شاہ سے بعد اسکے سلطان ابو الحسن جوہر کو خلدانہ ماہرو بنت عمران شاہ سے منعقد کرو اور اگر یہ امر بہتر ہو تو پہلے اپنی ہی کتخدائی کرو صاحبقران اکبر نے یہ تقریر حکیم قسطاس الحکمت سنکے ارشاد کیا کہ ہمکو تو یہ منظور ہر کہ پہلے جملہ رفقاے باقیماندہ کے عقد و نکاح خواتین مذکور الصدر سے ہو جائیں بعد اسکے ہم اپنا عقد کریں کیونکہ رفقاے مذکور اپنی اپنی معشوقہ اور مطلوبہ کے عشق اور فراق میں مضطر و بیتاب ہیں ہمکو لازم ہی کہ پہلے انکی مرادوں کی فکر کریں۔ حکیم قسطاس الحکمت نے یہ کلمات صاحبقران اکبر سے سنکے بہت تحسین کی اور فرمایا اے شاہزادہ فی الفہم ایسا ہی لازم ہے جیسا کہ تم نے کیا ہے الغرض بعد اس تقریر کے شاہزادۂ عالیجاہ گردون بارگاہ نے جملہ رفقاے مسطور کو انکے مقامات معینہ کی طرف روانہ کیا یعنی جس مقام جس رفیق کے عقد کے واسطے مقرر کیا گیا تھا وہان اسکو روانہ کیا اور یہ بھی فرما دیا

کہ ہر ایک نامدار اپنے مقام معینہ سے لباس عروسی و کتخدائی سے آراستہ ہو کر بکمال کر و تجمل علی قدر مراتب قصر خضر میں
جاوے اور اپنی مطلوبہ کو بعد عقد اپنے مقام معینہ میں لے آوے چنانچہ صاحبقران اکبر نے امیر محمد اور یعقوب حرانی
کو قلعہ یاقوت میں بھیجا اور شیر بالشدید کو مع طیطلیہ پری پیکر و بہرام شہر فرنگ کو روانہ کیا کیونکہ ان کے جشن عقد کا وہی مقام قرار
دیا گیا تھا اسی طرح ہر ایک عروس کا مقام قصر خضر میں ملکہ شمسہ تاجدار کی طرف سے مع جملہ سامان جہاں جہاں مقرر ہوا تھا
اور شاہزادہ نامدار صاحبقران ذوالوقار نے بھی ہر ایک سردار نامور شہریار کے پاس چالیس سرداران نامدار بہمراہ اسکی
ترتیب بزم عروسی مع جملہ سامان کے روانہ کیے تھے چنانچہ امیر یوسف مع چالیس سرداران ذوالوقار امیر محمد یعقوب
حرانی کے پاس قلعہ یاقوت نگار میں گئے تھے اور علاوہ ان سرداروں کے اکثر عیار نامدار بھی مانند نہنگ مصری اور
زرنگ مصری و سہنگ مصری وغیرہ اس جشن میں شریک تھے اسی طرح امیر شجاع الدین کو مع چالیس سرداران نامی
کے امیر سیف الدین کے پاس شانشت حصار میں بھیجا اور یہی دستور و قاعدہ ہر ایک سردار کے واسطے مقرر کیا تھا
اسکے صاحبقران فلک جاہ ہنگام عقد و نکاح ہر ایک سردار کے ہمراہ تشریف لیجاتے تھے اور ہر ایک کے بزم عروسی
کو رونق دیتے تھے چنانچہ قنطور نوجوان کو اسکی معشوقہ مرجانہ عنبرین مو دختر سلطان شاہ مغربی سے منعقد کیا اور کیا
سخت کمان کو بعد عقد قنطور نوجوان ملک آتش ملک کہ ماہ خوبان اور ماہ ترکان کا لقب رکھتی تھی سلک عقد

ملاقات کیا بعد اسکے طیفور ریزہ باز کو اسکی مطلوبہ الواحد خاتون سے منعقد کیا اسی طرح شدید الشداد کو منورہ بانو خواہر زادہ سمعاج
اثر درسکے وصل سے شاد کام کیا اور اسلم بن سالم کو زنگاوہ زنگاری پوش بنت سنجاشی سے منعقد کیا اور بعد اس نکاح کے
امیر زادہ سیف الدین کو بصد شوکت و حشمت شعلہ فارسیہ کے عقد سے کامیاب کیا اور امیر محمد کو بعد خوبی دختر اشلوط دیلمی
سے منعقد کیا اور روز دوم ملکہ سرو سہی کو امیر زادہ امیر محمد کے عقد سے ممتاز کیا اور اسی شب جشن میں طرۂ مشکین خال کو
یعقوب صحرائی سے بہزار شان و شوکت منعقد فرمایا اور خراماں پری کو جو کنیزان ملاحت پری سے تھی یعقوب صحرائی کے
عقد سے سرفراز کیا جس وقت یہ جملہ عقد و نکاح ہو چکے اور ہر ایک عاشق نے اپنی محبوبہ سے لطف وصل اٹھا لیا
صاحب قران عالیجاہ نے حکم دیا کہ سامان جشن از سر نو آراستہ ہوا اور جملہ مردمان خاص و عام کو اس جشن عالی کی خبر
دیجاے تاکہ سب اس جشن عقد میں آکر شریک ہوں اور شروع جشن سے انتہاے جشن تک تمامی خاص و عام سلطان
ابو المحسن جو ہر کے مہمان رہیں اور جو چیز اکل و شرب اور زر و جواہر وغیرہ سے چاہیے ہو بے تامل طلب کرے اور زمانہ جشن
کا قبل عقد دس یوم اور بعد نکاح ہفت روز معین ہوا ہے یعنے سترہ روز تک یہ جشن بخوبی رہیگا چنانچہ موافق ارشاد
صاحب قران اکبر کار پردازان سلیقہ شعار دانا سے روزگار نے آراستگی جشن عروسی بخوبی تمام کی اور قبل سے بھی زیادہ
رونق دی اور جملہ خاص و عام کو اس جشن عالی کی اطلاع دی جو لوگ دور دراز مقامات پر تھے انکو بھی خبر جشن عروسی
دے دیگئی بمجرد اطلاع مردمان خاص و عام اپنے اپنے مقامات سے علی قدر مراتب بجاہ و حشم بشوکت و شان بفوج و لشکر
حاضر ہوے اور بعد حصول ملازمت و قدمبوسی صاحب قران اکبر شریک جشن عروسی ہوے ہر طرف نقارہ تہنیت و
شادمانی بجنے لگا طبقۂ زمین کے صداے نقارہ ہاے تہنیت سے ہلنے لگا اور آواز شہنا سے کان کے پردے
شق ہونے لگے خلاصہ یہ کہ صداے نقارہ و شہنا اسقدر بلند ہوئی کہ تا فلک پہونچی ایک روز اثناے جشن مذکور بلند
مرزبان بن بہرام براے شکار لشکر ظفر اثر سے چلا اور صحراے سبزہ زار میں جاکر شکار کھیلنے لگا ناگاہ ایک غزال بیمثال
مرزبان کو نظر آیا مرزبان اس آہو کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور اسپ صبا رفتار عقب آہو براے صید و شکار
دوڑایا وہ غزال مرزبان کو دیکھکر ایک طرف صحرا میں روان ہوا تھوڑی دور جاکر وہ آہو نظر مرزبان سے غائب ہو گیا
اسوقت مرزبان نے نہایت افسوس کیا اور کہنے لگا کیا اچھا آہو تھا نہیں معلوم کہاں جاکر پوشیدہ ہوا مرزبان یہ کہ رہا تھا
اور افسوس کر رہا تھا کہ یکایک آذر بکر دختر آذر شاہ سے دوچار ہوا کیونکہ وہ نازنین مہ جبین بھی اس روز واسطے تفریح طبع
کے ایک باغ پر بہار میں جاتی تھی یکایک باد جو تیز ہوا سکھپال کا پردہ ایک جانب سے ایسا بلند ہوا کہ مرزبان بن بہرام نے
اس خورشید لقا کو بخوبی تمام دیکھا اور اسکے حسن دلفریب اور چہرۂ بے نظیر کو دیکھکر ہزار جان و دل سے عاشق ہو گیا
تیر مژگان نازنین مذکور سینہ بہرام کے پار ہو گیا گھوڑے سے بے اختیار زمین پر گر کے مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا دیکھیے
حضرت عشق کی کار پردازی وہ نازنین مہ جبین بھی مرزبان کی جوانی و صورت کو دیکھکر مائل ہوئی لیکن بوجہ شرم و حجاب اور

بسبب مردمان ہمراہی کے مرزبان کے سر کو زمین سے اُٹھا کر اپنے زانو پر نہ رکھ سکی اور لخلخۂ زلف معنبر سونگھا کر اپنے سودائی کو
ہوش مین نہ لا سکی اور بمجبوری باغ مین چلی گئی ادھر بعد بڑی دیر کے مرزبان کو ہوش آیا مردمان ہمراہی نے مزاج پوچھا
مرزبان نے حال نازنین مذکور کے دیکھنے کا اور اپنے عاشق ہونے کا بیان کیا مردمان ہمراہی تسلی و تشفی دے کر مرزبان
کو اُسی وقت ہمراہ اپنے لشکر مین لائے اور کل حال مرزبان کا روبروے صاحب قران اکبر جا کر اظہار کیا صاحب قران
اکبر نے جسوقت یہ حال مردمان لشکر سے سُنا اُسی وقت آذرشاہ کو طلب کر کے اُسکی دختر کی خواستگاری کی آذرشاہ نے
بخوشی خاطر منظور کیا اور قبل عقد ابو الحسن جوہر صاحب قران ذیشان نے مرزبان کو آذر بکر دختر آذرشاہ سے بعد خوبی
منعقد کر دیا مرزبان وصل آذر بکر سے نہایت خوش ہوا اسی طرح ایک دن عوجان بن مرجان نے خدمت صاحبقران اکبر
مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے شہنشاہ معین آرزومندان زمانہ دو روز سے اس فدوی کا حال بہت ابتر ہے اگر حضور اس خاکسار
کے مدعاے دلی کے مقدمہ مین سعی نہ فرمائینگے تو یقین ہے کہ بہت جلد اس ناکام کا کام تمام ہو جائیگا جب یہ تقریر عوجان
بن مرجان کی صاحب قران اکبر نے سُنی ارشاد فرمایا کہ مفصل اُس مدعاے دلی سے ہمکو اطلاع دو تاکہ اس بات مین کوشش
کیجاے عوجان دلاور نے عرض کیا اے شہریار کشورستان اصل کیفیت یہ ہے کہ نصرون شاہ ربیعی مقتول کی ایک دختر
رشک قمر ناصرہ گل رخسار نام حسن مین ماہ تمام لشکر ظفر اثر مین موجود ہے اور حال اُسکا یہ ہے کہ ربیعا نام بہادر جو فی الحال
مسلمان ہوا ہے اور دائرۂ اسلام مین داخل ہوا ہے اور فوج دریا موج مین مقیم ہے بعد قتل نصرون شاہ ربیعی اُس
نازنین ناصرہ گل رخسار کو لے آیا تھا اور اُس سے خواستگار وصل ہوا تھا لیکن مہ جبین نے اُسکے وصل سے انکار
کیا اور کسی طرح وہ نازنین ابتک راضی نہین ہوئی کل اتفاق سے ایک عورت اس کمترین کے پاس آئی اور اُسنے
تمام حال جو خادم نے عرض کیا ہے بیان کیا اور ایک ورق تصویر بھی اُس مہ جبین کا مجھکو دیا یہ جان نثار دیکھتے ہی
اُسکے حسن و جمال اور شکل بیمثال کو عاشق ہو گیا ہے ہر چند یہ فدوی ضبط کرتا ہے مگر کسی طرح نالہ و زاری اور بیقراری اُسوقت
سے ابتک موقوف نہین ہوتی ہر وقت اُسی کا خیال رہتا ہے اُسی کی جدائی کا ملال رہتا ہے جسوقت صاحب قران
اکبر نے عوجان سے تمام و کمال کیفیت سُنی ناصرہ گل رخسار کو بعد عقد عوجان کے حوالہ کیا دل عوجان وصل ناصرہ گل رخسار
سے باغ باغ ہو گیا چمن مراد مین بہار آئی بیقراری دل دور ہوئی روح نے راحت پائی صاحب قران ذو الوقار کا شکر گزار
ہوا بعد اُسکے زمانہ عقد سلطان ابو الحسن جوہر آیا صاحب قران ذیشان نے ابو الحسن جوہر کو لباس خسروانہ سے
آراستہ فرما کر ایک مرکب پریرو پر سوار کیا تمام و کمال سلاطین عالی خصال و شاہزادگان ذو الوقار و رفقاے نامدار
و سرداران تہور شعار و جملہ نامداران یکتاے روزگار پیادہ و سوار ق سلطان ابو الحسن جوہر کے ہمراہ تھے یہان تک کہ
صاحب قران اکبر بھی بپاس خاطر و بخیال حقوق سلطان ابو الحسن جوہر پیادہ چند قدم تشریف لے گئے لیکن ابو الحسن جوہر
نے بمنت و سماجت صاحب قران والاشان کو سمند بیمثال پر سوار کیا اور بعد اسکے تمام و کمال سلاطین اور شاہزادگان

ذی رتبہ اور جملہ رفقا و سرداران عالی درجہ کو بھی مرکبہائے خوش رنگ و ابلق پر سوار کیا اب جملہ نامداران جہان اسپان
عیار رفتار پر سوار ہو کر جلو میں روانہ ہوئے اور تمامی راہ شب کو کیفیت روشنی و تماشائے آتشبازی دیکھتے ہوئے اور
قطع منازل کرتے ہوئے سات روز میں قریہ فردوس تک بصد جلوس و تجمل اور نوبت و نقارہ شادی پہونچے
اس طرف قریہ فردوس کو حکیم قطاس الحکمت اور پادری ایڈروس نے مانند عروس تازہ آراستہ کیا تھا اور
عمران بن جمشید والد ملکہ خلدانہ کو ایک ایوان بسیار وسیع و رفیع ملکہ شمسہ تاجدار نے واسطے جشن عروسی کے دیا
تھا کہ گویا وہ ثانی قصر خضر تھا سلطان عمران شاہ کی زوجہ خالدہ بانو نے اپنی دختر رشک قمر یعنی ملکہ خلدانہ کو
انواع و اقسام تزئین سے ایسی عروس بے عدیل و بے نظیر بنایا تھا کہ خواتین دیگر دیکھ کر رشک کرتی تھیں اور جملہ خواتین
قصر خضر بزم عروسی ملکہ خلدانہ ماہرو میں شریک تھیں مگر ملکہ شمسہ تاجدار اس وجہ سے شریک نہ ہوئیں کہ جملہ عروسی
میں مقیم تھیں ورنہ ضرور شریک ہوتیں جملہ سامان عروسی ملکہ خلدانہ مہ جبین خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتیں الحاصل جب
خبر آمد سواری عمران شاہ کے سنی تو تجمیع فوج و لشکر و بصد جلوس و تجمل شہر فردوسیہ سے باہر آیا اور استقبال کر کے
سلطان ابو الحسن جوہر وغیرہ کو اپنے ہمراہ شہر فردوسیہ میں لیگیا اور ایوان عالی میں مقیم کیا ازینبار ماہرو و زنان خوش گلو
حاضر ہوئیں رقص و نغمہ ہونے لگا جام شراب چلنے لگا عمران شاہ کی طرف سے دعوت و ضیافت صاحبقران
اکبر و سلطان ابو الحسن جوہر وغیرہ کی ہونے لگی غرض دو روز تک اچھی طرح بزم عیش و محفل عشرت آراستہ رہی
ابواب دعوت و مہمانی کشادہ رہے ہر ایک شخص نہایت مسرور ہوا لیکن تیسرے روز جب ساعت سعید اور وقت قریب
آیا قاضی احمد عرب نے ملکہ خلدانہ ماہرو کو سلطان ابو الحسن جوہر سے منسوب کیا — نظم

قاضی احمد را طلب فرمود شاہ
عقد خلدانہ بجوہر خواندہ اند
باکمال اقتدار و عزّ و جاہ
بر سر ایشان گہر افشاندہ اند
تا بجوہر عقد سلطان بو الحسن
عشرت از ہر گل زمین گل کردہ اند
با ہمہ اقبال خوبان زمن
شد شگفتہ ہر کہ دل افسردہ اند
تہنیت گفتند شاباش ہمہ
آفرین خوان شہریار الغش ہمہ

القصہ بعد عقد سلطان ابو الحسن جوہر کو محلسرا میں طلب کیا سلطان ابو الحسن جوہر بصد خوشی و خرمی مسند عروسی پر
پہلوئے خلدانہ ماہرو میں جا کر بیٹھا جب درمیان عروس اور ابو الحسن جوہر کے آئینہ آیا اور باہم طالب و مطلوب نے
ایک دوسرے کی صورت زیبا اور شکل خوب کو دیکھا سلطان ابو الحسن جوہر کثرت محبت اور افراط عشق سے ایسا بیخود ہوا
ہوا کہ عروس سے لپٹ کے لب و رخسار رنگین کے بوسے متواتر لینے لگا اور ہاتھ جانب سینہ عروس بڑھانے لگا کچھ خیال
نا زنینان محلسرا کا بھی نہ کیا کہ صدہا خواتین سامنے موجود ہیں جس وقت خواتین محلسرا نے یہ کیفیت دیکھی یعنی عورتیں مسکرائیں
اکثر خواتین نے قہقہہ مارا بہت سی عورتیں ابو الحسن جوہر کو ایسا شریر اور شوخ دیکھ کر یا سہ کر آہستہ کہنے لگیں کہ دیکھا
بوا یہ موا کیسا شریر ہے گویا شیطان مجسم ہے ذرا بھی اسکو شرم و حیا نہیں ہے بڑا بیغیرت ہے دوسری عورت نے یہ سنکے

جواب دیا کہ بی بی شاید تم نہین جانتی ہو یہ میان نوشاہ بڑے پاک ذات ہین شیطان کبھی اُنسے دور دور بھاگتا ہو صاحبقران
اکبر کے عیار ہین کبھی عورت بنتے ہین کبھی لونڈی بنتے ہین کبھی ناچتے ہین کبھی گاتے ہین رنگ اور روغن انکے پاس ایسے ہین
کہ کبھی بڈھے بنجاتے ہین کبھی مانند ساحر کے اپنی صورت بناتے ہین جہان شیطان کا بھی گذر نہو یہ وہان جاتے ہین فریب
مکر فریب جعل دغابازیان انکو یاد ہین بڑے بڑے دانایان جہان کو یہ جناب دام فریب مین گرفتار کر لیتے ہین انکے پاس
ایک زنبیل ہے قارون کی دولت سے بھی سوا اسمین روپیہ وغیرہ ہے ہزارہا آدمی اسمین قید ہین شہر آباد ہین دریا جاری
ہین انسے خدا اپنی پناہ مین رکھے خدا نکرے کہ کسی کے دشمن ہوجائین پھر اسکی جان کا بچنا محال ہے اور یہ جو تم کہتی ہو
کہ خلدانہ ماہرو کو پیار کیا گلے سے لگایا کچھ حجاب نہ کیا یہ تو اُنکے نزدیک کوئی غیرت کی بات نہین ہر اسکی شکایت بیکار ہے
وہ عورت یہ تقریر سُنکے نہایت متحیر ہوئی ناگاہ ایک عورت نہایت گبرائی ہوئی گرتی پڑتی ہانپتی ہوئی اور آئی اور ان دو
عورتون کو ایکجا کچھ باتین کرتے ہوئے دیکھکر آپ بھی ٹھہر گئی دوپٹہ جو سر سے اُتر گیا سینہ کُھل گیا تھا درست کرکے اوڑھا
سینہ کو جو پسینے سے تر ہو گیا تھا رومال سے پونچھا ان دونون عورتون نے اس عورت سے سبب اسقدر پریشانی کا
دریافت کیا اُس عورت نے کہا کہ غضب ہو گیا ملکہ خلدانہ ماہرو کی تقدیر کیا بری تھی قصائی کے ساتھ بیاہی گئی ملکہ
کے والدین نے افسوس دریافت نہ کیا لڑکی کو دریا مین ڈبودیا ان دونون عورتون نے تقریر اس عورت کی سُنکے کہا
کہ کچھ حال صاف صاف کہو ہمتو نہ سمجھے کہ تمنے کیا کہا اُس عورت نے چھاتی پر ہاتھ مارکے کہا کہ مین ابھی قریب ملکہ خلدانہ
کے کھڑی ہوئی تھی یکایک اس نگوڑے نوشاہ نے ملکہ کے لب اور رخسار کے منھ بھلا بھلا کے دانت بڑے بڑے
نکال نکال کے ایسے بوسے لیے اور ایسا اُسکے گالون کو کاٹا کہ تمام لہو نکلنے لگا بوٹیان کاٹ کاٹ کے اُڑا دین بی بی مین
سچ کہون مجھسے نہ دیکھا گیا مین وہان سے بھاگی تمکو دیکھکر یہان ذرا ٹھہری ابھی تک میرے ہوش درست نہین
کلیجہ ہاتھون اُچھل رہا ہی رہ رہ کے مجھکو یہی خیال آتا ہی کہ اسوقت تو اس موذی نے میری بچی کا یہ حال کیا ہی رات
کو کیا غضب کریگا مار ہی ڈالیگا دریا سے خون بہادیگا میری گود کی کھلائی ملکہ خلدانہ نازک بدن کاہیکو تاب لا سکیگی
خدا میری بچی کی جان کو اس قصائی سے بچائے یہ دونون عورتین اس عورت کی باتون پر خوب ہنسین الغرض ابوالحسن
جوہر بعد پیار کرنے کے عروس کو آغوش مین مثل دل کے لیکر حجرۂ خلوت مین داخل ہوا جسوقت دایہ مذکورہ الصدر نے
دیکھا کہ سلطان ابوالحسن جوہر ملکہ خلدانہ کو حجرہ مین لیگیا اب تو دایہ مذکورہ نے سر کو پیٹ کر سینہ پر ہاتھ مار کے سر پر
سے دوپٹہ اُتار کے بیقراری مین پھینک دیا جوتا پاؤن سے اُتار کے ننگے سر ننگے پیر چیختی چلاتی ہوئی دوہائی دیتی ہوئی
دروازۂ حجرہ پر پہونچی اور منت و سماجت ہاتھ جوڑ جوڑ کے کہنے لگی اے دولہ میان خدا کے واسطے ابھی میری بچی سے
کوئی بات نکرنا اُسکو ستانا اُسکی طبیعت اچھی نہین ہے بیٹا میری بچی کا کئی دن سے جی کچھ بگڑا ہی علاوہ اسکے یہ بیجا
حرکت نامعقول اور خلاف دستور ہے کہ قبل ادائے رسوم شادی و عروسی تم عروس کو بے تکلف حجرے مین لے گئے

دروازہ کھولو باہر نکلو باقیماندہ رسوم عروسی کو ختم تو ہونے دو بعدہ تمکو اختیار ہی دیکھو مین ابھی آہستہ آہستہ کہتی ہون پھر
تمام محل مین غل مچاؤنگی صاحب قران سے تیری شکایت کرونگی اگر وہ بھی نہ سنین گے تو عدالت فوجداری مین نالش
کرونگی لہو نکالنے کا دعوے کرونگی قید کراؤنگی کالے پانی بھجواؤنگی تجھکو گھر ورنہ جاننا میری منت اور سماجت پر یہ نہ خیال
کرنا کہ یہ عورت کیا کر لیگی قسم کھاکے کہتی ہون مین بہت بری طرح سے پیش آؤنگی ابو الحسن جوہر درون حجرہ ملکہ خلدانہ کو پیار
کر رہا تھا دایہ نے لاکھ فریاد کی مگر ابو الحسن جوہر نے کچھ جواب نہ دیا اپنے کام مین مشغول رہا جب دایہ نے دیکھا
کہ ابو الحسن جوہر حجرہ سے باہر نہین نکلتا نہین معلوم کیا کر رہا ہی اور زیادہ بیتاب ہوئی اور حجرہ پر اپنے سر کو پھوڑنے لگی ایک
خشت سلم سے اپنے سینہ کو پیٹنے لگی فریاد و فغان بلند کی اور پکاری ارے لوگو دوڑو میری بچی کو لیجا کر یہ قصائی حلال کرتا ہے
ایک بیگناہ کا خون کرتا ہی دایہ نے جو صدائے نالہ و فغان بلند کی جملہ خواتین محلسرا دوڑین کہ یہ کیا ہوا دایہ ملکہ خلدانہ کیون
اسقدر چلاتی ہے اپنی جان دیے دیتی ہے جسوقت حجرہ پر خواتین محلسرا کا ہجوم ہوا اور اکثر عورتون نے دایہ مذکور سے سبب
نالہ و بکا دریافت کیا دایہ نے جواب دیا کہ دیکھو ابو الحسن جوہر نگوڑا میری بچی کو لیکر اس حجرہ مین گیا ہی پکارتی ہون نہین آتا
نہین معلوم میری پیاری بچی سے کیا کر رہا ہے اسکے کراہنے کی آواز آتی ہے خواتین محل دایہ کی گفتگو گھبرائی ہوئی سنکے بہت
ہنسین ہر ایک عورت کثرت خندہ سے فرش زمین پر بیتاب و بیقرار ہوئی خواتین ہزار چاہتی تھین کہ نہ ہنسین مگر ہنسی کسیطرح
موقوف ہوتی تھی ادھر تو خواتین محلسرا کا در حجرہ پر جماؤ ہی ہنسی کے مارے ہر ایک عورت کی عجب کیفیت تھی مگر اسطرف
دایہ سطوے نے در حجرہ خشت سے توڑنا شروع کیا اور برا بھلا ابو الحسن جوہر کو کہنا اختیار کیا اسوقت ابو الحسن کے عیش
مین خلل آیا پکار کے کہا کہ اے مادر مہربان اسوقت در حجرہ سے چلی جاؤ میرے عیش مین خلل انداز نہو مین رسوم عروسی کا قائل
نہین ہون ہرگز ہرگز باہر نہ آؤنگا جبتک مدعاے دلی حاصل نہ کر لونگا تمھاری رسوم عروسی سے مراد یہی ہی کہ درمیان میر
اور خلدانہ کے باہم الفت و محبت رہے اس امر کو مین بغیر تمھارے کہے ہوے عمل مین لایا یعنی مین نے اچھی طرح ملکہ خلدانہ
کو تمھارے سامنے سینہ سے لگایا خوب پیار کیا اب ان رسوم کی کچھ احتیاج نہ رہی دل ملگیا لہذا بہتر یہ ہی کہ اب مجھکو نہ ستاؤ
یہان سے چلی جاؤ دایہ نے یہ سنکے جواب دیا ارے نگوڑے مرے موڑی کاٹے خبردار میری لڑکی کو ہاتھ نہ لگانا بہتر تجھکو
یہین سے کہ باہر چلا آ ورنہ مین بہت بری طرح پیش آؤنگی اسوقت ابو الحسن کو دایہ کی گفتگو سے ہنسی آئی پکار کے کہا
کہ او نالائق اگر تجھکو دیکھنا اس فعل کا جو مین کر رہا منظور ہے تو ابھی آ مین دروازہ حجرے کا کھولے دیتا ہون جسوقت
خواتین محلسرا نے یہ گفتگو سلطان ابو الحسن جوہر کی سنی دایہ کو کشان کشان صحن محلسرا مین لی آئین مگر ہنسی کے سبب سے
زمین پر لوٹی جاتی تھین ادھر جب ابو الحسن نے دایہ کی تقریر بیہودہ سے فرصت پائی بفراغ خاطر واسطے قلعہ کشائی کے
مستعد ہوا آخر بقوت تمام حجرہ مین در قلعہ کو توڑا اور فتح حاصل کی بعد فراغت وصل ابو الحسن حجرہ سے باہر سرخرو نکلا اور نادرہ
رازدار سے ہنسکے کہا اے خاتون نہین معلوم اس محلسرا مین سے کوئی حمام بھی گرم کروایا ہی یا نہین اسوقت مجھکو غسل کرنے کی

ضرورت ہی تمکو معلوم ہو کہ مین ملکہ خلدانہ سے ہمبستری کرکے آیا ہون نادرہ رازدار نے جواب دیا کہ تم ایسے مرد بیغیرت کو حمام کی کیا ضرورت ہی تھوڑا سا پانی ڈوب مرنے کو کافی ہے سلطان ابو الحسن جوہر نے ارادہ کیا کہ محلسرا سے باہر جاؤن ناگاہ دایہ مذکور نے کہ صحن محلسرا مین بیٹھی تھی ابو الحسن کو دیکھکر اٹھی اور مقرر اسکو یقین ہوا کہ میری بچی سے وہ بڑا کام کرکے آیا ہو اس امر کا یقین کرکے خشت مسلم لیکر ابو الحسن کیجانب دوڑی اور چاہا کہ ابو الحسن کو اُس اینٹ سے ضرر پہونچاے جسوقت ابو الحسن نے دایہ کو اس قصد سے اپنی طرف دیکھا جست وخیز کرکے در محلسرا سے باہر آیا دایہ کف افسوس ملکے رہگئی ابو الحسن جوہر جسوقت ہنستا ہوا خدمت صاحب قران اکبر مین پہونچا اور صاحب قران اکبر کو معلوم ہوا کہ ابو الحسن جوہر نے محلسرا مین جاکر بغیر ادائے رسوم عروسی ملکہ خلدانہ سے مباشرت کی اور دایہ سے اسطرح گفتگو ہوئی بے اختیار صاحب قران اور جملہ سلاطین وغیرہ ہنسے صاحب قران نے سلاطین وغیرہ سے فرمایا کہ ابو الحسن جوہر عیار ہی اُسکو ہر طرح کے افعال اور حرکات مستحسن شایان ہین اسی اثنا مین سلطان ابو الحسن جوہر بعد غسل وتبدیل لباس پھر خدمت صاحبقران اکبر مین حاضر ہوا اور بعد بجالانے تسلیم کے خدمت صاحب قران اکبر مین عرض کیا کہ اس خادم نے رسومات عروسی کو اچھی طرح انجام دیا تمام خواتین محلسرا میرے رسوم سے نہایت شاد ہوئین صاحب قران عالیجاہ نے ارشاد کیا اے ابو الحسن جوہر آفرین ہے تمھاری دلیری اور مردانگی پر مصرع۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ القصہ بعد عقد ابو الحسن جوہر کو صاحب قران اکبر اسی طرح بجلوس وتجمل قصر النیرین مین لائے اب حکیم قسطاس الحکمت نے صاحب قران اکبر کی جشن عروسی کا حکم دیا کہ جملہ مقامات ومنازل از سر نو آراستہ کرو اور مجالس عیش وعشرت اور مبارک جابجا جملہ ساز وسامان طرب وانبساط سے زیب ورونق دو چنانچہ بموجب حکم قصر النیرین سے تا مقامات سبع سیارع وعجائبات حکیم ارسطو قلعہ یاقوت نگار وشہر عرشیہ ہر طرح کی زیب وزینت اور تکلفات سے آراستہ کیے گئے اُدھر یا ڈری اژدر روا اور سلطان ابو عامر پدر ملکہ شمسہ تاجدار نے شہر فردوسیہ اور قصر اخضر کو دامن جبل اعلےٰ تک بخوبی تمام آرایش سے مزین کیا تھا۔ نظم

نوبت عقد چون بشمسہ رسید — شمس از مطلع نشاط رسید
گفت افزون سعادت سعدین — شد نحوسات دور از تحسین
شد زسیس باکمال قدر قرین — فخر کردہ بر آسمان زمین
عام شد بسکہ عیش در ہر شہر — بود یک بزم عیش جملہ دہر
ره تقریر تا کجا پویم — بود افزون از آنچہ من گویم

الغرض نقارہ خانہ سلیمانی نقارہ ہاے طلسم جملہ مقامات اور منازل مین بجنے شروع ہوے اور کوہ آہنی سے صدا بلند کی ہر ایک جانب سے آواز تہنیت اور صداے مبارکی آنے لگی اور تمامی مقامات اور منازل مین علمہاے خورشید آفتاب پیکر جنکے پرچم بصورت آفتاب آب طلا سے منقوش تھی نصب ہوے کیونکہ یہ علامت جشن عالی کی تھی سوا اسکے ہر ایک پرچم علم پر خطوط رنگین باعمال طلسم منقوش تھے اور وہ خطوط روشنی چراغان مین مانند کواکب فلک نمایان

و درخشان تھے دیکھنے والون کو عجب کیفیت نظر آتی تھی گویا صحن فلک کثرت انجم سے آتش زار دکھائی دیتا تھا صاحبقران اکبر اکثر اوقات بازار و مقامات و منازل کی سیر فرماتے تھے اور لطف بیحد اور حظ وافر اٹھاتے تھے راوی مختصر نگار اگر اس جشن عروسی کی زیب و زینت اور آرایش و رونق بالتفصیل تحریر کرے تو زندگی بسر ہو جائے اور اوصاف آرایش وغیرہ تحریر نہ کر سکے فی الواقع یہ جشن کتخدائی اسطرح بیعدیل و بیمثال آراستہ ہوا تھا کہ بزم پرویزی اور جشن جمشیدی کی آگے اس جشن ہمایون کے کچھ حقیقت نہ تھی ہر اک مقام پر ایک بزم عشرت آراستہ تھی خلاصہ یہ ہی کہ یہ جشن عروسی ایسا جشن تھا کہ چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ اشعار

یکے مجلسے رشک خلد برین ‏ بصد ناز و نعمت چو جنت قرین ‏ ز اسباب عشرت دران انجمن ‏ مہیا فزون از نشاط زمن
جوان شد ز سر موسم روزگار ‏ دگر تازہ شد شاخ فصل بہار ‏ در آمد بہ برج شرف آفتاب ‏ خزان شد چو بدخواہ خانہ خراب
بروز اندرون روشنائی فزود ‏ سہ از تیرہ بختی جدائی نمود ‏ گلستان ز گل تاج بر سر گرفت ‏ ز شبنم چمن فرش گوہر گرفت
گہر ریز شد ابر کافور بار ‏ بگلشن ہوا کرد گوہر نثار ‏ نسیم بہاری وزیدن گرفت ‏ بہر سو شقائق دمیدن گرفت
نہالان نورس شدہ بارور ‏ قبا ہے زمرد کشیدہ ببر ‏ مے ارغوانی ز جام بہار ‏ رخ لالہ افروخت بر کوہسار
در آمد براورنگ سلطان گل ‏ شد از شوق بلبل ثنا خوان گل ‏ ہوا عطر افشان شد اندر چمن ‏ برخسارہ نسترین و سمن
جوانان گلشن بناز و فریب ‏ ز نظارہ بردند صبر و شکیب ‏ بگرد چمن جدول جوے آب ‏ چو گیسوے خوبان بصد پیچ و تاب
نوا زندہ طاؤس و کبک و تدرو ‏ سراینده قمری بہر شاخ سرو ‏ ز باد سحر خندہ زن گلستان ‏ برخسار گل چہچہہ بلبلان
چمن گشت خندان چو اقبال شاہ ‏ ہر شاخ پوشیدہ گلگون کلاہ ‏ ز سرو گلستان در آمد بہار ‏ بدان سان کہ بر تخت شد شہریار

الغرض صاحب قران ذیشان فخر سلاطین جہان بزم خاص مین تخت جواہر نگار پر بہزار شوکت و شان متمکن ہوے اور گرد و پیش سلاطین ذیوقار و شہزادگان عالی تبار و امراے نامدار و سرداران بہو بشعار کہ بعض بعض انمین ساکنان پردہ قاف یعنی اولاد سلطان مہدی و قائم الملک و سلطان اسمعیل سے تھے مانند کواکب و انجم اپنی اپنی کرسی و دنگل پر بعزت و وقار موجود اور حاضر تھے صاحبقران والاشان نے ساقیان گلعذار کو حکم دیا کہ ساغرہاے مے ارغوانی و جامہاے شراب گلرنگ جملہ صاحبان اہل بزم کو پلاؤ اور نازنینان پریزاد خوش گلو خوبرو و زہرہ آہنگ شوخ و شنگ کو طلب کر کے ارشاد فرمایا کہ رقص و نغمہ کرو اور دلربا اہل محفل کو بخوبی نغمۂ دلکش سے مسرور کرو چنانچہ بموجب حکم محکم صاحب قران اکبر ساقیان گل پیرہن نے دست رنگین مین شیشہ شراب اور جامہاے بلورین لیکر بصد ناز و ادا اہل محفل کو ساغر مے سے بھر بھر کے پلانے لگے اور زنان پریزاد زہرہ مثال صاحب حسن و جمال بصد ناز و کرشمہ رقص کرنے لگین جوانان اہل بزم کے دلون کو مانند سبزہ کے پامال کرنے لگین اور نغمۂ دلکش سے نوجوانان اہل محفل کو مسرور و شادمان کرنے لگین اسی طرح کئی روز و شب بزم عشرت و طرب مین مردمان خاص و عام ایسے محو سرور و انبساط رہے کہ کسی کو دین و دنیا کی خبر نہ رہی صاحب قران ذیجاہ بھی ہمہ تن عیش و نشاط مین مصروف و مشغول

رہے اسیطرح باغ قصر الیبزین کے ہر ایک قصر و ایوان مین بزم عیش اور محفل عشرت آراستہ تھی ہر ایک بزم مین امرائے صاحب قران اکبر و دیگر مردان قصر الیبزین مین بعیش و طرب شب و روز بسر کرتے تھے ایک شب شاہزادہ ذوالفقار صاحبقران نامدار نے حکیم قسطاس الحکمت سے عرض کیا کہ ای اُستاد عالی منزلت میرا بہت دل چاہتا ہی کہ مین بہمراہی سلطان ابو الحسن جوہر جملہ محفلہاے عام و معارک مین جاؤن اور ہر ایک بزم کی کیفیت دیکھون مگر افسوس کسی طرح جا نہین سکتا کیونکہ اگر پا پیادہ جاتا ہون اور جملہ مجالس و معارک کی کیفیت دیکھتا ہون تو نہایت زمانہ دراز گذریگا اور اگر بسواری جاتا ہون تو بھی کچھ مدت گذریگی اسوجہ سے کہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک بیس فرسنگ کا بُعد ہی اور لطف سیر کا یکہ و تنہا مین ہی اور بجلوس و تجمل ہر ایک بزم عشرت کا لطف بخوبی حاصل نہوگا لہذا آپ اس باب مین کچھ میری اعانت اور مددگاری کرین حکیم قسطاس الحکمت نے اُسی وقت دو پارہ سنگ صاف لیکر اُنپر ایک ایک نقش کندہ کیا اور صاحب قران اکبر کو دے کر ارشاد فرمایا کہ ای شاہزادہ کامگار و حیدر روزگار یہ ایک ٹکڑا پتھر کا اگر تم اپنے پاس رکھوگے اور بیس فرسنگ تک جاؤگے تمکو مطلق تکلیف نہوگی اور یہ معلوم ہوگا کہ تھوڑی راہ طی کی ہے اسی طرح یہ پارہ سنگ دیگر اگر ابو الحسن جوہر کو دے دوگے اور وہ اپنی کمر مین رہنے دیگا اُسکو بھی راہروی مین کسی طرح کی ماندگی اس نقش جلیل و اعظم کی برکت سے نہوگی صاحبقران اکبر نے موافق ارشاد اُستاد موصوف پارۂ سنگ مذکور کمر سے باندھا اور دوسرا ٹکڑا ابو الحسن جوہر کو دیا بعدہ اُسکے صاحبقران اکبر نے ابو الحسن جوہر سے مشورہ کیا کہ اب کیونکر بزمہاے عشرت اور معارک کی کیفیت دیکھین ابو الحسن نے عرض کیا کہ جسطرح مزاج اقدس مین آئے تشریف لیچلیے صاحب قران اکبر نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا تو دل یہ چاہتا ہی کہ ایک شب و روز ہم اور تم باہم بالاتفاق سیر کرین بعد ازان دو روز ہم علیحدہ تم سے ہوکر محفلہاے عیش و عشرت اور معارک مین جائین اور تنہا لطف اُٹھائین اسیطرح تم بھی ہم سے جدا ہوکر ہر ایک بزم عشرت مین شریک ہو اور کیفیت بزمہاے طرب دیکھو جسطرح کہ ہمنے اور تم نے قبۃ المثال کی سیر کی تھی اسی طرح اب بھی آرزو ہی کہ جملہ مجالس جشن و معارک کی سیر و کیفیت دیکھین اس صورت مین یہ حاصل ضرور ہوگا کہ جو ہمنے سیر عجیب و غریب دیکھی ہوگی وہ ہم تمسے بیان کرینگے اور جو تم کیفیت حیرت افزا دیکھنا وہ ہمسے بیان کرنا غرض تین شب و روز مین جملہ محفلہاے عشرت اور معارک مین جاکر لطف بسیار اور حظ وافر اُٹھانا چاہیے ابو الحسن جوہر نے صاحب قران اکبر کی صلاح کو بہت پسند کیا بعد ازان صاحب قران ذیشان اور سلطان ابو الحسن جوہر نے لباس عیاری اور شبروی تن پر آراستہ کیا اور بغیر اطلاع اہل لشکر دونون خادم و مخدوم روانہ ہوے اور ہر ایک بزم عشرت اور محفل عیش اور معارک کی کیفیت دیکھتے ہوے محفلہاے خاص کا اول مشاہدہ کیا یعنے اول اُس بزم عشرت مین پہونچے جسمین امیر شجاع الدین میر مجلس مقرر کیا گیا تھا اور طرب افزا پری بصد دلیری خدمت ساقی گری اور نغمہ سرائی پر معین تھی صاحبقران ذیشان نے جملہ اہل بزم کی نظر سے پوشیدہ ایک لحظہ کیفیت دیکھی کہ طرب افزا پری ہر دم تبسم امیر شجاع الدین کو ساغر مے بصد ناز و ادا دیتی ہے اور اشعار عاشقانہ مناسب وقت خوش آوازی سے گاتی ہی امیر موصوف

جانب پری مذکور اسوقت کثرت نشۂ شراب مین رغبت دیکھتا ہی اور چاہتا ہی کہ اپنے پہلو مین بٹھا کر بوسے لب و رخسار
کے لے اور اپنے دل کو خوش کرے شاہزادہ ذیوقار یہ کیفیت بخوبی دیکھکر محفل دیگر مین تشریف لائے جہان امیر مظفر الدین
میر مجلس مقرر ہوا تھا اور شیرین ادا پری ساقی گری پر مقرر ہوئی تھی یہان بھی وہی کیفیت نظر سے گذری کہ شیرین ادا
پری کو امیر مظفر الدین دلاور نظر الفت سے دیکھ رہا ہی اور پری مذکور نغمہ و ناز و ادا سے امیر موصوف کو اپنا دیوانہ بنا رہی ہے
صاحب قران اکبر اور ابو الحسن جوہر یہ کیفیت تمام و کمال تھوڑی دیر دیکھکر ایک اور بزم مین پہونچے وہان عشوہ ناز پری
کو امیر ناصر الدین پر شیفتہ دیکھا اور امیر موصوف کو بھی پری کی طرف مائل پایا بعد دیکھنے اس کیفیت کے صاحبقران
عالیجاہ ایک اور مجلس عشرت مین تشریف لے گئے اور نظر مردم سے پوشیدہ ہوکر ایک گوشے مین قیام فرما کر ملاحظہ فرمایا
کہ امیر اسحاق بزم مین مع دیگر نامداران کے بیٹھا ہوا ہے ناچ ہو رہا ہے جام شراب ساقیان گل رخسار بناز و ادا اہل محفل
کو دے رہے ہین صاحب قران اکبر نے ایک لمحہ توقف فرمایا اور رنگ بزم دیکھ کے اور ایک محفل عالیشان مین جسمین امیر
معین الدین میر مجلس تھا تشریف لائے اس بزم طرب مین بھی نازنینان گل رخسار مانند طرب انگیز و شیرین ادا و
جادو آہنگ کو امراے ذیوقار و نامدار پر فریفتہ اور شیفتہ دیکھا بعد اسکے صاحب قران اکبر محفل امیر خلیل مین آئے
ملاحظہ فرمایا کہ امیر جمال الدین خلف امیر خلیل عشرت بخش ساقیان بزم عشوہ و ناز و ادا پر فریفتہ ہو رہا ہی لیکن بلحاظ پدر
بزرگوار عالیمقدار خاموش بیٹھا ہے کوئی گفتگو ساقی مذکور الصدر سے کر نہین سکتا صاحب قران عالیوقار سیر بزم دیکھکر
اور ایک مجلس عالیشان مین تشریف لائے اس مجلس مین امیر اعظم الدین میر مجلس معین ہوا تھا اور نازیلا
پری خدمت ساقی گری پر مامور تھی اور حسن و جمال مین خوب تھی امیر مذکور الصدر اس پری پر فریفتہ تھا اور بزم مین باہم
باشعار ہمکلام ہو رہے تھے بعد اسکے شاہزادہ کشورگیر گردون سریر اور سلطان ابو الحسن جوہر اس صحبت مین پہونچا کہ جس
محفل مین جہان ابو العراب عم صاحب قران ذیشان میر مجلس عشرت تھا یہ امیر ذیوقار شہریار جنت مکان کا فرزند
رشید ہی اور سلطان اسمعیل کی جانب سے فرمانرواے اندلس ہی چنانچہ اس جشن ہمایون کی خبر سنکے آیا تھا اور اپنے
برادرزادہ عالیوقار کی خدمت مین حاضر ہوا تھا صاحب قران اکبر نے ایک بزم عظیم کے اہتمام اور انصرام پر معین کیا ہے الحاصل
شاہزادہ نامدار نے ملاحظہ فرمایا کہ اس بزم انبساط مین نشاط افروز پری ساقی محفل ہے ایک لمحہ صاحب قران اکبر نے توقف
فرماکر اس بزم مین نشاط افروز پری کا نغمہ دلکش سنا اور رقص بے مثال دیکھا کیونکہ پری مذکور کبھی ساقی بزم ہوتی ہی اور کبھی
نغمہ و رقص سے دلہاے اہل بزم کو خوش کرتی ہے استادان علم موسیقی اسکا نغمۂ دلکش سنکے مستانہ وار جھومتے ہین اور بیخود
ہوکر قدم پری مذکور کے چومتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارا یہ سن ہوا اور علم موسیقی اچھی طرح حاصل کیا مگر اے نشاط افروز پری
یہ راگ اسوقت تم سے ایسا ادا ہوا کہ کبھی ہمارے گلے سے نہ نکلا تھا بلکہ ہمارے استاد شیخ رنگین میان صاحب سے
بھی ادا نہوا تھا ہم بیچارے تمھاری کیا تعریف گانے کی کرین ہان اگر استاد ہمارے زندہ ہوتے تو البتہ کچھ وہ تمھارے

کمال کی ثنا کرتے نشاط افروز پری جب اُستادان علم موسیقی سے ایسے کلمات سنتی ہو خوش ہوکر اور کمال اپنا ظاہر وہویدا کرتی ہے مشکل سے راگ کہ جنکا ادا کرنا گلے سے نہایت دشوار ہو جاننے والے اُس راگ کے بے اختیار تعریفین کرتے ہین اکثر مردم تاثیر راگ سے رو رہے ہین بعضے جھوم رہے ہین بعض مردم صورت تصویر بے حس وحرکت بیٹھے ہین اور جانب نشاط افروز پری نگران ہین عجب طرح کا عالم اہل بزم کا ہو رہا ہے ہر ایک شخص پری مسطور کی خوش آوازی پر عاشق وفریفتہ ہو رہا ہے صاحب قران اکبر چونکہ اکثر نشاط افروز پری کا گانا برغبت سُنا کیے ہین اور ناچ دیکھا کیے ہین اسوقت بھی اسی وجہ سے ٹھہر گیے ہین اور گانا سن رہے ہین اور یہ ناظرین پر واضح ہو کہ نشاط افروز پری صاحب قران اکبر سے نہایت اُلفت رکھتی ہے لیکن بسبب کم مرتبہ ہونے کے اظہار محبت کبھی نہین کرتی ہے دل ہی مین اُلفت پنہان رکھتی ہے الغرض حسن اتفاق سے نشاط افروز پری رقص کرتی ہوئی اُس جانب آئی جدھر کہ ابو الحسن جوہر اور صاحبقران اکبر تبدیل لباس کیے ہوے بیٹھے تھے نشاط افروز پری ایک زن بلاے روزگار اور نہایت عقیل قیافہ شناس تھی نظر اول ہی مین ابو الحسن جوہر کو پہچان گئی اور تبدیل وضع اور تغیر لباس دیکھکر سمجھ گئی کہ سلطان ابو الحسن کو ظاہر کرنا اپنا اس بزم مین شاید منظور نہین ہے اسوجہ سے اُس عاقلہ نے تجاہل اور تغافل کو کام فرمایا کچھ ابو الحسن جوہر سے کلام نہ کیا مگر اُسی طرف نغمۂ دلکش سے اس غزل کو شروع کیا غزل

ای پیک راستان خبر یار ما بگو	احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو	ما محرمان خلوت دل ہیم غم مدار	با یار آشنا خبر آشنا بگو
ہر چند ما بدیم تو ما را بدان مگیر	شاہانہ ماجرای گناہ گدا بگو	جان پرور است قصۂ ارباب معرفت	رمزی برو بپرس وحدیثی بیا بگو
آن شہ کہ در سبوی دل صافی بجوشدہ	کو در قدح کرشمہ کن ساقیا بگو	دلہا ز دام زلف چو بر خاک می فشاند	با آن غریب ما چہ گذشت از ہوا بگو
بر ہم چو میزد آن سر زلفین مشکبار	با ما سرے چہ داشت بروی حیا بگو	بر این فقیر نامۂ آن محتشم بخوان	با این گدا حکایت آن پادشا بگو
در راہ عشق فرق فقیر و غنی چہ نیست	ای پادشاہ حسن سخن با گدا بگو	گر دیگرت بر آن در دولت گذر بود	بعد از ادای خدمت وعرض دعا بگو
	حافظ گرت بمجلس او راہ میدہند	می نوش ترک زرق ز بہر خدا بگو	

بعد اس غزل گانے کے اُس نازنین مہ جبین نے اک آہ سرد دل سے کی اور ناچتی ہوئی دوسری طرف چلی گئی صاحبقران دیو قار دانائے روزگار ہر چند کہ قبل بھی اسکے واقف اور ماہر تھے کہ نشاط افروز پری ہمسے الفت دلی رکھتی ہے لیکن اسوقت بخوبی تصدیق ہوگئی صاحب قران بعد غزل مذکور ختم ہونے کے اُس بزم عیش سے بخیال افشائے راز چلے آئے اور درمیان راہ کے ابو الحسن جوہر سے ارشاد کرنے لگے کہ اے برادر بجان برابر ظاہرا معلوم ہوتا ہو کہ نشاط افروز پری ہمسے الفت رکھتی ہے اور ہمپر اُسکا دل آیا ہوا اسوقت اُسکے غزل گانے سے اور آہ کرنے سے صاف ظاہر اور ثابت ہوتا تھا۔ ابو الحسن جوہر نے عرض کیا کہ اے صاحب قران اکبر آپ تو یہ فرماتے ہین کہ ظاہرا وہ ہمپر فریفتہ معلوم ہوتی ہے اسوقت اُسنے مجھکو اور حضور کو کسی طرح پہچان لیا تھا اور یہی باعث تھا کہ حضور کی جانب مخاطب ہوکر ایسی غزل اُسنے گائی کہ گویا اُسنے

اپنے ارادے اور راز دل سے اطلاع دی لہذا حضور کو لازم ہے کہ نشاط افروز پری کو نازنینان ارباب نشاط مین داخل فرمائیں
کہ کبھی کبھی وہ شیفتۂ نظارہ روے بے نظیر حضور سے دل مضطر کو اپنے تسکین دیتی رہے اور سواے اسکے سچ تو یہ ہے کہ
نشاط افروز پری وقت ضرورت ہمبستری کو بیجا نہین ہے حسن و جمال مین بھی سو دو سو سے اچھی ہے کم سن ہے رقص و نغمہ
کرنے مین بے نظیر ہے شاہزادہ نامدار صاحب قران ذیوقار نے ہنسکے ارشاد کیا کہ واہ واہ آپ بھی عجب شخص ہین ہر ایک
کی سفارش کے واسطے موجود ہو جاتے ہین یہ تو فرمائیے کہ نشاط افروز پری نے آپ کو کیا دینے کا اقرار کیا ہے کہ جسکی
طمع کی وجہ سے اسوقت اُسکی سفارش کی ابوالحسن نے عرض کیا اے صاحب قران ذیشان اُسکی کیا لیاقت ہے کہ وہ
مجھکو کچھ دیگی علاوہ اسکے آپ بخوبی جانتے ہین کہ مین طماع نہین ہون بلکہ ہزار ہا روپیہ اشرفی محتاجون کو خود دیتا ہون
دنیا مین حضور کے اقبال سے صاحب ہمت اور سخی مشہور ہون صاحب قران ابوالحسن کے اس کلام پر بہت
ہنسے اور فرمایا کہ آپ تو کسی کو ایک کوڑی دینے کا خیال ہی کبھی نہین کرتے سواے اس فکر کے کہ کسی طرح زر و جواہر
سے زنبیل کو بھر لیے مدام اسی فکر و تردد مین شب و روز آپ کی بسر ہوتی ہے خیر ہم آپ کی بہتری چاہتے ہین نقصان کے
خواہان نہین ہین آپ نے جو سفارش نشاط افروز پری کی ہمسے کی ہے بوجہ آپ کے فائدہ کے ہمنے منظور کر لی ہر چند
کہ اس درجہ نازنینان پریزاد کیا کم ہین کہ جو ہم اور کم رتبہ کی جانب دست ہوس دراز کرین مگر ہمکو آپکا رنجیدہ کرنا کسی طرح منظور
نہین ہے ابوالحسن جوہر نے مسکرا کر عرض کیا کہ اے صاحب قران اکبر سبحان اللہ دل تو حضور کا خود چاہتا ہے اور
مجھپر آپ احسان کرتے ہین مین باز آیا سفارش سے آپ میرے فائدہ کا خیال نہ فرمائین صاحب قران اکبر اور ابوالحسن
جوہر تمام رات ہر ایک بزم اور محفل مین گئے یعنے بیس مجالس عشرت کی کیفیت دیکھی آخر شب قریب صبح قصر النیرین
مین داخل ہوے اور بعد نماز سحر اور تحیات کے بستر خواب پر بعد راحت آرام کیا اور قریب شام بیدار ہوے جلد تر
نماز ظہر مین ادا کر کے مجلس عالیشان خاص مین کہ اخص المجالس کے نام سے مشہور تھی تشریف لا کر رونق افروز ہوے
اُسوقت ایک نازنین مہ جبین کچھ گا رہی تھی صاحب قران اکبر جو بزم عیش مین تشریف لائے اُسوقت اُس نازنین نے

یہ غزل صاحب قران کی جانب مخاطب ہو کر شروع کی غزل

ای آفتاب آئینہ دار جمال تو	مشک سیاہ مجمر گردان خال تو	در اوج ناز و نعمتی ای آفتاب حسن	یا رب مباد تا بقیامت زوال تو
در چین زلفش ای دل مسکین چگونہ	کاشفتہ گفت باد صبا شرح حال تو	تا پیش بخت باز روم تہنیت کنان	کو مژدۂ ز مقدم عید وصال تو
تا آسمان ز حلقہ بگوشان ما شود	کو عشوۂ ز ابروی ہمچون ہلال تو	در پیش خواجہ عرض کدامین جفا کنم	شرح نیازمندی خود یا ملال تو
	حافظ درین کمند سر سرکشان بسیست	سوداے کج مپز کہ نباشد مجال تو	

صاحب قران اکبر یہ غزل اُس نازنین سے سنکر نہایت خوش ہوے بعد اسکے ایک اور مہ پارہ خورشید لقا واسطے رقص
و نغمہ کے بزم عشرت مین حاضر ہوئی اول اس ناز و ادا سے اُسنے پیش صاحب قران رقص کیا کہ صاحب قران از حد مسرور

ہوئے اور اہل بزم عشرت کا تو یہ حال ہوا کہ سب اُس نازنین کا رقص دیکھکر بیتاب و بیقرار ہو گئے ہر ایک کا دل اُس نازنین پر فریفتہ ہو گیا بعد رقص کرنے کے سازندوں سے سازوں کو درست کیا بعد ازاں اُس نازنین مہ جبین نے پیش صاحبقران اکبر یہ غزل بخوش آوازی شروع کی غزل

ای قبائے پادشاہی راست بر بالائے تو
از کلاہِ خسروی رخسارِ مہ سیمائے تو
جلوہ گاہ طائر اقبال گردد ہر کجا
نکتہ ہرگز نشد فوت از دل دانائے تو

تاج شاہی را فروغ از لولوے لالائے تو
گرچہ خورشید فلک چشم و چراغ عالم است
سایہ انداز د ہمائے چتر گردون سائے تو
آنچہ اسکندر طلب کرد و ندادش روزگار

آفتاب فتح را ہر دم طلوعے میدہد
روشنائی چشم بخشش دست خاک پائے تو
در رسوم شرح حکمت با ہزاران اختلاف
جرعۂ بود از زلال جام عمر افزائے تو

نازنین مذکور الصدر نے غزل مسطورہ اُس نازواداسے صاحب قران اکبر سے مخاطب ہو کر گائی کہ صاحب قران اکبر نہایت خوش ہوئے اور حکم کیا کہ نازنین کو انعام کثیر دو خدام صاحب قران اکبر نے اُس مہ جبین کو بموجب حکم اسقدر زر و جواہر دیا کہ وہ نازنین مالا مال ہو گئی جب وقت مغرب کا آیا صاحب قران اکبر نے بعد نماز اور اکل و شرب کے ابو الحسن جوہر سے فرمایا کہ آج ای برادر تم ایک جانب جاؤ اور ہم ایک سمت جاتے ہیں دیکھیں کیا کیا کیفیت دیکھنے میں آتی ہے لیکن فلان وقت اور فلان ساعت مقام چتر میں ہمکو ضرور ملنا کیونکہ ہم سیر و تماشا دیکھکر وہین تمکو ملینگے اور تمہارے منتظر رہینگے سلطان ابو الحسن جوہر نے عرض کی کہ بہت خوب انشاء اللہ الباری ہو گا ابو الحسن جوہر یہ کہکر بموجب ارشاد صاحب قران اکبر جانب شہر عسکر یہ روانہ ہوا بعد روانہ ہونے ابو الحسن جوہر کے صاحب قران اکبر بھی تبدیل لباس کرکے سمت قلعہ یاقوت نگار تشریف لے گئے درمیان راہ دو طرفہ آراستہ چراغان و آتشبازی و جملہ سامان آرایش کو بہزار تکلف و تزک موجود دیکھا روشنی چراغان اسدرجہ تھی کہ زمین کثرت ضیا سے فلک چہارم تھی اور صحرا سے سبزہ زار مین وہ روشنی اسطرح نظر آتی تھی گویا فرش نور بچھا ہوا تھا اور ہر ایک جا محفل طرب اور معارک انبساط آراستہ تھی اور ہر ایک معارک مین ہزار در ہزار مردمان عام و رذیل مجتمع تھے اور موافق انکی لیاقت کے زن مطربہ ناچتی تھی ساقی شراب ہر ایک کو پلا رہا تھا ہر ایک شخص نشے مین جھوم رہا تھا صاحب قران اکبر کیفیت دیکھتے ہوئے قریب منار قلعہ یاقوت نگار تشریف لائے یہان بھی مذکور معارک کو آراستہ دیکھا اور نزدیک معارک ایک میخانہ تھا جملہ تشنہ کامان عموم جام شراب پی پی کر سیراب ہوتے تھے اور شاہزادۂ کامگار ہر ایک بزم عیش اور معارک کو دیکھکر حکام سے عالی منزلت کی دانائی اور انتظام پر تحسین و آفرین بار بار کرتا تھا غرض اسیطرح کیفیت مجالس بزم عشرت اور معارک کی دیکھتا ہوا شاہزادۂ ذیجاہ مقام چتر پر جو وعدہ گاہ تھا آیا اور انتظار ابو الحسن جوہر کا کرنے لگا ناگاہ ابو الحسن جوہر سے موافق اقرار حاضر ہوا اور جو کیفیت تازہ دیکھی تھی روبروے صاحب قران اکبر عرض کی بعدہ صاحب قران اکبر اور ابو الحسن جوہر وہان سے روانہ ہوئے اور داخل قصر النیرین ہوئے صاحب قران اکبر باقیماندہ شب آرام فرماکر ہنگام سحر بیدار ہوئے اور بعد خضوع و خشوع فریضہ سحری

تیز پر اور چارپایان تیز رو یعنے غزال وغیرہ کا شکار کرتا تھا اور بعد راحت و آرام اور بہجت و خرمی شب و روز بسر کرتا تھا۔
ایک روز حسب دستور شاہزادہ ابراہیم مع رفقا صحرا مین شکار کھیل رہا تھا ناگاہ ایک غزال خوش رفتار و خوش جمال
ایک جانب صحرا سے نظر آیا شاہزادہ ابراہیم نے اُس آہوے بیمثال کو دیکھکر اسپ صبا رفتار کو جولان کیا وہ غزال خوش جمال
شاہزادہ ابراہیم کو اپنی طرف آتے دیکھکر صحرا مین ایک طرف روان ہوا شاہزادہ ابراہیم نے گھوڑے کو اور زیادہ جولان
کیا یہانتک کہ رفقا سے جدا ہوگیا اور شکار کھیلنے کی جگہ سے یعنے جہان خیمہ برپا کیا تھا اُس سے بہت دور نکل آیا آخرکار
شاہزادہ نامدار نے اُس آہوے تیز رو کا شکار کیا اور تکبیر کہکر کچھ کباب اسکا نوش کیے بعد ازان فتراک مین لٹکا لیا اور
وہان سے اپنے خیمہ کی جانب معاودت کی لیکن بسبب جولان کرنے اسپ صبا رفتار کے اور شکار کرنے آہو کے پیاس کی
شدت ہوئی ہرچند اُس صحرا مین پانی کی جستجو کی وہان آب نایاب تھا کسی طرح ہاتھ نہ آیا شاہزادہ ابراہیم نے مجبور ہوکر
ارادہ اپنے خیمہ کی طرف چلنے کا کیا اور گھوڑے کو خوب جولان کیا تاکہ جلد خیمہ تک پہونچ جاؤن اور پانی پی کر تشنگی بجھاؤن
مگر گھوڑے کو دوڑانے سے اور حرارت آفتاب سے تشنگی نے غلبہ کیا ناگاہ ایک شاہزادہ ابراہیم نامدار نے ملاحظہ کیا کہ صحرا
مین چند سبو سے آب رکھے ہین اور دو شخص قلندر صورت جامہاے بوریہ پہنے ہوے صحرا مین کھڑے ہین جو شخص اسجگہ
وارد ہوتا ہی اور سوال آب کرتا ہی وہی قلندر پانی اُسکو پلا دیتے ہین جسوقت شاہزادہ ابراہیم نے قلندرون کو پانی پلاتے
ہوے دیکھا خدا کا شکر کیا اور امید قوی ہوئی کہ اب پیاس بجھے گی غرض جلد گھوڑے کو دوڑا کر شاہزادہ ابراہیم قریب اُن
قلندرون کے آیا اور ایک جام آب کا طالب ہوا مگر اُن قلندرون نے نگاہ تند و تیز سے دیکھکر ایک قطرہ آب بھی نہ دیا ہرچند
شاہزادہ ابراہیم نے کہا کہ مین بہت پیاسا ہون تھوڑا سا پانی مجھکو از راہ عنایت پلا دیجیے لیکن اُن قلندرون نے پانی
نہ دیا اور پھر بنظر قہر دیکھا شاہزادہ ابراہیم نے خیال کیا کہ شاید انکا مطلب یہ ہی کہ اپنے ہاتھ سے گھوڑے سے اترکے پانی پی لو
شاہزادہ یہ تصور کرکے اُن قلندرون سے کہنے لگا کہ مین بوجہ شدت تشنگی کے ایسا اسوقت ناتوان اور ضعیف ہو رہا ہون کہ
اتنی قوت نہین ہے کہ گھوڑے سے اتر کر پانی اپنے ہاتھ سے پیون آپ کو اسی وجہ سے تکلیف دیتا ہون کہ از راہ عنایت
و مہربانی تھوڑا پانی پلا دیجیے اگر مجھ مین اتنی قوت ہوتی کہ گھوڑے سے اتر کر پانی پی لون تو ہرگز مین آپ صاحبون کو تصدیع
نہ دیتا قلندرون نے کو تقریر شاہزادہ ابراہیم سنا کیے اور نظر غضب سے دیکھا کچھ منھ سے نہ بولے نہ پانی پلایا ناظرین
افسانہ پر واضح ہو کہ یہ دونون شخص قلندر بشکل آفت جہان بلاے روزگار عیار طرار ہین انمین ایک ابو المخداع مکار اشبوط
دیلمی کا برہنگ خاص ہے اور دوسرا اشرر برادر ابو المخداع کا عیار ہی اسحاصل ابو المخداع اشبوط دیلمی سے ایک ملک کی حکومت
لیکر قلعہ جلنجال سے آیا ہی چنانچہ یہ داستان قبل اسکے بالتفصیل بیان کی گئی ہے لیکن فی زمانہ ابو المخداع نے خبر قتل
اشبوط دیلمی کی سنی ہے اور یہ بھی اسکو بخوبی معلوم ہوا ہی کہ دیار دیلم کی حکومت سمرلاج اژدر کے حوالہ کی گئی ہی ابو المخداع
از جا مضطرب اور بیحواس ہوکر بوجہ خوف و ہراس رات کو مع اشرر برادر کے دیار دیلم سے باہر آیا اور بربادی شہر و دیار سے بغم و الم

پیراہن قلندری زیب تن کیا پہلے عسکر نصرت اثر شاہزادہ وسجاہ گردون بارگاہ نامی ونامور صاحب قران اکبر مین داخل
ہوا اور سامان جشن عروسی دیکھا کیا اور ہر طرح اسباب عیش وعشرت کو دیکھ کر کثرت رنج وغصہ سے زار زار مثل ابر نوبہار
رویا کیا اور ابو حاکم اور استبوط کے قتل پر کف دست افسوس ملا کیا ایک دن اپنے غلام اشرپر سے کہنے لگا اے اشرپر قسم ہے
خداوند دیلم کی جس وقت مین جاہ وجلال اور دولت واقبال اور سامان عشرت کو دیکھتا ہون کثرت حسد سے میرے سینہ مین آتش
غیظ وغضب مشتعل ہوتی ہے اشرپر نے جواب دیا اے آقاے نامدار قسم ہے تمھارے ہی سر اقدس کی اس غلام کا حال
تمھاری کیفیت سے زیادہ تر ابتر ہے لیکن لاچاری ومجبوری ہے کیونکہ خداوند دیلم کو یہی اچھا معلوم ہوا اور یہی انکو منظور تھا
کہ تمامی دنیا کو اعداے دین وایمان کے قبضہ وتصرف مین دیدین اب سواے صبر کے کیا تدبیر ہو سکتی ہے غرضکہ
ابو الخداع مکار نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ کچھ دام فریب کھیلاے اور صاحب قران اکبر کے مزاج مبارک کو صدمہ پہونچاے
اور دل بیتاب وبیقرار کو تسکین دے لیکن بامداد خالق کون ومکان بے ایمان اپنے ارادہ سے باز رہا اور کوئی موقع ایسا
نہ ملا کہ کوئی کار نمایان کرتا انجام کار اسی قرب وجوار مین ابو حاکم کی زوجہ [illegible] تھی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب
زوجہ ابو حاکم جو صاحب قران اعظم کی اولاد سے تھی انتقال کر گئی اور ابو عامر کے یہان دختر نیک اختر ملکہ شمسہ تاجدار پیدا ہوئی
ابو حاکم کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا اور اولاد کی جانب سے مایوس ہو کر دشت وبیابان مین چلا گیا اثر کوہستان مین ایک قلعہ
اور کچھ آبادی تھی اور قوم مجوس رہتی تھی ابو حاکم اس قوم مین پہونچا سردار قوم مجوس نے کہ نام اسکا آذرمان تھا ابو حاکم
کو بصد عزت وحرمت اپنے مکان مین لایا اور بحسن وخوبی دعوت وضیافت کی اور درمیان دعوت مین اپنی دختر شرارہ بانو
کو ایک روز خدمت ساقی گری پر مامور کیا کیونکہ اس مجوس کا مدعاے دل یہ تھا کہ کسی طرح ابو حاکم اس دختر رشک قمر
پر شیفتہ اور فریفتہ ہو جاے چنانچہ ایسا ہی ہوا یعنے جب وہ دختر خوبرو واسطے شراب پلانے کے محفل مین آئی ابو حاکم
اس ماہ رو کو دیکھ کر عاشق ہو گیا اور بیتاب وبیقرار ہو کر ایک روز ابو حاکم نے ابو الخداع کے سامنے اپنی کیفیت عشق
بیان کی ابو الخداع کہ آذرمان سے قرابت رکھتا تھا اس نابکار نے اسوجہ سے ابو حاکم کو زیادہ تر اس دختر پر مائل کیا
آخرکار ابو حاکم نے ابو الخداع مکار کو اس کام کے انصرام کے لیے معین کیا اور اسکی معرفت آذرمان سے شرارہ بانو کی
خواستگاری کی ابو الخداع شریر نے بعد حصول زر وجواہر بسیار شرارہ بانو دختر خوبرو [illegible] آذرمان کو ابو حاکم سے ملوا دیا
ابو حاکم تھوڑے دن اس موضع مین جاکر قیام پذیر ہوا اور شرارہ بانو سے ہمبستر ہوا لیکن اپنے برادر ابو عامر کے خوف
وخطر سے شرارہ بانو کو شہر مین نہ لایا اور یہ بھی وجہ تھی کہ بوجہ اختلاف مذہب کے اس راز کو ظاہر نہ کر سکا کہ شاید کوئی فساد
برپا ہو لیس بانیوجہ کبھی کبھی اس موضع مین جاکر مقیم ہوتا تھا اور شرارہ بانو سے مشغول عیش وعشرت ہوتا تھا الغرض اسی
سال مین شکم شرارہ بانو سے ایک دختر رشک قمر پیدا ہوئی آذرمان نے نام اس دختر خوبرو کا آذر یاقوت رکھا بعد اسکے
ابو حاکم بسبب پیری کے بسبب واقعات جبل اسکے اس موضع مین اپنا جانا ترک کر دیا اب وہ دختر یعنی آذر یاقوت جوان ہوئی

اب اُسی موضع مین رہتی ہی حُسن مین رشک ماہ و مہر ہے مطابق اِس مطلع کے مطلع روے چگونہ روے روئے
چو آفتاب ہے + موے چگونہ موئے ہر حلقہ پیچ و تاب ہے + باوجود اسکے کہ وہ خورشید رو عنبرین مو گل رعناے چمن خوبی ماہ منیر
فلک محبوبی حسن و جمال دلفریب مین مثل ملکہ شمسۃ تاجدار و ملکہ ناطقہ روشن بیان ہے لیکن بوجہ تنگدستی و افلاس مانند عوام الناس
اس موضع خراب و ویران مین بہزار مصیبت و تکلیف بسر کرتی ہے کہ جسطرح غربا رہتے ہین اُسی صورت سے وہ بھی رہتی ہی - آمدیم
بر سر قصۂ حال جب ابو الخداع نے شاہزادہ ذیوقار نامدار ابراہیم بن حمید کو دیکھا اور پہچان لیا کہ یہ شاہزادہ ابراہیم بن
حمید رہی جلد تر دارو ے بیہوشی ساغر آب مین ملاکر بعد عذر و معذرت ناشناسی ابو الخداع مکار نے ابراہیم بن حمید
کو دیا اور شاہزادہ موصوف نے وہ ساغر آب اُس نابکار کے ہاتھ سے بسبب شدت تشنگی مین بے اختیار لی لیا اور کچھ زر
و جواہر بعوض جام آب اُس مکار کو دیا اور وہان سے شکر خدا کرتا ہوا اپنے خیمہ کی جانب جو صحرا مین برپا کیا تھا چلا ابو الخداع
اور اُسکا غلام بھی پیچھے شاہزادہ ابراہیم کے چلے تھوڑی راہ شاہزادہ نے طی کی تھی کہ درد سر مین پیدا ہوا اور شدت درد
سر سے گھوڑے پر بیٹھا نہ گیا آخر بہزار خرابی اسپ سے اُتر کر ایک شجر سایہ دار کے نیچے بیٹھا ابو الخداع اور اُسکا غلام بھی
اُسی درخت کے نیچے آیا شاہزادہ ابراہیم نے ارشاد کیا کہ ای درویش تو نے کیسا جام آب مجھکو پلایا ہی کہ جبسے وہ جام
آب دارو سے پیا ہی نشہ سا معلوم ہوتا ہی اور سر گردش کرتا ہی ابو الخداع نے غضبناک ہو کر شاہزادہ ابراہیم سے کہا کہ ای
دشمن ملت بیہودہ شمار واقف ہو کہ تو نے ہزارہا بندگان خداوند دیلم کو تیغ آبدار سے قتل کیا ہی تو نہین جانتا کہ مین
آسمان سے تیرا عدو بے جان ہون ہر اک دم اسی خیال و فکر مین رہتا تھا کہ تجھ سے اُن بندگان خداوند دیلم کا انتقام لون آج
الحمد کہ صحرا مین تجکو بے یار و مددگار پایا اور جام آب پلاکر بمکر و فریب گرفتار کیا آگاہ ہو کہ میرا نام ابو الخداع ہی عیار بلا کے روزگار
ہون ابو الخداع زمانہ ہون آج خداوند دیلم اور پیغمبر زردشت نے اعانت اور مددگاری کی اور ایسی تقدیر کی کہ تجھ ایسا دلاور سخت
و زبردست بآسانی دستیاب اور گرفتار ہو گیا شاہزادہ ابراہیم دلاور نے جس وقت یہ تقریر ابو الخداع مکار کی سنی کثرت
غیرت و غضب سے تاب نہ رہی شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر جانب ابو الخداع قصد حملہ کیا جسوقت ابراہیم دلاور اُٹھا بسبب
بیہوشی کے چکر آیا پاؤن کو لغزش ہوئی ہر چند سنبھلا مگر نہ سنبھل سکا زمین پر گرا اور غش آگیا ابو الخداع نابکار نے شاہزادہ
عالیوقار کو جلد تر چادر مین باندھا اور اپنے غلام نافرجام کے حوالہ کیا اشقر پر شاہزادہ کو اپنی پشت پر اُٹھا کر ہمراہی ابو الخداع
قلعہ مجوس مین لایا اور ابو الخداع نے آذرمان حاکم قلعہ مذکور سے ملاقات کر کے تمام کیفیت بیان کی آذرمان ابو الخداع
کے اس کار نمایان سے از حد خوش ہوا بعدہ آپس مین دونون نے مشورہ کیا کہ شاہزادہ ابراہیم کو حالت بیہوشی مین قتل
کرنا چاہیے مگر کتاب زند اور اُسکی شرح پازند مین یہ مندرج دیکھا کہ اس قسم کے قیدی کو حالت مجبوری مین قتل کرنا لازم
نہین ہے بلکہ چاہیے ہی کہ ایسے قیدی کو سات یوم تک قید شدید مین رکھے اور اکل و شرب سے اُسکی خبر لیا کرے اور
خوبصورت عورتین اُسکے سامنے رہا کرین اور اکثر اوقات ملت آتش پرستی اور دین زردشتی اُسکو تعلیم و تلقین کیا کرے اگر وہ زندانی

برغبت تمام ملت آتش پرستی اختیار کرے تو خیر اور اگر وہ قیدی از حد قوی اور طاقت دار ہو تو اور چند روز اُسکو غذا سے لطیف
کھلاؤ اور آب سرد پلاؤ جو کچھ اُسکا دل چاہے برخلاف رہائی بجا لاؤ اور نازنینان خوش رو اُسکے پہلو مین بٹھاؤ اگر کسی نازنین پر
اُسکا دل آئے بے تامل اُس نازنین کو اُسکے پاس سلاؤ کسی طرح اُسکے دل کو رنجیدہ نہ کرو اسواسطے کہ وہ خوش ہو کر دین زردشتی
کو اختیار اور قبول کرے اگر ان سب باتون پر بھی وہ دین آتش پرستی قبول نہ کرے تو مجبوری اسے صحراے ہولناک مین
لیجا کر اُسکے تمامی اعضاے تن کو خارہاے مغیلان سے مانند غربال مشبک کر و بعدہ انبار لکڑیون کا لگا کر اور اُس
انبار ہیزم کو خوب آتش سے مشتعل کر کے اُس جراحت رسیدہ کو اُس آگ مین ڈالدو تاکہ جلد تر جلکر خاک ہو جاے الغرض
جب آذرمان کو جملہ احکام کتاب زند سے بخوبی آگاہی ہوئی اور ابو الخداع مکار کو تمامی احکام کتاب زند بتائے اور شاہزادہ
ابراہیم دلاور کے جملہ اسباب قتل پڑھکر سُنائے چونکہ ابو الخداع مکار بھی مجوسی ہے اسوجہ سے احکام کتاب زند پر
اُسنے عمل کیا یعنی شاہزادہ ابراہیم کو آذرمان کے سپرد کیا تاکہ قید سخت مین مبتلا رکھے غرضکہ آذرمان نے شاہزادہ ابراہیم
کو طوق و زنجیر مین خوب جکڑکے ایک قصر کے حجرہ مین جو قریب محبس تھا قید کیا جسوقت شاہزادہ ابراہیم کو ہوش آیا
اچھی طرح واسطے قبول کرنے دین زردشت کے سمجھایا اور جملہ دلائل اور براہین دین آتش پرستی روبرو شاہزادہ
بیان کیے بعد اسکے شاہزادہ ابراہیم سے کہا کہ اے شاہزادہ نامدار واقف ہو کہ خداوند دیلم کی تقدیر کی ہوئی کسی طرح مبدل
ہو نہین سکتی دیکھا تو نے کسطرح خداوند دیلم نے تجھکو قیدی ہمارا کیا اور تیرے مرگ و حیات کا اختیار ہمارے دست
زیر دست مین دیدیا ہے اب ہمکو اختیار حاصل ہے تیرے قتل کرنے کا مگر ہم اسوقت تجھکو نصیحت کرتے ہین اگر ملت زردشتی
کو تو قبول بخوشی کرے تو تیرے حق مین بہت اچھا ہوگا ورنہ ہم قید ہستی سے ضرور تجھکو رہا کرینگے مگر بعد چند روز کے
موافق احکام کتاب زند کے اِس زمانہ چند روز مین تجھکو غذا سے لذیذ بھی کھلا ئینگے اور ہر طرح ہم تیرے دل کو خوش کرینگے
یہانتک کہ تیری خوشی کے واسطے کبھی کبھی نازنینان خوبرو تیرے پاس بھیجا کرینگے تاکہ اُنکے نظارۂ حسن سے خوش ہو مگر یہ یاد
رکھ کہ رہائی تیری موقوف ہے قبول کرنے دین زردشت پر جسوقت شاہزادہ ابراہیم بن حیدر نے آذرمان کی جملہ تقریر
سُنی غضبناک ہو کر تبرا زردشت و دین زردشت پر لعنت کی اور آذرمان کو کلمات سخت کہے اُسوقت ابو الخداع
نے آذرمان سے کہا کہ تو بڑا بیوقوف ہے ارے یہ مسلمان کامل الاعتقاد ہے کبھی خدا پرستی کو ترک نہ کریگا اور دین زردشت
اختیار نہ کریگا ناحق نصیحت کرتا ہے میری تو راے یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو اس دشمن خونخوار کو جلد قتل کر شاید اُسکے مددگار
آجائین اور اُسکو تیری قید سے رہا کر کے لیجائین اور تجھکو اور ہمکو بھی ضرر پہونچائین آذرمان نے ابو الخداع سے کہا کہ
تعجیل تو کسی طرح ممکن نہین کیونکہ خلاف احکام کتاب زند کبھی نہ کرونگا علاوہ اسکے تیرا خوف وہراس بھی بیکار ہے کیونکہ
اس صحراے ہولناک اور کوہستان دشوار گذار مین کون آئیگا جو اس شاہزادہ کو میری قید سے رہا کر کے لیجائیگا اور ہمکو
ضرر پہونچائیگا ہمکو اس امر سے بخوبی اطمینان حاصل ہے کہ یہان کوئی سراغ اسکا لگا نہ سکیگا ہان اتنا ضرور کیا جائیگا کہ زیادہ

اس بہادر کو قید نہ رکھا جائیگا اگر چند روز مین اسنے دین زردشت کو قبول کیا تو مین سے بہتر کیا ہو ورنہ بعد گذرنے میعاد
حکم کتاب زند کے قتل کرونگا القصہ آذربان بے دین نے موافق حکم کتاب زند و پازند ایک کنیز خوبرو لباس سے آراستہ
کرکے شاہزادہ ابراہیم کے پاس بھیجی اور خود در حجرہ کے قریب آکر شاہزادہ سے کہنے لگا کہ اے بہادر دوران شاہزادہ
ذیشان اگر تو دین زردشت کو قبول کریگا تو مین اس کنیز جمیلہ کو تجھے دیدونگا شاہزادہ ابراہیم نے جواب دیا کہ او بیدین
و بے آئین کیا بکتا ہے خبردار اب ایسا کلمہ منھ سے نہ نکالنا اس چڑیل کا لالچ دے کے مجھکو بے دین و ایمان کیا چاہتا
ہے آذربان یہ جواب سخت شاہزادۂ نامدار سنکے مایوس ہوا اور شاہزادہ کو پھر اس حجرہ مین بند کر دیا اور چلا آیا ادہر جملہ
مردان ہمراہی نے شاہزادہ ابراہیم کا بہت انتظار کیا بعدہ واسطے تلاش اور جستجو شاہزادہ موصوف کے ہر طرف صحرا مین
روانہ ہوے لیکن شاہزادہ کو کہین صحرا مین نہ پایا الا اسپ شاہزادہ ابراہیم کو صحرا مین ایک درخت کے نیچے پایا
آخرکار مجبور و لاچار ہوکر مرکب شاہزادہ موصوف کو لیکر نالان گریان خدمت صاحبقران والاشان مین آئے اور
تمام و کمال کیفیت بیان کی جب صاحبقران اکبر نے مردان لشکر سے کما حقہ حال سنا بدرجۂ کمال غضبناک ہوے
اور عیش و عشرت سے دست بردار ہوکر ابوالحسن جوہر سے کہا کہ اے برادر مینے تو ظاہر کسی کافر کو زندہ نہین رکھا
بلکہ بنیاد کفر کی دنیا سے معدوم کردی مگر معلوم نہین کہ یہ دشمن کہان سے پیدا ہوا جو برادر ابراہیم دلاور کو صحرا سے بدزدی
لیگیا ابوالحسن جوہر نے عرض کیا کہ اے شاہزادۂ والاقدر مین خود متحیر ہون کہ یہ کیا معاملہ تازہ وقوع مین آیا ہے اتفاق سے
اسوقت سلطان اسمعیل بھی صاحبقران اکبر کے پاس تشریف رکھتے تھے یہ کیفیت حیرت افزا سنکے فرمانے لگے
کہ ہمکو یہ خیال ہے ایسا نہو کہ شاہزادۂ ابراہیم کو دشمنان نامعلوم سے کسی طرح کا صدمہ اور ضرر پہونچے تو موجب ملال اور
باعث بدنامی کا ہو کیونکہ اے فرزند تم یہان موجود ہو اگر شاہزادہ ابراہیم دلاور کے دشمنون سے انتقام نہ لوگے تو جملہ سردار
اور امرا تمھاری ذات سے ناامید ہوجائینگے لہذا جلد تر اس مقدمہ مین کوشش کرنا چاہیے ابوالحسن جوہر نے عرض
کیا اے شہنشاہ والاجاہ اول اس باب مین جناب حکیم قسطاس الحکمت سے مشورہ کرنا چاہیے سلطان اسمعیل نے
ابوالحسن کی راے کو بہت پسند کیا اور اسی وقت صاحبقران اکبر اور ابوالحسن جوہر کو اپنے ہمراہ لیکے حکیم
قسطاس الحکمت کے پاس آئے اور کل حال بیان کیا اور اس معاملہ مین مشورہ چاہا حکیم قسطاس الحکمت نے بعد
تامل کے از روے علم نجوم ارشاد کیا کہ اے صاحبقران اکبر و اے شہنشاہ گیتی ستان مطلق رنج و ملال آپ دونون
صاحب نہ فرمائین کیونکہ علم نجوم سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہزادۂ ابراہیم بن حمید زندہ و سلامت ہے لیکن چند روز تک
کسیقدر صدمہ و ایذا مین وہ نامدار رہیگا بعد ازان انشاء اللہ بصحت و عافیت وہ نامدار ذوالفقار تمھاری خدمت مین خود
آئیگا اگر تمکو زیادہ رنج و صدمہ ہے تو چند عیاران ہوشیار کو جانب کوہستان روانہ کرو تاکہ وہ جستجو شاہزادہ موصوف کی
کرین صاحبقران اکبر نے بموجب ارشاد حکیم قسطاس الحکمت ایک سو عیاران ہوشیار خنجر گذار و سرہنگان نامدار

کو ہمراہی جہتر سرعت بن جہتر شتاب جانب کوہستان جلد تر روانہ کیا عیاران مسطور بتفیر نشان و سراغ نظر بخدا کرکے جانب جنوب کوہستان روانہ ہوئے اور صحرا و کوہستان مین پہونچکر شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کی جستجو کرنے لگے

مگر اب شاہزادہ ابراہیم دلاور بن حیدر کا حال بگوش ہوش سنیے کہ اس بہادر پہ کیا گذری

واضح ہو کہ آذرمان حاکم قلعہ مجوسیہ نازنینان خوش جمال و ماہرویان بے مثال ہر روز زیور و لباس سے بخوبی آراستہ کرکے خدمت شاہزادہ ابراہیم بن حیدر مین لیجاتا ہی اور کہتا ہے کہ اے شاہزادہ نامدار اگر تم دین زردشت کو بخوشی خاطر قبول کرو تو مین یہ چند نازنینان مہ جمال مہر تمثال کہ خاص میری کنیزین ہین تمکو دیتا ہون انکے ہمبستر ہو لطف حیات اٹھاؤ مگر شاہزادہ اسکے کہنے پر عمل نہین کرتا ہی اور دشنام دے کر کلمات سخت و درشت اس بیدین کو کہتا ہی اور دین زردشت پر نفرین اور لعنت کرتا ہی اور ابو الخداع آذرمان کو شاہزادہ موصوف کے جلا دینے پر آمادہ کرتا ہی لیکن ابو الخداع سے آذرمان یہی کہتا ہی کہ خلاف حکم کتاب ژند مین ابھی جلا نہین سکتا ابو الخداع خاموش ہو جاتا ہے آخرکار آذرمان نے اپنی چند مدخولہ ہاے خاص کو کہ جو نہایت حسین تھین مانند عروسان بیمثال کے آراستہ کیا اور شاہزادہ ابراہیم کے پاس لیگیا اور حجرہ کھولا جمال نازنینان مذکورہ دکھا کر کہنے لگا کہ اے نامدار اب بھی میرا کہنا مان دین زردشت کو قبول کر اور ان نازنینان مہ رو کو اپنی خدمت مین لا لطف وصل اٹھا بصد عیش و عشرت زندگی بسر کر سرکشی دین زردشت سے نکر مگر شاہزادہ موصوف نے کسی طرح منظور نہ کیا اور آذرمان پر اور اسکے دین پر لعنت کی آذرمان نازنینان مذکورہ بالا کو اپنے ہمراہ لیکر چلا آیا لیکن روز ہفتم آذرمان نے اپنی دختر رشک قمر خورشید رو عنبرین مو سیمتن گل پیرہن سے کہا کہ فرزند دلبند میرا دل چاہتا ہی کہ آج تم اسطرح بناؤ سنگار کرو اور ایسی پوشاک رنگین اور زیور نقرہ و طلا پہنو کہ اگر فرشتہ بھی تمکو دیکھے تو اسکی بھی رال ٹپک پڑے میرا ارادہ ہے کہ اس جوان نامدار خوش رفتار کے روبرو تمکو لیجاؤن اور تمھارا روے زیبا اسکو دکھاؤن اگر اے فرزند تمکو میرے ہمراہ جانے مین کچھ عذر ہو تو تم قبل میرے وہان جاؤ اور دام زلف عنبرین مین مرغ دل شاہزادہ ابراہیم کے لاؤ اور بصد ناز و ادا روے زیبا اپنا اپنے پدر مقتول کے دشمن کو دکھاؤ عجیب نہین ہی کہ تمھارا روے بینظیر یہ صاحب توقیر دیکھکر دین زردشت کو اختیار کرلے اور انکار نہ کرے اے نور چشم آگاہ ہو کہ یہ جوان خوش رفتار برادر جعفر نامدار ہے آجکل صاحبقران اکبر کی جشن عروسی کا بڑا سامان ہی منزلون تک سامان آرایش روشنی چراغان ہے وہ سامان عیش و عشرت مہیا اور موجود ہی کہ کبھی کسی بادشاہ کو حاصل نہوے ہونگے اب دو چار روز مین صاحبقران اکبر واسطے عقد کے جاینگے اور بنجم و حشم ملکہ شمسہ تاجدار کو بیاہ لائینگے غرض اس تقریر سے یہ تھی کہ جوان ذیشان برادر صاحبقران بھی کہ خاص و عام اسکو شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کہتے ہین نہایت شجاع ہی قوت مین بیمثال ہے

صورت وشکل مین بھی اچھا ہے صدہا عورتین خوبصورت اس جوان پر مائل ہین ای فرزند جسوقت تم جاکر اس جوان کو
دیکھوگی میرے کہنے کی تصدیق بخوبی ہوجائیگی اگر یہ جوان موصوف تمھارے حسن وجمال کو دیکھکر تمھارے اوپر مائل ہوجاے
توکسی طرح کا مضائقہ نہین ہے بلکہ میرے نزدیک بہت خوب ہے کیونکہ یہ شاہزادہ نامدار خاندان عالی سے ہی سوا اسکے
ای پارۂ جگر تمھاری ہمشیرہ عالیوقار ملکہ شمسہ تاجدار اس شاہزادہ ذیجاہ فلک بارگاہ کے برادر ذیوقار صاحبقران مدار
کے عقد مین اب آئینگی اگر تم بھی اس شاہزادہ گردون سریر کشورگیر کے سلک ازدواج مین منسلک ہوجاؤ توکیا مضائقہ ہی
بلکہ باعث بہبودی ہے غرض آذرمان نے یاقوت آذر کو اسطرح سمجھایا اور ایسی تعریف شاہزادہ ابراہیم کی کی کہ یاقوت آذر
چلنے کے واسطے راضی ہوگئی اور یہ بھی وجہ آذر یاقوت کے راضی ہونے کی تھی کہ قبل اسکے اکثر زنان ہمسایہ سے شاہزادہ
ابراہیم کے حسن وجمال کی تعریف از حد سنی تھی اور اشتیاق دیکھنے شاہزادہ موصوف کا رکھتی تھی اب آذرمان سے
کلمات مذکورالصدر سنکے چپ ہورہی اور انکار نہ کیا غرضکہ بموجب کہنے آذرمان کے یاقوت آذر لباس وزیور وغیرہ
سے آراستہ ہوئی آذرمان بے دین نے ملکہ یاقوت آذر کو در حجرہ پر طلب کیا یعنے جس حجرہ مین شاہزادہ ابراہیم قید تھا
وہان طلب کیا یاقوت آذر بہمراہی چند نسوان بناز وادا قریب حجرہ آئی آذرمان نے در حجرہ واکیا شاہزادہ ابراہیم کو حجرہ سے
باہر نکالا جسوقت شاہزادہ نے یاقوت آذر کے روے خورشید مثال کو دیکھا

اور یاقوت آذر نے چہرۂ زیباے شاہزادہ ابراہیم دلاور پہ نظر کی ادھر شاہزادہ ہزار جان سے یاقوت پر شیفتہ ہوا اور
ادھر یاقوت آذر شاہزادہ ابراہیم دلاور پر فریفتہ ہوئی اشعار

ہر دو چون سوے یکدگر دیدند	عاشق ہم بیکد گر دیدند	دل بہم شد بزلف وابستہ	خانۂ تاب ہر دو بشکستہ

ہر دو را چہرہ زعفرانی شد — اشک در دیدہ ارغوانی شد
در غم یکدگر ز مرکز خاک — نالہ ہر دو رفتہ بر افلاک

الحاصل شاہزادہ ابراہیم اور یاقوت آذر نظارۂ حسن و جمال بیمثال سے بیتاب ہوئے شمشیر ابرو عشق سے گھایل ہوئے لیکن ملکہ یاقوت آذر نے بوجہ شرم و حجاب سر جھکا لیا اور دل میں خیال کرنے لگی کہ افسوس آذر ماں نے مجھ پر بڑا ظلم و ستم کیا کہ مجھکو اس شاہزادہ ابراہیم کی شکل دکھا کر میرا یہ حال کیا دیکھیے اب انجام اس محبت کا کیا ہوتا ہے میری جان اس شاہزادہ نامدار کے ہجر میں جاتی ہے یا وصل سے اس دلدار کے کامیاب ہوتی ہوں مگر یہ امید نہیں کہ شاہزادہ ابراہیم دین زردشت کو قبول کرے اور جبتک دین زردشت اختیار نہ کریگا میرے مربی آذر ماں اسکو زوجیت میں داخل نہ کرینگے غرض میری تقدیر میں اب گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری ہے یقین ہے کہ بہت جلد درد فرقت سے ہلاک ہو جاؤنگی اور درد جانہ پاؤنگی ملکہ یاقوت آذر یہ خیال کرکے اور سوئے فلک دیکھ کے یہ اشعار اپنے دل میں پڑھنے لگی اشعار

ای فلک با من عجب نقش بر انگیختی — یا مراد خویش بودم نامرادم ساختی
خوش بودم ہمیشہ آمدی ماہ من ایمان — طرفہ دامی در رہ من بنہادی اقبال
مینزدم دایم برای خویشتن فال نکو — ... آذر ... کشاد النون حال من

الحاصل یاقوت آذر دیر تک اسی خیال میں رہی اور دل میں اپنے حال زار پر افسوس کیا کی اور رویا کی لیکن بخوف آذر ماں افشائے راز نہ کیا اور نقاب چہرۂ پر نور پر ڈالکر بصد گریہ و زاری و نالہ و بیقراری وہاں سے مکان میں آئی اور فرش خواب پر گر کے مثل ماہی بے آب صدمۂ جدائی شاہزادہ ابراہیم میں تڑپنے لگی یہاں تو یاقوت آذر کا الفت و عشق شاہزادہ ابراہیم میں یہ حال ہے لیکن اسطرف شاہزادہ ابراہیم کا عجب حال ہے رنگ رخ زرد ہے دل جو تڑپتا ہے پہلو میں درد ہے آنکھوں میں اشک بھرے ہیں چہرہ متغیر ہے ہر دم آہ سرد کرتا ہے مرغ بسمل کیطرح تڑپتا ہے روبرو تصویر بے نظیر ملکہ یاقوت آذر کی تصویر سے ہے مثل دیوانہ بیٹھا ہوا ہے ملکہ یاقوت کی جدائی کا صدمہ ہے اپنے دل میں اسطرح شاکی فلک ہے بیت

فلک طرف ظلمی بمن پیا ساند — کہ مینماید از شرع بیرون برد

کبھی اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ ای ابراہیم یہ کیا آفت تازہ تھی اور یہ کیا قیامت کبری تھی کہ میرے سامنے آئی ایک ہی نظر اس نگار و عنبرین مو کو دیکھکر دل کا یہ حال ہو گیا کہ زیست بغیر اسکے محال ہو گئی تیر عشق نے دل کو مجروح کر دیا طائر جان قفس تن میں بیقرار ہو کر پھڑکنے لگا پروردگارا میں بہت متحیر ہوں ع

این چہ آفت بود یارب از کجا — بر سر من ناگہ آمد از قضا

کبھی یہ خیال کرتا تھا کہ ای ابراہیم بڑی مشکل پیش آئی ہے کیا کروں کوئی تدبیر بن نہیں پڑتی اگر علاج دل پر درد کرتا ہوں دین خدا پرستی سے باہر آتا ہوں اور اگر دین و ایمان کو ترک نہیں کرتا ہوں جان سے جاتا ہوں غرض عجب کشاکش

مین ہون دیکھیے انجام اس عشق کا کیا ہوتا ہے شاہزادہ ابراہیم والا ورتو یہ خیال کر رہا تھا اور صدمہ درد فرقت ملکہ یاقوت آذر
سے بیچین تھا اور درگاہ خدا مین اپنے مدعا سے دلی کے واسطے دعا کر رہا تھا اور آذرمان حال شاہزادہ ابراہیم کا دیکھکر
خوش ہو رہا تھا کیونکہ یہ بڑا عقیل و فہیم ہے اسکو بخوبی معلوم ہوگیا تھا کہ یاقوت آذر اس شاہزادہ پر مائل ہوئی ہے اور
شاہزادہ بھی اُسکے عشق مین بیتاب و بیقرار ہے اسوجہ سے نہایت یہ نابکار خرم و شاد تھا اپنے دل مین اپنی تدبیر معقول
کی آپ تعریف کرتا تھا اور خوش ہوتا تھا کہ اب یہ شاہزادہ ضرور دین زردشت کو اختیار کریگا اور یاقوت آذر سے ملنا
ہوگا میرا مطلب دل بخوبی برآئیگا یعنے جب صاحبقران اکبر اپنا عقد تشریف جانب وطن لیجائینگے مین اس شاہزادہ کو
سپہ سالار کرونگا اور جسقدر کہ ممالک صاحبقران اکبر کے تصرف مین ہین اُن سبکو اپنے قبضہ مین کرونگا اس
شیر بیشہ جرات و دلاوری سے کون مقابلہ کرسکیگا اور اگر کوئی مقابلہ کریگا تو شاہزادہ ابراہیم دلاور اسکو بقوت بازو سے
زیر کریگا اور تمامی ممالک مین بخوبی تمام دین زردشت کو از سر نو رواج دونگا اور دین خدا پرستی کو جہانتک ہوسکیگا
باقی نہ رکھونگا آذرمان نابکار یہ خیالات کر کے اور شاہزادہ کو حجرہ مین بند کر کے نہایت شادان فرحان قلعہ مین آیا اور
ابو النخداع کو طلب کر کے سارا حال بیان کیا اور اپنے خیالات سے بھی اطلاع دی ابو النخداع مکار ناری کیفیت سنکے بہت خوش
ہوا اور کہنے لگا کہ ای آذرمان یہ اندیشہ و خیال تیرا بہت بہتر ہے یقین ہے کہ اب اس تدبیر معقول سے تمام ممالک قبضے مین
آجائینگے اور دین زردشت کو فروغ بھی ہوگا مگر اے آذر مجھکو کسی قدر شاہزادہ ابراہیم کے دین زردشت قبول کرنے مین
تامل ہے ہر چند کہ ملکہ یاقوت آذر پر شیفتہ ہو گیا ہے اور وصل ملکہ کا موقوف ہے اوپر اختیار کرنے دین زردشت کے مگر
بخوبی تمام مجھکو یقین نہین ہے کہ شاہزادہ ابراہیم عشق ملکہ آذر مین دین خدا پرستی چھوڑکر دین زردشت اختیار کریگا آذرمان
نے جواب دیا ای ابو النخداع آگاہ ہو کہ عشق وہ شی ہے کہ انسان اپنے قابو مین نہین رہتا عشق مین عقل زائل ہو جاتی ہے
خیال آبرو و عزت باقی نہین رہتا ہے دین و ایمان دل و جان معشوق کے کف پا پر عاشق تصدق کرتا ہے ہزارہا دانا اور بڑے
بڑے پرستندہ خداوند لیل و نہار دام عشق مین گرفتار ہو کر تارک خدا پرستی ہو گئے ہین ای ابو النخداع الفت
و محبت مین پاس و خیال دین و ایمان نہین رہتا ہے آجکل کچھ تمکو جنون ہو گیا ہے اسی وجہ سے ایسے نافہمی کے سخن کہتے ہو
ابو النخداع نے کہا کہ مجھکو جنون تو نہین ہوا ہے خداوند نار کی عنایت سے صحیح و تندرست ہون مگر ای آذرمان تیری عقل
البتہ زائل ہو گئی ہے کہ تجھکو یقین کامل ہو گیا ہے کہ شاہزادہ ضرور دین زردشت اختیار کریگا خیر دو چار روز کے بعد
جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہوگا ابو النخداع یہ کہکے آذرمان کے ہمراہ قریب حجرہ آیا اور در حجرہ وا کر کے چہرہ شاہزادہ ابراہیم کو
دیکھا بموجب کہنے آذرمان کے روے شاہزادہ نامدار کو متغیر پایا اور آثار عشق سراسر چہرہ پر ہویدا پائے ابو النخداع نے
اُسوقت ہنسکے کہا کہ ای شاہزادہ ابراہیم کیونکر تمنے اتباع پیغمبر زردشت کو دیکھا کسطرح تمکو یہ آسانی ہمارے دام مین گرفتار
کر دیا اگر اب بھی اپنی زندگی چاہتے ہو تو خداوند آتش کو سجدہ بجا تکریم و تعظیم کرو کہ باعث تمہاری نجات کا ہو

علاوہ اسکے ای شاہزادہ ابراہیم ہم دونون خداوند آتش کی قسم کھاتے ہین اور تم سے اقرار کرتے ہین کہ اگر تم موافق
ہمارے کہنے کے خداوند آتش کو سجدہ برغبت کروگے تو ہم دونون تمھاری مطلوبہ اور محبوبہ کو جسکے عشق مین تمھاری یہ
کیفیت ہوگئی ہے چھ مہینے تک تمھارے پاس بٹھائینگے اور تمھارے دل کو اس ماہرو کی ہمنشینی سے خوش کرینگے مگر اور
کوئی بات نہوگی مگر ہان بعد چھ مہینے اور گذرنے کے اگر تم اس سے وصل کروگے تو مانع نہونگے اور جب بالکل عقاید دین
زردشت سے تم واقف اور آگاہ ہوجاؤگے اُسوقت موافق دستور دین خداوند آتش کے تمھارا عقد بھی ملکہ آذر کے
ساتھ کردینگے یہ جملہ تقریر اُس بدذات و شریر کی شاہزادہ ابراہیم نے جسوقت سنی اپنے دل مین کہا کہ یہ دونون نابکار
شیاطین سے کچھ کم نہین ہین کیونکہ مجھکو دین حق سے باز رکھنا چاہتے ہین اور مذہب باطل کی طرف رغبت دلاتے
ہین اور امیدوار وصل معشوق کرتے ہین ای ابراہیم اب اس کیفیت مین کیا کرون سخت بلا مین گرفتار ہون اگر دین زردشت
اختیار کرتا ہون یعنے آگ کو سجدہ کرتا ہون تو ایک روز ضرور نار جہنم مین معبود برحق و مطلق مجھکو ڈالدیگا اور اس
آتش پرستی کا انتقام یہ لیگا کہ آگ سے سقر کی ہمہ تن مجھکو جلائیگا اور اگر عذاب نار دوزخ سے ڈرکر آگ کو سجدہ نہین
کرتا ہون تو دنیا مین مجھکو آتش فراق ملکہ یاقوت آذر جلاکر خاک کردیگی استخوان مثل شمع کا نورہی جلینگے خانۂ دل مین
ایسی آتش ہجر لگیگی کہ ہر موے تن سے آگ کا شعلہ نکلیگا ابھی تو ابتداے عشق ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی ابھی تو
دل تڑپتا ہی اشکباری ہے کثرت نالہ وزاری ہے آتش ہجر نے دلکا جلانا شروع کیا ہے مجھکو دودن سے یہ امر ظاہر ہوتا
ہی سواے دانۂ اشک اور خون جگر کے اب کوئی غذا میری نہین ہے بعد اسکے شاہزادہ نے جانب فلک دیکھکر بخضوع
وخشوع درگاہ مسبب الاسباب مین عرض کی کہ اے برآرندۂ حاجات و ای مجیب الدعوات اب مجھپر رحم کر حسب
دلخواہ تمنا میری برلا ان کافرون کی قید سے مجھکو رہائی دے کیونکہ بغیر تیری اعانت اور مدد کے میری رہائی کی صورت
معلوم نہین ہوتی بلکہ یہ دونون کافر خونخوار میری جان کے خواستگار ہین الحاصل ابو الخداع اور آذرمان بے دین
وبے ایمان نے شاہزادہ ابراہیم کو ہرچند سمجھایا مگر شاہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا چہرہ بند کرکے چلے آئے اسی طرح
چند روز تک متواتر ومتکاثر آذرمان نے شاہزادہ کو خداوند آتش کی پرستش کرنے پر آمادہ کیا مگر شاہزادہ ابراہیم
کسی طرح راضی نہوا ہرچند آذرمان نے اغذیۂ لطیف اور آب سرد سے روز شاہزادہ کی خبرگیری کی اور اکثر کنیزان خوبصورت
شاہزادہ کے پاس بھیجین تاکہ شاہزادہ اُنکے ناز و انداز و حسن وجمال سے خوش ہوکر خداوند آتش کو سجدہ کرے لیکن شاہزادہ
مہ طلعت کبھی کنیزون کی جانب متوجہ بھی نہوا اور نہ خداوند آتش کو سجدہ کیا انجام کار ایک روز لاچار ہوکر شاہزادہ ابراہیم
نے ابو الخداع اور آذرمان سے کہا کہ علاوہ قبول کرنے دین زردشت کے اور جو تم دونون کہو وہ مین کرون اُس وقت
ابو الخداع نے آذرمان کو بہت خوش ہوکر سلام کیا اور کہا کیون آذرمان مین نے تم سے نہین کہا تھا کہ شاہزادہ ابراہیم
خداوند آتش کو کبھی سجدہ نہ کریگا دیکھو اُسوقت شاہزادہ نے جواب صاف دیدیا اب کہو مجھکو جنون ہی یا تمھاری سمجھ کا

پھر تڑپے ہین اے آذرمان اب بھی میرے کہنے کو مان جلد شاہزادہ کو قتل کر ڈال ورنہ اس بہادر کو کوئی لشکر صاحبقران
اکبر سے آکر رہا کر لیجائیگا اور کچھ عجب نہین ہے کہ خود صاحب اکبر اپنے برادر کی جستجو مین یہانتک آئین اور تمکو اور مجھکو
اس شاہزادہ کے گرفتار کرنے کے جرم مین قتل کرین آذرمان نے جواب دیا کہ اے ابو الخداع تم اسقدر ڈرتے کیون ہو
یہان کوئی آ نہین سکتا اور شاہزادہ کو لیجا نہین سکتا اور قتل کرنا شاہزادہ ابراہیم کا کوئی امر مشکل نہین ہر وقت ہوسکتا
اتنا زمانہ گذرا کہ میرے دل مین یہ خیال تھا کہ اگر شاہزادہ دین اپنا ترک کر کے خداوند آتش کو سجدہ کر لیگا تو پھر مجھ سے کون
مقابلہ اور مجادلہ کر سکیگا مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک میری ہی عملداری ہو جائیگی کیونکہ جب یہ شاہزادہ
رشک رستم و اسفندیار میرا معین و مددگار ہو جاتا تو پھر مجھ سے دنیا مین کون لڑ سکتا ابو الخداع نے جواب دیا کہ یہ امر تو ہونا
بہت مشکل اور نہایت دشوار ہے کبھی شاہزادہ ہمارے دین مین نہ آئیگا غرض کہ یہ تمام تقریر باہم گر ایسی آہستہ آہستہ
کی کہ شاہزادہ ابراہیم نے مطلق گفتگو ان دونون کی نہ سنی آخر آذرمان نہایت ملول و حزین اپنے قلعہ مین آیا اور اپنی زوجہ شیرازہ بانو کو طلب کر کے کہا کہ اسوقت ملکہ یاقوت آذر کے پاس جلد جاؤ
اور میری طرف سے بعد دعا اور دیدہ بوسی کے یہ کہو کہ اے فرزند جیسے کہ تمھارے باپ قتل ہوے ہین تمکو بجاے
اپنی دختر کے جانتا ہون اور تم بھی مجھکو اپنا بزرگ جانتی ہو اور میرے کہنے پر عمل کرتی ہو ایک مرتبہ تم میرے کہنے سے
شاہزادہ ابراہیم کی جان بچا چکی ہو لیکن افسوس ہے کہ شاہزادہ موصوف کسی طرح خداوند آتش کی جانب متوجہ ہے
نہ سجدہ نہین کرتا ہے لہذا اے دختر پھر ایک مرتبہ مع چند کنیزان محرم کے تمام لباس و زیور سے آراستہ ہو کر شاہزادہ
ابراہیم کے قریب جاؤ اور اپنا حسن دلفریب شاہزادہ موصوف کو دکھا دو اور کہو کہ خداوند آتش کو سجدہ کرو مجھکو یقین
کامل ہے کہ شاہزادہ ابراہیم تمپر عاشق ہو گیا ہے اور حال اسکا تمھارے عشق مین بہت ابتر ہے جب تم خداوند
آتش کی پرستش کو کہو تو ضرور شاہزادہ قبول کر لیگا اور انکار نہ کریگا اس صورت مین انواع و اقسام کی تمھارے واسطے
اور ہمارے واسطے صورت بہتری کی ہے شیرازہ بانو زوجہ آذرمان بموجب کہنے اپنے شوہر کے ملکہ یاقوت آذر کے
پاس گئی دیکھا کہ یاقوت آذر کا چہرہ زرد ہو رہا ہے مضمحل آہ سرد بھر رہی ہے کبیدہ و ملول ہے رنج و غم کا دلپر نزول ہے آثار حزن و ملال
چہرہ انور سے آشکار ہین شیرازہ بانو نے ملکہ کو ملول دیکھکر پوچھا اے فرزند دلبند تمھارا مزاج کیسا ہے چہرہ پر نور سے تمھارے
اثر ملال پیدا ہے ملکہ یاقوت آذر نے اول تو شیرازہ بانو کو بندگی کی بعد اسکے کہا اے مادر گرامی قدر دو چار روز سے
میری طبیعت اچھی نہین ہے دست و پا مین درد رہتا ہے روز بلا ناغہ تپ آتی ہے اسوجہ سے میری یہ کیفیت ہے سواے
اسکے کوئی رنج و ملال نہین ہے شیرازہ بانو نے بعد دعاے درازی عمر کے کہا کہ تمھاری تو طبیعت ناساز ہے اب مین تم سے
کیا کہون جو تمھارے بزرگ بجاے پدر آذرمان نے تم سے کہا ہے ملکہ یاقوت آذر نے کہا اے مادر عالیقدر بیان کرو جو کچھ
وہ فرمائینگے حتی الامکان مین بجا لاؤنگی کیونکہ اب وہ اور آپ بجاے پدر و مادر کے ہین جسوقت ملکہ یاقوت آذر نے شیرازہ بانو

سے یہ تقریر کی اسوقت شیرازہ بانو نے ملکہ یاقوت آذر سے کہا کہ اسوقت تمھارے بزرگ اور پدر نے مجھکو تمھارے
پاس ایک امر کے واسطے بھیجا ہی اور وہ یہ ہی کہ بعد بہت دعا کے آذرمان نے تم سے کہا ہی کہ ای فرزند ایک مرتبہ اور ہماری
خاطر سے شاہزادہ ابراہیم کے قریب جاؤ اور ہمراہ اپنے چند کنیزان محرم اور حسین بھی لیجاؤ اور شاہزادہ موصوف کو کہ
تمھارے عشق میں اسکا عجیب حال ہے سمجھاؤ کہ خداوند آتش کو سجدہ کرے یقین ہی کہ تمھارے کہنے سے شاہزادہ بدل
برغبت تمام سجدہ کریگا جسوقت ملکہ یاقوت آذر نے شیرازہ بانو سے یہ تقریر سنی اپنے دل میں بہت خوش ہوئی کہ اسی
بہانے سے شاہزادہ کو دوبارہ دیکھونگی اپنے دل کو اسکے دیکھنے سے خوش کرونگی لیکن بظاہر کسی قدر انکار کرکے کہا کہ یہ
مجھکو منظور نہیں ہی کہ میرے والد عالی تبار آذرمان نامدار کو مجھ سے ملال ہو خیر انکا فرمانا بجا لاتی ہوں شاہزادہ ابراہیم
کے قریب جاتی ہوں ملکہ یاقوت آذر نے یہ کہکر بخوشی آرایش اور زینت کی لباس و زیور وغیرہ سے بخوبی آراستہ ہوئی
اور چند کنیزان خوبرو ہمراہ اپنے لیکے اسطرح جانب حجرہ بناز و ادا روانہ ہوئی کہ ہر قدم خرام ملکہ یاقوت آذر سے دیکھنے
والوں کے دل مثل سبزہ پامال ہوتے جاتے تھے غرض بہزار ناز و انداز ملکہ مذکور وقت شب عنقریب حجرہ پہونچی ہمراہ اپنے
شراب ناب اور طعام گرم اور آب سرد لیتی گئی تھی ایک کنیز سے کہا کہ یہ طعام وغیرہ شاہزادہ ابراہیم کو ہماری طرف سے
دے دینا بعد ازان ہماری جانب سے حال مزاج پوچھنا کنیز حسب الحکم ملکہ یاقوت آذر گئی اور آب و طعام وغیرہ شاہزادہ
ابراہیم کے روبرو پیش کیا اور ملکہ کی جانب سے مزاج پوچھا شاہزادہ موصوف کھانے کی جانب تو متوجہ بھی نہوا مگر
بوجہ مزاج پوچھنے اور تشریف لانے ملکہ یاقوت آذر کے ازحد خوش ہوا کنیز سے دریافت کیا کہ ملکہ عالم کہاں ہیں اسنے
جواب دیا کہ وہ سامنے تشریف رکھتی ہیں یہاں بسبب شرم و حیا کے نہیں آئیں شاہزادہ ابراہیم نے کہا کہ اگر مجھکو
سرفراز کیا تھا تو اچھی طرح سرفراز کیا ہوتا یہ فرماکر شاہزادہ نے اس کنیز سے کہا کہ یہ آب و طعام لیجا کنیز آب و طعام وغیرہ
لے آئی اور جملہ تقریر اور کیفیت شاہزادہ روبروے ملکہ بیان کی جسوقت کنیز نے کیفیت شاہزادہ ابراہیم بیان کی
ملکہ یاقوت آذر کی عجب کیفیت ہوئی قریب تھا کہ زار زار مثل ابر نوبہار اشکبار ہو لیکن بخوف افشاے راز ضبط
کر گئی اور در حجرہ پر گئی جسوقت شاہزادہ ابراہیم دلدادہ نے روے زیباے ملکہ یاقوت آذر کو دیکھا کثرت خوشی سے
پیراہن تن میں تنگ ہو گیا غنچہ دل ہواے مسرت سے شگفتہ ہو گیا لیکن جلوہ حسن ملکہ یاقوت آذر سے شاہزادہ
ناتواں کو غش آگیا بعد تھوڑی دیر کے جب شاہزادہ کو ہوش آیا اور ہوش و حواس درست ہوے ملکہ یاقوت آذر
کو اپنے سرہانے پایا اپنے بخت بلند پر ناز کرنے لگا اور دیدار پر تصدق اور نثار ہونے لگا اسوقت ملکہ یاقوت آذر
نے مسکراکر بناز و ادا کہا کہ ای شاہزادہ ذی وقار اگر تم ہمسے محبت اور الفت رکھتے ہو اور طالب مدعاے دل ہو تو
خداوند آتش کو کیوں سجدہ نہیں کرتے ہو اسمیں تمھارا کیا نقصان ہے ہمنے سنا ہی کہ عاشق معشوق سے کوئی شی
عزیز نہیں کرتا ہے کیا تمنے نہیں سنا ہی ۵

ملت عاشق ہست ملت یار	قبلہ دوست ابروے دلدار

جائے افسوس ہے کہ ایک ذرا سی بات کے واسطے تمنے مجھکو بھی یاس و نا امیدی مین آجتک مبتلا رکھا ہے اور
آپ بھی قید رنج والم ہو۔ شاہزادہ ابراہیم ولاور نے جواب دیا کہ اے ملکۂ آفاق تم کبھی تو مجھ سے محبت رکھتی ہو
کیا سچ ہی تقلید میرے دین و آئین کو اختیار کرلو جسوقت شاہزادہ ابراہیم نے یہ کہا ملکہ یاقوت آذر نے جواب دیا
کہ اے شاہزادہ نامدار اب مجھکو بخوبی معلوم ہو گیا کہ یہ اظہار عشق تمہارا سراسر خلاف ہی اور بالکل غلط ہے
کیونکہ اگر تم میرے عاشق ہوتے تو کبھی انکار نہ کرتے اور خلاف میرے کہنے کے عمل نہ کرتے میری فرمانبرداری
کو واجب جانتے ای شاہزادے اگر اپنے حق مین بہتری چاہتے ہو تو جو مین کہتی ہون بخوشی خاطر قبول کرو اور میرے
وصل سے کامیاب ہو شاہزادہ ابراہیم نے بعد منت کہا ای ملکۂ جہان سواے ترک دین کے اور جو تم کہو مجھکو منظور
ہی ملکہ نے جواب دیا کہ جب یہ کہنا تمنے میرا نہ مانا اب آگے مجھکو تم سے کیا امید ہے ای شاہزادہ نامدار اصل تو یہ ہے
کہ مین بھی تم سے الفت رکھتی ہون ہرگز یہ نہین چاہتی ہون کہ تمکو کسی طرح کا صدمہ ہو لیکن مجبور و لاچار ہون مین اپنے
اختیار مین نہین ہون ورنہ مین تمہارے دین کو اختیار کرلیتی اور تمکو ہر طرح قید رنج سے آزاد کرتی جسوقت شاہزادہ
ابراہیم بن حیدر نے یہ کلام ملکہ خوش انجام سے سنا ایسا دلپر موثر ہوا کہ کچھ جواب نہ دیسکا اور دل مین خیال کیا انکا
کہ ای ابراہیم فرمانبرداری معشوق لازم ہے اور حفظ دین و ایمان واجب ہے لہذا ایسے حیلہ سے مصلحت رہائی کا
براے چاہیے تقیہ کرو بعد حصول مدعا سے دلی ملکہ کو بھی اپنے دین مین داخل کرلینا آئین خدا پرستی سے آگاہ کرنا یہ
تجویز اپنے دل مین کرکے شاہزادہ موصوف خاموش بیٹھا رہا ملکہ یاقوت آذر نے بعد گفتگو کے بسیار دو گلابی شیشہ
اٹھاکر جام بلور مین بھری اور اپنے ہاتھ سے وہ جام مے ناب شاہزادہ ابراہیم کو دیا اور شاہزادہ نامدار نے بخوشی خاطر پیا
اسی طرح شاہزادہ ذوالفقار نے ساغر مے ناب سے لبریز کرکے ملکہ کو دیا ملکہ نے بہزار ناز و ادا لیکر پیا غرضکہ اسی طرح چند جام شراب
باہم کرکے پیے بعد شرابخواری کے ملکہ یاقوت آذر مع کنیزان اپنے مکان مین آئی دوسرے دن آذرمان اور ابوالمخادع
روبروے شاہزادہ ابراہیم آئے اور کہنے لگے کہ ای شاہزادہ نامدار کہو اب تمکو کیا منظور ہے خداوند آتش کو سجدہ
کروگے یا قتل ہونا قبول کروگے شاہزادہ ابراہیم نے اول تو آتش پرستی سے انکار کیا بعد ازان بدرجہ لاچاری آذرمان سے
کہا کہ ای بزرگ قوم مجوس چونکہ مین ملکہ یاقوت آذر پر شیفتہ اور فریفتہ ہون اسوجہ سے بپاس خاطر انکی اور براے حصول
مدعا تمہارا دین اختیار کرونگا مگر بالفعل قبول نہین کرونگا غرضکہ کئی روز تک آذرمان اور ابوالمخادع شاہزادہ ابراہیم
کے پاس آئے اور کہا کہ اے شاہزادہ نامدار اب ایفاے وعدہ کرو خداوند آتش کو سجدہ کرو شاہزادہ ابراہیم نے
کچھ جواب نہ دیا آذرمان اور ابوالمخادع نے باہم مشورہ کیا کہ یاقوت آذر کو پھر شاہزادہ ابراہیم کے پاس بھیجنا چاہیے
اُسی کے کہنے سے یہ خدا پرست خداوند آتش کو سجدہ کریگا کیونکہ اُسی کی اُلفت مین اس شاہزادہ نامدار نے اقرار سجدہ کرنے کا

کیا ہو القصہ یہ مشورہ کر کے پھر ملکہ یاقوت آذر کو رات کو شاہزادہ کے پاس مع چند کنیزون کے بھیجا اسوقت ملکہ یاقوت آذر
شاہزادہ ابراہیم کے پاس آئی و فور الفت سے اسقدر اشکبار ہوئی کہ آنسوؤن سے تمام گوشۂ چادر تر کیا اسوقت
شاہزادہ نے ملکہ کو اشکباری سے منع کیا اور بعد الفت اپنے پہلو مین بٹھایا جب ملکہ یاقوت آذر کو گریہ وزاری سے
فرصت ہوئی شاہزادہ ابراہیم سے کہنے لگی کہ اے شاہزادہ نامدار قسم ہے مجھکو اس خدائے برحق کی کہ جسنے مجھکو پیدا
کیا ہو مین برغبت اور بخوشی دل چاہتی ہون کہ مجھکو بغیر شرط قبول دین آتش پرستی کے حوالہ آذرمان کردے اور تمکو اس
قید سے رہا کردے لیکن وہ نہین مانتا مین مجبور ولاچار ہون سوا اسکے مین نے اقرار اور عہد کیا ہو کہ اگر میرا مدعائے دل
بر آئیگا تو مین تمہارے دین مین داخل ہونگی اور خداوند آتش سے منحرف ہونگی ملکہ یاقوت آذر شاہزادہ ابراہیم سے
یہ کلمات کہکے روتی ہوئی آنسوؤن سے رومال کو بھگوتی ہوئی اپنے گھر گئی شاہزادہ اسطرف ملکہ یاقوت آذر کے جانے
سے مغموم ہوا اور وہ شب بہزار مصیبت اور بیقراری بسر کی جب صبح ہوئی آذرمان اور ابوالنخداع یہ دونون نابکار و مکار
شاہزادہ ابراہیم کے پاس آئے اور وہی ذکر زبان پر لائے شاہزادہ ابراہیم نے کہا اے آذرمان جو تم کہتے ہو مین نے
قبول کیا تم کہتے ہو کہ زردشت پیغمبر تھے اچھا وہ پیغمبر ہی ہونگے آذرمان نے کہا کہ اسمین شک کیا ہو وہ ضرور پیغمبر تھے
شاہزادہ نے کہا کہ ہان بقول تمہارے انکے پیغمبری مین کسی طرح کا شک نہین ابوالنخداع کہ نہایت حرامزادہ اور مکار تھا
اُسنے جو شاہزادہ نامدار کی تقریر سنی کہنے لگا کہ اے شاہزادہ والا قدر یہ تقریر تمہاری عجب طرح کی ہے ہمکو شک پایا جاتا
ہے اور یقین دین زردشت قبول کرنے کا نہین ہوتا اسطرح صاف صاف کہو کہ ہمکو یقین کامل ہوجاوے کہ تم خداوند
آتش کو اپنا خدا جاننے لگے اور زردشت کو اپنا پیغمبر برحق سمجھنے لگے بعد اسکے اپنے بزرگان دین کی شان مین کلمات
ناشائستہ کہو تاکہ ہمکو بالکل یقین تمہارے قول کا ہو جاوے اور پھر کسی طرح شک و شبہہ باقی نرہے جسوقت ابوالنخداع
نے یہ کلمات بیہودہ شاہزادہ ابراہیم سے کہے اُسدم شاہزادہ فرط غیظ و غضب سے کانپنے لگا اور آتش قہر سینہ
مین مشتعل ہوئی تاب صبر و ضبط باقی نہ رہی بے خوف و ہراس رشتۂ مروت کو توڑ کر ابوالنخداع کو جواب دیا کہ او ملعون و مرتد
خاموش ہو کیا بکتا ہو اگر پابند زنجیر نہوتا تو ایک ہاتھ تلوار کا تجھکو ایسا لگاتا کہ دو کرتا او نابکار ہمارے روبرو ہمارے
پیشوایان دین اور رہنمایان ایمان کو بُرا کہتا ہے دل چاہتا ہو کہ تیری زبان منہ سے کھینچ لون سن او بیدین مین تجھپر اور
تیرے خداوند اور تیرے پیغمبر حرامزادے پر لعنت کرتا ہون اور اپنے پیدا کرنے والے کو خدائے برحق جانتا ہون اب
مجھکو ملکہ یاقوت آذر کی کچھ پروا نہین ہے اگر اُسکے صدمۂ فراق سے دم میرا نکل جائیگا تو نکل جاوے لیکن دین خدا اپنی
سے باہر نہ آؤنگا جسوقت ابوالنخداع اور آذرمان نے یہ کلمات سخت شاہزادہ نامدار سے سُنے نہایت برہم ہوئے
اور باہم مشورہ کیا کہ اب ضرور اس خداپرست کو قتل کرنا چاہیے جسوقت یہ مشورہ باہم ہو چکا اسی وقت شاہزادہ ابراہیم
کو چند رکوا و رکھی زنجیرون مین خوب جکڑ کے کشان کشان موافق احکام کتب زند و پا زند و زردشت بر خارین لائے اور قلعہ کے

دالی مین منادی کردی کہ جس شخص کو حصول ثواب بھی منظور ہو وہ شخص یہان آکر خارہاے سر تیز شاہزادہ ابراہیم بن حیدر
کے تن نازک مین لگائے مطابق زخم نہ کھائے جسوقت یہ صدا منادی نے والی قلعہ مین بلند کی فی الفور سنتے اس آواز کے
صدہا بلکہ ہزارہا مجوس نہایت خوش ہوکر اپنے اپنے مکانون سے باہر نکلے اور جس جگہ شاہزادہ ابراہیم بن حیدر تھا وہان
آکر جمع ہوئے اور خارہاے سر تیز سے تن نازک شاہزادہ ابراہیم مجروح کرنے لگے اور براے اظہار خوشی دف و دہل و نے
بجانے لگے یکایک آذرمان کے خیال مین گذرا کہ اگر اسوقت ملکہ یاقوت آذر یہان موجود ہوتی تو خوب ہوتا کیونکہ اول تو
یہ شاہزادہ وقت مرگ ملکہ یاقوت آذر کو دیکھکر کمال غمگین ہوتا دوسرے وہ بھی دو چار کانٹے اپنے ہاتھ سے شاہزادہ
کے تن مین لگاتی اور ثواب حاصل کرتی آذرمان نے یہ خیال کرکے جلد تر ایک شخص کو روانہ کرکے ملکہ یاقوت آذر کو طلب
کیا جس وقت ملکہ یاقوت آذر نے حال شاہزادہ ابراہیم کا سنا از حد روئی قریب تھا کہ روح اسکی جسم سے نکل جائے
لیکن بخوف افشاے راز ضبط کرکے بہزار دشواری آذرمان کے پاس آئی اور دل مین یہ خیال کرنے لگی کہ اس وقت
چند خار لیکر قریب شاہزادہ ابراہیم کے جاؤن اور وقت آخر شاہزادہ ابراہیم سے تنہائی مین کچھ باتین کرلون پھر
شاہزادے سے کاہے کو ملاقات ہوگی اور جسوقت یہ نابکار شاہزادہ کو آگ مین جلا چکین اسے یاقوت آذر بھی اپنے تئین

آگ مین ڈالدے اور ہمراہ شاہزادہ نامدار کے جلکر خاک ہوجا دنیا سراے فانی ہے ہر شخص کو ایک دن موت آنی ہے
پس بعد شاہزادہ ابراہیم مجھکو بھی ایک دن مرنا ہے لہذا وہ کام کرنا چاہیے کہ عاشقون مین نام رہجاے جو کوئی شاہزادہ
ابراہیم کے حال پر تاسف کریگا یقین ہے کہ اس صورت مین میری وفاداری اور محبت کی بھی تعریف کریگا علاوہ اسکے
شاہزادہ ابراہیم بھی وقت چلنے کے مجھ سے خوش ہوگا اور خیال اپنے دل مین کریگا کہ یاقوت آذر بھی مجھ سے ایسی محبت

رکھتی ہے کہ میرے ساتھ آگ مین جلتی ہے اور سوائے اسکے ای یاقوت آذر شاہزادہ ابراہیم کو میرے وصل کا نہایت
نہایت اشتیاق تھا بعد جلنے کے میری خاک اور شاہزادہ ابراہیم ذیوقار کے تن کی خاک ملجائیگی بعد فنا اسطرح شاہزادہ
نامدار کو وصل میرا حاصل ہو جائیگا روح شاہزادہ موصوف خوش ہوجائیگی غرضکہ یاقوت آذر یہ خیال کرکے اکیلی قریب شاہزادہ
ابراہیم کے آئی دیکھا کہ تن نازک شاہزادہ نوک خار صحرا سے سراسر صورت غربال مشبک ہے خون تن سے بہ رہا ہے آنسو
جاری ہین رسن اور زنجیرون سے جکڑا ہوا ہے چہرہ متغیر ہے عالم یاس وہراس ہے ہر جانب کسی کو دمبدم دیکھ رہا ہے
کسی کا انتظار کر رہا ہے خدا سے اپنی رہائی کی دعا کرتا ہے مجبور ولاچار ہے بے یار و مددگار ہے اور کبھی آہستہ آہستہ
کہتا ہے افسوس ہزار افسوس اے ملکہ یاقوت آذر تمکو مین نے اسوقت آخر مین نہ دیکھا اگر اسوقت دیکھ لیتا آرزوئے
دل نکل جاتی تمنائے دل برآتی حسرت دیدار نہ رہجاتی اور تم بھی اپنے عاشق جانباز کشتۂ تیغ ناز مجروح خنجر ابرو شیدا
گیسوئے عنبر بو محروم الوصال مضطرب الحال رہرو منزل وفاق سوختۂ آتش فراق کو آگ مین جلتے ہوئے ایک
نظر دیکھ لیتین حیف مین تو راہی ملک عدم ہوتا ہون لیکن شعر

ای غائب از نظر بخدا می سپارمت	جانم بسوختی و بدل دوست دارمت

اگر کبھی تمکو یہ عاشق ناکام صبح یا شام یاد آجائے تو از راہ عاشق نوازی ضرور یا تضرور اسکی استخوان سوختہ پر آنا مگر ملول
و غمگین ہوکر آنسو نہ بہانا روح اس شیفتہ کی شاد ہوجائیگی آرزوئے دلی بر آئیگی تمہارے قدم سے اس خاکسار کی
خاک لپٹ جائیگی جسوقت ملکہ یاقوت آذر نے یہ تقریر شاہزادہ گردون سریر کی سنی بیتاب و بیقرار ہوکر بالا نقاب کھول کر
اپنا روئے زیبا اور جمال جہان آرا شاہزادہ موصوف کو دکھایا شاہزادہ ابراہیم نے اسوقت اپنی محبوبہ مطلوبہ کو
عجب حال پر ملال مین دیکھا یعنی زلف معنبر رخ انور پر پریشان ہے چہرہ کثرت رنج و ملال سے زرد ہے لب پر آہ سرد ہے آنسو
آنکھون سے جاری ہین و فور گریہ وزاری سے قریب ہلاکت ہے جب شاہزادہ نامدار نے ملکہ یاقوت آذر کو اسطرح
دیکھا کوہ رنج و غم گویا دل پر گرا نہایت بیتاب و بیقرار ہوا اپنا صدمہ بھی بھول گیا عوض خوشی از حد ملال ہوا حال ملکہ
دیکھا نہ گیا بے اختیار رونے لگا ادھر ملکہ یاقوت آذر کو تاب صبر اور طاقت ضبط باقی نہ رہی اور کچھ خیال آذرمان اور ابو الجند
وغیرہ کا نہ کیا اور شرم و حجاب کو دور کرکے شاہزادہ ابراہیم سے بیتاب و بیقرار ہوکر لپٹ گئی سینے سے سینہ ملا دیا رخسار
شاہزادہ پہ اپنا عارض رکھدیا اور بگریہ وزاری اور بنالہ و بیقراری آذرمان کو جسے اپنا بزرگ جانتی ہے آواز دی کہ ای پدر
آگاہ ہو کہ مین اس شاہزادہ ذیوقار پر شیفتہ ہون اسکی مفارقت مجھکو کسی طرح گوارہ نہین ہے اور زندگی بعد اس شاہزادہ
عالیمقدار کے مجھکو منظور نہین ہے پس واسطہ تمکو اپنے دین و ایمان کا مجھکو بھی اس شاہزادہ کے ہمراہ جلا دینا آذرمان یہ
حال ملکہ کا دیکھکر اور یہ تقریر سنکر کثرت رنج اور غیرت سے ششدر ہوگیا ادھر ملکہ یاقوت آذر نے شاہزادہ ابراہیم سے
کہا کہ ای شاہزادہ نامدار اب تم مجھکو اپنی ایک ادنے کنیز جانو مین نے تم سے بے اعتنائی کی ہے اب عذر کرتی ہون میری

خطا کو عفو کرو اور مجھکو اپنے دین و ایمان سے باخبر کرو یعنے مجھکو اپنے دین مین داخل کرو اور احکام دین خداپرستی تعلیم و تلقین کرو تاکہ پیش خدا رستگار ہون شاہزادہ ابراہیم نے جسوقت ملکہ یاقوت آذر سے یہ لطف و محبت مشاہدہ کی بے اختیار زار زار مثل ابر نوبہار اشک آنکھون سے برسانے لگا اور بجلدی تمام ملکہ یاقوت آذر کو دین حق تعلیم و تلقین کیا اور چند احکام دین مبین سے بھی آگاہ کیا ملکہ یاقوت آذر صدق دل سے مسلمان ہوئی نور ایمان سے اپنے دل کو روشن کیا ظلمت کفر کو قلب سے دور کیا جب ابو الخداع نابکار نے دیکھا کہ آذرمان متحیر کھڑا ہے جانب ملکہ یاقوت آذر بنظر حیرت دیکھ رہا ہے از راہ تشنیع آذرمان سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ واہ واہ کیا خوب تمنے اپنے داماد کو دین زردشت تعلیم کیا اور خداوند آتش کو سجدہ کرایا نتیجہ اسکا اسطور مین آیا یعنے ملکہ یاقوت آذر تیری دختر خود مسلمان ہوگئی شاہزادہ ابراہیم کے دین مین داخل ہوگئی آذرمان ابو الخداع کی اس تقریر طعن آمیز سے نہایت محجوب اور شرمندہ ہوا کچھ جواب نہ دے سکا لیکن جانب ملکہ یاقوت آذر دیکھکر بے اختیار رونے لگا بار بار افسوس کرنے لگا ابو الخداع نے کہا اے آذر اب رونا بیکار ہے جو ہونا تھا وہ ہوا اب کتاب زند مین جلد دیکھ کہ ایسے گنہگارون کی کیا سزا ہے تاکہ موافق حکم کتاب خدا کو رشاہزادہ نامدار اور ملکہ یاقوت آذر کو تعزیر دیجاے آذرمان بسبب خداپرست ہوجانے ملکہ یاقوت آذر کے ایسا مغموم اور رنجیدہ تھا کہ ہوش اُسکے بجا نہ تھے اسوجہ سے ابو الخداع کی تقریر ذرا بھی نہ سنی اور اپنے حال پر ملال مین مبتلا رہا اور ابو الخداع کو کچھ جواب نہ دیا جسوقت ابو الخداع نے دیکھا کہ آذرمان کتاب نہین دیکھتا اور جواب نہین دیتا اور ان دونون خداپرستون کو آگ مین نہین جلاتا اُسدم نہایت برہم ہوکر اپنے غلام اشر پر کو آواز دی جب غلام نافرجام قریب آیا ابو الخداع نے کہا کہ جلد جا اور شاہزادہ ابراہیم کے بدن پر جو کانٹے لگے ہوے ہین اُنمین آگ بخوبی لگادے بعدہ مین ایک تیر لگاکر ان دونون خداپرستون کو ہلاک کیے ڈالتا ہون مطلب مارڈالنے سے ہے اگر آگ مین جلاکر خاک نہ کیا نہ کیا یہ کہکر ابو الخداع مکار و ظالم نے دوش سے کمان لی اور ترکش سے تیر جانستان نکالا اور اشر پر واسطے جلانے کے روانہ ہوا ادھر ابو الخداع نابکار نے قصد کیا کہ تیر شاہزادہ ابراہیم گردون سریر کو لگاے ناگاہ آذرمان نے دیکھا کہ شاہزادہ ابراہیم اور ملکہ یاقوت آذر دونون ہدف تیر ہوا چاہتے ہین کیونکہ باہم لپٹے ہوے ہین یہ معاملہ غم افزا دیکھکر از حد بیتاب ہوا اور چاہا کہ ابو الخداع کو منع کرے کہ ملکہ یاقوت آذر کو تیر سے صدمہ پہونچاے مگر اسوقت صدہا مجوس موجود تھے مناسب نہ جانکر چپ ہو رہا مگر دل کو اپنے بے اختیار پکڑ لیا اور منھ اُس جانب سے پھیر لیا تاکہ اپنے فرزند کو قتل ہوتے نہ دیکھون جسوقت ابو الخداع نابکار دونون بیخطاؤن کو تاک کر تیر لگانے لگا سب مجوس نالہ و فریاد کرنے لگے اور بے اختیار کثرت رنج قتل ملکہ یاقوت آذر سے رونے لگے شاہزادہ ابراہیم دلاور نے منھ اُسوقت طرف آسمان کے کیا اور درگاہ ایزدی مین بصد گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری اسطرح دعا کی کہ اے قادر و توانا واے مسبب الاسباب بحق بزرگان دین مجھکو اور ملکہ یاقوت آذر کو ان کافرون کے ہاتھ سے بچا اور اسوقت بیکسی مین میری اعانت کر تجھ مین بڑی قدرت ہے ہر امر مشکل تیرے نزدیک آسان ہے خداوندا اب اشر پر نابکار

مجھکو جلایا چاہتا ہے اور ابو التخداع بے دین تیر سے قتل کرتا ہے واسطہ تجھکو اپنی قدرت کاملہ کا کوئی سبب ایسا پیدا کر کہ ان کافروں کے ہاتھ سے جانبر ہوں راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ ابراہیم نے اسطرح درگاہ خدا میں دعا کی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور بقدرت خداے کارساز سامان رہائی شاہزادہ ابراہیم غیب سے ظاہر ہوا

چو آن بندہ درگہ ذو المنن کہ از غیب تیرے بہ پشتش رسید	رسانید سوفار را تا دہن کہ از سینہ پیکان او شد پدید بغلطید در خاک و خون پیکرش	کہ آن نو نہالان اقبال را ز دستش رہا گشت تیر و کمان چو آید بہ بین از قضا بر سرش	روانہ نماید بدار البقا بسوے سقر جان او شد روان

الحاصل وہ مکار یعنے ابو التخداع نابکار کہ تیر لگانے پر لیس تھا یکایک خود نشانہ تیر قضا ہوا اور زمین پر گر کے تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے مرغ روح اسکا قفس جسم سے رہا ہو کر جانب آشیانہ دوزخ پرواز کر گیا ہوا خواہان ابو التخداع نے جو یہ حال دیکھا باہم فریاد و فغاں کرنے لگے اور ہر چہار جانب دیکھنے لگے کہ کسنے ابو التخداع کو قتل کیا آذرمان ہر چند کہ زندہ رہنے ملکہ یاقوت آذر سے خوش ہوا مگر ابو التخداع کے ہلاک ہونے کا بھی بہت صدمہ ہوا مردان ہمراہی سے کہا کہ قاتل کو ابو التخداع کے ڈھونڈو کفار جستجو کرنے لگے آخر بعد تفحص بسیار کفاران نابکار نے دیکھا کہ ایک شخص بلند قد و قوی الجثہ و مسلح سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ایک تیر کے پلہ پر کھڑا ہے اور کمان کیانی اسکے ہاتھ میں ہے دوستان ابو التخداع اس سیاہ پوش کو دیکھکر اور قاتل ابو التخداع کا اسکو یقینی تصور کرکے آلات حرب و ضرب انواع و اقسام کے لیکے چلے آذرمان نے ان کفار سے کہا کہ خبردار یہ قاتل ابو التخداع کا زندہ جانے نہ پائے اگر ہو سکے تو زندہ گرفتار کرلو ورنہ قتل کر ڈالو بموجب کہنے آذرمان کے ہم اس سیاہ پوش پر حملہ آور ہوے ادھر سیاہ پوش نے بھی تیغہ کمر سے کھینچا اور کفار سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے لگا جسکو تیغہ کا ہاتھ لگایا دو ٹکڑے کیا تھوڑی دیر میں سیاہ پوش نے بہت سے کفار دوستان ابو التخداع کو قتل کیا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سیاہ پوش مہتر شاطر دیلمی تھا جو اک زمانہ بعید سے بوجہ علیل ہونے کے اپنے وطن کو چلا گیا تھا اب صحیح ہوکر بسبب سننے خبر استیصال لشکر کفار اپنے مکان سے جانب جبل اعلے جاتا تھا اتفاق سے راستہ بھولکر اس طرف آنکلا اور خداوند کارساز مسبب الاسباب نے ہنگام قتل شاہزادہ ابراہیم مہتر شاطر کو مجمع کفاران میں پہونچایا اور مہتر مذکور نے بعد دریافت کرنے کیفیت کے ابو التخداع مکار کو تیر سے ہلاک کیا اور آپ دلیرانہ گروہ کفار سے لڑ رہا ہے بہت سے کفار قتل کیے ہیں بہت سے زخمی ہوے ہیں کفار پیچھے ہٹتے آتے ہیں جسوقت آذرمان نے دیکھا کہ سیاہ پوش غالب آیا اسوقت آپ مع مردان ہمراہی جا کر سیاہ پوش کو گھیر لیا لیکن سیاہ پوش جنگ رستمانہ کر رہا ہے کفار قتل ہوتے جاتے ہیں مگر سیاہ پوش کو نکلنے نہیں دیتے ہیں اور قصد کرتے ہیں کہ ہجوم کرکے قتل کریں اور سیاہ پوش بھی جنگ رستمانہ کرتے کرتے تھک گیا ہے قریب ہے کہ یا تو زندہ گرفتار ہو جاے یا قتل ہو اس جانب ملکہ یاقوت آذر نے جو میدان صاف دیکھا ایک سوہان فولادی بعد عجلت مہیا کیا اور ایک ہاتھ کی قید شاہزادہ کی بصد مشکل کاٹ ڈالی

سے کالی جسوقت ایک ہاتھ شاہزادہ ابراہیم کا قید سے رہا ہوا خیال آیا کہ ای ابراہیم یہ کیا حماقت ہے کہ ایک عورت سے
اپنی قید کو کٹوا رہے ہو کوئی اگر دیکھیگا تو کیا کہیگا جوانمردون مین نام بدنام ہوگا یہ خیال کرکے ملکہ یاقوت سے کہا کہ
تم ہٹ جاؤ جب ملکہ یاقوت آذر جدا ہوئی ایک زور ایسا کیا کہ زنجیر وغیرہ مثل تار عنکبوت کے توڑکر پھینک دی ملکہ
یاقوت آذر نے اس وقت اپنی کمر سے تلوار نکال کر شاہزادہ کو دی شاہزادہ موصوف شمشیر آبدار لیکر کفار بیحیا پر حملہ آور
ہوا اور چند کفار کو قتل کرکے قریب مہتر اشبوط دیلمی پہونچا اسوقت آذرمان نے جملہ کفار کو آواز دی کہ اسے بہادرو
شاہزادہ ابراہیم دلاور اور سیاہ پوش نے ہرچند بضرب تیغ و تبر و خنجر بہت سے کفار قتل کیے مگر انبوہ کسی طرح کم نہوتا
تھا اور کفار علی الاتصال قلعہ محبوس سے واسطے کمک اور مدد کے چلے آتے تھے انجام کار جنگ رستمانہ کرتے کرتے
شاہزادہ ابراہیم اور سیاہ پوش عاجز آگئے دست و بازو تھک گئے قوت نے جواب دیا قریب تھا کہ زمین پر گر پڑین
اسوقت شاہزادہ ابراہیم نے اسطرح درگاہ خدا مین مناجات کی کہ ای خالق لیل و نہار اسوقت مین میرا معین و مددگار
ہو یکایک جانب صحرا سے ایک غبار عظیم بلند ہوا اور بقدرت پروردگار مہتر سرعت نامدار مع جماعت عیاران خنجر گذار
عین وقت کارزار مین پہونچا اور شاہزادہ ابراہیم بن حمید اور مہتر شبوط دیلمی کو مجمع کفار مین گھرا ہوا دیکھکر نہایت
بیقرار ہوا اور خنجر آبدار کمر سے کھینچکر مجمع کفار پر حملہ آور ہوا اور جملہ عیاران لشکر اسلام نے بھی خنجر و تیر و تبر لیکر یکبارگی
حملہ کیا کفار یہ حال دیکھکر بہت گھبرائے ہرچند چاہا کہ میدان جنگ مین ثابت قدم رہین لیکن ممکن نہوا اور منتشر ہو کر بھاگنے
لگے مہتر سرعت نامدار نے صدہا کفار قتل کیے اور بہت سے زندہ اسیر کیے اسوقت شاہزادہ ابراہیم نے ملاحظہ کیا
کہ آذرمان مع گروہ کفار میدان جنگ مین گرم ستیز ہے یہ دیکھکر شاہزادہ ابراہیم دلاور آگے بڑھا اور آذرمان کے
مقابل جاکر نعرہ کیا کہ او کافر خبردار ہو کہ مین آ پہونچا آذرمان نے شاہزادہ ابراہیم کو آتے دیکھکر چاہا کہ آمادۂ فرار ہو
لیکن شاہزادہ نامدار نے بھاگنے کی فرصت نہ دی اور دست قوی کمربند آذرمان مین ڈالکر سر سے بلند کیا اور چاہا کہ
زمین پر پٹکے کہ استخوان چور چور ہو جائین لیکن سنبھال لیا کہ ملکہ یاقوت آذر اسکو اپنا پدر جانتی ہے زمین پر نہ پٹکا اور
گرفتار اچھی طرح کرکے ملکہ یاقوت آذر کے حوالہ کیا اور پھر باقیماندہ کفار پر حملہ کیا کفار تاب مقابلہ اور مجادلہ کی نہ لاکر بھاگے
اکثر انمین سے بھی قتل ہوے اور بہت سے کفار اسیر ہوے تھوڑے کفار جان اپنی بچاکر جنگاہ سے بھاگ گئے
نصرت و ظفر دلاوران اسلام کو نصیب ہوئی جب میدان مجمع کفاران خون آشام سے خالی ہوا اور فتح شاہزادہ عالیوقار
کی ہوئی اسوقت شاہزادہ ابراہیم نے آذرمان اور اسکے ہمراہیون سے جو گرفتار ہوے تھے پوچھا کہ اب سعادتمند
خداشناسی مین کیا کہتے ہو آذرمان نے بمنت کہا کہ ای شاہزادہ نامدار فی الحقیقت تمھارا خدا بہت زبردست ہے مجھکو
دولت دین اسلام سے مالامال کرو شاہزادہ ابراہیم نے آذرمان کو مسلمان کیا اور ہمراہیان آذرمان بھی تمام و کمال
دائرہ اسلام مین آئے شاہزادہ ابراہیم دلاور نے آذرمان وغیرہ کو قید سے رہائی دی اور ملکہ یاقوت آذر نے ابوالعلاء

کی لاش کو اُس آگ مین جو واسطے جلانے شاہزادۂ ابراہیم کے مشتعل کی گئی تھی ڈالکر جلا دی بعد اسکے ملکہ یاقوت آذر
شاہزادۂ ابراہیم دلاور کو ہمراہ لیکر بعد جلوس و اعزاز قلعہ مین لائی اور از حد شکر خدا بجا لائی شاہزادۂ ابراہیم نے بھی
سجدۂ شکر درگاہ کبریا مین کیا بعد اسکے مہتر سرعت نامدار نے بعد حصول ملازمت تمام و کمال اپنے حاضر ہونے کی کیفیت شاہزادۂ
ابراہیم سے بیان کی اور عرض کیا کہ اے شاہزادۂ عالیوقار ایک ابو التجابع مکار اُس گروہ کفار سے باقی رہگیا تھا شکر ہے
خدا کا کہ وہ نابکار بھی داخل نار ہو کر ذبح ہوا شاہزادۂ ابراہیم دلاور نے اُس روز وہان قیام کیا اور دوسرے روز قلعہ
سے بفتح و ظفر جانب لشکر نصرت اثر بخوشی و شادمانی روانہ ہوا آذربان بھی مع تمامی فوج و لشکر و زر و جواہر کنیز و غلام
و مرکب و شتر ہمراہ رکاب شاہزادۂ عالیجناب ہوا اور بعد قطع راہ جبل اسکے مین پہونچکر قیام پذیر ہوا تا کہ بحسن و خوبی و بآئین
شائستہ ملکہ یاقوت آذر کے عقد کا سامان کرے اور بخوبی تمام شاہزادۂ ابراہیم نامدار سے ملکہ یاقوت آذر کو منعقد
کرے شاہزادۂ ابراہیم دلاور نے مہتر سرعت و دیگر عیاران لشکر کو آذربان کے پاس چھوڑا اور آپ مع مہتر اشبوط دیلمی
خدمت صاحب قران والاشان مین چلا ادھر صاحب قران اکبر کو اکثر عیاران لشکر سے معلوم ہو گیا تھا کہ شاہزادۂ
ابراہیم بفتح و ظفر اسطرف آتا ہی اسوجہ سے بعد عجلت اکثر سلاطین ذیوقار و امرائے نامدار کو واسطے استقبال کے روانہ
کیا جسوقت شاہزادۂ موصوف تا در قصر النیرین آیا اُسدم صاحب قران اکبر بھی بعد خوشی و شادمانی دروازۂ باغ
تک برائے استقبال تشریف لائے اور بعد عزت و حرمت شاہزادۂ ابراہیم بن حیدر کو ہمراہ اپنے لیکر داخل قصر النیرین
ہوئے جسوقت شاہزادہ قصر النیرین مین پہونچا سلطان اسمٰعیل کے قدم کو بصد ادب بوسہ دیا سلطان اسمٰعیل نے سر شاہزادۂ
ابراہیم دلاور کو سینے سے لگایا اور کیفیت دریافت کی شاہزادۂ ابراہیم نے ابتدا سے انتہا تک مفصل حال اپنا بیان کیا
بعد اسکے صاحب قران اکبر سے لا بعد حصول شرف ملازمت شاہزادۂ ابراہیم بن حیدر خدمت فیضدرجت جناب حکیم
قسطاس الحکمت مین گیا اور بعد حاصل کرنے شرف قدمبوسی کے حکیم صاحب موصوف کا شکر گذار ہوا حکیم قسطاس الحکمت
نے بعد مزاج پرسی کے حالات دریافت کیے شاہزادۂ ابراہیم نے حکیم صاحب سے بھی اپنی تمام سرگذشت بیان کی
حکیم صاحب نے جب تمام کیفیت سُنی بسبب مغلوب ہونے اور مسلمان ہونے کفار کے اور ہاتھ آنے معشوقہ خوبرو ملکہ
یاقوت آذر کے بہت خوش ہوئے شاہزادۂ ابراہیم حکیم صاحب کی خدمت سے مشرف ہو کر اپنی جگہ پر آیا بعد تین روز کے
آذربان اور ملکہ یاقوت آذر کے خبر آنے کی کسی سبب سے مشہور ہوئی جناب حکیم قسطاس الحکمت نے ملکہ یاقوت آذر
کو کہلا بھیجا کہ قصر اخضر مین جا کر قیام پذیر ہو تمھارا یہان آنا مناسب نہین ہے چنانچہ ملکہ یاقوت آذر بموجب ارشاد حکیم
قسطاس الحکمت جانب قصر اخضر روانہ ہوئی بعدہ حکیم قسطاس الحکمت نے ملکہ شمسہ تاجدار کو یہ اطلاع دی کہ ملکہ
یاقوت آذر تمھارے پاس آتی ہے لہذا اے فرزند بعد عزت و حرمت اُسکو مقیم کرنا اور بلطف پیش آنا جس وقت ملکہ
یاقوت آذر داخل قصر اخضر ہوئی ملکہ شمسہ تاجدار نے بموجب حکم جناب حکیم قسطاس الحکمت باعزاز و احترام ایک قصر

عالی شان مین مقیم کرکے بعد و احتما مہربانی کی اور بکثرت زیور انواع و اقسام جواہر نگار ملکہ یاقوت آذر کو دیا اور جملہ اسباب
عیش و راحت اُس قصر مین مہیا کر دیا ملکہ یاقوت آذر ملکہ شمسہ تاجدار سے ملکر بہت خوش ہوئی اور بہ آسایش تمام قصر
مذکور مین رہنے لگی بعد دو روز کے ملکہ شمسہ تاجدار نے خواتین قصر اخضر کو روانہ کیا کہ ملکہ یاقوت آذر کو عروس بناؤ چنانچہ جملہ
خواتین مذکورہ نے ملکہ مسطور کو بصد خوبی اور بہ آئین شایستہ عروس بنایا اسطرف صاحب قران اکبر نے حکم دیا کہ تزئین و تزک
جشن عروسی شاہزادہ ابراہیم بن حیدر بخوبی تمام کیا جائے بعدہ صاحب قران اکبر نے شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کو بعنوان
شایستہ نوشاہ بنایا اور سامان کتخدائی شاہزادہ ابراہیم مع جملہ سرداران نامدار و امراے ذوالقدار کے سامان عقد سے زیادہ
کیا اور بعد جلوس و تجمل اور بہزار شوکت و شان نوبت و نقارۂ شادی قصر اخضر تک اپنے ہمراہ لے گئے اور وقت سعید اور
ساعت ہمایون مین ملکہ یاقوت آذر سے منعقد کر دیا شاہزادۂ ابراہیم دلاور نے بعد عقد ملکہ یاقوت آذر سے وصل کیا
اور صاحب قران ذیشان کی الطاف بیکران کا شکر بجالایا ساز آمدیم بر سر داستان نظم

کجا بودم اکنون فتادم کجا
کنون باز گردم بآغاز کار
چه شاہی فلک قدر عالیجناب

عنان سخن شد ز چنگم رہا
سوی جشن شاہنشه نامدار
بر اوج شرف ذات او آفتاب

سخن بین کزو دور چون ماندہ‌ام
چه جشنی که ہر بوم آواز شرف
شرف بخش ہم سے زمین المغفر

چه میگفتم و از کجا راندہ‌ام
تو اند بباغ ارم شد طرب
فلک جاه نصرت قرین المظفر

جب جشن عقد شاہزادۂ ابراہیم نامدار بخیر و عافیت بحسن و خوبی اختتام کو پہونچا پھر جشن کتخدائی صاحب قران ذیشان بدستور
آراستہ ہوا اور نقارہاے سلیمانی و آصفی نے صداے تہنیت بلند کی اور بدستور مرقوم چہار جانب سے غلغلہ و شور
مبارکی اٹھا اس محفل جشن عقد صاحب قران اکبر کی عجب زینت و آرایش تھی مدح کی زبان اُسکی تعریف کرنے مین قاصر
ہی اور قلم دفتر اوصاف اُسکی تحریر کرنے مین لبا عاجز ہی لیکن بہت مختصر ثناے بزم آرایش عشرت یہ ہی کہ کسی جانب قصر مین
اشجار جواہر طلسمی نصب کیے گئے تھے اور کسی طرف وسط قصر مین جہل چراغ سلیمانی فروغ بخش جشیان صاحبان نظر تھا
اسی طرح اشیاے نادرات طلسم مثل اثمار و گلہاے رنگارنگ و بوقلمون وغیرہ سے ہر ایک جا نہایت قاعدہ سے
آراستہ کی گئی تھی چنانچہ منجملہ اشیاے نادرات طلسم کے ایک شجرۃ القرطاس تھا جسکی توصیف و تعریف خامہ و زبان
سے ممکن نہین کہ ہوسکے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک دن جناب حکمت مآب حکیم قرطاس الحکمت و حکیم عقور طور
جنی یہ دونون حکماے بیعدیل و بے نظیر باہم ہم سخن تھے ناگاہ ایک آدمی اُنکی خدمت سراپا برکت مین حاضر ہوا اور
بعد ادب حکماے موصوف کو آداب و تسلیم کرکے مؤدب کھڑا ہوا حکماے ذوالقدار و نامدار مذکور بالعدر نے اُس شخص کو
از راہ الطاف و مہربانی اپنے پہلو مین جگہ دی اور باعث آنے کا دریافت کیا شخص مذکور نے دست بستہ عرض کیا کہ اس
خاکسار ذرہ بیمقدار کا نام عظیمون جنی ہے یہ کمترین مدت مدید اور زمانہ بعید سے صاحب قران والاشان کا امانت دار ہی
اب یہ حقیر خاص اسی سبب سے یہان حاضر ہوا ہی کہ امانت مذکور دے کر اطمینان حاصل کرون لہذا آپ اگر جناب فضیلت مآب

حکیم قسطاس الحکمت کے در دولت سے آگاہ ہوں تو مجھکو بھیجیے تا کہ میں اُنکی خدمت عالی میں جاؤں اور کچھ عرض کروں یہ کلام
عظیمون جنی سے حکیم قسطاس الحکمت سنکے اُٹھ کھڑے ہوئے اور عظیمون جنی کو گلے سے لگا کر فرمایا کہ بندگان خدا اسی خاکسار
کو حکیم قسطاس کہتے ہیں کہو تمہارا کیا مطلب ہے اور یہ بھی بتاؤ کہ وہ امانت کیا ہے اور کس قسم کی ہے اور کس شخص نے ارسال
کی ہے عظیمون جنی شرف قدمبوسی حاصل کر کے عرض کرنے لگا کہ اے ماہر اسرار خفی و جلی طلسم آپ کو معلوم ہو کہ جب
صاحب قران اعظم شاہزادہ خورشید تاج بخش طلسم کی سیر و تماشا سے مصر العجائب و غرائب سے فارغ ہو کر
باہر تشریف لائے چند تحائف طلسم صاحب قران اعظم کو دستیاب ہوئے تھے انمیں سے اکثر تو صاحب قران اعظم
کے پاس رہے اور چند تحفہاے بینظیر اُسی طلسم کے مقامات خارج میں باقی رہگئے تھے جس وقت صاحب قران اعظم نے
اس دنیاے فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت کی موافق ارشاد حکیم افریطوس الٰہی واردہ طلسم کے وہ تحائف باقیماندہ
پھر طلسم مذکور میں بطرز امانت رکھدیے گئے جب بعد تین سو سال کے حکیم افریطوس الٰہی نے بھی اس دار فنا سے جانب
ملک بقا کوچ کیا اور بمقام حکیم مرحوم اُسکا پسر ارجمند واثیطوس الٰہی ممالک مصر سے آکر عہدہ داروغگی پر سرفراز ہوا جب
دو سو ساٹھ برس تک اسکی عمر کو گذرا ایک رات کو حکیم آغازیمون نے عالم خواب میں اُس سے آکر کہا کہ اے نور نظر پارہ جگر تمکو
معلوم ہو کہ فی الحال عمر طلسم ختم ہوئی ہے اب یہ طلسم عالی بنیاد نظر مردم سے غائب ہو جائیگا اور اے فرزند دلبند اب جام
عمر بھی لبریز ہو گیا ہے یعنی وقت مرگ قریب آیا ہے تجھکو لازم ہے کہ کل کے دن بیچے قلعہ طلسم کے فلان غار میں جانا اور ایک
چیز نایاب زمانہ یعنی شجر کاغذی جو اعمال طلسم سے تیار کیا گیا ہے اور سر آسودہ شجر آتش بازی کا ہے اور زمانہ دراز سے بطور امانت
رکھا ہوا اُس درخت کو کہ شجر طلسمی ہے اُس مقام مذکور سے لے لینا اور فلان اسم بزرگ اپنے قصر کی سقف کی جانب پڑھکر
پھونکنا ایک شخص جنی کبیر السن فی الفور حاضر ہوگا اے راحت جان تم اُس شجر مسطور کو اُس جن کے سپرد کرنا اور تاکید اکید کر دینا
کہ اُس شجرۃ القرطاس کو فلان سال و فلان ماہ فلان جگہ باحتیاط تمام لیجا کر حکیم قسطاس الحکمت کو دے دینا اور ہماری
طرف سے اُس ذی وقار کو بہت بہت دعا دینا اور یہ کہنا کہ اس شجرۃ القرطاس کو جشن کتخدائی ملکہ شمسہ تاجدار میں جو اولاد سلاطین
گردون بارگاہ شاہزادہ خورشید تاج بخش سے ہے روشن کرنا ضرور ہے کیونکہ اس درخت نادر زمانہ سے عجیب و غریب تماشے
ہویدا ہونگے کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہوگی اور بڑے بڑے داناے روزگار اُسکی کیفیت دیکھکر متحیر ہونگے الغرض حکیم
واثیطوس الٰہی یہ بشارت پاکر خواب سے جاگا اور درخت مذکور الصدر کو غار سے جا کر لایا بعدہ قصر میں جا کر اپنے مکان کی
چھت پر اسم جلیل جو حکیم آغازیمون نے عالم خواب میں تعلیم کیا تھا بتمامہ پڑھکر دم کیا فی الفور یہ خاکسار ظاہر ہوا
اُسوقت حکیم واثیطوس الٰہی نے شجر مذکور میرے سپرد کیا اور پیام حکیم آغازیمون سے مجھکو اطلاع دی بعد ازان دار فنا
سے جانب عالم روانہ ہوا اُسی وقت طلسم مصر العجائب بھی نظر مردم سے غائب ہو گیا اُس روز سے آجتک زمانہ سو برس
کا ہوا ہے کہ یہ حقیر و خاکسار اُسی درخت نادر روزگار کو اپنے پاس امانت رکھتا ہے اور آج بموجب حکم حکیم مغفور شجر مذکور کو لیکر

آپکی خدمت عالی منزلت مین حاضر ہوا ہی اور اسپد امیدوار ہے کہ اس امانت کو لیجیے اور صاحب قران اکبر کی قدمبوسی
کہ نہایت اس خاکسار کو اشتیاق ہی مشرف کرا دیجیے اُسوقت جناب حکیم قسطاس الحکمت نے وہ شجر مسطور عظلیمون
جنی سے بصد مسرت لیا اور صاحب قران اکبر کو اپنے پاس طلب کیا جسوقت صاحب قران اکبر تشریف لائے حکیم
قسطاس الحکمت نے تمام کیفیت درخت مذکور بیان کی عظلیمون جنی نے بہزار شوق قدم ہمایون صاحب قران اکبر
کو بوسہ دیا اور شرف ملازمت حاصل کیا صاحب قران اکبر نے عظلیمون جنی کو بنوازش خسروانہ گلے سے لگایا اور از حد مہربانی
کی بعد اسکے صاحب قران اکبر نے حکمائے طلسم مرحوم و مغفور یعنی حکیم آغازیموت مصری و حکیم افلیطوس الٰہی و حکیم
دانیطوس الٰہی کی ارواح کو ثواب سورۂ فاتحہ بخشا حکیم قسطاس الحکمت نے درخت مسطور صاحب قران اکبر کے
روبرو رکھدیا صاحب قران و دیگر ارباب بزم اُس درخت عجیب و غریب کو دیکھکر نہایت متحیر ہوے کیونکہ وہ شجر نادر زر
تھا یعنی اُس درخت کو مانند شجر سرو کے تیار کیا تھا اور بلندی مین آٹھ گز کا تھا اور سات طبقہ درجہ بدرجہ اُس درخت کے
رکھے تھے اور جملہ برگ اُسکے مانند مرجان کے تھے اور شاخ و بیخ بھی اُسکی مثل مونگے کے تھی اور بعض راوی کہتے ہین کہ
برگ سبز اُس درخت کے مثل زمرد کے تھے اور پھل تھے اور شاخ و بیخ اُسکی مانند مرجان کے سرخ تھی القصہ عظلیمون جنی
نے صاحب قران اکبر کی خدمت عالی مین عرض کیا کہ اے شہریار فخر سلاطین روزگار اس درخت کو زیر فلک رکھنا لازم ہی
اور اس جشن عقد مین ہر اک ساتون طبقون سے کسی طبقہ کو جلانا ضرور چاہیے کیونکہ فی دن سات روز تک طبقات
ہفت شجر روشن ہو جائین انشاء اللہ وقت روشن ہونے طبقات اس شجر عجیب و غریب کے قدرت خدا مشاہدہ فرمائیے گا
اور وہ غرائب و عجائب ملاحظہ کیجیے گا کہ حضور کو از حد حیرت ہوگی اور جملہ ناظرین بھی دیکھکر بہت متعجب ہونگے کیونکہ اس
شجر کو حکمائے خردمند و دانا نے بصد محنت و مشقت بنایا ہی اور اے شاہزادہ ذوالوقار یہ بھی حضور کو معلوم ہو کہ جب برج
دوازدہ گانہ سے چھ بروج شب کو اور چھ بروج دن کو مثل آفتاب طلوع کرین اُسدم اس درخت نایاب کو بوقت
طلوع بروج مسطور زیر فلک نصب کرنا بہتر ہے اور ایک لمحہ چشم کو بند کر لینا بھی ضرور ہے اسی طرح وقت شب طلوع
بروج شب مین ایک چراغ یا شمع روشن کرکے اس درخت کے کسی طبقہ مین رکھدینا چاہیے اور آنکھ ایک ساعت
بند کر لینا بدستور مرقوم مناسب ہی بعدہ آنکھ کھولکر ملاحظہ فرمائیے ایسا تماشائے عجیب و غریب مشاہدہ فرمائیے گا کہ
متعجب و متحیر از حد ہوجیے گا جسوقت صاحب قران اکبر نے تقریر عظلیمون جنی کی سنی حمد خدا کی اور حکمائے طلسم بند
کے علم و حکمت و عقل و فراست کی تعریف کی اُسوقت حکیم قسطاس الحکمت نے صاحب قران اکبر سے ارشاد
فرمایا کہ اے شاہزادہ ذوالفقار ہماری تو یہ رائے ہی کہ اس درخت نادر کے گرد و پیش پہلے روشنی سے قنات و سراچہ
استادہ کرنا ضرور چاہیے اور بعد روشن کرنے شجر کے مردان خاص و عام کو اجازت دیکھنے کی دے دینا چاہیے کیونکہ وقت
روشن کرنے اس درخت کے بہت محال ہے کہ جملہ خاص و عام اپنی اپنی آنکھون کو بند کرین ضرور ہی کہ مردان شوخ و شریر

بارادہ مشاہدہ یا بطور مذاق آنکھین اپنی بند نہ کرینگے اور دیکھینگے ہمکو یقین ہے کہ اس صورت مین اس شجر کی روشنی اور دیگر
تکلفات مین ضرور نقص آجائیگا اور باعث افسوس وملال کا ہوگا عظیموں جنی نے صاحب قران اکبر سے عرض کیا کہ
جناب حکیم صاحب بہت بجا اور درست فرماتے ہین اگر کوئی شخص وقت روشن کرنے اس درخت کے دیکھ لیگا بیشک
اُسکی روشنی کم ہوجائیگی اور جملہ عجائب وغرائب مین بھی کمی ہوجائیگی بلکہ عجب نہین کہ درخت نادر زمانہ بالکل بیکار ہوجائے
عظیموں جنی یہ عرض کرکے اور دوبارہ قدم مبارک صاحب قران اکبر کو بوسہ دیکے رخصت ہوا شاہزادہ ذیوقار نے
موافق ارشاد حکیم قسطاس الحکمت درخت مذکور کے گرد قنات کھنچوا دی اور سلطان ابوالحسن جوہر کو طلب فرماکر دریافت
کیا کہ اے برادر تمکو یاد ہے کہ ہماری شب کتخدائی مین کتنی مدت باقی ہے ہمارا قصد ہے کہ ہم قبل شب عقد دو ایک شب
قصر اخضر کی آرایش و زینت کو بھی دیکھین ابوالحسن جوہر نے عرض کیا اے شہریار ذیوقار میرے نزدیک چھ روز باقی رہے
ہین اور شب ہفتم ساعت سعید و ہمایون مین حضور کا عقد ہوگا صاحب قران عالیوقار نے فرمایا کہ ہمارا تو دل بہت چاہتا ہے
کہ ہم جملہ نازنینان و خواتین قصر اخضر کی نظروں سے پوشیدہ ہوکر اُس محفل عیش و عشرت مین داخل ہوں اور اُس گوہر
یکتاے دریاے خوبی و گل رعناے گلشن محبوبی صدر نشین بزم خوبان جہان رونق افزاے محفل معشوقان ابرو کمان
ماہ منیر فلک جمال و مہر پر ضیاے سپہر حسن بیمثال معشوقہ گل رو و مطلوبہ عنبرین مو عالی رتبہ و ذیوقار ملکہ شمسہ تاجدار کو بار اول سر
سری ایک نظر دیکھین اور دل بیقرار کو تسکین دین علاوہ اسکے یہ امر باعث خوشی خاطر کا ہوگا کیونکہ اس جگہ جملہ خواتین
خوبرو نیکخو یعنے ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح روشنگہر و ملکہ صبح دلکشا وغیرہ
خوبرویان طلسم اس محفل عیش و عشرت مین بعد زینت و آرایش موجود ہونگی ہر ایک نازنین مہ جبین کا حال بھی بخوبی
دریافت ہوجائیگا کہ ملکہ شمسۂ تاجدار سے کسطرح پیش آتی ہین بخوشی و شادمانی بزم عروسی ملکہ مین ہین یا کسی طرح کا انکو ملال
ہے ہر چند کہ ہمنے اکثر اوقات خواتین مذکور الصدر کو بزم ملکہ شمسہ تاجدار مین باہم سرگرم اختلاط دیکھا ہے لیکن اس جلسہ
عیش اور بزم عروسی مین دیکھنا لازم ہے لیکن اے برادر یہ تو کہو کہ اُس بزم خوبان مین ہمارا جانا کیونکر ہوگا اور مدعاے
مذکور کیونکر حاصل ہوگا سلطان ابوالحسن جوہر نے عرض کیا اے صاحب قران ذیشان ہر چند کہ مین عیار ہوں لیکن
اس مقدمۂ خاص مین متحیر ہوں کوئی تدبیر میرے ذہن مین نہین آتی سواے ایک تدبیر کے اور وہ تدبیر یہ ہے کہ وہ سانپ کا
مہرہ جو طلسم ختار جادو سے مجھکو دستیاب ہوا ہے اور خواص عجیب و غریب رکھتا ہے اب تک میرے پاس موجود ہے اور اُسکی
تاثیر بھی اب تک اُسی طرح باقی ہے اور آپکے پاس بھی زاغ مہرہ و سرمۂ زحل ہر دو اشیا حجاب الابصار ہین پس انھین اشیا کے
وسیلے سے قصر اخضر مین تشریف لیجائیے صاحب قران والاشان نے فرمایا تاثیر سرمۂ زحل تو بالکل جاتی رہی کیونکہ ہم اُس
سرمہ کا امتحان کر چکے ہین مگر زاغ کے مہرہ کا ابھی تک امتحان نہین کیا عجب نہین کہ تاثیر اُسکی بھی وہ نہ رہی ہو کیونکہ آثار طلسم
باقی نہین رہے بالکل مفقود و معدوم ہوگئے یہ فرماکر صاحب قران نے زاغ مہرہ کا امتحان کیا ثابت ہوا کہ تاثیر اُسکی جاتی رہی

اسوقت ابو الحسن جوہر نے کہا کہ اب کیا فکر کرنی چاہیے کیونکہ اب فقط سانپ کا مہرہ میرے پاس ہی لہذا حضور یکہ
و تنہا بوسیلہ و بذریعہ مہرہ مار قصر اخضر مین تشریف لیجائین اور مجھکو یہین چھوڑ جائین شاہزادۂ ذوالفقار نے فرمایا ای ابو الحسن
بغیر تمھارے لطف سیر حاصل نہو گا ابو الحسن نے عرض کیا مجبوری ہی کیونکہ ایک مہرہ مار دو آدمیون کے کیونکر کام آسکتا
ہی لیکن اور ایک تدبیر معقول اسوقت ذہن مین آئی ہے مگر بشرطیکہ حضور اس تدبیر کو منظور کرین صاحب قران اکبر نے
دریافت کیا کہ وہ کونسی تدبیر معقول ہے ہمسے بھی بیان کرو ابو الحسن جوہر نے کہا ای صاحب قران اکبر مین اس سانپ
کے مہرہ سے موافق قاعدہ حضور کو ایک دختر جمیلہ و شکیلہ دس بارہ برس کی بناتا ہون اور ناک مین چھوٹی سی نتھ اور کانون
مین بالیان ہاتھون مین چوڑیان گلے مین طوق پہناتا ہون اور چھوٹے کپڑے یعنی کرتی اور انگیا ہر چند کہ انگیا کی ضرورت
نہین مگر برائے زینت اور پائجامہ سوتی گلبدن کا جسمین چوڑی چوڑی شالباف کی گوٹ لگی ہوئی ہے حضور کو پہناتا ہون
اور ایک ڈوپٹہ تنزیب کا گلابی رنگا ہوا جسکا ٹکا ہوا حضور کے سر پر اوڑھا کر مہرہ مار اپنے پاس رکھکر بخوبی تمام حضور کو
اندر قصر اخضر کے لیے جاتا ہون اگر در پر کوئی شخص روکے گا تو آپ اتنا کہدیجیے گا کہ ہم فلان قریہ کی رہنے والے ہین
واسطے ناچنے اور گانے کے آئے ہین جب دربان آپ سے یہ سنین گے بے تامل اجازت جانے کی دے دینگے
غرض قصر اخضر کے اندر جا کر کسی جاے مناسب پر تشریف رکھیے گا اور بخوبی تمام کیفیت بزم عشرت ملاحظہ فرمائیے گا
اول تو وہان عورتون کی کثرت ہوگی کوئی عورت حضور سے مستفسر نام و نشان نہوگی اور شاید اگر کوئی عورت پوچھے کہ
ای لڑکی تو کون ہی کہان سے آئی ہے تو فرما دیجیے گا کہ مین فلان پیش خدمت کی بیٹی ہون صاحب قران اکبر نے جب
یہ تقریر ابو الحسن جوہر کی سنی مسکرا کر جواب دیا کہ ابو الحسن تم بہت بڑے شوخ و شریر ہو واہ کیا تدبیر معقول ہمارے
لیجانے کی تجویز کی ہے اگر یہی تدبیر معقول ہے تو تمھین دختر دس بارہ برس کی بنو اور لباس و زیور مذکور سے آراستہ ہو
علاوہ اسکے تم تو رنگ و روغن سے کبھی جوان عورت بنتے ہو کبھی بڑھے لوکہان کی کیفیت دیکھی اور ہر ایک طرح کی صورت و
شکل اپنی بنا سکتے ہو اور تمھارے نزدیک اسمین کچھ اور زینت دیکھی بعد اسکے صاحب قران اکبر ان عقلاون خاص کی
کہ عیار ہو تمھارا یہی کام ہی ایسی تدبیر معقول الغرض ملکہ روشن بیان و صبح روشنگہر و صبح دلکشا وغیرہ خواتین عالیقدر
ہوگئے اور کچھ تمھارا وہان ناچنے اور گانے و مہمانداری مین مصروف تھین وہان بھی صاحب قران اکبر نے دیکھا کہ بزم
بصورت دختر مہ جبین بنجاؤ اور مہرہ مار ہمنشینان خوش جمال بہزار زیب و زینت فرش نفیس پر بیٹھی ہین اور ماہرویان بعید لی
صاحب قران اکبر کے زن جمیلہ شراب خواتین اہل بزم کو بصد مسرت پلا رہی ہین از انجملہ ایک بزم مین ایک مطربہ
خوش آواز بصد ناز و انداز یہ غزل گاتی تھی ~~غزل~~
ہو کر روانہ ہوئے جب صاحب
عالیشان کو دیا اور خود ایک بزم
ایسی زن شکیلہ بنا کہ اگر دولت عشق

غزل

کہ پیش چشم بہارت بسیرم
جوان بخت جہانم گرچہ پیرم

حساب حسن در حد کمال است
مبادا حجۂ حساب مطربی می

ز کوتم دہ کہ مسکین و فقیرم
اگر حرفی کند کلک دبیرم

اور طرز گفتگو اور طریقہ رفتار وغیرہ ایسا تبدیل کیا تھا کہ صاف عورت معلوم ہوتا تھا اور پوشاک بھی ایسی پہنی تھی کہ اگر کوئی عورت
بھی دیکھتی تو زندگی بھر اسکو نہ پہچانتی کہ یہ مرد ہے جسوقت صاحب قران اکبر نے نازنین یعنی ابوالحسن کو گزرتے دیکھا اپنے
دل میں خیال کیا کہ جب یہ عورت ہمارے قریب آئیگی تو اس سے کچھ مذاق کرینگے جبتک ابوالحسن آئے صاحب قران
اکبر اسی خیال میں تھے کہ ناگاہ وہ زن خوبرو مسکراتی ہوئی قدم ناز سے اُٹھاتی ہوئی قریب صاحب قران اکبر آئی صاحبقران
اکبر نے بے اختیار ہوکے اور چہرہ ساز کا زمین پر رکھکے اُس نازنین کو روکا اور پوچھا کہ اے نازنین مہجبین کہو کہاں جاتی ہو
اس طرف سے سچ کہو کہاں سے آتی ہو شاید کسی عاشق کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا تھا تمھارا نام کیا ہے کہاں
رہتی ہو اُس نازنین نے بناز و ادا جواب دیا کہ صاحب تم کون ہو جو راہ چلنے والوں کو روکتے ہو نام و نشان پوچھتے ہو زبردستی
مذاق کرتے ہو بد نظر سے دیکھتے ہو ہم کوئی ہیں کہیں جاتے ہیں کہیں سے آتے ہیں کچھ ہمارا نام ہے تمکو ہم سے کیا کام ہے
کسی کی بہو بیٹی کو راہ میں روکتے ہو مذاق کرتے ہو یہ اچھی بات نہیں ہے یہ کہکر وہ نازنین چلی صاحب قران نے ہاتھ پکڑکر
کہا اے نازنین اسقدر خفا کیوں ہوتی ہو ذراسی بات میں بگڑتی ہو اسقدر غرور نہ کرو یہ حسن و جمال چند روزہ ہے پھر کوئی
مفت نہ پوچھیگا ٹھہرو ذرا بات کرو ہم بھی آدمی ہیں تم سے محبتانہ کلام کرتے ہیں اگر تمھارا نام و نشان پوچھا تو کیا بری بات
کی وہ نازنین نقلی بعشوہ و غمزہ بولی کہ تم کون ہو جو تمکو ہم اپنا نام و نشان بتائیں ہاتھ ہمارا چھوڑ دو ہم جائینگے صاحبقران
اکبر نے کہا ہم تو ابھی تمکو جانے نہ دینگے جب اُس نازنین نے یہ سنا برہم ہوکر بولی دیکھو پھر میں چلاؤنگی اپنے وارثوں کو
بلاؤنگی پس بہتر یہ ہے کہ ہمارا ہاتھ چھوڑ دو ہمکو جانے دو یہ باتیں تمھاری اچھی نہیں ہیں ہماری طرح اگر کسی نامحرم عورت کو
ہاتھ لگاؤگے دیکھو ایک دن بہت پچھتاؤگے افضال خدا سے یہاں عملداری صاحب قران اکبر کی ہے جو عدل و انصاف
میں ثانی نوشیروان ہیں تمکو سخت سزا دیگا قید کریگا ساری تماش بینی بھول جاؤگے پھر کسی زن صاحب عصمت کو
یوں ہاتھ نہ لگاؤگے [illegible] متبسم ہوکر کہنے لگی کہ صاحب اب ہاتھ ہمارا چھوڑ دو دیکھو کوئی آجائیگا
[illegible] میں دیکھنا لازم ہے لیکن اے برادر یہ تو کہو کہ اس [illegible] صاحب قران اکبر نے اس نازنین سے یہ تقریر سنی ہنسکر
[illegible] کیونکر حاصل ہوگا سلطان ابوالحسن جوہر نے عرض کیا اے صاحب قران آپ نے مجھکو نہ پہچانا میں ابوالحسن
اس مقدمہ خاص میں متحیر ہوں کوئی تدبیر میرے ذہن میں نہیں آتی سوائے ایک تدبیر ابوالحسن جوہر حقیقت تو یہ ہے کہ میں نے
مہرہ جو طلسم ختار جادو سے مجھکو دستیاب ہوا ہے اور خواص عجیب و غریب رکھتا ہے ابتک میں کسی طرح کا شک نہیں ابوالحسن جوہر نے
تاثیر بھی ابتک اُسی طرح باقی ہے اور آپکے پاس بھی زاغ مہرہ و سرمہ زحل ہر دو اشیا عجائب الابصار قران اکبر نے زمین پر سے مہرہ مار
وسیلہ سے قصر اخضر میں تشریف لیجائیے صاحب قران والاشان نے فرمایا تاثیر سرمہ زحل تو بالکل جاتی رہی کیا کہ قصر اخضر آرائش الواع
سرمہ کا امتحان کرچکے ہیں مگر زاغ کے مہرہ کا ابھی تک امتحان نہیں کیا عجب نہیں کہ تاثیر اُسکی بھی وہ نہ رہی ہو گلشن ارم ہی اسباب
باقی نہیں رہے بالکل مفقود و معدوم ہوگئے یہ فرماکر صاحب قران نے زاغ مہرہ کا امتحان کیا ثابت ہوا کہ تاثیر میں بہ آرائش رکھتا ہے

علاوہ اسباب مذکورہ کے اور اشیائے نادر عجائبات حکیم ارسطو سے حکیم فسطاس الحکمت نے قصر اخضر کو بخوبی تمام آراستہ کیا تھا اور جملہ ایوان عالی بنا جو متعلق قصر اخضر کے ہیں یعنے نوسو ایوان رفیع ووسیع اور سات سو ایوان خرد سرا انواع و اقسام آرایش اور زینت سے آراستہ ہیں ایوان مذکور سے اکثر ایوان ایسے ہیں کہ زمین سے تا سقف تمام کمال آبگینہ رنگین و سفید سے تیار کیے گئے ہیں انمین روشنی جو شمعہائے مومی و کافوری کی ہو رہی ہو عجب کیفیت معلوم ہوتی کہ گویا قدرت خدا نظر آتی ہی اور ہر ایک ایوان نئے طرز سے پیراستہ ہی اور بحسن وخوبی محفل عشرت اور بزم طرب آراستہ ہی نازنینان خوش گلو جو علم موسیقی مین اپنے زمانے کی استاد ہین بناز و ادا رقص و نغمہ کر رہی ہین خواتین ذیوقار قصر اخضر اُنکے نغمہ دلکش سن کے خوش ہو رہی ہین ہر طرف سے صدائے تہنیت آرہی ہی ہر بزم عشرت مین ایک مطربہ گا رہی ہی صاحب قران سیر کرتے ہوئے ایک قصر عالی مین پہونچے ملاحظہ فرمایا کہ محفل عشرت آراستہ ہی خواتین عالیوقار بیٹھی ہین ایک مطربہ خوبرو خوش گلو یہ غزل بناز و ادا گا رہی ہے

غزل

ای دل اگر از چاہ زنخدان بدر آئی تا کی چو صبا بر تو گمارم دم ہمت	آدم صفت از روضۂ رضوان بدر آئی تا از چمن سرو خرامان بدر آئی حافظ مکن اندیشہ کہ آن خسرو خوبان	جان بر لب ہم از دولت دیدار تو جوان شاید کہ بیابی فلک دست نگیرد باز آید و از کلبۂ احزان بدر آئی	باشد کہ چو خورشید درخشان بدر آئی گر تشنہ لبیا ز چشمۂ حیوان بدر آئی

خواتین یہ غزل مذکور سنکے شادان ہو رہی ہین نازنینان گلرخسار خوش ہو رہی ہین اک مہ جبین شیشہ و جام بلورین لیے ہوئے شراب ناب جملہ خواتین بزم مذکور کو پلا رہی ہے صاحب قران والا شان یہ کیفیت دیکھکر وہان سے چلے اسی طرح ہر ایک ایوان مین جاکر زینت اور آرایش ملاحظہ کی علاوہ اسکے دیکھا کہ ہر ایک محفل مین خواتین قصر سرگرم کار ہین اور منطقہ و رشا و شرف افزا و عقلیہ و حمرا و قمر افروز و زہرہ و خلدانہ و شتیبہ وغیرہ خواتین میر مجالس مقرر ہوئی ہین غرضکہ صاحب قران آئین تا صبح اسی طرح اکثر ایوان مین گئے اور تھوڑی تھوڑی دیر توقف کرکے وہان کی کیفیت دیکھی اور پھر صبح سے تا شام اور ایوان و قصر مین جاکر بزم عشرت اور محفل طرب کی آرایش اور زینت دیکھی بعد اسکے صاحب قران اکبر ان محلون خاص مین تشریف لیگئے جہان ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان و صبح روشنگہر و صبح دلکشا وغیرہ خواتین عالیقدر و ذیوقار موجود تھین اور انصرام کار عروسی و مہمانداری مین مصروف تھین وہان بھی صاحب قران اکبر نے دیکھا کہ بزم عشرت بحسن وخوبی آراستہ ہی نازنینان خوش جمال بہزار زیب و زینت فرش نفیس پر بیٹھی ہین اور ماہرویان بیعدیل ساغر و شیشہ لیے ہوئے جام شراب خواتین اہل بزم کو بعہد مسرت پلا رہی ہین از انجملہ ایک بزم مین ایک مطربہ خوش آواز بصد ناز و انداز یہ غزل گاتی تھی

غزل

بزن بر دل بنوک غمزہ تیرم قدح پر کن کہ من در دولت عشق	کہ پیش چشم بیمارت بمیرم جوان بخت جہانم گرچہ پیرم	حساب حسن در حد کمال است مبادا حجہ حساب مطرب مے گو	زکوتم دہ کہ مسکین و فقیرم اگر حرفے کند کلک دبیرم

خوشا آندم کہ استغنائے مستی
فراغت بخشد از میرزا و میرم
من آن مرغم کہ ہر شام و سحرگاہ
ز بام عرش می آید صفیرم
من آنگہ برگرفتم دل ز حافظ
کہ ساقی گشت یار ناگزیرم

صاحبقران و ابوالحسن جوہر نے جسوقت یہ غزل مطربہ سے سنی نہایت خوش ہوے بعد ازان صاحبقران اسی ایوان خاص مین تشریف لائے ناگہان ملکہ شمسہ تاجدار برابر زینت تخت عروسی پر رونق افروز تھی ملاحظہ کیا کہ ملکہ شمسہ تاجدار پیراہن عروسی پہنے ہوے بہزار حسن و خوبی تخت پر جلوہ گر ہے اور دست بستہ خدمت ملکہ مین گوہر بزم افروز و خلد آرا ماہرو وغیرہ خواتین حاضر ہین محفل عشرت ایسی آراستہ ہے کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی اور خواتین عالیوقار کی اسقدر کثرت ہے کہ انجم افلاک سے بھی زیادہ ہین اکثر خواتین عالیوقار مسندہاے زرین پر بصد شان و شوکت جلوہ فرما ہین بعض بعض نسوان عالی مرتبہ قریب ملکہ شمسہ تاجدار بصد عز و وقار بیٹھی ہین ناچ ہو رہا ہے خواتین مطربہ بصد ناز و ادا نغمہ کر رہی ہین اکثر ماہرویان ہمثال خواتین بزم کو جا بجا جامہاے شراب پلا رہی ہین ہر طرف رقص و نغمہ ہو رہا ہے ہنگامہ تہنیت بلند ہے تمام قصر خواتین سے مملو ہے جملہ اسباب عیش و راحت موجود و مہیا ہے مطبخ مین اغذیہ انواع و اقسام کی کثرت ہے ملکہ شمسہ تاجدار عروس بنی ہوئی بصد شرم و حجاب بیٹھی ہے ایک پریرو مطربہ خوش گلو پیش ملکہ شمسہ تاجدار ذیوقار یہ غزل گا رہی ہے غزل

اے رخت چون خلد و لعلت سلسبیل
سلسبیلت کردہ جان و دل سبیل
ناوک چشم تو در ہر گوشہ ہم
ہمچو من افتادہ دارد صد قتیل
یارب این آتش کہ در جان منست
سرد کن زان سان کہ کردی بر خلیل
من نمی یابم مجال اے دوستان
گرچہ او دارد جمال بس جمیل
حافظ از سرپنجہ عشق نگار
ہمچو مور افتادہ شد در پای پیل

جسوقت مطربہ خوش گلو نے غزل مذکور بصد ناز و انداز بزم مین گائی صاحبقران اکبر ملکہ شمسہ تاجدار کو دیکھکے ایسے بیقرار اور مضطرب الحال ہوے کہ ابوالحسن جوہر کو یقین ہوا کہ صاحبقران اکبر کو جوش الفت اور غلبہ عشق سے غش آ جائیگا ابوالحسن جوہر صاحبقران اکبر کو ایوان سے باہر لایا اور بڑی دیر تک صاحبقران کو سمجھایا کیا جسوقت صاحبقران اکبر سے خود رفتگی اور محویت زائل ہوئی اپنے بخت بلند اور یاوری اقبال پر نظر کرکے شکر خداوند عالم بجا لائے لیکن بعد تھوڑی دیر کے پھر جوش الفت اور غلبہ عشق ملکہ شمسہ تاجدار نے دل کو بیتاب و بیقرار کیا آخر تاب صبر و ضبط نہوئی پھر اسی ایوان مین جہان ملکہ شمسہ تاجدار عروس بنی ہوئی بیٹھی تھی آئے اور نظارہ روے بینظیر کرنے لگے دل مضطر کو تسکین دینے لگے مگر کسی طرح بھی دل بیقرار کو قرار نہ آیا اسوقت صاحبقران اکبر نے بے اختیار ہوکے قصد کیا کہ پہلو سے ملکہ شمسہ تاجدار مین بیٹھکر ایک بوسہ لب و رخسار کے لیکر اپنے دل بیتاب کو تسکین دینا چاہیے ابوالحسن کہ قریب صاحبقران اکبر موجود تھا صاحبقران اکبر نے اپنے ارادہ سے ابوالحسن جوہر کو اطلاع دی ابوالحسن جوہر نے عرض کیا اے صاحبقران اکبر میری تو دانست مین یہ قصد آپکا اچھا نہین ہے کیونکہ حضور کے پاس مہرہ مار ہے کوئی حضور کو دیکھتا نہین ہے جسوقت آپ پہلو

ملکہ میں جاکر تشریف رکھیے گا اور بوسہ رخ الفت رنگ لیجیے گا مجھکو یقین ہے کہ ملکۂ عالم ضرور ڈر جائینگی عجب نہیں کہ عشق
آپکا سے مزاج ملکۂ عالم ناساز ہوجاے لہذا ای صاحب قران اکبر چند روز اور صبر کیجیے انشاء اللہ تعالی بعد چند روز کے بخوبی
تمام تمناے دلی بر آئیگی ہر چند کہ میں خوب جانتا ہوں کہ آپکا دل اسوقت بیتاب ہے اور بیقرار ہی ضبط اور صبر کسی طرح
ہو نہیں سکتا ہے لیکن مناسب وقت نہیں ہے کہ حضور پہلو سے ملکہ میں جاکر تشریف رکھیں اور اپنے محبوب و مطلوب
کے دل کو صدمہ دیں صاحب قران نے یہ سنکے فرمایا ای ابو الحسن اسوقت کسی طرح صبر ہو نہیں سکتا اگر ملکہ کے ڈر جانیکا
تمکو خیال ہے تو اچھا یہ مہرہ مار تم اپنے پاس رکھو ہم تو نہیں پہلو سے ملکہ میں بیٹھکر اپنے دل کو تسکین دینگے ابو الحسن نے
عرض کیا کہ حضور تو خلاف عقل تقریر کرتے ہیں اسطرح بھی حضور کا تشریف لیجانا اس مجمع خواتین میں اچھا نہیں باعث
بدنامی کا ہے صاحب قران نے کہا ای ابو الحسن بس اب پند و نصیحت نہ کرو مہرہ لو ہم جاتے ہیں اور ملکہ شمسہ تاج کے
کے پاس بیٹھتے ہیں علاج درد دل کرتے ہیں ابو الحسن جوہر نے عرض کیا حضور کہیں ایسا غضب کبھی نہ کیجیے گا ازحد
رسوا اور بدنام ہوجیے گا سواے اسکے ملکہ تک کیونکر آپ تشریف لیجائیے گا ذرا ملاحظہ تو فرمائیے کس قدر خواتین ملکہ
عالم کے گرد و پیش میں ثابت یہ ہوتا ہے کہ ماہ انور کے گرد ستارے ہیں یا شمع روشن کے قریب پروانے ہیں یا آفتاب
کے پاس ذرے ہیں یا معشوق کے قریب مجمع عشاق ہے صاحب قران نے فرمایا کہ ہم جسطرح ممکن ہوگا وہانتک
ضرور جائینگے لطف ہم صحبتی وغیرہ اٹھائینگے ابو الحسن جوہر نے عرض کیا کہ ای صاحب قران اکبر یہ تمناے حضور بالفعل
کسی طرح بر نہ آئیگی خواتین سدراہ ہونگی مدعاے دلی بر نہ آئیگا بدنامی و رسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا اس سے بہتر
یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ اور کسی ایوان میں تشریف لیچلیے اور اس خیال محال کو دل سے دور کیجیے اب یہاں توقف
نہ فرمائیے ایسا نہو کہ کوئی عورت مجھ سے پوچھے کہ تو کون ہے کہاں سے آئی ہے کسکے ہمراہ ہے تو میں کیا کہونگا راز افشا ہوجائیگا
صاحب قران اکبر نے فرمایا ای ابو الحسن اگر تمکو خیال اپنی بدنامی اور افشاے راز کا ہے تو تم اور کسی ایوان میں چلے جاؤ
ہمکو یہیں چھوڑ جاؤ کیونکہ قول دل شیدا یہ ہی مطلع - گرا دماغ کہ از کوے یار برخیزد + نشستہ ایم کہ از ما غبار برخیزد
ابو الحسن جوہر نے عرض کیا کہ حضور ایسے عشق کو پسند نہ فرمائیں اپنے تئیں دیوانہ نہ بنائیں اب یہاں ٹھہرنا اچھا
نہیں ہے اور کسی ایوان میں چلکر دل کو بہلائیے ورنہ میں ابھی خواتین سے تمام حال حضور کے تشریف لانے کا
کہدونگا جسوقت ابو الحسن جوہر نے یہ کہا اور بہت سمجھایا اسوقت صاحب قران اکبر کا ہر چند کہ دل نہ چاہتا تھا
مگر بمجبوری ابو الحسن کے ہمراہ اتفاقاً پھر اس ایوان میں تشریف لائے جہاں ملکہ نوبہار گلشن افروز خواتین
عالیوقار کو اپنے دست نازک و رنگین سے جام مے ارغوان دے رہی تھیں اور شراب ناب خواتین کو پلا رہی تھیں
صاحب قران اکبر نے ابو الحسن سے کہا کہ اسوقت ہمارا بھی دل مے خواری کو چاہتا ہے ایک ساغر ہم بھی ملکہ
نوبہار گلشن افروز سے مانگتے ہیں اسمیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے ابو الحسن جوہر نے کہا یہ امر بھی میرے نزدیک

اچھا نہیں ہے اسمین بھی افشاے راز ہوگا اب قصر النیرین مین جاکر شراب پیجیے گا قصہ کوتاہ ابوالحسن جوہر صاحبقران
اکبر کو بجبر اپنے ہمراہ لیکر اس ایوان سے بھی چلا قضاے کار در ایوان پر غمزہ شیرین کار کھڑی تھی ابوالحسن جوہر
کہ بصورت زن جمیلہ تھا جسوقت در ایوان پر آیا غمزہ شیرین کار کہ پرکالہ آفت ہے اور فن عیاری مین بھی بیعدیل ہے
ابوالحسن کی رفتار دیکھکر متحیر ہوئی اور دل مین خیال کرنے لگی کہ بظاہر تو یہ عورت ہے مگر طریقہ رفتار سے معلوم ہوتا ہے کہ
مرد ہے آخرکار یہ خیال کرکے ابوالحسن جوہر کو روکا اور ہاتھ پکڑکے پوچھا سچ بتا تو کون ہے اور کس شخص کے ہمراہ یہان آئی ہے
مجھکو تیری رفتار سے معلوم ہوتا ہے کہ تو عورت نہین ہے اور بفن عیاری تونے اپنے تئین عورت بنایا ہے صاف ثابت ہوتا ہے
کہ تو ابوالحسن ہے ابوالحسن جوہر کہ سراپا روغن عیاری ملکر آیا تھا اسوجہ سے ابوالحسن کا ہاتھ دست غمزہ شیرین کار
سے فورًا نکل گیا مگر غمزہ شیرین کار نے بڑھکر روکا ابوالحسن نے جواب دیا اے جان من تمکو میرے نام کے دریافت
کرنے سے کیا فائدہ ہے مین اک بیوہ دکھیا ہون پابند شرع ہون نماز پنجگانہ پڑھتی ہون مسائل دینیہ سے بخوبی واقف
ہون دعاے توبہ پڑھ چکی ہون مجھ سے تمھارا مطلب اجرا نہوگا کیونکہ اول تو مین منہیات سے تائب ہون دوسرے
یہ کہ مجھکو شوق بھی سحق کا نہین ہے اگر تمکو اپنے اجراے مطالب مذکور کی ضرورت ہو تو ہزارون بلکہ لاکھون عورتین مجھ سے
بھی زیادہ حسین اور خوبصورت اور قوی ہیکل قصر خضر مین موجود ہین انھین سے کسی سے اپنی حاجت روائی کیواسطے
کہو مجھ زار و ناتوان کو جانے دو مجھ سے تمھاری نیت سیر نہوگی اور آتش شہوت بجھائی نجائیگی جسوقت ابوالحسن نے
غمزہ شیرین کار سے یہ تقریر کی اسدم غمزہ شیرین کار کی عجب کیفیت ہوئی یعنے بسبب غصہ کے مثل صاحب تپ
کانپنے لگی حیا و شرم سے پسینہ آگیا مگر غصہ کو ضبط کرکے کہا او نالائق کیا واہی باتین کرتی ہے اپنا نام ونشان نہین بتاتی
ہے مجھ سے ایسی باتین کرتی ہے خیر دیکھ تو کیسی سزاے سخت دیتی ہون کہ تو بھی یاد کرے غمزہ شیرین کار یہ کہکر چاہتی
تھی کہ زن جمیلہ مذکورہ کو کچھ سزا دے یکایک ابوالحسن جوہر جست وخیز کرکے نظر غمزہ شیرین کار سے غائب ہوگیا اور
ہمراہ صاحبقران اکبر کے ہر ایک بزم عشرت مین جاکر رقص ونغمہ سے لطف اٹھانے لگا اسی طرح سیر کنان ایک
ایوان مین پہونچا دیکھا کہ چند زنان مطربہ نقالیاں مضحک کر رہی ہین اکثر خواتین ایوان مذکور مثل غنچہ مسکرا رہی ہین
اور بعض بعض زنان خوبرو مانند گل خندہ کر رہی ہین اتفاقًا زنان مطربہ کی صورتین دلفریب دیکھکر اور نغمہ دلکش سنکے
ابوالحسن جوہر کو نفس امارہ نے بیقرار کیا مطربہ مہ جبین جو آگے ابوالحسن جوہر کے کھڑی ہوئی تماشا دیکھ رہی تھی
ناگاہ اسکو معلوم ہوا کہ کوئی شی میری پشت سے ملی ہوئی ہے گھبراکر پیچھے دیکھنے لگی اور ابوالحسن کو عورت خیال کرکے
چپ ہو رہی اور پھر متوجہ جانب رقص ونغمہ ہوئی لیکن دلمین خیال کرنے لگی کہ اسوقت عجب واقعہ حیرت افزا اور
معاملہ ہوش ربا واقع ہوا صاف یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی مرد کا جسم قریب پشت ہے اور خیال کرکے جو دیکھا تو مرد کا
نام ونشان بھی اس بزم مین نہ پایا پس پشت میرے ایک زن ناآشنا کھڑی ہے وہ نازنین مہ جبین یہ خیال کر رہی تھی

ناگاہ پھر جسم ابوالحسن ذات بابرکات کا اُسکی پشت سے ملا اُسوقت تو اُس نازنین چالاک دست نے بعجلت تمام
پیچھے پلٹ کے عضو ابوالحسن کا زور سے پکڑ لیا اور دو چار جھٹکے دے کے خوب ملا ابوالحسن بہت بیتاب و بیقرار ہوکے
بمنت آہستہ کہا کہ اے نازنین اُس بیچارے بے زبان کو چھوڑ دے دیکھ ایسا نہو کہ صدمہ سے استفراغ کر دے تیرا
ہاتھ خراب ہو جائے علاوہ اسکے یہ غریب اُس کام کا بھی نہ رہیگا اسکی کمر ٹوٹ جائیگی جورو میری نامرد مجھکو جانکر گھر سے
نکل جائیگی دیکھ زیادہ نہ دبا دم میرا نکلا جاتا ہے اے خدا کے واسطے مجھپر رحم کر میرے جسم کو چھوڑ دے مین قسم کھا کر
کہتا ہون اگر اسوقت تو چھوڑ دیگی مین کل رات کو تیرے ساتھ اسقدر ہمبستری کرونگا کہ تو بہت خوش ہوگی اپنے یار کو بھی
بھول جائیگی ہرچند ابوالحسن نے اُس نازنین کی منت کی اور کہا کہ چھوڑ دے مگر اُس نازنین نے کسی طرح نہ چھوڑا
بلکہ ابوالحسن کے سخنان مذکور سے اور برہم ہو کر جو عورتین کہ رقص و نغمہ کر رہی تھین اُنکو بدحواسی مین پکاری کہ اے
اہل نشاط دوڑو مین نے پکڑا ہے جلدی آؤ تم بھی پکڑ لو ایسا نہو کہ کہین میرے ہاتھ سے چھوٹ جائے جس وقت
نازنین مذکور نے بآواز بلند ارباب طرب کو اسطرح پکارا اور وہ سب متحیر ہوکر اس نازنین کی جانب لپکنے لگے ناچنا
گانا نقلین کرنا بھول گئین جب بغور دیکھا اور پوچھا کیا ہے اُس نازنین نے کہا دیکھو پکڑا ہے ارباب نشاط نے خوب ہنسکر
پھر پوچھا کہ یہ تو کہہ کیا پکڑا ہے اُس نازنین نے اُسوقت متعجب ہوکر کہا کہ چور پکڑا ہے مفصل کیفیت اسکی یہ ہے کہ مین تمھارا
گانا سُن رہی تھی یہ نگوڑا موا عورت کی صورت بنکے پیچھے میرے کھڑا ہوا ناچ تمھارا دیکھ رہا تھا یکایک میرے بالائے
سرین قریب سر پشت ایک چیز معلوم ہونے لگی مین نے پیچھے پلٹ کے اس مردہ کو دیکھا مین سمجھی کہ یہ عورت ہے اسکے
پاس عضو کہان سے آیا جو یہ میرے ساتھ ایسی حرکت بیجا کرتی یہ خیال کرکے مین پھر تمھارا گانا سننے لگی بعد ایک لمحہ
کے پھر میرے سرین پر اُسی طرح ایک شئی اچھی طرح مس ہوئی اُس وقت مین نے جلدی سے پکڑ لیا
اور تمکو آواز دی اہل طرب نے خوب ہنسکے کہا کہ بی بی اسوقت تم نے کار نمایان کیا خوب پکڑا سچ تو یہ ہے کہ جیسا تمنے پکڑا ہے
ایسا تو کسی عورت نے سلف سے آجتک نہ پکڑا ہوگا خواتین بزم نے جسوقت اُس نازنین اور ارباب نشاط کی تقریر سُنی
اور ابوالحسن کیجانب نظر کی اسقدر ہنسین کہ فرش پر مارے ہنسی کے لوٹنے لگین اکثر خواتین کو کثرت خندہ سے
غش آگیا صاحب قران اکبر اُسوقت بزم مین موجود تھے جسوقت اس ایوان مین کثرت خندہ سے ایک شور و غل بلند ہوا
خواتین جملہ ایوان اسکے شور عظیم سے ازحد متحیر ہوکر اس ایوان وسیع و رفیع مین آئین اور سبب اس درجہ ہنسی کا دریافت
کیا جسوقت اُنکو احوال مذکور سے اطلاع ہوئی اُنکا حال بھی فرط خندہ سے اس حد کو پہونچا کہ قریب تھا ہلاک ہو جائین
جب اس کیفیت عجیب و غریب کی خبر ملکہ شمسۂ تاجدار کو پہونچی ملکہ بھی بہت ہنسی یہان تو ایوان مین جملہ خواتین مارے
ہنسی کے بیتاب و بیقرار ہین مگر اب کیفیت ابوالحسن جوہر کی تحریر کیجاتی ہے ابوالحسن لاکھ چاہتا ہے کہ کسی طرح
پنجۂ نازنین سے رہائی پائے مگر رہائی کی صورت نظر نہین آتی خواتین جو ابوالحسن کو دیکھ دیکھ کے ہنستی تھین ابوالحسن

بحر غیرت و انفعال مین غرق ہوا جاتا تھا ہر چند اُس نازنین سے کہتا تھا کہ مجھکو چھوڑ دے مگر وہ نہ چھوڑتی تھی بلکہ بخوف
بھاگ جانے کے اور زیادہ زور سے پکڑتی تھی جسوقت غلغلہ اس ایوان مین بلند ہوا جہان اور خواتین واسطے
دیکھنے کے آئی تھین از انجملہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان و خلدانہ و غمزہ شیرین کار
و صبح دلکشا بھی آئی تھین اور مجمع خواتین کو ہٹا کر زنان مذکور نے بھی ملاحظہ کیا تھا اور بہت ہنستی تھین زنان حبشیہ
اور ترکیہ نے جو اس مطربہ کی زبانی سنا کہ یہ جوہری ابو الحسن جوہر کو مشقت و الم سے اسقدر صدمہ پہونچا پا کہ
ابو الحسن جوہر قریب ہلاکت ہوا اُسوقت بیقرار ہوکر فریاد کرنے لگا کہ ای مرد غیب جلد آؤ مجھکو ان حرامزادون سے
بچاؤ دیکھو یہ ستانی میرا جسم نہین چھوڑتی اور یہ زنان حبشیہ اور ترکیہ مجھکو مشقت و الم سے صدمہ پہونچاتی ہین
جب صاحب قران اکبر نے ابو الحسن جوہر کی صدائے نالہ و فریاد سنی بیتاب و بیقرار ہوکر انبوہ خواتین مین گئے ابو الحسن
جوہر کو اٹھا لیا اور اس مجمع خواتین سے باہر آئے اُسدم یہ دوسرا تماشا ہوا یعنی ابو الحسن کہ بصورت زن جمیلہ
تھا زمین سے کچھ بلند معلق چلا جاتا تھا اور کوئی اُٹھانے والا معلوم نہوتا تھا اور وہ نازنین ایک ہاتھ سے ابو الحسن
کا عضو پکڑے تھی اور دوسرے ہاتھ سے کمر ابو الحسن کی پکڑے ہوے تھی اور مثل ابو الحسن کے وہ بھی زمین
سے بلند تھی ہر چند خواتین کہتی تھین کہ اری چھوڑ دے مگر وہ عورت کسی طرح نہ چھوڑتی تھی آخر کار بہزار خرابی اُس نازنین
نے ابو الحسن کے جسم کو چھوڑ دیا اور بلندی سے زمین پر گری مگر چوٹ نہین آئی جسوقت یہ واقعہ عجیب و غریب
ظہور مین آیا خواتین اسقدر ہنسین کہ صدہا خواتین کو غش آگیا اور ہزارہا عورتین ہنستے ہنستے قریب ہلاکت ہوئین اور
بہت سی عورتون کو غش آگیا اُس وقت اکثر عورتین نادعلی پڑھتی تھین بعض بعض آیۃ الکرسی پڑھکر اپنے اوپر دم کرتی
تھین کوئی عورت کہتی تھی کہ خداوندا اس بلاسے ناگہانی کو جلد دفع کر غرض اُس ایوان مین سوائے خندہ اور آواز
ہزل اور بکیر اور فریاد کے اور کچھ صدا کان مین نہ آتی تھی ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان متحیر کھڑی
تھین اور یہ واقعہ ہوش ربا دیکھ رہی تھین کہ غمزہ شیرین کار بھی ملکہ نوبہار گلشن افروز کے قریب آئی ملکہ نوبہار نے
کہا اے غمزہ شیرین کار آج یہ واقعہ عجیب و غریب دیکھنے مین آتا ہے اور مطلق سمجھ مین نہین آتا ہے کہ یہ کیا ہے اُسوقت غمزہ شیرین کار
نے ہنسکر گوش ملکہ نوبہار گلشن افروز مین کہا کہ آپ کچھ تردد نہ فرمائین خلاصہ اس واقعہ کا یہ ہے کہ مین فلان ایوان کے در پر
کھڑی تھی ابو الحسن جوہر کو مین نے بصورت زن جمیلہ دیکھا تھا اور چاہا تھا کہ اُسکو بچانے دون مگر وہ میرے ہاتھ سے
نکل گیا تھا یقین ہے کہ یہ وہی عورت مجسم ہو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ واسطے سیر و تماشا کے یہان آیا تھا درمیان سیر مین اس
عورت کے ساتھ مذاق کیا جسکا انجام حضور ملاحظہ فرماتی ہین ملکہ نوبہار گلشن افروز یہ کیفیت غمزہ شیرین کار سے سنکے
بہت ہنسی اور جملہ زنان حبشیہ و ترکیہ کو شور و غل کرنے سے منع کیا صاحب قران اکبر ابو الحسن کو اٹھائے ہوے اُس ایوان
سے باہر نکلے اور راہ غیر متعارف اختیار کی یہانتک کہ گلستان مین پہونچکر صاحب قران اکبر نے ابو الحسن کو اتارا اور کہا

ای ابو الحسن یہ کیا نامعقول حرکت تمنے کی جسکے باعث سے اسقدر چوٹ ہوئی ابو الحسن نے عرض کیا ای صاحبقران ذوالوقار مردون کا یہی کام ہے مگر ای شہریار اگر یونہین دو چار بار حضور کے ہمراہ رکاب ایسے ہی مقامات پر جاؤنگا تو یقین ہی کہ میرا کام تمام ہو جائیگا صاحبقران اکبر نے فرمایا تمنے ایسی بات کیون کی کہ جسکی وجہ سے تمھاری یہ کیفیت ہوئی اب کبھی ایسی حرکت نکرنا ورنہ بیشک ہلاک ہو جاؤگے اب تمکو لازم ہی کہ خدا کا شکر کرو کہ جان بچگئی بقول شخصے ع

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

الغرض بعد اس گفتگو کے صاحبقران اکبر اور ابو الحسن جوہر بخوشی و شادمانی قصر النیرین میں داخل ہوئے صاحبقران اکبر اُسی وقت جہرہ بار ابو الحسن جوہر کو دے کر بزم عیش مین تشریف لائے اور ہمراہ سلاطین والا شان اور امرائے ذوالوقار کے بادہ کشی کرنے لگے اشعار

مجلس آراستند و می خوردند — نے بہ آواز و چنگ و نی خوردند
رخ ساقی زبادہ چون گل شد — مطرب اوراز شوق بلبل شد
جوش صہبا ز بس فراوان بود — جنس مستی بہر سو ارزان بود

الغرض صاحبقران اکبر تو صحبت میکشی مین ہین لیکن اب حال ابو الحسن جوہر کا مندرج کیا جاتا ہی جسوقت سے کہ ابو الحسن قصر اخضر سے آیا تھا بسبب زدوکوب زنان حبشیہ کے نہایت بیتاب و بیقرار تھا ہر اک عضو مین درد تھا فرش خواب پر کسی طرح آرام نہ آتا تھا جسوقت اُس نازنین کے ایذا دینے کا خیال کرتا تھا تدبیر انتقام لینے کی سوچتا تھا آخر ایک تدبیر سوچکر واسطے وضو لینے کے بستر سے اُٹھا اور اُسی جہرہ بار کو اپنے بازو پر باندھکر بغیر اجازت صاحبقران اکبر لشکر سے باہر آیا اور قطع راہ کرکے بار دیگر قصر اخضر مین داخل ہوا اور اک ایوان مین جاکر نظر خواتین سے پوشیدہ رقص ارباب نشاط دیکھنے لگا اسی طرح ہر ایک ایوان مین ناچ دیکھتا ہوا اور رنگ ناچ سنتا ہوا اُس ایوان مین پہونچا جہان وہ نازنین مطربہ تھی جسنے ابو الحسن کا جسم پکڑا تھا ابو الحسن جوہر نے اول مجمع ارباب نشاط مین آکر کسی مطربہ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور کسی مطربہ کے رخسار کے بوسے لیے کسی مطربہ کے لب نازک کے بوسے لیے اُس وقت اُس ایوان مین ارباب نشاط کا یہ حال تھا کہ بسبب خوف کے تمام ایوان مین اُچھلتی اور بھاگتی پھرتی تھین اور فریاد کرتی تھین بعد ازان ابو الحسن اُس نازنین سے بے اختیار مثل بھوت کے لپٹ گیا اور اس درجہ اُسکے لب کے بوسے لیے کہ وہ لب رنگین جو غیرت لعل تھے اُنکو نیلم کر دیا وہ نازنین مطربہ آخر خوف کے باعث سے زمین پر گری اور چلانے لگی اُس نازنین کا زمین پر گرنا تھا کہ حضرت قطرت مآب یعنی ابو الحسن نے برغبت تمام اچھی طرح بیخوف و خطر اُس سے صحبت کی جسوقت ابو الحسن فارغ ہوا اور اُس نازنین کو چھوڑا بمجرد چھوٹنے کے وہ پائجامہ ہاتھ مین لیکر خوف کے سبب سے ننگی بھاگی ابو الحسن یہ دیکھکر اُسکے پیچھے دوڑا اور اُسکے بوسے لینا شروع کیے غرض وہ نازنین ایوان مین ننگی بھاگتی پھرتی تھی اور ابو الحسن اُسکو ستاتا تھا یہ معاملہ اور یہ واقعہ عجیب و غریب دیکھکر خواتین ایوان کا کثرت خندہ سے عجب حال تھا ہر ایک عورت شدت و کثرت خندہ سے فرش پر لوٹتی تھی

جب وہ نازنین مطربہ گھبرا کر کہتی تھی کہ ارے لوگو مجھکو اس بلا سے بچاؤ خواتین ایوان اور زیادہ ہنستی تھیں اور پوچھتی
تھیں کہ اے عورت سچ کہہ تجھکو کیا نظر آتا ہی کون تیرے پیچھے دوڑتا ہی ہمکو تو کوئی شخص نظر نہیں آتا ہی وہ کہتی تھی کہ
نہیں معلوم کونسی بلا ہی مجھکو خود نظر نہیں آتی لیکن مجھسے کوئی چمٹا جاتا ہی ہر چند خراب کر چکا ہو مگر ابھی تک میرا پیچھا
نہیں چھوڑتا ہی غرض اس واقعہ سے ایوان میں تہلکہ برپا ہوا کہ تمام خواتین ہر طرف بھاگیں اور رفتہ رفتہ اس
واقعہ کی خبر جملہ ایوان میں پہونچی تمام خواتین بیتابانہ دوڑیں اور آکر عجب کیفیت دیکھی یعنی دیکھا کہ ایک عورت
پائجامہ ہاتھ میں لیے ہوے ننگی ایوان میں بھاگتی پھرتی ہے کبھی چلاتی ہے کبھی روتی ہے کبھی کہتی ہی ارے کوئی دیکھو
کوئی میرے سینہ کو زور سے دباتا ہی جملہ خواتین یہ حال دیکھکر اور یہ تقریر اسکی سنکے ہنستی تھیں اور متعجب اور متحیر ہوکر دیکھتی
تھیں مگر کوئی شخص نظر نہ آتا تھا ابو الحسن جو ہر اپنے کام سے فراغت کرکے اور اس نازنین مطربہ کو از حد ستا کر اور
ایک ایوان میں چلا گیا اور وہان جاکر ایک مطربہ کو نہایت حسین دیکھکر اسکو بھی زمین پر گرایا اور اسکے ساتھ بھی مقاربت
کی اس ایوان میں بھی خواتین یہ کیفیت دیکھکر مستغرق حیرت ہوئیں جب اس ایوان میں اک شور بلند ہوا اور جملہ خواتین اس
ایوان میں آئیں ابو الحسن اک اور ایوان میں جاکر ٹھہرا اور زنان مطربہ خوبرو کی جستجو کرنے لگا اتفاقا ایک نازنین تنہا جمیلہ
گل اندام شیرین کلام نظر آئی ابو الحسن اسکو پیار کرکے قریب اسکے گیا اور اسکے سینہ کو بہ نرمی ملا اور چند بوسے لب و
رخسار کے لیے وہ بیچاری اس واقعہ سے متحیر ہوکر چہار جانب دیکھنے لگی کوئی گرد و پیش نظر نہ آیا اس وقت وہ خوبرو خوف
سے بے اختیار بھاگی راہ میں طناب خیمہ سے الجھکر گری ابو الحسن نے فی الفور اسکے بھی پائجامہ کو اتار کر مجامعت
کرنا شروع کی وہ نازنین چلانے لگی کہ ارے لوگو دوڑو مجھسے کوئی فعل بد کرتا ہی میری آبرو لیتا ہے خدا کے واسطے
جلد آؤ مجھکو بچاؤ خواتین اس مطربہ کی آواز دردناک سنکے دوڑیں جاکر دیکھا کہ وہ زن خوبرو برہنہ لیٹی ہی اور اسکے
اعضا کو بار بار حرکت ہوتی ہی مگر کوئی مرد نظر نہیں آتا اسوقت جملہ خواتین اس زن جمیلہ کی یہ کیفیت دیکھکے از حد ہنسیں
بعض بعض عورتیں ہنستے ہنستے گر پڑین اور اکثر عورتون کو کثرت خندہ سے غش آگیا جب ابو الحسن فارغ ہوا اس حسینہ
کو چھوڑکر علیحدہ ہوا وہ گل اندام بھی ہاتھ میں پائجامہ لیکر ننگی بدحواس ہوکر بھاگی خواتین اسکے اسطرح بھاگنے پر اور زیادہ ہنسیں
غرض ابو الحسن اس دلارام سے کام دل حاصل کرکے اور اک ایوان میں گیا مختصر اسی طرح ابو الحسن شام سے تا نصف شب
ہر اک ایوان میں ارباب نشاط سے ہمبستر ہوا اور خواتین کو خوب ستایا جملہ ایوان میں اک تہلکہ ڈالدیا لاچار ہوکر خواتین دروازہ
ایوان کے بند کرنے لگیں زنان پریزاد ہر چند جستجو کرتی تھیں مگر ایوان میں کسی مرد کو نپاتی تھیں متحیر ہوکر آپس میں کہتی تھیں
نہیں معلوم کون بلا ہی کہ جملہ ایوان زنان میں اسنے ایک تہلکہ ڈال رکھا ہی الغرض ابو الحسن بخوبی تمام اپنا انتقام لیکر قصر حضور
سے باہر آیا اور قصر الزبیرین کی جانب چلا اس طرف خواتین نے جملہ ایوان بسبب خوف کے بند کر لیے خواتین عالیشان
کو اس واقعہ سے نہایت حیرت تھی مضطر تھیں اور ارباب نشاط نہایت ہی متردد و متفکر تھیں ناچنا گانا بھول گئی تھیں

ایک سے ایک مطربہ خوف کے سبب سے لپٹی ہوئی اپنے اپنے جسم پر ہاتھ رکھے ہوئے تھیں اسواسطے کہ ایسا نہو کہ وہی شخص نامعلوم آکر مباشرت کرنے لگے ارباب نشاط کی تو خوف سے یہ کیفیت تھی جسطرح کہ بیان کی مگر خواتین عالیقدر بھی اس واقعہ میں فکر کرتی تھیں اور موافق اپنی عقل کے کہتی تھیں یعنے کوئی زن دلیر فار کہتی تھی کہ یہ سبب تھا کوئی زن عالیقدر کہتی تھی کہ کسی جن کا گذر ہوا تھا کوئی کہتی تھی میں تو جانتی ہوں کہ کوئی دیو تھا کوئی کہتی تھی یہ اک بلاے آسمانی تھی ملکہ شمسہ تاجدار دمبدم اس حال پوشش زبا اور واقعہ حیرت افزا کو سنکے زیر نقاب بے اختیار ہنستی تھی لیکن ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان نے غمزۂ شیرین کار سے کہا اے خواہر باتمیز ہمکو تو صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ کام بھی تمھارے ہی شوہر شوخ و شریر کا ہے کیونکہ یہ مجال اور کسی کی نہیں کہ قصر اخضر کے اندر آسکے غمزۂ شیرین کار نے عرض کیا حضور اگرچہ وہ مرد عیاری پیشہ ہے اسکی طرح شوخ سے کچھ عجب نہیں کہ یہ امر اسی سے وقوع میں آیا ہو مگر حضور انصاف تو کریں کہ اسکی کیا تقصیر ہے اس مطربہ نے کل شب کو اسکو کیسا پریشان کیا تھا یعنے واسطے اپنے اغراض مطالب کے آپ ہی اسکا جسم پکڑ لیا تھا اور سخت پریشان کیا تھا آج اس مرد قوی نے اچھی طرح اسکی آتش ہوس آب وصل سے بجھا دی بلکہ اور چند ارباب نشاط کو بھی دولت وصل سے محروم نہ رکھا اور اپنی قوت مردی ارباب نشاط پر ظاہر کر دی گویا تمام نعمت انکو کر دی کہ اب کسی مرد کا انکو ان تجسس شہر کا ...... ادا اور ملکہ ناطقہ یہ تقریر غمزۂ شیرین کار کی سنکے خاموش ہو رہیں اور کچھ جواب نہ دیا الغرض ابو الحسن عیار قطع راہ کر کے قصر الفیروزہ میں پہونچا اور وقت صبح داخل محفل عشرت ہوا صاحبقران اکبر نے ابو الحسن عیار سے دریافت کیا کہ اے برادر عزیز شب کو تم کہاں گئے تھے کیا کیا تماشا دیکھا کچھ ہمسے بھی بیان کرو اسوقت ابو الحسن نے تمام کیفیت اپنے جانے کی اور ارباب نشاط سے بوس و کنار کرنے کی مفصل بچرب زبانی بیان کی صاحبقران والا شان ابو الحسن سے حال سنکے از حد ہنسے بعد ازان فرمایا اے برادر

عجب تم نے کار دلیرانہ کیا کہ کسی فرد بشر سے نہو سکتا ہے ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

لیکن ہمکو ایک قسم کی شرمندگی تمھاری ذات والا صفات کی وجہ سے خواتین قصر اخضر سے ضرور بالضرور ہوگی القصہ صاحبقران اکبر نے وہ زمانہ عیش جشن بصد خوشی و شادمانی بسر کیا اور وقت کتخدائی قریب آیا ۔ اشعار

رسید ساعت سعد از سپہر مینائی ۔ بصد ہزار شکوہ و ہزار زیبائی
بہر کجا کہ دلی بود گشت خرم و شاد ۔ ز بسکہ شاہد مقصود گشتہ ہرجائی
پی سواری صاحبقران عالیقدر ۔ منیر الدین شہ اقلیم عالم آرائی
شگفتہ خط خوبان و زلف محبوبان ۔ بباغ عیش کند سنبل و سمن سائی
ز ہر چراغ فروزان شبانہ خیمہ گاہ ۔ دران زمین شدہ ہر گوشہ چرخ مینائی

آخر حکمای عالیمقدار و والاتبار نے ساعت دوم سعد مقرر کی کہ شب پنجشنبہ سیزدہم ربیع الاول تھی صاحبقران عالیوقار کو پوشاک کتخدائی سے مزین کیا یعنی صاحبقران اکبر بلند اقبال کو خلعت فاخرہ جو تمام و کمال جواہر میں ملبوس ہوا مین غرق تھا

پہنایا اور خنجر یاقوت بابت جبل الصفا زیب کمر کیا اور سمند جہان پیما پر کہ جسکا روئے زمین پر مثل و نظیر نہ تھا سوار کیا اسوقت پشت سمند نکو بر و ہی زین یاقوت بابت طلسم آراستہ ہوا تھا اور چتر یاقوت سر اقدس صاحب قران پر مثل ہمائے سعادت اپنی جان کے سایہ گستر تھا الغرض اس شان و شوکت سے شہنشاہ جہان صاحب قران کو سوار کیا جملہ سلاطین عالیوقار و شاہزادگان عالی تبار و جملہ سردار و امرائے نامدار پوشاک و پیراہن نفیس و مکلف سے آراستہ اور مزین ہوکر مع سلطان اسمعیل ذیجاہ و حکمائے فلک بارگاہ بسواری مرکبان صبا رفتار و فیلان کوہ وقار ہمراہ ہمین ولیار سواری صاحب قران اکبر ہوئے و جملہ مردان لشکری بلباس نفیس ہزار در ہزار اسپان ابلق و سرنگ پر سوار صف بستہ آگے سواری صاحب قران اکبر کے ہوئے راوی کہتا ہے کہ اسقدر جلوس تھا کہ کبھی کسی شہنشاہ روئے زمین کے ہمراہ نہوا ہوگا اور کبھی چشم پیر فلک نے ایسا جلوس نہ دیکھا ہوگا کیونکہ جملہ مطیع و فرمانبردار صاحب قران قسم پریزاد و آدم سے ہمراہ رکاب تھے منزلون تک جلوس ہی جلوس نظر آتا تھا کثرت مردم اس درجہ تھی کہ بار مردم سے پشت گاو زمین خم ہوگئی تھی قدم ماہی پر کانپتے تھے زمین کو زلزلہ تھا ماہی بھی کثرت بار سے نہایت بیقرار تھی مگر بقدرت خدا بالائے آب قائم تھی پیر فلک کثرت جلوس وغیرہ سے بنظر حیرت دیکھ رہا تھا آواز نقارہ و دہل و قرنا وغیرہ سے پردہ گوش ساکنان سموات پھٹے جاتے تھے اہل آسمان دریچہائے آسمان سے تماشا دیکھ رہے تھے اور کثرت مردم ہمراہی شاہزادہ ذیوقار دیکھکر باہم متحیر ہوکر کہتے تھے کہ آج تمامی انس و جن اس کتخدائی مین شریک ہوئے ہین الغرض جب حکمائے عالیوقار بخوبی انتظام کر چکے سواری صاحب قران بہزار خدم و حشم و بہزار جلوس و تجمل جانب قصر اخضر روانہ ہوئی اثنائے راہ مین زر و جواہر صاحب قران اکبر پر بیشمار نثار کیا جاتا تھا نقیبان خوش آواز ہر قدم پر بولتے جاتے تھے ہزار ہا سقے زمین پر گلاب اور کیوڑہ سے چھڑکاؤ کرتے جاتے تھے گرد و غبار کو بٹھاتے جاتے تھے تمام راہ خوشبو سے معطر تھی مردان ہمراہی کے دماغ خوشبو سے معطر ہوتے تھے ہوا سے سرد کثرت خوشبو سے ایسی عطر بار ہوگئی تھی کہ اترائی ہوئی چلتی تھی اور رشک نسیم بہار ہوگئی تھی مرغان خوش الحان اور بلبلان خوش تقریر کو اسوقت ہوائے معطر یہ دہوکا نسیم بہار کا ہوتا تھا ہزار ہا منازل تک روشنی سے فرش نور زمین پر بچھا ہوا تھا ہر اک گلاس روشنی مین نجم فلک سے زیادہ تر منور تھا اور ہر اک کنول ضیا مین مشعل ماہ سے گوئے سبقت لیگیا تھا پیر فلک روشنی چراغان پر انجم منواتر نثار کرتا تھا اسوقت اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوتے اور اس روشنی کو ملاحظہ فرماتے عجب نہین کہ انکو خیال جلوہ طور کا آجاتا اثنائے راہ مین برابر آتشبازی چھوٹتی تھی کہ کبھی کسی نے زیر قلعہ گردون سوائے اسکے ویسی آتشبازی نہ دیکھی ہوگی جسوقت گولہ چھوٹتا تھا قلعہ گردون ہل جاتا تھا شیر فلک دہل جاتا تھا ملائک کانون پر ہاتھ رکھ لیتے تھے طبقات آسمان لرز جاتے تھے بارود اسکی ایسی تحفہ اور نایاب تھی کہ بجلی بھی تڑپ تڑپ کر بخیال جل جانے کے گولہ کے سامنے سے بھاگتی تھی آتشبازون نے بارود کی اشیا مین خوشبو مثل مشک و عنبر وغیرہ جو ملائی تھی اسکے دھوئین مین ایسی خوشبو تھی کہ دماغ مردم کے معطر ہوتے تھے اور جب ماہتاب چھوٹتی تھی اسوقت روشنی ماہ خورشید سے فوق ہوجاتا تھا زمین سے تا آسمان

نور ہی نور ہو جاتا تھا جب چرخیان آتشبازی کی رنگ برنگ چھوٹتی تھیں چرخ دیکھکر حیرت سے دنگ ہو جاتا تھا علاوہ
آتشبازی اور روشنی مذکور کے حکیم سقنقر طوس نے زیادہ تر یہ تکلف کیا تھا کہ شجرۃ القرطاس اور اشجار جواہر طلسمی سے
ہر ایک منزل میں ایک گلشن ایسا تازہ و تر بنایا تھا کہ جسکو دیکھکر روح کو تازگی حاصل ہوتی تھی دن کو گلشن سرسبز و
شاداب نظر آتا تھا اور شب کو گلشن مذکور میں خود بخود روشنی ہوتی تھی ہر برگ و بار اشجار جواہر کا پر نور ہو جاتا تھا ہر شاخ
سے گلہاے نور ظاہر ہوتے تھے اور جانب آسمان بلند ہو کر پھر جانب زمین آکر سر صاحب قران اکبر پر نثار ہوتے
تھے اسی طرح شجرۃ القرطاس سے ہر ایک منزل میں گلہاے بوقلمون پیدا ہو کر سوے فلک جاتے تھے اور سمت
زمین آکر فرق صاحب قران ذیشان پر تصدق ہوتے تھے المختصر جب قصب دوم سواری صاحب قران بلند اقبال
بفضل ذو الجلال منزل پر پہونچی اسوقت عالیجناب حکمت مآب حکیم قرطاس الحکمت نے شجرۃ القرطاس کو ایک عالی اور
مقام نادر میں نصب کیا اور حکیم ابو المحاسن سے فرمایا کہ اس شجر کے گرد قناتیں کھڑی کرکے روشن کرو اور وقت
روشن کرنے کے چشم بند کر لینا کیونکہ اس شجر کے روشن کرنے کی یہی ترکیب ہے چنانچہ ابو المحاسن نے موافق ارشاد
حکیم قرطاس الحکمت شجر مذکور کو ایک جاے نفیس میں اشجار سے جدا نصب کیا بعدہ شجرۃ القرطاس کے طبقہ اول
میں کنول روشن کیا بعد تھوڑی دیر کے شجرۃ القرطاس صورت سرو چراغان نظر آنے لگا پھر بعد ایک ساعت کے
اس شجر میں ایک ثمر خوش قطع بصورت قندیل آیا اور فی الفور شق ہو گیا اور ایک بقعۂ نور اس سے ظاہر ہوا اور جانب
فلک گیا اور بلند مثل آفتاب کے ہو کر مقابل شجرۃ القرطاس قائم ہوا جب ضیا اسکی زمین پر پھیلی دامن کوہ و دشت
دور دور تک منور اور روشن ایسا ہو گیا کہ کبھی عکس آفتاب سے بھی ایسا پر نور نہوا ہوگا اور اس درجہ ضیا بار ہوا
کہ اس بقعۂ نور میں اشیاے عجائب و غرائب مردان اہل بصر کو نظر آئے یعنی کسی شخص نے دیکھا کہ درمیان اس بقعہ نور
کے ایک باغ پر بہار ہے ہزارہا گلہاے رنگین بے مثل و نظیر شگفتہ ہیں مرغان خوش رو شاخہاے درختان عدیم المثال پر بیٹھے
ہیں کسی آدمی نے جو دیکھا اسکی نظر میں اسی بقعۂ نور باغ بنفشہ ثابت ہوا کسی ناظر نے مرغزار ملاحظہ کیا غرض ہر ایک شخص کو
جدا جدا کیفیت اس بقعۂ نور میں نظر آتی تھی اور وجہ اسکی یہ تھی کہ جو شخص کہ کواکب سبعہ سے جس کوکب کی ساعت میں پیدا
ہوا تھا مطابق اسکے وہ بقعہ اسی کوکب کے برنگ ہو کر فوق کیفیت اسکو نظر آتی تھی پس ہر ایک دیکھنے والے نے اپنے
طالع کے موافق باہوان مختلف عجائبات اسمیں دیکھے بعد دو تین ساعت کے وہ آفتاب یعنی بقعۂ نور رفتہ رفتہ کم ہو کر معدوم
ہو گیا اسی طرح پھر شجر مسطور میں ایک ثمر ظاہر ہوا آنا فانا بڑھنا شروع ہوا اور مانند قندیل کے بڑھکر درمیان سے شق اور
شگفتہ ہوا اور ایک آفتاب نور اس سے ظاہر ہو کر جانب فلک گیا اور بخوبی بلند ہو کر قیام پذیر ہوا اور بصورت ماہ کامل
متشکل ہوا اور بدستور مذکور اس سے روشنی بکثرت پیدا ہوئی اور ناظرین کو انواع و اقسام کی کیفیت نظر آنے لگی جسنے جو تماشا
دیکھا نہایت خوش ہوا اور متحیر ہوا شاہزادہ ذو الفقار صاحب قران نامدار نے بھی جو یہ کیفیت ملاحظہ کی قدرت خداوند عالم

کی تعریف و توصیف کرنے لگے یعنے پروردگار عالم نے اپنے بندون کو کیا کیا عقل و فراست دی جسکی وجہ سے انھون نے ایسی ایسی صناعی کی کہ عقل دیکھکر دنگ ہے۔ بعد حمد و ثناے الٰہی کے صاحب قران اکبر نے حکماے مرحوم و مغفور یعنے حکیم آغاز یمون مصری و حکیم اقرلیطوس الٰہی و حکیم وانیطوس الٰہی کی ارواح کو ہدیۂ ثواب سورۂ فاتحہ بخشا بعد تھوڑی دیر کے وہ بدر منور بھی بدستور مرقوم رفتہ رفتہ کم ہوکر نابود ہوگیا اور وہ شجرۃ القرطاس اپنی حالت اصلی پر نظر آنے لگا۔ یعنی فقط کاغذ رہگیا صاحب قران ذیجاہ بعد دیکھنے کیفیت شجرۃ القرطاس کے بارگاہ فلک اشتباہ مین تشریف لائے جملہ سلاطین ذیوقار و شاہزادگان نامدار و امراے عالیوقار و دیگر صاحبان عزت بھی داخل بارگاہ مذکور ہوے محفل عشرت آراستہ ہوئی ساقیان مہروش شیشہاے شراب ناب اور جامہاے بلوریں لیکر حاضر ہوے اور بناز و ادا شراب پلانے لگے اسی اثنا مین ارباب نشاط بھی حاضر ہوے ایک مطربہ خوش آواز سراپا ناز نے بعد رقص یہ غزل شروع کی غزل

ساقیا بادہ شراب بیار	یکدو ساغر شراب ناب بیار	دارے درد عشق یعنی کہ	کو ستہ دران شیخ و شباب بیار
آفتاب است ماہ و بادہ و جام	درمیان مہ آفتاب بیار	سیکند عقل سرکشی تمام	گردشش گر زنی طناب بیار
غم دوران کہ رفتہ است ز دست	نغمہ بربط و رباب بیار	غلغل قمری ار نماند ز دست	قلقل شیشہ شراب بیار

جسوقت یہ غزل مسطور مطربہ مذکورہ نے بہزار ناز و ادا پیش صاحب قران اکبر گائی جملہ ارباب بزم مسرور ہوے بعد دیکھنے رقص کے اور شغل شرابخواری کے صاحب قران اکبر نے بموجب کہنے عظیم بن حنبی کے ایک مرتبہ شجرۃ القرطاس کو سامنے آفتاب کے نصب کیا اسدم بھی شجر مسطور سے عجب عجب کیفیت ظاہر ہوئی یعنے جس طرح کہ شب کو اُس شجر سے بقعہ نور نکل کر بلند ہوتا اور سرشتگین ناظرین کو باغ اور گلشن نظر آتا تھا اُسی طرح بغیر بقعہ نور کے نکلنے کے اُس شجر مین ایسے عجیب و غریب تماشے دیکھے کہ دیکھنے والے متحیر ہوے غرضکہ صاحب قران اکبر نے تمام روز شغل میکشی اور رقص دیکھنے اور نغمہ و سرود سننے مین بسر کیا جسوقت شاہ خاور گرم رفتار بسفر مغرب مین گیا اور شاہ انجم سپاہ بصد عز و جاہ برآمد ہوکر تخت زبرجد فلک پر جلوہ گر ہوا حکماے ذیوقار و دانا نے تیار رسنے بدستور مرقوم صاحب قران اکبر کو سوار کیا اور جملہ سلاطین عالیقدر و رفقا و امراے ذی رتبہ بھی سوار ہوے مردان لشکری آراستہ ہوکر کمر بستہ ہوے جب بخوبی تمام انتظام حکماے عالیقدر کر چکے اُسوقت صاحب قران اکبر اُسی طرح روانہ ہوے اثناے راہ مین کیفیت اور سیر آتشبازی دیکھتے ہو بعد راحت و آرام وقت شام منزل دیگر پر پہونچے وہان جملہ سامان عیش و عشرت مہیا اور موجود تھے صاحب قران اکبر اسپ پریپیکر سے اُترکے داخل بارگاہ فلک جاہ ہوے سلطان اسمٰعیل و دیگر سلاطین و امرا و غیرہ صاحبان عالی مرتبہ بھی بارگاہ مذکور مین آئے اور موافق اپنے رتبہ اور لیاقت کے مقامات پر بیٹھے مردان لشکری بھی ہزارہا خیمون مین بعد آرام و راحت فروکش ہوے اُسوقت حکیم ابوالمحاسن نے شجرۃ القرطاس کو طبقہ دوم مین موافق دستور روشن کیا پھر اُسی طرح انواع و اقسام کے عجائب ظاہر ہوے ہر ایک شخص دیکھکر از حد مسرور ہو

صاحب قران اکبر بعد دیکھنے کیفیت شجرۃ قرطاس اور اکل و شرب کے بزم عشرت مین تشریف لائے نازنینان خورشید رو وختبرین مو بادہ لاجواب اور ساغر نایاب لیکر حاضر ہوئین اور اپنے دست نازک ورنگین سے شراب جام ہا سے پُر کلف مین بھر بھر کے اہل بزم کو پلا دا دو دینے لگین بعد شغل شرابخواری ارباب نشاط حسب انبساط بزم مین حاضر ہو کر پیش صاحبقران اکبر رقص و نغمہ کرنے لگے نازنینان مذکور سے ایک مطربہ خوش رو خوش گلو نے یہ غزل بلحن داؤدی شروع کی

ای صبا نکہتی از خاک در یار بیار　　ببر اندوہ دل و مژدہ دلدار بیار

تا معطر کنم از لطف نسیم تو مشام　　شمۂ از نفحات نفس یار بیار

روزگاریست کہ دل چہرۂ مقصود ندید　　ساقیا آن قدح آئینہ کردار بیار

خامی و سادہ دلی شیوۂ جانبازان نیست　　خبری از بر آن دلبر عیار بیار

دلق حافظ بچہ ارزد بمیش رنگین کن　　وانگہش مست و خراب از سر بازار بیار

جسوقت یہ غزل مطربہ مذکور نے بناز و انداز اکبری روبرو صاحب قران ذیشان گائی ہر ایک اہل بزم سے خوش ہوا لیکن نوجوانون کا تو یہ حال ہوا کہ اپنی اپنی معشوقہ اور مطلوبہ کو یاد کر کے آہ سرد بھرنے لگے بارگاہ سے سر ٹکرانے لگے صدمۂ فرقت اٹھانے لگے عالم تصور وخیال مین اپنی اپنی معشوقہ و مطلوبہ سے شکوہ وشکایت جور و جفا کرنے لگے غرضکہ بہزار دشواری دل مضطر کو تسکین دے کر جانب رقص و نغمہ متوجہ ہوئے اور تمام شب اسی طرح بسر کی جب صبح ہوئی اور آفتاب نمایان ہوا ہر ایک شخص نے ضروریہ سے فراغت حاصل کر کے پھر بادہ خواری اور نغمہ نو بروبان سے حظ وافر اٹھایا جسوقت آفتاب غروب ہوا اور ماہ منیر انجم فلک پر ہویدا ہوا حکم اسکندر نے اسی طرح صاحبقران اکبر کو مرکب باد رفتار پر سوار کیا اور انتظام سواری بھی بخوبی کیا جب کل انتظام ہو چکا اسوقت بہزار شوکت و شان و بہزار جلوس و تجمل سواری شاہزادۂ ذیوقار صاحب قران کی آگے بڑھی نقیبون نے صدائے دور باش بلند کی سقے سبک آب راہ مین کیوڑہ اور گلاب سے چھڑکاؤ کرنے لگے گرد و غبار کو بیٹھانے لگے صاحب قران اکبر راہ مین انواع واقسام کے تماشے دیکھتے ہوئے اور دو جانب سیر روشنی کی کرتے ہوئے اور کیفیت آتشبازی کی ملاحظہ فرماتے ہوئے بصد مسرت وشادمانی منزل سوم پر پہونچے حکیم ابو المحاسن نے فی الفور شجرۃ القرطاس کے طبقۂ سوم کو موافق قاعدہ روشن کیا بعد ایک ساعت کے اس شجر مین پھل آیا اور دمبدم بڑھنے لگا یہانتک کہ بقدر مرقوم مانند ماہ کامل مدور ہو کر شگفتہ ہوا اور اس سے ایک لقمۂ نور نکلکر جانب چرخ بلند ہو کر قائم ہوا اور ناظرین کو اس نور مین عجیب عجیب کیفیت نظر آنے لگی صاحب قران اکبر بھی تماشائے شجرۃ القرطاس دیکھکر نہایت خوش ہوئے بعد ازان داخل بارگاہ رشک چرخ گردون ہوئے بزم طرب آراستہ ہوئی ساقیان خوبرو و مطربان خوش گلو حاضر ہوئے ساقیان خوش تقریر بادۂ بے نظیر صاحبان بزم کو پلانے لگے مطربان خوش آواز گانے لگے اہل بزم لطف بیحد اٹھانے لگے اسی طرح جملہ خیام مین جہان جہان مردان لشکری فروکش تھے وہان بھی ساقیان گلرو ہزار ہزار جام وشیشہ شراب لیے ہوئے متواتر شراب پلاتے تھے اور مطربان خوش آواز گاتے تھے ہر ایک لشکری شراب پی کر اور نغمۂ مطرب سنکے حظ وافر اٹھاتا تھا اور وقت گزرتی

اندر یہ لطیف کھاتا تھا الغرض صاحب قران اکبر نے وہ باقیماندہ شب بعیش و عشرت بسر کی اور روز بھی بہزار خوشی و مسرت بسر کیا جب شام ہوئی بدستور حکماے عالی صفات نے صاحب قران اکبر کو اسی طرح اسپ خوش رفتار پر سوار کیا اور کل جلوس وغیرہ کا انتظام معقول کیا بعدہ سواری صاحب قران اکبر بعد کرو فر جانب قصر مختصر روانہ ہوئی حکماے عالیمقدار نے جو جو باغ پربہار نادر روزگار اثناے راہ میں جابجا اپنی حکمت سے بنائے تھے صاحبقران اکبر ان باغوں کی سیر کرتے ہوے اور روشنی چراغان دیکھتے ہوے اور آتشبازی رنگین دیکھتے ہوے لطف بیحد اور حظ وافر اٹھاتے ہوے بعد راحت و آرام اور بخوشی تمام منزل چہارم پر پہونچے ملاحظہ فرمایا کہ طبقہ چہارم شجرۃ القرطبا روشن ہی بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ شجر میں ثمر آیا اور وہ ثمر کلان ہو کر شق ہوا اور اس سے ایک ابر نمایاں ہو کر سوے فلک گیا اور ہوا پر معلق قائم ہوا تمام کوہ و صحرا اسکی ضیا سے روشن ہوگئے بعد ازان اس نور سے ایک تخت ظاہر ہوا اس تخت پر صدہا پریزادان بے مثل و بے نظیر رقص و نغمہ کرتی تھیں دو ساعت تک تخت مذکور پر پریزادان مسطور نے رقص و نغمہ کیا بعدہ وہ تخت نظر سے مخفی ہوگیا صاحب قران اکبر یہ کیفیت دیکھکر بارگاہ میں تشریف لائے اور شب کو نغمۂ خوبان سنا کیے اور بادۂ بیمثال پیا کیے جب صبح ہوئی ایک مطربہ نہایت خوبرو خوش گلو کم سن قاتل جوانان و دشمن ہوش صاحب قران اکبر حاضر ہوئی اور بناز و ادا یہ غزل اسنے شروع کی غزل

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را	بخال هندوش بخشم سمرقند و بخارا را	بدم گفتی و خرسندم عفاک الله نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخا را	من از آن حسن روز افزون که یوسف داشت دانستم	که عشق از پردهٔ عصمت برون آرد زلیخا را
غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ	که بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را	

جب وہ یہ غزل اس خوبروئے تمام کی اور بزم سے جانے لگی تو جوانان بزم کا عجب حال ہوا کہ بیتاب ہوگئے اور چاہا کہ اس نازنین کو محفل سے نہ جانے دین مگر بلحاظ صاحب قران اکبر کچھ کہہ نہ سکے وہ نازنین اپنے جاے قیام پر چلی گئی بعد جانے اس نازنین کے اور نازنینان خوبرو محفل عشرت مین آکر رقص و نغمہ کرنے لگین اسی طرح تمام دن صدہا مطربان بیمثال کا نغمہ سنا جب آفتاب نہان ہوا اور آمد ماہ منیر فلک پر ہوئی حکماے عالی تبار نے موافق دستور انتظام سواری کیا اور صاحب قران اکبر کو مرکب بینظیر پر سوار کیا بعدہ اسی شان و شوکت سے سواری صاحب قران منزل چہارم سے روانہ ہوئی راہ مین صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک باغ پربہار ہی نہایت سبز و شاداب ہی گلہاے رنگارنگ اسمین شگفتہ ہین بلبلین نغمہ سرا ہین جملہ درخت سبز و شاداب ہین مطابق اس مثنوی کے مثنوی

درختان نادیدہ روے خزان	ہمہ چون الہاے سرو جوان	ز نقل ثمر بیہ آن سر زمین	پے سجدۂ شکر سر بر زمین
گل چیدہ گر نہال از شمال	چو پروانہ بر شمع افشاندہ بال	بشاخ انبہ بر برگ غلطان تبار	چو طوطی بسے در قفس کرد بار
نہالش چنان دلکش و دلربا	گرد و سینہ بر سنگ کوبہ ہوا	تر و تازگی آشیان بستہ آب	کہ تعوید در سایہ اش آفتاب

بدر رفتہ چنیا ز ابروے برگ | ہم افتادہ بر پشت و بر روے برگ | بہ سوز دہقانی صبحدم | خیابان خیابان ہواے ارم
اگر شام دگر چاشت از سحری | ہوا صبحی و سبز با شبنمی | سراپاے طوطی بمنقار خویش | کہ میخواہد از سبزہ پاے خویش

صاحبقران اکبر اس باغ کو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور اسکی سیر سے از حد دل کو فرحت ہوئی الغرض صاحبقران اکبر کیفیت روشنی اور آتشبازی وغیرہ کی دیکھتے ہوے منزل ہجسم پر پہونچے وہاں بھی علاوہ بارگاہ فلک فرسا کے ہزارہا خیمے استادہ تھے اور جملہ سامان عیش و عشرت موجود تھے صاحبقران اکبر نے ملاحظہ کیا کہ حکیم ابو المحاسن نے بعجلت تمام ایک مقام پر طبقۂ ہجشم شجرۃ القرطاس روشن کیا بعد ایک ساعت کے شجر مذکور زمین سے تر و تازہ آیا اور فی الفور بڑھکر بار مستور مذکور شق ہوا اور اس سے ایک نور ظاہر ہوکر جانب سپہر گیا اور بہت بلندی پر جا کر معلق قائم ہوا اور اسکی روشنی سے زمین پر دور دور تک فرش نور بچھ گیا بعد ازان اس نور سے ایک گروہ سپاہیان جنگجو نکلا اور باہم دو ساعت تک شمشیر زنی مین مصروف رہا بعد اسکے وہ نور اور وہ گروہ جوانان جنگجو غائب ہوگیا صاحبقران اکبر بعد دیکھنے کیفیت مذکور کے بارگاہ معلی مین تشریف لائے جملہ سلاطین ذیوقار و امرا نامدار بھی بارگاہ مین آئے نازنینان پریزاد شیشۂ ل اور جام ہاے بلور لیکر حاضر ہوئین اور جملہ صاحبان بارگاہ کو شراب نفیس و نایاب پلانے لگین جسوقت نازنینان مذکور نے شراب پلانے سے فرصت پائی ارباب نشاط بصد نشاط بزم عشرت مین حاضر ہوے اور نغمہ ہاے خوب و دلکش سے خوش کرنے لگے وقت سحر ایک مطربہ خوبرو خوش گلو نے روبروے صاحبقران اکبر حاضر ہوکر یہ غزل شروع کی

غزل

گوہر مخزن اسرار ہمانست کہ بود | حلقۂ مہر بتان مہر و نشانست کہ بود | از صبا پرس کہ مارا ہمہ شب تا دم صبح | بوے زلف تو ہمان مونس جانست کہ بود
طالب لعل و گہر نیست وگرنہ خورشید | ہمچنان در عمل معدن کانست کہ بود | رنگ خون دل ما را کہ نہان کرد خطت | ہمچنان در لب لعل تو عیانست کہ بود
زلف ہندوے تو گفتم کہ دگر رہ نزند | سالہا رفت و دگر بر سر آنست کہ بود | حافظا باز نما قصۂ خونابۂ چشم | کہ درین کوچہ ہمان آب روانست کہ بود

صاحبقران اکبر و دیگر صاحبان بزم غزل مسطور مطربہ مذکور سے سنکے نہایت خوش ہوے اسی طرح تمام دن رقص دیکھنے اور نغمہ ہاے دلکش سننے مین گذرا جب قیصر و خاور خسر آمار شاہ انجم سپاہ شنگے جانب مغرب لرزان و ترسان گریزان ہوکر روپوش ہوا اور سلطان انجم سپاہ نے تخت زبرجد فلک پر آکر جلوس کیا یعنی آفتاب غروب ہوا شام ہوئی ماہتاب نکلا پھر جگہا سے عالیوقار و نامدار نے اسی طرح کل انتظام کیا اور صاحبقران اکبر کو اسی طور سے سمند جہان پیمان پہ سوار کیا جملہ سلاطین و امرا بھی فیلان کوہ پیکر اور اسپان چیر رو پر سوار ہوے نقارہ و دہل وغیرہ کی صدا بلند ہوئی سواری صاحبقران اکبر بصد جاہ و جلال مذکور روانہ ہوئی مابین راہ صاحبقران اکبر کیفیت روشنی و آتشبازی کا ملاحظہ فرماتے ہوے اور لطف لیے انتہا اٹھاتے ہوے منزل ششم پر پہونچے حکیم ابو المحاسن نے بدستور مذکور شجرۃ القرطاس کے طبقہ ششم کو روشن کیا بعد تھوڑی دیر کے شجر مذکور زمین سے نمو آیا اور جلد تر بڑھکر شق ہوا اور اسمین سے

ایک نور بشکل کرہ سوئے فلک گیا اور ہوا پر قائم ہوا اُسکی روشنی سے تمام دشت و در پر نور ہو گئے بعد ایک ساعت کے صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ اُس نور سے ایک جماعت علما و فضلا ظاہر ہوئی شکلین اور صورتین اُنکی نور کی تھیں پیشانیوں پر آثار سجود ظاہر تھے ہر ایک عالم و فاضل کے ہاتھ مین تسبیح خاک شفا تھی اور سر پر عمامہ بر مین قبا پانوُن مین کفش ایک ہاتھ مین عصا سے بادام تلخ لب پر ذکر خدا غرض اُس نور سے اسطرح نمایان ہو کر فرش پر بیٹھے اور باہم مسائل دینیہ مین گفتگو اور مباحثہ کرنے لگے بعد دو ساعت کے وہ نور اور آن علما و فضلا کا نام و نشان بھی نہ رہا صاحب قران اکبر یہ کیفیت دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور حکماے متقدمین کی صنعت اور عقل کی تعریف کی بعد اسکے صاحب قران اکبر بارگاہ معلے مین تشریف لائے ملاحظہ کیا کہ بارگاہ کرسی اور دنگل اور تخت اور فرش اطلس و زربفت سے مثل عروس شب اول آراستہ ہے بعد ملاحظہ فرمانے آراستگی بارگاہ معلے کے تخت پر جلوہ فرما ہوئے جملہ سلاطین ذیوقار و امراے نامدار علی قدر مراتب تخت و کرسی پر بیٹھے نازنینان خوبرو عنبرین مو جام و شیشہ شراب ناب لیکر حاضر ہوئین اور بصد ناز و ادا صاحب قران اکبر و جملہ صاحبان بارگاہ کو اپنے دست حنائی سے جام شراب دینے لگین بعد میکشی ارباب نشاط حاضر ہوئے اور صاحب قران ذیجاہ سیر رقص و نغمہ کرنے لگے ایک نازنین ہمتال خورشید جمال

نے یہ غزل شروع کی — غزل

خیال روی تو در ہر طریق ہمرہ ماست
اگر زلف درازی تو دست شیائی مید

نسیم موی تو پیوند جان آگہ ماست
کہ داستان پریشانی دست کوتہ ماست
بصورت از نظر ما اگرچہ محجوبست

بہ پیش لیلہ رخسار آن تو بیگو
بحاجب در خلوت سرا خاص بگو
ہمیشہ در نظر خاطر مراقبہ ماست

ہزار یوسف مصری فتادہ در چاہ
فلان زنگوشہ نشینان خاک درگہ ماست

جسوقت صاحب قران گردون سریر نے یہ غزل اُس مطربہ سے زلیخا سنی نہایت خوش ہوئے اور جملہ ارباب بارگاہ بھی

مسرور ہوتے اسی طرح ترانہ دلکش سنتے ہیں اور رقص نازنینان خوبرو دیکھتے ہیں شب و روز صاحبقران اکبر نے بسر کیا جب آفتاب غروب ہوا اور ماہ منور فلک پر ظاہر ہوا حکمائے عالی منزلت و اہلکاران والا مرتبت نے اُس شب کو انصرام انتظام جلوس وغیرہ کیا اور بدستور صاحبقران اکبر کو سپہر جہان پیما پر سوار کیا ہمراہ سلاطین ذوی الاقتدار و شاہزادگان عالیوقار و امرائے نامدار و سرداران تہور شعار یعنی فیلان کوہ وقار و مرکبان صبا رفتار پر سوار ہوئے صدائے نقارہ و دہل و قرنا وغیرہ بلند ہوئی زمین باجوں کی آواز سے لرزنے لگی صدائے نقارہ و دہل گردون پر جانے لگی پیر فلک متحیر ہوکے دیکھنے لگا در ہائے فلک سے فرشتے اس براستہ کا نظارہ کرنے لگے سواری صاحبقران اکبر روانہ ہوئی صاحبقران گیتی ستان اثنائے راہ میں تماشا روشنی اور آتشبازی کا دیکھتے ہوئے منزل ہفتم پر پہونچے یہ منزل محاذی قصر اخضر تھی اور خاص صاحبقران گردون سریر کشورگیر کے نزول اجلال کے لیے صفحہائے نہ گانہ اور خیام مرفوعات نہ گانہ مقرر ہوئے تھے اور دامن جبل اعلے میں کئی فرسخ تک خیام زربفتی و مخمل کاشانی استادہ کیے گئے تھے اور خیام مسطور اس درجہ بلند تھے کہ قبہ خیمہ فلک سے دعوی ہمسری رکھتے تھے اور جبل اعلے کو ملازمان پدر ملکہ شمسہ تاجدار نے سراپا ایسا سامان روشنی سے آراستہ کیا تھا کہ اگر اسوقت حضرت موسی علیہ السلام ہوتے تو جبل اعلے کو روشنی چراغان سے پرنور دیکھکر کوہ طور کو ضرور یاد فرماتے کیونکہ ملازمان پدر ملکہ شمسۂ تاجدار نے جبل اعلے میں قنادیل و قمقمہ زرین و فانوس و کنول و گلاس وغیرہ اسقدر آویزان اور روشن کیے تھے کہ اُنکا شمار کسی بشر سے ممکن نہ تھا کثرت اُنکی مانند کواکب افلاک کے تھی ساکنان شہر فردوس ہزار در ہزار واسطے دیکھنے سواری صاحبقران گردون سریر آفاق گیر کے جمع ہوئے تھے اور خوش ہوکر چار جانب سے گلہائے رنگارنگ و بوقلمون مانند نسرین و سمن بسر نوشاہ ذیجاہ فلک بارگاہ پر نثار کرتے تھے شاہزادہ ذیوقار یعنی صاحبقران نامدار موافق دستور ایکجا اسپ جہان پیمان کو روکے ہوئے منتظر تھے کہ طبقہ ہفتمین شجرۃ القرطاس کا روشن ہو تاکہ کیفیت اُسکی دیکھیں لیکن ادہر مردمان شہر فردوس گلہائے خوشبو سر پر نثار کرتے تھے اور بالائے قصر اخضر سے خواتین ذیوقار سواری صاحبقران نامدار کو بصد اشتیاق و بہزار شوق دیکھتی تھیں ناگاہ حکیم عالی منزلت و الامرتبت قطماس بحکمت صاحبقران اکبر کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے شاہزادہ بلند اقبال صاحب شوکت و جلال آپ اسجگہ توقف نہ فرمائیں خیمہ نہم مرفوعات میں تشریف لیجائیں کیونکہ وہی خیمہ فلک فرسا آپ کے قیام کے واسطے مقرر کیا گیا ہے اُسی خیمہ میں شجرۃ القرطاس کی کیفیت بھی ملاحظہ کیجئے گا اور موافق احکام روزنامچہ بزرگ تین روز تک خیام مرفوعات کے صفحہ نہم اور خیمہ نہم میں تشریف رکھیے گا اور چوتھی شب کو بوقت معین و بساعت مقررہ بالائے جبل تشریف لیجائیے گا اور ملکہ ملک خوبی و کشور محبوبی کو اپنے عقد میں لائیے گا شب عقد شجرۃ القرطاس روشن کیا جائیگا کیا آپ کو یاد نہیں ہے کہ عظیموں جنی نے وقت رخصت اس عبد ذلیل سے کہا تھا کہ شب ہفتم شجرۃ القرطاس کے کل طبقات کو تم اپنے ہاتھ سے روشن کرنا اور قدرت خالق لیل و نہار

جو اس شجر سراپا بہار سے آشکار ہو گی دیکھنا لہذا اب آپ خیام مرفوعات میں جائیں اور محفل عشرت آراستہ فرمائیں صاحبقران
نامدار موافق ارشاد استاد ذو الوقار خیمۂ بہشتم میں تشریف لائے اور جمیع سلاطین ذی وقار و امرائے عالی تبار و سرداران تہور شعار
خیام مرفوعات میں قیام پذیر ہوئے اور مردان لشکری دیگر خیاموں میں فروکش ہوئے نازنینان خورشید جمال جو آگاہی علم
موسیقی میں بے مثال تھیں پیش صاحبقران اکبر رقص و نغمہ کرنے لگیں اور مغنیاں عاشقانہ گانے لگیں اسی طرح ہزارہا
مقامات پر بزم عیش و عشرت آراستہ ہوئی ہر کہ ومہ کے روبرو ارباب النشاط گانے لگے علاوہ اسکے سامان مہمانی دعوت
ابو عامر پدر ملکہ قسمیہ تاجدار کی جانب سے موجود تھا لیکن یہ مہمانی و دعوت بعد نکاح ہفت روز تک جملہ سلاطین ذی وقار
و شاہزادگان نامدار و امرائے عالی تبار و جمیع مردان لشکری کے لیے معین ہوئی تھی اور جملہ فواکہ و اشیائے ضروریہ
موجود و مہیا تھے المختصر صاحبقران فلک بارگاہ خیمۂ بہشتم مرفوعات میں تخت پر رونق افزا ہو کر بخوبی تمام رقص پریزادان
دیکھا کیے اور نغمہ دلکش سنا کیے اور جام شراب متواتر پیا کیے شب ہفتم حکیم عالی منزلت یعنی قسطاس الحکمت و پادری
ایلدروس صاحبقران عالی وقار کے پاس تشریف لائے اور بعد تہنیت حکیم قسطاس الحکمت نے طبقات ہفتگانہ
شجرۃ القرطاس کو اپنے ہاتھ سے روشن کیا اور آنکھ بند کیے ہوئے قنات سے باہر آئے بعد دو ساعت کے وہ قنات
کہ جس میں شجرۃ القرطاس کو حکیم قسطاس الحکمت نے روشن کیا تھا مردان کارگذار نے گرد پیش شجرۃ القرطاس کے
ہٹا دی اس وقت ہزار در ہزار بلکہ بے شمار مردان تماشائی فراہم تھے جس دم طبقات ہفتگانہ شجرۃ القرطاس روشن ہو چکے
اور قنات اسکے گرد سے علیحدہ کر دی گئی صاحبقران اکبر و جملہ خاص و عام نے دیکھا کہ عجیب عجیب طرح سے کیفیتیں
نظر آنے لگی یعنی پہلی ساعت میں اول شجر میں پھل آیا اور بڑھکر درمیان سے شق ہوا بعدہ ایک آفتاب ظاہر ہوا اور وہی
کیفیت مرقومہ نظر آئی بعد اسکے ایک اس درخت میں اور ثمر آیا اور آناً فاناً بڑھنے لگا یہاں تک کہ حسب دستور کلان ہو کر
خود بخود شق ہوا اور اسمیں سے ایک پری صورت پیدا نکلکر بدستور بلند ہوا اور اس طرح میں عجیب و غریب کیفیت گذشتہ
نظر آنے لگی الحاصل جب ساعت ہفتم آئی اسوقت شجرۃ القرطاس کا ہر ایک برگ مانند چہرہ ماہ تاباں اور درخشاں ہو گیا اور
ہر ایک شاخ پر اس شجر کے ایک طائر خرد خوش رنگ و خوش الحان بیٹھا ہوا صاحبقران اکبر کو نظر آیا اور ہر
شاخ کلان پر شجرۃ القرطاس کے ایک طائر کلان نہایت خوبصورت و خوش قطع بیٹھا ہوا بالفصاحت و بلاغت ذکر خداوند
عالم و عالمیان کرتا ہوا دکھائی دیا طائران خرد گرد اس طائر کلان کے بیٹھے ہوئے حمد و ثنا سے آواز کرتے تھے کبھی وہ
طائر کلان خاص و عام کی جانب مخاطب ہو کر پند و نصائح کرتا تھا اور کبھی اشعار عبرت آمیز پڑھتا تھا اور کبھی کل من علیہا
فان کی تلاوت کرتا تھا اور مردم کو بے ثباتی دنیا اور مرگ سے اطلاع دیتا تھا کبھی خاص و عام کو غضب الٰہی سے ڈراتا تھا
صاحبقران اکبر نے ملاحظہ کیا کہ اس طائر کلان نے بعد پند و نصائح وغیرہ کے جملہ خاص و عام کی طرف متوجہ ہو کر آواز
بلند کہا اے مردان اگر تم میں سے کسی شخص کی کوئی چیز کسی طرح سے گم ہو گئی ہو اور اسکا نشان اور پتہ نہ ملتا ہو

تو اسوقت مجھ سے اُس گم شدہ شی کا سوال کرو بمشیت پر بقدرت رب اکبر اُس شی کا نشان بتادیگا اور اُسکی کما حقہ
کیفیت سے اطلاع دیگا یہ کہکر وہ طائر کلان خاموش ہوا ہرچند اسوقت ہزار در ہزار بلکہ بیشمار خاص و عام کا مجمع تھا مگر کوئی
شخص بجز ابو المکارم کے ملول و حزین اہل حاجت نہ تھا جو اُس مرغ خوش الحان سے سوال کرتا کیونکہ ہر ایک شخص
بعنایت و الطاف صاحب قران اکبر اپنی اپنی مراد دلی پاچکا تھا اور مدعاے دل حاصل کرچکا تھا لیکن ابو المکارم
نے جیسے دولت اولاد کھوئی تھی اُس زمانہ سے ہمیشہ رنجیدہ اور ملول رہتا تھا اور غم فرقت فرزند میں زار زار روتا
تھا ہرچند کہ جشن عقد صاحب قران اکبر وہ جشن ہمایون تھا کہ ہر ایک خرد و کلان نے اپنی اپنی مراد پائی تھی اور
کثرت شادمانی سے شادان و فرحان تھا مگر نظر ابو المکارم میں ایام جشن صاحب قران اکبر بدتر از شب تیرہ و تار تھے
اُسکو ذرا بھی خوشی نہ تھی سواے اشکباری اور نالہ و بیقراری کے اور کوئی کام نہ تھا ہرچند قبل اسکے ابو المکارم نے
اپنے فرزند غرق شدہ کے باب میں اکثر فقرا سے دریافت کیا اور کبھی نجومیوں اور رمالوں سے پوچھا مگر کسی نے خبر صحیح
نہ بیان کی اور حال خیریت مآل اُسکے فرزند دلبند کا اچھی طرح نہ کہا ایک روز حالت بیتابی و بیقراری میں ابو المکارم نے اپنے
فرزند کے مقدمہ میں حکیم فیلاس الحکمت سے بھی سوال کیا تھا اور حکیم صاحب موصوف نے مکاشفہ میں ملاحظہ فرمایا تھا
لیکن بمصداق کل مخفی مرہون باوقاتہا کے مفصل حال حکیم صاحب بھی نہ بتا سکے علاوہ اسکے صاحب قران اکبر
نے واسطے جستجوے فرزند ابو المکارم کے ہزارہا پریزادان تیز پرواز کو ہر چہار جانب روانہ کیا تھا اور پریزادان مذکور نے
کوہ و دشت و دریا سے روے زمین میں ہرچند جستجو کی تھی مگر وہ مدعا ہاتھ نہ آیا تھا جسوقت اُس مرغ عجیب و غریب
نے نسبت اشیاے گم شدہ کے خاص و عام سے کہا ابو المکارم بیتابانہ دوڑکر قریب اُس مرغ مذکور کے پہونچا اور
بآواز بلند روکر کہنے لگا کہ اے مرغ زیرک و اے طائر دانندۂ حال غیب زمانہ دراز گذرا کہ میرا فرزند ابو المحاسن کشتی پر سوار
ہوکر فلان دریا میں جاتا تھا ناگاہ ہوا سے تند و تیز چلنے لگی طوفان عظیم آیا ہرچند ملاح نے تدبیر کی کہ کسی طرح کشتی سالم
نہ رہی اور شکستہ ہوکر غرق دریا ہوگئی میں نے سنا ہی کہ فرزند میرا ابو المحاسن بھی غرق ہوگیا نہیں معلوم کہ دریا سے
زندہ و سلامت نکلا یا خورش ماہیان ہوگیا آجتک اُسکی کچھ خبر معلوم نہیں ہی لہذا ای طائر ذیوقار بواسطہ خدا حال کہکر
مجھکو میرے فرزند ارجمند کی خبر مرگ و زیست سے اطلاع دے طائر مذکور یہ کلام ابو المکارم سنکے بآواز بلند کہنے لگا اے
ابو المکارم آگاہ ہو کہ جسوقت کشتی دریا میں غرق ہوئی تھی تیرا فرزند ابو المحاسن ایک تختہ پر بیٹھا ہوا بقدرت پروردگار
فلان جزیرہ میں پہونچا اور اسوقت تک اُسی جزیرہ میں ہے ہرچند چاہتا ہی کہ اُس جزیرہ سے نکل کے تمہارے پاس آئے
مگر کوئی کشتی دستیاب نہیں ہوتی بمجبوری اُسی جزیرہ میں رہتا ہی جسدم صاحب قران اکبر نے اُس طائر سے یہ حال
سنا فوراً حارث دیو کو طلب کرکے حکم دیا کہ اسی وقت فلان جزیرہ میں جاکر ابو المحاسن کو بصد راحت و آرام ہمارے
پاس لے آو حارث بموجب ارشاد صاحب اکبر جلد تر روانہ ہوا اور اُس جزیرہ میں پہونچکر ابو المحاسن کو اپنے

روشن پر بیٹھا کے خدمت صاحب قران اکبر مین حاضر ہوا صاحب قران اکبر ابوالمحاسن کو دیکھکر از حد خوش
ہوے ابوالمحاسن صاحب قران اکبر کو دیکھکر بعد ادب آداب و تسلیم بجالایا تخت کو بوسہ دیا دعا و ثنا ے شاہی
بجالایا صاحب قران اکبر نے نہایت نوازش فرمائی ابوالمکارم اپنے فرزند سے بیتابانہ لپٹ گیا اور اسقدر رویا کہ روتے
روتے غش آگیا طائر مذکور بدستور ذکر خداوند عالم کر رہا تھا یکایک ایک شعلۂ آتش طائر کے دہن سے نکل کر اسکے
پر و بال پر گرا وہ طائر کلان جلنے لگا یہانتک کہ جملہ طیور ہمراہ اُس طائر کلان کے جلکر خاک ہوگئے بجرد جلنے جمیع طیور کے
ایسا دھواں بلند ہوا اور محیط عالم ہوا کہ سوا ے تاریکی اور سیاہی کے مردم چشم کو کچھ اور نظر نہ آتا تھا ہر چند کہ شب ماہ
تھی اور روشنی چراغان وغیرہ از حد تھی لیکن کسی کو روشنی مطلق نظر نہ آتی تھی بعد دو ساعت کے جب وہ دود غلیظ
دفع ہوا اور روشنی ہوئی آسمان نظر آنے لگا اور زمین بھی نظر آئی اُسوقت صاحب قران اکبر نے جو ملاحظہ فرمایا تو
شجرۃ القرطاس کا نام و نشان بھی نہ پایا بعد شکر خدا صاحب قران اکبر نے حکما ے متقدمین کی صنعت اور حکمت کی
تعریف کی اور حکیم آقازبیلان وغیرہ کی ارواح کو ثواب سورۂ فاتحہ بخشا جملہ خاص و عام بھی اُس تاریکی کے زائل ہونے سے
بہت مسرور ہوے اور کیفیت مذکور دیکھکر از حد متحیر ہوے جب وہ طیور جلکر خاک ہوگئے اور تاریکی دور ہوگئی اُسوقت
ابوالمکارم کو بعد تدارک غش سے افاقہ ہوا بعدہ پھر دونوں پسر و پدر باہم ملے اور شکر خداوند کریم بجالائے بعد اسکے ابوالمکارم
نے صاحب قران اکبر کے قدم مبارک کو بوسہ دیا صاحب قران گردون وقار نے ابوالمکارم و ابوالمحاسن کو بالطاف
خسروانہ دو خلعت بیش قیمت اور زر و گوہر سے کہ سرفراز اور ممتاز کیا اور اُسی دم از راہ نوازش شاہانہ زرافروز بانو
ہمشیرہ حمید زرافشان سے عقد کر دیا اور بعوض خدمتگذاری ابوالمکارم اُسکے فرزند ابوالمحاسن کو داروغگی شہر فردوس
مرحمت فرماکر سربلند فرمایا بعد اسکے حکما ے ذوالوقار و عالی تبار نے ساعت سعید مین محفل عقد بعد زیب و زینت آراستہ
کی - اشعار

بزرگان ارباب دانش تمام
گروہ ایشان بدین ... دولت نظام

کہ تا عقد شہزادۂ نامدار
بخوانند با آن مہ تاجدار

یکے شمس آفاق قدر و جلال
یکے شمسہ بارگاہ جمال

چو آن بزم رنگین بر آراستند
پے عقد عالی بپرداختند

دو عاشق دو معشوق جویای ہم
دو سرگشتہ حال تمنای ہم

باآئین شرع شفیع امم
نشستند مشب پہلوے ہم

القصہ اسطرح محفل عقد آراستہ کی گئی کہ پیر فلک دیکھکر متحیر ہوا اور ملائک بصد اشتیاق و بہزار آرزو زیب و زینت
بزم کو دیکھنے لگے ؎

دگرگون زیوری
آسمان بر عالی بہند زمین پر شور کشور

چنانچہ کہ دعوی فردوس باطل میکند
اگر میان ہر دو بنشانند عادل داوری
چنان بزمی کہ وہر دم

الغرض بعد آراستہ ہونے محفل عقد کے اور بزم نشاط کے سلطان اسمعیل ذوالوقار یادری ایڈروس و ہر چہار حکما ے
عالی قدر و ذوالوقار یعنی حکیم قسطاس الحکمت و حکیم ابوالمحاسن و حکیم احتشیان و حکیم عقرطوس جنی محفل عقد مین

تشریف لائے چونکہ پادری ایڈروس ملکہ شمسہ تاجدار کی جانب سے وکیل مطلق تھا اسوجہ سے اُسنے استرضاے ملکہ شمسہ تاجدار درمیان بزم ظاہر کیا بعد اسکے شیخ احمد عرب نے بشہادت ابو المکارم و حمید زرافشان ہر دو کو ہر دریاے حسن و خوبی کو سلک عقد مین بعد مسرت منسلک کیا بعد عقد ہونے کے چار جانب سے صداے تہنیت و مبارکباد آنے لگی اُسوقت نازنینان طلسم و پریزادان قاف نے صدہا بلکہ ہزارہا طبقہاے زر و جواہر صاحب قران اکبر پر نثار کیے اور ابو عاصر پدر ملکہ شمسہ تاجدار نے بھی ہزار در ہزار خوان و طبق زر و جواہر کے فرق داماد پر نثار کیے اُس وقت ابو الحسن جوہری کی یہ کیفیت تھی کہ بیتابانہ جال مار مار کر جواہر و زر سفید اپنے قبضہ مین کرتا تھا اور کسی کو ہاتھ نہ لگانے دیتا تھا راوی کہتا ہے کہ اُس شب سر صاحب قران اکبر پر اُس درجہ زر و جواہر نثار کیا گیا تھا کہ ابو الحسن جوہری بھی کسی طرح کل زر و جواہر اُٹھانے سکا دست و بازو تھک گئے اور زر و جواہر فراہم کرتے کرتے عاجز آ گیا تھا شاید آجتک جو معدن مین چاندی دستیاب ہوتی ہے یہ وہی زر نثار شدہ کی چاندی ہے اور زمین پر جو ذرے چمکتے ہین یہی اس کثرت زر کے یادگار ہین اور بحر مین مین جو ابتک غواص بعد جستجو گوہر آبدار پاتے ہین یہ موتی بھی وہی ہین جو شب عقد فرق شاہزادۂ گردون قادر پر نثار ہوے تھے بعد نثار کرنے زر و جواہر کے نازنینان خوبرو خوش گلو بصد ناز و ادا بزم مین آئین اور بعد رقص ایک مطربہ ہمثال خورشید جمال نے پیش صاحب قران اکبر یہ غزل شروع کی - غزل

گلعذاری ز گلستان جہان مارا بس	زین چمن سایۂ آن سرو روان مارا بس	قصر فردوس بپاداش عمل می بخشند	ما که رندیم و گدا دیر مغان مارا بس
یار با ماست چه حاجت که زیاده طلبیم	دولت صحبت آن مونس جان مارا بس	از در خویش خدایا به بهشتم مفرست	که سر کوی تو از کون و مکان مارا بس
	حافظ از مشرب قسمت گله بی انصافیست	طبع چون آب و غزلہاے روان مارا بس	

جسدم غزل مسطورہ مطربہ مذکورہ نے بہزار ناز و ادا بزم مین از مطلع تا مقطع گا کر تمام کی جملہ صاحبان بزم مسرور ہوے لہذا اُس مطربہ کے اور ایک مطربہ خوبرو خوش گلو نازنین مہ جبین سرلقا سراپا ناز و ادا بصد کرشمہ بزم مین آئی اور بعد رقص یہ غزل اُسنے بلحن داؤدی شروع کی غزل

درد عشقے کشیدہ ام که مپرس	زہر ہجرے کشیدہ ام که مپرس	گشتہ ام در جہان و آخر کار	دلبرے برگزیدہ ام که مپرس
آنچنان در ہواے خاک درش	میرود آب دیدہ ام که مپرس	من بگوش خود از دہانش دوش	سخنانے شنیدہ ام که مپرس
بے تو در کلبۂ گدائے خویش	رنجہاے کشیدہ ام که مپرس	ہمچو حافظ غریب در رہ عشق	بمقامے رسیدہ ام که مپرس

جبکہ غزل مسطورہ مطربہ مذکورہ نے تمام کی صاحب قران اکبر و دیگر اہل بزم از حد خوش ہوے الغرض جسوقت عقد ہو چکا اور ارباب نشاط رقص و نغمہ کر چکے اُسوقت وقت ہمایون اور ساعت سعید مین موافق مشورہ حکیم قسطاس الحکمت و پادری ایڈروس صاحب قران عالیشان کا بالاے کوہ تشریف لیجانا قرار پایا چنانچہ بموجب ارشاد اُستاد عالی نژاد یعنے حکیم قسطاس الحکمت صاحب قران ذیجاہ مرکب جہان پیمان پر بصد شان و شوکت سوار ہوے اسوقت چند سلاطین نامدار

حسین و نوجوان و ابو الحسن جوہر ہمراہ شاہزادہ فلک بارگاہ تھے جس وقت صاحب قران عالیوقار مع چند جوانان بالا سے جنگل پہونچے اور قریب در قصر اخضر آئے اسدم شاہزادہ گردون سریر کشور گیر نے ہر ایک نامدار کو اپنے سر کی قسم دیکر رخصت کیا مگر ابو الحسن جوہر ہمراہ رکاب صاحب قران اکبر رہا جس وقت صاحب قران اکبر در قصر اخضر پر پہونچے خلدانہ ماہر و بوجہ سلطان ابو الحسن جوہر نے بصد مسرت در قصر اخضر کو جلد تر بند کر لیا جبتک اپنی اولاد کے نام تا قیام حکومت عہدۂ وزارت کا فرمان صاحب قران اکبر سے نہ لکھوا لیا اسوقت تک دروازہ نہ کھولا جب صاحب قران اکبر داخل در قصر اخضر ہوئے اسوقت ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح روشن گہر و ملکہ صبح دلکشا و ملکہ رنگ افروز و گوہر بزم افروز و ملاحت پری و ملیحہ و صبیحہ وغیرہ خواتین طلسم و زنان خوش جمال ہزار در ہزار ملکہ [illegible] برائے استقبال شاہزادہ بلند اقبال و فرخندہ فال دروازۂ قصر اخضر تک آئیں اور جملہ خواتین نے بصد خوشی و شادمانی طبقہا سے زر و جواہر و گوہر اس درجہ سر صاحب قران اکبر پر نثار کیے کہ روئے زمین کثرت زر و جواہر و گوہر سے نظر نہ آتی تھی اور ہنگام نثار گوہر وغیرہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ فرق صاحب قران اکبر پر بارش گہر وغیرہ کی بکثرت ہو رہی ہے اسوقت ابو الحسن جوہر خوش ہو ہو کر ہر دو دست بیتابانہ گوہر آبدار و جواہر بیش بہا اٹھاتا تھا اور کسی طرح کثرت گہر و جواہر وغیرہ کم نہوتی تھی آخر بدقت و دشواری تمام و کمال زر و جواہر و گوہر ابو الحسن جوہر نے اٹھا کر اپنے قبضہ مین کیا اور از حد خوش ہوا بعد نثار کرنے زر و گوہر کے جملہ خواتین ذیوقار و عالیقدر صاحب قران اکبر کو اپنے ہمراہ تہنیت دیتی ہوئی قصر اخضر مین لیگئین اور تخت [illegible] زرنگاری پر بٹھایا پھر اسوقت زنان قصر اخضر نے طبقہا سے جواہر و گوہر سر صاحب قران اکبر پر بصد مسرت نثار کیے جس وقت صاحب قران خوش اقبال فرخندہ فال با قبال و ذو الجلال ملکہ شمسۂ تاجدار خوش جمال کے پہلو مین بیٹھے اور ملکہ شمسۂ تاجدار کو عروس بنے ہوئے دیکھا دل صاحب قران اکبر مانند گل شگفتہ ہوگیا اسوقت خواتین قصر اخضر نوشاہ و عروس کو باہم دیکھکر طرح طرح کا خیال کرتی تھین بعض بعض خواتین کے قول سے ثابت ہوتا تھا کہ دو کوکب سعد و روشن ایکجا ہین اور چند خواتین باہم یہ کہتی تھین کہ اسوقت بقدرت خالق بحر و بر مہر و ماہ منور ایکجا ہین کوئی قران مقابلہ کہتی تھی کہ سچ ہے تو ثابت یہ ہوتا ہے کہ قران السعدین بالطاف خالق کونین ایک برج مین ہین الغرض جس وقت صاحب قران اکبر پہلو سے ملکہ شمسۂ تاجدار مین بصد مسرت بیٹھے اسوقت نازنینان زہرہ خصال خورشید جمال روبرو صاحب قران اکبر و ملکہ شمسۂ تاجدار والا گہر رقص و نغمہ کرنے لگین اور تہنیت دینے لگین اور بصد ناز و ادا نغمۂ دلکش کرنے لگین انمین سے ایک مطربہ خوش آواز سراپا ناز نے یہ غزل شروع کی۔ غزل

وصال او نہ عمر جاودان بہ
ولا دائم گدائے کوے او باش
خدایا جز مرا آن دہ کہ آن بہ
بحکم آنکہ دولت جاودان بہ
کہ از ملک سلیمان و سلطان بہ
جوانان سرمتاب از پند پیران
بخلد مردہ زاہد مفرما
خدا را از طبیب من بپرسید
کہ آخر کی شود این ناتوان بہ
گلی کان پائمال سرو ما شد
بود خاکش ز خون ارغوان بہ
کہ این سیب زنخ زان بوستان بہ

سخن اندر دہان دوست گوہر　　ولیکن گفتۂ حافظ ازان بہ

جسوقت یہ غزل مسطورہ بالا بزبان مذکورہ سے صاحبقران اکبر نے سُنی نہایت خوش ہوے بعد اسکے خواتین ذیوقار بعد رسوم معمولی وہ آئینہ و مصحف کہ جو زمانۂ دراز سے خاص اسی روز کے واسطے بحفاظت تمام رکھا ہوا تھا لائین نام اُس آئینہ کا مرآۃ الصفا تھا اگر اُس آئینہ کو سکندر بھی ایک نظر دیکھتا تو حیرت سے اُسکو سکتا ہو جاتا الغرض خواتین ذیوقار نے آئینہ و مصحف مابین عروس و نوشاہ بصد مسرت رکھا۔ راوی کہتا ہے کہ خاصیت اُس آئینہ کی یہ تھی کہ جب عروس و نوشاہ باہمدگر پرتو حسن چہرہ بیمثال دیکھیں قیامت تک باہم محبت و الفت رہے اور کبھی صورت نفاق درمیان مین نہ آئے القصہ صاحبقران خوش اقبال نے بصد اشتیاق مرآۃ الصفا مین رخ پر نور و بینظیر ملکہ شمسہ تاجدار کو ملاحظہ کیا اور اپنی خوش اقبالی پر ناز کیا اور درود پڑھکر یہ شعر پڑھا شعر

شکر کہ دیدہ باز بدیدار دوست کردم باز　　چہ شکر گویمت ای کارساز بندہ نواز

الحاصل بعد ادائے رسم آئینہ و مصحف ملکہ عالیہ خاتون والدہ ماجدہ صاحبقران اکبر عروس کو بصد الفت و ہزار مسرت اُٹھاکر ایوان خلوت مین لائین اور آیۃ الکرسی اور ناد علی و دیگر ادعیہ جلیلہ اپنے فرزند دلبند اور عروس پر پڑھکر ایوان خلوت سے چلی آئین اور اُس ایوان کو خواتین سے خالی کر دیا صاحبقران اکبر نے جسوقت ایوان کو صحبت غیر سے خالی دیکھا اور ایک مدت مدید اور عرصۂ بعید کے بعد یہ روز وصل میسر آیا اول صاحبقران اکبر نے گلشن حسن ملکہ شمسہ تاجدار سے بخوبی تمام گلچینی کی یعنے بوسہ ہاے لب و رخسار بیحد بصد آرزو و بہزار شوق عروس کو تنگ تر بغل مین لیکر سینہ سے لگایا آخر الامر عنان صبر و اختیار ہاتھ سے نکل گئی اُسوقت بر غبت تمام عروس سے ہمکنار ہوے ؎

خوشا وقتی و خرم روزگارے　　کہ یارے برخورد از وصل یارے
بہم ماہ و خورشید آمیختند　　گل عیش بر فرق ہم ریختند
دران ساعت با او چو شیر و شکر　　گہر ریخت در کان یاقوت تر

القصہ صاحبقران گردون سریر کشور گیر بعد مدت مدید وصل ملکہ شمسہ تاجدار سے کامیاب اور بہرہ یاب ہوے اور یہ شعر زبان پر لائے شعر

شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز　　کارے کہ خواستم ز خدا شد بسر تمام

بعد بجالانے شکر پروردگار کے صاحبقران اکبر قریب شام ایوان خلوت سے بیرون تشریف لائے اور بعد طہارت دو رکعت شکر ادا کی اور پیراہن تبدیل فرماکر دوبارہ ایوان خلوت مین آئے اور تمام رات بعیش و عشرت بسر کی وقت صبح ایوان خلوت سے باہر تشریف لائے اور بعد طہارت نماز سحر بصد خشوع و خضوع پڑھی بعد پڑھنے نماز کے پھر ایوان مذکور مین تشریف لے گئے اسی طرح ہفت یوم تک صاحبقران اکبر نے بخوبی تمام عیش کیا شب ہشتم شاہزادہ کامگار نے عالم خواب مین ملاحظہ کیا کہ ایک شجر سبز و میوہ دار ہے اُسکو بصد الفت مین اپنی آغوش مین لیے ہون اور برغبت تمام اُسکا میوہ

نوش کر رہا ہوں اور بیج زمین میں بو رہا ہوں ناگاہ بقدرت باغبان قضا و قدر اس بیج سے ایک درخت نہایت شاداب
زمین سے ظاہر ہوا بعد دیکھنے اس خواب کے صاحب قران اکبر بیدار ہوئے اور بستر خواب سے اٹھکر بصد خوشی و خرمی
ایوان سے باہر تشریف لائے اور غسل کرکے نماز صبح ادا کی بعد اسکے صاحب قران اکبر مسکراتے ہوئے دیوان عام میں
تشریف لائے اور تخت پر جلوہ افروز ہوئے جملہ سلاطین ذیوقار و شاہزادگان نامدار و امرائے ذیوقار بھی دیوان عام میں
آئے اور حکمائے عالی منزلت بھی تشریف لائے سب کے پہلے حکیم قسطاس الحکمت نے صاحب قران گردون سریر
آفاق گیر کو نذر تہنیت دی شاہزادہ کامگار نے بصد ادب اپنے استاد ذیوقار کے دست حق پرست کو بوسہ دیا اور
بعد تعظیم اپنے برابر بٹھالیا اور کہا کہ اے استاد عالی منزلت والا مرتبت یہ رتبہ صاحب قران اور یہ خوشی و شادمانی
جو الطاف پروردگار خالق لیل و نہار سے اس خاکسار ذرہ بیمقدار کو نصیب ہوئی فقط جناب کی برکت دعا اور دستگیری
سے میسر ہوئی ورنہ اس حقیر کی یہ لیاقت نہ تھی کہ اس مرتبہ کو پہونچتا ۔ اشعار

بلطف تو اے مرد عالیجناب	شدم بر مراد خود کامیاب	دگر من در آئینۂ حال خویش	ندیدم رخ خوش ز اقبال خویش

حکیم عالی منزلت قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا اے شہریار گردون وقار میں ایک عبد ذلیل رب جلیل ہوں میں نے
کیا آپ کی اعانت کی یہ محض خداوند کارساز بندہ نواز نے آپ کو اس مرتبہ کو پہونچایا اور وہی آپکا ہر حال میں معین و
مددگار ہوا اور رہیگا پس آپ کو لازم ہے کہ شکر خداوند عالم بجا لائیے اور بصد عیش و عشرت حیات مستعار بسر کیجئے جب
حکیم قسطاس الحکمت نے اپنی تقریر تمام کی اسوقت جملہ سلاطین ذیوقار و شاہزادگان عالیوقار و امرائے نامدار نے
نذریں تہنیت کی صاحب قران اکبر کو دیں جسوقت صاحب قران ذیوقار نذریں سلاطین و امرا وغیرہ کی لے چکے
اسوقت حکیم قسطاس الحکمت سے جو عالم خواب میں دیکھا تھا بیان کیا حکیم قسطاس الحکمت نے مسکرا کر فرمایا اے
شاہزادہ فلکجاہ یہ خواب آپنے بہت مبارک دیکھا ہے تعبیر اس خواب کی ظاہر ہے کہ جو آپنے درخت سرسبز و میوہ دار
دیکھا ہے اس درخت سے مراد ملکہ شمسہ تاجدار سے ہے اور یہ جو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ میوہ اس درخت کا کھاکر تخم زمین
میں بوتا ہوں اور اس تخم سے ایک درخت سرسبز و شاداب پیدا ہوا ہے واضح ہو کہ مراد میوہ کھانے اور تخم ریزی کرنے
سے حضور سمجھ جائیں گیا ہے کچھ ضرورت ایسے امر کے ظاہر کرنے کی نہیں ہے اور درخت جو زمین سے پیدا ہوا ہے اس سے مراد
یہ ہے کہ خداوند کریم آپ کو فرزند نرینہ عطا فرمائیگا اور وہ فرزند عجب نہیں کہ بطن ملکہ شمسہ تاجدار سے ہو راوی کہتا ہے کہ الطاف
پروردگار سے شب عروسی ہی میں ملکہ شمسہ تاجدار حاملہ ہو گئی تھیں اس شاہ کے شاہزادہ عزیز الدین پیدا ہوتا ہے اور وہی
وقت تخت نشینی العزیز باللہ خطاب پاتا ہے اور اسی فرزند سے نسل صاحب قرانی شروع ہوتی ہے اور تخت نشینی اور فرمانروائی
ملکہ شمسہ تاجدار کی اولاد میں یکے بعد دیگرے رہتی ہے اور دیگر ازواج صاحب قران اکبر بنی آدم و بنی الجان دولت اولاد
سے محروم رہتی ہیں اور کسی زوجہ کے شکم سے کوئی اولاد نہیں ہوئی ہے الغرض صاحب قران اکبر تعبیر خواب اپنے استاد

سے سُنکے بہت خوش ہوئے الغرض یہ جشن ہوتے ہین اور ناگہ سلطان فرخجاہ اسمٰعیل المنصور بقوت اللہ مع زوجۂ ذوالقدر
قریہ فردوس مین مقیم رہے بعدہٗ قصد اپنے ملک جانے کا کیا حکما سے ناموران صاحب قران اکبر نے باہم مشورہ کرکے
یہ چاہا کہ جسطرح سلطان اسمٰعیل تشریف لائے تھے اُسی طور سے پھر اپنے تختگاہ کی جانب روانہ ہون غرض بعد مشورہ مذکور
حکیم عالی منزلت قسطاس الحکمت نے سلطان اسمٰعیل سے کہا کہ اگر آپ کا ارادہ مصمم تشریف لیجانے کا ہو تو بخیر بسم اللہ
تشریف لیجائیے یہ کہکر پریزادان قوم الجنہ کو طلب کیا اور دو تخت بھی منگوائے سلطان اسمٰعیل اور ملکہ عالیہ خاتون اپنے
فرزند دلبند شاہزادہ معز الدین سے رخصت ہوئے اور سلطان اسمٰعیل حکیم قسطاس الحکمت سے بھی رخصت
ہوکر تخت پر بیٹھے پریزادون نے قصد دونون تخت اُٹھانے کا کیا صاحب قران اکبر دوبارہ اپنے مادر و پدر سے
ملے اور اُنکے تشریف لیجانے سے مغموم اور محزون ہوئے سلطان اسمٰعیل اور ملکہ عالیہ خاتون نے اپنے فرزند کو سینے
سے لگایا اور بہت پیار کیا اور ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار اور ملکہ ناطقہ کو بھی سینے سے لگاکر اور پیار بزرگانہ کرکے
پریزادون کو اشارہ تخت اُٹھانے کا کیا الحاصل پریزادان مذکور بموجب حکم وہ تخت اُٹھاکر بلند ہوئے اور قطع راہ کرکے
سلطان اسمٰعیل اور ملکہ عالیہ خاتون کو ایوان شاہی مین پہونچا دیا پریزاد سلطان اسمٰعیل سے رخصت ہوکر جانب جبل اعلا اور
قریہ فردوس روانہ ہوئے جسوقت خسرو جلیل سلطان اسمٰعیل ایوان شاہی سے قریب تخت تشریف لائے ملاحظہ کیا کہ
اسمٰعیل جنی تخت پر حکومت کے بیٹھا ہے جسوقت اسمٰعیل جنی نے سلطان اسمٰعیل کو دیکھا فوراً تخت سلطنت سے
اُترکر رسم سلام بجالایا اور کہا تشریف لائیے سلطان اسمٰعیل تخت پر رونق افروز ہوئے اسمٰعیل جنی سلطان اسمٰعیل کو
تہنیت عقد شاہزادہ معز الدین دیکر رخصت ہوا سلطان اسمٰعیل مثل سابق حکومت اور سلطنت کرنے لگے
کسی کو ذرا نہ معلوم ہوا کہ سلطان اسمٰعیل اپنے فرزند کی کتخدائی مین شریک ہونے کو گئے تھے غرضکہ بعد تشریف لیجانے
سلطان اسمٰعیل کے صاحب قران گردون سریر آفاق گیر نے بموجب ارشاد استاد عالی وقار حکیم قسطاس الحکمت کے
ایک جشن عالی کیا اور اس جشن کا نام جشن عشرت انجام رکھا اور تعداد جشن عشرت کی دوازدہ ماہ تک قرار دی اور
مقرر کرکے مدت جشن کے جبل اعلے اور قصر اخضر سے شہر عشرشیدہ اور قصر سرخ منقش تک قصر مذکور سے زمین طلسم
اجسام و اجرام مین قریب شہر عشرشیدہ و علیمین واقع ہے از سر نو آراستگی و آئین بندی کا حکم دیا ہر چند کہ جبل اعلے
سے شہر عشرشیدہ وغیرہ تک بخوبی تمام آرایش و آئین بندی کی تھی مگر بعض بعض سامان و اسباب آرایش و زینت زیادہ
کیا علاوہ اسکے بعض بعض مقام طلسم سبع سیارہ و طلسم ہفتاد جادو سے پرخاص تھی مانند قلعہ یاقوت نگار
اور کوہ طوطی اور مقام الدعوات اور شہر عسکریہ وغیرہ کو بخوبی تمام آراستہ کیا گویا گلشن جہان مین از سر نو فصل بہار
کا گذر ہوا مطابق اشعار ذیل ۔ اشعار۔

جوان شد ز سر موسم روزگار	دگر تازہ شد شاخ فصل بہار	در آمد ببرج شرف آفتاب	خزان شد چو بدخواہ شاہ نامدار

بروز اندرون روشنائی فزود | مہ از تیرہ بختی جدائی نمود
گلستان ز گل تاج بر سر گرفت | ز شبنم چمن فرش گوہر گرفت
گہر ریز شد ابر کافور بار | بگلشن ہوا کرد گوہر نثار
نسیم بہاری وزیدن گرفت | بہر سو شقائق دمیدن گرفت
درختان لباس نو آراستہ | خیابان چو اورنگ پیراستہ
نہالان نورس شدہ بارور | قبای زمرد کشیدہ ببر
گہ ارغوانی ز جام بہار | رخ لالہ افروخت بر کوہسار
درآمد برا اورنگ سلطان گل | شد از شوق بلبل ثناخوان گل
ہوا عطرافشان شد اندر چمن | برخسارۂ نسترین و سمن
جوانان گلشن بناز و فریب | ز نظارہ بردند صبر و شکیب
ہوا شست رخسارۂ خود ز گرد | زمین یافتہ خلعت لاجورد
بگرد چمن جدول جوی آب | چو گیسوی خوبان بپیچ و تاب
نوازندہ طاوس و کبک تذرو | سرایندہ قمری بہر شاخ سرو
ز باد سحر خندہ زن گلستان | برخسار گل چہچہہ بلبلان
چمن گشت خندان چو اقبال شاہ | سر شاخ پوشید گلگون کلاہ
ز سرو و گلستان درآمد بہار | بدانسان کہ بر تخت خود شہریار

الحاصل شہنشاہ ذیجاہ گردون بارگاہ شہریار عالی منزلت خسرو والا مرتبت نامی و نامور صاحب قران اکبر لقا آرایش مقامات مذکورہ بمسرت وخوشی مع رفقاے بنی آدم و بنی الجان والا منزلت و عالی مکان وخواتین خورشید جمال بیعدیل و بیمثال مقامات و منازل مذکورہ الصدر مین اکثر تشریف لیجا کر سیر کرتے تھے کبھی صید و شکار مین مشغول ہوتے تھے اور شب و روز بعیش وعشرت و شادمانی و کامرانی بسر کرتے تھے چونکہ شاہزادہ کشور گیر گردون سریر سے کوئی خوبرو عنبرین مو چھپی نتھی سے کبھی کبھی صاحب قران اکبر جملہ خواتین کو جمع کرکے محفل عشرت آراستہ فرماتے تھے اور رقص و نغمہ و بادہ نوشی سے حظ وافر و لطف بے اندازہ اٹھاتے تھے اور گاہے خود مع ازواج عالیقدر کے بزم عیش آراستہ فرماتے تھے اور ہر ایک زوجہ خوبرو نیکخو سے ہمبستر ہو کر لطف حیات اٹھاتے تھے اور اپنے رفقاے ذیوقار و نامدار کو بھی جدا جدا ایوان و منازل براے قیام مرحمت فرماتے تھے اور رفقاے مذکورہ بھی اپنی اپنی مطلوبہ اور محبوبہ کے ساتھ بعیش و آرام بسر کرلیتے تھے یعنے جسوقت صاحب قران گردون وقار قصر اخضر مین تشریف لیجاتے تھے اسوقت جمیع رفقاے ذیوقار و نامدار کو بھی منازل و مقامات متعلقہ قصر اخضر شہر عسکریہ و قلعہ یاقوت نگار وغیرہ براے عیش و آرام عنایت ہوتے تھے اور جب صاحب قران اکبر شہر عرشیہ مین تشریف لیجاتے تھے اسوقت رفقاے عالیقدر و ذیوقار کو مقامات تجمل و شکوہ حیرت و قصر نادرہ راز دار و قصر چرخ منور و مرغزار عشرت وغیرہ براے قیام عنایت ہوتے تھے قصہ کوتاہ اسی طرح صاحبقران اکبر نے بصد عیش و عشرت دوازدہ ماہ بسر کیے راوی کہتا ہے کہ اس جشن عالی مین صدہا بلکہ ہزارہا ماہرویان خوش گلو جو علم موسیقی مین کامل و اکمل تھین جمع ہوئی تھین علاوہ اُنکے ہزارہا زنان پریزاد طلسم بھی فراہم ہوئی تھین

ایکدن جملہ زنان مسطور محفل عیش مین متفق اللفظ پہلے یون دعا و ثناے سلطانی بجا لائین ع

ستایش گرفتند بر روی شاہ | کہ بادا بکامت سپہر و ماہ
بکامت فلک چاکر و بندہ باد | بجامت می عیش آگندہ باد
فروزان بود اختر بخت تو | ببوسد فلک پایۂ تخت تو

بعدہ دست بستہ عرض کیا اسے شہریار کشور گیر گردون سریر خسرو عالی خطاب عادل لاجواب شہنشاہ عالی مقام توجہ فرماسے خاص وعام بعنایت حضور پرنور فیض گنجور ہر ایک رفیق زیوقار و تہور شعار اپنی آرزو دلی کو پہونچا اور ہر ایک نازنین مہ جبین بھی بالطاف حضور اپنی مراد کو پہونچی لیکن بشومی طالع ہم سب کنیزان خاکسار عنایت و الطاف سرکار سے ابتک محروم ہین قبل سے امید قوی تھی کہ ہمپر بھی نظر التفات شہریاری ضرور ہوگی اور ہماری خواہش نفس کے واسطے بھی کوئی تدبیر اور تجویز یقینا ہوگی لیکن اب نا امید ہوکر عرض کیا گیا ہرچند کہ حیا اور شرم مانع تھی مگر بمجبوری ولاچاری بیان کیا جسوقت صاحب قران اکبر نے زنان پریزاد وغیرہ کی التماس سنی اسی وقت جملہ مردان لشکر کو حکم دیا کہ ان نازنینان پریزاد و زنان سطور میں سے جسکو جو نازنین پسند آئے بشرطیکہ وہ نازنین بھی اس سے راضی ہوکر اور ہاتھ پکڑکر لیجائے اور فی الفور اس سے نکاح کرے بعدہ ہمبستر ہو جسوقت یہ حکم صاحب قران اکبر مردان لشکر نے سنا از حد خوش ہوئے اور مثل مور وملخ کے تکلک بیتابانہ دوڑے کیونکہ سالہا سال سے مجرد تھے غرض مجمع نازنینان مسطور میں پہونچکر ہر ایک لشکری نے جس نازنین مہ جبین کو پسند کیا خواہ وہ راضی ہوئی یا نہوئی جلد آغوش مین لیکر ہنستا ہوا اور صاحب قران اکبر کو دعائین دیتا ہوا اپنے خیمہ مین لے آیا اور اس سے عقد کرکے ہمبستر ہوا اس روز مردان لشکر کا یہ حال تھا کہ بیتابانہ اسطرح نازنینان مسطور پر گرتے تھے جیسے شمعون پر پروانے گرتے ہین یا گلون پر بلبلین ہجوم کرتی ہین القصہ تھوڑی ہی دیر مین کوئی نازنین مہ جبین باقی نرہی مردان لشکر جملہ نازنینان خوبرو کو لے گئے اور دعا سے ازدیاد دولت واقبال صاحب قران فرخندہ فال کو دے کر اور عقد ونکاح کرکے انکے ساتھ عیش وعشرت کرنے لگے اور یہ بھی راوی بیان کرتا ہی کہ صاحبقران ذیجاہ فلک بارگاہ اس جشن عالی مین ہر ایک نازنین خورشید جمال بیعدیل وبیمثال سے اسطرح وصل حاصل کرتے تھے کہ ملکہ شمسہ تاجدار سے کبھی ہمبستر ہوتے تھے اور کبھی ملکہ نوبہار گلشن افروز کے وصل سے لطف بے نہتہا اٹھاتے تھے اور گاہے ملکہ ناطقہ روشن بیان کے وصل سے اپنے دل کو شاد فرماتے تھے اور گاہ ملکہ صبح روشن گہر وملکہ صبح دلکشا کے رخ روشن وچہرۂ پرنور کو دیکھکر مثل گل شگفتہ خاطر ہوتے تھے اور کبھی ملکہ گوہر بزم افروز اور ملکہ رنگ افروز اور ملاحت پری سے اپنے پہلو کو گرم کرتے تھے اور گاہ فصیحہ اور درۃ البیضا اور ملکہ رشک بہار کے باغ حسن کی سیر کرتے تھے اور غنچۂ دل کو انکے وصل سے شگفتہ کرتے تھے کیونکہ صاحب قران والامرتبت بموجب ارشاد حکیم قسطاس حکمت ماہرویان مسطور کے پاس اس طور سے تشریف لیجاتے تھے کہ ایام ہفتہ مین روز جمعہ ملکہ شمسہ تاجدار کے پاس تشریف لیجاتے تھے اور ہمبستری سے حظ وافر اٹھاتے تھے اور یوم شنبہ کو ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ساتھ عیش کرتے تھے اور یکشنبہ کو ملکہ ناطقہ روشن بیان کے پاس آرام فرماتے تھے اور روز دوشنبہ ملکہ روشن گہر وملکہ صبح دلکشا سے ہمصحبت ہوتے تھے اور یوم سہ شنبہ کو ملکہ گوہر بزم افروز وملکہ رنگ افروز وملاحت کے وصل سے دل کو شاد فرماتے اور روز چہارشنبہ ملکہ درۃ البیضا وفصیحہ روشن سخن وملکہ رشک بہار سے ہم آغوش ہوتے تھے اور پنجشنبہ کو مہ جبینان

صاحب قران اکبر کا اپنی نئی بیاہتا عورتوں سے دل حاصل کرنے کے اشعار

شہنشہ ازان سیمتن دلبران / باین نوع آن شاہ عالیجناب
بدینگونہ ہر شب شدی کامران / ازان ماہ رویان شدی کامیاب
بشکر خدا داشت ہر لحظہ کار / ازان سرو قدان خورشید رو
باین یک گہی در ہم آمیختی / کہ گردید از لطف او کامگار
باین وضع ہر شب شدی کامران / بآن یک گہ از لطف آویختی

الحاصل صاحب قران ذیوقار روز و شب ماہرویان عنبرین مو و نازنینان خورشید رو سے کام دل حاصل کرتے تھے اور بہزار عیش و عشرت رات اور دن بسر فرماتے تھے اور شب و روز شکر خداوند عالم بجا لاتے تھے اور صبح سے تا ہنگام خواب جملہ ازواج و خواتین ذیقدر باہم شہریار گردون وقار صاحب قران نامدار کے روبرو رہتی تھیں اور صاحب قران اکبر ہر ایک خوبرو کے دست حنائی سے مے ناب پیتے تھے بعد تمام ہونے زمانہ جشن عشرت انجام کے صاحب قران ذیجاہ گردون بارگاہ نے اور ایک جشن قصر اخضر مین کیا اور جمیع زنان نوعروس کو جشن مین طلب کیا اور بعد جشن چندروزہ کے ہر ایک نوعروس کو علی قدر رتبہ اور مرتبہ خلعت و زر و جواہر دے کر اجازت دی کہ اپنے اپنے گھر اور وطن کو بعد عزت و حرمت جاوے اور بعیش و عشرت بسر اوقات کرے

منعقد ہونا جشن آخر کا قصر اخضر مین اور جمع ہونا نازنینان نوعروس کا جشن مین اور رخصت کرنا ہر ایک مہجبین کو خلعت و زر و جواہر دے کر بعد ازان تشریف لیجانا صاحب قران اکبر کا اپنے وطن کی جانب بشوکت و شان مع دیگر حالات

راویان اخبار عجیب و ناقلان حالات غریب یون روایت کرتے ہین جس وقت صاحب قران ذیجاہ فلک بارگاہ نے جشن عشرت انجام سے فراغت پائی آٹھ مہینے تک قصر اخضر مین بعیش و عشرت مقیم رہے بعدہ بموجب ارشاد استاد عالی منزلت حکیم قسطاس الحکمت ایک جشن ہمایون قصر اخضر مین اس وجہ سے کیا کہ ماہرویان ظلمات وغیرہ بھی ملکہ شمسہ تاجدار کی قدمبوسی سے مشرف یاب ہون بعد ازان ان نازنینان ظلمات وغیرہ کو موافق رتبہ و مرتبہ خلعت و انعام دے کر رخصت کیا جاوے غرضکہ بعد آراستہ ہونے جشن ہمایون کے تمام زنان ظلمات وغیرہ کو صاحب قران اکبر نے طلب کیا جملہ خواتین مسطورہ حسب الحکم صاحب قران ذیجاہ جابر تر حاضر ہوئین شہریار ذیوقار و نامدار نے جملہ خواتین یعنے عقیلہ و زہرہ و شکیلہ و جمیلہ و شرف افروز و منصورہ بانو و قمر اوسوداوہ و قمرا دیانہ و منطقہ و فرنگ سلطان و سرو نوش و قطرہ و سعادت بانو وغیرہ کو خدمت ملکہ شمسہ تاجدار ذیوقار مین برائے قدمبوسی ملکۂ عالم کے بھیجا جس وقت زنان مذکورہ خدمت ملکہ شمسہ تاجدار مین پہونچین سب نے نذر دے کر بعد ادب

شرف قدمبوسی ملکہ شمسہ تاجدار حاصل کیا ملکہ شمسہ تاجدار نے ہر ایک نازنین مہ جبین پر الطاف شاہانہ کیا ناگاہ صاحب قران اکبر بھی تشریف لائے اور ملکہ شمسہ تاجدار سے ہر ایک نازنین کے عشق و الفت کا حال بیان کیا ملکہ شمسہ تاجدار نے ہر ایک مہ جبین کا حال عشق سنکے اور بخوبی انکی کیفیت سے واقف و ماہر ہوکے زیادہ تر انپر نظر عنایت کی اور ان نازنینان مذکورہ کو ایوان و قصور میں بصد آرام و راحت مقیم کیا صاحب قران ذیجاہ صحبت و بزم ازواج میں بعیش و ہزار رنگ اوقات بسر فرماتے تھے اور باری باری ازواج کے ہاتھ سے مے نوش فرماتے تھے اگر یہ کمترین اس جشن کی مفصل آراستگی اور ہر ایک نازنین مہ جبین کی ساقی گری اور عشوہ و ناز کا حال تحریر کرے تو از حد طول ہوگا مختصر یہ ہے کہ صاحب قران گیتی ستان ہشت ماہ تک شب و روز عیش و عشرت کیا کیے اور جملہ ازواج خوبرو سے ہم آغوش ہوا کیے اور شراب ناب اور لطف بیحد اور حظ وافر اٹھایا کیے کبھی صاحب قران والا شان کو ملکہ شمسہ تاجدار ذیوقار اپنے ہاتھ سے ساغر مے گلرنگ سے لبریز کرکے دیتی تھیں اور صاحب قران اکبر بصد خوشی شراب پی کر بجاے گزک لب شیرین اور سیب زنخدان ملکہ شمسہ تاجدار کے بوسے لیکر لطف بیحد اٹھاتے تھے اور کبھی ملکہ نو بہار گلشن افروز کے ہاتھ سے جام شراب لیکر پیتے تھے اور اسکے گلستان حسن سے گلچینی کرتے تھے اور کبھی ملکہ ناطقہ روشن بیان کے ہاتھ سے جام مے ارغوانی لیکر نوش فرماتے تھے اسی طرح کبھی صبح دلکشا اور کبھی صبح روشن گہر و دیگر نازنینان خوش جمال کے دست حنائی سے شراب لیکر پیتے تھے اور بے دغدغہ انجام ہو کار فام شب و روز نوش کرتے تھے اور ہر ایک خوبرو سے ہمبستر ہوتے تھے الحاصل صاحب قران اکبر عیش و عشرت میں اسطرح محو تھے کہ کچھ خبر دنیا و ما فیہا کی نہ تھی خیال بندگی معبود بھی نہ رہتا تھا بعض بعض وقت نماز بھی قضا ہو جاتی تھی اکثر صاحب قران اکبر اپنے بخت بلند پر نظر کرکے شکر خدا کرتے تھے

داستان ممانعت کرنا سید رکن الدین شہید کا صاحب قران ذیجاہ گردون بارگاہ کو افراط لہو و لعب اور کثرت عیش و عشرت سے اور چلنا اس شہریار گردون وقار کا اپنے مادر و پدر کی خدمت میں بشوکت و شان

راوی بیان کرتا ہے کہ جب صاحب قران گردون سریر شہریار آفاق گیر بعد عقد ملکہ شمسہ تاجدار ذیقدر و عالیوقار تا یکسال شمسی بفراغ دل عیش و عشرت میں مشغول رہے اور جملہ مقامات و منازل طلسم اجرام و اجسام و طلسم بیضا و طلسم سبع سباع وغیرہ میں مع سلاطین زادگان ذیوقار و نامدار اسطرح بعیش و عشرت شب و روز بسر کیے کہ صاحب قران اکبر کو سواے شغل میخواری اور ہم آغوشی ماہرویان ہمثال کے اور کوئی کام نہ تھا جب جشن مذکور سے صاحبقران ذیجاہ نے فراغت پائی ایک دن دربار کیا اور جملہ نازنینان نوعروس کو حسب لیاقت اور موافق عزت زر و گوہر وغیرہ دے کر

ہر ایک نوعروس کو اُسکے وطن کی طرف رخصت کیا بعد رخصت کرنے ان جملہ زنان نوعروس کے صاحب قران اکبر
طعام تناول فرماکر فرش راحت پر تشریف لائے اور سو رہے ناگاہ خواب مین دیکھا کہ میرا گذر ایک مسجد پر ہوا مین اوپر
اور بنظر غور اُس مسجد عالی بنا کو دیکھ رہا ہون یکایک مسجد مین دیکھا کہ مرد بزرگ ملک صورت آہستہ آہستہ تلاوت قرآن
کر رہا ہی جب اُس مرد فرشتہ خصال نے صاحب قران اکبر کو دیکھا یہ آیہ بآواز بلند صاحب قران اکبر کی جانب مخاطب
ہوکر پڑھا - افحسبتم انما خلقناکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون جسوقت صاحب قران عالی فہم نے اس آیہ وافی ہدایہ کو اُس
مرد ملک سیرت سے سنا فوراً دل انجام بین صاحب قران عالی مکان لذات ولذائذ جہان سے کنارہ ہوا اور متمنی عیش
وعشرت آخرت کا ہوا صاحب قران اکبر عالم خواب مین خیال اپنی عیش وعشرت اور فراموشی آخرت کا کرکے استغفار کرنے
کہ عالم رویا مین اشکبار ہوئے اور کثرت نالہ و فریاد سے بیدار ہوئے اُسوقت دل صاحب قران اکبر کا از انجم وہم
عجیب حال تھا کہ اُسکا بیان ہو نہین سکتا آخر صاحب قران اکبر نے بستر خواب سے اُٹھکر نماز سحر پڑھی بعد ادا نماز برائے
دفع غم وہم نازنینان خوش جمال سے می ارغوان طلب کی بموجب طلب کرنے شراب کے نادرہ وغمزہ وگوہر بزم افروز جو بلند نظر
اپنے اپنے ملک سے لائی تھین اور پینے سے تھوڑی باقی رکھی تھی وہ شراب لیکر حاضر ہوئین اور صاحب قران اکبر
کے پیشکش کی صاحب قران اکبر نے نادرہ وغیرہ سے فرمایا کہ می ناب طلسم سبع سیارہ و شراب تحفہ طلسم ہیفا اور بادہ
طلسم اجرام و اجسام جلد تر شرابخانہ سے منگواؤ نادرہ وغیرہ نے حسب الحکم کنیزون کو واسطے لانے شراب کے بھیجا کنیزان
مذکور بعجلت تمام شرابخانہ سے کئی قسم کی شراب لے آئین نادرہ وغمزہ وگوہر بزم افروز نے وہ کئی قسم کی شراب کنیزون
سے لیکر اور جام و ساغر مین لبریز کرکے روبروے صاحب قران حاضر ہوئین صاحب قران ذیشان نے متواتر کئی ساغر
زنان مذکورہ سے لے لے کر لبون سے لگائے اور شراب پی اور جملہ ازواج نے بھی وہی شراب باقیماندہ میخانہ پی ہر چند کہ
صاحب قران اکبر نے شراب بکثرت پی اور نشہ بھی بخوبی ہوا لیکن وہ کلفت شیمہ کسی طرح دور نہوئی اب اس وقت
صاحب قران اکبر کو کسی قدر شراب سے بھی بیزاری ہوئی اور یہی کیفیت جملہ ازواج کی بھی ہوئی یعنے شراب کے پینے
سے کچھ دل کو فرحت اور شگفتگی نہوئی آخر ہر ایک نازنین اس امر عجیب سے متحیر ہوئی اور صاحب قران اکبر کو بھی اس
معاملہ مین نہایت حیرت ہوئی کیونکہ باوجود اسقدر شراب پینے کے کلفت دل سے مطلق دفع نہوئی المختصر اُسی عالم حیرت
مین شراب ہر ایک نازنین پیتی تھی اُس روز صاحب قران ذیجاہ فلک بارگاہ نے تمام روز بادہ خواری کی لیکن کچھ لطف
دل کو حاصل نہوا آخر وقت شب بستر خواب پر لیٹے اُس شب کو جملہ ازواج بوجہ افسردہ دلی صاحب قران اکبر اپنے شوہر
کے درپے رہین اور تمام شب ہر ایک نازنین مہ جبین نے بوجہ خود بخود حزن واندوہ کے بیدار رہی کسی نازنین کو نیند نہ آئی
اور خود بخود افسردہ دلی اور حرمان سے وہ شب اسی امر عجیب کی گفتگو مین باہم خواتین عالیقدر نے بسر کی جب صبح ہوئی اور
صاحب قران اکبر بیدار ہوے پھر بدستور شراب طلب کی نادرہ وغمزہ نے کنیزان خوبرو کو واسطے لانے شراب کے میخانہ کی طرف

روانہ کیا کنیزین بموجب ارشاد گئین اور تمام میخانہ مین ہر کی جستجو کی مگر ایک قطرہ تک شراب نہ ملی آخر مجبور و لاچار ہو کر
کنیزان مذکورہ خدمت صاحبقران اکبر مین حاضر ہوئین اور کیفیت شراب کے نہ ملنے کی عرض کی صاحبقران اکبر
یہ حال سُننکے نہایت مکدر ہوے اُسوقت خواتین عالیقدر نے جو جستجو ے شراب کی بو کسی قدر چند شیشون مین جو روز
گذشتہ کی بادہ خواری سے باقی رہگئی تھی یائی فی الفور وہی شراب باقیماندہ ازواج صاحبقران اکبر کے پاس لائین
صاحبقران اکبر نے نادرہ اور غمزہ کو خدمت ساقی گری پر مامور کیا زنان مذکورہ اُن شیشون سے شراب جام و ساغر مین
لبریز کرکے صاحبقران و خواتین عالیشان کو پلانے لگین صاحبقران نے بمجبوری اُسی شراب باقیماندہ پر اکتفا کیا
آخر وہ شراب دو روز مین تمام و کمال صرف ہو گئی ایک قطرہ تک باقی نہ رہا جسدن شراب بالکل ہو چکی اُس روز صاحبقران
اکبر نے جملہ ازواج کو اپنے پاس طلب کیا اور فرمایا کہ اب ہمارا دل یہی چاہتا ہے کہ اپنے وطن کو جائین اور باقی عمر عبادت
پروردگار مین بسر کرین منہیات سے تائب ہون جسوقت خواتین نے یہ تقریر سُنی اُسیدم ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ
ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح دلکشا و ملکہ صبح روشن گہر نے بھی متفق الزبان کہا کہ ہمارا بھی مدت دراز اور زمانہ طویل سے
دل یہی چاہتا ہے کہ اپنے وطن کو جائین اور چندے عبادت خدا کرین - الغرض بجز ملکہ غمسمہ تاجدار ہر ایک نازنین متفق الرا
صاحبقران ذیحشم ہوئین اور اپنے اپنے وطن جانے کی ہر ایک سبھین خواستگار اور متمنی ہوئی الغرض صاحبقران
اکبر نے وہ تمام دن اسی گفتگو مین بسر کیا جب شام ہوئی بعد نماز و اکل و شرب فرش خواب پر سو رہے پھر صاحبقران اکبر
نے عالم خواب مین دیکھا کہ اُسی مسجد مین گیا ہون اور مسجد کو بنظر غور و تامل دیکھتا ہون ناگاہ اُسی مرد دیندار پرہیزگار طاعت گذار
بندہ خاص پروردگار کو دیکھا کہ قرآن مجید اور فرقان حمید کی تلاوت کر رہا ہے جب اُس مرد نیکخو نے صاحبقران اکبر کو دیکھا
بہ آواز بلند صاحبقران کی طرف متوجہ ہو کر یہ آیہ پڑھا وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون بکایک اُسی مسجد کے
ایک گوشہ سے اور ایک مرد بزرگ ظاہر ہوے اور اُنھون نے بھی یہ آیہ وافی ہدایہ صاحبقران کی جانب مخاطب
ہو کر پڑھی کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین بعد سننے اس آیہ کے صاحبقران کی آنکھ کھل گئی اُس وقت
صاحبقران اکبر نے اپنے دل کو خواب اول سے بھی زیادہ اندوہگین پایا اور بنظر غور ملاحظہ جو کیا تو قصر اخضر کی رونق مین
بھی بدرجہا کمی پائی حیران ہو کر ابو الحسن جوہر کو طلب کیا جسدم ابو الحسن جوہر روبرو سے شاہزادہ معز الدین حاضر ہوا
شہریار ذیوقار نے جو خواب شب کو دیکھا تھا اور جو قبل اسکے عالم رویا مین ملاحظہ کیا تھا من وعن بیان کیا اتفاقا
سلطان ابو الحسن جوہر نے بھی برابر دو شب یہ عالم رویا مین دیکھا کہ ایک مرد ضعیف فرشتہ سیرت ملک صورت عمامہ
بر سر قبا در بر عصا ہاتھ مین لیے ہوے قریب کھڑے ہین اور فرماتے ہین اے ابو الحسن جوہر ہمارے زبانی اپنے برادر
صاحبقران اکبر سے کہدینا کہ اے شہریار ذیجاہ فلک بارگاہ اب زمانہ عیش منقضی ہو گیا لازم ہے کہ اب عیش و عشرت
کو ترک کرو کیونکہ ہر ایک شی کی ایک انتہا ہوتی ہے تم با فضال پروردگار و با لطاف خالق لیل و نہار اس درجہ عیش و عشرت

کرچکے کہ کسی شہنشاہ روے زمین نے بھی مثل تمھارے عیش نہ کیا ہوگا بس اب چاہیے ہو کہ حکومت و سلطنت کیطرف
متوجہ ہو کیونکہ فی الحال تمھارے والد خوشخصال سلطان اسمعیل گردون بارگاہ المنصور بقوت اللہ از حد علیل ہین اور چند روز
اُنکی حیات مین باقی ہین اُنکو وقت آخر تمھارے دیکھنے کا از حد اشتیاق ہو اور کچھ وصیت کرنے کی بھی حسرت و آرزو ہے
تمکو اپنے پدر عالی منزلت کی خدمت مین جانا ضرور ہو اور یہان رہنا اچھا نہین ہو جملہ کلمات مذکور مرد بزرگ موصوف کہکے نظر
سے غائب ہوگئے تھے اور جب ابو الحسن بیدار ہوا تھا متردد و متفکر تھا کبھی ارادہ کرتا تھا کہ بموجب ارشاد بزرگ موصوف
صاحبقران اکبر سے جاکر کہون کبھی یہ خیال کرتا تھا کہ اسے ابو الحسن جوہر خبر بد صاحبقران کو دینا خلاف عقل ہی
کیونکہ ارشاد مرد بزرگ کی اطلاع سے صاحبقران ذیشان کو ضرور ملال جانکاہ ہوگا غرض بعد فکر و غور کے ابو الحسن جوہر
نے مصلحت وقت اسی مین دیکھی کہ صاحبقران کو ارشاد مرد بزرگ موصوف سے آگاہ نہ کرون آج جو صاحبقران
اکبر نے خود دونون خواب بیان فرمائے ابو الحسن جوہر نے ارشاد مرد بزرگ سے اطلاع تو نہ دی مگر یہ عرض کیا کہ اے
شہریار ذیوقار اصل تو یہ ہو کہ ہم سب ایک برس اور چند روز اس درجہ عیش و عشرت مین معروف و مشغول رہے کہ شاید
کوئی شخص مثل ہم سب کے مشغول عیش و عشرت نہوا ہو کیونکہ ایک لمحہ بھی شغل میکشی اور رقص و نغمہ نازنینان خوبرو سے
ہم سب کو فرصت نہین ہوئی قسم ہو خداوند عالم کی اب تو ہر وقت اور ہر لحظہ یہی دل چاہتا ہو کہ کسی طرح اپنے وطن کو جائین
اتنا زمانہ گذرا کچھ حال شہنشاہ فلک بارگاہ اور ملکہ عالم کا معلوم نہین ہوا دل ہر دم متفکر رہتا ہوا اور ہر وقت خیال
سلطان عالی مقام کا رہتا ہو اے شہریار عالی تبار میرے نزدیک تو اب یہی مناسب ہو کہ حضور فیض گنجور وطن کو تشریف
لیچلین اب یہان عیش و عشرت مین مشغول نہون کیونکہ کثرت عیش و راحت سے دل بخوبی سیر ہوگیا ہے جسوقت یہ تقریر
ابو الحسن جوہر کی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے سنی بے اختیار کہا اے برادر عزیز از جان ہم زمانہ دو روز سے نہایت
متفکر اور متردد ہین از خود طبیعت گھبراتی ہے بزم عیش و عشرت اچھی معلوم نہین ہوتی دمبدم خیال وطن کا آتا ہے
اور دل یہ چاہتا ہو کہ اپنے وطن کو براے چند سے جائین سلطان ابو الحسن یہ کلمات ملکہ نوبہار عالی صفات سے
سنکے اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ اب کثرت عیش و عشرت سے زنان عالیقدر بھی گھبرا گئی ہین اور یہ چاہتی ہین کہ
کسی طرح اپنے وطن کو جائین سلطان ابو الحسن جوہر یہ خیال کر ہی رہا تھا دفعتہً دربان سالار نے خدمت صاحبقران اکبر
عالی منزلت والا مرتبت مین آکر عرض کیا کہ اسوقت جناب حکمت مآب عالی منزلت حکیم قسطاس الحکمت آئے ہین
صاحبقران فلک بارگاہ خبر تشریف آوری استاد عالیوقار کی سنکے دروازہ محل سرا تک واسطے استقبال کے تشریف
لائے اور بصد تکریم و تعظیم حکیم صاحب کو اپنے ہمراہ حرم سرا مین لائے اور ایک مقام صدر پر بٹھایا - حکیم
قسطاس الحکمت نے اول حال مزاج صاحبقران اکبر پوچھا بعدہ جملہ خواتین عالی مرتبہ کی مزاج پرسی کی اور از حد
مہربانی فرمائی خصوصاً ملکہ نوبہار گلشن افروز پر زیادہ تر نوازش بزرگانہ کی جب حکیم صاحب خواتین پر الطاف

وہ مہربانی فرماچکے اُسوقت صاحب قران ذیوقار نے اپنے اُستاد عالی منزلت سے بصد ادب یہ کہا کہ جناب عالی مین دو دن سے نہایت متردد و متفکر ہون خود بخود دل پر ہجوم ملال رہتا ہے اور سبب اسکا کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے علاوہ اسکے مینا مین ایک قطرہ شراب کا نہین رہا ہر چند کہ شراب بکثرت تھی نہین معلوم کیا ہوگئی اور کون لیگیا بعد اسکے دونون خواب جو دیکھے تھے وہ بھی بیان کیے اور تعبیر دونون خواب کی پوچھی حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا ای صاحب قران ذیشان مطلق تردد نہ کرو لیکن بعجلت اپنے اپنے وطن کو جاؤ اور انکو سلطنت مین مصروف ہو کیونکہ ہمکو علم نجوم وغیرہ سے ثابت ہوتا ہی کہ اب شہنشاہ اسمٰعیل ذبیحاہ کی مدت حکومت و سلطنت تمام ہو چکی ہے اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ فی الحال سامان فلک قدر کے ہوش و حواس خمسہ بجا اور درست نہین ہین سوا اسکے تمھاری عشرت و انبساط کی مدت بھی ختم ہوگئی ہے کیونکہ وہ آب و افی ہرایہ جو تمنے عالم خواب مین اُن بزرگون سے سنی ہین صاف اُسیسے ظاہر ہوتا ہے کہ تمھارا زمانہ عیش منقضی ہوگیا اور اسوجہ سے قصر اخضر کی رونق جاتی رہی ہے اور مثل عمارت متعارف کے نظر آتا ہے اور شراب طلسم بھی میخانہ سے غائب ہوگئی ہے کیونکہ زمانہ جشن کے واسطے شراب طلسمی مہیا ہوئی ہے جب ایام جشن منقضی ہوے طلسمی شراب بھی نابود ہوگئی اے شہریار ہر چند کہ ایام عیش و عشرت گذر گئے لیکن ہمکو بعلم رمل و نجوم وغیرہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ فی الحال بعوض ایام عیش و عشرت گذشتہ کے تمکو ایک ایسی خوشی ہوگی کہ نہایت ہی خوش ہوگے پس تمکو لازم ہی کہ بہر حال شکر خدا کرو شاہزادہ ذیوقار نے کہا اے استاد عالی منزلت تعجب کا مقام ہی کہ سوا سے شراب طلسمی کے اور جملہ سامان عیش و راحت اُسی طرح مہیا اور موجود ہین خیر اگر ایک شراب طلسمی مفقود ہوگئی تو کچھ مضایقہ نہین ہے الطاف خدا سے خواتین خورشید جمال و ازواج بیمثال ہر لحظہ اور ہر ساعت میرے روبرو ہین علاوہ اسکے جملہ سامان عشرت یعنی دولت و حشمت اور فوج ظفر موج بحد و احصا ہے مین خیال کرتا ہون کہ مثل میرے شاید یہ دولت اور شوکت کسی بادشاہ روے زمین کو ممکن نہوئی ہوگی اور یہ مجھکو خدا سے امید ہی کہ تاحیات میرے یہ جملہ سامان شوکت و حشمت اسی طرح رہینگے حکیم عالی منزلت قسطاس الحکمت یہ صاحب قران آفاق گیر سے سنکے ساکت رہے اُسوقت صاحب قران اکبر نے کہا اے استاد عالی صفات آپ نے کچھ جواب نہ دیا ظاہرا ثابت ہوتا ہی کہ یہ تقریر میری محض بیکار ہی قابل جواب نہین ہی حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا اے فرزند دلبند جو کچھ تمنے کہا سچا ہی اور بیکار و فضول ہرگز نہین ہے مگر مین مجبور ہون کہ مجھکو اس معاملہ مین ایک حکم خاص پہونچا ہے اُسوقت اُسکو بیان کرنا مناسب نہین جانتا ہون اور کچھ عجب نہین ہی کہ تمھین بھی کوئی حکم جلد تر پہونچے صاحب قران اکبر اور حکیم قسطاس الحکمت ابھی اسی گفتگو مین تھے کہ ناگاہ پس پشت سے کسی نے کہا السلام علیکم اے نور نظر پارۂ جگر نصرت قرین شاہزادہ سعد الدین فرا سے عالی منزلت حکیم قسطاس الحکمت بمجرد سننے اس آواز کے صاحب قران اکبر متحیر و متردد ہوے اور جانب حکیم قسطاس الحکمت دیکھنے لگے حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا ای فرزند ارجمند بعجلت برائے تعظیم اٹھو اور تسلیم کرو اور سلام کا جواب دو

تم آگاہ نہیں ہو کہ یہ صدا کس بزرگ عالی منزلت والا مرتبت کی ہے ای شاہزادہ ستودہ صفات واقف ہو کہ یہ آواز تمہارے جد عالی وقار اور تمہاری والدہ معظمہ کے جد امجد سید رکن الدین تشریف لائے ہیں انکی ہے یہی بزرگ فقط تمہارے دودمان کے باعث عزت و شرف ہیں انھیں کی نوازش بزرگانہ سے تمہارے خاندان کی رونق ہوئی اور یہی بزرگ عالیوقار بندہ خاص پروردگار تمہارے حشمت و دولت و حکومت و سلطنت کے باعث ہیں فی الحال جو کچھ فرمائیں اچھی طرح سننا اور بالراس والعین قبول کرنا ہرگز خلاف ارشاد نہ کرنا یہ کہکر حکیم قسطاس الحکمت واسطے تعظیم کے اٹھے اور جب صاحب قران اکبر بھی بہر تعظیم کھڑے ہوئے اور جواب سلام دیا اسوقت بتعجیل و عجلت حکیم قسطاس الحکمت نے چیزیں خوشبو کی مثل عنبر و مشک و اگر وغیرہ کے روشن کیں خوشبو تمام قصر میں پھیلی دوبارہ یہ صدا آئی کہ اے نور نظر لخت جگر فہم و فراست قرین معز الدین تمکو معلوم ہو کہ جو الطاف و کرم خداوند عالم نے تمہارے جد و آبا پر کیے ہیں انکا شکر کسی طرح ممکن نہیں ہو کہ بجا لائیں خصوصاً جو تم پر الطاف بیشمار خالق لیل و نہار نے کیے ہیں کیا مجال کہ شکر و صفت پروردگار کر سکیں ؎

اگر ہر موے تن باشد زبانم	کہ تنو انم کہ تو صیفش برانم

ای فرزند دلبند آگاہ ہو کہ بعد جناب سلیمان علیہ السلام کے یہ شان و شوکت و حشمت خورشید تاج بخش جد عالی تبار ملکہ شمسہ تاجدار اور انکے برادر خورد بدر منیر کو خالق شمس و قمر آفرینندہ جن و بشر نے عنایت کی تھی یا تمکو یہ مرتبہ ورتبہ عالم و عالمیان نے مرحمت فرمایا ہے لیکن اے فرزند صاحب دانش تمکو لازم ہو کہ اس دولت و ثروت پر غرور نہ کرو کیونکہ یہ سب حشمت تمکو سرزمین طلسم میں حاصل ہوئی تھی اس مال و دولت کو عارضی خیال کرو کیونکہ پردۂ دنیا پر سلاطین ہفت کشور اس مال و متاع کی کچھ حقیقت نہ سمجھینگے او مطلق خیال میں نہ لائینگے کیونکہ حق تعالی نے جہان میں بڑے بڑے بادشاہان اولو العزم صاحب اقتدار خلق کیے ہیں ہاں اس مال و منال کو اور ثروت کو فقط یہاں کے سلاطین جو فی الحال جبل اعلی میں تمہارے تابعدار اور فرمانبردار ہیں اچھا جانتے ہیں علاوہ اسکے اگر تم اس مال و اسباب طلسمی کو پردۂ دنیا پر لیجاؤ گے اور سلاطین جہان اس خبر کو سنینگے یقین ہے کہ اس مال و اسباب کے واسطے لشکرکشی کرینگے اور آمادہ جنگ ہونگے جسوقت تم سے اور انسے جنگ و جدال ہوگی ہزارہا بندگان خدا دونوں طرف قتل ہونگے اور ان سب کا خون ناحق مفت تمہاری گردن پر ہوگا علاوہ اسکے تمہاری جان کا بھی خوف ہی پس میرے نزدیک بہتر اور مناسب یہ ہو کہ پہلے تم فلاں موضع میں کہ لب دریا پر جہاں عجائبات حکیم ارسطو واقع ہے ہمراہی جملہ شاہان نامدار جو فی الحال موجود ہیں جاؤ اس موضع مذکور کے قریب ایک جزیرہ کلاں ہو اسی جزیرہ میں تمام شاہان عالیوقار اور امرائے نیک کردار موجودہ طلسم کو بلکہ جملہ خرد و کلاں طلسم کو فراہم کرو جب کل ساکنان طلسم وہاں موجود اور مجتمع ہو جائیں اسدم غذائے لطیف تیار کر کے سب کی دعوت کرنا اور ہر ایک سے بالطاف و نوازش پیش آنا بعد دعوت و ضیافت کے اس مال و اسباب کو جو تمنے طلسم بیضا اور طلسم ارسطو اور طلسم سبع سباع سے

پایا ہو مانند بارگاہ سپہر اساس وکتاب جہتر توفیق عیار جناب ابو الحسن جوہر کے پاس ہو اور تمام مال و اسباب طلسمی
کنارۂ دریا رکھنا اور کنارہ دریا کھڑے ہو کر اس اسم جلیل کو اتنی مرتبہ پڑھکر جانب کشتی و دریا دم کرنا اُسوقت بہ برکت اسم
بزرگ ایک مرد بزرگ مع کشتی دریا سے ظاہر ہوگا اور کشتی کو کنارہ دریا لائیگا اُس کشتی پر کل اسباب طلسم رکھدینا لیکن الآت
حرب سے دو چار خنجر اور تلوار اسباب طلسم سے نکال لینا اور اپنے پاس رکھنا بعدہ تمام مال و اسباب اُس مرد بزرگ
کے سپرد کردینا وہ مرد بزرگ کشتی کو درمیان دریا لیجائیگا اور سب کے سامنے ڈبو دیگا اسدم جملہ ساکنان طلسم مال و متاع
ہر سہ طلسم کو دریا برد ہوتے دیکھکر اسباب و مال مذکور سے نا امید ہو جائینگے اور ہر ایک کو یاد اور خیال رہیگا کہ ہر سہ طلسم
کا مال و اسباب دریا مین غرق کردیا گیا بعد غرق ہو جانے جملہ اسباب طلسم کے جمیع سلاطین ذیوقار و نامدار کو بصد عذر
رخصت کرنا تاکہ وہ سب اپنے اپنے وطن کو جائیں بعدہ جمیع مردان فوج کو و ساکنان طلسم اور پردۂ قاف مین بخوشی اجازت
دینا کہ وہ اپنے اپنے مکان اور مقام سکونت کی طرف جائیں بعد اسکے تم جسقدر فوج لیکر یہان آئے تھے صرف وہی فوج لیکر
اپنے وطن کو جاؤ اور جسطرح کہ مردان لشکر اور سلاطین کو رخصت کرو اُسی طور سے پریزادان طلسم اور پردۂ قاف کو بھی
رخصت کرو بجز ملکہ شمسہ تاجدار کے خواتین سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لیجاؤ جس وقت صاحبقران اکبر نے تقریر مذکور
سید رکن الدین شہید کی بخوبی سنی از حد رنج ہوا اور ایک ساعت تک خاموش کھڑے رہے بکایک پھر سید رکن الدین
شہید نے اسطرح فرمایا کہ اے فرزند ارجمند تم مفارقت پریزادان طلسم سے رنجیدہ اور مغموم ہو نازنینان مسطورہ سے اور
تم سے ملاقات اکثر ہوا کریگی اس سے مطمئن رہو کیونکہ عجائبات روان کے وسیلہ سے نازنینان طلسم سے تم ملاقات کر
رہو گے جسوقت صاحبقران اکبر نے عجائبات روان کا نام سُنا عرض کیا جناب عالی مین عجائبات روان سے مطلق
آگاہ نہیں ہون کہ وہ کیا شی ہے اور کہان ہے کیونکر اُسکے ذریعہ سے مین ازواج سے ملاقات کرتا رہونگا امیدوار ہون کہ
اُسکی حقیقت اور کیفیت سے کماحقہ مجھکو اطلاع دیجیے شہید موصوف نے یہ کلام صاحبقران عالیمقام کا سُنکے ارشاد
کیا اے فرزند دلبند اگر عجائبات روان کی حقیقت پوچھتے ہو تو ابو الخیر جنی سے پوچھو وہ بیان کر دیگا اگر ابو الخیر جنی عذر
کرے کہ مین عجائبات روان سے واقف نہیں ہون تو اُس سے کہنا کہ اے ابو الخیر اگر تم عجائبات روان سے فی الحقیقت
ماہر نہیں ہو تو اب واقف ہو کہ تمھارے گھر کے صحن مین فلان شجر ہے اور اُسکی جڑ مین ایک صندوقچہ دفن ہے ابھی جاکر
مقام بیخ درخت مذکور سے صندوقچہ مسطور نکالکر ہمارے پاس لاؤ جسوقت ابو الخیر جنی صندوقچہ مسطور تمھارے روبرو
حاضر کرے اُسوقت تم اُس صندوقچہ کو واکرنا اُسمین ایک لوح تمکو ملیگی اُس لوح کو دیکھنا تمام حال عجائبات روان کا
جسکو تحفۃ الغرائب بھی کہتے ہین لوح مذکور مین پڑھ لینا یہ تحفہ طلسمی ای فرزند تمھاری کئی پشت تک رہیگا پھر ایک زمانہ
ایسا آئیگا کہ تمھاری اولاد کے خزانہ سے ایک مرد مکار بمکر و فریب لیجائیگا علاوہ عجائبات روان کے ای نور نظر لخت جگر
جسقدر تمھارا دل چاہے زر و جواہر وغیرہ مال و اسباب طلسم سے لے لو کسی کو دے دو تمکو اختیار ہے اور ای فرزند خلاف

ارشاد حکیم قسطاس الحکمت کوئی کام نہ کرنا اور ہر امر میں حکیم قسطاس الحکمت سے مشورہ لینا جو یہ کہیں وہی کرنا ہمنے یہ چند نصائح
تمکو واسطے تمھاری بہبودی اور بہتری کے کہے ہیں اگر ہماری نصیحت پر عمل کروگے تو باعث بہتری ہوگا ورنہ بہت پچھتاوگے
لو خدا حافظ و ناصر اب ہم تم سے رخصت ہوتے ہیں۔

حوالت با خدا کردیم و رفتیم	مرا دما نصیحت بود گفتیم

السلام علیکم۔ صاحبقران اکبر نے جواب سلام دیا پھر آواز سید رکن الدین شہید کی نہ آئی صاحبقران اکبر اور حکیم
قسطاس الحکمت کو ثابت ہوا کہ شہید موصوف تشریف لیگئے بعد تشریف لیجانے سید رکن الدین شہید کے صاحبقران اکبر کو
ہر چند مفارقت ازواج سے اور غرق کرنے مال و اسباب طلسم سے از حد صدمہ ہوا لیکن خلاف ارشاد سید رکن الدین
شہید کے عمل کرنا مناسب بھی نہ جانا المختصر طوعاً و کرہاً ارشاد سید رکن الدین شہید کو منظور کیا راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ معز الدنیا
نے شہید مسطور سے یہ بھی دریافت کیا تھا کہ اگر آپ اجازت دیں اور ارشاد فرمائیں تو قبل غرق کرنے مال و اسباب طلسم
کے جملہ شاہان موجودہ کو رخصت کردوں سید رکن الدین شہید نے بجواب اسکے ارشاد فرمایا تھا کہ تمکو اختیار ہے لیکن جملہ
ساکنان طلسم کو غرق کرنے اموال طلسم سے اطلاع ضرور دے دینا القصہ صاحبقران اکبر نے ارشاد سید شہید موصوف
کو منظور کیا لیکن بخوشی قبول نہیں کیا صدمہ و رنج حکم و ارشاد شہید موصوف سے از حد ہوا بعد رنج عظیم حکیم عالی منزلت
قسطاس الحکمت سے کہا اے استاد عالیوقار آپ نے بخوبی سنا جو کچھ سید شہید نے مجھ سے فرمایا بظاہر ثابت ہوتا ہے
کہ اب میرا زمانہ عیش و راحت کا گذر گیا اب ملاقات خواتین پریزاد سے بذریعہ عجائبات روان کے ہوا کریگی ہر وقت کی
صحبت اب نسوان پریزاد سے ممکن اور میسر نہوگی حکیم قسطاس الحکمت نے کہا اے صاحبقران ذیشان صدمہ و رنج نکرو
ہمکو بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ حکم خاص تمھارے ہی لئے نہیں ہوا ہے بلکہ دوسروں کے واسطے ہے خیر بہرحال صبر اور شکر کرو
اور لوح میں ملاحظہ کرو کیا مندرج ہے جو کچھ لوح میں عبارت لکھی ہوا اسکو گویا خط پیشانی تصور کرو اور بموجب تحریر لوح
عمل کرو خلاف اسکے کوئی کام نہ کرو کہ اسی میں اب تمھارے حق میں بہتری ہے صاحبقران اکبر نے تقریر حکیم
قسطاس الحکمت کی سنا کیے اور کچھ جواب نہ دیا جسوقت نسوان پریزاد نے صاحبقران اکبر سے سید رکن الدین
شہید کا تشریف لانا اور نصائح کرنے کا حال مفصل سنا پھر صاحبقران اکبر سے ملکہ نو بہار گلشن افروز اور
ملکہ ناطقہ روشن بیان اور ملکہ صبح دلکشا و ملکہ صبح روشن گہر وغیرہ اسقدر اشکبار ہوئیں کہ ابر بہار شرمندہ ہوا
آخر بمجبوری لاچاری راضی برضاے الٰہی ہوئیں اور طوعاً و کرہاً صبر کیا صاحبقران ذیجاہ فلک بارگاہ خواتین عالیقدر
کو تسلی دے کر قصر اخضر کے باہر تشریف لائے اور بارگاہ معلے میں جاکر تخت پر بیٹھے اور ابو الخیر جنی کو طلب کرکے فرمایا
کہ اے ابو الخیر جنی عجائبات روان کو جلد ہمارے پاس لے آؤ کیونکہ ہمکو ہدایت ہوئی ہے کہ ابو الخیر جنی سے عجائبات
روان کہ تحفۂ طلسم ہے طلب کرو اور اپنے پاس رکھو جس وقت ابو الخیر جنی نے صاحبقران اکبر کی یہ تقریر سنی از حد تحیر

ہوکر عرض کیا کہ اے شہریار ذوالفقار قسم ہے پروردگار کی عجائبات روان میرے پاس نہین ہے بلکہ قبل اسکے نام بھی
خاکسار نے نہ سنا تھا اسوقت حضور نے جو ارشاد فرمایا تو مین نام سے اس تحفہ طلسم کے واقف ہوا اگر میرے پاس
تحفہ مطلوب ہوتا تو فی الفور حاضر خدمت کرتا شاہزادہ معزالدین نے کہا اے ابوالخیر اگر تم عجائبات روان سے
واقف نہین ہو تو ہم اسکا نشان تمکو دیتے ہین تمہارے مکان کے صحن مین ایک شجر چنار ہے اسکی جڑ مین ایک صندوقچہ
نیچے زمین کے مدفون ہے لہذا ابھی جاکر شجر مذکور کی بیخ کے برابر زمین کھودو اور وہ صندوقچہ نکالکر ہمارے پاس لے آؤ
ابوالخیر حسب الحکم صاحبقران اکبر اپنے مکان مین گیا اور موافق ارشاد صندوقچہ لیکر حاضر ہوا شاہزادہ معزالدین
ذوالفقار نے اس صندوقچہ کو واکیا اسمین سے ایک لوح ملی اور وہ لوح ایک ٹکڑے زمرد کی تھی اور کئی سطرین لوح مذکور
مین تحریر تھین جب صاحبقران ذوالفقار نے لوح کی عبارت پر نظر کی مندرج تھا کہ اے صاحب طلسم
سبع سیارہ جسوقت ہمکو ثابت ہوا کہ تم عجائبات ارسطو کی سیر کرکے ادھر آؤ گے اور طلسم سیفا کو توڑو گے
اور اس جگہ عیش کرو گے اسواسطے ہمنے ایک چیز نایاب جہان یعنے عجائبات روان تمہارے لیئے رکھدی اے
شاہزادہ نامدار آگاہ ہو کہ اس طلسم کو حکماے متقدمین ومتاخرین نے بڑی محنت اور مشقت سے بنایا ہے
اور اپنی صنعت وحکمت ہر ایک حکیم عالی منزلت نے صرف کی ہے حقیقت مین یہ ایک تحفہ عدیم المثال ہے
اس سے چند درچند نیرنگ طلسمی عیان ہوتے ہین ازانجملہ ایک نیرنگ ہوش ربا اور حیرت فزا یہ ہے کہ اگر طالب
سے مطلوب اور پسر سے پدر اور برادر سے برادر جدا ہوکر غائب ہوگیا ہو اور اسکا نشان کسی طرح معلوم نہوتا ہو اس
عجائبات روان کے وسیلہ اور ذریعہ سے شخص گمشدہ ضرور ملجائیگا علاوہ اسکے اے شاہزادہ ذیجاہ فلک بارگاہ اگر
تمکو کسی ایسے شخص سے ملاقات کرنا ہو جو تم سے از حد دور ہو اور جلد تر اس شخص تک پہونچنا بہت دشوار ہو تو لازم ہے
کہ اس عجائبات روان کو جو مانند قرطاس کے اس صندوقچہ مین پیچیدہ ہے اور ایک حلقہ بیچ مین کاغذ کے ہے اس
حلقۂ مذکور مین ایک رسی بندھی ہوئی ہے تم اس قرطاس کو واکرنا اور ایک سرا رسی کا مکان کی چھت مین یا اور کسی مقام
بلند پر لٹکانا جسوقت وہ قرطاس پیچیدہ وا ہوگا بصورت حجرہ ہوجائیگا اور وسعت اس حجرے مین تین گز سے تین گز مربع ہوگی
اے شاہزادہ عالیمقام تم دروازہ سے اس حجرہ مین جانا جب تم اس حجرہ مین داخل ہوگے چہار جانب اسماے پروردگار
لکھے ہوے دیکھوگے اگر تمکو منظور ہو کہ ایک شخص سے ملاقات کرین تو اس اسم جلیل کو ہزار مرتبہ اسی حجرے مین
بیٹھکر پڑھنا اور اگر دو آدمیون سے ملاقات کرنے کو دل چاہے تو دو ہزار بار پڑھنا۔ اسی طرح جتنے آدمیون سے
ملاقات کرنی منظور ہو اتنے ہی ہزار اسم بزرگ مذکور کو ورد کرنا اور ہنگام پڑھنے کے زیر لوح ایک ظرف پانی
سے بھرا ہوا رکھدینا اور ایک پرچہ قرطاس پر اس آدمی کا نام لکھکر جس سے ملاقات کرنی منظور ہو آب ظرف
مذکور مین ڈالدینا اور جب اسم بزرگ کے پڑھنے سے فرصت پانا اس آب ظرف کو یکبارگی تمام وکمال پی لینا پھر

کیفیت قدرت خالق لیل ونہار جو آشکار ہوگی دیکھنا الحاصل بعد پڑھنے عبارت لوح کے شاہزادہ کامگار نے وہی لوح زمرد اپنے استاد حکیم قسطاس الحکمت کو دکھلائی اور جو مضمون کہ عبارت لوح کا تھا اُس سے حکیم صاحب کو آگاہ کیا اور یہ کہا اے استاد عالی وقار فقرہ آخر عبارت لوح عجب طرح کا ہے مطلق میری عقل مین نہین آتا کہ بعد پڑھنے اسم کے کیا قدرت خدا ظاہر ہوگی اور کون مجھکو اُس شخص تک پہونچا دیگا جس شخص سے مجھکو ملاقات کرنی منظور ہوگی آپ مجھکو از راہ لطف بزرگانہ اس حال سے آگاہ فرمائیے حکیم قسطاس الحکمت نے کہا اے فرزند ارجمند کیون متحیر ہو یہ امر تو کوئی حیرت کا نہین ہے تم ابھی موافق ہدایت لوح کے عمل کرو اور قدرت خدا کا مشاہدہ کرو جملہ اسرار تم پر ہویدا اور آشکار ہوجائینگے صاحب قران اکبر نے اپنے استاد سے یہ سنکے اُسی دم تحفۃ الغرائب کو ایک ایوان مین روبروے ایوان جو لٹکایا جسوقت تحفۃ الغرائب لٹکا چکے صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک حجرہ بہت وسیع اور خوشنما ہے اور دروازہ اسکا کھلا ہوا ہے صاحب قران اکبر دروازہ حجرہ سے درون حجرہ تشریف لے گئے اور درمیان حجرہ مذکور کے لوح کو لٹکا دیا بمجرد لٹکانے لوح کے لوح مانند شمع روشن ہوگئی اور تمام حجرہ اُسکی روشنی سے پر نور ہوگیا اور جملہ نقوش اور خطوط جو اُس حجرہ کے چہار جانب تھے دکھائی دینے لگے شاہزادہ معز الدین نے بموجب ہدایت لوح ایک ظرف پانی سے بھر کے نیچے لوح کے رکھا اور ایک پرچہ کاغذ پر اپنے والد ماجد کے نام لکھکے اُس ظرف مین ڈالدیا اور نیت اپنے والد کی خدمت مین جانے کی کی اور سکے جو اسم بزرگ لوح مین پڑھا تھا وہی اسم جلیل بتعداد مذکور پڑھا جسوقت صاحب قران اکبر اسم بزرگ کو بتعداد معینہ پڑھ چکے فی الفور رنگ لوح سبز ہوگیا اور سایہ اُس لوح کا ظرف آب پر پڑا شاہزادہ معز الدین نے وہ ظرف اُٹھا کر کل پانی ایک مرتبہ پی لیا جسوقت پانی حلق سے اُترا صاحب قران اکبر ایسے بیخود اور بیہوش ہوے کہ بالکل حواس خمسہ بجا نہ رہے جب شاہزادہ معز الدین کو اُس بیخودی اور بیہوشی سے اچھی طرح افاقہ ہوا اور آنکھ کھلی اپنے تئین ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوے دیکھا صاحب قران اکبر کو نہایت حیرت ہوئی یکایک ایک مرد بزرگ سامنے سے ظاہر ہوا اور صاحب قران اکبر کو اُسنے سلام کیا صاحب قران نے سلام کا جواب دیا اور دریافت کیا کہ اے مرد بزرگ آپ کون ہین اور میرے پاس کیون تشریف لائے ہین اُس مرد بزرگ نے جواب دیا کہ اے صاحب قران عالیمقام مین اُس اسم جلیل کا موکل ہون جسکو آپنے پڑھا تھا اور تمھارے پاس فقط اسلیے آیا ہون کہ جو مطلب تمھارا ہو اُسکو بجا لاؤن جہان کہو پہونچا دون جس شخص کو کہو ابھی سے آؤن شاہزادہ معز الدین نے کہا اے موکل اسم بزرگ میری تمنا سے دلی یہ ہے کہ مین جلد اپنے والد ماجد کی خدمت مین جاؤن اور قدمبوسی حاصل کرون پس تعجیل تمام مجھکو میرے والد سلطان اسمعیل ملقب بقدرت اللہ کی خدمت مین پہونچا دے جسوقت اُس موکل نے شاہزادہ معز الدین سے آرزو کے مدلکو سنکر کہا کہ بہت بہتر ابھی تمکو تمھارے باپ کے پاس پہونچائے دیتا ہون ذرا تم اپنی آنکھین بند کرلو جب صاحب قران نے آنکھین بند کین اُس موکل نے صاحب قران اکبر کے بازو کو پکڑ اُٹھا لیا اور اُس کوہ سے جانب سلطان اسمعیل چلا

بعد ایک ساعت کے اُس موکل نے صاحب قران اکبر سے کہا کہ اب آنکھیں کھولو جبوقت صاحب قران اکبر نے اپنی
آنکھیں واکین ملاحظہ کیا کہ مین اپنے والد کے ایوان مین ہون اور ایک جانب سے رونے کی آواز آتی ہے صاحبقران
اکبر صدائے گریہ وبکا سُننکے نہایت متردد ہوئے اور بیتابانہ اُس طرف روانہ ہوئے جس جانب سے آواز رونے کی
آتی تھی صاحب قران اکبر ابھی اُسجگہ نہین پہونچے تھے جہان سے آواز رونے کی آتی تھی ناگاہ خواتین حرم سرا نے
شاہزادہ معز الدین ذیوقار کو دیکھکر ایک شور کیا کہ شاہزادہ معز الدین آئے ہین جبوقت ملکہ عالیہ خاتون نے سنا کہ
فرزند دلبند آیا ہی بے اختیار دوڑکر صاحب قران اکبر سے لپٹ گئین اور رونے لگین شاہزادہ معز الدین نے
بعد آداب وتسلیم اپنی والدہ گرامی قدر سے باعث ہر ایک کے رونے کا دریافت کیا ملکہ عالیہ خاتون نے بیان کیا
کہ تمھارے والد کا وقت آخری ہے اسوجہ سے سب رو رہے ہین جبوقت صاحب قران اکبر کو یہ حال معلوم ہوا کمال
رنج ہوا اور روتے ہوئے اپنے والد کے سرہانے آئے اور ملاحظہ کیا کہ والد ذیوقار شدت امراض سے بیہوش ہین
اور ابو الغرائب برادر سلطان اسمعیل اپنے بھائی کی تیمارداری مین مصروف ہین شاہزادہ معز الدین نے اپنے
عم بزرگوار کو تسلیم کی ابو الغرائب نے شاہزادہ معز الدین کو اُٹھکے سینہ سے لگایا یکایک سلطان اسمعیل نے
آنکھیں کھولین اور ہر طرف دیکھا جب شاہزادہ معز الدین نے اپنے فرزند کو دیکھا بے اختیار اشارہ سے طلب کیا
اور سینہ سے لگالیا اور رونے لگے صاحب قران اکبر بھی اپنے والد کے سینہ سے لپٹ کے بے اختیار رونے لگے
جب سلطان اسمعیل شاہزادہ معز الدین کو پیار کر چکے اور سینہ سے لگا چکے اُسوقت اپنے فرزند دلبند شاہزادہ
معز الدین سے کہنے لگے کہ ای فرزند ارجمند مین شکر کرتا ہون خداوند عالم کا کہ ہنگام رحلت مین نے تمکو دیکھ لیا
میری مراد دلی بر آئی دعا میری درگاہ مجیب الدعوات مین مستجاب ہوئی کیونکہ قبل اسکے مین نے بصد نالہ وبکا
درگاہ خدا مین یہ دعا کی تھی کہ اے پروردگار عالم مجھکو آرزو ہے کہ اس وقت آخر مین اپنے نور نظر لخت جگر شاہزادہ
معز الدین کو دیکھ لون اور اُس سے وداع ہو لون اور جو کچھ کہ مجھکو اُس سے کہنا ہی کہہ لون ای فرزند مین یہ دعا کرکے
بیہوش ہوگیا تھا ناگاہ ابھی عالم غفلت مین کسی نے مجھسے یہ کہا کہ اے سلطان اسمعیل خوش ہو کہ تیری دعا درگاہ
خدا مین قبول ہوئی فرزند تیرا آیا ہے اُسے دیکھ لے ای نور نظر جب مین نے عالم غفلت مین یہ مژدہ جانبخش سُنا آنکھ
کھولکر جو دیکھا تو تمکو اپنے بالین پر پایا اے نور نظر پارۂ جگر یہ تو کہو کہ تمھارا آنا اتنی دور سے کیونکر ہوا اور تمکو میرے
حال سے کس نے خبر کی شاہزادہ معز الدین نے تمام کیفیت اپنے حاضر ہونے کی از ابتدا تا انتہا ظاہر کی جب سلطان
اسمعیل تمام حال اپنے فرزند کے آنے کا سُن چکے اُسوقت بدقت ودشواری محلسرا سے باہر آئے اور دربار عام کیا جب سب
ارکین سلطنت اور اعیان مملکت وغیرہ دربار مین حاضر اور موجود ہوئے اُسوقت سلطان اسمعیل نے اپنے سر سے
تاج شاہی اُتار کے جملہ خرد وبزرگ کے سامنے شاہزادہ معز الدین کے سر پر رکھدیا اور حکم کیا کہ سب چھوٹے اور بڑے

نذر بن دین بموجب حکم سلطان اسمعیل ہر ایک خرد و بزرگ نے نذر دی بعد اسکے سلطان اسمعیل نے اپنے نور نظر پارہ جگر کو یہ وصیت کی کہ اے دلبند تمکو معلوم ہو کہ میں اس مرض لاعلاج سے جانبر نہونگا لیس میں تمکو یہ وصیت کرتا ہون کہ بعد میرے انتقال کے مصر پر ضرور لشکر کشی کرنا اور حتی الامکان فتح کرکے اپنے تخت میں لانا اور میری روح کو خوش کرنا کیونکہ مین نے کئی مرتبہ ملک مصر پر چڑھائی کی لیکن کامیاب نہوا افسوس ہزار افسوس ملک مصر کی فتح کرنیکی حسرت میرے دل سے نہ نکلی اور ایک بھی امید بر نہ آئی لیکن مجھکو یقین ہے کہ اگر تم ملک مصر پر لشکر کشی کروگے تو ضرور یہ یاوری اقبال فتح کروگے الغرض بعد کرنے وصیت مذکور کے سلطان اسمعیل نے دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے کوچ کیا صاحبقران اکبر نے غم پدر مین چاک گریبان کیا اور زار زار گریہ کیا آخر بعد دفن کرنے سلطان اسمعیل کے تخت پر جلوس کیا وزرا و امرا وغیرہ نے نذر بن دین صاحب قران نے بعد تخت نشینی کے سکہ و خطبہ میں اپنا خطاب المعز الدین باللہ جاری کیا بعد اسکے اپنے چھوٹے بھائی حیدر بن سلطان اسمعیل کو جو مخاطب بہ سلطان تھا نائب سریر سلطنت پر بٹھایا اور ابو الغرائب اپنے عم عالی تبار کو عہدۂ وزارت پر ممتاز کیا بعد اسکے اپنی مادر گرامی قدر سے عرض کیا کہ ای مادر ذیقدر اب مین بارادۂ جہاد سے آپکے قدم مبارک سے جدا ہوتا ہون انشاء اللہ بہت جلد مع مال و زر اور فوج و لشکر حاضر ہوکر شرف قدمبوسی حاصل کرونگا ملکہ عالیہ خاتون نے فرمایا کہ اے فرزند دلبند اب میرا دل نہیں چاہتا کہ مین تمکو اجازت جانیکی دون صاحب قران اکبر نے عرض کیا کہ مین بموجب آپکے فرمانے کے تھا لیکن مجبوری جاتا ہون ملکہ عالیہ خاتون نے سبب

مجبوری دریافت کیا شاہزادہ معز الدین نے سید رکن الدین شہید کی ہدایت اسطور مفصل بیان کی اسوقت بادر رنج لاچاری ملکہ عالیہ خاتون نے اجازت جانیکی دی جب صاحب قران اکبر کو ملکہ عالیہ خاتون سے اجازت جانیکی دیدی

صاحب قران اکبر نے اُسی وقت ایک گوشہ مین بیٹھکر موافق ہدایت لوح اسم بزرگ مسطور با عدد معینہ پڑھنا شروع کیا جب
صاحب قران اکبر اسم مذکور بتعداد معینہ پڑھ چکے وہمائیل موکل حاضر ہوا اور مستفسر ہوا کہ اے شاہزادہ بلند اقبال
اب مجھکو تمنے کیون طلب کیا ہی تو شاہزادہ معزالدین نے فرمایا کہ اے موکل اسم جلیل اسوقت مین نے تمکو اسواسطے طلب
کیا ہی کہ جلد مجھکو اُس حجرہ مین جسمین مین نے بیٹھکر اسم پڑھا تھا پہونچا دو وہمائیل نے کہا بسر وچشم بہت جلد اسی حجرہ
مین پہونچائے دیتا ہون تم ایک لمحہ آنکھین بند کرو صاحب قران اکبر نے آنکھون کو بند کیا وہمائیل نے اُسی طرح
بازو پکڑکر زمین سے اُٹھایا اور لیچلا بعد ایک ساعت کے موکل نے کہا اب آنکھین کھولو صاحب قران اکبر نے جو
آنکھین کھول کر دیکھا تو اُسی حجرۂ کاغذی مین اپنے تئین پایا لوح زمرد کو حلقہ سے جدا کیا اور تحفۃ الغرائب کو تہ
کرکے سلطان ابو الحسن جوہر کے حوالے کیا حکیم قسطاس الحکمت عالی منزلت بھی تین دن سے شاہزادہ معزالدین
بلند اقبال کے انتظار مین دروازۂ حجرۂ کاغذی پر تشریف رکھتے تھے اور جملہ سلاطین و امرا و رفقا یہ جانتے تھے
کہ صاحب قران ذیجاہ عجائبات رضوان کی سیر کررہے ہین القصہ بعد مدت سہ روز صاحب قران ذیشان اُس
حجرہ کاغذی کو پیچیدہ کرکے اور ابو الحسن کو دیکے باہر آئے اور اپنے اُستاد ذیوقار کو تسلیم کی حکیم قسطاس الحکمت
نے بعد تعزیت سلطان اسمعیل تہنیت تخت نشینی کی دی شاہزادہ معزالدین ذیوقار نے کل کیفیت وصیت اقبال
والد مغفور پیش حکیم قسطاس الحکمت بیان کی جسوقت یہ خبر ملال اثر قصر اخضر اور قریہ فردوس مین ہر ایک نے
سُنی سب ساکنان قریہ فردوس واسطے تعزیت کے صاحب قران اکبر کی خدمت مین آئے اور سب نے رسم تعزیت
ادا کی بعد اسکے صاحب قران کشور گیر تخت پر بیٹھے اور کئی دن بعیش وعشرت بسر کیے یکایک بمصلحت پروردگار یادگار
ایڈروس اور ابو عامر پدر عالی قدر ملکہ شمسہ تاجدار مرض الموت مین مبتلا ہوے آخر پدر ملکہ شمسہ تاجدار نے انتقال
کیا بعد تین دن کے پادری ایڈروس نے بھی رحلت کی۔ القصہ بعد گذرنے زمانہ تعزیت ابو عامر و پادری ایڈروس
کے صاحب قران اکبر قصر اخضر مین آئے اور تمام نسوان پریزاد سے کہا کہ اب تم سب پردۂ قاف کو روانہ ہو ملکہ نوبہار
گلشن افروز نے پھر صاحب قران اکبر مین حال اپنا ابتر کیا اور رو کر کہا اے شہریار لاچار ہون کہ سواے بجا آوری
حکم بانیان طلسم کے کوئی چارہ نہین ہی اور کسی طرح خلاف حکم کر نہین سکتی ہون اسوجہ سے مجبور ہون ورنہ مین کسطرح جاتی
کیونکہ مجھکو ایک ساعت بھی تم سے جدا ہونا منظور نہین ہی اور انجام اس مفارقت کا اچھا نظر نہین آتا کیونکہ مجھکو یقین
ہی کہ مین صدمۂ مفارقت کسی طرح اُٹھا نہ سکونگی جلد تر مجھکو شعلۂ آتش فراق مثل شمع کے گھلا دیگا درد ہجر ایک روز
میری جان لیگا جلدی گلشن حیات پر میرے خزان آئیگی روح میری مانند بوے گل باغ جہان سے جانب گلشن ارم
جائیگی اے شہریار اب یہ تو ارشاد کیجیے کہ اگر میرا دل تمھارے دیکھنے کے واسطے بیتاب و بیقرار ہوگا تو کسطرح تمھارے
پاس آؤنگی اور کیا کہکر اپنے دل مضطر کو سمجھاؤنگی صاحب قران اکبر ملکہ گلشن افروز کی بیقراری اور اشکباری دیکھکر

از حد مغموم و ملول ہوے اور ضبط گریہ و بکا کرکے کہنے لگے ای خاتون ذیوقار اسقدر بیتاب و اشکبار نہو اور میری مفارقت مین
اپنا حال اسدرجہ پریشان نکرو قسم ہی خداوند عالم کی مجھکو بھی تمھاری مفارقت بلکہ جملہ ازواج کی فرقت کسی طرح گوارا نہین ہی اور
یہ دل نہین چاہتا کہ ایک دم بھی اپنے سامنے سے کہین جانے دون ای خاتون من قبل ارشاد سید رکن الدین کے مین
اپنے دل مین ارادہ مصمم کیا تھا کہ جملہ ازواج کو اپنے وطن مین لیجاؤنگا مگر اب مجبور ہون خلاف حکم کر نہین سکتا خیر اب جسطرح
ممکن ہو مفارقت اختیار کرو اور میری طرف سے بخوبی مطمئن رہو اگر چاہا خداوند عالم نے تو کبھی کبھی مین تمھارے پاس
آیا کرونگا اور اکثر اپنے پاس تمکو بلایا کرونگا کیونکہ تحفۃ الغرائب بانیان طلسم نے فقط اسی لیے مجھکو مرحمت کیا ہی
کہ اسکے ذریعہ سے مین تم سے ملاقات کیا کرون الغرض اسی طرح صاحب قران گردون سریر نے ہنگام رخصت ملکہ
ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح روشن گہر و ملکہ صبح دلکشا کو بھی مطمئن کیا قصہ کوتاہ پہلے ملکہ نوبہار گلشن افروز شاہزادہ
معزالدین سے رخصت ہوکر پردۂ قاف کو گئین اور ہمراہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ملکہ صبح دلکشا اور ملاحت پری بھی
جانب پردۂ قاف اپنے وطن کو روانہ ہوئین بعد جانے ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ صبح دلکشا و ملاحت پری کے
ملکہ ناطقہ روشن بیان نے صاحب قران عالیمقام سے رخصت طلب کی صاحب قران گردون وقار نے اپنے استاد
سے ملکہ ناطقہ کے باب مین پوچھا کہ اسے جناب ملکہ ناطقہ روشن بیان کو بھی رخصت کرون یا اپنے پاس رہنے دون حکیم
قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا کہ ای شہریار عالیوقار میرے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ بالفعل ملکہ ناطقہ روشن بیان کو بھی
رخصت کرو کیونکہ مملکت ظلمورستان بعد زائل ہونے آثار طلسم کے وسعت مین مثل ملک مصر کے رہگئی ہین اور وہ جو تمنے
ہنگام سیر ظلمورستان بغاوت کرنا حکام چہارگانہ طاقی شاہ وغیرہ کا اور خروج کرنا بیشہ آدم خوار کا دیکھا تھا اب بالکل نہوگا کیونکہ
وہ سب علامت طلسمی تھی زائل ہوگئی اب بعد انتقال سلطان روح الملک کے ملکہ ناطقہ روشن بیان اس ملک کی
سلطنت کرینگی اور چارون حکام سرحد مانند بادشاہان متعارف کے اطاعت مین سلطان الملک اور ملکہ ناطقہ روشن بیان
کے رہینگے مگر کوئی ملک مانند صورت پرستان اور آئینہ داران اور خرشیدہ وغیرہ باوجود زائل ہونے آثار طلسمی کے پریزادان
طلسم کے مسکن رہینگے اور ان شہرون پر اور کسی کا قبضہ نہوگا اور کسی بنی آدم کا سواے تمھارے وہان گذر نہوگا کیونکہ بوجہ
پیچیدگی راہ اور گرداگرد ہونے کوہہاے بلند و مرتفع کے مقامات مذکور الصدر نظر بنی آدم سے مخفی اور پوشیدہ رہینگے علاوہ
اسکے حصار طلسم بھی ابھی تک موجود ہی اور عمر حصار ابھی بہت ہی اسوجہ سے بھی کوئی فرد بشر وہان جا نہین سکتا اور سلطان
روح الملک اور اسکی اولاد و اقربا سے اب کوئی مقامات مسطورہ سے باہر آ نہین سکتا المختصر بموجب ارشاد حکیم قسطاس الحکمت
صاحبقران عالی منزلت نے ملکہ ناطقہ سے اقرار کیا کہ جب ہم ملکہ نوبہار کے ملک مین جائینگے تمھارے پاس بھی ضرور آئینگے
یا ہم پہلے تمھارے ملک مین آئینگے اور ملکہ نوبہار کو وہین بلائینگے اور بعد عہد و پیمان کرنے ملکہ ناطقہ روشن بیان سے صاحبقران
اکبر نے ملکہ صبح روشن گہر سے بھی یہ عہد کیا کہ ای ملکہ تم بھی مطمئن رہو انشاءاللہ ہم شہر یاقوت نگار مین ضرور آئینگے اور کئی دن

تک ہمارے گھر میں پہنچینگے ناظرین نکتہ بین پر ظاہر ہو کہ یاقوت نگار وغیرہ مقامات بھی باطن طلسم میں واقع ہوئے ہیں
مانند مقامات مذکورۃ الصدر پریزادان طلسم کے جائے قیام و سکونت و مسکن ہونگے ہر چند کہ آثار طلسمی زائل ہو گئے ہیں لیکن
بوجہ کثرت جبلہائے سربلند اور راہ سخت و صعب و پیچ در پیچ دشوار گذار کے کہ کسی بشر میں اتنی قوت اور طاقت نہیں ہے کہ مقامات
مسطور تک جا سکے سوائے صاحبقران اکبر کے لیکن مقامات ظاہر طلسم مانند سبع سباع وغیرہ جو اسی طرح موجود ہیں وہ
جملہ مقام شہر فردوس سے تعلق رکھتے ہیں اور ان مقاموں میں بنی آدم وغیرہ رہتے ہیں اور ایک شہر سے دوسرے
ملک تک براحت و آرام خاص و عام جا سکتے ہیں اور مقامات باطن طلسم میں بجز پریزاد کوئی رہ نہیں سکتا اور نہ کوئی جا سکتا ہے
الحاصل ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ روشن گہر و گوہر بزم افروز پری و ملکہ رنگ افروز وغیرہ نسوان پریزاد اعیان والا ذیشان
صاحبقران سے رخصت ہوئیں اور اپنے اپنے وطن اور مسکن کی طرف چلی گئیں بعد روانہ ہونے نسوان مسطور کے
صاحبقران گردوں سریر بارگاہ معلے میں آئے اور تخت پر بیٹھے ناگاہ شاہزادہ جمیل وغیرہ شاہزادگان پریزاد کہ بالائی
صاحبقران ذیشان کے جو سلطان ابو القاسم محمد مہدی و شاہزادۂ فرخ فال قائم الملک کی نسل سے تھے روبروئے
صاحبقران آئے اور تحفجات مثل مروارید آبدار و جواہر نذر دیئے اور کہا اے برادر گرامی قدر و ذیشان اب ہم بھی آپ سے
جدا ہوتے ہیں اور اپنے وطن کو جاتے ہیں لیکن امیدوار ہیں کہ جب آپ پردۂ قاف میں آئیں ہمارے مکان میں بھی
تشریف لائیں اور چند روز قیام فرمائیں ہر چند کہ تصدیع کمال ہوگی مگر آپکا تشریف لانا موجب ہمارے شرف و افتخار کا ہوگا
صاحبقران اکبر نے شاہزادگان مسطور سے اقرار اپنے آنے کا کیا اور سب کو عالی قدر مراتب خلعت و زر و جواہر دیکر
جانے کی اجازت دی شاہزادگان مذکور بصد شوکت و حشمت طرف پردۂ قاف روانہ ہوئے راوی کہتا ہے کہ شاہزادگان
پریزاد نے قبل روانہ ہونے کے صاحبقران سے کہا تھا کہ ہماری تمنائے دل یہی تھی کہ تا حیات آپ ہی کے پاس رہیں
اور ایکدم آپ سے علیحدہ نہوں لیکن افسوس ہے کہ آپ نے ہمکو رخصت کر دیا اور اپنے ہمراہ نہ رکھا صاحبقران اکبر
نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے برادران واقف تمیز میں بقسم کہتا ہوں کہ میری بھی یہی آرزوئے دلی تھی کہ جملہ خاص و عام کو جو کہ مجھ سے
تعلق رکھتے ہیں سب کو اپنے پاس رکھوں اور کسی کو جدا نہ کروں لیکن سید رکن الدین شہید کے فرمانے سے مجبور و لاچار
ہوں پریزادان طلسم کو اپنے وطن نہیں لیجا سکتا اور اگر سید شہید موصوف مقرر یہ پریزادان طلسم اور پردۂ قاف میں
مجھکو یہ تاکید نہ کرتے کہ سب کو رخصت کرو تو اے برادران سعادت نشان میرا یہ ارادہ تھا کہ لشکر قہار اور فوج بیشمار
پریزادان پردۂ قاف وغیرہ کے لیکر اپنے وطن کو جاؤں اور مشرق سے مغرب تک جملہ ممالک اپنے قبضہ و تصرف میں
لاؤں اور تمام کفر بھی پردۂ دنیا پر نہ رکھوں مگر ارشاد سید شہید موصوف سے مجبور ہو گیا ہوں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ میرے
مقدر میں فقط اتنی ہی ملک گیری تھی اب حکم کشورستانی شاید نہیں ہے یقین ہے کہ بعد میرے گل بستان حدیقۂ نبی و نور چشم
بتول و علی باعث بقائے حیات مہدی آخر الزمان امام عالی مقام صلوات اللہ علیہ السلام ظہور فرمائینگے اور کفر کو اس جہان

دور کرینگے اور جملہ کفار کو قتل کرینگے مشرق سے مغرب تک اُنکا عمل ہوگا ہر ایک مسلمان اُنسے بیعت کریگا غرض خداوند عالم
نے اُنکی ہی جہان مہدی آخر الزمان کی ذات ستودہ صفات پر موقوف و منحصر رکھی ہے اور میری کشورستانی صرف اتنی ہی تھی
جو ہو چکی اے برادران نیک اطوار میں اسی کشورستانی کا شکر درگاہ خدا میں کر نہیں سکتا المختصر صاحب قران دیباہ
فلک بارگاہ نے پہلے شاہزادگان مسطور کو رخصت کیا بعدہ شاہزادہ مرزبان کو مع شاہزادہ غوجان خلعت پُر زر دیکر
رخصت فرمایا پھر شدید الشداد کو دیار بکر و ملک ربیعہ مرحمت کرکے مع منورہ بانو رخصت کیا اور الواح بن النوم کو شدید الشداد
جہان پہلوان کے ساتھ روانہ کیا بعد رخصت ہونے شدید الشداد کے شاہزادہ معز الدین ذیوقار نے پنجاہ سلاح طلسمی جنکا
مثل و نظیر پردۂ دنیا پر نہ تھا سمعاج اژدر در کو عنایت کرکے رخصت فرمایا اور حکومت دیار دیلم بنام سمعاج مسطور تحریر
کردی بعد جانے سمعاج اژدر در کے صاحب قران اکبر نے نجاشی شاہ حلبش کو ایک سو سلاح مثل شمشیر و خنجر وغیرہ جو بےمثل
و بیبہا پیل تھے دیے اور سیدی اسلم اور سیدی سالم کو کہ رفقائے دیرینہ نجاشی تھے ساتھ نجاشی شاہ حلبش کے
کر دیا اور کئی شہر ممالک نجاشی شاہ حلبش سے سیدی اسلم و سیدی سالم کے نام مندرج فرمائے اُسوقت البطال زنگی
نے دست بستہ صاحب قران اکبر سے عرض کیا حضور خوب جانتے ہیں کہ یہ عبد ذلیل کوئی اولاد نہیں رکھتا لہذا چاہتا ہون
کہ حضور اسلم نوجوان کو میرے ہمراہ کر دیجیے تاکہ یہ خاکسار ذرہ بمقدار اسلم نیک کردار کو اپنا فرزند تصور کرے شاہزادہ
معز الدین نے بموجب آرزوے البطال زنگی اسلم سعادت نشان کو ساتھ البطال مسطور کے کر دیا بعد رخصت ہونے نجاشی
و سیدی اسلم کے البطال زنگی بھی مع اسلم و زنگاوہ زنگاری پوش بفوج و لشکر اپنے وطن کو گیا بعد رخصت ہونے البطال
زنگی کے صاحب قران اکبر نے سیدی مسعود و سیدی عبداللہ و سیدی سالم دیگر کو ممالک زنگبار یعنی سلطنت القیموس
زنگی مرحمت کرکے رخصت کیا اور اسپہ جلیل الدین ذیوقار کو ملک بیابین سقطی عطا فرمایا اور علاوہ ملک مذکور کے ایکسو
سلاح نادر دیے اور آذر شاہ و سلطان شاہ و ملک النوبہ کو بھی ایک ایک سو سلاح تحفہ اور جواہر گران بہا دے کر سب کو
رخصت کیا ہر سہ شاہان مذکور اپنے اپنے ملک کو گئے بعد اسکے شاہزادہ معز الدین فلک وقار نے حکومت جبل علی و شہر فردوس
و جبل الصفا و نقلان کو و جملہ منازل طلسم پیچ سباع و اکثر مقامات طلسم بیضا کے جہان بنی آدم رہتے تھے اپنے بھائی عزیز القدر
شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کو تفویض فرمائے اور حکمنامہ حکومت مسطور اپنے دستخط اور مہر سے مزین کرکے شاہزادہ ابراہیم بن
حیدر کے حوالہ کیا اور اپنے سامنے تخت سلطنت فردوسیہ پر بٹھایا اور سلطان الملک ابراہیم خطاب دیا اور ابو المکارم
دیباجہ کو منصب وزارت دے کر سرفراز فرمایا اور تمیز زرافشان کو داروغگی شہر فردوسیہ عنایت فرمائی اُسوقت شاہزادہ ابراہیم بن
حیدر نے عرض کیا کہ اے صاحب قران کشورگیر گردون سریر جبتک آپ بذریعہ عجائبات روان جملہ خاص و عام کو جو آپ سے
تعلق رکھتے ہیں طلب کر سکتے ہیں اور خود بھی اُنکے پاس جا سکتے ہیں لیکن میں بھی چاہتا ہون کہ حضور مجھکو گاہ گاہ سرفراز فرمائیں
اور کبھی اپنی خدمت فیضدرجت میں طلب فرمائیں شاہزادہ معز الدین ذیشان نے فرمایا اے برادر دیباجہ تم ہر طور مطمئن ہو جب

ہم کسی بادشاہ قاف وغیرہ سے ملاقات کرینگے سب سے پہلے تم سے ملاقات کرینگے جب صاحبقران اکبر شاہزادہ ابراہیم
بن حیدر سے عہد و پیمان کر چکے اور خاموش ہوئے اُسوقت عمران بن جنید نے عرض کیا کہ اے شہریار عالی وقار آپ پر ظاہر
و آشکار ہو کہ میرا کوئی پسر نہیں ہے جو بعد میرے وارث تاج و سریر سلطنت ہو لہذا میں چاہتا ہوں کہ آپ فرمان حکومت
ملک عمرانیہ میرے خویش سلطان ابو الحسن جوہر کے نام تحریر کر دیں شاہزادہ معز الدین نے بموجب آرزوے عمران
بن جنید اُسی دم فرمان حکومت شہر عمرانیہ بنام سلطان ابو الحسن جوہر لکھدیا الغرض بعد چلے جانے شاہان مسطور کے شاہزادہ
معز الدین نے خدام کو حکم کیا کہ بارگاہ سلطانی کو لپیٹوا اور ایک خیمہ مختصر استادہ کرو خدام حکم صاحبقران اکبر فی الفور بجا لائے
صاحبقران عالی وقار خیمہ مذکور میں تشریف لائے اور جملہ مال و اسباب مع طلسم بارگاہ سلطانی ایکجا فراہم کر کے کنارہ دریائے
مسطور پر آئے اور کشتی پر سوار ہو کر جزیرے مخالف میں جسکا بیان قبل اسکے کیا گیا ہے جہاں سید رکن الدین شہید نے فرمایا تھا
پہونچے اور ہر قسم کا طعام لذیذ تیار کرایا اور جملہ خاص و عام کو جو اُسوقت موجود تھے کھلایا اور بخوبی سب کی دعوت کی بعد دعوت
کرنے جملہ مردان ہمراہی کے صاحبقران اکبر نے حکیم قسطاس الحکمت سے کہا اے اُستاد عالی وقار آج مجھکو یہی بہتر
اور مناسب معلوم ہوا کہ پہلے شاہان بیگانہ کو اُنکے ملک کی طرف روانہ کر دوں بعدہ موافق حکم و ہدایت اس جزیرہ میں جملہ
مال و اسباب طلسم لاؤں اور یا قیانانہ خاص و عام کی دعوت کروں لہذا اے اُستاد عالی منزلت اگر میں پہلے شاہان ذیشان کو
رخصت نہ کرتا اور وہ اُسوقت یہاں موجود ہوتے اور جب مال و اسباب طلسم غرق ہوتا اور وہ دیکھتے تو مجھکو ایکطرح کی
شرمندگی ہوتی اسی وجہ سے میں نے اُسدن سید رکن الدین شہید سے مقدمہ سلاطین میں اجازت لی تھی اب مجھکو وہ
اسم بزرگ بتائیے کہ جس اسم کے پڑھنے سے موکل مع کشتی ظاہر ہو حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا اے شاہزادۂ ذیوقار وہ
اسم جلیل یہ ہے یا من اعلم علیہ السموات والارض اس اسم بزرگ کو اتنی مرتبہ پڑھو موکل مع کشتی ظاہر ہوگا شاہزادۂ
معز الدین نے اسم بزرگ مرقوم الصدر کو تعداد معینہ پڑھا بعد تمام ہونے اسم بزرگ کے پانی دریا کا بڑھنے لگا ہوا اسے
تند چلنے لگی بعد دفع ہونے طوفان کے ایک پیر مرد مع کشتی اُس دریا سے ظاہر ہوا اور کشتی کو کنارہ دریا پر لایا شاہزادۂ
معز الدین نے چند آلات حرب تو رہنے دیئے اور جملہ مال و اسباب طلسم کشتی مسطور پر رکھدیا اور اُس موکل کے حوالہ کیا
اُسدم صاحبقران اکبر کی عجب کیفیت تھی کہ بوجہ کثرت رنج و ملال آنسو آنکھوں سے رواں تھے اور مثل ماہی بے آب
کنارہ دریا تڑپتے تھے اور جملہ خاص و عام بھی جو اُسوقت موجود تھے اور دیکھ رہے تھے بے اختیار رو رہے تھے جس وقت
جملہ مال و اسباب طلسم کشتی پر رکھدیا گیا وہ موکل کشتی کو درمیان دریا لیگیا اور کشتی کو مع اسباب ایک گرداب میں ڈبو دیا
بعد ڈوبنے کشتی کے پھر ایک طوفان عظیم آیا اور ظلمت محیط عالم ہوگئی بعد دفع ہونے طوفان اور تیرگی کے صاحبقران اکبر و
مردان دیگر نے دیکھا کہ اُس موکل اور کشتی کا مطلق نشان نہیں ہے دریا اُسی طرح نظر آتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ شاہزادۂ معز الدین
نے اُسدن کثرت صدمہ و رنج سے قسم طعام وغیرہ سے کچھ نہ کھایا بلکہ شب کو بھی طعام تناول نہ کیا جب رات کو روتے روتے

صاحب قران اکبر سو گئے عالم خواب میں دیکھا کہ سید رکن الدین شہید تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے صاحبقران گیتی ستان تمھاری عقل و دانائی سے یہ بعید ہے کہ اس ادنے مال و اسباب کے واسطے اسقدر رنج و صدمہ کرو کہ آب و طعام ترک کر دو اے نور نظر لخت جگر اک دن ایسا آنے والا ہے کہ تمھاری متاع جان جسم خاکی لیجائیگی اُسدن کیا کرو گے انسان کو لازم ہے کہ بہر حال شکر رب ذو الجلال کرے اور ہر ایک صدمہ و ملال میں آب و طعام ترک نکرے اور راضی برضائے الٰہی رہے اے فرزند ارجمند آگاہ ہو کہ یہ دنیا ایک سرائے فانی ہے اور جو شے کہ اس دنیا میں ہے وہ بھی فانی ہے سوائے خداوند عالم کے کسی کو ثبات اور ہمیشگی نہیں ہے پس مال و اسباب طلسم کے واسطے صدمہ نکرو اگر مال و اسباب طلسم تمھارے پاس بھی رہتا تو ایک روز ضرور تلف اور ضائع اور برباد ہو جاتا ہمیشہ کسی طرح نہ رہتا اُس روز بھی تمکو اتنا ہی ملال ہوتا جتنا کہ آج ہوا اے فرزند صاحب دانش میں تمکو نصیحت کرتا ہوں کہ بیکار رنج و صدمہ نکرو اپنے دل کو ہر حال میں خوش رکھو اگر تمکو جملہ مال و اسباب جو غرق دریا کیا ہے اور صحبتہائے گذشتہ کا دیکھنا منظور ہو تو فلان اسم جو گوشہ لوح زمرد پر لکھا ہے اُسکو اتنی مرتبہ پڑھکر حجرۂ عجائبات روان میں جانا صحبتہائے گذشتہ مع مال و اسباب طلسمی تمکو اچھی طرح دکھائی دیگا اور اگر کوئی دوست تمھارا اُس صحبت گذشتہ سامان کے دیکھنے کا مشتاق ہو اور صحبت گذشتہ کے نظر آنے کا یقین نکرے تو اُسکو بھی ہمراہ اپنے حجرۂ تحفۃ الغرائب میں لیجانا اور کل کیفیت دکھا دینا سوا اسکے اگر تمکو کسی معشوق یا کسی بادشاہ سے ملاقات کرنا منظور ہو تو اُسی طرح ملاقات ہو گی جسطور سے تم اپنے والد کے پاس گئے تھے اور پھر بعد دفن سلطان اسمعیل اور تخت نشینی کے اُسی حجرہ میں جہان سے گئے تھے وہین پھر چلے آئے اے نور نظر یاد رہے کہ انشاء اللہ کل تم ایک ایسی خبر فرحت اثر سنو گے کہ یہ رنج تمھارا اُس خوشی سے بدل جائیگا الحاصل سید رکن الدین شہید نصائح مرقوم الصدر کرکے تشریف لے گئے بعد تشریف لیجانے سید شہید موصوف کے صاحب قران ذیوقار ہوشیار ہوئے اور اثر رنج و ملال مطلق اپنے دل پر نہ پایا وقت سحر صاحب قران اکبر نے حکیم قسطاس الحکمت سے عالم خواب میں تشریف لانا سید رکن الدین شہید کا اور سمجھانا اور یہ کہنا کہ فردا ایک خبر خوش سنو گے جملہ ارشاد حرف بحرف بیان کیا حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا اے صاحب قران گیتی ستان تمکو لازم ہے کہ سید رکن الدین شہید کے قول کو سچ جانو کیونکہ وہ خاصان خدا سے ہیں ضرور کوئی خبر خوش آج تم سنو گے ابھی حکیم قسطاس الحکمت شاہزادہ معز الدین سے باتیں کر ہی رہے تھے یکایک ایک پیغامبر ناقہ پر سوار قصر آتشفر کی جانب سے جلد تر آیا اور خدمت صاحب قران اکبر میں حاضر ہو کر بعد ادائے مراسم دعا و ثنا عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادہ بلند اقبال بافضال ذو الجلال اسوقت ملکہ ہمیشہ اقبال خاتون خوش خصال ملکہ شمسہ تاجدار کے بطن سے فرزند خورشید دیدار پیدا ہوا ہے حکیم قسطاس الحکمت نے شاہزادہ معز الدین کو خوش ہو کر تولد فرزند کی تہنیت دی صاحب قران کشورستان یہ خبر مسرت نشان سنکے اسقدر مسرور ہوئے کہ غنچۂ دل شگفتہ ہو گیا اور حصول دولت اولاد سے صدمہ مال و اسباب طلسم دل سے بالکل دفع ہو گیا اُسوقت شاہزادہ معز الدین سے

حکیم قسطاس الحکمت سے دریافت کیا کہ اس فرزند ارجمند کا کیا نام رکھا جاوے حکیم قسطاس الحکمت نے بعد فکر فرمایا کہ
ای صاحب قران کشور گیر گردون سریر اس مولود مسعود کا نام عزیز الدین رکھنا مناسب ہے صاحب قران اکبر بعد دریافت
کرلینے نام فرزند دلبند کے اس جزیرہ سے مع حکیم قسطاس الحکمت و جملہ مردان ہمراہی جانب قصر اخضر بصد مسرت روانہ ہوئے
اور بعد قطع راہ جملہ مردم کو بیرون قصر اخضر چھوڑ کر داخل قصر اخضر ہوئے اور اپنے فرزند کو دیکھکر از حد خوش ہوئے اور بوجہ
افراط مسرت و خوشی چالیس دن تک جشن خوشی کا حکم دیا اور جملہ نسوان پریزاد کو بھی پردۂ قاف سے طلب کیا خواتین پریزاد
پردۂ قاف سے آئیں اور شریک جشن خوشی ہوئیں اور ہر ایک نے تولد فرزند کی صاحب قران اکبر کو تہنیت دی اگر اس
جشن خوشی تولد فرزند صاحب قران کا مفصل سامان تحریر کیا جاوے تو از حد طول ہوگا مختصر یہ ہے کہ یہ جشن بھی مثل جشن عقد
صاحب قران اکبر ہوا تھا ایسا تمام ہونے زمانہ جشن کے جملہ خواتین پریزاد سوائے ملکہ روشنگہر صاحب قران اکبر سے رخصت
ہوکر جانب پردۂ قاف گئیں اور صاحب قران کشورستان نے سامان سفر مہیا کیا اور اپنے وطن کے جانے کا ارادہ کیا
اسوقت حکیم عبقر طوس جنی صاحب قران اکبر کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے شہریار اب ہم بھی آپ سے رخصت
ہوتے ہیں شاہزادہ معز الدین نے ملکہ صبیح روشنگہر کو حکیم عبقر طوس جنی کے سپرد کیا اور بصد عزت و حرمت رخصت کیا
بعد اسکے شاہزادہ معز الدین نے مع ملکہ شمسہ تاجدار و حکیم قسطاس الحکمت عالی وقار بشوکت و حشمت قصر اخضر سے
کوچ کیا اور ایک منزل راہ طے کرکے قیام فرمایا اسوقت صاحب قران اکبر منزل پر پہونچے خیام برائے قیام ایستادہ ہوئے
صاحب قران نے ملکہ شمسہ تاجدار کو بصد پردہ داری داخل خیمہ کیا اور آپ بھی علیحدہ ایک خیمہ میں آکر بیٹھے اسوقت
ابو الحسن جوہر بھی صاحب قران کے پاس آکر بیٹھ گیا اسدم حکیم قسطاس الحکمت بھی ادھر خواستگار رخصت ہوئے
اور صاحب قران اکبر سے کہنے لگے کہ ای شاہزادہ عالی وقار اب میں بھی اسوجہ سے تم سے رخصت ہوتا ہوں کہ اس عالم
فریب میں کسی گوشہ میں بیٹھکر لیل و نہار عبادت پروردگار کروں اور حیات باقیماندہ کو ذکر خدا میں بسر کروں تمکو خدائے
کارساز بندہ نواز کے سپرد کیا اگر پروردگار عالم نے چاہا اور حیات باقی رہی تو پھر ملاقات ہوگی اور اگر بحکم خدا پیام قضا آیا
تو مجبوری ہے ای شہریار اسوقت میں تمکو وصیت کرتا ہوں کہ اگر میری مرنے کی خبر سننا تو میری روح کو ہدیہ ثواب سورۂ فاتحہ
سے ضرور رشاد کرنا ہر چند کہ یہ معلوم نہیں ہے کہ پہلے کون دنیا سے ملک عدم میں جائیگا مگر میں باعتبار اپنی پیرانہ سالی کے کہتا ہوں
اور ماشاء اللہ تم ابھی نوجوان ہو تمہاری زندگی کی امید ہے سوا اسکے ای صاحب قران گیتی ستان تمکو مناسب ہے کہ
ملک مصر کو ضرور فتح کرنا اور ای ابو الحسن جوہر کیا عجب ہے کہ ملک مصر تمہاری کوشش اور سعی سے فتح ہو جب ملک مصر
فتح ہو جاوے بعد چند روز کے جامع مسجد میں نماز پڑھنا اور بعد نماز جمعہ منبر پر جانا اور بعد حمد و نعت جو اشخاص اس وقت
موجود ہوں انکو امور نیک کی ہدایت کرنا اور اسی طرح جملہ خاص و عام کو ہر دم ممنوعات سے منع کرتے رہنا اور ترقی دین اسلام
میں حتی الامکان کوشش کرنا سلطان ابو الحسن جوہر نے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ جو آپ نے فرمایا ہے انشاء اللہ ایسا ہی

ہوگا حکیم قسطاس الحکمت صاحب قران اور ابوالحسن کو نصائح مسطور کرکے اُٹھے اور ارادہ جانے کا کیا صاحب قران اکبر
اُسوقت حکیم قسطاس الحکمت کی جدائی سے بہت روئے اور کہا ای اُستاد عالیوقار اب یہ فرمائیے کہ آپ سے کیونکر ملاقات
ہوگی مجھکو تو آپکے مسکن سے آگاہی نہین ہے کہ بذریعہ عجائبات روان اکثر حاضر خدمت ہون ہان اگر آپ ہی از راہ شفقت
بزرگانہ مجھکو سرفراز و ممتاز فرماتے رہینگے تو ملاقات ہوا کریگی حکیم قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا کہ اے شہریار عالیوقار تم کسی طرح
بذریعہ عجائبات روان مجھسے ملاقات نہین کر سکتے انشاء اللہ تعالیٰ مین فلان سال بیت اسد و اسطرلاب کے جاؤنگا اگر تم بھی
واسطے حج کے آوگے تو وہین ملاقات ہوگی شاہزادہ معز الدین نے کہا ای اُستاد عالی منزلت کچھ آپ میرے حالات آیندہ
سے بذریعہ علم رمل و نجوم وغیرہ خبر دیجیے کہ کیا ہوگا۔ حکیم صاحب نے فرمایا ای شہریار حال غیب سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا
حکیم قسطاس الحکمت یہ کہکر اور صاحب قران اکبر سے رخصت ہوکر جانب دشت روانہ ہوئے اور چند قدم جاکر صاحبقران
اکبر کی نظر سے پوشیدہ ہوگئے صاحب قران اکبر نے شب اُسی منزل پر بسر کی علی الصباح بعد ادائے نماز سحر پیش خیمہ آگے روانہ
کیا بعدہ خود بھی بشوکت و حشمت روانہ ہوئے بعد قطع منازل چند شہر عمرانیہ مین داخل ہوئے عمران شاہ اپنے داماد سلطان
ابوالحسن کی جانب سے نیابۃً حکومت کرتا تھا جسوقت خبر تشریف آوری صاحب قران ملک عمران نے سنی فی الفور واسطے
استقبال صاحب قران اکبر کے آیا اور اپنے ہمراہ بعزت و حرمت صاحب قران اکبر اور ابوالحسن جوہر اور ملکہ
شمسہ تاجدار کو لیگیا اور ایک ایوان رفیع و وسیع مین مقیم کیا اور بڑے تکلف سے صاحب قران اور ملکہ شمسہ تاجدار
اور ابوالحسن جوہر کی دعوت اور ضیافت کی صاحب قران اکبر نے ایک شب وہان قیام فرمایا روز دیگر صاحب قران
ملک عمران سے رخصت ہوئے اور ابوالحسن جوہر بھی ملک عمران سے رخصت ہوا اور بہنگام رخصت اپنی زوجہ خلد آشیانہ
ماہرو کو اپنے ہمراہ لیا اور ہمراہ رکاب صاحب قران اکبر وہان سے روانہ ہوا صاحب قران ذیجاہ بعد قطع راہ قلاع
محکمات عالیات مین پہونچے اور ممالک قلاع محکمات عالیات مع قلاع یہود امیر محمد بن امیر جلیل الدین کو عطا فرمائے
اور قلاع نصارا امیر خلیل بن اسماعیل کے سپرد کیے اور خراج شاہی موافق قاعدہ قدیم معین کیا بعد انصرام ان امورات کے
صاحب قران اکبر بتجمل و حشم وہان سے بھی جانب وطن روانہ ہوئے بعد قطع منازل جب قریب وطن پہونچے اور خبر
تشریف آوری صاحب قران ذیجاہ فلک بارگاہ شہر افرنجیہ مین مشہور ہوئی اُسوقت ابوالغرائب اور شاہزادہ معین الدین
مع دیگر امرائے بے عدیل و لطیر الفوج و لشکر کثیر واسطے استقبال کئی منزل شہر کے باہر آئے اور صاحب قران کشور ستان
کا استقبال کرکے بہزار تعظیم و تکریم شہر مین لائے مردمان شہر کے بھی جوق جوق گروہ گروہ بصد خوشی آئے اور شاہزادہ
معز الدین کی قدمبوسی سے شرفیاب ہوئے جسوقت صاحب قران اکبر شہر مین تشریف لائے حکم کیا کہ دریا سے خزانے
واکردیے جائین اور تمام مساکین و غربا و فقرا کو اسقدر زر دیا جائے کہ وہ انکار لینے سے کرین چنانچہ بموجب حکم شاہزادۂ
عالیوقار اسقدر زر فقرا و غربا کو دیا گیا کہ وہ امیر کبیر ہوگئے صاحب قران عالیوقار ہمراہ ابوالغرائب و شاہزادہ معین

ہن اسماعیل وغیرہ کثرت مردم شہر و آراستگی شہر دیکھتے ہوئے داخل حرم سرا ہوئے خواتین حرم سرا میں اک شور تہنیت
بلند ہوا۔ ملکہ عالیہ خاتون اپنے فرزند کو دیکھکر ازحد خوش ہوئیں زنان حرم سرا بعد پردہ داری در حرم سرا سے ملکہ
شمسہ تاجدار ذیوقار کو درون محلسرا زر و جواہر سر پر نثار کرتی ہوئی لیگئیں ملکہ عالیہ خاتون کو ملکہ شمسہ تاجدار نے تسلیم
کی ملکہ عالیہ خاتون نے ملکہ کو سینہ سے لگایا اور پیار کیا اور زر سرخ و سفید سر ملکہ شمسہ تاجدار پر نثار کیا اور معزالدین
کو دیکھکر بے اختیار خوش ہوکر اپنی آغوش میں لے لیا اور بہت پیار کیا بعد داخل محل ہونے ملکہ شمسہ تاجدار کے
صاحبقران گیتی ستان حرم سرا سے باہر تشریف لائے اور تخت سلطنت پر جلوس فرمایا وزرا سے ذیوقار و امراے
نامدار نے نذریں دیں اور ہر ایک وزیر و امیر نے تخت نشینی کی تہنیت دی شاہزادہ معزالدین فریجاہ نے ہفتہ روز
جشن تخت نشینی کیا اور سریر سلطنت پر بیٹھکر عدل و انصاف اور غربا و مساکین کو زر دینا اختیار کیا اور ایسا عدل کیا کہ
مردم شہر عادل نوشیروان کو ظالم جاننے لگے اور اسطرح شب و روز زر و جواہر فقرا و مساکین کو دینا شروع کیا کہ حاتم طائی کو بمقابلہ
شاہزادہ معزالدین بخیل سمجھنے لگے جملہ خاص و عام براحت و آرام بسر کرنے لگے ایک روز صاحبقران اکبر
اپنے والد کے مرقد پر گئے اور بہت روئے اور ثواب سورۂ فاتحہ روح مطہر سلطان اسمعیل کو بخشا اور قبر والد مغفور پر ایک
گنبد سنگ مرمر سفید کا نہایت بلند و وسیع و خوشنما بنوادیا اور کئی سو قرآن خوان تربت والد پر واسطے قرآن پڑھنے
کے مقرر کیے اور بجولی بنام روشنی وغیرہ کا سامان کردیا علاوہ اسکے خود بھی ہر پنجشنبہ کو قبر والد پر جاتے تھے اور ثواب سورۂ
فاتحہ سے اپنے والد مرحوم کی روح کو خوش کرتے تھے اور بعد فاتحہ خوانی بنا بر آہ جانب تختگاہ تشریف لاتے تھے اور تخت
حکومت پر بیٹھکر مثل اپنے والد مرحوم کے عدل و انصاف کرتے تھے القصہ بقاعدہ مرقوم الصدر صاحبقران اکبر
بعدل و انصاف سلطنت کرتے تھے جب ایک برس بعیش و عشرت اور بحکومت و سلطنت گذرا امیر جلال الدین و امیر
مجاہد الدین و امیر سلطان و امیر جلیل وغیرہ نے شاہزادہ معزالدین عالیوقار سے عرض کیا کہ اب ہمکو بھی وطن جانے
کی اجازت ہو شاہزادہ بلند اقبال نے ہر ایک امیر عالیوقار کو خلعت دیا اور امیر محمد ذلقدر و امیر الجیوش اور امیرزادہ
سیف الدین دلاور کو امیر الجنود خطاب دیکر جملہ امیران مرقوم الصدر کو رخصت کیا بعد جانے امیران مسطور کے
صاحبقران اکبر کبھی پریزادان قاف یعنی ملکہ نو بہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح دلکشا و ملکہ
صبح روشن گہر و ملاحت پری وغیرہ نسوان پریزاد کو بذریعہ تحفۃ الغرائب طلب کرتے تھے اور انکے ساتھ بعیش و عشرت
شب و روز بسر کرتے تھے اور کبھی آپ بھی بذریعہ عجائبات روان یا بدوش پریزادان بمثال پرند قاف میں جاتے تھے
اور خواتین ذلقدر سے ہم آغوش و ہم بستر ہوتے تھے اور گاہ جبل العلی اور عجائبات ارسطو میں براے تفریح طبع تشریف
لیجاتے تھے اور خواتین قاف کو بھی طلب کرکے دو ایک ماہ تک انکے ساتھ بعیش و عشرت شب و روز بسر کرتے تھے
ایک مرتبہ قاف میں شاہزادہ جلیل الملک وغیرہ فرزندان مہدی کے پاس واسطے ملاقات کے گئے اور کئی دن تک

وہان رہے اتفاقاً اُسی زمانہ مین ایک دیو بدافعال شیطان خصال مسمی سمسال خوک پیشانی نے جسکا قد درازی مین پانسو گز
سے کسی طرح کم نہ تھا بجمعیت کثیر دیوان نابکار و خونخوار ملک پسران جمہدی پر حملہ آور ہوا پسران جمہدی یعنی شاہزادگان پردۂ
قاف اُس دیو خبیث کے مقابلہ کو مع فوج و لشکر گئے اور اُس سے لڑے اور ہنگام شب جب لڑائی موقوف ہوئی خدمت
صاحب قران اکبر مین حاضر ہوئے وقت سحر پھر برائے مقابلہ دیو ملعون روانہ ہوئے اور اُس دیو سے جاکر خوب لڑے
اور کسی قدر زخمی ہوئے جب وقت شام وہ دیو بدانجام مع دیگر دیوان خونخوار جنگگاہ سے چلا گیا لڑائی موقوف ہوئی شاہزادگان
قاف ہر چند کہ زخمی تھے مگر بخیال مہمانی و دعوت صاحب قران اکبر جنگگاہ سے خدمت صاحب قران گیتی ستان مین پہونچے
صاحب قران اکبر اُنکو زخمی دیکھکر مستفسر ہوئے جب شاہزادگان قاف نے حال جنگ و جدال شاہزادہ معز الدین
بلند اقبال سے نہان کیا اُسوقت صاحب قران اکبر نے اپنے سر کی قسم دیکر پوچھا اُسدم شاہزادگان قاف نے
تمام کیفیت مجبوری بیان کی صاحب قران اکبر حال جنگ و جدال سنکر شاہزادگان قاف سے نہایت رنجیدہ ہوکر
شاکی ہوئے اور فرمانے لگے کہ تمنے ہمکو اس حال سے کیون اطلاع نہ دی شاہزادگان قاف نے عرض کیا کہ بوجہ تکلیف
و تصدیع حضور کے خبر نہین کی تھی اور سوا اسکے یہ بھی خیال کیا تھا اگر حضور کو اس جنگ و جدال سے آگاہی ہوگی
تو ایک طرح کا رنج دل حضور کو ہوگا الغرض وہ شب بہزار دشواری صاحب قران اکبر نے بسر کی بعد نماز سحر صاحبقران اکبر
نے سلاح جنگ اپنے تن پر آراستہ کیے اور ہمراہ شاہزادگان قاف میدان مصاف مین تشریف لائے دیو سمسال
خوک پیشانی بھی بغیظ و غضب میدان مین آیا اور صف دیوان خونخوار سے نکلکر پکارا کہ اے شاہزادگان قاف اگر دعوا
بہادری ہے تو آؤ اور مجھ سے مقابلہ کرو جسوقت صاحب قران اکبر نے اُس دیو طویل القامت کا یہ کلام سنا
شاہزادگان کو روککر خود اُسکے مقابلہ کو گئے اور طرفۃ العین مین بقوت صاحبقرانی اُس دیو خونخوار بلائے روزگار کو
بضرب تیغ خاراشگاف دو ٹکڑے کیا جسوقت وہ دیو کوہ پیکر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا طبقات زمین ہل گئے میدان مصاف
مین اُسکے خون کی ایک نہر جاری ہوگئی اُسوقت جملہ دیوان خونخوار نے بصد غضب صاحب قران اکبر پر حملہ کیا ادھر سے
شاہزادگان قاف تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر بمقابلہ دیوان خونخوار پہونچے اور اسقدر دیوان نابکار کو تیغ آبدار سے قتل کیا
کہ میدان جدال مین اُنکی لاشون کے انبار ہوگئے صاحب قران اکبر نے بھی ہزارہا دیوان خونخوار کو قتل کیا اور جوانان لشکر
قاف نے بھی صدہا دیوان زشت خو کو قتل کیا آخر باقی ماندہ دیوان نابکار تاب مقابلہ نہ لاکر جانب دشت و جبل گریزان ہوئے
راوی کہتا ہے کہ چند آلات حرب مانند شمشیر افعی اخضر و تیغ خاراشگاف وغیرہ شاہزادہ معز الدین بلند اقبال کے پاس
باجازت سید رکن الدین شہید موجود ہین اور تمام آلات و اسباب طلسم غرق آب دریا ہوچکا ہے اور قبل اسکے مفصل حال
اسباب طلسم تحریر کیا گیا ہے غرض وہی آلات حرب بیکار دیوان خونخوار و نابکار کے مقابلہ مین کام آسکتے ہین اسی طرح
ایک مرتبہ سیقال پشہ گلو کہ دیوان زبردست ابلیس پرست سے تھا بجمعیت دیوان خونخوار و نابکار ملک ملکہ نوبہار پر

حملہ آور ہوا تھا شاہزادہ معز الدین نے با قبال کردگار اُس دیو نابکار کو بہ تیغ مسطور سے قتل کیا اور ملکہ نوبہار کا عفریت کو شر دیوان ابلیس پرست سے بچایا اور علاوہ اسکے اکثر ملکوں اور مقاموں پر نسناس وغیرہ حیوانات موذیہ نے خروج کیا اور شاہزادہ معز الدین ذیوقار نے اُن حیوانات کو بھی قتل کیا المختصر صاحب قران خوش اقبال ہر سال پردہ قاف مین جایا کرتے تھے اور ایک دو ماہ منسوان قاف کے پاس رہتے تھے اور کلمۂ تمجید و رحمت وافر اُٹھاتے تھے اور پھر چلے آتے تھے ارکین سلطنت اور اعیان مملکت وغیرہ کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاہزادہ معز الدین پردہ قاف گئے ہین بلکہ ہر ایک یہ جانتا تھا کہ صاحب قران ذیوقار طاعت پروردگار مین مشغول ہین اور گوشۂ انزوا مین تشریف رکھتے ہین اسی طرح نو سال صاحب قران خوش اقبال نے بعیش و عشرت بسر کیے سال دہم جب صاحب قران ذیوقار ملکہ نوبہار کے پاس گئے تو عجب ملکہ نوبہار کا حال دیکھا کہ صاحب قران بے اختیار رونے لگے یعنی ملکہ نوبہار کو نہایت علیل اور رنجور دیکھا ہر چند صاحب قران اکبر نے ملکہ نوبہار کا علاج کیا لیکن کسی طرح صحت نہوئی اور روز بروز مرض بڑھتا گیا یہانتک کہ ملکہ نوبہار قریب المرگ ہوئی شاہزادہ معز الدین نے ابو الحسن جوہر اور ملکہ شمسہ تاجدار کو بھی اسواسطے بلوا لیا کہ ہنگام انتقال ملکہ نوبہار گلشن افروز کو دیکھ لین اور تعزیت مین بھی شریک ہون الغرض ہر چند حکیم ابو المحاسن اور حکیم اشتیجان نے ملکہ نوبہار کا علاج کیا لیکن کچھ بھی ملکہ نوبہار کو دوا سے فائدہ نہوا آخر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اُسی مرض مہلک مین رحلت کی صاحب قران اکبر نے غم ملکہ نوبہار مین اپنا حال پریشان کیا اور بہت روئے آخر بگریہ وزاری دفن کیا اور زمانہ تعزیت ملکہ نوبہار تک پردہ قاف مین قیام کیا درمیان زمانہ تعزیت ملکہ نوبہار ایک رقعہ حکیم قسطاس الحکمت کا شاہزادہ معز الدین کے پاس آیا صاحب قران اکبر نے اس رقعہ کو پڑھا حکیم قسطاس الحکمت نے صاحب قران اکبر کو لکھا تھا کہ ای شہریار تمکو لازم ہے کہ پردہ قاف مین آنے سے اجتناب کرو بلکہ اب پردہ قاف مین آنا بالکل ترک کرو مجھکو ملکہ نوبہار کے بیمار ہونے اور انتقال کرنے کا حال معلوم ہوا تھا لیکن بوجہ اعتکاف آنا میرا نہوسکا مجبور تھا اور ای شہریار اب صدمہ و رنج ملکہ نوبہار نہ کرو اور صبر کرو جو منظور خدا تھا وہ ہوا صاحب قران اکبر نے رقعہ حکیم صاحب پڑھکے رکھدیا اور اُسی زمانہ تعزیت ملکہ نوبہار مین بحکم خدا ملکہ صبیح دلکشا بھی بیمار ہوئی اور صاحب قران اکبر سے کہنے لگی کہ ای شہریار عالی وقار مجھکو خواہر گرامی قدر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے انتقال کرنے کا اس درجہ ملال ہوا ہے اور میرے دل کو ایسا صدمہ سخت پہونچا ہے کہ مین دفعۃً ایسی علیل ہو گئی ہون کہ مجھکو اپنے صحت کی امید نہین ہے عجب نہین کہ جلد مین بھی راہی ملک بقا ہون پس اسوقت مین چاہتی ہون کہ آپ میری ہر ایک تقصیر اور خطا کو معاف کردین اور بعد میرے مرنے کے ای شہریار مجھکو فراموش نہ فرمائیے گا کبھی کبھی میری تربت پر ضرور آئیے گا ثواب سورۂ فاتحہ سے میری روح کو شاد کیجیے گا صاحب قران اکبر نے فرمایا اے ملکہ یہ کیسی باتین کرتی ہو کیا کوئی بیمار نہین ہوتا انشاء اللہ دو چار روز مین تمھارا مرض دفع ہو جائیگا اپنی زندگی سے عبث مایوس ہوتی ہو ملکہ دلکشا نے کہا ای شہریار مجھکو یقین ہے کہ مین اس مرض سے جانبر

ہو گئی یہ کہکر اُسی حالت رنجوری مین صاحب قران اکبر وغیرہ سے رخصت ہوکر اپنے مکان مین آئی اور قریب ایکماہ کے
بیمار رہی صاحب قران اکبر پردۂ قاف سے اُسوقت ملکہ صبح دلکشا کے پاس پہونچے کہ جب ملکہ صبح دلکشا حالت نزع
مین تھی بعد چند ساعت کے روبرو صاحب قران اکبر کے ملکہ دلکشا نے انتقال کیا صاحب قران اکبر نے بآہ وبکا
ملکہ صبح دلکشا کو دفن کیا بعد دفن کرنے ملکہ صبح دلکشا کے صاحب قران گیتی ستان وغیرہ پردۂ قاف سے چلے آئے
کیونکہ ایام تعزیت ملکہ نوبہار گذر چکے تھے - راوی کہتا ہی کہ بعد انتقال ملکہ صبح دلکشا شاہزادہ معز الدین نے ملکہ روشنگہر
سے عقد کیا تھا اور دو سال کامل ملکہ مسطور کے ساتھ بعیش وعشرت بسر کیے یعنی صاحب قران ذیجاہ قلعہ یاقوت نگار
مین تشریف لیجاتے تھے اور گاہ ملکہ روشنگہر کو ملک افریقہ مین اپنے پاس بلاتے تھے اور کبھی ملاحت پری اور
گوہر بزم افروز ورنگ افروز صاحب قران اکبر کی خدمت مین آتی تھین مگر بعد گذرنے دو سال کے ملاحت پری
شاہزادہ معز الدین سے اجازت لیکر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے مرقد پر بیٹھی اور چند سے عبادت پروردگار کیا کی آخر بحکم خدا
ملکہ نوبہار کی قبر پر بیمار ہوکے مرگئی اور وہین دفن ہوئی بعد انتقال کرنے ملاحت پری کے سلطان روح الملک نے بھی
رحلت کی ملکہ ناطقہ روشن بیان بعد انتقال اپنے والد مرحوم کے تارک الدنیا ہوکر مزار والد مرحوم پر بیٹھی اور روز وشب
عبادت وطاعت خالق کون ومکان کیا کی اور ایک برس قبل انتقال کرنے شاہزادہ معز الدین کے ملکہ ناطقہ روشن بیان
نے بھی وفات پائی اور اسی طرح ملکہ روشنگہر نے بھی انتقال کیا بعد مرنے ملکہ روشنگہر کے گوہر افروز اور رنگ افروز
کہ یہ دونون رازدار ملکہ روشنگہر کی تھین مانند ملاحت پری شاہزادہ معز الدین سے رخصت ہوکر مرقد ملکہ روشنگہر
پر جو لحد زاہدہ خاتون کے متصل تھا بیٹھین اور عبادت پروردگار لیل ونہار کیا کین آخران دونون نے بھی انتقال
کیا راوی کہتا ہی کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان نے قبل ایکسال انتقال شاہزادہ معز الدین ذیوقار کے اس دار فانی
سے جانب ملک جاودانی کوچ کیا تھا اور جس سال مین کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان نے وفات پائی تھی اُسی سال مین ملکہ
روشنگہر نے بھی انتقال کیا تھا اسیطرح شاہزادہ معز الدین عالیوقار کی وفات سے کئی ماہ قبل ملکہ شمسہ تاجدار کا انتقال
ہوگیا الغرض مدت پانزدہ سال مین تمام نسوان پریزاد ازواج شاہزادہ معز الدین ذیجاہ نے یکے بعد دیگرے انتقال
کیا سواے ملکہ شمسہ تاجدار کے ازواج شاہزادہ معز الدین سے کوئی زندہ نہین ہی جب ملکہ شمسہ تاجدار بھی
داخل شہرستان پرین ہونگی اُسوقت فقط ذات عالی صفات شاہزادہ معز الدین باقی رہجائینگی وہ بھی اسوجہ سے کہ ابھی
ممالک مصر کو فتح کرنا ہے اور حج خانہ کعبہ کرنا ہے اور حکیم قسطاس الحکمت سے ملاقات کرنا ہی اور افسانہ نگار کو
منظور یہی ہی کہ مہم ممالک مصر کی وقت آخر شاہزادہ معز الدین عالیوقار کے نام سے مشتہر ہو اور صفحۂ روزگار
پر تا قیامت باقی رہے اور بعد احوال مہم ممالک مصر وغیرہ کے یہ مترجم بھی بذلہ سرائی سے فرصت پائے

اسلئے مترجم خاکسار قدرے بقدر افسانۂ فتح ممالک مصر اور حال دلیری سلطان ابوالحسن

اور حال تشریف بری شاہزادہ معز الدین ذیوقار براے حج خانہ کعبہ اور حال ملاقات حکیم قطاس الحکمت اور احوال انتقال ملکہ شمسہ تاجدار وغیرہ کا ترجمہ کرتا ہے

ناظرین والا تمکین کو معلوم ہو کہ صاحب قران کشورگیر گردون سریر نے جب ازدواج کی تقریبات سے فرصت پائی کچھ دن
بعد راحت بسر کیے پھر موافق وصیت والد مرحوم کے اور بموجب فرمانے حکیم قطاس الحکمت کے خیال فتح کرنے
ممالک مصر کا کیا اور جلد فوج جمع کی جب لشکر جرار بہادران مغربی کا فراہم ہو چکا اسوقت صاحب قران اکبر نے
لشکر مذکور براے تسخیر ممالک مصر روانہ کیا کافور رخشیدی حاکم ممالک مصر نے خبر آنے لشکر جرار مسطور کی سنکے
قلعہ ہاے سرحد ملک مصر کو آلات حرب سے اسطرح آراستہ کیا تھا کہ جوانان لشکر مغربی کسی طرح سرحد تک جا نہ سکے
اور کسی طرح ممالک مصر کو فتح نہ کرسکے اور صدہا قتل ہوے آخر مجبور ولاچار ہو کر اور شکست کھاکر چلے آئے شاہزادہ
معز الدین نے بار دیگر لشکر کثیر جمع کرکے جانب ممالک مصر بھیجا لیکن مثل قبل اس مرتبہ بھی لشکر شکست کھاکر واپس آیا
شاہزادہ معز الدین نے تیسری دفعہ فوج کثیر روانہ کی مردان فوج نے جاکر نہایت جانفشانی اور سعی کی لیکن ملک
مصر کسی طرح فتح نہوا آخر مایوس ہو کر چلے آئے صاحب قران ذیوقار متواتر لشکر کے ضائع ہونے اور شکست کھانے
سے از حد رنجیدہ ہوے اور سلطان ابو الحسن جوہر سے کیفیت اپنے دل غمگین کی بیان کی اور اشکبار ہو کے ارشاد
فرمایا کہ اے برادر عزیز از جان افسوس ہزار افسوس کہ بزرگان رہبر تھے کہ مال و اسباب طلسمی دریا مین غرق کرا دیا اور
تمام مردان لشکر پردہ قاف وغیرہ کو رخصت کرا دیا اگر اسوقت وہ لشکر ہوتا اور وہ مال و اسباب طلسم موجود ہوتا تو ممالک
مصر کو ہمنے اب تک فتح کر لیا ہوتا اور یہ نوبت نہ پہنچتی خیر جو مقدر مین تھا وہ ہوا چنداں ہمکو مال و اسباب طلسمی کا صدمہ
نہین ہے کہ وہ عارضی تھا لیکن بڑا رنج اسکا ہے کہ تھوڑی ہی مدت مین بخت بلند اور اقبال نے ہم سے روگردانی کی ایک
زمانہ وہ تھا کہ برابر ہم فتحیاب ہوتے تھے اور ایک زمانہ اب یہ ہے کہ ہمین کو متواتر شکست ہوتی ہے اے برادر ابو الحسن
تمسے تو کچھ پوشیدہ نہین ہے خوب جانتے ہو کہ تین بار ہمنے فوج بیشمار ملک مصر پر روانہ کی لیکن ہر مرتبہ فوج شکست
کھاکر چلی آئی ہمکو کچھ ثابت نہین ہوتا کہ انجام اس آغاز کا کیا ہوگا سلطان ابو الحسن جوہر نے عرض کیا کہ اے صاحبقران
کشورگیر گردون سریر آپ بیکار رنج و افسوس کرتے ہین افضال خدا سے آپ کا اقبال اسی طرح ہے اور بخت بھی بدستور
ہے لیکن خیالات حضور کے خلاف عقل ہین کیونکہ فتوحات پردہ قاف اور مقدمات طلسم وہ اور تھے اور امورات جہان
کا انتظام دوسری طور سے ہوتا ہے ان فتوحات سے اور امورات دنیا سے کچھ نسبت نہین آپ فتوحات گذشتہ کو
مثل امورات دہر خیال نہ فرمائین اور خیال ان معاملات کا بالکل دل سے دور کرین اور ان فتوحات اور مقامات کو
مانند خواب کے خیال فرمائین اے صاحب قران ذیجاہ فلک بارگاہ جو فتوحات ہنگام طلسم کشائی حضور سے ظاہر

ہوئے ہیں مورخان دہر انکو بطریق فسانہ عجیب و غریب تحریر کرینگے اور اہل جہان افسانہ مذکور کو سنکے یا پڑھ کے متحیر ہونگے
اور اکثر مردم نادان افسانہ مسطور کو سنکے کہینگے کہ یہ جھوٹ ہے شاہزادہ معز الدین نے ارشاد کیا اے برادر عزیز القادر جو کچھ تمنے
کہا سچ ہے اور اب ہمکو بھی بعنایت پروردگار کسی شے کی خواہش نہیں ہے کیونکہ بالطاف خالق کون و مکان ہمنے بخوبی
تمام عیش کیا ہے اور فتوحات بھی متواتر کیے ہیں اور کشورستانی میں مشہور جہان ہو چکے ہیں مگر اب سوائے فتح کرنے
ممالک مصر کے اور کوئی حسرت اور آرزو دل میں نہیں ہے ہم چاہتے ہیں کہ موافق وصیت والد مرحوم کے ممالک مصر کو فتح کرنا
سلطان ابو المحسن جوہر نے عرض کیا کہ اے شہریار عالیوقار مناسب یہی ہے کہ حضور وصیت سلطان اسمعیل مغفور کو بجا لائیں
لیکن مصلحت خدا سے کسی فرد بشر کو آگاہی نہیں ہے اور کوئی شخص سرنوشت سے باہر نہیں ہے کہ مقدر میں کیا لکھا ہے اور کیا
ہوگا صاحبقران گیتی ستان نے فرمایا ہے اے برادر یہ تمنے کیا کہا کہ مناسب ہے سلطان اسمعیل مرحوم کی وصیت
بجا لانا ہمنے تو اپنے والد مغفور اور حکیم قسطاس الحکمت سے اقرار کیا ہے کہ ضرور ممالک مصر کو بحول قوۃ الٰہی فتح کرینگے اگر
اب فتح کرنے ممالک مصر سے ہم باز آتے ہیں تو روح والد مغفور ہم سے رنجیدہ و ملول ہوگی اور جناب حکیم قسطاس الحکمت
سے بھی ہمکو شرمندگی حاصل ہوگی اور اہل دنیا ہمکو کیا کہینگے لیکن ہم اپنے دست و پا میں اتنی قوت و طاقت نہیں پاتے
ہیں کہ خود ممالک مصر کو بقوت بازو فتح کریں کیونکہ صدمہ و رنج ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ہمارا عجیب حال ہے غنچہ دل پژمردہ
ہو گیا ہے اور دست و پا گشت رنج سے سوکھ کر صورت خار ہو گئے ہیں ہر چند کہ ملکہ نوبہار کو گلشن دنیا سے گئے ہوئے
زمانہ تین سال کا ہوا لیکن ابتک گل عارض ملکہ نوبہار پیش نظر ہیں ہر دم مسکراتا اسکا غنچہ دہن کا یاد آتا ہے ہر چند ہم قصد کرتے
ہیں کہ تصور ملکہ نوبہار کا نہ کریں مگر کسی طرح ممکن نہیں غرض اسی صدمہ جانکاہ کی وجہ سے ہمنے اکثر امورات سلطنت کیطرف
توجہ کم کر دی ہے اگر صدمہ ملکہ نوبہار سے ہمارا یہ حال نہوا ہوتا تو ہم خود ممالک مصر کو جا کر فتح کرتے مگر اب مجبور ہیں بالکل قوت
دست و پا میں نہیں ہے اے برادر اگر تمھارے نزدیک بہتر اور مناسب ہو تو برادر جگر لاچاری ہم ایسے حال میں ہیں واسطے فتح
ممالک مصر کے جائیں اور حتی الامکان ممالک مصر کو فتح کریں اور اگر کسی طرح ملک مصر فتح نہو تو کفار اشقیا سے
جنگ کر کے قتل ہو جائیں دنیا سے جانب ملک عدم سرخرو جائیں ابو المحسن جوہر نے عرض کیا کہ اے صاحبقران
گیتی ستان مجھکو خوب یاد ہے کہ جناب حکیم قسطاس الحکمت نے آپ کو منع کیا تھا کہ ممالک مصر پر لشکر لیکر خود نہ جانا
اور مجھ سے فرمایا تھا کہ تو ممالک مصر کے فتح کرنے میں کوشش کیجیو پس آپ جانب ممالک مصر تشریف نہ لیجائیں بیکار
تکلیف نہ اٹھائیں یہ خاکسار ذرہ بیمقدار برائے جان نثاری اور سرفروشی موجود ہے انشاء اللہ تعالیٰ کے بمدد اقبال حضور جلد تر
ممالک مصر کو جا کر فتح کریگا اور بعد فتح کرنے ممالک مصر کے حضور کو فتح ممالک مصر سے اطلاع دیگا اسوقت حضور کو مناسب ہے
کہ تخت ممالک مصر پر تشریف لا کر جلوس فرمائیں مگر فی الحال یہ خاکسار حضور کو کسی طرح جانب ممالک مصر جانے نہ دیگا جب
صاحبقران گردون وقار نے ابو المحسن جوہر کی یہ تقریر سنی اسی دم ایک فوج کثیر کہ جسمیں دست بستہ جوانان تیغ زن

صف شکن و پہلوانان بمثال رستم خصال تھے ہمراہ سلطان ابوالحسن جوہر کے کرکے روانہ کیے جب ابوالحسن نامدار شاہ
لشکر جرار قریب سرحد ملک مصر پہونچا اسوقت کافور اخشیدی بجمعیت دہ ہزار پیادہ و سوار سلطان ابوالحسن کے مقابلہ کو آیا
اور مقام حرمائث میں فروکش ہوا سلطان ابوالحسن جوہر بھی مع لشکر اُسی جگہ قیام پذیر ہوا اُسی روز کافور اخشیدی نے
سلطان ابوالحسن کو نامہ لکھا اور ایک قاصد کے ہاتھ ارسال کیا عبارت اُس نامہ میں یہ مندرج تھی کہ اے برادر شاہ معلوم
ہوتا ہے کہ میرے نور نظر لخت جگر جمشید کے قتل کرنے سے تمہارے دل کو قرار نہیں آیا اور تسکین قلب نہیں ہوئی اور
وہ دشمنی ابتک تمہارے دل سے نہیں گئی ہے کئی مرتبہ میرے ملک پر لشکر کشی کر چکے ہو اور لشکر ذلت اٹھا کر چلا گیا ہے اب
تم لشکر لیکر یہاں آئے ہو اور آمادہ جنگ و جدال ہو میں بھی بہادری اور دلاوری میں مشہور عالم ہوں بڑے بڑے
سلاطین جہان مجھ سے مقابلہ و مجادلہ کر نہیں سکتے تمہاری کیا حقیقت ہے میرے لشکر کا ہر ایک جوان رستم خصال ہے
ہنگام مقابلہ دیکھ لینا کہ کیونکر تمکو اور تمہارے لشکر کو تہ تیغ کیا اگر تمکو اپنی جان عزیز ہے تو چلے جاؤ اور مجھ سے مقابلہ
نہ کرو ورنہ اسطرح قتل ہوگے کہ مرغان ہوا تمہارے حال پر افسوس کرینگے جسوقت نامہ مسطور قاصد نے سلطان
ابوالحسن جوہر کو آکر دیا اور ابوالحسن نے اُس نامہ کو تمام و کمال پڑھا پھر بقہر و غضب کافور اخشیدی کو نامہ کے جواب
میں کہلا بھیجا کہ اے کافور اگر تو مذہب اسلام رکھتا ہے تو تجھکو لازم ہے کہ اپنے پسر نابکار کے قتل ہو جانے سے خوش ہو
اور خداوند عالم کا شکر کر کہ وہ نابکار داخل نار ہوا اگر وہ ملحد اب تک بقید حیات ہوتا تجھکو بھی مجرم دین اسلام لا کلام [illegible]
نہ رکھتا اور اے کافور اخشیدی یہ تجھکو یقین ہے کہ تو نے اپنے ہلاک ہونے کے خوف سے اُس ملعون کو اپنے پاس سے
جدا کر دیا تھا مگر پروردگار عالم کا شکر ہے کہ وہ نابکار مع ضدار منکوس دیو شمار دوزخ میں گیا اب تجھکو اور ہر اہل دین کو
شکر کرنا لازم ہے کیونکہ مخلوق خدا نے اُس مردود کے شر سے فرصت پائی ہر ایک اہل اسلام کو شاہزادہ معز الدین کا بھی
کا شکر کرنا لازم ہے علاوہ اسکے جواب دیگر یہ ہے کہ اب خداوند عالم نے شاہزادہ معز الدین ذیجاہ کو رتبہ عالی مرحمت فرمایا ہے
جملہ شاہان روئے زمین فرمانبردار اور خراج گذار صاحب قران نامدار کے ہیں سوا اسکے صاحب قران اکبر [illegible]
منسوب ہیں پس حکومت ملک مصر میں بھی صاحبقران اکبر کی ہونی چاہیے اگر تجھکو اپنا زندہ رہنا منظور ہے تو
فرمانروائی مصر سے ہاتھ اٹھا اور سکہ اور خطبہ صاحب قران اکبر کے نام نامی سے ملک مصر میں جاری کر دے میں
تجھسے اقرار یہ کرتا ہوں کہ صاحب قران کشور گیر گردوں سریر سے عرض کرکے تجھکو خلعت نیابت کا دلوا کر دوبارہ
فرمانروائی ملک مصر پر سرفراز کرادونگا ورنہ بہت جلد تو اور تیرا لشکر پامال سم اسپان لشکر نصرت اثر ہو جائیگا اور
نام و نشان تیرا اور تیرے لشکر کا صفحہ روزگار پر باقی نہ رہیگا اگر کوئی خاک بھی چھانیگا تو پھر تیرے گوشت اور استخوان
کا ایک ریزہ بھی نہ پائیگا۔ القصہ جسوقت یہ پیام ابوالحسن جوہر من وعن قاصد تیز رو سے کافور اخشیدی نے سنا
از حد برہم ہوا اور بقہر و غضب طبل جنگ بجنے کا حکم دیا جسوقت فوج کافور اخشیدی میں طبل جنگ کی آواز بلند ہوئی

اور ابوالحسن جوہر نے سنی اُسوقت ابوالحسن نے بھی اپنے لشکر ظفر اثر مین طبل جنگ بجوایا شب کو جوانان لشکر نصرت نشان
نے آلات حرب کی بخوبی درستی کی اور شوق جنگ مین ہر ایک جوان سحری تک اپنے اپنے بستر پر آرام بھی نہ کیا اور
ہر ایک دلاور بیدار رہا ادھر فوج کافور اخشیدی مین شب بھر عجب کیفیت رہی اکثر جوانون کو خوف جنگ سے تپ
آگئی بعضون کو دست آنے لگے بہت سے نامرد باہم کہنے لگے کہ ہمنے نوکری جان دینے کے واسطے نہین کی ہے
فقط اپنے اور اپنے اہل وعیال کے بسر اوقات کے واسطے ملازم ہوکر تلوار کمر سے باندھ لی ہے ہمکو حریف سے
لڑنے کا طور معلوم بھی نہین کیونکہ کبھی باپ دادا نے ہمارے چاقو بھی کمر مین نہین رکھا اور نہ کسی سے لڑے اور
اگر کبھی کسی سے کچھ تکرار بھی ہوئی تو سر کو جھکا دیا اور کہا کہ اے بھائی جسقدر تیرا دل چاہے جوتے لگا لے ہم کسی طرح
تجھ سے لڑ نہین سکتے ہیں ہم بھی انھین کے فرزند ارجمند ہین بیٹا وہی لائق ہے جو اپنے باپ کے قدم با قدم ہو ہم
تلوار کا لگانا کیا جانیں باپ کی طرح سے کبھی چاقو بھی اپنے پاس نہین رکھا لڑنا تو کیسا اگر کبھی کسی نے کسی جانور کو
ہمارے سامنے حلال کیا اور ہمنے اُسکا خون دیکھا فی الفور بیہوش ہوکر غش آگیا زمین پر گر پڑے بڑی دیر کے بعد ہوش آیا بمشکل
اپنے گھر گئے بسبب خون دیکھنے کے کئی ماہ تک تپ آیا کی آخر بمشکل تمام اچھے ہوئے اور یہان تو صبح کو ہر طرف کشتون کے
انبار ہونگے یہان کی زمین مردمان لشکر کے خون سے رنگین ہوگی بلکہ جوئے خون جاری ہوگی بھلا یہ رنگ کا ہمکو دیکھا جائیگا
علاوہ اسکے اگر کسی ظالم نے ہم پر بھی ایک ہاتھ تلوار کا بقہر وغضب لگایا تو ہائے بڑا غضب ہوا مفت جان گئی اہل و
عیال ہمارے بے موت مرگئے اس سے بہتر اور مناسب یہی ہے کہ ایسی نوکری سے دست بردار ہون اگر زندہ رہینگے تو
رزاق مطلق صبح سے تا شام رزق ضرور دیگا اگر ہمکو اسوجہ سے کہ میدان جنگ سے بھاگ آئے نامرد اور بوداجانکر
کوئی نوکر نہ رکھیگا تو نہ رکھے ہم ایک کوڑی ہر دوکاندار سے بھیک مانگکر اپنی زندگی بسر کرینگے مگر یہان اب گھڑی بھر بھی
توقف نہ کرینگے غرض یہ گفتگو وہ زشت خو باہم کرکے میدان جنگ سے شب تیرہ و تار مین چھپکر اپنے اپنے مکان چلے گئے
اور بعضون نے جلدی سے اپنے مکان کے دروازے کو بند کر لیا جورو اور لڑکون سے اپنے بھاگ آنے کی کیفیت بیان
کی اہل وعیال نے کہا تمنے بڑی دانائی اور عقلمندی کی خوب کیا بھاگ آئے یہی مناسب تھا القصہ جسوقت شاہ خاور نے
مشرق سے خروج کیا اور شاہ انجم سپاہ تاب مقابلہ نہ لاکر مع لشکر کواکب پوشیدہ اور پنہان ہوا دلاوران جنگجو اور
بہادران نیکخو اپنے اپنے بسترون سے اُٹھے اور آلات حرب باشتیاق جنگ اپنے تنون پر آراستہ کیے اور مسلح اور مکمل
ہوکر روبروے ابوالحسن جوہر آئے اور میدان مین صفین باندھکر آداب وتسلیم بجالائے اور منتظر حکم جنگ رہے ادھر
کافور اخشیدی بھی بیدار ہوا اور گھبرا کر فرش خواب سے اُٹھا اور خیمے کے باہر آکر مردم لشکر کو حکم کمربندی کا دیا جسقدر
کہ مردمان تھے سب نے موجب حکم کافور اخشیدی زرہ پہنی اور خود آہنی سر پر رکھا اور ہتھیار لگائے کافور اخشیدی نے
جو مردم فوج کا شمار کیا تو بہت سے آدمیون کو نہ پایا ہر چند غیظ آیا مگر ضبط کرکے اور لشکر کو لیکر میدان مصاف مین آیا اور

صف آرا ہوا جانبین کے نقیبون نے نقابت کی دلاوران جانبین فرط شجاعت سے جھومنے لگے اور بار بار قبضۂ شمشیر چومنے لگے ناگاہ صفوف لشکر کافور اخشیدی سے قیصوم زنگی مثل مار سیاہ یعنی پیچ و تاب نکلا اور کافور اخشیدی سے اجازت میدان کارزار لیکر میدان رزم مین آیا اور بآواز بلند پکارا کہ جسکو تمنا ے مرگ ہو وہ آئے اور مجھسے مقابلہ کرے اسطرف سے امیر جلیل الدین سلطان ابو الحسن جوہر سے اجازت عرصۂ مصاف لیکر قیصوم زنگی کے سامنے آئے قیصوم زنگی نے امیر جلیل الدین کے سینۂ بے کینہ کو تاک کے نیزہ لگایا امیر موصوف نے اپنے تئین نیزۂ قیصوم سے بچا کر اُسپر بھی وار نیزہ کا کیا اُسنے نیزہ کو نیزہ پر روکا دونون نیزے ٹوٹ کر بیکار ہو گئے اسوقت قیصوم زنگی نے شمشیر آبدار میان سے کھینچکر امیر جلیل الدین کے سر پر وار کیا امیر جلیل الدین نے تلوار کو سپر پر روکا اور تیغ تیز کھینچکر قیصوم زنگی کی کمر پر وار کیا ہر چند قیصوم زنگی نے تیغ کو سپر پر روکا مگر تیغ آبدار سپر کو دو ٹکڑے کر کے کمر پر اسطرح پڑی کہ قیصوم دو ٹکڑے ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرا اور فی الفور تڑپ کر مر گیا اسی صورت سے امیر جلیل الدین نے چار پہلوان زنگی نامی و نامور قتل کیے جب شاہ خاور خود جنگ بہادران سے لرزان اور ترسان جانب غرب گرم رو ہو کے پوشیدہ ہوا اور شاہ انجم سپاہ تخت زیر فلک پر رونق فزا ہوا کافور اخشیدی نے طبل بازگشت بجوایا اور میدان رزم سے محزون و ملول اپنے خیمہ مین آیا اور مردان لشکر بھی راحت پذیر ہوے ادھر سلطان ابو الحسن جوہر بھی مع امیر جلیل الدین و جملہ دلاوران میدان نبرد کے شاد و خرم عرصۂ رزم سے اپنے مقام قیام پر آیا اور امیر جلیل الدین کی بہادری و دلیری کی تعریف کرنے لگا اکثر دلاورون نے آلات حرب اپنے جسم سے جدا کیے اور اکثر بہادر بحکم سلطان ابو الحسن جوہر بخوف شبخون حفاظت لشکر کرنے لگے مشعلین اور مہتابین روشن کی گئین دلاوران دیگر بعد اکل و شرب آشنا ے بستر خواب ہوے لیکن کافور اخشیدی جو میدان مصاف سے گیا اسکو خواب نہ آیا اور بخیال انجام کارزار نہایت متردد اور متفکر رہا اور اکثر مردان فتح کو واسطے طلایہ کے لشکر مقرر کیا آخر وہ وقت آیا کہ آثار سحر فلک پر ظاہر ہوے مرغان خوش الحان نغمہ سرائی کرنے لگے خسرو انجم سپاہ خبر آمد شاہ خاور سنکے مع لشکر کثیر انجم پنہان ہوا اور شاہ خاور بشوکت و خطر مشرق سے ظاہر ہو کر جلوہ آرا ے سریر سپہر چہارم ہوا ظلمت شب کافور ہوئی روشنی مہر سے دنیا پر نور ہوئی جملہ بہادران مغربی بیدار ہوے اور بحکم سلطان ابو الحسن جوہر مسلح ہو کر میدان مصاف مین صف آرا ہوے ادھر سے کافور اخشیدی بھی بجمعیت پیادہ و سوار میدان کارزار مین آیا میمنہ اور میسرہ لشکر کو درست کیا اور خود قلب لشکر مین قیام پذیر ہوا میدان مصاف خس و خاشاک وغیرہ سے پاک و صاف کیا بعد اسکے دونون جانب نقیبون نے بآواز بلند ثنا ے شاہان جہان تمام کی کہا کہ اے دلاوران میدان کارزار و اے بہادران یکتا ے روزگار آج کا دن نام کرنے کا ہے سامنا اور مقابلہ حریف خونخوار کا ہے لازم ہے کہ وہ نبرد ایسی میدان مصاف مین کرو کہ روحین رستم و اسفندیار کی تمہاری کارزار دیکھکر شرمندہ اور متعجب ہون اور قدم آگے بڑھا کر پیچھے نہ ہٹے ورنہ دلاوران جہان مین تمہارا شمار نہوگا دلاوران طرفین کو تقریر مذکور نقیبان سے بیان

سنکے جوش شجاعت ہوا اور اول طرفان زنگی کہ پہلوان بیمثل و بے نظیر تھا صف لشکر سے مانند پیل مست جھوم کر نکلا اور کافور
اخشیدی سے اجازت میدان مصاف لیکر میدان نبرد مین آیا

اور بہ آواز بلند پکارا کہ جسکو سیر ملک عدم منظور ہو آکر مجھ سے مقابلہ کرے بہادران اسلام اسکی شکل مہیب اور تن و توش کو
دیکھکر متحیر ہوئے اور کسی نے اس سے مقابلہ کرنیکا قصد نہ کیا آخر امیر جلیل الدین سلطان ابو الحسن جوہر سے اجازت
میدان کارزار لیکر اس زنگی کے سامنے گئے اور بڑی دیر تک شمشیر و تیر اس پہلوان [illegible] سے مصروف جنگ رہے آخر زخمی
ہوکر اپنے لشکر مین چلے آئے طرفان زنگی نے پھر بصدائے بلند کہا کہ جسکو آرزوے مرگ ہو میرے روبرو آوے اور
طرفان زنگی سے کئی بہادر متواتر گئے اور قتل ہوئے اسوقت سلطان ابو الحسن جوہر نے خیال کیا کہ طرفان زنگی ایک
پہلوان زبردست ہے ایسا نہو کہ اور چند دلاوران مغربی اسکے ہاتھ سے قتل ہون اور جملہ بہادران لشکر بیدل ہوجائین
یہ خیال کرکے خود اس سے مقابلہ کرنیکو چلا ہر چند دلاوران لشکر نے عرض کیا کہ آپ اسکے مقابلہ کے لئے تشریف نہ لیجائین
ہم غلام واسطے سرفروشی اور جان نثاری کے موجود ہین مگر سلطان ابو الحسن نے کہنا انکا نہ مانا اور طرفان زنگی کے عارض
پر ایک طمانچہ مارا طرفان زنگی سلطان ابو الحسن جوہر کی اس حرکت ناشائستہ سے نہایت برہم ہوا اور تیغ تیز
کھینچکر سلطان ابو الحسن جوہر کے سر پر لگائی سلطان ابو الحسن جوہر نے شمشیر طرفان زنگی کو اپنی تلوار پر روکا اور بعجلت
آتشبیر تلوار ایسی لگائی کہ مع سوار و مرکب چار ٹکڑے ہوئے کافور اخشیدی قتل ہونے طرفان زنگی سے از حد ملول
ہوا کیونکہ طرفان زنگی کے برابر لشکر کافور اخشیدی مین کوئی پہلوان اور بہادر نہ تھا علاوہ اسکے طرفان زنگی کافور اخشیدی
کے لشکر کا مقدمۃ الجیش بھی تھا غرض کافور اخشیدی نے اتنی رنج اور صدمہ طرفان زنگی مین اپنی فوج کو جنگ مغلوبہ کا

حکم دیا فوج کافور لشکر ابو الحسن پر حملہ آور ہوئی ادھر سے بھی بحکم ابو الحسن جلد دلاوران مغربی تلواریں کھینچکر بڑھے اور فوج
کافور اخشیدی میں درآئے تلواریں چلنے لگیں بہادروں کی طبیعت تیغزنی سے بہلنے لگی دلاوران جانبین عروس
اجل سے ہم آغوش ہونے لگے جانبین معرکہ جنگ میں کھونے لگے بہادروں کے تن پر گھاے زخم شمشیر و تیر کھلنے لگے
ارمان دلی اکثر دلاوروں کے خاک میں ملنے لگے پہلوانان نامی خلعت شہادت سے سرفراز ہونے لگے دلاوران بیشمار
زخم تیر و تبر تن پر کھاکر بہادروں میں ممتاز ہونے لگے جوانان جنگجو میدان مصاف؟ سے سفر ملک عدم کرنے لگے زندگیان
خونخوار و نابکار زخمی ہوکر زمین پر گرکے مرنے لگے خون بہادران جانبین سے رشک لالہ زار زمین ہوئی اور کثرت خونریزی
دلاوروں سے سراسر زمین میدان جنگ رنگین ہوئی کسی دلاور نے اپنے حریف کو شمشیر آبدار سے ہلاک کیا کسی بہادر نے
اپنے دشمن کو پیوند خاک کیا کشتوں کے میدان نبرد میں جابجا انبار ہوئے جوانان مصر بھاگنے پر آمادہ اور تیار ہوئے آخر
کافور اخشیدی اپنے باقیماندہ لشکر کو لیکر بھاگا سلطان ابو الحسن جوہر نے مع اپنے لشکر کے ہر چند اسکا تعاقب کیا
مگر کافور اخشیدی نے مع اپنے باقیماندہ فوج کے داخل مصر ہوکر جلد فصیل و برج شہر مصر کو آلات حرب سے خوب
آراستہ کیا اور خندق کو جو گرد شہر تھی پانی سے مملو کر دیا سلطان ابو الحسن بھی مع لشکر قریب خندق؟ جلد تر پہونچا اور چہار
جانب سے شہر مصر کو گھیر لیا اور حوالی مصر پر قابض و متصرف ہوا اور راہ آمد و رفت بالکل بند کر دی کافور اخشیدی جب
بھاگ کر ملک مصر میں داخل ہوا اسی دن سے بخوف ابو الحسن جوہر بقضاے پروردگار ایک ایسے مرض مہلک میں
مبتلا ہوا کہ صحت اسکو نہوئی اور دو ہی روز میں جانب ملک عدم گیا بعد مرنے کافور اخشیدی کے چند روز ارکان سلطنت
و اعیان مملکت مصر نے شہر مصر کو ابو الحسن کے یورش سے بچایا جبوقت غلہ وغیرہ ملک مصر میں نرہا اور ساکنان مصر
کثرت گرسنگی سے مرنے لگے اور تمام زن و مرد نالہ و فریاد کرنے لگے اسوقت سرداران فلوقار و نامداران مانند محمود سلیم زنگی و
مقیم زنگی کے دست بستہ خدمت سلطان ابو الحسن جوہر میں حاضر ہوکر پناہ کے طالب ہوئے اور فرمانبرداری کا عہد کیا
سلطان ابو الحسن جوہر نے ہر ایک سردار عالیوقار کی جان بخشی کی اور موافق رتبہ و مرتبہ کے ہر ایک سردار کو خلعت و
انعام عنایت کیا بعد اسکے ابو الحسن جوہر ملک مصر میں داخل ہوا اور تخت حکومت مصر پر بنا؟ جلوس کیا اور جملہ خاص و
عام ملک مصر کو طلب کرکے علی قدر مراتب خلعت و انعام سے سرفراز و ممتاز کیا بعد اسکے بروز جمعہ جامع مسجد میں جاکر
بعد پڑھنے نماز کے منبر پر گیا اور بصدای بلند باسم شاہزادہ معز الدین عالیوقار خطبہ پڑھا بعد پڑھنے خطبہ کے بموجب ارشاد
حکیم فسطاس الحکمت جو مردم اسوقت مسجد میں موجود تھے انکو نصیحت کی بعد اسکے منبر سے اتر کے اور دو رکعت شکر پڑھکے
جملہ علماے مصر کو انعام وافر دیا اور غربا اور مساکین کو بھی زر عنایت کیا اور مسجد سے نکل کے ملک مصر کی رونق اور زینت
دیکھتا ہوا محل سلطانی میں گیا اور محل شاہی سے برآمد ہوکر تخت پر بیٹھا اور سکہ بنام شاہزادہ معز الدین کشور گیر گردون سریر
ملک مصر میں جاری کیا اور توڑے زر سرخ و سفید سکہ رائج الحال کے اور عرضی کہ جسمیں حال فتح ملک مصر وغیرہ مرقوم تھا

بدست قاصد بخدمت شاہزادہ معزالدین ذوالوقار کے روانہ کیے قاصد نے قطع راہ کر کے جدہ میں پہونچا کیونکہ صاحب قران اکبر
اسوقت جدہ میں تشریف رکھتے تھے بعد بجالانے دعا و ثنائے سلطانی کے قاصد نے عرضی ابوالحسن جوہر کی صاحبقران اکبر
کو دی اور سکہ رائج الحال بھی پیشکش کیے صاحب قران گردون سریر کشور گیر عرضی سلطان ابوالحسن جوہر پڑھکر اور سکہ نذر کو
دیکھکر از حد خوش ہوے چونکہ عرضی مذکور میں سلطان ابوالحسن جوہر نے بعد حال فتح مصر یہ بھی لکھا تھا کہ ای شہریار
گردون وقار آپ ملک مصر مین تشریف لائیے اور تخت مصر پر جلوس فرمائیے پس موافق تحریر ابوالحسن جوہر صاحبقران اکبر
بعد بجا آوری شکر پروردگار اسی دن جانب ملک مصر بخدم و حشم مع مادر گرامی قدر ملکہ عالیہ خاتون اور ملکہ شمسہ تاجدار
روانہ ہوے اور بعد قطع راہ قریب مصر پہونچے سلطان ابوالحسن جوہر خبر تشریف آوری صاحب قران اکبر سنکے مع ارکان
سلطنت و اعیان مملکت برائے استقبال شہر مصر سے باہر آیا اور صاحب قران گیتی ستان کو بتکریم و تعظیم ملک مصر مین لیگیا
صاحب قران ذوالوقار نے تخت حکومت مصر پر جلوس فرمایا اور رعایاے ملک مصر کو زر کثیر مرحمت کیا بعد کئی دن کے صاحبقران
گیتی ستان نے ابوالفتح کو کہ ایک امیر ذوالوقار و نامدار تھا نیابۃ تخت مصر پر بٹھایا اور آپ مع سلطان ابوالحسن جوہر بشان و
شوکت راہ صحرا سے واسطے حج خانہ کعبہ کے تشریف لیگئے اور بعد قطع منازل غرہ ذی الحجہ کو کعبہ میں پہونچے اور ایک ایوان عالی
مین مقیم ہوے روز حج صاحبقران گردون وقار مع سلطان ابوالحسن عرفات پر گئے اور ارکان حج بجا لائے اور بعد طواف
حرم شریف سلطان ابوالحسن جوہر سے فرمانے لگے کہ ای برادر وافر تمیز جائے حسرت ہے کہ استاد نے مجھ سے اقرار کیا تھا کہ
ہم خانہ کعبہ میں تجھکو ملینگے مگر اب تک جناب حکیم قطاس الحکمت کو میں نے نہین دیکھا شاید کسی وجہ سے تشریف نہیں لائے
سلطان ابوالحسن جوہر نے عرض کیا کہ ای شہریار عالیوقار مجھکو خوب یاد ہے کہ حکیم قطاس الحکمت نے اقرار کیا تھا
کسی سبب سے تشریف نہ لائے ہونگے کیا عجب ہے کہ سال آئندہ میں تشریف لائیں صاحب قران گیتی ستان نے فرمایا
ای برادر ذیقدر اگر امسال حکیم قطاس الحکمت سے ملاقات نہوئی تو پھر نہوگی کیونکہ ہر سال ہر ایک سلطنت میں آنا بہت مشکل ہے
صحو بالفعل سفر کا میں متحمل نہیں ہر چند کہ از افضال خدا سے میں صاحب شوکت و حشمت ہوں مگر جو راحت دل کو اپنے وطن
میں ملتی ہے سفر میں نہیں ملتی علاوہ اسکے مجھکو استاد کے مسکن سے بھی اطلاع نہیں ہے اگر تم یہ کہو کہ بپردہ قاف
کو کسی طرح ہو نہیں سکتا کیونکہ اسبار راہ بپردہ قاف کی بند ہو گئی ہے غرض بہرصورت حکیم قطاس الحکمت سے ابھی ملاقات
نہوگی ابھی صاحب قران کشور گیر گردون سریر یہ تقریر کرہی رہے تھے ناگاہ قریب حجر الاسود مجمع مردم میں صاحبقران اکبر
نے حکیم قطاس الحکمت کو دیکھا فوراً بیتاب و بیقرار ہوکر دوڑے اور حکیم قطاس الحکمت سے بعد آداب و تسلیم کے
گلے ملے حکیم قطاس الحکمت بھی صاحب قران اکبر کو دیکھکر بہت خوش ہوے اور حال مزاج دریافت کیا صاحبقران اکبر
نے کہا الطاف خدا اور آپکی دعا سے بہت اچھا ہوں غرض بعد طواف وغیرہ صاحب قران ذیجاہ نے علماے عرب
اور غربا و مساکین کو زر کثیر دیا بعدہ حکیم قطاس الحکمت کو اپنے مکان میں جسمیں مقیم تھے لائے اور جملہ حالات جو گذرے تھے

تھے وہ آگے حکیم صاحب کے ظاہر کیے بعد بیان کرنے اپنی سرگذشت کے حکیم قسطاس الحکمت سے دریافت کیا کہ آپکا
کیا قصد ہے تو تشریف لیجائیے گا یا کچھ دن مجھکو سرفراز فرمائیے گا حکیم قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا کہ شاہزادہ فیروز تا
تا شہر مصر میں تمہارے ساتھ جاؤنگا پھر جہاں مقدر لیجائیگا وہاں چلا جاؤنگا الغرض بعد گفتگو کے مذکور صاحبقران
عالی منزلت مع حکیم قسطاس الحکمت و ابو الحسن جوہر برائے زیارت مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور طے کر منازل مدینہ
منورہ میں داخل ہوئے اور زیارت تربت جناب اشرف المرسلین و خاتم النبیین سے مشرف ہوئے بعد حصول شرف
زیارت تربت رسول خدا صاحبقران گیتی ستان نے اپنے استاد سے یہ دریافت کیا کہ اے [illegible] میرا
ارادہ ہے کہ یہاں سے جانب بغداد روانہ ہوں اور بغداد کو بقوت بازو فتح کرکے بعد اسکے زیارت نجف و کربلا سے مشرف
ہوکر اپنی دار السلطنت کی جانب روانہ ہوں پس اس باب میں آپ کیا فرماتے ہیں حکیم قسطاس الحکمت نے کہا اے
فرزند ارجمند مجھکو ایسا ثابت ہوتا ہے کہ تم بغداد پر لشکر کشی کرکے ہرگز فتح نہ کرسکوگے کیونکہ ابھی بنی عباس کی مدت سلطنت
تمام نہیں ہوئی ہے تین سو ستر سال ابھی باقی ہیں پس تمکو لازم ہے کہ زیادہ حرص نہ کرو اور فتوحات گذشتہ پر اکتفا کرو
اور جو سلطنت اور شوکت کہ پروردگار عالم نے تمکو عنایت کی اسکو بہت جانو سوا اسکے جیسی تمنے عشرت کی ہے کم کسی کو میسر
ہوئی ہوگی اب مناسب اور بہتر یہ ہے کہ بعوض عشرت مسطورہ باقیماندہ حیات کو عبادت خالق کون و مکان معبود انس و جان میں
بسر کرو کیونکہ یہ دنیا اک سرا ہے اور اہل دنیا مسافر ہیں حیات چند روزہ کے بسر کرنے کو ہر ایک شخص اس سرا میں مقیم ہے بعد
آخر ہونے حیات کے ہر ایک شخص اس سرا سے دنیا سے جانب ملک عدم کوچ کریگا پس اے فرزند تمکو بھی چاہیے
کہ کچھ زاد آخرت کی فکر کرو سفر دور و دراز درپیش ہے تہیدست سفر کرنا مناسب نہیں ہے اعمال حسنہ جہانتک ہوسکے ہمراہ اپنے
لیجاؤ کیونکہ سفر آخرت میں سوائے اعمال حسنہ کے زر و جواہر کی ضرورت نہیں ہے اور نہ کوئی لیجاتا ہے سلاطین فرمانروا بھی سفر
ملک عدم میں سوائے اعمال کے خالی ہاتھ جاتے ہیں اور بجز کفن کے مال دنیا سے کوئی چیز اپنے ہمراہ نہیں لیجاتے ہیں
دیکھو تمہارے والد سلطان اسمعیل مرحوم دولت و حشمت سے اپنے ساتھ کیا لیگئے غرض فنا سب کو ہے سوائے ذات خدا
کے ہر فرد بشر کو لازم ہے اپنی زندگی پر بھروسہ نہ کرے اور اعمال حسنہ کرنے میں غفلت نکرے نہیں معلوم کس وقت پیام قضا
آجائے صاحبقران اکبر کلمات نصیحت آمیز حکیم قسطاس الحکمت سے سنکے اپنے دل میں خیال کرنے لگے کہ حکیم صاحب
سچ کہتے ہیں میں نے عیش بہت کیا ہے اور کشورستانی بھی بخوبی کی ہے اور حکیم صاحب کی تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ اب میری زندگی بھی قلیل رہگئی ہے کچھ عبادت خدا کرنا چاہیے اور کشورستانی سے باز رہنا چاہیے صاحبقران اکبر
یہ خیال کرکے عزم بغداد سے باز رہے اور قصد عبادت پروردگار کیا اور کچھ حکیم قسطاس الحکمت کو جواب نہ دیا القصہ
صاحبقران اکبر نے بعد کئی دن کے مدینہ منورہ سے کوچ کیا اور طے منازل کرکے مع حکیم قسطاس الحکمت و سلطان
ابو الحسن وغیرہ قریب شہر مصر تشریف لائے تمام امرائے مصر نے صاحبقران اکبر کا استقبال کیا اور بتکریم و تعظیم

مصر میں لیگئے جسوقت صاحبقران اکبر حرم سرا میں گئے اپنی والدہ گرامی قدر کو نہایت بیمار پایا صاحبقران اکبر کو از حد
رنج ہوا ہر چند تدبیر دفع مرض ملکہ عالیہ خاتون کی مگر کسی طرح صحت نہوئی آخر بعد کئی دن کے ملکہ عالیہ خاتون نے انتقال کیا
صاحبقران اکبر غم مرگ مادر میں بہت روئے بعدہ دفن کیا اور تربت پر ایک گنبد بلند بنوایا اور اس گنبد کا نام روضۂ عالیہ
رکھا ابھی دل صاحبقران اکبر صدمۂ مادر میں مبتلا تھا ناگاہ ملکہ شمسہ تاجدار بھی بیمار ہوئی صاحبقران اکبر علیل ہونے
ملکہ شمسہ تاجدار سے نہایت بیتاب و بیقرار ہوئے اور حکیم قسطاس الحکمت کے پاس آکر حال ملکہ شمسہ تاجدار بگریہ و زاری
بیان کیا حکیم قسطاس الحکمت فوراً ملکہ شمسہ تاجدار کے پاس آئے اور نبض دیکھ گئے اور ایک نسخہ لکھکر صاحبقران اکبر
کو دیا اور خاموش حرم سرا سے باہر چلے آئے اسوقت حکیم قسطاس الحکمت ایسے محزون تھے کہ کلام بھی نہ کرتے تھے باوجود
اسکے کہ ابو الحسن جوہر اسم ہم حکیم صاحب کے ساتھ تھا اس سے بھی کچھ کلام نہ کیا اور مطلق توجہ نہ کی ابو الحسن نے
خیال کیا کہ حکیم قسطاس الحکمت اسوقت نہایت ملول تھے یقین ہے کہ ملکہ شمسہ تاجدار ایسے مرض میں مبتلا ہوئی ہیں کہ
جانبر نہونگی یہ خیال کرکے ابو الحسن نے بھی حکیم قسطاس الحکمت سے کچھ کلام نہ کیا اور خاموش رہا صاحبقران ہوتا
ملکہ شمسہ تاجدار کے بیمار ہونے سے رات دن غمگین و ملول رہتے تھے حالانکہ حکیم قسطاس الحکمت سمجھایا کرتے
تھے اور تسلی و تشفی دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اے شہریار پریشان و گریان نہو انشاء اللہ ملکہ شمسہ تاجدار کو صحت
ہو جائیگی اور اسی طرح ابو الحسن جوہر بھی بعض اوقات عرض کرتا تھا لیکن صاحبقران کا حزن و ملال کم نہوتا تھا
اور دل بیتاب تسکین نہ پاتا تھا۔ الغرض بعد کئی دن کے ملکہ شمسہ تاجدار نے اس دار فانی سے جانب ملک بقا کوچ
کیا صاحبقران اکبر انتقال کرنے ملکہ شمسہ تاجدار سے اسطرح بیتاب و بیقرار ہو کر روئے کہ قریب تھا روح جسم سے مفارقت
کر جائے حکیم قسطاس الحکمت و سلطان ابو الحسن جوہر کے کلمات تسلی آمیز سے گو نہ صاحبقران اکبر کو صبر ہوا اور
ملکہ شمسہ تاجدار کو بصد حزن و ملال دفن کیا بعد دفن کرنے ملکہ شمسہ تاجدار کے صاحبقران اکبر نے حکیم قسطاس الحکمت
سے کہا کہ اے استاد عالی وقار قسم ہے خالق انس و جان کی کثرت صدمہ و ملال سے اب مجھکو اپنی حیات سے مایوسی اور
ناامیدی ہو گئی ہے اور روز روشن میری نظر میں شب تار ہے یقین ہے کہ ایک دن اسی صدمہ و محن میں میں ضرور ہلاک
ہو جاؤنگا اگر آپ ارشاد فرمائیں تو میں لحد بھی قریب قبر ملکہ شمسہ تاجدار رکھوں اور اپنی زندگی میں قبر اپنی تیار کراؤں اور
اپنے برادر اور عمو سے نادر وغیرہ کو وصیت کروں کہ مجھکو اسی قبر میں دفن کرنا حکیم قسطاس الحکمت نے یہ ارشاد کیا کہ اے
فرزند اگر تمہاری آرزو ہے کہ قبل از مرگ قبر تیار ہو تو اپنی مادر گرامی قدر کی تربت کے پاس اپنی قبر تیار کراؤ صاحبقران اکبر
نے بموجب فرمانے حکیم صاحب کے اپنی قبر اپنی والدہ ملکہ عالیہ خاتون کی تربت کے متصل بنوائی بعد اسکے ایک روز
صاحبقران اکبر نے حکیم قسطاس الحکمت سے طلسم اجرام و اجسام کی کیفیت دریافت کی کہ اب اس طلسم کا کیا حال ہے حکیم
قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا اے فرزند دلبند اب اس طلسم کی راہ چہار جانب سے بند ہو گئی ہے بلکہ وہاں سے اب کوئی خبر
آتی

کبھی کسیطرح کی ادھر نہین آتی مجھکو عالم واقعہ مین ہدایت ہوئی تھی کہ اب نگہبانی اور محافظت اس طلسم کی مت کرنا اسوجہ سے
مین کبھی اس طلسم کی نگرانی اور حفاظت نہین کرتا پھرا کرتا ہون اور سیر دشت و صحرا وغیرہ کیا کرتا ہون صاحبقران ذیوقار اس
خبر تازہ کو سنکر کسی قدر ملول رہے اور چاہا کہ کچھ اور حال دریافت کیجیے مگر اسی وقت حکیم قطاس الحکمت طالب رخصت
ہوئے اور اس درجہ مقدمہ رخصت مین مصر ہوئے کہ صاحبقران اکبر کو سوا اسکے رخصت کرنے کے اور کوئی چارہ نہوا وقت
رخصت حکیم قطاس الحکمت شاہزادہ معز الدین کو ایک مقام خلوت مین لے گئے اور کہا اے صاحبقران عالی وقار آگاہ
ہو کہ ایک چیز تمھاری ہمارے پاس بطور امانت ہے وہ تم اپنی اسوقت لے لو شاہزادہ معز الدین نے متحیر ہو کر کہا کہ جلد
آپ وہ امانت میری مجھکو عنایت کرین کیونکہ مجھکو ازحد اشتیاق اس امانت کے دیکھنے کا ہے حکیم قطاس الحکمت نے ارشاد کیا
اے شہریار وہ امانت تمھاری یہ ہے اچھی طرح سے سنو اور یاد رکھو اے صاحبقران اکبر تمکو خیال ہوگا کہ جب تمنے سیر عجائبات
سے فراغت پائی تھی اور بیرون طلسم چلے آئے تھے اسدم تمنے مجھسے کہا تھا کہ مجھکو کمال حیرت ہے مطلق سمجھ مین نہین آتا
کہ یہ کیا امر ہے یعنی تمنے بیان کیا تھا کہ پہلے مین اسی ملکہ شمسہ تاجدار کی الفت مین اپنے ملک سے دیوانہ وار آیا تھا اور
درمیان راہ اس طلسم کی سیر دیکھی اور وقت سیر ملکہ نوبہار گلشن افروز سے محبت ہوئی کہ ملکہ شمسہ تاجدار کی مطلق یاد نہ رہی
لیکن جیسے کہ بیرون طلسم آیا ہون مثل روز اول میرے دل مین عشق ملکہ شمسہ تاجدار پیدا ہوا ہے اسوقت مین نے تمھارے
سامنے یہ نقل بیان کی تھی کہ ایک فرزند ایک عابد خوشخصال کا غار مین پیدا ہوا اور اسی غار مین رہکر جوان ہوا پہلے پسر
عابد نذر کو ربے مہر انور کو دیکھا اور شیفتہ ہو کر غار سے باہر آیا اور آفتاب کو دیکھا کیا اور خوش ہوا کیا جب شام ہوئی
اس پسر عابد نے ماہ کو ملاحظہ کیا اور دل مین خیال کیا کہ یہی معشوق حسین ہے غرض شب بھر فرزند عابد ماہ کو بنظر الفت دیکھتا
اور کثرت خوشی و سوداے عشق ماہ مین ہر جانب پھرا کیا یہانتک کہ وہ رات تمام ہوئی اور صبح ہو گئی اور آفتاب نمایان
ہوا جب پسر عابد نے آفتاب کو دیکھا کیفیت روز و شب پیش پدر بیان کی اور اپنے عشق کے حال سے بھی اطلاع دی عابد
نے بعد سننے حال ماہ و مہر کے اپنے فرزند سے بیان کیا اور چند باتین جو نصیحت آمیز تھین اپنے فرزند سے بیان کین اے
شہریار کلام مرقومہ بالا جب تمنے مجھسے پوچھا تھا مین نے اسوجہ سے جواب مین تامل کیا تھا کہ وہ ہنگام جواب دینے کا نہ تھا مین نے
تم سے اقرار کیا تھا کہ بعد فتح شہر مصر کہونگا پس اسی وجہ سے مین تمھارے ساتھ یہانتک آیا کہ جواب اسکا تمکو سناؤن پھر جو حکم
مشیت الٰہی ہو جاؤن غرض اے فرزند ارجمند وہ پسر عابد جب اجرام فلکی کی کیفیت سے بوجہ ہدایت اپنے پدر کے آگاہ ہوا اور
عشق مہر و ماہ کا اسکے دل مین بالکل نہ رہا اسوقت عابد نذر کو ربے نے اس نوجوان سے کہا کہ اے فرزند تجھکو عشق مہر و ماہ سے کیا فروغ
ہوا اور اگر تو عشق مہر و ماہ ترک نکرتا تو کبھی کچھ دارین مین فروغ نہوتا اور کوئی نتیجہ حاصل نہوتا کیونکہ عشق مجازی سے کچھ نفع
آخرت کا نہین ہوتا پس اے فرزند دلبند تجھکو لازم ہے کہ تو وہ عشق اختیار کر کہ جس عشق سے بہتر اور برتر کوئی عشق نہو یہ تقریر
عابد وہ نوجوان سنکے کہنے لگا کہ جس عشق کی آپنے تعریف کی ہے وہ عشق کونسا ہے عابد نے کہا اے نور نظر پارۂ جگر وہ عشق خدا ہے

کہ قلب خاصان خدا میں مدام جاگزین ہی اور یہ ظہور شمس و قمر شجر و حجر انسان و حیوان زمین و آسمان وغیرہ اسی خدائے برحق کی قدرت کاملہ کا ایک ادنے نمونہ ہی جو تو دیکھتا ہی سوائے اس جہان کے مشہور ہی کہ ہژدہ عالم ہزار یا زیادہ یا کم اس دنیا سے زیادہ تر خدا نے وسیع پیدا کیے ہیں اور ہر ایک عالم میں اسقدر مخلوق ہیں کہ اس جہان کے جن و انس سے زیادہ ہیں اور ہر عالم کے رہنے والوں کو دوسرے عالم سے اور اسکے رہنے والوں سے آگاہی نہیں ہی اور سب اہل عالم خدا کی عبادت کرتے ہیں اور خدا واحد ہی اسکا کوئی شریک نہیں ہی بعد اسکے عابد نے اپنے پسر کے روبرو قصہ حضرت خلیل الرحمان کا بطور مجمل یوں بیان کیا کہ مثل پسر عابد جناب خلیل نے پہلے نیر اعظم کو اپنا پروردگار جانا تھا بعد غروب ہونے مہر کے حضرت خلیل نے خیال کیا کہ یہ خدا نہ تھا پھر شب کو ماہ کو دیکھکر اپنا معبود خیال کیا جب ماہ بھی نہاں ہو گیا حضرت خلیل نے جانا کہ یہ بھی خدا نہ تھا خدا کوئی اور ہی کہ جسکو زوال نہیں ہے غرض اسی طرح کی چند نقلیں عابد نے اپنے فرزند دلبند کے سامنے بیان کیں اور کہا کہ ای سعادتمند تو بھی مہر و ماہ کے عشق سے باز آ اور معبود انس و جان سے عشق کر اور اسکی شب و روز عبادت اور اطاعت کر کہ اس سے تجھکو فائدہ بہت ہوگا جس وقت پسر عابد نے اس حقیقت کو سنا اپنے فعل سے نادم ہوا اور عشق مہر و ماہ سے دست بردار ہوا اور عشق خدا اسنے اختیار کیا اور شب و روز عبادت خدا کرنے لگا ای صاحبقران عالیوقار میں بھی تجھکو مثل عابد فاکور اپنا فرزند تصور کرکے نصیحت اور ہدایت کرتا ہوں بگوش دل سنو اور میری نصیحت پر عمل کرو عشق مجازی کو چھوڑکر عشق حقیقی اختیار کرو کہ کونین میں تمکو سرخروئی حاصل ہو ای شہریار صدمہ و رنج ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کیا فائدہ ہوگا۔ الغرض صاحبقران گردون سریر کشورگیر کے دل پر نصیحت اور ہدایت حکیم قسطاس الحکمت کا ایسا اثر ہوا کہ صاحبقران ذیوقار اک نعرہ مارکر بیہوش ہو گئے جب صاحبقران کو ہوش آیا الفت دنیا سے دون دل سے جاتی رہی صاحبقران اکبر نے قصد کیا کہ اپنے نور نظر لخت جگر شاہزادہ عزیز الدین کو سریر سلطنت حوالہ کرکے ہمراہ حکیم قسطاس الحکمت لباس فقیری پہن کے چلا جاؤں بعد قصد کرنے کے صاحبقران اکبر نے اپنے ارادہ سے حکیم قسطاس الحکمت کو آگاہ کیا حکیم قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا ای شہریار میری خوشی یہ نہیں ہی کہ تم لباس فقیری اختیار کرکے میرے ساتھ رہو بلکہ یہ امر میری رائے کے خلاف ہی کیونکہ لباس فقیری تمہارے شان کے خلاف ہی سوا اسکے تمہاری بسر اوقات کے لیے خداوند عالم نے صورت دیگر معین کی ہی وہ صورت جلد ہویدا ہوگی حکیم قسطاس الحکمت یہ کہکر صاحبقران اکبر سے بار دگر رخصت ہوئے اور تھوڑی دور جاکر نظر صاحبقران اکبر سے پوشیدہ ہو گئے

اب مترجم حال وفات صاحبقران اکبر و حال حکومت اولاد صاحبقران اکبر کا ترجمہ کرتا ہی اور اسی حال پر اس قصہ دلچسپ کا خاتمہ بھی کرتا ہی

راویان راست گفتار نے اس طرح بیان کیا ہی کہ جب شہریار گیتی ستان یعنی صاحبقران بعد انتقال والد یعنی سلطان

اسمٰعیل لقوت اللہ ملک مہدیہ مین سریر سلطنت پر رونق افروز ہوے ایک قاصد سلطان روم کا خدمت صاحب قران اکبر گیتی ستان مین حاضر ہوا اور تہنیت فتوحات کی سلطان روم کی جانب سے صاحب قران کشورستان کو دی اور سلطان روم کی طرف سے صاحب قران کشورگیر گردون سریر کے اقبال کی بھی تعریف و توصیف کی صاحب قران نے اُسکو انعام وغیرہ دیا قاصد چلا گیا جب صاحب قران اکبر بعد فتح شہر مصر خانہ کعبہ سے تشریف لاکر سریر حکومت مصر پر جلوہ فرما ہوے قاصد مسطور دوبارہ سلطان روم کا آیا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور بعد بجا آوری دعا و ثنا کے شاہنشاہی ایک الطاف نامہ مع چند تحائف بے مثل و بے نظیر صاحب قران کشورگیر کے پیشکش کیا اور بحکم صاحبقران ذیجاہ ایک مقام برتر پر مودب بیٹھا صاحب قران اکبر نے بعد ملاحظہ فرمانے الطاف نامہ مذکور کے قاصد سے فرمایا کہ تو نامہ بر پہلے تم ہمارے پاس مہدیہ مین جو ہمارا دار الخلافہ تھا حاضر ہوے تھے اور سرفراز عنایات سلطانی ہوے تھے اور اب شہر مصر بھی ہمارے تصرف اور قبضہ مین آیا ہی اسی وجہ سے ہمنے اس شہر مین رہنا اختیار کیا ہی اور تخت ملک مصر پر جلوس فرمایا ہے جیسا کہ تمنے دیکھا لیکن اب تم اگر ہماری خدمت مین حاضر ہوتا تو بغداد مین آتا ہمکو تخت بغداد پر دیکھتا قاصد مسطور نے صاحب قران گیتی ستان کی یہ تقریر سنکے سر جھکا لیا۔ صاحب قران عالی وقار نے جب ملاحظہ فرمایا کہ قاصد میری گفتگو سنکے سرنگون ہوا اور کچھ جواب نہ دیا اُسوقت صاحب قران عالی مقام نے ارشاد فرمایا کہ اے نامہ بر کچھ تمنے ہماری بات کا جواب نہ دیا اسکا کیا سبب ہی جلد بیان کرو قاصد نے بعد غور و فکر دست بستہ اس طرح عرض کیا۔ نظم

ورنہ گر قتلم بگیرندی از لطف زبان کنی	انچہ گردی از منش بر قتل من فرمان کنی	اگر کنم اظہار میترسم کہ افتم در عذاب	انچہ من سنیم الکنون ای شہ عالیجناب

صاحب قران کشورستان نے فرمایا ہم قسم کھاتے ہین خدا کی تمکو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچا ئینگے جو تمہارا دل چاہے کہو قاصد نے بمجبوری گذارش کیا کہ اے خلاصہ دودمان رسالت و اے شہریار با شوکت و حشمت جسوقت یہ خاکسار ذرہ بیمقدار شہر مہدیہ مین حاضر خدمت حضور رہا تھا اُسوقت حضور کی شوکت و صولت سے اس کمترین کی یہ کیفیت تھی کہ کلام نہ کیا جاتا تھا اور دست و پا مین از حد رعشہ تھا لیکن وہ شوکت و صولت جو قبل اسکے اس خاکسار نے مشاہدہ کی تھی اب نہین ہی اس سے صاف ثابت اور ظاہر ہوتا ہی کہ اب خورشید اقبال حضور کو کسی قدر زوال ہو گیا ہی اور یہی وجہ اس ذرہ بیمقدار کے تردد اور خاموشی کی تھی اے شہریار عالی وقار آپکو اختیار ہی چاہین اس کمترین کو حکم قتل دین یا جان بخشی فرمائین راوی کہتا ہی کہ جب اُس نامہ بر ذی فہم کی تقریر مسطور صاحب قران اکبر نے سنی بوجہ ظاہر ہونے کمی اقبال و شوکت و صولت کے اس درجہ محزون ہوے کہ رنگ رُوے صاحب قران اکبر متغیر ہو گیا اور اُسی حالت رنج و صدمہ مین پھر دنیا سے دون سے ایسے بیزار ہوے کہ دنیا مین رہنا اچھا معلوم نہوتا تھا آخر اُس نامہ بر کو خلعت و انعام دیکر رخصت کیا اور در خزانہ کھلوا کر زر و جواہر فقرا اور مساکین اور ہر ایک یتیم کو اسقدر دیا کہ تین حصہ خزانہ خالی ہو گیا جب ایک حصہ خزانہ باقی رہگیا صاحب قران اکبر نے در خزانہ بند کرا دیا بخیال اپنی اولاد کے جسوقت صاحب قران اکبر نے تقسیم زر و جواہر سے فرصت پائی حرم سرا مین گئے بعد تین روز کے بحکم خدا صاحب قران اکبر کو ایسا تپ آئی

کہ تین روز تک بیہوش رہے چوتھے دن صاحبقران اکبر کو تپ اور غشی سے گونہ افاقہ ہوا آنکھ کھول کر دیکھا کہ سلطان ابو الحسن و
شاہزادہ حیدر و ابو الغرائب و شاہزادہ عزیز الدین و ابو الجبار منجم و ابو المحر بیرہ و حکما وغیرہ سرہانے بیٹھے ہیں صاحبقران
اکبر نے آہستہ ابو الجبار سے یہ فرمایا

ہمارا زائچہ ولادت لاؤ اور احکام زائچہ مذکور کو بغور و تامل دیکھو ابو الجبار کہ منجم بیمثل و بے نظیر تھا زائچہ مسطور کو لا کر بغور
دیکھنے لگا بعد غور و تامل کے اسکو ثابت ہوا کہ عمر صاحبقران اکبر کی ستتالیس برس کی ہو چکی ہے آگے معلوم نہیں ہے کہ
ابو الجبار منجم یہ حال زائچہ سے دریافت کرکے بے اختیار گریاں ہوا ابو المحر بیرہ نے اسطرح صاحبقران اکبر کو تسلی دی
کہ اے شہریار عالی وقار مجھکو ثابت ہوتا ہے کہ عمر حضور کی ابھی بہت ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ ای ابو المحر بیرہ تم مجھکو
محض تسلی دیتے ہو میں خوب واقف ہوں کہ اس مرض مہلک سے کسی طرح نہ بچونگا اور اس دنیا بے ثبات سے عالم
ملک بقا ضرور جاؤنگا مطلق مجھکو اپنے مرنے کا رنج و صدمہ نہیں ہے کیونکہ میں نے بالطاف خالق کون و مکان و بامداد مسعود
زمین و زمان از حد عیش کیا کوئی حسرت دل میں باقی نہیں ہے کشورستانی میں بھی پروردگار عالم نے مجھکو مشرق سے مغرب
تک اور جنوب سے شمال تک مشہور اور معروف کر دیا ہے سوا اسکے اب رغبت بھی مجھکو حیات مستعار دنیا مطلق نہیں ہے اور برس
حیات چند روزہ سے کبھی ناخوش ہوں اب چاہتا ہوں کہ جلد اس دنیا سے دولت سرائے عالم بقا روانہ ہوں بعد اس تقریر
کے صاحبقران اکبر نے شاہزادہ حیدر اور سلطان ابو الحسن بھی پسر سے فرمایا کہ ای برادران سعادت نشان اب میں تمسے جدا ہوتا
اور جاتا ہوں اگر تم میرے مرنے سے ملول و محزون نہ ہونا اور بعوض رنج و غم میرے عفو خطا و گناہ کے واسطے درگاہ
خدا میں دعا کرنا تاکہ مغفرت میری ہو جاوے علاوہ اسکے میں اپنے لخت جگر پارۂ جگر عزیز الدین اپنے جانشین کو بعد خدا تمہارے
حوالے کرتا ہوں تم سب اسکے معین اور مددگار رہنا شاید بعد میرے دشمن ہر جانب سے لشکر کشی کریں اور سلطنت

موروثی کو میرے فرزند عزیز الدین سے لے لیں۔ القصہ ابو المحسن جوہر و شاہزادہ حیدر و ابو الغرائب و ابو الفخر بیدار وغیرہ جو
اسوقت موجود تھے صاحبقران اکبر کی وصیت کو سنکے بے اختیار اشکبار ہوئے اور جو سردار کہ اسوقت حاضر تھے سب نے عرض کیا کہ
ای شہریار گردون وقار پروردگار عالم اول آپکو عمر خضر عنایت فرمائے اور اس مرض کو جلد دفع کرے اور ہماری دعا کو قبول کرے اور
اگر مصلحت پروردگار عالم خلاف ہماری دعا اور آرزو کے ہوئی تو لاچاری ہے ای شہریار آپ بخوبی مطمئن رہیں ہم سب خادمان
سرکار فیض آثار شاہزادہ عزیز الدین ذو الفقار کو اپنا مالک اور حاکم مثل حضور کے جانکر ہردم فرمانبرداری اور اطاعت کرینگے اور واسطے
جان نثاری کے ہر وقت حاضر رہینگے کیا مجال کسی دشمن کی کہ اس طرف آسکے اور اس سلطنت کی جانب نظر بد سے دیکھ سکے بعد عرض
کرنے سرداران نامدار کے صاحبقران اکبر نے مکرر سلطان ابو المحسن جوہر سے فرمایا کہ ای ابو المحسن جوہر مین اپنے نور نظر لخت جگر کو
تمہارے حوالہ کرتا ہون میرے فرزند کا ہر طرح خیال رکھنا بعد اس وصیت کے اور بھی کئی وصیتین کین سلطان ابو المحسن کو اسوقت
از حد اشکبار اور بیقرار ہوا لیکن گریہ و زاری یون عرض کرنے لگا کہ ای صاحبقران ذو الفقار آپ مجھسے نسبت شاہزادہ عزیز الدین
کچھ نہ فرمائیں کیونکہ اسوقت حضور کا حال دیکھکر میری عجب کیفیت ہے کچھ عجب نہیں کہ قبل حضور مین جانب ملک عدم روانہ ہون اور
اگر مصلحت حق زندہ رہا تو بھی بعد آپکے یہان نہ رہونگا لباس فقیری پہنکر سوے دشت و صحرا چلا جاؤنگا صاحبقران اکبر گفتگو
سلطان ابو المحسن سنکے چپ رہے کچھ جواب نہ دیا یکایک ہتے کی شدت سے ایسی آنکھیں بند کین کہ پھر نہ کھولین روز دیگر وقت نماز
جمعہ صاحبقران اکبر نے اس سراے فانی سے جانب ملک جاودانی کوچ کیا جسوقت شاہزادے نے انتقال کیا اور خبر وفات
شاہزادہ معز الدین شہر مین مشہور ہوئی تمامی شہر مین زن و مرد میں رنج و غم انتقال شاہزادہ معز الدین مین اسقدر یہ آواز بلند ہوئی
کہ تا بفلک صداے نوحہ و ماتم گئی صدہا مرد و زن کو شدت گریہ و بکا سے غش آگیا اسروز شہر مصر مین گویا ایک قیامت عظیم برپا تھی
ہر طرف سے صداے ماتم آتی تھی المختصر ابو الغرائب و شاہزادہ حیدر وغیرہ نے بجلوس تمام تابوت صاحبقران بنالہ و فغان اٹھایا جملہ
شرفاے مصر بھی ہمراہ تابوت تھے ہر ایک شخص اشکبار تھا بعد قطع راہ ابو الغرائب و شاہزادہ حیدر وغیرہ نے تابوت شاہزادہ
معز الدین کا روضہ عالیہ مین رکھا اور بعد غسل و کفن حنوط و نماز صاحبقران اکبر کو اسی قبر مین جو متصل قبر ملکہ عالیہ خاتون بنوائی
گئی تھی دفن کیا بعد فاتحہ خوانی جملہ خاص و عام بآہ و بکا روضہ عالیہ سے اپنے اپنے گھر آئے ناظرین عالیمقام کو معلوم ہو کہ صاحبقران
اکبر کے انتقال کرنے کا ایسا صدمہ جانکاہ ہے کہ جتنا اسکو طول دیکر لکھا جاے کم ہے مگر اس مترجم نے اسوجہ سے حال انتقال
صاحبقران اکبر اور گریہ و زاری خاص و عام کو طول نہین دیا کہ جس سلطان کشورستان کا قصہ الفت اور جسکی داستان نہایت
عشرت تحریر اور قلمبند کی ہون اب اس شہریار ذو الفقار کا حال انتقال پر ملال طول دیکر کیونکر قلم عشرت رقم سے لکھا جائے اور جو چند
اسطور حال وفات صاحبقران اکبر مین لکھے ہین بضرورت اظہار حال انتقال رقم کیے ہین ورنہ یہ قصہ دلچسپ ذکر ملکہ شمسہ تاجدار کے
بعد حال جشن عقد تمام ہو گیا تھا لیکن اب کچھ احوال شاہزادہ مرحوم کی اولاد کا لکھا جاتا ہے اور اسی حال پر اس جلد کو تمام کیا جاتا ہے

بیان احوال اولاد شاہزادہ معز الدین مرحوم مع ذکر حکومت کہ بعد انتقال صاحبقران عظیم الشان

اس دودمان میں کس طرح رہی

راویان خوش خصال نے اس روایت کو یوں ظاہر اور ہویدا کیا ہے کہ جب صاحبقران کشور گیر گردون سریر نے اس دنیا سے بے ثبات سے جانب ملک بقا کوچ کیا ابو الحسن جوہر لعبہ بجالانے مراسم تعزیت کے لباس فقیری پہنکر جانب صحرا بصد آہ و زاری چلا گیا پھر کسی نے اس وفا شعار بہادر ذیوقار کا نشان نہ پایا بعد جانے سلطان ابو الحسن جوہر مرحوم نے شاہزادہ معز الدین مغفور کے ہر ایک رفیق نے یکے بعد دیگرے انتقال کیا یعنے زمانہ دو سال میں تمام رفقا سے شاہزادہ معز الدین نے وفات پائی الحاصل بعد انتقال شاہزادہ معز الدین کے ابو الغرائب شاہزادہ نے شاہزادہ عزیز الدین کو العزیز باللہ خطاب دیکر سریر حکومت پر بٹھایا شاہزادہ عزیز الدین ذیوقار نے نو سال تک بعدل و انصاف حکومت کی اس شاہزادہ بلند اقبال فرخندہ فال کے زمانہ حکومت مین کوئی لڑائی کسی بادشاہ سے نہین ہوئی جملہ خاص و عام براحت و آرام اسکے عہد سلطنت مین رہے بعد انتقال شاہزادہ عزیز الدین شاہزادہ منصور ابن عزیز الدین کو بھی ابو الغرائب و شاہزادہ حیدر نے الحاکم باللہ خطاب دیا اور تخت سلطنت پر بٹھایا شاہزادہ منصور از حد نیک تھا ہردم عدل و انصاف اور رعایا پروری مین مصروف رہتا تھا اور جملہ امور خلاف شرع سے ممانعت کرتا تھا اور پرہیزگاری اور خدا پرستی کیجانب رغبت دلاتا تھا۔ اس شاہزادہ خوشخو نے تیرہ برس بعدل و انصاف سلطنت کی بعد تیرہ سال کے وفات پائی شاہزادہ منصور کے زمانہ حکومت مین ایک شخص خوارج مین سے حملہ آور ہوا تھا لیکن بمدد اقبال شاہزادہ منصور لشکر نصرت اثر نے اُسکی فوج کو شکست دی اور صدہا مردم فوج کو قتل کیا اور اُس فوج کے سردار کو جو خوارج سے تھا گرفتار کر لیا اور بذلت و رسوائی بحکم شاہزادہ منصور قتل کیا بعد اس جنگ کے شاہزادہ منصور ایک دن گھوڑے پر سوار ہو کر اکیلا پہاڑ پر گیا وہان چند دشمنون نے شاہزادہ منصور کو تنہا پاکر مار ڈالا بعد قتل ہونے شاہزادہ منصور کے علی ابن حاکم بادشاہ ہوا اور ظاہر باللہ خطاب پایا اور ستره سال تک حکومت کرکے انتقال کیا بعد وفات علی ابن حاکم الحافظ الدین باللہ جسکو خاص و عام مستنصر بھی کہتے تھے تخت سلطنت پر بیٹھا اور ساٹھ سال بعدل و انصاف حکومت کی اسکے زمانہ سلطنت مین حسن صالح حمیری ظاہر ہوا اور الحافظ الدین سے بدرجۂ کمال محبت و الفت بڑھا کر دام مکر و فریب مین مستنصر کو ایسا گرفتار کیا کہ شاہزادہ الحافظ الدین باللہ نے بوجہ نادانی عجائبات روان کو حسن صالح حمیری کے سپرد کیا حسن صالح حمیری مذکور فن نیرنجات مین اُستاد تھا بوجہ پڑھنے اسماء کے عجائبات روان کی سیر کیا کرتا تھا اور اپنے دوستون کو بھی تماشا عجائبات روان کا دکھاتا تھا اکثر مردمان نافہم و نادان عجائبات روان کی سیر دیکھکر یہ گمان کرتے تھے کہ حسن صالح صاحب کرامت اور تجبر تھا ہی غرض بعد تھوڑے زمانہ کے ہزارہا مردم حسن صالح حمیری کے معتقد ہو گئے راویان متقدمین بیان کرتے ہین کہ خاندان اسماعیلیہ مین دو گروہ ہوئے ہین ایک گروہ سادات عالی صفات سے تھا جس گروہ کا اول مظہر یار ابو القاسم محمد مہدی تھا اور آخر بادشاہ سادات سے العاضد الدین باللہ ہوا غرض دودمان سادات مین بلند درجات سے چودہ سلاطین گذرے ہین جنکا زمانہ حکومت کم و زیادہ دو صد و شصت سال ہے اگرچہ ان سلاطین نامدار و عالی وقار کا حال تو تحریر کیا ہے اور باقی شاہان ذی حشم کا ذکر بطور اجمال تحریر ہوتا ہے یعنی گروہ دیگر

خاندان اسماعیلیہ جو غیر ملت و مذہب تھا اُس گروہ میں حسن صالح اور رکن الدین و خورشاہ وغیرہ آٹھ سلاطین ہوئے
ہیں اور مدت سلطنت سلاطین مذکور کی کم و بیش یکصد و ہفتاد سال ہوئی ہے اور رکن الدین و خورشاہ وغیرہ جملہ ممالک ایران
و قہستان میں حکمران رہے اور اس گروہ کا پہلا شہریار حسن صالح حمیری ہے زمانۂ طفلی میں حسن صالح حمیری پریشان خاطر
ہوکر اپنے وطن سے چلا گیا تھا اور مدت تک آوارہ و برباد اکثر ممالک میں پھرا کیا مگر عہد الحافظ الدین میں اطراف عالم
پھر کر آیا اور سفر سے محبت بڑھا کر عجائبات روان کو بگڑ و دغا لیا ہر چند کہ عجائبات روان کا اثر طلسم جاتا رہا تھا لیکن حسن صالح نے
بصد تدبیر طلبات وغیرہ دوبارہ عجائبات روان کو ایسا درست کیا کہ جب حسن حمیری بقواعد تجربہ کسی جاتا تھا یا اپنے کسی دوست کو
برائے سیر بھیجتا تھا تحفۃ الغرائب میں انواع و اقسام کا تماشا نظر آتا تھا اور اس تماشائے عجیب کو حسن صالح اپنے اعجاز سے
نسبت دیتا تھا الحاصل بعد تھوڑے زمانہ کے حسن صالح بادشاہ ہو گیا اور جملہ ممالک گرد کوہ و قہستان اُسکے قبضہ میں آ گئے آخر
جبکہ حسن صالح نے قضا کی تحفۃ الغرائب بھی غائب ہو گیا یعنے دفعۃً خود بخود وہ جل گیا جب سلاطین دنیا سے الحافظ الدین
نے وفات پائی فرزند اُسکا احمد تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور مستعلی باللہ خطاب پایا اس شہریار عالیوقار نے بست سال بعدل
و انصاف حکومت کی بعد وفات احمد منصور بن احمد ملقب بامر اللہ سریر سلطنت پر جلوہ فرما ہوا اس شہریار عالیوقار نے بست سال
سلطنت کی بعد انتقال منصور ابن احمد عموی منصور مسمے عبد المجید بن مستقر العارف باللہ خطاب پا کر تخت
بست سال بعدل و انصاف حکمران رہا بعد انتقال عبد المجید بن مستقر ابو المنصور خطاب ظافر پا کر سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوا اور
پانچ سال فرمانروائی کرکے راہی ملک عدم ہوا۔ بعد انتقال ظافر یحیی بن ظافر تخت حکومت پر بیٹھا اور فائز خطاب پایا اس شہریار
نے کل تین برس سلطنت کی بعد وفات فائز محمد ابن فائز جو آخر بادشاہان شہر مصر و ملک مغرب سے تھا العاضد لدین اللہ خطاب
پاکر تخت پر بیٹھا ہر چند کہ اس شہریار نے بارہ سال سلطنت کی مگر زندگی اسکی براحت و آرام بسر نہیں ہوئی مدام تردد میں رہا یعنے
ہر جانب سے ایسے دشمنوں نے لشکر کشی کی کہ عاضد الدین عاجز آیا خصوصاً فرقہ نصاری نے ایسی لشکر کشی کی کہ عاضد الدین
گھبرا گیا اور مجبوری نور الدین محمد بن عماد الدین فرمانروائے ملک حلب سے اعانت کا طلبگار ہوا۔ نور الدین محمد نے اپنے امرا
نامی وگرامی سے ایک سردار اسد الدین شیر بیگ کو مع فوج کثیر عاضد الدین کی کمک کو روانہ کیا اسد الدین مذکور نے آکر گروہ نصاریٰ
کو ملک سے نکال دیا اور فتحیاب ہوکر شہر حلب کو چلا گیا بعد روانہ ہونے اسد الدین شیر بیگ کے دوبارہ قوم نصاریٰ نے لشکر کشی
کی اور عاضد الدین کو آکر گھیر لیا۔ عاضد الدین نے دوبارہ نور الدین محمد سے کمک طلب کی اس دفعہ اسد الدین مع اپنے
برادر زادہ صلاح الدین بن نجم الدین ایوب کے ملک مصر میں آیا اور اعدائے عاضد الدین کو قتل کیا عاضد الدین نے
اس فتح سے خوش ہوکر عوض میں اسکے اسد الدین شیر بیگ کو اپنا وزیر کیا اور جملہ امورات سلطنت کا اختیار اسد الدین کو دیا
بعد کئی برس کے اسد الدین نے انتقال کیا بعد مرنے اسد الدین کے عاضد الدین نے صلاح الدین برادر زادہ اسد الدین
مرحوم کو اپنا وزیر کیا بعد تھوڑے دنوں کے عاضد الدین نے بحکم خدا وفات پائی بعد انتقال کرنے عاضد الدین کے خاندان

فہرست کتب

نام کتاب	قیمت
ترجمہ داستان امیر حمزہ بالتصویر ۔ ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمہ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی کردہ مولوی تصدق حسین	عہ ر ۴ ار
الف لیلہ بالتصویر ۔ دو کالم میں مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی میں ہے اس کا ترجمہ اردو میں منجانب مطبع منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا ۔ بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی خان متخلص بہ حامد ۔ کاغذ سفید و خاکی	عہ ر پ
فسانۂ عجائب جلی قلم بالتصویر ۔ بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ ۔	۹ ر پ
ایضاً ۔ کاغذ خاکی گندہ ۔	۸ ر پ
الف لیلہ بالتصویر ۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمۂ مولانا محمد حامد علی خان صاحب ۔	۱۱ ر
قصہ سندباد جہازی ۔ ماخوذ از قصۂ الف لیلہ ۔	۱۱ ر پ
کامروپ کا جادو ۔ اردو کاغذ سفید ۔	۱۲ ر پ
جادۂ تسخیر ۔ قصۂ دلچسپ از نواب محمد حامد علیخان صاحب	عہ ر پ
فسانۂ عجائب متوسط قلم ۔ مصنفۂ مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم ۔	
ایضاً ۔ بالتصویر خفی قلم حسب مراتب بالا ۔	۱۳ ر
سروش سخن بالتصویر ۔ جواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی ۔	۵ ر ۳
ایضاً ۔ بلاتصویر ۔ حسب مراتب بالا ۔	۲ ر ۳
طلسم حیرت ۔ افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی متخلص بہ شیون	۵ ر
باغ و بہار ۔ معروف بہ قصۂ چہار درویش بالتصویر ۔	۳ ر
ایضاً ۔ بلاتصویر حسب مراتب بالا ۔	۳ ر ۶
نو طرز مرصع ۔ از محمد عوض ۔	۱ ر ۶

نام کتاب	قیمت
لطائف الظرفا ۔ مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب جس میں ڈیڑھ سو سے زیادہ عمدہ عمدہ مذاق پیشاق لطیفے ہیں ۔	۳ ر پ
تفریح الطلبا ۔ مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب جس میں ۱۵ نتیجہ خیز حکایات مع نتائج و فوائد ہیں اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی حکایت فرضی یا خیالی نہیں ہے	۱۲ ر پ
طلسم فصاحت ۔ قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم	۹ ر
مقتول جفا ۔ معروف بہ فسانۂ نجم آسود ۔ از حافظ امیر الدین	۱ ر ۶
گلستان حکمت ۔ اردو ترجمہ انوار سہیلی مترجمۂ فقیر محمد خان	عہ ر
سیر باغ ۔ از میر محمد علی قلق مرحوم و مغفور ۔	۳ ر ۶
فسانۂ دلپذیر ۔ مصنفۂ منشی احمد علیخان تائب و عجیب قصہ [illegible] صحیح ، رزم بزم دونوں عمدہ ۔	۸ ر
فسانۂ [illegible] مترجمہ منشی حامد [illegible]	
قصۂ سیاہ پوش ۔ از عنایت اللہ [illegible]	
فسانۂ معقول ۔ از سید غلام حیدر خان بہادر	۸ ر ۳
فسانۂ دلفریب ۔ از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب	۵ ر
قصۂ زاہد شمسی ۔ مصنفہ شیخ برہان الدین احمد ۔	۱ ر ۶
سنگاسن بتیسی ۔ قصۂ مشہور ۔	۳ ر ۶
نانک نل ونتی ۔ مؤلفہ منشی نایک پرشاد ۔	۲ ر ۶
قصۂ سوتی و سولہ ۔ ذخیرۂ بنا خردمندانہ	۹
بیتال پچیسی بالتصویر ۔ قصۂ مشہور ۔	۳ ر
گل بکاولی ۔ از منشی نہال چند	۳ ر
طوطا کہانی ۔ بالتصویر ۔ از سید حیدر بخش متخلص بہ حیدری	۳ ر ۶
فسانۂ پرفضا ۔ مصنفۂ منشی ٹھاکر پرشاد صاحب ۔	۳ ر